UNIVERSAL LIBRARY

OU-234618

UNIVERSAL LIBRARY

650

۱۹ د ۲۰۹۶

شمس

شمس التواریخ

تاریخ زندگی

وارثی

مطبع [illegible] آگره

۱۳۱۸ھ

شمس التواریخ

حصہ اوّل

مشتمل بحالات سرور کائنات مفخر موجودات سیدنا
و مولانا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلفہ

جناب مولوی محمد ارشاد علی سابق ایڈیٹر اخبار اسلام آگرہ

وَقَدْ طُبِعَ فِی المَطْبَعِ مُنْبَعِ الانوار آگرہ

سنہ ۱۳۵۱۸ع

جملہ حقوق محفوظ ہیں

فہرست مضامین حصہ اوّل کتاب شمس التواریخ

مضمون	صفحہ
دیباچہ	۲
مختصر جغرافیہ ملک عرب	۳
ابتدائے سفر عرب بمبئی سے	۶
جدہ کے حالات	۷
مکہ معظمہ مین پہونچنا اور تعمیر خانہ کعبہ	۱۰ و ۱۱
دیگر زیارت گاہین جو مکہ معظمہ مین ہین	۱۸
مزارات بیرون شہر مکہ معظمہ	۲۰
عمرہ و مدینہ منورہ کے راستہ مین جو مزارات ہین	۲۱
منا و عرفات و مزدلفہ و وادی محسر	۲۲
روانگی مدینہ منورہ	۲۳
نقشہ مسجد نبوی در زمانۂ آنحضرت صلعم	۰
و بیان تعمیر آن	۲۵
زیارات اندرون و بیرون شہر مدینہ منورہ	۳۰
زیارات محلہ قبا و مسجد قبا و نواح آن و دیگر	۰
مقامات مقدسہ	۳۲
تحقیق نسل عرب	۳۶

مضمون	صفحہ
واقعہ اصحاب فیل	۳۷
آنحضرت صلعم اور اونکی والدہ ماجدہ کا	۰
نسب نامہ عدنان دوم تک	۴۱
جناب عبد المطلب و حضرت عباس	۰
و حضرت ابو طالب و حضرت حمزہ و	۰
حضرت زبیر و آنحضرت و جناب	۰
علی مرتضی کی اولاد	۴۲
آنحضرت اور اصحاب اربعہ و حضرت معاویہ	۰
اور مروان بن حکم کا نسب نامہ	۴۵
آنحضرت صلعم کے آبا و اجداد کے مختصر	۰
حالات حضرت عبد اللہ سے لگا کے	۰
عدنان تک	۴۵
بعثت کے قبل ملک عرب اور دنیا کے	۰
مشہور و معروف مذاہب کی اخلاقی اور	۰
تمدنی حالت کیا تھی	۵۶
آنحضرت صلعم کی ولادت	۵۸

مضمون	صفحہ
آنحضرتؐ کی رضاعت	۶۱
شق صدر و غسل قلب	۶۵
آنحضرتؐ کی والدہ ماجدہ کا انتقال	۷۰
حضرت عبد المطلب کا انتقال	۷۱
آنحضرت صلعم نے اپنے چچا صاحب کے ساتھ سفر شام کا ارادہ کیا	۷۲
جناب خدیجۃ الکبریٰ کا نکاح	۷۴
ایک پہاڑی نالہ کی طغیانی سے عمارت خانہ کعبہ منہدم ہوگئی	۷۸
اظہار نبوت	۷۹
نزول وحی کی صورتین	۸۴
قریش کی بغاوت و تمسخر	۸۸
رشتہ دارون کو دعوت اسلام	۸۹
کفار کے ظلم اور ہجرت حبشہ	۱۰۲
حضرت نجاشی کے پاس مسلمان چلے گئے	۱۰۴
حضرت حمزہ اور جناب فاروق اعظم کا مشرف باسلام ہونا	۱۰۷
شعب ابوطالب کے واقعات	۱۱۱
وفات حضرت ابوطالب اور رومیون اور فارسیون کی لڑائی	۱۱۳
حضور صلعم کا طائف تشریف لیجانا	۱۱۸
بیعت عقبۃ الاولیٰ	۱۲۰
بیان معراج	۱۲۳
ہجرت	۱۳۴
تبدیل قبلہ	۱۵۹
عقد جناب فاطمہ زہراؓ	۱۶۰
واقعات سنہ ۲ ہجری	۱۶۳
حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے بموجب واقعات عہد نبوی کی فہرست	۱۶۸
غزوہ ابوا	۱۷۴
سریۂ رابغ بامارت ابوعبیدہ بن الحارث	۱۷۵
سریۂ سیف البحر بامارت جناب حمزہؓ	۱۷۷
سریۂ خرار بامارت سعد ابن ابی وقاص	۱۷۸
غزوہ بواط	″
غزوۃ العشیرہ	″
غزوہ بدر اولیٰ	۱۸۰

مضمون	صفحہ
سریۂ نخلہ	۱۸۱
غزوۂ بدر کبریٰ	۱۸۵
اسماے مبارک اصحاب بدر اور اونکی فضیلت	۲۵۳
غزوۂ بنی سلیم وغطفان	۲۸۰
عصماء بنت مروان وغیرہ کا قتل	۲۸۱
غزوۂ بنی قینقاع	۲۸۲
ذکر امیہ بن الصلت شاعر	۲۸۴
غزوۂ سویق	۲۸۵
۳ھ کے واقعات۔ غزوۂ انمار	۲۸۶
سریۂ قردہ	۲۸۸
قتل کعب بن اشرف یہودی	۲۸۹
قتل ابورافع یہودی تاجر حجاز	۲۹۲
غزوۂ اُحد	۲۹۴
اسماے مبارک شہداے اُحد	۳۴۴
واقعات ۴ھ ہجری۔ سریۂ قطن	۳۵۲
سریۂ رجیع	۳۵۳
سریۂ عبداللہ بن اُنیس	۳۶۶
غزوۂ بدر ثانی	۳۶۷

مضمون	صفحہ
سریۂ بنی اسد	۳۷۲
سریۂ بیر معونہ	۳۷۴
غزوۂ بنی النضیر	۳۸۴
حضرت عبداللہ بن عثمان وحضرت	٠
زینب وجناب علی مرتضیٰ کی والدہ ماجدہ	٠
وغیرہ کا انتقال	۳۹۹
حرمت شراب	۴۰۲
واقعات ۵ھ	۴۰۵
غزوۂ مریسیع یا بنی المصطلق	״
افک حضرت عائشہ صدیقہ	۴۱۳
غزوۂ خندق	۴۲۴
غزوۂ بنو قریظہ	۴۵۸
غزوۂ غابہ وبنی المصطلق	۴۷۱
حال خسوف اور بلال بن حارث کا	٠
ایمان لانا	۴۷۴
غزوۂ دومۃ الجندل	۴۷۵
واقعات ۶ھ حج کا فرض ہونا	۴۷۶
غزوۂ ذات الرقاع	۴۷۷

مضمون	صفحہ
غزوۂ بنی لحیان	۴۷۸
سریۂ قضایا با مارت محمد بن سلمہ	۴۷۹
سریۂ عکاشہ بن محصن اسدی	۴۸۰
سریۂ ذی القصہ	〃
سریۂ زید ابن حارث	۴۸۱
سریۂ حضرت عبد الرحمن بن عوف	〃
سریۂ حضرت علی	۴۸۲
سریۂ زید بن حارثہ	〃
قصہ عکل و عرنیہ	۴۸۳
مینہ برسنے کے لیے دعا مانگنا	۴۸۴
قصہ حدیبیہ	۴۸۰
آنحضرت نے شاہان اطراف وجوانب کے نام خطوط روانہ فرمائے	۵۱۱
بدمزگی درمیان خولہ بنت ثعلبہ اور اونکے شوہر کے	۵۴۷
اونٹ اور گھوڑے دوڑانیکا حکم	۵۵۱
حضرت اُم رومان کی وفات	〃
وقائع سال ہفتم ہجری	۵۵۳

مضمون	صفحہ
غزوۂ خیبر	۵۵۴
معجزۂ ردّ الشمس	۵۸۸
غزوۂ وادی القریٰ	〃
یہودیان تیما کا اطاعت اختیار کرنا	۵۸۹
لیلۃ التعریس	۵۹۰
سریۂ ناحیہ ضربہ	۵۹۱
سریۂ بنی مرہ	۵۹۳
سریۂ بنی ہوال اور بنی عبد ابن ثعلبہ	۵۹۴
واقعات سال ہشتم ہجری	۶۰۲
حضرت ابراہیم بن رسول اللہ کا تولد	۰
اور وفات	۶۱۰
منبر مسجد نبوی	〃
سریۂ کدید	۶۱۳
سریۂ بنی مرہ کا نتیجہ	۶۱۴
سریۂ موتہ	۶۱۶
غزوۂ ذات السلاسل	۶۲۸
سریۂ خبط	۶۳۲
فتح مکہ معظمہ	۶۳۵

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
غزوۂ حنین و اوطاس و طائف	۶۹۷	حالات وفود	۸۲۲
سال ہشتم ہجری کے چند مشہور واقعات	۷۱۹	ذکر موت عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق	۸۳۶
واقعات سال نہم ہجری۔ عمال زکواۃ و	.	وفات حضرت نجاشی شاہ حبشہ	۸۳۸
صدقات کی تقرری	۷۳۸	انتقال حضرت ام کلثوم	۸۳۹
سریۂ عیینہ بن حصین	۷۳۹	بعض اور وفود	〃
ولید بن عقبہ زکواۃ لینے بنی مصطلق کے	.	ذکر حاتم طائی	۸۴۰
پاس گئے	۷۴۵	جناب صدیق اکبر امیر حجاج مقرر ہوئے	۸۵۴
سریۂ قطبہ بن عامر	۷۴۷	وقائع سنہ ھ۔ حضرت خالدؓ بن الولید	.
سریۂ ضحاک بن سفیان	۷۴۸	کا بنی الحارث ابن کعب کے پاس جانا	۸۶۶
سریۂ علقمہ بن مجزز مدلجی	〃	وفد خولان	۸۶۷
سریۂ حضرت علی مرتضیٰ	۷۴۹	وفد زبادیین بنی مذحج	۸۶۸
کعب بن زہیر	۷۵۴	وفد غامد	۸۶۹
خانگی ناچاقی یعنی ایلاء	۷۵۶	جریر ابن عبد اللہ بجلی کا مع قبیلہ ایمان	.
ایک مرد اور ایک عورت کا سنگسار کیا جانا	۷۷۰	لانا اور انہدام بتخانہ ذو الخلصہ	۸۶۹
غزوۂ تبوک	۷۷۲	نجران کے نصاریٰ نے مباہلہ سے	.
مسجد ضرار کا حال	۷۹۵	انکار کیا	۸۷۱
شاہ عبد الحق دہلوی اور صاحب قرۃ العیون	.	حضرت عمرو بن حزام کا ذکر	۸۷۶
کے قول کے بموجب سرایا اور غزواۃ کی فہرست	۸۱۷	باذان حاکم یمن کی وفات	۸۷۸

مضمون	صفحہ
سریہ یمن باامارت جناب علی مرتضیٰ	۸۷۹
حجۃ الوداع	۸۸۳
حضرت جریر بن عبداللہ ذوالکلاع کے	.
پاس بھیجے گئے	۹۲۸
حضرت ابراہیم بن رسول اللہ کی وفات	۹۳۲
جناب جبریل امین کا حضور نبوی مین حاضر ہونا	۹۳۳
گیارہوین سال ہجری کے واقعات	۹۳۷
ذکر مسیلمہ کذاب	۹۳۸
سجاح کا بیان	۹۴۵
اسود عنسی کا بیان	۹۴۷
طلیحہ کا حال	۹۵۲
تقرر عاملان بر اطراف و نواحی	۹۵۳
حضرت اسامہ بن زید کو روم پر چڑہائی	.
کرنے کا حکم ہوا	۹۵۵
حالات مرض موت	۹۶۲
ازواج مطہرات	۱۰۱۳
آنحضرت کے غلام	۱۰۱۷
حضرت سلمان فارسی کا حال	۱۰۱۸

مضمون	صفحہ
کاتبین وحی وغیرہ	۱۰۲۷
آنحضرت کا سراپا	۱۰۲۸
حضور کے لباس بستر اور ہتیارون	.
کا بیان	۱۰۳۹
آنحضرت کی گذران کے بیان مین	۱۰۴۶
آنحضرت کے خلق اور حلم کے بیان مین	۱۰۵۲
اہلبیت کے ساتھہ آنحضرت کا برتاؤ	۱۰۶۴
آنحضرت کا صدق و امانت وحیا و مزاح	۱۰۶۵
حضور کی تواضع اور نشست وغیرہ کے بیان مین	۱۰۶۷
رسول اللہ کا کرم اور شجاعت	۱۰۷۲
نبی صلعم کی نماز اور روزہ	۱۰۷۶
آنحضرت کی تلاوت	۱۰۷۹
احوالات مختلف	۱۰۸۰
احادیث جوامع الکلم بترتیب حروف تہجی	۱۰۸۲
معجزات	۱۱۱۲
قرآن مجید و فرقان حمید	۱۱۵۹
ترتیب سور قرآن مجید	۱۱۶۹
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی	.

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
وفات کے مادہ تاریخ - - -	۱۱۷۳	۳- زمینی نقشہ مسجد نبوی و روضہ اقدس	۰
رباعی اسماے پاک ازواج مطہرات -	۱۱۷۵	واقعہ مدینہ منورہ - - - -	۳۰
رباعی اسماے پاک فرزندان رسول صلعم	〃	۴- مجموعہ نقشہ جات جاے ولادت	۰
خلاصہ کے طور پر چند باتین -	۱۱۷۶	ومزدلفہ وغیرہ - - -	۱۹
ضروری تاریخین بقید سنہ عیسوی -	۱۱۷۷	۵- مجموعہ نقشہ جات جبل عرفات وغیرہ	۳۲
تقریظ و قطعات تاریخ وغیرہ -	۱۱۷۹ تا ۱۱۹۶	۶- نقشہ مدینہ منورہ - - -	۱۳۴
فہرست نقشہ جات		۷- نقشہ مکہ معظمہ - - -	۶۲۵
۱- نقشہ عرب رنگین - - -	۳	۸- مجموعہ نقشہ جات شبکہ شریف وغیرہ -	۸۸۳
۲- زمینی نقشہ بیت اللہ شریف -	۲۳	۹- مجموعہ نقشہ جات مسجد جن وغیرہ -	۸۸۴

اشتہار

ہمنے متعدد قسم کے کتبہ چوب قلم مختلف رنگ کے مینا کار طبع کراے ہین جو لوگ کہ خلاف شرع تصاویر وغیرہ سے پرہیز کرتے ہون اور اپنے کمرونکو نمونہ جنت بنانا چاہتے ہون وہ ان کتبون کو ہمسے منگاکر اور چوکھٹون مین جڑوا کر اپنے مکانون کو آراستہ کرین - کچھہ شعر بے ثباتی دنیا کے ہین - کچھہ عاشقانہ کچھہ صوفیانہ - ایک سورہ اخلاص کا ہے - چندین مختلف آیتین کلام مجید کی ہین - ایک طغرا کلمہ طیبہ کا اور ایک شعر مادہ تاریخ جشن جوبلی اعلی حضرت سلطان المعظم غازی عبد الحمید خان زاد اللہ شوکتہ وحشمتہ کا ہے - کل ۲۶ کتبہ ہین اور محض بنظر فائدہ عوام قیمت فی کتبہ ار ہے - محصول قریب ۴ر کے ذمہ خریدار - ۸ کتبہ سے کم نہین بھیجے جاوینگے - تقطیع فولس کیپ یعنی ۱۷×۲۷ ہے - کاغذ اعلے درجہ کا چمکدار اور ہر کتبہ پر خوشنما بیل ہے -

المشتہر

محمد امیر الدین و اسحاق علی مطبع لامع النور محلہ گلابخانہ آگرہ

اطلاع ضروری

چند اصحاب کی شکایت گرانی قیمت وعجلت اختتام پر ایک عرضداشت کل خریدارون کیخدمت مین بھیجکر استصواب کیا گیا تھا اوسکے جواب مین بمشکل معدودے چند اشخاص نے اتفاق کیا یعنی قیمت کی گرانی اور ختم کرنیکی عجلت - مگر زیادہ تر اصحاب نے یہی سلسلہ ماہواری اشاعت کا جواتبک رہا ہے جاری رکھنے پر اصرار کیا بعض نے یہانتک لکھا کہ بجاے ۲ ر کے ہم عصہ دینے کو مستعد مین آپ اس کام کو محض اللہ کے بھروسہ پر جاری رکھیے مسلمانون کی علم سے بدشوقی کا مطلق لحاظ نکیجیے دو ایک نے استہزاً لکھا کہ اگر کوئی مخرب اخلاق ناول بھیجتے کا خیال پر عمل کرکے شائع کرتے تو بہت سے خریدار ہو جاتے - ان بزرگوار کے بیش بہا الفاظ اور ہمدردی کا ہم تہ دل سے شکریہ ادا کرتے مین اور جہانتک ہمارا علم یاری دیتا ہے ہمکو زیادہ تر خریدار صرف وہی لوگ معلوم ہوتے ہین جو فی زمانناً اپنی گذراوقات کرسکتے ہین اور جنکے پاس خرچ سے زائد آمدنی نہین ہان صاحب جاہ وثروت اسقدر البتہ خریدار ہین کہ جنکا شمار اونگلیون پر کرلو - پس اسی لحاظ سے اور کثرت آراء پر نظر کرکے ہم ماہواری سلسلہ جاری رکھنے پر مجبور ہین اور باوجود مصارف کثیر کے ۲ ر کی تخفیف کیے دیتے ہین جس سے ہمکو گونہ مدد ملتی ہے اور اول الذکر اصحاب کو بھی بہت بڑی آسانی ہے کہ وہ تھوڑی سی رقم اپنی قلیل آمدنی مین سے ہر مہینہ بخوشی دیدینگی اور اسطرح سے اپنے اسلاف کے ششدر کردینے والی کارنامون کا ذخیرہ حاصل کرکے حتی الامکان اونکے قدم بقدم چلنے کی کوشش کرینگے تاکہ اسلام کی بگڑی ہوئی حالت سنبھل جاے اور غیر قومونکو جو موقعہ تمسخر کا ہماری کرتوتون سے مل رہا ہے اوسکا قلع قمع ہو جاے - واضح رہے کہ ہمنے اپنے اشتہار مین تیرہ سو برس کی مفصل اسلامی تاریخ شائع کرنیکا وعدہ کیا تھا منجملہ اوسکے حصہ اول بفضل ایزدی تکمیل کو پہونچگیا اب حصہ دوئم یعنی امیر المؤمنین حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے حالات ساڑہے سات جزو ماہواری عصہ معہ محصولین بھیجے جادینگے جو کم وبیش ۲۵ جزو ہونگے حصہ اول کے ۱۶ جزو ۱۲ ر مین دئے جاتے تھے اب بجاے ۱۰ کے ۱۰۰ اور بجاے ۱۲ ر کے عصہ کردیا ہے جس سے ۲ ر کی تخفیف ہوگئی ہے جنکو خریداری منظور ہو وہ مطلع فرماوین تاکہ اونکو حصہ دوم کا نمبر بھیجا جاوے حصہ اول کی قیمت یکمشت خرید نے پر لعہ ہے جو نئی خریدار ایکساتھ نہ منگا سکین وہ للعہ یا تیس جزو کرکے بذریعہ ... منگالین بحساب ساڑہے سات جزو عصہ معہ محصولین -

المشتہر محمد امیر الدین واسحاق علی مطبع لامع النور محلہ گلاب خانہ آگرہ

بسملۃ الحمد للہ والصلوٰۃ علی النبی علیہ

بحمد خالق انام و رسولہ الکرام کہ کتاب مستطاب تاریخ اسلام یعنی

شمس التواریخ

مؤلفہ نیّر برج ادب و کلام مہر سپہر تحریر و ارقام جناب مولوی اثر علی صاحب

در مطبع مطلع النور آگرہ طبع شد

احمد علی خاں پسر محمد حسین لکھنوی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

یا علیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السعی منی والاتمام من اللہ

لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

یارب خلاق ہر دو عالم تو ہے	ظاہر ہے کہ اسرار کا محرم تو ہے
تو وہ ہے کہ بے نیاز کہتے ہین تجھے	تحقیق یہی ثابت ہے مسلم تو ہے

جل جلالہ اللہ اکبر

حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ حبیب رب جل و علا کی شان احاطۂ تحریر سے باہر ہے ﷺ

کریم السجایا جمیل الشیم	نبی البرایا شفیع الامم
امام رسل پیشوائے سبیل	امین خدا مہبط جبرئیل
شفیع الوریٰ خواجہ بعث و نشر	امام الہدیٰ صدر دیوان حشر
کلیمے کہ چرخ فلک طور اوست	ہمہ نورہا پرتو نور اوست

بعد حمد و نعت کے خاکسار ازلی **وارث علی** اکبر آبادی خدمت مین ناظرین با تمکین کی التماس کرتا ہی کہ تاریخ اسلام میری زبانی چھوٹا موںہہ بڑی بات ہی مگر اس زمانہ کی تحریرین جہانتک میری نظر سے گذری ہین وہ خواہ مخواہ اور بلاضرورت انگریزی رنگ پکڑتی جاتی ہین مینے اس اہم بیان کو اوسی طرح لکھا ہی جیسے کہ ہماری سلف صالح ابتدا سے کہتے چلے آتے ہین تاکہ تصنع کے باعث اسکے کسی اصلی خط و خال مین فرق نہ آوے اور مسلمانونکی موجودہ اور آیندہ نسلون پر اسکا پاک ربانی اثر پڑے جسکی نہایت ضرورت ہی نہ یہ کہ رفتہ رفتہ اسلام کی تاریخ بہی اور قومون کے عروج و زوال کی تاریخ کے مثل بنکر اپنا خاص جاہ و جلال جو محض خدا کیطرف سے ہی کہو دے - میری رائے مین نئی تاریخین مین بیان کا حسن اور بڑہائینگی ورنہ میری تحریر اون سبکی اصلیت کو قایم رکہیگی - یہی بڑا سبب ہی جو مینے اسکے لکھنے کی جرات کی ہی خدا میری مدد کرے - مین عربی فارسی اردو انگریزی کچہہ کچہہ جانتا ہون اور ان چارون زبانون سے اپنا مطلب نکال لیتا ہون - انہین سے جہان تک مجھکو مدد ملی ہے مین نے لی ہے - لمبی فہرست ماخذ کی کتابون کی لکھہ دینا بے سود ہے - ناظرین کو جہان میری خطا نظر پڑے ازراہ ہمدردی مجھے مطلع فرماوین فقط

یکم محرم سنہ ۱۳۱۷ ہجری

مقام آگرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

تاریخ اسلام کے لئے اگرچہ تمام جہان کے جغرافیہ کی ضرورت ہے لیکن سردست ہمکو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور چارون خلفاے راشدین رضی کی سوانح عمریان لکہنا منظور ہین کیونکہ یہی پانچون صاحب منبع اسلام اور چشمہ دین متین ہین اوران حضرات کا طلوع خاص ملک عرب سے ہوا اس لئے پہلے ہمکو ملک عرب کا جغرافیہ لکھنا چاہیئے۔

پس جب آپ پرانی دنیا یعنے نصف کرہ شرقی کے نقشہ پر نظر ڈالینگے تو بحر احمر کے پورب اور فلسطین کے ٹہیک جنوب مین ایک عجیب و غریب قطعہ زمین دکھائی دیگا جو سرسری نظر سے نہ تو ایشیا سے متعلق معلوم ہوگا نہ افریقیہ سے نہ یوروپ سے سب سے ملا ہوا اور سب سے الگ گویا وہ پرانی دنیا کی ناف ہے۔ تین طرف اوسکے چٹانی ساحل پر سمندر اپنا سر ٹکرا ٹکرا کے زبان حال سے یہہ کہہ رہا ہی "افسوس میرے ہوتے ہوئے اس دُرِ یتیم بحر ہدایت و شفاعت نے صدف بطن آمنہ سے خروج کیا"

اور چوتھی سمت کو ایک بے نام ونشان ریگستان ہے جس پر نہ کسی کا قبضہ ہے اور نہ کوئی اوسے اپنے تحت مین رکھنے کا آرزومند۔ نہ اوس مقام پر کوئی ایسی حد جس سے یہ پتا لگے کہ کہان ایک سلطنت کی عملداری ختم ہوئی ہے اور دوسری قوم کی زمین شروع ہوتی ہے۔ سارا ملک ریتیلے اور پتھریلے میدان سے بھرا ہوا ہے نہ جہان کوئی دریا ہے نہ جھیل۔ تعریف تو اسکی ہے کہ بہت سے ملک کا حال نامعلوم۔ یہی وہ پاک اور مقدس ملک ہے جسے لوگ عرب کہتے ہین اور یہین۔

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا		دعائے خلیل اور نوید مسیحا	

حدود اربعہ اس ملک کے یہ ہین۔ اوتر مین فلسطین اور ملک شام۔ پورب مین خلیج فارس اور ایران۔ دکھن مین بحر عرب۔ پچھم مین آبنائے باب المندب بحر احمر جسکے دوسرے طرف افریقہ ہے۔ یہہ ملک پہلے گوشہ شمال ومغرب مین بوسیلہ خاکنائے سوئیز براعظم افریقہ سے ملا ہوا تھا اب نہر سوئیز کے کہد جانے سے علیحدہ ہوگیا ہے۔

لمبائی اس ملک کی سترہ سَو میل اور رقبہ دس لاکھ میل مربع ہے باشندے ایک کرور ۲۰ لاکھ بتائے جاتے ہین۔ اس حساب سے فی مربع میل ۱۲ آدمیون کی آبادی ہوئی۔

زمین عرب کی تقسیم اب یون کیگئی ہے۔ حجاز۔ یمن۔ حضرموت۔ عمان۔ لحسا یا ہجار۔ نجد۔ اور پرانی تقسیم یہ تھی۔ زرخیز اور سرسبز خصہ عرب۔ اور ریگستان وکوہستان۔ عرب کے دو حصہ تہامہ ویما مہ بھی ہین۔

حجاز۔ حضرموت۔ لحسا۔ نجد کو خودمختار کہنا چاہیئے۔ حضرت امیرالمومنین سلطان روم خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ ناز برداری کے باعث ان لوگون کی بڑی خاطر کرتے ہین اور انکو بالکل تکلیف نہین دیتے۔

وسطی پہاڑی ملک نجد مین دو ریاستین ہین **اول** جبل شومر جسکا خاص شہر حائل ہے

دوم ملک وہابیان جسکا خاص مقام ریاض ایک خوبصورت شہر ہے۔

خرما یعنے چھوہارے کی پیدائش بہت ہے یہان کی کافی یعنی قہوہ بہی بہت مشہور ہے۔ سنا ربہی اچھی ہوتی ہی۔ عمدہ کافی یمن مین ہوتی ہے اور مخہ سے روانہ کیجاتی ہی اسلئے اوسکو مخہ کا قہوہ بولتے ہین۔ اور مختلف خوشبودار اور گوند دینے والے درخت ہوتے ہین عمان کی سرزمین بہت نمد خیز اور سرسبز ہے وہ ملک عرب کا حصہ نہین معلوم ہوتا بلکہ اوسے ہندوستان کا تختہ کہنا چاہیئے۔ یہان کی آبادی کا بڑا حصہ خانہ بدوش ہے اور خصوصًا شمالی ریگستان کے تو سب لوگ ایسے ہی ہین اونکو بدوی یا گنوار کہتے ہین۔

پالتو جانور عرب مین اونٹ۔ گھوڑا۔ بکری۔ بھیڑ ہین۔ گھوڑا یہان کا بے مثل ہوتا ہے عرب اوسکو اپنے بچون کی طرح پالتے ہین اور وہ سوائے حضرت سلطان المعظم اور شریف مکہ کے اور کسی کو میسر نہین ہوسکتا۔

تجارت کثرت سے ہوتی ہے قہوہ۔ گوند۔ ادویہ نباتی۔ اور موتی یہان سے دور دور جاتے ہین۔ اور سوداگری ہی پر عربون کی گذران ہے۔ مسقط سے مال تجارتی جہازون پر لدلد کے ہندوستان اور فارس اور افریقہ کے مشرقی ساحل پر جاتا ہے غرضکہ یہ ملک مقدس تجارت کے لئے بہت اچھی جگہہ واقع ہوا ہے۔ خلیج فارس کے مغربی ساحل پر اور جزیرۂ بحرین کے پاس موتی نکالا جاتا ہے۔

اس ملک مین کوئی دریا نہین پس کشتی کس مین چلے لہذا اونٹ کے ذریعہ مال ادہر سے اودہر ہوجاتا ہے اور یہ حضرت ملک عرب کے لئے ایک نعمت خداداد ہین جنکی اوصاف خداوندکریم بہی خوش ہوکر کلام مجید مین یون فرماتا ہے ‘‘ الی الابل کیف خلقت ،،

بندرگاہ یہان کے۔ مسقط۔ عدن۔ مخہ۔ لحیہ۔ کامران۔ اور جدہ ہین۔ عدن پر

۱۸۳۸ء سے انگریزون کا قبضہ ہے - اور بمبئی سے جو جہاز سوئیز کو جاتے ہین وہ عدن ہی مین مقام کرکے کوئلہ اور پانی لیتے ہین -

ساحل عرب سے ڈیڑہ میل کی فاصلہ پر آبنائے باب المندب مین ایک جزیرہ پیرم انگریزون کے قبضہ مین ہے جسکے قلعہ مین ایک روشنی کا مینار ہے -

بستیان عرب کی - مکہ - مدینہ - عرفات - طائف - ینبوع - اور یمن کا خاص شہر صنعا ہے جسکی بندرگاہ کو حُدیدہ کہتے ہین -

مکہ ایک درۂ کوہ مین آباد ہے جسکے چارون طرف بڑی چھوٹی پہاڑیان ہین مکہ کے گرد کوسون تک سبزہ کا نام نہین ہے وہان سے ستر میل طائف ایک مقام ہے جہان سے ترکاریان اور میوے مکہ مین آتے ہین - اور جتنا ٹکڑا زمین کا قابل زراعت وہان تہا وہی وہ شریف مکہ نے اپنے باغ اور مکان کے لئے لیلیا - دو پہاڑیان صفا - مروہ قرب مکہ مین ارکان حج کے لئے مشہور ہین -

عرب پانی کنوؤن کا پیتے ہین جنمین بہت سے کہاری ہین یا اوس نہر سے جو زبیدہ خاتون ہارون رشید کی ملکہ نے کسی پہاڑی سے لاکر یہان ڈالدی ہے -

مکہ کے اوتر کو ۲۷۰ میل کے فاصلہ پر مدینہ ہے جسکے گرد میوہ دار درخت ہوتے ہین زمین اگرچہ وہان کی بہی پتہریلی ہے مگر مکہ کیطرح اوسر و بنجر نہین - مکہ مین جاڑے کا نام بہی کسی نے نہین سُنا مگر مدینہ مین خاصی سردی پڑتی ہے - غلہ عرب مین بالکل نہین پیدا ہوتا -

یہ تو ہم نے نقشہ ملک عرب کا آپکو ملاحظہ کرایا اب اگر کوئی بمبئی سے دخانی جہاز مین وہان کی سیر کو روانہ ہو تو کم سے کم آٹہہ نو ۹ دن مین اور زیادہ سے زیادہ گیارہ ۱۱ بارہ ۱۲ دن مین عدن پہونچیگا یہی وہ جگہہ ہے جسکی نسبت کہتے ہین کہ حضرت ہود علیہ السلام کے وقت مین شداد نے بہشت

بنائی تھی - اوس بہشت کا تو اب پتا نہین رہا مگر دوزخ البتہ موجود ہے یعنی ایک عمیق کھوہ پہاڑ کی ہے جس مین سے ہمیشہ دہوان نکلتا رہتا ہے ایک دفعہ چند مسافر اوسکے پاس چلے گئے تھے کہ وہان کی حدت سے مر گئے اس لئے اوس خوفناک گڑہے کے گرد بڑے فاصلہ سے اونچا احاطہ بنا دیا گیا ہے جسکا دروازہ مقفل رہتا ہے اور بغیر اجازت گورنر کے اوسکے اندر کوئی نہین جانے پاتا - عدن بہت بڑی بستی ساحل سمندر سے بڑے فاصلہ پر پہاڑونمین بسی ہے - قلعہ یہان کا بہت مضبوط اور سامان حرب سے آراستہ ہے اور بندرگاہ پر انگریزون کی کوٹھیان ہین -

عدن سے چلکے دوسرے دن جزیرۂ کامران مین پہونچتے ہین یہان پر فی زمانہ قرنطینہ کے لئے جہاز کی سواریون کو اوتار لیتے ہین یہان بہی آبادی بہت اور اونچے اونچے مکانات ہین - مگر خبر ہے کہ حضرت امیر المومنین سلطان روم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ حاجیون کی رفع تکلیف کے لئے جدہ کو قرنطینہ کا مقام قرار دینے والے ہین - خدا ایسے شفیق بادشاہ کی عمر مین برکت اور سلطنت کو قوت دے - مصرع - این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد -

کامران سے روانہ ہونے کے ڈہائی تین پہر بعد جہاز کوہ یلملم کے مقابل آجاتا ہے اور معلم جہاز پکار دیتا ہے کہ اب سب لوگ احرام باندہ لین - اس پہاڑ کو جہاز ران دوربینون سے دیکہ لیتے ہین ورنہ اتنا چھوٹا ہے کہ بسبب فاصلہ کے خالی آنکہ سے نہین دکہائی دیتا -

دوسرے دن قبل از دوپہر جہاز جدہ کے بندرگاہ مین پہونچکے لوگون کو کنارے پر اوتار دیتا ہے - یہان کے گہاٹ پر اٹھارہ آنہ فی کس ادا کرنے سے سلطانی پاسپورٹ ملجاتا ہے اور مسافرون کے مال کی تلاشی لیجاتی ہے اگر کسی کے پاس مال تجارتی یا محصولی ہوگا تو اوسے محصول دینا پڑیگا - ان سب مدارج کے بعد لوگ خوشی خوشی شہر مین داخل ہو جاتے ہین - یہ ہمارے مقدس عرب کی سرزمین کا پہلا مقام ہے -

وجہ تسمیہ اس شہر کی یہ ہے کہ یہان سے ایک میل کے فاصلہ پر میدان مین حضرت حوّا علیہا السلام کا مزار ہے۔ جدّہ کہتے ہین دادی کو اور جناب حوّا ہم سب کی دادی ہین اسی سبب سے اس مقام کا نام جدّہ ہوا۔ بہشت سے بموجب حکم اللہ جل شانہ کے حضرت حوّا یہان پہونچا دی گئی تہین اور حضرت آدم علیہ السلام کو لنکا مین ڈالا تہا۔ دوسَو یا تین سَو برس تک ان دونون بزرگوارون مین قطعی جدائی رہی کسیکو کسیکے حال کی خبر نہ تہی آخر الامر ایکدن بحکم خداوندی حضرت جبرئیل ع حضرت آدمؑ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا کہ یا حضرت آپکو زمین عرب مین خانہ کعبہ تعمیر کرنے کا حکم ہوا ہے آپ حضرت جبرئیل کے ہمراہ مکہ کو روانہ ہوئے اور وہان پہونچکر فرشتون کی مدد سے خانہ کعبہ تعمیر کیا اور حجر اسود جسکو بہشت سے جبرئیل امین ساتھ لائے تہے وہان نصب کیا پہر حضرت جبرئیل نے آپکو مناسک وطواف ومسائل حج تعلیم فرمائے بعد فراغ مراسم طواف آپ حضرت جبرئیل اور ملائکہ کے ساتھ عرفات گئے اور وہان حج ادا کیا۔ ادہر حضرت حوّا بہی جو حضرت آدم کی جستجو مین اتنی مدت کے بعد جدہ سے نکل کہڑی ہوئی تہین عرفات پہونچگئین۔ مگر مصائب دنیا اور یہان کی حدّت نے دونون کے چہرون کو ایسا متغیر کردیا تہا کہ ایک نے دوسرے کو نہ پہچانا پس حضرت جبرئیل نے دونون مین تعارف کرایا اسی لئے اس مقام کا نام عرفات ہوا۔

عرفات سے روانہ ہوکر تین میل کے فاصلہ پر دونون صاحبون نے رات کو قیام کیا اس مقام کا نام مزدلفہ رکہا گیا۔

جدّہ بہت بڑا شہر ہے۔ مکانات چہ چہ سات سات منزل کے ہوتے ہین۔ بازار بڑے بڑے اور وسیع ہین اور ہر طرف اور ہر ملک کا اسباب وہان ملسکتا ہے اکثر بازار پٹے ہوے ہین اور ہر وقت جہگڑا ہوا کرتا ہے۔ نان بائیون کی دوکانین بکثرت ہین عمدہ سے عمدہ کہانے ہمیشہ موجود رہتے ہین پراٹہا یہان کا مشہور ہے۔ قہوہ اور چائے فروشون کی دوکانین بہی بہت ہین

اونٹون پر بیٹھنے کے لئے ۲ طرح کی نشست گاہین یہان تیار ہوتی ہین ایک کا نام شغدف ہی جسکی قیمت بارہ ۱۲ روپیہ سے اٹھارہ ۱۸ روپیہ تک ہوتی ہے اور دوسرے ۲ کو شبری کہتے ہین جو ایک روپیہ سے دو ۲ روپیہ تک ہوتی ہے - چونکہ جدّہ سے مکہ شریف تک اور وہان سے مدینہ منورہ تک سفر اونٹ ہی پر طے کرنا پڑتا ہی اس لئے شغدف یا شبری اپنے دامون سے خرید کر کرایہ کے اونٹ پر کسوانے پڑتے ہین تعریف انکے کسنے ہی کی ہے اگر عمدہ طور سے کسے جائینگے تو ایسے ہوینچو گے جیسے پالکی پر سفر کیا ورنہ چھٹی کا دودھ یاد آجائیگا اور یہ کساوٹ اور راہ کا آرام کچھہ خرچ کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے - کیونکہ انہین شغدف اور شبری بنائے جاتے ہین جدّہ مین بہت ہین اور ان دونون پر پکی سیاہی سے دو ۲ جگہہ اپنا نام لکھوا دینا ضرور ہے ورنہ چوری جانے یا بدلجانے کے باعث بڑی تکلیف ہوتی ہے - کیونکہ مکہ اور مدینہ مین لاکھون شغدف اور شبریان باہر شہر کے ایک احاطہ مین جمع کردی جاتی ہین اور جائے قیام پر اونکی سمائی نہین ہو سکتی -

جدّہ مین بہت بڑے بڑے کاریگر ہر قسم کے ہین مثلاً سنگ یشب وغیرہ کے کاٹنے اور اون سے تلوار و پیش قبض کے قبضہ اور دستہ بنانیوالے اور اونکی سلائی کو خراد پر اوتارنیوالے اور لکڑی پر منبت کاری کرنے والے -

مسجدین بہی جدہ مین بہت ہین عرب مین اذان دینے کا طریقہ ہندوستان سے جدا ہی وہ طرز یہین سے شروع ہو جاتا ہے - موذن اللہ اکبر اللہ اکبر بہت کشش سے کہکر خاموش ہو جاتا ہی پہر چند منٹ کے بعد اوسی طرح کھینچ تان کر اوس نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا - یون ہی منٹون کا وقفہ دے دیکر ہر کلمہ اذان کو ادا کیا - دوسری بات یہ ہی کہ پہلی دفعہ شمال مین کھڑے ہو کر کہا ہی تو دوسری بار جنوب مین جاکر کہیگا اور پہر پورب اور پچھم مین - غرضکہ اوسکو ایک جگہہ قرار نہین ہوتا اور اذان بہت دیر مین تمام ہوتی ہے -

کنوئین سارے شہر کے کہاری ہین۔ بارش کا پانی پیا جاتا ہی۔ لہذا پانی مین یہان بہت دام خرچ کرنا پڑتے ہین۔ ایک روپیہ کی مشک آتی ہے جسے سات آدمی احتیاط کے ساتھ پیئین تو ایک دن مین پی جاتی ہین۔ مکانات کا کرایہ بھی مہنگا ہے۔

جدہ کی شہر پناہ پختہ مع چند دروازون کے ہی اور ہر پہاٹک پر سپاہیون کا پہرہ رہتا ہے اور شہر مین کبھی کسی کا کھٹکا نہین ہوتا ڈاکہ اور چوری تو درکنار۔ شب و روز دوکانین اور مکانونکے دروازہ کھلے پڑے رہتے ہین بیرون شہر قریب آبادی ایک سلطانی قلعہ بھی ہے اور اوسی کے متصل صاحب قنصل جدہ کی کوٹھی ہے۔ جدہ سے مکہ چالیس میل ہی۔

جدہ سے مطوفان خانہ کعبہ کے نائب ساتھ ہو جاتے ہین۔ وہان سے مکہ تک پہاڑ رستہ کے دونون طرف چلے گئے ہین۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ راہ کی حفاظت کے لئے قدرت نے دائین بائین فصیل بنا رکھی ہے اور راستہ کی چوڑائی ہر جگہ یکسان نہین ہی کہین نصف میل کہین پاؤ میل کہین اس سے بھی کم و بیش۔ اور زمین بھی راہ کی ناہموار اور پہاڑی ہی۔ سر راہ تین تین کوس پر ایک ایک چوکی سوارون کی ہے اور ہر چوکی کے سامنے ایک دوکان قہوہ کی ہوتی ہے۔ چونکہ سفر یہان رات کو ہوتا ہے اور دن بھر کہین مقام کر دیتے ہین اسلئے چوکی اور دوکانون پر رات بھر خوب روشنی رہتی ہے لالٹینین صبح تک روشن رہتی ہین۔

جدہ سے چلکر صبح مقام ہدہ پر ہوتی ہے جہان بہت سے چھپر حاجیون کے اوترنے کے لئے پڑے رہتے ہین۔ یہان ایک بڑی مسجد پختہ بھی ہی مگر پانی بارش کا اور گران ملتا ہے۔ اس گانون کی آبادی قافلہ کی فرودگاہ سے دور ہے۔

ہدہ سے قریب شام کے روانہ ہو کر صبح ہوتے ہوتے مکہ کے قریب جا پہونچتے ہین شہر سے تین میل کے فاصلہ پر لمبی لمبی سیڑہیان بنی ہین وہان تک تمام مطوف قافلہ کی پیشوائی کو

آتے ہین اور سب لوگ اپنے اپنے اونٹون سے اوترکر حرم شریف کی تعظیم کے باعث پاپیادہ ہو لیتے ہین البتہ جو بیماری یا ضعف کے باعث معذور ہو اوسکا اونٹ پر بیٹھا رہنا کوئی مضائقہ کی بات نہین مکانات مکہ مین بہت گران کرایہ پر ملتے ہین۔

تعمیر خانہ کعبہ

(۱) خانہ کعبہ کو پہلے حضرت آدم علیہ السّلام نے تعمیر کیا اور وہ عمارت طوفان حضرت نوح علیہ السّلام تک قائم رہی۔ طوفان مین عمارت تو منہدم ہوگئی مگر حجر اسود کو جبریل ع نے جبل ابوقبیس مین قریب خانہ کعبہ حفاظت سے رکھدیا تھا بعد فرو ہوجانے طوفان کے کعبہ کے مقام پر ایک ٹیلہ سرخ رنگ کا نمودار ہوگیا تھا۔

(۲) پھر اونہین بنیادون پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی مدد سے بحکم خدا کعبہ کو بنایا۔ اور جس پتھر پر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم علیہ السّلام کام کرتے تھے وہ ابھی تک وہان موجود ہے جسے مقام ابراہیم علیہ السّلام کہتے ہین۔ یہ مقام آنحضرتؐ کے وقت مین متصل خانہ کعبہ تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک مین بھی یہین رہا۔ مگر جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تنگی مطاف کے باعث اوسکو وہان سے اوٹھواکر اسکی پہلی جگہہ کے مقابل مطاف کی حد پر رکھوادیا ہے چنانچہ جب سے آجتک اوسی جگہہ ہے جبریل ع امین کے بتانے سے جناب خلیل علیہ السلام نے حجر اسود کو بھی رکن شرقی میں رکھدیا۔

(۳) جب ایک پہاڑی نالہ کے ادہر آجانے کے باعث وہ عمارت بھی منہدم ہوگئی تو عرب کے ایک قبیلہ جرہم نے اوسے جون کا تون بنادیا۔

(۴) پھر وہ عمارت بھی گری اور چوتھی بار قوم عمالیق نے جو ایک قبیلہ بنی حمیر کا تھا اوسے تعمیر کیا۔

(۵) پانچوین دفعہ قصی بن کلاب نے اوسے بنایا اور اوسپر غلاف سیاہ ڈالا یہ عمارت آنحضرت صلعم کی دس بارہ برس کی عمر تک قایم رہی اوسوقت ایک عورت پردہ کے پاس کہڑی ہوئی بخور جلا رہی تہی کہ پردہ مین آگ لگی اور تمام عمارت جلگئی۔

(۶) پہر اہل قریش نے خانہ کعبہ کو بنایا مگر کچہ تصرف کردئے۔ اور وہی صورت حضرت عمر فاروق رضہ کے زمانہ تک قایم رہی یعنی دایرہ مطاف ہی حد حرم تہا اور آمد و رفت باب بنی شیبہ سے ہوتی تہی جسے اب باب السلام کہتے ہین۔ حضرت عمر رضہ نے سنہ ۱۷ھ مین مطاف کے گرد کے مکان لوگون سے مول لیکر صحن حرم بڑہا دیا اور گرد اوسکے قد آدم دیوار کہڑی کردی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ مین اور مکان خرید کے صحن کو کشادہ کیا۔

(۷) عبداللہ بن زبیر نے اپنے عہد مین بدستور قدیم خانہ کعبہ کو بنایا اور حطیم کی زمین کو پہر اندر لیلیا۔ اور دو دروازے زمین کی برابر بنا کے بہرت کو اندر سے نکالدیا۔ ۲۷ رجب سنہ ۶۴ھ کو یہ عمارت تیار ہوچکی۔ اور گرد حرم کے مکان خرید کے مسجد الحرام مین شامل کردئے۔

(۸) اونکے بعد بنی امیہ کا دور ہوا حجاج بن یوسف نایب عبدالملک بن مروان نے عبداللہ بن زبیر کی عمارت کو ناپسند کرکے بناے قریش پر بنا دیا پورب کی طرف صرف ایک دروازہ رکہا اور اندر سے قد آدم بہرت کرکے دروازہ کو اونچا کردیا۔ اور چہت اور کواڑ ساج کی لکڑی کے بناے اور حطیم کی زمین کو باہر کردیا۔ یہ تعمیر سنہ ۷۴ھ مین ہوئی۔ پہر ولید بن عبدالملک نے صحن بڑہایا۔ بعد ازان ابو جعفر منصور نے ایکدفعہ سنہ ۱۶۰ھ مین اور دوبارہ سنہ ۱۶۱ھ مین صحن کو بڑہایا اور سنہ ۱۶۹ھ مین اوسکی تعمیر ختم ہوئی۔ پہر معتضد عباسی نے صحن کو بڑہایا اور محلہ دار الندوہ کو حرم مین داخل کرکے ایک دروازہ قایم کیا جسکا نام باب الزیادہ رکہا۔ چنانچہ یہ تعمیر حجاج بن یوسف کی سلطان مراد خان بن احمد خان سلطان روم کے عہد تک قایم رہی۔

(۹) سلطان مراد خان اول کے زمانہ مین باب ابراہیم ع کے قریب ایک رباط مین اگ لگی اور سارا حرم جلگیا تو سلطان ممدوح نے از سر نو تعمیر کرایا اور سواے اوس گوشہ کے جسمین حجر اسود لگا ہے موافق بنیاد حجاج بن یوسف کے بنا دیا۔ فرش اور دیوارون مین سنگ مرمر لگا دیا۔ اور دیوارون پر آیات قرآنی خوشخط کندہ کرائی گیئن۔ اور اندر خانہ کعبہ مین دو ستون صندل کے بہت موٹے منبت کاری کے اور منقش لگوا دئے۔ اور دونون طرف کی دیوار عرضی تک ان دونون صندل کے ستونون پر ہوتا ہوا ایک چاندی کا لٹھا ڈہلا ہوا لگا ہے جو دو فٹ گول ہے اور اسمین بہت موٹی موٹی چاندی کی زنجیرین بطور لہرے کے لٹکا دی ہین جنمین سونے کے ظروف مثل عود سوز و روشنی کے لٹکتے ہین۔

ساج کی لکڑی کے کواڑون پر چاندی کے پترے چاندی کی کیلون سے جڑے ہوئے ہین اور سب پر سونیکا ملمع ہے۔ اور چھت پر ایک پرنالہ گز بھر لمبا اور ایک بالشت چوڑا سونیکا لگا ہے جسکو میزاب رحمت کہتے ہین۔ اور کلام مجید کی آئتین بھی اوسپر کندہ ہین پانی اس پرنالہ کا حطیم مین ایک سیاہ پتھر پر پڑتا ہے جسکے نیچے حضرت اسماعیل علیہ السلام مدفون ہین۔

خانہ کعبہ کی دیوارین باہر سے سنگ سرخ او چونے کی ہین۔ بیرونی دیوارون سے لگا کے گرداگرد خانہ کعبہ کے سنگ مرمر کا فرش ہے جسکو مطاف یعنی طواف کی جگہہ کہتے ہین۔ حطیم مین بھی جو مطاف سے ملی ہوئی ہے سنگ مرمر لگا ہے۔ اور حطیم کے گرد بھی سنگ مرمر کی دیوار بشکل نصف دائرہ بلندی مین آدمی کے سینہ تک اور آثار مین ایک ہاتھ بنائی ہے۔ اور اوس دائرہ کے دونون طرف دیوار کعبہ سے ملے ہوئے آمد و رفت کے دو دروازے ہین۔

وہ دروازہ جو ابتدا حد مطاف تھا اور جسے اب باب السلام کہتے ہین تمام و کمال سنگ مرمر کا ہے۔ دو پایون پر ایک محراب بہت بڑی اور خوشنما کہڑی ہوئی ہے اور کواڑ اوسمین نہین ہین۔

باب السلام کے پاس ہی ایک ممبر بہت شاندار اور عجیب خوبی کا بالکل سنگ مرمر سے بنا ہوا ہی جسمین ۲۱- سیڑھیان چار چار فٹ لمبی اور ایک ایک فٹ چوڑی ہین اوپر کی سیڑہی لمبائی کی مربع ہے اور ہر سیڑہی کے دائین بائین ایک دیوار ایک ہاتھ اونچی بطور کٹھرے کے ہی- اوپر کی سیڑہی پر ایک گنبد ہے اور نیچی کی سیڑھی کے پاس دروازہ معہ کواڑون کر ہے- اسپر خطبہ پڑہا جاتا ہی- یہ ممبر ۳۱ برس مین بڑی کاریگری سے بنایا گیا ہی یعنی ہمیشہ دن کے بارہ ۱۲ بجے پر ۲۰ منٹ جا کی خطبہ پڑہا جاتا ہی چاہے کوئی موسم ہو اسوقت اوس چھتری یعنی گنبد کا سایہ خطیب پر ہوتا ہی کیا مجال جو اوسپر ذرا بھی دہوپ پڑجائے- اللہ اکبر کیا صنعت ہے ہم روضہ تاجگنج کے کتبہ پر عش عش کرتے تھے کہ جیسا حرف برابر کا پڑہا جاتا ہے ویسا ہی تین سو فٹ بلندی کا نظر پڑتا ہے یہ اوس سے بھی بڑہ گئی کہ اوستاد نے وقت اور سورج کی رفتار کو قبضہ مین کیا ہے- سبحان اللہ-

اس ممبر کے قریب ہی مقام ابراہیم ع ہے یعنی جس پتھر پر حضرت ابراہیم ع نے کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کو بنایا ہے وہ یہان پر ایک صندوق مین رکھا ہوا ہے- اور زمین پر سنگ مرمر کا حوض بنا کے صندوق کو اوسمین اوتار دیا ہی- اور حوض کے چارون کونون پر چار چوبی ستون کھڑے کر کے اوپر لکڑی کا گنبد بنایا ہی جسکی چھت پر لاجوردی منقش کام ہے اور چھت شیشے کی ہے- اور چارون درون مین چار ٹٹیان جالی دار ہشت دہات کی لگی ہین- مقام ابراہیم ع کے قریب ہی چاہ زمزم ہے-

میدان مطاف کے گرد بطور حد کے ۳۸ ستون ہشت دہاتی ڈہلے ہوئے کھڑے کر دئے ہین اور ہر ستون سے دوسرے ستون تک اوپر کے سرون پر لوہے کی سلاخین لگا دی ہین جن پر دو دو ستونون کے درمیان سات سات ہانڈیان روشنی کے لئے آہنی کنڈون مین لٹکتی ہین یہ ستون اسبات کو بھی بتاتے ہین کہ پہلے حد حرم یہین تک تھی-

ان ستونون سے ملا ہوا باہر کیطرف چبوترہ سنگ خارا کا ہے جسکے اوپر سنگ مرمر کا فرش ہی اوسکی چوڑائی مطاف کے برابر اور اونچائی تین طرف ایک بالشت اور چوتھی طرف جدہر دروازہ خانہ کعبہ ہے برابر صحن مطاف کے ہے۔ یہ چبوترہ یہ بات بتاتا ہے کہ حضرت عمر رض نے یہان تک زمین بڑہائی تہی۔ اسی چبوترہ پر حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی چارون مصلّے ہین۔

حنفی مصلے پر دو دالان آگے پیچھے تین تین محرابون کے ہین اور سب محرابین اونکی ۹۰ ہین اور بجانب خانہ کعبہ کہلی ہوئی ہین۔ اور دائین بائین ہر دالان کے ایک ایک محراب دونون طرف کے صحن کی جانب کہلی ہے۔ ہرایک دالان مین علاوہ امام کے دو دو صفین بیس بیس آدمیون کی کہڑی ہوسکتی ہین یہ مصلّٰی دو منزلہ ہے اوپر کی منزل پر ایک وسیع کمرہ ہے اوسمین بہی جماعت کی صفین ہوتی ہین اور امام کے اوپر کی چہت کٹی ہوئی ہے جسمین آہنی جنگلہ لگا ہے اوس جنگلہ مین سے امام کی آواز سنکر اوپر کے مکبّر جو تین ہوتے ہین تکبیر کہتے ہین۔ پہلے ابوجہل کی کچہری اسی جگہہ تہی اور اوسکے رہنے کا مکان حرم شریف کے باہر تہا وہان اب ساکنان حرم کا پاخانہ ہے۔ اوسکے مکان کی مرمت نہوتی رہتی ہے اور وہ اپنی ہئیت قدیم پر قایم رکہا گیا ہے۔ اور زمانہ جہالت مین جو بت خانہ کعبہ کے اندر رکہے ہوئے تہے وہ توڑ پہوڑ کے ادہر ہی دروازہ حرم شریف پر بطور سیڑہیون کے اوندہے ڈال رکہے ہین لوگ انپر جوتے پہنے گذرتے ہین۔

اور باقی مصلون کی صورت یہ ہے کہ چار چار ستون پتہر کے ایک مربع قطعہ کے چارون کونون پر استادہ ہین اور اونپر لکڑی کا پٹاؤ بطور گنبد کے رنگ برنگ کا ہورہا ہے ہرایک مصلے پر سوائے امام کے آٹھ آٹھ آدمیون کی دو دو صفین ہوسکتی ہین۔

اس چبوترہ کے اوسطرف وہ زمینین ہین جو بعد حضرت عمر رض کے لوگون نے خانہ کعبہ مین ملائین مگر اونکی کوئی علامت نہین بنائی گئی کیونکہ جہان جسکو جتنی زمین میسر ہوئی اوسنے اودہر ہی

کھینچ تان کے خانہ کعبہ کو بڑہا دیا ہے۔

واضح ہو کہ چارون طرف جہان خانہ کعبہ مین زمین مربع پائی ہے اوسکو صحن قرار دیکر حاشیہ پر دالان در دالان ایک بالشت کرسی کے بنا ڈالے ہین اور کہین تین تین اور چار چار دالان آگے پیچھے ہین۔ ستون اونکا ایک ڈال اور ایک قسم کے یکسان ہین بلندی ۱۵ فٹ اور موٹائی ۱۲ فٹ کے قریب ہے۔ اور محرابین بہی ۱۵ فٹ اونچی ہین پس ہر درانتہا سے محراب سے زمین تک دس گز بلند ہے۔ اور ہر دالان مین چار چار ستونون کی محرابون پر لداؤ بطور گنبد کے کیا ہے جس سے سیکڑون برجیان خوشنما چہت پر معلوم ہوتی ہین۔ اور پچھلے دالانون مین اکثر جگہہ حجرے یا کمرے علما اور مطوفون کے لئے ہین اونمین سے اکثر حجرے دومنزلے ہین اور دونون منزلون کے دروازے حرم شریف کے دالانون کے دروازون کی طرف ہین تاکہ جماعت کے وقت ہر جگہہ کے آدمی وہین نماز پڑہ لین۔ یہان تک جس تعمیر کا ذکر ہوا وہ پہلی ہے۔

اب سلطان المعظم نے حرم شریف کے چارون طرف ۲ دومنزلے اور سہ منزلے مدرسے بنوا دئے ہین جنکے دروازے باہر وار کو بہی ہین اور حرم شریف کی طرف بہی۔

پھر ایک احاطہ حرم کے گرد کھنچوا کے اوسمین چالیس دروازے آمد و رفت کے لئے رکھے ہین اس احاطے کے چارون کونون پر اور باب النبی پر اور باب القاضی پر اور باب الزیادہ پر ایک ایک سہ منزلہ منارا اذان کے لئے ہے۔ ان ساتون منارون کی ہر منزل پر ایک ایک گز چوڑا حلقہ لگا کے آہنی جنگلہ لگا دیا ہے اوسمین قندیلین رکہنے کی جگہین بنی ہوئی ہین۔ حرم شریف کی چہت سے ان منارون پر جاتے ہین اور ۱۲ موذن اون پر اذانین دیتے ہین دروازون سے لگا کے چارون طرف چند راستے صحن مین سڑک کے طور پر نوفٹ

چوڑے اور ایک بالشت اونچے سنگ خارا کے دالانون کے آگے بنے ہین اور یہ راستے مطاف
تک چلے گئے ہین پس ان راستون کے درمیان کی ایک بالشت نیچی زمینین چمن کی کیاریان
معلوم ہوتی ہین جنمین رنگ برنگ کی کنکریان کٹی ہوئی ہین اور وہ راستے بطور روشون کے
ہوگئے ہین ان نشیبی قطعات مین تین تین درخت کھجور کے قد آدم سے زیادہ اونچے لگے ہین
[لگے] ہمنے اسلئے کہا کہ لگو شجے چاہے اونکو کتنے ہی پاس سے دیکھو وہ قدرتی معلوم ہونگے
البتہ چھونے سے خبر ہوگی کہ لوہے کے ہین] غرض اونکے نصب کرنے سے یہ ہے کہ دنکو سبزہ
آنکھون کے سامنے رہے اور رات کو اونمین قندیلین لٹکا دی جائین۔

مخفی نہ رہے کہ حرم شریف کی چارون دیوارین ایک دوسرے کے محاذی نہین ہین
اسلئے دروازون کی تقسیمین سمتون کے لحاظ سے نہین ہوسکتین البتہ چارون مصلے ایک ایک
دیوار کی طرف ہین اسلئے ہم مصلون کے ساتھ دروازون کو بیان کرتے ہین۔

شافعی مصلے کے پیچھے اور محاذی باب خانہ کعبہ پانچ دروازہ یہ ہین۔

باب السلام تین در کا ہے۔ باب النبی دو در کا ہے۔ باب العباس تین در کا۔ باب العلی
تین در کا۔ اور ایک دروازہ چھوٹا سا ایک در کا باب النبی اور باب السلام کے درمیان ہے۔

حنبلی مصلے کے پیچھے سات دروازے ہین جن کے نام یہ ہین۔

باب الصفا پانچ در کا بہت بڑا دروازہ ہے اس سے بڑا دروازہ حرم شریف مین کوئی نہین
اوسکے سامنے کوہ صفا واقع ہے۔ باب الجیاد تین در کا۔ باب الشریف دو در کا ہے۔
باب الحاکم دو در کا۔ باب اجیاد کے بھی دو در ہین۔ باب النعوش کے دو در ہین اور اوسپر
دو مینار سبز ہین جنکو میلین اخضرین کہتے ہین۔ ایک دروازہ متوسط درجہ کا بازار کیطرف ہے
مالکی مصلے کے پیچھے چھ دروازے ہین تین بڑے اور تین چھوٹے۔ تین بڑے

دروازون کے نام یہ ہین۔ باب الوداع بہت بڑا ہے مگر در دو ہی ہین۔ باب ابراہیم ع کی عمارت بہت عالی شان ہے مگر در ایک ہی ہے اور بڑا نامی دروازہ ہے۔ باب العمرہ بھی بہت مشہور دروازہ ہے۔

حنفی مصلے کے پیچھے سات دروازے ہین تین بڑے اور چار چھوٹے۔ باہر ان دروازون کے محلہ شامیان ہے باب الزیادہ تین در کا جسکے بغل مین باب القطبی ہے باب الباسطیہ بڑا ہے مگر ایک در کا۔ باب العتیق بھی ایک در کا اور بڑا ہے۔

محکمہ قاضی کے پاس کا دروازہ باب القاضی اور باب ذکر یا وہ ایک رباط کی طرف ہے۔ اور بازار سویقہ کے پاس کے دروازہ کو باب السویقہ کہتے ہین۔

کعبہ کی چھت کا پانی جو میزاب رحمت سے نیچے گرتا ہے اسے خدام لوگ شیشون مین بھر لیتے ہین اور بطور تبرک کے بیچتے ہین اور صحن کے پانی کے نکاس کے لئے جابجا پتھر کی جالیان لگی ہوئی ہین اونمین سے نیچے ہی نیچے نکلجاتا ہے۔ فصیل کعبہ پر ۱۳۵۲ کنگورے ہین۔

مکہ شریف کے مشہور بازارون کے نام۔ سولیقہ۔ صفا مروہ۔ باب ابراہیم۔ یک رویہ۔ سوے عرفات۔ سوے جنت المعلا۔ صرافہ سوے عمرہ و مدینہ منورہ۔ علاوہ انکے ہر گلی کوچہ بازار ہے اور کوئی چیز دنیا کی ایسی نہین جو وہان نہ ملتی ہو ماشا اللہ بڑا پر رونق شہر ہے۔

دیگر زیارت گاہین جو مکہ معظمہ مین ہین

(۱) مکان مولد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ جائے مقدس بیت اللہ سے پانچ سو قدم کے فاصلہ پر واقع ہے اسکے تین طرف تین تین محرابین اور چوتھی طرف دو محرابین ہین

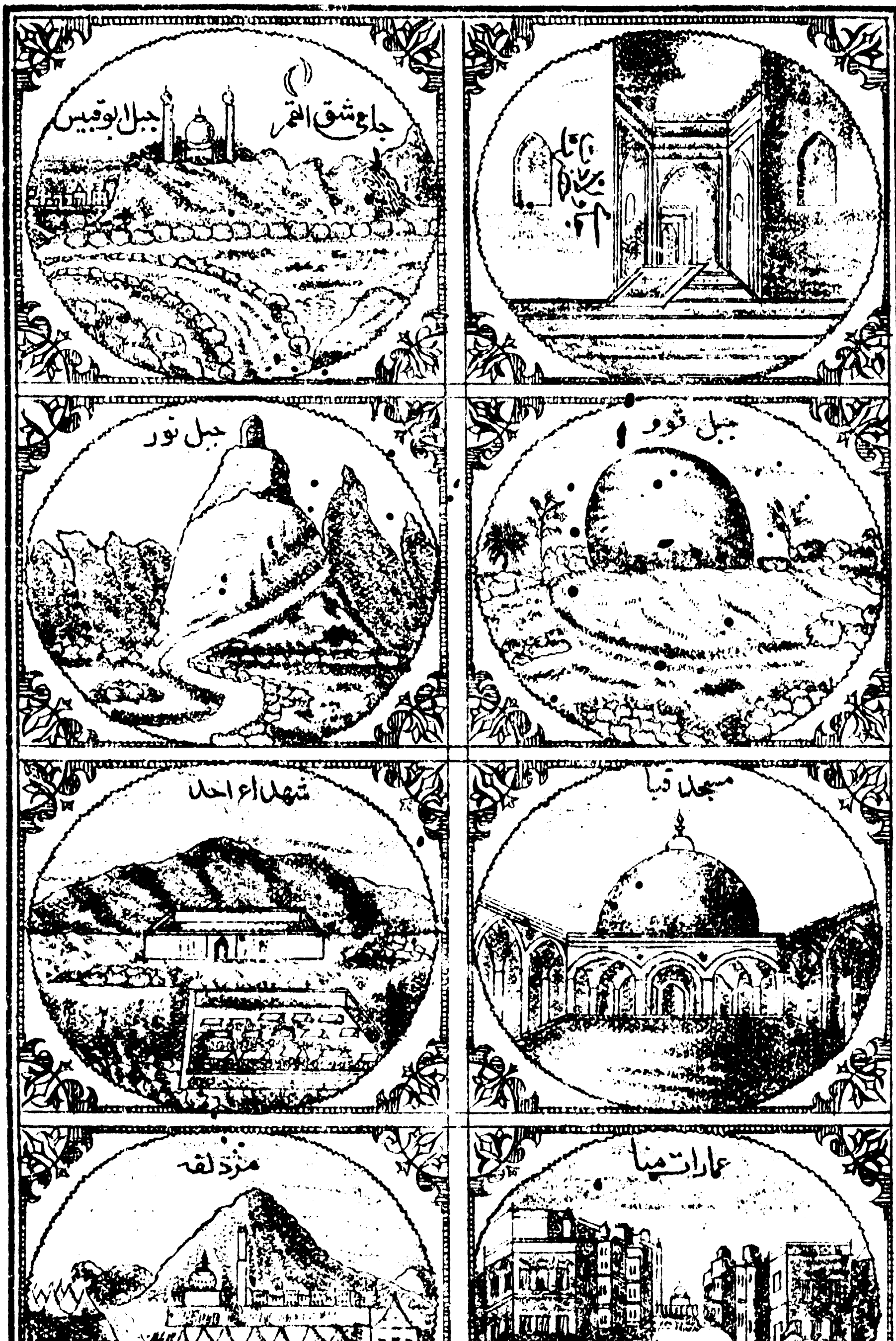

مطبوعہ مطبع لامع النور آگرہ

حضور کی جاے ظہور کے گرد کٹہرا لگا ہی اور اوپر برجی بنی ہے - یہ مکان حضرت عبداللہ آپکے والد بزرگوار کا ہے -

(۲) مکان سکونت آنحضرت صلعم جسمین جناب فاطمہ رض پیدا ہوئین یہ ایک دالان در دالان ہے اوران دالانون کے بازو پر ایک لمبا کمرہ ہے اس کمرہ مین جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی ہین - اوس مقام کے گرد بہی کٹہرا لگا ہے اور اوپر برجی ہے - اور کمرے کے سرہانے کی طرف حضرت فاطمہ رض کی چکی دہری ہے مگر اب اوسکے نیچے کا پاٹ رہگیا ہے - اور اس کمرہ کی دروازہ کے مقابل دوسری طرف آنحضرت صلعم کے بیٹھنے کا حجرہ ہے - یہ مکان حضرت خدیجہ رض کا ہی بعد شادی کے آپ یہان آن رہے تھے -

(۳) مکان پیدائش حضرت علی کرم اللہ وجہہ - یہ بہی دالان در دالان ہے مگر بہت لمبے چوڑے اور اونچے - اندر کے ایک دالان کے گوشہ مین آپکے پیدا ہونیکی جگہہ ہے جسکے ایک طرف دیوار اور تین طرف کٹہرا ہی - یہ تینون مکان پاس پاس محلہ تقی مین نیلام گاہ یعنی مکان حراج کے قریب ہین -

آنحضرت صلعم کے مکان اور حرم شریف کے درمیان ایک چھوٹا سا بازار انگوٹھی بنانیوالونکا ہی اوسمین ایک پتھر ہے جسنے آنحضرت صلعم سے باتین کی تہین اور اوسی کے پاس آپکی کہنی کا نشان ہے ان دونون کی بہی زیارت ہوتی ہے -

(۴) حضرت ابوبکر صدیق رض کی بزازی کی دوکان - وہ مکانات مذکورہ بالا اور حرم شریف کے درمیان ہے - ایک دالان جسکے دائین بائین حجرے ہین اور آیات قرآنی سنہری حرفون مین جابجا دیوارون پر لکھی ہین -

(۵) مکان پیدائش ابوبکر - بیت اللہ سے ایک میل کے فاصلہ پر محلہ مسفلہ مین واقع ہے

جسکے دو احاطے ہین باہر کے احاطے مین صرف میدان ہے اور اندر کے احاطے مین آپکی جای ولادت ہے جسکے گرد کٹہرا اور اوپر برجی ہے اوس کے آگے ایک وسیع چبوترہ اور چبوترہ کے نیچے چشمہ جاری اور چمن کے گرد اوقاف داری کے مکانات ہین۔

(٦) مکان حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ۔ بیت اللہ سے مغرب کی طرف نصف میل کے فاصلہ پر جبل عمر پر واقع ہے اور مکان صدیق اکبر رض اسکے سامنے ہے۔ جبل عمر کی بلندی ایک میل ہوگی اوسکے اوپر ایک چبوترہ مربع جاے ولادت آپکی ہے۔ اوس پہاڑ کے دامن مین محلہ جبل عمر آباد ہی۔

(٧) جبل ابو قبیس یہ پہاڑ حرم شریف کے قریب ایک میل بلند ہے یہان معجزہ شق القمر ہوا تہا اوس جگہ ایک تنگ مسجد بناوی ہے اور اس مسجد کے پاس ایک اور پختہ مسجد تین گنبد کی کسی بمبئی والے کی تعمیر سے ہے۔

مزارات بیرون شہر

مکہ سے کوس بہر کے فاصلہ پر سڑک کے ادہر اودہر دو پختہ احاطے دو تین کوس کے گرد مین بنے ہوئے ہین اور جنت المعلاۃ کہلاتے ہین۔ انمین مزار بی بی آمنہ۔ مزار حضرت خدیجہ رض مزار بی بی اسماء بنت حضرت ابوبکر رض۔ مزار حضرت عبدالرحمن ابن حضرت ابوبکر رض مزار عبداللہ رض ابن زبیر جو عشرہ مبشرہ مین ہین۔ مزار محمود شاہ و مزار [illegible] عبد [illegible] جو اولیاء اللہ مین اور دو پختہ قبرین سڑک کے ادہر ادہر ہین۔ [illegible] مزارات کے [illegible] احاطون مین اور بہی بہت سی قبرین ہین۔

اور ان احاطون کی حدود سے باہر پہاڑ کی طرف مزارات حضرات ابو طالب و عبدالمطلب و عبد مناف ہین۔

عمرہ و مدینہ کے رستہ مین بیرون شہر جو مزارات ہین

مزار شیخ محمود ابن ابراہیم ادہم - مزار عبد اللہ بن حضرت عمر رضہ - مزار حضرت میمونہ رضہ زوجہ رسول اللہ - جبل نور ایک پہاڑ مکہ سے تین کوس ہے جہان سورہ الم نشرح اور اقرا نازل ہوئین - جبل ثور مین نما حرا ہے جسمین آنحضرت صلعم معہ صدیق اکبر کے ہجرت کرنے کے وقت پوشیدہ ہوئے تھے -

علاوہ انکے مقامات بہی زیارت کے ہین مگر مشہور مزارات اور مکانات لکہے گئے -

مکانات شہر مکہ کے بالکل پختہ چہ چہ اور سات سات منزل کی ہین اور وہ منزلے سے کوئی کم نہین - مسجدین شہر مین بارہ ۱۲ تیرہ ۱۳ ہونگی کیونکہ حرم شریف مین نماز پڑہنا موجب سعادت دارین ہے -

شہر مین ۱۵ رباطین یعنے سرائین ہین - سلطانی ۴ - اہل عرب کی بنائی ہوئی ۱۲ - ہندوستانیون کی تعمیر کردہ ۳۵ ہین -

دو لنگر خانے ایک سلطانی اور دوسرا مصری ہے جنمین سے دونون وقت محتاجون کو کہانا ملتا ہے اور عمدہ عمدہ کہانے ہوتے ہین -

شہر لمبا آباد ہے یعنے چوڑائی بہت کم ہے - عمارتین اور حمام وغیرہ بکثرت ہین -

جبل عرفات مکے سے نو کوس ہے وہین حج ہوتا ہے اثنائے راہ مین مکہ سے تین کوس چلکر ایک مقام منا ملتا ہے جہان رات بہر قیام کرتے ہین کیفیت وہان کی یہ ہے

کہ تعمیرات پختہ اور بلند دومنزلی اور سہ منزلی بنی ہوئی ہین۔ یہ مکانات ایام حج مین آباد ہوجاتی ہین اور باقی سال بہر خالی پڑے رہتے ہین۔ زیارات یہان کی یہ ہین۔

(۱) مذبح حضرت اسماعیل علیہ السلام ایک پہاڑی پر ہے اور اوسی کے پاس ایک غار قد آدم نیچا ہے جسمین حضرت ابراہیمؑ عبادت کیا کرتے تھے۔

(۲) مسجد الکوثر ایک مختصر سی مسجد ہے یہان سورہ کوثر نازل ہوئی تھی۔

(۳) مسجد الخیف یا مسجد حضرت آدمؑ بہت بڑی مسجد ہے اسمین ستر نبیون نے علاوہ آنحضرت کے عبادت کی ہے وہ مقام وسط مسجد مین ایک برج کے نیچے واقع ہے۔

(۴) مسجد المرسلات مسجد الخیف کے پیچھے ویرانہ مین ہے اس مسجد مین سورہ مرسلات نازل ہوئی تھی۔

منا مین رات بہر حاجیون کا مقام رہتا ہے صبح کو عرفات کی طرف روانہ ہوتے ہین۔ جبل عرفات ایک مربع پہاڑ چارون طرف سے ترشا ہوا معلوم ہوتا ہے مگر قدرتی صورت اوسکی یہی ہے اوپر ایک مسجد ہے۔ بلندی اس پہاڑ کی زیادہ نہین ہے اوسکے گرد و نواح مین اوس سے اونچے اونچے پہاڑ ہین مگر بزرگی خدا نے اسی کو دی ہے۔ سامنے اوسکے کوسون تک وسیع میدان چلا گیا ہے جسے میدان عرفات کہتے ہین۔ نہر زبیدہ پتھرون سے ڈہکی ہوئی اسی میدان مین جاری ہے حجاج اوسکے کنارون پر اوترپڑتے ہین اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے تو پتہر اوٹھا کرلے لیتے ہین اور اپنی حاجت رفع کرکے پہر ڈہکدیتے ہین دو تالاب پختہ اور تین چار حوض پہاڑ کے نیچے واقع ہین وہ بہی اوسدن نہر کے پانی سے لبالب کردئے جاتے ہین۔ اسی میدان مین نہر کے اسطرف ایک بہت بڑی مسجد ہے جسے حضرت آدم کی مسجد کہتے ہین۔ ۹ ذی الحجہ کو قاضی صاحب عصر کی نماز اول وقت پڑہ کے پہاڑ پر

چلے جاتے ہین- اور اسی مسجد کے دروازہ کے سامنے ناقہ پر سوار ہو کر خطبہ پڑھتے ہین- اور چند آدمی جھنڈیان ہاتھون مین لیکر ناقہ کے گرد کھڑے ہو جاتے ہین- گرداگرد پہاڑون اور میدانون مین لاکھون آدمی ہوتے ہین- خطبہ مین لفظ لبیک باربار آتا ہی جہان وہ آیا جھنڈی والے جھنڈیان ہلادیتے ہین اور سب لوگ لبیک لبیک کہنے لگتے ہین- جب جھنڈیان نیچی ہوتی ہین تو خاموشی طاری ہو جاتی ہے اور یہی کیفیت تا غروب آفتاب رہتی خطبہ کے بعد لوگ مزدلفہ روانہ ہو جاتے ہین رات کو عرفات مین قیام کا حکم نہین- مقام عرفات سے تین کوس ہے-

مزدلفہ کے پاس وادی محسّر ہے اوس سے قافلہ بہت جلد گذرجاتا ہے آنحضرتؐ ہمیشہ حج کے بعد شب بھر وہان قیام کر کے عبادت کرتے تھے اور صبح کو خطبہ پڑھ کر منا کو تشریف لیجاتے تھے- یہان ایک چھوٹی سی مسجد ہے جسکے آگے نہر زبیدہ روان ہے اور یہ مقام بہت سرسبز اور شاداب ہے-

مزدلفہ سے چلکے نہر منا مین آجاتے ہین جو وہان سے تین کوس ہے اور منا ہی مین احرام کھولکر قربانی ہوتی ہے- اور شیاطین پر کنکریان ماری جاتی ہین-

بارھوین ذی الحجہ کو پھر احرام باندھ کے اور مکہ معظمہ مین طواف و سعی صفا و مروہ کر کے فرودگاہ پر آجاتے ہین اور احرام کھول ڈالتے ہین-

اب تیاری مدینہ منورہ روانہ ہونیکی ہوتی ہے جو مکہ شریف سے بارہ منزل ہے نام منزلون کے حسب ذیل ہین-

(۱) وادی فاطمہ- یہان آب شیرین کی نہر ہے پانی مفت ملجاتا ہے-

(۲) بیر عصفان- یہ چار کوئین میٹھے پانی کے ہین جتنا پانی چاہو لیلو-

(۳) منتوکا- یہان میٹھا پانی دور سے بدّو لاکر بیچتے ہین-

(۴) گدیمہ یعنی قدیمہ- یہان بہی پانی قیمت سے ملتا ہو اگرچہ ۵ کنوئین میٹھی ہین-

(۵) رابق- سمندر کے کنارے پر ہو سلطانی قلعہ مین فوج رہتی ہے- پانی کہاری بکتا ہو مگر دور سے میٹھا پانی بہی گران قیمت پر آسکتا ہے-

(۶) بیر مستورہ- پانی کنوؤن کا گدلا ہو مگر مفت ملجاتا ہے-

(۷) بیر الشیخ- یہ ایک کنوان گدلے پانی کا ہے-

(۸) بیر احسان یا بینار بن حصانی- یہان گدلا پانی مفت ملجاتا ہے-

(۹) آبیار خلط- پانی شیرین ہے-

(۱۰) بیر عباس- پانی گدلا قیمت سے ملتا ہے-

(۱۱) قرش- پانی نایاب ہے گذشتہ منزل سے مشکیزون اور صراحیون مین بہر لاتی ہین

(۱۲) مدینہ منورہ-

گیارہوین منزل یعنی قرش سے روانہ ہو کر ایک پہاڑ ملتا ہے جسکو کوہ مفرح کہتے ہین اوس سے مدینہ سات کوس رہجاتا ہو دو ہین سے روضہ مبارک نظر آنے لگتا ہے- جن لوگو نمین پہاڑ پر چڑہنے کی طاقت ہے وہ تو یہین سے زیارت کر لیتے ہین ورنہ چار کوس آگے بڑہ کے تو رستہ ہی سے دکہائی دیتا ہے یہان سے لوگ اونٹون سے اوتر کے پیدل ہو لیتے ہین- مدینہ جب کوس ڈیڑہ کوس رہجاتا ہے تو پہاڑون کے سلسلے ختم ہو جاتے ہین اور بہت لمبی سیڑھیان ملتی ہین اونسے اوترتے ہی اکا برشہر اور افسران سلطانی معہ فوج کے اور معلمان روضہ شریف کہڑے ہوتے ہین اور سمع الحمد لہ ساتہہ شہر مین لیجاتے ہین-

آنحضرتؐ کے عہد سعادت مہد مین صورت مسجد کی یہ تھی

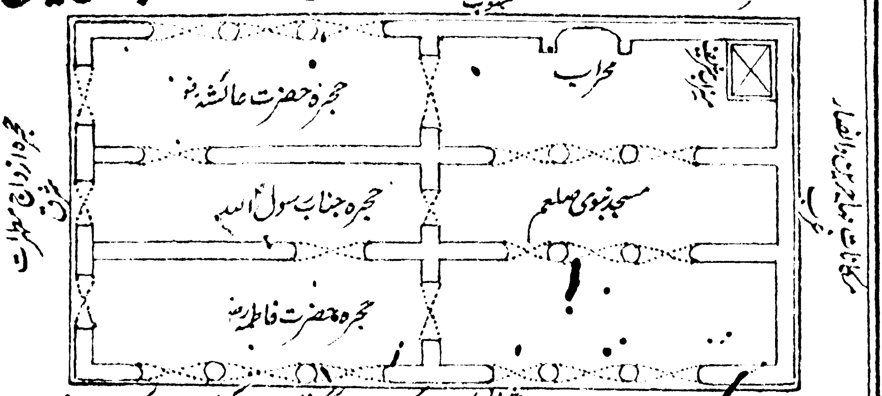

(۱) پھر حضرت عمر رضہ نے سنہ [illegible]ھ مین پانچ درجہ کی مسجد کردی - مگر تعمیر وہی کچّی اینٹ کی اور چھت و ستون کھجور کی لکڑی کے رہے - اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا پورا مکان اور حضرت جعفر رضہ بن ابی طالب کا نصف مکان مسجد مین شامل کرلیا - (۲) مرتبہ حضرت عثمان رضہ نے حضرت جعفر رضہ کا باقی نصف مکان بھی خرید کے اوسمین ملا دیا اور ساٹھ درجہ کی مسجد بہت خوبصورت اور پختہ بنوادی اور در و دیوار و ستون سب پتھر کے کرادئے - اور چھت درخت ساج کی بنوادی اور گارے کی جگہہ لوہے اور سیسے کو کام مین لائے - اور منبر کے چھہ درجے زیادہ کرکے اوسپر پوشش چڑھائی اور ربیع الاول سنہ ۲۹ھ سے شروع کرکے محرم سنہ ۳۰ھ مین تعمیر کو ختم کردیا - آپ خود بھی مزدورون کے ساتھہ کام کرتے تھے (۳) سنہ ۸۸ھ مین عمر بن عبد العزیز نے ولید بن عبد الملک بن مروان کی حکم سے مسجد شریف کے چارونطرف کے مکانات خرید کے اور حجرہ ہاے ازواج مطہرات اوس مین ملادئے اور طول مسجد کا دوسو گز اور عرض ۱۶۷ گز کردیا اور چالیس معمار رومی اور چالیس قبطی جو بہت کاریگر اور اوستاد تھے تعمیر مین مشغول ہوئے - اور چاندی کی زنجیرون کی قندیلین بنوائین - اب چھت اور دیوارین اور ستون ہمہ تن سنہری ہوگئی - اور چارون کونون پر چار مینار بنوائے - یہ تعمیر سنہ ۹۱ھ مین ختم ہوئی -

(۴) خلیفہ مہدی عباسی نے سنہ ۱۶۱ھ مین دس ستون منقش اور سنہری شمال کی طرف اور بڑہائے -

(۵) مامون الرشید نے سنہ ۲۰۲ھ مین کچہہ زیادتی کی۔

(۶) سلطان روم عبدالمجید خان نے سات کرور روپیہ صرف کرکے مسجد اور روضہ کو از سر نو ایسا بنادیا اور وہ وہ سامان کئے جن کے دیکھنے سے عقل حیران ہے مگر منبر جواب ہے وہ سنگ مرمر کا ہی اور اس پر ایک قبہ ہشت دہات کا ڈہلا ہوا لگا ہے اوسے سلطان روم مراد خان نے سنہ ۹۹۸ھ مین بنوایا تہا۔

غرضکہ یہ مسجد بارہ درجہ کی ہے یعنی بارہ دالان در دالان سامنے کو ہین۔ ستون ۱۵ فٹ بلند اور دور مین ۶ فٹ ہین اور محراب کی بلندی بہی ستون کی بلندی کے برابر ہے اور چار چار ستونون پر ایک ایک گنبد لداؤ کا ہے۔ اور ہر گنبد کے دور مین آیات قرآنی اور رنگ برنگ کے نقش و نگار ہین۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ کے تینون درجون مین سنگ رخام کے ستون۔ اور عہد فاروقی اور عثمانی کے درجون مین سنگ مرمر کے۔ اور باقی درجون مین سنگ سماق اور سنگ سرخ کے ہین سنگ مرمر اور سنگ رخام کے ستون سراسر مطلا و منقش ہین۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ کے ستونون مین ایک ایک یاقوت سرخ چار انگل مربع اور حضرت عمرؓ کے زمانہ کے درجون کے ہر ستون مین ایک ایک زمرد اس طرح سے جڑا ہے کہ پتہر کا جزو معلوم ہوتا ہے۔

اور عثمانی درجون کے آگے تمیز کے لئے ہشت دہاتی جنگلہ سنہری جالیدار بہت خوشنما ایک ایک گز بنا دیا ہے اور تین دروازے آمد و رفت کے لئے رکہے ہین جنہین جالیدار کواڑے سنہری لگے ہین۔

سب دیوارین سنگ مرمر کی مطلا اور مینا کار ہین جنپر آیات قرآنی اور آنحضرت صلعم کے نام سنہری حرفون سے لکہے ہین۔

سنگ سماق و سنگ سرخ کے ستونون پر سبز کام نہین ہے صرف ڈ وفٹ نیچے اور ڈ وفٹ اوپر کام کیا گیا ہے۔ مگر ہر قسم کے ستونون کی محرابین مطلا نقش ونگار کی ہین۔

صحن کے باقی تین طرف بہی دالان ہین اونکی ستون بہی نہایت عمدہ ونفیس ہین اور چار چار ستونون پر ایک ایک گنبد ہے۔

صرف ممبر اس مسجد کا پچاس ہزار روپیہ کی لاگت کا ہے اگرچہ سنگ مرمر کا ہے لیکن سُنہری کام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابہی سادہ کام سے ڈہال کیے گئے ہین۔

پانچ مینار بہت بلند اور سہ منزلے اس مسجد مین ہین چار تو چارون گوشون پر اور ایک پچہم کیطرف بیرونی دیوار کے بیچ مین باب الرحمان کے پاس ہے یہ پانچون مینار بہی سنگ مرمر کے مطلا ومنقش ہین اور تینین تین حلقہ روشنی کے ہر مینار پر ہین۔ اور ہر حلقہ مین چالیس گلاس روشن ہوتے ہین۔

پہلے یہ چار دروازہ تہے۔ باب الرحمن۔ باب السلام۔ باب جبریل۔ باب النسار۔ اب پانچوان دروازہ باب المجید۔ سلطان عبدالمجید خان نے بنوا دیا ہے۔ یہ پانچون دروازے نہایت نفیس اور شان دار ہین اور بہت عمدہ طلائی کام اونپر ہو رہا ہے۔

مسجد کے مشرقی درجون مین روضہ مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہے اسمین ایک حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ کا اور دوسرا حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا اور تیسرا جناب فاطمہ کا یہ تینون درجے ہمہ تن سنگ مرمر کے اور سُنہری کام سے مغرق ہین اور آیات واحادیث جلی قلم سے طلائی حروف مین لکہی ہوئی ہین۔ اسّی لاکہہ روپیہ صرف ان تینون حجرون مین صرف ہوا ہے

پہلا درجہ سہ امربع گز ہے اوسمین آنحضرتؐ اور صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کے مزار ہین

ان تینون مزارات مقدس کے گرد پانچ گز اونچا مجحر ہشت دہات کا ہی جسپر غلاف حریر وغیرہ کا چڑہا ہے اور کلمہ طیبہ لکہا ہے - اندر اوسکے کوئی نہین جاسکتا - صرف خدام صفائی اور روشنی کے لیئے صبح شام اندر جاتے ہین سو وہ بہی قبور سے دور دور مجحر سے لگے لگے رہتے ہین - اس کے دکہن رخ تین دروازہ ہین جنہین ڈہلی ہوئی ہشت دہاتی جالیان لگی ہین جو نہایت مضبوط اور خوشنما ہین اونہین مین سے لوگون کو زیارت کرادی جاتی ہے - اور ہر جالی کے وسط مین ایک بالشت لمبی چوڑی کہڑکی ہے جس سے بخوبی اندر کی کیفیت معلوم ہو جاتی ہے - اس درجہ مین ایک ایک دروازہ غرب وشرق مین بہی ہے مگر اونہین جالی کے علاوہ کواڑ سے بہی ہین اسلیئے اندر کی کوئی شے نہین دکہائی دیسکتی - اور ایک دروازہ شمال کی طرف حجرۂ فاطمہ رضی اللہ عنہا مین ہی جس سے خدام اس درجہ مین داخل ہوتے ہین -

مزار عالی جناب فاطمۃ الزہرا رض کا جنت البقیع مین ہے مگر صاحبان مکاشفہ نے جب دیکھا تو حضور کو اپنے والد بزرگوار کے مزار منورہ پر پایا اس لیئے آپکا مزار بہی بڑے تکلف کے ساتھ اس دوسرے درجہ مین بنا دیا گیا جو کمخواب مغرق کے غلاف اور چادر زرین سے ہمیشہ مزین رہتا ہے اور منقش کامقنع سرخ اوسپر پڑا رہتا ہی جسکی جہلک مشرقی دروازہ کی جالی سے معلوم ہوتی ہی - اسی حجرہ کا ایک بہت بڑا دروازہ پچہم مین مسجد کے اندر ہے جسکی چوکہٹ کواڑ زنجیر ہین اور قفل سب خالص سونے کے ہین -

تیسرے درجہ مین نادر وعجیب وغریب چیزین بہت بیش بہا مثل جواہرات کے ومشک وعنبر وعود وکافور وعطریات بکثرت صندوقون اور عطر دانون مین رکہے ہین اور ظروف وسامان طلائی بہی اوسی مین رکہے جاتے ہین شرق وغرب مین اسکے ایک ایک دروازہ - اور شمال مین تین دروازہ ہین جنکے آگے ایک چبوترہ جناب فاطمہ رض کی مسجد کے نام سے مشہور ہے

یہ قناتی مسجد بہی سنگ مرمر کی ہے اور ان تینون دروازون مین بہی ہشت دہاتی جالی لگی ہین جنسی اندر کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔

تمام مسجد کے فرش کا حال بباعث قالینون کے معلوم نہین ہو سکتا۔ مگر دونون عثمانی درجون مین اور تینون طرف روضہ مبارک کے نہایت عمدہ سنگ مرمر کا فرش ہے۔ اور بہت مکلف بنا ہوا ہے۔ باقی درجون مین بیش بہا استنبولی قالینون کا فرش بچھا ہوا ہے موسم گرما مین تمام قالینون کو اوٹھوا کے شطرنجی کا فرش کرا دیا جاتا ہے۔

گنبدون مین جہاڑ اور محرابون مین رنگ برنگ کی ہانڈیان ہمیشہ رات بہر روشن رہتی ہین۔ سو سو گلاسون کے جہاڑ ہین جنکی ڈالین ڈہلی ہوئی خالص چاندی کی ہین اور محرابہای نبوی و فاروقی و عثمانی کے دائین بائین دو دو موم بتیان چار چار گز لمبی اور ڈہائی فٹ موٹی چاندی کے حلقون مین جو سنگ مرمر مین جڑے ہین روشن ہوتی ہین یہ بتیان مغرب و عشا و فجر کی نمازون کے وقت سیڑہی لگا کے روشن کردی جاتی ہین اور بعد جماعت کے گل کر دیتے ہین کیونکہ اونکی روشنی اس غضب کی ہے کہ اونکے سامنے جہاڑ و فانوس و ہانڈیان سبکی روشنی ماند ہو جاتی ہے۔ اور یہی حال روشنی کا صحن کے گرد کے دالانون مین رہتا ہے۔

روضہ مبارک کے اندر جواہرات اور سونے کے فرشی جہاڑون کی روشنی ہوتی ہے

روضہ مبارک کے گنبد پر ہر سال نیا سبز رنگ پہیرا جاتا ہی۔ روضہ کے باقی دو درجون مین فرش پر بہی روشنی ہوتی ہے اور چہت سے بہی جہاڑ و فانوس بلوری آویزان ہین اور سب چیزین روشنی کی طلائی ہین۔

صحن مسجد مین باریک باریک کنکریان مثل صحن کعبہ شریف کے کٹی ہوئی ہین۔ اور ایک جانب کو مقابل روضہ کے چمن ہے جسکو چمن فاطمہ کہتے ہین۔ اس چمن کے گوشہ پر ایک کنوان ہے

جس سے درختون کو پانی دیا جاتا ہے روایت ہے کہ ہجرت کے بعد جناب فاطمہؓ چاہ زمزم کیواسطے بہت کڑھتی تہین آنحضرتؐ نے اونکی خاطر یہ کنوان کہدوادیا۔ پانی اسکا بہت عمدہ ہے زائرلوگ تبرکاً پیتے ہین۔

مسجد کے پیچھے ہی بیس گز چوڑا فرش سنگ مرمر کا ہے۔

شہر مدینہ کی مکانات کی تعمیر کا ڈہنگ مکہ کے مکانات کا سا ہے۔ اور پانچ بازار بہت پر رونق ہین ہر قسم کی چیز بہم پہونچسکتی ہے اور سب بازارون مین صبح وشام چہڑکاؤ ہوا کرتا ہے۔ نہر اس شہر مین ہر جگہہ ہے مگر ڈہکی رہتی ہے۔ جابجا گہرے گہرے اور عمیق حوضون مین اوسکا پانی آکے گرتا ہے اور سقے وہان سے لیکر سب جگہہ پہونچا دیتے ہین۔ کنوئین سرد اور میٹھے پانی کے یہان ہر گہر مین ہین۔ شہر کے گرد پختہ اور خوبصورت شہر پناہ بنی ہتی ہے جسکے پانچ چھ دروازے ہین جن پر سلطانی سپاہیون کے پہرے رہتے ہین۔

دیگر زیارات اندرون شہر

(۱) آبادی کے کنارے پر ایک قبہ مین آنحضرتؐ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کا مزار ہے وہان بہی اچہی تیاری رہتی ہے۔

(۲) آنحضرتؐ کے علمدار حضرت مالکؓ بن سنان کا مزار بہی حضرت عبداللہ کے مزار مبارک کے پاس بڑی تیاری سے بنا ہے۔

بیرون شہر

(۱) جنت البقیع۔ یہ ۲ قطعہ دو نام سے مشہور ہین اور بیچ مین انکے سڑک ہے اور احاطے دونون کے الگ الگ ہین۔ ایک قدیم کے نام سے مشہور ہے۔ دوسرا جدید کہلاتا ہے اور یہ دونون شہر سے باہر شہر پناہ سے لگے ہوئے ہین۔ ان احاطون مین ہزارہا

زمینی نقشہ مسجد نبوی ﷺ و روضہ

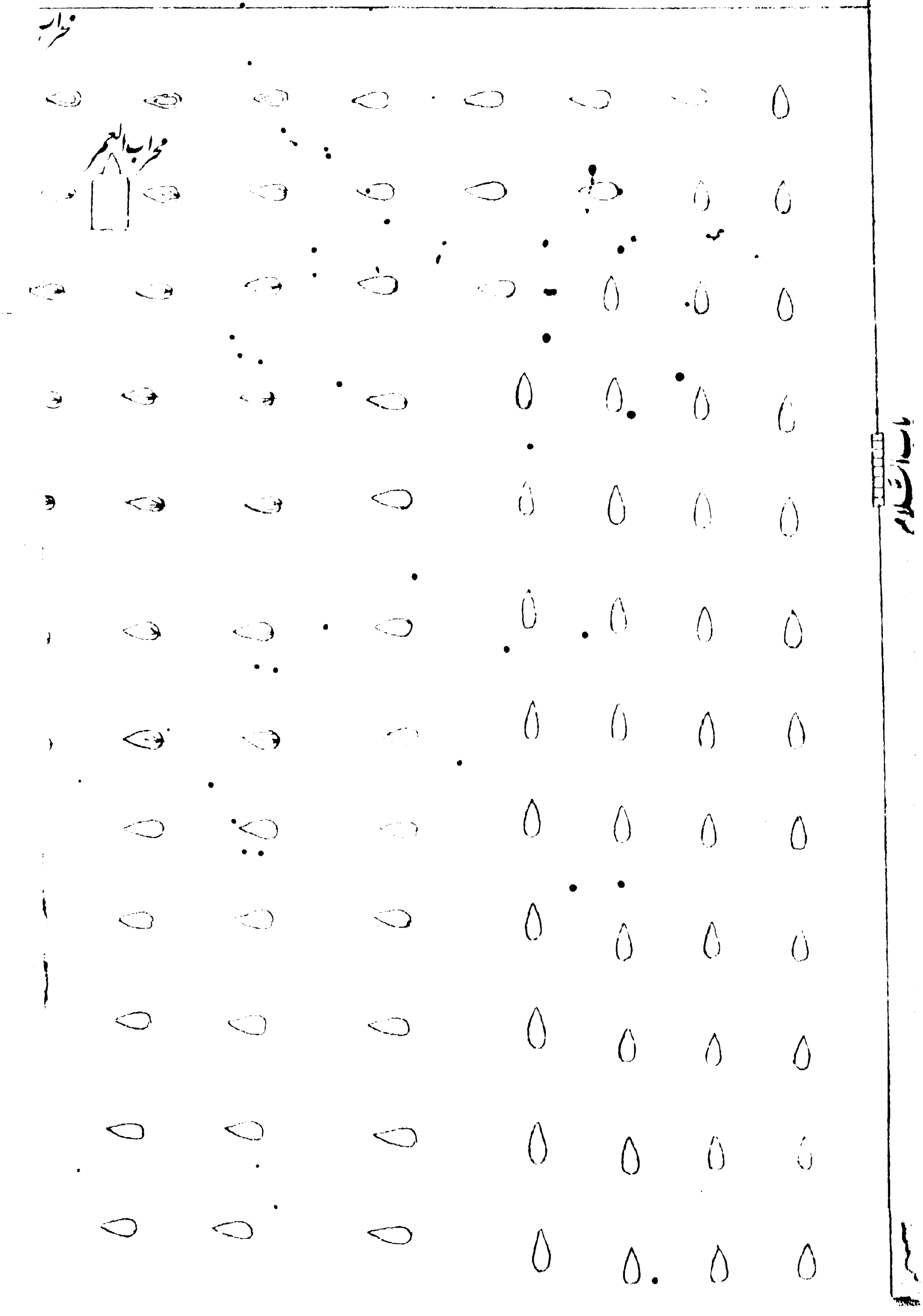

قبرین ہین دس ہزار صحابی اور سادات اہل بیت اور علماے تابعین انمین دفن ہین۔

(الف) جنت البقیع جدید مین۔ حضرت عباس عم رسول اللہ۔ حضرت فاطمہ۔ حضرت امام حسن حضرت امام زین العابدین۔ حضرت امام باقر۔ حضرت امام جعفر صادق رضوان اللہ علیہم کے مزار ہین۔ کہتے ہین کہ سر مبارک جناب امام حسین بھی یہین دفن ہوا ہے۔

(۱) قبہ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ۔ اسی قبہ مین مزار عثمان بن مظعون وعبدالرحمن بن عوف وسعد ابی وقاص کے مزارات ہین۔

(۲) آنحضرت کی دو صاحبزادیون کا قبہ۔

(۳) قبہ حلیمہ سعدیہ دایہ آنحضرت۔

(۴) قبہ ازواج مطہرات۔ سواے تین چار بیویون کے اور سب بیویان آنحضرت کی یہین مدفون ہین۔

(۵) قبہ حضرت اسماعیل بن امام جعفر صادق۔

(۶) قبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بہت شاندار ہے۔

(۷) قبہ فاطمہ بنت اسد۔ یہ والدہ ماجدہ ہین حضرت علی کی اور اسی قبہ مین حضرت علی کا مزار بھی اسلئے بنادیا گیا ہے کہ اہل مکا شف نے آپکو بارہا اپنی والدہ کے مزار پر دیکھا ہے۔

(۸) قبہ حضرت عقیل ابن ابی طالب والد حضرت مسلم۔

(۹) قبہ حضرت عبداللہ ابن جعفر طیار۔

(۱۰) قبہ حضرت امام مالک۔ اور اسی قبہ مین امام سمہودی کا بھی مزار ہے۔

(۱۱) قبہ حضرت امام نافع شیخ القرآن۔

(۱۲) قبہ سعد بن معاذ صحابی رسول اللہ۔

(۱۳) قبہ ابو سعید خدری صحابی۔

(۱۴) گنج الشہداے بقیع۔

(ب) جنت البقیع قدیم مین۔

واضح ہو کہ اس مین صرف ایک قبہ آنحضرت کی دو پہوپہیون کے مزار کا ہے یعنے حضرت صفیہ اور حضرت عاطفہ کا۔ یہ قبہ شہر پناہ کی دیوار کے پاس ہے اسمین قبرین پختہ اور شکستہ بہت سی ہین۔

قبہ اہلبیت

ایک طرف پانچ مردانی قبرین ہین جن کے گرد نہایت عمدہ کٹہرہ لگا ہے اور غلاف سبز سب پر چڑہا ہے۔

اور دوسری طرف یون گرا اونچے چبوترے پر حضرت فاطمہ کا مزار پر انوار بڑے آرائش کے ساتھ ہے۔

زیارات محلہ قبا

یہ محلہ مدینہ منورہ سے کچہہ فاصلہ پر واقع ہے۔ جب آنحضرت مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرکے آئے تو پہلے اسی محلہ مین قیام فرمایا تہا۔ اہل محلہ کی خواہش سے ایک مسجد یہان تعمیر کی اور اپنے ہاتہون سے اوسکی بنیاد ڈالی اور خود اوسکی تعمیر مین مصروف رہتے تہے اہل نفاق نے بہی ایک مسجد اسکے مقابلہ مین دہوکا دہی کو بنائی تہی اوسکا نام مسجد ضرار ہے جسمین بحکم خدا و رسول آگ لگا دی گئی۔ ان دونون مسجدون کی شان مین آیات نازل ہوئی ہین

مسجد قبا مین زیارات کی جگہہ حسب ذیل ہین

طاق الکشف۔ مقام اعجاز رسول اللہ۔

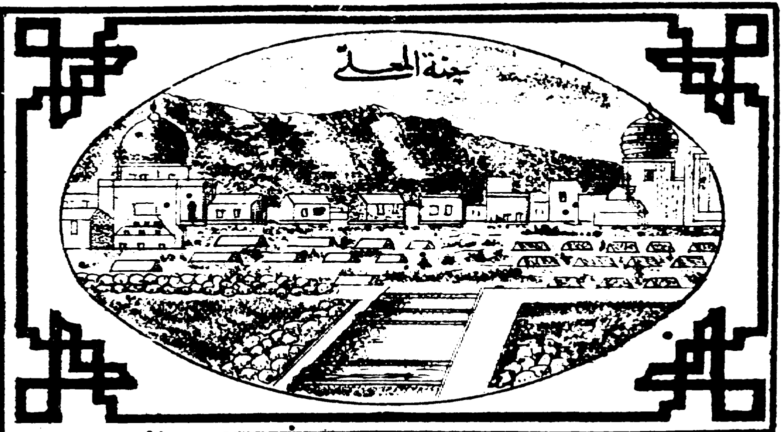

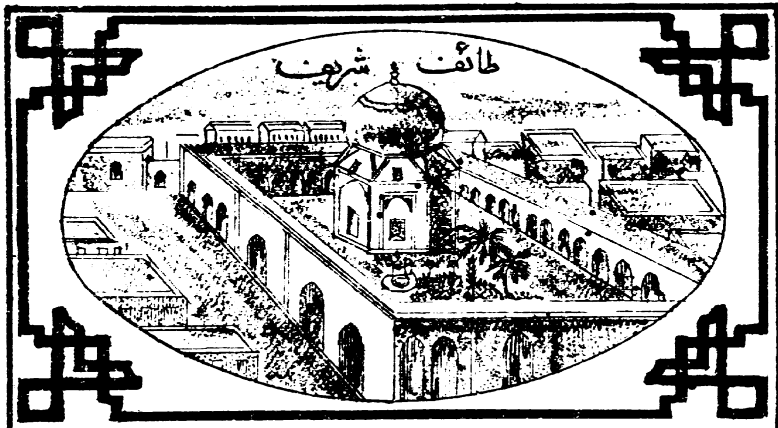

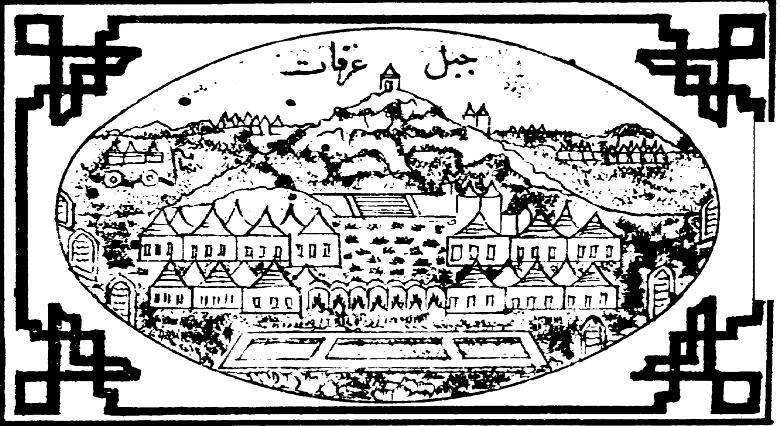

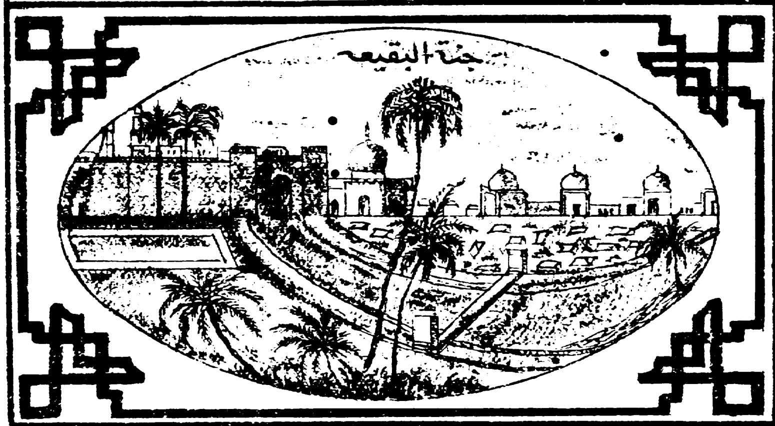

مطبع لامع النور آگرہ میں چھپا

صُفّہ - ناقۂ رسول کے بیٹھنے کی جگہہ -

محراب نبی - مساجد مذکورہ کی بابت آئتین اسی جگہہ نازل ہوئین -

علاوہ انکے مسجد قبا کی قرب مین یہ مقامات بہی قابل زیارات ہین

مسجد حضرت علی - مسجد حضرت فاطمہ - مسجد العمرہ - مسجد بیر خاتم - بیر خاتم -
باغ حضرت فاطمہ - جبل اُحد - مزار حضرت امیر حمزہ عم رسول کریم - گنج شہدائے غزوہ احد -

دیگر مقامات متبرکہ

(۱) بیت الحزن - یہ ایک مسجد جنت البقیع مین بیرون دروازہ شہر ہے اسمین بعد وفات آنحضرت جناب فاطمہ بیٹھہ کے رویا کرتی تہین -

(۲) مسجد ابی بن کعب - یہ بہی بقیع مین ہے -

(۳) مسجد الاجابۃ - یہان آنحضرت کی ۲ دو دعائین مقبول ہوئی ہین -

(۴) مسجد بنی ظفر -

(۵) مسجد الجمعہ -

(۶) مسجد الفضیح یا مسجد الشمس - یہان آیت حرمت شراب نازل ہوئی تہی -

(۷) مسجد بنی قریظہ - محاصرہ بنی قریظہ کے دن آنحضرت نے یہان قیام فرمایا -

(۸) مسجد مشیربہ اُم ابراہیم - یہان باغ حضرت ماریہ قبطیہ والدہ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ کا تہا - حضرت ابراہیم یہین پیدا ہوئے تہے -

(۹) مسجد الفتح - یہ جگہہ مدینہ مین قبولیت دعا کے لئے مشہور ہے -

(۱۰) مسجد القبلتین - اسمین ایک محراب بیت المقدس کیطرف اور دوسری کعبہ کی جانب ہے - وحی تحویل قبلہ یہین نازل ہوئی -

(۱۱) مسجد الفسح - اس مین سورۂ مجادلہ کے دوسرے رکوع کی ایک آیت نازل ہوئی -

(۱۲) مسجد عینین - جبل عینین پر ہے - جنگ احد مین حضرت حمزہ کو زخم یہین لگا تہا

(۱۳) مسجد الوادی یا مسجد العسکر - حضرت امیر حمزہ کے شہید ہونے کی جگہہ ہے -

(۱۴) مسجد ابی ذر -

(۱۵) مسجد طریق السافلہ -

(۱۶) مسجد السقیا - آنحضرت نے اہل مدینہ کے لئے برکت کی دعا کی - یہان کے کنوئین کا نام سقیا ہے -

(۱۷) مسجد الرایہ - کوہ ذباب پر ہے -

(۱۸) مسجد مصلائے عید -

(۱۹) مسجد سلمان فارسی - مسجد ابوبکر - مسجد علی - یہ تینون مسجدین جبل سلع سے مغرب کی سمت جنگ احزاب کی جگہہ پر بنی ہین -

(۲۰) مسجد بنی حرام - اسکے متصل ایک غار ہے جسمین ایام جنگ خندق مین آنحضرت نے رات کو قیام فرمایا تہا -

(۲۱) مدینہ کی متبرک کوئین جنمین لعاب دہن آنحضرت کا پڑا ہے

بیر حار - بیر بضاعہ - بیر بصہ - بیر اریس یا خاتم - بیر غرس - بیر عہن - بیر رومہ -

(۲۲) - زیارات ہفت جام -

ایک چہوٹی سی پہاڑی مدینہ سے تین میل ہے اوسپر ایک پکا مکان ۲ دروازون کا ہے

جسکے فرش پر سات پیالے بنے ہوئے ہین - ایک دن جناب امام حسین کھیلتے کھیلتے یہان چلے آئے لڑکپن تو تھا ہی بڑی دیر تک کھیلا کئے آپکو شربت کی بھوک معلوم ہوئی خداوندکریم نے سات پیالے جنت کے کھانون کے حضور کے لئے بھجوائے جنکو آپنے خوب سیر ہوکے کھایا - اسکی یادگاری مین یہان نشانات بنادئے گئے ہین -

(۲۳) سم خچر کے نقش کی زیارت - زیارت نقش پائے ناقہ - زیارت غار ناقہ -

(۲۴) زیارات کھجورون کے افتادہ درختون کی - مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہزارون درخت کھجور کے زمین پر ٹوٹے پڑے ہین اور بخوبی سرسبز ہین اور پہل دیتے ہین کہتے ہین کہ آنحضرت نے جناب فاطمہ کی خاطر سے دعا کی آپ کی دعا سے یہ زمین دوز ہوگئے ہین -

(۲۵) وادی بطحا یا میدان خاک شفا -

(۲۶) شیخ السادات کے خاندان مین حضرت خالدؓ بن ولید کی کمان تبرکاً رکھی چلی آتی ہے -

(۲۷) وادی صغریٰ مین حضرت ابوذر غفاری صحابی اور اونکی صاحبزادی کا مزار ہے -

ناظرین فرمائینگے بڑی سمع خراشی کی - یہ شخص تاریخ شروع کرتے کرتے کیا بکنے لگا حضرات معاف فرمائیے سمع خراشی تو البتہ ہوئی مگر اس سے دو فائدے ہین - **اول** تو ہزارون ہندوستانی حاجیون کو جو ہر سال وہان جاتے ہین بڑا فائدہ ہوگا - اور جغرافیہ کا کام بہی ہے **دوم** آج کے دن روے زمین پر کسی مذہب کے ہادی یا بادشاہ کے مقبرے اور یادگارون کی یہ شان و شوکت اور عظمت نہوگی جو ہادی اسلام کے مزار مقدس کی ہے پھر آگے چلکے تاریخ دیکھئے کہ ان لوگون کی اصل کیا تھی - کیا سے کیا ہوگئے - اور وہ بھی صدیون

مین نہین صرف ایک تھوڑی سے زمانہ مین جو تینتیس ۳۳ برس سے زیادہ نہ تھا - اسے تائید الٰہی نہین کہتے تو کیا کہو گے - یزدجرد شاہ فارس کا قول جو فردوسی نے نقل کیا ہی بالکل حیرت کی تصویر ہے جسکو نقل کئے بغیر ہم نہین رہ سکتے ہ

ز شیر شتر خوردن و سوسمار	عرب را بجائے رسید است کار
کہ ملک عجم را کنند آرزو	تفو بر تو اے چرخ گردان تفو

بلحاظ ریاست کے عرب کے لوگون کی دو قسمین ہین - شہری اور جنگلی - انہین جنگلیونکو بدّو کہتے ہین اور یہی لوگ عرب مین ہمیشہ سے بہت ہین جو کنجرون کی طرح جنگلو مین رہی پھرتے ہین اور نسب کے اعتبار سے دریافت کیجیے تو عربون کی تین ۳ قسمین ہین - عرب قدیم اصل عرب متعرب -

قدیم عربون مین سے جن قبیلون کا پتا چلتا ہے وہ عاد - ثمود - تسم - جاؤس - جرہم سابق اور عمالقہ ہین -

عاد حضرت نوحؑ کے پوتے کا پوتا حضر موت مین بادشاہ ہوا - قبیلہ عاد اسی کی اولاد ہے شداد جسنے جنت عدن بنائی اور جسکو ہر مسلمان جانتا ہے - اسی عاد کا بیٹا تھا - اسی قوم کی ہدایت کے واسطے ہودؑ نبی مبعوث ہوئے حضرت ہودؑ کے سامنے ہی یہ قوم برباد ہو گئی اور جو بچے کچھے رہ بھی گئے تھے بعد مین لقمہ اجل ہوئے -

ثمود بھی حضرت نوح کے پوتے کا پوتا تھا اسکی اولاد مین قبیلہ ثمود ہے حضرت صالحؑ جنکی اونٹنی کا قصہ مشہور ہے - اسی قوم کے ہادی تھے وہ پہلے یروشلم تشریف لے گئے پھر مکہ مین آکر مسکن گزین ہوئے - قبیلہ ثمود اونکے ہی سامنے بے نام و نشان ہو گیا تھا -

قبیلہ تسم اور جاؤس نے ترقی کی معراج مین باہم لڑائی ٹھانی اور مر کھپ گئے -

جرہم سابق کو لوگ اون اُنثی آدمیون مین سے کسی کی اولاد بتاتے ہین جو حضرت نوح کی کشتی مین بیٹھکر طوفان سے بچ رہے تھے - یہ قبیلہ قوم عاد کا ہمعصر تہا اور نیست نابود ہوگیا اور اون انثی ہمراہیان نوح مین سے کسی کی اولاد نہ رہی اس لئے حضرت نوح کو آدم ثانی کہتے ہین -

عمالقہ حام بن نوح کی اولاد مین تھے - انہون نے بڑے زور و شور سے حکومت کی اور مصر جنوبی کو فتح کرلیا - آخر کار بنی اسرائیل کے ہاتھ سے اونکا خاتمہ ہوگیا -

قدیم عرب کے بعد جو لوگ عرب مین آکر بسے وہ اصل عرب کہلائے - اور اونکے بعد جو لوگ اس ملک مین آئے وہ متعرب ہین -

اصل عرب کا پتہ قحطان تک چلتا ہے - قحطان کے دو بیٹے تھے جرہم اور یعرب اسی یعرب کے نام سے ملک عرب مشہور ہوا - جرہم حجاز کا حکمران تہا - اور بنی یعرب نے یمن مین تین ہزار برس تک سلطنت کی - آنحضرت کی ولادت سے نستر برس قبل تک انہین لوگونکی حکومت یمن مین تہی - پہر ساحل پر عیسائی مذہب حاوی ہوا جو نجاشی شاہ حبش کے ماتحت تہا - اسی اثنا مین صنعا دار السلطنت یمن مین ایک بہت بڑا معبد کعبہ کے مقابل مین بنایا گیا اور عیسائیون کے بادشاہ ابرہہ بن صباح نے ہاتہی نشین فوج اپنے ساتھ لیکر کعبہ ڈہانے کے لئے مکہ پر چڑہائی کی چنانچہ کلام مجید مین یہی لوگ اصحاب فیل سے تعبیر کئے گئے ہین جنکا حال کتب سیر مین اس طرح مرقوم ہے -

واقعہ اصحاب فیل

یہ ایک عجیب و غریب واقعہ ہے جو آنحضرت صلعم کی ولادت سے پچپن دن پہلے ہوا جس سے خداوند کریم کی قدرت اور اوسکے حبیب کی عزت ظاہر ہوتی ہے - یہ ایک علامت آپ کے

ظہور کی من جانب اللہ تھی جس نے اہل عرب پر منکشف کر دیا کہ آنحضرت ہی کی آمد آمد کی برکت سے خانہ کعبہ کی حمایت ہوئی۔ الحق۔

محمد عربی کا بروے ہر دو سرا ست	کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

جب نجاشی شاہ حبش کی طرف سے ابرہہ یمن کا حاکم ہو کے آیا تو اوس نے دیکھا کہ میری عملداری کے لوگ چارون طرف سے تحفے اور نذرین لئے ہوئے بڑی خاوص نیت سے کعبہ کو جاتے ہین تو رشک حسد سے جل بہن کے کباب ہو گیا اور ایک عبادتخانہ بہت تزک واحتشام سے خانہ کعبہ کے مقابلہ مین صنعا مین بنوایا مکان کیا تھا ایک تصویر تھا در و دیوار مرصع جواہرات سے آنکھون کو چکا چوندھ ہوتی تھی تمام سنہری کام عطر و خوشبوؤن سے معطر سب ساز و سامان سونے چاندی کا تھا اور اوسکے گرد مین اور مکان بھی زیب و زینت کے لئے نہایت عمدہ تعمیر کرائے اور اہالیان یمن کو حکم دیا کہ اسکا طواف کیا کرو مگر اہل قریش اور مکہ والون کو یہ بات بہت شاق گذری۔

چنانچہ قبیلہ بنی کنانہ کا ایک دل جلا مین پہونچا اور ابرہہ سے میل پیدا کر کے اوس جگہ کی جاروب کشی اور فراشی کی خدمت حاصل کر لی ایک روز موقع جو پایا تو اس مکان پر تکلف مین بول و براز کر کے چلدیا جب لوگ طواف کو آئے تو اس مقام کو بالکل نجاست سے مملو پایا اور سبھون نے ناک بھوین چڑہائین جب یہ خبر رفتہ رفتہ ابرہہ کو پہونچی سمجھہ گیا کہ کسی مکہ والی کا کام ہے چاہا کہ اسکے عوض مین خانہ کعبہ کی ہتک کرے اسی فکر مین تھا کہ ایک اور گل کھلا یعنی حرم کا ایک قافلہ صنعا پہونچکے اوسی عبادتخانہ کے پاس قیام پذیر ہوا۔ لوگون نے آگ جلائی خدا کی قدرت سے ایسی آندھی آئی کہ آگ نے اوڑ کر تمام مکان کو خاک سیاہ کر دیا۔ قافلہ والون نے یہ غضب الٰہی جو دیکھا تو ابرہہ کے خوف سے بھاگ نکلے۔

لہذا یہ جرم بہی مکہ والون ہی کے سر پڑا اب تو ابرہہ سے نہ رہا گیا اور بڑا لشکر ساتہہ لیکر کعبہ پر دہاوا کر دیا اوسکی فوج مین بارہ ۱۲ ہاتہی بہی تہے اور ایک ہاتہی محمود نام بڑا قوی ہیکل اور مہیب وست سب کے آگے چلتا تہا - راہ مین جو گانون اور قصبہ یا شہر ملتا تہا اوسکے باشندے ابرہہ کے پاس حاضر ہوکے اس حرکت سے اوسکو باز رکہنا چاہتے تہے - مگر وہ کسی کی نہین سُنتا تہا کیونکہ سر پر موت سوار تہی وہ کب کانون مین قوت شنوائی اور دماغ مین طاقت پذیرائی چہوڑتی ہے کشان کشان بربادی کے گڑہے مین لیے چلی جاتی تہی سچ ہے ؎

تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ

لوگون نے بہت کچہہ کعبہ کے عوض مین دینا بہی چاہا مگر اوسنے نہ مانا اور وادی مُحَسِّر تک پہونچگیا - یہان سے مکہ پانچ چہہ کوس رہجاتا ہے - بے سرے لوگون سے ایک بادشاہ کا مقابلہ کیسے ہو سکتا تہا اس خبر کے ساتہہ ہی ہیٹون مین پانی پڑ گئے - اچہے اچہے رستم خانون کو دست آنیلگے یہانتک کہ مکہ چہوڑ پہاڑیون مین جا چہپے صرف عبد المطلب آنحضرت کے دادا شہر مین باقی رہ گئے - آپ نے جب ابرہہ کے غلبہ کا یہ جال دیکہا تو وہ بہی نہایت مضطرب و پریشان اور سراسیمہ و حیران تہے کہ یکایک پردۂ غیب سے مدد کے سامان نظر آنے لگے یعنی غول کے غول سبز رنگ کے پرندون کے جدّہ کی طرف سے آنے شروع ہوے ہر پرند کے پاس تین تین کنکریان مسور سے بڑی اور چنے سے چہوٹی ایک ایک چونچ مین اور دو دو پنجون مین تہین - ان جانورون نے ابرہہ کے لشکر پر کنکریون کا مینہہ برسا دیا خدا کی قدرت جس کے اوپر کنکری پڑتی تہی آر پار ہو جاتی تہی اور جسم اوسکا جہلس کے کوئلے کو شرمانے لگتا تہا کیا خوب کہا ہے ؎ دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست کیون نہو تین نبیون نے اس گہر کو وحدہٗ لا شریک لہٗ کی پرستش کے لئے بنایا تہا

اور چوتھے صاحب التاج والمعراج کی آمد آمد تھی کمبخت ابرہہ یہ نہ سمجھا کہ جسے پی چاہے
وہی سہاگن گو اس مین تین سو ساٹھہ ۳۶۰ بت اب پڑے سج رہے ہین مگر بنا تو عالی ہے ازل
سے توحید کی منادی کرنے کے لئے خدا نے اسی کو تاکا ہے - آخر اپنے کئے کو بھگتا کہتے ہین کہ
محمود ہاتھی جسپر سب مخالفین کو ناز تھا بلکہ اوسکے ساتھہ کے سب ہاتھی مکہ کی شہر پناہ کے
سامنے بھیگی بلی کی طرح دبک کر بیٹھہ گئے - یمن کی طرف تو سونڈین اوٹھا اوٹھا کے بھاگتے
تھے مگر مکہ کی جانب موںہہ کرنے مین موت آتی تھی فیلبان ہانکتے ہانکتے تھک گئے
لیکن ایک نہ چلی ابرہہ فیلبانون پر خفا ہوتا تھا کہ یہ سب تمہاری شرارت ہے تم لوگ
چاہتے ہو کہ مین کعبہ کا معتقد ہو جاؤن - قصہ مختصر جب بیچارے بے زبانون کی اس حالت
سے اوس مغرور مست نے سبق نہ حاصل کیا بلکہ غریب فیلبانون پر آن بنی تو ان طایران
سبز نے کنکریون سے آڑے ہاتھون لیا یہان تک کہ سارا لشکر تباہ ہو گیا ایک بھی نہ
بچا کہ گھر پر جا کے خبر کرتا - اب تو وہ لوگ جو اس فوج جرار کے خوف سے پہاڑون پر جا چھپے
تھے خوشیان مناتے ہوئے لشکر کے مال و متاع پر ٹوٹ پڑے اور دھڑی دھڑی کر کے
لوٹ لیا قریش اسی مال سے متمول ہو گئے - آنحضرت کی ولادت کے بعد تک وہ کنکریان باقی
تھین اور اکثر صحابہ نے اونہین دیکھا تھا - یہ واقعہ آنحضرت کی آمد آمد کا پیش خیمہ تھا جسکی
نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے -

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۝

ترجمہ - اے محمدؐ تو نے نہین دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کے ساتھہ
کیا کیا - اب پھر ہم اصل مضمون کی طرف متوجہ ہوتے ہین -

جرہم کی نوین پشت مین مداد ہوا جسکی بیٹی حضرت اسمٰعیل بن حضرت ابراہیم کے

عقد مین آئی- اس عقد سے جو نسل پہیلی اوسکا نام متعرب ہوا- حضرت اسماعیل سے عدنان ثانی تک نسب نامہ مین راویون کو اختلاف ہے- اور وجہ اس اختلاف کی یہ ہی کہ اکثر ایک نام کے جو دو۲ آدمی آگئے ہین اونکو لوگون نے ایک ہی سمجھکے درمیانی نام چہوڑ چہوڑ دئے ہین- عدنان ثانی کی دسوین پشت مین فہر ہوا جسکا دوسرا نام قریش ہے اور اسی سبب یہ قبیلہ قریش کہلایا بعضون کے نزدیک نضر کا نام قریش ہے اور ایک روایت مین کنانہ کو قریش کہا ہی- غرضکہ اسی قبیلہ قریش مین خدا کے رسول محمد بن عبداللہ پیدا ہوئے-

آنحضرت کا نسب نامہ معد بن عدنان ثانی سے پہلے کا بوجہ مذکورۃ الصدر مختلف ہے اسلئے ہم اوسے ترک کرتے ہین اور عدنان ثانی سے لکہتے ہین جنکو آدم علیہ السلام کی اڑسٹہوین ۶۸ پشت مین بتاتے ہین یعنی حضرت آدم سے شروع کرکے عدنان ثانی تک گن جاؤ تو اونہتر ۶۹ نام ہونگے- اس شجرہ مین نیچے والا اپنے اوپر والے کا بیٹا ہے-

۶۹- عدنان دوم

۷۰- مُعَدّ یا مُعِدّ یا مَعَدّ- یہ نام تین طرح سے پڑہا جاتا ہے-

۷۱- نزار یا نذار-

۷۲- مُضَر

۷۳- الیاس-

۷۴- مُدرِکہ-

۷۵- خُزیمہ

۷۶- کنانہ

۷۷- نضر

۷۸- مالک

۷۹- فہر

۸۰- غالب

۸۱- لوئیؒ

۸۲- کعب-

۸۳- مُرّہؒ

۸۴- کلاب

۸۵- قُصیؒ

۸۶ عبدمناف-

۸۷- ہاشم

۸۸- عبدالمطلب

۸۹- عبداللہ

۹۰- محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت کی والدۂ ماجدہ کا نسب نامہ — مُرّہ ۸۳
ان ہی مرہ سے اس طرح ہے کہ
کلاب ۸۴
زہرہ
عبدمناف
وھب
حضرت آمنہ والدۂ آنحضرت

اگرچہ آنحضرت کا نسب نامہ ہمنے حضرت آدم تک بوجہ اختلاف کے نہین لکھا مگر یہ ثابت ہے
کہ حضور کے اجداد مین سواے حضرت آدم کے یہ چھہ پیغمبر ضرور شامل تھے-
شیث - ادریس - نوح - ہود - ابراہیم - اسماعیل علیہما السلام-
واضح ہو کہ عبدالمطلب کے تیرہ [13] بیٹے اور چھہ بیٹیان تھین جن کے نام یہ ہین-
بیٹے ابولہب[1] - عباس[2] - قثم[3] - غیداق[4] یا غیداف یا نحل - عبدالکعبہ[5] - ابوطالب[6]
ضرار یا ابوطاہر - مقوم - اور حمزہ[9] ایک ہی مان سے تھے - عبداللہ[10] - حرث[11] - حجل[12] زبیر[13]

بیٹیان عاتکہ[۱]۔ صفیہ[۲]۔ بیضا یا ام حکیم[۳]۔ امیمہ[۴] یا عمیمہ۔ برہ[۵] یا بریہ۔ اروی[۶]۔

انمین سے تین[۳] بیٹے زبیر[۱۳]۔ ابو طالب[۶]۔ عبد اللہ اور چار[۴] بیٹیان امیمہ۔ برہ[۵]۔ بیضا[۳]۔ اروی[۶] عبد المطلب کی ایک ہی بیوی فاطمہ کے بطن سے تھین جو آنحضرت کی دادی کا نام تھا۔

یاد رکھو کہ عبد المطلب کے ان انیس[۱۹] بیٹا بیٹیون کی اولاد ۹۵ تھی بدین تفصیل

ابولہب کی اولاد۔ عتبہ[۱]۔ عتیبہ[۲]۔ خالد[۳]۔ سبیعہ[۴]۔

حضرت عباس[۲] واقعہ اصحاب فیل سے تین[۳] برس پہلے پیدا ہوئے اور ۸۶ برس کی عمر مین خلافت حضرت عثمان کے زمانہ مین مدینہ مین انتقال فرمایا اونکی اولاد کے نام یہ ہین۔

عبد اللہ[۱]۔ فضل[۲]۔ کثیر[۳]۔ امینہ[۴]۔ صفیہ[۵]۔ ام حبیبہ[۶]۔ صبیح[۷]۔ مشہر[۸]۔ عبید اللہ[۹]۔ تمام[۱۰]۔ حرث[۱۱]۔ قثم[۱۲]۔ معبد[۱۳]۔ عبد الرحمن[۱۴]۔

ابو طالب[۶] کی اولاد۔ علی[۱]۔ طالب[۲]۔ عقیل[۳]۔ جعفر[۴]۔ ام ہانی[۵]۔ طلبون[۶]۔ حجانہ[۷]۔

مقوم[۸] کی اولاد۔ ہند[۱]۔

حمزہ[۹] کی اولاد مین ایک بیٹا عمارہ[۱] اور ایک بیٹی فاطمہ[۲] یا ام الہاد۔ عبد اللہ[۱۰] کی اولاد۔ آنحضرت[۱]۔ حرث[۱۱] کی اولاد۔ عبد اللہ۔ ابو سفیان[۲]۔ امیہ[۳]۔ نوفل[۴]۔ حجل[۱۲] کی اولاد۔ مرہ[۱]۔

زبیر[۱۳] کی اولاد۔ عبد اللہ۔ ام الحکیم[۲]۔ ضباعہ[۳]۔ طاہر[۴]۔

عبد المطلب کی بیٹی عاتکہ[۱] کی اولاد۔ عبد اللہ۔ زہیر[۲]۔ قریبہ[۳]۔

صفیہ[۲] کی اولاد۔ زبیر[۱]۔ سابت[۲]۔ عبد الکعبہ[۳]۔ صفیہ[۴]۔ ام حبیبہ[۵]۔

بیضا[۳] کی اولاد۔ عامر[۱]۔ اروی[۲]۔ ام طلحہ[۳]۔

امیمہ[۴] کی اولاد۔ عبد اللہ[۱]۔ ابو احمد[۲]۔ عبید اللہ[۳]۔ زینب[۴]۔ ام حبیبہ[۵]۔ حمنہ[۶]۔

برہ کی اولاد - ابوسلمہ[1] - ابوسبرہ[2] -

اروی کی اولاد - طلیبہ[1] - فاطمہ[2] -

آنحضرت صلعم کے چار بیٹے اور چار بیٹیان تہین -

بیٹے - طیب[1] - طاہر[2] - ابراہیم[3] - قاسم[4] -

بیٹیان - رقیہ[1] - زینب[2] - ام کلثوم[3] - فاطمہ[4] -

طیب وطاہر کو الطیب والطاہر یا مطیب ومطہر بہی کہتے ہین یہ غالبا توام پیدا ہوئے اور بہت کم زندہ رہے اور یہ بہی نہین معلوم کہ خدیجہ رضہ سے تہے یا عائشہ رضہ سے

ابراہیم ماریہ قبطیہ سے تہے اور سات برس کے ہوکر مرے -

اور باقی پانچون اکثرون کے قول کے بموجب حضرت خدیجہ رضہ کے بطن سے تہے -

قاسم قبل نبوت مکہ مین تولد ہوئے اور دو برس کی عمر مین انتقال فرمایا -

آنحضرت کی صاحبزادیون مین سے زینب کا نکاح ابوالعاص سے ہوا -

رقیہ پہلے عتبہ ابن ابولہب سے بیاہی گیئن پہر عثمان بن عفان کو جب رقیہ کا انتقال ہوگیا تو ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا - حضرت فاطمہ کا نکاح علی ابن ابی طالب سے ہوا -

آنحضرت کی دخترون کی اولاد کے نام نامی یہ ہین -

زینب کی اولاد - علی - امامہ -

رقیہ کی اولاد - عبداللہ -

فاطمہ کی اولاد - حسن - حسین - زینب[3] - محسن[4] - ام کلثوم[5] -

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد - یہان بہی پچہلے صاحب اپنے اگلے کے بیٹے ہین -

حسین ابو عبداللہ شہید کربلا[1] - علی[2] ابو محمد زین العابدین - محمد[3] باقر ابو جعفر - جعفر[4] صادق

ابو عبد اللہ - موسیٰ کاظم[5] ابو ابراہیم - علی رضا[6] ابو الحسن - محمد تقی جواد[7] ابو جعفر ثانی - علی ہادی[8] ابو الحسن - حسن زکی[9] یا عسکری ابو محمد - محمد مہدی[10]

چونکہ آنحضرتؐ اور چار دن اصحاب کبار اور حضرت معاویہ اور مروان بن حکم یہہ ساتون صاحب قبیلہ قریش سے ہین اسلئے ہم ان سب کا نسب نامہ ملاکے اس جگہہ لکھہ دیتے ہین تاکہ اصحاب کبار کے بیان مین اوسکی ضرورت نرہے -

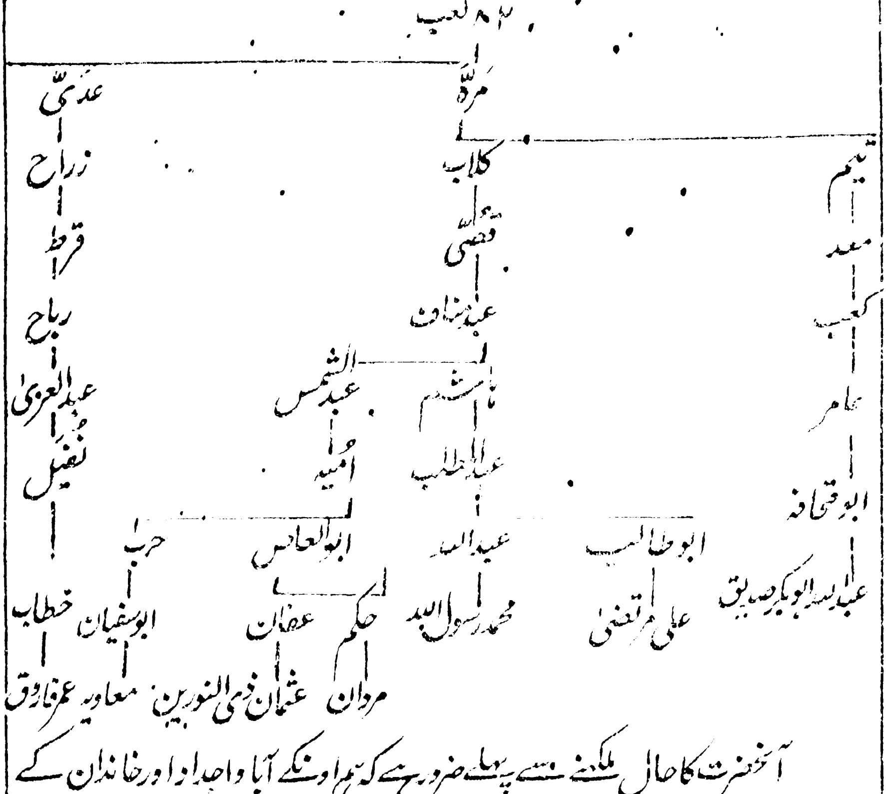

آنحضرت کا حال لکھنے سے پہلے ضرور ہے کہ ہم اونکے آبا و اجداد اور خاندان کے حالات سے لوگونکو مطلع کرین تاکہ معلوم ہوجائے کہ آپکا خاندان عرب مین قابل التعظیم اور بڑا نامی گرامی تھا -

ذکر حضرت عبد اللہ آپکے والد بزرگوار کا

آپ نہایت شیرین گفتار نیک کردار مجمع اوصاف حمیدہ صاحب اخلاق پسندیدہ تھے

رعب و داب حضور کا سب پر چھایا رہتا تھا علاوہ ان سب باتون کے حسن و جمال بھی خداداد تھا نور کوکب محمدی اور شعاع آفتاب رسالت احمدی آپکے چہرہ منورہ سے ہویدا تھی۔

یہودیون کے پاس ایک جُبّہ سفید صوف کا تھا جو خون حضرت یحییٰ علیہ السّلام سے آلودہ تھا اونکی کتب مقدسہ صاف بتا رہی تھین کہ جب اس جُبّہ سے خون ٹپکنے لگے تو جان لینا کہ نبی آخرالزمان کے والد نے دنیا مین قدم رکھا چنانچہ حضرت عبداللہ کی ولادت کے بعد وہ جبہ خون سے تر ہو گیا تھا۔

جب عبداللہ جوان ہوئے تو نازنینان عرب آپکے حسن و جمال پر جان فدا کرنے لگین اور آپکے پاس پیام آئے کہ ہمین اپنے عقد نکاح سے مشرف فرمایئے مگر توفیق آلہی آپکی شامل حال تھی آپنے کسی طرف توجہ نہ کی۔

ادھر ستر یہودی نہایت جرار اور نامور اپنے علماء اور احبار سے پتا لگا کے آپکو قتل کرنے کے لئے ملک شام سے روانہ ہوئے اور حوالی مکہ مین پہونچ کے گھات مین بیٹھے تھے کہ ایکدن حضرت عبداللہ تن تنہا شکار کے واسطے شہر مکہ سے باہر نکلے اون لوگون نے اکیلا پاکے آپ پر حملہ کیا ناگاہ وہب بن عبد مناف بھی معہ اپنے ملازمون اور یار دوستون کے شکار کے لیئے نکلا اوس نے بوجہ قربت قرابت کے آپکی حمایت کا ارادہ کیا دیکھتا کیا ہے کہ غیب سے ایک گروہ بہت سے لوگون کا جنکی صورتین اس دنیا کے لوگون سے مشابہت نہ رکھتی تھین نمودار ہوا اور یہودیون کے گروہ کو بھگا دیا۔ جب وہب اپنے گھر پہونچے تو اپنے قرابت دارون سے اس عجیب واقعہ کو بیان کرکے کہا کہ مین اپنی بیٹی آمنہ کا نکاح عبداللہ سے کرنا چاہتا ہون سبھون نے منظور کیا لہذا عبدالمطلب کے پاس پیغام بھیجا گیا چونکہ حضرت آمنہ کی عصمت و عفت آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن

تھی اس لئے یہ بات منظور ہوگئی اور حضرت آمنہ حضرت عبداللہ کے نکاح مین آئین۔ کہتے ہین کہ جب تک نور محمدی پیشانی نورانی عبداللہ سے رحم آمنہ مین منتقل نہوا عجیب وغریب حالات حضرت عبداللہ کے دیکھے جاتے تھے۔

بعض مورخین نے لکھا ہی کہ حضرت آمنہ وہب بن عبدمناف کی بھتیجی تہین مگر وہب نے مثل اپنی بیٹی کے پرورش کیا اسلئے اونکو بیٹی کہتا تہا۔ اور ہالہ بنت وہب کا نکاح عبدالمطلب سے ہوا تہا جس سے جناب سید الشہدا حمزہ رضی اللہ پیدا ہوے حضرت عبداللہ مدینہ سے خرما خریدنی کو شام تشریف لیگئے تہے وہان سے مدینہ کو آتے جاتے مین یا مدینہ ہی مین انتقال فرمایا اور دارالنا ملہ مین مدفون ہوئے اوسوقت آپکی عمر ۲۳ یا ۲۵ برس کی تہی۔ بعضے تو کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم کی ولادت سے پہلے عبداللہ مرچکے تہے اور بعضون کا قول ہے کہ ہمارے حضور دو برس کے ہولئے ہین جب وفات پائی ہے۔

ذکر حضرت عبدالمطلب

آپکے سر کے بال پیدائش ہی سے سفید تہے اس لئے آپکا نام شیبہ ہوا۔ آپکی جلالت اور عظمت و شان اور اخلاق و اوصاف اور فصاحت دور دور مشہور تہی۔ چاہ زمزم مدتون سے اٹا پڑا تہا آپ ہی نے خواب مین اوسکا حال معلوم کرکے پہر کہدوایا۔ آپنے منت مانی تہی کہ اگر میرے دس بیٹے ہون تو مین ایک بیٹے کو خدا کی راہ مین قربانی کرونگا قدرت الٰہی سے دس بیٹے ہوگئے تو آپ نے وعدہ پورا کرنے کے لئے بیٹون کے نام پر قرعہ ڈالا حضرت عبداللہ کے نام کا قرعہ نکلا دونون باپ بیٹے مستعد ہوگئے جب یہ خبر حضرت عبداللہ کے مادری رشتہ دارون کو پہونچی تو اونہون نے بلوا کیا اور کہا کہ ہم ہرگز عبداللہ کو ذبح نہ ہونے دینگے ناچار اس جہگڑے کو ایک کاہن کے پاس لے پہونچے اوس نے یہ فیصلہ کیا کہ دیت تمہاری

تو مسمین دس اونٹ مقرر ہین اسلئے عبداللہ اور دس اونٹون پر چھٹی پڑا اور اسی طرح دس دس
اونٹ بڑہاتے جاؤ جب تک کہ اونٹون پر قرعہ نہ نکلے پس دس اونٹون سے شروع کیا یہان تک
کہ سو اونٹون پر نوبت پہونچگئی اوس وقت حضرت عبداللہ کا پہیا چہوٹا اور سو اونٹ آپکے
عوض مین ذبح کئے گئے اس سلئے آنحضرت فرمایا کرتے تھے کہ مین ابن ذبیحین ہون یعنی
اول حضرت اسماعیل علیہ السلام جنکو اونکے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کی
راہ پر ذبح کرنے کا قصد کیا تہا۔ اور دوسرے حضرت عبداللہ

جب ابرہہ نے کعبہ ڈہانے کے لئے مکہ پر چڑہائی کی جسکا ذکر ہم اوپر کر چکے ہین
تو اوس نے سو اونٹ عبدالمطلب کے گرفتار کرلئے اور قبیلہ قریش کے پاس ایلچی کی معرفت
یہ کہلا بہیجا کہ مجھکو تم سے کچھ پرخاش نہین ہے کعبہ سے دشمنی رکھتا ہون اگر تم کو کعبہ کی حمایت
منظور ہے تو خیر لڑو۔ قریش نے اپنی طرف سے عبدالمطلب کو اوسکے پاس روانہ کیا۔ ابرہہ نے
اون کے چہرے سے شوکت و جلالت کے آثار جو دیکھے تو رعب کے مارے تخت سے نیچے
اوتر بیٹھا اور ہاتھ پکڑ کے عبدالمطلب کو اپنے برابر بٹہایا اونکی شیرین کلامی اور فصاحت نے
ابرہہ کو بت بنا دیا اوس نے اپنے دل مین کہا کہ اگر عبدالمطلب خانہ کعبہ کی شفاعت کرینگے
تو مین اپنے ارادہ سے باز آجاؤنگا مگر اونہون نے ایک حرف بہی اس مطلب کا اپنی زبان
سے نہ نکالا اور اپنے اونٹون کے واپس ہونے کی درخواست اوس سے کی۔ ابرہہ بہت
برہم ہو کے بولا کہ تم سردار قریش ہو اور قریش کی سرداری صرف کعبہ پر منحصر ہے تم نے اوسکا
کچھ خیال نہ کیا اور ایسی خفیف بات مجھسے کہی بیٹھے عبدالمطلب مسکرائے اور کہا کہ اوسکا
حافظ خداوند عالم ہے وہ خود تم سے سمجھ لیگا میرا جو مطلب ہے مین نے تم سے بیان کر دیا۔
ابرہہ نے اونٹ اونکے واپس کر دئے آپ نے مکہ مین آکر اہالیان شہر کو باہر جانیکا حکم دیدیا

اور خود دروازہ کعبہ کی کنڈی سے لٹک کے رونا شروع کیا جسکا نتیجہ آپ واقعہ اصحاب فیل مین پڑھ چکے ہین۔

سیف بن ذوالیزن خاندان شاہان حمیری مین تہا جب سیف نے فارسیون کی مدد سے یمن کو فتح کیا اور مسروق بن ابرہہ مارا گیا تو اطراف وجوانب سے عمائد وصنادید مبارکباد کے لئے ابن ذوالیزن کے دربار مین آئے چنانچہ اہل قریش کی طرف سے عبدالمطلب اور وہب اور اُمیہؓ وطلحہ بن خویلد وعبداللہ بن خدعان وغیرہ مبارکباد دینے کو گئے اونہون نے تحائف دربار مین پیش کئے اور عبدالمطلب نے سیف بن ذوالیزان سے نہایت خوش اسلوبی سے گفتگو کی کہ سارا دربار دنگ رہ گیا جب بادشاہ نے حسب ونسب عبدالمطلب کا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت عبدالمطلب اپنی مان کی طرف سے بادشاہ کے رشتہ دار ہین اسلئے سیف بن ذوالیزان نے اونکی بہت عزت کی اور خلوت مین اونہین بشارت دی کہ تمہاری اولاد مین نبی آخرالزمان پیدا ہون گے اور زمانہ اونکے ظہور کا بہت قریب ہے۔

آنحضرتؐ اپنے دادا صاحب کے حیات مین پیدا ہو گئے تھے اور والد بزرگوار کا انتقال ہو چکا تہا جب عبدالمطلب پر زیادتی مرض نے غلبہ کیا اور صورت زندگی نظر نہ آئی تو آپنے اپنے سب بیٹون کو جمع کرکے فرمایا کہ مین اس جہان فانی سے کوچ کرتا ہون اور محمدؐ سے مجھکو بہت محبت ہے یہ بچہ بے مان باپ کا قابل الرحم ہے اس لئے میری خواہش ہے کہ تم مین سے کوئی اسکو مثل باپ کے پرورش کرے اور کبھی میل اسکی خاطر پر نہ آنے دے آنحضرتؐ کے کئی چچاؤن نے چاہا کہ ہم رکھین منجملہ اون کے ابولہب نے بہی درخواست کی مگر شفیق دادا نے پیارے پوتے کو اونکے پاس رکھنا منظور نہ کیا سب کے بعد ابو طالب نے التماس کی کہ اگر مین اس خدمت باسعادت کے لائق ہون تو یہ گوہر گرانمایہ مجھے مرحمت ہو مین اپنے

حتی المقدور کوئی دقیقہ شفقت وخاطر داری کا فروگذاشت نہ کرون گا عبد المطلب نے ابو طالب
کی التجا قبول کی اگرچہ آنحضرت اوس وقت نہایت ہی صغیر سن تھے لیکن عبد المطلب نے آپکو
بہی گلے سے لگا کے پوچہا کہ اے میرے آنکہون کے تارے تم کون سے چچا کے پاس رہنا
چاہتے ہو۔ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دادا کے پہلو سے نکل کے جہٹ ابو طالب کی گود مین جا بیٹھے
اور اون سے لپٹ گئے عبد المطلب نے وصیت کی کہ اے ابو طالب اسکی رعایت و خاطر
و دلجوئی مین ہرگز پہلو تہی نہ کرنا یہ جگر گوشہ میرا سید عالم اور فخر بنی آدم ہے۔ ابو طالب نے
بہی باپ سے اقرار واثق کرلیا پہر تو عبد المطلب نے روے مبارک پر بوسہ دیکے ایکسو بیس[۱۲۰]
یا بیاسی[۸۲] برس کی عمر مین سفر آخرت اختیار کیا۔ آنحضرت کا سن شریف اس زمانہ مین ہشت[۸] سالہ تہا
ابو طالب نے بہی اپنے اخیر دم تک آپکو کلیجے کا ٹکڑا سمجہا اور باپ کی وصیت پر خوب ہی عمل کیا
کہتے ہین کہ عبد المطلب اور نوشیروان اور حاتم طائی ایک ہی سال مرے ہین اور اوسی سال
ہرمز بن نوشیروان فارس کے تخت پر بیٹہا ہے۔

ذکر ہاشم کا

یہ عبد المطلب کے باپ تھے۔ بہ سبب بزرگی اور اخلاق کے قریش انکی بہت
عزت کرتے تھے ایک دفعہ مکہ مین قحط سخت پڑا اور لوگ بہوکے مرنے لگے آپ نے شام کا
سفر کیا اور بے شمار اونٹون پر غلہ لاد کے لے آئے ہر روز دو[۲] اونٹ ذبح کرکے شہر بہر کو کہلاتے
تھے اور ہر کسیکی دلجوئی کرتے تھے۔ چونکہ آپ نے اپنے ہموطنون کی سخت مصیبت کو توڑا اسلئے
آپکا لقب ہاشم ہوا۔ لغت مین ہاشم کے معنی سخت چیز کے توڑنے والے کے ہین۔ ہاشم کی سخاوت
مثل حاتم کے دور دور مشہور تہی۔ اس لئے دنیا کے عمایدا ونکی عزت کرتے تھے چنانچہ ہرقل
بادشاہ نے اپنی بیٹی کا عقد اون سے کرنا چاہا تہا مگر ادہر سے انکار ہوا۔ نکاح انکا سلمہ سے

مدینہ مین ہوا جو قبیلہ بنی النجار مین سے تہین اور مدینہ ہی مین عبد المطلب اپنی مان کے گہر پیدا ہوئے ہاشم نے ملک شام مین انتقال فرمایا اور وصیت کی کہ کمان حضرت اسماعیل علیہ السلام اور نزار کا علم اور خانہ کعبہ کی کنجی عبد المطلب کے سپرد رہے۔

ذکر عبد مناف کا

نام انکا مغیرہ ہی یہ بہت وجیہ اور خوبصورت تھے۔ عبد مناف کے چار بیٹے تھے۔

(۱) ھاشم کا حال اوپر لکھا جاچکا ہے۔

(۲) عبد الشمس جسکی اولاد مین بنی اُمیہ اور حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ ہین۔

(۳) نوفل جبیر بن مطعم کا دادا۔

(۴) مطلب جو امام شافعی کا جد اعلیٰ ہی۔

واضح ہو کہ ہاشم اور عبد الشمس توام پیدا ہوئے تھے اور پیشانی دونون کی جڑی ہوئی تہی تلوار سے الگ کئے گئے۔ اوس زمانہ کے عقلا مین سے ایک نے اس معاملہ کو سُنکر کہا کہ ان دونون لڑکون کی اولاد مین باہم تنازعہ رہے گا۔ اور اوس جہگڑے کا فیصلہ تلوار سے ہوا کریگا چنانچہ یہی ہوا کیونکہ آنحضرت اور ابو سفیان مین جنگ ہوئی۔ اور حضرت علی اور معاویہ مین تلوار چلی پہر یزید اور جناب امام حسین کی لڑائی تو ہر گلی کوچہ مین مشہور ہے۔

ذکر قصے کا

نام اون کا زید ہے اور مجمع اور قصی لقب ہین۔ کسی زمانہ مین بنی خزاعہ نے قریش کو لڑ بہڑ کے مکہ سے نکالدیا تہا۔ انہون نے اپنی مادری رشتہ دارون کی مدد سے اور ایک جماعت عرب کو جمع کر کے بڑے مجمع کے ساتہہ بنی خزاعہ کو شکست دی اور قریش کو پہر مکہ مین آباد کیا اس لیے انکا لقب مجمع ہوا۔

قصی نے اپنی مرنے کے وقت گھر والون کو بہت عمدہ عمدہ نصیحتین کین اور سرداری مکہ عبدمناف کو دی۔

حضرت زبیر کا نسب آنحضرت سے یہین آکے ملگیا ہے۔ زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی۔

ذکر کلاب کا

یہ سردار قریش تھے جب قصی پیدا ہونے تو اونہون نے قریش کو بشارت دی کہ میری اولاد مین ایک صاحب عظمت وجلال پیدا ہوگا جو کوئی اوسکی اطاعت کریگا اوسکی عاقبت بنجایگی اور جو اوس سے منحرف ہوگا اوسکا دین و دنیا مین موںہہ کالا ہوگا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص کا سلسلہ کلاب سے ملتا ہی۔

(۱) عبدالرحمٰن بن عوف بن حارث بن زہرہ بن کلاب۔

(۲) سعد بن ابی وقاص بن مالک بن وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب۔

ذکر مُرّہ کا

یہ بہت عقلمند دوراندیش سخی اور فقیر دوست تھے سب اہل قریش انکے کہنے پر چلتے تھے قحط کے زمانہ مین سارے شہر کی خبر رکھتے اور اپنے فرزندون کو نیکی کی طرف مائل کرتے تھے وفات کے وقت انہون نے بہی آنحضرت کے تولد کی خوشخبری لوگون کو سنائی تہی۔

حضرت طلحہ کا نسب مُرّہ سے ملتا ہی۔ اس طرح پر کہ۔

طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ۔

ذکر کعب کا

کعب نے اپنی ساری عمر جمہور کی خدمت مین بسر کی۔ اور مرتے وقت اپنی قوم کو وصیت کی

کہ مین نے اپنی زندگی مین تمہاری سرداری کی اور کوئی کسر تمہاری بہبودی اور بہتری مین نہ رکھی تم کو چاہیئے کہ میرے بعد نیک چلن رہو جب سید المرسلین صاحب طٰہٰ و یٰسین میری اولاد مین ظاہر ہون تو اون سے سرکشی نہ کرنا۔

لؤیؓ اونکے باپ بھی حاکم قریش اور معزز تھے تمام عرب اونکی اطاعت کرتا تھا لؤیؓ کے باپ غالب اور غالب کے باپ فہرؓ تھے۔ اور فہرؓ کی اولاد مین ابو عبیدہ جراح ہین۔

ابو عبیدہ عامر بن عبد اللہ بن جراح بن ہلال بن وہب بن ضبہ بن حارث بن فہرؓ۔

اور فہرؓ کے باپ مالک نے اپنے بیٹے سے وقت مرگ یہ فرمایا کہ اے بیٹے مصیبت آنے سے پہلے مصیبت سے پرہیز کر مگر جب وہ تیرے سر پر آجائے تو صبر کر اور مردانگی سے اوسکا مقابلہ کر اور قناعت کو اپنی دولت اور خدا کے شکر کو اپنا فرض تصور کر۔

ذکر نضر کا۔

نضر کو لوگ قریش کہتے تھے اور اونھین کے باعث یہ قبیلہ قریش کے نام سے مشہور ہوا۔ لفظ قریش کے معنی ہین "تجسس اور تفتیش حال"، چونکہ آپ بڑی خاطر اور اخلاق کے آدمی تھے اور ہر شخص کا حال معلوم کرنیکی جستجو آپکو رہتی تھی تاکہ اوسکی خبر گیری اور عزت اوسکے مرتبہ کے موافق کرین اس لئے لوگ اونکو قریش کہنے لگے۔

دوسری وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ تجارت بہت کرتے تھے اور قریش کے معنی کاسب بھی ہین۔

اور قریش فراہم کرنے کو بھی کہتے ہین چونکہ آپ نے اپنی قوم کو ہمیشہ فراہم رکھا اس لئے قریش کہلائے۔

کنانہ نے اپنی اولاد کو یہ وصیت کی کہ انصاف کی صفت اللہ کو بہت پیاری ہے تم لوگ ہمیشہ منصف بننے کی کوشش کرنا اور کبھی ناانصافی سے کام نہ لینا۔

ذکر خزیمہ کا

خزیمہ نے مرنے کے وقت اپنی اولاد کو جمع کرکے کہا کہ تم حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی اولاد ہو بزرگی اور سرداری تمہارا ورثہ ہے۔ پروردگار عالم نے تمہین عرب کا سردار کیا ہے اسکے شکریہ مین تم کو چاہیئے کہ نیک چلن اور بندگان خدا کے خیرخواہ بنو اور افعال بد سے دور بھاگو۔

ذکر مدرکہ کا

نام انکا عامر تھا انہون نے اپنے آباؤ اجداد کی شرافت ونجابت ومراتب کو اچھی طرح دریافت کیا تھا اور اونہین کے قدم بقدم چلتے تھے اس لئے لقب اونکا مدرکہ ہوا۔

ذکر الیاس کا

انکے والدین کو اولاد کی طرف سے مایوسی ہوگئی تھی جب یہ متولد ہوئے تو انکا نام الیاس رکھا گیا انہون نے فضائل وعلوم حاصل کرنے کے بعد اپنی قوم کی ہدایت شروع کی اور اولاد اسمٰعیل کو جو طریقہ ابراہیمی سے منحرف ہوگئی تھی سیدھی راہ کی طرف بلایا۔ تمام ملک عرب الیاس کی عزت اور اطاعت کرتا تھا۔ شعرائے عرب نے بہت سے قصیدے ان کی مدح مین لکھے ہین۔

ذکر مُضَر کا

مضر نے ملت ابراہیمی کو تقویت دیکر اوسے رائج کیا۔ یہ بہت دبدبہ اور جلال کے آدمی تھے۔

ذکر نزار کا

کنیت انکی ابو ربیعہ ہے۔ انکے والد نے انکی ولادت کے وقت ہزار اونٹون کی قربانی کی اور بڑی دہوم دہام سے سارے حجاز کی دعوت کی تہی۔ نزار بڑے امیر تہے۔

ذکر معد کا

تازہ بہل کو معد کہتے ہین۔ چونکہ معد نے بہت تازہ روئی اور طراوت رخسار پائی تہی لہذا اونکا نام معد رکہا گیا۔ کنیت انکی ابو قضاعہ تہی۔ فرزندان معد نہایت بشجاع اور دلیر تہے۔ انکا بیٹا ضحاک چالیس ہزار آدمیون کی جماعت سے بنی اسرائیل پر چڑہ گیا اور سبکو زیر کرکے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ بنی اسرائیل نے اپنے نبی سے فریاد کی کہ بنی عدنان کے حق مین بد دعا فرمائیے وہ ہمارے بہت سے آدمی قید کر لیگئے ہین اور ہمین نہایت ستایا ہی پیمبر نے آسمان کیطرف ہاتہ اوٹہاے تہے کہ حکم خدا ہوا خبردار اس قوم کے لئے ہرگز بد دعا نہ کرنا انمین نبی آخر الزمان پیدا ہونے والا ہے تمہاری دعا قبول نہ ہوگی۔

ذکر عدنان کا

عدنان ایک دفعہ کہین جاتے تہے کہ ایک درہ کوہ مین گذر ہوا۔ اسی سوارون نے جو عدنان سے جانی دشمنی رکہتے تہے اونہین گہیر لیا۔ آپ تن تنہا اون سے لڑنے لگے یہان تک کہ گہوڑا بہی ٹہوکر کہا کے گرا اور مر گیا۔ پیدل بہی بڑی دیر تک مقابلہ کیا مگر آپ جانتے ہین کہ اسی کے سامنے اکیلا کیا کر سکتا ہی۔ عدنان نے عالم یاس مین آسمان کی طرف دیکہا دیکہتے ہی ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے ہاتہ سے اوٹہا کے پہاڑ کی چوٹی پر رکہدیا اور ایک آواز مہیب اس زور شور سے ہوئی کہ پہاڑ اور زمین سب ہل گئے۔ اور وہ سوار مردہ ہوکر نیچے گر پڑے یہ جو کچہ ہوا وہ سب آنحضرت کی خاطر سے ظہور مین آیا۔

غرض اس بیان سے یہ ہے کہ ناظرین دیکھہ لین کہ یہ عالی خاندان ہمیشہ مورد مراحم الٰہی رہا ہی جسکے باعث یہ کہہ سکتے ہین کہ این خانہ تمام آفتاب است۔ تو پھر اس معدن جواہر سے کیون نہ ایسا لال شب چراغ برآمد ہوتا۔

اس جگہہ شاید ہم سے یہ پوچھا جائے کہ آپکی بعثت سے قبل ملک عرب کی اخلاقی اور تمدنی حالت کیا تھی؟ حضرات اسکا جواب یہ ہی کہ نہایت ردی شراب نوشی سود خواری قماربازی جنگ زرگری زنا بت پرستی ستارون کی پوجا دختر کشی۔ انتقام لینے کی بُری عادت سبھی کچھہ تھا۔ مردون کا غیر عورتون کو اغوا کرنا اور عورتون کا حسین مردون کو قابو مین کرلینا ایک فخر کی بات تھی۔ عام مجمعون اور بڑے بڑے جلسون مین مرد و عورت اس قسم کے معرکے جوش و خروش سے بیان کرتے تھے اور بیحیاؤن کو شرم نہ آتی تھی بلکہ جسکے کارنامے سب سے بڑھکر ہوتے تھے وہی تعریفون کے ہار پہنتا تھا۔ کسی گھوڑدوڑ مین گھوڑا اوڑانے یا چشمہ آب پر مویشیون کے پانی پلانے پر جو جھگڑا ہوجاتا تھا تو صدیون چلا جاتا تھا اور طرفین کے ہزارون آدمی کام آجاتے تھے۔ کعبۃ اللہ مین ۳۶۰ بت رکھدئے گئے تھے اور ہر روز ایک نئے بت کی پرستش ہوتی تھی۔ اور اس پر بھی بس نہ تھی ہر قبیلہ کا ایک ایک بت علیحدہ بھی تھا۔ اور بت پرستون ہی کے مذہب کی یہ حالت نہ تھی بلکہ مذہب عیسوی اور موسوی کا بھی ستیاناس ہوگیا تھا اونھون نے بھی اپنی اصلی کیفیت کو باقی نہ رکھا تھا اور عرب ہی پر کیا منحصر ہے تمام دنیا پر اندھیرا تھا۔ فارس مین آتش پرستی۔ ہندوستان مین مورت پوجا۔ چین و جاپان مین بودھون کا زور شور۔ یورپ کی وحشت۔ مصر کی توہم پرستی زبان زد خاص و عام ہے جس سے تاریخ کی کتابین مالا مال ہین انگریزی دان خوب جانتے ہین کہ انگریزی مہینون اور دنون کے نام مذہب کی کیا اچھی صورت دکھاتے ہین غرضکہ ایسے تاریک وقت مین

عنایت الٰہی کا جوش ہوا اور ابر رحمت کا شامیانہ سرزمین حجاز پر چھا گیا ۵

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت ۔ بڑھا جانب بو قبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت ۔ کہ چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

الغرض ایام حج مین جمعہ کے دن آمنہ حاملہ ہوئین اوسی رات ملائکہ کو حکم الٰہی ہوا کہ سارے عالم کو منور کرین فرشتے اس حکم سے نہایت خوش ہوئے رضوان نے دروازۂ بہشت کھولکر زمین و آسمان کو خوشبوؤن سے معطر کر دیا۔ ملائکہ نے ارض و سما کے ساری طبقات مین منادی کی کہ آج نور محمدی نے آمنہ کے بطن پاک کو منور کیا اور سپہر رسالت کا آفتاب برج حمل مین آیا۔ اور شبستان نبوت کی شمع دل افروز پردۂ فانوس مین حجلہ گزین ہوئی۔ اوس سال قحط و خشک سالی سے قریش پر بڑی مصیبت نازل ہو رہی تھی اس حمل کی برکت سے خداوند کریم نے اپنے بندون پر رحم فرمایا اور ابر رحمت ایسا برسا کہ سوکھے درخت سرسبز ہوگئے اور جڑی بوٹی لہلہانے لگین سارے نباتات و حیوانات پر خوشی کا عالم چھا گیا اس لئے قریش نے اوس سال کا نام سنۃ الفتح والابتہاج رکھا ہے جس کے معنی خوشی اور کشائش کا سال ہین۔

آنحضرت پورے نو مہینے بطن مادر مین رہے اس مدت مین حضرت آمنہ کو کسی طرح کی تکلیف نہ معلوم ہوئی نہ کبھی طبیعت مبارک منغص ہونے پائی آپ فرمایا کرتی تہین کہ عرصۂ حمل مین مجھے مثل اور عورات کے کبھی یہ نہ معلوم ہوا کہ میرے پیٹ مین بچہ ہے مین ایک شب کچھ سوتی اور کچھ جاگتی تھی میرے کان مین آواز آئی کہ تو حاملہ ہے اور بہترین خلایق تیرے پیٹ مین ہے اور ہر مہینے میرے کان مین یہ آواز آیا کرتی تھی کہ اے آمنہ مبارک تیرے بیٹے ابو القاسم کے

ظہور کا وقت آن پہونچا۔

آنحضرت کا ظہور دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت ہوا۔ حضرت عبداللہ اور آمنہ کے اور کوئی اولاد نہ تھی اور نہ عبداللہ و آمنہ نے دوسرا نکاح کیا۔ اصحاب فیل کی چڑھائی اور تباہی سے جسکا اوپر مذکور ہوا پچپن ۵۵ دن گذر چکے تھے۔ ربیع الاول کا مہینا تھا۔ تاریخ مین اختلاف ہے کوئی بارہوین ۱۲ بتاتا ہی اور کوئی آٹھوین اور ۲ دوسری و تیسری ۳ ہی۔ انگریزی کتب تاریخ کی طرف جو نظر پڑتی ہے تو کسی نے ۵۶۸ء لکھے ہین اور کسی نے ۵۶۹ء اور آتھر گلمن ایم اے اور مسٹر عبداللہ کوئیلم صاحب لورپولی حضور کی ولادت کی تاریخ ۲۰ اپریل ۵۷۱ء مین بتاتی ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کو روزہ رکھا کرتے تھے صحابہ نے وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ آپ کا تولد اور آغاز وحی و نبوت دوشنبہ کو ہوا ہے۔ اور ہجرت مکہ سے مدینہ کو اور نزول سورۂ بقرا اور وفات آنحضرت بھی دوشنبہ ہی کو ماہ ربیع الاول مین ہوئی۔

عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سے روایت ہی کہ ملک شام مین ایک راہب تھا عیص نام وہ ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ اے مکے لوگو تم مین ایک لڑکا پیدا ہوگا عرب و عجم سب اوسکی اطاعت کرینگے اور وقت ولادت اوسکا قریب ہے پس جو لڑکا مکہ مین پیدا ہوتا تھا اوسکا سارا حال عیص دریافت کرلیا کرتا۔ جب ہمارے حضرت پیدا ہوے تو راہب مذکور نے کہا کہ یہ وہی لڑکا ہے جسکی مین نے تمہین خبر دی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ مکہ مین ایک یہودی سوداگر تھا جب آنحضرت پیدا ہوے تو اوس نے قریش سے کہا کہ آج رات کو تم مین ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اوسکے دونون شانون مین بال مجتمع ہین اس طرح سے جیسے کہ گھوڑے کی رگین ہوتی ہین۔ پس قریش اوس یہودی کو آمنہ کے گھر لے گئے اور کہا کہ اپنے لڑکے کو باہر بھیجد یجئے

جب آپکو لوگ باہر لائے تو بعینہ وہی نشان پایا گیا جو یہودی نے بتایا تھا۔ پس یہودی بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا جب ہوش مین آیا تو کہا ہائے نبوت بنی اسرائیل سے منتقل ہو گئی۔

عثمان ابن العاص کی ماں نے کہا ہو کہ مین وضع حمل کے وقت آمنہ کے پاس موجود تھی مین نے ایک نور دیکھا جس سے سارا گھر منور ہو گیا تھا۔

حضور کی والدہ ماجدہ فرماتی ہین کہ آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور انگشت شہادت آسمان کی طرف اوٹھائی۔ اور ایک آواز میرے کان مین آتی تھی کہ کوئی یون کہتا ہو کہ اس لڑکے کو آدم کا خلق۔ شیث کی معرفت۔ نوح کی شجاعت۔ ابراہیم کی خلت۔ اسماعیل کی زبان۔ اسحق کی رضا۔ صالح کی فصاحت۔ لوط کی حکمت۔ موسیٰ کی شدت۔ ایوب کا صبر یونس کی طاعت۔ یوشع کا جہاد۔ داؤد کی خوش آوازی۔ دانیال کی محبت۔ الیاس کا وقار یحییٰ کی عصمت۔ اور عیسیٰ کا زہد دیدو اور سارے پیمبرون کے اوصاف و اخلاق اس مین بھر دو۔ سبحان اللہ کیا ذات مستجمع صفات تھی۔

	حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	

جناب آمنہ فرماتی ہین کہ پھر مین نے سنا کہ کوئی کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونون جہان کے حاکم بنائے گئے سب انکے مطیع ہین۔ اسکے بعد جو مین نے روے مبارک پر نظر کی تو چودھوین رات کا چاند نظر آیا۔ اور آنحضرت مین مشک کی بو آتی تھی۔ پھر ایک شخص نے ایک انگوٹھی نکالی اور آپکے دونون شانون کے بیچ مین مہر کر دی اور انکو میری گود مین دیدیا۔

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہین کہ جس شب کو آپ پیدا ہوے مین نے اپنے کانون سے سُنا کہ در و دیوار کعبہ سے یہ آواز آتی تھی۔

"اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد المصطفیٰ الا ان قد طہر نی ربی من انجاس الاصنام وارجاس المشرکین" یعنی محمد مصطفیٰ کا خدا بہت بڑا ہوا اوس نے مجھے اب بتون کی نجاست اور مشرکون کی خباثت سے پاک کیا۔

اور منادی غیب ندا کرتا تہا کہ اے لوگو جانو اور آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو تمہارا قبلہ بنایا کیونکہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا مین قدم رکہا۔

یا عاشقین تواجدوا بتعشق للمصطفیٰ صلوا علیہ وسلموا متواترا ومتوالیا	

جسوقت آپ پیدا ہوئے خانہ کعبہ کا سب سے بڑا بت ہبل اوندہے مونہہ گر پڑا۔

تواتر سے ثابت ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو نوشیروان کا محل زلزلہ مین آیا اور چودہ کنگورے اوسکے گر پڑے۔ دریاے ساوہ جو بڑے زور وشور سے جاری تہا بالکل سوکہہ گیا۔ اور وادی سماوہ کا دریا جو ہزار برس سے سوکہا پڑا تہا جاری ہوا۔ پارسیون کا آتشکدہ ہزار برس کا جلتا ہوا بجہہ گیا۔ نوشیروان بہت رویا۔ ایک موبد نے خواب مین دیکہا کہ چست و چالاک اونٹ۔ عربی گہوڑون کو کہینچتے ہوئے لئے چلے جاتے ہین یہان تک کہ دریاے دجلہ سے پار اوتر گئے اور سارے شہرون مین پہیل پڑے۔ موبدون نے بالاتفاق اسکی یہ تعبیر دی کہ عرب کے ملک مین کوئی ایسا حادثہ ہوگا جس سے عجم کا ملک مغلوب ہو جائیگا۔ نوشیروان نے انکشاف حال کے لئے کاہنون کے پاس آدمی بہیجے اونمین سے ایک عجیب الخلقت کاہن سطیح تہا ایلچی نے نوشیروان کا پیام وسلام اوس سے جا کہا سطیح بولا اے نوشیروان کی ایلچی جسوقت قرآن خوانی شروع ہوگی اور لاٹھی والا یعنی محمد رسول اللہ پیدا ہوگا اور دریاے سماوہ مین پانی جاری ہو جائیگا اور دریاے ساوہ خشک ہوگا اور فارس کے آتشکدہ کی آگ ٹہنڈی ہو جائیگی

توسطیح مرجائیگا اتنا کہتے ہی کاہن مرگیا اور یہ سب باتین وقوع مین آئین جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔

اور ۳۱ھ مین سعد ابن ابی وقاص نے حضرت امیر المومنین عثمان ابن عفان کے عہد خلافت

مین فارس کو یزدجرد سے لے لیا اور یزدجرد مرو کے جنگل مین مارا گیا۔

جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عالم بطون سے عالم ظہور مین تشریف لاسے تو تین[۳]

یا سات دن اپنی والدہ ماجدہ کا دودہ پیا بعد ازان ثویبہ ابولہب کی لونڈی نے چند روز دودہ

پلایا۔ اس طرح جناب سید الشہدا حمزہ اور ابوسلمہ مخزومی اور عبداللہ بن جحش اسدی آنحضرتؐ کے

رضاعی بہائی ہوے کیونکہ ان تینون نے بہی ثویبہ کا دودہ پیا تہا مگر ثویبہ کے خاص بیٹے کا

نام مسروح ہے۔ یہ وہی ثویبہ ہے جس نے آنحضرتؐ کی ولادت کی خبر ابولہب کو پہنچائی تہی اور

ابولہب نے خوش ہوکر اوسے آزاد کر دیا تہا۔ آنحضرتؐ ثویبہ کی بہت تعظیم کرتے تہے اور مدینہ

سے اکثر اوسکو تحائف بہیجا کرتے تہے۔ اوس نے ۸ھ مین بعد فتح خیبر انتقال کیا۔

ثویبہ کے بعد حلیمہ سعدیہ کے دودہ سے آپنے پرورش پائی چونکہ شہر کی بہ نسبت باہر کی آب و ہوا اچہی

ہوتی ہے اس لئے عرب مین بہی یہ دستور تہا کہ بچون کو پرورش کے لئے باہر بہیجدیا کرتے تہے

اور بدوی عورتین سال مین دو دفعہ یعنے فصل ربیع و خریف مین مکہ مین آتین اور بچون کو

پرورش کے لئے لیجاتی تہین اور جو لوگ بچون کو باہر بہیجنے کی استطاعت نرکہتے تہے وہ حقیر

سمجہے جاتے تہے۔

ابن اسحاق ابن راہویہ اور ابویعلی و طبرانی اور بیہقی اور ابونعیم نے حلیمہ سعدیہ سے

روایت کی ہے کہ جب مین قبیلہ سعد بن بکر کی عورتون کے ساتہ جو شیرخوار بچون کی تلاش مین

نکلی تہین مکہ مین آئی تو اوس سال قحط عظیم پڑا ہوا تہا میرے پاس ایک مادہ خر اور ایک بڈہی اونٹنی

تہی جو ایک قطرہ بہی دودہ نہ دیتی تہی اور میرا شیرخوار بیٹا عبداللہ اور میرا خاوند میرے ساتہ تہے میری

چہاتیون مین اتنا دودہ نہ تہا کہ میرے بچہ کا بہی پیٹ بہرے۔ تنگدستی سے ہم لوگون کا
یہ حال تہا کہ بہوک کے مارے نہ رات کو نیند آتی تہی نہ دن کو چین تہا جب شہر مکہ مین پہونچے
تو سب عورتون نے اپنے حسب دلخواہ مالدارون کے لڑکے دودہ پلانے کو لیلئے اور آنحضرت ﷺ کے
سوا کوئی دودہ پیتا بچہ مکہ مین نہ رہا اور ادہر باہر سے آئی ہوئی عورتون مین صرف مین
رہگئی۔ آنحضرت ﷺ کی یتیمی کے باعث کسی عورت نے اونکو نہ لیا تہا خیر مجہے اپنے خاوند کی صلاح
سے اون ہی کو لینا پڑا۔ کیا کرتی خالی گہر پہر جانا تو اچہا نہین معلوم ہوتا تہا۔ اے
حلیمہ تو ہی سب سے زیادہ خوش قسمت ہے دونون جہان کی نعمت اپنی بغل مین داب کے
لئے جاتی ہے ؎

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچہیئے احوال	کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہوجائے

حضرت حلیمہ فرماتی ہین کہ مین لاچار ہوکر حضرت آمنہ کے گہر پہونچی کیا دیکہتی ہون کہ فخر دوعالم
ایک سفید کپڑے مین لپٹے ہوئے خواب ناز مین خرّاٹے لے رہے ہین اور جسم مبارک
سے مشک کی لپٹین آتی ہین جس سے سارا مکان مہک رہا ہے میرا دل اوس موہنی
مورت کو دیکہہ کے لوٹ پوٹ ہی تو ہوگیا۔ مین نے ہولے ہولے پاس جاکر اپنا ہاتہہ سینہ
فیض گنجینہ پر جو رکہا تو جہٹ آنکہین کہولدین اور میری صورت دیکہہ کے تبسم فرمانے لگے
مین نے کمال پیار سے دونون آنکہین چومین اور گود مین لیکر پستان راست موہنہ مین
دی جب اوسکا دودہ پی چکے تو مین نے چاہا کہ پستان چپ سے بہی دودہ پلاؤن
آپ نے ہرگز نہ پیا اور ایام رضاعت مین کبہی اوس پستان کو موہنہ مین نہ لیا۔ سبحان اللہ
کیا عدل و انصاف تہا کہ ایام طفلی مین بہی عدل کو ہاتہہ سے نہ جانے دیا اوسے اپنے
برادر رضاعی کے لئے چہوڑ دیتے تہے آخرش حلیمہ آپکو گود مین لئے ہوئے اپنی فرودگاہ پر

پہونچین اون کے خاوند بھی آپکا جمال جہان آرا دیکھکے عاشق ہوگئے۔

ہونہار بوتے کے بیر پالنے مین اور ہونہار درخت کے چکنے چکنے پات پہلے ہی سی معلوم ہوجاتے ہین جسکا ثبوت یہ ہی کہ حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتے ہین کہ گو مین یتیم بچے کو اپنے گھر مین لے آئی تھی اور کسی طرح کی بہبودی کی ظاہرا امید نہ تھی مگر گھر مین آتے ہی رحمت کا مینہہ برسنے لگا میری سوکھی ہوئی بکری اونٹنی کے تھن دودہ کے بوجھہ سے زمین پر آن رہے گھر والے نے جو دوہا تو افراط سے دودھ ہوا اور ہمنے خوب سیر ہو ہو کے پیا اور رات جو بھوک سے ایڑیان رگڑ رگڑ کے کٹتی تھی بڑے آرام سے بسر ہوئی اور ہم سب نیند بھر کے سوئے۔ میرے خاوند نے مجھہ سے کہا کہ ای حلیمہ یہ لڑکا بچہ تجھنے مبارک ہوا اسکا قدم ہمارے لئے بہت سعید ہوا۔ قصہ کوتاہ چند روز کے بعد حلیمہ حضرت آمنہ سے رخصت ہو کے اپنے وطن کو روانہ ہوئین اور آنحضرت کو مرکب پر اپنے آگے بٹھا لیا۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ وہی جانور جس سے لاغری کی باعث ایک قدم نہ رکھا جاتا تھا اب خوشی سے پہولا نہ سماتا تہا اور ایسا چست و چالاک ہوگیا کہ کسی کا مرکب اوس سے آگے نہ جاسکا۔ کیون نہو وہ جانتا ہی کہ صاحب براق و رفرف میرا راکب ہے قافلہ کے لوگ اوسے دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ یکایک اس مردی مین جان کہان سے آگئی۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہین کہ اثنائے راہ مین دائین بائین سے میرے کانون مین یہی آواز آتی تھی کہ اے حلیمہ اب تو غنی ہوگئی تجھے کسی چیز کی کمی نہ رہیگی۔ حالانکہ بہت سخت قحط تہا مگر جس منزل پر مین اوترتی تھی وہ سبز اور شاداب ہوجاتی تھی جدہر نظر اوٹھا کے دیکھتی تھی سبزۂ زمردین کے فرش بچھے ہوے معلوم ہوتے تھے۔ بیشک۔

سبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو	ٹھہرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو

اے حلیمہ رحمت للعالمین باعث ایجاد آسمان وزمین تیری گود مین ہی پہر زمین اپنے خزانے تیرے لئے کیون نہ اوگلدیتی اور آسمان اپنی رحمت تجہپر کیون نہ برساتا

محمد پہ وحدت ہی کوئی رمز اوسکی کیا جانے شریعت مین تو بندہ ہی حقیقت مین خدا جانے	

حلیمہ کہتی ہین کہ جب مین نے اپنے گہر مین قدم رکہا ہے تو میرا گہر جو پہلے مفلسی و ناداری سی کلبۂ احزان تہا اب رونق اور آبادی سے جگمگا اوٹہا ہر چیز مین برکت ہی برکت نظر آنے لگی- بکریان چراگاہ سے خوب سیر و آسودہ ہوکر آتی تہین اور بکثرت دودہ دیتی تہین یہانتک کہ اس بات کو دیکہہ دیکہکر ساری قوم نے اپنے اپنے چرواہون سے تقاضا شروع کیا کہ تم بہی ہماری بکریان اوسی چراگاہ مین لیجایا کرو جس مین حلیمہ کی بکریان جاتی ہین- مگر چراگاہ سے کیا ہوتا تہا حلیمہ کے تو گہر مین چشمہ فیض ہے-

حلیمہ کہتی ہین کہ جب حضور مین طاقت گفتار آئی تو اکثر مین نے سنا کہ زبان اقدس سے یہ الفاظ جاری ہوا کرتے تہے-

"اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین و سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا"

آپ نے کپڑون پر کبہی بول و براز نہین کیا جیسے عام لڑکے کیا کرتے ہین آپکا ایک وقت معین تہا مین اوسی وقت حاضر ہوجاتی تہی-

جب آپ مین قوت رفتار آئی تو خرامان خرامان گہر کے دروازہ تک چلے جاتے تہے مگر لڑکون کے کہیل کود مین کبہی شامل نہوتے بلکہ اور لڑکون کو منع کرتے تہے اور اپنے رضاعی بہائی کا ہاتہہ پکڑکے اونہین سے کہینچ لاتے اور فرماتے کہ ہم کہیلنے کے واسطے نہین پیدا کئے گئے ہین-

آپکی نشو ونما کا بھی نرالا ڈھنگ تھا جس سے اور لڑکون کو کچھہ نسبت نہین جتنا اور لڑکے ایک مہینہ مین بڑھتے آپ ایک دن مین بڑھتے تھے اور جتنا اور لڑکے سال بھر مین بڑھتے وہ بات آپکو ایک مہینے مین حاصل ہوجاتی تھی۔ کبھی آپ نہ روئے نہ روٹھے نہ مچلے۔ یہ باتین آپکو چھو بھی نہ گئی تھین۔ جو کام کرتے تھے پہلے بسم اللہ کہہ لیتے تھے۔

حلیمہ فرماتی ہین کہ مین اوس سرو بستان خیر و برکت کو ایک دم کے لئے بھی آنکھہ سے اوجھل نہ ہونے دیتی تھی۔ ایکدن آپ اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھہ باہر نکل گئے اوسوقت دھوپ بھی تیز تھی اور ہوا بھی نہایت گرم چل رہی تھی مجھے جو ہوش آیا مین نے ان دونون بچون کو گھر مین نہ پایا۔ بچین ہوکر ڈھونڈھنے کو باہر چلی تو دیکھتی کیا ہون کہ آپ معہ شیما تشریف لارہے ہین۔ مین شیما پر بہت خفا ہوئی اور سخت سست کہا کہ تو اس شدت کی دھوپ اور گرمی مین انکو کیون باہر لیگئی تھی اوس نے جوابدیا کہ نہین اماجان ان پر ذراسی بھی دھوپ نہین پڑنے پائی ہے جدھر ہم جاتے تھے ایک ابر کا ٹکڑا انکے سر پر سایہ کئے رہتا تھا اور جہان یہ کھڑے ہوتے تھے وہ بھی انکے سر ہی پر قیام کرتا تھا انکو ذرا بھی زحمت نہین پہونچی ہے۔ اللہ اللہ کیا کیا خاطر اپنے حبیب کی منظور تھی۔ دو برس کے بعد حلیمہ آنحضرت کو آمنہ کے پاس مکہ لیگئین اور اپنے ساتھہ ہی واپس لے آئین اس دوبارہ تشریف آوری کے دو تین مہینے بعد یہ ماجرا گذرا جسکا ذکر آگے آتا ہے۔

آپکے شق صدر اور غسل قلب کے حال فرخندہ فال کو ابو یعلی و ابو نعیم و ابن عساکر نے شداد ابن اوس سے یون بیان کیا ہے کہ ایکدن آپ نے حلیمہ سے فرمایا کہ اے مادر مہربان تم مجھے میرے رضاعی بھائیون کے ساتھہ بکریان چرانے باہر چراگاہ مین کیون نہین بھیجتی ہو تاکہ میرا دل بہلا رہے اور سیر بھی کر آیا کرون گھر مین بیٹھے بیٹھے اوکتا گیا ہون اور باہر کی تازہ ہوا

میری صحت کے لئے بہی مفید ہوگی یہ معقول گفتگو سن کے حلیمہ راضی ہوگئین دوسرے دن بناؤ سنگہار کرا اور کپڑے بدلوا بالون مین کنگہا اور آنکہون مین سرمہ لگا آپکو بہی اپنے لڑکون کے ہمراہ چراگاہ کو روانہ کیا۔ ملائکہ مقربین ہاتہون سے کلیجے تہام کے اون قدمون کے نیچے اپنی آنکہین بچہانے کو دوڑے اور کہنے لگے ؎

توبدین جمال وخوبی سر طور اگر خرامی
ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

آنحضرتؐ دوپہر تک جنگل مین رہے اور ہنسی خوشی بہائیون کے ساتہ بکریان چرایاکئے جب دوپہر ہوئی تو حلیمہ کا بیٹا ضمرہ روتا اور چلاتا ہوا گہر آکے کہنے لگا کہ ہم لوگ محمدؐ کے ساتہ ایک جگہہ کہڑے تہے ناگاہ ایک آدمی آیا اور اونہین گود مین اوٹہا کر پہاڑ پر لیگیا اور پیٹ چاک کرڈالا پہر نہین معلوم اونکا کیا حال ہوا۔ حلیمہ اور اونکا شوہر یہ حال پُرملال سُنکر نہایت بیچین ہوئے اور گریبان پہاڑتے اور سر پر خاک ڈالتے ہوئے جنگل کی طرف روانہ ہوئے۔ وہان جاکر جو دیکہا تو آپ بہلے چنگے بیٹہے ہوئے آسمان کی طرف دیکہہ رہے ہین۔ جب ان دونون میان بیوی کو حیران وششدر اور سراسیمہ ومضطر باحال تباہ اپنی طرف آتا دیکہا تو تبسم فرمایا اور دوڑکر حلیمہ سے لپٹ گئے اونہون نے دل کہولکر پیار کیا اور پوچہا کہ اے میری جان مین تجہپر سے قربان میری تو روح قالب سے پرواز کرنیکو تہی بتا تو سہی یہ کیا ماجرا ہے آپنے جوابدیا کہ امّان جان کچہہ بہی نہین آپ تو ناحق ہول کہاتی ہین۔ تین آدمی میرے پاس آئے تہے ایک کے پاس تو ایک طشت برف کے پانی سے بہرا ہوا تہا۔ اور دوسرے کے ہاتہہ مین ایک آفتابہ تہا۔ اونہون نے مجہے پکڑلیا اور ساتہہ کے لڑکے خوف سے اپنے اپنے گہرون کو بہاگ گئے۔ اونمین سے ایک نے مجہے آہستہ سے زمین پر لٹاکے میرا سینہ چاک کیا

تعجب ہی کہ مجھے ذرا بہی تکلیف نہین ہوئی - پہر میرے تمام اعضائی اندرونی برف کے پانی سے
خوب ہی دہوئے اور میرے دل کی سیاہی نکالڈالی اور کہا یہی شیطانی حصہ تہا اور ایک
چیز جو اوسکے پاس تہی میرے دل مین بہر دی - بعد ازان ایک بڑے آب وتاب کی انگوٹہی
جسکی چمک سے آنکہین خیرہ ہوتی تہین جیب سے نکالی اور میرے دل پہ مُہر کردی اسکے ساتہہ
ہی میرا قلب حکمت و نبوت سے معمور ہوگیا اب مین ایک ایسی خوشی اور سردی دل مین پاتا ہون
جسکا اثر اسوقت تک مجہہ مین ہے پہر ایک شخص نے اپنا ہاتہہ میرے سینہ پر پہیرا تو معاً زخم اچہا
ہوگیا اور اونہون نے مجہہ سے کہا کہ اے دوست تو کچہہ خوف نہ کہا اب تیری آنکہین روشن
ہوجاینگی اور دل خوش رہے گا - اسکے بعد وہ تینون مجھے اس جگہہ چہوڑکر نظرون سے
غائب ہوگئے - حضرت انسؓ نے روایت کی ہے کہ ہم نے بارہا اوس زخم کے نشان کو سینہ
مبارک پر دیکہا ہی وہ ایک لمبا اور باریک سا خط تہا -

حلیمہ فرماتی ہین کہ اس واقعہ ہوش ربا کے بعد میرے شوہر اور ہمسایون نے مجھے
صلاح دی کہ اس لڑکے کو اوسکی مان اور دادا کے پاس پہونچا دو ابکی تو خیر گذرے خدانخواستہ
کوئی اور مضرت و آسیب اس معصوم کو نہ پہونچے - مین بہی اس بات کو سمجہہ گئی اور چار و ناچار اپنے
گہر سے اوجالے کو لیکر مکہ کو چلی حلیمہ نے پانچ برس آپکو اپنے پاس رکہا اور اس عرصہ مین
دو برس کے بعد بہی آمنہ کو دکہا لیگئی جب شہر قریب آگیا تو آپکو ایک جائے محفوظ مین بٹہا کی
قضائے حاجت کیواسطے گئی آکے جو دیکہتی ہون تو آپ غائب ہین ہاتہہ کے طوطے اوڑگئے
اور مثل ماہی بے آب تڑپ تڑپ کے چارون طرف دوڑنیلگی تمام گرد و نواح کی خاک چہانی مگر
اوس یوسف گمگشتہ کا پتا نہ چلا - آخر مایوس ہوکر ہائے محمد ہائے بیٹا کہتی ہوئی مکہ مین پہونچی
اوس چاند سے مکہڑے کی جدائی سے کچہہ سوجہائی نہ دیتا تہا آفتاب میرے لئے بالکل

کالا توا ہو گیا تہا اور کلیجہ کہتا تہا کہ اب مین موہنہ کو آیا سو سو شبہے دل مین آتے تہے ہر ہر قدم پر سر کو پیٹتی اور بال نوچتی تہی اسی خستہ حالی سے گرتی پڑتی چلی جاتی تہی ناگاہ کسی نے میرا ہاتہہ پکڑ لیا اور خوب جہنجہوڑا جب مجہی کچہہ ہوش آیا اور آنکہین پہاڑ پہاڑ کے دیکہا تو معلوم ہوا کہ ایک بڈہا عصا لئے ہوئے میرے پاس کہڑا ہے اور پوچہتا ہے کہ اے سعدیہ تجہپر کیا گذری جو ایسی مضطرب ہے مین نے ہچکیان لے لیکر اپنی مصیبت بیان کی اوس نے کہا کیون روتی ہے کچہہ غم نہ کہا عالی قدر ہبل کے پاس جا کے پوچہہ وہ تجہے پتا بتاویگا اور تو وہان سے اپنے بچہ کو پائیگی مینے کہا افسوس تجہپر کیا تو نے نہین دیکہا یا نہین سُنا کہ جس بچہ کی مین تلاش مین ہون اوسکی ولادت کے وقت یہ بت اوندہے موہنہ فرش خاک پر گر پڑے تہے اب بہلا وہ اپنے دشمن کا نشان کیون دینگے مگر اوس بڈہے نے میری ایک نہ مانی اور زبردستی مجہے گہسیٹ کے لیگیا اور بڑے بت کے سامنے کہڑا کر کے طواف کیا اور میری حاجت بیان کی ہبل آنحضرتؐ کا نام سُنکے بید کی طرح لرزا اور زمین پر آن رہا اور ایک آواز آئی کہ اے بڈہے دور ہو یہان سے نکل جا اور اوس لڑکے کا نام یہان نہ لی خدا ہر حال مین اور ہر جگہہ اوسکا محافظ ہے آخرش مین اوسی طرح ڈاڑہین مارتی ہوئی عبدالمطلب کے پاس گئی اونہون نے حیران ہو کر میرا حال دریافت کیا مین نے اونکو بہی تمام و کمال مرثیہ پڑہ سُنایا - وہ مضطرب الحال ہوئے اور کوہ صفا پر چڑہکے با آل غالب یا آل غالب کہکے سب قریش کو جمع کیا اور اون سے کہا کہ میرا بیٹا محمدؐ گم ہو گیا ہے - تم سب لوگ اوسے تلاش کرو - عبدالمطلب اور قریش اپنی اپنی سواریون پر سوار ہو کے چارون طرف منتشر ہو گئے اور اعلی مکہ سے سفل تک کی خاک چہان ڈالی کہین پتہ نہ پایا جب ناامیدی کے پہاڑ نے دل پر گر کے اوسکو پیس ڈالا تو عبدالمطلب مسجد حرم مین گئے اور طواف کر کے مناجات کی اوسی دم غیب

سے آواز آئی کہ ای لوگو رنج نہ کرو محمدؐ کا خدا محمدؐ کے ساتھ ہے عبد المطلب نے دریافت کیا کہ اے آواز دینے والی ہمین بتا دے کہ وہ کہان ہین۔ آواز آئی کہ وادی تہامہ مین ایک درخت کے نیچے صحیح و سالم تشریف فرما ہین۔ سب لوگ یہ مژدہ روح افزا سُنتے ہی معہ عبد المطلب کے وادی تہامہ کی طرف دوڑے۔ راہ مین ورقہ ابن نوفل بہی اونکے ہمراہ ہو گیا جب وہان پہونچے تو آنحضرتؐ کو ایک درخت کے نیچے اوسکے پتے چنتے پایا۔ عبد المطلب نے اون سے دریافت کیا کہ "من انت یا غلام" یعنی اے لڑکے تو کون ہے۔ آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ "انا محمدؐ بن عبد اللہ بن عبد المطلب" یعنی مین محمدؐ عبد اللہ کا بیٹا اور عبد المطلب کا پوتا ہون عبد المطلب نے دوڑ کر حضور کو اپنے گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اے میری جان مین ہی تو عبد المطلب ہون۔ اور سید المرسلین کو اپنے مرکب پر بٹھا کے گہر لے آئے سارے گہر مین خوشی مچ گئی۔ بہت سی خیرات ہوئی اور متعدد اونٹ صدقے کیے گئے۔ حلیمہ کو بہت سے انعام واکرام دیکر بڑی عزت و حرمت سے رخصت کیا۔ حلیمہ بنت عبد اللہ بن ابی ذویب بن الحارث بن جابر بن زرام بن ناصرہ بن سعد بن بکر تہین اونکے خاص بیٹے کا نام عبد اللہ بن الحرث ہے

واضح ہو کہ بعض مفسرین نے آیہ کریمہ "ووجدک ضالا فہدی" کی تفسیر مین اسی قصہ کو بیان کیا ہے اور لکہا ہے کہ آنحضرتؐ کا گم ہو جانا اور پہر رستہ پا لینا اسی قصہ سے مراد ہے۔ آنحضرتؐ کا گم ہو جانا اور سراغ نہ ملنا اور تمام قریش کی ہلچل اور سارے گہر کا کہرام۔ اور ملنے کی کوئی صورت نظر نہ آنا۔ آخر غیب سی اوسکی تدبیر ہونا ایسا عجیب خیز امر تہا کہ خدائے جل شانہ کو اوسکی یاد وحی سے دلانی پڑی۔ یہ عاشق و معشوق کی بے تکلفی اور راز و نیاز کی باتین ہین یعنی خداوند کریم آنحضرتؐ سے اپنے احسان کا اظہار کرتا ہے کہ میرے پیارے تم ایک دفعہ بچپنے مین کہو گئے تہے تمہارے گہر والے بہی ڈہونڈہ ڈہونڈہ کی

ہار گئے آخر ہم ہی کو تو ہمین رستہ بتانا پڑا۔

پہر ام ایمن آپکی والدہ عبد اللہ کی لونڈی نے جو آپکو ترکہ پدری مین ملی تہین آپکی خدمت اختیار کی۔ آنحضرت صلعم نے بڑے ہوکر ام ایمن کو جنکا نام برکت بہی تہا آزاد کر کے زید بن حارثہ سے بیاہ دیا تہا۔

ام ایمن فرماتی ہین کہ مین نے آنحضرت کو کبہی بہوک پیاس کی شکایت کرتے نہین دیکہا۔ آپکی چہہ سات برس کی عمر مین حضرت آمنہ آپکو معہ ام ایمن کے مدینہ لیگئین اور اوس مکان مین قیام فرمایا جسکو دار النابغہ کہتے ہین وہان مہینے بہر رہ کر پہر مکہ کو مراجعت فرمائی۔ راہ مین ایک موضع ابوا مدینہ کے قریب ہے وہان حضرت آمنہ نے وفات پائی۔ اور وہین دفن ہوئین۔ اور صاحب قاموس مدفن اونکا دار النابغہ مکہ مین بتاتے ہین شاید ایسا ہوا ہو کہ پہلے آپکو ابوا مین دفن کیا ہو پہر لاش مکہ مین لے آئے ہون۔

ابن عباس نے روایت کی ہے کہ آنحضرت کو مدینہ جانے اور آنے کا اور حضرت آمنہ کے انتقال اور جس گہر مین جاکر مدینہ مین رہے تہے اوسکا ہو بہو نقشہ یاد تہا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تہے کہ رستہ مین یہودی کاہن مجہے دیکہہ دیکہکے کہتے تہے کہ یہ لڑکا پیمبر ہوگا اور مدینہ اسکی ہجرت گاہ قرار پائے گا۔

غرض کہ جب آمنہ نے انتقال کیا تو آپکی تربیت وکفالت عبد المطلب کے ذمہ ہوئی وہ اپنے بیٹون سے زیادہ آنحضرت صلعم کو پیار کرتے تہے۔ کبہی بغیر اونکے کہانا نہ کہاتے۔ اور آنحضرت صلعم کے سوا کوئی اونکی مسند پر نہ بیٹہہ سکتا تہا۔ اگر کوئی آپکو منع کرتا تو عبد المطلب کہتے کہ یہہ میر الخت جگر نور نظر ہے اسی میری جگہہ بیٹہنے سے نہ روکو۔ جہان اسکا جی چاہے بیٹہے اسکے نفس مین ایک بزرگی ہے جسے بجز اسکے اور کوئی نہین جانتا۔ میرے اس پوتے کی

چہرہ سے فر شاہی عیان ہی۔

ایک دفعہ عبد المطلب شرفاے قریش کے ساتھ یمن تشریف لے گئے جب وہان سے مراجعت فرمائی تو مکہ مین آکے قریش کو سخت قحط کی بلا مین گرفتار دیکھا اور وہ قحط بھی ایسا لمبا چوڑا ہوا کہ کئی سال تک رہا۔ ناگاہ عبد المطلب کو غیب سے ہدایت ہوئی کہ آنحضرت صلعم سے باران رحمت کی دعا کراؤ۔ وہ حضور کو کندہے پر چڑہا کے پہاڑ پر لے گئے دیکھو آپکی مستجاب الدعواتی کہ دعاؤن کا قبول کرنیوالا تیار بیٹہا ہوا تھا ادہر ہمارے حضرت صلعم نے دعا کی ادہر باران رحمت نے جل تھل بہر دئے اور ابر ایسا برسا کہ کئی سال کی خشک سالی کی تلافی ہوگئی۔

جب تک عبد المطلب بقید حیات رہے آپکی ہر اداری اور خدمتگذاری بدل و جان کرتے تھے۔ جب آنحضرت صلعم ۸ برس ۲ مہینے ۱۰ دن کے ہوئے تو دادا کا بھی سایہ سر سے اوٹھہ گیا۔ اور آپکے حقیقی چچا ابو طالب آپکی تربیت و پرورش کے کفیل ہوئے اور آنحضرت صلعم کی ایسی حفاظت اور پاسداری کی کہ قبل از نبوت اور بعد از نبوت ہر حال اور ہر وقت آپکے حامی و مددگار رہتے اور تمام امور مین آنحضرت صلعم کی رضا اور خوشنودی کو مقدم سمجھتے کبھی بغیر آپکے کھانا نہین کھایا اور رات کو اپنی چارپائی کے پاس آپکا پلنگ رکھا۔ اور بفرط محبت مین اکثر آپکی مدح مین اشعار موزون کیا کرتے چنانچہ یہ شعر ابو طالب ہی کا ہے

وشق لہ من اسمہ لیجلہ	فذو العرش محمود وھذا محمد

حسان ابن ثابت نے اس شعر کو یون تضمین کیا ہی قطعہ

الم تران اللہ ارسل عبدہ	بآیاتہ واللہ اعلی وامجد

وشق لہ من اسمہ لیجلہ		فذو العرش محمود وھذا	محمد

ترجمہ اردو اس قطعہ کا کسی اوستاد نے اس طرح کیا ہے **قطعہ**

ذرا دیکھو تو لوگو حق سے اپنے خاص بندے کو	بنایا اپنا پیغمبر کہ حق اعلی و امجد ہے
نکالا اپنے نام پاک سے نام بزرگ اوسکا	خدا کا نام ہے محمود نام اوسکا محمد ہے

ابن عساکر نے عرفطہ سے روایت کی ہے کہ ابوطالب کے عہد کفالت مین میرا مکہ مین آنے کا اتفاق ہوا اوس زمانے مین قریش قحط سے مرے جاتے تھے۔ چونکہ ایک دفعہ پہلے ایسے ہی وقت مین آنحضرت صلعم کی دعا سے پانی برس چکا تھا۔ لوگون نے ابوطالب کو آگھیرا کہ اپنے بھتیجے کو نکالئے وہ ابوطالب شہر کے بچون کا ایک گروہ اپنے ساتھ لیکر باہر نکلے۔ عرفطہ کہتے ہین کہ اون لڑکون مین ایک پیارا لڑکا مجھے نظر آیا کہ آفتاب معلوم ہوتا تھا۔ ابوطالب نے بچہ کے اوسکی پیٹھ دیوار کعبہ سے لگا دی اور اوسنے اپنی اونگلی سے آسمان کیطرف اشارہ کیا۔ اوسوقت بادل کا کہین نام و نشان نہ تہا۔ اشارے کے ساتھ ہی ابر گھر آیا اور وہ دھوان دہار بارش ہوئی کہ جنگل و بیابان بھر گئے دریا بہہ نکلے اور قحط رفع ہوگیا۔

ابوطالب مالدار نہ تھے عیالداری کا بار آپ پر بہت تہا مگر آنحضرت صلعم کے قدوم میمنت لزوم کی وہ برکت تھی کہ جس دسترخوان پر حضور تشریف رکہتے تھے اوس سے گھر بھر مین کوئی بھوکا نہ اوٹھتا اور اگر اتفاقاً کسی دن آپ نہوتے تو اوتنے ہی کھانے مین سب بھوکے رہجاتے تھے۔ ابوطالب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اے میرے نور نظر تو بڑی برکت والا ہے۔

جب آنحضرت صلعم ۱۲ برس ۲ دو مہینے ۱۰ دن کے ہوئے تو ابوطالب نے سفر شام کا ارادہ کیا۔ جب مال تجارت لیکر چلنے لگے تو آپ نے دلگیر ہوکر فرمایا کہ چچاجان آپ تو سوداگری کو جاتے ہین مجھے تنہا کسپر چھوڑے جاتے ہین۔ یہ سنتے ہی ابوطالب کی آنکھونسے

آنسو روان ہو گئے اور از راہ شفقت آپکو بھی ہمراہ لیلیا- جب ملک شام کے ایک گانون مین
پہونچے جسکا نام بُصریٰ ہے- وہان بحیرا جیسے راہب کا صومعہ تھا- جب قافلہ کا گذرا ودہر سے
ہوا تو راہب نے دیکھا کہ ایک ابر قافلہ پر سایہ کئے ہوئے چلا آتا ہے اور جب آنحضرت صلعم
معہ ابوطالب کے ایک درخت کے نیچے ٹھہر گئے تو وہ ابر بھی اوسی مقام پر جمگیا اور شاخین
درخت کی سمٹ کے نیچے جھک گیئن اور دونون صاحبون پر خوب گھنا اور ٹھنڈا سایہ
ہوگیا- بحیرا یہ حال دیکھکر متعجب ہوا- اور اہل قافلہ کی ضیافت کرکے سب کو بلایا- ابوطالب نے
آنحضرتؐ کو تکلیف ندینا چاہی آپکو فرودگاہ ہی پر چھوڑ کے سب کہانا کہانیکو گئے- بحیرا نے
اونکی منزل گاہ پر جو نظر کی تو ابر کو وہین قایم پایا پوچھا کہ تم مین سے کوئی قیام گاہ پر رہ گیا ہے
لوگون نے جواب دیا کہ صرف ایک لڑکے کو وہان چھوڑ آئے ہین- بحیرا نے آپکو بھی بلوالیا
وہ ابر کا ٹکڑا رحمت کا سائبان بنا ہوا ساتھ ساتھ چلا آیا- بحیرا جیسے آثار و علامات
دیکھکر حضور کا معتقد ہوا- اور ابوطالب کو تاکید کی کہ انکو یہود و نصاریٰ کے ہاتھ سے بچانا اور
شام مین ہرگز نہ لیجانا کیونکہ یہودی انکے دشمن جانی ہین- مین تمہارا مال یہین بکوا دیئے
دیتا ہون پس ابوطالب اپنا مال بہت نفع سے بصریٰ مین فروخت کرکے بخیر و خوبی گھر واپس
آئے- اور مکہ مین چند مدت تک آپکے فضل و کمال کے آثار مشاہدہ ہوتے رہتے-
ابوطالب اون عجائبات قدرت کو دیکھہ دیکھہ کے متحیر ہوتے تھے اور آپکو طبیبون اور کاہنون
کے پاس لیجاتے تھے اور اون سے دریافت کرتے تھے کہ یہ کیسی باتین اور کیا معاملات
ہین وہ سوچ بچار کے جواب دیتے تھے کہ یہ ہرگز شیطانی وسوسے نہین ہین نہ انکو ہم امراض
جسمانی کہہ سکتے ہین بلکہ ان دونون امور کے سوا یہ معاملہ ہی کچھہ اور ہے جو ہماری سمجھہ مین
نہین آتا- الغرض ۲۵ برس کی عمر تک فضائل و کمالات کا اتنا ظہور ہوا کہ حساب سے باہر ہے-

واضح ہو کہ ۱۶ برس کی عمر مین آپ نے زبیر بن عبد المطلب یا عباس بن عبد المطلب کے ساتھ یمین کا سفر کیا تھا اور وہ بہی خدا کے فضل سے خیر و عافیت کے ساتھ انجام کو پہونچا۔

آنحضرت صلعم جب ۲۰ سال سے گذر چکے تو لوگون مین وقار بڑھنے لگا۔ مُسن اور تجربہ کار لوگ آپکی عزت کرتے اور عقلا آپکا لحاظ رکھتے تھے۔ خاص و عام مین یہ بات مشہور ہو گئی کہ آنحضرت صلعم نے اپنی زبان دروغ گوئی کے گناہ سے کبھی آلودہ نہین کی ہے۔ امانت مین خیانت آپ سے ہرگز نہین ہوئی۔ کسی عورت کو آپنے بد نظر سے نہین دیکھا غیبت نہین کرتے تھے۔ نہ کبھی کسی حالت مین ترش ہو کے گفتگو کی۔ ان نیک صفات کے باعث باشندگان مکہ ایک زبان ہو کر آپ کے ثنا خوان تھے۔ اور مکہ کا ہر متنفس آپ کی نیک چلنی کا معتقد ہو گیا اور ایک خاص عقیدت آپ سے رکھنے لگا۔ اور ان اوصاف کے باعث قبیلہ قریش نے آپکو " امین " کا لقب دیا۔

عبد المطلب کا خاندان شریف مکہ تھا اور متمول بھی تھا۔ مگر سرداری کے ساتھ بہت سی نمایشی باتین اور جھگڑے لگے ہوتے ہین اس لئے کچھہ تو سرداری کے خرچ اور کچھہ سخاوت اور کچھہ کثرت اولاد نے یا یون کہلو کہ خدا کی مرضی نے آنحضرتؐ کی پیدائش سے پہلے اس خاندان مین مفلسی کو بہیجدیا تھا۔ اس لئے پچیس ۲۵ برس کی عمر مین ابو طالب نے ہمارے حضرت صلعم کو صلاح دی کہ خدیجہ کا تجارتی مال باہر لیجایا کرو۔

حضرت خدیجہؓ بنت خویلد بہت مالدار اور عقیل و فہیم و شریف تھین۔ لوگ آپ کو قریش کی عورتون مین بہتر اور اعلے اور معزز و ممتاز سمجھتے تھے۔ حضرت خدیجہ کو تلاش تھی کہ اگر کوئی امین شخص ملجائے تو مین اپنا مال اوسکے سپرد کردون اوس سے وہ تجارت کر کے کچھہ آپ لے اور کچھہ مجھے دے۔ جب اونہون نے آنحضرت صلعم کے اوصاف حمیدہ سُنے تو

دل مین سوچا کہ آپ سے بہتر کوئی امین نہ ملیگا اس لئے بہ کمال خواہش اپنا مال آنحضرت صلعم کیخدمت مین بہیجکے کہلا بہیجا کہ اگر تم تجارت کرنا چاہتے ہو تو میرا مال لیجاؤ جو فائدہ ہو اُسمین سے جتنا چاہو مجھے دینا۔ اور اپنا ایک غلام میسرہ خدمتگزاری کے لئے ساتھہ کر دیا۔ اور ایک اپنا رشتہ دار خزیمہ ابن حکیم بہی ہمراہی مین رکہا۔ جب آنحضرت دوبارہ بُصری مین پہونچے تو ایک درخت خشک کے تلے جاکے بیٹھہ گئے وہ بالکل سرسبز ہوگیا اور کونپلین نکل آئین۔ نسطورا راہب جسکا صومعہ قریب تہا یہ ماجرا دیکہکر حیران رہ گیا۔ القصہ آنحضرت صلعم نے تگنے نفع پر اپنا سارا مال بُصری مین بیچڈالا اور سارے اہل قافلہ فائدے سے مالامال ہوگئے۔ جب معاودت فرماکے مکہ پہونچے تو حضرت خدیجہ نے ایک بالاخانہ سے دیکہا کہ آنحضرت صلعم تشریف لارہے ہین۔ اور دو جانور اونکے سر پر سایہ کئے ہوئے ہین یہ دو فرشتے جانورون کی صورتون مین متمثل ہوگئے تہے۔ پہر میسرہ اور خزیمہ نے وہ تمام خوارق اور کرامات سنائین جو راہ مین دیکہی تہین۔ خدیجہ سُنکر بہت خوش ہوئین اور آپ سے نکاح کرنا چاہا۔

حضرت خدیجہ کا نکاح پہلے ہوچکا تہا مگر اس زمانہ مین بیوہ ہوگئی تہین اونکی دولت وحُسن وعقل وسلیقہ پر فریفتہ ہوکے عمایدِ مکہ اون سے نکاح کے پیغام بہیجتے تہے مگر وہ منظور نہ کرتی تہین آخر نفیسہ نامی ایک عورت کی معرفت اونہون نے حضرت صلعم کے پاس پیام بہیجا۔ اوس نے آکے آپ سے دریافت کیا کہ حضرت آپ اپنا نکاح کیون نہین کرتے۔ آپ نے جوابدیا کہ بے زری مانع ہے۔ نفیسہ بولی اگر کوئی شریف حسین اور عقیل نیک چلن عورت خود اپنی خواہش سے آپ کے ساتھہ نکاح کرنا چاہے تو آپکو کیا تامل ہوگا آپ نے پوچھا ایسی عورت کون ہے نفیسہ نے خدیجہ کا نام بتادیا آنحضرت صلعم نے جوابدیا کہ بہلا

خدیجہ مجھسے غریب کو کیون پسند کرینگی۔ نفیسہ اتنی گفتگو کرکے واپس آئی اور حضرت خدیجہ سے ساری تقریر بیان کی۔ طرفین راضی ہوئے اور نکاح ہوگیا۔

اس نکاح کے وقت حضرت خدیجہ کے چچا عمرو ابن اسد اور آنحضرت کے چچا ابو طالب اور حمزہ و ابو بکر جلسہ مین شامل تھے ابو طالب نے نکاح کے وقت خطبہ بڑی شان و شوکت سے پڑھا جسکا ترجمہ یہ ہے۔

"حمد و شکر اوس خدا کو جسنے ہمین ابراہیم و اسماعیل کی اولاد مین پیدا کیا۔ اور معد اور مضر کی اصل سے ہمین اوگایا۔ اور اپنے گھر کا نگہبان اور اپنے حرم کا پیشوا بنایا اور اوسکو ہمارے سپرد کردیا۔ جسکے طواف و زیارت کے لئے لوگ دور دور سے آتے ہین اور ہمین ایسا حرم عطا کیا کہ جو کوئی اوس مین داخل ہو امن و امان سے رہے۔ اور قوم پر ہمین حاکم بنایا تحقیق محمد ابن عبد اللہ میرا بھتیجا ایسا جوان ہے کہ قریش مین کوئی مرد اوسکے مقابلہ کا نہین اور وہی سب پر غالب ہے۔ اگرچہ اوسکے پاس مال و متاع قلیل ہے۔ مگر یہ دولت دنیا ایک ڈھلتی پھرتی چھاؤن ہے اور ایک حائل اور عارضی امر ہے اسکا کچھ اعتبار نہین۔ اے لوگو محمد وہ شخص ہے جو ہمارا قرابت مند ہے تم لوگ اس بات سے خوب واقف ہو۔ وہ خدیجہ بنت خویلد کی خواستگاری کرتا ہے اور میرے مال مین سے آٹھ اونٹ اوسکا مہر قرار دیتا ہے واللہ چندروز کے بعد اوسکی شان بڑی اور اوسکا کام بزرگ ہوگا۔"

اسکے بعد حضرت خدیجہ کے چچا ورقہ ابن نوفل نے خطبہ پڑھا جسکا ترجمہ یہ ہے۔

"حمد و سپاس اوس خدا کی جسنے اے ابو طالب ہمین بھی ویسی ہی فضیلت دی جیسی کہ تم نے بیان کی ہے۔ پس ہم عرب کے پیشوا اور سردار ہین۔ اور تم ایسی بزرگی اور فضیلتون کے مالک ہو کہ کسی قوم اور قبیلہ کے لوگ تم سے ٹکر نہین کھا سکتے۔ اور تمہارا سا شرف کسی کو

حاصل نہین ہوسکتا۔ اور بالتحقیق ہم نے تمہارے ساتھہ رشتہ داری کرنیکی خواہش کی اور اے قوم قریش تم گواہ رہو کہ مین نے خدیجہ بنت خویلد کو محمدؐ کے نکاح مین چارسو مثقال پر دیا۔"

تب ابوطالب نے فرمایا کہ اے ورقہ مین چاہتا ہون کہ خدیجہ کا چچا عمرو ابن اسد بھی نکاح کردینے مین تمہارا شریک ہو پس عمرو ابن اسد نے بھی یون کہا۔

"اے قریش کے لوگو گواہ رہو کہ مین نے خدیجہ بنت خویلد کو محمدؐ ابن عبداللہ کے نکاح مین دیا۔" الغرض طرفین سے ایجاب و قبول متحقق ہوگیا۔

جب نکاح ہوچکا تو حضرت خدیجہ نے اپنی لونڈیون سے دف بجواکے بڑی خوشی منائی۔ اور کہا کہ اے محمدؐ تم بھی اپنے چچا سے کہو کہ اونٹ قربان کرکے لوگون کی ضیافت کرین۔ مطلب یہ ہے کہ دونون طرف سے خوشی و خورمی کا اظہار بخوبی ہوا۔ اور ابوطالب پہولے نہین سماتے تھے چنانچہ نہایت فرحناک ہوکے خداوند کریم کا شکر ادا کیا اور فرمایا۔ "الحمد للہ الذی اذھب عنا الکرب ودفع عنا الھموم" یعنی شکر اوس خدا کا جسنے ہماری سختی اور رنج دور کیے۔

مفسرین نے آیہ کریمہ "ووجدک عائلا فاغنی" کی تفسیر اسی قصہ سے کی ہے یعنی خداوند کریم اپنے حبیب سے فرماتا ہے کہ دیکھو دولت باطنی کا خزانہ توازل سے ہمنے تمہارے نام کرہی دیا تھا مگر جب دولت دنیا کی طرف سے تمہین خالی ہاتھہ دیکھا تو بھی چین نہ آیا اور خدیجہ کی دولت منت کرکے تمہارے گھر بھیجدی اور تمہین دولہا بناکے بھی دیکھہ لیا۔

نکاح کے وقت حضرت خدیجہ کی عمر چالیس برس کی اور آنحضرت صلعم کا سن شریف

۲۵- سال کا تہا- مگر خدیجہ اپنے حسن وجمال اور درستی قومی کے باعث دیکہنے مین آنحضرتؐ سے کم سن معلوم ہوتی تہین- حضرت صلعم اس نکاح سے بہت خوش ہوئے اور جب تک حضرت خدیجہ زندہ رہین آپنے دوسرا نکاح نہین کیا اور جب آپنے انتقال فرمایا تو آنحضرتؐ کو بڑا ہی رنج ہوا یہان تک کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ کے سامنے خدیجہ کا تاسف کیا کرتے تہے- مسلمانون مین یہ چار عورتین نہایت قابل التعظیم گنی جاتی ہین- (۱) حضرت مریم (۲) فرعون کی بی بی حضرت آسیہ (۳) حضرت خدیجہ (۴) حضرت فاطمہ-

جب آنحضرت صلعم کی عمر ۳۵ برس کی ہوئی تو ایک پہاڑی نالی کی طغیانی کے باعث خانہ کعبہ مین پانی بہرگیا اور ساری عمارت گرپڑی قریش نے پہر بنانا چاہا اور باقوم نام ایک رومی معمار کو تعمیر کے لئے مقرر کیا- تمام قریش پتہر ڈہوتے تہے اور آنحضرت صلعم بہی اونکے ساتہ مشغول تہے- جب عمارت بن چکی تو حجر اسود کو اوسکی قدیمی جگہہ پر رکہنی کی بابت آپس مین جہگڑا ہوا ہر قبیلہ یہی چاہتا تہا کہ یہ کام ہم کرین یہان تک کہ تکرار ہوتے ہوتے تلوار پر نوبت پہونچگئی اور یہ قرار پایا کہ جوکوئی مسجد حرم کے اندر پہلے قدم رکہے اوس سے اس فساد کا فیصلہ کرالیا جائے ناگاہ آنحضرت صلعم سب سے پہلے مسجد مین داخل ہوئی لوگون نے کہا وہ جاء الامین "امین سب سے پہلے آیا پس سب لوگ آنحضرتؐ کے حکم پر راضی ہوئے حضرت نے اپنی ردائے اطہر بچہادی اور حجر اسود کو اوسکے بیچون بیچ مین رکہا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی چارون طرف سے اسے پکڑ کے لیچلے اور اسکی جگہہ پر پہونچکے سب لوگ مجہے اپنا وکیل کردین اور اجازت دین کہ حجر اسود کو مین اپنے ہاتہہ سے اوٹہا کر اوسکی جگہہ پر رکہدون پس میرا ہاتہہ سب کے ہاتہون کا قایم مقام ہوجائیگا حضور کی اس تدبیر سے سب خوش ہوگئے اور ہاتہون ہاتہہ اوٹہا کے لیگئے جب وہان پہونچے

توآنحضرت صلعم کو وکیل کردیا آنحضرت صلعم نے حجر اسود کو اوٹھا کر اپنے دست مبارک سے جگہہ پر جما دیا اور خانہ کعبہ کے چہہ ستون بنائے مورخون نے لکھا ہے کہ خانہ کعبہ کو پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے قایم کیا اونکی بنا طوفان نوح مین غرق ہوگئی پہر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا بعدازان عمالقہ نے پہر قبیلہ جرہم نے بعدازان قبیلہ قریش نے جسمین ہماری حضرت صلعم بہی شریک تہے پہر حضرت عائشہ سے ایک حدیث سُنکر عبداللہ ابن زبیر نے کعبہ کی تعمیر کی اوسکو عبدالملک ابن مروان کے امیر الامرا حجاج نے تبدیل کیا بعدازان ہارون رشید نے چاہا کہ بناے مروانیہ کو گراکے حدیث عائشہ کی بموجب بنادیا جائے ہارون رشید کو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے صلاح دی کہ اے امیرالمومنین کعبہ کو بادشاہون کا کہلونا نہ بناؤ اسی حالت مین رہنے دو۔ سلیمان ابن خلیل مکی نے لکھا ہے کہ تعمیر خانہ کعبہ جو قریش سے وقوع مین آئی آپکی عمر کی پینتیسوین ۳۵ سال مین ہوئی اور بنائے ابن زبیر ۶۴ھ مین اوسکے بعد حجاج نے ۷۴ھ ہجری مین اپنی رائے سے تبدیلی کی۔ جب آنحضرت صلعم کی عمر شریف چالیس برس کی ہوئی تو ظہور وحی نے عالم کو منور کیا بقول صحیح اس نور کا ظہور دوشنبہ کے دن ربیع الاول کی آٹھوین یا تیسری تاریخ واقعہ اصحاب فیل سے اکتالیس ۴۱ برس بعد ہوا۔

جب ظہور نبوت کا وقت نزدیک آیا تو اللہ تعالیٰ جلشانہ نے گوشہ نشینی اور خلوت گزینی کا شوق آنحضرت صلعم کے دل مین زیادہ کردیا آپ کوہ حرا پر جسے جبل ثور بہی کہتے ہین خلوت نشین ہوئے یون تو آپ ہر سال ایکبار مکہ سے باہر تشریف لاتے اور ایک مہینے کامل غار حرا مین رہتے جب نزول وحی کا زمانہ نزدیک آیا تو اکثر خلوت نشینی فرمائی یہان تک کہ وحی آپ پر وارد ہوئی اور قرآن شریف نے نزول فرمایا اس سے کوئی یہ نہ سمجھے

کہ ظہور نبوت اور ورود وحی آنحضرتؐ کے مجاہدے اور ریاضت وعبادت کا نتیجہ تہا نبوت محض عنایت الٰہی اور وہبی امر ہے کسبی چیز نہین جو عمل سے حاصل ہو۔

الحاصل جب فرشتہ وحی لیکر آنحضرتؐ کے پاس آیا تو کہا اے محمد مبارک ہو مین جبریل ہون اور خدا کا بہیجا ہوا تمہارے پاس آیا ہون تم خدا کے رسول ہو لا الٰہ الا اللہ کہکر امت کی دعوت کرو اور اسے پڑہو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مین امّی ہون لکھنا پڑہنا نہین جانتا جبرئیل نے آپکو بغل مین دباکر تین بار ایسا بہینچا کہ طاقت طاق ہو ہوگئی اور ایک خاص نور دل مین سمایا اور کہا کہ اب پڑہو آپ نے اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ پڑہا ترجمہ (اے پیغمبر قرآن جو تم پر وقتاً فوقتاً نازل ہوگا اوسکو) اپنے پروردگار کا نام لیکر پڑہ چلو۔ جسنے (مخلوقات کو) پیدا کیا (جسنے) آدمی کو گوشت کے لوتہڑے سے بنایا۔ (قرآن) پڑہ چلو اور (خدا پر بہروسہ رکہو) کہ تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے جسنے (آدمی کو) قلم کے ذریعہ سے علم سکہایا (اوس نے وحی کے ذریعہ سے بہی) انسان کو وہ باتین سکہائین جو اوسکو معلوم نہ تہین۔ ایک روایت مین آیا ہے کہ جبرئیل نے کہا کہ اے محمدؐ تم شر شیطان سے استعاذہ کرو پس آنحضرتؐ نے فرمایا۔

استعیذ باللہ من شر الشیطان الرجیم یعنی مین اللہ سے پناہ مانگتا ہون شیطان رجیم کے شر سے بعد ازان جبریل نے کہا کہ اب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہو اوس کے بعد اقرا پڑہی۔

بغل مین دبانا اور بہینچنا جبرئیل علیہ السلام کا آنحضرتؐ کے وجود شریف مین ایک تصرف تہا جس سے انوار ملکوتیہ وجود مبارک مین داخل ہوگئے اور ماسوا سے خالی ہوکر قبول وحی کی استعداد پیدا کردی

اسکے بعد جبرئیل ؑ نے زمین پر ایک لات ماری اور پانی کا ایک چشمہ نکل آیا اور جبرئیل ؑ نے اوس سے وضو کیا اور مضمضہ ور استنشاق اور مونہہ۔ ہاتھہ۔ پانوٗن تین تین بار سب دہوئے اور ایکبار سر کا مسح کیا اور اس طرح آنحضرت کو وضو کرنا سکہایا پس آنحضرت صلعم نے بہی وضو کیا پہر حضرت جبرئیل ؑ نے آنحضرت صلعم کے آگے کہڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑہی اور آنحضرت نے اونکی اقتدا فرمائی یعنی حضرت جبرئیل ؑ آپکو وضو کرنا اور نماز پڑہنا سکہلا گئے۔

اب آنحضرت صلعم مکہ کیطرف رجوع ہوئے راہ مین ہر شجر و حجر سے السلام علیک یا رسول اللہ کی آواز آتی تہی اور آپکا دل و جسم کانپتا تہا جسوقت آپ حضرت خدیجہ کے پاس پہونچے ہین تو فرمایا ''زملونی زملونی'' یعنی مجہے چہپاؤ مجہے چہپاؤ پس حضرت خدیجہ نے کملی آپ کے بدن مبارک پر ڈالدیا جب حضور اپنی اصلی حالت پر آئے تو سارا ماجرا خدیجہ سے کہا حضرت خدیجہ نے فرمایا کہ یا حضرت آپ اندوہگین نہون خداوند کریم آپ کے ساتہہ نیکی کریگا کیونکہ آپ خوش خلق اور نیک کردار عالی ہمت اور خوش گفتار ہین جس شخص مین یہ صفتین ہوتی ہین اوسکو خداوند کریم کبہی بدی مین نہین ڈالتا یہ امر حضرت خدیجہ کے کمال فراست پر دلالت کرتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ بڑی عاقلہ تہین اور حقائق امور معرفت کو اچہی طرح سمجہتی تہین۔

ایک اور روایت مین آیا ہی کہ خدیجہ آنحضرت کو تائید اور تقویت کے لیۓ اپنے چچیرے بہائی ورقہ بن نوفل کے پاس لیگئین جو دین نصارے کے رکن تہے اور انجیل کا علم رکہتے اور عبرانی زبان خوب جانتے تہے اور حضرت عبداللہ آپکے والد بزرگوار کے ہم عمر تہے۔ ورقہ نے پوچہا کہ اے محمد تم کیا کہتے ہو آنحضرت صلعم نے اپنا سارا حال بیان کیا ورقہ نے جوابدیا کہ اے محمدؐ یہ وہی ناموس ہی جو موسیٰ پر نازل ہوئی مبارک ہو تمہین کہ تم خدا کے رسول ہوا ور مین یہ گواہی دیتا ہون کہ تمہاری خبر عیسیٰ نے دی تہی۔ اس گفتگو کے بعد جلد ہی ورقہ بن نوفل نے

وفات پائی حکمت آلہی اس مین یہ تہی کہ لوگون کو یہ گمان نہ ہو کہ ورقہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے ہان کا عالم تہا اور آپ کے سسرالی رشتہ دارون مین بہی تہا آنحضرت صلعم اوس کے پاس آمدورفت رکہتے تہے اور وہ آپکو سکہایا کرتا تہا -

پہر آنحضرت صلعم نے حضرت خدیجہ کو وضوا ور نماز کی تعلیم فرمائی - واضح ہو کہ پہلے بعد توحید کے یہی دو رکعتین فرض ہوئین جو جبرئیلؑ کی اقتدا مین ہمارے حضرت نے پڑہی تہین اور شب معراج تک وہی دو رکعتین فجر اور عصر کے وقت پڑہی جاتی تہین - شب معراج مین نماز کے وقت پانچ مقرر ہوئے - فجر اور عصر کی نماز بموجب اس نص کے فرض ہوئی وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب - یعنی پاکی اور خوبیان اپنے رب کی سورج نکلنے سے پہلے اور غروب کے بعد بیان کرا ور بعد توحید کے تہجد کی نماز آنحضرت پر بموجب اس آیت کے واجب ہوئی -

يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ۝ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝

ترجمہ - اے محمدؐ تم جو وحی کی ہیبت سے چادر لپیٹے پڑے ہو - رات کے وقت نماز مین کہڑے رہا کرو سو بہی ساری رات نہین بلکہ ساری رات سے کم یعنی آدہی رات یا اوس مین سے بہی تہوڑا سا کم کرلیا کرو - یا آدہی سے کچہہ بڑہا دیا کرو اور قرآن کو خوب ٹہہر ٹہہر کے پڑہا کرو - آنحضرت نے ابتداے نبوت سے وفات تک ۱۳ برس مکہ مین اقامت کی اور دس برس مدینہ مین یہ کل ۲۳ برس ہوئے -

واضح ہو کہ ورقہ نے انبیاء سابقہ کی بشارتین آنحضرت صلعم سے بیان کرکے کہا کہ اب آپکو جلد جہاد کا حکم ملنے والا ہے کاش مین اوس روز تک زندہ رہتا جسدن آپکی قوم آپ کو

یہان سے نکالیگی اوس وقت مین آپ کے واسطے سپر بنتا حضرت نے پوچھا کیا یہ لوگ مجھکو یہان سے باہر کر دینگے ورقہ نے عرض کیا ہان اے حضرت ایسا کبھی نہین ہوا کہ کسی شخص نے آپکی طرح اپنی قوم کی خیر خواہی کی ہو اور دنیا کے لوگ اوسکے دشمن نہ ہوگئے ہون یہ تو ایک قدیمی دستور ہے مگر افسوس ہے کہ ورقہ نے ظہور دعوت سے پہلے وفات پائی اور زمانہ نبوت سے قبل آپ پر ایمان لایا اوس کے سوا بہت سے لوگ مثل حبیب نجار وغیرہ کے آپکی صورت عنصری او وجود برکت آمود کے ظہور سے پہلے ایمان لائے تھے بلکہ ابتداء آفرینش اور شروع خلقت سے سارے انبیائے مرسلین آنحضرت کے معتقد ہین حضرت خدیجہ آپ سے غار حرا کا حال سنتے ہی سمجھ گئی تھین کہ جبرئیل امین خدا کا بھیجا ہوا فرشتہ آپکے پاس آیا تہا اسکے بعد تین برس تک حضرت اسرافیل آپکی دولت مقاربت سے بہرہ ور رہے اور کلمہ کے سوا کچھ آپکو تعلیم نہ کیا اور اس عرصہ مین کوئی آیت نازل نہ ہوئی پھر حضرت جبرئیل شرف مصاحبت سے مشرف رہے اور بیس برس مین وقتاً فوقتاً قرآن نازل ہوا یہ تین برس کا زمانہ مفارقت وحی مین آپ پر بہت شاق گذرا۔ لکھا ہے کہ اس عرصہ مین جبرئیل آپکے پاس آتے اور تسکین و تسلی دیتے تھے حکمت آلہی اس تاخیر مین یہ تھی کہ جو بھاری کام آپکے لئے مقرر کیا گیا ہے اوسکی قبولیت کی قابلیت آپ مین پیدا ہوجائے اور آپ بمقتضائے بشریت نبوت کے بارگران سے گھبرا نجائین اور اسرار آلہی کے متحمل ہوسکین چنانچہ جب نزول وحی کا زمانہ قریب پہونچا تو آپ ایسے مضطرب اور اندوہناک تھے کہ کئی بار پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گر پڑنے کا ارادہ کر لیا تہا ہر بار جبریل آپکو تسلی دیتے تھے اور کہتے تھے اے محمد تم سچ مچ خدا کے رسول ہو اور مین تمہارا دوست اور تمہارا بہائی ہون اوسوقت حق تعالے نے

یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۝ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝ ترجمہ - ای پیغمبر تم جو وحی کی ہیبت سے چادر لپیٹے پڑے ہوا وٹھو - اور لوگون کو عذاب خدا سے ڈراؤ اور اپنے پرورد گار کی عظمتین بیان کرو اور اپنے کپڑون کو خوب اچھی طرح پاک وصاف رکھو اور نجاست سے الگ رہو اور تبلیغ رسالت کو بڑا کارنمایان سمجھ کر لوگون پر منت نرکھو - اور تبلیغ رسالت مین جو مشکلات پیش آوین اونپر اپنے پروردگار کی رضاجوئی کے لئے صبر کرو - پہر جب صور پہونکا جاویگا تو وہ دن کافرون - کے حق مین ایسا مشکل دن ہوگا کہ اوس مین مطلق آسانی نہوگی - واضح ہو کہ جو کچھہ آپ پر بطور وحی کے نازل ہوا اوسکا ایک ایک حرف اور ایک ایک نقطہ قرآن مین جمع ہے - قرآن بہیئت مجموعی ایکبار نازل نہین ہوا بلکہ وقتاً فوقتاً حسب ضرورت احکام آلہی نازل ہوتے تھے اور آنحضرت اور آپکے اصحاب اونہین باحتیاط حفظ وضبط کر لیتے تھے خلفاء کے وقت مین وہ اچھی طرح ایک کتاب کی صورت مین کر لئے گئے محدثین کے مذہب مین نبوت کے لئے تبلیغ اور معاقبہ سے ڈرانا لازم نہین ہے صرف نزول وحی کافی ہے جیساکہ سورۂ اقرا آپکی تعلیم وتفہیم اور تکمیل کے واسطے نازل ہوئی یہی نبوت تھی اسکے بعد تبلیغ وانذار کے واسطے سورۂ مدثر نازل ہوئی اسکو رسالت کہتے ہین پس معلوم ہوا کہ آپکی نبوت اپکی رسالت پر مقدم تھی - واضح ہو کہ حضرت فاطمہؓ کچھہ اوپر سات برس پہلے نبوت سے پیدا ہوئی تہین - علماء نے نزول وحی کے بہت سے مراتب ذکر کئے ہین -

(۱) رویاے صالحہ اور صادقہ یعنی اچھے اچھے اور صحیح خواب دیکھنا جیساکہ حضرت عائشہ کی حدیث مین وارد ہوا ہے -

(۲) القایعنی حضرت جبریل آنحضرت کے دل مین وحی کو ڈالدیتے تہے مگر نظر نہ آتے تہے چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ روح القدس نے میرے دل مین ڈالا کہ جب تک کوئی شخص اپنا تمام وکمال رزق نہ کہا چکے نہین مرتا۔

(۳) حضرت جبریل کسی مرد کی صورت مین متمثل ہوکر آپ سے خطاب کیا کرتے تہے اور آپ اوسے بخوبی یاد کرلیتے تہے اور اکثر وحیہ کلبی کی صورت مین ظاہر ہوتے - یہ وحیہ کلبی ایک صحابی بڑے خوشرو اور حسین جوان تہے جب تجارت کو نکلتے لوگ اونکی صورت دیکہا کرتے تہے اور یہ قبیلہ بنی کلب مین سے تہے۔

(۴) جرس کی مانند ایک آواز سنائی دیتی تہی جس سے سوائے آنحضرت کے کسی کو کچہہ مفہوم نہ ہوتا اس قسم کی وحی آپکو بہت دشوار گذرتی تہی یہان تک کہ جبین مبارک سے پسینہ ٹپک جاتا تہا اگر اوسوقت آپ اونٹ پر سوار ہوتے تہے تو اونٹ بہی زمین پر بیٹہہ جاتا تہا۔

طبرانی نے زید ابن ثابت سے روایت کی ہے کہ اونہون نے کہا مین رسول خدا کے زمانہ مین وحی لکہا کرتا تہا جسوقت نزول وحی ہوتا آپ پسینے پسینے ہوجاتے تہے ایک دن آنحضرت صلعم میری ران پر سر مبارک رکہے ہوئے آرام کررہے تہے مجہپر ایسا بوجہہ پڑا کہ مینے جانا میری ران ٹوٹ جاویگی اسی طرح جب سورہ مائدہ نازل ہوئی تو ثقل وگرانی کے مارے قریب تہا کہ سواری کے ناقہ کا بازو ٹوٹ جائے اور کچہہ اسی طرح کی وحی مین خصوصیت نہ تہی بلکہ ہر وحی کے نزول کے وقت آنحضرت کو ایک کرب وسختی عارض ہوتی تہی اور چہرہ مبارک متغیر ہوجاتا تہا آپ سرنگون ہوتے اور سارے اصحابون کے سر بہی نیچے کو جہک جایا کرتے تہے اہل تحقیق کہتے ہین کہ کبہی جبریل کی ملکیت آنحضرت پر غلبہ کرکے آپکو بیخود کردیتی تھی

اور عالم ملکوتی مین غیب ہاتی تہی اور کبہی ایسا ہوتا کہ آنحضرت کی بشریت جبریل پر غلبہ کرتی اور ونہین آدمی کیصورت بنادیتی تہی۔

(۵) کبہی حضرت جبریل اپنی اصلی صورت مین نظر آجاتے تہے جیسا کہ سورہ والنجم مین مذکور ہے اور فرشتہ کو اصلی صورت مین دیکہنے کا دوبار آپکو اتفاق ہوا۔

(۶) اللہ تعالی نے آنحضرت پر اوسوقت وحی بہیجی جب کہ آپ آسمان پر تہے مثلاً پانچون نمازین معراج مین آپ پر وحی کیگئین۔

(۷) حضرت رب العزت نے موسی کی طرح آپ سے بلا واسطہ کلام کیا۔ کبہی آنحضرت نے پروردگار تعالی وتقدس کو خواب مین دیکہا اور اوس سے کلام کیا۔

لکہا ہے کہ ایمان وتوحید کی تعلیم کے بعد پہلے دو رکعت نماز واجب ہوئی معراج سے پہلے آنحضرت اور اصحاب نماز پڑہتے تہے مگر اس امر مین اختلاف ہے کہ آیا اس نماز مین سے کوئی فرض بہی تہی یا نہین۔ نووی نے کہا ہے کہ اول آنحضرت صلعم پر انذار اور دعوت توحید واجب ہوئی بعد اوسکے قیام لیل فرض ہوا جیسا کہ سورہ مزمل کی شروع مین مذکور ہے پہر شب معراج کو پانچون نمازین فرض ہوکر یہ سب امور منسوخ ہوگئے۔ مخفی نرہے کہ علما مین اس امر کی بابت اختلاف ہے کہ اول کون شخص رسول اللہ پر ایمان لایا بعضے کہتے ہین کہ حضرت خدیجہ سب سے پہلے مسلمان ہوئین کیونکہ جسوقت آنحضرت کوہ حرا سے تشریف لائے اور نزول وحی کا حال حضرت خدیجہ کے روبرو بیان کیا اوسیوقت وہ ایمان لے آئین اور آپکی متابعت کے لئے مستعد ہوگئین اور اونکے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے بعض کہتے ہین کہ سب سے پہلے حضرت علی ابن ابی طالب ایمان لائے کیونکہ انہون نے آنحضرت کے

شیخ ابن الصلاح کہتے ہین بہتر یہ ہے کہ یون کہا جائے کہ مردون مین حضرت ابو بکر صدیق اور لڑکون مین حضرت علی مرتضی اور عورتون مین حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور موالی مین زید ابن حارثہ جو حضرت خدیجہ کے غلام تھے اور اب اونہون نے آزاد کر دیا تہا اور غلامون مین بلال رضی اللہ عنہ پہلے ایمان لائے۔ زید ابن الحارث قوم کلب سے تھے اونکو قریش کی ایک جماعت نے لڑکپن مین قید کر کے بیچڈالا تہا اور ورقہ بن نوفل نے خرید کر حضرت خدیجہ کے نذر کیا اونہون نے آنحضرت کو دیدیا کئی برس کے بعد زید کے باپ کو خبر ہوئی تو اونہون نے حضور سے آکے فریاد کی آپ نے فرمایا تم شوق سے اپنے بیٹے کو لیجاؤ مگر زید کو آپ سے ایسی محبت ہوگئی تہی کہ گہر جانا پسند نہ کیا اس لیئے آپ نے اونہین اپنا بیٹا کر کے رکہا یہی زید ہین جن کی بیوی زینب کے نکاح کا قصہ آنحضرت کے ساتہہ قرآن مین آیا ہے۔

ابن عبد البر نے لکہا ہے کہ اتفاق اسی پر ہے کہ حضرت علی پہلے ایمان لائے تھے لیکن بسبب صغر سنی اور خوف ابو طالب کے اسلام کو چہپایا اور حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے اسلام کو ظاہر کیا کیونکہ حضرت امام حسن کا قول ہے کہ مین نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ ابو بکر چار باتون مین مجہپر فضیلت رکہتے ہین **اوّل** افشار اسلام **دوم** ہجرت **سوم** غار کی مصاحبت **چہارم** اقامت صلواۃ۔

بعد ازان عثمان ابن عفان۔ زبیر ابن العوام۔ عبد الرحمن ابن عوف۔ سعد ابن ابی وقاص۔ طلحہ ابن عبید اللہ کو جو عشرہ مبشرہ مین ہین حضرت ابو بکر صدیق نے مسلمان کیا۔ بعد اسکے دوسرے دن ابو عبیدہ عامر ابن عبد اللہ ابن الجراح۔ ابو سلمہ ابن عبد اللہ ابن عبد الاسد مخزومی ارقم بن ابی الارقم۔ عثمان ابن مظعون۔ عبد اللہ ابن مسعود۔ سعید ابن زید۔ فاطمہ بنت الخطاب۔ جعفر بن ابی طالب۔ ابو ذر عمار بن یاسر۔ اونکی مان سمیہ ایمان لائے پہر صہیب

خباب ابن ارث۔ ابو عبیدہ بن الحارث۔ خنیس بن خدافہ۔ مسلمان ہوئے۔
ابن سعد نے کہا ہے کہ جو عورتین حضرت خدیجہ کے بعد ایمان لائین اون مین سب سے پہلے
ام الفضل زوجہ عباس اور اسما بنت ابی بکر ہین۔
الغرض تین برس تک یہی معاملہ رہا آنحضرت صلعم اس امر کے چھپانے اور صبر کرنے پر مامور
تھے اس لئے خفیہ دعوت کرتے یہان تک کہ یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی۔
فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ○ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ الَّذِيْنَ
يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ○ (سورۃ الحجر)
ترجمہ۔ پس جو تم کو حکم دیا گیا ہے اوسکو کھولکر سنادو اور مشرکین کی مطلق پرواہ نہ کرو۔
یہ لوگ جو تم پر ہنستے اور خدا کے ساتھہ دوسرے معبود قرار دیتے ہین تمہاری طرف سے ہم انکی
سزادہی کے لئے کافی ہین انکو آگے چلکے معلوم ہو جائیگا۔
واضح ہو کہ یہ تمسخر کرنیوالے روسائے قریش مین سے پانچ آدمی تھے جنہون نے فوراً اپنے
کئے کی سزا پائی جسکی تفصیل یہ ہے کہ (۱) ولید بن مغیرہ مخزومی کی پنڈلی مین بہالا چبھا اور وہ
سوج پہول کے مرگیا (۲) عاص بن وائل سہمی کے پیر مین کوئی زہریلا کانٹا لگا جس کے زخم
نے اوسے جانبر نہونے دیا (۳) اسود بن عبد المطلب بن حارث اندہا ہو کے دیوارون سے
سر مار مار کے مرگیا (۴) اسود بن عبد یغوث مستسقی ہو کے مرا (۵) حارث بن قیس کے
سر مین پیپ پڑگئی اور مرگیا۔ اور ہر ایک نزع کے وقت کہتا تھا کہ ہائے مجھے محمدؐ کے رب نے مار ڈالا
اب تو آنحضرت نے کھلم کھلا دعوت کرنی شروع کی اگر آپ قریش کے خداون کے منکر نہ ہوتے
تو کوئی کچہہ تعرض نہ کرتا لیکن جب آپ نے فرمایا کہ بت اور بت پرست دونون جہنم مین ڈالے جاوینگے
تو قریش کے کان کہڑے ہوگئے اور چونکے اور متفق ہو کر آنحضرت کے آزار دینے اور مخالفت و

عداوت پر آمادہ ہوئے یہ معاملہ نبوت سے چوتھے سال کا ہے۔

جب آنحضرت صلعم مستعد ہوکر خلق اللہ کو آشکارا دعوت اسلام کرنے لگے تو یہ آیت نازل ہوئی
وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝
(سورۃ الشعراء) - ترجمہ - اور خاص کر اپنے قریب کے رشتہ دارون کو عذاب خدا سے ڈراؤ - اور جو مسلمان تمھارے پیچھے ہو لئے ہین اون سے تواضع پیش آؤ۔

آنحضرت نے جناب علی مرتضیٰ کو بلایا اور فرمایا اے علی مجھے اپنے قریب کے رشتہ دارونکو عذاب خدا سے ڈرانیکا حکم صادر ہوا ہے۔ مین جانتا ہون کہ جب اونسے کچھ کہونگا تو وہ مجھے بڑی بڑی اذیتین دینگے اور برا بہلا کہین گے اسی لئے خاموش تہا مگر جبرئیل علیہ السلام پھر آئے اور یہ پیام خداوندی لائے ہین کہ اے محمد اگر تو ہمارے فرمان کے بموجب اپنے قرابت والون کو اسلام کیطرف نہ بلائیگا تو عقوبت الٰہی مین گرفتار ہو گا پس اے علی تم ایک صاع بھر کھانا تیار کرو اور ایک ران بکری کی اوسمین ڈالنا اور ایک پیالہ دودہ کا بھر رکھنا جناب علی فرماتی ہین کہ جب مین نے کھانا پکا لیا تو حکم نبوی ہوا کہ اب جا کے بنی عبدالمطلب کو بلا لاؤ - اونسے کہنا کہ تمھاری ضیافت ہے - پس ۳۹ یا ۴۰ آدمی آئے اونمین ابو طالب - حمزہ - عباس - اور ابولہب بھی تھے - آنحضرت نے وہ کھانا اور دودہ جو ایک آدمی کے سیر ہونے کے لائق بھی نہ تھا مجھسے منگایا اور ایک بوٹی اپنے دندان مبارک سے کاٹ کے طباق مین ڈالدی اور اوس طباق کو سب کے سامنے رکھ کے فرمایا کہ بسم اللہ کرو - سب کے پیٹ بھر گئے کوئی بھوکا نہ رہا اور وہ کھانا اور دودہ جیسا تہا ویسا ہی رہا - بعد کھانے کے آپ چاہتے تھے کہ اون لوگون سے کچھ کہین کہ یکایک ابولہب بول اوٹھا "اے لوگو محمد نے تم پر آج جادو کر دیا" یہ سنتے ہی سب اوٹھ کے چلدیئے اور آنحضرت اون سے کچھ بھی نہ کہنے پائے۔

دوسرے دن آپ نے فرمایا کہ اے علی کل ابولہب نے کلام کرنے مین سبقت کی اور تم اوسکا
قول سن چکے آج پھر اوتنا ہی کھانا پکاؤ اور سبکو بلالاؤ۔ جب سب خوب سیر ہو کے کھا چکے تو
آنحضرت صلعم اونکی طرف مخاطب ہوئے اور یون فرمایا کہ اے بنی عبدالمطلب مین تمہارے پاس
دنیا اور آخرت کی خوبی لیکر آیا ہون اور خدا نے حکم کیا ہی کہ تم کو اوسکی طرف بلاؤن پس تم مین سے
کون ایسا ہے کہ اس امر مین میری مدد کرے اور میرا برادر و وصی و خلیفہ بنجاے کوئی نہ بولا جب سب
خاموش بیٹھے رہے تو مین حالانکہ خورد سال تھا اوٹھہ کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ اس امر مین آپکا
مددگار بنتا ہون یہ سنکر آپ نے میری گردن پکڑی اور فرمایا اے لوگو جانو اور آگاہ ہو کہ یہ میرا بھائی
و وصی اور خلیفہ ہے جو کچھہ یہ کہے اسکی سنو اور اطاعت کرو اتنا سنتے ہی لوگ قہقہے لگاتے
ہوئے اوٹھہ کھڑے ہوئے اور ابوطالب سے مزاق کرتے تھے کہ تم نے اپنے بھتیجے کا حکم
سن لیا اب علی کی فرمانبرداری سے کبھی باہر نہونا یہ سارا معاملہ جو ندکور ہوا آپکے گھر مین واقع ہوا
تھا دوسرے دن آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر پکارا یا معشر قریش - یا بنی فہر - یا بنی غالب - یا بنی
لوی - یا بنی عدنان - سب لوگ کہان جمع ہوگئے اور جو اوس جگہہ نہ آسکا اوس نے کسی کو اپنی
طرف سے بھیدیا - آپنے الگ الگ سب سے فرمایا کہ اے اولاد کعب بن لوی تم اپنی جانون کو آگ
سے بچاؤ کیونکہ خدا کے سامنے مین تمہارے لئے کچھہ نہین کرسکتا - اور اے اولاد مرہ بن کعب
تم اپنی جانون کو آگ سے بچاؤ بیشک قیامت کے دن مین تمہارے کام نہ آؤنگا - اے اولاد
عبدشمس تم اپنی جانون کو دوزخ سے بچاؤ خدا کے سامنے بیشک میرا اختیار تم پر کچھہ نہوگا - اے
اولاد عبدمناف تم اپنی جانونکو آگ سے بچاؤ بیشک اللہ تعالے کے سامنے مین تمہارے
کام نہ آؤنگا اے اولاد ہاشم قیامت کے عذاب سے اپنی جانون کو بچاؤ خدا کے غضب کے سامنے
مین تمہارے لئے کیا کرسکتا ہون - اے اولاد عبدالمطلب خدا کے غضب سے ڈرو قیامت کے دن

میری رشتہ داری تمہارے کچھ کام نہ آویگی۔ اے عباس میرے چچا قیامت کے دن مین تمہاری کچھ خدمت نہین کرسکتا اے صفیہ میری پھوپھی خدا کے سامنے میرا اختیار تم پر کچھ نہوگا۔ اے رسول اللہ کی بیٹی فاطمہ دنیا مین جو کچھ مجھ سے مانگنا ہو مانگ لے اللہ کے سامنے مین تیری حمایت نہین کرسکتا یہ کہکے آپ نے لوگون سے پوچھا کہ اے لوگو اگر مین تم کو یہ خبر دون کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بڑا جرّار لشکر پڑا ہے اور ارادہ رکھتا ہے کہ تمہین لوٹ لے آیا اس خبر کو میری زبان سے سُنکے تم سچا مانوگے یا نہین سبھون نے بالاتفاق جواب دیا ہان سچ سمجھین گے کیونکہ تم نے آجتک ہمارے سامنے کبھی جھوٹ نہین بولا یہ سنکر حضرتؐ نے فرمایا تو خبردار ہوجاؤ کہ مین تمکو آگے آنیوالے عذاب سخت سے ڈراتا ہون جو شخص عاقبت اندیش ہے کہے لاالٰہ الااللہ ومحمد الرسول اللہ۔ یہ سُنکر ابولہب لعین بول اوٹھا کہ اے محمد ہلاکت ہو تجھپر تو نے سارا دن ہمارا خراب کیا اسیواسطے تو نے ہمین جمع کیا تھا اوسیوقت اوس کی شان مین سورۃ اللہب نازل ہوئی۔

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ؕ مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ؕ سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۚ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۠ ترجمہ جیسے ابولہب نے پیمبر کو کوسا تھا اولٹے ابولہب ہی کے دونون ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ آپ ہی ہلاک ہوا نہ تو اوس کا مال ہی اوسکے کچھ کام آیا اور نہ اوسکی کمائی نے اوسکو کچھ فائدہ پہونچایا وہ عنقریب دوزخ کی ڈینگ مارتے ہوئے آگ مین جا داخل ہوگا اور اوسکے ساتھ اوسکی جورو بھی جو لگائی بجھائی کرتی پھرتی ہے اوسکی گردن مین بھنوا رسّی ہوگی۔

یہین سے قریش اور آنحضرت مین حد سے زیادہ دشمنی کا آغاز ہوگیا اب وہی محمد جو تمام اہل مکہ کے آنکھون کی روشنی تھی اور قوم نے اونکو امین کا خطاب دے رکھا تھا اسلام کی خاطر

اوہین کی جگہ اونہین مجنون کا خطاب دیاگیا جدہر آپ نکل جاتے تھے لوگ آپس مین کہتے تھے
کہ افسوس یہ بھلا چنگا آدمی تھا دفعتاً اسکا دماغ خراب ہوگیا اب کہتا ہے کہ مین آسمان کی خبر
لاتا ہون اور فرشتے مجھہ سے باتین کرتے ہین بھلا دیوانہ ہونے تک توکچھہ نقصان نہ تھا
مگر جب آپنے بتون کو باطل کہنا اور قریش کے آباواجداد کو جو کفر پر مرے تھے دوزخی بتانا شروع کیا
اوسوقت سے جو بغض وعناد قریش کے دل مین پیدا ہوا اوسکی حد خدا ہی جانتا ہے ایکدفعہ
ابولہب اورعتبہ بن مُعیط آنحضرت کے گہر کے قریب عین گذرگاہ پر گندی چیزین جمع کرگئے آنحضرت نے
دق ہوکے فرمایا کہ کیا حق ہمسائگی یہی ہے اور دوسری دفعہ جب نماز مین بہت دق کیا تو آپ نے
نام بنام ابوجہل بن ہشام - عتبہ بن ربیعہ - عتیبہ بن ربیعہ - ولید بن عتبہ - عتبہ بن ابی معیط - ابی
بن خلف - عمارہ بن عبید کے حق مین دعاے بد کی تہوڑے دنون کے بعد یہ سب مسلمانونکی
ہاتھہ سے جنگ بدر مین مارے گئے اور ذلت کے ساتھہ گڑہے مین ڈالے گئے -

ایکدن کا ذکر ہے کہ آنحضرت خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے کفار نے آوازے کسنے
شروع کئے اور چاہا کہ طواف نہ کرنے دین دو دفعہ تو حضور نے طرح دی تیسری مرتبہ جلال آہی گیا
فرمایا کہ اے ناہنجارو تم کسی طرح اپنی حرکتون سے چوکتے نہین قسم ہے خدا کی مین تم کو ذبح
کرنے آیا ہون اس گفتگو کی ہیبت مخالفین پر ایسی چہائی کہ آنحضرت کی خوشامد کرنے لگے اور معافی
چاہی - مگر دوسرے دن اپنی بزدلی پر تاسف کرکے ایک مجمع کا مجمع آپ پر چڑہ آیا اور بے ادبی
کرنے لگا حضرت ابوبکر صدیق نے حمایت کی تو لوگون نے اونکو خوب مارا اگر بنو تمیم جو صدیق
اکبر کے رشتہ دار تھے اونہین نہ بچاتے تو اون کے شہید ہونے مین کوئی کسر باقی نہ رہی تھی -
کچھہ اوسوقت آپکو غصہ آہی گیا تہا ورنہ آپ نے ہمیشہ صبر کیا ہے اور یہ کہدیا ہی کہ "خدایا اس جاہل
قوم کو ہدایت دے افسوس یہ نہین جانتے کہ ہم کیا کرتے ہین -"

جب قریش نے دشمنی پر کمر باندہی تو آنحضرت کے چچا ابو طالب نے آپکی حمایت کی اور قریش کو آپکی ایذا رسانی سے روکا پہر تو قومون مین باہم جہگڑے پڑ گئے اور سب کے سب دشمن بنگئے اور قریش نے اتفاق کیا کہ ہم مین سے جو کوئی مسلمان ہوگا اوسپر سخت تنبیہ کرینگے اور جہان تک ہو سکیگا اوسے آزار پہنچائینگے مگر خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے حضرت ابو طالب اور بنی ہاشم کو سوائے ابو لہب کے جناب رسالت مآب کا حامی بنادیا اور آنحضرت کو دشمنون کے شر سے بچایا ایک روز آنحضرت ابو طالب کے پاس بیٹھے ہوئے دعوت اسلام کر رہے تھے کہ قریش مجتمع ہوکر آپکی ایذا رسانی کے قصد سے ابو طالب پر چڑہ آئے اور کہا کہ محمد کو ہمین دیدو ابو طالب نے جواب دیا کہ اگر ناقہ اپنے بچہ بغیر رہ سکے تو مین بہی محمد کو تمہارے حوالہ کردون یہ کہکے ابو طالب نے چند اشعار پڑہے جنکا مضمون یہ ہے کہ خدا کی قسم اے محمد یہ لوگ تمکو ہرگز ایذا نہین پہونچا سکتے تم بلا خوف و خطر اپنا کام کئے جاؤ تم اس ملک مین امین ہو تم نے وہ دین ظاہر کیا ہے جو دنیا کے سب دینون سے بہتر ہے اگر مجہے لوگون کی مذمت اور گالیون کا خیال نہوتا تو دل و جان سے اس دین کو قبول کرلیتا۔۔

آنحضرت صلعم لوگون مین پہر پہر کے دعوت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اے لوگو خدا تعالی تمکو حکم دیتا ہے کہ تم اوسکی عبادت کرو اور کسی چیز کو اوسکا شریک نہ بناؤ ابو لہب آپکی باتین سُنکے لوگون سے کہتا تہا کہ یہ شخص تم سے تمہارے باپ دادون کا مذہب چھڑانا چاہتا ہے تم اسکے پاس مت آؤ قریش کے بعضے لوگ آپکو ساحر بتاتے تھے اور بعضے شاعر اور بعضے کاہن اور بعضے مجنون کہتے تہے اب موسم حج قریب آیا قریش نے متفق ہوکر مشورہ کیا کہ چارون طرف سے لوگ آوینگے اور محمد کا شہرہ سُنکر ضرور اوسکے پاس جائینگے اوسکی باتین ایسی ہین کہ لوگون کو خواہ مخواہ اپنی طرف مائل کرلیتی ہین پس مصلحت یہ ہے کہ اوس کی

مذمت کر کے نقص اور عیب نکالو اور اون عیوب کو خوب مشہور کر دو تا کہ لوگون کے دل اوس سے
پہر جاوین اور اسکی طرف رجوع نہون پس سب نے ملکر یہ تجویز کی کہ ہم محمد کو کاہن ٹھہراے دیتے ہین
ولید بن مغیرہ جو عاقل معمر اور تجربہ کار تہا بول اوٹہا کہ مین نے سیکڑون کاہن دیکہہ ڈالے
اونکے کلام مین زمزمہ اور سجع ضرور ہوتا ہے جو محمد کے کلام مین نام کو بہی نہین ہے - جو لوگ
جچکو آ مین سکے او لٹا تمہین دروغ گو کہین گے - اونہون نے جواب دیا کہ اچہا مجنون مشہور
کر دو کہ لوگ ڈر کے مارے اونکے پاس جاوین ہی نہین - ولید نے جواب دیا کہ بہائیو یہ تو
بالکل بہیگی اونکی کوئی بات جنون سے مشابہت نہین رکہتی وہ تو جبتی سکتے ہین سب پتے کی
ہوتی ہین - پہر تو یہ ٹھہری کہ اونکو شاعر کہا کرو - ولید نے کہا کہ مین شاعر ہون اور نظم کے اوصاف
اور اقسام سے خوب واقف ہون بہلا جو شخص پڑہا لکہا نہ ہوا ورنہ جانتا ہو کہ شعر کس چڑیا کا نام ہے
اوسکو شاعر کیسے بنا سکو گے اب تو سارا جلسہ کہسیانا ہو کے کہنے لگا کہ بس ساحری کے سوا اب کچہہ
نہین سوجہتی - ولید نے جواب دیا کہ یہ سب سے بڑہ کے ہوئی ساحر مین یہ طہارت اور نظافت کہان
وہ پلید اور نجس ہوتے ہین بہلا ایسی پاک و صاف صورت پر یہ جامہ کیسے ٹہیک بیٹھے گا
اے لوگو محمد کے کلام مین عجیب حلاوت ہے جو کسی کے کلام مین نہین پائی جاتی البتہ اونکے
کلام مین ایک ایسا تعرف ہے کہ باپ سے بیٹا اور بہائی سے بہائی اور جورو سے خصم جدا ہو جاتا
ہے اس مناسبت جاہے اونکو جادوگر کہہ لو مگر یہ کہنا تمہین کچہہ مفید نہو گا اسی واسطے حق تعالیٰ
نے ولید بن مغیرہ کے باب مین یون فرمایا ہے -

اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۙ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۙ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۙ ثُمَّ نَظَرَ ۙ ثُمَّ
عَبَسَ وَبَسَرَ ۙ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۙ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۙ
اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ؕ (سورۃ المدثر)

ترجمہ - کیونکہ جب اوس سے قرآن کی نسبت پوچھا گیا تو اوس نے سوچا اور اٹکل دوڑائی
تو اوسکو خدا کی مار دیکھو تو کیسی اٹکل دوڑائی - پہر اوسکو خدا کی مار دیکھو تو کیسی اٹکل دوڑائی پہر دوبارہ
غور کیا پھر تیوری چڑہائی اور برا سا موہنہ بنایا - پہر پیٹھہ پہیر کر چلتا بنا اور شیخی مین آگیا - اور
لگا کہنے کہ یہ قرآن تو بس ایک قسم کا جادو ہے جو اگلون سے چلا آتا ہے - یہہ تو
بس کسی بشر کا کہا ہوا ہے -

ایک دن عتبہ بن ربیعہ نے آنحضرت صلعم سے آنکے پوچہا - کیون صاحب تم اچھے یا عبداللہ
حضور خاموش ہو رہے - پہر سوال کیا - کچھہ بتاؤ تو کہ تم اچھے ہو یا عبدالمطلب - آپ نے
پہر بہی جواب نہ دیا آخر زچ ہوکے کہنے لگا کہ بولو اگر تمہارے آبا و اجداد اچھے تھے تو وہ
بہی بت پرست تہے اور ہم بہی - پہر ہم تمہاری راے مین کیون برے ٹھہر گئے اگر تمہاری سمجہ
مین تمہارے بزرگ بہی کشتنی سوختنی گردن زدنی ہین اور تم ہی سب سے اچھے ہو - تو یہ بات ہی
دوسری ہے - اے محمد تم نے ہماری قوم مین ایک قیامت برپا کر رکھی ہے - غضب سے تنا
باپ کو بیٹے سے - بہائی کو بہائی سے - جورو کو خصم سے - غرضکہ ناخنون سے گوشت
جدا کر دئے - نفاق سے قوم کے انجر پنجر ڈہیلے کر ڈالے - ہمارے معبودون کی بےعزتی کی
ہمارے اسلاف کو کافر قرار دیا - جسکا نتیجہ یہ ہے کہ لوگ تمہارے خون کے پیاسے ہوگئے
اور تمکو مجنون - ساحر - اور کاہن کہنے لگے - اب اور کیا چاہتے ہو اگر تم دولت کے خواستگار
ہو تو خزانہ مانگ لو ہم لوگ تمام دنیا مین کوڑی کوڑی کان مانگین گے مگر تم کو تمہارا موہنہ مانگا خزانہ
جمع کر دینگے - اور تم اس ملک مین سب سے زیادہ امیر ہو جاؤ گے - اگر بادشاہت کی تمنا ہے
تو ہم لوگ جو سارے عرب کے مخدوم ہین تمہین ابہی ابہی تخت پر بٹہائے دیتے ہین یہ کون
ہے جو تمہاری حکومت سے موہنہ موڑے - اگر تم کو کوئی حسین عورت درکار ہے تو ہم اوسے بہی لا کر

تمہاری بغل مین بٹہا سکتے ہین - مگر جبھی جبکہ تم اپنی ان باتون سے توبہ کرو اور اپنے اس وا ہمہ سے باز آؤ - اسے شخص اگر تجھے کوئی مرض ہوگیا ہے اور تیرے دل پر تیرا قابو نہین رہا ہے تو بھی صاف صاف کہدے کہ ہم تیرا علاج کرین اور کہین نہ کہین سے کوئی طبیب حاذق ڈہونڈ کے لائین - ہمین تیرے لئے سب جتن کرنا منظور ہین یہ روزکی مین مین توتو اور جوتی بیزار کی شامت تو ہمارے سرون سے ٹلے جہان تک عتبہ کی زبان اور جوش دلی نے مددگاری کی وہان تک سب ہی کچہہ کہدیا - مگر ہوتا کیا - ۶ وان ایک خاموشی تیرے سب کے جواب مین * آنحضرت نے ساری کہانی سُنکے چپکے سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑہ کر سورہ حٰمٓ السجدہ کی شروع کی تیرہ[۱۳] آیتین - فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ[۱۳] تک پڑہین جنکا ترجمہ یہ ہے -

حٰمٓ - یہ فرمان خدائے رحمان ورحیم کے حضور سے صادر ہوتا ہے - یہ قرآن کتاب ہے پڑہنے کے قابل جسکی باتین نہایت سلیس اور واضح زبان عربی مین سمجھنے والون کے لئے تفصیل کے ساتہہ بیان کردیگئی ہین - ماننے والونکو خوشنودی خدا کی خوشخبری سُناتا اور منکرونکو عذاب خدا سے ڈراتا ہے - اسپر ہی اون مین سے اکثرون نے مونہہ موڑلیا اور وہ اوسکو سُنتے ہی نہین - اور اے پیمبر یہ لوگ یہ بہی کہتے ہین کہ جس بات کی طرف تم ہمین بلاتے ہو ہمارے دل تو اوس سے پردے مین ہین کہ تمہاری بات دلکو نہین لگتی اور ہمارے کانون مین ایک طرح کی گرانی ہے کہ تمہارا کہنا سُن نہین سکتے اور ہم مین اور تم مین پردہ حائل ہے کہ تم ہم پر کسی طرح کا اثر نہین ڈال سکتے پس بہتر ہے کہ تم اپنے طور پر عمل کئے جاؤ اور ہم اپنے طور پر عمل کررہے ہین - اے محمدؐ تم ان لوگون سے کہدو کہ مین بہی تم ہی جیسا بشر ہون مجہپر وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود بس وہی ایک معبود ہے پس سیدہے اوسی کیطرف مونہہ کئے چلے جاؤ

اوراوس سے اپنے گناہون کی معافی مانگو- اور افسوس شرک کرنیوالون پر- جو زکوٰۃ نہین دیتے
اور آخرۃ کے بھی منکر ہین- البتہ جو لوگ ایمان لائے اور اونھون نے نیک عمل بھی کئے اونکے
لئے آخرت مین بڑا اجر ہے جو کبھی موقوف ہونیوالا نہین- اے پیغمبر تم ان لوگون سے کہدو
کیا تم اوس قادر مطلق کی خدائی سے انکار کرتے ہو جس نے دو دن مین زمین کو پیدا کیا اور تم
دوسرون کو اوسکا ہمسر بناتے ہو- یہی خدا تو سارے جہان کا پروردگار ہے- اور اوسی نے
زمین کے اوپر بوجھل پہاڑ گاڑھ دئے اور اوسمین ہر طرح کی برکت دی اور اوسی مین ایک اندازہ
مناسب کے ساتھ اوسکے رہنے والون کے کھانے پینے کا بندوبست کردیا اور یہ سب کچھ چار دن
مین سب مانگنے والون کے لئے برابر- پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ اوسوقت تک کہر کی طرح کا
تہا تو اوس کہر اور زمین کو حکم دیا کہ تم دونون آؤ خوشی سے آؤ تو اور زبردستی آؤ تو اور جو حکم ہم دیتے
ہین اوسپر کاربند رہو- دونون نے عرض کیا کہ ہم خوشی سے حکم بجا لانے کو حاضر ہین- اسکے
بعد دو دن مین اوس کہر کے طبقات کے سات آسمان بنائے اور ہر ایک آسمان مین جو انتظام
خدا کو کرنا منظور تہا وہ انتظام کارکنان قضا و قدر کو بتا دیا- اور ورلے آسمان کو ہمنے ستارونکی
قندیلون سے سجایا اور سجانے کے علاوہ حفاظت کے لئے بھی- یہ اندازے اوس خدا کے
باندھے ہوئے ہین جو زبردست اور دانا ہے- پس اگر اتنے سمجھانے پر بھی کفار بلکہ سرتابی کرین
تو اے پیغمبر تم اون سے کہدو کہ جیسی کڑک عاد اور ثمود پر ہوئی تہی اوسی طرح کی کڑک سے مین
تم کو بھی ڈراتا ہون-

یہان تک سن کے عتبہ نے کہا بس بس- اور پھر اپنی قوم سے جا کر کہا کہ خدا کی قسم
آج مین نے وہ کلام سنا ہے جسکی مثل اسوقت تک کوئی کلام میرے کانون مین نہین پڑا-
شاعری سحر اور کہانت کو بھلا اوس سے کیا نسبت- لوگو محمد کو اوسکے حال پر چھوڑ دو- واللہ یہ

کلام بڑے بڑے رنگ لائیگا اور کچھ کر دکھائیگا- اگر دوسرون نے محمدؐ کو زیر کرلیا تو بے درد سری کے ہمارا مطلب حاصل ہوجائیگا اوراگر یہ غالب رہا تو اوسکی عزت کے ساتھ سب مکہ والون کو افتخار حاصل ہوگا- مگر ایسی صلاح قریش کب ماننے والے تھے- وہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے۔

بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد
گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ

القصہ کفار برسر عناد و انکار تھے کبھی کوئی آنحضرت کی تکذیب کرتا اور کوئی عداوت سے اوس ماہ دو ہفتہ کے سر مبارک پر خاک ڈالتا کبھی کوئی کافر آپ کے دروازہ پر خون پھیلاجاتا کوئی آنحضرت صلعم کی راہ مین کانٹے بچھاتا اور آپکو پتھر مارتا یہان تک کہ جب اشقیا آپکو سجدہ مین پاتے تو گردن مبارک پر پانون رکھہ دیتے اور قریب ہوتا کہ چشمہاے مبارک باہر نکل پڑین ایکدن ایک کافر نے آکر بڑے زور سے آنحضرت کا گلا گھونٹا حضرت ابوبکر یہ حال دیکھکر دوڑے اور آپکو چھوڑا یا اُدھر ان نے صدیق اکبر ہی کو پکڑ لیا اور خوب مارا حتیٰ کہ اونکے سر اور ڈاڑہی کے بال نُچ گئے اور سر پر ایسی ضرب آئی کہ بیہوش ہوکر گر پڑے اور جب ہوش آیا تو آپ نے اون لوگون سے کہا-

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ (سورۃ المؤمن)- ترجمہ- کیا تم صرف اسی بات پر ایک شخص کو قتل کردرپے ہو کہ وہ خدا ہی کو اپنا پروردگار بتاتا ہے حالانکہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس معجزے لیکر بھی آیا ہے-

صحیح بخاری مین ابن عمر سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ کے ساتھہ صحن کعبہ مین کھڑے تھے

ناگاہ عُقبہ ابن ابی معیط آیا اور اپنی چادر آنحضرت کی گردن مبارک میں لپیٹ کے کہینچ لی جس سے آپکا گلا گہٹ گیا حضرت صدیق اکبر دوڑے اور دیکھا کہ آنحضرت بالکل بیہوش ہین۔

علما کہتے ہین کہ ابوبکر مومن آل فرعون سے افضل ہین کیونکہ اون لوگون نے صرف زبان ہی سے حضرت موسیٰ کی مدد کی تہی اور جناب صدیق اکبر نے دست و زبان اور قول و فعل سب سے آپکی مدد کی لکہا ہی کہ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ ان مقدمون مین حضرت ابوبکر کی شجاعت کے قائل تہے۔

صحیح بخاری مین آیا ہے کہ ایک روز آنحضرت صلعم کعبہ کے متصل نماز پڑہ رہے تہے اور سامنے قریش کی ایک پنچایت جمع ہو رہی تہی اونمین سے ایک نے کہا دیکہو اس شخص کیطرف وہ کیا کر رہا ہے لوگ آپس مین بولے کہ ہے تم مین کوئی ایسا جو فلان مقام سے اونٹ کی اوجہڑی اوٹہا لائے اور جب یہ شخص سجدے مین جائے تو اوسکے دونون شانون کے درمیان رکہدے عُقبہ بدبخت اوٹہا اور جہان اونٹ ذبح کیا گیا تہا وہان سے اوسکی اوجہڑی اوٹہا لایا جب آپ سجدے مین گئے تو اوسکو دونون شانون مین رکہدیا حضرت سجدہ کے سجدہ ہی مین رہ گئے اور سر مبارک نہ اوٹہایا ادہر یہ اشقیا قہقہے لگا رہے تہے اور ہنسی کے مارے لوٹے جاتے تہے آخرش حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا تشریف لائین اور آپکی پشت مبارک سے اوس آلایش کو پاک کیا اور اون بدبختون کو بہت سی ملامت فرمائی اب ادہر کی شفقت اور رحمت ملاحظہ فرمایئے کہ جب آپ نماز پڑہ چکے ہین تو قریش کے حق مین ہاتہہ اوٹہا کر دعا کی اور اون کی ایذا و عداوت پر صبر فرمایا۔

کفار جس طرح آنحضرت صلعم سے پیش آتے تہے اسی طرح مسکین و ضعیف اصحابون کو بہی ستاتے تہے تاکہ اونہین دین اسلام سے باز رکہین چنانچہ بعض صحابہ کو آہنی زرہ پہنا کر جلتی ریگ

دہوپ مین کہڑا کردیتے تہے اور اون خدا کے نیک اور پاک بندون کے موہنہ سے سوا
کلمہ طیبّہ کے اور کچہہ نہ نکلتا تہا۔

لکہا ہی کہ حضرت بلال کی گردن مین رسّی باندہ کر لڑکون کے ہاتہہ مین دیدیتے تہے
تاکہ وہ مکہ کے اطراف وجوانب مین اونہین کہینچتے پہرین اور اون سے خوب کہیلین افسوس
صد ہزار افسوس کہ اوس شیطانی لشکر کی کشمکش سے حضرت بلال کے تمام جسم مین زخم پڑگئے
تہے اور خون کے پرنالے جاری رہتے تہے اون کے آقا کا نام اُمیہ بن خلف جمحی تہا
وہ ظالم اونکو مکہ کے جنگل مین لیجاتا اور گرم ریتہ پر لٹا کے دہوپ سے جلتے ہوئے
پتہر اونکے سینہ و شکم پر رکہتا اور پہر ون یونہین چہوڑ دیتا تہا اور کبہی اونکو مردہ جانور کی کہال
مین لپیٹ کے دہوپ مین ڈالدیتا اور لکڑیون سے خوب کوٹتا تہا مگر آپ تلخی عذاب کو
شیرینی ایمان سے ملا کر گوارا کرتے اور دن بہر احد احد پکارتے تہے ایکدن اسی طرح لوگ
اونپر عذاب کر رہے تہے۔ قضارا حضرت ابوبکر ادہر جا نکلے یہ اندوہناک معاملہ دیکہتے ہی
آنکہون سے آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا ارے کمبختو تم کیون اپنی عاقبت خراب کرتے ہو
اونہون نے ازراہ طنز جواب دیا کہ اگر تم کو رحم آتا ہے تو ہم سے خرید لو آپ نے حضرت بلال
کو خرید کے آزاد کردیا جب یہ خبر آنحضرت کو پہونچی تو آپنے فرمایا کہ اے ابوبکر تم نے آپ ہی
آپ یہ ثواب لوٹا ہمین ہمارے معشوق بلال کے خریدنے مین شریک نہ کرلیا حضرت ابوبکر
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے تو بلال کو آزاد ہی کردیا حضرت بولے کہ بارک اللہ
سعید ازلی ایسے ہی ہوتے ہین۔

عمار ابن یاسر اور اونکے والدین کو کفار نے جو جو تکلیفین دی ہین اون کے
بیان کرنے سے بہی کلیجہ موہنہ کو آتا ہے کہتے ہین کہ ایکدن اونکو دہوپ کے وقت جلتی

ریت مین ڈالکر تکلیفین دیتے رہتے تھے خود آنحضرت کا گذر ادس طرف سے ہوا اون بڈہے
آدمیون کو اوس حال بد مین گرفتار دیکھکر فرمایا کہ صبرا یا آل یاسر فان موعدکم الجنۃ
یعنی اے یاسر کے کنبہ والو صبر کرو تحقیق تمہارے واسطے جنت ہے۔ ابوجہل لعین نے
یہ بات سنکر جلن کے مارے عمار کے مان باپ کو عذاب شدید سے فوراً مار ڈالا اور دین اسلام
مین حضرت یاسر عمار کے والد بزرگوار اور اونکی مان سمیہ پہلے پہل کفار کے ہاتھ سے شہید ہوگئے
رضی اللہ عنہم اجمعین۔

لکہا ہے جب قریش نے دیکہا کہ یہ لوگ کسیطرح باز نہین آتے اور جتنی سختیان
ہم انپر کرتے ہین اوتنے ہی انکے اعتقاد زیادہ ہوتے ہین تو یہ سوجہی کہ یہودیون کے
پاس چلو اور نبوت کی نشانیان دریافت کرکے لاؤ یہودنے اونکو یہ تعلیم دی کہ تم جاکے
تین سوال اون سے کرو اگر جواب باصواب ملے تو سمجہنا کہ وہ نبی مرسل ہے۔ ورنہ مجنون۔
پہلے تو جاکے اون جوانمردونکا حال پوچہو جو خدا کی طلب مین نکلے تہے اور اونکو اصحاب
کہف کہتے ہین۔ دوسرے ذی القرنین کا حال دریافت کرو جو تمام روے زمین پر پہرا ہے
تیسرے اون سے روح کی حقیقت دریافت کرو۔ قریش نے حضرت کی خدمت مین حاضر
ہوکر تینون باتین دریافت کین اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا قصہ تو وحی مین نازل ہوا اور
آنحضرت نے اونکو پڑہکر سنایا مگر روح کی کیفیت مین ”وقل الروح من امر ربی“ (سورۂ
بنی اسرائیل) نازل ہوا یعنی اے محمد کہدو کہ روح میرے خدا کا حکم ہے اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ اللہ تعالے کو خود اس بہید کا اخفا منظور تہا اس لئے اپنے حبیب کو حکم نہین دیا کہ
یہ راز قریش پر ظاہر کرین مگر اس اخفا پر بہی عقلمند لوگ سمجہ سکتے ہین کہ روح کا مجرد اور غیر مادی ہونا
ثابت ہے کیونکہ صرف حکم سے پیدا ہوتا مجرد ہی کا خاصہ ہے اور مادی شئے سوا ئے حکم کے مادے کی

بہی محتاج ہے۔

القصّہ جب کفار تیرہ روزگار نے اصحاب پر حد سے زیادہ ظلم کرنا اختیار کیا تو رسول خدا نے اصحاب کو اجازت دی کہ حبش کو ہجرت کر جائین کیونکہ وہان امن و آمان تہا اور غربا پر کوئی ظلم نکرنے پاتا تہا یہ پہلی ہجرت نبوت کے پانچوین سال رجب کے مہینے مین ہوئی اوسمین گیارہ بارہ مرد اور چار عورتین مکہ سے روانہ ہوئین اور ان لوگون کو پاپیادہ دریا کے کنارہ تک جانا پڑا تہا وہان سے کشتی مین بیٹہکر حبش گئے اور نجاشی کی عنایت سے امن مین رہنے لگے

اوّل حضرت عثمان ابن عفان اپنے اہل و عیال کے ساتہ باہر نکلے اونکی بی بی رقیہ بنت رسول اللہ اون کے ہمراہ تہین مدت تک اونکی خیر و عافیت نمعلوم ہوئی اس لئے آنحضرت صلعم کو بہت تشویش تہی آخر ایک عورت نے آکر خبر دی کہ یا رسول اللہ مین نے عثمان کو سفر مین دیکہا تہا وہ اپنی بی بی کو اونٹ پر سوار کئے ہوئے چلے جاتے تہے اوسوقت آنحضرت نے فرمایا کہ عثمان اول شخص ہے جس نے حضرت لوط علیہ السلام کے بعد کافرون کے ظلم سے معہ اپنی بیوی کے ہجرت کی۔

جب اصحاب حبش مین پہونچکے بیخوف ہو گئے تو ایک مدت کے بعد جہوٹ موٹ کسی نے اون سے کہدیا کہ آنحضرت صلعم اور مشرکون مین صلح ہوگئی ہے آپ جانتے ہین کہ وطن کی محبت بیڈہب ہوتی ہے سب کے سب مکہ کو روانہ ہوگئے یہان تک کہ جب مکہ کے قریب پہونچے ہین تو معلوم ہوا کہ وہ خبر جہوٹ تہی مگر وہ مہاجر بیدہڑک مکہ مین چلے آئے اور چند روز آنحضرت کی خدمت مبارک مین رہ کر پہر آپکے حکم سے واپس گئے اِس دفعہ جماعت کثیر تہی یعنے بچون کے علاوہ اسّی مرد اور گیارہ عورتین تہین عبداللہ ابن مسعود بہی مہاجرین حبش مین شامل تہے مگر اس مین اختلاف ہے کہ پہلی دفعہ گئے تہے یا دوسری دفعہ ساتہ ہو لئے تہے شاید لوگ یہہ

پوچھین کہ اب کے یہ کثرت کیسی ہوگئی اوسکا جواب یہ ہی کہ ہر چند کفار لوگ ایمانداروں کے دشمن تھے
اور مسلمانون کو حد سے زیادہ ایذا پہونچاتے تھے پھر بھی آنحضرت کا وعظ اور آیات قرآنی اور
معجزات وکشف وکرامات اپنا اثر لائے بغیر کب رہ سکتی تھی ہر طرف سے لوگ آپکے پاس
آآکے مسلمان ہوتے تھے اور کافرون کی عداوت اور مارکوٹ وقتل سے کچھ خوف نکرتے تھے
الغرض جس خوبی ولطافت اور اعتقاد ورغبت سے قبل از جہاد لوگون نے اسلام قبول کیا
اوسی طرح جہاد کے بعد بھی ایسا ہی ہوا ہے کہ ہزارون لاکھون آدمیون نے غریب سے لیکر
امیر تک اور گدا سے لیکر بادشاہ تک صرف برجوع قلب ہزار رغبت دل سے اسلام قبول کیا
نہ کہ جہاد اور لڑائی کے ڈر سے لوگ مسلمان ہوئے ہون جیسا کہ اکثر مکار اور مغالطہ باز دہوکا
دیا کرتے ہین اون بے ایمانون کو یہ نہین سوجھتا کہ لوگون کو بزور شمشیر مسلمان کرنے کے لئے جہاد
کا حکم نہین ہوا تھا بلکہ اوس سے غرض یہ تھی کہ جو لوگ خباثت باطنی سے مسلمانون کے
ساتھ عداوت رکھتے ہین اور احکام اسلام کے جاری ہونے مین رخنہ انداز ہوتے ہین اور
وہ صاحب قدرت وشوکت اور مالک لشکر وحشم بھی ہین اونکی شوکت کو توڑ دینا چاہیئے تاکہ اونسے
غربا اور مساکین اہل اسلام کو ایذا پہنچانیکی طاقت نہ رہی اور تاثیر کفر گھٹ جاوے کیونکہ اکثر
لوگون کا میلان سردار یا بادشاہ کی طرف رہتا ہے اور زور آور کا کفر سب مین تاثیر کرجاتا ہے
پس جہاد کرنے سے یہ غرض تھی کہ کفار کو اس قابل نہ چھوڑا جاوے کہ وہ ترقی اسلام مین مخل ہون
الحاصل جبتک جناب سرور کائنات نے مکہ مین تشریف رکھی باوجود ایذا رسانی کفار اکثر
لوگ ایمان لاتے رہے جب کافر اونہین ستاتے تھے تو حبش کو ہجرت کرجاتے تھے اور اسلام
وخدا کے واسطے اپنا گھربار عیش وآرام زن وفرزند سب چھوڑ دیتے تھے اور صرف خدا اور اوسکے
رسول کی خوشنودی کے لئے وہ مصیبتین اور تکلیفین سہتے تھے جو اون پر آشوب دنون مین

مسلمانون پر گذرتی تہین۔جب کفار نے دیکہا کہ یہ لوگ حبش مین پہونچکر بڑے آرام سے
زندگی بسر کرتے ہین اور چپ چاپ اودہرہی کو چلے جاتے ہین تو پیچ وتاب کہایا اور عمر
ابن العاص کو بہت سے تحائف دیکر نجاشی کے پاس بہیجا تاکہ بادشاہ کو بہسلا کے مسلمانون
کو وہان سے نکلوا دے جب عمر ابن العاص نجاشی کی مجلس مین پہونچا تو اوس نے اور اوسکے
سب ساتہیون نے سجدہ کرکے تحفے پیش کئے اور بہت سی خوشامد اور چاپلوسی کے بعد عرض
کیا کہ چند آدمی مکہ سے اپنا آبائی مذہب چہوڑ کر یہان بہاگ آئے ہین وہ ہمارے حوالے کردئے
جاوین نجاشی برہم ہوگیا اور کہا بہلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جو لوگ مجہسے پناہ مانگین مین
اونکو اپنے ملک سے نکال دون اور دشمنون کے ہاتہہ مین مار ڈالے جانیکے لئے حوالہ کردون
مگر اونکو میرے سامنے لاؤ تاکہ مین تمہارے باہمی نفاق کا حال معلوم کرون بس مظلوم خانہ بدوش
مسلمان نجاشی کی مجلس مین آئے سجدہ تو نہین کیا مگر سلام کرکے بیٹہہ گئے بادشاہ کے
مصاحبون نے پوچہا کہ تم لوگون نے سجدہ کیون نہین کیا جعفر تیار ابن ابی طالب بولے کہ
ہمارے پیغمبر نے ہمین یہ تعلیم دی ہے کہ اپنے پروردگار کے سوا کسی مخلوق کو سجدہ نکرنا اس کلام
سے نجاشی کے دل مین مسلمانون کی وقعت قائم ہوگئی اور پوچہا کہ تمنے اپنی بہائیون کا دین
بہی چہوڑ دیا ہے اور یہود ونصارے کے مذہب مین بہی نہین ہو پہر تمہارا کیا دین ہے۔
حضرت جعفر نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی نے اپنا ایک رسول ہمارے پاس بہیجا ہے اوسکی
تعلیم سے ہمنے اپنا آبائی مذہب ترک کردیا اب ہم اوسیکے دین پر ہین اوس نے ہم کو اچہے کام
کرنے اور برے کام سے باز رہنے کی تعلیم دی ہے اور فرمایا ہے کہ نماز پڑہو زکوۃ اور صدقہ
دو اپنون اور ہمسایون سے باخلاق پیش آؤ اور اوصاف حسنہ اختیار کرو ہمنے ان سب باتون کو
بہتر سمجہکے اوسکو سچا جانا اور اپنے باپ دادون کے مذہب کو چہوڑ دیا ہمارے بت پرست بہائی

ہمکو ستانے لگے ہم مین اونسے لڑنے کی طاقت نہ تھی ہم آپ کی عملداری مین بھاگ کر چلے آئے
یہ سُن کر نجاشی نے کہا کہ جو کلام تمہارے پیغمبر پر نازل ہوا ہے اوس مین سے کچھ مجھکو سناؤ حضرت
جعفر نے سورۂ مریم سنادی نجاشی اور اوسکے سب مُصاحب سُنکر رو دیئے اور کہا خدا کی قسم یہ کلام
اور وہ کلام جو موسیٰ پر نازل ہوا دونون ایک شمع کے نور ہین اسکے بعد نجاشی بولا کہ اے لوگو مین
گواہی دیتا ہون کہ محمدؐ خدا کا رسول ہے اور وہی پیغمبر ہے جسکی بشارت حضرت مسیح نے دی ہے
پس قریش کے تحفے اور ہدیے پھیر دیئے اور اونکے ایلچیون کو ذلیل کر کے اپنے دربار سے نکلوا دیا اکثر
مورخین نے وہ تقریر جو حضرت جعفر نے نجاشی کے دربار مین کی تھی لکھی ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے۔
جعفر نے کہا اے بادشاہ ہم پہلے جاہل گمراہ بت پرست قوم تھے مُردار گوشت کھاتے بدکاریان کرتے
اور اپنی ہمسایون سے بُری طرح پیش آتے تھے زبردست ہمیشہ کمزور کا مال کھا جاتے تھے یہ حالت ہماری
مدت مدید سے چلی آتی تھی یہان تک کہ خدا نے ہم پر رحم کیا اور ہماری ہی قوم مین سے ایک پیغمبر ہمارے
پاس بھیجا جسکی شرافت نسب راست بازی ایمانداری اور پاکدامنی سے ہم خوب واقف ہین اوس نے
ہمکو خدا کی طرف بلایا تاکہ ہم اوسی ایک خدا کو خدا جانین اور اوسکی عبادت کرین اور بتون اور پتھرون کی پرستش
چھوڑ دین جنکو ہم اور ہمارے باپ دادا پوجتے تھے اوس نے حکم دیا ہے کہ اور کسی چیز کو اوسکی ذات
اور صفات اور استحقاق عبادت مین اوسکے ساتھہ شریک نکرین اور سال بھر کے بعد بقیہ مال کا
چالیسوان حصہ صدقہ مین دین سوائے بیماری اور سفر کے رمضان مین روزے رکھین غرضکہ حضرت جعفر
نے تمام احکام اسلام ایک ایک کر کے بیان کئے اور کہا اوس پیغمبر نے ہمکو سچ بولنے اور خیانت
نکرنی اور قرابت دارون کی رعایت اور مروت کرنی اور ہمسایون کے ساتھہ نیک سلوک کرنے
اور بُرے اور حرام کامون اور خون خرابون سے بچنے کا حکم دیا ہے اور کہا ہے کہ بدکاری نکرنا جھوٹی
گواہی ندینا بے مان باپ کے بچون کا مال نہ کھانا پاکدامن عورتون پر تہمت نہ لگانا ہمنے اوس پیغمبر کو

بات کرے تو وہ تیرے پکارنیکا محتاج نہین کیونکہ وہ آہستہ اور آہستہ سے زیادہ مخفی بات کوبہی جانتا ہے وہی اللہ ہے اوسکے سوا اور کوئی معبود نہین اچہے نام اوسیکے ہین ۔ اتنا پڑہ کے آپ روئے اور کہا کیا پیارا کلام ہے اتنا سنتے ہی خباب ابن الارث جو ایک گوشہ مین چہپے بیٹھے تہے فورًا باہر نکل آئے اور کہا اے عمر مبارک پیغمبر خدا نے رات ہی کو دعا مانگی تہی کہ یا الہ العالمین ابوجہل یا عمر کو مسلمان کرکے میرے دین کو قوت دے سو تمہارے حق مین انحضرت کی دعا قبول ہوئی حضرت عمر نے پوچہا کہ پیغمبر خدا کہان ہین مین اونکے پاس جاتا ہون تلوار ہاتہہ مین ۔ لیے ہوئے آنحضرت کیطرف روانہ ہوئے جب دروازہ پر پہونچے تو اصحاب حضرت عمر کے خوف کے مارے دروازہ نہ کہولتے تہے آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ کہولدو جسوقت حضرت عمر جناب سرورکائنات کے سامنے پہونچے مین تو رعب کے مارے کانپتے تہے اور تلوار ہاتہہ سے گرگئی تہی حضرت عمر نے سر جہکا کر کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ حضرت عمر فاروق کے بہنوئی سعید بن زید عشرہ مبشرہ مین ہین جب حضرت عمر فاروق اسلام لاچکے تو آنحضرت اور صحابہ کیخدمت مین عرض کی کہ یا رسول اللہ حیف ہے لات وعزیٰ کو تو لوگ آشکارا اور علانیہ پوجین اور دین حق یون چہپا رہے ابہی تشریف لے چلئے اسوقت خانہ کعبہ مین چلکر نماز ہوگی آنحضرت ابوبکر حمزہ وعلی رضوان اللہ عنہم کو ہمراہ لیکر خانہ کعبہ مین تشریف لے گیے حضرت عمر نے دہکے دیدیکے قریش کے ایک جم غفیر کو وہان سے نکال دیا اور اصحابون کے ساتہہ دو رکعت نماز پڑہی اوسیوقت یہ آیۃ نازل ہوئی یَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ○ سورہ انفال ترجمہ اے پیغمبر اللہ اور مسلمان جو تمہارے تابع فرمان ہین تمکو بس کرتے ہین ۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر اسلام لائے تو جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر کہا کہ یا رسول اللہ اہل آسمان نے بڑی خوشی منائی ہے آپ کو عمر کا مسلمان ہونا مبارک ہو ۔ نبوت کے ساتوین سال مین جب قریش نے دیکہا کہ حمزہ اور عمر معتقد اسلام

ہوگئے اور صحابہ حبش کو ہجرت کرتے چلے جاتے ہین اب یہ مذہب قوی ہوگیا تو اونکے حسد نے اور بھی ترقی کی اور عداوت زیادہ ہوگئی اور آنحضرت کے قتل پر آمادہ ہوئے مگر ابوطالب کے خوف سے دست درازی نہین کر سکتے تھے آخرش ایک دن ابوطالب کے پاس آکر کہا کہ یا تو اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالہ کرو یا ہمسے لڑنے کی طیاری کرو اگر تم سے یہ دونون باتین نہین ہو سکتی ہین تو اوسے سمجھا دو کہ ہمارے خداؤن کی تکذیب سے باز رہے اب تو ابوطالب کے ہاتھہ کے بھی طوطے اڑ گئے اور آنحضرت کو بلا کر کہا کہ اے میرے پیارے قریش ایسا کہتے ہین بہتر ہے کہ تم اپنے بچانے کی کوشش کرو کیونکہ ساری قوم کے ساتھہ لڑنا میرے اور تمہارے دونون کے اختیار سے باہر ہے سید عالم نے جواب دیا اے چچا مین تمہاری مدد اور حمایت سے یہ کام نہین کرتا ہون میرا تو حامی میرا پروردگار ہے اوسی نے مجکو اس کام کے انجام دینے کا حکم دیا ہے مین اس سے باز نہ رہونگا۔ اگر تم میری حمایت کروگے تو تمہاری سعادت ہے ورنہ فضل ربانی اور تائید آسمانی میرے لیے کافی ہے یہ کہکر آنحضرت معہ صحابہ کے اوس مجلس سے اوٹھہ کھڑے ہوئے ابوطالب کو آنحضرت کی باتون پر کمال رقت ہوئی اور ایک ہمت سی بندہ گئی اور آنحضرت سے فرمانے لگے کہ اے بیٹا محمد تم بخوبی اپنے کام مین مشغول رہو برب کعبہ جب تک مین زندہ ہون کوئی تمپر غلبہ نکر سکے گا اور اسکے بعد چند شعر پڑھے جنکا حاصل مطلب یہ ہے۔ اے محمد خدا کی قسم جب تک مین زندہ ہون یہ لوگ تمہاری طرف آنکھہ اوٹھا کر نہین دیکھہ سکتے تم اپنا کام کیے جاؤ اور کچھہ اندیشہ دل مین نہ لاؤ خوش رہو اور تمہاری آنکھین ٹھنڈی رہین۔

پس ابوطالب نے بنی ہاشم کو جمع کیا سب اونکے ساتھہ متفق ہوگئے اگرچہ یہ سب لوگ کافر تھے مگر حسب عادت جاہلیت خاندانی لڑائی ٹھان دی۔ آنحضرت کو اپنے پہاڑ کے نمار یعنی شعب ابوطالب مین لے گیے جسے گڈہی تصور کرنا چاہیئے۔ اسوقت رسول خدا کی عمر اونچاس برس کی تھی اور آپ مسلمانون کو بھی اپنے ساتھہ لے گیے تھے۔ صرف ابولہب نے ساتھہ ندیا پھر تو سارے

باپ دادے آتش دوزخ کی لکڑی ہین سُن لو تم مین سے جو کوئی محمدؐ کا سر کاٹ کے میرے سامنے
لائیگا اوسکو مین سَو اونٹ اور ہزار اوقیہ چاندی دونگا حضرت عمر اب تک مسلمان نہین ہوئے تھے
بولے کہ ای ابوجہل تیرے اس وعدے کا کوئی ضامن بھی ہے اوس نے کہا کہ مین لات وعزی
کی قسم کہاتا ہون تب حضرت عمر اوسے خانہ کعبہ مین لے گیے اور سب سے بڑے بت
ہبل کو وعدہ کا گواہ قرار دیکر تلوار و تیر و کمان لی اور جناب سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کو روانہ
ہوئے راہ مین نعیم ابن عبداللہ ابن النجام ملا اوس نے پوچھا اے عمر کہان کا قصد ہے یہ بولے
کہ محمدؐ کو قتل کرنے جاتا ہون نعیم نے جواب دیا کہ یہ کام تم سے کیونکر ہوسکیگا اور بالفرض اگر کر بھی
لیا تو بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب تمہارے دشمن ہوجاوینگے اونسے کیونکر بچوگے۔ حضرت
عمر نے نعیم سے کہا کہ شاید تو بھی محمدؐ کے دین پر مائل ہے بہتر ہے کہ پہلے تیرا ہی کام تمام کردون
اوس نے کہا مین تو اپنی آبائی دین پر ہون دونون باہم ملکے موضع البطح پر پہونچے دیکھتے کیا ہین کہ لوگون
نے ایک بکری ذبح کرنے کو لٹائی ہے ان دونون کے اوس جگہہ پہونچتے ہی بکری نے کہا لا الہ
الا اللہ محمد رسول اللہ لوگون نے اوسے چھوڑ دیا حضرت عمر نے بہت تعجب کیا اور فرمایا کہ سخت مشکل
کی بات ہے محمدؐ کو جلد قتل کرنا چاہیے ایسا نہو کہ اوس کا رعب وداب ملک پر بیٹھہ جائے آگے
چلکے سعد ابن ابی وقاص ملے اور اونہون نے عمر سے پوچھا کہ کدہر چلے جواب ملا کہ محمد کو قتل کرنے
سعد نے کہا کہ تم اونکی قوم سے کیونکر بچ سکوگے حضرت عمر نے طیش مین آکر کہا کہ آؤ پہلے تمکو ہی
ٹھکانے لگا دون سعد نے جواب دیا کہ جاؤ بھی پہلے اپنی بہن اور اوسکے شوہر سعید بن زید کی تو خبر لو
وہ مدت سے مسلمان ہوچکے ہین حضرت عمر بولے اس کا ثبوت سعد نے کہا کہ ثبوت یہ ہے کہ وہ
تمہارے ہاتھہ کا ذبیحہ نہ کھائینگے اب تو حضرت عمر نے اپنی بہن کے گھر کی طرف رخ کیا۔ اوسی زمانہ
مین سورۂ طٰہٰ نازل ہوئی تھی اور حضرت سعید اور حضرت عمر کی بہن خباب ابن ارث سے اوس سورت کو

یاد کر رہے تھے اتفاقاً اوسیوقت حضرت عمر پہونچے دروازہ بند تھا آپ نے تھوڑی دیر کان لگا کر سنا۔ پھر دستک دی جب اون لوگون کو معلوم ہوا کہ عمر ہین تو خباب مع اوس صحیفہ کے جس مین سورۂ طٰہٰ لکھی تھی چھپ گئے اور دروازہ کھولا گیا آپنے اندر جا کے پوچھا کہ یہ کیسی آواز تھی اونہون نے کہا کہ ہم آپسمین باتین کر رہے تھے حضرت عمر بولے خیر ایک بکری لاؤ اوسے اپنے ہاتھہ سے ذبح کر کے فرمایا کہ پکاؤ جب پک چکی تو دونون بہن وبہنوئی سے کھانے کو فرمایا وہ انکار کرنے لگے حضرت عمر سمجھہ گئے کہ سعد نے سچ کہا تھا غصہ مین آکر کھڑے ہو گئے اور بہن کو مارنے لگے یہان تک کہ اونکے سر سے خون کی دہارین جاری تھین اور کہتی تھین کہ اے عمر مین نے تو آنحضرت کی اطاعت قبول کر لی ہے اب چاہے مار ڈالو مین اس روشن دین سے مونہہ نہ پھیرونگی جب حضرت عمر نے دیکھا کہ انکو دین اسلام مین ایسا استحکام ہے اور کچھہ خون کے جوش نے بھی مجبور کیا تو آپ پر بھی رقت طاری ہو گئی اور اپنی حرکت سے بہت پشیمان ہو کے چپکے ایک کونہ مین جا بیٹھے اور تھوڑی دیر کے بعد کچھہ سوچ چکے فرمایا کہ وہ صحیفہ جو تم پڑہ رہے تھے مجھے دکھاؤ بہن نے جواب دیا کہ نہین تم اوسکے ساتھہ بے ادبی کرو گے حضرت عمر نے وعدہ کیا کہ ہرگز ایسا نہوگا اونکی بہن بولین کہ اچھا پہلے غسل کر لو تا کہ نجاست شرک سے پاک ہو جاؤ کیونکہ یہ خدا کا کلام ہے حضرت عمر نے غسل کر کے صحیفہ کو لیا اور سورہ طٰہٰ کی پہلے سات آیتین پڑہین جن کا ترجمہ یہ ہے۔

طٰہٰ۔ اے پیغمبر ہمنے تمپر قرآن اس لیئے تو نازل کیا نہین کہ تم اوسکی وجہ سے اسقدر مشقت اوٹھاؤ۔ ہان یہ قرآن صرف ایک نصیحت ہے اور وہ بھی اوسی کے لیے جو خدا سے ڈرتا ہے۔ یہ اوس خدا کا اوتارا ہوا ہے جس نے زمین اور اونچے اونچے آسمانون کو پیدا کیا۔ اوسی کا نام ہے رحمان جو عرش برین پر براج رہا ہے۔ اوسی کا ہے جو کچھہ آسمانون مین ہے اور جو کچھہ زمین مین ہے اور جو کچھہ آسمان وزمین دونون کے بیچ مین ہے اور جو کچھہ کرہ خاک کے تلے ہے اور اے مخاطب اگر تو پکار کر

سچا جانا اوسکی پیروی اختیار کی ہم صرف ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہین اور کسی کو اوس کا شریک نہین جانتے جو چیز خدا نے ہم پر حرام کردی ہے اوسکو حرام او جو حلال کردی ہے اوسکو حلال جانتے ہین اسے بادشاہ یہ باعث ہے ہماری اور انکی دشمنی کا انہون نے طرح طرح سے ہمکو دکھہ دیا اور چاہا کہ ہم پھر بت پوجنے لگین اور وہی پہلی سی بُری باتین اختیار کرین جب انہون نے ہمارا دم ناک مین کردیا اور ہمارے دین مین ہمارے مزاحم ہوئے تو ہم نے جلاوطنی ہوکر اور تجھکو اور بادشاہون سے اچھا جانکر تیری پناہ اختیار کی اور امید کرتے ہین کہ تیرے سامنے کوئی ہم پر ظلم نکر سکیگا۔

اس تقریر نے نجاشی پر بہت اثر کیا اور کہا مسلمانون تمپر اور تمہارے رسول پر مرحبا مین گواہی دیتا ہون کہ محمد وہی رسول ہے جسکی تعریف انجیل مین آئی ہے اگر انتظام مملکت میرے ذمہ نہوتا تو مین مکہ پہونچکر اوس نبی برحق کی جوتیان اوٹھاتا اور لوٹا پانی کا لیکر وضو کراتا غرضکہ قریش اپنا سا مونہہ لیکر واپس آئے اور اس ماجرے نے اونکی ضد کو اور بھی بڑہا دیا۔

روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی دوسری دفعہ حبش کا سفر کیا تہا مگر جب موضع برک الغماد مین پہونچے تو قبیلہ قارہ کے سردار مالک ابن الدغنہ نے اونہین اپنی پناہ مین لے لیا اور قریش کی دست اندازی اور ایذا رسانی سے بچایا اس لئے حضرت صدیق اکبر واپس آئے اپنے گھر پر عبادت وہین کیا کرتے اپنے مکان کے صحن مین ایک مسجد بنائی تھی اوسمین نماز و قران پڑہا کرتے تہے چونکہ آپ بہت نرم دل اور رقیق القلب تہے کلام مجید پڑہنے مین بے اختیار روتے۔ رونے کی آواز سنکر مشرکون کی عورتین لونڈیان اور غلام چارون طرف سے گھر آتے اور عبارت قرانی سنکر بڑا تعجب کرتے۔

یہ فضیلت ابوبکر صدیق ہی کا خاصہ تہا یعنی جن دنون مین اسلام مخفی تہا آپنے علانیہ مسجد بنائی اور قرآن پڑہا اور خدا کی عبادت کی پس صناد ید قریش آپکی عبادت اور قرآن خوانی اور مسجد دیکھکر

ڈرے اور ابن دغنہ سے کہا کہ ہمین خوف ہے کہین ہماری عورتین او ولڑکے اس شخص کا قرآن سنکر فریفتہ نہو جاوین پس تو قرآن پڑہنے سے انکو باز رکہہ اور جو یہ نہ مانین تو اپنی پناہ مین نہ رہنے دے جب حضرت ابوبکر نے یہ بات سنی تو ابن دغنہ سے بولے کہ مین نے تیری پناہ چہوڑی مین اپنے خدا کی پناہ اپنے لئے کافی سمجہتا ہون۔

نبوت کے چہٹے سال ہین آنحضرت صلعم کے چچا حمزہ ابن عبد المطلب جو آپ کے رضاعی بہائی بہی تہے اور بڑے غیور جوان تہے اسلام لائے کہتے ہین کہ ایکدن ابوجہل نے آنحضرت کو بہت ایذادی اور سخت سوسُست کہا آنحضرت مغموم بیٹھے ہوئے تہے کہ حضرت حمزہ شکار سے تشریف لائے او طواف کعبہ مین مصروف تہے کہ کسی لونڈی نے ابوجہل کی حرکت آپ سے بیان کی آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا اور کمان ہاتہہ مین لیے ہوئے ابوجہل کے پاس پہونچے اور اوسکے سر پر اس زور سے ماری کہ سر اوسکا پہٹ گیا اور کہا کہ اے کمبخت نالائق تو نے کیا سمجہہ کے آنحضرت سے بے ادبی کی کیا تجہے یہ نہین معلوم ہے کہ مین اونپر ایمان لایا ہون وہانسے سیدہے حضرت سرور کائنات کیخدمت مین حاضر ہوئے اور ایمان لائے۔

حضرت حمزہ کے اسلام لانے کے تین دن بعد حضرت عمر ابن الخطاب مشرف باسلام ہوئے مشہور ہے کہ اسلام لانے سے پہلے آپنے کوئی بے ادبی آنحضرت یا اونکے صحابہ کی خدمتمین نہین کی۔ جب یہ آیتہ نازل ہوئی اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ اَنْتُمْ لَھَا وَارِدُوْنَ ○ **ترجمہ** - اوس دن حکم دیا جاویگا کہ اب تم اور جن چیزون کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے تہے وہ سب دوزخ کا ایندہن بنوگے اور تم سب کو دوزخ مین جانا ہوگا۔

ابوجہل اس کو سنکر نہایت برہم ہوا اور قریش کے مجمع مین کہڑا ہو کر پکارا کہ اے قریش محمد تمہارے خداؤن کو برا کہتا ہے اور قوم کے عقلمندون کو بیوقوف بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ تمہارے

قریش نے باہم اتفاق کرلیا اور عہد باندہا کہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے ساتھہ شادی بیاہ خرید فروخت
ملنا جلنا اوٹہنا بیٹہنا بات چیت ہرگز نکرین بلکہ اس سرزمین پر اونہین رہنے بھی ندین اور بازار کے
دوکاندارون کو بہکایا کہ اونکے ہاتھہ کہانے پینے کی کوئی چیز نہ بیچین اور عہدنامہ لکھکر اور مہر و گواہیان
کر کے خانہ کعبہ کے دروازہ پر لٹکا دیا اور ایک نقل اوسکی ابوجہل کے خانہ ام الخلاس مین بحفاظت رکھی
گئی جسکا مضمون یہ تہا کہ ہم مین اور ان لوگون مین صلح نہو اور ہو بھی تو اس شرط پر کہ آنحضرت کو قتل کرڈالین
لکھا ہے کہ جس شخص نے یہ عہدنامہ اپنے قلم سے تحریر کیا تہا اوسکا ہاتھہ شل ہوگیا اور یہ واقعہ ساتوین
سال نبوت کے محرم مین ہوا تہا الغرض تین برس اسی کشمکش سے گذرے مخالف صبح سے شام
تک شعب کو گہیرے پڑے رہتے تہے اور جو کوئی اندر سے باہر آتا اوسے ایذا دیتے تہے پس
ادہر والون پر تنگی اور عسرت حد سے زیادہ ہوگئی ولید بن مغیرہ روز منادی کرادیتا تہا کہ خبردار اندر والون
کے ہاتھہ کچھہ نہ بیچنا البتہ ابوالعاص بن الربیع داماد رسول خدا کبھی کبھی رات کو چھپکے گیہون اور خرمونکی
رسد اندر پہونچا دیتا تہا آنحضرت نے اسکے باعث اوسکی بہت تعریف کی ہے قصہ مختصر تین سال مین
اندر والون کا کچوم نکلگیا اور یہ حال ہوا کہ پیر تلے کی چیونٹی کو بہی اونکے حال زار پر رحم آتا تہا اور دودہ پیتے
بچون کے بلکنے سے راتون کی نیندین حرام تہین۔ خدا کی قدرت قریش مین سے وہ لوگ جو بنی ہاشم
اور بنی عبد المطلب کے ساتھہ قرابت قریبہ رکہتے تہے کڑہنے لگے اور اللہ تعالی نے اونکے دلون
مین رحم ڈالدیا اونپر یہ بات طاری فرمائی کہ اوس عہد کو توڑ ڈالین اور اوس نامہ کو جو کعبہ کے دروازہ پر
آویزان ہے چاک کردین پہلے تو اس بات پر قریش مین بڑی خصومت اور نزاع ورد و بدل ہوئی آخرکار
اس بات پر اتفاق کیا کہ اوس عہدنامہ کو لاؤ کیونکہ آنحضرت نے ابوطالب کو خبر دی تہی کہ اوس پر دیمک کا
دخل ہوگیا ہے جو اوسکی ساری عبارت کہا گئی ہے صرف خدا اور رسول کا نام باقی ہے۔ اگر آنحضرت اس
خبر مین کاذب نکلین تو تم اونکے ساتھہ جو چاہو سو کرو اور اگر صادق ٹہیرین تو اسی قدر بس ہے کہ اُس کے

مضمون سے درگذر ویس جسوقت اوس کاغذ کو ابوجہل نے اپنے گھر سے نکالکے کھولا ہے تو
جیسا آنحضرت نے فرمایا تہا ویسا ہی پایا سواے خدا ورسول کے نام کے اوس مین کچھہ باقی
نہین رہا تہا ساری عبارت دیمک کہا گئی تھی قریش نے جب یہ حال دیکھا اور حضرت صلعم کو صادق
پایا تو شرمندہ ہوکے سر نیچے کرلئے لیکن ابوجہل اور اوسکی تابعدارون نے اسپر بہی نہ مانا اور بے دینی
اور نا انصافی کی راہ سے بولے کہ ہم تو عہد نامہ کا خلاف نکرینگے ۔ ہشام بن عمر بن حارث نے اہل
شعب پر رحم کہا کے اور زہیر بن ابی امیہ ۔ مطعم بن عدی ۔ ابوالبختری بن ہشام اور زمعہ بن الاسود کو اپنا
ہم خیال بنا کے اوس عہد نامے کے خلاف مین تحریک شروع کی تہی جسکا ذکر اوپر ہوا ۔ ابوطالب نے
اپنے یارون کے ساتھہ خانہ کعبہ کے پردون مین جاکر دعا مانگی اے خدا ان لوگون پر ہمین فتح دے
جنہون نے ہم پر ظلم اور قطع رحم کیا اور حلال ٹھرایا جو کچھہ کہ حرام تہا اونپر یہ دعا کر کے غار کیطرف پھر تشریف
لے گئے اور وہ لوگ جو عہد کے توڑ ڈالنے پر راضی تہے غالب آئے اور ہتیار باندہ کے
غار مین پہونچے اور وہان سے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے حامی اور مددگار ہوکے اونہین نکال
لائے اور وہ سب باہر آکے اپنے اپنے گہرون مین آباد ہوئے مخالف اس باب مین ذرا بہی دم نہ مارسکے
یہ حال نبوت کے دسوین سال کا ہے اس کے آٹھہ مہینے ۱۱ دن کے بعد ابوطالب نے وفات
پائی ۔ اسی سال مین فارس اور روم کے درمیان جنگ عظیم ہوئی فارس غالب اور روم مغلوب ہوا
جب نبوت کے دسوین سال مین فارس اور روم کی جنگ عظیم واقع ہوئی اور لشکر فارس غالب آیا تو
یہ خبر بہی عرب کو پہونچی کفار قریش خوشی کے مارے جامہ مین پہولے نہ سمائے اور مسلمانون سے
کہنے لگے کہ آج ہمارے بہائی تمہارے بہائیون پر غالب آئے کل ہم بہی تمپر فتح پائینگے ۔

واضح ہو کہ کفار قریش نے فارس والون کو اپنا بہائی اس لیے بتایا تہا کہ وہ اہل ملت وکتاب
نہ تہے اور اہالیان روم نصرانی اور صاحب کتاب تہے اس لیے اونکو مسلمانون کا بہائی ٹھرایا مسلمان لوگ

یہ بات سنکر بہت مغموم ہوئے اللہ جلشانہ نے اوسیوقت اپنے حبیب پر وحی بھیجی اور یہ آیت نازل ہوئی الٓمٓ ○ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ○ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ○ فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ

ترجمہ الٓمٓ اوس ملک مین جو عرب سے قریب ہے رومی نصاریٰ مغلوب ہوگئے ہین لیکن یہ لوگ اپنی مغلوب ہوئے پیچھے عنقریب چند سال مین غالب آجائینگے۔

سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الہی سے آگاہ ہوکر صحابہ اور اہل اسلام کی طمانیت فرمائی حضرت ابوبکر صدیق نے قوی دل ہوکر قریش سے کہا واللہ خدائی تعالی تمکو کبھی خوش نکریگا کیونکہ چند سال کے بعد حق جل وعلی رومیون ہی کو فارس پر غلبہ دیگا ابی بن خلف نے حضرت صدیق اکبر کو جھٹلایا اور شرط بدی کہ اگر تین برس کے اندر رومی فارسیون پر غالب آوین تو مین دس اونٹ تمہین دونگا اور جو تم ہارے تو تمکو دینے پڑینگے حضرت ابوبکر نے یہ سب حال جناب سرورکائنات سے آکر عرض کیا آپ نے فرمایا کہ پھر جاکر دس سے زیادہ اونٹون کی شرط بدو اور مدت بھی تین برس سے زیادہ کرو کیونکہ بضع تین سے لیکر دس تک سب عدد دن کو کہتے ہین جب کہ اللہ تعالی نے تعین نہین کیا ہے تو مقتضا سے احتیاط یہی ہے کہ تین برس کا تعین نکیا جاوے پس جناب ابوبکر پھر گئے اور سو اونٹ کی شرط بدی مدت بھی نو برس کی قرار پائی پس جنگ حدیبیہ کے دن خبر آئی کہ رومیون نے فارس پر فتح پائی حضرت ابوبکر نے ابی بن خلف یا اوسکے ضامن سے سو اونٹ لے لئے اور جب اون اونٹون کو جناب سرورکائنات کی خدمت مین لائے تو آپنے حکم دیا کہ انکو تصدق کردو مخفی نرہے کہ اسوقت تک قماربازی کی حرمت واقعہ نہوئی تھی اسی سال مین ابوطالب نے ستاسی برس کی عمر مین انتقال فرمایا روایت ہے کہ نزع کے وقت آنحضرت صلعم اون سے فرماتے تھے کہ اے چچا تمہارے حق مجھہ پر باپ سے زیادہ ہین مین تمہارے احسانون کا بدلا کیسے ادا کرون تم صرف لا الہ الا اللہ موںہہ سے کہدو تاکہ قیامت کے دن مجھکو تمہاری شفاعت کرانیکی جرات ہو حضرت ابوطالب نے فرمایا کہ بیٹا اگر مجھے قریش کے طعنون کا خوف نہوتا تو

مین فوراً اس کلمہ کو مونہہ سے نکال کے تمہین خوش کر دیتا اب لوگ کہین گے بے صبری مین موت کے ڈر سے دین محمدی اختیار کر لیا۔

روایت ہے کہ ابوطالب نے مرنے کے وقت یہ اشعار پڑھے ۔ **اشعار**

والله لن يصلوا اليك بجمعهم	حتى اوسد فى التراب دفينا
فاصدع بامرك ما عليك غضاضة	ابشر وقر بذاك منك عيونا
ودعوتنى وعلمت انك ناصحى	ولقد صدقت وكنت فيه امينا
اظهرت دينا قد علمت بانه	من خير اديان البرية دينا
لولا الملامة او حذار مسبة	لوجدتنى سمحا بذاك مبينا

ترجمہ ۔ قسم اللہ کی جب تک مین زیر زمین دفن کر کے نہ سلا دیا جاؤن یہ سب لوگ تجھہ تک نہین پہونچ سکتے تو اپنا کام کر تجھہ سے کوئی آنکھہ نہین ملا سکتا خوش ہو اور اوس سے اپنی آنکھین ٹھنڈی کر اے محمد تمنے مجھے دعوت کی اور مین نے جانا کہ تم میری ناصح اور خیر خواہ ہو اور بلا شک و شبہ تم اپنے قول مین بڑے سچے اور امین ہو اور تمنے ایسا دین ظاہر کیا ہے جو سارے دنیا کے دینون سے بہتر اور افضل ہے اگر مجھے قوم کی ملامت اور گالیون کا خوف نہوتا تو تم مجھے اس دین کا قبول کرنیوالا اور ظاہر کنندہ پاتے ۔

جب قریش نے ابوطالب سے یہ اشعار سنے تو چلا کے پوچھا کیا تم اپنے آبا و اجداد عبد المطلب اور ہاشم اور عبد مناف کے مذہب سے پھر گئے تو آپ نے جواب دیا کہ نہین مین اپنے آبا و اجداد ہی کے ملت و مذہب پر جاتا ہون ۔

ابوطالب کے اسلام لانے مین مختلف روایتین ہین کہتے ہین کہ حضرت عباس نے سر جھکا کر جو سنا تو آپ کی زبان پر کلمہ شہادت جاری تھا اوسوقت عباس نے حضرت کو خبر پہونچائی کہ اسلم

عمک یارسول اللہ آنحضرت اسکے سنتے ہی خوش ہوگئے۔

روایت ہے کہ ابوطالب نے اپنے نزع کیوقت سب بنی عبدالمطلب کو بلایا اور اونہین وصیت کی کہ ہمیشہ خیر و نیکی پر آمادہ رہنا اگر محمد صلعم کی بات مانوگے اور اونکے حکم کی متابعت کروگے تو بڑی فلاح پاؤگے اے معشر قریش تم خدا کے برگزیدہ اور بہتر قبائل ہو مین تمکو محمد کیساتھہ نیکی کرنیکی وصیت کرتا ہون وہ قریش مین امین اور عرب مین صدیق اور ہر چیز کے جامع ہین وہ ایسا حکم دیتے ہین جسے دل قبول کرلیتا ہے مگر زبان لوگون کی ملامت کے خوف سے انکار کرتی ہے واللہ مین دیکھتا ہون کہ عرب کے سارے فقرا اور بادیہ نشین اونکی دعوت کو قبول اور اونکے کلمہ اور احکام کی تصدیق کرتے ہین اور اونہین بزرگ جانتے ہین اے معشر قریش تم اونکی دوست اور اونکے گروہ کے حامی رہنا اگر میری زندگی کچہہ باقی رہتی تو مین اونکی آفات وحوادث رفع کرتا الغرض ابوطالب نے ایسی ہی باتین کرتے ہوئے اس جہان سے انتقال فرمایا آنحضرت صلعم نے بھی ابوطالب کے اعانت اور امداد وحمایت اور رعایت ومدح بہت کچہہ کی ہے اونکی اسلام لانے یا نہ لانے مین سکوت انسب ہے۔ انحضرت نے فرمایا ہے کہ جبتک خدا خفا ہوکے مجھے منع نہ کریگا مین ابوطالب کی مغفرت کی دعا کئے ہی جاؤنگا۔ اور بعد وفات کے جب حضرت علی نے آپ سے آکے کہا ہے کہ آپ کا گمراہ بڈہا چچا مرگیا تو آنحضرت روئے اور فرمایا کہ جاؤ اونکو دفن کرو علی مرتضی نے پھر کہا کہ یارسول اللہ وہ مشرک مرا ہے آپنے پھر فرمایا کہ جاؤ دفن کرو خدا اوسکی مغفرت کرے اور جب حضرت علی دفن کرکے آئے ہین تو اون سے آپ بہت خوش ہوئے اور حد سے زیادہ دعائین دین۔ لکھا ہی کہ آپ روتے ہوئے ابوطالب کے جنازے کے ساتھہ گئے تھے۔ ابوطالب کی وفات کے تین دن بعد حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے اس جہان فانی سے روضۂ رضوان کو رحلت فرمائی اور آنحضرت صلعم کے ساتھہ نکاح ہونیکے بعد پچیس برس تک زندہ رہین۔

حضرت خدیجہ سے کے دو خاوند مر چکے تھے تیسری دفعہ آنحضرت سے عقد ہوا تھا۔ اِن دونون حادثون کا آنحضرت کو بڑا غم ہوا اس لیے آپ نے اوس سال کا نام عام الحزن رکھا ان دونون صاحبون کی موت نے کافرون کو اور دلیر کردیا اونھون نے پھر زیادتی شروع کی ایک مرتبہ کافرون نے راہ مین بہت سی خاک آپ پر ڈالدی گھر مین آنے کے بعد کسی لڑکی نے آپ کے تمام جسم سے وہ خاک جھاڑی آنحضرت نہایت ملول تھے اور فرماتے تھے کہ ابوطالب سے قریش دبے ہوئے تھے خیر کچھ پرواہ نہین اللہ مددگار ہے جب یہ بے ادبیان ابولہب کے کان تک پہونچین تو از راہ رشتہ داری اوسکو بہت طیش آیا اور آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر کہنے لگا کہ محمد جس طرح تم چاہو خلق اللہ کی دعوت کرو جب تک مین زندہ ہون کسی کی مجال نہین کہ تم سے بول سکے کفار یہ سنکر دب تو گئے لیکن ابولہب کو آنحضرت کی طرف سے برگشتہ کرنیکی فکر مین لگے اور ابولہب سے پوچھا کیا تم اپنے باپ دادا کے دین سے پھر گئے ابولہب نے جواب دیا نہین تو مین محمد کے ساتھ حق یگانگت ادا کرتا ہون خیر اوسوقت تو بات آئی گئی ہوئی مگر ابوجہل بڑا ہی مفسد تھا ایک روز اوس نے اور عُقبہ نے ابولہب کے پاس آکر کہا کہ ذرا تم محمد سے یہ تو پوچھو کہ عبد المطلب کہان ہین ابولہب کے پوچھنے پر آنحضرت نے جواب دیا کہ اپنے باپ دادا کے ساتھ ابولہب تو اسکا مطلب نہ سمجھا لیکن ابوجہل نے کہا کہ یہ بھی پوچھ لو کہ اونکے باپ دادا کہان ہین جب یہ پوچھا گیا تو آنحضرت نے صاف صاف کہدیا کہ جتنے اس دین پر مرے ہین سب کی جگہہ دوزخ ہے ابولہب یہ سنکر بہت ناراض ہوا اور آپکی حمایت سے دستکش ہو گیا۔

ابولہب کی بی بی اُم جمیل ابی سفیان کی بہن تھی اور اوسکو بہکایا کرتی تھی وہ جورو کا فرمانبردار تھا اور اوسکا کہنا مان لیتا تھا۔ اُم جمیل نے اپنے بیٹون عتبہ اور عتیبہ سے آنحضرت کو رنج دینے کے لیے ام کلثوم و رقیہ کو طلاق دلوادی تھی یہ دونون حضور کی صاحبزادیون کے نام ہین حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد آنحضرت دولت خانہ سے باہر کم تشریف لاتے تھے اور پہلے آپنے سودہ بنت زمعہ قرشیہ

عامریہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھہ نکاح کیا - ابولہب کی برگشتگی کے بعد آنحضرت کا مکہ مین رہنا مشکل ہوگیا آپ قبیلہ بنی بکر ابن وائل کی دعوت کو تشریف لے گئے مگر اونہون نے اپنے یہان ٹھہرنے بھی ندیا وہان سے قبیلہ قحطان کی طرف گئے وہ بھی دشمنی کے ساتھہ پیش آئے بعد ازان طائف اور ثقیف کی طرف متوجہ ہوئے وہان تو لوگون نے ایسی دشمنی اور عداوت پر کمر باندہی کہ اپنے غلامون اور نافہم لڑکون کو سکہا کر آنحضرت صلعم کے پیچہے لگا دیا وہ بدذات مجمع کرکے خوب چیختے چلاتے تہے اور سخت و سُست کہتے تہے پیچہے سے آکر پتھر پہینکتے یہان تک کہ پائے مبارک زخمی ہوجاتے تہے اور خون بہنے لگتا تہا ایک روایت مین آیا ہے کہ جب پائے مبارک پتھرون سے مجروح ہوجاتے تو آپ زمین پر گر پڑتے تہے اصحاب دونون بازو پکڑ کر اوٹہاتے اور جب چلتے تو وہ لوگ پہر پتھرون کی بوچہار کرتے اور ٹہٹھے مارتے تہے زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ آنحضرت کی سپر بنتے تو اونکا سر اور مونہہ بہی زخمی ہوجاتا تہا ۔

زور اغیار از دیوار سنگ یار مے آید		بلائے دردمندان از در و دیوار می آید	

سچ ہے البلاء علی قدر الولاء یعنی اللہ تعالی کے ساتھہ جسقدر قرب ہوتا ہے اوتنی ہی دنیا کی بلائین عائد حال ہوتی ہین انبیا کو جناب باری کے ساتھہ سب سے زیادہ قربت حاصل ہے اوسی کے برابر مصائب سہتے ہین اور ہماری نجات کی خاطر یہ سب کچہہ گوارا فرماتے ہین ۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ اونہون نے آنحضرت سے پوچہا کہ یا رسول اللہ جنگ اُحد سے بہی زیادہ مصیبت کبھی آپ پر پڑی ہے آپ نے فرمایا کہ سخت ترین دن میرے لئے روز عقبہ تہا جب کہ مین نے ابن عبد یالیل ابن عبد کلال کو دعوت کی جب اوس نے میرے کہنے کو نمانا تو مین مغموم اور محزون ہوکر چلا جب موضع قرن الثعالب مین پہونچا ہون یکایک سر اوٹہاکر دیکہا تو ایک ابر کا ٹکڑا سر پر نظر آیا اور اوس مین سے جبریل نے مجھے پکارا کہ اے محمد

حق تعالی نے اس قوم کے معاملے آپ کے ساتھہ دیکھکر اس فرشتہ کو خدمت مین بہیجا ہے اسکے قبضہ مین تمام دنیا کے پہاڑ ہین اگر آپ حکم دین تو یہ پہاڑ اوٹھا کر اس قوم بدکار پر مارے اور اونکو ہلاک کر ڈالے آپ نے فرمایا مجھے یہ بات منظور نہین بلکہ امید وار ہون کہ خداے تعالے انکے نطفہ سے اولاد بہی ایسی پیدا کرے جو مُشرک نہ ہو۔

صاحب مواہب فرماتے ہین کہ آنحضرت دس روز طائف مین رہے جب اہل طائف نے آپکے کہنے کو نمانا تو مکہ کو واپس ہوے راستہ مین ایک باغ کے پاس پہونچے جو عتبہ اور شیبہ کی ملک تہا ان لوگون نے ناصیۂ مبارک سے پریشانی کا اثر دیکھہ کر رحم کہایا اور اپنے غلام عداس کے ہاتہہ انگور کا ایک خوشہ آپکے پاس بہیجا آپ نے بسم اللہ پڑہکے اوسکو کہایا عداس بسم اللہ سنکر آپ کے مونہہ کی طرف تکنے لگا اور کہا کہ یہ کلمہ مین نے کسی سے نہین سنا تہا آنحضرت نے فرمایا تو کہان کا رہنیوالا ہے اور تیرا دین کیا ہے عداس نے جواب دیا مین نصرانی نینوی کا رہنیوالا ہون حضرت نے فرمایا کہ تو یونس ابن متی کے گانوٗن کا باشندہ ہے عداس نے پوچہا کہ تم یونس کو کیا جانو آپنے فرمایا کہ وہ میرا بہائی تہا اور جیسا مین پیغمبر ہون وہ بہی پیغمبر تہا عداس نے پوچہا کہ آپ کا اسم مبارک کیا ہے آپ نے فرمایا محمدؐ عداس نے کہا ایک مدت ہوئی کہ مینے آپ کے اوصاف انجیل مین دیکہے تہے اور آپ کے محامد توریت مین پڑہے تہے کہ خداے تعالے آپکو بہیجیگا اور قوم آپ کی مخالف بنکے آپ کو اپنے درمیان سے نکال دے گی آخر خدا کی مدد شامل حال ہو کر سارے روے زمین پر آپ ہی کا دین پہیلا دیگی پس عداس نے دست و پاے مبارک پر بوسہ دیا اور مشرف باسلام ہوا۔

جب آنحضرت صلعم مکہ کے قریب پہونچے تو فوراً داخل مکہ نہوے کہ مبادا اہل مکہ طائف کے لوگون کا حال سنکر اوسی طرح پیش نہ آوین پس قبائل قریش کے پاس آدمی بہیجکر طلب ہمسایگی کا پیغام دیا کسی نے قبول نکیا مگر مطعم ابن عدی نے بہی قبول کر لیا آنحضرت شہر مین تشریف لائے

اور حجرِ اسود اور خانہ کعبہ کا طواف کر کے دو رکعت نماز پڑہی - مطعم اور اونکے گھر والے سب آپ کی حفاظت کرتے تہے -

جب قریش کی جہالت اور عداوت حد سے گذر گئی تو آپنے جناب باری تعالےٰ کی درگاہ اقدس مین دعا کی کہ اے مسبب الاسباب غیب سے کوئی ایسا سبب پیدا کردے اور ایسے لوگ بہیج جو تیرے سچے دین کے موید اور اسلام کے مددگار ہون پس حضرت رب العزت نے اپنے حبیب کی دعا قبول فرمائی اور اپنے مسبب الاسبابی کا جلوہ دکہایا یعنی موسم حج مین خزرج کی ایک جماعت مدینہ سے مکہ مین آئی آنحضرت اونکے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے لوگو پروردگار دو جہان نے مجہہ اپنا پیمبر بنا کے خلق کی ہدایت کے لیئے بہیجا ہے تمکو چاہیئے کہ اپنے کفر اور شرک سے توبہ کر کے دین اسلام کی سعادت اور دنیا و آخرت کی مفاخرت حاصل کرو وہ لوگ آپ کا کلام معجز نظام سنکر کمال متعجب ہوئے اور ایک دوسرے کا موہنہ تکنے لگے بعد دریافت حال وقال اور اوضاع و اطوار اور مشاہدہ کشف و کرامات کی آپسمین کہا کہ یارو یہ شخص بیشک پیمبر خدا ہے اور یہین خدا کی سچی اور سیدہی راہ بتاتا ہے اور یہی پیغمبر آخر الزمان ہے جسکے آنے کی خبر یہودی دیا کرتے ہین ہمکو چاہیئے کہ اسپر ایمان لاوین اور اسکے احکام کی اطاعت کر کے خدا پرستی اور سچے دین کی پیروی اختیار کرین غرضکہ وہ سب مشرف باسلام ہوئے اور مدینہ کو واپس گئے اسی بیعت کو بیعت عقبتہ الاولی کہتے ہین - یہ مقام عقبہ نزدیک منا کے واقع ہے پہلے یہیں بہی بیعت ہوئی تہی اب اوس جگہہ ایک مسجد بنا دی گئی ہے - اسعد ابن زرارہ اور جابر ابن عبد اللہ اسی بیعت مین مسلمان ہوئے تہے -

جب یہ لوگ مدینہ پہونچے تو آنحضرت کا حال سارے مدینہ مین پہیل گیا اور ہر گلی کوچہ مین اسلام کا ذکر ہونے لگا محافل اور مجالس آپ کے ذکر شریف سے معطر اور منور ہوئین اور دعوت اسلام چارونطرف

شایع ہوگئی یہ حال نبوت کے گیارہوین سال کا ہے۔

بعد ازان بارہ آدمی قبیلہ اوس اور خزرج کی خدمت والاہمت جناب سالت پناہ مین حاضر ہوکر اوسی پہلے مقام کے پاس ایمان لائے اسکو بیعت عقبہ ثانیہ کہتے ہین۔ عبادہ بن الصامت اور عویم ابن ساعدا انہی لوگون مین تھے اور ذکوان ابن عبد قیس زرقی ایک شخص جو اون کے ساتھ آئے تھے وہ آنحضرت کے پاس مکہ ہی مین رہ گئے اور مدینہ مین آپ ہی کے ساتھ آئے اونکو مہاجر انصاری کہتے ہین۔

آنحضرت صلعم نے اوس جماعت کی التماس کے بموجب مصعب ابن عمیر اور شاید عبد اللہ بن مکتوم کو بہی اونکے ساتھ کر دیا تہا تاکہ اونکو قرآن پڑہا وین اور مسائل فقہ سکہا وین اسی زمانہ مین جمعہ کی نماز فرض ہوئی تہی آنحضرت نے مدینہ مین اسکی خبر بہیجی چنانچہ وہان بہی یہ نماز ہونے لگی۔

مصعب ابن عمیر اس قوم کی مدد سے اسلام کے اظہار اور احکام کے جاری کرنے مین مصروف ہوئے ایکدن بنی عبد الاشہل کے باغ کے دروازہ پر احادیث رسول اور کلام الہی پڑہ رہے تہے لوگون نے سعد ابن معاذ کو جو سردار قوم اور سعد ابن زرارہ کے خالہ زاد بہائی تہے یہ خبر پہونچائی وہ سنتے ہی نیزہ ہاتہ مین لئے ہوئے باغ کے دروازہ پر آئے اور بہت تشدد کیا اور اونکو سے کہا کہ اے شخص تو کیون لوگون کو گمراہ کرتا ہے اور میرے دروازہ پر آکر بیٹہا ہے اور ایسی باتین کرتا ہی جو کبہی کسی نے نہین سنین اگر پہر کبہی یہان آویگا تو اپنے کئے کی سزا پاویگا۔ دوسرے دن مصعب ابن عمیر اور سعد ابن زرارہ دونون اوسی باغ کے دروازہ پر پہونچے اور دعوت اسلام اور تلاوت قرآن شروع کی لوگ پہر دوڑکے سعد ابن معاذ کو بلا لائے اوسوقت اگرچہ اونہون نے انکار کیا مگر اوتنا تشدد نہین کیا جتنا کہ پہلے کیا تہا سعد نے جب اونہین نرم دیکہا تو کہا کہ اے بہائی پہلے تم اس شخص کی بات سن لو اگر اس کے کلام مین

ضلالت پائی جائے تو اوس مین اصلاح کرو اور راہ راست بتاؤ اور اگر اس کا قول نیک ہے اور اوس مین ہدایت معلوم دے تو اس شخص کی ذات کو غنیمت جانو - اب تو سعد ابن معاذ نے مصعب ابن عمیر سے کہا کہ اچھا تم بیان کرو کیا کہتے ہو مصعب نے یہ سورت پڑہی بسم اللہ الرحمن الرحیم والکتاب المبین انا جعلناہ قرانا عربیا لعلکم تعقلون وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم افنضرب عنکم الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین وکم ارسلنا من نبی فی الاولین -

سعد ابن معاذ ان کلمات کو سنکر اوچہل پڑے اور حال متغیر ہوگیا اگرچہ اوسیوقت اظہار اسلام نہین کیا لیکن اونکا دل نور ایمان سے بہر گیا بعد ازان بنی عبد الاشہل کو بلایا اور سب کے ساتہہ معہ اسید بن حضیر کے مشرف باسلام ہوئے - مصعب ابن عمیر ایام حج مین سب کو احکام اسلام کی تعلیم فرما کے قبائل اوس اور خزرج کے پانسو آدمی اپنے ساتہہ لیکر مکہ مین تشریف لائے اور حضرت رسالتمآب کی ملازمت حاصل کی -

مصعب ابن عمیر کے بعد ابن مکتوم - عمار یاسر - بلال - سعد بن ابی وقاص کو آنحضرت نے مدینہ بہیجدیا اور فرمایا کہ جاؤ تم وہان آرام سے رہو گے ستر آدمیون کی ایک جماعت نے وعدہ کیا تہا کہ ہم اوسط لیالی تشریق مین بمقام عقبہ حاضر ہونگے جب وہ رات آئی تو یہ سب خفیہ جمرۃ العقبہ کے دائین طرف منا کی ایک گہاٹی مین حاضر ہوئے اور سید المرسلین کی زیارت کے مشتاق ہوکر بیٹہے آنحضرت معہ اپنے چچا عباس ابن عبد المطلب کے وہان رونق افروز ہوئے اور اوس قوم کو بیعت اسلام سے مشرف کیا حضرت عباس نے کہا اے قوم جانو اور آگاہ ہو کہ محمد ہم لوگون مین بڑا شرف اور عزت رکہتے ہین ہر چند ہمنے اونکو منع کیا لیکن اونہون نے نہ مانا اور تم لوگون کے جمع کرنے اور ہدایت فرمانے سے باز نہ آئے تمکو چاہئے کہ انکے کلمات حق سنو اور اونپر عمل کرو براء ابن معرور اور اون لوگون نے ایک زبان ہوکر جواب دیا اے عباس ہمنے ان کی باتون کو خوب سمجہا فی الحقیقت شرف دنیا اور آخرت اور حصول

نجات اور رفع معصیت ان ہی کی متابعت مین ہے اور سارے دینون مین یہی دین سچا ہے۔

بیان معراج

نبوت کے بارہوین سال ربیع الاول کے مہینے مین جبکہ عمر شریف پونے باون برس کی تہی آنحضرت کو معراج واقع ہوئی۔ صحابہ مین سے بیس۲۰ - بائیس۲۲ اشخاص نے اسکو بیان کیا ہے اون مین سے چند حضرات کے نام یہ ہین۔ حضرت علی ابن ابیطالب۔ عبداللہ بن مسعود۔ ابی بن کعب۔ حذیفہ ابن الیمان ابو سعید خدری۔ جابر ابن عبداللہ انصاری ابوہریرہ ابن عباس۔ انس ابن مالک تا مالک ابن صعصعہ۔ امہانی رضی اللہ تعالی عنہا اجمعین۔

جسوقت آنحضرت نے کیفیت معراج بیان فرمائی اوسکے اکثر معاملے ایسے صادق ٹہیرے کہ منکرون کو بہی مجال انکار باقی نرہی اگرچہ بعض نے ہٹ دہرمی اور بے شرمی کی راہ سے انکار کیا لیکن دلون مین قائل ہوئے۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ میرے گھر کی چہت شق ہوئی حالانکہ مین سوتا تہا حضرت جبریل نے آکر مجہسے کہا کہ اے محمد اوٹہو اور گہر سے باہر تشریف لاؤ مین اوٹہا اور گہر سے نکلا دیکہا کہ حضرت میکائیل بہی کہڑے ہوئے ہین اور ایک چوپایہ بہی اونکے پاس ہے جبریل نے میکائیل سے کہا کہ آب زمزم کے طشت لے آؤ تاکہ مین رسول اللہ کے دل کو پاک کردن پس حضرت میکائیل تین طشت آب زمزم کے لائے اور مراتب تطہیر ادا کئے پہر میرے دل کو حکمت اور ایمان سے بہردیا بعد ازان جبریل میرا ہاتہہ پکڑ کر صفا و مروہ کے بیچ مین لے گئے وہان جاکر دیکہتا ہون تو وہ چوپایہ براق تہا اونٹ سے چہوٹا گدہے سے بڑا آدمی کا سا مونہہ ہاتہی کے سے کان گہوڑے کے سے ایال اونٹ کی سی گردن دنبال اور سینہ گائے کے سے پنڈلی اور سم مونہہ اوسکا گویا ایک یاقوت سرخ تہا

اور نہایت صفائی سے چمکتا تہا رانون کے اوپر پر تہے ساتین پردن سے چہپی ہوئی تہین اور ایسا سُبک رفتار تہا کہ جہان تک نظر ہونچ سکے ایک چشم زدن مین ہونچ جائے جبریل نے مجھسے کہا کہ سوار ہو جیسے مین نے سوار ہونا چاہا تو براق شوخی کرنے لگا حضرت جبریل نے ڈانٹا اور کہا اے براق تجھے شرم نہین آتی گرامی ترین پیغمبران تجھپر سوار ہو رہا ہے اور تو شوخی کرتا ہے یہ سنکر براق پسینہ پسینہ ہوگیا اور کانپ گیا الغرض مین سوار ہوا اور ملائکہ میرے ساتھہ ہوئے یہان تک کہ مسجد اقصےٰ مین پہونچے دروازہ پر ملائکہ کرام کی ایک بڑی جماعت کہڑی ہوئی تہی اوسوقت جبریل امین مجھے براق سے اوتار کر مسجد کے اندر لے گئے وہان ارواح انبیا کی ایک جماعت نے مجھے سلام کیا جبریل نے بتایا کہ یہ تمہارے بہائی پیغمبران سابق ہین مین نے چاہا کہ دوگانہ شکر ادا کرون ارواح انبیاء صف باندہ کر میرے پیچھے کہڑی ہوئین اور مین نے امامت کی۔ بعد نماز کے بعض انبیاء نے خدا کی تعریف اور نعماے الٰہی کی صفت بیان کی۔ پہلے تو حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ نے کہا کہ حمد و سپاس اوس خدا کو جس نے مجھے اپنی دوستی مین قبول فرمایا اور لوگون کا پیشوا بنایا اور آتش نمرودی سے خلاصی بخشی پہر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ حمد و سپاس اوس خدا کو جو سارے عالم کا پروردگار ہے جس نے مجھے اپنا کلیم بنایا اور فرعون اور اوسکے لشکر کو میرے ہاتھہ سے ہلاک کیا اور بنی اسرائیل کو اونکے ظلم سے نجات دی۔ پہر حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ نے حمد و ثناے الٰہی اور شکر عطیات ایزدی اپنے حسب حال بیان کیے۔ بعد ازان حضرت عیسیٰؑ کی نوبت آئی اونہون نے فرمایا کہ حمد و سپاس اوس خدا کو جس نے مجھے اپنا کلمہ گردانا اور آدم کی طرح خاک سے پیدا کیا انجیل اور حکمت عطا کی اور بیمار میرے ہاتھہ سے اچہے کرائے اور مجھے آسمان پر اوٹہا لیا اور میری مان مریم کو شیطان کے شر سے بچایا۔ جب سب انبیاء محامد الٰہی ادا کر چکے تو حضرت نے ارشاد کیا کہ حمد و سپاس اوس خدا کو جس نے مجھے رحمت عالمیان بنایا اور کافہ انام کا رسول کر کے سب کا بشیر و نذیر مقرر کیا اور اپنا پاک و بے مثل

کلام مجہپر نازل فرمایا میری امت سب امتون مین بہتر ہے اور میرا سینہ کہو لکے آلائش دنیوی سے پاک اور صاف کردیا گیا ہے مین فاتح اور خاتم الانبیا ہون۔

حضرت ابراہیمؑ نے آنحضرت کی باتین سن کے سب انبیاء سے کہا کہ ان باتون مین محمدؐ تم سب سے افضل و اعلیٰ ہین۔

بعدازان جبریل مجہے سوار کرا کے مکان صخرہ مین لے گئے وہان ایک نورانی سیڑہی نظر آئی جیسی کبھی نہ دیکھی تہی جبریل نے مجہکو اوسی طرح براق پر سوار اوس سیڑہی کی راہ سے آسمان اول پر پہونچا دیا۔

وہان آپنے حضرت آدمؑ کو دیکھا حضرت جبریل نے کہا اے محمدؐ یہ تمہارے باپ ہین انہین سلام کرو حضرت نے سلام کیا حضرت آدمؑ نے سلام کا جواب دیکر فرمایا مرحبا اے میرے راستباز فرزند اور صالح نبی۔ آپنے حضرت آدمؑ کے داہنے بائین دو دروازے دیکہے۔ سیدہی طرف کے دروازہ کو دیکہکے حضرت آدمؑ خوش ہوتے تہے اور بائین طرف نگاہ کرکے رنجیدہ ہوجاتے تہے حضرت نے دریافت کیا اے جبریل یہ دروازے کیسے ہین جواب پایا کہ سیدہی طرف تو بہشت کی راہ ہے اس سے انکے فرزندان صالح کی روحین بہشت مین داخل ہونگی اس لیے وہ اوسے دیکہکر خوش ہوتے ہین اور بائین طرف دوزخ کا راستہ ہے اس سے اونکے فرزندان فاسق کی ارواح دوزخ مین جاتی ہین پس حضرت آدمؑ اوسے دیکہکر روتے اور غمگین ہوتے ہین۔

بعدازان آپ دوسرے آسمان پر پہونچے وہان حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ملے آپنے اونکو سلام کیا اونہون نے سلام کا جواب دیکر فرمایا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح۔

پہر تیسرے آسمان پر تشریف لے گیے اور حضرت یوسفؑ سے ملاقات ہوئی اور چوتہے آسمان پر حضرت ادریسؑ ملے پہر پانچوین آسمان پر ہوتے ہوئے چہٹے پر پہونچے اور حضرت موسیٰؑ سے

ملاقات ہوئی جب آپ ساتوین آسمان پر پہونچے مین توحضرت ابراہیم کو سلام کیا اونہون نے جواب دیکر فرمایا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح تم اپنی امت سے کہدینا کہ بہشت مین سایہ دار درخت لگادین حضرت نے پوچھا کہ بہشت مین درخت کیونکر لگایا جاسکتا ہے اونہون نے کہا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم کہنے سے یہ بات حاصل ہوگی۔

پھر سدرۃ المنتہیٰ پر پہونچکے بہت سے معاملات کرامات پیش آئے۔ وہان سے آگے جو چلے توحضرت جبریل نے کہا کہ یہان سے آپ آگے ہولین خدا کے نزدیک میرے بہ نسبت آپ افضل ہین پس حضرت آگے آگے اور جبریل پیچھے پیچھے روانہ ہوئے یہان تک کہ ایک پردہ کے قریب پہونچے حضرت جبریل نے اوسے ہلایا ایک فرشتہ کی اواز آئی اللہ اکبر اللہ اکبر پردہ کے پیچھے سے خطاب ہوا صدق عبدی وانا اکبر انا اکبر اوسیوقت فرشتہ نے کہا اشھدان لاالہ الا اللہ پردہ کے پیچھے سے ندا ہوئی صدق عبدی انا اللہ لاالہ الا انا فرشتہ نے کہا اشھدان محمدا رسول اللہ پھر پردے سے آواز آئی صدق عبدی انا ارسلت محمداً فرشتہ نے کہا حی علی الصلاح حی علی الفلاح پھر آواز آئی کہ ”صدق عبدی ودعا الی“ اسوقت ایک ہاتھ حجاب کے پیچھے سے نکلا اور آنحضرت کو اوٹھالیا جبریل وہین کھڑے رہگئے آنحضرت نے فرمایا بھی کہ اے جبریل ایسے مقام پر مجھسے کیون جدا ہوتے ہو مگر جبریل نے جواب دیا کہ حضور میرا مقام سدرۃ المنتہیٰ ہے یہان تک بھی آپ کے طفیل پہونچا ہون اگر آگے بڑہونگا توجل جاؤنگا۔ بیت

اگر یکسر موے برتر پرم	فروغ تجلی بسوزد پرم

پس حضرت تنہا روانہ ہوئے اور ظلمت ونور کے حجاب طے کرتے ہوئے چلے جاتے تھے آخر براق بھی چلنے سے رہگیا تو رفرف نمودار ہوا اوسکا نور اور ضیا آفتاب کے نور پر غالب تھا آنحضرت رفرف پر بیٹھکر عرش برین پر پہونچے کئی بار اوس رات کو خطاب ہوا کہ ”یا محمد ادن منی“ ہر خطاب پر

حضرت کو سرور اور ترقی حاصل ہوتی تہی حتی کہ مرتبہ دنیٰ پر پہونچ گئے اور اوس سے بہی ترقی کر کے تدلّی کی منزل پر فائز ہوئے اور اوس سے جو آگے بڑہے تو قاب قوسین او ادنیٰ کا رتبہ حاصل ہو گیا حق سبحانہ تعالے فرماتا ہے "ثُمَّ دَنیٰ فَتَدَلّیٰ" اسکی تفسیر مفسرین نے یہ کی ہے۔ ای دنیٰ محمد الی ربہ تعالی یعنی قربۃ بالمنزلۃ لا بالمکان فانہ تعالی منزہ عنہ وانما ہو قرب المنزلۃ والدرجۃ والکرامۃ والرافۃ یعنی محمدؐ اپنے خدا سے نزدیک ہوئے ازروے رتبہ کے نہ ازروے مکان کے کیونکہ اللہ تعالے مکانیت سے منزہ ہے پس وہ قربت ونزدیکی منزلت اور درجہ اور کرامت اور رافت کی تہی

الحاصل آنحضرت کو قرب بر قرب حاصل ہوتا تہا آخر الامر ایسی مقام پر پہونچ گئے جو تحت اور فوق اور یمین ویسار اور جہات وغیرہ سے منزہ اور مبرا تہا۔ یہان سے اللہ تعالے اور آنحضرت کے درمیان اس طرح کی موافقت کلی تحقیق ہوتی ہے کہ ایک کی رضا عین دوسرے کی رضا ہو گئی اور محبت وقربت نے ایسی قوت پائی کہ خداے تعالے کا مقبول رسول کا مقبول اور خدا کا مردود اونکا مردود ٹہیرا۔ اور بالعکس اسکے۔ چنانچہ قرآن مجید مین کئی جگہہ اس امر کا اشارہ ہوا ہے پس مژدہ ہو سالکان امت مرحومہ محمدیہ کو کہ اونہین ایسے نبی کی اطاعت کی شرافت حاصل ہے

جب ہمارے حضرت صلعم قرب الٰہی کے مقام اعلیٰ پر پہونچے تو زبان حال سے عرض کیا کہ اب مین یہان سے واپس نجاؤنگا۔ ندا آئی کہ اے محمدؐ تیرا خدا تو قادر مطلق ہے جب اسوقت تجہکو یہان لے آیا ہے تو پہر بہی لا سکتا ہے تو کیون ناامید ہوتا ہے۔ اسوقت تو بازگشت کرنا ہی پڑیگی۔ جاؤ گمراہون کو دعوت اور ہدایت کرو اور سرگشتگان بادیہ ضلالت کو راہ راست دکہاؤ۔ جب تمہاری خاطر عاطر دنیا سے ملول ہو اور اس مقام کا ارادہ ہو تو نماز مین روے نیاز ہماری طرف متوجہ کرنا ہم پہر تمہین یہین بلا لینگے اس لئے آنحضرت صلعم جب کبہی خلق سے رنجیدہ ہوتے تو نماز مین مصروف ہو جایا کرتے تہے۔

بعدازان خطاب ہوا کہ یا محمد ما الدرجاتُ یعنی درجات اعلی کیا ہین حضرت نے التماس کیا کہ اسلام کا پہیلانا اور افشا کرنا بہوکون کو کہلانا۔ راتون کو نیند کے جوش اور غلبہ کیوقت نماز پڑہنا درجات اعلی ہین۔ پہر خطاب ہوا کہ یا محمدؐ انا وانت وما سوی ذالک خلقنا لاجلک یعنی اے محمدؐ مین خدا ہون اور تو میرا رسول اور برگزیدہ بندہ ہے اسکے سوا جو کچہہ ہے وہ مین نے تیرے لئے پیدا کیا ہے۔ حضرت محبوب خدا اشرف انبیاء نے اسکے جواب مین عرض کیا کہ انا وانت وما سوئے ذالک ترکتہا لاجلک یعنی اے پروردگار تو میرا خدا اور مین تیرا رسول اور بندہ ہون اور جو کچہہ تیرے سوا ہے اوسے مین نے تیری خاطر چہوڑا اور ترک کیا۔

حضرت فاطمۃ الزہرا سیدۃ النسا رضی اللہ عنہا نے ایک دن آنحضرت سے پوچہا کہ شب معراج مین خدا تعالے نے آپ سے کیا کیا باتین کین فرمایا کہ مجہے خطاب ہوا کہ اے محمد مین اپنے بندون کے رزق اور روزی کا ضامن ہون پر لوگون کو اس کا بالکل اعتقاد نہین ہے۔ دوزخ کو مین نے اپنے دشمنون کے جلانیکو پیدا کیا ہے اور لوگ کوشش کرتے ہین کہ خود بخود اوس مین گر پڑین۔ مین کل کا کام اون سے آج نہین چاہتا اور وہ کل کی روزی مجہہ سے آج مانگتے ہین۔ مین ایک کی رزق و روزی دوسرے کو نہین دیدیتا لیکن وہ میری طاعت میرے غیر کے لئے کرتے ہین۔ عزت و ذلت کا دینے والا تو مین ہون اور میرے غیر سے عزت کے خواہان اور ذلت سے ترسان ہین۔

منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب مین عرش کے نیچے پہونچا تو اوسکی عظمت دیکہکر ایک خوف اور رعب مجہپر طاری ہوگیا ایک قطرہ اودہر سے ٹپکا اور حکم ہوا کہ اے محمد اپنا موہنہ کہول۔ وہ میری زبان پر آنگرا اوسکی شیرینی اور حلاوت مجہہ سے بیان نہین ہوسکتی اوسکی برکت سے مجہے علم اولین و آخرین حاصل ہوگیا۔

پہر آنحضرت کو حکم ہوا کہ اے محمدؐ حمد الہی سے رطب اللسان ہو۔ حضرت صمدیت نے

خطاب فرمایا کہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت نے اوسکے جواب مین عرض کیا
السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اوسوقت ملائکہ نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔

پھر آنحضرت اور آپ کی امت مرحومہ پر رات دن مین پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی اور خطاب آیا کہ اے محمد ہم نے تمہارے اور تمہاری امت کے لئے نماز کو عبادت ٹھیرایا اور وہ قیام اور رکوع وسجود وتشہد وقراءت اور تسبیح وتکبیر اور تہلیل سے مرکب ہوگی تاکہ تمہاری امت کو قیام سے ساری قائمون کا ثواب اور رکوع سے سب راکعین اور سجود سے تمام ساجدین اور تشہد سے سب شہیدون اور تکبیر سے مکبرون اور تسبیح سے جمیع مسبحون اور قراءت سے سارے قاریون اور تہلیل سے مہللون کا ثواب ملے۔ جب پچاس وقت کی نماز بتائی جا چکی تو حکم ہوا کہ اب تشریف لے جائیے آنحضرت نے جیسے وہان تک پہونچے تھے ویسے ہی بازگشت فرمائی اور مقام جبریل تک پہونچے جبریل نے کہا اے محمد مبارک آپ بہترین خلایق اور برگزیدۂ حضرت حق ہین آج کی رات خدا نے آپکو ایسا رتبہ عالی عطا فرمایا کہ کسی کو نصیب نہوا تھا اس مرتبہ کو نہ کوئی ملک مقرب پہونچا ہے نہ نبی مرسل یہ کرامت خاص آپ ہی کی ذات کے واسطے تھی اسکا شکر ادا کیجئے کیونکہ خدائے تعالےٰ منعم ہے اور شکر گذارون کو دوست رکھتا ہے پس حضرت نے شکر الٰہی ادا کیا۔

اسکے بعد جبریل امین آنحضرت صلعم کو بہشت کی سیر کو لے گئے اور درجات جنان ملاحظہ کرائے پھر دوزخ کے حال پر آپکو مطلع کیا اور دوزخیون کے عذاب اور عقوبت کا حال دکھلایا۔

جب حضور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اونہون نے پوچھا یا حضرت یہ تو فرمائے کہ وہان سے کوئی چیز تمہاری امت پر تو فرض نہین کیگئی ہے آپ نے جواب دیا کہ ہان رات دن مین

پچاس نماز دن کا حکم ہوا ہے حضرت موسیٰ نے کہا واہ تمہاری امت اور پچاس وقت کی نمازین تم سے پہلے بنی اسرائیل کو آزما چکا ہون آپ کی امت تو ضعیف ترین امم ہے واپس جاؤ اور تخفیف کی درخواست کرو پس کئی دفعہ کی ایرا پھیری مین پانچ وقت کی نماز رہگئی -

جسوقت حضرت موسیٰ کے پاس آئے تو اونہون نے اسمین بہی تخفیف چاہی اور بہت مبالغہ کیا حضرت نے فرمایا یا آخی اب تو مراجعت کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے مین اپنے پروردگار کے حکم ورضا پر راضی وخورسند ہون اور تسلیم اختیار کرتا ہون اوسیوقت حکم خداوندی پہونچا کہ اسے محمد تمہاری امت پر پانچ ہی نمازین فرض ہوئی ہین مین اپنے فضل وکرم سے ایک ایک کو دس دس کے برابر قبول کرونگا تاکہ وہی پچاس کی پچاس ہو جائین پس آپ جبریل کے ہمراہ امہانی کے گھر آگئے -

عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کا آنا جانا تین ساعت مین ہوا مراجعت کیوقت صحراے ذی توی مین آپ نے جبریل سے فرمایا کہ قریش اس واقعہ مقدسہ کو سنکر حسد وانکار کرینگے حضرت جبریل نے جواب دیا کہ کچھ پرواہ نہین ابوبکر صدیق اکبر ہے اوسی کی تصدیق آپکے لئے کافی ہوگی -

حضرت امہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے کہ شب معراج کو آنحضرت میرے گہر تہے جب صبح ہوئی تو فرمایا کہ رات کو جبریل مجھے بیت المقدس مین لے گئے وہان سے آسمانون پر پہونچایا اور صبح ہونے سے پہلے پہرلے آئے امہانی کہتے ہین کہ مین نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ تم پر فدا تم اس راز کو منکرون کے آگے نہ کہنا ایسا نہو وہ جل بہن کر خاک سیاہ ہو جاوین حضرت نے جواب دیا مجھے اس راز کے چھپانے کا حکم ہی نہین ہے مین تو اسکو کبھی پوشیدہ نہ رکھون گا -

عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ صبح کو آنحضرت حجرہ مین بیٹھے تھے ناگاہ ابوجہل آیا اور آپ کے
روبرو بیٹھہ کر ٹھٹھے کی راہ سے پوچھنے لگا کہ کیئے کچھہ نیا استفادہ بھی کیا آنحضرت بولے ہان رات کو
بیت المقدس گیا تھا وہان سے آسمانون کی سیر کی ابوجہل نے پوچھا رات ہی کو گئے اور صبح پھر
مکہ مین آ گئے حضرت نے فرمایا ہان میرا خدا وحدہٗ لاشریک قادر علی الاطلاق ہے اوسکے فضل وکرم
سے کچھہ دور نہین اُسوقت ابوجہل نے مکر وفریب سے کچھہ ایسا انداز بنالیا تھا جس سے معلوم ہوتا
تھا کہ وہ ان باتون کو مان گیا ہے اور اس سے اوسکا مطلب یہ تھا کہ اگر مین انکار کرون تو کہین ایسا
نہو کہ آپ اور لوگون سے اس بات کو چھپا دین۔ پس اوس نے حضرت سے پوچھا کہ اے محمد یہ
ماجرا جو تم نے مجھہ سے کہا ہے اور لوگون سے بھی کہو گے کہ نہین حضرت نے فرمایا بیشک کہون گا
حکم خداوندی میرے لیئے یون ہی ہے کہ اس کو مشتہر کردون پھر تو ابوجہل نے منادی کرادی کہ اے
گروہ بنی کعب اور بنی لوئے دوڑو اور جلد آؤ لوگ ہر طرف سے گھر آئے او ابوجہل نے کہا اے محمد
جو کچھہ تم نے میرے آگے کہا ہے وہ ان سے بھی بیان کرو حضرت نے صاف صاف فرمادیا
کہ رات کو جبریل مجھے بیت المقدس مین لے گئے تھے اور وہان سے آسمانون کی سیر کرائی سب
لوگون نے سخت انکار کیا اور اپنے سر پیٹے اور ہاتھہ ملے اور کسی نے تصدیق نہ کی پھر تو ابوجہل اس
ساری جماعت کو ساتھہ لئے ہوئے جناب صدیق اکبر کی خدمت مین آیا اور ازروئے مذاق کہنے لگا
کہ لو صاحب مبارک آپ کے دوست رات کو گھر مین موجود تھے اور اسپر بھی فرماتے ہین کہ
ساتون آسمانون کی سیر کر کے بیت المقدس ہوتا ہوا رات ہی رات مین گھر آگیا حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ بولے اے ابوجہل جو کچھہ آپ نے فرمایا ہے سب سچ ہے لوگ حضرت ابوبکر صدیق
سے جھگڑنے لگے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ذراسی دیر مین آدمی مکہ سے بیت المقدس ہوتا ہوا سب
آسمانون کی بھی سیر کر آوے اور صبح ہونے سے پہلے مکہ مین موجود ہو حضرت صدیق نے جواب دیا

خدا کی قدرت سے کیا بعید ہے دیکھو جبرئیل ایک ہی لحظہ مین ساتوین آسمان سے زمین پر آجاتے ہین اور پیام الٰہی پہونچا کے پھر معاودت کر جاتے ہین پس اگر اللہ تعالےٰ کل کی رات اپنے حبیب کو مکہ سے بیت المقدس لے گیا تو کیا تعجب ہوا۔

اب قریش مین بہت سے ایسے لوگ تھے جنہون نے بیت المقدس کو دیکھا تھا وہ سب آپکے پاس آموجود ہوئے اور کہا کہ اگر تم نے رات کو بیت المقدس کا سفر کیا ہے اور اوسکو دیکھا ہے تو اوسکا پتہ ونشان ہمین بتائے آنحضرت بولے تمہارے دل مین جو کچھہ آوے پوچھہ لو قریش نے مسجد کی کیفیت اور اوسکے پتے ونشان خوب کھود کھود کے اور دہوکے دے دے کے پوچھے اور آپ نے ایسے ٹھیک بتائے کہ سالہا سال تک وہان کا رہنے والا بھی نہین بتا سکتا تھا۔

رسول برحق فرماتے ہین کہ مسجد کی صفات بیان کرتے وقت ایک بات مین مجھے کچھہ شبہہ ہوا جس سے ایسا غم ہوا کہ کبھی نہوا تھا جبرئیل نے مسجد بیت المقدس کو عقیل کے گھر کے متصل میرے پیش نظر کر دیا اور مین اوسے دیکھہ دیکھہ کے جو کچھہ وہ پوچھتے تھے بتاتا جاتا تھا الحاصل قریش مسجد کے پتے آنحضرت سے سنکر نہایت متحیر ہوئے۔

بعد ازان لوگون نے یہ دریافت کیا کہ ہم لوگون کے قافلے شام کے راستہ مین ہین اونمین سے بھی تم نے کسی کو دیکھا تھا حضرتؐ نے فرمایا ہان دیکھا اونکی کوئی خبر ہم سے پوچھہ لو اونکا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا اور وہ اوسکو ڈہونڈہتے پھرتے تھے اونکی منزل پر ایک پیالہ پانی کا بھرا ہوا رکھا تھا اوسکا پانی مین پی گیا جب وہ آوین تو پوچھہ لینا کہ تمہارا اونٹ کھویا تھا یا نہین اور پیالہ خالی ملا یا بھرا ہوا۔ اے لوگو اسکے سوا اور بھی نشان مجھہ سے سنلو اثنائے راہ مین جب قافلہ پر میرا گذر ہوا دو مرد ایک اونٹ پر سوار چلے جاتے تھے جو ہین میرا براق اونٹ کے قریب ہو کر نکلا اونٹ جھجھک کر

بہاگا اون دونون مین سے ایک سوار زمین پر گر پڑا اور اوسکا ہاتہہ ٹوٹ گیا جب وہ لوگ آوین اون سے دریافت کر لینا۔

پھر لوگون نے دریافت کیا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ ہمارے خاص قافلہ کو تم نے کہان پایا۔ آپ نے جواب دیا تنعیم مین۔ اونکے ساتہہ اس اس طرح کے اونٹ ہین۔ اور اون پر یہ یہ مال لدا ہوا ہے۔ اور اتنے اور ایسے آدمی قافلہ مین ہین۔ اور خاکستری رنگ کے دو اونٹ قافلہ کے آگے آگے چلے جاتے تہے جن پر خطط غرارے لدے تہے پرسون صبح سورج کے طلوع ہوتے ہی وہ مکہ مین پہونچ جائینگے۔

قریش یہ سن کے اس فکر مین لگے کہ کسی طرح آپکو جہوٹا ٹھیراوین بعض لوگ جو اشد منکر اور کافرون کے سرگروہ تہے وہ تو شام ہی سے قافلہ کی راہ پر منتظر ہوکے جا بیٹہے۔ اور کچہہ اپنے بتون کے پاس پہونچے اور گڑ گڑا گڑ گڑا کے دعا کرنے لگے کہ قافلہ وقت مقررہ پر نہ آوے کوئی آسمان کی طرف ٹکٹکی لگائے آفتاب کے نکلنے کا مشتاق تہا۔ اور کوئی راہ کی طرف نظر جمائے قافلہ کی آمد کا منتظر تہا اور عجب کہلبلی مچ رہی تہی کہ ایک جانب سے آواز آئی کہ وہ سورج نکلا۔ ابہی یہ آواز ختم نہوئی تہی۔ کہ دوسری طرف سے غل اوٹہا دیکہو وہ قافلہ بہی آن پہونچا۔ سب کے منہ فق ہوگئے لوگ بولے کہ وہی دو اونٹ جو آنحضرت صلعم نے بتائے تہے آگے آگے ہین۔ جب قافلہ نزدیک آیا تو قافلہ والون سے دریافت کیا گیا کہ کہین تمہارے اونٹون مین سے کوئی اونٹ بدکا تو نہ تہا اور بدکا تہا تو کیون۔ اور کسی کے چوٹ پہینٹ تو نہین آئی۔ قافلہ والون نے بیان کیا کہ نہین معلوم کیا چیز تہی کہ برق خاطف کی طرح ہمارے سرون پر سے گذر گئی۔ ہم سمجہے کہ بجلی قافلہ پر گرنے والی ہے سب اونٹون کے کان کہڑے ہوگئے۔ ایک اونٹ تو بچک کے ایسا بہاگا کہ ایک سوار گر پڑا اور اوسکا ہاتہہ ٹوٹ گیا۔ پہر اون سے اونٹ کے گم ہوجانے اور پیالے مین پانی نہ پانے کا

حال پوچھا گیا - اسکی بہی اونہون نے تصدیق کی اور کہا کہ ہان ہمارا اونٹ کہو گیا تہا ہم اوسکی تلاش کو نکلے تہے واپس آکے جو دیکہتے ہین تو پیالہ خالی پڑا ہے اوس پانی کے آپ ہی آپ غایب ہوجانے کا ہمین اسوقت تک تعجب ہے - الغرض جتنے پتے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیئے تہے وہ ہو بہو ٹہیک نکلے اور مخالف ایسے مغموم ہوئے گویا کہ تمام جہان کی مصیبت اونہین پر آگئی ہے - مگر افسوس ہاے افسوس ایسے ایسے بیّن ثبوتون پر بہی نہ مانے اور کہدیا کہ "ان ہذا الا سحرٌ مبین" یعنی یہ اور کچہہ نہین ہے سواے بیّن جادو کے -

بعض مورخ کہتے ہین کہ معراج کے بعد بیعت عقبۃ الاولیٰ ہوئی تہی اور نبوت کے تیرہوین سال مین بیعت عقبۃ الثانیہ ہوئی - ان دونون بیعتون کا ذکر ہم معراج سے پہلے کر چکے ہین -

ہجرت

جب اوس و خزرج کے لوگ حجۃ العقبہ کے دائین طرف منا کی ایک گہاٹی مین بیعت کر چکے جسکو بیعت عقبہ ثالثہ کہتے ہین جو ہجرت سے تین ماہ قبل ذی الحجہ مین واقع ہوئی تہی تو آنحضرت صلعم نے قرآن مجید کی چند آیتین پڑہین اور اونکو نصیحتین کین کہ اے لوگو خدا کا حکم ہے کہ تم میری ہی عبادت کرو اور کسی کو میرا شریک نہ کرو اور جو کچہہ مین تم سے کہون اوسے سچ سمجہو تم میرے جان و تن ہو - میری زندگی تم مین اور موت بہی تمہین مین ہوگی اور قبر بہی تمہین مین بنیگی - دیکہو سواے نبی کی اور کوئی یہ پیشین گوئی نہین کر سکتا کہ مین کہان مرونگا اور کہان دفن ہونگا -

الغرض اون لوگون نے یہ وعظ معرفت خیز سنکر کہا یا رسول اللہ اسلام لانیکا ہمکو کیا صلہ ملیگا حضرت نے فرمایا اسکی جزا بہشت ہے - اس جواب سے وہ لوگ نہایت خوش ہوے - آنحضرت صلعم نے اونمین سے بارہ آدمی کو سب کا رئیس بنایا تاکہ اون لوگون کے محافظ رہین -

متعلقہ صفحہ ۱۳۴

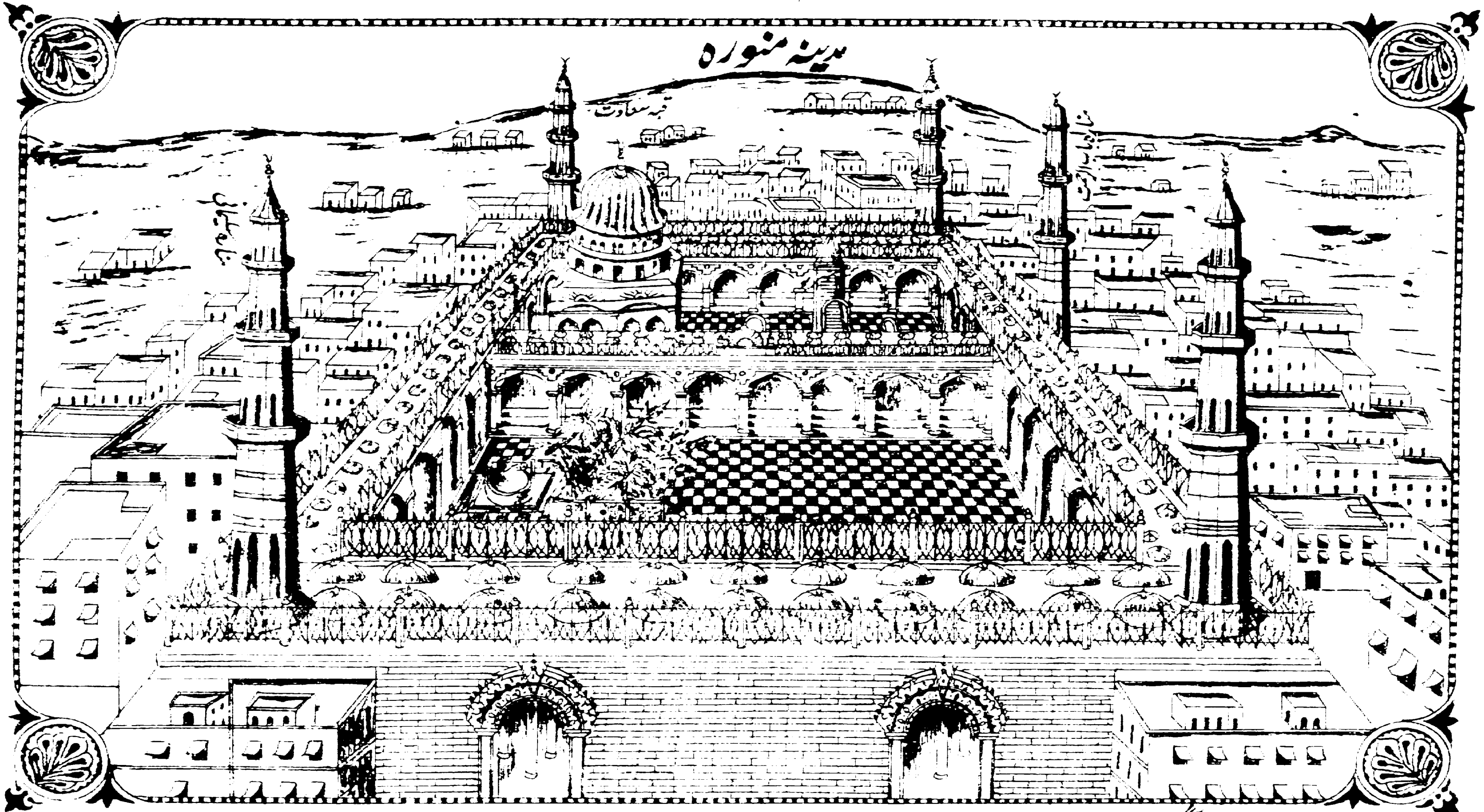

مطبوعہ مطبع لامع النور آگرہ

وہ بارہ آدمی الگ الگ قبیلون کے تھے نام اونکے یہ ہین ۔ سعد بن عبادہ ۔ اسعد بن زرارہ ۔ سعد بن ربیع ۔ سعد بن خثیمہ ۔ منذر بن عمرو ۔ عبداللہ بن رواحہ ۔ برا بن معرور ۔ ابوالہثیم بن تیہان ۔ اسید بن حضیر ۔ عبداللہ بن عمرو بن حرام ۔ عبادہ بن صامت اور رافع بن مالک ۔

انصار مین سے ایک شخص نے آنحضرت سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو جتنے مشرک آج منا مین جمع ہین اور آپکے جانی دشمن ہین سب کو تہ تیغ کر ڈالین حضرت نے جواب دیا ہرگز نہین اب تک خدا تعالے نے قتل مشرکین کا حکم مجھکو نہین دیا ہے بعد ازان اونہون نے رخصت کی درخواست کی اور عرض کیا کہ اگر حضور ہمارے ساتھہ مدینہ کو تشریف لے چلین تو ہماری بڑی سعادت ہے آنحضرت نے فرمایا ابھی مجھے مکہ سے باہر نکلنے کا حکم ہی نہین ملا ہے جب خدا کا حکم ہوگا اور جہان کی اجازت ملیگی وہین جاؤنگا مین بغیر حکم خدا کچھہ نہین کرسکتا ۔

کفار قریش نے انصار کے اسلام لانے اور مطیع ہونیکی خبر پائی تو بڑی حسرت سے سینہ کوبی کی اور خاک مذلت سر پر ڈالی ۔ اور اون مین سے دو آدمیون کو پکڑ لائے جو پیچھے رہ گئے تھے سعد بن عبادہ کو تو خوب مارا اور منذر بن عمرو ہاتھہ سے نکل گئے ۔ جب انصار رخصت ہوگئے تو آنحضرت نے جناب باری تعالی کی طرف رجوع کی کہ اختیار ہجرت اور تعین وقت و مقام مین کیا حکم ہوتا ہے حکم ہوا کہ مدینہ منورہ تمہارے لئے مخصوص کیا گیا ہے آپنے عمر بن خطاب عیاش ابن ربیعہ ۔ حمزہ ابن عبدالمطلب عبدالرحمان بن عوف طلحہ ابن عبیداللہ ۔ عثمان بن عفان ۔ زید بن حارثہ عمار بن یاسر ۔ عبداللہ بن مسعود ۔ بلال مصعب ۔ ابن ام مکتوم اور سعد وغیرہ کو پہلے ہی مدینہ بھیج دیا واضح ہو کہ اکثر صحابہ چھپ چھپ کے مدینہ پہونچے مگر حضرت عمر جسوقت روانہ ہونے لگے ہین پہلے تلوار زیب بدن فرمائی اور کمان ہاتھہ مین لیکر ترکش اوٹھایا اور خانہ کعبہ مین پہونچے دیکھا تمام قریش جمع ہین پہلے آپنے بڑے اطمینان اور دلجمعی سے سات دفعہ طواف کعبہ کیا اور مقام ابراہیم مین

دو رکعت نماز پڑہی اور پکار کے کہا لعنت ہے اون لوگون پر جو پتہر کے ٹکڑون کو خدا جانتے ہین ہے کوئی تم مین سے ایسا جو اپنے لڑکون کو یتیم اور جورو کو رانڈ کرنا چاہے وہ میرے سامنے آجائے مین ہجرت اختیار کر کے مدینہ کو جاتا ہون مگر کسی نے چون و چرا نکی اور کوئی آپ کے سامنے نہ پڑا۔ اور آپ بیس ۲۰ اصحاب کو ہمراہ لیکر ڈنکے کی چوٹ مدینہ کو سدہارے۔ شعر

کل گہر سے جو وہ نکلے اک حشر ہوا برپا — دل پس گئے عالم کے رفتار اسی کہتے ہین

حضرت عمر کے ساتہہ اونکے بہائی زید بن خطاب اور عیاش بن ربیعہ بہی مدینہ گئے پس اکابر صحابہ مین سے حضرت علی مرتضی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے سوا کوئی آنحضرت کے ساتہہ مکہ مین نرہا جب مشرکون نے دیکہا کہ اصحاب مدینہ کو کوچ کر گئے شاید آنحضرت صلعم بہی تشریف لیجائین اس لیئے سب پنچایت جمع کر کے مشورہ کرنے دار الندوہ مین بیٹہے ابو جہل اون سب کا سرگروہ تہا اس مجلس مین ابلیس بہی آدمی کا بہیس بنا کر آن کودا لوگون نے اوسے ایک اجنبی شخص دیکہکر تعجب کیا کہ ہمنے تو گہر کا دروازہ بند کر لیا ہے یہ غیر اور نامحرم آدمی کدہر سے آگیا پوچہا کہ میان تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو ابلیس نے کہا کہ مین شیخ نجدی ہون اور اس نیک مشورہ مین تمہارا شریک ہوا چاہتا ہون ہبل نے تمہاری دلکے بہیدون سے مجہے آگاہ کر دیا ہی پہر تو سبہون نے اوسکی بڑی تعظیم و تکریم کی اور صدر مین بیٹہایا بعض کی یہ رائے ہوئی کہ محمد کو ایک مکان مین قید کر دو اور اوس مکان کو سب طرف سے بند کر کے ایک روزن رکہنا چاہیئے کہ کہانا پانی اوسکی راہ سے دیدیا کرین تاکہ رفتہ رفتہ اوسی مکان مین گہل گہل کے مرجاوین شیخ نجدی بولا یہ ترکیب ٹہیک نہین ہے اگر اوسکی قوم کو خبر ہوجائیگی تو تمہارے ہاتہہ سے اوسے چہڑا لینگے اور احتمال ہے کہ تم مین اور اونمین بڑا مقاتلہ ہو اور تمہاری جمعیت بگڑ جائے دوسرا شخص بولا کہ بہتر یون ہوگا کہ محمد کو اپنے ملک سے نکال دو جس جگہہ اوسکا جی چاہے چلا جائے پیر نجدی نے کہا یہ بات بہی خوب نہین تم لوگ اوس کی شیرینی کلام اور حلاوت گفتار نہین جانتے

اگر اوسے نکال دوگے تو وہ جہان جائیگا وہین کے لوگ اوسکے شیفتہ اور فریفتہ ہوکر اوس سے بیعت کرلینگے اور اوسکی حمایت پر آمادہ ہوکر تم سے لڑنے آوینگے سب نے کہا واللہ یہ بڈھا سچ کہتا ہے اور بڑا عاقبت اندیش اور مدبر ہے جب سب اپنی اپنی کہہ چکے تو ابوجہل نے کہا سنو بہائیو۔ میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک جوان دلاور منتخب کیا جاوے اور وہ سب مجتمع ہوکر محمد سے لڑین اور بغیر قتل کیے پیچھا نچھوڑین جب ایسا ہوگا تو اوسکا خون سب قبائل پر بٹ جائیگا اور بنی عبدمناف کو سارے قبائل کے مقابلہ کی طاقت نہوگی ناچار خونبہا پر راضی ہوجاوینگے اور ہم خون بہا دیکر چھٹی پاوینگے شیخ نجدی سنتے ہی اوچھل پڑا اور کہا ابوجہل کی تدبیر استوار اور رائے صائب ہے سب اس بات پر متفق ہوکر مجلس سے اوٹھہ گئے اور اس مہم کی تدبیر مین مشغول ہوئے ادہر حضرت جبریل امین نے یہ ساری حقیقت آنحضرت سے آکر بیان کردی اور کہا اللہ تعالے آپکو ہجرت کا حکم دیتا ہے آپ مدینہ تشریف لیجائے۔

جب رات ہوئی تو قریش حضرت کے در دولت پر جمع ہوکر منتظر بیٹھے کہ سو جاوین تو ہم اون پر حملہ کرکے ہلاک کرڈالین۔ اس رات کو ابوجہل۔ حکم بن ابی العاص۔ عقبہ بن ابی معیط۔ نضر بن الحارث امیہ بن خلف۔ ابن عیطلہ۔ طلحہ بن عدی۔ ابولہب۔ ابی بن خلف اور سوا اسکے دو چار اور آدمی حضرت کے قتل پر مستعد ہوئے تہے اور حجاج کے بیٹے نُبیہ اور مُنبّہ بہی انمین شامل تہے۔

پیغمبر علیہ السلام تو اس حال سے آگاہ ہو ہی چکے تہے علی مرتضی سے فرمایا کہ کفار کا یہ ارادہ ہے مین یہان سے جاتا ہون تم میری سبز چادر اوڑھ کر میری جگہہ سو رہو اور لو یہ امانتین جو کہ قریش نے باوجود عداوت قلبی کے میری امانت و دیانت پر اعتماد کرکے میرے سپرد کی ہین انکو نام بنام انکے مالکون کے حوالہ کردینا انہین پہونچا کر تم بہی میرے بعد مدینہ چلے آنا تمہارے یہان چھوڑنیکا باعث یہی ہے کہ لوگون کی امانتین اونکے پاس پہونچ جاوین تم اپنا دل قوی رکھو ان لوگون سے تمکو کچھہ

نقصان نہین پہونچیگا۔ پس اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب آنحضرت کی خوابگاہ پر چادر اوڑھ کر سو رہے۔

آنحضرت صلعم گھر سے باہر نکلے اور سورہ یٰسین کی پہلی نو آیتین پڑہ کے ایک مٹھی خاک انپر ڈالی اور نکلے چلے گئے۔

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○

ترجمہ۔ اور ہمنے ایک دیوار تو انکے آگے بنائی اور ایک انکے پیچھے اور اوپر سے انکو دیا ڈہانک تو یہ دیکھہ ہی نہین سکتے۔

اور ایک روایت مین سورہ بنی اسرائیل کی پینتالیسوین ۴۵ آیت کو بھی سورہ یٰسین کی آیتون پر زیادہ کیا ہے جو یہ ہے۔ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا

پس کفار کی آنکھین اس مشتِ خاک کی تاثیر سے ایسی اندھی ہو گئین کہ کسی نے آپکو نہ دیکھا۔

روایت ہے کہ اوسی رات کو حق جلشانہ نے جبرئیل اور میکائیل سے پوچھا کہ تم دونون مین تو بڑی دوستی ہے آیا تم مین کوئی ایسا ہے جو اپنی جان کو دوسرے پر صدقہ کردے دونون نے جواب دیا کہ ہم تو اپنی حیات کو دوست رکھتے ہین اللہ تعالے نے فرمایا کہ تم علی ابن ابیطالب کے مانند کیون نہین بنجاتے دیکھو آج وہ محمدؐ پر اپنی جان فدا کرنیکو طیار ہے تم دونون جاؤ اور اوسکی محافظت کرو دونون بحکم رب جلیل زمین پر نازل ہوئے جبرئیل تو علی مرتضیٰ کے سرہانے اور میکائیل پائینتی بیٹھے اور حضرت شیر خدا کو مبارکباد دے دیکر کہتے تھے کہ لو آج تمکو اللہ جلشانہ نے ملائکہ سے برتر کردیا اور یہ آیہ کریمہ اسی باب مین نازل ہوئی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ (سورہ البقرہ سیقول) ترجمہ۔ اور لوگون مین کچھ نیک بندے ایسے بھی ہین جو خدا کو راضی رکھنے کے لئے اپنی جان تک بھی دیدیتے ہین۔ اور اللہ بندون پر بڑی ہی شفقت رکھتا ہے۔

جب آنحضرت صلعم تشریف لے گئے تو ایک آدمی نے جماعت کفار سے آکر پوچھا کہ تم یہان کیون کھڑے ہو اور کسکا انتظار ہے اونہون نے جواب دیا صبح ہونے کی راہ دیکھہ رہے ہین صبح ہو تو محمدؐ کو مار ڈالین۔ اوس نے کہا لعنت تم پر اندہو ہیوقوفو وہی شخص جو ابہی تمہارے سامنے سے نکلا چلا گیا ہے محمدؐ تہا۔ اب تو ابوجہل اور سب کافرون نے سر پیٹ لئے اور سب نے مٹی اپنے اپنے سرون پر پائی یہ وہی مٹی تہی جو آنحضرت نے اپنی روانگی کیوقت پہینکی تھی الغرض صبح علی ابن ابیطالب سے پوچہا کہ اے علی محمدؐ کہان ہے آپنے فرمایا اللہ اپنے رسول کا حال خوب جانتا ہے۔ ابولہب کی رائے تہی کہ سب ملکر آنحضرت کو صبح قتل کرین تاکہ بنی ہاشم بہی دیکھہ لین کہ سب نے اکٹھا ہوکر مارا ہے تاکہ اونہین بدلا لینے کی ہمت نہ بندہے۔

روایت ہے کہ آنحضرت مکہ سے نکلکر مقام حزورہ پر جو حرم شریف کا ایک موضع ہے بیت اللہ کے سامنے کہڑے ہوئے اور مکہ کو خطاب کرکے فرمانے لگے کہ واللہ تو خدائے تعالے کی ساری زمین مین مجھے محبوب تر ہے اگر تیرے لوگ مجھے باہر نہ نکالتے تو مین ہرگز تجھہ سے باہر نجاتا آنحضرت ابوبکر صدیق کے گہر کی طرف تشریف لے گئے حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ مین اوسوقت اپنے والد بزرگوار کے پاس ہی بیٹھی تہی ایک آدمی نے دوڑکر خبر دی کہ رسول خدا تشریف لاتے ہین۔ میرے باپ نے کہا آپ ایسے تاوقت کبھی تشریف نہ لاتے تہے بیشک کوئی امر عظیم واقع ہوا ہے اسی اثناء مین آنحضرت نے دروازہ پر پہونچکر اجازت طلب کی اور گہر مین داخل ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالے نے مجھے ہجرت کا حکم دیا ہے تم بہی میرے ساتھہ چلو پس حضرت صدیق اکبر دو اونٹ جو کہ اونہون نے آٹھہ سو درم کو خریدے تہے اور چار مہینے سے خوب دانہ چارہ کہلاکر فربہ کیا تہا آنحضرت کے روبرو لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان دونون مین سے ایک کو قبول فرمائے آنحضرت نے فرمایا راہ خدا مین کسی سے استمداد اور استعانت لینا جائز نہین اگر تم اسکی قیمت لیلو تو مین قبول کرتا ہون

پس بمجبوری حضرت ابوبکر نے برائے نام کچھہ قیمت لیکر ایک اونٹ جسکا نام جدعا تھا آنحضرت کی نذر کیا
حضرت عائشہ فرماتے ہین کہ ہمنے بڑی جلدی جلدی کھانا پکادیا اور عبداللہ ابن ابی بکر کو جو ایک
داناجوان تھے اس بات کے لئے مقرر کیا کہ دن بھر قریش کے ساتھہ رہین اور رات کو غار ثور مین ہکو
خبر پہونچا دیا کرین اور عامر ابن فہیرہ کے متعلق جنکو کہ حضرت صدیق اکبر نے آزاد کردیا تھا یہ خدمت کیگئی
کہ وہ تین دن تک دودہ غار ثور مین پہونچا دیا کرین جو مکہ معظمہ سے دکھن کی سمت کو ڈہائی میل کے فاصلہ پر
واقع ہے اور قبیلہ بنی دیل سے ایک شخص عبداللہ ابن اریقط کو جو راستہ خوب جانتا تھا
اور امانت وحفظ اسرار مین مشہور تھا باجرت راضی کرکے رہبری کیواسطے مقرر کیا اور اونٹون کو بھی اوسکے
سپرد کردیا کہ تین دن کے بعد غار ثور پر لے آوے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پانچہزار دینار نقد
اوسوقت موجود تھے اونہین ساتھہ لیکر یکم ربیع الاول کو گھر سے باہر نکلے اور آپ ننگے پاؤن انگوٹھون
کے بل چلے تاکہ مخالفین کو کھوج نہ لگنے پائے اثناء راہ مین آنحضرت کا پائے مبارک مجروح ہوگیا
حضرت صدیق اپنے کندہے پر چڑہاکر آپ کو غار تک لے پہونچے اور آپ کی تکلیف پر روتے تھے
دروازہ پر یہ خیال آیا کہ ہوگا اس غار مین زہردار کیڑے مکوڑے بہت سے بتاتے ہین ایسا نہو کہ آپکو
کچھہ مضرت پہونچے بہتر یہ ہے کہ اس غار مین پہلے مین جاؤن تاکہ جو کچھہ ہونا ہو پہلے مجھہ ہی کو
ہوجائے اس لئے حضرت سے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ ذرا توقف فرمائے مین اس غار کو اندر
سے دیکھہ لون اندر جاکر جو دیکھتے ہین تو بڑا ہی تاریک اور ظلمانی غار تھا حضرت صدیق نے ہاتھہ سے
ٹٹول کر جسقدر سوراخ پائے اپنی چادر کے ٹکڑون سے بھردئے یہان تک کہ ساری چادر خرچ ہوگئی
اور وہ بڑی بیش قیمت تھی اسپر بھی ایک سوراخ باقی رہگیا اوس مین اپنی ایڑی لگادی اور آنحضرت کو
پکار کر کہا کہ یارسول اللہ اندر تشریف لائے۔ آپ حضرت ابوبکر کے زانو پر سر مبارک رکھکر سو رہے۔
منقول ہے کہ حضرت ابوبکر بڑی حفاظت سے آنحضرت کو غار ثور تک لائے تھے اثنائے راہ مین

کبھی حضرت صلعم کے آگے ہو جاتے تھے کبھی پیچھے کبھی داہین کبھی باہین اور چارون طرف خوب غور سے دیکھ لیتے تھے کہ کہین کوئی گھات مین تو نہین بیٹھا ہے - سبحان اللہ کیا جان نثاری تھی -

اگرچہ حضرت ابوبکر صدیق کو سانپ بچھو کاٹتے تھے لیکن آپ دم نہ مارتے تھے تاکہ حضرت صلعم کے خواب شیرین مین خلل نہ پڑے - آخر کار کسی ایسے موذی کیڑے نے کاٹا کہ بوجہ تکلیف کے آپ کے آنسو نکل پڑے اور جناب محبوب خدا کے رخسار مبارک پر گرے آپ نے چونک کر دریافت فرمایا کہ ابوبکر یہ کیا حال ہے آپ نے باعث بتایا تو آنحضرت صلعم نے دعا کی اور آب دہن مبارک موقع ماؤف پر لگا دیا حضرت صدیق اکبر کی ساری تکلیف رفع ہو گئی اور پھر کسی جانور نے آپکو نہ کاٹا -

لکھا ہے جب صدر دیوان حشر یعنی حضرت صلعم معہ اپنے یار غار و جان نثار صدیق اکبر کے غار ثور مین داخل ہو گئے ہین تو خداوندکریم نے اپنی قدرت کاملہ سے اوسی وقت ایک ببول کا درخت غار ثور کے دروازہ پر پیدا کر دیا - اور جنگلی کبوتر کے ایک جوڑے کو بھیجدیا اوس نے آشیانہ بنا کے انڈے دیئے اور سینے لگے - مکڑی کو حکم ہوا اوس نے جالا بہت صفائی کے ساتھہ تن دیا اور جبرئیل نے اوس جالے پر خدا کے حکم سے مٹی اور خس و خاشاک ڈالدیا تاکہ بہت پرانا معلوم ہو - پس اس سامان کے ساتھہ بھلا کس کی عقل کہہ سکتی تھی کہ اس جھاڑ جھنکاڑ کے پیچھے جہان مکڑی کا جالا تنا ہوا ہے کوئی چھپا ہوگا ہر انسان یہی کہتا کہ اگر کوئی اسکے اندر گیا ہوتا تو یہ پرند کبھی بھی ایسی بے تکلفی سے بیٹھے انڈے نہ سیتے ہوتے - اللہ اللہ کیا خاطر اپنے حبیب کی منظور تھی یہ سب محبت کے اظہار مین ورنہ وہان تو یہ بھی ہو سکتا تھا کہ آنحضرت کسی کے مارے نہ مرتے یا قریش کے دل ایکدم سے پھیر دیئے جاتے اور وہ خود بخود کلمہ پڑہنے لگتے - مگر عشق کے ان راز و نیاز ون کا مزا کب آتا جس سے عاشق مزاج لوگ یہ سمجھے کہ عاشق معشوق نواز ہے اور معشوق بالکل عاشق کی

ذات مین فنا اور اوسکا ہمدم وہمراز ہے۔

قصہ مختصر درخت مغیلان اور آشیانہ کبوتر اور مکڑی کے جالے سے در غار ایسا ہوگیا کہ گویا سالہا سال سے کسی کا گذر اس غار مین نہین ہوا ہے۔ جب کفار نے آنحضرت کو خانہ نبوت کا شانہ مین نہ پایا اور جناب علی مرتضی نے سو کہا سا جواب دیدیا کہ اللہ اپنے رسول کا حال جانے" لوگ بہاگے ہوئے صدیق اکبر کے در دولت پر حاضر ہوئے۔ اسماء بنت ابوبکر نے بہی کانون پر ہاتہ دہرے کہ ہمین نہین معلوم۔ ابوجہل نے جہلا کے ایسا تہپڑ اسماء کے لگایا کہ گوشوارہ کان سے نکل پڑا پہر تو مخالفین نے ایک بڑے کہوجی کو جسکا نام ابوکرز تہا ساتہ لیا اور نقش پا کا کہوج لگاتے ہوئے چل نکلے جاتے جاتے کوہ ثور پر پہونچ گئے اور کہوجی پکارا کہ اب پیرون کا نشان آگے نہین چلتا یہان پر ختم ہے اور جب غار پر پہونچے تو وہ بولا کہ لو تمہارا مطلوب اس جگہ سے آگے ہرگز نہین گیا۔ لوگ لٹہہ اور تلوارین لئے ہوئے غار کے منہ پر کہڑے ہوگئے اسوقت حضرت صدیق اکبر نے اونکی آوازین سنکر حضور مین عرض کیا کہ یا رسول اللہ اب تو ان ظالمون نے آن لیا۔ آپ نے جواب دیا "ما ظنک باثنین اللہ ثالثہما" یعنی اے ابوبکر تو اون دونون کو کیا سمجہتا ہے جنکا تیسرا خدا ہے وہی ان سے ہمین بچائیگا۔

روایت ہے کہ جب لوگ در غار پر پہونچے تو کبوتر پہڑ پہڑا کے اوڑ گئے اور آشیانہ مین انڈے اور مکڑی کا جالا بہی نظر پڑا تو کہنے لگے کہ اس غار مین اگر کوئی بشر جاتا تو ضرور انڈے ٹوٹ جاتے اور جالے نہ رہتے۔ ہمنے تو یہ جالے محمد کی پیدائش کے پہلے سے یون ہی دیکہے ہین۔ نہین محمد اسمین نہین ہین۔ یہ علامات صاف بتا رہی ہین کہ اندر کوئی نہین ہے۔ دوسرے یہ بہی تحقیق ہے کہ اسمین موذی کیڑے کثرت سے ہین کسی کی کیا کمبختی لگی ہے جو اندر جاوے۔ پس وہ لوگ وہین سے گہر پہر گئے۔

ابوجہل نے اشتہار دیا کہ جو کوئی محمد یا ابوبکر کو گرفتار کرکے ہمارے پاس لے آئے یا اونکا ٹھیک پتا ہی لگادے اوسے سو اونٹ انعام دیئے جائینگے۔ کفار کو طمع نے بہت کوئین جہنکائے اور لوگ چارون طرف دوڑے اور تلاش کرنے لگے۔ آنحضرت نے تین دن تک غار مین اسلئے قیام فرمایا تاکہ قریش کی تلاش اور دوڑ دہوپ کا زمانہ گذر جائے وہ ڈہونڈہ ڈہانڈہ کے گھر بیٹھہ رہین اوسکے بعد ہم باطمینان مدینہ کو چلدین۔

جب تین راتین آنحضرت کو وہین بسر ہوئین تو علی الصباح عبداللہ ابن اریقط اونٹ در غار پر لایا۔ اور عامر ابن فہیرہ بہی حاضر ہوا۔ آنحضرت اور ابوبکر صدیق تو ایک اونٹ پر سوار ہوئے۔ اور عامر و عبداللہ دوسرے پر۔ اور ساحل کی راہ لی۔ ایکدن اور ایک رات برابر چلے گئے۔ دوسرے دن دہوپ تیز پڑ رہی تہی ابوبکر صدیق نے پیچھے مڑ کے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ کوئی پیچھا کرتا ہوا چلا آتا ہے۔ مگر وہ ایک چرواہا تہا۔ آفتاب کی حدت آگے جانے سے مانع ہوئی۔ ایک چٹان کے نیچے صرف اتنا سایہ تہا کہ ایک آدمی اوسمین بیٹھہ سکے۔ حضرت صدیق اکبر نے اوسی پتہر کے نیچے کی زمین اپنے ہاتھہ سے صاف کی اور اپنا پوستین بچھا کے آنحضرت کو اونٹ سے اوتارا اور اوسپر بٹھا دیا کہ کچھہ آرام کر لیجیے پہر اوس چرواہے سے پوچھا کہ تو کسکا نوکر ہے۔ وہ جناب صدیق کے ایکدوست کا غلام نکلا۔ آپ نے اوس سے دودہ مانگا تو ایک پیالہ بہر دودہ ملا۔ حضرت ابوبکر نے ٹھنڈا کرنے کے لیئے اوسمین پانی ملایا۔ اور آنحضرت کی خدمت مین پیش کیا۔ آپ تہوڑا سا پیکر سوار ہوگئے اور کوچ کیا۔

اثنائے راہ مین منزل قدید پر جو قریب رابغ کے ہے ام معبد عاتکہ بنت خالد خزاعیہ کے خیمہ کے پاس سے گذر ہوا۔ یہ ایک بہت عاقلہ بڑہی عورت تہی جو اوسکے خیمہ کے پاس سے نکلتا تہا اوسکی مہمانی کرتی تہی۔ آنحضرت صلعم نے اوس سے خرما اور گوشت کہانیکو مانگا اوس نے ایک آہ بہری

اور کہا افسوس اس نواح مین ایسا سخت قحط ہے کہ ہمین کئی کئی دن تک کہانا نصیب نہین ہوتا مین مجبور ہون آپ کی خدمت نہین کرسکتی - حضرت کو بہی اوسکے حال پر رحم آیا - آپنے ادہر اودہر دیکہا تو ایک بکری نظر آئی - آپنے دریافت کیا کہ یہ کسکی بکری ہے - ام معبد بولی کہ ہے تو میری مگر لاغری اور بہوک سے کوئی دم کی مہمان ہے اب اپنی جگہہ سے نہین ہل سکتی - آپ نے فرمایا کہ یہ تو بتاؤ کہ یہ دودہ بہی دیتی ہے یا نہین - ام معبد نے جوابدیا جب لاغری کا یہ حال ہے تو دودہ کیا دے گی آپنے فرمایا کہ تو اجازت دے تو مین دودہ لون - اوس نے جوابدیا شوق سے دودہ لیجئے آپنے اوس بکری کو اپنے پاس منگوا کے اوسکے تہنون پر ہاتہہ پہیرا اور فرمایا ”بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہم بارک لہا فی شاتہا“ یعنی یا اللہ ام معبد کی بکری مین اوسکے لئے برکت دے - فوراً اوس کے تہن دودہ سے بہر گئے - آنحضرت نے برتن منگا کر اپنے ہاتہہ سے دوہا - پہلے تو اہل خیمہ کو پلایا بعد ازان اپنے ہمراہیون کو پہر خود پیا اس لاغر بکری سے اتنا دودہ ملا کہ حاضرین نے دودہ بار پیا - ام معبد کے سارے برتن بہر گئے - آپ وہان سے روانہ ہوئے تہوڑی دیر کے بعد اوسکا شوہر ابو معبد اکثم ابن ابی الجون آیا اور گہر کے سب برتن دودہ سے بہرے دیکہکر حیران رہگیا بیوی سے پوچہا گہر مین کوئی شیردار جانور نہ تہا یہ دودہ کہان سے آیا ام معبد نے جواب دیا کہ ایک نہایت متبرک آدمی آیا تہا یہ اوسکے ہاتہہ کی برکت ہے اسی مردہ بکری نے اتنا دودہ دیا ہے - اوس مرد فرشتہ سیرت کی باتین میٹہی صورت پیاری اور زبان فصیح اور بیان ملیح تہا ابو معبد بولا واللہ وہ مرد قریشی ہے اوسے لوگ ڈہونڈہتے پہرتے ہین جسکا شہرہ تمام عالم مین مچ رہا ہے اگر مین اوسوقت موجود ہوتا تو اوس کا ساتہہ کبہی نچہوڑتا اب میری آرزو ہے کہ اوسی سے جا ملون غرضکہ دونون میان بیوی مدینہ مین پہونچکر مسلمان ہوگئے - اور اسی طرح راہ مین ایک اور گڈریئے کی بے دودہ والی بکری کو آپنے دودہ دیا وہ گڈریا بہی مسلمان ہوگیا - آنحضرت صلعم کے تشریف لیجانیکے بعد اہل مکہ نے سنا کہ غیب سے ایک آواز آتی ہے

گویا کوئی چلا چلا کے کچھ اشعار پڑھتا ہے جو قریش کی مذمت مین ہین اور اُن مین ام معبد کی بکری کے
دوہنے کا بھی ذکر ہے لکھا ہے کہ وہ بکری ۱۸ سال تک زندہ رہی اور ہر صبح و شام بلا ناغہ دودہ دیتی
تھی حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت مین عام الرماد مین مری ہے۔

صحیح بخاری مین عبد الرحمان ابن مالک مدلجی سے جو سراقہ ابن مالک ابن جعشم کا بھتیجا تھا روایت
ہے کہ اوس نے کہا میرے باپ نے مجھ سے ذکر کیا کہ سراقہ کہتا تھا کہ قریش کے ایلچی ہمارے
قبیلہ مین آئے اور اونکی طرف سے منادی کی کہ جو کوئی محمد صلعم یا ابو بکر کو مار ڈالے یا قید کرکے ہمارے
پاس لائے تو ہم اوسے سو اونٹ دین ایک دن مین اپنی قوم یعنی بنی مدلج مین بیٹھا تھا ناگاہ ایک آدمی
آیا اور کہا کہ مین نے ابھی دور سے کچھ لوگ دیکھے ہین جو ساحل کی راہ چلے جاتے تھے شاید وہی محمد اور
اونکے اصحاب تھے۔ سراقہ کہتا ہے مین سمجھہ گیا کہ وہی ہین مگر اوسکو دہوکا دینے کے لئے کہدیا کہ نہین
وہ نہ تھے بلکہ فلان فلان لوگ ہین وہ لوگ ابھی تو میرے سامنے سے گئے ہین پس مین تھوڑی
دیر تک قوم کے لوگون مین بیٹھا رہا پھر اوٹھکر اپنے گھر چلا آیا اور لونڈی سے کہا گھوڑا طیار کرکے
ٹیلہ کے پیچھے لیجا کر کھڑا کر مین اپنا نیزہ اوٹھا کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اوسکو خوب تیز چلایا جب
آنحضرت کے قریب پہنچا ہون تو گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور مین اوندھے منہ زمین پر گر پڑا جب
پھر سنبھل کر اوٹھا تو مین نے فال دیکھی مگر فال بد نکلی اوسکا بھی مین نے کچھ اعتبار نکیا اور سوار ہوکر
پھر چلا اب اتنے قریب پہونچ گیا کہ آنحضرت صلعم کی قراءت کی آواز میرے کان مین آنے لگی۔
ناگاہ گھوڑے کے دونون اگلے پیر زمین مین دہس گئے اور مین پشت زین سے نیچے گر پڑا ہر چند
گھوڑے کو ڈانٹتا تھا مگر گھوڑے کے پیر زمین سے نکل نہ سکتے تھے آخر بمشکل تمام گھوڑے کی
خلاصی ہوئی مین سوار ہوکر پھر چلا اب مجھ مین اور اُن مین ایک نیزہ کا فاصلہ رہگیا اسوقت ابو بکر صدیق
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دشمن آپہونچا مجھے اپنی جان کا تو غم نہین مگر آپکا اندیشہ ہے آپ نے

جواب دیا اے ابوبکر کیون ڈرتا ہے - پھر خداوندکریم سے دعا کی کہ اے خداوندکریم اسکی شر سے
ہمین بچا چون ہی یہ الفاظ آپکی زبان مبارک سے نکلے ہین گھوڑے کے چارون پیر زانوتک زمین
مین گس گئے سراقہ چلانے لگا یا محمد توبہ مجھے معاف کرو اگر میرا گھوڑا زمین سے نکل آوے گا تومین ہرگز
آپکی خدمت مین گستاخی نکرونگا اور وعدہ کرتا ہون کہ اگر کوئی تمہارا پیچھا کرتا ہوا بھی آویگا تو اوسکو پھیر لیجاؤنگا
آپ نے دعا فرمائی کہ اے خداوند تعالے اگر یہ شخص سچا ہے تو اسکے گھوڑے کو خلاصی بخش فوراً گھوڑا
تڑپ کر زمین سے نکل آیا سراقہ کہتا ہے کہ میرے دل مین یقین ہوگیا کہ آپ نبی صادق ہین اوسوقت
جو کچھ میری پاس تھا آپکے نذر کرنے لگا آپ نے قبول نکیا اسکے بعد مین اپنی ترکش سے ایک تیر نکال کر
آپ کو دینے لگا کہ یہ میری نشانی ہے آگے چلکر میرے اونٹ اور بکریان آپ کو ملینگی اونمین سے
جو آپکو مطلوب ہون میرے چرواہون سے لے لینا حضرت نے فرمایا ہمین انکی بھی حاجت نہین
پس سراقہ نے آنحضرت سے ایک نامہ امن مانگا تاکہ آپ کی نشانی اپنی پاس رکھے آنحضرت نے
عامر ابن فہیرہ سے فرمایا کہ چمڑہ کے ٹکڑے پر اسے ایک نامہ لکھدے سراقہ اوسے لیکر واپس گیا اور
آنحضرت مدینہ کو روانہ ہوئے جب مکہ فتح ہوگیا اور غزوہ حنین درپیش آیا تو سراقہ اپنے قبیلہ سے آپ کی
خدمت مین حاضر ہوا اور موضع جعرانہ مین وہ نامہ آپکو دکھلا کر عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ آپ کا نامہ ہے
آج اسکے ایفاء کا دن ہے یہ کہکر مشرف باسلام ہوا -

روایت ہے کہ جب سراقہ آنحضرت صلعم سے نامہ لیکر مکہ کو پھرا تو راہ مین جس سے ملاقات
ہوتی تھی یہی کہتا جاتا تھا کہ میان اپنے گھر مین بیٹھو مین نے سب راہون کی خاک چھان ڈالی اونکا کہین
بھی پتہ نہین یہ بات کہکر ہر شخص کو اپنے ساتھ پھیر لے جاتا تھا -

مگر ابوجہل کو کسی طرح سے سراقہ کا کچا حال معلوم ہوگیا تو اوسے بہت ملامت کی اور قبیلہ مدلج کو
خوب ڈانٹا تاکہ وہ بھی کہین سراقہ کے ساتھ مسلمان نہو جاوین -

سراقہ نے ابوجہل کے پاس کئی شعر لکھکر بھیجے جنکا مضمون یہ تہا کہ اے ابوجہل اگر وہ معجزہ عجیب وغریب یعنی میرے گھوڑے کے پانون زمین مین دہس جانا تو دیکھتا تو ذرا بھی آنحضرت کی رسالت مین تعجب نکرتا اب تجھے لازم ہے کہ لوگون کو روکے تاکہ محمد کے درپے نہون اور دیکہ کہ عنقریب محمد کا فضل وکمال اور صدق سارے عالم پر ظاہر ہونیوالا ہے - ابوجہل اس بات سے جل بہن کر خاک ہوگیا -

روایت ہے کہ مدینہ کی راہ مین جو ملتا تہا وہ حضرت ابوبکر کا شناسائی ہوتا تہا - کیونکہ آپ مرد کہن سال تہے اور مدینہ وشام کی طرف بہت پہلے آئے گئے تہے مگر آنحضرت چونکہ جوان تہے آپ کو کوئی نہین پہچانتا تہا جب کوئی حضرت صدیق سے پوچہتا کہ یہ کون شخص ہین تو آپ جواب دیتے یہ میرا ہادی اور رہنما ہے -

روایت ہے کہ جب برید ابن الحصیب اسلمی نے سنا کہ آنحضرت معہ ابوبکر کے مکہ سے تشریف لے گئے اور قریش نے وعدہ کیا ہے کہ جو کوئی اونہین قتل کریگا یا اسیر کرلائیگا اوسے سو اونٹ دینگے تو اوسکو طمع ہوئی کہ قریش سے سو اونٹ لینا چاہئین پس اپنے قبیلہ مین سے ستر سوار ہمراہ لیکر نکلا چلتے چلتے آنحضرت کے قریب مقام کراع الغمیم پر پہونچ گیا - راوی کہتا ہے کہ جب آنحضرت نے برید کو دیکہا تو پوچہا کہ تو کون ہے اوس نے کہا کہ برید ابن الحصیب ہون آنحضرت ابوبکر کی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے "بردامرنا" یعنی اب ہمارا کام بنگیا پھر دریافت فرمایا کہ تو کس قبیلہ سے ہے اوس نے کہا قبیلہ اسلم سے ہون پھر حضرت نے ابوبکر سے کہا "سلمنا" یعنی سلامتی پائی پھر پوچہا قبیلہ اسلم مین تیری کون قوم ہے اوس نے کہا بنی سہم حضرت نے فرمایا "خرج سہمک" یعنی تیرا حصہ نکل گیا برید نے سید ابرار کی حلاوت گفتار جو سنی تو خوش ہوگیا اور آپ سے پوچہا تم کون ہو آپ نے فرمایا محمد ابن عبداللہ اور رسول خدا برید نے صدق دل سے کلمہ شہادت پڑہا اور خلوص باطنی سے مسلمان

ہوگیا اور جتنے لوگ اوسکے ساتھہ تہے سب کے سب مشرف باسلام ہوئے اور رات کو آنحضرت کی خدمت مین رہے جب صبح ہوئی تو بریدہ نے کہا یا رسول اللہ آپ بغیر لوائے محمدی کے مدینہ جاتے ہین - ایسا ہرگز نہوگا پس بریدہ رضی اللہ عنہ نے اپنی دستار کہول کے ایک نیزہ پر باندہی اور آنحضرت کے آگے آگے ہولئے اور آپ سے پوچہا کہ یا رسول اللہ آپ وہان پہونچکر کس گہر مین اُترینگے آپنے فرمایا میرا اونٹ مامور ہے جس جگہہ یہ بیٹھہ جائیگا وہین اوتر پڑونگا - شعر

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست		میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست
بخود درہ نیست در کوئے تو مشتاقان شیدارا	دیگر	خم زلفت بقلاب محبت میکشد مارا

کہتے ہین کہ بریدہ کے ساتہہ نقارہ اور کرنا بہی ستہے -

روایت ہے کہ ان ہی دنون مین زُبیر ابن عوام یا طلحہ بن عبید اللہ سوداگرون کے قافلہ کے ساتہہ ملک شام سے آتے تہے - راہ مین آنحضرت سے ملاقات ہوئی اونہون نے جناب پیمبر اور حضرت ابوبکر کو سفید کپڑے پہنائے اور سب سامان درست کردیا - اور ہر مدینہ والے آپ کی آمد آمد کی خبر سُن چکے تہے ہر روز اونچے اونچے مکانون پر چڑہ کر طلوع آفتاب کیوقت جمال مصطفوی کے منتظر رہتے اور جب آفتاب زیادہ بلند ہوجاتا تو اپنے اپنے گہرون کو چلے جاتے جسدن آنحضرت صلعم مدینہ مین داخل ہونیوالے تہے اوسدن بہی سب لوگ حسب عادت گہرون سے باہر آئے اور جناب سید المرسلین کی تشریف آوری کا انتظار دیر تک کرتے رہے جب کوئی علامت نپائی آخر مایوس ہوکر اپنے اپنے گہرون کو پہر ہی چلے تہے کہ ناگاہ ایک یہودی جو کسی کام کے لئے حصار پر چڑہ گیا تہا بے تحاشہ چلاکر بولا کہ اے عرب کے لوگو تمہاری دولت اور سعادت اور بخت جس کا تم انتظار کررہے تہے یہ آن پہونچے مسلمانان مدینہ نے جب آپ کی تشریف آوری کی خبر پائی تو سب چہوٹے بڑے استقبال کو دوڑے اور بالائے حرہ آنحضرت سے ملاقات کی باہم مبارکبادیان دیکر

سبت خوش ہوئے اور مدینہ کے لڑکے اور عورتین خوش ہو ہوکر بالحان کہتے تہے جا ء نبی اللہ جاء رسول اللہ اور دف بجا بجا کر یہ شعر عورتین گاتی تہین ؎

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع	وجب الشکر علینا مادعی للہ داع

یعنی وداع کی گہاٹی سے چودہوین رات کے چاند نے ہم پر طلوع کیا جسکا شکر قیامت تک ہم پر واجب ہے جسدن آنحضرت مدینہ مین رونق افروز ہوئے پیر کا دن ربیع الاول کی تیرہ تاریخ تہی - آنحضرت کا مرکب محلہ قبا کی طرف متوجہ ہوا جو مدینہ سے ۲ میل کے فاصلہ پر ہے اور بنی النجار مین جو عبد المطلب کی مان کے بہائی ہین درمیان قوم بنی عمرو ابن عوف ابن کلثوم ابن الہدم کے نزول کیا اور لوگون کے آنے جانیکے واسطے سعد ابن خثیمہ کا گہر قرار پایا کیونکہ وہ مرد مجرد تہا اور حضرت ابوبکر صدیق شیخ خبیب ابن لیساق کے محلہ مین اُترے ؞

روایت ہے کہ آنحضرت صلعم ایک درخت کے سایہ مین خاموش بیٹہے تہے اور ابوبکر صدیق ہواداری مین کہڑے تہے مدینہ کے وہ لوگ جنہون نے آنحضرت کو ندیکہا تہا حضرت ابوبکر ہی کو پیغمبر سمجھ کر اونہین کی خدمت مین آداب بجالاتے تہے اور دیر تک یہی کیفیت رہی جب درخت کا سایہ آنحضرت کے اوپر سے ڈہل گیا اور دہوپ آگئی تو حضرت صدیق اکبر نے اپنی ردا کا سایہ آنحضرت پر کیا اوسوقت ناواقف لوگ سمجہے ہین کہ خادم کون ہے اور مخدوم کون -

اہل سیر بیان کرتے ہین کہ سال اول ہجرت مین آنحضرت نے مسجد قبا تعمیر کرائی جسکی توصیف مین اللہ جلشانہ فرماتا ہے -

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۞ سورۃ التوبہ - پارہ یعتذرون

ترجمہ - ہان وہ مسجد جسکی بنیاد شروع دن سے پرہیزگاری پر رکہی گئی ہے اوسکا البتہ حق ہے

کہ تم اوس مین کہڑے ہوکر امامت کیا کرو کیونکہ اوس مین ایسے لوگ ہین جو خوب پاک صاف رہنے کو پسند کرتے ہین اور اللہ خوب پاک صاف رہنے والون کو پسند کرتا ہے۔

پہلے پہل یہی مسجد مدینہ مین بنائی گئی۔ اور یہی پہلی مسجد ہے جس مین آنحضرت نے اول ہی اول نماز پڑہی۔ کہتے ہین کہ حضرت علی مرتضی آنحضرت کے ہجرت فرمانیکے بعد تین دن مکہ مین رہے اور آنحضرت کی طرف سے لوگون کی امانتین اونکو سپرد کرکے مکہ سے باہر نکلے اور مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے رات کو پیادہ پا چلتے اور دن کو کسی گوشہ مین چپ رہتے ابہی جناب سرور کائنات محلہ قبا ہی مین تشریف رکہتے تہے کہ آپ بہی پہونچ گئے پیادہ روی کے باعث پانؤن مین آبلے پڑ گئے تہے اور نہایت ہی درد تہا آنحضرت نے اپنا دست مبارک اونکے پانؤن پر پہیر دیا اور دعاء شفا کی اوسی دم آرام ہوگیا۔

روایت ہے کہ جمعہ کے دن آنحضرت صلعم قبا سے باہر نکلے اور ناقہ پر سوار ہوکر مدینہ کو چلے جب بنی سالم ابن عوف کے قریب پہونچے کمال فصاحت اور بلاغت سے خطبہ پڑہا اور لوگون کو تقوی اور نکوئی اور خدا پرستی کی ہدایت فرمائی اور نماز جمعہ ادا کی یہ پہلا خطبہ اور جمعہ تہا جو آنحضرت نے مدینہ مین ادا کیا منقول ہے کہ جب آنحضرت صلعم بنی سالم سے سوار ہونے لگے تو اون لوگون نے عرض کیا یارسول اللہ آپ ہمارے ہی درمیان نزول فرمائے حضرت نے جواب دیا میرے ناقہ کو چہوڑدو کہ یہ مامور ہے اسی طرح جس قبیلہ مین گذرتے تہے تو سرداران قبیلہ حاضر ہوتے اور مہار شتر پکڑکر عرض کرتے تہے کہ یہین رہجائیے آنحضرت یہی جواب دیتے تہے کہ میرا ناقہ مامور ہے آخرالامر چلتے چلتے اوس مقام پر پہونچے جہان اب مسجد نبوی واقع ہے ناقہ اوسی جگہہ جہک کر بیٹہہ گیا حضرت نے فرمایا یہی میری منزل ہے اسکے بعد ہی چند انصار آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمارے مکان پر چلکر اوترئے حضرت نے فرمایا کہ میرا ناقہ مامور ہے پس شتر خود بخود زمین سے اوٹہا اور چند قدم چلکر

اوس جگہہ پر بیٹہہ گیا جہان منبر رسول اللہ کے لئے بنایا گیا - آپ اوسی جگہہ اُتر پڑے - ابوایوب رض
انصاری دوڑکر آئے اور حضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا گھر یہان سے بہت قریب ہے اگر
حکم ہو تو آپ کا اسباب اپنے مکان پر لیجاؤن حضرت نے فرمایا اچہا ابوایوب اپنی خوش قسمتی سمجہکر
حضرت کا اسباب اپنے گھر لے گئے اور اونٹ کو وہین باندہ دیا بعض انصار نے استدعا کی کہ آپکا
اسباب تو ابوایوب کے گھر رہا اگر خود ہمارے گھر مین تشریف لیچلئے تو کچہہ دور نہین ہے حضرت نے
فرمایا جہان آدمی کا اسباب ہو وہین اوسکو بہی رہنا چاہئے - آنحضرت نے ابوایوب کے گھر مین
ساتھ مہینے تک قیام کیا -

روایت ہے کہ جب ناقہ زمین مسجد پر بیٹہہ گیا - آنحضرت نے پوچہا کہ یہان سے کس کا گھر
قریب ہے ابوایوب رضی اللہ عنہ بولے کہ میرا گھر یہان سے بہت قریب ہے یا رسول اللہ دیکہئے یہ میرے
گھر کی دیوار ہے اور یہ دروازہ ہے حضرت نے فرمایا کہ تم جاؤ اور اپنے گھر مین میرے سونیکے
لئے جگہہ تجویز کرو ابوایوب گئے اور اپنا گھر جہاڑ بوہار کے دومنزلہ پر بالا خانہ مین تو اپنے اہل وعیال کو
رکہا اور خانۂ زیرین آنحضرت کے واسطے تجویز کیا پہر خیال آیا کہ ہم لوگون کا اوپر رہنا کمال بے ادبی ہے
پس آپ کو اوپر کے مکان مین جگہہ دی اور خود نیچے رہنے لگے آپ سات مہینے تک ابوایوب
کے گھر رہے - اسی سال اول ہجرت مین عبداللہ ابن سلام جو مشاہیر علماء یہود سے اور حضرت یوسف
علیہ السلام کی اولاد مین تہے مسلمان ہوئے وہ خود روایت کرتے ہین کہ مدینہ کے لوگون نے
جب سنا کہ رسول اللہ تشریف لاتے ہین تو سب لوگ ملاقات کے لئے گئے مین بہی اونکے
ساتہہ چلا گیا - جاکر روئے مبارک جو دیکہا تو عین الیقین ہوگیا کہ یہ منہ کذابون کا سا نہین ہے
پہر مین نے سنا کہ آنحضرت صلعم لوگون کو نصیحت کررہے تہے کہ اے لوگو آپس مین سلام کرنیکا
خوب رواج دو یعنی اپنون بیگانون سبکو سلام کرو صرف خویش اور آشنا کی خصوصیت مت رکہو

نوبا اور بسا کین کو کہانا کہلاؤ فقرا اور محتاجون کی دلداری کرو اور خویش و قریبون کے ساتھہ محبت سے پیش آؤ اور راتون کو جو آدمیون کے سونیکا وقت ہے نماز پڑہو تاکہ تم جنت مین داخل ہو۔ اول نصیحت جو آنحضرت نے مدینہ مین ارشاد فرمائی یہی ہے۔

عبد اللہ ابن السلام کہتے ہین کہ مین یہ سنکر خاموش اپنی گہر چلا آیا دوسری بار گیا اور امتحاناً چند سوال کئے اور اپنے دل مین ٹہرایا کہ اگر ان سوالون کے صحیح صحیح جواب ملین تو بیشک یہ پیغمبر صادق ہین ورنہ نہین۔ پس آنحضرت نے میرا اطمینان کامل کردیا ویسا صحیح اور اچہا جواب سوا سے پیغمبر صادق کے کوئی نہین دیسکتا تہا۔ پس میری زبان پر بے اختیار کلمہ شہادت جاری ہوگیا اور صدق ارادت سے مسلمان ہوا پہ جناب سرور کائنات سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین یہودیون کا سردار اور سردار زادہ اور عالم ہون اور وہ لوگ بڑے تہمت لگانیوالے ہین۔ میری التماس یہ ہے کہ قبل اس سے کہ میرا اسلام ظاہر ہو آپ اونہین بلاسئے اور میرا حال پوچہئے مین ایک علیحدہ مکان مین جاکر بیٹہا جاتا ہون آنحضرت نے عبد اللہ ابن السلام کی عرض قبول کی اور یہود کو بلایا اور اونسے کہا اے لوگو افسوس ہے تم پر تم عقوبت الٰہی سے بچو اور دیکہو بجز خداوند تعالے جلشانہ کے کوئی پرستش کے لایق نہین۔ جانو اور آگاہ ہو کہ مین رسول خدا ہون اور اظہار حق کے لئے تم مین آیا ہون تمکو مسلمان ہوجانا اور سچے خدا پرست بنجانا چاہئے۔ اونہون نے جواب دیا ہم تمکو رسول خدا ہی نہین جانتے حضرت نے اونسے پوچہا تمہارا سردار عبد اللہ ابن السلام کیسا آدمی ہے سب نے جواب دیا وہ ہمارا پیشوا ہمارا مرشد زادہ ہمارا عالم اور عالم زادہ ہے حضرت نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہوجاے توتم کیا کہو گے۔ بولے خدا نکرے کہ وہ مسلمان ہو خدا تعالے اوسکو بچاوے حضرت نے کئی بار اونسے یہی کہا اور اونہون نے ہر بار یہی جواب دیا۔ پہر تو آنحضرت نے ابن السلام کو بلایا وہ کلمہ شہادت پڑہتے ہوئے چلے آئے اور یہودیون سے کہا اے یارو خداے تعالے سے ڈرو اور اوسکے

رسول پر ایمان لاؤ تم خوب جانتے ہو کہ یہ خدا کا رسول ہے وہ بولے کہ تو جھوٹ کہتا ہے ہم یہ نہین جانتے - باتون باتون مین یہان تک رد وبدل ہوئی کہ وہ لوگ عبد اللہ ابن السلام کے دشمن بنگئے اور اوسکی حقارت کرنے لگے اور آنحضرت کے ساتھہ ایسی عداوت پیدا کی جسکا حد وحساب نہین چنانچہ حی ابن اخطب اور اوسکے بہائی یاسر وغیرہ نے نفاق وعناد کو دولت دنیا کے حصول کا وسیلہ سمجھکر قبائل اوس وخزرج سے اکثرون کو اپنا متفق کرلیا - اور بعض علما اور احبار یہود جو مقبول اور مسعود ازلی تہے اور رسالت حضرت صلعم کی حقیقت پر او نہین معرفت وآگاہی حاصل تہی انبیا معجزات - واخلاق آنحضرت کے دیکہکر اور آنحضرت کو مصداق انبیاء سابقہ کی پیشین گوئیون کا پاکر صدق دل سے مسلمان ہوئے -

اسی سال اول ہجرت مین آنحضرت نے زید ابن حارثہ اور رافع کو مکہ مین بہیجکر فاطمہ اور ام کلثوم اور سودہ بنت زمعہ اور اسامہ ابن زید اور اونکی مان ام ایمن کو مدینہ مین بلوایا - عبد اللہ بن ابی بکر بہی مع اپنی والدہ ام رومان اور اپنے اہل وعیال کے اونکے ساتھہ مدینہ مین آئے طلحہ بن عبید اللہ بہی اسی گروہ کے ساتھہ آئے اور ان سب کے آنے کے بعد آنحضرت اپنے نئے گھر مین رہنے لگے - اور اسی سال مین مسجد نبوی کی تعمیر شروع ہوئی کیفیت اوسکی یہ ہے کہ حق تعالے نے آنحضرت کو حکم دیا کہ ایک عریش مثل عریش موسی جسکی بلندی سات گز سے زیادہ نہو بناؤ - عریش اوس گھر کو کہتے ہین جو خرما کی لکڑی اور پتون سے پاٹا جاے - وہ زمین جہان ناقہ بیٹھہ گیا تہا - دو یتیمون کے ملک مین تہی - اونمین سے ایک یتیم کا نام سہل اور دوسرے کا سہیل تہا اور وہ دونون رافع بن عمر کے بیٹے تہے اور سعد بن زرارہ کی نگرانی مین رہتے تہے اور بنی النجار نے اوسکے گرد ایک احاطہ بنادیا تہا آنحضرت نے اون سے درخواست کی کہ تم اس زمین کو بیچ ڈالو اونہون نے کہا ہمین بیچنا تو منظور نہین ہے اگر آپ چاہین تو بلا قیمت لے لین البتہ ہم لوگ

خدا تعالیٰ سے اس کا اجر طلب کرتے ہین اور اون دونون تیمیون کو جنکی وہ ملک ہے اپنے پاس سے قیمت دیدینگے۔ آپ نے زمین مفت لینا قبول نہ کیا۔ دس مثقال طلا اوسکی قیمت ٹھیراکر خریدا اور حضرت ابوبکر نے اوسکی قیمت اداکردی پھر اوسے صاف وہموار کرکے مسجد کی بنیاد ڈالی اور اوسکی تعمیر مین مصروف ہوئے یاران رسول اور خود آنحضرت صلعم بھی اینٹین ڈھونے مین شریک تھے انصار اور مہاجرین نے جب دیکھا کہ آنحضرت خود اینٹین ڈھونے مین شریک ہین تو سب کے سب کام کرنے لگے اور خوشی اور سرور کی حالت مین کام کرتے جاتے تھے اور رجز پڑھتے تھے۔

لکھا ہے کہ مسجد کی دیوار کچی اینٹون کی اور چھت وستون خرما کی لکڑی سے بنائے گئے تھے اور قبلہ بیت المقدس کی طرف تھا پھر کعبہ کی جانب پھیر دیا گیا۔

مسجد کے تین در قایم کئے ایک تو پایان عمارت مین جس سے عام لوگ آتے جاتے تھے اور ایک در جس سے آنحضرت خود تشریف لیجاتے اور تیسرے در کو باب الرحمۃ کہتے تھے

حضرت عمر فاروق کے زمانہ خلافت تک مسجد نبوی اسی ہیئت مین رہی جب مسلمانون کی کثرت ہوئی تو حضرت عمر نے اوسے وسیع کردیا لیکن سازوسامان مین کچھ تبدیل نہ کی اسکے بعد حضرت عثمان ابن عفان نے اور زیادہ کشادہ کردیا دیوارین سنگ منقش اور گچ کی بنائین اور ستون سنگ منقش کے اور چھت ساج کی لکڑی سے بنائی پھر ولید ابن الملک کے زمانہ مین عمر ابن عبدالعزیز نے اوسکو اور بڑھا دیا ازواج مطہرات کے گھر جو مسجد سے متصل تھے مسجد مین داخل کرلئے۔ پھر مہدی نے جو خلفاء عباسیہ مین تھا اوس مین اور زیادتی کی۔ غرضکہ مسجد نبوی کی ایسی زیب وزینت ہوئی کہ ذوالنون مصری نے جب اوسے آراستہ حالت مین دیکھا تو نہ پہچانا اور کہا افسوس یہ توکسی بادشاہ کی محلسرا سے ہے مین تو اوس کچی اینٹون والی مسجد کو تلاش کرتا تھا جو درخت خرما کی لکڑیون سے بنی تھی اور جسکے فرش مین کنکریان کٹی ہوئی تھین جن سے آنحضرت اور اونکے اصحاب کے اجسام مطہر نے

مس کیا تہا - اسی سال اول ہجرت مین نماز عصر بڑہائی گئے پہلے یہ حال تہاکہ نمازین دو دو رکعت فرض ہوئی تہین صرف نماز شام کی تین رکعتین تہین جب ہجرت کا پہلا سال ختم ہونے پر آیا تو نماز ظہر اور عصر اور عشا مین دو دو رکعتین اور بڑہائی گئین مگر نماز صبح و شام مین کچہہ تبدیلی نہوئی صبح کی وہی دو اور مغرب کی تین رکعتین ہین - اسی سال مین سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور آنحضرت صلعم نے اپنے یارون مین عقد مواخات باندہا اس مین بموجب ایک روایت کے پچاس آدمی انصار اور پچاس مہاجر شامل تہے یہ برادری کا عقد مسجد مین بیٹہکر باندہا گیا تہا - حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم اور خارجہ بن زید اور عتبان بن مالک مین بہائی چارہ ہوا - طلحہ اور زبیر مین حضرت عثمان اور عبد الرحمان ابن عوف اور اوس بن ثابت اور جعفر طیار اور معاذ بن جبل مین عقد برادری ہوگیا - اسپر حضرت علی مرتضی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے ان لوگون مین تو عقد مواخات باندہ دیا مگر میرا بہائی کوئی مقرر نہین کیا آنحضرت صلعم نے جواب دیا "انا اخوک" یعنی تمہارا بہائی مین ہون - اس مواخات کے باب مین دستاویزین لکہی گئی تہین کہ آپسمین ایک دوسرے کی مدد کرین اور محبت رکہین اور ایک سے دوسرے کو میراث پہونچے چنانچہ یاران رسول اللہ اسی عقد کے بموجب میراث لیتے تہے جب غزوۂ بدر کے بعد آیہ کریمہ "اولوالارحام بعضہم اولی ببعض" نازل ہوئی اوسوقت سے عقد مواخات پر میراث لینا موقوف ہوگیا - اسما کے بطن سے عبد اللہ بن زبیر اسی سال مین یا ۲۰ ماہ بعد ہجرت کے پیدا ہوئے مسلمانون کو اونکی ولادت کی بڑی خوشی ہوئی کیونکہ یہود کہتے تہے کہ ہمنے جادو کردیا ہے کسی مسلمان کے لڑکا نہوگا -

کہتے ہین کہ مدینہ کی ہوا مرطوب اور خراب تہی وہان کی سرزمین مین ہمیشہ وبا رہتی تہی زمانہ جاہلیت مین جب کوئی ادہر اودہر سے مدینہ مین آتا تو وبا سے محفوظ رہنے کے لئے گدہے کی بولی بولتا تہا اور اوس زمانہ مین لوگ اس عمل کو رفع وبا کے واسطے بہت مفید جانتے تہے اب مہاجرین کو

مدینہ کی ہوا ایسی ناموافق آئی اور اکثر ایسے بیمار پڑ گئے کہ کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکتے تھے اور ابوبکر صدیق اور بلال بھی بخار مین مبتلا ہوگئے حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ میرے باپ کو جب بخار کی شدت ہوتی تو بہت بیہوشی طاری ہوجاتی تھی آنحضرت نے جب یہ حال دیکھا تو جناب باری مین دعا کی کہ اے سزاوار پرستش مکہ کی طرح مدینہ کو بھی ہمارا دوست بنا دے اور مدینہ کی ہوا کو اچھا کردے اور اس سرزمین مین ہمارے لئے برکت دے اور یہان کی تپ و بیماری کو موضع جحفہ کی طرف منتقل کردے جو رابغ کے پاس ہے فوراً یہ دعا آنحضرت کی قبول ہوئی اور مدینہ کی ہوا مہاجرین کے مزاج کے موافق ہوگئی اور ایک چشم زدن مین کچھ کا کچھ ہوگیا یا تو لوگ بیمار تھے یا فی الفور صحیح و تندرست ہوگئے اور مدینہ مین کسی طرح کی بیماری اور دکھ درد باقی نہ رہا۔

ہجرت کے سال اول مین اذان جاری ہوئی کیفیت اوسکی یہ ہے کہ جب پیمبر صلعم مدینہ مین تشریف لائے اور جمعہ و جماعت کی تاکید فرمائی تو ضرورت اس بات کی پڑی کہ کوئی نشانی ایسی ہونی چاہئے جسے دیکھکر یا سنکر لوگ مسجد مین جمع ہوجایا کرین پس آنحضرت نے سبکو جمع کر کے مشورہ کیا بعض نے کہا کہ بوق کی آواز سے لوگونکو خبر کرنا چاہئے آنحضرت نے اسکو قبول نفرمایا کیونکہ یہ طریقہ یہودیون کا تھا پھر ایک جماعت نے سنکھ بجانیکی صلاح دی آنحضرت نے فرمایا کہ یہ نصاری کا دستور ہے اکثر لوگون نے کہا کہ آگ جلادیا کرو اوسکی روشنی دیکھکر لوگ چلے آیا کرینگے آنحضرت نے فرمایا کہ یہ مجوسیون کا ڈھنگ ہے حضرت عمر فاروق نے التماس کیا کہ یارسول اللہ آپ ایک آدمی کو مقرر کردین وہ نماز کے وقت کہدیا کریگا کہ یہ نماز کا وقت ہے حضرت نے اس تجویز کو قبول فرما کے بلال کو حکم دیا کہ تم "صلوٰۃ جامعۃ" کہدیا کرو۔ اسکے بعد عبداللہ ابن زید انصاری خزرجی نے خواب مین دیکھا کہ ایک مرد سبز پوش ناقوس ہاتھہ مین لئے ہوے اونکے آگے آیا عبداللہ ابن زید نے پوچھا کیا تو اسے بیچتا ہے اوس مرد نے دریافت کیا کہ تم ناقوس

کا کیا کروگے عبداللہ نے جواب دیا کہ مین اسے بجاکر نماز کے وقت سے لوگون کو آگاہ کرونگا اوس نے کہا کہ مین تمکو اس سے بہتر ایک تدبیر نہ بتا دون عبداللہ نے پوچھا کہ بتاؤ اوس مرد نے کھڑے ہوکر کلمات اذان اول سے آخر تک سنا دیئے عبداللہ ابن زید نیند سے جاگ اوٹھے اور مسجد نبوی مین حاضر ہوکر آنحضرت سے عرض کیا آنحضرت نے فرمایا سبحان اللہ دعوت نماز انہی کلمات سے چاہیے پھر بلال کو حکم ہوا کہ تم خوش آواز ہو اوٹھو اور اذان دو روایت ہے کہ اسی رات کو حضرت عمر نے بھی خواب مین یہی واقعہ دیکھا جب بلال کی آواز سنی تو آپنے گھر سے آکر آنحضرت سے اپنا خواب بیان کیا کہتے ہین کہ اوسی رات کو سات اصحاب نے یہی خواب دیکھا تھا۔

روایت ہے کہ ایک دفعہ فجر کی نماز کیوقت حضرت بلال جناب رسول کریم کے در حجرہ پر آئے اور کہا ”الصلوۃ یا رسول اللہ“۔ اہل حرم نے جواب دیا حضور سوتے ہین حضرت بلال نے باآواز بلند کہا ”الصلوۃ خیر من النوم“ آنحضرت صلعم نے اس کلمہ کو اذان فجر مین داخل کردیا۔

اسی سال اول ہجرت مین شہر مدینہ کے باہر ایک بھیڑیا بکریون کے گلہ مین آپڑا اور ایک بکری کو اوٹھا لے گیا چرواہا اوسکے پیچھے دوڑا اور بکری کو چھڑا لیا بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا اور اوپر بیٹھکر چرواہے سے کہا کہ رزاق مطلق نے مجھے رزق دیا تھا تونے چھین لیا چرواہے نے بھیڑیئے سے آدمی کی سی باتین سنکر بہت تعجب کیا بھیڑیا بولا ای چرواہے یہ تو کچھہ تعجب کی بات نہین۔ عجیب تر وہ ہے کہ شہر مدینہ کے سنگستان اور نخلستان مین ایک آدمی گذشتہ اور آیندہ کی خبرین دیتا ہے وہ چرواہا یہودی تھا اور آنحضرت کی نبوت سے سخت منکر جب اوس نے جانور سے یہ بات سنی تو آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور ساری داستان بیان کی آپنے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے یہ امر آثار قیامت کا ایک نشان ہے۔

اسی سال مین آنحضرت نے مسلمانون کو عشرہ محرم کے دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ مدینہ کے یہودی عاشورہ کو روزہ رکتے تھے
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ دن بڑا بزرگ ہے خدا تعالیٰ نے اسی دن موسیٰ کو فرعون کے ہاتھ
سے خلاصی بخشی تھی اور موسیٰ نے آج کے دن شکرگذاری کا روزہ رکھا تہا پس اہل اسلام کو بھی روزہ
رکھنا چاہئے۔ چنانچہ آنحضرت نے خود بھی روزہ رکھا اور لوگون کو بھی حکم دیا۔ جب ماہ رمضان
کے روزے فرض ہوئے تو روز عاشورہ کے روزہ کا اہتمام اور مبالغہ جاتا رہا مستحب ہے کہ
نوین تاریخ کو بھی دسوین تاریخ سے ملالیا جائے کیونکہ بصحت تمام ثابت ہے کہ آنحضرت نے اپنی
عمر کے آخر مین فرمایا تہا کہ اگر سال آیندہ تک میری حیات باقی رہی تو نوین تاریخ بھی روزہ رکھونگا۔
سال دوم ہجرت مین آنحضرت نے براء ابن معرور کی قبر پر نماز پڑہی یہ صاحب آنحضرت کے
مدینہ مین تشریف لانے سے ایک مہینے پہلے انتقال کر چکے تھے مدینہ مین آکر آپنے اصحاب کی
جماعت کے ساتھہ اونکی قبر پر جاکر نماز پڑہی انصار کے نقیبون مین سب سے پہلے انہون نے
وفات پائی ہے۔ اسی سال مین اسعد ابن زرارہ نے وفات پائی اور جنت البقیع مین سب سے
پہلے یہی مدفون ہوئے یہ بھی انصار کے نقیب تھے پھر تو بنو النجا آنحضرت کی خدمت مین حاضر
ہوئے اور عرض کیا کہ یا حضرت ہمارا نقیب مرگیا ہے اوسکی جگہہ کوئی اور شخص تجویز کر دیجئے آپ
نے جواب دیا "انا نقیبکم یعنی تمہارا نقیب مین ہون۔ کلثوم ابن الہدم نے بھی اسی سال وفات
پائی۔ مشرکین کی ایک جماعت نے اسی سال مین دنیا سے کوچ کیا انمین عاص ابن وائل سہمی اور
ولید ابن مغیرہ بھی تھے۔ ولید ابن مغیرہ نزع مین بہت رویا ابوجہل نے ازراہ دلسوزی پوچھا بھائی
کیون روتے ہو اوس نے جواب دیا واللہ موت کے ڈر سے تو مین نہین روتا بلکہ اس لئے روتا
ہون کہ مکہ مین ابی کبشہ کا دین پھیلے گا۔
ابوسفیان نے اوسکی تسلی کی اور کہا تو مت ڈر مین ضامن ہوتا ہون کہ ابی کبشہ کا دین

نہ پہیلنے پاوے گا۔

واضح ہو کہ قبیلہ خزاعہ مین ایک شخص کا نام ابی کبشہ تھا اوس نے بتون کی پرستش کے باب مین قریش کی مخالفت کی تھی اور آنحضرت بہی بتون اور بت پرستون کی تکذیب اور توہین کرتے تہے اس لئے مشرکان عرب نے آپ کا نام بہی ابی کبشہ رکہہ چہوڑا تہا۔

سال اول ہجرت مین یہود قریظہ اور نضیر اور قینقاع نے آکے آنحضرت سے صلح کر لی اور عہدنامہ تحریر ہو گیا۔

اسی سال مین قبلہ تبدیل ہوا۔ اہل احادیث لکھتے ہین کہ آنحضرت پہلے سولہ سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑہتے رہے پہر آپکے دل مین آیا کہ اگر کعبہ قبلہ ہو جائے تو بہت اچہا ہے کیونکہ وہ میرے باپ ابراہیم کا قبلہ تہا چنانچہ ایک بار آنحضرت نے جبرئیل سے بہی فرمایا تہا کہ اگر خداوندکریم میرے باپ ابراہیم کے قبلہ کو میرا قبلہ بنادے تو مین بہت خوش ہون حضرت جبرئیل نے جواب دیا کہ حضور جیسے تم خدا کے بندے ہو ویسا ہی ایک مین بہی ہون تم اپنا مطلب خدا سے عرض کرو شاید وہ تمہاری دعا قبول فرمائے یہ کہکر حضرت جبرئیل تو رخصت ہو گئے مگر آنحضرت کے دل مین یہی دہن لگی رہی آخر کار ماہ رجب کے نصف مہینے مین دوشنبہ کے روز سال دوم ہجرت مین جبرئیل امین یہ آیت لائے۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۖ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۚ (سورۃ البقرہ۔ سیقول)

ترجمہ۔ اے پیغمبر حکم تحویل قبلہ کے انتظار مین تمہارا منہ پہیر پہیر کر آسمان کی طرف دیکھنا ہم ملاحظہ فرمارہے ہین گہبراؤ نہین جو قبلہ تم چاہتے ہو ہم تمکو اوسی کی طرف پہر جانے کا حکم دینگے اچہا تو اب نماز پڑہتے وقت مسجد محترم یعنی کعبہ کی طرف اپنا منہ کر لیا کرو اور مسلمانون تم بہی جہان کہین ہوا کرو اوسی

کی طرف اپنا منہ کرلیا کرو۔

آنحضرت صلعم بادر بشیر ابن البرا ابن معرور کے گھر مین تھے اور نماز ظہر کے وقت اوس محلہ کی مسجد مین جماعت اصحاب کے ساتھہ نماز پڑہ رہے تھے جب دوسری رکعت مین پہونچے تحویل قبلہ کی آیت نازل ہوئی پس آنحضرت عین نماز مین کعبہ کی طرف متوجہ ہوگئے مقتدیون کی صفین بھی اوسی طرف پھر گئین اس لئے اوس مسجد کا نام ذی القبلتین رکھا گیا۔

جب تبدیل قبلہ کی خبر لوگون مین مشہور ہوئی تو ہر قوم اور گروہ نے اپنی اپنی عقل اور فہم کے بموافق اسکی توجیہہ کی۔ منافق کہنے لگے کہ ان لوگون کو کیا ہوگیا ہے کہ ایک عرصہ تک جس قبلہ کی طرف متوجہ رہے اوسکو چھوڑ دیا بعض یہودیون نے کہا کہ محمد اپنے مولد اور وطن کا مشتاق ہے اسلئے اپنے شہر کی طرف منہ کرلیا۔

جب قبلہ تبدیل ہوگیا تو مسجد شریف مدینہ کی بنا بھی تبدیل کی گئی اور مسجد قبا کو بھی بدل دیا۔ آنحضرت صلعم نے اپنے دست مبارک سے اوسکی تعمیر کی خود پتھر ڈہوتے تھے اور اصحاب بھی آپکے ساتھہ شریک تھے ہر شنبہ کے دن آنحضرت پیادہ پا اوس مسجد مین جایا کرتے تھے اوسکی فضیلت مین فرمایا ہے کہ جو کوئی وضو کامل کرکے اس مسجد مین نماز پڑہیگا اوسکو عمرہ کا ثواب حاصل ہوگا۔

عقد سیدۃ النساء

اسی سال کے ماہ رجب مین حضرت علی مرتضیٰ اور فاطمۃ الزہرا کا نکاح ہوا۔ اسوقت حضرت زہرا کی عمر شریف اٹھارہ برس کی اور حضرت علی کی اکیس برس پانچ مہینے کی تھی۔

حضرت علی کے یارون نے اون سے کہا کہ یا علی تمھین آنحضرت کے ساتھہ ایک بڑی خصوصیت ہے فاطمہ کی خواستگاری کرو حضرت علی فرماتے ہین کہ مین نے اپنے دل مین سوچا

کہ مین مفلس اور تہیدست ہون کیونکر ایسی درخواست کرون مگر ڈرتے ڈرتے آپکی خدمت مین گیا اور سلام کر کے چپکا بیٹھہ رہا کشف نبوت سے آنحضرت میرے دل کے راز پر آگاہ ہو گئے سلام کا جواب دیکر پوچھا یا علی اپنی حاجت بیان کرو مین نے التماس کی کہ فاطمہؓ کی خواستگاری کرتا ہون آنحضرتؐ نے فرمایا مرحباً واہلاً اسکے بعد چپ ہو رہے کچھہ نہ بولے مین اوٹھکر باہر چلا آیا انصار نے مجھسے پوچھا کہ کہو کیا ٹھیری مین نے کہدیا کہ مجھے نہین علوم آپنے صرف مرحباً واہلاً کہدیا ہے لوگون نے کہا کہ بس اتنا ہی کہدینا کافی ہے گویا حضرتؐ نے تم کو اپنے اہل کو بھی دیا اور خوشی وراحت بھی بخشی اس کے بعد پھر جب حضرت علی آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو آنحضرت نے پوچھا کہ اے علی تم نے فاطمہؓ کی خواستگاری تو کی ادائے مہر کے واسطے بھی تمہارے پاس کچھہ ہے حضرت علی نے التماس کی کہ یارسول اللہ میرے پاس کچھہ بھی نہین جو اونکے مہر کے لائق ہو مگر ایک زرہ اور گھوڑا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ گھوڑا تو تمہاری ضرورت کی چیز ہے البتہ زرہ کو بیچ ڈالو حضرت علی بازار تشریف لیگئے اور زرہ کو بازار مین بیچنے لگے حضرت عثمانؓ ابن عفان نے چار سو اسّی درہم کو خرید لیا حضرت علی اون درہمون کو ردا مین باندہکر آنحضرتؐ کے پاس لیگئے حضرتؐ نے پوچھا یہ کتنے درہم ہین حضرت علی کچھہ نہ بولے آنحضرتؐ نے ایک مٹھی درہم اوٹھاکر حضرت بلالؓ کو دئے کہ تم خوشبودار اشیا مین ان سے خرید لاؤ۔ پھر ام سلیم سے کہا کہ ان باقی درہمون کو اور اسباب کی خرید مین خرچ کرو ام سلیم نے اونہین گنا تو دو سو درہم تھے اون سے اشیا ذیل خریدی گئین۔ دو چادرین۔ دو چاندی کے بازوبند قطیفہ۔ تکیہ۔ ایک پیالہ۔ ایک چکّی۔ ایک چھلنی۔ دو مشکی۔ ایک مشک۔ دو تھالی۔ چار تکیے۔ دو مین تو اون بھری تھی اور دو مین لیف خرما تھا۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اوسوقت مین حضورؐ کی خدمت مین حاضر تھا بشرہ مبارک پر آثار نزول وحی ظاہر ہوئے جب وحی آچکی تو آنحضرتؐ نے مجھسے فرمایا کہ اے انس اللہ تعالی

مجھے حکم دیتا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کردون تو جا اور ابوبکر و عثمان و طلحہ و زبیر و انصار کی ایک
جماعت کو بلا لا حضرت انس کہتے ہین کہ مین گیا اور اون سب کو بلا لایا آنحضرت نے خطبہ نکاح پڑہا
حضرت علی اوس وقت حاضر نہ تھے "الحمد للہ المحمود بنعمتہ المعبود بقدرتہ المطاع بسلطانہ المرہوب من
عذابہ وسطوتہ النافذ امرہ فی سمائہ وارضہ الذی خلق الخلق بقدرتہ ومیزہم باحکامہ واعزہم بدینہ و
اکرمہم بنبیہ محمد ان اللہ تبارک اسمہ وتعالت عظمتہ جعل المصاہرۃ سببا لاحقا وامرا مفترضا وشج
بہ الارحام والزم الانام فقال عز من قائل وہو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصہرا وکان ربک
قدیرا فامر اللہ تعالیٰ یجری الی قضائہ وقضائہ یجری الی قدرہ ولکل قضاء قدر ولکل قدر اجل ولکل اجل کتاب
یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب ثم ان اللہ عز وجل امرنی ان ازوج فاطمہ من علی بن ابی طالب
فاشہدوا انی قد زوجتہ علی اربعمائۃ مثقال فضۃ ان رضی علی بذلک"

اسکے بعد چہوارون کا ایک طشت منگوا کے سب کو اجازت دی کہ لوٹ لو چنانچہ حاضرین نے
ہاتھون ہاتھ لوٹ لیا اتنے مین علی مرتضیٰ بہی آگئے آنحضرت نے اونہین دیکھکر تبسم فرمایا اور کہا
اے علی اللہ جلشانہ نے بہی حکم دیدیا کہ فاطمہ کا تیرے ساتھہ نکاح کردون سو مین نے چارسو مثقال
چاندی مہر مقرر کرکے نکاح کردیا تم بہی اسپر راضی ہو کہ نہین حضرت علی مرتضیٰ نے عرض کیا کہ یا حضرت
مین راضی ہون۔ پھر فاطمہ کو ام سلیم کے ساتھہ علی مرتضیٰ کے گہر بھیجدیا پیچھے سے آپ بہی پانی کا ایک
کوزہ لیکر وہان تشریف لیگئے اور دہن مبارک کا لعاب اوس پانی مین ڈالکر معوذتین اور دیگر دعائین
اوسپر پڑہین اور علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ اس کوزہ مین سے وضو کرو اور پانی پیو۔ پھر فاطمہ سے بہی کہا
کہ تم بہی پیو اور وضو کرو جب دونون وضو کرچکے تو آنحضرت نے دعا کی کہ خداوند تعالیٰ ان دونون
مین الفت دلی اور برکت عطا کرے اس کے بعد آنحضرت نے وہان سے چلے آنیکا ارادہ کیا حضرت
فاطمہ رض رونے لگین رسول خدا نے فرمایا کہ اے میری لخت جگر کیون روتی ہے مین نے تجہے ایسے

شخص کے نکاح مین دیا ہے جس کا اسلام سب سے آگے ہے اور علم و خلق سب سے زیادہ معرفت الٰہی بھی اوسکو سب سے بڑہکر حاصل ہے

خواجہ کائنات نے اونکے ولیمہ کے واسطے خرما اور مویز عنایت فرمائی پس حضرت فاطمہؓ کے نکاح کا ولیمہ اتنا ہی تہا بعدازان آنحضرت نے فرمایا کہ گھر کے اندر کا سب کام روٹی پکانا جہاڑو دینا اور چکی پیسنا تو فاطمہ اپنے ہاتھہ سے کیا کرین اور باہر کے کام یعنی اونٹون کو پانی پلانا اور بازار سے سودا خرید لانا حضرت علی یا اون کی مان فاطمہ بنت اسد کرین پس ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہا۔

غرضکہ ہجرت کے پہلے ہی سال مین مسلمانون کا پورا پورا تسلط مدینہ پر ہوگیا صرف فاقہ کشی کی تکلیف رہگئی جسمین مہاجر عرصہ تک گرفتار رہے۔جب تک امیر انصار یعنی مسلمانان مدینہ کے پاس سرمایہ رہا وہ غریب مہاجرون کی خبر لیتے رہے اور جب خود مفلس ہو گئے تو امیر و غریب سب یکسان تھے۔ یہ زمانہ مسلمانون کے لئے بڑے امتحان کا تہا جسمین آج کل کے مسلمان پورے نہین اوتر سکتے۔ اپنا مال اپنے بہائی مسلمانون کو کہلا کے خود خالی ہاتھہ رہجانا اونہین مسلمانون کا کام تہا۔ مگر خدا بھی ایسے ہی لوگون کی مدد بہت خوشی خوشی کرتا ہے چند ہی سال مین یہ مصیبت بھی رفو چکر ہوکر وہی مثل ہوگئی کہ

برسر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد۔ وہ اپنے بھائیون پر جان نثار کرنیوالے نہ رہے مگر اون کا نام نیک ہمین شرمانے کو باقی رہگیا۔تاریخ اسلام مین ہجرت مدینہ کا واقعہ بہت بڑا سمجھا جاتا ہے اور اوسی سے سنہ ہجری کا شروع ہے یکم محرم سنہ ایک ہجری کو سولہ[۱۶] جولائی ۶۲۲ء جمعہ کا دن سمجھنے سے آج تک کا حساب ٹھیک بیٹھہ جاتا ہے۔

واقعات سنہ ۲ ہجری

ایک دن حضرت علی مرتضی نے جناب فاطمہ زہرا سے فرمایا کہ مین تو کنوئین سے پانی کھینچتے کھینچتے تنگ ہوگیا ہون حضرت خاتون جنت نے فرمایا مین بھی چکّی پیستے پیستے بہت دق ہوئی ہون اے علی تم

دیکھوکہ میرے ہاتھون مین آبلے پڑگئے ہین حضرت علی نے صلاح دی کہ تم رسول خدا کی خدمت
مین جاؤ اور اپنا حال عرض کرکے ایک خادمہ کی درخواست کرو جناب فاطمہ رسول خدا کے گھر تشریف
لیگئین مگر اوس وقت حضور گھر مین تشریف نرکھتے تھے آپ اپنا حال اور مطلب حضرت عائشہ
صدیقہ سے عرض کرکے چلی آئین جب حضرت گھر مین آئے تو جناب عائشہ نے عرض کیا کہ یا
رسول اللہ فاطمہ گھر کے کام کی محنت و مشقت سے بہت خستہ ہین چاہتی ہین کہ میرے لئے کوئی
خادمہ ملجائے مناسب ہے کہ آپ ایک خادمہ اونکے لئے تجویز کردین حضرت سید الرسل ہادی
سبل صلی اللہ علیہ وسلم علی مرتضیٰ کے گھر تشریف لیگئے حضرت علی اوس وقت سونے کے ارادہ
سے لیٹے تھے چاہا کہ اوٹھ بیٹھین مگر آنحضرت صلعم نے منع فرمایا اور اونکے سرہالین بیٹھ گئے اور
فاطمہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے کہ بیٹیا تم خادمہ مانگنے میرے گھر گئی تھین حضرت علی بول اوٹھے
یارسول اللہ یہ خود تو نہین گئی تھین مگر مین نے بھیجا تھا انکے چکی پیستے پیستے ہاتھون مین آبلے
پڑگئے ہین اور نہایت تکلیف ہے۔ جناب سرور کائنات نے فرمایا کہ مین تم لوگون کو ایسی چیز بتاتا
ہون جو خادمہ سے بھی بہتر ہو تم سوتے وقت چونتیس ۳۴ بار اللہ اکبر اور تینتیس ۳۳ بار الحمد للہ اور اوسیقدر
سبحان اللہ پڑھکر سورہا کرو تمہارے واسطے خادم سے بہتر ہوگا۔ جناب علی فرماتے ہین کہ مین اوسیوقت
سے اسمین مشغول ہوگیا بعد ازان کبھی ترک نہ کیا اور اس عمل کے سبب ہمیشہ دل قوی رہا اور کبھی
کسی کام سے نہین تھکا اسی سال کے ماہ شعبان مین رمضان کے روزے فرض ہوئے چنانچہ
مسلمانون نے اسی سال رمضان شریف مین روزے رکھے اور عید کی نماز پڑھی اور صدقۂ
فطر واجب ہوا۔

اسی سال مین جہاد کی بنیاد پڑی اور آیہ کریمہ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ط وَ
اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ نازل ہوئی۔

ترجمہ۔ اب اون کو بھی لڑنے کی اجازت ہے اس واسطے کہ اون پر ظلم ہو رہا ہے اور کچھ شک وشبہ نہین کہ اللہ اونکی مدد کرنے پر قادر ہے۔

واضح ہو کہ جب کفار کی شرارت اور بغض وعناد اور اہل اسلام پر ایذا رسانی حد سے گذر گئی اور ایماندار لوگ اونکے ظلم وستم اوٹھاتے اوٹھاتے تنگ آ گئے مگر اب تک خدا کی طرف سے کوئی حکم اس باب مین نہ آیا تھا اسلئے سوائے اس کے کہ کفار کی جور وجفا کا تحمل کرین کوئی چارہ نہ تھا اگرچہ ایمانداروں پر اونکی ایمانداری اور مسلمان ہونیکی خاطر سے کفار کا ظلم وستم بے انتہا ہوتا تھا اور مسلمان ہونا گویا تیر بلا کا اونکو نشانہ بننا تھا یہان تک کہ جو مسلمان ہوا کفار کا اوسپر غضب ٹوٹ پڑا وہ لوگ اوسکو ذات برادری کھانے پینے ملنے جلنے سے خارج کر دیتے تھے اور تشنۂ خون بنجاتے تھے۔ ابو جہل کا تو یہ حال تھا کہ لوگون کو مال ومتاع دنیوی کا لالچ دے دیکر اور اپنی حکومت وسرداری سے ڈرا ڈرا کر اسلام سے روکتا تھا اسپر بھی خدا کے فضل وکرم سے بہتسے لوگ ہدایت پاکر اور معجزات واخلاق محمدیہ دیکھکر صدق نبوت پر ایمان لاتے تھے اور اپنے دین سے ہاتھہ اوٹھاکر بلا جبر واکراہ اسلام اختیار کرتے تھے اور کفار سے بھی جہانتک بن سکتا تھا ایذا رسانی سے باز نہ رہتے تھے۔ جب اونکا ظلم وستم حد سے باہر ہو گیا تو اللہ جلشانہ نے اپنے حبیب صلعم کو حکم دیا کہ مشرکون کا مقابلہ کر۔ اس سے یہ مقصود نہ تھا کہ کافرون کو مار مار کر مسلمان کر لیا جائے بلکہ غرض اصلی یہ تھی کہ وہ کفار جو حاکمانہ شوکت رکھتے تھے اور اشاعتِ اسلام اور خدا پرستی مین رخنہ انداز ہوتے تھے اونہین مغلوب کرو تاکہ اونکی شوکت ٹوٹ جائے اور وہ ایمانداروں کو تکلیف دینے کے قابل نرہین اور ضمناً اوس مین یہ فائدہ بھی نکلے کہ وہ خود بھی اپنی گمراہی سے باز آوین اور دین برحق کی طرف رجوع کرین پس جو لوگ اس حکم کو صرف مسلمان کرنیکے لئے سمجھتے ہین وہ محض گمراہ اور جھوٹے ہین اگر ایسا ہوتا تو اکثر یہود ونصاریٰ کو جو عرب مین بطور رعایا کے جزیہ قبول کرکے مسلمانون کے زیر حکومت رہتے تھے

بہت آسانی سے فرداً فرداً مار دہاڑ کر کے مسلمان کر لیتے اور پھر اورون کے ساتہہ مقاتلہ کرتے استغفر اللہ کبھی ایسا نہین ہوا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اون لوگون کے ساتہہ جو بطور رعایا مسلمانون کی عملداری مین رہتے تہے اوسیطرح سے پیش آتے جیسے کہ اپنے بہائی مسلمانون سے پیش آتے تہے اور بجز پند و نصائح اور اظہار معجزات کے کبھی کسی نہج کا جبر و اکراہ اونپر روا نہین رکہا اور انفصال خصومات مین کبھی ایسا نہین ہوا کہ مسلمانون کی عزت کی ہو اور اون کو ذلیل سمجھا ہو جب صورت حال یہ تہی توان مخالفین کا بیہودہ گمان محض بے ایمانی ہے۔

جب اللہ جلشانہ نے حکم مقاتلہ اور محاربہ کا دیا تو اہل اسلام نے کفار موذی کے ساتہہ مقاتلہ کرنے مین کچہہ تامل نہ کیا۔

مخفی نرہے کہ اہل سیر کی اصطلاح مین اوس لشکر کو جسمین آنحضرت صلعم خود بہ نفس نفیس شامل ہوتے تہے غزوہ کہتے ہین اور جسمین آنحضرت خود تشریف نہین لیجاتے تہے بلکہ یاران و اصحاب مین سے کسی کو بہیجدیتے تہے وہ سریہ کہلاتا تہا۔

کل بیس جگہہ اتفاق مقاتلہ اور محاربہ کا ہوا ورنہ خدا کے فضل اور آنحضرت کی برکت اور اظہار معجزات سے بلا مقاتلہ اور محاربہ ہی صدہا۔ ہزارہا آدمی آنحضرت اور صحابہ کی خدمت مین آ کے مسلمان ہوتے تہے یہ قدرت خدا اور دین برحق کی برکت ہی تہی کہ لوگ بلا جبر و اکراہ دین اسلام کی طرف مائل ہوتے رہے۔ خویش و اقربا۔ جاہ و حشمت۔ عیش و آرام دنیوی چہوڑ چہوڑ کے مسلمان ہوجاتے تہے اور صدق دل سے آنحضرت پر ایمان لا کے اوسی مین دونون جہان کی بہبودی جانتے تہے اور بعد مسلمان ہونیکے دنیوی بلاؤن مین ایسے گرفتار ہوجاتے تہے جسکا بیان نہین ہوسکتا کفار کی مار پیٹ۔ زور و ظلم۔ لوٹ کہسوٹ۔ تضحیک و تذلیل سے کوئی بات باقی نہ رہتی تہی جو مسلمانون پر نگذرتی ہو۔ مسلمان لوگ بہوک پیاس رنج و تکلیف سب کچہہ سہتے تہے مگر اسلام سے مُنہ نہین پہیرتے

تھے۔ باوجودیکہ پیغمبر خدا کی صحبت اور تابعداری لذات دنیوی کی طرف سے اون کے حق مین ایک زہر قاتل بن جاتی تھی تو بھی ایماندار لوگ آنحضرت پر جان فدا کیے دیتے تھے اور ننگے بھوکے رہنا ہزار خلعت اور لاکھہ نعمت سے بہتر جانتے تھے ہرچند کفار اون کو طمع دیتے اور بہکاتے کہ تم لوگ محمد کا ساتھہ چھوڑدو اور ہم سے روپیہ۔ اشرفی۔ خلعت۔ پوشاک لو عزت وحشمت سے رہو مگر اون کو آنحضرت کی متابعت اور اسلام مین ایسا حظ روحانی اور سرور دلی حاصل ہوجاتا تھا کہ دنیوی تکلیفین گوارا کرتے کفارون کے ہاتھہ لوٹے مارے جاتے مگر اسلام کو نچھوڑتے تھے۔

جب حضرت رب العزت سے مقاتلہ اور محاربہ کی اجازت ملی تو بھی ایمانداروں کو کچھہ جاہ وحشمت اور دولت وثروت نہین ملگئی بلکہ دنیوی مصیبتین اور تکلیفین اور زیادہ ہوگئین کیونکہ کفار زدولت اور زر و مال اور جمعیت وحشمت سے خوش حال اور ڈھال وتلوار اور تیر وتبر سے ہر طرح مسلح وتیار تھے اور مسلمان بیچارہ فاقہ کش پیٹ سے پتھر باندھے ہوئے پیادہ پا نہ اسلح وہتیار سے درست اور نہ تیر وتبر سے چاق وچست اون کے مقابلہ کو آمادہ اور مستعد ہوجاتے تھے ظاہر ہے کہ ایسے بیسر وسامان لوگون کو صاحبان دولت وحشمت سے مقابلہ کرنے مین بجز اسکے کہ آفت قتل وغارت مین مبتلا ہوجائین کیا فائدہ حاصل ہوسکتا تھا۔

مگر خدا کی قدرت کے قربان کہ وہ اپنے سچے ایمانداروں کی ایسی مدد کرتا تھا کہ اس بیسر وسامانی پر بھی وہی بھوکے پیاسے آدمی بڑے بڑے لشکرون پر فتحیاب اور غالب ہوجاتے تھے کیا یہ بات اون لوگون کی حقیقت پر دلیل نہین ہوسکتی کیا ایسے ایسے واقعون سے ثابت نہین ہوتا کہ خدا اونکے ساتھہ تھا اِس امر مین جو کوئی انصاف کے ساتھہ سوچے گا صاف جان لیگا کہ غزوات محمدیہ کا ایک ایک واقعہ ہزار ہزار قدرت الٰہی پر دلالت کرتا ہے اور معجزہ مین داخل ہے پس دشمنان اسلام کا یہ قول کہ اسلام بزور شمشیر جاری ہوا ہے اگر شمشیر زنی نہوتی تو جاری نہین ہوسکتا تھا کیسا بے سرو پا اور

بے بنیاد ہے۔

اب ہم محاربات کا مفصل حال لکھتے ہین تاکہ ہر موافق و مخالف پر آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو جائے کہ فی الحقیقت محض شمشیر زنی کو باعث ترقی اسلام جاننا بڑی غلطی کی بات ہے۔

جب اللہ جلشانہ نے اپنے سچے اور ایماندار اور مقدس بندون کو کفار کے ظلم و ستم سے بچانے کے لئے مقاتلہ اور محاربہ کا حکم دیا تو آنحضرت نے غریب اور مسکین مشرکون سے دیندار مسلمانون کو محاربہ اور مقاتلہ کی اجازت ندی اگرچہ وہ لوگ بھی مسلمانون کے دشمن تھے اور ہمیشہ اظہار خصومت کرتے رہتے تھے اور مسلمانون کو بھی اون لوگون کا مار پیٹ لینا بہت آسان تھا مگر حاشا و کلا کبھی ایسا نہین ہوا بلکہ مسلمان اون لوگون کے ساتھہ آمادہ قتال و جدال ہوئے جو ہر طرح سے صاحب قوت و حشمت تھے اور مسلمانون کو لوٹ مار کر کے اذیت دیا کرتے تھے۔

ترجمہ مغازی الرسول مین واقدی علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ۔

۱- ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کو آنحضرت صلعم مدینہ مین تشریف لائے۔

۲- ماہ رمضان مین ہجرت سے ساتوین مہینے پہلا لواے اسلام رسول خدا صلعم نے قافلۂ قریش کے مقابلہ کے لئے حضرت حمزہ بن عبد المطلب کو بنا کر دیا۔

۳ ہجرت سے آٹھوین مہینے شوال مین رابغ پر جب لشکر اسلام گیا تو دوسرا لوا حضرت عبیدہ بن الحارث کے لئے بنایا گیا۔ رابغ قدید کی راہ پر جحفہ سے دس منزل ہے۔

۴- ہجرت سے نوین مہینے ذلقعدہ مین آنحضرت صلعم نے بامارت حضرت سعد بن ابی وقاص لشکر اسلام کو خرار کی طرف روانہ کیا۔

۵- ہجرت سے بارہوین مہینے ماہ صفر مین رسول خدا صلعم غزوۂ مقام ابواء کے ارادہ سے روانہ ہوئے مگر وہان کے لوگ بھاگ گئے اور لڑائی نہوئی اس لئے لشکر مسلمانان کو واپس آنا پڑا اس سفر

مین پندرہ دن لگے۔

۶۔ ہجرت سے تیرہوین مہینے ربیع الاول مین آنحضرت صلعم نے جُحفہ کے قریب بمقام بواط سے وہان کے غزوہ کا قصد کیا کیونکہ قریش کا ایک قافلہ وہان آنیوالا تھا جسکے ساتھ ڈہائی ہزار اونٹ اور امیہ بن خلف وغیرہ تھے مگر یہ قافلہ بھی ہاتھہ نہ آیا اور آنحضرت نے مراجعت فرمائی۔

۷۔ ہجرت سے تیرہوین مہینے ربیع الاول مین رسول خدا صلعم نے کُرز بن جابر الفہری کی طلب مین غزوہ کیا اور بدر تک ہوکر واپس آئے۔

۸۔ ہجرت سے سولہوین مہینے جمادی الثانی مین آنحضرت صلعم نے اوس قافلہ قریش پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا جو شام کو جاتا تہا اسکو غزوہ ذی العشیرہ کہتے ہین۔

۹۔ ہجرت سے سترہوین مہینے رجب مین وہان سے واپس آکر عبداللہ بن جحش کو نخلہ کی طرف روانہ کیا۔

۱۰۔ غزوہ بدر۔ ہجرت سے اونیسوین (۱۹) مہینے ۱۷ رمضان روز جمعہ کو ہوا۔

۱۱۔ ۲۵ رمضان کو ہجرت سے اونیسوین (۱۹) مہینے عمیر بن عدی بن خرشہ نے عصماء بنت مروان کو قتل کیا اور ایک سریہ لشکر قلیل سے ہوا۔

۱۲۔ ہجرت سے بیسوین (۲۰) مہینے شوال مین ایک سریہ سالم بن عمیر کی طرف بھیجا گیا جس نے ابو عفک کو قتل کیا تہا۔

۱۳۔ ہجرت سے بیسوین (۲۰) مہینے نصف شوال مین غزوہ قینقاع ہوا۔

۱۴۔ ہجرت سے بائیسوین (۲۲) مہینے ذیحجہ مین غزوہ سویق ہوا۔

۱۵۔ تیئیسوین مہینے محرم مین مقام کدر مین غزوہ بنی سُلیم ہوا۔

۱۶۔ ۲۵ وین مہینے ربیع الاول مین ابن الاشرف کے قتل کے لئے جماعت قلیل کے ساتھہ ایک سریہ بھیجا گیا۔

۱۷- ۲۵ وین مہینے ربیع الاول مین غزوۂ غطفان بمقام نجد ہوا جسکو ذوآمر بھی کہتے ہین۔

۱۸- ایک سریہ مین عبداللہ بن اُنیس سفیان بن خالد بن منیح الہذلی کی طرف بھیجے گئے۔ عبداللہ مدینہ سے ۵ محرم کو دوشنبہ کے دن روانہ ہوئے اور ۲۱ محرم شنبہ کو واپس آ گئے۔

۱۹- ۲۷ وین مہینے جمادی الاول مین غزوۂ بُحران ہوا۔

۲۰- ۲۸ وین مہینے جمادی الثانی مین ایک لشکر بامارت زید بن حارثہ ابو سفیان بن حرب کے مقابلہ کے لیے قردہ بھیجا گیا۔

۲۱- ۳۲ وین مہینے شوال مین غزوۂ اُحد ہوا۔

۲۲- ۳۲ وین مہینے شوال مین غزوۂ حمراء الاسد ہوا۔

۲۳- ۳۵ وین مہینے محرم مین ایک لشکر بامارت ابو سلمہ بن عبدالاسد برائے مقابلہ بنی اسد قطن بھیجا گیا۔

۲۴- ۳۶ وین مہینے صفر مین ایک لشکر بامارت منذر بن عمرو بیر معونہ کو گیا۔

۲۵- غزوۂ الرجیع بامارت حضرت مرثد رضی اللہ عنہ ۳۶ وین مہینے صفر مین ہوا۔

۲۶- غزوہ بنی نضیر- ۳۷ وین مہینے ربیع الاول مین ہوا۔

۲۷- غزوۂ بدر الموعد- ۴۵ وین مہینے ذیقعدہ مین ہوا۔

۲۸- ۴۶ وین مہینے ذی الحجہ مین ابی الحُقیق کے مقابلہ کے لئے سریہ ابن عتیک بھیجا گیا- جب سلام بن ابی الحقیق قتل ہوا تو یہودی گھبرائے ہوئے خیبر مین اسلام بن شکم کے پاس پہونچے اوس نے توانکار کیا مگر اوسکا سردار بنی بت ادسیر بن زارم یہود کی حمایت کو تیار ہوگیا۔

۲۹- غزوۂ ذات الرقاع- ۴۷ وین مہینے محرم مین ہوا۔

۳۰- غزوۂ دومۃ الجندل- ۴۹ وین مہینے ربیع الاول مین ہوا۔

۳۱ - غزوۂ المریسیع شعبان سنہ ۵ھ میں ہوا۔

۳۲ - جنگ خندق ذیقعدہ سنہ ۵ھ میں ہوئی۔

۳۳ - غزوۂ بنی قریظہ آخر ذیقعدہ و اوائل ذی الحجہ سنہ ۵ھ میں ہوا۔

۳۴ - سریہ ابن اُنیس واسطے سفیان بن خالد بن نبیح کے محرم سنہ ۶ھ میں بھیجا گیا۔

۳۵ - سریہ محمد بن مسلمہ قرطا کی طرف محرم سنہ ۶ھ میں بھیجا گیا۔

۳۶ - غزوۂ غابہ بمقابلہ بنی لحیان ربیع الاول سنہ ۶ھ میں ہوا۔

۳۷ - دوسرا غزوۂ غابہ ربیع الثانی سنہ ۶ھ میں ہوا۔

۳۸ - لشکر بامارت عکاشہ بن محصن غمر کو بھیجا گیا۔ ربیع الثانی سنہ ۶ھ میں۔

۳۹ - محمد بن مسلمہ کا لشکر ذی القصہ کو بھیجا گیا۔ ربیع الثانی سنہ ۶ھ میں۔

۴۰ - سریہ بامارت ابو عبیدہ بن الجراح ذی القصہ کو بھیجا گیا۔ ربیع الثانی سنہ ۶ھ میں۔

۴۱ - سریہ بامارت زید بن حارثہ واسطے بنی سُلیم کے جموم کو روانہ ہوا۔ اور جموم درمیان بطن نخل و نقرہ کے واقع ہے۔ ربیع الثانی سنہ ۶ھ میں۔

۴۲ - سریہ بامارت زید بن حارثہ عیص کو بھیجا گیا۔ جمادی الاول سنہ ۶ھ میں۔

۴۳ - سریہ زید بن حارثہ مدینہ سے ۳۶ میل پر طرف کو بھیجا گیا۔ جمادی الثانی سنہ ۶ھ میں

۴۴ - سریہ زید بن حارثہ وادی القریٰ کے عقب میں حسمیٰ کو گیا۔ جمادی الثانی سنہ ۶ھ میں۔

۴۵ - لشکر زید بن حارثہ وادی القریٰ کو بھیجا گیا۔ رجب سنہ ۶ھ میں۔

۴۶ - سریہ عبدالرحمن بن عوف دومۃ الجندل کو گیا شعبان سنہ ۶ھ میں۔

۴۷ - غزوۂ فدک بامارت حضرت علی مرتضیٰ۔ شعبان سنہ ۶ھ میں بھیجا گیا۔

۴۸ - لشکر زید بن حارثہ کنارہ وادی القریٰ پر اُم قرفہ گیا۔ رمضان سنہ ۶ھ میں۔

۴۹- جہاد ابن رواحہ کا اُسیر بن زارم سے۔ شوال سنہ ۶ھ مین ہوا۔

۵۰- سریہ کُرز ابن جابر عرنیین کو بھیجا گیا۔ شوال سنہ ۶ھ مین۔

۵۱- غزوہ حُدیبیہ۔ ذلیقعدہ سنہ ۶ھ مین ہوا۔

۵۲- غزوہ خیبر جمادی الاول سنہ ۷ھ مین ہوا۔ وہان سے واپس ہوئے تو وادی القریٰ مین کشت وخون ہوا۔

۵۳- لشکر حضرت عمر بن الخطاب تربہ روانہ ہوا۔ شعبان سنہ ۷ھ مین۔

۵۴- سریہ حضرت ابو بکر بن ابی قحافہ نجد گیا۔ شعبان سنہ ۷ھ مین۔

۵۵- سریہ بشیر بن سعد فدک گیا۔ شعبان سنہ ۷ھ مین۔

۵۶- سریہ غالب بن عبد اللہ نجد کے کنارے پر میفعہ گیا۔ رمضان سنہ ۷ھ مین۔

۵۷- سریہ بشیر بن سعد جُناب کو بھیجا گیا۔ شوال سنہ ۷ھ مین۔

۵۸- آنحضرت صلعم عُمرۃ القضیۃ بجا لائے۔ ذلیقعدہ سنہ ۷ھ مین۔

۵۹- آنحضرت صلعم نے ابن ابی العوجا السلمی سے جہاد کیا۔ ذی الحجہ سنہ ۷ھ مین۔

۶۰- سریہ غالب بن عبد اللہ کدید کو جو قُدید کے عقب مین ہے گیا۔ صفر سنہ ۸ھ مین۔

۶۱- سریہ شجاع بن وہب بمقابلہ بنی عامر بن الملوّح۔ ربیع الاول سنہ ۸ھ مین بھیجا گیا۔

۶۲- سریہ کعب بن عُمیر الغفاری ذات اطلاح کو جو بلقا سے دو منزل ناحیہ شام مین ہے گیا۔ ربیع الاول سنہ ۸ھ مین۔

۶۳- سریہ زید بن حارثہ مؤتہ کی طرف گیا۔ سنہ ۸ھ مین۔

۶۴- سریہ عمرو بن العاص ذات السلاسل گیا۔ جمادی الثانی سنہ ۸ھ مین۔

۶۵- سریہ ابو عبیدہ بن الجراح ہوا جسے غزوۃ الخبط لکھا ہے۔ رجب سنہ ۸ھ مین۔

۶۶ - سریہ خضرہ بامارت ابوقتادہ - خضرہ نواح نجد مین لبستان ابن عامر سے ۲۰ میل ہے - شعبان ۸ھ مین ہوا -

۶۷ - سریہ ابی قتادہ لبضم کو گیا - رمضان ۸ھ مین -

۶۸ - غزوہ عام الفتح مین مکہ فتح ہوا - ۱۷ رمضان ۸ھ مین -

۶۹ - خالد بن الولید نے بت عزی کو منہدم کیا - ۲۵ رمضان ۸ھ مین -

۷۰ - عمرو بن العاص نے بت سواع کو منہدم کیا - رمضان ۸ھ مین -

۷۱ - سعد بن زید الاشہلی نے بت مناۃ کو توڑا - رمضان ۸ھ مین -

۷۲ - سریہ بنی جذیمہ بامارت خالد بن الولید - شوال ۸ھ مین ہوا -

۷۳ - غزوہ حنین - شوال ۸ھ مین ہوا -

۷۴ - غزوہ طائف - شوال ۸ھ مین ہوا -

۷۵ - لوگون نے حج خانہ کعبہ کیا - ۸ھ مین -

۷۶ - غزوہ تبوک جو اخیر غزوہ ہے - ۹ھ مین ہوا -

واقدی نے ابو اسحاق سے روایت کی ہے کہ پہلا غزوہ آنحضرت صلعم کا غزوہ ابوا ہے - دوسرا غزوہ بواط - تیسرا غزوہ عشیرہ ہے -

زید بن ارقم نے تعداد غزوات کی انیس بتائی ہے اور کہا ہے کہ ۱۷ غزوات مین خود مین بھی شامل تھا مگر وہ پہلا غزوہ عشیرہ کو بتاتے ہین -

قرۃ العیون مین روایت ہے کہ جہاد آنحضرت نے ایک قول کے بموجب ۲۱ کئے اور ایک قول کے بموجب ۲۵ کئے اور ایک قول سے ۲۷ کئے اور بعضے ۲۹ یا ۳۴ بتاتے ہین -

سبب اس اختلاف کا یہ ہے کہ ایک راوی نے بعض غزوات کو نہین لکھا اور جہان تک کہ

اوسکو علم تھا اوتنی اوسنے خبر دیدی۔ یا ایک غزوے کو بہ سبب قرب مناسبت کے دوسرے مین شامل کردیا اور دونون کو ایک غزوہ سمجھا مثل طائف اور حنین اور احزاب اور بنو قریظہ کے۔

ان غزواة مین سے صرف سات جگہہ یعنی بدر۔ احد۔ احزاب۔ بنو قریظہ۔ بنی مصطلق۔ خیبر طائف مین جنگ ہوئی۔ اور ایک قول کے بموجب وادی القریٰ۔ غابہ۔ بنی النضیر مین بھی لڑائی ہوئی ہو

بعث اوس لشکر کو کہتے ہین جسمین حضرت رسول اللہ صلعم نہ تشریف لیگئے ہون صرف لشکر ہی کو روانہ کردیا ہو۔ اور بعوث آپکے قریب پچاس کے بیان کئے جاتے ہین۔

ا۔ غزوۂ ابوا

سال دویم ہجرت مین جب پیغمبر خدا نے سنا کہ قریش اور قبیلہ بنی ضمرہ مقام ابوا مین مجتمع ہوئے ہین اور دینداروں کی ایذا رسانی کا ارادہ رکھتے ہین تو آپ بہ نفس نفیس چند اصحاب کے ساتھہ مدینہ سے باہر نکلے حالانکہ اہل اسلام بہت تھوڑے تھے اور اس قلت پر بےبیسر و سامانی مستزاد تھی اور ادہر کفار بکثرت اور سامان جنگ وجدل سے بخوبی آراستہ تھے یہان تک کہ اگر ایک ایک پتہر بھی اٹھاکر مارتے تو بھی مسلمانون کو سرمہ کردیتے مگر اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے کفار کے دلون پر مسلمانون کا ایسا رعب غالب ہوگیا کہ طالب صلح ہوئے سچ ہے ؎

ہیبت حق است این از خلق نیست		ہیبت این مرد صاحب دلق نیست

جب کفار قریش اور قبیلہ بنی ضمرہ کے دلون پر اہل اسلام کا رعب چھا گیا تو بجز اسکے اون سے اور کچھہ نہ بن پڑا کہ صلح کرکے اپنے کو بچائین۔

اب اس معاملہ مین ہم کو ایک بحث ہے کہ آیا رسم وعادت کے موافق ممکن ہے کہ کفار اس طمطراق کیساتھہ آوین اور چند مسکین اور بےبیسر وسامان مسلمانون سے ڈرجائین۔ ہان اونکا یہ ڈرجانا

ایک تعجب کا مقام ہے جب غور کیا جاتا ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اہل اسلام کے ساتھہ خدا تھا اور وہ برسرِ حق تھے جس سے اہل اسلام کی حقیت اور قدرت الٰہی کامل طور سے عیان ہے اور کفار بدکار شیطان کے پیرو اور ناحق پر تھے پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ ناحق اندیش حق اندیشون سے نڈر ہین۔

چونکہ آنحضرت کی غرض انہیر جانے سے کچھہ یہی نہ تھی کہ اون کو مار پیٹ کر مسلمان کر لیجیے بلکہ اونکی جمعیت کا توڑ دینا مقصود تھا تاکہ اہل اسلام کو تکلیف نہ دیسکین اور از راہ خیر خواہی و محبت ضمناً یہ بھی منظور تہا کہ آثار قدرت الٰہی معاینہ کر کے اپنے مذہب باطل سے باز آوین اور حق کی طرف رجوع کر کے اسلام مین داخل ہون اسلیئے جب آپنے اون کو طالب صلح دیکھا اور اونکے سردار مخشی ابن عمر نے صلح کی درخواست کی تو حضور نے اون سے کچھہ مزاحمت نکی اور کسیطرح کی بھی جنگ وجدال نہوئی پھر کر چلے آئے اور صلح اس امر پر ہو گئی کہ وہ نہ قریش کا ساتھہ دین گے اور نہ مدینے کے مسلمانون کا۔

۲۔ سریہ رابغ بامارت ابو عبیدہ بن الحارث

جب مدینہ مین داخل ہوئے تو سنا گیا کہ قریش کی ایک جماعت مسلح ہتیار بند مکہ سے نکلی ہے اور ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کسی مہم پر چلے ہین اور عکرمہ ابن ابو جہل اون کا سردار ہے اس انداز سے بالکل یہی سمجھا جاتا تہا کہ قریش کو بجز ایذا ر اہل اسلام اور قتل آنحضرت کے اور کچھہ منظور نہین ہے پس آنحضرت نے اس نظر سے کہ کہین فرصت پا کر مسلمانون پر دست درازی نکرین مہاجرین مین سے ساٹھہ[60] آدمیون کو اپنے چچازاد بہائی عبیداللہ ابن الحارث کے ماتحت کر کے اون لوگونکے مقابلہ کو بہیجا اور جماعت اسلام کے لئے ایک علم سفید بنایا مسطح ابن اثاثہ اس چہوٹے سے لشکر کے علم بردار ہوئے یہی علم تہا جو پہلے پہل لشکر اسلام کے واسطے بنایا گیا پس یہ ساٹھہ[60] اکسٹھہ[61] آدمی

جن مین سے کسی کے پاس تو ہتیار تہا اور کسی کے پاس نہ تہا اور جسکے پاس تہا بہی تو یہ حال تہا کہ اگر تیر و کمان تہے تو تلوار ندارد اور اگر تلوار ہے تو تیر و کمان ندارد اور لشکرون کا سا خزانہ اور ساز و سامان تو اون کو کہان میسر تہا صرف اپنے اللہ پر بہروسا کر کے جان قربان کرنیکو مستعد ہو گئے تہے آخر ش یہ قریش کی جماعت پر جا پہونچے مخالفین کے ساتہہ دو سو آدمیون سے زیادہ تہے اور سب کے پاس اسلح جنگ موجود اور سب ساز و سامان سے آراستہ تہے اونہون نے تیر مارنے شروع کئے سعد ابن ابی وقاص بہی لشکر اسلام کے ساتہہ تہے پہلے اونہون نے کفار کے لشکر پر تیر پہنیکا کفار چونکہ بہت سے تہے اور اونکے ساتہہ بڑے بڑے قوی بازو تیر انداز تہے سعد کا تیر پڑتے ہی مسلمانون پر وہ تیرون کا مینہ برسانے لگے اگرچہ اہل اسلام بہت تہوڑے تہے اور سامان جنگ بہی جیسا کہ چاہئے تہا نہ تہا مگر مدد الٰہی جو اون کے شامل حال تہی کثرت کفار سے خوف نکرنے دیتی تہی لہذا تیرون کے مینہہ سے مسلمان نہ ڈرے اور بادل قوی مقابلہ پر اڑے رہے۔

خدا کی قدرت دیکہو باوجودیکہ جماعت اسلام کفار کے روبرو کچہہ بہی حقیقت نرکہتی تہی اور نیز وہ اپنی آنکہون سے کہڑے ہوئے دیکہتے تہے اور خوب جانتے تہے کہ اہل اسلام بہ نسبت ہمارے بہت کم ہین تو بہی اونکے دلپر ایک رعب غالب ہو گیا اور خیال کرنے لگے۔ کہین ایسا نہو کہ اور مسلمان پیچہے سے آجاوین اس لئے سب نے دل ہار دیا اور بہاگ گئے دلیران اسلام نے جب دیکہا کہ اللہ کی مدد سے غلبہ ہماری طرف رہا اور ہم تہوڑے سے آدمیون کے سامنے اتنا بڑا لشکر نہ ٹہیر سکا تو سبکے دل قوی ہو گئے اپنے خدا کا شکر ادا کرتے اور تکبیر کہتے ہوئے مدینے کو پہرے۔ مخالف و موافق۔ یگانہ و بیگانہ سب پر مثل آفتاب روشن ہو گیا کہ مسلمانون کے ساتہہ خدا ہے اور تائید الٰہی ان ہی پر ہے انکا مقاتلہ اور محاربہ بہی قدرت الٰہی سے خالی نہین جیسے ان کے پیغمبر کے اقوال اور افعال خارقِ عادات مصدر اعجاز و کرامات۔ مظہر عظمت و جلال ایزد متعال ہین ویسے ہی انکی ہر بات ہر کام قدرت الٰہی کا نمونہ ہے

یہ جنگ ابوا کے قریب میدان رابغ مین ہوئی تھی۔

مقداد ابن اسود اور عتبہ ابن عزوان جو براے تجارت کفار کے ساتھہ مکہ سے آئے تھے لشکر اسلام مین شامل ہو گئے۔

۳۔ سریہ سیف البحر بامارت حضرت حمزہؓ

اِن ہی دنون مدینہ مین خبر آئی کہ تجار قریش کی ایک جماعت شام سے مکہ کو جاتی ہے جب یہ خبر سُنی گئی تو مسلمانون نے کفار کی پہلی ایذا دہی پر کہ اُنھون نے مسلمانون کے مارنے اور لوٹ لینے اور اسباب چھین لینے مین ذرا درگذر نہ کی تھی خیال کر کے بدلا لینے پر کمر باندہی اور یہ سوچا کہ جیسا کفار نے ہمارے ساتھہ کیا ہے ہم بہی اونکے ساتھہ ویسا ہی کرین اور جسطرح ہو یا تو اونہین مسلمان کرین یا مسلمانون کے ساتھہ مقابلہ کرنیکے لایق نرکہین۔ پس حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مہاجرین مین سے تیس ۳۰ آدمی اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور سمندر کے کنارہ پر لشکر کفار پر حملہ کیا۔ کفار کی بہیڑ بہاڑ قریب تین سو کے تہی اور ابو جہل بہی اُن مین شامل تہا۔ دیکھو مسلمانون کی ہمت خداداد اور طاقت و شجاعت کو کہ تیس ۳۰ آدمی تین سو ۳۰۰ کے مقابلہ پر آ گئے کیون نہو جسکی مدد پر خدا ہو وہ جو چاہے سو کرلے نہ آگ سے آگ مین جلنے کا خوف ہو سکتا ہے نہ پانی مین ڈوب مرنے کا پس یہ ایک صریح معجزہ ہے آنحضرتؐ کا کہ تیس آدمی بیسر و سامان تہی دست گرسنہ و تشنہ تین سو پہلوانان لشکر شکن پر چڑہ جائین اور اونپر غالب آوین پس جن معاملون کو مخالفین شمشیر زنی کہتے ہین اونکی کیفیت یہ ہے جو آپنے سُنی آیا شمشیر زنی ایسی ہی ہوا کرتی ہے کہ دو چار چڑیان مجتمع ہو کر دو چار سو باز جرّون کو مار لیا کرین اور پہر محض اون چڑیون کے پنجہ اور منقار ہی کا زور سمجہا جائے اور قدرت ایزدی کا ذرا بہی اعتبار نکیا جائے فی زماننا اگر کہین ایسا امر وقوع مین آئے کہ ایک چڑیا باز کو مار ڈالے تو کوئی آدمی بہی نکہے گا کہ اس چڑیا نے اپنی طاقت جسمی اور پنجہ و منقار کے زور سے ایسا کیا بلکہ ہر شخص متعجب ہو کر قدرت

الٰہی پر عمل کرے گا۔

اسی اصل جب اہل اسلام اوس لشکر عظیم کی مقابلہ پر پہنچے اور جانبین کی آدمی آمادۂ قتال ہوئے تو مجدی ابن عمر جہنی نے بیچ بچاؤ کر کے قتل کی نوبت نہ آنے دی ابوجہل اپنے دل مین ڈرا اور غنیمت سمجھکر قافلہ سمیت مکہ کو چلا گیا اور جناب حمزہ رضی اللہ عنہ مع اصحاب کے مدینہ چلے آئے۔ یہ مقابلہ سمندر کے کنارے سیف البحر پر ہوا تھا۔

۴۔ سریہ خرّار بامارت سعدؓ ابن ابی وقاص

اسی سال دویم مین سعد ابن ابی وقاص ۲۰ مہاجرین کو ساتھہ لیکر ایک قافلہ قریش کے مقابلہ کو گئے۔ قافلہ والون نے جو انکی آمد آمد سنی بھاگ گئے۔ مسلمان میدان خرّار سے مدینہ مین چلے آئے۔

۵۔ غزوۂ بواط

اسی ۲ سنہ ہجری مین غزوۂ بواط ہوا۔ آنحضرت صلعم سعدؓ ابن معاذ کو مدینہ مین خلیفہ کر کے دو سو غازیان اسلام کے ساتھہ مدینہ سے باہر نکلے۔ اور ایک کاروان قریش سے مقابلہ کا ارادہ کیا۔ اس کاروان مین امیہ ابن خلف جمحی بھی تھا اور سو مرد قریش اوسکے مطیع تھے۔ ڈھائی ہزار اونٹ ہمراہ تھے۔ اس کثرت اور مجمع پر بھی اونکے ہوش و حواس ایسے فقروا ہوئے کہ مسلمانون کے خوف کے مارے تتّر بتّر ہو گئے۔ اگرچہ مسلمان اونکی بہ نسبت بہت کم تھے اور بواط تک ناحیۂ رضوی کے قریب پہنچگئے مگر کسی کی ہمت نہ پڑی جو اونکا مقابلہ کرتا۔ جب کوئی سامنے نہ آیا تو غریب لاچار ہو کر مدینہ آ گئے۔ واضح ہو کہ بواط ایک پہاڑی مقام ہے۔

۶۔ غزوۃ العشیرۃ

اسی سال مین غزوۃ العشیرۃ واقع ہوا۔ آنحضرت صلعم نے سُنا کہ ابوسفیان بن حرب قریش

کے ایک مجمع کثیر کے ساتھہ شام کو جاتا ہے اور اوسکے ساتھہ ۵۰ یا ۷۰ سَو داگران قریش ہین اسلئے
آپنے ایک علم سپید کے حمزہ ابن عبد المطلب کو دیا اور سلمہ ابن عبد الاسد مخزومی کو مدینہ مین اپنا خلیفہ
کر کے ایک سو پچاس مسلمانون کے ساتھہ مدینہ سے موضع عشیرہ تک گئے اور چند روز وہان قیام
فرمایا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ کفار مسلمانون کے خوف سے کنارہ کش ہو گئے ہین۔ اور ابو سفیان
بھی کترا کے دوسری راہ سے نکل گیا۔ آنحضرت نے بنی مدلج کی جماعت اور اوسکے ساتھیون سے
جو نواح عشیرہ مین رہتے تھے عہد و پیمان لے لیا کہ ہم مسلمانون کو نہ ستائینگے۔

یاد رہے کہ یہ لوگ جنسے عہد ہوا بڑے متمول تھے اگر مسلمان چاہتے تو اونہین
لوٹ لیتے یا قتل کر ڈالتے یا اور کچھہ نکرتے تو دبا کر اور تنگ کر کے اونکو مسلمان ہی کر لیتے
مگر حاشا ہرگز ایسا نہ کیا۔ اون کا مطلب ہی یہ نہ تھا کہ خواہ مخواہ لوٹ مار کرین یا بجبر و اکراہ کفار
کو مسلمان کر لین بلکہ اصل مطلب یہ تھا کہ مسلمانون کا رعب و داب کفار پر بٹھا دیا جاے تا کہ وہ
پھر کبھی مسلمانون پر ظلم نہ کرین۔ پس جب اونھون نے یہ اقرار کر لیا کہ ہم مسلمانون کو ایذا نہ دینگے
تو آنحضرت نے بھی اونسے جنگ نہ کی اور بغیر اونکے ستائے ہوئے واپس آئے۔

اور اسی جگہہ پر کیا موقوف ہے جہان جماعت کفار پراگندہ ہو گئی وہین اہل اسلام نے اونکی
تکلیف دہی سے ہاتھہ اوٹھا لیا ہے۔ نہ اونہین لوٹا ہے نہ مارا ہے نہ بجبر مسلمان کیا
ہے۔ اور جہان لوگ اپنی سینہ زوری کی راہ سے اور بے ایمانی کے باعث مسلمانون کی
ایذا رسانی پر مستعد ہو گئے وہان مسلمانون نے بھی اپنی جان کو عزیز نہ سمجھکر وہ داد
شجاعت دی ہے کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا۔ مرتا کیا نہ کرتا اور پھر خدا کی مدد۔ اوسکا نتیجہ
یہ ہے کہ مخالفین کی آنکھین خیرہ ہو گئی ہین اور اون آنکھون سے کچھہ نہین سوجھتا۔ کوئی
تو کہتا ہے کہ اشاعت اسلام بزور شمشیر ہوئی اور کوئی اور آگے جو بڑھا ہے تو اوس نے

یہ کہدیا ہے کہ لوگ مال غنیمت کے لالچ سے محمد کی اعانت کرتے تھے۔ مخالف لوگ اگر مور و ملخ سے بہی زیادہ اور باساز و سامان ہوتے تھے توبہی یہ خدا کے بندے اپنی بہوک اور مفلسی اور بے سر و سامانی مین اون کے مقابلہ سے مُنہ نہ پہیرتے تھے۔ اور اونپر غالب ہی آتے تھے اللہ جل شانہ نے اپنے سچے پرستش کرنیوالون کی کیسی کیسی مدد کی ہے جس سے عقل حیران ہے

اِسی سفر مین پیغمبر خدا صلعم نے حضرت علی کو کنیت ابو تراب سے مشرف فرمایا۔ عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اور حضرت علی غزوہ عشیرہ مین درخت خرما کے نیچے ریت پر سوتے تھے حضرت ہمارے سرہانے تشریف لائے توہمین جگایا اور علی سے کہا "قم یا ابا تراب" پہر حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی مین تمہین آگاہ کیے دیتا ہون کہ دنیا مین کون شخص بدبخت ترین ہے۔ حضرت اسد اللہ الغالب بولے کہ ہان حضور بتا دیجئے۔ آنحضرت کا ارشاد ہوا کہ "ایک تو وہ جسنے حضرت صالح علیہ السلام کے ناقہ کی کوچین کاٹین اور دوسرا وہ جو تیرے مُنہ اور ڈاڑہی کو خون سے رنگیگا" حضرت یہ فرماتے جاتے تھے اور اپنے دست مبارک کو حضرت علی کے سر اقدس پر پہیرتے جاتے تھے۔ ناظرین دیکہین کہ یہان پر حضور نے جناب علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشین گوئی کی ہے۔

۷ غزوہ بدر اولی

اسی سال مین کرز ابن جابر فہری نے نواحی مدینہ کی چراگاہ سے ازراہ بغض و عناد آنحضرت کے اونٹ نکال دئے مگر اصل مین یہ ارادہ تہا کہ شتربانون کو مار کوٹ کے اونٹ چہین لے۔ چونکہ کسی نے اوس کا ساتہہ ندیا اسلئے اوس نے اپنی قساوت قلبی اسطرح ظاہر کی کہ اونٹون کو چرنے نہ دیا۔ جب یہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی تو آپنے زید ابن حارثہ کو مدینہ مین خلیفہ کیا اور اپنے اصحاب کو ہمراہ لیکر مدینہ سے باہر نکلے اور ایک علم آراستہ کرکے حضرت علی کو دیا جب

نواحی بدر مین صفوان تک پہونچے تو خبر آئی کہ کرز بہاگ گیا ہے۔ اس کو غزوۂ بدر اولیٰ کہتے ہین
بدر ایک چشمہ مکہ اور مدینہ کے درمیان وادی صفرا کے پاس ہے سمندر وہان سے رات بسے
کے فاصلہ پر ہے۔

کرز اپنا سب مال و متاع اور اونٹ وغیرہ وادی ہی مین چہوڑکر بہاگ گیا تہا مسلمان اگر چاہتے
توسب لوٹ لیتے مگر استغفراللہ کسی نے مال و اسباب کو ہاتھہ بھی نہ لگایا وہان تو شریرون کو انکی
شرارت کی سزا دینی منظور تہی اس لئے جب مخالف بہاگ گیا تو آپنے مدینہ کی طرف مراجعت کی۔

۸ ـ سریہ نخلہ

سنہ ۲ ہجری مین آنحضرتؐ نے اپنے پہوپی زاد بہائی عبداللہ بن جحش کو ایک نامہ لکھکر دیا اور
فرمایا کہ اپنے اصحاب کو ساتہہ لیکے دو دن تک برابر چلے جاؤ دو دن کے بعد پڑہکے اس پر
عمل کرنا۔ حضرت عبداللہ کے سعد بن ابی وقاص۔ عکاشہ بن محصن۔ عتبہ بن غزوان اور واقد
بن عبداللہ تمیمی وغیرہ آٹھہ اصحاب تہے اون کو ساتہہ لیکر جدہر منہ اوٹہا چلدئے۔ دو دن کے
بعد اس تحریر کو کہول کر جو پڑہا تو اوسمین یہ لکہا تہا کہ

" خدائے عزاسمہ کے نام پر اور اوسکی برکت کے ساتہہ سفر کر اور اپنے اصحاب کو بہی اپنے
ساتہہ لیجا۔ بطن نخلہ پر جاکے قیام کرنا اور وہان مجمع کفار کی آمد کا منتظر رہنا۔ اور کسیکو اپنے ساتہہ
باکراہ نہ لیجانا جسکا جی چاہے تیرے ساتہہ جائے جسکا جی چاہے واپس چلا آوے "

اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ اکراہ فی الدین کا حکم ہمارے پیغمبر کو منظور نہ تہا نہ تو غازیان
اسلام سے آپ یہ چاہتے تہے کہ وہ خواہ نخواہ آپکے کہنے ہی سے لڑتے بہڑتے پہرین اور
نہ آپ یہ چاہتے تہے کہ کفار زبردستی کے ساتہہ مسلمان کئے جائین۔ دوسرے آپ کو پہلے
سے بالہام الٰہی یہ بات معلوم ہو گئی تہی کہ عبداللہ کا رخ اوسی طرف کو ہوگا اور کفار بطن نخلہ ہی پر

اونہین بلینگے۔

سعدابن ابی وقاص اور عتبہ بن عزوان کے پاس صرف ایک ہی اونٹ تہا دونون باری باری سے اوسپر سوار ہو لیتے تہے اثنای راہ مین وہ اونٹ کہو گیا۔ یہ دونون صاحب باجازت حضرت عبداللہ بن جحش اوسکی تلاش مین روانہ ہوئے۔ اب عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھہ صرف چہہ آدمی رہگئے وہ اونہین ہمراہ لئے ہوئے نخلہ تہنچے۔ طائف کی طرف سے قریش کا ایک بڑا قافلہ اسی جگہہ وارد ہوا۔ مویز اور ادیم اور دیگر مال طائف اُنکے پاس تہا اس قافلہ قریش کے ساتھہ عمرو بن الحضرمی۔ حکم بن کیسان۔ عثمان بن عبداللہ مخزومی بہی تہے۔ کفار نے اپنی کثرت اور مسلمانونکی قلت دیکہکر مسلمانون کو چہیڑنا شروع کیا۔ اُس دن رجب کی پہلی تاریخ تہی مگر مسلمانونکو شبہ یہ تہاکہ آج جمادی الثانی کا اخیر دن ہے۔ پس جب مسلمانون نے کفار کی نیت بد دیکہی اور یہ سمجہاکہ کل ماہ رجب شروع ہوجائے گا جسمین لڑنے کی ہمکو ممانعت ہے اس لئے قافلہ کی کثرت اور اونکے سروسامان کی مطلق پرواہ نہ کرکے سات آدمی بیدہڑک سینکڑون پر جا پڑے خدا کی شان کہ اینپر آنچ بہی نہ آئی اور کفار بدحواس ہوکے بہاگ نکلے۔ سچ ہے جسکی مدد پر خدا ہو اوسکا کوئی بال بیکا نہین کرسکتا۔ ہدایت ایزدی جن لوگونکے شامل حال تہی اونہون نے اس معرکہ سے سمجہہ لیا کہ یہ جہاد جو مسلمان کررہے ہین وہ خداتعم کے حکم سے ہے۔ اسی لڑائی مین واقد بن عبداللہ تمیمی کے تیر سے عمرو بن الحضرمی مارا گیا۔ غازیان فتحمند نے عثمان ابن عبداللہ اور حکم ابن کیسان کو گرفتار کرلیا۔ نوفل کفار کا بڑا سردار بہاگ گیا۔ اور کفار کا سارا مال و متاع مسلمانونکے ہاتہہ آیا۔ پس غازیان خداپرست اُساری اور مال غنیمت کو لیکر حضرت سرورکائنات صلعم کی خدمت سراپا برکت مین حاضر ہوئے۔

جب قبائل قریش نے یہ خبر سنی تو از راہ بغض و عناد مشہور کردیا کہ محمد نے تو ماہ حرام

کوبہی حلال کردیا۔یعنی ماہ رجب مین مقابلہ کیا حالانکہ مسلمانونکو دہوکا ہوا تہا۔

اکثر مخالفین نے گمان کیا کہ اب مسلمانون اور قریش مین جنگ کی آگ خوب بہڑکیگی کیونکہ عمرو بن الحضرمی واقد بن عبداللہ تمیمی کے ہاتہہ سے مارا گیا ہے اور واقد کے معنی بہڑکانے والے کے ہین۔

عبداللہ بن جحش نے مدینہ پہنچکے مال غنیمت کا پانچوان حصہ آنحضرت کے حضور مین پیش کیا اور باقی کو اپنے اصحاب پر تقسیم کردیا۔یہ مال غنیمت پہلے ہی پہل اہل اسلام کو ملا اور یہی پہلی خمس نکالی گئی۔مگر رسول خدا نے اوس خمس کو قبول نفرمایا اور حکم دیا کہ یہ جنگ یکم رجب کو ہوئی ہے اسلئے ان اسیرون اور مال پر حکم شرع جاری نہین ہوسکتا۔

عبداللہ بن جحش اور اونکے اصحاب کو کمال رنج ہوا۔اللہ جلشانہ نے اپنے راست باز بندون اور اپنے حبیب کا ملال خاطر رفع کرنیکے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔

يَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ط وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ق وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللهِ ج وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ط (سورہ بقر پارہ ۲)

ترجمہ۔ای پیمبر مسلمان تم سے ادب والے مہینون کی نسبت دریافت کرتے ہین۔یعنی اونمین جنگ کرین یا نہین۔تم اُن لوگون سے کہدو کہ اون مہینون مین لڑنا بڑا گناہ ہی۔مگر اللہ کی راہ سے روکنا اور خدا کو نہ ماننا اور خانہ کعبہ مین نہ جانے دینا اور کعبہ کے لوگون کو کعبہ سے نکال دینا اللہ کے نزدیک اوس سے بہی بڑہکر ہے۔اور فساد کشت و خون سے بہی بڑہکر ہے۔

اس آیت کے نازل ہونیکے بعد عبداللہ بن جحش اور اونکے اصحاب کا رنج دفع ہوا۔

اور آنحضرت نے خمس قبول فرمائی- اور باقی کے واسطے جس طرح عبداللہ نے تجویز کیا تھا اوسی تقسیم کو برقرار رکھا-

مکہ والون نے درخواست کی کہ ہمارے دونون اسیر یعنی عثمان و حکم فدیہ لیکر رہا کر دئے جائین- مگر آنحضرؐ نے اونہین نہ چھوڑا اور فرمایا کہ ہمارے دو آدمی سعد ابن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان جو اپنا اونٹ ڈہونڈہنے گئے ہین جب تک صحیح و سالم مدینہ مین نہ آلین گے- ہم تمہارے دونون آدمیون کو ہرگز نہ چھوڑینگے اور اگر وہ دونون کفار کے ہاتھہ سے مارے گئے تو ہم بہی اِن دونون اسیرون کو مار ڈالین گے- پس جب تک سعد و عتبہ لوٹ کر نہ آئے عثمان و حکم قید رہے- مگر اون کو کوئی ایذا نہین دیجاتی تہی نہ اون سے کوئی محنت و مشقت لیجاتی تہی- مسلمان اونکی خاطر کرتے تہے اور اپنے بہائیون کی طرح اون کو کہلاتے پلاتے تہے نہ وہ زبردستی مسلمان کئے گئے- حاشا و کلا جبر سے کبہی کسیکو مسلمانون نے مسلمان ہی نہین کیا ہے- جب سعد و عتبہ خیر و عافیت سے آنحضرؐ کے پاس پہونچے تو آپنے عثمان و حکم کو رہا کر دیا- حکمؓ تو مسلمانون کے اخلاق سے راضی ہوکر اوسی وقت مشرف باسلام ہوئے اور جنگ بیر معونہ مین شہادت پائی اور عثمان ابن عبداللہ کافر ہی رہا اور اوسی حالت مین مرا-

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالی عنہ سریہ نخلہ مین پہلے ہی پہل امیر المومنین کئے گئے اور خلفا رین سے یہ معزز خطاب حضرت عمر فاروقؓ کو ملا-

اب تک تو خفیف خفیف جنگون کا بیان کیا گیا ہے- ان کے بعد وہ لڑائیان ہوئین جن سے اسلام کے جہنڈے روے زمین پر گڑ گئے اور سکہ پڑ گئے- اون مین سے یہ نو جنگین بہت مشہور و معروف ہین- غزوۂ بدر کبریٰ- غزوۂ اُحد- غزوۂ احزاب- غزوۂ بنی قریظہ غزوۂ بنی المصطلق- غزوۂ خیبر- فتح مکہ- غزوۂ حُنین- غزوہ طائف-

غزوہ بدر کبری کی فتح نے تو مسلمانون کا رعب و داب کافرون پر جمادیا اور مسلمان غالب ہو گئے - اور فتح مکہ سے تمام ملک عرب کے بادشاہ مسلمان ہو گئے -

۹ - غزوہ بدر کبریٰ

اِس غزوہ کا نام بدر قتال بھی ہے - ناظرین نے غزوۃ العشیرہ کے بیان مین اوپر دیکھا ہے کہ مسلمان مقام ذوالعشیرہ تک جاکر واپس آئے - ابوسفیان کو یہ خبر شام مین لگی - اوس کے ساتھہ بڑے بڑے دشمنان اسلام اور منافق و مشرک بانیہ فساد اور کفار کے سرگروہ تھے جب یہ قافلہ قریش خرید و فروخت کرکے اور منافع کثیر حاصل کرکے شام سے مکہ کو روانہ ہوا تو بموجب حکم خدا حضرت جبرئیل نے جناب رسول پاک صلعم کو آکے خبر دی کہ بیٹھے کیا کرتے ہو مسلمانون کے ستانیوالے اور اون کو بے گھر کر دینے والے لوگون کا قافلہ شام سے مکہ کو جاتا ہے اب تو ان غریب مصیبت زدون خانہ ویرانون کی تکلیفونکا کچھہ عوض دلوادو اِنہون نے جو خدا کے خاص بندون کو گرمی کے موسم مین جلتی ریت پر لٹا لٹا کے ایذائین دی ہین اور مسلمانون کو لوٹا مارا ہے - خدا کو بہت بُرا معلوم ہوا ہے یارسول اللہ خدا کی لاٹھی مین آواز نہین ہوتی وہ وقت کا منتظر تھا - اونکے گناہ کا پیالہ تو لبریز ہو کے چھلک چکا اور اب اِنکی باری ہے خدا اپنے سچے پرستارون کی مدد پر آمادہ ہے یا نبی مسلمانون سے کہدو کہ ہمت کی کمرین چست باندہ کے مستعد ہو جائین اور خدا کی قدرت کے تماشے دیکھین وہ اپنی پرستش کرنیوالون کی صعوبات کو کبھی بھولتا نہین اور جب دینے پر آتا ہے تو چھپر پھاڑ کے دیتا ہے - یہان غزوہ عشیرہ کا ماجرا آیا گیا ہو چکا تھا مدینہ مین کسی کو کانون کان بھی خبر نہ تھی کہ وہ شام سے لوٹین گے بھی یا نہین اور اگر لوٹین گے تو کب - نہ کسی کو اب اسکی خبر رکھنے کی پرواہ رہی تھی - آنحضرت کو جب یہ حکم پہونچا تو آپنے طلحہ ابن عبداللہ

اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو روانہ کیا تاکہ قافلۂ قریش کا حال دریافت کرین کہ کہان تک وہ لوگ آچکے ہین - یہ دونون صاحب ایک موضع مین پہونچ کے ایک آدمی کے گھر مین رہے جب کاروان قریش اسی موضع مین قیام کر کے کوچ بہی کر گیا تو طلحہ اور سعید یہان سے روانہ ہوے اور جس شخص کے ہان اوترے ہوئے تہے وہ بہی تہوڑی دور تک اونکے ساتہہ رہا تاکہ جا ے خطرناک سے اونہین نکالدے جسوقت ابوسفیان بدر مین پہونچا ہے تو اوس نے مجدی ابن عمرو سے دریافت کیا کہ تجہے کچہہ محمدیون اور اونکے جاسوسون کی بہی خبر ہے - اوس نے جواب دیا کہ نہین مجہے نہین معلوم ؛ اور نہ مین نے اونکی بابت کچہہ سنا اور نہ دیکہا - مگر دو شتر سوار اوس مقام پر سامنے تہوڑی سی دیر ٹہیرے تہے اور پہر جلدی سے کوچ کر گئے نہ معلوم وہ کون تہے - کدہر سے آئے تہے اور کدہر کو چلدئے - ابوسفیان کے دل مین تو ہول بیٹہہ ہی رہا تہا دوڑا ہوا اوس جگہہ چلا گیا وہان اوس نے طلحہ و سعید کے اونٹون کی مینگنیان پائین اونہین توڑ کے جو دیکہا تو اونکے اندر سے چہوہارے کی گٹہلیان نکلین ابوسفیان کا ماتہا ٹہنکا اور گہبرا کے چلا اوٹہا کہ واللہ ان اونٹون نے مدینہ کی گہاس چری ہے اور یہ دونون شتر سوار محمد کے جاسوس تہے اور ابہی وہ کہین قریب ہی ہین - بس کچہہ سوچ بچار کے راستہ اپنا بدلدیا اور بدر کو اپنی بائین طرف چہوڑ کے ساحل کی راہ سے مکہ کو روانہ ہوا - اور نہایت خوف سے جلدی جلدی کوچ کرنے لگا -

ادہر طلحہ اور سعید کے مدینہ مین پہونچنے سے پہلے آنحضرت صلعم عمرو ابن مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کر کے مہاجرین اور انصار کو ساتہہ لیکر مدینہ سے باہر نکل چکے تہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اسوقت یہی منظور تہا کہ اپنے ایماندار بندون کے ہاتہہ سے مشرکون اور منافقون کو زک دلوائے اور گروہ کثیر کو تہوڑے سے لوگون کا مغلوب کر کے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سب پر ظاہر

کردے - پس جبرئیل علیہ السلام ایک ایک دم کی خبر جناب رسول خدا کو دیتے تھے کہ قریش کا قافلہ اب فلان مقام پر ہے - اب وہان ہے - آج وہ لوگ فلانی منزل پر آکے فروکش ہوئے ہین - اس لئے آپ کو طلحہ اور سعید کے آنے اور ان کے خبر دینے کی کچھ ضرورت ہی نہین رہی تھی شعر

آنراکہ دمبدم خبر از غیب می دہند	اورا چہ حاجت است باخبار ما و تو

مگر دنیا عالم اسباب ہے اسلئے اون دونون کو ظاہر بطور جاسوسی کے بھیجدیا تھا تاکہ عادت کی پیروی بھی ہوجائے -

یہ اول غزوہ ہے جسمین انصار آنحضرت کے ساتھہ گھر سے باہر نکلے اور اصحاب کی ایک جماعت کثیر مدینہ ہی مین رہ گئی - یہ تاریخ بار[۱۲]ھوین رمضان روز دوشنبہ تھا -

بدر ایک کنوان مدینہ سے تین منزل ہے جسے بدر بن قریش یا بدر بن حارث نے کھدوایا تھا اور ایک روایت مین بدر مکان کا نام بتایا گیا ہے -

مدینہ سے چل کے ایک میل کے فاصلہ پر بیر ابی عتبہ پر قیام ہوا - وہان حضور نے اپنے ہمراہیون کو جو دیکھا تو نہایت قلیل نظر آئے اور سب کو بے سروسامان اور پاپیادہ پایا - آپ نے اُن کے لئے یون دعا کی کہ -

"اے حق سبحانہ وتعالی یہ بندے تیرے پیادہ پا ہین انہین اپنے فضل وکرم سے سوار کردے یا اللہ یہ لوگ بھوکے ہین انہین کھانے کو دے - یا الٰہی انکے پاس پہننے کو کپڑے نہین انہین اپنے توشہ خانہ سے پوشاکین مرحمت فرما - اے غنی مطلق یہ بیچارے مفلس ہین انکو امیر بنادے -"

حضرات ناظرین رسولون کی دعا کو جانتے ہین اور اوسکی تاثیر کے آنے مین کہین دیر لگا کرتی ہے

گویا کہ وہ ایک برق خاطف تہی کہ چمک کے ادہر سے اودہر ہوگئی اور یہ ایک شعلہ جہندہ تہا کہ ادہر سے
آ کے یہان موجود۔ چنانچہ راویان معتبر نے لکہا ہے کہ جب لشکر اسلام مدینہ کو پہرا ہے تو کوئی
غازی ایسا نہ تہا جس کے قبضہ مین دو دو اونٹ نہون اور پوشاک اور کہانے اور مال و
متاع کا تو کچہہ حساب ہی نہ تہا۔ اللہ اکبر

موضع بیر عتبہ پر آنحضرت نے اپنے ساتہیون مین سے جسکو نوجوان اور کم عمر دیکہا اوسے
گہر لوٹا دیا۔ اس طور سے کل ۳۰۵ آدمی آپ کے ساتہہ رہگئے۔ اون مین ۸۰ مہاجر اور باقی
سب انصار تہے۔ ان کے علاوہ آٹہہ آدمی اسطرح شریک غزوہ بدر کبریٰ سمجہے جاتے ہین کہ
وہ بباعث عذر قوی کے شریک جہاد نہو سکے مگر آنحضرت نے غنیمت بدر سے اونہین حصہ
دیا۔ ان آٹہہ مین ۳ مہاجر اور ۵ انصار تہے۔ ان تین مہاجرون کے نام نامی اور اسم گرامی یہ
ہین ۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ا سواسطے شریک نہو سکے کہ اونکی زوجہ حضرت
رقیہ بنت رسول خدا اس زمانہ مین بہت بیمار تہین حضرت عثمانؓ کو بنت رسول اللہ کی خدمت سے فرصت نہ تہی
اور حکم خدا اور رسول اونکے لیئے یہی تہا کہ تم اونکی تیمارداری کے لئے گہر ہی پر رہو۔ دوسرے
حضرت طلحہ اور تیسرے حضرت سعید تہے جو آنحضرت کے فرمان واجب الاذعان کے بموجب
جاسوسی کو گئے ہوئے تہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

اب رہے پانچ انصار اون مین سے ایک تو ابو لبابہ ہین جنکو آنحضرت نے رستہ ہی سے
گہر واپس کر دیا تہا۔ دوسرے عاصم ابن عدی العجلانی کو اہل عالیہ پر خلیفہ کر کے مدینہ مین چہوڑ دیا
تہا۔ تیسرے حارث ابن حاطب کو منزل روحا سے بنی عمرو ابن عوف کی مہم پر بہیجدیا تہا۔
چوتہے حارث ابن الصمہ اور پانچوین خوات ابن جبیر۔ یہ دونون صاحب اثنائے راہ مین گر کر
زخمی ہو گئے تہے بدین وجہ گہر کو واپس کر دئے گئے۔

لشکر اسلام مین صرف ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے۔ ایک گھوڑا تو مقداد کے پاس تھا اور دوسرا ابی مرثد کا تھا۔ اور کلہم اجمعین چھ زرہ اور آٹھہ تلوارین سارے لشکر کے پاس تھین بھلا اس سامان سے کیا کوئی لڑے اور کیا بھڑے۔ نہے کوئی اس زمانہ مین بھی ایسا رستم خان جو اس سازوسامان سے ہمین لڑکے دکھادے اور ہزار بارہ سو آدمیون کا بلتیھن نکال دے اور دو ہزار بارہ سو بھی کیسے جو از سرتاپا غرق آہن تیر و تلوار سے چاق و چوبند مال والے پیٹ بھرے۔ حق تو یہ ہے کہ بھنگون نے ہزبران نیستان وغا کا مار کر بھرم نکال دیا۔ خدا کی قدرت اسی کا نام ہے۔

غربا ے اسلام کے لشکر مین بیچارے دو دو تین تین غازیونکے حصہ مین ایک ایک اونٹ تھا جسپر باری باری سے سوار ہولیا کرتے تھے اور بعض کو تو سواری نصیب ہوئی ہی نہین چنانچہ صاحب لولاک کو بھی تین آدمیون مین ایک اونٹ میسر آیا تھا۔ یعنی آپ اور جناب علی مرتضی اور حضرت ابوالبابہ ایک ہی اونٹ مین شریک تھے۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیادہ چلنے کی نوبت آتی تو شیر خدا اور ابوالبابہ بکمال ادب دست بستہ ہوکر عرض کرتے کہ یا رسول اللہ آپکے بدلے ہم پیادہ چلین گے آپ سوار ہی رہئیے تو حضرت محبت کی آنکھہ سے اون کی طرف دیکھہ کے فرماتے کہ ما انتما باقوی منی وما انا باغنی عن الاجر منکما۔ یعنی تم دونون کچھہ مجھسے قوی تر نہین ہو اور مین تم دونون کی بہ نسبت اجر سے مستغنی نہین ہون۔ غرضکہ آنحضرت اپنی ہی باری سے اونٹ پر سوار ہوتے تھے اور دوسرون کی نوبت جب آتی تو خود پیادہ پا چلتے اور اون کو سوار کردیتے تھے مجال کیا کہ ذرا بھی تجاوز ہونے پاوے۔

اللہ اللہ کیا عدل تھا کہ سب کے حق برابر اور تلے رہتے تھے اوسی کا یہ نتیجہ تھا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو اپنا جزو بدن سمجھتا تھا اور جب سے مسلمانون مین یہ بات پیدا ہوگئی

کہ دوسرے اپنی جان کو جوکھون مین ڈال کے کما لائین اور مین مزے سے بیٹھا بیٹھا کھاؤن اور سب مجھے اپنا بڑا سمجھین اوسیوقت سے تنزل شروع ہوگیا اور اب وہ حالت ہے جسے آپ دیکھتے ہین۔ حضرات اتفاق جب ہی قایم رہتا ہے جبکہ چوٹی کا پسینہ ایڑی پر آتا ہے۔ پہلے مساوات قایم کر لیجئے اور خوردی و بزرگی کی گردن مارئے پھر اتفاق کا نام مُنہ سے نکالئے۔ دیکھا مخدوم دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اپنی سواری کے شریکون کو کیا جواب دیا ہے کہ "مین تم دونون سے کمزور نہین اور ثواب حاصل کرنیکی خواہش جتنی تم کو ہے اوتنی ہی مجکو ہے پھر مین تمہاری باری کیوقت کیون سوار ہو کے چلون"۔ قربان اُن لبون کے جن سے یہ بات نکلی ہے سچ ہے ؏ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔ اس مصرع مین جو لفظ خدمت ہے اوسے اوستاد یا پیر یا گرو یا بادشاہ کی خدمت نہ سمجھنا جو محض خودغرضی اور مطلب پرستی ہوتی ہے بلکہ کافہ انام کی خدمت سے مخدوم بننا ہے جیسا کہ آپنے سید عالم کے فعل کو دیکھا۔ آج کل کے رئیس یا سردار ہوتے تو چپت مار کے دوسرے کی سواری چھین لیتے اور سوار ہو کے اپنے ٠ ائمن بائین یون دیکھتے چلتے گویا کہ سب ساتھی ہمارے زرخرید غلام ہین۔ ایسے ہی لوگون کے حق مین کسی اوستاد نے یون کہا ہے ؎

نے سکندر ہے نہ دارا ہے نہ کسریٰ ہے نہ طاق
موت نے اکدم مین کس کس گھر کو فانی کر دیا

ادہر تو مسلمانون کا لشکر اسطرح سے کوچ پر کوچ کرتا چلا جاتا تھا۔ اب اودہر والون کا اور مکہ کا حال بھی سُن لیجئے کہ قافلہ مشرکان جب شام سے چلا تھا تو ڈر کے مارے اثنائے راہ سے ضمضم ابن عمرو غفاری کو مکہ روانہ کر دیا تھا اور مکہ والون سے کہلا بھیجا تھا کہ جسطرح ہو سکے قافلہ کی مدد کو پہونچو۔ اور اپنے مال و متاع کو لٹنے سے بچاؤ کہین ایسا نہو کہ مسلمان ہم پر حملہ کرین اور ہم مغلوب ہو جائین۔ پس ضمضم کے پہونچنے سے تین دن پہلے عاتکہ بنت عبدالمطلب

نے مکہ مین یہ خواب دیکھا کہ ایک شتر سوار موضع ابطح مین آکر کھڑا ہوا ہے اور اوس نے چلّا کے
یہ ندا کی ہے کہ اے گروہ قریش دوڑو اور تین ہی دن کے بعد اپنی قتل گاہ مین پہونچ جاؤ۔
اتنا کہہ کے وہ اپنے اونٹ کو مسجد الحرام کی طرف لیچلا لوگ اوسکے پیچھے دوڑے اور دیکھا کہ
وہی شتر سوار بام خانہ کعبہ پر کھڑا ہوا وہی منادی کر رہا ہے پھر اوس نے وہان سے ایک
پتھر نیچے لڑھکا دیا جو پہاڑ کے تلے آکے ریزہ ریزہ ہوگیا اور مکہ کا کوئی گھر نہ بچا جسمین اوس
پتھر کا ٹکڑا نہ گرا ہو۔ یہ دیکھکر عاتکہ کی آنکھہ کھل گئی اور اپنے بھائی عباس بن عبد المطلب سے
اس خواب کو بیان کیا مگر منع کر دیا کہ کسی سے نہ کہنا۔ باوجود اس ممانعت کے عباس نے اپنے
دوست ولید سے کہدیا۔ اور ولید نے اپنے باپ سے ذکر کیا۔ یون ہی رفتہ رفتہ یہ خبر ابوجہل
کو پہونچی۔ وہ گھبرایا ہوا عباس کے پاس آیا اور پوچھا کہ اے ابوالفضل یہ عورت عاتکہ تمہارے
گھر مین کب سے پیمبر ہوگئی ہے۔ عباس جواب جاہلان باشد خموشی پر عمل کرکے چپ ہو رہے
کچھہ جواب ندیا۔ ابوجہل بولا اے عباس تم لوگ صرف اسی پر اکتفا نہین کرتے کہ تمہارے
مرد ہی نبوت کا دعوی کرین بلکہ تمہاری عورتون کو بھی پیمبری کا حوصلہ ہے۔ ہم تین دن تک
صبر کرتے ہین اگر اس عرصہ مین یہ خواب سچا نہوا تو مین سارے ملک عرب مین مشہور کر دونگا
کہ تم ہاشمی لوگ بڑے جھوٹے ہو۔ عباس فرماتے ہین کہ مین تو درگذر کر گیا مگر رات کو
عبد المطلب کے گھرانے کی سب عورتین مجتمع ہو کے میرے پاس آئین اور واویلا مچانی شروع
کی اور کہنے لگین کہ اے عباس تم بزرگ خاندان ہو کب تک اس ذلت وخواری کو گوارا
کروگے کہ یہ خبیث فاسق ابوجہل ہمین گالیان دیا کرے اور ایذا پہونچاے مردون
کو تو سب طرح دق کرچکا اب تمہارے خاندان کی عورتون کے منہ آتا ہے۔ اے عباس
تم بڑے بے عزت ہو کہ وہ تمہارے منہ پر بنی ہاشم کو برا بھلا کہتا رہا اور تم سے ٹھ واتنا بھی

نہ گیا۔ حضرت عباس کہتے ہین کہ عورتون کی ان باتون سے مجھے بہت شرم آئی اور کہا کہ اگر اب
پھر کبھی اوس ملعون نے گستاخی کی تو واللہ اوسے سزا دونگا اور اوسکے شر کو دنیا مین نہ رکھونگا۔
پس تیسرے دن غصہ کی حالت مین ابوجہل سے بدلا لینے کے لئے مین مسجد الحرام کے اندر گیا تو
یکایک وہی مردود میرے سامنے آگیا مین اوسکی طرف متوجہ ہوا وہ بھاگ کے مسجد کے باہر
چلدیا۔ مین اپنے دل مین سمجھا کہ وہ مجھہ سے ڈر کے بھاگا ہے مگر واقع مین یہ بات نہ تھی بلکہ
ضمضم ابن عمرو غفاری بحال پریشان سامنے آپہونچا تھا اوس کے اونٹ کے ناک کان کٹے
ہوئے تھے اور خود اوسکا گریبان چاک تھا اور چلا چلا کے فریاد کرتا ہوا آرہا تھا کہ اے جماعۂ
قریش اپنے قافلہ کی خبر لو محمدؐ اور اوسکے ساتھی قافلہ کے پیچھے پڑ گئے ہین مجھے ہرگز امید نہین
کہ تم اپنے قافلہ کو سلامت پاسکو۔ ابوجہل اس فریاد کو سنکر اوسکی طرف دوڑا تھا تاکہ جلد جاکر
کُلّا حال دریافت کرے۔ مین بھی اس جھگڑے کی طرف ایسا محو ہوگیا کہ ابوجہل میرے ہاتھہ
سے بچ گیا۔ اور پکار پکار کے کہنے لگا کہ عمرو ابن الحضرمی کے قافلہ پر غالب آکر محمدؐ اور اوس کے
اصحاب کے مُنہ مین خون لگ گیا ہے اور وہ اوس قافلہ کی طرح اس قافلہ کو بھی شربت کا
گھونٹ سمجھے ہین مگر خدا کی قسم اب چھٹی کا دودھ یاد آجائیگا
اب خانہ کعبہ مین کونسل بیٹھی اور یہ صلاح ٹھیری کہ مکہ مین اگر کسی کام مین دو آدمی مشغول
ہون تو ایک کو اُس کام مین رہنے دو اور دوسرے کو اپنے ساتھہ جنگ مین لیچلو اگر وہ بھی
اپنے گھر رہنا چاہے تو کسی اور کو اپنی جگہہ ہمارے ساتھہ کرے۔ اِس طور سے شرفاے
قریش مین سے سواے ابولہب کے اور کوئی مکہ مین باقی نہ رہا۔ سو ابولہب نے بھی اپنے بدلے
ہشام ابن المغیرہ کو بھیجدیا تھا۔
اور امیہ بن خلف جمحی نے سعد ابن معاذ سے سُنا تھا کہ آنحضرت صلعم نے پیشین گوئی

کی ہے کہ امیہ میرے اصحاب کے ہاتھون مارا جائیگا اسلئے اوس کے پیٹ مین پانی پڑگیا اور لڑائی کے ڈر کے مارے گھر سے نکلنا نہین چاہتا تھا اپنے بڑھاپے اور عظمت جسامت کا عذر کر کے قوم سے معافی چاہی لیکن ابوجہل نے اوس سے کہا کہ اے صفوان تو اہل وادی کا سردار ہے جب تو بیٹھہ رہا تو پھر کون جانے پر راضی ہوگا اور یہ مہم ہم سے کیون سر ہونی لگی تھی بالآخر ابوجہل نے ایک سلائی اور سرمہ دانی امیہ کے سامنے رکھدی کہ اگر تو نہین جاتا ہے تو سرمہ لگا کے عورت بن جا۔ امیہ اور ابوجہل مین یہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ عقبہ بن معیط ایک جلتی ہوئی انگیٹھی مین خوشبوئین ڈالے ہوئے آن پہونچا اور امیہ سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اگر تو گھر سے نکلنا نہین چاہتا تو اس خوشبو سے معطر ہوکر عورتون کی طرح گھر مین بیٹھہ رہ ہم تجھسے کچھہ نہ کہین گے۔ امیہ نے جواب دیا کہ اے عقبہ "قبحک اللہ و قبح ما جئت بہ" یعنی اے عقبہ خدا تیرا برا کرے اور یہ بری چیز تو اپنے ساتھہ لایا ہے۔ آدمی کا شیطان آدمی ہوتا ہے ابوجہل اور عقبہ نے امیہ کو کیا بنا لیا۔ بس شرما شرمی اور جبراً قہراً اوسنے بھی اپنے کوچ کا سامان کرلیا مگر موت کا خوف پنجے جھاڑ کے پیچھے پڑا ہوا تھا کیونکہ مخبر صادق کا الہام کہین خالی جا سکتا ہے۔

جس وقت یہ سب لوگ مکہ سے باہر نکلے ہین انہین یاد آئی کہ بنی کنانہ سے اور ہم سے عداوت قلبی ہے کہین ایسا نہو کہ آگے سے تو ہمین مسلمان دبائین اور پیچھے سے بنی کنانہ آڑے ہاتھون لین پھر بری ٹھنے گی۔ اِسی فکر مین تھے کہ شیطان بنی کنانہ کے ایک بڑے سردار سراقہ ابن مالک ابن جعشم کا بھیس بھر کے آن موجود ہوا۔ اور پکار پکار کے کہنے لگا کہ اے لوگو کچھہ فکر نہ کرو مین نے تم کو امان دی۔ جب قریش نے دیکھا کہ بنی کنانہ کے رئیس اعظم سراقہ نے ہمین امان دیدی تو مطمئن ہو کے جلدی جلدی آگے چلے۔

لشکر قریش کے ساتھہ گانے بجانے والے اور آلات طرب بھی تھے جہان اوترتے سامان
جشن مہیا ہوجاتا تھا اور گانا بجانا ہونے لگتا تھا کیونکہ سات سو ستر صنادید قریش ہمراہ تھے۔
ساڑھے نوسو جرار تجربہ کار اور جنگ آزمودہ۔ سو گھوڑے اور سات سو اونٹ ساتھہ
تھے۔ اور جنگ کا ساز وسامان ایسا درست تھا جیسا کہ عمدہ لشکرون کا ہوتا ہے۔ کہتے ہین کہ
مکہ سے ساڑھے بارہ سو آدمی چلے تھے مگر جب اونہین معلوم ہوا کہ ابوسفیان معہ قافلہ
سوداگران کے صحیح سلامت مکہ پہونچ گیا تو اون مین سے تین سو آدمی لوٹ گئے۔

اب فدائیان اسلام کا حال سنو کہ جب آنحضرت معہ غازیون کے موضع وادی صغرا
مین پہونچے تو حضرت جبرئیل نے آکے خبر دی کہ مکہ سے قریش اتنی تیاری اور اتنے سامان سے
اپنے قافلہ کی حمایت کو نکلے ہین۔ آنحضرت نے یہ حال اپنے اصحاب سے بیان کیا۔
ابوبکر صدیقؓ۔ عمر فاروقؓ اور مقدادؓ بن اسود نے سنکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ وہی کام کرین
جو خدا فرماتا ہے۔ ہم لوگ اپنی جانین حضور کے قدمون پر نثار کرنیکو ہمراہ رکاب ہین قسم ہے
اوس خدا کی جسنے آپ کو رسول کرکے ہماری ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ اگر آپ زمین
کے کنارے تک ہم کو لیچلین گے تو ہم آپ کے ساتھہ ہین خدا ور رسول کے حکم سے گلے کٹانا
جان تازہ پانا ہے۔ یہ لوگ تو مہاجرین مین سے تھے اِنکی مستعدی بجا تھی کیونکہ انہین قریش
نے مکہ سے نکال کے وطن سے دور اور بے گھر کر دیا تھا اور بیچارے کوڑی کوڑی سے
محتاج ہوکر اہل مدینہ کے ٹکڑون پر آن پڑے تھے۔

اِس کے بعد انصار کے مجمع مین سے سعد ابن معاذ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ یا رسول اللہ
ہم تم پر ایمان لائے ہین اور ہم لوگون نے تمہاری تصدیق کی ہے۔ ہم گواہی دیتے ہین کہ
جو کچہہ تم خدا کے پاس سے لائے سو سب سچ ہے۔ ہم نے حضور کی ذات سراپا برکات سے

معجزات اور کرامات اور خوارق عادات مشاہدہ کئے۔ اور سچے دل سے آپ پر ایمان لا کے تسکین قلب حاصل کی۔ آپکے طفیل سے سچے خدائے واحد و لم یلد و لم یولد کو پایا۔ ہم بھولے بھٹکے پھرتے تھے آپکے صدقے سے سچے دین مین داخل ہوے۔ اب آپکے قدم مبارک چھوڑکے کہان جائین۔ جدہر حضور جائینگے آپ کے ساتھہ ہین۔ چاہے دریا مین لیجلیئے یا خشکی مین ہین تو دشمنان خدا کے ساتھہ لڑنا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ جنگ پر ہم صابر ہین۔ شاید خدا کے فضل و کرم سے خدا و رسول کی خوشنودی کا کام ہم سے بن پڑے جس سے ہماری عاقبت بخیر ہو۔ آپ خدا کی خیر و برکت کے ساتھہ آگے بڑہین خدا آپ کی مدد پر ہے۔ یا حضرت ہم موسیٰ کی امت کی طرح نافرمان نہین ہین جو فَاذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا کہکر الگ ہو جائین۔ ہم تو آپکے قدمون پر جان دینگے (سورۃ المائدہ پارہ ۶)

ترجمہ۔ ہان تم اور تمہارا خدا دونون جاؤ اور اون لوگون سے لڑو ہم تو یہین بیٹھے ہین۔

مہاجرین و انصار کے وکیلون سے یہ بات سُنکر رسول اللہ نے فرمایا کہ "اے نیک لوگو تم کو بشارت ہو کہ اللہ جل شانہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ تم مشرکان قریش پر فتحمند ہو گے۔ خدا نے مشرکون کے مآل کار سے مجھے آگاہ کر دیا ہے۔ مین اون کے قتل اور قتل گاہ کو اسوقت ایسے دیکھہ رہا ہون جیسے کہ تمہین "

الحاصل لشکر اسلام جب بدر کے قریب پہونچا تو آنحضرت اپنے اصحاب مین سے ایک شخص کو ہمراہ لیکر صحرا مین خبر لینے کو نکل گئے وہان ایک بڈھا آپ کو ملا۔ آنحضرت نے اوس سے دریافت کیا کہ اے شخص تجھے قریش اور محمد کی بھی کچھہ خبر ہے۔ اوس نے جواب دیا کہ مین نے سُنا ہے کہ محمد اور اونکے اصحاب فلان دن مدینہ سے روانہ ہوے ہین۔ اور اگر یہ بات سچ ہے تو آج فلان مقام پر آگئے ہونگے۔ یہ اوسی موضع کا نام تھا جہان لشکر اسلام اوترا ہوا تھا۔ اسکے

بعد بڈہا بولا کہ قریش فلان دن مکہ سے نکلے ہین اگر یہ سچ ہے تو آج فلان موضع مین ہونگے ۔
اسکے سوا مین اور کچہہ نہین جانتا ۔ آنحضرت بڈہے سے پتے کی سنکر فرودگاہ کو لوٹے اور سمجہے کہ
جب اس نے ہمارا پتہ ٹہیک بتایا ہے تو قریش کا ٹہکانا بہی ٹہیک ہے ۔

منزل پر پہونچ کے رات کو حضرت علی مرتضی اور زبیر بن العوام اور سعد بن ابی وقاص کو ایک
جماعت اصحاب کے ساتہہ قریش کا سراغ لگانے بہیجا ۔ یہ سب جاتے جاتے اوس مقام پر وارد
ہوئے جہان قریش کے اونٹ پانی لینے آئے تہے ۔ ان کو دیکہتے ہی جتنے آدمی اونٹون کے
ساتہہ تہے بہاگ گئے ۔ اون مین سے صرف دو غلام اصحاب رسول اللہ کے ہاتہہ لگے ۔ انہون
نے اونٹون کو تو چہوڑ دیا مگر غلامون کو لا کے آنحضرت کی خدمت مین حاضر کیا ۔ حضور اوس وقت
نماز مین تہے ۔ اصحاب کو گمان تہا کہ یہ دونون ابوسفیان کے غلام ہونگے اس لئے اون سے
دریافت کیا کہ تم کسکے غلام ہو ۔ اونہون نے جواب دیا کہ ہم سقائے قریش ہین ۔ اصحاب سمجہے کہ
یہ جہونٹ بولتے ہین اسلئے اونہین ڈرایا اور کہا کہ سچ بولو ۔ دوسری دفعہ اونہون نے خوف کہا کے
کہدیا کہ ہم ابوسفیان کے غلام ہین ۔ جب آنحضرت نماز پڑہ چکے تو اونکی باتین سُنین اور علم نبوت
سے اصل حال دریافت کرکے اصحاب سے فرمایا کہ تمنے دہمکا اور ڈرا کے ان سے جہونٹ بلوایا ورنہ انکا
قول اول درست تہا یہ قریش کے غلام ہین ان مین سے ایک کا نام اسلم ہے جو بنی الحجاج کا
غلام ہے اور دوسرے کا نام عریض ہے وہ سعید بنی العاص کا غلام ہے ۔ اون دونون
نے بہی آنحضرت کے کلام کی تصدیق کی ۔ پہر حضور خود اون غلامون کی طرف متوجہ ہوئے اور
دریافت فرمایا کہ قریش کہان ہین ۔ اونہون نے جواب دیا کہ عدوۃ قصوے مین اس ٹیلے کے
پیچہے جو سامنے نظر آتا ہے ۔ پہر آپنے پوچہا کہ اونکی تعداد کتنی ہے ۔ غلامون نے عرض کی
کہ شمار تو ہم کو معلوم نہین مگر ہین بہت سے ۔ حضور نے استفسار فرمایا کہ اچہا یہی بتادو کہ ہر روز

اونکے کہانیکے لئے کتنے اونٹ ذبح ہوتے ہین - وہ بولے ایکدن نو اور دوسرے دن دس اونٹ ذبح کئے جاتے ہین - یہ سُنکر آنحضرت نے فرمایا کہ بس معلوم ہوگیا کہ اونکی تعداد نوسو اور ہزار کے درمیان ہے - پہر آپنے پوچہا کہ شرفاے قریش مین سے کون کون آیا ہے غلامون نے جواب دیا کہ عتبہ وشیبہ پسران ربیعہ - ابو البختری - حکیم ابن خزام - حارث ابن عامر - طعیمہ ابن عدی - نضر ابن الحارث - زمعہ ابن الاسود - ابوجہل - امیہ ابن خلف - بنیہ ومنبہ پسران حجاج - سہل ابن عمرو - عمر ابن عبدود - لشکر کے ساتہ ہین - یہ سنکر سرورِ عالم اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ لوگو سُن لو مکہ نے اپنے عمدہ ترین جگر گوشون کو تمہارے سامنے لاکے ڈالدیا - ہے خدا تم کو ان سب پر غالب کریگا - اصحاب کو بہی ہمت خداداد تہی یہ سنتے ہی جوش مین آگئے اور خوش ہونکے کہتے تہے کہ ہمین اپنی قلت اور اونکی کثرت کا ذرا بہی خیال نہین ہم تو دشمنان خدا سے اب بدلہ لینگے -

اب اودہر کا بہی کچہہ حال ملاحظہ ہو کہ پانی پہونچانیوالے اونٹون کو چہوڑ کر جو لوگ بہاگے تہے اون مین سب سے پہلے ایک شخص عجیز نام لشکر قریش مین پہونچا - اور آنحضرت کے تشریف لانے کی خبر اونہین دی اور کہا کہ "اے آل غالب پسر ابو کبشہ آپہونچا اوسکے اصحاب نے تمہارے غلامون کو گرفتار کرلیا ہے" یہ سنتے ہی لشکر قریش مین کہلبلی پڑگئی اور سب کی ہستی گم ہوگئی - مگر ابوجہل نے ڈہارس بندہا کے سبکو آگے بڑہایا اور منزل جحفہ مین آکر قیام کیا وہان جہیم ابن الصلت ابن مخرمہ ابن عبدالمطلب نے خواب دیکہا کہ ایک مرد گہوڑے پر سوار چلا آتا ہے اوسکے ہمراہ ایک اونٹ بہی تہا وہ چلا چلا کے کہتا ہے کہ عتبہ وشیبہ وابو الحکم ابن ہشام وامیہ اور فلان فلان آدمی مارے گئے یہ کہہ کے اوس نے ایک چہری اپنے اونٹ کے گلے پر ماری اور چہوڑ دیا پس لشکر قریش کے خیمون مین سے کوئی خیمہ باقی نہ رہا جسین خون شتر کی

چہینٹ نہ پہونچی ہو۔

جب یہ خواب ابوجہل نے سنا تو کہا دیکھو بنی عبدالمطلب مین ایک اور پیغمبر پیدا ہوا۔ لیکن اب جھٹ پٹ ظاہر ہوا جاتا ہے کہ کس نے مارا اور کون مارا گیا اور تم سب کو معلوم ہو جائیگا کہ مقبول کون ہے اور مردود کون ہے۔

اِدہر مسلمانون نے جب دیکھا کہ مشرکان مکہ ہم پر چڑہ آئے ہین تو قافلۂ ابوسفیان کا مقابلہ چہوڑ دیا اور کہا پہلے اِن دشمنان خدا کا قلع وقمع کرنا ہمارا فرض ہے قافلہ کا پیچہا کرنے سے لوگ ہمین دولت دنیا کا لالچی بتا دینگے اس لئے ابوسفیان اپنے قافلہ کو لئے ہوئے مسلمانون کی پہونچ سے صحیح وسلامت باہر نکل گیا اور وہان پہونچ کے قریش کو اطلاع دی کہ تم لوگ اپنی سوداگری کے قافلہ کی حمایت کو آئے تہے اوسے بخیریت تمام ساتہ لیکر مین چلا آیا ہون اب تم بہی خطرے مین نہ پڑو اور اپنے اپنے گہرون کو واپس چلے آؤ۔

مگر جب موت گردن پکڑ کے کشان کشان قبر مین لیجانا چاہتی ہے تو ہر آدمی کی سمجہ مین کچہ نہین آتا۔ وقت آیا ہوا ٹلتا نہین۔ ہمارے پرانے یار ابوجہل اُرد کے آٹے کی طرح اینٹہ گئے اور اکڑ کے فرمانے لگے کہ ہون اس ملعون ابوسفیان نے ہمین کیا سمجہا ہے جو گہر بہاگ آنے کی صلاح دیتا ہے یہی گو ہے یہی میدان ہم تو اس جنگل کی زمین کو خون سے لالہ زار بنا دینگے۔ یہ کوئی اور ہی نامرد ہونگے جو سامنے سے ہٹ جائین۔ واللہ جب تک ہم بدر مین نہ پہونچ لینگے اور وہان تین دن قیام کر کے ضیافتین نہ اوڑا لینگے اور ناچ گانے کے جلسے نہ دیکہ لینگے یہان سے پیچہے قدم نہ رکہین گے تاکہ ہماری شوکت وعظمت کے سکے تمام قبائل عرب مین پڑ جائین اور بعد ازین لوگ ہمیشہ ہم سے ڈرتے رہین۔ جب ابوجہل ڈینگین مار چکا تو اخنس ابن شریق جو قبیلۂ بنی زہرہ کا سردار اور رئیس تہا اپنی قوم سے مخاطب ہو کے

بولا کہ اس بڈہے سے ابو جہل کی تو مت ماری گئی ہے ناحق سوتے فتنہ کو جگا کے ہم سب کو تباہ کرنا چاہتا ہے جب محمدؐ اور اونکے تابعین نے قافلہ پر حملہ نہین کیا تو ہمارا کیا سرپھرا ہے جو خواہ مخواہ اون سے چھیڑ کرکے اپنی کمبختی بلائین چلو تم لوگ تو اپنے اپنے گھرون کو پہر چلو۔ پس بنی زہرہ تو چلدئے۔

جب یہ خبر ابو سفیان کو پہونچی تو کف افسوس ملکر کہنے لگا کہ ہائے ابو جہل اپنی جہالت سے قریش کو تباہ کرکے مانیگا۔ خیر یا قسمت و یا نصیب چلو تم بہی چل کے اون مین ملجاؤ۔ ورنہ کہنے کو یہ بات ہوجائیگی کہ اپنے حمائیتون کو موت کے پہندے مین پہنسا کے خود بال بال بچ آئے۔ پس ابو سفیان بہی معہ اپنے قافلہ کے لشکر قریش مین آن ملا۔ اور جبرًا و قہرًا اوسے بہی ابو جہل سے موافقت کرنا پڑی۔ لشکر کے ساتہہ لڑائی مین گیا اور زخمی ہوکر گہر بہاگ آیا۔

رات کو لشکر اسلام بدر کے قریب پہونچا۔ کفار نے پہلے سے پانی کے قریب اپنا قبضہ کرلیا تہا۔ مسلمانون کو وہان سے دور اوترنا پڑا جہان یہ اوترے تہے وہان کی زمین بہی ایسی ریتیلی تہی کہ گہٹنون تک ٹانگین اوس مین دہس دہس جاتی تہین چلنا دشوار تہا لوگون کو غسل و وضو کی تکلیف ہونے لگی اور پیاس کے مارے پہیپڑیان پہول گئین۔ آنحضرت نے جو یہ حالت دیکہی بہت پریشان ہوئے اور درگاہ باری مین بتضرع وزاری دعا کی۔ خدا کی قدرت سے باران رحمت نے وہ جہڑ باندہا کہ زمین و آسمان ایک ہوگئے معلوم ہوتا تہا کہ ایک بحر ذخار ہے جو نیچے سے اوپر تک موجین مار رہا ہے۔ لوگون کو طوفان نوح کا یقین ہوگیا۔

مجاہدان فی سبیل اللہ نے اس خدائی سبیل سے خوب سیراب ہو ہو کے پانی پیا اور اچہی طرح نہائے اور خوب وضو کئے اور کئی دن کے لئے اوس خوش گوار اور شیرین پانی کو بہر رکہا علاوہ برین یہ تماشا دیکہئے کہ جس ریگستان مین یہ لوگ پڑے ہوئے تہے اوسکی ریت پانی

پلپلی سکے ایسی جمی کہ سخت تھہر ہوگئی جسپر غازیان اسلام بلا تکلف دوڑ سے پہرتے تھے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا سنگین فرش پر چلتے ہین۔ اور کفار پانی کے پاس تھے وہان کی زمین پہلے سے رطوبت آب کو اپنے مین جذب کرکے سخت تھی اس ادہا دہند بارش سکے پانی نے اونکے پڑاؤ کو جہیل بنا دیا اور ایسی دلدل ہوگئی کہ جس کسی نے اپنی جگہہ سے بڑہکے آگے قدم رکھا اور جہلے مین پہنسا۔ سبحان اللہ ایک مینہ اور دونون طرف اوسکے دو طرح کے اثر۔ مسلمان آنحضرت کے اس معجزے کو دیکہہ کر قوی دل ہوگئے اور تکبیر وتہلیل اور حمد الٰہی مین مشغول ہوئے۔

اب سرور دین پناہ زمین وآسمان کے بادشاہ اپنی فوج ظفر موج کو لیکر بدر پہونچے اور چاہا کہ بدر کے پہلے کنوئین پر خیمے نصب کرین مگر خباب بن المنذر نے بڑہکے التماس کی کہ یا رسول اللہ یہ آپکی راے ہے یا خداوند کریم کا حکم یون ہی ہے۔ آپنے جواب دیا کہ نہین یہ میری تجویز ہے خباب بولے کہ حضور یہ جگہہ اچھی نہین ہے ہم کو اخیر کے کنوئین پر اوترنا چاہیے تاکہ سب کنوئین ہمارے پیچہے ہوجائین اور ہم حوض بنا کے اوسمین پانی بہر لین۔ پس آنحضرت نے خباب کی راے کو پسند کیا اور جہان اونہون نے بتایا تہا وہین قیام کیا اور اللہ جل شانہ نے بہی اسی جگہہ کو منظور فرمایا۔ جب سب اپنی اپنی جگہہ ٹہیر گئے تو آنحضرت اوٹھے اور اپنے اصحاب کو ساتھہ لیکر میدان بدر مین پہرنے لگے۔ اسی گشت مین زمین پر ہاتھہ رکھہ رکھہ کے سب کو بتاتے جاتے تھے کہ دیکھو اس جگہہ فلان قریش مین سے مارا جائے گا اور اس جگہہ فلان قتل ہوگا اور یہان وہ مر کے گرے گا۔ غرضکہ ایک ایک کرکے نام بنام سب صنادید قریش کے مقتل تصریح کے ساتھہ مسلمانون کو بتا دئے اور اوسمین سرمو فرق نہ پڑا۔ اور وہ سبہی مارے گئے جن کے نام آپنے بتائے تھے۔ دیکھو الہام اور پیشین گوئی اور معجزہ اسکا نام ہے سہ

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود		گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود	

افسوس لوگ ایسے پیغمبر کو لشکرکش اور بزورشمشیر مذہب اسلام پھیلانے والا اور حریص اور طالب دنیا کہکے اپنی عاقبت خراب کرتے ہین۔

جب غازیان اسلام نے دیکھا کہ یہ جنگ ہوے بغیر نہ رہیگی تو از راہ حزم واحتیاط حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دست بستہ ہوکر حضور سے التماس کی کہ یا حضرت آپ کسیطرح کا اندیشہ نہ کرین اگر ہم سب جان نثار اس جنگ مین آپکے قدمون پر فدا ہوجائین اور حالت جنگ دگرگون ہوتو ہمارے وہ بھائی جو مدینہ مین رہ گئے ہین فوراً اپنی جان قربان کرنے کو آپکے حضور مین حاضر ہوجائینگے۔ حضرت نے سعد کی وفاداری پرآفرین کرکے اون کی تسلی کی اور کہا کہ اے سعد ہرگز ایسا نہوگا تم خاطر جمع رکھو۔

ہنوز یہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ ناگاہ لشکر کفار سامنے سے نمودار ہوا اور سارے بددین سبقت کرکے غازیون پر چڑہ آئے۔ یہ حال دیکھکے ہمارے سرور مناجات کے لئے سربسجود ہوگئے اور یون دعا فرمائی کہ "اے حق سبحانہ تعالی تو ہی سزاوار پرستش وعبادت ہے دیکھہ یہ مغرور اور متکبر قریش تیرے پاک بندون پر چڑہ آئے ہین اور تیرے ساتہہ جنگ پر آمادہ ہین۔ تیرے رسول کی تکذیب کرتے ہین اور اوسکی رد مین سرگرم ہین۔ بارخدایا مین تیرے فضل وکرم سے امیدوار ہون کہ مجہے اون پر فتح دے۔ اور کفر وشرک کی ظلمت کو تو دور کر۔ اور اپنے سچے دین اسلام کی روشنی سے دنیا کو منور کردے۔ اور وہ وعدہ جو تو نے مجھسے کیا ہے اُسے وفا کر"

اب کفار نے مسلمانون سے چھیڑخانی کرنیکے لئے اپنے لشکر مین سے ایک جماعت منتخب کی اور اون سے کہا کہ تم پانی پینے کے بہانہ سے لشکر اسلام کی طرف جاؤ اور وہ حوض جو مسلمانون نے اپنے لئے بھرا ہے اوسے خراب اور برباد کرکے چلے آؤ۔ حکیم ابن خرام بہی اوس جماعت

مین شامل تہا۔ جب یہ لوگ حوض کی طرف رجوع ہوئے تو مسلمانون نے اونہین روکا مگر آنحضرت بولے کہ خبردار انہین ہرگز نہ روکنا پیاسے ہین پانی پی لینے دو۔ اللہ اللہ کیا رحم دلی تہی کہ اپنے خون کے پیاسون کی تشنگی گوارا نہ کی۔ آخر رحمۃ للعالمین تہے۔

روایات صحیحہ و متصلہ سے ثابت ہے کہ جن جن کفار نے تخریب حوض کے ارادہ سے پانی پیا تہا اونمین سے ایک بہی نہ بچا سب اسی لڑائی مین مارے گئے۔ اور اپنے کئے کی سزا پائی۔ اور جو قتل سے بچا اسیر ہوا۔ صرف ایک حکیم ابن خرام ہی سلئے باقی رہا کہ وہ لڑائی سے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بہاگا اور بعد جنگ کے مسلمان ہوگیا مگر یہ لڑائی اوسے عمر بہر نہ بہولی کچھہ ایسا ڈر اوسکے دل مین سما گیا تہا کہ جب قسم کہاتا تو یون کہا کرتا تہا کہ ”مجھے قسم ہے اوس خدا ئے مفضل حقیقی کی جسنے جنگ بدر سے مجھے نجات دی“

لشکر کفار مین اسود بن عبدالاسد مخزومی کی شامت جو آئی تو اپنی قوم سے کہا کہ تم مجھے جانے دو واللہ مین ابہی اعلانیہ حوض پر جاتا ہون اور ابہی خراب کر کے آتا ہون۔ جب وہ یہ ارادہ کر کے چلا تو راہ مین حمزہ رضی اللہ عنہ نے اوسے روکا وہ کمبخت نہ مانا اور حضرت حمزہ سے بدزبانی کی اونہون نے تلوار کا ایک ہاتہہ اوسے مارا جو اوسکی پنڈلی پر ایسا لگا کہ چلنے کی طاقت نہ رہی وہ ملعون اپنی قسم پوری کرنیکے لئے چہاتی اور پہلو کے بل حوض کی طرف چلا جب حضرت حمزہؓ نے دیکہا کہ یہ کسیطرح مانتا ہی نہین تو اوسے ٹہکانے لگا دیا۔

جب لشکر قریش باطمینان تمام اپنی فرودگاہ پر ٹہیر چکا اور کفار سب سامان جنگ مرتب کر کے کیل کانٹے سے درست ہوگئے تو عمرو بن وہب جمحی کو لشکر اسلام کی طرف بہیجا کہ چپکے سے جا کر دیکہو تو کہ مسلمان کتنے ہین۔ وہ پہلے تو جا کر لشکر اسلام کی چارون طرف پہرا اور آکر بیان کیا کہ تین سو سے زیادہ نہین ہین۔ پہر دوسری بار گیا اور ہر طرف اور ہر گوشہ اور ہر کمین گاہ کو دور دور تک

تلاش کیا کہ کہین کسی کونے کھتر ے مین تو مسلمانون نے اپنی اور فوج نہین چھپا رکھی ہے۔ مگر کہین ایک چیونٹی کا بھی پتہ نہ لگا اسلئے واپس آکر کفار کو خبر کی کہ تمہارے مخالف ہرگز تین سو سے زیادہ نہین ہین مگر یاد رکھو کہ وہ لوگ مین تو ہمارے بھائی لیکن نہ معلوم کیا سبب ہے کہ ہر ایک کے چہرہ سے شجاعت و فتوت و ہیبت ٹپکتی ہے بیشک مسلمانون کی مدد پر خدا ہے۔ مجھے تو ایسا یقین ہوتا ہے کہ اونمین سے ایک ایک ہم سب کو مار کے مرے گا۔ حکیم ابن حزام یہ بات سنکر عتبہ کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ اے ابوالولید تو قریش کا بزرگ اور پیشوا ہے۔ کیا تو چاہتا ہے کہ تیرا ذکر خیر اور نام نیک قیامت تک رہے۔ اوس نے جواب دیا کہ اے حکیم مین تو بدل و جان اسی کا طالب ہون۔ اگر تجھکو کوئی تدبیر اسکی معلوم ہو تو مجھے بتا دے۔ حکیم بولا کہ قریش کو لڑائی سے روک لے اور عمرو ابن الحضرمی کا خون بہا قبول کر لے۔ عتبہ کہنے لگا کہ مجھے تو بدل و جان یہ بات منظور ہے کہ قریش بغیر لڑے گھر لوٹ چلین مگر ابن الحنظلہ یعنے ابوجہل کسیطرح راضی نہین ہوتا۔ تو اب اوس کے پاس جا اور اوسے کسیطرح اس بات پر مستعد کر تو تمام قریش ابھی خوشی بخوشی مکہ چلدینگے۔ حکیم کہتا ہے کہ مین ابوجہل کے پاس پہونچا وہ اوسوقت ایک زرہ کو لڑائی کے لئے درست کر رہا تھا۔ مین نے عتبہ کا پیام اوس سے کہا وہ سنکر بہت خفا ہوا اور بولا کہ ہم ہرگز نہ پھرینگے۔ عتبہ کا بیٹا ابوحذیفہ مسلمان ہو گیا ہے اور محمدؐ کی خدمت مین ہے اور مسلمانون کی تعداد نہایت قلیل ہے اس لئے عتبہ کو خوف ہے کہ کہین میرا بیٹا مارا نہ جائے۔ ابوجہل نے اوسیوقت عامر برادر عمرو ابن الحضرمی کو بلایا اور کہا کہ عتبہ چاہتا ہے کہ سب کو بغیر جنگ کے گھر پھیر لیچلے اور مین تیرے بھائی کے خون کا بدلا لینا چاہتا ہون اسلئے تو تمام فوج مین فریاد کر اور اپنے بھائی کے خون کے بدلا لینے پر سبکو آمادہ کر۔ پس عامر ننگے سر برہنہ پا تمام فوج مین " واعمراہ واعمراہ " کہکے ماتم کرتا پھرا۔ سب کو جوش آگیا اور قریش کو وہ غصہ اور طیش پیدا ہوا کہ اب کسی کے روکنے۔ تھامنے اور سمجھانے کا

کام نہ رہا اور جنگ کی ٹھن گئی۔ ابوجہل نے قوم کو آمادۂ جنگ وجدل دیکھ کے سب کی تعریف کی جس سے
لوگوں کی آنکھوں پر پردے پڑ گئے اور جہل دوگنا ہوگیا۔ سچ ہے مصرعہ

وہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

آنحضرت صلعم نے جب دیکھا کہ کفار اب کسی طرح جنگ سے باز نہیں آتے آپ بھی اپنے اصحاب
کی صفیں آراستہ کرنے لگے۔ اوس وقت ایک چھڑی حضور کے دست مبارک میں تھی اتفاقاً سواد بن
عزیہ رضی اللہ عنہ کے سینہ پر لگ گئی۔ جو صحابی خوش طبع وظریف تھے اور اپنی صف سے آگے نکلے
ہوئے کھڑے تھے۔ سواد نے عرض کی یا رسول اللہ میرے بہت چوٹ آئی ہے اور خدای تعالی
نے آپ کو عدل وانصاف کے لئے بھیجا ہے اس لئے مجھے بدلا دیجئے۔ حضور نے اپنا سینہ
کھولدیا اور فرمایا کہ لو اپنا عوض لیلو۔ حضرت سواد نے فوراً سینہ مبارک کا بوسہ لیلیا اور کہا حضور مین
مجھے ذرا بھی چوٹ نہیں لگی ہے۔ آپنے استفسار فرمایا کہ پھر تمنے یہ کیا حرکت کی۔ سواد بولے حضور
معرکہ جنگ ہے کیا معلوم کون بچے اور کون مارا جائے مین نے کہا کہ آؤ آخری وقت مین آپکے جسم
مبارک ہی کو مس کرلون تاکہ ذریعہ نجات ہو۔ اس سے مجاہدین کی عقیدت اور خلوص نیت اور
اسلام پر اپنی جان نثار کرنا صاف ظاہر ہے۔ اللہ اللہ بڑے خوش عقیدہ لوگ تھے۔ حضرتؐ نے
سوادؓ کی محبت دیکھکے اونکے حق مین دعاے خیر کی۔

سعد بن وقاص نے ایک عریشہ آنحضرت کے لئے بنادیا تھا آپ اوس مین بیٹھے ہوئے
فتح ونصرت کی دعا فرمارہے تھے اور ابوبکر صدیق اور سعد ابن معاذ اور کئی اصحاب حفاظت کے لئے
آپکے پاس تھے آپ بار بار لڑائی کا رنگ دیکھنے کے لئے عریشہ سے باہر تشریف لاتے تھے اور
دیکھکر پھر مناجات مین مصروف ہوجاتے تھے اسی حالت مین حضور پر آمد وحی سے غنودگی سی طاری
ہوئی اور الہام ہوا کہ اے محمد مسلمانون کو فتح کا مژدہ سنادو۔ غازیون کو آپنے پہلے سے

یہ حکم سنا دیا تھا کہ بغیر میری اجازت کے کفار پر حملہ نکرنا اور اگر وہ گروہ تمہارے اوپر چڑھ آئین اور بہت قریب ہو جائین تو بہت کم تیر مارنا۔ دیکھو یہ کیسی ہمدردی تھی۔

قریش کی طرف سے پہلے عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ۔ اور ولید بن عتبہ لڑنے کے واسطے نکلے۔ مسلمانون کی طرف سے اون کے مقابلہ کے لئے عوف و معوذ پسران حارث۔ اور عبداللہ بن رواحہ برآمد ہوئے۔ کفار نے اون سے پوچھا تم کون ہو اور کس قبیلہ سے ہو۔ اونھون نے جواب دیا ہم انصار مین سے ہین۔ کفار بولے ہمین تم سے کیا کام۔ ہم چاہتے ہین کہ ہمارے بنی عم آکے ہم سے لڑین۔ پہر اون تینون مین سے ایک کافر پکارا کہ اے محمد ہمارے مقابلہ کے لئے ہمارے بھائیون مین سے کسیکو بہیج۔ حضور نے یہ بات سنکر حضرت حمزہ۔ حضرت علی مرتضیٰ۔ حضرت عبیدہ کو جانیکا حکم دیا یہ تینون صاحب تشریف لیگئے۔ اُن تینون کفار نے کہا کہ تم مین سے جو جسکا ہم قوم ہو وہ اوسی سے لڑے۔ چنانچہ علی مرتضیٰ تو شیبہ کے مقابل ہوئے۔ اور عبیدہ ولید کے۔ اور حمزہ عتبہ کے سامنے ہوئے اور دو دو ہاتھ ہونے لگے۔ جناب علی اور حمزہ نے تو اپنے اپنے مخالف کو مار لیا۔ مگر عبیدہ اور اونکے غنیم نے ایک دوسرے کو زخمی کیا۔ اسلئے حمزہ و علی مرتضیٰ حضرت عبیدہ کی خبر گیری کو پہونچے دیکھا کہ اُن کا حریف زخمہائے کاری سے جان بلب ہے مگر وہ خود ساق پر زخم کھا کے زمین پر گر پڑے تھے دونون صاحبون نے اونہین اوٹھایا اور آنحضرت کی خدمت مین لے پہونچے۔ آپنے آنحضرت سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ مین شہید ہونگا یا نہین۔ حضور نے جواب دیا کہ "ہان تم شہید ہو" چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جنگ بدر سے جب واپس ہوئے تو موضع وادی صفرا مین حضرت عبیدہ نے وفات پائی اور وہین دفن ہوئے۔

عتبہ جب مارا گیا تو اوسکے خویش و اقربا نے ابوجہل پر بہت لعن وطعن کئے اور کہا کہ اے دشمن خاندان قریش یہ آگ تو تو نے ہی مشتعل کی ہے کہ ہمارے گھر کا ایک بڑا اولاور نہایت دانا اور حد سے

زیادہ مدبر مارا گیا۔ ہم سب کی رائے تھی کہ گھر پھر چلو مگر تو نہ مانا اور سرداران قریش کو اس ذلت وخواری کے ساتھ قتل کرا رہا ہے اب ہمارے گھر کے بزرگ کا بدلا لے اب ہم تجھ سے بھی زیادہ مسلمانون کے خون کے پیاسے ہین۔ ابوجہل کے پاس ایک زرہ تھی جسپر ہتھیار کارگر نہوتے تھے وہ ان لوگون سے نے مانگ لی۔

عتبہ کے خاندان کے ایک بڑے بہادر نے وہ زرہ پہن لی اور میدان جنگ مین گیا حضرت حیدر کرار شیر خدا کی نظر جو اوسپر پڑی تو سمجھے کہ یہ ابوجہل ہے لپک کر جو وار کیا تو ایک کے دو کر دئے اور وہ زرہ دہری کی دہری رہگئی معلوم ہوا کہ ابوجہل تو نہ تھا مگر اوس سے بڑھکے اور ایک شقی اوسکی زرہ پہن کے آگیا تھا۔ اب وہ زرہ لاش پر سے اوتار کے ایک اور نامور پہلوان نے پہنی اور میدان مین آیا وہ حضرت حمزہ رضؓ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ پھر ایک اور مشہور تجربہ کار وہی زرہ پہن کے آن موجود ہوا اور ضربت حیدری نے اوسے بھی ٹھکانے لگا دیا۔ جب پے در پے تین نامور کافر مارے گئے تو وہ زرہ منحوس سمجھی گئی اور پھر کسی نے اوسے ہاتھ بھی نہ لگایا۔

اب تو ابوجہل کے چھکے چھوٹ گئے اور بہادران قریش کی صفون کے آگے کھڑا ہوکر پکارا کہ" اے نامداران قریش یہ لوگ جاہل و نادان تھے اسلئے مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے اسکا کچھ خوف نکرو تم مسلمانون سے اپنے عزیزون کے خون کا بدلہ بخوبی لے سکتے ہو۔ تم سب بہادری مین افضل و اعلی ہو۔ اگر معدودے چند ہم مین سے مارے گئے تو کیا ہوا لڑائی مین یہی ہوا کرتا ہی اب تم بھی کمر ہمت چست باندھو پھر مجال نہین کہ ایک بھی مسلمان تمہارے ہاتھون سے بچ جائے یکدل ہو کر سعی تو کرو پھر دیکھو کہ فتح تمہاری ہے" غرضکہ بڑہاوے دیدے کے اوچکنی چپڑی باتین کرکر کے یار نے اپنے الوؤن کو پھر موت کے مُنہ مین جھونکدیا۔

حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین جنگ بدر کے دن میدان مین

کھڑا ہوا سوچ رہا تھا کہ آج کے دن کوئی ایسا کام کرنا چاہیئے جو دنیا مین قیامت تک نام رہے یین
اسی سوچ مین محو تھا کہ میرا شانہ کسی نے پیچھے سے آکے ہلایا سر اوٹھا کے جو دیکھتا ہون تو دو نوجوان
معاذ و معوذ نام نظر پڑے اون مین سے ایک نے مجھ سے پوچھا کہ حضرت آپ تو مکہ کے باشندے
ہین ابوجہل کو پہچانتے ہونگے - وہ پیغمبر خدا کا جانی دشمن ہے - اسلیئے مین نے قصد کیا ہے
کہ اگر کوئی مجھے اوسکو دکھادے تو پہر اوسکا پیچھا نہ چھوڑون یا تو خود مارا جاؤن یا اوسے مارلون -
مین نے اپنے دل مین کہا کہ لو تم تو سوچا ہی کیئے یہ سوچ بہی لائے - او تم سے بڑہکر رہے - اتنے
مین دیکھتا کیا ہون کہ ابوجہل بہی اپنے اونٹ پر سوار جوانان جنگی کے ساتھہ اپنے اونٹ کو کُداتا چلا آتا
ہے - مین نے اون دونون بہادران غازی کو دکھایا کہ دیکھو وہ ابوجہل ہے - اونہون نے اوسے دیکھا
نہ تھا کہ فوراً شاداں و فرحاں اوس طرف کا قصد کیا اور دوڑکر لشکر قریش مین گھس گئے اور سینکڑون بہادران
جنگی مین جاکے تلوارین چلانے لگے اور تلوار مار کے ابوجہل کو گرالیا - معاذ نے ایک ایسا ہاتھہ رسید کیا
کہ ایک ٹانگ اوسکی الگ جا رہی - عکرمہ ابوجہل کے بیٹے نے ایک تلوار جو ماری تو معاذ کا ہاتھہ شانہ
سے جدا ہو گیا صرف ایک تسمہ لگا رہگیا اور ہاتھہ لٹکنے لگا تھا - اونہون نے ہاتھہ کا کچھہ غم نہ کرکے
دوسرے ہاتھہ سے تلوارین مارنی شروع کردین مگر اوس کٹے ہوئے ہاتھہ نے جب دق کیا تو
اللہ رے بہادری اور واہ رے شجاعت کہ اوس ہاتھہ کو پیر کے تلے دبا کے شانہ سے اوکھاڑ کے
پہینکدیا - اور صدہا آدمیون مین ایسی داد شجاعت دی کہ اچھے اچھے بہادرون کے ہوش اوڑ گئے -
اس اثنا مین معوذ نے ابوجہل کو مار گرایا صرف ایک رمق بہر جان باقی رہگئی اور خود اوسی دن شہید
ہوئے - اور معاذ باوجود ایسے زخم کاری اور قطع دست کے تا زمان خلافت حضرت عثمانؓ زندہ رہے

الغرض اوسدن بہادران اسلام نے وہ وہ تعجب خیز کام کیئے کہ آسمان سے آواز تحسین و
آفرین آتی تہی اور ہر کافر سمجھہ گیا تہا کہ مسلمان خدا کی حمایت مین ہین مگر شیطان پیچھا نہ چھوڑتا تھا اسلیئے

بہ ملے پڑتے تھے اور جی چھوڑ چھوڑ کے سعی کرتے تھے۔

آنحضرت نے اوسوقت کفار کے نرغہ اور کثرت کو اور مسلمانون کی قلت کو دیکھکر بہت تاسف کیا اور قبلہ کی طرف منہ کرکے دعا مانگنے لگے اور دعا مین اتنا مبالغہ کیا کہ ردا دوش مبارک سے گر پڑی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے ردائے شریف حضور کے کاندھے پر ڈالی اور بازوے مبارک بغل مین لیکے عرض کی ''یارسول اللہ بس فرمایئے حضور نے بہت دعا کی اب عنقریب ہے کہ خدا اپنا وعدہ آپ سے وفا کرے'' اسکے بعد ایک خفیف سی غنودگی حضور پر طاری ہوئی بعد تھوڑی سی دیر کے آپ نے ہوش مین آکے فرمایا کہ ''اے ابوبکر خدا کے پاس سے مدد آن پہونچی'' پھر غازیون کے درمیان کھڑے ہو کے جنگ کی تحریص کرنے لگے۔ اِس وقت عمیر ابن الحمام رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے چھوہارے کھا رہے تھے آنحضرت کے فرمانے سے اونہین ایسا جوش پیدا ہوا کہ چھوہارے پھینک کر لڑتے ہوئے لشکر کفار مین گھس گئے۔ اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

آنحضرت نے غازیان اسلام کو خدا کے حکم سے یہ مژدہ سنایا کہ ''اب وہ وقت بہت قریب ہے کہ کفار پشت دکھا کے بھاگ جائین'' پھر ایک مٹھی کنکر زمین سے اوٹھا کے لشکر کفار کی طرف پھینکدئے اور مسلمانون سے کہا کہ حملہ کرو اور سعی و کوشش کی داد دو۔

حکیم ابن حزام کہتے ہین کہ جسوقت آنحضرت نے وہ کنکر کافرون کی طرف پھینکے ہین تو مین نے اور بہت سے لوگون نے بگوش خود سنا کہ آسمان سے ایک ایسی آواز زمین پر آتی تھی جیسے کوئی طشت مین کنکریان پھینکتا ہے۔

حضرت علی مرتضی فرماتے ہین کہ لڑتے لڑتے مجھے آنحضرت یاد آئے مین نے چاہا کہ چلکے آپکی خیر و عافیت دریافت کراؤن تو لڑائی دان جا کے کیا دیکھتا ہون کہ آپ سجدہ مین یہ دعا فرما رہے ہین'' یا حی یا قیوم برحمتک استغیث'' مین پھر جنگ مین جا کر شامل ہو گیا اور دوبارہ آکر پھر جو دیکھا تو اوسی

حالت مین پایا پہر لوٹ گیا اور پہر آیا تو بہی ویسے ہی دیکھا آخر اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب کی دعا مقبول فرمائی یعنے ایک ایسی آندہی آئی کہ ویسی کسی نے نہین دیکھی تہی اور تین بار رہ رہ کے اوسکے تلے ہوئے واقع مین وہ آندہی نہ تہی بلکہ فوج ملائکہ کی آمد تہی جسکا یہ زور و شور تہا صاحب الحکم خدا فرشتے غازیانِ اسلام کی مدد کو آئے تہے یہانتک کہ کفار نے اوسمین گہوڑون کی آوازین سُنین۔ اور جب کوئی مسلمان کسی کافر کی طرف حملہ کرتا تہا تو قبل اوسکے پہونچنے کے اوس کافر کا سر کٹکے زمین پر آجاتا تہا۔ انصار مین سے ایک صاحب ایک مشرک کی طرف جہپٹے وہ بہاگا غیب سے اوسپر کوڑے پڑنا شروع ہوئے جنکی آوازین لوگون نے سنین۔ ناگاہ وہ کافر زمین پر گر پڑا اور مر گیا۔ اوسکی لاش پر کوڑون کے نشان پائے گئے۔ جب آنحضرتؐ سے یہ کیفیت بیان کی گئی تو حضورؐ نے فرمایا کہ یہ مدد آسمانی تہی۔

الغرض اشقیاے ناپاک پر ایسی خدا کی مار پڑی کہ پراگندہ ہو گئے۔ اور وہ لشکر عظیم اور با سر و سامان مسلمانون کی قلیل اور بے سامان جماعت کے ہاتہہ سے تباہ ہو گیا۔ اونمین سے ستر آدمی تو مارے گئے کچہہ گرفتار ہوئے اور باقی سراسیمہ و پریشان حال مکہ پہونچے۔ مسلمانون نے جب اعدا کی یہ بربادی دیکھی تو بہاگتے ہوؤن کا پیچہا نہ کیا اور ترس کہا کے اونکے قتل سے ہاتہہ کہینچا۔ اور مقتولون کے سر اور قیدیون کو لیکر حضورِ نبوی مین حاضر ہوئے۔ آپ سر بسجدہ ہو کر خدا کا شکر کرنے لگے۔ پہر مقتولون کے سر دیکہے اون مین ابوجہل کا سر نہ پایا تو لوگون سے کہا کہ جاؤ اوسکی خبر لاؤ کہ کیا گذری عبداللہ ابن مسعود فوراً اوسکی تلاش کو گئے کیا دیکہتے ہین کہ خاک و خون مین لتہڑا پڑا ہے اور کچہہ جان باقی ہے۔ عبداللہ اوسکے سرہانے بیٹہہ گئے اور پوچہا کہ اے ابوجہل کیا حال ہے ابوجہل نے جواب دیا حال کیا ہے مجہے میری قوم نے مار ڈالا۔ افسوس تو مجہکو یہ ہے کہ مدینہ کے ایک گنوار کے ہاتہہ سے مین مارا گیا یہ طعنہ اوسنے انصار کو دیا تہا کیونکہ اون مین کسان بہت تہے

اسیطرح وہ اپنے زعم فاسد مین مسلمانون کی بہادری اور اونکے موید من اللہ ہونے کو اعتبار سے ساقط کرنا چاہتا تہا حالانکہ دل مین قائل تہا کہ یہ جو کچہہ ہوا ہے محض عنایت خدا ہے ورنہ ایسے ضعیف اور مفلس لوگ ہرگز کفار قریش کے لشکر عظیم الشان پر غالب نہین آسکتے قصہ مختصر جہانتک اوس سے ہو سکا اوسنے اپنے اس آخری وقت مین بہی مسلمانون کی تذلیل و تحقیر کی گو کچہہ اور نہین ہو سکتا تہا تو زبان ہی سے سہی۔ پہر از راہ تجاہل عارفانہ عبد اللہ سے اوسنے دریافت کیا کہ یہ تو بتاؤ کہ فتح کسکی ہوئی۔ اونہون نے جواب دیا کہ خدا اور اوسکے رسول برحق کی۔ اوس نے یہ سنکر بکر وہ صورت بنائی اور اپنی ناخوشی ظاہر کی۔ اور خدا و رسول کی نسبت بے ادبی کے کلمات مُنہ سے نکالے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اوس سے کہا کہ اے ابو جہل تو تو فرعون سے بہی زیادہ سخت نکلا اوس نے غرق ہونے کے وقت تو اپنی پشیمانی ظاہر کی تہی اور کہا تہا کہ مین نے برا کیا جو حضرت موسی سے بمخالفت پیش آیا اور تو نزع کے وقت بہی وہی کفر کی باتین بکتا ہے۔ اس پر ابو جہل نے عبد اللہ سے بہی سخت کلامی کی۔ اونہون نے پہلے تو اوسے سمجہایا کہ اے ابو جہل تیری عقل کو کیا ہو گیا ہے اس حال تباہ مین کیسی باتین کرتا ہے کم بخت اب تو حق و باطل مین تمیز کر۔ یہ سنکر اور زیادہ کفر بکنے لگا۔ پہر تو عبد اللہ سے نرہا گیا اور اوسکا سر کاٹنے کو تلوار کہینچی۔ ابو جہل بولا اے عبد اللہ مین اپنی قوم کا سردار ہون میرا سر گردن سے بہی بہت نیچے سے کاٹنا تاکہ میرا سر اورون کے سرون سے اونچا معلوم ہو عبد اللہ جلگئے اور ضد سے اوس کا سر ایسی جگہہ سے کاٹا کہ سب سرون سے نیچا دکہائی دے اور پہر اوسکو آنحضرت کی خدمت مین حاضر کیا۔ آپنے اوسے دیکہکر سجدۂ شکر کیا اور فرمایا " الحمد للہ الذے اخزاک یا عدو اللہ " ابو جہل لاغر اندام ترش رو تیز زبان اور شوخ چشم تہا۔

چہہ مہاجر اور آٹہہ انصار یعنے چودہ مسلمان اور ستر کافر جنگ بدر کے دن مقتول ہوئے اور ستر ہی قید ہو کے لشکر اسلام مین آئے۔ آٹہہ انصار جو شہید ہوئے اونمین چہہ خزرجی اور دو اوسی تہے

اوس دن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے ہاتہہ مال غنیمت مین سے کئی زرہ لگ گئی تہین وہ اونکو لئے ہوئے چلے آتے تہے راستہ مین اُمیہ بن خلف جمحی اور اوسکا بیٹا بندہے ہوئے قیدیون مین بیٹھے تہے۔ اِن دونون باپ بیٹون اور عبدالرحمن مین مکہ مین بڑی دوستی تہی عبدالرحمن کو دیکھتے ہی وہ دونون پکار اوٹھے کہ اے عبدالرحمن اگر ان زرہون سے زیادہ ہم دونون تجہے پیارے ہین تو ہم کو قتل ہونے سے بچا۔ عبدالرحمن کو دوستون کا خیال آگیا زرہ تو ہاتہہ سے پہینکدین اور اون دونون کا ہاتہہ پکڑ کے آنحضرتؐ کے پاس اونکی سفارش کے لئے لے چلے مگر آنحضرت تو پہلے ہی امیہ کی نسبت پیشین گوئی کر چکے تہے کہ وہ میرے اصحاب کے ہاتہہ سے مارا جائیگا پہر بہلا وہ بچتا کیسے اب قدرت کا تماشا دیکھئے کہ حضرت بلالؓ امیہ کے غلام تہے اور یہ اون کو بہت ستایا کرتا تہا کہین رستہ مین ملگئے اور حضرت بلال بے تحاشہ پکار اوٹھے کہ مسلمانو دیکھو خدا و رسول کا دشمن امیہ یہ جاتا ہے لوگ دوڑ پڑے اور دونون باپ بیٹون کو مار ڈالا۔ حضرت عبدالرحمن ہزار غل و شور مچاتے رہے مگر کسی نے ایک نہ سنی۔ عبدالرحمن بولے اے بلال رحمت خدا کی ہو تجہپر تو نے میری زرہین بہی کہوئین اور میری قیدیون کو بہی قتل کرادیا۔

لڑائی کے تیسرے دن آنحضرتؐ اصحاب کو لیکر اوس کنوئین پر تشریف لیگئے جہان سرداران قریش کی لاشین پڑی تہین وہان لوگون نے دیکہا کہ لڑائی سے پہلے آپنے جو جگہہ جسکے قتل ہونیکی بتائی تہی اوسکی لاش وہین پڑی تہی سرمو کچہہ تفاوت نہ تہا۔

لشکر اسلام کے بدر کے دن تین حصے تہے۔ ایک حصہ تو دشمنون کے ساتہہ مقاتلہ و محاربہ کرتا تہا دوسرا حصہ گرفتاری اسیران و لوٹ اسلحہ و مال و متاع مین مصروف تہا۔ اور تیسرا آنحضرتؐ کے ساتہہ رہتا تہا۔ پس آپنے منزل صفرا مین مال غنیمت کو بحصۂ مساوی تقسیم کردیا اور اون آٹھون اصحاب کو بہی حصہ ملا جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ منبہ ابن حجاج کی تلوار جسکا نام ذوالفقار تہا اور ابوجہل کا

خاص اونٹ آپنے لیا۔ پھر ذوالفقار حضرت علی کو مرحمت فرمائی۔

۱۷ رمضان روز جمعہ کو یہ فتح حاصل ہوئی۔ سرور کائنات نے عبداللہ رواحہ کو عوالی مدینہ کے لوگون اور زید بن حارث کو سوافل مدینہ کے رہنے والون کے پاس اس فتح کی خوشخبری سنانے کو بہیجا۔ اسامہ ابن زید کہتے ہین ہم اوسوقت رقیہ بنت رسول اللہ کو دفن کرکے واپس آرہے تہے کہ میرے والد نے آکر مژدہ فتح سُنایا مدینہ کے لوگ چارون طرف سے گہر آئے والد بزرگوار نے سب سے کہاکہ عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ۔ اور ابوجہل بن ہشام۔ اور زمعہ بن الاسود۔ امیہ بن خلف۔ اور بنیہ و منبہ پسران حجاج۔ وغیرہ مارے گئے۔ مدینہ کے لوگون کو یہ سنکر بڑا تعجب ہوا۔

جس دن رسول اکرم مدینہ مین داخل ہوئے لوگ استقبال کے لئے باہر نکلے۔ اور دیکہا کہ صنادید قریش پابزنجیر مسلمانون کی قید مین چلے آتے ہین اور طوق اونکی گردنون مین پڑے ہوئے ہین سب اہل مدینہ نے شکر خدا کیا اور غازیون کو مبارکباد دی۔ اوسوقت اصحاب نے مدینہ والون سے کہاکہ اے لوگو ہم اس مبارکباد کے مستحق نہین یہ فتح ہمارے زور بازو سے نہین ہوئی بلکہ ایک قدرت خدا تہی کہ کفار کے سر خود بخود تن سے جدا ہو ہو کر گرتے تہے۔ اور کاٹنے والے نظر نہ آتے تہے آنحضرت نے ارشاد کیاکہ یہ کام فرشتون کا تہا جو خدا نے مومنون کی مدد کو بہیجے تہے۔

کفار مین سے ایک شخص بہاگ کے مکہ پہونچا۔ اور مسلمانون کی فتحیابی کی خبر دی۔ صفوان ابن امیہ نے اس خبر پہونچانے والے کو سڑی بتایا۔ اور اوس کا جنون ثابت کرنیکے لئے اوس سے پوچہا کہ صفوان کا کیا حال ہے وہ کہہ پاگل تو تہا ہی نہین بولاکہ صفوان تو توہی ہے مگر تیرا والد و بہائی مارے گئے یہ باتین ہوہی رہی تہین کہ ابولہب بہی آن پہونچا اور یہ خبر سنکر ہکا بکا سا رہگیا۔ اتنے ہی مین ابوسفیان بن الحرث ابن عبدالمطلب لڑائی سے بہاگا ہوا مکہ مین داخل ہوا۔ ابولہب نے پیار سے دریافت کیاکہ بہتیجے تو ٹہیک خبر لایا ہوگا تو بتا۔ ابوسفیان نے جواب دیاکیا بتاؤن وہان تو عجیب کیفیت

گذری کیونکہ ہم چڑہنے کو تو مسلمانون پر چڑہ گئے مگر جب سامنے پہونچے ہین اور لڑائی شروع ہوگئی تو ہماری یہ حالت تہی کہ ہم مین سے جو تہا مثل مفلوج کے بے حس و حرکت کہڑا کا کہڑا رہگیا - بالکل یہ معلوم ہوتا تہا کہ کوئی ہتہیار ہم سے چہینے لیتا ہے - اور ہماری مشکین خود بخود بندہی جاتی ہین ہیبت ناک صورتین زمین و آسمان کے درمیان بہری نظر آتی تہین - اور کوئی علاج اوسکا نہو سکتا تہا - یہ سنکر عباس کا غلام ابو رافع کمبختی کا مارا کہین بول اوٹہا کہ واللہ یہ کام فرشتون کے ہین وہی آسمان سے اوترآئے ہونگے - ابولہب جلا ہوا تو تہا ابو رافع کی یہ بات سن کے اور بہی راکہہ ہوگیا اور نہایت غصہ سے اوسکے منہ پر ایک گہونسا مارا اور اوٹہا کے زمین پر دے پٹکا اور چہاتی پر سوار ہو کے خوب لاتین مارین بیچارہ دبلا پتلا آدمی کیا کرسکتا تہا خون کے سے گہونٹ پی کر رہگیا - جب یہ حال اُم الفضل زوجۂ عباس نے سنا تو دوڑی ہوئی آئین اور ایک بانس اوٹہا کے ایسا ابولہب کے سر پر مارا کہ اوسکا سر پہٹ گیا - اور کہا کہ اے ابولہب عباس کے بیٹہہ پیچہے تو نے اوس کے غلام کو کیون مارا - ابولہب شرمندہ اور ذلیل ہوکر اپنے گہر چلا گیا - چند ہی دن کے بعد مرض عدسہ مین گرفتار ہو کر مرگیا - یہ بیماری طاعون کی قسم سے ہے اسمین سر سے پیر تک تمام بدن مین آبلے پڑجاتے ہین - اس مرض کے خوف سے کسی خویش و قریب نے اوس کی لاش کو ہاتہہ نہ لگایا مزدورون سے اُٹہوا کے اوسے مکہ سے باہر ایک گڑہے مین پہنکوا دیا - اور اوس گڑہے کو لبالب پتہرون سے بہر دیا -

اب اسیران جنگ کی بابت حکم دینے کی باری آئی - آنحضرت نے سب اصحاب کو جمع کیا - اور فرمایا کہ تمہاری اس امر مین کیا رائے ہے - جناب صدیق اکبرؓ نے التماس کی کہ یا رسول اللہ قرابت شوم یہ سب لوگ حضور کے ہم قوم ہین ان پر تو رحم ہی فرمائیے فدیہ لیکر چہوڑ دیجیے - شاید انکی اولاد سے بندگان مومن پیدا ہون اور دین حق کی متابعت کرین - حضرت فاروق اعظمؓ بولے حضور یہ سب کٹے کافر ہین انہین زندہ چہوڑنا کسیطرح مناسب نہین بہتر ہے کہ فلان شخص جو میرا رشتہ دار ہے

میرے سپرد کیا جاے تاکہ مین اوسے قتل کرون - اور عقیل جناب علی مرتضیٰ کو حوالہ کئے جائین کہ وہ اونکو ہلاک کرین اور عباس کو حمزہ رضی سے قتل کرائے - تاکہ معلوم ہوجائے کہ ہم خیر خواہ خدا ورسول مین کفار کی دوستی ذرا بھی ہمارے دل مین نہین رہی ہے - جب آنحضرت نے اپنے دونون وزراے نامدار کی باتین سنلین تو زبان فیض ترجمان سے فرمایا کہ تحقیق خداے تعالی اپنے کسی نبی کے دل کو موم سے بھی زیادہ نرم کردیتا ہے اور کسی نبی کا دل سخت پتھر بنادیا کرتا ہے - پس اے ابوبکر تیرا دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سا ہے جنہون نے اللہ جل شانہ سے یہ مناجات کی تھی -

فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ - (سورہ ابراہیم پارہ ۱۳)

ترجمہ - تو جسنے میری پیروی کی وہ میرا ہے - اور جسنے میری نافرمانی کی تو تو بخشنے والا مہربان ہے - اور اے عمر تیرا دل حضرت نوح علیہ السلام کے دل کے مثل ہے - جنہون نے یہ دعا مانگی تھی

وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا - (سورہ نوح پارہ ۲۹)

ترجمہ - اور نوح نے اون کے حق مین یہ بددعا بھی کی کہ اے میرے پروردگار ان کافرون مین سے کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑ کہ روے زمین پر چلتا پھرتا نظر آئے -

یہان سے شیخین کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے - جن کو آنحضرت نے خود اپنی زبان صدق ترجمان سے ابراہیم و نوح کا مثل بتادیا پھر اونکی افضلیت اور اولیت کا کیا حساب ہوسکتا ہے

غرضکہ آنحضرت کا دل جو رحم کا خزانہ تھا حضرت صدیق اکبر کے مشورہ کی طرف مائل ہوا - لہذا آپنے اسیرون کی طرف سے وکالت کی اور اسطرح رحمت و شفقت کے ساتھہ مسلمانون کے سامنے اونکی سفارش فرمائی جیسے کوئی اپنے دل وجگر کے لئے منت وسماجت کرتا ہے اور فرمایا اے مسلمانون تم انکو فدیہ لیکر چھوڑ دو تاکہ یہ صحیح وسالم اپنے بال بچون سے جا ملین - آخر یہی ٹھیری کہ فدیہ لیلو اور ان کو جانے دو - اون مین بہت سے مفلس بھی تھے - بعض کا چندہ آنحضرت

نے اپنے پاس سے دیا اور چند کو بغیر لئے دئے مفت ہی رہا کرادیا۔ سبحان اللہ کس درجہ کا رحم تھا کہ اپنے خون کے پیاسون کے لئے یہ کوشش کی گئی۔ قیدیون مین عباس بن عبد المطلب اپنے ہاتھہ بندہنے سے بیچین تھے اونکی آواز نے رات کو آنحضرت کو بھی نہ سونے دیا اصحاب نے یہ ماجرا دیکھکے عباس کو کھولدیا جب حضور نے سنا کہ عباس کی رعایت کی گئی ہے تو آپنے سب قیدیون کو کھلوادیا۔

جب عباس سے فدیہ لینے کی نوبت پہونچی تو اونہون نے حضرت سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین تو مسلمان ہون اور مفلس ہون مجھے بھی چھوڑ دیجئے مجھکو تو یہ لوگ زبردستی پکڑ لائے تھے میرا ارادہ حضور سے لڑنے کا نہ تھا۔ آنحضرت نے جواب دیا جب تم باطن مین مسلمان تھے اور ظاہر مین ہم سے لڑتے تھے تو تم کو چار فدیہ دینا واجب ہین۔ ایک اپنی طرف سے اور دو اپنے بھتیجون عقیل ابن ابی طالب اور نوفل ابن الحارث کے لئے۔ اور ایک اپنے ہم عہد عتبہ ابن عمر کے واسطے۔ عباس نے کہا کہ میری گرہ مین تو ایک کوڑی بھی نہین ہے مین فدیہ کیسے دیسکون گا۔ اے محمد کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارا چچا ادائے فدیہ کے لئے لوگون کے سامنے ہاتھہ پھیلا سے اور بھیک مانگے۔ آنحضرت بولے چچا گھر سے وہ سونا منگاؤ جو چلتے وقت چچی کو دے آئے ہو۔ اگر کچھہ اور ثبوت چاہیئے تو یہ سنلو کہ تم نے سونا دیکر ان سے یہ کہا تھا کہ اگر مین لڑائی مین مارا جاؤن تو اسمین اتنا تمہارا حصہ ہے اور باقی کو بحصہ مساوی میرے فرزندون مین تقسیم کردینا۔ عباس یہ سنکر حیران رہگئے اور بول اوٹھے کہ بدون الہام الٰہی اس راز سے کوئی بشر آگاہ نہین ہو سکتا بیشک تم رسول خدا ہو کیونکہ وہ سونا مین نے خلوت مین اپنی زوجہ ام الفضل کو دیا تھا اور دینے سے پہلے خوب دیکھہ بھال لیا تھا کہ گھر مین ہم دونون کے سوا کوئی اور تو نہین ہے اور باتین بہت چپکے چپکے آپسمین ہوئی تھین اتنا کہہ کے حضرت عباس نے کلمہ شہادت پڑھا۔ اشہدان لا الہ الا اللہ و

انک رسول اللہ۔ حضرت عباس کو ایک دُبلے پتلے منحنی سے انصاری ابوالیسر نے گرفتار کیا تھا
حالانکہ عباس مرد عظیم اور جسیم تھے۔

کچھہ لکھے پڑھے اسیر اسلیئے چھوڑ دیئے گئے کہ اونھون نے انصار کے لڑکون کو لکھنا پڑھنا
قبول کر لیا تھا۔

آنحضرتؐ کے داماد ابو العاص بھی قیدیون مین شامل تھے۔ زینب آپکی صاحبزادی نے اونکے
فدیہ مین اپنی ہیکل بھیجی تہی جو حضرت خدیجہؓ نے اونھین جہیز مین دی تھی۔ جسوقت یہ ہیکل آنحضرتؐ کو
نظر آئی ہے آپ آبدیدہ ہوسے اور حضرت خدیجہ یاد آگئین۔ آپنے مسلمانون سے اجازت لیکر ہیکل
واپس کردی اور ابو العاص کو اس وعدہ پر رہا کیا کہ وہ مکہ پہونچ کے زینب کو مدینہ بھیجدین۔ عقبہ بن
ابی معیط اور نضر بن الحارث قید ہو کے آئے اور قتل کیے گئے۔

مورخین نے بتواتر لکھا ہے کہ بنی ہاشم اس لڑائی مین بیشک طوعاً و کرہاً شامل ہوئے تھے۔
آنحضرت کے طفیل مین بیچارون نے بہت مصیبتین جھیلی تھین اور مدت تک شعب ابی طالب مین
ذات باہر ہو کے رہے اور یہ قومی معاملہ تھا اس لئے مجبور و ناچار سب کا ساتھہ دینا پڑا۔ بنی ہاشم کی
تکلیفین حضور کو یاد تھین اور آپ خوب جانتے تھے کہ یہ لوگ مارے باندھے آئے ہین اسلیئے آپکا
حکم تھا کہ اون کو کوئی قتل نہ کرے خصوصاً حضرت عباس کا زیادہ خیال تھا۔ تین برس کا مل جو ہمدردی
اسلام کی بنی ہاشم نے مکہ مین کی تھی اوس کے لحاظ سے یہ حکم عدل پر مبنی تھا۔ مگر اس پر بھی ابو خذیفہ
ابن عتبہ ابن ربیعہ نے آنحضرتؐ کو تڑسے جواب دیا "کیا اپنے باپ اور بھائی کو تو ہم قتل کر ڈالین
اور عباس کو چھوڑ دین" یہ بات محض بشریت کی وجہ سے ابو حذیفہ کے مُنہ سے نکل گئی تھی وہ
اسے کہہ کے بہت نادم ہوئے اور ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ اگر اس گناہ کا کفارہ ہے تو یہی ہے
کہ مین اسلام کی طرف سے لڑ کے مارا جاؤن چنانچہ اون کی اُمید بر آئی اور وہ جنگ یمامہ مین شہید ہوئے

ابو حذیفہ کے جواب کو حضرت فاروق اعظم نے بہی گستاخی سمجہا تہا اور حضور مین التماس کی تہی کہ اگر یہ شخص منافق ہوگیا ہو تو مجہے ارشاد ہوجاے مین ابہی اسکا سر تن سے جدا کئے دیتا ہون لیکن آنحضرت خاموش رہے کچہہ جواب ندیا ہا ہا سے کیا خوش عقیدہ لوگ تہے کہ جنگ بدر مین باپ نے بیٹے کو اور بیٹے نے باپ کو اور بہائی نے بہائی کو اپنے ہاتہون سے ذبح کیا اور مُنہ سے اُف نہین نکالی۔ کچہہ دنیوی لالچ سے نہین بلکہ صرف اسلام کو سچا سمجہہ کے خدا اور رسول کی خوشنودی کے واسطے اگر اونہین دولت دنیوی کی طمع ہوتی تو امیر ہو کے مسلمان فقیر بننے کے لیئے کیون ہو جاتے اون سے صرف توحید و اسلام کی محبت مین یہ حرکتین سرزد ہوتی تہین چنانچہ ایک بڑہیا جو رانڈ دکہیا تہی اوس کا ایک اکلوتا بیٹا آخری عمر کا سہارا اسی لڑائی مین شہید ہو گیا۔ اوسنے خدمت نبوی مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر آپ اپنی زبان مبارک سے یہ فرمادین کہ وہ شہید ہو کر جنت مین داخل ہوگیا تو مجہے اوس کا ذرا بہی رنج نہو۔ حضور نے فرمایا کہ بڑی بی اسمین ایک ذرہ کے برابر بہی شک نہین تمہارا فرزند باغ فردوس کی گلگشت مین ہے۔ بڑہیا نے اتنا سنا اور ہنستی ہوئی اپنے گہر چلی گئی۔ اللہ اکبر کیا خوش عقیدہ لوگ تہے۔ اب اون کے قایم مقام ہم لوگ ہین اسلیئے شیخ علیہ الرحمۃ نے ہزار مرثیون کے برابر ایک ہی فقرہ فرمادیا ہے کہ "حیف است ہنرمندان بمیرند و بے ہنران جای ایشان گیرند"

حضرت علی مرتضیٰ متوسط اندام۔ میانہ قد۔ بہت ہی مستقل مزاج۔ اور نہایت چست و چالاک تہے۔ آپ کی عمر مین یہ پہلا ہی موقع تہا کہ آپ لڑائی مین شامل ہوئے اس ناتجربہ کاری پر بہی آپنے سولہ سترہ کافرون کو واصل جہنم کیا لوگ آپکی لڑائی کے ڈہنگ پر حیران تہے اور چارون طرف سے آپکی تعریف ہوتی تہی۔ حضرت حمزہ کا طرز جنگ بہی لایق صاد تہا اونہون نے پانچ چہہ کفار مارے۔

مسلمان جنگ کے وقت خاص الفاظ مُنہ سے نکالتے تہے اون کا نام شعار رکہا گیا تہا اون سے اول تو طبیعت کو زور حاصل ہوتا تہا اور دوسرے اپنے پرائے کا پتہ لگ جاتا تہا مثلاً جنگ بدر مین

مہاجرین کا شعار "یا بنی عبد الرحمن" تھا۔ اس سے ایک عبد الرحمن کہنے والا دوسرے شخص پر جو عبد الرحمن کہتا ہو ہاتھ نہ اوٹھا سکتا تھا۔

ایسے موقعون پر فخریہ کلمے بھی کہتے تھے جنکا نام رجز ہے۔ رجز مین کبھی فی البدیہ نظم بھی موزون کر لیتے تھے۔ اور اوسمین باپ دادا کے نام اور اونکے کارنامے بھی ہوتے تھے۔ مثلاً اسی لڑائی مین حارث بن سراقہ نے حضرت علی مرتضیٰ پر وار کیا۔ آپنے اوسکی تلوار اپنی ڈھال پر لی وہ ڈھال ہی مین اٹک کر رہگئی۔ موقع پاکے حضرت علی نے خنجر جو مارا تو وہ اوسکی زرہ کاٹکے جسم مین اوتر گیا مگر زیادہ کاری زخم نہ لگا تھا کہ آپنے اپنے پیچھے ایک تلوار چمکتی ہوئی دیکھی اسلئے اپنا سر نیچے جھکالیا اور اوس تلوار نے حارث کے سر کو معہ خود جسم سے الگ کر دیا۔ آپ کے کانون مین جب یہ آواز آئی کہ "مین ابن عبد المطلب ہون" تو معلوم ہوا کہ وہ ضرب آپکے چچا حضرت حمزہؓ نے لگائی تھی۔

جنگ بدر مین اسلام کے سب پُرانے دشمن مارے گئے۔ مکہ مین ہجرت کی رات کو جن لوگون نے رسولؐ خدا کے گھر کو گھیرا تھا وہ سبکے سب بھی قتل ہوئے اونمین سے صرف ایک آدمی بچا تھا سو وہ بعد جنگ بدر مسلمان ہو گیا۔ یہان پر یہ نہ سمجھنا کہ اسلام کے سب دشمن معدوم ہو گئے بلکہ جہالت نے اور بھی زیادہ سخت اور قوی مخالف پیدا کر دیے۔ اس جنگ سے جو لوگ بھاگے تھے یا قید سے چھوٹ کے گئے وہ ندامت اور شرمندگی کے مارے بہت بڑے جانی دشمن بنگئے۔ اور بجائے ابوجہل کے ابوسفیان ان مفسدون کا سردار بنا اور یہ ٹھیری کہ خجالت مٹانے کے لیے دوبارہ مسلمانون پر چڑہائی کی جائے۔ پس جنگ بدر کے قیدیون کی نسبت حضرت عمر نے جو راے کہ گردن ماردینے کی دی تھی وہی صائب تھی گو اوسوقت اونکی راے نہین مانی گئی اور جناب صدیق کی راے پر عمل کیا گیا مگر آنحضرت نے بعد مین ہمیشہ فرمایا کہ ہم کو عمر ہی کے کہنے پر کاربند ہونا چاہیے تھا

کیونکہ جو لوگ جنگ بدر کی قید سے چھوٹے یا شکست کھا کے بھاگے تھے وہی جماعت اکٹھا کرکے آئے اور جنگ احد مین مسلمانون کو سخت شکست فاش دی اور فدیہ کے لالچ سے مسلمانون کو جو فائدہ ہوا تھا اوس سے زیادہ نقصان ہو گیا۔ رسول خدا اسی لئے حضرت عمر فاروق کی باتون کو کان دہر کے سنتے تھے اور اکثر اونہین پر عمل کرتے تھے۔ پس حضرت عمر نے رسول اللہ اور حضرت ابوبکر صدیق کے عہد مین وزیر بنکے اور اپنے زمانہ مین خود مختار ہو کے اسلام پر جو احسان کئے ہین اور جو سلوک دین محمدی کے ساتھہ فرمائے ہین اونہین اسلام بہول نہین سکتا نہ وہ کسیطرح صفحہ تاریخ سے مٹینگے۔

حضرت عمر نے اس لڑائی مین اپنے ماموں عاصم بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا۔

مکہ مین پہونچ کے کفار قریش نے یہ حکم دیدیا تہا کہ شہر بہر مین کسی سے گہر ماتم نہو ورنہ مسلمان خوش ہونگے۔ اسود قریشی کے تین بیٹے مسلمانون کے ہاتھہ سے جنگ بدر مین مارے گئے تھے یہ بڈہا قریش کے خوف سے رو نہ سکتا تہا اور بیٹون کا غم رونے پر مجبور کرتا تہا اسلئے غریب شہر سے پہاڑ دن مین چلا جاتا تہا اور وہان بیٹھکر خوب روتا تہا۔ اتفاقاً ایکدن گہر مین بیٹھا ہوا تہا کہ کسی عورت کے رونیکی آواز اسکے کان مین آئی سمجہا کہ شاید اب رونے کی اجازت ہو گئی ہے غلام سے پوچہا کیا اب مقتولان بدر پر رونا ممنوع نہین ہے۔ غلام نے جواب دیا کہ صاحب بدستور ممانعت ہے اس عورت کا تو اونٹ کہو گیا ہے اوس کے لئے روتی ہے۔ یہ سنکر ایک نہایت دردناک مرثیہ اسود نے لکہا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ لوگ اپنے کہوئے ہوئے اونٹ کے لئے تو رونے پاتے ہین اور میرے تین نوجوان بیٹے مارے گئے مجھے رونے کی اجازت نہین۔

غنیمت بدر مین سے ایک خمس رسول اللہ کا الگ کیا گیا جسے وہ مالگذاری سمجہو جو گورنمنٹ کے خزانہ مین جاتی ہے۔ یہ مال مسلمانون کے نفع یا رعایا کی بہبودی مین صرف ہوتا تہا۔ اور باقی چار خمس لشکر کا سے بدر مین تقسیم کیا گیا۔ کیونکہ اس جنگ سے پہلی اس مضمون کی آیت نازل ہو چکی تہی۔ اور

الحمدللہ الذی اجاب دعوتی ؟ ایک روایت مین سے ہے کہ جناب علی مرتضی نے بدر کے دن چوبیس آدمی قریش کے مارے جنمین زمعہ بن اسود۔ حارث بن زمعہ۔ عمر بن عثمان بن کعب۔ اور طلحہ کے دونون بہائی عثمان اور مالک بہی شامل تہے۔

مدینہ مین آکر حضرت خوجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ قیدیون مین سے دو آدمیونکو مار ڈالین ایک نضر بن حارث کو جو مکہ مین ہمیشہ آپ کو رنج دیتا تہا اور جھگڑتا رہتا تہا۔ اور دوسرے عقبہ بن معیط کو کیونکہ وہ بہی آپ کو بہت ایذا دیا کرتا تہا اور ایک دفعہ نماز پڑہتے مین اونٹ کی اوجھڑی آپکے گلے مین ڈال دی تہی۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ لکہتے ہین کہ آنحضرت نے مدینہ سے اپنی روانگی سے دس دن پہلے طلحہ بن عبیداللہ اور سعد بن زید کو ابوسفیان کے قافلہ کے تفحص حال کے لئے روانہ کیا تہا۔ وہ دونون موضع نخبار مضافات حورا مین ذی المروہ کے پیچہے سمندر کے کنارے کشد الجہنی کے گہر جا اوترے اور ایک گوشہ مین پوشیدہ ہوکر بیٹہے رہے یہانتک کہ قافلۂ ابوسفیان آپہونچا اور طلحہ و سعد نے ایک ٹیلے پر چڑہ کے قافلہ کو بنظر غور دیکہا اور خوب جانچ لیا کہ انکے پاس کتنا مال و اسباب اور کتنے آدمی ہین۔ اہل قافلہ نے کشد سے محمد کے جاسوسون کا حال پوچہا مگر اوسنے صاف انکار کردیا کہ استغفراللہ محمد کے جاسوسون کا یہان کیا کام ہے۔ قافلہ نے نخبار سے کوچ کردیا۔ اوسکے دوسرے دن صبح کو طلحہ و سعد بہی وہان سے رخصت ہوئے اور کشد بہی حفاظت و رہنمائی کے لئے اونکے ساتھ ذی المروہ تک آیا۔ اہل قافلہ نے نخبار ہی سے مسلمانون کے خوف کے مارے اپنا راستہ بدلدیا تہا اور سمندر کے کنارے کنارے ہو لئے تہے اور بہ عجلت شب و روز سر بہ پیر دہرے ہوئے چلے جاتے تہے۔ طلحہ و سعد واپس ہوکر مدینہ مین اوس روز پہونچے تہے کہ جسدن بدر مین مسلمانون

اور قریش مکہ کا لشکر آمنے سامنے خیمہ زن ہوگیا تھا۔ لہذا طلحہ و سعد بہی مدینہ سے روانہ ہوکر آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوگئے اون کے آجانیکے بعد کشد بہی مسلمانون کے لشکر مین داخل ہوا۔ اور طلحہ و سعد نے حضور نبوی مین اوسکی سفارش کی پس آنحضرتؐ نے کشد الجُہنی کو اپنا مقرب بنالیا اور اُس سے فرمایا کہ اے کشد کیا تو یہ چاہتا ہے کہ مین موضع ینبُع کو تیری جاگیر مین دیدون کشد نے التماس کی کہ حضور مین بڈہا ہوا میری عمر آخر ہے البتہ ینبُع کو میرے بہتیجے کے نام کردیجئے چنانچہ آنحضرتؐ نے ایسا ہی کیا۔

۱۲ رمضان روز یکشنبہ کو مسلمان مدینے سے چلے تہے جب نقب یعنی درہ بنی دینار مین پہونچے مین تو بقع مین اوترے جو مدینہ سے قریب ہے اور اوسی جگہہ آنحضرت نے اپنی فوج کا جائزہ لیا اور عبداللہ بن عمر و۔ اسامہ بن زید۔ رافع بن خدیج۔ براء بن عازب۔ اُسید بن حُضیر۔ زید بن ارقم و زید بن ثابت کو مدینہ واپس کردیا اور جنگ مین شامل ہونیکی اجازت ندی کیونکہ یہ لوگ کم سن تہے

عامر بن ابی وقاص روایت کرتے ہین کہ اس جائزہ کے خوف سے میرا بہائی عمیر بن ابی وقاص چُھپا چُھپا پہرتا تہا اور آنحضرت کے سامنے نہین جاتا تہا مین نے اوس سے دریافت کیا کہ بہائی تو حضور مین کیون نہین جاتا۔ عمیر نے جواب دیا کہ رسول خدا صلعم مجھے صغیر سن سمجھ کے گہر واپس کردینگے اور مین درجہ شہادت سے محروم رہونگا اسلئے پوشیدہ ہون کہ کہین حضور کے سامنے نہوجاؤن آخرالامر کسی نے گرفتار کرکے بارگاہ نبوی مین پیش کردیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھکو تیری اوٹھتی جوانی پر رحم آتا ہے تو اپنے گہر چلا جا خدا تیری ماں کی چہاتی ٹھنڈی رکھے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ زبان مبارک سے یہ کلام سنکر زار و قطار رونے لگے ہچکیان بندہگئین اور حضور کے قدمون پر گرکر نہایت منت کی تو آپنے مجبور ہوکے افسوس کے ساتھہ اونہین اجازت دیدی۔ سعد کہتے ہین کہ عمیر بہت کم عمر تہے تلوار باندہنی بہی نہ آتی تہی مین نے اپنے ہاتہہ سے تلوار باندہکے

اونہین جنگ بین بہیجا ہے۔ المختصر وہ جنگ بدر مین شہید ہوئے اوسوقت اونکی عمر صرف سولہہ[16] برس کی تہی

آنحضرتؐ نے ۱۲ رمضان یکشنبہ کی شام کو بیوت السقیا کی بستی بقیع سے معہ لشکر ظفر پیکر کے کوچ فرمایا تین تین آدمی ایک ایک اونٹ پر اوترتے چڑہتے چلے جاتے تہے جب مقام روحاءین پہونچے تو ایک اونٹ جسپر خلادبن رافع اور عبید بن زید بن عامر اور خلاد کے بہائی سوار تہے تہک کے بیٹہہ گیا۔ خلاد نے کہا کہ اے خداوند کریم اگر مین صحیح وسلامت اس لڑائی سے واپس آونگا تو اسی جگہہ اس اونٹ کو تیری راہ مین قربانی کرونگا۔ اتنے مین آنحضرتؐ بہی اس جگہہ تشریف لائے اور دریافت کیا کہ کیا ماجرا ہے بیان کیا گیا کہ یہ اونٹ تہک کے بیٹہہ گیا ہے اب آگے نہین چلتا۔ آپ نے پانی منگوایا اور وضو کر کے اوس پانی مین کلیان کردین اور فرمایا کہ یہ پانی اسکے منہ مین ڈالو چنانچہ اونٹ کا منہ کہول کے وہ پانی اوسکو پلادیا گیا تہوڑا سا جو باقی رہ گیا تہا اوسے آپنے اونٹ کے سر گردن اور شانون اور کوہان اور ریڑہ پر دُم تک ڈلوادیا اور یہ فرمایا کہ اب تم لوگ اس پر سوار ہو جاؤ آپ آگے کو روانہ ہو گئے۔ اونٹ دو سواریون کو لیکر بہاگ نکلا اور مقام منصرف کے نشیب مین آنحضرتؐ کے اونٹ کے پیچہے جا موجود ہوا۔ جب لشکر اسلام جنگ بدر فتح کر کے واپس آیا تو خلاد نے اوسکی قربانی کر کے للہ تقسیم کر دیا۔

سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا ہے کہ مدینہ سے بدر تک جانے اور آنے مین زیادہ مصیبت مجہی پر رہی کیونکہ مین پیدل ہی آیا گیا مجہے سواری نصیب ہی نہین ہوئی اور تیر بہی مجہے چلانے پڑتے تہے رسول خدا صلعم نے پیادون کا افسر قیس بن ابی صعصعہ کو کر دیا تہا۔ اور ابی صعصعہ کا نام عمرو بن زید بن عوف بن مبذول ہے۔ اور بیوت السقیا سے کوچ کے وقت قیس کو حکم دیا تہا کہ کل ہمراہی مسلمانون کا شمار کرلو۔ چنانچہ قیس نے سب کو بیر ابی عتبہ پر ٹہیراکر گنتی کرلی۔ پہر بیوت السقیا سے کوچ کر کے بطن العقیق پر قیام ہوا۔ وہان سے مکتمن کی راہ لی اور بطحا ابن زبیر پر پہونچ کے زیر درخت

نزول اجلال فرمایا اور حضرت صدیق اکبرؓ نے پتھر فراہم کرکے وہان ایک مسجد بنائی رسول خدا نے
اوس مین نماز پڑھکے دو رات ایک دن وہین قیام فرمایا اور سہ شنبہ کی صبح کو وہان سے کوچ ہوا سعد
بن ابی وقاص نے روایت کی ہے کہ ہم لوگ تربان مین تھے جو حفیرہ اور ملل کے درمیان واقع ہے
تو ایک ہرن نظر آیا مین نے تیر اپنی کمان مین جوڑا حضرتؐ اٹھے اور اپنا سر مبارک میرے شانے
سے لگا کے فرمایا کہ اے سعد نشانہ لگا اور خود دعا کی کہ یا اللہ اس تیر کو دوسار کر دے ۔ سعد کہتے ہین کہ
میرا نشانہ ایسا ٹھیک بیٹھا کہ گردن آہو سے پار ہوگیا ۔ حضور تبسم فرمانے لگے اور مین ہرن کی طرف
دوڑا وہان پہونچکے دیکھا کہ اوس مین ابھی جان باقی ہے پھر مین اوسکو ذبح کرکے آپ کی خدمت مین
لے آیا آپ نے اوسکا گوشت اصحاب مین تقسیم کر دیا ۔

کہتے ہین کہ ابو سفیان کا قافلہ جو شام سے واپس آتا تھا اوس مین ہزار اونٹ تھے جن پر متاع
بیش بہا لدا ہوا تھا ۔ اور قریش مکہ مین سے کوئی مرد یا عورت ایسی نہ تھی جسکا مال ایک مثقال یا ایک
مثقال سے زیادہ اس سوداگری قافلہ مین نہو ۔ چنانچہ ایک عورت نے اونٹ بھر کے اپنا مال تجارت
کو بھیجا تھا ۔ روایت ہے کہ اوس قافلہ مین ۵۰ ہزار نقد دینار تھے اور بعضون نے نقدی اس سے بہت
کم بتائی ہے ۔ لکھا ہے کہ اوس قافلہ مین سب سے زیادہ مال ابی اُحیحہ آل سعید بن العاص کا تھا اور
قوم سے بطور قرضہ روپیہ جمع کرکے آل سعید نے یہ تجارت شروع کی تھی ۔ بنی مخزوم کے دو سو اونٹ
اور چار پانچ ہزار مثقال سونا تھا ۔ ہزار مثقال سونا حارث بن عامر بن نوفل کا دو ہزار مثقال امیہ بن
خلف کا ۔ اور دس ہزار مثقال سونا بنی عبد مناف کا تھا ۔ اور بہت سے کاروان شتر عوام قریش کے
شامل تھے ۔

مخرمہ بن نوفل نے جو قافلہ قریش کے ساتھ ملک شام کو گئے تھے بعد اسلام لانے کے
بیان کیا کہ جب ہم زرقا مین پہونچے جو معان کے کنارے مقام عادت سے دو منزل ہے تو قبیلہ جذام

کے ایک آدمی نے ہم سے کہا کہ مسلمان تمہاری جستجو مین آئے تھے مگر واپس گئے تم اپنے مال واسباب کو بچاؤ ورنہ بخدا تم لوٹ لئے جاؤ گے یہ سن کے اہل قافلہ نے ضمضم (زمزم) بن عمرو کو مکہ روانہ کیا یہ شخص سمندر کے کنارے بہت رہا تہا اور اسکے پاس دو اونٹ تہے - اجرت اوسکی ۲۰ مثقال سونا قرار پائی - ابوسفیان نے اوس سے کہا کہ تو اپنے اونٹ کے کان کاٹ ڈال اور کاٹھی اولٹی کس لے اور پیراہن اپنا آگے پیچھے سے چاک کر ڈال اور مکہ والون سے بصدائے بلند ''الغوث الغوث'' پکار کر کہدے کہ تم اپنے قافلہ کی خبر لو ورنہ اوسکا نشان بھی نپاؤ گے -

روایت ہے کہ قریش جمع ہوکر ہبل بت کے پاس فال لینے کو پہونچے اور امیہ بن خلف نے شگون لیا مگر فال مین نکلا کہ مسلمانون پر حملہ کرنے کے لئے گھر سے نہ نکلو سب نے اسی پر اتفاق کیا کہ چپکے ہوکر گھر بیٹھہ رہو مگر ہمارے ذات شریف ابوجہل کب ماننے والے تہے لوگون کو کھینچ گھسیٹکر گھرون سے باہر لے ہی نکلے -

	نہ سُدہ بدہ کی لی اور نہ منگل کی لی	نکل شہر سے راہ جنگل کی لی	

جب ذی طوی مین پہونچے تو زمعہ بن الاسود نے اپنے ترکش سے تیر کھینچ کے فال دیکھی اوس مین بھی ممانعت نکلی - زمعہ نے دوسری بار فال لی پہر بہی ممانعت نکلی اوس نے غصہ مین آکر تیر و ترکش سب کچھہ توڑ ڈالا - اور تمام لشکر آگے بڑہا - جب مر الظہران پر پہونچے تو ابوجہل نے چند اونٹون کو ذبح کیا اون مین سے ایک اونٹ گلا کٹا ہوا اور گردن اوسکی لٹکتی ہوئی تہی بہاگا اور لشکر کے خیمون مین سے کوئی خیمہ باقی نہ رہا جسمین اوسکا خون نہ پہونچا ہو - یہ سراسر بری فال تہی -

حکیم بن خزام سے روایت ہے کہ جب لشکر قریش ثنیۃ البیضا پر پہونچا جو ایک ٹیلہ ہے تو عداس اوس ٹیلہ پر بیٹھا ہوا تہا - جب اس نے عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ کو آتے ہوے دیکھا تو فوراً دوڑ کے اون دونون کی رکابین تہام لین اور کہا اے میرے آقا زادو میرے مان باپ تم پر سے قربان واللہ

محمد رسول خدا ہین تم اونکے مقابلہ کو نہ جاؤ اگر جاتے ہو تو یہ سمجھ لینا کہ اپنی قتل گاہون کی طرف ہی ہلنکے جاتے ہو موت تمہین کھینچ لیےچلی ہے۔ عداس یہ کہتا جاتا تہا اور آنسو اوسکے رخسارون پر جاری تہے۔ مگر عتبہ وشیبہ نے نہ مانا اور زہرخند کرتے ہوئے وہان سے آگے چلدئے۔ عداس روتا کا روتا رہگیا۔ استنے مین عاص ابن منبتہ بن الحجاج اوسکے پاس سے ہو کر گذرا اور پوچہا کہ اے عداس کیون روتا ہے۔ اوس نے جواب دیا کہ میرے دونون آقا اور سردار اور وادی کے مالک اپنی قتل گاہون کی طرف رسول اللہ سے مقابلہ کرنے گئے ہین۔

روایت ہے کہ مکہ مین جو لوگ عقلمند اور اہل الرائے تہے وہ ہرگز مقابلہ کرنے پر راضی نہ تہے حارث بن عامر۔ امیہ بن خلف۔ عتبہ وشیبہ پسران ربیعہ۔ حکیم بن حزام۔ ابو البختری۔ علی بن امیہ بن خلف اور عاص بن منبہ اسی قسم کے لوگون مین سے تہے۔ ابوجہل ان لوگون کو نامردی کے طعنہ دیدیکے اوبہارتا تہا اور عقبہ بن ابی معیط نضر بن الحارث بن کلدہ وغیرہ ابوجہل کی تائید کرتے تہے قریش نے آپس مین یہ مشورہ ہی کرلیا تہا کہ مسلمانون مین سے کسی کو مکہ مین نہ چہوڑو۔ تلاش کر کرکے اپنے ساتہہ گہسیٹ لیچلو کیونکہ اپنے دشمنون کو پیچھے چہوڑنا خلاف مصلحت ہے۔

قریش نے چلتے وقت یاد کیا کہ ہم مین اور بنی بکر (بنی کنانہ) مین عداوت ہے اور سب سے زیادہ تر خوف زدہ عتبہ بن ربیعہ تہا۔ وہ بار بار کہتا تہا کہ اے معشر قریش اگر تمنے محمد پر فتح بہی پائی تو کیا حاصل ہوگا تم اپنے جورو بچون اور مردم نادار کو تو بے حفاظت چہوڑے جاتے ہو اگر تمہارے بعد دشمنون نے سب کا صفایا کردیا تو اوس فتح سے تمہارے کیا ہاتھ لگے گا۔ اوسوقت ابلیس سراقہ بن جعشم المدلجی کی صورت بنکر قریش کے پاس آیا اور بڑے اطمینان کی باتین کین چنانچہ قریش مطمئن ہوکر آگے بڑھ گئے۔ سبب اس عداوت کا یہ تہا کہ بنی معیص بن عامر بن لوی مین سے حفص بن الاخیف کا لڑکا ایک ناقہ گم شدہ کی تلاش مین اپنے گہر سے نکلا چونکہ وہ خوبصورت تہا اوسکی کاکلین سر پر

چھوٹی ہوئی تہین اور پوشاک بہی عمدہ پہنے تہا پس جب وہ موضع ضجنان مین عامر بن یزید بن عامر بن الملوح بن یعمر کے سامنے سے گذرا تو عامر نے اوسکا حسب و نسب پوچہا۔ لڑکے نے بتایا کہ مین حفص بن الاخیف کا بیٹا ہون۔ اوسوقت عامر بنی بکر کی طرف مخاطب ہوکے بولا کہ اے بنی بکر کیا تمہارے کسی آدمی کا خون قریش پر ہے اونہون نے جوابدیا کہ ہان ہے۔ عامر بولا تو اس لڑکے کو اوسکے عوض مین قتل کر ڈالو چنانچہ ایک آدمی نے اوس لڑکے کو مار ڈالا۔ اسکے بعد اوس مقتول لڑکے کے بہائی مکرز بن حفص نے عامر بن یزید کو مر الظہران مین ناقہ پر سوار دیکہا جو کہ سردار بنی بکر تہا۔ مکرز نے اپنا عوض لینے کے لئے عامر کو مار ڈالا۔ اور رات کو مکہ مین آکر عامر کی تلوار کعبہ کے پردہ سے لٹکا دی قریش نے تلوار پہچان لی۔ اور سمجہا کہ مکرز ہمیشہ اسی فکر مین رہتا تہا یہ اوسی کا کام ہے۔ بنو بکر نے اپنے سردار عامر کے مارے جانے کا بہت رنج وغم کیا۔ اور مستعد ہو گئے کہ عامر کے بدلے مین کسی سردار قریش کے قتل کرینگے۔ یہی جہگڑا ہو رہا تہا کہ جنگ بدر پیش آگئی۔

قریش کے ساتھہ اس سفر مین گانے اور دف بجانے والی کنیزین بہی تہین۔ عمرو بن ہشام بن عبد المطلب کی لونڈی سارہ ساتھہ تہی جو ایک اچہی گانیوالی تہی اور اسود بن عبد المطلب کی کنیز عزہ کو بہی ہمراہ لے لیا تہا۔ ناچ دیکہتے اور گانا بجانا سنتے ہوئے منزل بمنزل چلے جاتے تہے اور حبشی غلام لشکر کے آگے آگے نیزہ بازی اور پٹہ بازی کرتے جاتے تہے۔

یہ سب شام کو جحفہ پہونچے وہان جہیم بن الصلت بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف نے خواب دیکہا کہ ایک شخص گہوڑے پر سوار آیا ہے اور اوسکے ساتھہ ایک اونٹ بہی ہے وہ میرے پاس کہڑا ہوا اور کہنے لگا کہ ربیعہ کے دونون بیٹے عتبہ اور شیبہ مارے گئے۔ زمعۃ الاسود امیہ بن خلف ابو البختری۔ ابو الحکم و نوفل بن خویلد وغیرہ اشراف قریش قتل ہوئے سہیل بن عمرو قید ہوا۔ اور حارث بن ہشام بہاگ گیا۔ واللہ تم لوگ اپنے مقتل کی طرف آگئے ہو۔ پہر اوس سوار نے اپنے اونٹ کے

سینہ مین سنان ماری لشکر کے خیمون مین کوئی خیمہ نہ بچا جس مین اوسکا کچھہ نہ کچھہ خون نہ گرا ہو۔ جب ابوجہل نے اس خواب کو سنا تو فرمایا کہ ایک اور نبی اولاد عبد المطلب مین پیدا ہوا۔ دیکھنا کہ محمدؐ اور اوسکے اصحاب قتل و اسیر ہونگے اور بھاگینگے۔

جب ابوسفیان اپنے کاروان کو بچا کے نکلگیا تو اوس نے قیس بن امراء القیس کو قریش کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ اب تم بھی اپنے اپنے گھرون کو واپس چلے جاؤ کیون اپنی جانون کو ہلاکت مین ڈالتے ہو حفاظتِ قافلہ جو تمہارا مقصد تہا حاصل ہوگیا۔ اگر وہ واپسی سے انکار کرین تو اون سے کہدینا کہ گانے والیون کو اپنے ساتہہ نہ رکھین۔ پس جب قیس نے ابوسفیان کا پیغام پہونچایا تو لوگون نے لوٹ جانے سے تو انکار کیا مگر گانے والیون کو واپس کردیا۔ قیس جحفہ سے مراجعت کر کے عقبہ عسفان سے سات میل پر ہدہ مین ابوسفیان سے آکر ملگیا ہدہ مکہ سے ۳۹ میل ہے اور خبر دی کہ قریش واپس تو نہین ہوئے بلکہ آگے چلدئے۔ عمرو بن ہشام یعنی ابوجہل کو واپس ہونا بالکل ناگوار تہا وہ کہتا تہا کہ انہین دنون مین بمقام بدر بازار لگیگا اور عرب جمع ہونگے ضرور ہے کہ ہمارا پہونچنا بدر تک لوگ سُنلین اور ہماری اولوالعزمی سے ڈرنے لگین۔

قریش جب مکہ سے چلے تو فرات بن الحیان العجلی کو ابوسفیان بن حرب کے پاس اپنی روانگی کی خبر دینے کو روانہ کیا تہا۔ مگر فرات شارع عام سے چلا اور ابوسفیان ترائی ترائی ہولیا اس لئے دونون مین مڈبھیڑ نہ ہوئی اور فرات جُحفہ سے مشرکین کے لشکر کے ساتہہ ہولیا اور جنگ بدر کے دن نہایت زخمی ہو کر پیادہ پا بہاگا اور کہتا جاتا تہا کہ آج کے دن سے بڑہکر مین نے کوئی دن سخت مصیبت کا نہین دیکہا تحقیق فال حنظلیہ کی منحوس و نامبارک ہے۔

اخنس بن شریق اعرابی نے جو حلیف بنی زہرہ کا تہا کہا کہ اے بنی زہرہ خدا نے تمہارے کاروان کو بچالیا اور تمہارا مال بامن وامان پہونچگیا اور مخرمہ بن نوفل تمہارا سردار صحیح وسلامت گھر آگیا

اب کاہیکو دوسری مین پڑتے ہو۔ محمد ایک آدمی تمہاری ہی قوم کا ہے اور تمہارا خواہر زادہ ہے اگر وہ سچا نبی ہے تو یہ تمہاری عزت کی بات ہے۔ اگر جھوٹا ہے تو اپنے بھانجے کے خون مین ہاتھہ رنگنا کون سی بہادری ہے۔ مناسب ہے کہ پھر جاؤ اور الزام نامردی کا میرے ذمہ رکھو۔ یہ بات بنی زہرہ کے سمجھہ مین آگئی اور بولے کہ اچھا ہم کیا حیلہ کرکے الگ ہون۔ اخنس نے جواب دیا کہ شام کو مین اپنے اونٹ سے یکایک گر پڑونگا تم مشہور کردینا کہ اخنس کو سانپ نے کاٹ کھایا اور جہان ہو وہین کے وہین ٹھہرے رہجانا جب لوگ تم سے کہین کہ چلو تو اوسکا جواب یہ دینا کہ ہمارا ایک مؤتمن اور معتمد آدمی اس ردی حالت مین ہے ہم کیسے چلین جب وہ لوگ بڑھجاوینگے تو ہم تم گھر پھر چلینگے غرضکہ بنو زہرہ نے یہی کیا۔ بعض کہتے ہین کہ بنو زہرہ ۱۰۰ سو تھے اور بعضون کا قول ہے کہ تین ۳۰۰ سو تھے۔ اونمین سے ایک بہی لڑائی مین شامل نہ ہوا۔

بنو عدی بہی لفت کی گہاٹی سے پھر آئے اور ترائی کے کنارے کنارے مکہ کی طرف چلے اثنائے راہ مین ابو سفیان سے ملاقات ہوئی اوس نے پوچھا کہ تم لوگ کیون پھر چلے۔ اونہون نے جواب دیا کہ تمنے ہی تو کہلا بہیجا تہا کہ واپس چلے آؤ اس لئے جسے لوٹ جانا تہا وہ لوٹ گیا۔ پس بنو عدی مین سے بہی کوئی لڑائی مین نہ تہا۔ کہتے ہین کہ بنو عدی اور ابو سفیان سے مر الظہران مین ملاقات ہوئی تہی

لشکر اسلام شب چہار شنبہ نیمہ رمضان کو روحا مین پہونچا اور نماز شب بیر روحاء کے قریب پڑہی جب رسول خدا نے وتر مین رکوع سے سر اوٹھایا تو کافرون پر لعنت کی۔ اور اپنے اصحاب سے فرمایا کہ وادی روحاء عرب کی تمام وادیون سے افضل ہے۔

خبیب بن یساف ایک مرد شجاع تہا مگر اسلام نہ لاتا تہا۔ جب آنحضرت بدر کو تشریف لیچلے تو خبیب اور قیس بن محرث بہی ہمراہ ہوئے اور مقام عقیق مین آنحضرت سے ملگئے۔ خبیب نے آگے بڑھکے آنحضرت کے ناقہ کی رکاب تہامی حضور نے پوچھا کہ تم دونون ہمارے ساتھہ کیون ہو۔

دونون نے جوابدیا کہ آپ ہمارے خواہر زادہ اور ہم قوم ہین ہم ہی مال غنیمت کے لئے اپنی قوم کے ساتھہ ہو لئے ہین - ارشاد ہوا کہ تم دونون مسلمان نہین ہو ہمارے ساتھہ نہین رہ سکتے - خبیب بولا کہ حضرت مین سخت جفاکش اور دشمن کُش ہون مین آپ کے ساتھہ ملکر قتال کرونگا مگر حضور نے اوسکی اس بات کو بھی منظور نہین کیا - پھر جب وہ مقام روحا مین حاضر ہو تو اسلام لایا اور لشکر اسلام کے ہمراہ ہوا اور جنگ بدر وغیرہ مین بڑی بڑی بہادریان کین - اور قیس بن المحرث نے جنگ بدر کے بعد اسلام قبول کیا اور جنگ اُحد مین شہید ہوا -

روایت ہے کہ جب آنحضرت رمضان مین بعزم جنگ روانہ ہوے تو ایک یا دو دن روزہ رکھکر افطار کیا - اور لوگون کو بھی سفر مین روزہ رکھنے کی ممانعت کردی - مگر لوگون نے روزہ نہ چھوڑا حضرت نے پھر منادی کرادی کہ اے گروہ نافرمان جب مین نے افطار کرلیا ہے تو پھر تم کیون نہین کرتے

جب آنحضرت کو قریش کی روانگی کی خبر ہونچی اور اونکے سب سامان معلوم ہوے تو آپ نے اصحاب کو جمع کرکے مشورہ کیا جناب صدیق اکبرؓ نے کھڑے ہوکے بہت عمدہ تقریر کی - اونکے بعد حضرت عمر فاروقؓ اوٹھے اور عرض کیا "یا رسول اللہ یہ قریش بڑے معزز ہین جب سے انکو عزت وغلبہ حاصل ہوا کبھی ذلیل ومغلوب نہین ہوئے اور جب سے یہ لوگ کافر ہین کبھی ایمان نہین لائے - واللہ ان مین جو معزز ہین وہ تو کبھی ایمان لانے ہی کے نہین - یہ لوگ ضرور آپ سے مقابلہ کرینگے پس حضور بھی مستعد ہو جائین دیکھہ لیا جائیگا - خدا ہمارے ساتھہ ہے"

آنحضرت کو گمان تھا کہ انصار مدینہ سے باہر ہمارے ساتھہ ہوکر نہ لڑینگے اسلئے اونکی طرف متوجہ ہوکر ارشاد کیا کہ اے لوگو تم کو تمہارے دل مین کیا ہے - اوسوقت سعد بن معاذ کھڑے ہوکے کہنے لگے کہ "حضور مین سب انصار کی طرف سے جوابدیتا ہون کہ اسوقت تو بحکم وحی حضور قریش سے مقابلہ کرینکے لئے تشریف لیچلے ہین اگر خدا کا حکم نہوتا اور آپ اپنے ہی رائے سے

آپ چلے ہوتے تو بھی ہم آپ کے ہمراہ رکاب تھے - ہم آپ پر ایمان لائے ہین اور آپ کی اطاعت کو موجود ہین جدہر آپ کا دل چاہے چلئے ہم سایہ کی طرح آپ کے ساتھ ہین - اگر سمندر بھی ہماری سامنے آجائیگا تو آپ کے حکم سے اوس مین بھی گر پڑینگے اور انصار مین سے ایک بھی باہر نہ رہیگا - آپ جس سے چاہین میل کرین وہ ہمارے سر پر ہے اور جس سے چاہین مخالفت کرین اوسکے ہم بھی دشمن ہین - ہمارا جان و مال آپکا ہے - اس جنگ کی ہم کچھہ پرواہ نہین کرتے - حق تعالےٰ ہم سے کوئی ایسا کام حضور کو دکھلاوے جس سے آپ کی آنکھین ٹھنڈی ہون - ہم مدینہ مین اپنے پیچھے ایسے لوگ چھوڑ آئے ہین جو ہم سے زیادہ آپ کے مطیع ہین اور ہم سے زیادہ آپ سے محبت رکھتے ہین - نیتین اونکی ہم سے زیادہ خالص ہین وہ مال غنیمت کا لالچ نہین رکھتے - وہ تو صرف یہ سمجھے ہوئے تھے کہ آپ ایک قافلہ کو روکنے چلے ہین اگر اونکو کہین اس جنگ کی خبر لگ جاتی تو آگے وہ ہوتے اور پیچھے آپ - یہان پر ہم آپ کے لئے ایک شامیانہ نصب کئے دیتے ہین - حضور اور حضور کے اسپ وناقہ آرام سے یہان رہین اور ہم لڑائی کے لئے آگے جاتے ہین اگر خدا نے ہمین غالب کیا تو فبہا - اور جو دشمنون نے ہمین قتل کر ڈالا تو آپ ہماری طرف سے اتنا ہی غم نہ کرین جتنا کہ ایک چیونٹی کے مرجانے سے ہوتا ہے سمجھہ لیجئے گا کہ آپکے قدمون پر صدقے ہوگئے - آپ فوراً اپنے مرکبون پر سوار ہوکے مدینہ چلے جایئن وہان ہم سے زیادہ جان نثار لوگ آپ کو ملینگے جو ان اشقیا کو آپ کے سامنے زمین کا پیوند کر دینگے ؎ واہ کیا لوگ تھے واقع مین انہین لوگون نے باغ اسلام کو اپنے خونون سے سینچ سینچ کے سرسبز کر دیا ہے خدا اونکی روحون کو پھولون کے ڈھیرون مین لٹا کے اپنے سامنے رکھے ایسے ہی آدمی فرشتون پر فضیلت رکھتے ہین - آنحضرت انصار کی یہ گفتگو سنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ خاطر جمع رکھو خدا تمہین خوش کریگا -

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنی گفتگو تمام کر چکے تو جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ خدا کی

برکتون کی توقع اور توکل پر پروانہ ہو۔ بیشک حق تعالے نے مجھہ سے فتح کا وعدہ کر لیا ہے۔ مین عماید قریش کی قتل گاہون کو دیکھتا ہون۔

درہ کوہ کی راہ لشکر اسلام روانہ ہوا۔ اور روحائے سے چلکے دونون موضع خبیرہ کے مابین نماز پڑہی جب مقام تیّا پر پہونچے تو سفیان ضمری خدمت نبوی مین حاضر ہوا آپ نے اوس سے دریافت کیا کہ حال قریش بیان کرو۔ ضمری بولا کہ وہ فلان روز گھر سے چلے ہین آج اسی وادی کے قریب ہونگے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان بہی یہین کہین ہونگے۔ غرضکہ دونون فریق مین سے کوئی بہی کسی کے آجانے سے مطلع نہ تہا کیونکہ اونکے درمیان مین بڑے بڑے تودے ریت کے حائل تہے۔

لشکر اسلام نے بدر کے قریب نماز عشاء کے وقت قیام کیا یہ دن جمعہ کا اور سترہوین رمضان تھی۔ وہان سے آپ نے علی و زبیر و سعد بن ابی وقاص و بسبس بن عمرو کو حال دریافت کرنیکے لئے روانہ کیا اور فرمایا کہ کوہ ظریب کی طرف چشمہ آب پر جاؤ چاہ قلیب پر اونکا کچھہ حال معلوم ہوگا۔ چنانچہ اوس کنوئین پر جاکر جو دیکھا تو قریش کے سقے پانی بھر رہے تہے اور شتران آبکش اونکے ساتھہ تہی سقے مسلمانون کی صورت دیکھتے ہی بہاگے۔ اور اون مین سے عجیز نامی ایک آدمی نے کفار کو خبر کر دی کہ اے آل غالب ابن کبشہ یعنی محمدؐ اور اونکے اصحاب آپہونچے۔ اور تمہارے سقون کو گرفتار کر لیا۔ اس خبر سے تمام لشکر مین ہلچل پڑگئی۔ حکیم بن حزام نے کہا ہے کہ ہم اوسوقت اپنے خیمہ مین بیٹھے ہوئے گوشت شتر کے کباب لگا رہے تہے اس کے سنتے ہی گوشت ہمارے ہاتہہ سے گر پڑا۔ رات بھر تمام لشکر شبخون کے خوف سے نہ سویا۔ سب کے سب پہرہ دیتے رہے۔

مسلمانون نے اوس شب کو یسار غلام عبید بن سعید بن العاص۔ اسلم غلام نبیہ بن الحجاج اور ابو رافع غلام امیہ بن خلف کو گرفتار کر لیا تہا۔ ان کو آنحضرت کی خدمت مین لائے۔ آپ اوسوقت نماز مین مصروف تہے۔ غلامون نے بیان کیا کہ ہم سقائے قریش ہین پانی لینے آئے تہے۔

اصحاب کو گمان تہا کہ یہ ابوسفیان کے قافلہ کے ساتھہ ہین اس لئے غلامون کی بات کو ناپسند کیا
اور سمجھے کہ جہونٹ بولتے ہین لہذا اونکو دہمکایا اور مارا کہ سچ بولو۔ مار کے آگے تو بہوت بہاگتا ہے
اون غریبون نے لاچار ہو کر یہی کہدیا کہ ہان ہم ابوسفیان کے ساتھہ ہین۔ اور وہ کاروان اس ٹیلے کے
نیچے ہے۔ اس عرصہ مین آنحضرت نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کہ افسوس جب یہ سچ بولے تو تم
لوگ انہین مارنے لگے اور جب انہون نے جہونٹ بولدیا تو تم خوش ہو گئے بیشک قریش اپنے
قافلہ کی حمایت کو آپہونچے ہین۔ بعد دریافت کرنے تعداد قریش کے آنحضرت نے ستون سے
پوچہا کہ مکہ سے کون کون آیا ہے۔ اونہون نے عرض کیا کہ جن کے پاس خرچ تہا اون مین سے
تو کوئی باقی نہین رہا جو نہ آیا ہو اور مفلسون مین سے بہی جسے خرچ ملگیا ہو چلا آیا ہے۔ چلنے سے پہلے
طُعیمہ بن عدی نے قریش کو جمع کر کے یہ گفتگو کی تہی کہ "اے گروہ قریش واللہ آج تک تم پر اس سے
بڑہکر کوئی مصیبت نازل نہین ہوئی ہے افسوس تمہارا کاروان اور قریش کا مال یون غارت ہو۔
اس قافلہ مین تم سب کا مال اور متاع گران بہا ہے۔ بنی عبدمناف مین سے کوئی مرد یا عورت ایسی
نہین ہے جسکا مال اس قافلہ مین نہو۔ پس جسکے پاس زادراہ نہو وہ ہم سے لے اور چلے مین اپنی ذات
خاص سے بیس اونٹ اور اتنے ہی آدمیون کو زادراہ دے سکتا ہون اور یہان اونکے جورو بچون
کے لئے بسراوقات کا سامان کر جاؤنگا" پھر حنظلہ وعمرو پسران ابوسفیان لوگون کو جنگ کے لئے
برانگیختہ کرنے لگے مگر کسی سے وعدہ خرچ اور سواری کا نہین کرتے تہے کیونکہ خود اونکی گرہ مین کچہہ نہ تہا اور جو کچہہ اونکے
پاس تہا بہی وہ ملکیت ابوسفیان کی تہی اور نوفل بن معاویۃ الدیلی امراے قریش کے پاس گیا اور
جنگ آورون کی مدد خرچ اور سواری کی باب مین بت کچہہ کہا سنا چنانچہ عبداللہ بن ربیعہ نے پانچ سو دینار
سے مدد کی۔ اور خویطب بن عبدالعزیٰ نے دوسو یا تین سو دینار دئے اور اسی طرح بہت سے
لوگون نے مال سے قوم کی دستگیری کی۔ اور یہ سب روپیہ خرید سلاح و سواری مین خرچ ہوا۔ یہ سنکر

آنحضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ سُنلو مکہ نے اپنے تمام اعزا و امرا تمہارے مقابلہ کیلئے بہیجدئے ہین - اصحاب نے التماس کی کہ یا حضرت آپ اسکا کچھہ خیال نہ کرین - قیام کی بابت خباب بن المنذر کی راے پر عمل کیا گیا کیونکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنکے آنحضرت سے کہا کہ خباب کی راے صائب ہے -

کہتے ہین کہ اوس رات کو مسلمانون پر ایسی نیند غالب ہوئی کہ کوئی اپنے قابو مین نہ رہا سب کے سب ایسے سوئے کہ کسی کو تن بدن کا ہوش نہ تہا - زبیر بن العوام فرماتے ہین کہ مین ہر چند اپنے دل کو سخت اور مضبوط کرتا تہا مگر زمین پر گر گر پڑتا تہا کئی دفعہ مین نے پٹخنیان کہائین - سعد بن ابی وقاص کہتے ہین کہ نیند سے میرا وہ برا حال تہا کہ اگر کوئی میرے سینہ پر لات بہی مارتا تو مجہے خبر نہوتی - آخر کار مین گر پڑا اور سو گیا - رفاعہ بن رافع بن مالک نے کہا کہ یکایک مجہپر ایسی نیند غالب ہوئی کہ سویرے ہی کی خبر لایا - اور یہی حال خود آنحضرت اور تمام لشکر کا تہا -

عمار بن یاسر اور ابن مسعود کو آنحضرت نے حال مشرکین دریافت کرنیکو روانہ کیا تہا - اونہون نے آکر خبر دی کہ حضور ہمنے کئی دفعہ لشکر کفار کے گرد گشت لگائے اور خوب دیکہا بہالا مشرک لوگ نہایت خائف و مضطر ہین اگر اونکے گہوڑے بہی ہنہناتے ہین تو اونکے منہ پر تہپڑ مارتے ہین تاکہ خاموش رہین کہین ایسا نہو کہ اونکی آواز پر مسلمان لوگ یورش کردین - اوس رات کو دس اونٹ لشکر قریش مین کہانے کے لئے مارے گئے تہے اور لوگ اپنے اپنے خیمون مین بیٹہے ہوئے گوشت و کلیجی اور گردہان کے کباب لگا رہے تہے سقون کے ساتہہ والون نے بہاگ کے مسلمانون کے پہونچ جانیکی جو خبر دی تو سبہون نے کباب پہینک دیے اور شبخون کے خوف سے سارا لشکر جاگتا رہا اور پہرہ دیا - صبح او ٹہکے عمار اور ابن مسعود کے نقش قدم لشکر کے گرد جو دیکہے تو بن الحجاج نے پہچانا کہ یہ ابن سمیہ اور ابن ام عبداللہ کے پیرون کے نشان ہین اور کہا کہ محمدؐ مکہ اور مدینہ دونون جگہون کے

احمقون کو جمع کر کے لایا ہے قریش کو چاہیئے کہ یثرب والون سے خوب لڑ کے اونہین قتل کر ڈالین اور مکہ والون کو گرفتار کر کے اپنے ساتہہ لیچلین تاکہ لوگون کو عبرت حاصل ہو اور اپنی ضلالت سے نادم ہو کر پہر اپنے دین آبائی سے نہ پہرین۔

جب رسولؐ خدا چاہ بدر پر تشریف لائے تو آپ کے لیے ایک عرلیشہ یعنی سائیبان شاخہائے خرما سے تیار کیا گیا جسکے دروازہ پر سعد بن معاذ تلوار لیئے ہوئے حفاظت کو کھڑے ہو گئے اور اندر آنحضرت اور صدیق اکبر نے جلوس فرمایا مصعب بن عمیر کو لشکر کا علم ملا وہ اوسے لیکر آگے بڑہے اور جہان آنحضرت نے فرمایا تہا وہین لیجا کے اوسے نصب کر دیا۔ حضرت نے صفون کا رخ مغرب کو رکہا اور آفتاب کو پس پشت کر لیا۔ مسلمان شام کے وادی کی طرف اوترے ہوئے تہے اور لشکر کفار وادی یمن کی سمت تہا۔ اوسوقت ایک صحابی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ اگر یہ ترتیب آپکی حکم خدا سے ہے تو اس مین ہمین کچہہ دخل نہین۔ ورنہ میری رائے یہ ہے کہ ہمارا لشکر بالا ے وادی رہے کیونکہ مین دیکہتا ہون کہ ایک آندہی زور شور سے آرہی ہے شاید آپ کی مدد کو آتی ہو۔ آنحضرت نے جوابدیا چونکہ ہم لشکر کی ترتیب کر چکے اور علم قایم ہو گیا اسلیئے اب جگہہ تبدیل نہین ہو سکتی۔ اسکے بعد آپ نے خداوند کریم سے دعا ے نصرت کی۔ اوسیوقت جبرئیل امین یہ آیت لے کے حضرت کے پاس آئے۔

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ۔ ترجمہ یہ وہ وقت تہا کہ تم اپنے پروردگار کے آگے فریاد کرتے تہے تو اوس نے تمہاری سن لی اور فرمایا کہ ہم لگاتار ہزار فرشتون سے تمہاری مدد کرینگے۔ (پارہ ۹ سورۃ الانفال)

روایت ہے کہ جب آنحضرت نے وادی کی طرف سے قریش کو آتے دیکہا تو پہلے جو شخص نظر آیا وہ زمعہ بن الاسود تہا گہوڑے پر سوار اوسکو کاوے اور اڑیرن دیتا ہوا اور لوگون کو اپنا گرد فر دکہاتا ہوا

چلا آتا تھا اور پیچھے پیچھے اوسکا بیٹا تھا۔ اوسے دیکھکر رسول خدا نے یہ دعا کی کہ "اے میرے پروردگار تو نے مجھپر کتاب نازل فرمائی۔ اور تو نے مجھے جہاد کا حکم دیا۔ تو نے مجھسے وعدہ کیا ہی کہ یا تو مجھے مال غنیمت ملیگا یا مین کفار پر فتح پاؤنگا۔ اے اللہ العالمین تیرا وعدہ کبھی خلاف نہین ہوتا۔ اے میرے پروردگار یہ قریش کبر و نخوت کرتے ہوئے آے ہین یہ تجھہ سے لڑنا چاہتے ہین اور تیرے رسول کو جھوٹا بتاتے ہین۔ اے میرے پروردگار مین تجھسے نصرت مانگتا ہون۔ تو نے اوسکا وعدہ مجھسے کر لیا ہے۔ اے میرے پروردگار کل صبح اونکو شکست دے اور ہلاک کر" اوسی وقت عتبہ بن ربیعہ ایک لال اونٹ پر سوار سامنے آیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس قوم مین سے اگر کسی مین خیر ہے تو اسی صاحب شتر سرخ مین ہے اگر یہ کافر اوسکا کہنا مانتے تو راستی پر رہتے۔

روایت ہے کہ جب لشکر قریش کا گذر ایما بن رحضہ کی طرف سے ہوا تو اوس نے اپنے بیٹے کو معہ دس اونٹون کے جنپر کھانے پینے کی چیزین بار تھین بطریق ہدیہ قریش کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ اگر تمکو حاجت ہو تو مین تمہاری مدد کے لئے سلاح اور اپنے لوگون کو بھیجون ہم لوگ تمہاری کمک کو موجود ہین اور ہمین اس کام کی آرزو ہے۔ قریش نے اسکے جواب مین کہلا بھیجا کہ تو نے اپنی قرابت کا حق بخوبی نبہایا۔ اور جو کچھہ تجھے لازم تھا تو نے وہی کیا۔ اور قسم ہے خدا کی اگر یہ لڑائی ہماری آدمیون سے ہے تو ہم اس سے عاجز نہین ہم اونکے لئے کافی ہین۔ اور اگر بزعم محمد صلعم لڑائی خدا سے ہی تو تیری مدد سے بھی کیا ہوگا۔

خفاف بن ایما بن رحضہ نے کہا ہے کہ میرے باپ کو سب سے زیادہ آدمیون مین صلح کرادینے کا شوق تھا اور ہمیشہ اسی بات کی جستجو رہتی تھی۔ پس میرے پیچھے وہ بھی قریش کے لشکر مین آے اور عتبہ بن ربیعہ سے دریافت کیا کہ اے ابوالولید اس سفر کا کیا باعث ہے تم لوگ کہان جاتے ہو۔ عتبہ نے کہا مجھکو نہین معلوم مین تو مجبوری آیا ہون۔ میرے باپ نے کہا تو ایک

گروہ کا سردار ہے اپنے لوگون کو پہیر کیون نہین لیجاتا۔ تیرے حلیف جو نخلہ مین مارے گئے تہے اونکا خون بہا خود ادا کردے۔ اور اوس کاروان کا مال جو مسلمانون نے لوٹ لیا ہے اوسکا بدلہ بھی دیدے کیون ناحق اس لڑائی مین اپنے جان و مال کو برباد کرتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ میرے باپ کے سمجہانے سے بھی کچہہ نتیجہ نہ نکلا۔

جب دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل خیمہ زن ہوئے تو آنحضرت نے جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اتمام حجت کے لئے قریش کے پاس بہیجا۔ جناب فاروق اعظمؓ اونکے لشکر مین تشریف لائے اور فرمایا کہ اے لوگو ہم تم یک جدی اور ایک ہی قوم اور خون سے ہین میرے نزدیک ہماری اور تمہاری لڑائی نہایت ہی مذموم ہے بہتر ہے کہ تم لوگ اسی وقت اپنے وطن کو واپس ہو جاؤ۔ یہ سن کے حکیم بن حزام نے حضرت عمرؓ کی تائید کی اور کہا کہ یہ شخص واجبی کہتا ہے۔ مناسب ہے کہ تم اسکی بات مانو اور اپنے اپنے گھر چلے کہین ایسا نہو کہ شکست تمہین نصیب ہو پہر یہ موقع ہاتہہ نہ آئیگا اور پچہتاتے رہجاؤگے۔ ابوجہل تڑاق سے بول اوٹہا کہ ہم اس موقع کو ہاتہہ سے نجانے دینگے اسوقت خدا نے ہمکو اون پر قابو دیا ہے ہم بہت سے ہین اور وہ تہوڑے ہمکو اون پر دسترس ہے کیونکہ وہ بے سروسامان ہین اور ہمارے پاس سب کچہہ ہے بس ہم ہرگز یہان سے قدم نہ ہٹائینگے۔ جب تک کہ اپنے غلبہ کے بعد اون سے اپنا عوض نہ لیلین۔

آخرکار مشرکین نے عمیر بن وہب کو حکم دیا کہ آگے بڑہکے مسلمانون کو متفرق او منتشر کردے۔ عمیر سوار ہوکے تلوار ہلاتا ہوا مسلمانون کے لشکر مین گہس گیا مگر اونکی صفین برہم نہ ہوئین۔ پہر عامر بن الحضرمی نے حملہ کیا اور جنگ شروع ہوگئی۔ عمر کے غلام مہجع کو عامر نے شہید کیا۔ کہتے ہین کہ انصار مین سب سے پہلے حارثہ بن سراقہ شہید ہوے جنکو حبان بن العرقہ نے قتل کیا۔ مگر اکثر یہ کہتے ہین کہ انصار مین سب سے قبل عمیر بن الحمام شہید ہوے جنکو خالد بن الاعلم العقیلی نے مارا۔ مگر سب

مکہ والون سے یہی سنا گیا ہے کہ سب سے پہلے جو انصاری شہید ہوا ہے اوسکو حبان بن عرقہ ہی نے مارا ہے۔

حکیم بن حزام نے بیان کیا ہے کہ مین نے عتبہ کو جاکر دیکہا تو اوسکو قریش کے حق مین کلمات سخت و سست کہتے پایا کیونکہ وہ تمام لشکر کو سمجہا پہرا تہا اور ایک ایک سے کہہ چکا تہا کہ جنگ سے باز رہو مگر کسی نے اوسکی نمانی۔ آخر غصہ مین آکر عتبہ نے زرہ پہنی اور چونکہ سر اوسکا بہت بڑا تہا اس لئے سارے لشکر مین کوئی خود اوسکے سر کے موافق نہ ملا تو اوس نے مجبوراً سر پیچہ ہی باندہ لیا اور باہر نکلا۔ اوسکے پیچہے اوسکا بہائی شیبہ اور اوسکا بیٹا ولید تہا۔ ناگاہ ابوجہل جو گہوڑی پر سوار صف مین کہڑا ہوا تہا اوسے ملا اوسکو دیکہتے ہی عتبہ نے اپنی تلوار کہینچی لوگ سمجہے کہ ابوجہل کی خیر نہین۔ مگر عتبہ نے تلوار ابوجہل کی گہوڑی کے کوچون مین ماری۔ گہوڑی گر پڑی۔ پہر عتبہ نے ابوجہل سے کہا کہ اے مردود بیدل ہو جا کیا تجہے سوجہتا نہین کہ تمام قوم تو پیدل ہے اور تو سوار۔ اتنا سنتے ہی ابوجہل پیادہ ہوگیا۔ عتبہ بولا اے ابوجہل تو نے مجہے میری نصیحتون کے باعث بہت بدنام کیا ہے اور ہر ایک سے مجہے بزدلا کہہ پہرا ہے۔ اب دیکہیو کہ ہم مین سے کون بدخواہ قوم تہا اور کون خیرخواہ قوم۔

جب عتبہ نے میدان کارزار مین آکر لڑائی مانگی ہے اوسوقت آنحضرت پر عریشہ مین نیند طاری تہی اور اصحاب پرے جمائے ہوئے کہڑے تہے۔ مگر حکم یہ تہا کہ جب تک ہم تمکو جنگ کی اجازت ندین ہرگز کسی سے نہ لڑنا۔ اگر مشرک تمہارے پاس آجائین تو تیر مار کر اونکو دفع کرنا۔ مگر تلوار ہرگز نہ نکالنا۔ جب مشرک لوگ مقابلہ پر تل گئے اور عتبہ نے آکر للکارا تو ابوبکر صدیق نے عرض کی یارسول اللہ مشرک بہت آگے آگئے ہین۔ آنحضرت نے فوراً آنکہین کہولدین اور دعائے فتح و نصرت کے لئے ہاتہ اوٹہائے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کی یارسول اللہ خدا ضرور آپکو فتح دیگا اور آپ سرخرو ہونگے۔

یہان عتبہ بقصد قتال آگے بڑہا۔ حکیم بن خزام نے کہا کہ اے ابوالولید ٹھہر جا جلدی نہ کر جس کام سے تو اوروں کو منع کرتا تہا اوسکے کرنے مین خود ہی اتنی جلدی کرتا ہے۔

عتبہ و شیبہ اور ولید کے مقابلہ کے لئے مسلمانون مین سے معاذ و معوذ و عوف پسران عفرا نکلے جو بنی الحارث مین سے تہے۔ پس آنحضرت کو عفرا کے بیٹون کے نکلنے سے شرم آئی اور آپنے نہ چاہا کہ پہلے انصار جنگ کو جاوین اس لئے حضور نے پسران عفرا کے حق مین دعاے خیر کی اور اونہین حکم دیا کہ تم واپس چلے آؤ۔ اور کسی نے مشرکین مین سے یہی پکار کے کہا کہ اے محمدؐ ہمارے مقابلہ کے لئے ہمارے ہمسرون مین سے کسی کو بہیج۔ آنحضرت نے فرمایا اے بنو ہاشم اوٹہو اور قتال کرو۔ لہذا حضرت حمزہ اور جناب علی مرتضی اور حضرت عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب بن عبد مناف میدان کی طرف روانہ ہوئے اور نتیجہ اس مقابلہ کا اوپر معلوم ہو چکا ہے۔

کہتے ہین کہ عتبہ سے مقابل ہونے کے لئے اوسکے بیٹے ابو حذیفہ نے آنحضرت سے اجازت مانگی تہی مگر حضور نے اوسکی التماس مقبول نہ فرمائی مگر ابو حذیفہ نے اسپر بہی اپنے باپ اور بہائی اور بہتیجے کے قتل کرنے مین اونکے قاتلون کو بہت سی مدد دی۔ شیبہ اپنے بہائی عتبہ سے تین برس بڑا تہا۔

روایت ہے کہ آنحضرت نے مسلمانون کو منع کر دیا تہا کہ ابوالبختری کو جان سے نہ مارنا اور وجہ اس ممانعت کی یہ تہی کہ ایک دن مکہ مین ہتہیار لگاکے اوس نے آنحضرت کی حمایت کی تہی اور کہا تہا کہ اسوقت جو محمدؐ کو ایذا دیگا مین اوسکو قتل کردونگا اس احسان کی شکرگذاری مین روز بدر اوسکے قتل کی ممانعت کر دی گئی تہی۔ ابو داؤد مازنی نے بیان کیا ہے کہ ابوالبختری مجہے ملا مین نے اوس سے کہا کہ رسول خدا نے تیرے قتل سے ہمین باز رکہا ہے تو میرے ساتہہ حضور کی خدمت مین چل۔ ابوالبختری نے جواب دیا کہ قسم ہے لات و عزی کی مین تیرے ساتہہ نہ چلونگا اور یہ بہی مین جانتا ہون کہ تو ضرور

سے مجھے قتل کریگا پس جو کچھہ تیرا قصد ہو کر گذر۔ آخر ابوداؤد نے اوسے تیر سے مار ڈالا۔ بعض کہتے ہین کہ ابوالبختری کو مجذّر بن زیاد نے نادانستہ قتل کیا۔

اسی طرح آنحضرت نے حارث بن عامر کے قتل کی ممانعت کردی تھی کیونکہ قریش زبردستی اوسے اپنے ساتھہ لائے تہے۔ مگر خبیب بن یسان اوسے پہچانتے نہ تہے اونہون نے اوسے مار ڈالا آنحضرت نے اوسکے مرنے کی خبر سنکے افسوس کیا اور کہا کہ اگر وہ میرے پاس آتا تو مین اوسے چھوڑ دیتا۔

زمعہ بن الاسود کے قتل کی بھی اجازت نہ تھی اوسے ثابت بن الجذع نے لاعلمی مین ہلاک کیا۔

عقبہ بن ابی مُعیط نے آنحضرت کے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے وقت شعر لکھے تہے جنکا مضمون یہ تہا کہ "اے ناقہ قصویٰ کے سوار ہم بھی مکہ سے ہجرت کرینگے اور عنقریب تو مجھکو گھوڑے پر سوار دیکھیگا مین اپنے نیزے کو تیرے خون سے سیراب کرونگا اور ہماری تلوار سب سامان تیرا چھین لے گی" جب آنحضرت نے یہ اشعار سنے تو عقبہ کے حق مین بددعا کی کہ "اے پروردگار اوسکو سرنگون کر اور اوندہے منہ گرا اور ہلاک کر" چنانچہ جنگ بدر کے دن عقبہ کے گھوڑے نے شوخی کی اور اوسکو گرا دیا عبداللہ بن سلمۃ العجلانی او ہ مین گرفتار کرکے لے آئے اور عاصم بن ثابت ابی الاقلح نے آنحضرت کے ارشاد سے او ے کیا۔

زبیر بن عوام سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن عبیدہ بن سعید بن العاص مجھکو ملا وہ اپنی گھوڑے پر سوار اور کامل زرہ دامن دار پانون تک پہنے تہا جس مین سے اور کوئی عضو سوائے اوسکی دونون آنکھون کے نہین دکہائی دیتا تہا۔ اوسکے پاس ایک چھوٹی سی بیمار لڑکی تھی جسکا پیٹ بہت بڑہ گیا تہا۔ اوسکو گود مین لئے ہوئے عبیدہ پکارتا پھرتا تہا کہ "مین باپ ہون اطفال خردسال کا

مین باپ ہون اطفال خرد سال کا۔ زبیر بیان کرتے ہین کہ اوسوقت میرے ہاتہہ مین ایک برچھی تھی مین نے اوسکی انی عبیدہ کی آنکھہ مین ماری برچھی آنکی تو مین نے اوسی گرالیا اور چھاتی پر چڑھکے اوسکی آنکھہ اوسی برچھی کی نوک سے نکال لی۔ رسول خدا صلعم نے وہ برچھی مجھہ سے لے لی جو مثل نشان کے ہر معرکہ مین آنحضرت کے آگے آگے رہتی تھی اور اسی طرح ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم نے ہر لڑائی مین اوسے اپنے آگے رکھا۔

زبیر کہتے ہین کہ جسوقت اہل اسلام اور کفار دونون لشکرون مین گھمسان کی لڑائی ہورہی تھی تو عاصم بن ابی عوف بن صُبَیرہ السہمی درندۂ خونخوار کی طرح آگے بڑھا اور کہتا جاتا تہا کہ "اے گروہ قریش تمپر فرض ہے کہ قاطع رحم و قرابت و پراگندہ کنندۂ جماعت اور غیر معروف باتین کرنیوالے یعنی محمدؐ کو زندہ نہ چھوڑو۔ اور سمجھہ لو اگر وہ بچگیا تو پھر ہم مین سے کسی کو باقی نرکھیگا " اوسکی یہ مزخرفات سن کر ابودجانہ اوس پر دوڑ پڑے دونون مین خوب ہی تلوار چلی آخر ابودجانہ نے اوسے قتل کیا اور رخت و سلاح اوسکے اوتارنے لگے۔ ناگاہ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا گذر ادہر ہوا رخت اوتارنے سے منع کیا اور فرمایا ابودجانہ سامان اسکا کیون لیتا ہے دشمن ابہی سر پر ہین ہمکو اونکا دفع کرنا باقی ہے۔ مین تیرا گواہ ہون یہ اسباب تجہی کو ملیگا۔ ادہر تو یہ باتین ہو رہی تہین کہ معبد بن وہب نے بڑھکے ایک تلوار ایسی ابودجانہ کے لگائی کہ وہ بیٹھہ گئے۔ اور سنبھل کے پھر کھڑے ہوئے اور کئی تلوارین معبد کے لگائین مگر اوسکے کارگر نہوئین وہ بہاگ کے ایک غار مین کود پڑا حضرت ابودجانہ بھی اوسکے اوپر تہے غار ہی مین اوسکو کچل کے رکھدیا اور سب اسباب اوسکا اوتار لیا۔

اجتماع اقوال اس پر ہے کہ ابوجہل کو معاذ بن عمرو بن الجموح اور دونون پسران عفرا نے گھیرا اور زخمی کیا اور عبداللہ بن مسعود نے اوسکا سر تن سے جدا کیا۔

روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم پسران عفرا کے مقتل پر کھڑے ہوے فرماتے تہے کہ خداوندا دونون فرزندان عفرا پر رحم کر۔ ان دونون نے اس امت کے فرعون کے قتل مین شرکت

کی ہی۔ وہ ہی کفار کا سرغنہ اور پیشوا تھا۔

جناب علی مرتضی فرماتے ہین کہ روز بدر جب دن چڑہا اور ہم لوگ اور مشرکین مقابلہ مین آکر بھڑ گئے اور ہماری اور اونکی صفین باہم مل گئین تو مین ایک مشرک کی طرف بقصد جنگ چلا۔ اوسوقت کیا دیکھتا ہون کہ ایک ریت کے ٹیلے پر سعد بن خثیمہ اور ایک مشرک لڑ رہے ہین یہانتک کہ وہ کافر سعد کو مار کے اونکا رخت اوتارنے لگا۔ مین نے دیکھا کہ قاتل زرہ اور ساز حرب سے خوب ڈہکا ہوا ہے اور گھوڑے پر سوار ہے۔ مین نے تو اوسے نہین پہچانا مگر وہ مجھے پہچان گیا۔ اس لئے کہا کہ اے ابن ابی طالب ادہر آ اور مجھہ سے لڑ۔ مین اوسکی طرف متوجہ ہوا اور وہ بھی آگے بڑہکر مجھپر آیا چونکہ مین کوتاہ قد تھا اور وہ ایک قد آور پیلتن جوان معلوم ہوتا تھا مین ڈرا کہ اگر یہ یون ہی ٹیلے پر سے لڑہک پڑا تو مین اس دیوزاد کے بوجھہ ہی سے دب جاؤنگا اس لئے مین نیچے کی طرف پیچھے کو ہٹا یہ دیکھکر وہ بولا اے ابن ابی طالب تو مجھہ سے بہاگا۔ جب میرے قدم ایک جگہہ جم گئے تو وہ شیر کی طرح غرا کے میرے اوپر آیا۔ اور تلوار کا وار کیا مین نے اوسکی تلوار اپنی سپر پر روکی۔ وہ سپر مین گڑ کے اٹک رہی۔ کافر اپنا ہاتھہ سلجھا نہین چکا تھا کہ مین نے فرصت پاکر اوسکے زرہ پوش شانے پر ایک ہاتھہ تلوار کا رسید کیا۔ تلوار نے زرہ تک کے پرخچے اوڑا دیئے وہ تھرا گیا۔ مین سمجھا تھا کہ مین اسے مار لونگا۔ لیکن تلوار کی ایک بجلی سی مجھے اپنے پیچھے چمکتی دکھائی دی مین نے خالی دینے کے لئے اپنا سر نیچے جو کیا تو وہ تلوار سنسناکے اوس کافر کے سر پر پڑی اور آواز آئی کہ مین ابن عبد المطلب ہون مین سمجھ گیا کہ یہ ہاتھہ حمزہ کا تھا۔ اونکی تلوار خود کاٹ کے اوسکے کاسہ سر مین اوتر گئی تھی۔

روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن عکاشہ بن محصن اور سلمہ بن اسلم بن جریش کی تلوارین لڑتے لڑتے ٹوٹ گئین اور یہ دونون نہتے رہگئے لاچار ہوکر آنحضرت کے پاس گئے حضور نے عکاشہ کے ہاتھہ مین ایک چھڑی پکڑا دی اور سلمہ کو ایک شاخ سبز دیدی وہ دونون صاف وصیقل کی ہوئی تلوارین

بنگئین اور ہمیشہ اونکے پاس رہین۔

کہتے ہین کہ اوسدن حارث بن سراقہ حوض پر تہے ناگاہ ایک بہت تیز تیر اونکے سینہ مین آکے لگا اور وہ شہید ہوئے۔ جب مدینہ مین اونکے مرنے کی خبر اونکی والدہ اور بہن کو پہونچی تو مان نے کہا کہ جب تک آنحضرت صحیح وسالم مدینہ مین نہ آئینگے مین اپنے بیٹے کو ہرگز نہ روؤنگی اون سے پوچہونگی کہ حضرت اگر میرا بیٹا بہشت مین ہے تو خوشی کا مقام ہے رونے کی کچہہ ضرورت نہین۔ ہان اگر وہ فرمائینگے کہ حارث دوزخ مین ہے تو رولونگی اور قسم ہے خدا کی بہر مین اوسکو چلا چلا کے روؤنگی۔ آخرش جب رسول خدا نے بدر سے مراجعت فرمائی تو مادر حارث خدمت عالی مین حاضر ہوئین اور حال حارث کا پوچہا آنحضرت نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی جسکے قبضہ مین میری جان ہے حارث جنت الفردوس مین ہے۔ مان بولی اب مین اوسکے لئے ہرگز نہ لگا نکرونگی۔ اوسوقت حضور نے ایک پیالہ پانی کا طلب کیا اوس مین اپنے ہاتہہ دہوئے اور کلی کرکے اوس مین ڈالدی اور حارث کی مان کو وہ پانی پلا دیا اور جو کچہہ باقی رہا حارث کی بہن کو دیدیا اوس نے بہی پیا پہر حکم دیا کہ اس مین سے تہوڑا سا اپنے گریبانون پر چہڑک لو اون دونون نے یہی کیا اور اپنے گہر چلی گئین اور پہر مدینہ بہر مین اون سے زیادہ کوئی عورت دل شاد نہین نظر پڑی۔

روایت ہے کہ ہبیرہ بن ابی وہب نے جب شکست قوم دیکہی تو ایسا اندوہناک ہوا کہ بے ہوش ہوکر گر پڑا اور طاقت اوٹہنے کی نہین رہی دیر تک اوندہے منہ پڑا رہا۔ آخر ابواسامہ الجشمی اوسکا حلیف اوسکے پاس آیا اور زرہ بدن سے الگ کرکے اوسے اوٹہا لیگیا۔ اور بعضے یون کہتے ہین کہ ہبیرہ کو ابوداؤد مازنی نے تلوار ماری تہی جسکے صدمہ سے وہ اوندہے منہ گر پڑا اور تلوار زرہ کا ٹکڑا بدن کے اندر اوتر گئی تہی۔ جسکی وجہ سے وہ زمین سے ہل نہ سکا۔

حکیم بن حزام کا بیان ہے کہ جب جنگ بدر سے ہم شکست کہا کے بہاگے ہین تو مین اپنی جان

کے خوف سے چارون طرف بہاگا پھرتا تہا اور یہ چاہتا تہا کہ دن کہین جلدی آخر ہو جای تاکہ مسلمان ہم لوگون کی تلاش چہوڑ دین مگر دن کمبخت جیسے کاٹیسا باقی معلوم ہوتا تہا اوسوقت مجہے عبداللہ اور عبدالرحمان پسران عوام ملے وہ دونون اونٹ پر سوار تہے اگرچہ عبداللہ لنگڑا تہا مگر دونون بہائی اونٹ سے اوتر پڑے اور مجہے سوار کردیا اور خود دونون پیچہے پیچہے اونٹ کے ہولئے۔ اور ہم تینون جون تون کرکے مکہ پہونچے اور خدا کا شکر کیا۔ جان بچی لاکہون پائے۔ حکیم کا قول ہے کہ کچھ میرا ہی یہ حال نہ تہا سینکڑون مجہہ سے زیادہ بدحال ہو ہو کے بہاگے تہے۔

قباث بن اشیم الکنانی سے روایت ہے کہ مین بدر مین مشرکین کے ساتہہ تہا۔ میری نظر جب مسلمانون کے لشکر پر پڑتی تہی تو وہ مجہے بہت قلیل دکہائی دیتے تہے برعکس اسکے لشکر کفار کے آدمی اور گہوڑے بکثرت معلوم ہوتے تہے۔ اسپر بہی وہ بزدلی تہی کہ لوگون نے چارون طرف بہاگنا شروع کردیا اور یہ کیفیت تہی کہ کوئی انکو کہاے جاتا ہے آخر جب کسی طرح پائون نہ جمے تو مین بہی اونکے ساتہہ بہاگا۔ عورتون کی بہی لوگون کو خبر نہ تہی اون سب کو چہوڑکر فرار کو قرار پر اختیار کیا۔ مین نے یہ حالت دیکہکر اپنے دل مین کہا تف ہے اس نامردی پر کہ اپنی ناموس کا بہی خیال نہ رکہا آپ بہاگ گئے اور اپنی عورتون کو چہوڑ گئے۔ میرا یہ خیال دل ہی مین رہا زبان پر اسکا ایک لفظ بہی نہ آیا تہا غرضکہ افسوس کرتا ہوا اور تباہی کا مارا خوف و رجا مین بدحواس بہاگا جاتا تہا کہ موضع غیقہ مین میری قوم کا ایک آدمی مجہے ملا اوس نے میری حالت زار پر رحم کہا کر اونٹ سواری کو اور زاد راہ دیا۔ وہان سے چلکے مین نے موضع غمیم مین دیکہا کہ حیسمان بن حابس الخزاعی میرے آگے آگے چلا جاتا ہے۔ مین چاہتا تو اوسکے ہمراہ ہو جاتا مگر قصداً پیچہے رہا۔ وہ مجہسے ایک دن پہلے مکہ پہونچا اور مشرکین کی بربادی کی خبر وہان مشتہر کردی۔ صبح ہوتے ہی جب مین شہر مین پہونچا ہون تو دیکہا کہ لوگ جا بجا حیسمان کو برا بہلا کہہ رہے ہین کہ اوسکے منہ مین خاک کمبخت نے کیسی بری خبر سنائی ہے۔ مین جنگ

خندق تک مکہ مین مقیم رہا۔ اسلام میرے دل مین سماچکا تھا اس لئے مدینہ پہونچا مگر مین آنحضرت کو پہچانتا نہ تھا لوگون سے دریافت کیا تو مسجد مین پتا لگا۔ وہان جاکر دیکھا کہ بہت سے لوگ دیوار کے سایہ مین بیٹھے ہین۔ مین نے اوس مجمع کی طرف مخاطب ہوکر باواز بلند سلام کیا حضرت بول اوٹھے اے قباث بن اشیم تو ہی نے جنگ بدر کے دن یہ کہا تھا کہ زوت ہے ان لوگون پر آپ بہاگے جاتے ہین اور اپنی عورتون کو چھوڑے جاتے ہین۔ مین یہ سنکر حیران ہوگیا اور سمجھا کہ یہی رسول خدا ہین ورنہ سواے الہام کے میرے دل کی بات کیسے معلوم ہوسکتی تہی۔ پس مین دوڑکر حضور کے قدمون پر جاگرا آپ سے بیعت کی اور کہا "اشہد انک رسول اللہ"۔

عکرمہ سے روایت ہے کہ مال غنیمت کے لئے لشکر اسلام مین جھگڑے ہونے لگے رشدہ شدہ یہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی آپ نے حکم دیا کہ سارا مال غنیمت بیت المال مین داخل کردو چنانچہ سب کچھ حضور مین حاضر کردیا گیا کسی کے پاس ایک جبہ نہ رہا اوسوقت اہل شجاعت اور لڑنے والے سمجھے کہ یہ مال صرف ہم لوگون کو ملیگا۔ مگر آنحضرت سب کو بحصہ مساوی دینے لگے۔ سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ جن لوگون نے صف کارزار مین بڑھ بڑھ کر تلوارین چلائی ہین اور داد شجاعت دیدے کر اپنی جانین گنوانے مین ذرا بھی دریغ نہین کیا۔ کیا آپ اونکو اون ضعیف اور عاجز لوگون کے برابر دینگے جو قابل جنگ نہ تھے۔ قربان اس غریب نوازی اور مسکین پروری کے ارشاد ہوا کہ تم لوگ یہ فخر نہ کرو کہ ہم اپنی قوت بازو سے فیروزمند اور ظفریاب ہوسے ہین۔ یہ انہین ضعفاء کی دعا تہی جو تمہاری سپر بنگئی۔ مال غنیمت کے مہتمم عبداللہ بن کعب بن عمرو المازنی یا خباب بن الارث مقرر کئے گئے تھے

روایت ہے کہ مال غنیمت مین جو اونٹ اور فرش اور لباس اور دیگر مال ومتاع جمع ہوا تھا اوس سب کے ۱۷ حصہ کئے گئے۔ پیدل تین سو تیرہ تھے اونکو ایک ایک حصہ ملا چار حصے دو سوارون کو ملے یعنی سوارون کو پیدلون سے دوگنا دیا گیا۔ رسول صلعم نے سعد بن عبادہ کو بھی حصہ

دیاتھا۔ حالانکہ وہ جنگ مین شامل نہ تھے۔ سبب اسکا یہ ہے کہ سعد کو اس لڑائی سے بڑی دلچسپی تھی جب مدینہ مین آنحضرت جہاد کی بیعت لے رہے تھے تو حضرت سعد محلۂ انصار مین جا جا کر لوگون کو آمادہ کرتے اور بڑی کوشش فرماتے تھے اسی سعی مین اونہین سانپ نے کاٹا اور وہ ہمراہی سے باز رہے اس لئے اونکا بھی استحقاق سمجھا گیا۔ سعد بن مالک الساعدی بدر چلنے کی تیاری کر چکے تھے کہ دفعتاً بیمار ہوگئے اور بعد روانگی آنحضرت صلعم انتقال کیا اور وصیت بھی کر گئے تھے کہ میرا حصہ میرے بال بچون کو دیا جانے اس لئے اونکا حصہ بھی لگایا گیا۔ اور ایک مرد انصاری اور ایک اور شخص کو بھی مال ملا۔ یہ سب چار آدمی ہوے جنکے بارے مین ارباب سیر کو ایسا اتفاق نہین ہے جیسا کہ اون آٹھہ اصحاب کی نسبت ہے جنکا اوپر مذکور ہوا۔ چودہ اصحاب شہید ہوئے تھے آنحضرت نے اونکو بھی دیا کیونکہ عبد اللہ بن سعد بن خثیمہ نے لکھا ہے کہ میرے والد کا حصہ عویم بن ساعدہ کی ہاتھہ میرے پاس آگیا۔ اور سائب بن ابی البابہ کا بیان ہے کہ معن بن عدی کی معرفت مبشر بن عبد المنذر کا حصہ مجھے ملا۔

کہتے ہین کہ ڈیڑہ سو اونٹ جن پر آدم یعنی ادیم یا گیہون وغیرہ غلہ لدا تھا بدر کے دن مسلمانون کے ہاتھہ لگے۔ مگر مال غنیمت مین سے ایک سرخ پٹی ہوئی چادر گم ہوگئی۔ لوگون نے گمان کیا کہ آنحضرت نے وہ چادر اپنے لئے رکھہ چھوڑی ہے لہذا یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ (سورۂ آل عمران پارہ ۴)

ترجمہ۔ اور پیغمبر کی شان سے یہ نہایت بعید ہے کہ پیغمبر ہو کے خیانت کرے اور جو جرم خیانت کا مرتکب ہوگا تو جو چیز خیانت کی ہے قیامت کے دن خدا کے روبرو بعینہ وہی چیز اوسکو لا حاضر کرنی ہوگی پھر جس نے جیسا کیا ہے اوسکو اوسکا پورا پورا بدلا دیا جائیگا اور کسی پر کسی طرح کا ذرہ ظلم نہین ہوگا۔

اوسی وقت ایک آدمی نے آکر آنحضرت کو اطلاع دی کہ فلان شخص نے وہ چادر چرائی ہے جب اوس سے پوچہا گیا تو اوس نے انکار کیا۔ مخبر نے عرض کیا کہ حضور فلان مقام کہد وائین پس جب وہان کہود کے دیکہا گیا تو وہ چادر نکلی۔ جناب رسول خدا کے لئے تقسیم سے قبل حق صفی مقرر تہا یعنی آپ میر جہاد تہے آپ کو جو چیز پسند ہوتی وہ آپ بغیر تقسیم کے لے سکتے تہے۔

سعد بن عبادہ نے ایک تلوار جسکا نام غضب تہا اور ایک زرہ جسے ذات الفضول کہتے تہے آنحضرت کی نذر کی تہی پس جنگ بدر کے دن آپ کے ہاتہہ مین وہ ہی تلوار تہی۔

کہتے ہین کہ تین غلام مملوک بہی جنگ بدر مین شامل تہے۔ ایک تو حاطب بن ابی بلتعہ کا غلام۔ دوسرا عبد الرحمان بن عوف کا غلام۔ اور تیسرا سعد بن معاذ کا غلام۔ ان تینون غلامون کو مال غنیمت مین سے تو کچہہ نہین ملا مگر قیدیون سے اتنا ملگیا کہ اگر آزاد ہوتے تو اتنا نپاتے۔ آنحضرت نے اپنے غلام شقران کو اسیرون پر مہتمم مقرر کر دیا تہا۔

سعد بدر عام نے لڑائی مین سہیل بن عمرو کو تیر مارا اوسکی رگ عرق النسا کٹ گئی مگر وہ بہاگا سعد نے اوسکا پیچہا کرکے اوسے پکڑ لیا اور سعد کے پہونچنے سے پہلے اوسے مالک بن دخشم نے تہام رکہا تہا۔ دونون مین جہگڑا ہونے لگا ہر ایک کہتا تہا یہ میرا قیدی ہے۔ آخر فساد مٹانے کے لئے آنحضرت نے سہیل کو خود لیلیا۔ اور مالک کی حراست مین اوسے رکہا۔ مقام روحا سے سہیل بہاگا حضرت نے حکم دیا کہ جو شخص اوسے گرفتار کرے فوراً مار ڈالے ناگاہ وہ آنحضرت کو ملا مگر آپنے اوسے قتل نہین کیا۔

ابو بردہ بن نیاز نے مشرکین مین سے معبد بن وہب کو گرفتار کیا جو بنی سعد بن لیث مین سے تہا۔ حضرت عمر فاروق گرفتار کنندگان مشرکین کو بہی ہدایت کرتے تہے کہ اپنے اپنے اسیرونکو ہلاک کر ڈالو چنانچہ ابو بردہ سے بہی کہا۔ معبد نے جو سنا تو اکڑنے لگا اور کہا اے عمر کیا تم

اس دہوکے مین ہوکہ مسلمان ہم پر غالب ہوگئے قسم ہے لات وعزیٰ کی ہم مسلمانون کو چن چن کے مارینگے اور اونکا بیج بھی روے زمین پر نہ چہوڑینگے حضرت فاروق اعظم رض نے اوسے قتل کرڈالا اور بعضون کا قول یہ ہے کہ معبد کا کلام سنکر ابو بردہ سے ضبط نہو سکا اونہون نے خود اوسکا کام تمام کردیا۔

جب سہیل بن عمرو قید ہوا تو اصحاب مین سے کسی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ شخص اپنے خطبہ مین آپ کی نسبت توہین کیا کرتا تہا بہتر ہے کہ آج اسکے دانت توڑ دا دیئے جائین تاکہ اوسکو پہر ایسی ناشائستہ کلام کی جرأت نہو حضرت نے جواب دیا کہ نہین مین ایسی نامعقول عقوبت کبھی نہ کرونگا قطع عضو بہت بری بات ہے۔ کہین حق تعالے مجہپر بھی ایسی ہی عقوبت نہ کرے گو کہ مین نبی ہون۔ اور علاوہ برین کیا عجب ہے کہ کسی وقت مین وہ کہڑا ہوا وہ چیز پڑہ رہا ہو جس سے تو خوش ہوجاے۔ پہر بس ایسا ہی ہوا کہ جب آنحضرت کے وفات کی خبر مکہ مین پہونچی تو سہیل نے خطبہ پڑہنا شروع کیا اور جو خطبہ یہان مدینہ مین ممبر پر حضرت ابوبکر صدیق رض پڑہ رہے تہے وہی لفظاً لفظاً سہیل مکہ مین کہتا جاتا تہا گویا سہیل کے کان جناب صدیق کے ہونٹون سے لگے ہوے تہے سبحان اللہ کیسا اچھا ٹیلیفون اور ٹیلیگراف تہا کہ من تو شدم تو من شدی کی کیفیت حاصل ہوگئی تہی اور صدقے اوس برقی خزانہ کے صلی اللہ علیہ وسلم کے جس نے نو برس پہلے یہ فرمادیا تہا کہ کسی وقت مین وہ کھڑا ہوکے وہ چیز پڑہ دیگا جس سے تو خوش ہوجائیگا۔

جس وقت سہیل کے کلام کی کیفیت جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سنی کہا کہ ”اشہد ان محمدؐ رسول اللہ“

روایت ہے کہ زنان قریش ہند دختر عتبہ کے پاس گئین اور کہا کہ تو اپنے باپ اور بہائی اور چچا اور گہر والون کے لئے جو جنگ بدر مین مارے گئے ہین ماتم اور گریہ وبکا کیون نہین کرتی۔ ہندہ نے جواب دیا کہ کیا تم یہ چاہتی ہو کہ مین بکا کرون اور اسکی خبر محمدؐ اور اوسکے اصحاب کو پہونچے اور وہ

خوشی منائین اور ہمکو طعن و تشنیع کرین - واللہ مین ہرگز لگانگرونگی اور اپنے سر مین تیل نڈالونگی جب تک کہ مسلمانون سے اس قتل کا بدلا نہ لے لیا جائیگا اور اون سے جنگ نہوگی - اگر مجھے یقین ہوتا کہ لگا کرنے سے میرے دل کا رنج دور ہوجائیگا تو مین اوسے کرلیتی مگر یہ داغ تو دل سے اوسی دم دور ہونگے جب قتل عزیزان کا عوض مجھے ملیگا غرضکہ جس دن سے ہندہ نے حلف کیا تا جنگ اُحد اوس نے نہ اپنے سر مین تیل ڈالا نہ فرش پر لیٹی نہ اپنے خاوند ابی سفیان بن حرب سے ہم بستر ہوئی -

کہتے ہین کہ عمیر بن وہب بن عمیر الجمحی مقام حجر مین صفوان بن اُمیّہ کے پاس آیا - صفوان بولا کہ مقتولین بدر کے غم مین عیش ہمارا منغص ہے - عمیر بن وہب نے جواب دیا سچ ہے بعد اونکی زندگی بھلی نہین معلوم ہوتی اگر مین قرضدار نہوتا اور بال بچون کے کھانے کے لئے گھر مین کچھ چھوڑ جا سکتا تو ضرور مین مدینہ پہونچکر محمدؐ کو قتل کر ڈالتا - مین نے سنا ہے کہ وہ بازارون مین آمد و شد رکھتا ہے پس کہین اوس سے ملکے میل جول پیدا کرلیتا اور کہتا کہ میرا بیٹا جو تمہارے پاس قید ہے اوسے چھوڑانے آیا ہون یون ہی داؤ پیچ کر کے کسی وقت اونہین مار لیتا - صفوان یہ باتین سنکر اوچھل پڑا اور کہنے لگا کہ اے ابو اُمیّہ برب کعبہ مین تیرا قرض ادا کردونگا اور تیرے اہل و عیال کو اپنے بال بچون سے زیادہ سمجھونگا ہم پہلے اونہین کھلا ئینگے جب آپ کھایا کرینگے لللہ تو اسی وقت مدینہ چلدے - الحاصل صفوان نے عمیر کو اپنے ناقہ پر سوار کیا اور اپنی زرہ بھی اوسکو دیدی اور کہا کہ اپنی تلوار کو خوب تیز کر کے زہر مین بجھا لے چنانچہ عمیر نے ایسا ہی کیا اور روانہ ہوگیا - صفوان نے یہ بھی کہدیا تہا کہ اسوقت ہم دونون مین یہ عہد و پیمان ہوے ہین کوئی تیسرا شخص یہان موجود نہین ہے تم مدینہ پہونچکے بھی اس راز کو مخفی رکھنا - اور مین بھی چندروز کے بعد وہان آکر تمہارا شریک حال ہوجاؤنگا - یہان تک کہ عمیر مدینہ مین مسجد نبوی کے دروازہ پر پہونچا ناقہ کو در مسجد پر بٹھا کر تلوار اپنی گلے مین لٹکائی اور آنحضرتؐ کی طرف چلا - حضرت عمر فاروقؓ اصحاب کے مجمع مین بیٹھے ہوے اون نعمتون کا شکریہ ادا کر رہے تہے جو اللہ جل شانہ نے مسلمانون کو

بدر کے دن عطا کی تھین ناگاہ نظر فاروقی عمیر پر پڑ گئی دیکھتے ہی ماتھا ٹھنکا اور عمیر کو مسلح دیکھکے فرمایا
کہ لینا یہ کتا آگے نہ جانے پائے اسی نے جنگ کے دن ہماری قلت اور تعداد کی خبر قریش کو
جاکر دی تھی۔ پس اصحاب نے فوراً اوسے گرفتار کرلیا۔ اور حضرت فاروق اعظم گردن پکڑ کے حضور
نبوی مین لے پہونچے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ ناپاک تلوار باندھے ہوے مسجد اقدس مین
آگیا ہے اگر ارشاد ہو تو ابھی سر قلم کردون مجھے اسکی طرف سے ہرگز اطمینان نہین یہ خبیث بڑا غدار
ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اے عمرؓ اسے چھوڑدو اور میرے پاس آنے دو۔ مگر آپ جانتے ہین کہ
یہان پہلو مین دل کہان تھے محبت کی برق دوڑ گئی تھی۔ آنحضرت کے فرمانے سے اتنا تو کیا کہ
عمیر کی گردن چھوڑدی مگر ایک ہاتھ سے تلوار کا تسمہ اور دوسرے ہاتھ سے تلوار کا قبضہ مضبوط تھامے ہوے
سامنے لیجاکر کھڑا کردیا۔ رسول خدا نے تبسم فرمایا اور کہا عمرؓ اللہ ہم سے زیادہ ہماری محبت کہ تلوار
کو آپ نے نہ چھوڑا۔ جناب فاروق نے التماس کیا کہ حضور آگے اور کچھ نہ فرمائین جو کچھ دریافت
کرنا ہو اس سے پوچھ لیجیے میرے تمام جسم مین آتش غضب بھڑک رہی ہے جس ارادہ سے یہ آیا ہی
اوسے مین خوب جانتا ہون اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ اسکے قتل کے حکم دینے مین اتنی دیر لگائینگے
تو مین در مسجد ہی پر اسکا سر کہٹا سا اوڑا دیتا یہ ملعون زندگی مین ہمکو خاک مین ملانے آیا تھا۔ حضرت
سمجھ گئے کہ ہان ادہر بھی خبر ہے اور اسی لئے صولت فاروقی جوش مین آگئی ہے کہین ایسا نہو
کہ یہ خاک کا پیوند ہو جاے اور معاً عمیر سے سوال کیا تو یہان کیون آیا ہے۔ اوس نے جواب دیا کہ
اپنے اسیرون کی خبر لینے آیا ہون جو آپ کے پاس قید ہین۔ ارشاد ہوا پھر یہ تلوار کیسی اوس نے
یہان بھی چال چلی اور کہا کہ لعنت ہو اس تلوار پر اس نے بدر کے دن کیا کام کئے جو آج کرے گی اسے
تو آتے وقت اوتارنا بھول گیا تھا سہواً رہ گئی۔ ارشاد ہوا کہ سچ بتا۔ اوس نے پھر بھی جواب دیا کہ حضور مین تو
صرف قیدیون کی خبر لینے آیا ہون۔ آپ نے فرمایا کہ عمیر ہم تجھ سے پوچھتے ہین کہ مقام حجر مین تجھ سے

اور صفوان سے کیا قول و قرار ہوئے ہین اونکو بیان کر۔ یہ سنکر عمیر بید کی طرح کانپ گیا جناب عمر کا ہاتھ اوٹھا ہی تہا کہ مجرم "اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ" کہتا ہوا حضور کے قدمون پر گر پڑا اور بولا کہ آپ دونون صاحبون نے جس حال کو معلوم کر لیا ہے اوسکے قرار پانے کے وقت سوائے دو آدمیون کے دور دور تک کوئی نہ تہا یہ بات بجز الہام کے اور کسی طرح حاصل نہین ہو سکتی اور زیادہ حیرت یہ ہے کہ اس قدرتی تار برقی کا اثر ایک ادہر بھی ہے۔ ادہر جناب عمر کا ہاتھ جتنا اوٹھا تہا اوتنا ہی رہگیا اور آپ نے یہ کہکر تلوار پہینکدی کہ اسوقت تک مجھے یہ معلوم ہوتا تہا کہ مین ایک خوک کو تہامے کہڑا ہون اب یہ صورت مجھے اپنی اولاد سے زیادہ محبوب نظر آتی ہے ارشاد نبوی ہوا کہ اچھا اب جاؤ اور اپنے اس نئی اولاد کو قرآن کی تعلیم دو۔ اور اسکے قیدیون کو اسکی خاطر سے بغیر فدیہ لئے رہا کردو۔ عمیر نے اجازت مانگی کہ مجھے حکم ہو مین مکہ جاکر قریش کو دین حق کی طرف بلاؤن ارشاد ہوا کہ جا تیری درخواست منظور ہوئی ادہر صفوان ہر شخص سے روز پوچھا کرتا تہا کہ مدینہ کی کوئی نئی خبر بھی تم نے سنی ہے اور جو مدینہ سے مکہ مین آتا اوسکے پاس ضرور جاتا تہا اور سب مکہ والون سے کہا کرتا تہا کہ اب عنقریب تم وہ خبر سننے والے ہو جسکے سننے سے جنگ بدر کے سب رنج و غم بہلا دوگے۔ مگر جسکو اللہ رکہے اوسے کون چکہے آخر یہ خبر آہی گئی کہ ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد یعنی حضرت عمیر بھی رنگ گئے۔ صفوان نے سر پیٹ لیا اور عمیر کے بال بچون کی نگرانی سے ہاتھ کہینچا مگر "ورزقکم فی السماء" کے قائلون کو کیا پروا ہے۔ عمیر نے مکہ مین آکر چہاتی پر مونگ دلنا شروع کیا اور کہا اے قریش دوزخ کی آگ سے اگر بچنا ہے تو ان قدمون مین آن پڑو چنانچہ اونکے ہاتھ پر بہت سے لوگ ایمان لائے۔

اسماے مبارک اصحاب بدرؓ اور اونکی فضیلت

واضح ہو کہ اصحاب بدرؓ کی تعداد مین اختلاف ہے - کوئی ۳۱۵ بتاتا ہے کوئی ۳۱۳ کہتا ہے جعفر بن حسن بن عبد الکریم برزنجی نے اپنی کتاب مین کئی کتابون کے حوالہ سے ۳۶۵ - اور شیخ عبد الرحمن القبانی نے ۳۹۱ نام لکھے ہین -

خواص ان مبارک نامون کے برہان حلبی نے اپنی سیرت مین اور دوانی نے بہت سے مشائخ سے یہ بتائے ہین کہ ان نامون کے طفیل سے ہر دعا مقبول ہوجاتی ہے - تجربہ اور تحقیق سے بھی یہ بات بارہا پایہ ثبوت کو پہونچی ہے - شیخ عبد اللطیف اپنے رسالہ مین لکھتے ہین کہ بہت سے علما کا تو یہ عقیدہ ہے کہ لوگ ان نامونکی مداومت سے ولی کامل بنگئے ہین بعض عارفین کا قول ہے کہ ان اسماے مبارک کی برکت سے ہزارون مریض ہمنے اچھے کئے ہین انکو پڑھکے مریض پر ہاتھ رکھا نہین کہ وہ اچھا ہوا نہین - اکثرون نے لکھا ہے کہ ہمنے ان نامونکا تجربہ امور مہمہ مین کیا ہے فوراً دعا قبول ہوجاتی ہے جعفر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ میری والدنے مجھے وصیت کی کہ اے بیٹا ان نامونکے ذکر کے وقت میری ہر دعا قبول ہوجاتی ہے تحقیق جو آدمی انکو ہر روز پڑھے تو بوسیلہ اونکے اوسکی ہر حاجت روا ہوجائیگی - مگر آنحضرت کے نام نامی کے ساتھہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر صحابی کے نام کیساتھہ رضی اللہ عنہ ضرور کہے تو دعا بہت جلد قبول ہوگی اسلئے ہم اون اسماے مقدسہ کو بالتفصیل لکھتے ہین کیونکہ وہ ایک عجیب نعمت غیر مترقبہ ہین اور جہانتک زیادہ سے زیادہ نام ہمین ملے ہین وہ مندرج کئے گئے ہین - انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے ناظرین کو ساری تاریخ کی قیمت انہین جواہرات سے وصول ہوجائیگی - اسلام کی اصلی اور سب حامیون کا نام بتادینا تاریخ کا کام بھی ہے گویا ایک پنتھہ مین دو کاج ہم نکالے دیتے ہین -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ

(۱) بِسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ الْمُهَاجِرِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ✣

(۲) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۳) وَبِسَیِّدِنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۴) وَبِسَیِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۵) وَبِسَیِّدِنَا عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۶) وَبِسَیِّدِنَا طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۷) وَبِسَیِّدِنَا الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۸) وَبِسَیِّدِنَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۹) وَبِسَیِّدِنَا سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۱۰) وَبِسَیِّدِنَا سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۱۱) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ عُبَيْدَةَ عَامِرِ بْنِ الْجَرَّاحِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۱۲) وَبِسَیِّدِنَا عِمْرَانِ بْنِ حُصَيْنِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

یہان پر واقفیت تاریخی کی خاطر سے ایک جملہ معترضہ سن لیجیے کہ گذشتہ نامون مین دس نام حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے ہین جنکو کسی اُستاد نے اس قطعہ مین بھی منظوم کردیا ہے

قطعہ

ده یار بہشتی اند قطعی — بوبکر و عمر علی و عثمان

سعد است و سعید و بوعبیده — طلحہ ست و زبیر و عبدرحمن

(۱) حضرت ابوبکر کا نام عبداللہ اور اونکے باپ کا نام ابو قحافہ تہا۔

(۲) حضرت عمر بن خطاب بن نفیل عدوی ہین۔

(۳) حضرت علی ابن ابی طالب آنحضرت صلعم کے چچازاد بہائی اور داماد اور ہاشمی ہین۔

(۴) حضرت عثمان ذی النورین ابن عفان اموی ہین۔

(۵) حضرت سعد کے باپ ابی وقاص کا نام مالک ہے اور وہ فہری ہین۔

(۶) حضرت سعید بن زید حضرت عمر کے بہنوئی ہین۔ اور حضرت سعید کے باپ زید حضرت عمر کے چچازاد بہائی تہے یعنی یون سمجھو کہ زید بن عمرو بن نفیل۔ پس وہ بہی عدوی ہوئے۔

(۷) حضرت ابوعبیدہ کا نام عامر بن عبداللہ بن جراح ہے وہ بہی فہری ہین۔

(۸) حضرت طلحہ بن عبید اللہ حضرت ابوبکر صدیق کے بھتیجے تہے۔ اور یہ دونون صاحب تیمی ہین

(۹) حضرت زبیر بن عوام آنحضرت کی پہوپہی حضرت صفیہ کے بیٹے اور حضرت بی بی خدیجہ کے بھتیجے تہے اور اسدی ہین۔

(۱۰) حضرت عبدالرحمن بن عوف بہی فہری ہین۔

آمدم برسر مطلب

الف

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۱۳) بِسَيِّدِنَا الْاَخْنَسِ بْنِ حَبِيْبِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ +

(۱۴) وَبِسَیِّدِنَا الْاَرْقَمِ بْنِ اَبِی الْاَرْقَمِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۱۵) وَبِسَیِّدِنَا اَنَسٍ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۶) وَبِسَیِّدِنَا اِیَاسِ بْنِ الْبُکَیْرِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۱۷) وَبِسَیِّدِنَا اِیَاسِ بْنِ اَوْسِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۱۸) وَبِسَیِّدِنَا اُسَیْدِ بْنِ حُضَیْرِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۱۹) وَبِسَیِّدِنَا اُنَیْسِ بْنِ قَتَادَةَ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۲۰) وَبِسَیِّدِنَا اَنَسِ بْنِ مُعَاذِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۲۱) وَبِسَیِّدِنَا اُبَیِّ بْنِ مُعَاذِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۲۲) وَبِسَیِّدِنَا اُبَیِّ بْنِ کَعْبِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۲۳) وَبِسَیِّدِنَا اَسْعَدَ بْنِ یَزِیْدَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۲۴) وَبِسَیِّدِنَا اَوْسِ بْنِ ثَابِتِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۲۵) وَبِسَیِّدِنَا اَوْسِ بْنِ الصَّامِتِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۲۶) وَبِسَیِّدِنَا اَوْسِ بْنِ خَوْلِیِّ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

ب

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۲۷) بِسَیِّدِنَا بِلَالِ بْنِ رَبَاحِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۲۸) وَبِسَیِّدِنَا بُجَیْرِ بْنِ اَبِی بُجَیْرِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۲۹) وَبِسَیِّدِنَا بَحَّاثِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۳۰) وَبِسَیِّدِنَا بَسْبَسَۃَ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

(۳۱) وَبِسَیِّدِنَا الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُوْرِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

(۳۲) وَبِسَیِّدِنَا بِشْرِ بْنِ سَعْدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

(۳۳) وَبِسَیِّدِنَا بِشْرِ بْنِ الْبَرَاءِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

ت

اَللّٰھُمَّ وَاَسْئَلُکَ

(۳۴) بِسَیِّدِنَا تَمِیْمٍ مَوْلٰی بَنِیْ غَنْمِ بْنِ السِّلْمِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

(۳۵) وَبِسَیِّدِنَا تَمِیْمٍ مَوْلٰی خَرَاشِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

(۳۶) وَبِسَیِّدِنَا تَمِیْمِ بْنِ یُعَارِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

ث

اَللّٰھُمَّ وَاَسْئَلُکَ

(۳۷) بِسَیِّدِنَا ثَقْفِ بْنِ عَمْرٍو الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

(۳۸) وَبِسَیِّدِنَا ثَعْلَبَۃَ بْنِ حَاطِبِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

(۳۹) وَبِسَیِّدِنَا ثَابِتِ بْنِ اَقْرَمِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

(۴۰) وَبِسَیِّدِنَا ثَابِتِ بْنِ ثَعْلَبَۃَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

(۴۱) وَبِسَیِّدِنَا ثَابِتِ بْنِ خَالِدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

(۴۲) وَبِسَیِّدِنَا ثَابِتِ بْنِ خَنْسَاءَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

(۴۳) وَبِسَیِّدِنَا ثَابِتِ بْنِ هَزَّالٍ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؎

(۴۴) وَبِسَیِّدِنَا ثَابِتِ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؎

(۴۵) وَبِسَیِّدِنَا ثَعْلَبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؎

(۴۶) وَبِسَیِّدِنَا ثَعْلَبَةَ بْنِ غَنَمَةَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؎

ج

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۴۷) بِسَیِّدِنَا جَبْرِ بْنِ عَتِیْكٍ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؎

(۴۸) وَبِسَیِّدِنَا جُبَیْرِ بْنِ اِیَاسٍ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؎

(۴۹) وَبِسَیِّدِنَا جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؎

(۵۰) وَبِسَیِّدِنَا جَبَّارِ بْنِ صَخْرٍ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؎

ح

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۵۱) بِسَیِّدِنَا حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؎

(۵۲) وَبِسَیِّدِنَا حَاطِبِ بْنِ اَبِیْ بَلْتَعَةَ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؎

(۵۳) وَبِسَیِّدِنَا حَاطِبِ بْنِ عَمْرٍو الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؎

(۵۴) وَبِسَیِّدِنَا الْحُصَیْنِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؎

(۵۵) وَبِسَیِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ اَنَسٍ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؎

(۵۶) وَبِسَیِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ حَاطِبِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۵۷) وَبِسَیِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ اَوْسِ بْنِ رَافِعِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۵۸) وَبِسَیِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ اَوْسِ بْنِ مُعَاذِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۵۹) وَبِسَیِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ خَزَمَۃَ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۶۰) وَبِسَیِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ اَبِیْ خَزَمَۃَ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۶۱) وَبِسَیِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ عَرْفَجَۃَ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۶۲) وَبِسَیِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ قَیْسِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۶۳) وَبِسَیِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ عَتِیْكِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۶۴) وَبِسَیِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ نُعْمَانِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۶۵) وَبِسَیِّدِنَا حَارِثَۃَ بْنِ سُرَاقَۃَ الشَّہِیْدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۶۶) وَبِسَیِّدِنَا حَارِثَۃَ بْنِ النُّعْمَانِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۶۷) وَبِسَیِّدِنَا حَارِثَۃَ بْنِ مَالِكِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۶۸) وَبِسَیِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ خَزَمَۃَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۶۹) وَبِسَیِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّۃِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۷۰) وَبِسَیِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ قَیْسِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۷۱) وَبِسَیِّدِنَا حُرَیْثِ بْنِ زَیْدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۷۲) وَبِسَیِّدِنَا الْحُبَابِ بْنِ الْمُنْذِرِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۷۳) وَبِسَیِّدِنَا حُبَیْبِ بْنِ الْاَسْوَدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۷۴) وَبِسَیِّدِنَا حَرَامِ بْنِ مِلْحَانَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۷۵) وَبِسَیِّدِنَا حَمْزَةَ بْنِ الْحُمَیِّرِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

خ

اَللّٰھُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۷۶) بِسَیِّدِنَا خَالِدِ بْنِ الْبُکَیْرِ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۷۷) وَبِسَیِّدِنَا خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۷۸) وَبِسَیِّدِنَا خَبَّابٍ مَوْلٰی عُتْبَةَ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۷۹) وَبِسَیِّدِنَا خُنَیْسِ بْنِ حُذَافَةَ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۸۰) وَبِسَیِّدِنَا خُرَیْمِ بْنِ فَاتِكِ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۸۱) وَبِسَیِّدِنَا خَوْلِیِّ بْنِ خَوْلِیِّ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۸۲) وَبِسَیِّدِنَا خَوَّاتِ بْنِ جُبَیْرِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۸۳) وَبِسَیِّدِنَا خِدَاشِ بْنِ قَتَادَةَ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۸۴) وَبِسَیِّدِنَا خِرَاشِ بْنِ الصِّمَّةِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۸۵) وَبِسَیِّدِنَا خَارِجَةَ بْنِ الْحُمَیِّرِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۸۶) وَبِسَیِّدِنَا خَارِجَةَ بْنِ زَیْدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۸۷) وَبِسَیِّدِنَا خَلَّادِ بْنِ سُوَیْدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۸۸) وَبِسَیِّدِنَا خَلَّادِ بْنِ رَافِعِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۸۹) وَبِسَیِّدِنَا خَلَّادِ بْنِ قَیْسِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۹۰) وَبِسَیِّدِنَا خَلَّادِ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۹۱) وَبِسَيِّدِنَا خَالِدِ بْنِ قَيْسِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۹۲) وَبِسَيِّدِنَا خُلَيْدِ بْنِ قَيْسِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۹۳) وَبِسَيِّدِنَا خُلَيْفَةَ بْنِ عَدِيِّ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۹۴) وَبِسَيِّدِنَا خُبَيْبِ بْنِ عَدِيِّ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۹۵) وَبِسَيِّدِنَا خُبَيْبِ بْنِ اِسَافِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

د

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۹۶) بِسَيِّدِنَا ذُكَيْنِ بْنِ سَعْدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

ذ

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۹۷) بِسَيِّدِنَا ذِي الشِّمَالَيْنِ بْنِ عَبْدِ عَمْرٍو الشَّهِيْدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۹۸) وَبِسَيِّدِنَا ذَكْوَانَ بْنِ عَبْدِ الْقَيْسِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

ر

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۹۹) بِسَيِّدِنَا رَبِيْعَةَ بْنِ اَكْثَمِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۱۰۰) وَبِسَيِّدِنَا رِبْعِيِّ بْنِ رَافِعِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۱۰۱) وَبِسَيِّدِنَا رِفَاعَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۰۲) وَبِسَيِّدِنَا رَافِعِ بْنِ يَزِيْدَ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۰۳) وَبِسَيِّدِنَا رَافِعِ بْنِ عُنْجُدَةَ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۰۴) وَبِسَيِّدِنَا رَافِعِ بْنِ الْمُعَلَّى الشَّهِيْدِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۰۵) وَبِسَيِّدِنَا رَافِعِ بْنِ مَالِكٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۰۶) وَبِسَيِّدِنَا رَافِعِ بْنِ الْحَارِثِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۰۷) وَبِسَيِّدِنَا رِفَاعَةَ بْنِ الْحَارِثِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۰۸) وَبِسَيِّدِنَا رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۰۹) وَبِسَيِّدِنَا رِفَاعَةَ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۱۰) وَبِسَيِّدِنَا رَاشِدِ بْنِ الْمُعَلَّى الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۱۱) وَبِسَيِّدِنَا الرَّبِيْعِ بْنِ اِيَاسٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۱۲) وَبِسَيِّدِنَا رُخَيْلَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

ز

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۱۱۳) بِسَيِّدِنَا زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۱۴) وَبِسَيِّدِنَا زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۱۵) وَبِسَيِّدِنَا زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۱۶) وَبِسَيِّدِنَا زِيَادِ بْنِ السَّكَنِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۱۷) وَبِسَيِّدِنَا زِيَادِ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ‎÷

(۱۱۸) وَبِسَيِّدِنَا زِيَادِ بْنِ لَبِيْدِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ‎÷

(۱۱۹) وَبِسَيِّدِنَا زَيْدِ بْنِ الْمُزَيِّنِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ‎÷

(۱۲۰) وَبِسَيِّدِنَا زَيْدِ بْنِ الْمُعَلَّا الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ‎÷

(۱۲۱) وَبِسَيِّدِنَا زَيْدِ بْنِ وَدِيْعَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ‎÷

(۱۲۲) وَبِسَيِّدِنَا زَيْدِ بْنِ خَارِجَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ‎÷

س

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۱۲۳) بِسَيِّدِنَا السَّائِبِ بْنِ مَظْعُوْنِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ‎÷

(۱۲۴) وَبِسَيِّدِنَا السَّائِبِ بْنِ عُثْمَانَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ‎÷

(۱۲۵) وَبِسَيِّدِنَا سَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ‎÷

(۱۲۶) وَبِسَيِّدِنَا سَبْرَةَ بْنِ فَاتِكٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ‎÷

(۱۲۷) وَبِسَيِّدِنَا سِنَانِ بْنِ اَبِيْ سِنَانِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ‎÷

(۱۲۸) وَبِسَيِّدِنَا سُهَيْلِ بْنِ وَهْبٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ‎÷

(۱۲۹) وَبِسَيِّدِنَا سُوَيْبِطِ بْنِ سَعْدٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ‎÷

(۱۳۰) وَبِسَيِّدِنَا سَعْدٍ مَوْلٰى حَاطِبٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ‎÷

(۱۳۱) وَبِسَيِّدِنَا سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ‎÷

(۱۳۲) وَبِسَيِّدِنَا سَعْدِ بْنِ خَيْثَمَةَ الشَّهِيْدِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ‎÷

(۱۳۳) وَبِسَيِّدِنَا سَعْدِ بْنِ مُعَاذِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۳۴) وَبِسَيِّدِنَا سَعْدِ بْنِ عُبَيْدِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۳۵) وَبِسَيِّدِنَا سَعْدِ بْنِ زَيْدِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۳۶) وَبِسَيِّدِنَا سَلَمَةَ بْنِ ثَابِتِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۳۷) وَبِسَيِّدِنَا سَلَامَةَ بْنِ سَلَمَةَ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۳۸) وَبِسَيِّدِنَا سَلَمَةَ بْنِ اَسْلَمَ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۳۹) وَبِسَيِّدِنَا سَالِمِ بْنِ عُمَيْرِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۴۰) وَبِسَيِّدِنَا سَهْلِ بْنِ حُنَيْفِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۴۱) وَبِسَيِّدِنَا سَهْلِ بْنِ عَتِيْكِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۴۲) وَبِسَيِّدِنَا سَهْلِ بْنِ قَيْسِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۴۳) وَبِسَيِّدِنَا سَهْلِ بْنِ رَافِعِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۴۴) وَبِسَيِّدِنَا سُهَيْلِ بْنِ رَافِعِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۴۵) وَبِسَيِّدِنَا سَعْدِ بْنِ سُهَيْلِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۴۶) وَبِسَيِّدِنَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۴۷) وَبِسَيِّدِنَا سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۴۸) وَبِسَيِّدِنَا سَعْدِ بْنِ عُثْمَانَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۴۹) وَبِسَيِّدِنَا سَعْدِ بْنِ سَعْدِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۵۰) وَبِسَيِّدِنَا سِمَاكِ بْنِ سَعْدِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۵۱) وَبِسَيِّدِنَا سُفْيَانَ بْنِ بِشْرِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(١٥٢) وَبِسَيِّدِنَا سُرَاقَةَ بْنِ كَعْبٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(١٥٣) وَبِسَيِّدِنَا سُرَاقَةَ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(١٥٤) وَبِسَيِّدِنَا سُلَيْمِ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(١٥٥) وَبِسَيِّدِنَا سُلَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(١٥٦) وَبِسَيِّدِنَا سُلَيْمِ بْنِ مِلْحَانَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(١٥٧) وَبِسَيِّدِنَا سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(١٥٨) وَبِسَيِّدِنَا سُبَيْعِ بْنِ قَيْسٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(١٥٩) وَبِسَيِّدِنَا سَلِيطِ بْنِ قَيْسٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(١٦٠) وَبِسَيِّدِنَا سِنَانِ بْنِ صَيْفِيٍّ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(١٦١) وَبِسَيِّدِنَا سَوَادِ بْنِ وَزْنٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(١٦٢) وَبِسَيِّدِنَا سَوَادِ بْنِ غَزِيَّةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(١٦٣) وَبِسَيِّدِنَا السَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

ش

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(١٦٤) بِسَيِّدِنَا شُجَاعِ بْنِ وَهْبٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(١٦٥) وَبِسَيِّدِنَا شَمَّاسِ بْنِ عُثْمَانَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(١٦٦) وَبِسَيِّدِنَا شَرِيكِ بْنِ اَنَسٍ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

ص

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۱۶۷) بِسَيِّدِنَا صَفْوَانَ بْنِ وَهْبِ الشَّهِيْدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؛

(۱۶۸) وَبِسَيِّدِنَا صُهَيْبِ بْنِ سِنَانِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؛

(۱۶۹) وَبِسَيِّدِنَا صُبَيْحٍ مَوْلَى اَبِي الْعَاصِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؛

(۱۷۰) وَبِسَيِّدِنَا صَيْفِيِّ بْنِ سَوَادِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؛

ض

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۱۷۱) بِسَيِّدِنَا الضَّحَّاكِ بْنِ حَارِثَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؛

(۱۷۲) وَبِسَيِّدِنَا الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؛

(۱۷۳) وَبِسَيِّدِنَا ضَمْرَةَ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؛

ط

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۱۷۴) بِسَيِّدِنَا طُلَيْبِ بْنِ عُمَيْرِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؛

(۱۷۵) وَبِسَيِّدِنَا الطُّفَيْلِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؛

(۱۷۶) وَبِسَيِّدِنَا الطُّفَيْلِ بْنِ مَالِكِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؛

(۱۷۷) وَبِسَيِّدِنَا الطُّفَيْلِ بْنِ مَالِكِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؛

(۱۷۸) وَبِسَيِّدِنَا الطُّفَيْلِ بْنِ النُّعْمَانِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

ظ

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۱۷۹) بِسَيِّدِنَا ظُهَيْرِ بْنِ رَافِعِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

ع

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۱۸۰) بِسَيِّدِنَا عَاقِلِ بْنِ الْبُكَيْرِ الشَّهِيْدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۸۱) وَبِسَيِّدِنَا عُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ الشَّهِيْدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۸۲) وَبِسَيِّدِنَا عُمَيْرِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصِ الشَّهِيْدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۸۳) وَبِسَيِّدِنَا عُمَيْرِ بْنِ عَوْفِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۸۴) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۸۵) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُهَيْلِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۸۶) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُرَاقَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۸۷) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَخْرَمَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۸۸) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۸۹) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَظْعُوْنِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۱۹۰) وَبِسَيِّدِنَا عِيَاضِ بْنِ زُهَيْرِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(١٩١) وَبِسَيِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(١٩٢) وَبِسَيِّدِنَا عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(١٩٣) وَبِسَيِّدِنَا عُقْبَةَ بْنِ وَهْبِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(١٩٤) وَبِسَيِّدِنَا عُكَاشَةَ بْنِ مِحْصَنِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(١٩٥) وَبِسَيِّدِنَا عَامِرِ الْبُكَيْرِيِّ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(١٩٦) وَبِسَيِّدِنَا عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(١٩٧) وَبِسَيِّدِنَا عَامِرِ بْنِ فُهَيْرَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(١٩٨) وَبِسَيِّدِنَا عَمَّارِ بْنِ يَاسِرِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(١٩٩) وَبِسَيِّدِنَا عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(٢٠٠) وَبِسَيِّدِنَا عَمْرِو بْنِ سُرَاقَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(٢٠١) وَبِسَيِّدِنَا عَمْرِو بْنِ أَبِي سَرْحٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(٢٠٢) وَبِسَيِّدِنَا عَمْرِو بْنِ مُعَاذِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(٢٠٣) وَبِسَيِّدِنَا عُمَيْرِ بْنِ مَعْبَدِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(٢٠٤) وَبِسَيِّدِنَا عَامِرِ بْنِ يَزِيدَ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(٢٠٥) وَبِسَيِّدِنَا عُمَارَةَ بْنِ زِيَادِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(٢٠٦) وَبِسَيِّدِنَا عُوَيْمِ بْنِ سَاعِدَةَ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(٢٠٧) وَبِسَيِّدِنَا عَبَّادِ بْنِ بِشْرِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(٢٠٨) وَبِسَيِّدِنَا عُبَيْدِ بْنِ أَبِي عُبَيْدِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(٢٠٩) وَبِسَيِّدِنَا عُبَيْدِ بْنِ أَوْسِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(٢١٠) وَبِسَيِّدِنَا عُبَيْدِ بْنِ التَّيِّهَانِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(٢١١) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَبْرٍ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(٢١٢) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَيْرٍ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(٢١٣) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَرِيْكٍ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(٢١٤) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(٢١٥) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَمَةَ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(٢١٦) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَارِقٍ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(٢١٧) وَبِسَيِّدِنَا عَاصِمِ بْنِ قَيْسٍ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(٢١٨) وَبِسَيِّدِنَا عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(٢١٩) وَبِسَيِّدِنَا عَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(٢٢٠) وَبِسَيِّدِنَا عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ الشَّهِيْدِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(٢٢١) وَبِسَيِّدِنَا عُمَيْرِ بْنِ الْحُمَامِ الشَّهِيْدِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(٢٢٢) وَبِسَيِّدِنَا عُمَيْرِ بْنِ عَامِرٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(٢٢٣) وَبِسَيِّدِنَا عُمَيْرِ بْنِ الْحَارِثِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(٢٢٤) وَبِسَيِّدِنَا عُمَارَةَ بْنِ حَزْمٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(٢٢٥) وَبِسَيِّدِنَا عُبَيْدَةَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(٢٢٦) وَبِسَيِّدِنَا عُبَيْدِ بْنِ زَيْدٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(٢٢٧) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ حَقٍّ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(٢٢٨) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۲۲۹) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْجَدِّ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۳۰) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحُمَيْرِيِّ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۳۱) وَبِسَيِّدِنَا عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۳۲) وَبِسَيِّدِنَا عَمْرِو بْنِ اِيَاسٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۳۳) وَبِسَيِّدِنَا عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۳۴) وَبِسَيِّدِنَا عَمْرِو بْنِ طَلْقٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۳۵) وَبِسَيِّدِنَا عَمْرِو بْنِ الْجُمُوحِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۳۶) وَبِسَيِّدِنَا عَمْرِو بْنِ ثَعْلَبَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۳۷) وَبِسَيِّدِنَا عَامِرِ بْنِ سَلَمَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۳۸) وَبِسَيِّدِنَا عَامِرِ بْنِ أُمَيَّةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۳۹) وَبِسَيِّدِنَا عَامِرِ بْنِ مُخَلَّدٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۴۰) وَبِسَيِّدِنَا عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۴۱) وَبِسَيِّدِنَا عَائِذِ بْنِ مَاعِصٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۴۲) وَبِسَيِّدِنَا عَاصِمِ بْنِ الْعُكَيْرِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۴۳) وَبِسَيِّدِنَا عِصْمَةَ بْنِ الْحُصَيْنِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۴۴) وَبِسَيِّدِنَا عُصَيْمَةَ بْنِ الْاَشْجَعِيِّ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۴۵) وَبِسَيِّدِنَا عَبْسِ بْنِ عَامِرٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۴۶) وَبِسَيِّدِنَا عَبْسِ بْنِ عَامِرٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۴۷) وَبِسَيِّدِنَا عَبَّادِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَامِرٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۴۸) وَبِسَیِّدِنَا عَبَّادِ بْنِ قَیْسِ بْنِ عُبْسَةَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۴۹) وَبِسَیِّدِنَا عُبَادَةَ بْنِ الْخَشْخَاشِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۵۰) وَبِسَیِّدِنَا عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۵۱) وَبِسَیِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الرَّبِیْعِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۵۲) وَبِسَیِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۵۳) وَبِسَیِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ کَعْبِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۵۴) وَبِسَیِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۵۵) وَبِسَیِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَیْرِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۵۶) وَبِسَیِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَیْسِ بْنِ صَیْفِیِّ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۵۷) وَبِسَیِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَیْسِ بْنِ خَلْدَةَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۵۸) وَبِسَیِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۵۹) وَبِسَیِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُرْفُطَةَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۶۰) وَبِسَیِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۶۱) وَبِسَیِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَیْدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۶۲) وَبِسَیِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَیْدِ بْنِ عَاصِمِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۶۳) وَبِسَیِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۶۴) وَبِسَیِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ النُّعْمَانِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۶۵) وَبِسَیِّدِنَا الْعَجْلَانِ بْنِ النُّعْمَانِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۶۶) وَبِسَیِّدِنَا عِتْبَانِ بْنِ مَالِكِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۲۶۷) وَبِسَیِّدِنَا عُتْبَۃَ بْنِ رَبِیْعَۃَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

(۲۶۸) وَبِسَیِّدِنَا عُتْبَۃَ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

(۲۶۹) وَبِسَیِّدِنَا عُقْبَۃَ بْنِ عُثْمَانَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

(۲۷۰) وَبِسَیِّدِنَا عُقْبَۃَ بْنِ وَھْبِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

(۲۷۱) وَبِسَیِّدِنَا عَدِیِّ بْنِ اَبِی الزَّغْبَاءِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

(۲۷۲) وَبِسَیِّدِنَا عَطِیَّۃَ بْنِ نُوَیْرَۃَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

(۲۷۳) وَبِسَیِّدِنَا عَنْتَرَۃَ مَوْلٰی سُلَیْمِ بْنِ عَمْرِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

غ

اَللّٰھُمَّ وَاَسْئَلُکَ

(۲۷۴) بِسَیِّدِنَا غَنَّامِ بْنِ اَوْسِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

ف

اَللّٰھُمَّ وَاَسْئَلُکَ

(۲۷۵) بِسَیِّدِنَا الْفَاکِہِ بْنِ بِشْرِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

(۲۷۶) وَبِسَیِّدِنَا فَوْرَۃَ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

ق

اَللّٰھُمَّ وَاَسْئَلُکَ

(۲۷۷) بِسَیِّدِنَا قُدَامَةَ بْنِ مَظْعُوْنِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۲۷۸) وَبِسَیِّدِنَا قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۲۷۹) وَبِسَیِّدِنَا قُطْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۲۸۰) وَبِسَیِّدِنَا قَیْسِ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۲۸۱) وَبِسَیِّدِنَا قَیْسِ بْنِ مِحْصَنٍ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۲۸۲) وَبِسَیِّدِنَا قَیْسِ بْنِ مُخَلَّدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۲۸۳) وَبِسَیِّدِنَا قَیْسِ بْنِ السَّکَنِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

ک

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُکَ

(۲۸۴) بِسَیِّدِنَا کَعْبِ بْنِ جَمَّازِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۲۸۵) وَبِسَیِّدِنَا کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۲۸۶) وَبِسَیِّدِنَا کَعْبِ بْنِ زَیْدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

ل

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُکَ

(۲۸۷) بِسَیِّدِنَا لَبْدَةَ بْنِ قَیْسِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

م

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۲۸۸) بِسَيِّدِنَا مُهَجِ بْنِ صَالِحِ الشَّهِيْدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۲۸۹) وَبِسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ اَبِيْ خَوْلِيِّ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۲۹۰) وَبِسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ عَمْرٍو الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۲۹۱) وَبِسَيِّدِنَا مِدْلَاجِ بْنِ عَمْرٍو الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۲۹۲) وَبِسَيِّدِنَا مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۲۹۳) وَبِسَيِّدِنَا مَعْمَرِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۲۹۴) وَبِسَيِّدِنَا مَرْثَدِ بْنِ اَبِيْ مَرْثَدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۲۹۵) وَبِسَيِّدِنَا الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۲۹۶) وَبِسَيِّدِنَا مِسْطَحِ بْنِ اُثَاثَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۲۹۷) وَبِسَيِّدِنَا مَسْعُوْدِ بْنِ رَبِيْعَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۲۹۸) وَبِسَيِّدِنَا مُحْرِزِ بْنِ نَضْلَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۲۹۹) وَبِسَيِّدِنَا مُعَتِّبِ بْنِ عَوْفِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۳۰۰) وَبِسَيِّدِنَا مُعْتِبِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۳۰۱) وَبِسَيِّدِنَا مُبَشِّرِ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ الشَّهِيْدِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۳۰۲) وَبِسَيِّدِنَا مُظَهِّرِ بْنِ رَافِعِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۳۰۳) وَبِسَيِّدِنَا مُرَارَةَ بْنِ الرَّبِيْعِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۳۰۴) وَبِسَيِّدِنَا مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمَةَ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۳۰۵) وَبِسَيِّدِنَا الْمُنْذِرِ بْنِ قُدَامَةَ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۳۰۶) وَبِسَيِّدِنَا الْمُنْذِرِ بْنِ مُحَمَّدِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۳۰۷) وَبِسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ قُدَامَةَ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۳۰۸) وَبِسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ نُمَيْلَةَ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۳۰۹) وَبِسَيِّدِنَا مَعْنِ بْنِ عَدِيِّ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۳۱۰) وَبِسَيِّدِنَا مُعَتِّبِ بْنِ قُشَيْرِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۳۱۱) وَبِسَيِّدِنَا مُغِيْثِ بْنِ عُبَيْدِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۳۱۲) وَبِسَيِّدِنَا مَسْعُوْدِ بْنِ عَبْدِ سَعْدِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۳۱۳) وَبِسَيِّدِنَا مُعَوِّذِ بْنِ الْحَارِثِ الشَّهِيْدِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۳۱۴) وَبِسَيِّدِنَا مُعَوِّذِ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۳۱۵) وَبِسَيِّدِنَا مُعَاذِ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۳۱۶) وَبِسَيِّدِنَا مُعَاذِ بْنِ الْحَارِثِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۳۱۷) وَبِسَيِّدِنَا مُعَاذِ بْنِ جَبَلِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۳۱۸) وَبِسَيِّدِنَا مُعَاذِ بْنِ مَاعِصِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۳۱۹) وَبِسَيِّدِنَا مُعَاذِ بْنِ الصِّمَّةِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۳۲۰) وَبِسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ الرَّبِيْعَةِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۳۲۱) وَبِسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ رِفَاعَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۳۲۲) وَبِسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ الدُّخْشُمِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۳۲۳) وَبِسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ مَسْعُوْدِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✣

(۳۲۴) وَبِسَیِّدِنَا مَسْعُوْدِ بْنِ اَوْسِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۳۲۵) وَبِسَیِّدِنَا مَسْعُوْدِ بْنِ خَلْدَۃَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۳۲۶) وَبِسَیِّدِنَا مَسْعُوْدِ بْنِ سَعْدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۳۲۷) وَبِسَیِّدِنَا مَسْعُوْدِ بْنِ زَیْدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۳۲۸) وَبِسَیِّدِنَا الْمُجَذَّرِ بْنِ زِیَادِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۳۲۹) وَبِسَیِّدِنَا مَعْبَدِ بْنِ عَبَّادِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۳۳۰) وَبِسَیِّدِنَا مَعْبَدِ بْنِ قَیْسِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۳۳۱) وَبِسَیِّدِنَا مَعْقِلِ بْنِ الْمُنْذِرِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۳۳۲) وَبِسَیِّدِنَا الْمُنْذِرِ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۳۳۳) وَبِسَیِّدِنَا مُحْرِزِ بْنِ عَامِرِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۳۳۴) وَبِسَیِّدِنَا مُلَیْلِ بْنِ وَبَرَۃَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

ن

اَللّٰھُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۳۳۵) بِسَیِّدِنَا نَضْرِ بْنِ الْحَارِثِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۳۳۶) وَبِسَیِّدِنَا النُّعْمَانِ بْنِ عَصَرِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۳۳۷) وَبِسَیِّدِنَا النُّعْمَانِ بْنِ اَبِیْ خَزَمَۃَ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۳۳۸) وَبِسَیِّدِنَا النُّعْمَانِ بْنِ سِنَانِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۳۳۹) وَبِسَیِّدِنَا النُّعْمَانِ بْنِ الْاَعْرَجِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ❖

(۳۴۰) وَبِسَيِّدِنَا النُّعمَانِ بنِ مَالِكِ الخَزرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ ؞

(۳۴۱) وَبِسَيِّدِنَا النُّعمَانِ بنِ عَبدِ عَمرٍو الخَزرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ ؞

(۳۴۲) وَبِسَيِّدِنَا النُّعمَانِ بنِ عَمرٍو الخَزرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ ؞

(۳۴۳) وَبِسَيِّدِنَا نُعَيمَانِ بنِ عَمرٍو الخَزرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ ؞

(۳۴۴) وَبِسَيِّدِنَا نَوفَلِ بنِ عَبدِ اللهِ الخَزرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ ؞

و

اَللّٰهُمَّ وَاَسْأَلُكَ

(۳۴۵) بِسَيِّدِنَا وَاقِدِ بنِ عَبدِ مَنَافِ المُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ ؞

(۳۴۶) وَبِسَيِّدِنَا وَهبِ بنِ سَعدِ المُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ ؞

(۳۴۷) وَبِسَيِّدِنَا وَدِيعَةَ بنِ عَمرٍو الخَزرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ ؞

(۳۴۸) وَبِسَيِّدِنَا وَدَفَةَ بنِ اِيَاسِ الخَزرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ ؞

ه

اَللّٰهُمَّ وَاَسْأَلُكَ

(۳۴۹) بِسَيِّدِنَا هَانِئِ بنِ نِيَارِ الاَوسِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ ؞

(۳۵۰) وَبِسَيِّدِنَا هُبَيلِ بنِ وَبَرَةَ الخَزرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ ؞

(۳۵۱) وَبِسَيِّدِنَا هِلَالِ بنِ اُمَيَّةَ الخَزرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ ؞

(۳۵۲) وَبِسَيِّدِنَا هِلَالِ بنِ المُعَلَّا الخَزرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ ؞

ی

اَللّٰھُمَّ وَاسْئَلُكَ

(۳۵۳) بِسَیِّدِنَا یَزِیْدَ بْنِ الْاَخْنَسِ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۰

(۳۵۴) وَبِسَیِّدِنَا یَزِیْدَ بْنِ رُقَیْشِ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۰

(۳۵۵) وَبِسَیِّدِنَا یَزِیْدَ بْنِ السَّکَنِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۰

(۳۵۶) وَبِسَیِّدِنَا یَزِیْدَ الْحَارِثِ الشَّھِیْدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۰

(۳۵۷) وَبِسَیِّدِنَا یَزِیْدَ بْنِ حِذَامِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۰

(۳۵۸) وَبِسَیِّدِنَا یَزِیْدَ بْنِ الْمُنْذِرِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۰

اَلْکُنٰی

اَللّٰھُمَّ وَاسْئَلُكَ

(۳۵۹) بِسَیِّدِنَا اَبِیْ سِنَانِ بْنِ مِحْصَنِ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۰

(۳۶۰) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ مَرْثَدِ بْنِ حِصْنِ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۰

(۳۶۱) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ مَخْشِیِّ بْنِ مَخْشِیِّ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۰

(۳۶۲) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ کَبْشَۃَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۰

(۳۶۳) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الْاَسَدِ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

(۳۶۴) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ سَبْرَۃَ بْنِ اَبِیْ رُھْمِ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۰

(۳۶۵) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی حُذَیْفَةَ بْنِ عُتْبَةَ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۶۶) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی عُقَیْلِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۶۷) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی الْهَیْثَمِ بْنِ التَّیِّهَانِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۶۸) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی مُلَیْلِ بْنِ الْاَزْعَرِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۶۹) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۷۰) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی حَنَّةَ بْنِ مَالِكِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۷۱) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی حَنَّةَ بْنِ ثَابِتِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۷۲) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی ضَیَّاحِ بْنِ ثَابِتِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۷۳) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی شَیْخِ بْنِ ثَابِتِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۷۴) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی دُجَانَةَ بْنِ خَرَشَةَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۷۵) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی طَلْحَةَ بْنِ سَهْلِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۷۶) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی الْحَمْرَاءِ مَوْلَی الْحَارِثِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۷۷) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی الْاَعْوَرِ بْنِ الْحَارِثِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۷۸) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی اَیُّوْبَ بْنِ زَیْدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۷۹) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی حَبِیْبِ بْنِ زَیْدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۸۰) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی قَیْسِ بْنِ الْمُعَلّٰی الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۸۱) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی خَالِدِ بْنِ قَیْسِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۸۲) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی خَارِجَةَ بْنِ قَیْسِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۸۳) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی صِرْمَةَ بْنِ قَیْسِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۸۴) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ خُزَیْمَۃَ بْنِ اَوْسِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

(۳۸۵) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ قَتَادَۃَ بْنِ رِبْعِیِّ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

(۳۸۶) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ دَاؤُدَ بْنِ عَامِرِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

(۳۸۷) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی الْمُنْذِرِ بْنِ عَامِرِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

(۳۸۸) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ سَلِیْطِ بْنِ عَمْرِو الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

(۳۸۹) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ حَسَنِ بْنِ عَمْرِو الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

(۳۹۰) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی الْیَسَرِ بْنِ عَمْرِو الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

(۳۹۱) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ مَسْعُوْدِ بْنِ عَمْرِو الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ +

(از رسالہ حضرت شیخ عبدالرحمٰن القبّانی احد العلماء العظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

اَللّٰھُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا دَیْنًا اِلَّا قَضَیْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً مِّنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

(۱۰) غزوۂ بنی سلیم و غطفان

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ بدر سے تشریف لا کے صرف ایک ہفتہ مدینہ مین رونق افروز رہے۔ آپکو خبر پہنچی کہ ایک جماعت بنی سلیم اور غطفانکی بسر پر خاش ہوکر موضع قرقرۃ الکدر مین جو عراق و مکہ کے درمیان مدینہ سے ۳ منزل ہے جمع ہورہی ہے یہ سُنتے ہی حضور نے عبد اللہ بن ام مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کیا اور نشان بنا کے علی مرتضٰی کو عطا فرمایا اور دو سو ۲۰۰ آدمی ہمرکاب لیکے ادھر متوجہ ہوئے۔ جب وہان پہنچے تو کسیکو نہ پایا مخالفین خوف

کے مارے پہلے سے فقیر و آہو چکے تھے - آپ نے چند آدمی اعلاے وادی کی طرف اونکی
تلاش مین بھیجے اور آپ بطن وادی کو روانہ ہوے وہان کئی چرواہے نظر آے جنمین ایک
غلام یسار نام بھی تھا - حضور نے یسار سے دریافت کیا کہ بنی سلیم و غطفان کہان ہین - اوس نے
جواب دیا کہ حضرت مجھے معلوم نہین - پس آپ نے چرواہون سمیت اونٹون کو اپنے ہمراہ لیلیا اور
مدینہ کو مراجعت فرمائی - مدینہ سے تین میل ایک موضع ہے حرار وہان پہونچکر خمس غنیمت حق
بیت المال علیحدہ کر کے باقی کو صحابہ پر تقسیم کر دیا - آدمی پیچھے دو دو اونٹ آے کیونکہ سب پانچسو
تھے اور وہ غلام یسار آنحضرت صلعم کے حصہ مین آیا چونکہ وہ نمازی تھا اس لئے آپ نے
اوسکو آزاد کر دیا - اس سفر مین پندرہ دن صرف ہوے -

اکثر اہل سیر کا قول ہے کہ غزوہ مذکورہ بالا ہجرت کے تیسرے سال مین واقع ہوا ہے

(۱۱) عصما بنت مروان وغیرہ کا قتل

بدر مین اگرچہ نمایان فتح مسلمانون کو حاصل ہوئی مگر اوس فتح سے اسلام کی حالت اور بھی
زیادہ نازک ہوگئی تھی جو لوگ وہان سے شکست پا کے بھاگے تھے یا فدیہ دیکر چھوٹ آے تھے
مسلمانون کا نام سُن کے اونکی آنکھون مین خون اوتر آتا تھا پس ایسے برے وقت مین اگر خدانخواستہ
مدینہ مین دو چار ابوجہل اور ابوسفیان اور پیدا ہو جاتے تو اسلام کا کام ہی تمام ہو جاتا - آنحضرت اسوقت
بادشاہ تھے اور شاہ وقت کے خلاف سازش کرنیوالون کو سزا دینا ہر حالت مین ضرور ہوتا ہے -
اسلئے قانون جنگ جاری کئے بغیر مخلصی نظر نہ آئی - حکم ہوا کہ تم لوگ تہذیب و اعتدال و انصاف کے
دائرہ سے تو قدم باہر نہ رکھنا مگر گرد و نواح کے یہودی تم پر زیادتی کرین تو اونکے تدارک مین بھی پہلوتہی
نہو - مدینہ مین جو لوگ اسلام کے دشمن تھے وہ اگرچہ مکہ والون کی طرح سخت نہ تھے لیکن پھر بھی نقصان

پہونچا سکتے تھے - وہ لوگون کو بہکاتے - اسلام کی مذمت کرتے - اور مدینہ والون سے کہتے تھے کہ تم بڑے بیوقوف ہو کیون مسلمان ہوے جاتے ہو ہرگز ایسا نہ کرو مگر یہ باتین عاشقان اسلام کے کانون کو کب گوارا ہو سکتی تہین - چنانچہ ایک عورت عصما بنت مروان کی کمبختی آگئی - یہ یہودیہ تھی اور ہر وقت مسلمانون کو ہجو سناتی، انصار کو گالیون کے ساتھ یاد کرتی - جنگ بدر کی فتح سے جل کر اوسکی زبان اور بھی کوئلہ ہو گئی تھی - اشتعال طبع تو برا ہوتا ہے ایک نابینا انصاری عمیر بن عدی نے سوچا کہ تم آنکھون کے باعث جنگ بدر مین تو شامل ہو ہی نہین سکے ہو آؤ یہی کام کرو - جب مسلمان شادان و فرحان بدر سے واپس آ گئے ہین تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ پچھلی رات کو عصماء کے گھر مین جا گھسے اور ٹٹول ٹٹال کے خنجر اوسکے کلیجہ مین بہونک دیا جس سے اوسکی روح پرواز کر گئی - مار تے تو مار ڈالا پھر خیال ہوا کہ کہین آنحضرت خفا ہون مین نے اون سے اجازت نہین لی مگر خیر یہ ہوئی کہ جسوقت عمیر نے حضور مین آکر اطلاع دی ہے تو اونکی خوش قسمتی سے حضرت عمر فاروق رض موجود تھے سنتے ہی بھڑک اوٹھے اور خوش ہو کے عمیر کی بہت تعریف کی پر آنحضرت خاموش ہو گئے اور کچھ نہ کہا -

اسی طرح مدینہ مین ایک اور دشمن خدا و رسول ابو عفک تہا - وہ ہمیشہ لوگون سے کہتا تھا کہ مسلمانون کو قتل کرو اور آنحضرت کو ایذا پہونچاؤ - اوسکو رات کیوقت سالم بن عمر نے مار ڈالا -

کعب بن اشرف بہت ہی موذی تہا وہ کفار کو ترغیب دینے اور آنحضرت کے خلاف بغاوت پھیلانے کو مکہ تک پہونچا تہا اوسے بھی چند انصار نے ملکر جہنم کو پہونچا دیا -

(۱۲) غزوۂ بنی قینقاع

جب آنحضرت صلعم مکہ سے ہجرت فرما کے مدینہ مین تشریف لاے تو بنی قینقاع کے یہودیون سے عہد کیا کہ اگر تم لوگ مسلمانون کے ساتھ دشمنی نہ کروگے تو ہم بھی تم سے کوئی مزاحمت نکرینگے

جب مسلمان جنگ بدر سے مظفر و منصور واپس آئے تو بنی قینقاع سخت برافروختہ ہوئے اور یہ میگوئیان کرنے لگے کہ محمدؐ کو فتح پانے کے لئے وہ لوگ ملگئے جو علم حرب سے محض ناواقف تھے اب یہ مسلمان پھولا پھولا پھرتا ہے اگر یہ لوگ ہم سے لڑتے تو خدا نظر آجاتا - یہ کہتے کہتے آتش حسد اونکے سینہ مین ایسی بھڑکی کہ وہ اپنے پہلے قول و قرار سب بہو سے لگئے اور مسلمانون کی تحقیر و تذلیل کرنے لگے یہان تک کہ اونکی عورتون سے بھی تمسخر کرنا شروع کر دیا - ایک دفعہ ایک مسلمان عورت بنی قینقاع کے بازار مین جا نکلی اور ایک سنار کی دوکان پر جاکے بیٹھہ گئی - وہ بیچاری بیخبر بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک یہودی نے آکر چپکے سے اوسکا دامن اوٹھا کے چاک کر ڈالا اور گرہ لگادی جسوقت وہ اوٹھی ہے تو ننگی ہو گئی اور چارون طرف سے یہودیون نے قہقہے لگائے - وہ عورت رنجیدہ ہو کے فریاد و زاری کرنے لگی - قضا کار ایک مرد مسلمان بھی پھرتا چلتا وہان آگیا اوس نے لوگون کو لعنت ملامت کی - وہ یہودی جس نے یہ نالایم حرکت کی تھی برہم ہوا اور اوس مسلمان کو برا بھلا کہنے لگا - اور بولا تم سب مسلمان بدمعاش ہو - رفتہ رفتہ یہ فساد یہان تک بڑھا کہ یہودی اوس مسلمان کے مارنے کو جمع ہو گئے مسلمان نے اپنی تلوار لکالکے اوس دل لگی کرنے والے یہودی کو مار ڈالا پہر تو یہودیون نے اوس مسلمان کو بھی نہ چھوڑا - جب یہ خبر آنحضرت کو پہونچی تو آپ نے اونکے عمائد کو جمع کر کے فرمایا کہ اے لوگو خدا سے ڈرو اور بدعہدی نہ کرو - قریش نے کینہ اور عداوت کر کے سنہ کی کہائی ہے کہین تمہارا بھی وہی حال نہو - تم خوب سمجھہ لو کہ مین خدا کا رسول ہون میرے ساتھہ بدعہدی کرنا گویا خدا کے ساتھہ بدعہدی کرنا ہے - یہ سنکر اونھون نے حضور کو بنایا اور چال چلی یعنی منافقانہ طور سے ظاہر مین کہنے لگے کہ اے رسول اللہ آپ ہرگز ایسا خیال دل مین نہ لادین ہم لوگ آپ سے حسد نہین رکھتے نہ کبھی بدعہدی کرینگے مگر اوسی وقت حضرت جبرئیل نے آکر آپکو خبر دی کہ حضرت گربہ کشتن بروز اول بہت ٹھیک اصول ہے یہ عفو سے اور سر پر چڑھینگے اور جو کچھہ اسوقت

انہون نے کہدیا ہے وہ محض بناوٹ ہے چاہتے ہین کہ سنبھل کے آپکا مقابلہ کرین انکے طرف سے توجہ پڑ ہو چکی آپ انہین مہلت ندین - پس حضرت نے اون پر چڑہائی کردی وہ اپنے چھوٹے چھوٹے قلعون مین جا چھپے - مسلمان گیارہ دن تک محاصرہ کئے ہوے پڑے رہے - آخر یہودی تنگ ہوکر باہر نکلے - منذر ابن قدامہ سلمی کو حکم ہوا کہ ان سبکو قید کرلو - ابن سلول نے حضور کی خدمت مین حاضر ہوکر بڑی منت وسماجت سے اونکی سفارش کی پس شان رحمتہ للعالمینی جوش مین آئی اور فرمایا کہ خیر انکو ہم چھوڑے دیتے ہین مگر یہ ملک عرب سے بالکل نکلجائین - دیس نکالے کی خبر سن کے وہ بہت ملول ہوے - اور اپنے رئیس عبداللہ بن ابی کو ساتھ لیکے خدمت نبوی مین عرض معروض کرنیکو حاضر ہوے مگر عویم ابن ساعد عبداللہ بن ابی کے چچا اوسوقت در دولت پر حاضر تھے اونہون نے عبداللہ کو اندر نہ گھسنے دیا اور یہودیون کے لیے عبادہ ابن الصامت کو حکم ملا کہ اونکو تین دن کے اندر اندر ملک سے نکال باہر کرو - چنانچہ عبادہ نے بخوبی حکم نبوی کی تعمیل کردی - یہودی سرحد شام مین پہونچ کے چندہی روز مین تباہ و ہلاک ہو گئے - اور اونکا مال واسباب غنیمت مین مسلمانون کے ہاتھہ آیا - آنحضرت نے اوس مین سے تین کمانین دو زرہ اور تین تلوارین اور تین نیزے تو خود لے لئے اور خمس الگ کرکے باقی مال صحابہ اور مومنین پر تقسیم کردیا - اور یہ پہلی خمس تھی جو آپ نے اپنے ہاتھون سے نکالی - اور اس غزوہ سے مراجعت فرماکے بقرعید کی نماز پڑہی اور قربانی کی -

ذکر امیہ بن الصلت شاعر

ایام جہالت مین یہ شخص دیندار اور موحد تہا بت پرستی چھوڑدی تھی اور کتب قدیمہ پڑہ کے عیسائی ہو گیا تہا - اوس نے اہل کتاب سے ظہور نبی آخرالزمان کی خبر سنی تھی اس لئے اونکی آمد کا منتظر تہا - چونکہ خود علم وفضل رکہتا تہا پس اوسکے زعم مین خود رسالت ونبوت کی ہوس پیدا

ہوئی اور جب نور نبوت جلوہ گر ہوا تو رشک و حسد سے جلکر شقاوت و کفران و بدبختی مین گرفتار ہوگیا اور اسلام قبول نہین کیا۔

آنحضرت اوسکے مضامین علم و حکمت سن کے کبھی "امن لسانہ وکفر قلبہ" فرماتے اور کبھی "امن شعرہ وکفر قلبہ" ارشاد ہوتا۔ اور کبھی "واللہ الہادی والمضل واعوذ باللہ من الضلال" کہتے۔ آخر امیہ بن الصلت سنہ ۲ ہجری مین مرگیا۔

(۱۳۱) غزوہ سویق

سنہ ۲ھ کی ۵ ذی الحجہ کو یہ غزوہ واقع ہوا۔ باعث اسکا یہ تھا کہ ابوسفیان جب جنگ بدر سے ناکام بسر ہو کے بدحواس بھاگا تو سیدھا مکہ مین آکر دم لیا اور یہ عہد کیا کہ اپنی بیوی سے ہم بستر نہونگا نہ تیل ملونگا جب تک کہ محمد اور اونکے اصحاب سے بدر کا بدلا نہ لیلونگا۔ پس دوسو سوار تجربہ کار اور سامان حرب و ضرب لیکر مکہ سے روانہ ہوا چلتے چلتے منازل یہود بنی النضیر مین پہونچا اور حی ابن اخطب کے گھر جاکر دروازہ کھلوایا مگر اوس نے نہ کھولا وہان سے سلام بن مشکم کے پاس گیا اوس نے خوب خاطر کی اور شراب پلوائی اور مسلمانون کی خبرون سے مطلع کیا۔ علی الصباح سلام کے گھر سے کوچ کرکے ناحیہ عریض مین مدینہ سے تین کوس کے فاصلہ پر پہونچا وہان ایک انصاری اور ایک اونکا مزدور اپنے کھیت کی رکھوالی کر رہے تھے دونون کو شہید کیا اور اونکے آس پاس کے کئی گھر اور چند درخت خرما کے جلا دیئے اور اپنے زعم مین سمجھہ لیا کہ میری قسم اوتر گئی پس وہان سے بھاگا جب یہ خبر آنحضرت کو پہونچی تو آپ نے ابولبابہ کو مدینہ مین خلیفہ کرکے دوسو مہاجر و انصار ہمراہ لئے اور ابوسفیان کا پیچھا کیا۔ جب ابوسفیان کو خبر ملی کہ مسلمان پیام موت کی طرح ہماری تلاش مین چلے آتے ہین تو اپنے ہمراہیون کو صلاح دی کہ بھائیو اگر اپنی جان پیاری ہے تو اپنا اپنا بوجھہ ہلکا کرلو تاکہ جلدی نکل چلین اس لئے سویق یعنی ستو کے بورے جو زاد راہ

سے کے لیئے لاے تھے راہ مین پھینکتے اور سر پر پاؤن رکھے ہوے بھاگے جاتے تھے اور مسلمان وہ بورے اوٹہاتے جاتے تھے الغرض لشکر اسلام منزل قرقرۃ الکدر تک اونکے تعاقب مین گیا مگر اون سے مڈبھیڑ نہوئی لاچار ہوکر مدینہ چلے آے اور سوای ستو کی گونون کے اور کچھ ہاتھ نہ آیا لہذا اس غزوہ کا نام سویق رکھا گیا۔ اس سفر مین پانچ دن لگے۔ اور باقی ذی الحجہ آپ مدینہ مین رہے۔

سنہ ۳ ہجری کے واقعات

(۱۴) غزوہ انمار

اس غزوہ کا نام غزوہ ذی امر اور غزوہ غطفان بھی ہے۔ مخبران صادق نے آنحضرت صلعم کو اطلاع دی کہ قوم بنی ثعلبہ اور محارب کے بہودیون کی ایک بڑی جماعت مواضع نجد کے ایک موضع ذی امر مین جمع ہوئی ہے اور قصد رکھتی ہے کہ حوالی مدینہ کر دھڑی دھڑی کر کے لوٹے اور مسلمانون کو ستاے۔ غورث ابن الحارث اونکا سردار اونکو بہت اوبھارتا ہے۔ حضرت نے عثمان بن عفان کو تو مدینہ مین خلیفہ کیا اور ساڑھے چار سو سوار جرار اپنے ہمرکاب لے کے اونکی گوشمالی کو تشریف لیچلے۔ جب موضع ذی القصہ مین پہونچے ہین تو ایک شخص جبار نامی ملا لوگ اوسے خدمت اقدس نبوی مین لے آے۔ حضور نے اوس سے مفسدون کی خبر پوچھی وہ بولا کہ یہ لوگ تمہین نہ ملینگے انکا قاعدہ ہے کہ لوٹ مار کر کے پہاڑون مین جا چھپتے ہین اور اب بھی تمہارے آنے کی خبر سنکے وہین چلے جائینگے۔ آنحضرت صلعم نے اس بیکس کو تعلیم و نصیحت دی جسکے اثر سے جبار بصدق دل مسلمان ہوگیا آپ نے اوسے بلال رضی اللہ عنہ کا مصاحب کر دیا۔ آگے جو بڑھے تو وہی حال ہوا یعنی وہ لوگ سامنے نہ آے اور پہاڑون پر جا چڑھے لڑائی کی نوبت ہی نہین آئی مگر دور دور سے مسلمان اونہین دیکھہ سکتے تھے اور وہ مسلمانون کو دیکھتے تھے اتفاقاً اوسی وقت بارش اس کثرت سے ہوئی کہ آنحضرت معہ صحابہ کے خوب ہی بھیگے۔ جب

بادل برس کے کھُل گیا اور دہوپ نکل آئی تو لوگون نے کپڑے نچوڑ نچوڑ کے دہوپ مین سکہانے کو لٹکا دیئے اور جسکو جہان کوئی درخت نظر آیا اپنے کپڑے سکہانے کو اُدہر ہی چلا گیا۔ اسطور سے منتشر جو ہوگئے تو کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی الگ گوشہ مین ایک گھنا سا درخت دیکھکے اپنے کپڑے پہیلا دیئے اور اوسکے سایہ مین استراحت فرمانے کو لیٹ گئے۔ مفسدین نے بالاے کوہ سے ہمارے حضور کو بنفس نفیس تنہا آرام فرماتے دیکھا تو دوڑے ہوے اپنے سردار غورث ابن الحارث کے پاس گئے اور خبر کی کہ اسوقت محمدؐ تن تنہا درخت کے تلے سوتے ہین اور کوئی اونکا محافظ نہین جا اور جلدی سے اونکا کام تمام کردے پس غورث جو بڑا شجاع اور دلیر تھا فوراً تلوار لے کے اودہر لپکا اور حضور پرنور کے سرہانے پہونچکر شمشیر آبدار نیام سے کھینچی۔ یہان نیند کا کیا کام تہا دل جاگی ہوے تھے آنحضرت صلعم نے آنکھ اوٹھا کے اوسے دیکھا غورث بولا ”من یمنعک الیوم منی“ یعنی اے محمدؐ میری ہاتھ سے آج تجھے کون بچا سکیگا۔ آپ نے مسکرا کے جوابدیا کہ ”خدا“ اسپر اوسنے تلوار اونکو اوٹھائی کہ جبریل نے پر مار کے گرادیا۔ آنحضرت نے جھپٹ کے تلوار اوس سے لیلی اور سینہ پر قدم رکھکے فرمایا ”من یمنعک الیوم منی“ اوسنے گڑگڑا کے عرض کی ”اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ“ مین سچے دل سے ایمان لایا آپکے قدم پاک نے میری سینہ کا سارا زنگ دور کردیا میرا قصور معاف ہو۔ پس آنحضرت نے علیحدہ ہو کے تلوار اوسکے ہاتھ مین دیدی۔ غورث نے کہا ”واللہ لانت خیر منی“ یعنی واللہ تم مجھہ سے اچھے ہو مین نے آپ سے دشمنی کی اور آپ نے میری جان بخشی فرمائی۔ آپکے رسول اللہ ہونے مین کوئی شک نہین۔ آپ نے اوسے رخصت کردیا۔ اوسکی قوم پہاڑ پر کھڑی ہوئی یہ ماجرا دیکھ رہی تھی اوسکے پہونچتے ہی لعنت ملامت کرکے کہا کہ افسوس ہم تجھے بڑا بہادر سمجھے ہوے تھے مگر تونے آج ہماری سب زعم خاک مین ملادیئے محمدؐ کے رعب سے بدحواس ہوکے زمین پر گر پڑا اور اپنی تلوار چھنوادی۔ غورث بولا یارو جو تم نے کہا سب سچ ہے مگر میری بیتی بھی تو سُنلو کہ جسوقت مین آنحضرت کے بالین مبارک پر پہونچا ہون

آپ تنہا تھے اور آپ کے یار و یاور سب اپنے اپنے کپڑے سکھانے مین مشغول تھے کسی کو آپ کی خبر نہ تھی مین اپنے دل مین خوش ہوا کہ اچھا موقع ہاتھ آیا اور چاہا کہ تلوار سے فیصلہ کر دون جون ہی کہ تلوار باہر نکالی ہے ناگاہ ایک مرد سفید پوش بلند قامت غیب سے نمودار ہوا اور ہاتھ مار کے مجھے چت گرادیا پھر مجھے ہوش نہ رہا اور تلوار میرے ہاتھ سے نکل گئی بیشک وہ مرد سفید پوش فرشتہ تھا جسے خدا نے اپنے نبی کی مدد کو بھیجا تھا۔ اے میری قوم محمدؐ سچے پیغمبر ہین اور اونکا انکار صریح کفر ہے تمکو چاہیئے کہ کفر کی ضلالت سے بچکے ایمان لاؤ تاکہ قیامت کے عذاب سے چھوٹو۔ لوگ یہ سنتے ہی خوف سے کانپ گئے اور صدق دل سے مسلمان ہوے۔ گیارہ دن کے سفر کے بعد حضور مدینہ منورہ تشریف لے آے۔

(۱۵) سریہ قردہ

جنگ بدر سے کفار قریش کے دل مین ایسا خوف سما گیا تھا کہ اونھون نے حجاز کے راستے چلنا چھوڑ دیئے تھے اس لئے چاہا کہ عراق کی راہ سے شام کو تجارت کے واسطے جائین اور جب خوب کما کے گھر آئین تو اطمینان سے مسلمانون کا ناک مین دم کرین۔ پس ایک قافلہ صفوان بن امیہ اور خویطب بن عبد العزی بن ربیعہ کی نگرانی مین عراق کے راستہ سے شام کو چلا۔ یہ دونون شخص قریش مین بڑے نامی گرامی اور گردن کش اور آنحضرت اور مسلمانون کے دشمن جانی تھے جب یہ خبر جناب سید اولین و آخرین کو پہونچے تو آپ نے سو غازیان جرار شیر شکار پر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر کر کے اونکی تادیب اور تخریب کو روانہ کیا۔ یہی پہلا سریہ ہے جسمین حضرت زید اول ہی اول امیر ہوے۔ جب لشکر اسلام مجمع قریش بد انجام کے متصل پہونچا ہے تو اونکے امرا و خواص غازیان فرخندہ فرجام کی ہیبت سے قافلہ چھوڑ کے نو کدم بھاگے اور اپنے قافلہ اور مال و اسباب کو بے والی و وارث کر گئے۔ مسلمانون نے جسکو پایا قید کر لیا اور تمام

مال و منال پر اپنا قبضہ کرکے مدینہ مین لے آئے۔ آنحضرت صلعم نے خمس لیکے باقی جو کچھہ رہا اوسے اہل سریہ پر تقسیم کردیا۔

(۱۶) قتل کعب بن اشرف یہودی مالدار

کعب بواپنی قوم کا سردار تہا ہمیشہ آنحضرت کی ہجو مین شعر کہتا اور لوگون کو مسلمانون کی ایذا رسانی پر آمادہ کرتا تہا جسوقت معرکہ بدر کی خبر اوسے ملی اور سناکہ بہت سے صنادید قریش مارے گئے۔ تو سر پیٹتا ہوا ماتم پرسی کے لئے مکہ مین آکر مقتولین بدر کے لئے بہت رویا اور حسد آمیز باتین کین۔ قریش کی ہمدردی مین ایسے مرثیئے لکھے جنمین بدر کے مقتولون پر بہت سے بین کے اشعار اور کفار قریش کی مدح اور اونکی شجاعت کا اظہار اور آنحضرت اور اہل اسلام کی سراسر مذمت تھی۔ اور قریش کو اوبہارا تہا کہ تم مسلمانون کو قتل کرو۔ لوٹو۔ تنگ کرو اور اسلام کا بیج دنیا مین باقی نہ رکھو جب اوسکی نظم مشہور ہوئی تو فدائیان اسلام نے آنحضرت کے حضور مین اوسے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص ضرور فساد برپا کریگا اور بڑی بڑی خونریزیان اسکے باعث ہونگی۔ ہے کوئی تم مین ایسا جو اس دشمن بنی نوع انسان کو داخل جہنم کرے۔ محمد بن سلمہ نے التماس کیا کہ حضور مجھے اجازت دین مین اوس ملعون کو فی النار کرونگا آپ نے ارشاد کیا کہ جلدی کا کام اچھا نہین ہوتا پہلے سعد ابن معاذ سے مشورہ کرلو۔ ابن سلمہ سعد کے پاس گئے۔ اونہون نے یہ صلاح دی کہ پہلے اوسے کسی طرح اوسکے حصار سے باہر نکالو بعد ازان دیکھا جائیگا۔ پس محمد بن سلمہ۔ ابو نائلہ۔ عبادہ ابن بشر۔ حارث ابن اوس ابن معاذ۔ ابو عیس ابن جبیر اور سلکان ابن سلامہ متفق ہوکر کعب کے گھر گئے جو مدینہ کے قریب ایک ٹیلہ پر حصار مین رہتا تہا باقی تو الگ ایک گوشہ مین کھڑے رہے ابو نائلہ نے جو کعب کے رضاعی بہائی بہی تہے دروازہ پر جاکے اوسے پکارا وہ باہر آیا باہم خوب باتین ہوئین چونکہ کعب کو آنحضرت سے عداوت قلبی تھی اس لئے ابو نائلہ نے اوسکا دل خوش کرنیکو

حضور کی شکایتین اور بری دل سے کرنا شروع کین کہ اے میرے بہائی کعب محمد ایک مرد عجیب عرب مین پیدا ہوا ہے اوسکے سبب سے تمام عرب ہمارا دشمن ہوگیا ہے اور ہم سے لڑنے کو تیار ہے۔ یہ شخص ہر وقت راہ خدا مین ہم سے صدقے دلواتا ہے اور ہمین کہانیکے لایق بہی ہم نہین پہونچتا ہم تو بڑی مشقت مین ہین۔ کعب یہ سنکر بولا۔ بہائی ابہی کیا ہوا ہے تم تو پہلے ہی سی گہبرا گئے۔ شعر

ابتداے عشق ہے روتا ہے کیا	آگے آگے دیکہتا ہو تا ہے کیا

اے ابو نائلہ تم مجہے یہ بتادو کہ اہل مدینہ اس شخص کے ساتھ کیا کرینگے۔ ابو نائلہ نے جواب دیا کہ ابہی تو سب اوسکی تابعداری کرتے ہین شاید آگے چلکے برگشتہ ہو جائین۔ بعد اسکے کعب نے دریافت کیا کہ اچہا اب اپنے یہان آنے کا مطلب بیان کرو۔ ابو نائلہ نے جواب دیا کہ بہائی ہم بہوکے ہین کچہ کہانے کو دلواؤ تہوڑے دنون مین ہم تمہارا قرضہ ادا کر دینگے۔ وہ کمبخت آنحضرت کی شکایتین اور مسلمانون کی یہ مفلوکی سنکر بہت خوش ہوا اور بولا کہ اچہا اپنے جورو بچے میرے پاس رہن رکہو مین تمہین روپیہ قرض دونگا تمہارے اسلام لانے کی یہی سزا ہے کہ یا تو بہوکے مرو یا جورو بچون کو گرو کرو۔ ابو نائلہ کو غصہ تو آیا تہا مگر اوسے پیکر کہنے لگے کہ بہائی میرے حال زار پر رحم کرو میرے ہتیار رکہلو جورو بچے رہن کرنے سے شرم آتی ہے تمام دنیا نام رکہیگی۔ کعب نے کہا کہ خیر جاؤ اپنا اسباب ہی لے آؤ وہی رکہلونگا۔ ابو نائلہ نے وہان سے آکے اپنے ساتہیون سے سب حال کہا اور تہوڑی دیر بعد اونکے سرون پر جہونٹ موٹ کچہ گٹھریان رکہوا ے ہوے پہر اوسکے دروازہ پر جاکے پکارا۔ رات کا وقت تہا اور چودہوین تاریخ کے چاند کی روشنی آئینہ کی آب وتاب کو شرما رہی تھی۔ کعب کا بیاہ انہین دنون مین ہوا تہا اور جورو اوسکی نہایت حسین اور ساحرہ تھی دونون راتین بیٹھے ہوے چاندنی کے مزے لے رہے تھے کہ ابو نائلہ کی آواز

اوس نے سنی اور چلنے کے لئے اوٹھہ کھڑا ہوا۔ نئی دلہن نے دامن پکڑ لیا اور کہا کہ مین زنہار باہر نہ جانے دونگی مجھے اس آواز سے بوے خون آتی ہے مگر یہ گرفتار پنجہ موت کیسے مانتا بیوی مین باین کرتی ہی رہی یہ باہر نکل آیا تھوڑی دیر تو ابونائلہ سے باتین کرتا رہا اور پھر باتین ہی کرتے کرتے شب ماہ مین گھر سے دور نکل آیا۔ کہین ہوا جو چلی تو کعب کے بالون کی خوشبو ابونائلہ اور اونکے ساتھیون کی ناک مین پہونچی۔ ابونائلہ نے کہا کہ کعب اسوقت تو تیرے بال خوب مہک رہے ہین۔ اوس نے جوابدیا ہان مین نے ابھی اپنا بیاہ کیا ہے اور میری بیوی بہت خوبصورت اور خوشبو پر عاشق ہے اس لئے رات کو اپنے بالون کو معطر رکہتا ہون چنانچہ اب ہی اوسی ماہرو کے پاس سے اوٹھکے آیا ہون۔ محمد بن مسلمہ کعب کے بال پکڑ کے سونگھنے لگے اور الحرب خدعة پر عمل کر کے ڈہب پر لا کے ایسا خنجر مارا کہ اوسکا طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ مرتے دم کعب ایسا چیخا کہ چارون طرف کے حصارون مین خبر ہوگئی۔ اور سب نے اپنے اپنے ہان آگ جلادی۔ یہ لوگ اوسکی لاش کو لپیٹ لپاٹ کے مدینہ کی طرف بھاگے اور پیچھے ہی انکے اہل حصار دوڑے مگر خیر یہ گذری کہ جس راہ سے ہمارے شیر آئے تھے وہ راستہ تعاقب کنندون کو نہ سوجھا وہ دوسری طرف پڑ لئے اور یہ لوگ صحیح وسالم بقیع ارقد پر آپہونچے وہان آکر انہون نے تکبیر کے نعرے بلند کئے اور سر اوس پلید کا خدمت نبوی مین حاضر کیا آنحضرت نے سجدۂ شکر ادا کیا اور کعب کی کشمکش مین حارث کے جو زخم آیا تھا حضور نے اپنا لعاب دہن اوسپر لگا دیا وہ فوراً اچھا ہوگیا۔

دوسرے دن کعب کی قوم کے لوگ سید عالم کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ آپ کے اصحاب نے ناحق ہمارے سردار کو مار ڈالا ہے حضور نے جوابدیا کہ وہ ہرگز بے قصور نہ تھا بلکہ دین خدا کی تخریب چاہتا تھا۔ رسول اللہ کی تضحیک کرتا تھا مسلمانون کی ایذا رسانی

مین مصروف رہتا تہا - مشرکون کو اوبھار اوبھار کے ہم سے لڑواتا تہا - اور ہم اگر اوسے سمجہاتے تہے تو مانتا نہ تہا اوسکی یہ سزا ملگئی - آخرش وہ لوگ نادم ہوکر چلے گئے - کہتے ہین کہ زمانہ اسلام مین پہلے ہی پہل جو سر کٹ کے حضور اقدس مین آیا وہ کعب ہی کا سر تہا -

(۱۷) قتل ابورافع یہودی تاجر حجاز

ابورافع ایک بڑا متمول یہودی سوداگر سرزمین حجاز مین خیبر کے قریب ایک حصار مین رہتا تہا اور کنانہ ابن ابی الحقیق کا بہائی اور صفیہ کا شوہر تہا - وہ بھی کعب بن اشرف کیطرح شب و روز رسول خدا کی ایذارسانی مین مصروف رہتا اور مشرکین کو اپنے پاس سے روپیہ دے دیکے آنحضرت کے قتل پہ مستعد کرتا اور ٹہنڈے دل اور محبت کی آنکھ سے مسلمانون کو نہین دیکھ سکتا تہا - ناک مین دم آجاتا ہے تو چیونٹی بھی کاٹنے کو دوڑتی ہے - جب اوسیون نے کعب بن اشرف یہودی دشمن اسلام کو قتل کر کے سعادت دارین حاصل کی تو خزرجیون کو حوصلہ ہوا کہ ہم بھی اپنا جس کرین کیا ہم اشجع اور جری نہین ہین - ہم کو یا ہئے کہ ہم ابورافع کا وجود صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹادین جو کفر و شرک اور عداوت رسول اللہ مین کعب سے بڑہکر ہے - پس رؤساے خزرج نے باہم شورہ کیا - اور عبد اللہ ابن عتیک - عبد اللہ بن انیس عبد اللہ بن عتبہ اور ابوقتادہ اور ایک شخص اور خدمت مبارک مین حاضر ہوے اور اجازت لیکر خیبر کی طرف گئے - غروب آفتاب کے وقت ابورافع کے حصار کے قریب جا پہونچے اہل حصار کے مویشی جنگل سے چر کر حصار کے اندر جارہے تہے - عبد اللہ ابن عتیک نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ تم تو یہین ٹھہرو مین دربان کے پاس جاکے راہ و رسم پیدا کرون شاید وہ ہمین اندر جانے دے - ان سے تو یہ کہا اور خود حصار کے دروازہ کی طرف چلے - جب قریب پہونچے تو چرواہون مین مل گئے اور دروازہ کے سامنے دامن اور کپڑے سمیٹ کے اس طرح بیٹھہ گئے جیسے کوئی پیشاب کرنیکو

بیٹھتا ہے - جب باہر کے سب آدمی اندر جا چکے تو دربان نے انہین بھی پکارا کہ اے شخص اگر تجھے بھی اندر جانا ہے تو جلدی اوٹھہ ورنہ دروازہ مقفل کیئے دیتا ہون - عبد اللہ اوٹھے اور اندر جا کے ایک گوشے مین چپ رہے اور دیکھا کیئے کہ دربان نے تالا ڈالکے کنجیان ایک کھونٹی پر لٹکا دی ہین جب دربان سو گیا اور لوگون کی آمد و رفت کی آواز بند ہوگئی تو عبد اللہ اپنی کمین گاہ سے نکلے اور دروازہ کو کھولدیا اس لئے کہ اگر اہل حصار مجھے دیکھہ بھی لینگے تو مین بھاگ کے کھلے دروازہ مین سے بلا تکلف باہر نکلجاؤنگا اور اپنے ساتھیون مین جا ملونگا ابو رافع اوسوقت اپنے بالاخانہ پر بیٹھا ہوا قصہ خوان سے کہانی سن رہا تھا - عبد اللہ منتظر رہے یہان تک کہ قصہ خوانی ہو چکی اور ابو رافع سو رہا - عبد اللہ بالاخانہ کا دروازہ کھولکے اوپر چڑھے ہے چلے گئے وہان بالکل اندھیرا تھا اور ابو رافع اپنے اہل و عیال کے ساتھہ سو رہا تھا اوس اندھیرے مین انہین اپنے شکار کا پہچاننا مشکل ہوا - عبد اللہ بن عتیک کو کوئی اور تدبیر نہ سوجھی تو ابو رافع کو پکارا اوس نے چونک کے جوابدیا "کون ہے" آواز سنتے ہی عبد اللہ نے اوسی طرف تلوار لگا دی اور مار کے باہر نکل آئے کیونکہ اپنی گرفتاری کا خوف تھا چونکہ ہاتھہ پورا نہین پڑا تھا اسلئے زخم کاری نہ لگا - یہ ایک ہی لمحہ کے بعد پھر اندر گھسے اور آواز بدلکے پھر اوسے پکارا کہ ابو رافع کیا ہے اوس نے جوابدیا کہ ہاے کمبخت گھر مین کوئی غیر گھس آیا ہے جس نے مجھپر وار کیا - اسمین اوسکے گھر والون مین سے کسی نے چونک کر جوابدیا کہ یہ تو عبد اللہ بن عتیک کی سی آواز ہے ابو رافع بولا تیری مان تجھے روے عبد اللہ یہان کدھر سے آگیا - یہ سنتے ہی عبد اللہ نے دوسرا وار کیا اور پھر بھی شبہ رہا تو تلوار کو اوسکے پیٹ پر رکھکے خوب زور کیا یہان تک کہ وہ پشت سے پار ہوگئی اور ابو رافع واصل جہنم ہوا - عبد اللہ دروازے کھولتے ہوے زینہ سے نیچے چلے جلدی مین چند سیڑھیون سے لڑکتے ہوے تلے زمین پر آن رہے اور ٹانگ ٹوٹ گئی

پگڑی سے اوسے باندھکے ایک ہی ٹانگ سے کدکتے ہوے حصار سے باہر نکلے اور اپنے ساتھیون سے سب حال آکے بیان کیا مگر صبح دن چڑہے تک وہین رہے جب خوب دن نکل آیا اور تحقیق ہوگیا کہ ابورافع مارا گیا اور اب زندہ نہین ہے تو سبھون نے مدینہ کی راہ لی اور آنحضرت کو یہ خبر سنائی حضور نے اپنا دست حق پرست عبداللہ کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر پہیر دیا وہ اپنی اصلی حالت پر آگئی گویا اوسے کچھہ مضرت ہی نہین پہونچی تھی۔

سـ۳ـہ کے نصف رمضان مین سبط رسول نور دیدۂ بتول راحت جان مرتضی امام حسن مجتبی شہید مسموم علیہ التحیتہ والثنا متولد ہوے۔

حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اور حضرت حفصہ بنت عمر خطاب اور زینب بنت خذیمہ کا نکاح آنحضرت کے ساتھہ ہوا۔ اور ایک دوسری بیوی سے آنحضرت کے لڑکا ہوا۔

(۱۸) غزوۂ اُحد

جب مشرکان قریش جنگ بدر سے مکہ مین آے تو اوس کاروان کا مال جسے ابوسفیان شام سے لایا تہا دارالندوہ ہی مین رہنے دیا کیونکہ اوسکے بہت سے مالک جنگ بدر مین مارے گئے تھے اب سرداران واشراف قریش ابوسفیان کے پاس آے اور کہا کہ ہم اس تجارت کا سارا منافع لشکر آرائی مین خرچ کرکے محمد سے لڑنا چاہتے ہین ابوسفیان راضی ہوگیا اور کہنے لگا کہ صلاح ماہمہ آنست کان صلاح شماست مین سب سے دو قدم آگے ہون بلکہ بنی عبدمناف بہی میرے ہمراہ ہین۔

پس مال تجارت نکال کے بیچا گیا۔ ایک ہزار اونٹ اور پچاس ہزار مثقال سونا تو اوس تجارت کا راس المال تہا۔ اور اوتنا ہی اوس سے فائدہ ہوا۔ اصل سرمایہ تو مالکون کو دیدیا

اور نفع سامان جنگ مین صرف کیا گیا - اور ہر طرف ایلچی بھیجکے لوگون کو اپنی حمایت کے لیے
بلایا - چنانچہ انہین لوگون کے حق مین یہ آیت نازل ہوئی - اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ
لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَسَیُنْفِقُوْنَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ عَلَیْھِمْ حَسْرَۃً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ ؕ
ترجمہ کفار اپنے مال اس لیے خرچ کرتے ہین کہ مومنون کو اللہ کی راہ سے روکین سو ابھی
اور خرچ کرینگے تو یہ مال اونکی حسرت کا سامان ہے اور آخر مغلوب ہونگے -

جب سامان جنگ درست ہوچکا تو اس باب مین بڑی بحث ہوئی کہ عورتون کو ساتھ
لیجانا مناسب ہے یا نہین آخر یہی ٹھری کہ لیچلو تاکہ وہ لڑائی کے وقت اپنے مقتول باپ
بہائی بیٹون کے نوحے گا گا کے لوگون کو جنگ کے لیے آمادہ کرین اور جدال و قتال خوب
کٹ کٹ کے ہو - اور منہ موڑنیوالون کو شرم دلائین - اب یا ہے سے لڑائی مین اوتنا کام نہین نکلتا
جتنا کہ اوس زمانہ مین عورتین دیتی تہین -

حضرت عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اس زمانہ مین مکہ ہی مین تھے اونہون نے
اس چڑہائی کی اطلاع دینے کے لیے آنحضرت کو خط لکھا اور قبیلہ بنی غفار کے ایک آدمی کو اجرہ
دیکر خط اوسے دیا کہ وہ حضور مین جا کے پیش کردے قاصد نے مدینہ مین آنحضرت کو نہ پایا
معلوم ہوا کہ آپ قبا تشریف لے گئے ہین جب وہ مسجد قبا مین گیا تو حضرت مدینہ آنے کے لیے
سوار ہو رہے تھے قاصد نے خط آپکو دیا آپ نے ابی بن کعب سے پڑہوا کے سنا اور کہدیا
کہ اسکے مضمون سے کسی کو مطلع نہ کرنا - پھر حضور سعد ابن ربیع کے گھر تشریف لے گئے اور خلوت
مین سارا حال اون سے کہا سعد نے عرض کیا کہ خداوند کریم آپ کے حق مین بہتری ہی کریگا -
آپ نے سعد کو بھی اس خبر کے اخفا کی ہدایت کی - جب رسول خدا سعد کے گھر سے چلے گئے
تو زوجہ سعد پاس آکے میان سے پوچھنے لگی کہ آنحضرت تم سے خلوت مین چپکے چپکے

کیا باتین کر رہے تھے - سعد نے جوابدیا خاموش جا اپنا کام کر عورت ذات کو ایسی باتون سے کیا مطلب - عورت بولی واہ جو کچھہ آنحضرت نے تم سے کہا وہ مین چھپی سن رہی تھی مین نے ایک ایک بات سنلی ہے - سعد اپنی بریت کے لیئے اپنی اہلخانہ کا ہاتھہ پکڑے ہوے حضور نبوی مین چلے آے اور ہاتھہ جوڑ کے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا قصور نہین ہے اس عورت نے چھپکے آپکی گفتگو سنلی ہے جو حکم ہو اسکو سزا دون - آپ مجھپر افشاے راز کا گمان نہ کرین - آنحضرت نے کچھہ تفرپایا صرف یہی ارشاد ہوا کہ خیر جانیدو یہ عورت ہے اسے چھوڑ دو -

پھر تو یہودیون اور منافقون مین چرچے ہونے لگے کہ مکہ سے جو قاصد آنحضرت کے پاس آیا ہے وہ ضرور کوئی تشویش انگیز خبر لایا ہے اور رفتہ رفتہ یہ خبر عام ہوگئی کہ کفار قریش مدینہ پر چڑہائی کرنے کے لیئے مکہ سے نکل کھڑے ہوے ہین اور ابو عامر راہب اپنی قوم کے پچاس آدمی لیکر اونکے ہمراہ ہے - علاوہ ازین سب قومون اور قبیلون کے مشرکون نے ملکر بڑا جتھا باندہا ہے اور بڑی دہوم دہام سے آتے ہین اس مرتبہ ایک ایک مسلمان کو کچا چبا جائینگے کسی کو زندہ نہ چھوڑینگے -

جب لشکر قریش سب اطراف سے آکر جمع ہو گیا تو شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ تین ہزار آدمی کی جمعیت ہوگئی ہے جنمین سات سو زرہ پوش - دو سو گھوڑے - تین ہزار اونٹ - اور پندرہ ہودج تھے - قریش کے سب شرفاء اور کل سردار مثل ابوسفیان - اسود بن مطلب - جبیر بن مطعم - صفوان بن امیہ - عکرمہ بن ابوجہل - حارث بن ہشام - عبداللہ بن ربیعہ - خولیطب ابن عبدالعزی - خالد ابن ولید اور ابوعزہ جمحی شاعر معہ اپنے سب خویش واقربا کے اس لشکر مین شامل تھے - لشکر کا سردار و پیشوا ابوسفیان کو مقرر کیا تھا -

ابوعزہ شاعر جنگ بدر مین گرفتار ہو گیا تہا آنحضرت نے اوسکی مفلسی اور منت وسماجت کے

باعث رحم فرما کے بغیر فدیہ لیئے ہوے اوسے چھوڑدیا تھا مگر ابوعزہ نے یہ اقرار کرلیا تھا کہ آیندہ کبھی مشرکون کا طرفدار بنکے مسلمانون سے لڑنے نہ آونگا - وہ کفار قریش کے ساتھ جب چلنے کو تیار نہوا تو صفوان بن امیہ نے جا کے اوس سے کہا کہ تو اپنے اقرار کے مطابق ہاتھہ پیر سے نلڑو زبان ہی سے ہماری مدد کرنا اور رجز پڑہ پڑہکے ہمارے بہادرون کو آمادہ کارزار کرنا - ابوعزہ نے جوابدیا اے صفوان کل ہی تو محمدؐ نے احسان کرکے مجھے جیتا چھوڑدیا تھا کیا غضب ہے کہ آج مین اوسکی جان کا دشمن بنکے تیرے ساتھہ چلون - صفوان نے جوابدیا کہ اے نادان اوٹھہ اور میرے ساتھہ چل کہان کا احسان اور کیسی احسانمندی لڑائی مین ایسا ہی ہوتا ہے - یاد رکھہ کہ اگر مین اس لڑائی سے جیتا پھرا تو تجھکو اتنا دونگا کہ تو اپنی مفلوکی کو عمر بھر کے لیئے بہول جائیگا اور اگر تو جنگ مین مارا گیا تو تیرے بال بچون کا مین کفیل ہون اونہین مثل اپنے بچون کے پالونگا المختصر صفوان نے ابوعزہ کو ایسی پٹیان پڑہائین کہ وہ دم مین آگیا اور آنحضرت کا احسان بہولکے دوبارہ آپ کا مقابلہ کرنے آیا -

الغرض کفار مکہ سے مدینہ کو چلے اور چار شوال روز چہار شنبہ کو ذوالحلیفہ مین پہونچکر تین دن قیام کیا - آنحضرت صلعم نے فضالہ کے بیٹون انس و مونس کو جاسوسی کے لیئے بہیجا - وہ یہ خبر لائے کہ دشمن ذلانے گھوڑے اور اونٹ عریض کے کھیتون اور کشت زار مین چہوڑدیئے ہین امید ہے کہ سبزہ کے نام سے وہان گہاس کا ایک تنکا بھی نرہیگا - دوسری بار آپ نے حباب بن منذر کو روانہ کیا وہ لشکر کی تمام کیفیت و تعداد دریافت کرلائے اور حضرت عباس کی تحریر سے اونکے بیان کی مطابقت ہوگئی جمعہ کی شب کو جسکے بعد صبح سنیچر کے دن لڑائی ہونیوالی تھی سعد ابن معاذ اور سعد ابن عبادہ اور اسید بن حضیر معہ چند اور دلیرون کے خانہ نبوت کا شانہ کی حفاظت کرتے رہے اور رات بھر جاگا کیئے نیز تمام مدینہ کے گلی کوچون کی نگہبانی ہوتی رہی -

اوسی رات کو آنحضرت صلعم نے یہ خواب دیکھا کہ مین نے ایک مضبوط زرہ پہنی ہے اور ذوالفقار مین دندانے پڑ گئے ہین - اور پہلے ایک گاے اور پھر ایک بکری ذبح کی گئی ہے - دوسرے دن اس خواب کو اصحاب کے روبرو بیان کیا - اور یہ تعبیر دی کہ یاروو وہ محکم زرہ مدینہ ہے - اور ذوالفقار مین دندانے جو مین نے دیکھے ہین اوس سے مراد یہ ہے کہ کوئی مصیبت ضرور اس جنگ مین مجھپر پڑے گی - اور گاے کا ذبح ہونا یہ بتاتا ہے کہ میرے یار و اصحاب مین سے کوئی شہید ہوگا - اور بکری کا مارا جانا عبارت ہے کہ قریش قتل ہونگے انشاءاللہ تعالے -

حضور کی راے تھی کہ ہم لوگ مدینہ سے باہر نکلکے نہ لڑین اندر ہی رہکر جنگ کرین پس اس باب مین آپ نے اصحاب سے مشورہ طلب کیا - بہت سے مہاجر و انصار اور عبداللہ ابن ابی سلول کی راے بھی آنحضرت کی راے کے مطابق ہوئی - اور ابی بن کعب بولے کہ یارسول اللہ ہمارا تجربہ یہی ہے کہ جب کوئی مدینہ پر چڑھکے آیا ہے اگر ہم مدینہ سے باہر نہین نکلے ہین تو فتح ہمین ہی حاصل ہوئی ہے اگر باہر گئے ہین تو ہمنے شکست کھائی ہے - آنحضرت نے فرمایا کہ بس ایسا ہی شہر سے باہر نہ جاؤ اور بچون اور عورتون کو حصار مین بھیجدو اور یہین سے لڑو خدا نے چاہا تو تمھین فتح ہوگی -

مگر جو انصار معرکہ بدر مین شامل نہو سکے تھے اور شوق شہادت اونکے دلون مین موجزن تھا بولے کہ ہم سے یہ کبھی نہ ہوسکیگا کہ عورتون کی طرح منہ چھپا کے گھرون مین بیٹھے رہین اور پردہ سے لڑین کفار ہمین نامرد سمجھینگے اور ڈرپوک جانکے ڈھیٹھ ہوجا ئینگے اور ہمیشہ اسی طرح ستایا کرینگے اور جب یہ خبر مشہور ہوجائیگی کہ ہم لوگ گھر سے نکل کے جنگ نہین کرسکتے تو گردونواح کے لوگون کو مدینہ کے لوٹ لینے کی جرات ہوگی علاوہ برین ہماری کھیتیان اور باغ تو باہر ہین جب وہی برباد ہوگئے تو کھائینگے کیا اور کفار قریش ایکی دلیری پر ہمیشہ آ کے ہماری تیار

نصلین تاراج کر جایا کرینگے - یا رسول اللہ ہماری شجاعت اور ہمت کسی طرح اس بدنامی کو گوارا نہین کر سکتی ہین تو باہر جاکے مقابلہ کرنیکی اجازت ہو ورنہ ہم شیر دن کی طرح گھر سے مین گھٹ گھٹ کے مر جائینگے - حضرت حمزہ ابن عبد المطلب - سعد بن عبادہ - نعمان بن مالک اور قبائل اوس و خزرج نے بھی ایسی ہی تمنا ظاہر کی اور انتہا اصرار کیا کہ حضور اقدس کو شہر سے باہر جانا پڑا - جمعہ کے دن آپ نے خطبہ پڑھا اور لوگون کو نصیحت کی - جو لوگ کہ شہر سے باہر جانا چاہتے تھے وہ بہت خوش ہوئے - اور مدینہ سے اُحد کی طرف جانے کی رائے قرار پاگئی -

حضور نماز عصر پڑھکے حجرہ شریف مین تشریف لے گئے وہان حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے ہاتھون سے دستار سر مبارک پر باندھی اور لڑائی کے کپڑے زیب تن کئے لوگ باہر منتظر کھڑے تھے کہ دیکھین مہر سپہر نبوت و رسالت کب طلوع ہوتا ہے اسی اثنا مین کھڑے تھے کہ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر نے لوگون سے کہا کہ یارو تم نے ضد پکڑی ہے کہ باہر جاکے لڑینگے اور رسول صلعم کی یہ رائے نہین ہے تمکو چاہئے کہ جیسا وہ فرمائین ویسا ہی کرو اوسمین چون و چرا زیبا نہین - کہدو کہ حضرت جو حکم آسمان سے نازل ہو اوسی پر عمل کیا جاوے -

اتنے مین جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ گھر سے برآمد ہوئے تمام اسلحہ زیب بر تھے - زرہ پہنے ہوئے - ادیم کا پٹکا کمر سے باندھے دستار سر پر رکھے شمشیر حمائل کئے ہوئے - شانہ پر سپر اور نیزہ ہاتھ مین - غل ہوا کہ خدا کا دوست اوسکی راہ مین جان بازی کو مستعد ہو کے چلا ہے - خدا کا حبیب خدا کا غازی اپنے پروردگار کا حکم بجا لانے اور دشمنان خدا سے انتقام لینے کو بجان و دل آمادہ ہے - یار و اصحاب آپکو اس صورت سے دیکھکر

دل مین بہت شرمندہ ہوے اور آپسمین سرگوشیان کرنے لگے کہ افسوس ناحق ہمنے باہر چلنے کی ضد کرکے آپکو اتنی تکلیف دی - پھر سب نے بالاتفاق عرض کی کہ یا رسول کریم حضور کے مزاج اقدس مین جو آے وہی کیجئے ہم اوسی مین راضی ہین - آنحضرت نے جوابدیا کہ ہمنے تمکو پہلے ہی سمجھایا تہا تم نہ مانے - اب مناسب نہین ہے کہ ہتیار پہننے کے بعد ہم پھر اوتارین جب تک کہ خدا ہی انکے اوتارنے کا حکم نہ نازل فرماے - پس اب وہی کرو جو تمہارا مقصد ہے پیغمبر کی شان سے بعید ہے کہ ہتیار راہ خدا مین باندہکے پھر کھولڈالے -

پھر آپ نے تین نیزے منگا کے تین جھنڈے بناے - اوس کا جھنڈا اسید بن حضیر کو دیا - خزرج کا حباب ابن المنذر کو - اور مہاجرین کا علمبردار جو حضور کا خاص جھنڈا تہا جناب علی مرتضیٰ کو بنایا - بعض کا قول ہے کہ وہ جھنڈا مصعب ابن عمیر کو عطا ہوا تہا - اور عبد اللہ ابن مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کرکے اُحد کو روانہ ہوے -

لشکر اسلام مین سو غازی زرہ پوش تھے - اور دونون سعد زرہ لگاے ہوے آنحضرت کے آگے آگے چلے جاتے تھے - ناگاہ جعل ابن سراقہ آنحضرت کے سامنے آکے کہنے لگا کہ مجھے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کل کے دن تم مارے جاؤگے مگر جناب رسالتمآب نے کچھ بھی خیال نہ کیا -

واضح ہو کہ بہ نسبت بدر کے مسلمانون کی تعداد بھی اس جنگ مین زیادہ تھی اور سامان کی طرف سے بھی بہتر حالت سمجھنا چاہیئے -

اوس منزل مین لشکر اسلام کی تعداد معلوم کی گئی - اصحاب کے لڑکون کی ایک جماعت مثل عبد اللہ ابن عمر ابن خطاب - زید ابن ثابت - اسامہ ابن زید ابن ارقم - برا بن عازب - ولید ابن ظہیر - عرابہ بن اوس - ابو سعید خدری - سمرہ ابن جندب اور رافع ابن خدیج وغیرہ کے بہ سبب

کم سنی کے لشکر سے واپس کیئے گئے - اور حکم ہوا کہ تم مدینہ کو چلے جاؤ - ظہیر نے کہا کہ یا رسول اللہ رافع بڑا تیر انداز ہے اور سفر کرنے کا بہت شایق ہے اسے لشکر سے نہ خارج کیجئے ساتھ لیجلیئے - اوسی ہمراہ رہنے کی اجازت ہوگئی - اب تو سمرہ بن جندب نے بھی مُری ابن سنان سے کہا کہ جب رافع کو اجازت ملگئی تو مین غزوہ کی سعادت و برکت سے کیون محروم رہون مین کشتی مین رافع کو پچھاڑ دیتا ہون مُری ابن سنان نے یون ہی جا کے آنحضرت کی خدمت مین عرض کیا حضور نے رافع اور سمرہ کو بلوا کے کشتی کا حکم دیا سمرہ نے پچھاڑا اس لئے اوسکو بھی لشکر مین داخل ہونے کی اجازت عطا ہوئی -

غروب آفتاب کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور جماعت سے نماز ہوئی رات بھر لشکر نے وہین قیام کیا - آنحضرت تو بنی النجار مین فروکش ہوے اور باقی سب باہم ایک دوسرے کے پاس اوتر پڑے - محمد مسلمہ ۵ غازیون کے ساتھ رات بھر لشکر کی محافظت اور گرداوری کرتے رہے -

مخالفین کا لشکر بھی قریب ہی تھا وہ بھی رات بھر مسلمانون کی حرکات و سکنات دیکھتے رہے اور اپنے لشکر کی چوکی پہرے مین خوب مستعد تھے اور انتظام کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا - عکرمہ بن ابوجہل رات بھر گشت کرتا رہا -

جب صبح ہوئی تو آنحضرت نے رہبری کے لئے ایک آدمی طلب کیا تاکہ سیدہی راہ سے لیچلے - ابوحشمہ حارثی نے بخوشی یہ خدمت قبول کی - سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سوار ہوی اور ابوحشمہ رستہ بتانے کو آگے آگے ہو لئے - یہانتک کہ ہمارے حضور کوہ اُحد پر پہونچ گئے یہ ایک سُرخ پہاڑی مدینہ سے تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے -

اثناے راہ مین لشکر کا گذر اوس جگہہ ہوا جہان قبیلہ بنی حارث رہتا تھا اور غازیان اسلام

ایک ضرورت کے باعث ایک اندہے کی دیوار کے تلے سے گذرے - اندہے نے جو سنا کہ اسوقت مسلمان میری دیوار کے نیچے ہین تو کوٹھے پر چڑہکے خاک کی مٹھیان اون پر ڈالنی شروع کین یہان تک کہ سب غازی خاک سے آلودہ ہوگئے مگر اللہ رے خاکساری راہ خدا مین خاک پڑنے سے کوئی چین بجبین بھی تو نہوا سب گذرے چلے گئے - البتہ سعد ابن زید اشہل نے خفا ہوکر اوس اندہے منافق کے ایک کمان ماری تاکہ وہ خاک نہ پہینکے - سو سعد کی اس حرکت سے آنحضرت ناراض ہوگئے اور فرمایا کہ تونے اس اندہے کو کیون مارا -

نماز صبح کے وقت مسلمان احد مین پہونچے - وہان حضرت بلال نے اذان دی اور ساری لشکر نے جماعت سے نماز ادا کی - ابن ابی سلول منافق معہ اپنے تین سو آدمیون کے اسی منزل سے یا ایک منزل پہلے سے ازراہ نفاق وضعف ایمان لشکر اسلام چھوڑکر چلدیا - اور وجہ یہ بیان کی کہ آنحضرت نے مدینہ مین رہکر جنگ نہ کی اور دوسرونکی رای کو میری رای پر ترجیح دی - عبد اللہ ابن عمر اون لوگون کے پیچھے گئے اور ہر چند سمجھایا مگر وہ نمانے اور مدینہ کو واپس چلے آئے - جب مدینہ کی گلی کوچون مین پہونچے ہین تو لوگون نے چارون طرف سے اون پر لعنت وملامت کی بوچھار شروع کردی - اور سب اہل مدینہ متعجب ہو ہو کے کہتے تھے کہ تم لوگ کیون شیطان کے بہکانے مین آگئے کہ خدا و رسول سے برگشتہ اور سعادت غزوہ اور ثواب شہادت سے محروم رہے اے بدبختو اب تمہارا کہین ٹھکانا نہین تمنے اپنے ہاتھ سے اپنے پانوٗن مین کلہاڑی ماری مگر اونکی واپسی نے مسلمانون کو پست ہمت نہین کیا کیونکہ اونہین تو جان نثارون کی ضرورت تھی ایسے ہمت ہارے ہوؤن کا کیا کرتے وہ سر بکف لوگون کو بھی بودا بنا دیتے اسلئے ابن ابی سلول کا حلیف بھی واپس کردیا گیا -

جب عبد اللہ بن عمر لشکر مین پہونچ گئے تو غازیون نے اپنی صفین آراستہ کین - اور اسطرح لشکر

جمایا گیا کہ کوہ اُحد پیٹھ کے پیچھے اور مدینہ روبرو تھا۔ حنین کو اپنے دائین پر لیلیا۔ حنین مین ایک پتلی راہ اور اوس مین ایک غار دہوکے کا مقام تھا جسکی نسبت شبہ ہوسکتا تھا کہ شاید دشمن کا کمین گاہ ہو اور فرصت پاکر وہ مسلمانون پر آگرین اس لئے احتیاطاً عبداللہ بن جبیر کو پچاس آدمی ملے اور حکم ہوا کہ تم اس غار سے ہوشیار رہو اور تاکید کی کہ اگر دشمن اُدہر سے حملہ کرنا چاہین تو اونہین تیغ و تبر سے روکنا۔ ادہر نہ آنے دینا اور اوس درّے کے منہ پر سے ٹلنا نہین۔ چاہے ہم غالب ہون یا مغلوب۔ لڑائی کے وقت ہماری کمک کو بھی نہ آنا۔ اگر ہمارے گلے کٹنے لگین تو بھی وہین جمے رہنا۔ اور ہماری فتح ہو تو لوٹ مین بھی شامل نھوتا۔

اسکے بعد عبداللہ بن محصن اسدی کو لشکر اسلام کے دائین۔ اور ابو سلمہ ابن عبدالاسد مخزومی کو بائین۔ اور ابو عبیدہ ابن الجراح اور سعد بن ابی وقاص کو لشکر کے آگے اور مقداد بن عمرو کو پیچھے قایم کیا۔

ادہر مشرکون نے اپنے لشکر کی صف آرائی یون کی کہ خالد ابن ولید کو دائین پر عکرمہ بن ابوجہل کو بائین پر۔ صفوان بن امیہ اور عمرو بن العاص کو سوارون کا امیر۔ عبداللہ بن ابی ربیعہ کو تیراندازون کا افسر مقرر کیا اور لشکر کا علم طلحہ بن ابی طلحہ کو دیا گیا۔

آنحضرت صلعم نے اصحاب سے دریافت کیا کہ مخالفین کے لشکر کا علمبردار کون ہے۔ عرض کیا کہ بنی عبدالدار۔ پھر فرمایا کہ مصعب بن عمیر کہان ہین۔ وہ خود بول اوٹھے کہ حضور مین حاضر ہون۔ اونہین حکم ہوا کہ اچھا لشکر اسلام کا علم تم لو۔ مصعب نے حکم پاتے ہی جھٹ پٹ علم اوٹھا لیا اور حضور کے آگے آگے ہو لئے۔

لشکر کفار مین سے جس نے سب سے پہلے اہل اسلام پر تیر چلایا سے ابو عامر فاسق تھا وہ اپنی قوم کے پچاس آدمی لیکر مسلمانون پر تیر برسانے لگا اور اونکے ساتھ قریش کے چند

غلامون نے بھی غازیون پر پتھرون کی بوچھار کر دی۔

ادہر مسلمان تیرون اور پتھرون کا دفعیہ کرنے لگے اور کفار کے روکنے کی تدبیرون مین مشغول ہوے۔ حالانکہ ٹیڑی دل تہا مگر پھر بھی قدم اونکے اوکھڑے جاتے تھے چنانچہ خدا نے اپنے سچے اور نیک بندون کی تائید ایسی کی کہ پہلے ہی مرحلہ مین ابو عامر فاسق معہ اپنے ساتھیون کے نوکدم بہاگا۔ عرب کی عورتین دف بجا بجا کے رجز گاتی اور اون نامردون کو مرد بناتی ہی رہین مگر اونہون نے پیچھے مڑکے بھی نہ دیکھا سیدہی گھر کی راہ لی۔

جب ابو عامر فاسق اور اوسکے ہمراہی بہاگے تو مسلمانون کی بن پڑی اور زور و شور سے غلبہ کیا اور مخالفون کے سوارون پر اتنے تیر مارے کہ وہ بہی بھاگے۔

پھر تو طلحہ ابن ابی طلحہ لشکر مخالف کا علمدار صف سے الگ ہو کے میدان مین آیا اور پکارا کہ ہے کوئی مسلمانون مین اس لایق جو میرا مقابلہ کرے اور جسکو بہادری کا دعوی ہو میرے سامنے آسے۔ جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب میدان مین آے اور دونون لشکرون کے درمیان مقابلہ ہوا۔ جناب شیر خدا علی مرتضی نے جھپٹ کے اوسکے سر پر ایسی دوہتی تلوار دی کہ سر مین شگاف پڑگیا اوسکی بیوی دور سے کھڑی ہوئی یہ مقابلہ دیکھہ رہی تھی تلملا کے دوڑی اور ہاتھہ جوڑ کے حضرت علیؓ سے عرض کی کہ اللہ اسکا قصور معاف فرمائیے اور میرے اوپر رحم کہا کے اسے چھوڑ دیجئے آپ نے اوسکی جان بخشی کی اور اپنے لشکر مین چلے آے لوگون نے پوچھا یا علی آپ نے اپنے دشمن پر غلبہ حاصل کیا اور پھر چھوڑ دیا یہ کیا بات ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ مجھے ایک عورت کی بیکسی پر رحم آگیا۔ اللہ اللہ کیا رقیق القلب لوگ تھے۔

پھر عثمان بن ابی طلحہ نے لشکر کفار کا علم سنبھالا۔ حضرت امیر حمزہ نے اوسکے دونون شانون کے درمیان ایسی تلوار ماری کہ ہاتھہ اور شانہ کٹ کے گر پڑا۔

اوسکے بعد ابو سعید بن ابی طلحہ نے علم لیا۔ سعد بن ابی وقاص نے اوسکے حلق پر تیر مارا کہ زبان اوسکی کتے کی طرح منہ سے باہر نکل پڑی۔

اب ابن طلحہ بن ابی طلحہ نے علم تھاما۔ عاصم ابن ثابت بن ابی الاقلح نے اوسے تیر لگایا وہ مرنے کے قریب ہوگیا تھا کہ لوگ اوسے اوٹھا کے اوسکی مان سلاقہ بنت سعد کے پاس لیگئے مان نے پوچھا بیٹا یہ تیر تجھے کسنے مارا ہے۔ اوس نے جواب دیا کہ مین اوسکا نام تو نہین جانتا مگر تیر لگاتے وقت اوس نے البتہ یہ کہا تھا کہ "خذھا انا ابن ابی الاقلح" سلاقہ اتنا سنکر پہچان گئی اور بولی کہ جب تک عاصم کی کھوپڑی کا پیالہ بناکر اوسمین شراب نہ پی لونگی میرے کلیجہ مین ٹھنڈک نہ پڑیگی۔ اور منادی کرادی کہ جو کوئی عاصم کو گرفتار کرکے میرے پاس لائیگا مین اوسے سَو اونٹ انعام دونگی۔ مگر مناقع ابن طلحہ اوسکے بیٹے کے چونکہ زخم کاری لگا تھا اسلئے وہ جانبر نہو سکا۔

پھر حارث ابن طلحہ بن ابی طلحہ علمبردار ہوا۔ اوسے بھی بہادر اور جوانمرد عاصم نے اپنے تیر کے زخم سے واصل جہنم کیا۔

بعد ازان کلاب ابن طلحہ بن ابی طلحہ کی کمبختی آئی اور وہ منحوس جھنڈا اوسکے سر پڑا۔ وہ بھی جناب علی مرتضی کے ہاتھہ سے مقتول ہوکے فی النار والسقر ہوا۔

من بعد جلاس ابن طلحہ بن ابی طلحہ علمدار ہوکے ابن عبید اللہ کی ضرب سے دنیا چھوڑ گیا۔ اور بالآخر ارطاۃ ابن سرحبیل نے علم اوٹھایا مگر حضرت علی نے اوسکو بھی ٹھکانے لگادیا۔

غرضکہ یون ہی ہر مشرک علمبردار ہوتا گیا اور یکے بعد دیگرے مسلمانون کے ہاتھون سے قتل ہوا تا آنکہ بنی عبد الدار مین کوئی نہ رہا جو علم کی سرپرستی کرتا۔ پس رایت کفار نگونسار ہوگیا۔ اور اونکے لشکر مین تلاطم پڑگیا۔ کچھہ ڈر کے مارے اور کچھہ منحوس جانکر اون بزدلون نے اوسے ہاتھہ

نہ لگایا۔ جب تو عمرہ بنت علقمہ حارثیہ نے جلکر علم اوٹھالیا اور پکاری کہ اے پست ہمتو اب بھی تمہین شرم آئی لو ین تمہاری علمبرداری بنگئی ابتو دل کھول کے لڑو۔

یہان سے صاف ظاہر ہے کہ مشرکان عرب خواہ مرد ہون یا عورت بڑے ہی شدید الکفر تھے اونکے اوپر جہاد کرنیکا حکم جو نازل ہوا یہ عین حکمت الٰہی تھی اگر ایسا نہوتا تو وہ دین حق کے مٹا دینے مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکرتے۔

اُحد کے دن آنحضرت کے ہاتھ مین ایک تلوار تھی جسکے ایک طرف یہ شعر عربی مین لکھا تھا۔

	فی الجبن عار وفی الاقبال مکرمتہ		والمرء بالجبن لاینجو من القدر	

ترجمہ فارسی

	نامردی است عار وشجاعت بزرگی است		مردے کہ مرد نیست نباشد وقار او	

یعنی دین کے باب مین نامردی کرنا دنیا اور آخرت مین بے حیائی کی بات ہے۔ اور خدا کی راہ مین دین کی خاطر سے بہادری کرنا موجب عزت وجلال ہے۔

عین معرکہ کارزار مین وہ تلوار ہمارے حضور نے ابو دجانہ انصاری کو دی۔ یہ ایک قوی تن قوی من پہلوان تھے جب سر سے عصابہ سرخ باندھ لیتے تو لوگ اون سے ڈرنے لگتے تھے اور دشمن کے دل پر اونکی ہیبت طاری ہو جاتی تھی۔ اور کوئی اونکے مقابلہ پر نہین ٹھیر سکتا تھا۔ پس وہ عصابہ سرخ سر سے باندھ کے اور تلوار مذکورہ ہاتھ مین لیکر میدان جنگ مین گئے جدہر حملہ کرتے تھے اعدا کی صفین درہم برہم ہو جاتی تہین۔ ابو دجانہ لڑتے لڑتے اوس جگہہ پہونچگئے جہان ہندہ مجمع عورات مین دف بجا بجا کے رجز گا رہی تھی۔ چاہا کہ ہندہ کو اُسی تلوار سے دو کر دون مگر پھر خیال کیا کہ رسول خدا کی بخشی ہوئی تلوار سے عورت کو قتل کرنا زیبا نہین۔

اب تو مسلمانون نے حملہ کرکے کافرون کی فوج کو تلوار کے منہ پر رکھہ لیا اور یہان تک

تیغ‌زنی کی کہ اونہین چھٹی کے دودہ یاد آگئے اور اپنی جگہہ سے پیچھے ہٹ گئے۔ اونکی عورتون نے چیخین مار مار کے دف ہاتھون سے پھینک دیئے اور رجز گانا بہولگیین۔ اور اپنی جانین بچانیکو دامن سمیٹ سمیٹ کے پہاڑ پر بہاگین یہان تک کہ اونکی پنڈلیان کہل گیئن اور خلخال نظر آگئے۔ مسلمانون نے مخالفین کو بہاگتا دیکھکے اونکا تعاقب تو نہ کیا مگر لوٹ پر اُمنڈ پڑے۔ خالد ابن ولید اس زمانہ مین کفار کے حامی و مددگار تھے اور مسلمان نہوے تھے۔ غار کوہ مین کمین گاہ کے اندر معہ ایک گروہ کفار کے تاک لگاے بیٹھے تھے۔ اسوقت کفار کی شکست اور مسلمانون کا غلبہ دیکھکے چاہتے تھے کہ لشکر اسلام پر حملہ کرین مگر عبداللہ بن جبیر نے روکا اور خالد بن ولید کو غار سے نکلنے نہ دیا۔ خالد نے کئی بار ہمت کی مگر مسلمانون کی جرات کے آگے کوئی تدبیر کارگر نہوئی۔ اور خالد معہ اپنے ساتہیون کے اوس غار مین ایسے چھپے کہ بے معلوم ہوگئے۔ عبداللہ بن جبیر اور اونکے ہمراہی یہ سمجھکے کہ خالد بن ولید معہ اپنے لشکر کے بہاگ گئے بے فکر اور مطمئن ہوگئے۔

جب عبداللہ بن جبیر کے ساتہیون کو یہ یقین ہوگیا کہ لشکر کفار بہاگا اور ادہر خالد بن ولید کا بھی پتا نہین ہے تو سوچے کہ ہم لوٹ سے کیون باز رہین جو ہاتہہ آے وہ اپنا ہے۔ عبداللہ سے کہا کہ یہان بیکار کھڑے کھڑے کیا کرتے ہین چلو ہم بھی ہاتہہ مارین حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے لاکہہ سمجہایا کہ بہائیو ہمارے واسطے یہی حکم ہے کہ کچھہ ہو تم اس مقام سے نہ ٹلنا مگر کوئی نہ مانا اور کہنے لگے کہ ارشاد نبوی کے یہ معنی نہ تھے کہ اختتام جنگ کے بعد بھی تم مٹی کے پتلون کی طرح زمین پر جمے رہنا۔ آخر عبداللہ اور دس سے کم آدمی تو وہین جمے رہے باقی دوڑ کے لوٹ مین ملگئے۔ خالد نے جو یہانپا تو موقع کا وقت معلوم ہوا۔ اور عکرمہ بن ابوجہل اور ایک اور جماعت مشرکین کو اپنے ساتھہ متفق کرکے ہلہ بول دیا۔ بہاگے ہوے قریش بھی پل پڑے پہلے تو

عبد اللہ اور اونکے ساتھ کے مٹھی بھر آدمیون کو سینت کے رکھدیا اور پھر لشکر اسلام پر حملہ کیا۔ لوگ تو مال کی طمع اور لوٹ کی حرص مین منتشر ہو ہی گئے تھے اوپر سے یہ آفت نازل ہوئی تو لینے کے دینے پڑ گئے اور کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔ مسلمان مسلمان کو قتل کر رہا تھا۔ کیا خدا کی قدرتین ہین کہ پلک جھپکتے ہی فتح کی شکست ہو گئی۔ سوء تدبیری اور عدول حکمی نے نیچا دکھا دیا مسلمان مورخون کے دلون سے آج تک اس شکست کا داغ نہین گیا ہے۔ اگر مسلمان ہے تو کبھی لڑائی مین لوٹ کی طرف نہ جھکے اور مال پر ہاتھ نہ ڈالے اور اپنے سردار کا حکم مان کے اپنے کام سے کام رکھے۔ نظم

حرص و طمع ہوا و ہوس لفظ ہین یہ چار	چارون نقطے سے خالی ہین سب پر ہے آشکار
معمور ہے نشاط سے دل اہل صبر کا	خطرہ نہ بازپرس کا نے خوف قبر کا

ہمارے ناظرین اسوقت پتھر کا کلیجہ کرین اور دل کو دونون ہاتھون سے تھام کے اشک خونین آنکھون سے بہاتے ہوئے نتیجہ اس جنگ کا سنین۔ کہ حضرت سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک ہی حملہ مین لشکر اسلام کو درہم برہم کر دیا جو وجہ اونکی ابتدا اسلام لانے کے رہی وہ قبول اسلام سے قبل بھی نہ چھوٹی۔ ادھر شیطان صاحب کی بن پڑی کہ جعال بن سراقہ کا بھیس کر کے چارون طرف پکارتے پھرے کہ خدانخواستہ محمد قتل ہو گئے۔ مسلمان تو آنحضرت کے عاشق زار تھے یہ سنتے ہی مضطرب ہوئے۔ تن بدن کا ہوش نہ رہا۔ دنیا آنکھون مین سیاہ ہو گئی۔ ہاتھ اسطرح چلنے لگے جیسے کہ اندھے چلاتے ہین۔ نہ اپنا سمجھین نہ پرایا۔ چنانچہ اسید بن حفیر کے کئی زخم مسلمانون ہی کے ہاتھ سے آئے۔ اور ایک انصاری نے ابو بردہ کے دو تلوارین رسید کین وہ تو خیر یہ گذری کہ ابو بردہ چلا اوٹھے اور مرد انصاری نے آواز پہچان کے انہین چھوڑا ورنہ وہان دکھائی کسے دیتا تھا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مہاجرین کے علمبردار کفار کے ہاتھون شہید ہوئے

اور کسی کو خبر بھی نہوئی - اللہ جل شانہ کو شرم رکھنی پڑی کہ ایک فرشتہ کو مصعب کا بہیس بھرواکے شام تک علمداری کی خدمت پر مامور رکھا - جنگ کے بعد وہ فرشتہ حضور مین حاضر ہوا - آنحضرت نے فرمایا کہ "تُقدم یا مصعب" فرشتہ نے علم تو حضور کے دست مبارک مین سونپا اور عرض کی کہ مین مصعب نہین ہون بڑی دیر سے اونکی قائم مقامی کر رہا تہا - یہ کہکر آسمان کو اوڑگیا - اوسوقت یہ راز کہلا کہ مصعب تو شہید ہوے اور یہ فرشتہ تہا - خداوند کریم نے بڑی شرم رکھلی کہ علمبردار کے مارے جانے کو اتنا سے جنگ مین موافق و مخالف کسی پر ظاہر نہونے دیا ورنہ اور زیادہ ہلچل مچتی - مصعب کی شہادت کے بعد اونکے بہائی ابوالروم مہاجرین کے علمبردار مقرر ہوے - اور اسی گڑبڑ مین حذیفہ کے والد حضرت یمان مسلمانون کے ہاتھہ سے شہید ہو گئے حضرت حذیفہ پکارتے ہی رہی کہ یارو یہ کیا کرتے ہو یہ میرے والد ہین مگر وہان کون سنتا تہا -

اوسدن مشرکین عرب جنگ کے وقت عزیٰ اور ہبل کے جیکارے بول بول کے خوب ہی لڑے ایسا کشت و خون ہوا کہ خون کی ندیان بہ گئین کشتون کے ڈہیر لگ گئے - اور اسطرح دل کہول کے لڑے کہ جنگ کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکہا - صدہا مشرک مارے گئے اور ستر مسلمان بہی شہید ہوے -

اوسوقت ایسا تلاطم ہوا کہ آنحضرت کے پاس صرف سات مہاجر اور سات انصار کلہم اجمعین چودہ آدمی رہگئے - مہاجرین مین ابوبکر صدیق - علی مرتضیٰ - عبدالرحمن بن عوف - سعد ابی وقاص طلحہ ابن عبداللہ - ابوعبیدہ ابن الجراح اور زبیر ابن العوام اور انصار مین حباب ابن المنذر ابودجانہ - عاصم ابن ثابت - سہیل ابن ضیف - اسید ابن حضیر سعد ابن معاذ اور حارث ابن صمہ رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین تہے -

جناب علی مرتضیٰ فرماتے ہین کہ اُحد کے دن جب کفار نے مسلمانون پر غلبہ کیا تو آنحضرت

ناگاہ میری نگاہ سے اوجھل ہو گئے - مین بیچین ہو کر ہر طرف اونہین تلاش کرتا پھرتا تھا کہین پتا نہ چلا آخرش لاشہاے شہدا مین ڈھونڈھا وہان بھی نہ پایا - پھر مین حیران کھڑا ہوا دل ہی دل مین سوچ رہا تھا کہ یا اللہ العالمین یہ کیا ماجرا ہے کہ پیغمبر خدا نہ زندون مین مجھے ملے نہ مُردون مین - پھر یہ سوجھی کہ حق جل وعلی نے ہم لوگون کی نافرمانی سے ناراض ہو کر ہم پر یہ غضب نازل کیا ہے کہ اپنے پیغمبر کو اپنے پاس آسمان پر زندہ اوٹھا لیا ہے - اے علی اب تیری زندگی بھی ہیچ ہے - چل کفار سے مقاتلہ و محاربہ کر کے تو بھی اپنی جان دیدے - یہ ٹھان کے مین تلوار کھینچ کر لشکر کفار مین گھس گیا اور اونکی صفین درہم برہم کر دین اور تمام فوج مین تہلکہ ڈالدیا - اسوقت یکایک آنحضرت مجھے نظر آ گئے - دل باغ باغ ہی تو ہو گیا - مگر آپ تنہا کفار کے نرغہ مین تھے اور سب لشکر مسلمانون کا تتّر بتّر ہو گیا تھا - اسی اثنا مین ایک گروہ مشرکین نے حملہ کر کے آپکو قتل کرنا چاہا - مین نے اوس گروہ مین گھُس کے سبکو بھگا دیا - پھر ایک اور جماعت نے اسی قصد سے یورش کی مین نے اونہین بھی دفع کیا -

کفار قریش مین سے چار یا پانچ آدمیون نے اتفاق کر کے عہد کیا تھا کہ کچھ ہی کیون نہو ہم آنحضرت کو ضرور قتل کرینگے - اونمین ایک تو ابن شہاب زہری تہا - دوسرا عتبہ بن ابی وقاص زہری تیسرا عبداللہ بن ابی وقاص چوتھا ابن قمیہ - پانچوان ابی بن خلف تہا - ابن قمیہ نے آنحضرت پر تیر مارنے شروع کئے کہ رخسارہ مبارک زخمی اور خون سے تر بتر ہو گیا - خود کے حلقے دو آنکھون مین گھس گئے پیشانی نورانی مجروح ہو گئی اور ایسا خون بہا کہ تمام ڈاڑھی تر ہو گئی -

افسوس ہاے افسوس - ان مقدس لوگون نے اپنے خون سے سینچ سینچ کے دین پرورش کیا ہے اور ہم کمبخت مسلمانون کو ایڑیان رگڑ رگڑ کے مرتا دیکھتے ہین اور اف بھی نہین کرتے -

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا -

حضور اپنی رداے اطہر سے اوس خون کو پونچھتے اور سرور و پر ملتے تھے - اور فرماتے تھے "کیف یفلح قوم فعلوا ہذا بنبیہم وہو یدعوہم الی اللہ تعالی" یعنی کیونکر فلاح پاوینگے وہ لوگ جو اپنے پیغمبر کے ساتھ ایسا کرتے ہین حالانکہ وہ اونہین خدا کی طرف بلاتا ہے - اور تھوڑی دیر کے بعد شان رحمتہ للعالمینی جو موجزن ہوتی تو یہ ارشاد ہوتا تھا - "اللہم اغفر لقومی فانہم لا یعلمون" یعنی یا اللہ تو اس قوم کو بخشدے یہ نہین جانتے کہ ہم کیا کر رہے ہین - سبحان اللہ اپنے جانی دشمنون پر بھی یہ شفقت تھی -

عبد اللہ بن ابی وقاص آنحضرت صلعم کو پتھر مارتا تھا ناگاہ ایک پتھر آپ کے دہن اقدس پر لگا کر لب زیرین لہولہان اور زخمی ہوگیا اور ایک دانت بھی شہید ہوا -

عبد اللہ بن شہاب نے آپ کی کہنی پر ایک پتھر مارا جس سے ہاتھ بالکل زخمی ہوگیا - اور اوسدن مخالفون نے آپ پر تلوار کے بھی بہت سے وار کئے تھے مگر شان خدا سے کوئی کارگر نہوا - ناگاہ ابن قمیہ نے حضور پر ایک تلوار ماری آپ دو زرہین پہنے ہوے تھے اور پیچھے ایک گڑہا تھا - اوسکا ہاتھ جو زور سے پڑا تو زرہون پر رکا مگر آپ اوسکے جھٹکے سے گڑھے مین جا رہے اور آپ کے زانو چھل گئے - یہ ماجرا دیکھکے طلحہ ابن عبد اللہ بدحواس ہوکے دوڑے اور آپکو اپنی بغل مین لیکے اوٹھایا - اور اپنے ہاتھ کو ابن قمیہ کی تلوار کی ضربون کے واسطے سپر بنایا اور ایک ضرب بھی آنحضرت پر نہ پڑنے دی سب اپنے ہاتھ ہی پر لین یہان تک کہ طلحہ ابن عبد اللہ کا ہاتھ قیمہ ہوگیا - اور شل ہوکے نکما ہوگیا -

ایک دن لوگون نے طلحہ سے پوچھا کہ اے ابو محمد تمہارے ہاتھ کی اونگلی کیون کام نہین دیتی - بولے کہ اُحد کے دن مالک ابن زہیر جشمی نے آنحضرت صلعم کی طرف ایک تیر چلایا - مجھے خوب معلوم تھا کہ مالک کے تیر نے آج تک کبھی خطا ہی نہین کی - اسلئے مین نے

اپنا ہاتھہ حضور کے آگے کردیا اور وہ تیر میری اس اونگلی مین آکے پیوست ہوگیا - اوسدن سے یہ اونگلی بیکار رہے - اوسی دن آنحضرت نے طلحہ کے حق مین فرمایا تھا کہ طلحہ ایسا خیرخواہ اور بہادر ہی کہ آج کے دن جو کچھ اوس پر گذرتی ہماری محبت مین برداشت کرلیتا اور اُف بھی اسکے منہ سے نہ نکلتی -

ایک مشرک نے آگے بڑہکے طلحہ پر تلوار کا وار کیا طلحہ زخم کھاکے خون مین نہا گئے - اور بیہوش ہوکے زمین پر گر پڑے - اسوقت کسی نے تھوڑا سا پانی آنحضرت کی خدمت مین لاکے پیش کیا تھا آپ نے حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا کہ اس پانی کو طلحہ کے پاس لیجاؤ - حضرت صدیق اکبر جب انکو اونکے پاس لے گئے - دیکھا کہ وہ بیہوش پڑے ہین اور زخمون سے خون جاری ہے - جناب صدیق نے پانی اونکے منہ پر چھڑکا تو اونہین کچھ ہوش آیا اور آنکھین کھولین - آنکھہ کھولتے ہی بے اختیارانہ دریافت کیا کہ آنحضرت کا کیا حال ہے - حضرت ابوبکر بولے کہ خدا کے فضل سے رسول اللہ صحیح وسالم اور بخیر وعافیت ہین اور مجھے تمہاری خدمت مین بھیجا ہی - طلحہ یہ سنکر باغ باغ ہوگئے اور کہا الحمدللہ والمنتہ - اب کچھہ پرواہ نہین جو مصیبت پڑیگی اوسے جھیل لونگا - سبحان اللہ کیا لوگ تھے -

ابن قمیہ نے جب حضور کے تلوار ماری تھی اور آپ غار مین گر پڑے تھے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا - تو اوسی وقت وہ ملعون چارون طرف لپکارتا پھرا تھا کہ مین نے آنحضرت کو قتل کرڈالا اور شدہ شدہ یہ خبر مدینہ بھی پہونچ گئی تھی - سنتے ہی اس متوحش خبر کے انس ابن النضر نے اصحاب سے کہا کہ یارو اب ہماری زندگی بھی ہیچ ہے - یہ کہتے ہی تلوار نیام سے باہر کھینچ لی اور لشکر کفار پر جاکر حملہ آور ہوے اور سعد بن ابی وقاص سے للکارکے کہا کہ واللہ اُحد کی سمت سے مجھے بہشت کی بو آتی ہے - یہ کہکے سخت جنگ کی اور شہید ہوگئے - انس نے اتنے زخم کھاے تھے کہ اوس

گنج شہیدان مین اونکا لاشہ پہچانا نہ گیا - اونکی بہن نے بدقت اونکی لاش پہچانی اور وہ بھی اسطرح کہ اونگلی مین ایک تل تھا کہین وہ تل بہن کے نظر پڑگیا اور اونھون نے بتایا کہ انس کی لاش یہ ہے -

عبداللہ ابن حمید اسدی مشرکین مین ایک نامی گرامی آدمی تہا - اوس نے جو سنا کہ آنحضرت آج بہت زخمی ہوے ہین لوگون سے پوچھا اگر محمد کو تم مجھے دکہا دو تو مین اونکو قتل کرکے رہونگا اور جو کامیاب نہوا تو خود مر رہونگا - لوگون نے دور سے دکہا دیا - وہ آپکو قتل کرنے چلا - ابودجانہ انصاری نے راستہ ہی مین اوسکا مزاج پوچھ لیا اور ایک ضرب مین سب شیخی کرکری کردی اور عبداللہ بن حمید اسدی فی النار ہوگیا -

ابن قمیہ نے ایک ہی ضرب شمشیر کی آنحضرت صلعم پر لگائی تھی اور لگاتے ہی غرور سے کہا تہا کہ "خذہا وانا ابن قمیہ" حضور نے فوراً یہ جوابدیا تہا - "اقماک اللہ واذلک" خدا کی قدرت ایک سال بھی نہین گذرنے پایا تہا کہ ایک دن بکریان چراتے چراتے اپنے گلہ کے پاس پہاڑ پر سوگیا ایک مینڈہے نے آکر پیٹ مین سینگ مارا جو شکم کو چاک کرتا ہوا حلق سے پار نکلگیا اور وہ مرگیا -

اُبی بن خلف کو جنگ بدر مین مسلمانون نے اسیر کرلیا تہا - اُبی نے اپنی رہائی چاہی اور وعدہ کیا کہ مین مکہ پہونچکے اپنا فدیہ بھیجدونگا - آنحضرت صلعم نے اوسکا وعدہ مان کے اوسے چھوڑدیا تہا - جب وہ قید سے چھوٹا اور گھر کو چلنے لگا تو آنحضرت سے کہتا آیا تہا کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے اوسے مکہ جاکر خوب راتب اور مصالحہ روز کھلایا کرونگا جب وہ موٹا تازہ ہوجائیگا تو اوسپر سوار ہوکے یہان آونگا اور تمہین قتل کرونگا - حضور نے اسکے جواب مین اوسی وقت فرمادیا تہا کہ انشاءاللہ العزیز تیرا قول تو پورا نہوگا ہم البتہ تجھے دوزخ کا کندا بنادینگے - اور اوسی گھوڑے پر تجھے زخم کاری لگیگا رفتہ رفتہ جنگ احد کا وقت آیا - سیدالمرسلین نے اصحاب سے فرمایا ابن خلف اپنا وعدہ وفا کرنے ضرور آئیگا تم اوسکی ٹوہ مین رہنا دیکھو خدا کیا کرتا ہے - لڑائی ختم ہوچکی اور سب جھگڑے طے ہولئے

کسی کو خیال بھی نہ تھا کہ اب بھی کوئی بات باقی رہگئی ہے - آنحضرت صلعم کا قصد تھا کہ شعب اُحد مین تشریف لیجائین کہ یکایک سامنے سے اُبی بن خلف نمودار ہوا - اور آنحضرت کو دیکھتے ہی پکارا کہ آج اے محمد تم میرے ہاتھہ سے نہین بچ سکتے اگر مین تمہین چھوڑ دون تو خدا مجھے نہ بخشے - اور علاوہ برین اور بھی بہت سی گستاخیان حضور کی شان مین کین اور خوب ہی اول فول بکا - اصحاب چوکنا ہوگئے اور چاہا کہ اوسکے کردار کی سزا دین مگر آپ نے سب کو روکدیا - وہ دڑایا ہوا چلا آیا - جسوقت زد پر پہونچا ہے زبیر آپ کے پاس کھڑے تھے حضور نے اونکا حربہ چھین کے اوسکی گردن سے لگا دیا جس سے کچھہ یون ہی سی خراش آئی - وہ سانڈ کی طرح ڈکراتا ہوا گھوڑا پھیر کے اپنے لوگون کی طرف بھاگا ایک چیخ اوسکی آسمان پر تھی تو دوسری زمین پر لوگون نے گھوڑے سے اوتار کے دیکھا تو صرف جلد ہی چھل گئی تھی اوسے سمجھایا کہ ارے نادان ایسے زخم تو بچون کو بھی نہین معلوم ہوتے مرد تو منہ پر تلوارین کھاتے ہین تو نے آج یہ کیا نامردی کی - اوس نے جواب دیا قسم ہے لات وعزیٰ کی یہ زخم تمام حجاز کے مار ڈالنے کو کافی ووافی ہے مجھپر وہ صدمہ ہے کہ اگر آسمان میرے سر پر گر پڑتا تو یہ تکلیف نہوتی - آخرش اوسی طرح تڑپ تڑپ کے مرگیا - اور وہ پانچون آدمی بھی جنہون نے اوسکے ساتھہ ملکر آنحضرت صلعم کے قتل کا ارادہ کیا تھا سال بھر کے اندر اندر دوزخ مین جا پہونچے - اُبی ابن خلف کو موضع سرف کے محلہ بطن رابع مین دفن کیا تھا - ایکدن عبد اللہ بن عمر کا گذر رات کے وقت اوس محلہ مین سے ہوا - جب عبد اللہ اُبی کی قبر کے پاس پہونچے تو دیکھا کہ ایک شخص آتشین زنجیرون مین جکڑا ہوا ہے اور پکارتا ہے کہ مجھے پانی دو - مگر نگہبان اوسکا منع کر دیتا ہے کہ خبردار اسے پانی نہ پلانا یہ آنحضرت کے ہاتھہ کا مقتول اُبی بن خلف کافر ہے -

جبیر بن مطعم نے اپنے ایک حبشی غلام سے کہا جسکا نام وحشی تھا کہ اگر تو حمزہ کو قتل کرکے میری چچا طعیمہ بن عدی کا بدلہ اوس سے لے تو مین تجھے آزاد کردونگا - اور ہندہ بھی وحشی کو بھی حرص

دلایا کرتی تھی کہ تو مرد بن جا اور دشمنون سے بدلا لیکر مجھے خوش کرین تجھے آزاد کر دونگی۔ دیکھہ بدر کے دن حمزہ نے میرے باپ عتبہ کو قتل کر ڈالا ہے پس تو بھی آج اوس سے بدلا لے۔ اور حارث ابن عامر ابن نوفل کی بیٹی نے بھی وحشی سے یہ فرمایش کی تھی کہ اگر محمد۔ علی۔ حمزہ۔ ان تین آدمیون مین سے تو کسی کو قتل کریگا تو مین تجھکو آزاد کر دونگی کیونکہ بدر کے دن میرا باپ بھی مارا گیا ہے اور مین ان تینون آدمیون کے سوا کسی کو اپنے باپ کا ہمسر نہین سمجھتی۔ وحشی سبکی فرمایشین سن کے بولا کہ محمد کے قتل کی تو مجھے مجال نہین۔ اور حمزہ اگر سوتے بھی ہون تو اونکے جگانے کے خیال سے میرے جسم پر لرزہ چڑہتا ہے۔ مگر علی کی نسبت البتہ اتنی جرات اپنے مین دیکہتا ہون کہ اگر موقع ہو تو شاید حملہ کر کے گرا دون غرض وحشی لڑائی کے ہنگامہ مین گیا اور بھیڑ بھاڑ مین اوس نے حضرت علی کو تلاش کیا۔ لیکن جب شیر خدا سامنے آئے تو وحشی نے اونکو فن محاربہ مین کامل پایا۔ اپنے اطراف و جوانب آگے پیچھے سے بالکل ہوشیار اور دشمن کے مارنے اور اپنے بچانے مین خوب خبردار تھے۔ وحشی تاڑ گیا کہ ان پر میرا قابو نچلیگا مین انکے مقابلہ کے لایق نہین ہون طرح دیکر اونکے آگے سے ٹل گیا۔ ناگاہ کیا دیکہتا ہے کہ جناب حمزہ مثل شیر مردم در کے لشکر اسلام سے نکلے اور آتے ہی مخالفین کے لشکر کو زیر و زبر کر دیا۔ سباع ابن عبد العزی خزاعی اون سے مقابلہ کرنے کے لئے قریش کی طرف سے نکلا اور حضرت حمزہ کو پکار کے اپنی طرف متوجہ کیا۔ آپ اوسکی طرف آئے۔ اور فرمایا اے ابن مقطعۃ النظور تیرا یہ حوصلہ کہ خدا اور رسول سے مقابلہ کرے آ تجھی کو پہلے دوزخ کے حوالہ کر دون۔ واضح ہو کہ سباع کی مان مکہ مین ختنہ کیا کرتی تھی اوسکا پیشہ ختانہ تہا اسی لئے جناب حمزہ نے اوسے یہ طعنہ دیا تہا۔ اتنا کہکے سید الشہدا نے معاً اوس پر حربہ کیا اور ایک ہی ہاتہہ مین ملک الموت کی حراست مین دیدیا۔ یہ حال دیکہتے ہی وحشی کے چھکے چھوٹ گئے اور ڈر کے مارے کانپتا ہوا ایک چٹان کی

آڑ مین جا چھپا۔ وحشی کو حربہ رانی مین نہایت مشاق تھی اوسکا وار کبھی خالی نہین جاتا تھا۔ حضرت حمزہ سباع کو مار کے واپس آتے ہوے اوس چٹان کے پاس سے بھی گذرے جہان وہ چھپا ہوا تھا اوس ظالم نے دغا کی راہ سے غفلت مین وار کیا کہ زیر شکم تمام کھل گیا اور جناب نے تڑپ کے جان دی۔

ہاے افسوس صد ہزار افسوس ایک نامرد روباہ خصال نے ہزبر نیستان میدان وغا اور شیر راہ خدا کو مکر سے مار لیا۔ وحشی کا بیان ہے کہ زخم کھا کے بھی حضرت حمزہ مجھپر لپکے تھے مگر مین ایسا بے تحاشہ بھاگا کہ اونکے ہاتھ نہ آیا اور وہ بہی شدت درد سے میرا پیچھا نہ کرسکے رستہ ہی مین گر پڑے لوگ دوڑے اور اون سے کچھ پوچھا مگر وہ جواب ندے سکے مین سمجھ گیا کہ خاتمہ ہے۔ جب لوگ لاش کے پاس سے چلے گئے اور وہ اکیلی رہگئی تو مین نے جا کے پیٹ چاک کیا اور کلیجہ نکالکے ہندہ کے پاس لے آیا اور کہا کہ لے یہ تیرے باپ کے قاتل حمزہ کا کلیجہ ہے۔ ہندہ نے اوسے اوسی وقت خوب چبا چبا کے تہوک دیا۔ اور اپنے کپڑے اور زیور اوسی وقت مجھے انعام مین دیدیئے۔ اور کہا کہ مکہ پہونچکے دس دینار تجھے اور دونگی۔ پھر کہا کہ چلکر حمزہ کی لاش مجھے بتادے۔ مین ہندہ کو وہان لیگیا۔ اوس نے اپنے ہاتھ سے اونکے ناک کان اور آلہ تناسل کاٹے اور مکہ مین اپنے ساتھ لائی اور لاش وہین پڑی رہی۔ اوسوقت مشرکین کا زغہ تہا اور لشکر اسلام پر تیرون کا مینہ برس رہا تہا اس لئے جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کی خبر گیری کی کسی کو فرصت نہ ملی۔

گروہ مخالفین مین حیان ابن العرقہ۔ اور ابوسلمہ حشمی فن تیراندازی مین اوستاد تھے نشانہ اونکا بہت کم خطا کرتا تہا۔ آنحضرت صلعم نے سعد بن ابی وقاص کو حکم دیا کہ تم جا کر اونکا مقابلہ کرو۔ سعد یہ حکم پاتے ہی کپڑون مین پہولے نہ سماے۔ اور اون دونون کے مقابل کھڑے ہوکے تیر چلانے لگے۔ حیان ابن العرقہ کا تیر ام ایمن کے جامہ پر دائین طرف لگا۔ وہ اوسوقت لشکر

اسلام مین زخمیون کو پانی پلا رہی تہین حبان کے تیر سے اونکا جامہ اتنا کہلگیا کہ ٹخنہ اور ساق نظر آگئین - اسپر ابن عرقہ قہقہہ مار کے ہنسا - آنحضرت صلعم کو اوسکی یہ حرکت نہایت ناگوار معلوم ہوئی - آپ نے ایک تیر بے پیکان کا سعد کو دیکر فرمایا کہ اِسے حبان کی طرف پہینکو - سعد نے حکم انور کی تعمیل کی - وہ تیر ٹہیک اوسکے سینہ پر بیٹہا اور ابن عرقہ زمین پر گرا - اور ننگا ہوگیا حضرت نے یہ دیکہکر تبسم فرمایا - اور سعد کے حق مین دعا کی کہ الٰہی تو کبہی سعد کے سوال کو رد نہ کیجو - حضرت سعد رضی اللہ عنہ اوسی وقت سے مستجاب الدعوات ہو گئے - پہر مدینہ مین جس کسی کو کوئی مشکل پیش آتی وہ سعد سے دعا کراتا فوراً اوسکی مراد برآتی -

ابو طلحہ انصاری اُحد کے دن آنحضرت کی سپر بنے ہوے آپ کے آگے کہڑے رہے اور جلدی جلدی گروہ اشقیا پر تیر مارتے تہے - لہذا تہوڑے ہی عرصہ مین اونکا ترکش تیرون سے خالی رہگیا - ابو طلحہ گہبراے - آنحضرت زمین سے تنکے اور لکڑی چن چن کے اونہین دیتے جاتی تہے وہ تکبیر کہہ کہکے اونہین کمان مین رکہتے اور چلاتے تہے خدا کی قدرت - اور اوسکے نبی کی برکت سے وہ تنکے تیرون سے اچہا کام دیتے تہے اور ابو طلحہ کی تکبیر سے سارا میدان کانپ جاتا تہا - حضور نبوی سے اونکی آواز کی نسبت ارشاد ہوا کہ لشکر مین اکیلے ابو طلحہ کی آواز چالیس مردان جرار کی ہیبت کے برابر ہے -

جناب صدیق اکبر فرماتے ہین کہ جب آنحضرت صلعم کا روے مبارک زخمی ہوا - اور خود کے حلقے رخسارہاے پاک مین گہس گئے تو مین عرصۂ کارزار سے بہت جلدی خدمت اقدس مین حاضر ہونے کو چلا - راہ مین مجہے کوئی سامنے سے آتا معلوم ہوا وہ بے تحاشا بہاگا چلا آتا تہا مین نے اپنے دل مین کہا خدا کرے کہ یہ شخص بہی حضور کی خدمت مین جاتا ہو تو اچہا ہے - جب وہ نزدیک آیا تو مین نے پہچانا کہ ابو عبیدہ ابن الجراح ہین - اور حضور ہی مین جاتے ہین - مین اور ابو عبیدہ

دونون خدمت مین حاضر ہوے اور حضرت ابو عبیدہ نے کہا کہ یہ حلقے خود کے رسول اللہ کے روے مبارک سے مین ہی نکالونگا - چنانچہ اونہون نے ہی اپنے دانت سے حلقہ کو پکڑ کے کھینچا - حلقہ تو نکل آیا مگر وہ دانت اونکا ٹوٹ گیا - پھر دوسرے حلقہ کو اوسی طرح دانت سے کھینچا وہ دانت بھی جاتا رہا - حلقے نکلتے ہی خون کے فوارے رخ انور سے چل نکلے - ابو سعید خدری کہتے ہین کہ میرے والد مالک ابن سنان نے زخم کی جگہہ منہ لگا کے وہ خون چوسا مگر وہ بند نہوا - میرے والد کہتے تھے کہ حضور کا خون شربت سے زیادہ مزیدار تھا - آنحضرت نے اوسوقت فرمایا کہ جو کوئی ایسے شخص کو دیکہنا چاہتا ہو جس مین میرا خون ملا ہے وہ مالک ابن سنان کو دیکہہ لے اور جسمین میرا خون ملگیا اوسپر آتش دوزخ اثر نہین کر سکتی -

جسوقت اسلحہ کی گرانی سے آنحضرت گڑہے مین گر پڑے تو زخمون کے باعث ایسا ضعف تہا کہ آپ اوپر نہ چڑہ سکے - علی مرتضیٰ اور طلحہ ابن عبداللہ موجود تہے - طلحہ بھی فوراً اوسی غار مین کود پڑے - اور بیٹھکے عرض کیا کہ حضور میری پیٹھہ پر پاؤن رکہکے اوپر تشریف لے جائین - آنحضرت نے اونکی پشت پر قدم رکہا اور اوپر سے حضرت علی نے ہاتھہ پکڑ کے باہر نکال لیا - آپ کے برآمد ہوتے ہی کعب ابن مالک نے باآواز بلند سب کو خبر کردی کہ "ہذا رسول اللہ حیاً سویاً" لشکر اسلام جو درہم و برہم ہوگیا تہا سب مجتمع ہوگیا اور حضور کے ساتھہ غار اُحد کی جانب چلا - اسی خدمت کے صلہ مین حضرت طلحہ کو آنحضرت نے جنتی ہونے کی بشارت دی اور حضرت طلحہ عشرۂ مبشرہ مین داخل ہوگئے -

واضح ہو کہ میدان خالی پاکے ہندہ اور کفار قریش کی سب عورتین مسلمان مقتولون کی لاشون مین گہس پڑی تہین - اور گہس کے کسی کا پیٹ چیر ڈالا کسی کا کلیجہ نکال لیا کسی کے ناک کان کاٹ لیے - جیسے کہ ہندہ اس سے پہلے حضرت امیر حمزہ کی لاش کی نسبت کرچکی تھی -

جب رسول صلعم معہ جماعت اصحاب مکرم کے پہاڑ کی تلیٹی مین پہونچے تو ابو سفیان نے مشرکین کے مشورہ سے ارادہ کیا کہ چلو پہاڑ کے اوپر چڑہ چلین اور مسلمانون کو غار مین نہ جانے دین۔ آنحضرت نے دعا مانگی۔ "اللھم لیس لھم ان یعلونا" یعنی یا اللہ یہ لوگ ہم پر غالب نہ ہونے پائین۔ حق تعالٰے نے اپنے رسول کی درخواست قبول فرمائی اور اونکے دلون مین ایسا رعب ڈالدیا کہ یا تو وہ اوپر چڑہنے کو تیار اور مستعد تھے یا آپ ہی آپ خوف کے مارے اپنی جگہہ سے ہل نہ سکے سید عالم نے غایت ضعف کے باعث اوسدن ظہر کی نماز بیٹھکے پڑہی۔ اوسکے بعد ارادہ کیا کہ پھر پہاڑ کے اوپر چلنا چاہیئے۔ راہ مین ایک پتھر ملا آنحضرت نقیہ تھے اوسپر چڑہ نہ سکے۔ طلحہ بیٹھہ گئے اور حضور اونکی پیٹھہ پر قدم مبارک رکھکے اوپر چڑہے۔

اب ابو سفیان کا قصد ہوا کہ اپنے لشکر کو ساتھہ لیکر مکہ واپس جاؤن مگر لوگون نے یہ صلاح دی کہ واپسی سے پہلے یہ بات تو اچھی طرح تحقیق کرلو کہ محمد مارے گئے یا زندہ ہین۔ ورنہ وہی مثل ہوگی کہ کیا آے اور کیا کر چلے۔ پس ابو سفیان خود سب کے آگے ہوا اور گروہ مسلمانان کے سامنے آکے پکارا۔ "افی القوم محمد" آیا تمہاری گروہ مین محمد ہین۔ آنحضرت نے منع کردیا کہ کوئی جواب نہ دو۔ ابو سفیان نے پھر آواز دی "افی القوم ابن ابی قحافہ" یعنی تم مین ابو بکر زندہ ہین۔ اسکا جواب بھی خاموشی تھی۔ پھر اوس نے پوچھا "افی القوم ابن الخطاب" کیا تم مین عمر موجود ہین۔ کچھہ جواب نہ دیا گیا۔ اب تو ابو سفیان خوشی کے مارے اوچھل پڑا اور اپنے لشکر کی طرف مخاطب ہوکے پکارا کہ لوگو سنلو جن جن کا مین نے نام لیکر پکارا اون مین سے کوئی بھی زندہ نہین تینون مارے گئے اور ہمین اس جنگ مین پوری کامیابی ہوئی۔ اب تو جناب عمر رضی اللہ تعالے عنہ کو تاب ضبط نرہی اور صولت فاروقی جوش مین آئی اور نہایت غصہ سے باواز بلند گرجکر بولے کہ او دشمن خدا تیرے منہ مین خاک تو جھونٹ بکتا ہے تجھے کچا چبا جانے کے لئے تینون زندہ ہین۔ حضرت عمر کی آواز سنکر

ابوسفیان کی تلودن سے جوآگ لگی توچوٹی سے باہر نکل گئی اور کھسیانا ہو کے جیکارے بولنے لگا۔اور کہاکہ "اعل ہبل" یعنی اے ہبل تو بلند ہو۔مسلمانون کی طرف سے جواب دیا گیا "اللہ اعلیٰ و اجل"۔ پھر ابوسفیان نے کہاکہ "العزی لنا ولاعزی لکم" یعنی عزی دیبی ہماری ہے تمہاری نہین۔اسکے جواب مین ادہر سے یہ کہا گیا کہ "اللہ مولنا ولا مولی لکم" اللہ ہمارا مولی ہے تمہارا کوئی مولی نہین۔ ابوسفیان باآواز بلند کہنے لگا کہ آج کا دن بدر کے دن کا جواب ہے اور لڑائی کی یہان چلتی پھرتی ہے کل تمہاری نوبت تھی آج ہمارا تھا ابوجہل گیا اسپر مغرور نہونا چاہیئے تم اپنے بہت سے مقتولون کا مثلہ کیا ہوا یعنی ناک کان کٹے ہوئے پاوگے سو میرے حکم سے ایسا نہین کیا گیا یہ ہماری عورتون کے کام ہین اور مین اونکی اس کارروائی سے خوش ہون۔اب اگلے سال مین ہماری تمہاری لڑائی پھر ہو گی۔جناب فاروق اعظم سے ضبط نہ رہا گیا۔فرمانے لگے کہ اے مردود کیا بکتا ہے آج کا دن بدر کے دن کے برابر نہین ہوسکتا۔ہمارے مقتول بہشت مین عیش کر رہے ہین۔اور تمہارے مقتول دوزخ مین پڑے جلتے ہین۔چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔اچھا سال آئندہ مین تو جھک مارنے آئیو دیکھ لیا جائیگا۔ابوسفیان نے اپنا سا منہ لیکر لشکر سے کہاکہ خیر مکہ کو چلو۔سارا لشکر ڈرتا کانپتا نکبت زدہ مکہ چلدیا۔

ایک ڈر دو طرف ہوا کرتا ہے۔ادہر اصحاب کو کھٹکا پیدا ہوا کہ کہین ایسا نہو کہ کفار دہوکا دیکے مدینہ پر جھک پڑین اور وہان لوٹین مارین۔آنحضرت نے علی مرتضی اور سعد بن ابی وقاص کو حکم دیا کہ تم دونون انکے پیچھے پیچھے دور تک چلے جاؤ۔اگر یہ لوگ اونٹون پر سوار ہو کے کوچ کرین اور گھوڑون کو خالی ساتھ رہنے دین تو جانو کہ مدینہ کا قصد ہے دوسری صورت مین ہمین چاہیئے کہ اونکا تعاقب کر کے اونکی خبر لین۔دونون صاحبان موصوف نے جاکر معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کالا منہ کر کے مکہ ہی کو گئے ہین پس سبکو اطمینان ہوگیا۔

جب آنحضرت کے شہید ہونے کی خبر مدینہ پہونچی تھی تو اہل بیت مین سے چودہ عورتین
معہ جناب فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کے بیتاب ہوکر میدان جنگ مین آئین اور حضرت فاطمہ اپنے
پدر بزرگوار کو زخمی دیکھکے بہت روئین - وہ آپ کے روے مبارک سے خون صاف کرتی تہین اور
علی مرتضی اپنی ڈہال مین پانی بھر بھر کے لاتے تہے مگر خون بند نہوتا تہا جب بورے کے ٹکڑے
جلاکے اوسکی راکہہ زخم مین بھری گئی تو خون بند ہوا -

کفار کے رفو چکر ہو جانیکے بعد جب مسلمان اپنے شہیدونکے مقتل مین آے تو آنحضرت کا حکم
ہوا کہ میرے چچا امیر حمزہ کی لاش ڈہونڈہو - حارث ابن الصمہ حضور کے پاس بیٹھے ہوے تھے یہ سنکر
روانہ ہوے جب اونہین دیر لگی تو علی مرتضی بھی گئے - دیکہا کہ حارث امیر حمزہ کی لاش کے سرہانے
کھڑے ہین - حضرت علی لاش کا حال زار دیکھکر کمال غمگین ہوے اور آنحضرت کو آکر خبر دی آپ
خود وہان تشریف لیگئے - اور اپنے عم عالی شان عرش مکان کا یہ حال دیکھکر نہایت محزون ہوے
کیونکہ حضرت حمزہ آپ کے رضاعی بہائی بھی تھے - اور آپکو اونکے ساتھ حد سے زیادہ الفت
تھی - آپ نے فرمایا کہ مجھے عمر بھر کبھی ایسا رنج نہین ہوا جیسا آج ہے اتنے مین صفیہ امیر حمزہ کی
بہن آگئین آپ نے زبیر اونکے بیٹے سے فرمایا کہ تم جلدی اپنی والدہ کو یہان سے لیجاؤ - ورنہ وہ بہائی
کا یہ حال دیکھکر کہین اپنی جان ندے دین - زبیر نے پوچہا امان جان تم یہان کہان - آنحضرت
فرماتے ہین آپ واپس ہو جائین - وہ بولین بیٹا مین نے سنا ہے کہ تیرا ماموں راہ خدا مین شہید
ہوا - اور اوسکی لاش کا مثلہ کیا گیا - اللہ مجھے صبر دیگا تم خاطر جمع رکھو - یہ جو کچھ میرے بہائی پر گذرا وہ تو
اون مصیبتون مین سے ایک ادنی مصیبت ہے جو راہ خدا مین لوگون پر گذرتی ہین - حضرت زبیر نے
اپنی مان کی گفتگو آکے آنحضرت سے بیان کی - آپ نے اونکا صبر و ثبات معلوم کرکے اونہین لاش
پر آنے دیا - اونہون نے بہائی کی یہ حالت دیکھکے صرف انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور اونکے لئے

دعاے مغفرت کی اور آبدیدہ ہوئین - آنحضرت نے فرمایا میرا ارادہ تہا کہ حمزہ کی لاش کو یون ہی چھوڑ دیتا دفن نہ کرتا کہ قیامت کے دن اللہ اسے درندون اور پرندون کے پیٹ سے اوٹہاتا مگر اول تو صفیہ اور اہل بیت کو ناگوار ہوگا پہر لوگ اسے سنت سمجھکے پیروی کرنے لگین گے پس قبر کہو دو اور اس لاش اطہر کو دفن کردو چنانچہ حکم کی تعمیل کر دی گئی -

غزوۂ اُحد کے کسی شہید کو غسل میت نہین دیا - بلکہ اوسی پوشاک خون آلود مین جو پہنے تہے دفن کر دیا گیا - اور اونکے جنازے کی نماز بھی نہین پڑہی گئی - چنانچہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ خدا قیامت کے دن انکو اسی پوشاک سے اوٹہائیگا اور خون بھی انکے زخمون سے جاری ہو گا - جناب سید المرسلین نے فرمایا کہ اون لوگون کو جنمین بہت محبت تہی ایک ہی قبر مین دفن کردو - لہذا حمزہ اور عبد اللہ بن جحش اونکے بہانجے ایک ہی قبر مین - عبد اللہ بن عمرو بن حزام اور عمرو بن الجموح ایک ہی قبر مین - خارجہ ابن زید اور سعد ابن الربیع ایک ہی قبر مین - اور نعمان ابن مالک وعبیدہ ابن الحشحاش ونحدر ابن زیاد تینون ایک ہی قبر مین مدفون ہوے - ان مین سے جسکو قرآن مجید زیادہ یاد تہا اوسے آگے کیا - اور حکم دیا کہ کوئی اپنے عزیز کی لاش کہین اور نہ لیجاے سب کو یہین دفن کردے اس لئے جو لوگ اس حکم سے قبل اپنی اپنی میتون کو لے گئے تہے واپس لاے چنانچہ جابر عبد اللہ اپنے والد کی لاش مدینہ مین لے پہونچے تہے پہیر لاے اور یہین دفن کی حضرت حمزہ جسوقت شہید ہوے ہین دو دن کے روزہ دار تہے - خداوند کریم نے حضرت حمزہ کو اسد اللہ اور اسد رسول کا خطاب دیا ہے -

دفن شہدا سے فارغ ہو کے اخیر دن مین مدینہ کا قصد کیا - راہ مین جس قبیلہ مین سے گذرہوتا اوسکے زن و مرد باہر دوڑے آتے اور رسول خدا کی سلامتی سے ہشاش وبشاش ہو کر خدا کا شکر بجالاتے اگرچہ اون قبائل مین بعض لوگ ایسے بھی تہے جو ہمیشہ مصائب مین گرفتار رہتے تہے

وہ بھی یہ کہتے تھے کہ ہم اپنی مصیبتون سے آپکی تکلیفون کا جو آج ہوئین زیادہ رنج کرتے ہین جب
انحضرت مدینہ مین قبیلہ بنی عبد الاشہل پر گذرے تو سعد ابن معاذ کی مان کبشہ بنت رافع ابن معونہ حضرت
کی جانب دوڑی آئین سعد ابن معاذ نے حضور کے گھوڑے کی باگ پکڑ کے عرض کی کہ یا رسول اللہ
میری مان خدمت مین حاضر ہین آپ یہ سنکر ٹھہر گئے۔ حضرت کبشہ نے جمال جہان آرا ے مصطفوی
کی زیارت کرکے کہا کہ یا رسول خدا شکر ہے اللہ العالمین کا کہ مین نے حضور کو سلامت پایا اب جو مصیبت
مجھپہ گذری ہے اوسکا کچھ غم نہین۔ حضرت نے اونکے فرزند دلبند عمرو ابن معاذ کی تعزیت کرکے فرمایا
کہ اے ام سعد تجھکو اور تیرے گھر والون کو بشارت ہو کہ تیرے شہید ایک دوسرے کے ساتھ
بہشت مین ہین اوس مومنہ عارفہ نے خوش ہو کر عرض کیا کہ حضور اب میری تسلی ہوگئی مین اونکے مرنیکا
کبھی رنج نہ کرونگی۔ آپ نے سعد ابن معاذ سے کہا کہ تمہارے ساتھ زخمی بکثرت ہین وہ جلد اپنے
اپنے گھرون مین جاکر اپنا علاج کرین۔ میرے ساتھ چلنے کی ضرورت نہین کیونکہ اونہین تکلیف ہوگی۔
پس حضور کے حکم سے سب بنی عبد الاشہل اپنے اپنے گھرون کو چلے گئے۔ وہ تیس آدمیون کے قریب تھے
اور سعد خود ہمراہ رکاب در دولت تک آئے۔ انصار نے گھر آکر اپنی اپنی عورتون کو ماتم پرسی کے لئے حضرت
حمزہ کے گھر بھیجدیا اور کہا کہ پہلے اونہین روؤ جب اپنے عزیزون کو آکر رونا۔ آنحضرت سو رہے
تھے آدہی رات کو آپ کی آنکھ کھل گئی پوچھا کہ یہ عورتین کیون روتی ہین لوگون نے کہا کہ حضور انصار کی
عورتین حضرت حمزہ آپ کے چچا کے گھر گریہ و بکا کر رہی ہین۔ آپنے فرمایا کہ جاؤ انہین تاکیداً بند کرو۔
جب لشکر اسلام مراجعت فرما کے مدینہ مین آگیا تو رات بھر صحابہ دروازہ نبوی کا پہرہ دیتے رہے
کہ کہین ایسا نہو جو قریش بارادۂ فاسد ادہر رجوع کرین۔
اُبی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت نے شہدائے اُحد کے مراتب و منازل بے حد
وحساب فرمائے ہین اور ارشاد کیا ہے کہ خدا کے نزدیک اونکی بڑی قدر ہے۔ آپ اونکی قبور کی

زیارت کو گئے اور جناب باری مین مناجات کی کہ اے خداوند تعالے لائق پرستش کے لایق تو ہی ہے اور مین تیرا بندہ اور رسول ہون اور یہ لوگ تیری راہ اور رضا مین شہید ہوسے ہین - اور فرمایا جو شخص ان شہیدون کی زیارت کرے اور ان پر سلام بھیجے یہ جواب دینگے - خطاب ابن خالد مخزومی اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ مین نے آنحضرت صلعم کا یہ کلام سنا اور شہداے اُحد کی زیارت کو گیا اور اونمین سلام کیا سب قبرون سے سلام کا جواب آنے لگا - میرے بدن پر دہشت سے لرزہ چڑہ آیا - اور جلد وہان سے سوار ہوکے چلا آیا پیغمبر خدا وحضرت ابو بکرؓ اور جناب عمرؓ ہمیشہ شہداے اُحد کے قبور کی زیارت کو جایا کرتے تھے - اور اخیر عمر تک اونکا یہی طریقہ رہا - فاطمہ خزاعیہ کہتی ہین کہ مین ایک دن صحراے اُحد مین گذری مجھے حضرت حمزہ کی قبر نظر آئی مین نے کہا ”السلام علیک یا عم رسول اللہ“ قبر سے آواز آئی ”وعلیک السلام ورحمۃ اللہ“ حق سبحانہ تعالے شہدا کی شان مین فرماتا ہے -

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ ترجمہ ان لوگون کو جو راہ خدا مین مارے گئے ہین مردہ مت جانو بلکہ یہ زندہ ہین اپنے رب کے پاس روزی پاتے

اودہر جب لشکر کفار لوٹ گیا تو اثناے راہ مین قریش بہت پشیمان ہوسے اور کہنے لگے کہ ہمنے اتنی تو محنت کی اور تکلیف اوٹہائی مگر مسلمانون کو بالکل نیست و نابود کرکے نہ چلے یہ ہمنے کیا کیا - اب مناسب ہے کہ قبل اسکے کہ مسلمان پھر قوت وشوکت بہم پہونچائین اون پر چڑہ چلین اور اونکو بالکل غارت کردین - صفوان بن امیہ بولا اب راہ سے پھر لوٹ چلنا تو بہت بری بات ہے وہ جلے ہوے ہین اگر غضب آلود ہوکر مستعد ہوگیے اور اوس وخزرج کی تمام قومین اونکی مدد کو آگیین تو تمہاری بوٹیان تک اوڑا دینگے - اسوقت تک تو غلبہ تمکو حاصل ہے اب کہین الٹی نہ پڑ جاسے سوچ سمجھ کے کام کرو کہین شدہ شدہ یہ خبر مسلمانون کو بھی پہونچگئی - وہ سب پھر مستعد ہوگئے اور زخمون کی مرہم پٹی کرنا چھوڑدی - خون ٹپکتے ہوسے گھر دان سے نکل پڑے - اور جناب رسول اللہ بھی آکے سر راہ

کھڑے ہو گئے - اور حکم دیا کہ اون لوگون مین سے کوئی ہمارے ساتھ نہ چلے جو گذشتہ جنگ مین شامل نہ تھا - حضرت بلال نے آپ کے اس حکم کو مشتہر کر دیا - پس وہی سرفروش وجان نثار اگرچہ تھکے ماندے اور زخمی تھے لبیک لبیک پکارتے ہوے دوڑے چلے آے اور جنگ کے لئے آمادہ ہو گئے - خدا نے ان لوگون کے حق مین یہ آیت نازل کی - اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

ترجمہ - جنہون نے زخمی ہونے کے بعد خدا ورسول کو قبول کیا اور نیکی کی اور ڈرے اونکے لئے بڑا اجر ہے

جابر ابن عبداللہ نے آنحضرت کی خدمت مین آکے عرض کی کہ حضور مین بال بچون کے جھگڑے مین مبتلا تھا اسلئے جنگ احد مین شامل نہو سکا امیدوار ہون کہ آج تو مجھے بھی ہمرکاب ہونیکی اجازت ہو - آپ نے جابر کو اجازت دیدی مگر اور کسی نئے آدمی کو نہ دی - ابن مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کر کے علم لشکر حضرت علی یا حضرت ابوبکر کو دیا - اور روانہ ہو کے موضع حمراء اسد تک پہونچے جو مدینہ سے سات میل ہے اور وہان آگ جلا کر روشنی کی تاکہ قریش کہین ارد گرد ہون تو جان لین کہ ہمارے جان لیوا آ گئے -

معبد ابن ابی معبد خزاعی مکہ جاتا تھا اوس نے آنحضرت سے ملاقات کی اور مسلمانون کی تکالیف پر متاسف ہوا - اگرچہ معبد مسلمان نہ تھا مگر قبیلہ خزاعہ سے اور مسلمانون سے صلح تھی اسلئے اوس نے مسلمانون کی ہمدردی کی - اور مکہ چلدیا - راہ مین لشکر کفار ملا ابوسفیان عزم بالجزم کر چکا تھا کہ پیچھے لوٹ کے مسلمانون پر دوبارہ حملہ کرین - معبد نے کہا کہ لشکر اسلام بڑے شدومد سے دانت پیستا ہوا تمہارے پیچھے آرہا ہے کیون اپنی کمبختی بلاتے ہو جاؤ اپنے گھر کی راہ لو - اونکے ہمراہ اسقدر بڑی جمعیت ہے - مین ابھی اونکو حمراء اسد مین چھوڑ کے آیا ہون - اور ایسا گمان کرتا ہون کہ تم یہان سے کوچ بھی نہ کرنے پاؤ گے کہ اونکے گھوڑے تمہین نظر آجائینگے - یہ سنکر سب کی سٹی گم ہو گئی اور

خوف سے بہاگا بہاگ کوچ کر کے مکہ پہونچے - معبد نے یہ خبر آنحضرت کے پاس ایک آدمی کی زبانی کہلا بہیجی -

تعاقب کے خوف سے جب قریش مکہ کو بہاگے تو راہ مین عبد القیس کی جماعت کے لوگ اونہین ملے ابوسفیان نے اونکی زبانی آنحضرت سے کہلا بہیجا کہ ہم اب کی دفعہ تمہارا بالکل کہوج کہو دینگے لوگون نے آکے یہ بات مسلمانون سے کہی وہ سنکر بولے "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" -

حمراء اسد مین کفار کے دو آدمی مسلمانون کے ہاتہہ آگئے ایک تو معاویہ ابن المغیرہ ابن امیہ اور دوسرا ابوعزہ شاعر جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے - معاویہ کی سفارش حضرت عثمان نے بہت سی کی اس لئے چہوڑدیا گیا مگر یہ حکم ہوا کہ تین دن کے اندر اندر مدینہ سے نکل جاے اگر تین دن کے بعد وہ شہر مین دیکہا جائیگا تو مار ڈالا جائیگا - مگر وہ محسن کش مدینہ سے نہ نکلا اور وہین چہپا رہا - بلکہ حضرت عثمان کو بہی اپنا منہ نہ دکہلایا - شاید کسی مکر و فریب اور فتنہ انگیزی کی فکر مین ہوگا یا یہ غرض ہو کہ مدینہ کی خبرین مکہ پہونچایا کرون - اہل اسلام کو جو یہ خبر لگی تو آنحضرت نے زید ابن حارث اور عمار یاسر کو اوسکے پتا لگانے کے لئے متعین فرمایا - جب یہ دونون صاحب اوسکے پاس پہونچے تو وہ کمبخت اون سے مقابلہ کرنے کو مستعد ہوگیا - غرضکہ تکرار ہوتے ہوتے ہاتا پائی کی نوبت پہونچی چونکہ اوسکی موت سر پر کہیل رہی تہی مارا گیا - ابوعزہ کو جب خدمت نبوی مین لائی تو اوس نے بہت منت و سماجت کی اور کہا کہ یہ میرا قصور اور معاف ہو جاے آیندہ ایسا نہ کرونگا حضرت نے فرمایا تو اس لئے آزادی چاہتا ہے کہ مکہ مین اپنی ڈاڑہی پر ہاتہہ پہیر پہیر کے سکے کہ مین نے محمد کو دو دفعہ دہوکا دیا - ایسا نہین ہوسکتا اور اوسکو قتل کرادیا -

بمقام حمراء اسد کفار بہاگے تو اس لئے تم کہہ سکتے ہو کہ میدان مسلمانون کے ہاتہہ رہا - مگر بقول ایک مؤرخ کے اس لڑائی مین صرف تیس[۳۰] کفار مارے گئے اور ستر مسلمان زخمی اور ستر ہی شہید ہوے

پکچھہ مال غنیمت بھی مسلمانون کے ہاتھہ نہ آیا اس خیال سے یھی نتیجہ نکلتا ہے کہ مسلمان ہارے
ہماری راے مین فتح اور شکست عارضی باتین ہین مسلمان ایک سید ہار استہ ہو گئے تھے
یعنی اول تو حکم کی اطاعت نہین کی دوسرے فیصلہ قطعی کے پہلے لوٹ پر جھکے - اوسکے باعث
یہ بھگتان بھگتا - ورنہ فتح کہلو یا شکست دونون ٹھیک ہین -

حدیث صحیح مین آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ شہدا کی ارواح کو طائر سبز کے قالب مین رکھتا ہے
اور اوسے اختیار رہتا ہے کہ بہشت مین جہان کی چاہے سیر کرے اور جو چاہے کہاسے اور
رات کو اون سونے کی قندیلون مین جو سایۂ عرش کے تلے ہین بسیرا کرتی ہین - اور یہ بھی تحقیق ہے
کہ اللہ جل جلالہ نے شہداے اُحد کو اپنے حضور مین بلا کے باتین کین خصوصاً حضرت جابر
رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار جناب عبد اللہ سے تو بالمشافہ کلام کیا - اور دریافت کیا کہ اگر تمکو کسی
چیز کی خواہش ہو تو کہڈالو اسی وقت حاضر ہوگی - حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے التماس کی کہ یا الہ العالمین
تیرے فضل وکرم سے ہمین کسی بات کی کمی نہین سب کچھہ موجود ہے البتہ ایک تمنا ہے اگر پوری
کردی جاے حکم ہوا کہو کیون اوسے دل مین رکھہ چھوڑا ہے - عبد اللہ نے عرض کی کہ مجھے پھر
دنیا مین بھیجدیا جاے تا کہ پھر راہ خدا مین شہید ہون - حکم ہوا بس بس اب تمہین دوبارہ تکلیف
دینا منظور نہین - عبد اللہ بولے خیر تو ہماری یہان کی کیفیت سے ہمارے بھائیون کو دنیا مین خبر کردیجاے
جواب ملا ہان البتہ یہ ممکن ہے لہذا اوسی وقت یہ آیتین نازل ہوئین "ولا تحسبن الذین قتلوا فی
سبیل اللہ امواتا الخ"

چودہوین شعبان شب برات کو آنحضرت صلعم نے شہداے اُحد کے لئے استغفار
کیا ہے اس لئے شب برات کو شہداے اُحد اور دیگر اموات کے لئے استغفار کرنا اور
اونکو ثواب پہونچانا موافق سنت کے ہے - غزوۂ اُحد ماہ شوال کی ساتوین یا گیارہوین تاریخ واقع

ہوا تہا۔ آنحضرت نے اہل بقیع کے لئے بھی ایک دفعہ استغفار کیا ہے۔

سنہ ۳ھ کے ماہ شعبان ہی مین حفصہؓ بنت عمر فاروق کا نکاح آنحضرت صلعم سے ہوا تہا اس سے پہلے حفصہ خنیس بن حذیفہ بدری کے نکاح مین آ چکی تہین اور حضرت خنیس رضی اللہ عنہ نے مدینہ ہی مین وفات پائی تھی۔۔۔ ماہ رمضان مین آنحضرت نے زینبؓ بنت خذیمہ سے نکاح کیا۔ حضرت زینب کو ام المساکین بھی کہتے تھے کیونکہ وہ مسکینون کو کہانا بہت کھلایا کرتی تہین اور یہی ادا اونکی ہمارے حضور کو بہت بہائی تھی۔ کہتے ہین کہ حضرت زینب نکاح سے اٹھارہ دن بعد یا دو مہینے کے بعد یا تین ماہ بعد انتقال فرما گئین۔ چوتھے سال ہجرت مین شعبان کی چوتھی یا پانچوین تاریخ کو حضرت امام حسین شہید کربلاء رضی اللہ عنہ پیدا ہوے لیکن اکثرون نے غزوہ اُحد کی تاریخون مین اختلاف بھی کیا ہے وہ چوتھی اور اکیسوین بھی بتاتے ہین اور بعض نے نصف ماہ لکھا ہے۔ مگر دن سنیچر تہا اور ماہ شوال اور سنہ ۳ھ اسمین سبکو اتفاق ہے۔ اس غزوہ مین مسلمانون کے لشکر کی تعداد سوار اور پیادے ملا کے سب ہزار آدمیون کے قریب بتائی گئی ہے۔ کوہ عینین کو بائین طرف لے کے مسلمان لڑنے کھڑے ہوے تھے اور اسی عینین مین وہ شگاف تہا جس سے نکل کے خالد بن ولید و عکرمہ بن ابی جہل نے لشکر اسلام کو درہم برہم کر دیا تھا اور جہان آنحضرت نے عبداللہ بن جبیر کو معہ پچاس کماندارون کے مقرر فرمایا تہا۔۔۔ اسی پہاڑ پر شیطان نے کھڑے ہوکر آواز دی تھی کہ محمدؐ مارے گئے۔

کفار کے علمبردارون مین سے پہلا طلحہ بن ابی طلحہ تہا جسکو کبش کتیبہ بھی کہتے تھے اوسے حضرت علی نے مارا۔ پھر عثمان بن ابی طلحہ نے علم لیا اوسے حضرت حمزہ نے مار گرایا۔ بعد اوسکے ابوسعید بن ابی طلحہ علمدار ہوا جسکو سعد بن ابی وقاص نے قتل کر دیا۔ پھر مسافع بن طلحہ بن ابی طلحہ نے علم تہاما اوسکو عاصم بن ثابت بن ابی اقلح نے ہلاک کیا۔ اسکے بعد حارث بن ابی طلحہ نے

علمداری اختیار کی مگر اوسے بھی عاصم نے مارا - بعدازان کلاب بن طلحہ نے علم سنبھالا اوسے
زبیر بن عوام نے جہنم رسید کیا - پھر حلاس بن طلحہ نے علم لیا - طلحہ بن عبیدہ نے اوسکا خاتمہ کردیا
بعدہٗ ارطاۃ بن شرجبیل نے علمداری کی - اوسے علی مرتضیٰ نے ختم کردیا - پھر شریح بن قارض علمبردار
ہوا اور مارا گیا مگر اوسکے قاتل کا نام نہین معلوم ہوا - آخر ش بنی عبدالدار کے ایک غلام نے جسکا نام صوٓاب
تہا علمداری کا وبال اپنے ذمہ لیا اور قزمان کے ہاتھہ سے قتل ہوا - واقدی کہتے ہین کہ قزمان منافق
تہا اور مدینہ مین لشکر اسلام سے تخالف کرکے رہگیا تہا - عورات مدینہ نے اوسے طعنہ دیا کہ مرد تو
لڑنے گئے ہین اور تو عورت ہے جو گہر مین بیٹھا رہگیا - یہ سنکر اوسکو غیرت آئی اور تیار ہو کے احد پہونچا
اوسوقت آنحضرت صفین برابر کر رہے تھے کہ قزمان صف اول مین داخل ہوگیا - پہلے اوسی نے
لشکر مخالف کی طرف تیر چلایا اور مشرکین مین سے سات آدمی مارے آخر کار بہت زخمی ہوکے گرا اور
اپنی تلوار سے آپ اپنے تئین مار کے مرگیا - اب بنی عبدالدار مین علمداری کے لئے کوئی نہ رہا اور علم
نگون سار ہوگیا تب عمرہ بنت علقمہ حارثیہ نے علمبرداری کی -

ابوسفیان نے انصار کو پیغام بہیجا تہا کہ اگر ہمارے برادر زادہ کو دیدو تو ہم واپس چلے جائین ہمین
تمسے کچہہ سروکار نہین ہے - انصار نے اسکا جواب سخت دیا کہ کفار کو گران گذرا اور لڑائی پر آمادہ ہوگئے
لڑائی کے وقت آنحضرت کے ساتھہ سات مہاجر اور سات انصار رہ گئے تھے مگر اکثرون نے
حضرت عمر فاروق اور محمد بن مسلمہ کو بھی اون مین شامل کیا ہے یون دو اور بڑہے تو سولہ ہوے -
اوسدن تین مہاجر اور پانچ انصار نے آنحضرت صلعم کے ہاتھہ پر بیعت کی تھی کہ مرکے لڑائی
سے منہ پہیرینگے ورنہ جس جگہہ کھڑے ہین وہین جمے رہ جائینگے - اونکے نام نامی یہ ہین - علی -
طلحہ - زبیر - ابودجانہ - حارث - حباب - عاصم - سہل - تیس ۳۰ آدمی آنحضرت سے آگے بڑہے ہوے
لڑتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے "وجہی دون وجہک ونفسی دون نفسک وعلیک السلام غیر

مودع لا یعنی ہماری ذات آپکی ذات پر اور ہماری جان آپکی جان پر قربان ہے اور آپ پر سلام مگر یہہ سلام رخصت کا نہین ہے

اِس لڑائی مین بہت سے مسلمان بہاگ نکلے آنحضرت کو اون پر نہایت غصہ آیا۔ آپ نے نظر جو کی تو علی مرتضی کھڑے معلوم ہوے۔ پوچہا یا علی تم نے اپنے بہائیون کی اقتدا کیون نہین کی جناب علی نے جواب دیا مین آپ کی اقتدا کرتا ہون نہ کہ اپنے بہائیون کی۔ پہر دو جماعتون نے یکے بعد دیگرے آنحضرت پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا حضرت علی نے دونون کا مار کے ستہراؤ کردیا۔ اوسوقت ابو دجانہ اور سہل بن حنیف ننگی تلوارین لئے ہوے رسول اللہ کی حفاظت کر رہے تھے

محمد بن یوسف قرمانی نے بیان کیا ہے کہ جن لوگون نے دندان مبارک رسول اللہ کے توڑے تھے مین نے اونکی اولاد کو دیکہا کہ اونکے آگے کے دانت نہ تھے اُحد کے دن ستر وار تلوار کے کفار نے آنحضرت پر کئے تھے۔ اللہ نے سب سے آپکو محفوظ رکہا جس گڑہے مین حضور گرے تھے وہ ابو عامر راہب نے مسلمانون کی گہات مین کہودا تہا۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے حضرت علی کی مدد سے حضور کو اوس گڑہے سے نکالا۔ حضور نے خوش ہو کے اونکے حق مین یہ بشارت دی من احب ان ینظر الی رجل یمشی فی الدنیا وہو من اہل الجنۃ فلینظر الی طلحۃ بن عبید اللہ یعنی جو شخص دنیا مین کسی اہل جنت کو چلتا پھرتا ہوا دیکھنا چاہے وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھہ لے۔

خنظلہ رضی اللہ عنہ کی شادی عین اوسی دن ہوئی تھی جسدن کہ جنگ اُحد تھی آپ نے ابہی تک غسل جنابت بھی نہین کیا تہا کہ مدینہ مین مسلمانون کے شکست کہانیکی خبر پہونچی آپ اوسی طرح ننگی تلوار لیکر دوڑے اور بہت سے کفار کو قتل کر کے خود بھی شہید ہوے۔ فرشتون نے اونہین غسل دیا اس لئے اونکو غسیل الملائکہ کہتے ہین۔ حضرت خنظلہ بیٹے تھے ابو عامر راہب کے اسلئے اونکی لاش مثلہ نہین کی گئی۔ باقی سب لاشون کے ناک کان ہندہ وغیرہ زنان قریش نے کاٹ کے

ہار اور پہونچیان بنائی تھین اور مکہ مین اونہین پہنے پھرتی تہین۔

عمر ابن خطاب نے ایک گروہ صحابہ کے ساتھہ کفار کا مقابلہ کر کے اونہین پہاڑ پر چڑھنے ندیا اور مار کے ہٹا دیا۔

حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہین کہ شہداے اُحد کے جنازون کی نمازین آنحضرت نے پڑہین اور امام شافعی کا قول ہے کہ نہین پڑہین۔

اس غزوے مین چار مہاجر اور چہیاسٹھہ انصار شہید ہوے اور تیس کفار مارے گئے۔

اُحد ایک چھوٹا سا پہاڑ مدینہ کے شمال مین دو میل کی مسافت پر واقع ہے چونکہ وہ کسی پہاڑ سے اتصال نہین رکہتا اِس لیئے اوسے اُحد کہتے ہین آنحضرت نے احادیث اس پہاڑ کے فضائل مین فرمائی ہین۔

کہتے ہین کہ قریش بارادۂ جنگ جب مکہ سے چلکے موضع ابواین پہونچے جہان حضرت آمنہ کی قبر ہے تو باہم مشورہ کیا کہ آنحضرت کی والدہ کی قبر کہود کے ہڈیان نکال لو اور مدینہ اپنے ساتھہ لئے چلو۔ بالفرض اگر اونہون نے ہماری عورتین گرفتار کرلین تو یہ ہڈیان دیکر اپنی عورتین چھڑا لینگے۔ نہین تو بہت سا مال لیکر وہ ہڈیان اونہین دیدینگے۔ ابوسفیان نے اس راے کو پسند نہ کیا اور کہا کہ بنوبکر اور خزاعہ محمد کے دوست ہین اگر یہ خبر اونہین پہونچیگی تو ہماری سب قبرین کہود کے پھینک دینگے

جب لشکر اسلام مقام شیخین پر پہونچا تو ایک گروہ کو مجتمع پایا کہ اونکی آوازون مین خشونت تھی آپ نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہین۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ حلیف ہین عبداللہ بن ابی کے اور مذہب یہود رکہتے ہین۔ آنحضرت نے فرمایا تم مشرکین کے مقابلہ کو جاتے ہو پس مشرکین سے مدد نہ لو لہذا اونکو واپس کر دیا۔

اُحد مین پہونچکے آنحضرت صلعم نے نماز عشا پڑہی اور فرمایا کہ رات کو کون لشکر کی حفاظت کریگا

ایک شخص نے جواب دیا کہ مین۔ آپ نے اوسکا نام پوچھا اوس نے کہا ذکوان آپ نے فرمایا اچھا بیٹھو۔ پھر آواز دی کہ کون رات کو لشکر کی حفاظت کریگا۔ پھر جواب ملا کہ مین۔ آپ نے نام دریافت کیا تو بولا کہ ابو سبع۔ آپ نے حکم دیا کہ اچھا تم بھی بیٹھو۔ پھر حضور نے پکارا کہ آج رات کو کون لشکر کی حفاظت کریگا۔ جواب دیا گیا کہ مین۔ آپ نے نام پوچھا تو کہا ابن عبد قیس۔ آنحضرت کا ارشاد ہوا کہ اے ابن عبد قیس تم اور ابو سبع اور ذکوان تینون یار ملکے ہمارے خیمہ کی پاسبانی کرو۔ ذکوان نے ہاتھ باندہ کے عرض کی کہ حضور تینون بار مین ہی تو بولا تہا کہ کسی نہ کسی نام سے تو میری خدمت منظور ہو جائیگی۔ حکم ہوا کہ اچھا تمھین حفاظت کرو خدا تمہارا نگہبان ہے۔ حضرت ذکوان نے زرہ پہنی اور ڈہال تلوار لیکے رات بھر خیمہ اقدس اور لشکر کا پہرہ دیا۔

جنگ کے دن جب لشکر اسلام مین اپنی ہی غلطیون سے تلاطم پڑگیا تہا تو اسید بن حفیر کے مسلمانون ہی کے ہاتھون سے دو زخم لگے تھے۔ اور ابو ہریرہ کے بھی اسی طرح دو زخم آئے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ سے لوگون نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے تو آپ نے جواب دیا کہ "وہو فی سبیل اللہ"۔

روایت ہے کہ جسوقت دونون لشکر لڑائی مین مشغول تھے تو ہندہ معہ دیگر عورات کے دف بجا بجا کر یہ گاتی تہی۔

نحن بنات طارق ٭ نمشے علی النمارق ٭ مشے القطا البوارق ٭ ان تقبلوا نعانق ٭ او تدبروا نفارق ٭

اوپر لکھا جا چکا ہے کہ اسی گڑبڑ مین حذیفہ کے والد یمان مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے آنحضرت نے اونکا خون بہا قاتلون سے حضرت حذیفہ کو دلوایا۔ آپ نے نہین لیا۔ پس وہ مسکینون کو دیدیا گیا۔ حضرت حذیفہ ہمیشہ اپنے باپ کے قاتلون کے لئے طلب رحمت اور مغفرت خدا سے کیا کرتے تھے۔

کہتے ہین کہ اصحاب اوسوقت چار رنگون پر منقسم ہو گئے تھے۔ کچھ تو لڑے اور شہید ہوے

اور کچھ بھاگ کے پہاڑیوں مین جا چھپے۔ اور بعض شہر مین جا کے بیٹھ رہے عثمان بن عفان اسی تیسری قسم مین تھے۔ بعد اطمینان کے وہ پھر لڑائی مین آکر شامل ہوئے اس لئے یہ آیت اون سب کے جرم کی معافی کے لئے کلام مجید مین نازل ہوئی اور چوتھی جماعت ثابت قدم رہی اور اپنی جگہ سے نہ ٹلی۔ مگر یاد رہے کہ خدا ان چارون اقسام متذکرہ بالا سے خوش ہے کیونکہ یہ معاملہ بے ترتیبی اور غلطی رائے کا ہے نہ اور کچھ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

ترجمہ جو لوگ تم مین سے ہٹ گئے جسدن لڑین دو فوجین۔ سو اونکو ڈگا دیا شیطان نے کچھ اونکے گناہ کی شامت سے اور اونکو بخش چکا اللہ۔ اللہ بخشنے والا ہے تحمل رکھتا۔

حضرت علی نے فرمایا ہے کہ جنگ احد مین سولہ تلوارین میرے لگین۔ جنمین سے چار کی ضرب سے مین زمین پر گر گر پڑا تھا۔

حضرت طلحہ کے اس لڑائی مین ۸۰ زخم لگے تھے۔

سعد بن ابی وقاص نے مالک بن زبیر کافر کی آنکھ مین تیر مارا کہ وہ سر توڑ کر نکل گیا اور مالک بن زبیر جہنم کو روانہ ہوا۔ اوس نے بہت سے مسلمان زخمی کئے تھے۔

عبداللہ بن جحش کی تلوار لڑائی مین ٹوٹ گئی حضرت نے ایک لکڑی اونہین دیدی اوسی نے تلوار کا کام بخوبی دیا۔

عمرو بن جموح انصاری اعرج کے چار بیٹے تھے اور چارون لڑائی مین شامل تھے لوگون نے اون سے کہا کہ تمہارے بیٹے تو شامل ہین تم جا کے کیا کرو گے کیونکہ تم لنگڑے ہو تم پر جہاد فرض نہین۔ مگر بیوی اونکی اور وہ بھی چاہتے تھے کہ لڑائی مین جائین حضرت عمرو بن جموح نے ہتیار لئے

اور یہ دعا کی "اللہم لاتردنی الی اہلی" یعنی اے اللہ اب تو مجھے میرے گھر پھیر کے نہ لائیو۔ آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے۔ آپ نے بھی فرمایا کہ اے ابن جموح تم پر جہاد فرض نہین۔ مگر اونہون نے عرض کی کہ حضور مجھے بڑا شوق ہے کہ جنت مین لنگڑاتا پھرون۔ اونکا اشتیاق بڑہا ہوا دیکھکر حضرت نے اجازت دیدی۔ عمرو بن جموح لڑائی مین اکڑتے ہوے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ مین ہون جنت کا مشتاق اور بیٹا بھی باپ کے پیچھے بھاگا پہرتا تہا۔ دونون خوب ہی لڑلڑ کے شہید ہوے۔ عمرو بن جموح کی بیوی ہند اپنے میان اور بیٹے کی لاشین اونٹ پر لاد کے دفن کرنیکو مدینہ لے چلین مگر اونٹ گھٹنون کے بل بیٹھ گیا۔ اوسے مدینہ کی طرف مار مار کے ہانکتے تھی وہ نہین چلتا تہا اور لیٹ جاتا تہا لیکن جب چہوڑ دیتے تھے تو اُحد کی طرف منہ کرکے دوڑتا تہا جب لوگ اوس اونٹ سے زچ ہو گئے تو ہند روتی پیٹتی آنحضرت کی خدمت مین آئین اور حال بیان کیا آپ نے فرمایا کہ اے ہند اونٹ خدا کے حکم کے خلاف کیسے کریگا وہ تو مامور ہے۔ اچھا بتاؤ تمہارے میان نے گھر سے چلتے وقت کیا کہا تہا۔ ہند نے جوابدیا کہ دعا کی تھی "یا اللہ اب مجھے گھر پھیر کر نہ لانا" حضور نے فرمایا بس یہی سبب ہے اونٹ کے نہ چلنے کا۔ بہلا خدا کہین اپنے ایسے دوستون کا سوال رد کرتا ہے۔ بس تم اون لاشون کو جہان پڑی تہین وہین ڈالدو۔ اور گھر جاؤ۔ یہ لوگ تو یہین دفن ہونگے۔

جنگ اُحد مین جب مسلمان بھاگ نکلے تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالے عنہ مہاجرین کے علمبردار جہان تھے وہین کھڑے رہگئے اپنی جگہہ سے اصلا جنبش نہ کی۔ ابن قمیہ نے اونکے دائین ہاتھ مین تلوار ماری کہ وہ کٹ گیا۔ حضرت مصعب نے علم دوسرے ہاتھ مین لیلیا۔ اور کہتے تھے "وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل" یعنی محمد صرف رسول اللہ ہین اور تحقیق ان سے پہلے اور رسول بھی گذرے ہین۔ اوس ملعون نے دوسری تلوار ماری دوسرا ہاتھ بھی الگ ہو کے

گر پڑا - پھر اونھون نے وہی کلمہ کہا اور علم کو دونون بازوؤن سے پکڑکے چہاتی سے لگالیا - پھر اوس نے تیر مارا وہ شہید ہوے - اور نشان اونکے بہائی ابوالروم نے لپک لیا -

اب ابوالروم ہی علم آگے آگے لیئے ہوے مدینہ لاے - حضرت مصعب جلیل القدر اصحاب مین سے تھے اور بڑے عالم فاضل تھے - حبش کو جو مسلمان ابتداے نبوت مین ہجرت کرکے گئے تھے آپ اونمین شامل تھے - جنگ بدر مین بھی حاضر ہوے - آنحضرت نے بعد بیعت عقبہ ثانیہ یا بعد عقبہ اولی کے اونہین مکہ سے مدینہ کو انصار کے ساتھ مسائل دین کی تعلیم کے لئے بہیجا تہا قبل اسلام لانے کے آپ بڑے امیر تھے اور عیش وکامرانی مین مشغول رہتے تھے اسلام لاکے زہد وتقوی اختیار کیا - ایک دن آنحضرت صلعم نے اونکو چمڑے کا پرانا تسمہ کمر سے باندہے دیکھا فرمایا دیکھو مصعب کو - خدا نے اسکا دل روشن کردیا ہے - ایک زمانہ وہ تہا کہ مین نے اسکے باپ کو اسکے لئے دوسو درہم کا حلہ خریدتے ہوے دیکھا تہا - اور اب جو خدا اور رسول کی محبت مین اسکی حالت ہے اوسے تم دیکھتے ہی ہو -

وہب بن قابوس مزنی اور اونکے بھتیجے حارث بن عقبہ بن قابوس اگرچہ پہلے سب مسلمانون کے ساتھ لوٹ مین مشغول ہوگئے تھے - مگر جب خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل پیچھے سے مسلمانون پر حملہ آور ہوے تو وہب اور حارث نے اونکے مقابلہ مین بڑی ثابت قدمی اور شجاعت ومردانگی دکھائی - اسی عرصہ مین کفار کا ایک گروہ آنحضرت صلعم کی طرف جہکا - حضور نے فرمایا "من لہذہ الفرقۃ" یعنی ہے کوئی ایسا جو اس فرقہ کو دفع کرے - وہب نے جوابدیا "انا یا رسول اللہ" اے رسول خدا مین ابہی ان کو خاک مین ملاے دیتا ہون - یہ کہکر ایسے تیر نشانہ باندہ کے لگاے کہ سب بہاگ گئے - پھر دوبارہ ایک گروہ شقاوت پژوہ نے حضور کی طرف رخ کیا آپ نے کہا "من لہذہ الکتیبۃ" ہے کوئی ایسا جو انہین روکے - وہب نے تلوار پکڑی اور اونہین بہگادیا - پھر ایک اور

جماعت کی کمبختی آئی - آپ نے ارشاد کیا۔ "من ہؤلاء" وہب نے بدستور جوابدیا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ "قم وابشر بالجنۃ" یعنی اوٹھہ اور جنت کی بشارت لے۔ وہب نے یہ سنکے تلوار لی اور کفار پر پل پڑے کافرون نے چارون طرف سے اونہین گہیر لیا اور شہید کیا اونکے بعد اونکے بہتیجے حارث نے بڑی کوشش و جان فشانی کرکے شہادت پائی - جناب عمر فاروق رض نے فرمایا ہے کہ میری دلی آرزو اور اصلی تمنا یہی ہے کہ میری موت مزنی کی موت کی طرح ہو - اور سعد بن وقاص نے کہا ہے کہ مین نے جو بہادری احد مین وہب بن قابوس کی دیکہی ویسی کسی دوسرے آدمی سے ظہور مین نہین آئی - ایسے شجیع دنیا مین کب نظر آتے ہین - آنحضرت صلعم اونکے سرہانے کھڑے ہوے فرماتے تھے "رضی اللہ عنک فانی عنک راض" خدا تم سے راضی ہو اس مین بھی تم سے راضی ہون دفن شہدا کے وقت اگرچہ آنحضرت کو کمال ضعف تہا اور سیدہے کھڑے نہین ہو سکتے تھے مگر آپ نے وہب کی لاش کو اپنے ہاتہ سے دفن کیا -

عمرو بن ثابت بن وقش کی تمام قوم ایمان لے آئی تہی وہ سب اونکو ہدایت کرتے تہے کہ مسلمان ہو جاؤ مگر عمرو بن ثابت کے سمجہہ مین نہ آتا تہا - اتفاقاً اوسی دن پردہ غفلت کا اونکے دل سے دور ہوا اور مسلمان احد کو جارہے تھے کہ نور یقین اونکے اندر چمک اوٹہا - ہتیار لیکر لڑائی پر جو جہک گئے تو تمام مجمع کفار کو زیر و زبر کر دیا جب لڑتے لڑتے شل ہو گئے تو شہید ہوے رسول کریم نے اونکے حق مین - "انہ لمن اہل الجنۃ" فرمایا ہے - یعنی وہ ضرور جنتی ہین -

مخریق نام ایک یہودی مالدار احبار بنی اسرائیل مین سے تہا اوس نے کتب سابقہ مین تعریف نبی آخر الزمان کی پڑہی تھی - آپ تو احد تشریف لئے جاتے تھے کہ مخریق کے دل مین اسلام نے جوش مارا - سنیچر کا دن تہا اوس نے اپنی تمام قوم سے کہا کہ تم سب مسلمان ہو جاؤ لیکن کسی نے نہین مانا - پس مخریق اوٹہا اور تلوار لیکے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور ایمان لایا - درست اعتقادسے

مشرکین سے لڑ کے شہید ہوا۔ بموجب اوسکی وصیت کے آنحضرت صلعم نے اوسکا مال مسلمانون پر تقسیم کردیا۔ آپ نے مخیریق کو بہترین یہود کہا ہے۔

نسیبہ بنت کعب نے اپنے خاوند زید بن عاصم اور ایک بیٹی عمارہ اور ایک بیٹے عبداللہ کے ساتھ تمام و کمال اہتمام لڑائی کا کیا۔ یہ پیاری عورت ذات مشک لئے ہوئے دن بھر مسلمانون کو پانی پلاتی رہین۔ جب دیکھا کہ کفار کا غلبہ ہوا تو پانی پلانا موقوف کردیا اور مشرکین سے لڑنے لگین۔ یہان تک کہ تیرہ زخم لگے جنمین ایک ایسا تھا جو سال بھر مین اچھا ہوا۔ وہ زخم ابن قمیہ کے ہاتھ سے لگا تھا۔ حضرت نسیبہ نے بھی اوسکو خوب خوب جواب دئے لیکن وہ دو زرہین پہنے تھا اس لئے کچھ اثر نہوا۔ جب نسیبہ کے زخم لگا تو آنحضرت صلعم نے اونکی بیٹی عمارہ کو آواز دے کر فرمایا کہ اپنی مان کو آکے سنبھالو۔ اور زخم کی مرہم پٹی کرو۔ یہ دونون مان بیٹیان خوب خوب لڑین۔ نسیبہ کے پاس سپر نہ تھی آپ نے ایک صحابی سے جو آپ کے پاس بیکار کھڑے ہوے تھے فرمایا کہ تم اپنی سپر اس لڑنے والی ہی کو دیدو۔ چنانچہ وہ سپر نسیبہ نے لیلی۔ اور کفار کے حملے جو حضور پر ہوتے تھے روکنے لگین۔ کفار مین سے ایک سوار نے اونھین تلوار ماری جو کارگر نہوئی۔ نسیبہ نے اوسکے گھوڑے کے ایک ہاتھ دیا گھوڑا گر پڑا اور سوار اوسپر سے الگ جا رہا۔ آنحضرت نے عمارہ کو پکار کے پھر اونکی مان کے پاس بھیجا۔ مان بیٹیون دونون نے ملکے اوس سوار کو مار لیا۔ عبداللہ بن نسیبہ کے ایک مشرک نے ایسا زخم لگایا جس سے خون نہین بند ہوتا تھا۔ نسیبہ نے اوسے باندھا اور کہا اوٹھ کفار کا مقابلہ کر۔ اتنے مین وہی کافر نسیبہ کے سامنے سے گذرا۔ آنحضرت نے بتایا کہ اسی نے تیرے بیٹے کو زخمی کیا ہے۔ نسیبہ نے ایک ہاتھ تلوار کا اوسکی پنڈلی مین مارا کہ وہ لڑکھڑا کے گر پڑا۔ آنحضرت ہنس دیئے۔ نسیبہ نے عرض کی حضور دعا کیجیے کہ مین آپ کے اہل بیت کے ساتھ قیامت کے دن قبر سے اوٹھون اور اونھین کی رفاقت مین جنت مین رہون آنحضرت نے جوابدیا کہ نسیبہ تو اوس دن

میری رفیق بنائی جائیگی اور دعا کی "اللھم اجعلھم رفقائی فی الجنتہ" یا اللہ نسیبہ اور اوسکے کُنبے کو جنت مین میرا رفیق بنائیو۔ اسکے بعد نسیبہ خوش ہو ہو کے لڑتین اور کہتی جاتی تہین کہ اب جو مصیبت چاہے مجپر پڑے مین کچہہ خوف نہین کرتی ہون۔ جنگ یمامہ مین بھی وہ شامل تہین اور مسیلمہ کذاب کو تلاش کرتی پھرتی تہین۔ ناگہان ایک شقی نے اونکے ایک تلوار ماری ہاتہہ کٹ کے گر پڑا باوجود اسکے بھی وہ لڑنے سے باز نہ رہین۔ اور تہوڑی دیر کے بعد اوس مردود کو مار لیا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہے کوئی ایسا جو سعد بن ربیع بن عمرو انصاری عقبی بدری کی خبر لادے کہ اونکا کیا حال ہوا۔ لوگ ادہر ادہر دوڑے۔ ایک انصاری نے اونکو مردون مین پڑے ہوے دیکہا کہ ایک رمق جان باقی تہی آپنے حضرت خواجہ عالم کا سلام اون سے کہا۔ سعد نے کہا کہ میرا بھی سلام حضور سے عرض کر کے کہنا "جزاک اللہ عنا یا رسول اللہ افضل ماجزی نبیا عن امتہ" یعنی اے رسول اللہ جزا دے اللہ تمکو ہماری طرف سے بہتر اوس جزا سے جو اللہ نے کسی نبی کو اوسکی امت کی طرف سے دی ہو۔ پھر اور اصحاب کو میری جانب سے سلام کہدینا۔ اور کہنا کہ اگر آنحضرت کی خدمت گذاری مین ذرا بھی قصور کرو گے تو خدا تمہارا کوئی عذر نہ سنیگا اتنا کہکے جان بحق تسلیم ہوے۔ اون انصاری نے سارا ماجرا خدمت نبوی مین آکے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا "اللھم ارض عن سعد بن الربیع" یعنی اے اللہ راضی ہو سعد بن ربیع سے۔

ایک عورت کا باپ بیٹا اور خاوند اور علاوہ اونکے اور سب رشتہ دار اسی جنگ مین شہید ہو گئے کوئی باقی نہ رہا بیچاری اکیلی رہگئی سب سے پوچہتی تہی لوگو للہ مجھے یہ تو بتادو کہ رسول اللہ تو صحیح وسالم ہین لوگون نے اوسے لاکے حضور مین کھڑا کر دیا کہ اپنی آنکھون سے دیکھہ لے۔ اوس نے زیارت کی اور خوش ہو گئی اور کہا کہ اب مجھے کسیکا غم نہین ہے۔

سولہوین شوال اتوار کے دن آنحضرت نے بلال کو حکم دیا کہ مشتہر کر دو ہم جہاد کے لئے پہر جائینگے

پس وہی لوگ ہمارے ساتھ چلین جو جنگ اُحد مین شامل تھے - تاکہ مشرک یہ نہ سمجھین کہ مسلمانون کو ہمنے اتنا زچ کیا کہ وہ مضمحل ہو گئے ہین - اس ارادہ سے آٹھہ کوس تک چلے گئے اور تین دن حمراء الاسد مین رہکر واپس آے - کفار کو جو تعاقب کی خبر ہوئی تو سر پر پیر رکھکے بھاگے -

اسی سال مین حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا بعد ولادت امام حسن کے پچاسوین دن حاملہ ہوئین یعنی حضرت امام حسین آپ کے رحم پاک مین آئے -

بروایت واقدی ہکفار قریش کی طرف سے عمرو بن عاص - ہبیرہ بن وہب - ابن لعبری - اور ابو عزی وغیرہ اطراف عرب سے حمایتی تلاش کرنے اور فوج کفار کے لیئے آدمی جمع کرنے گئے تھے - تین نشان بنائے گئے - ایک سفیان بن عوف کو - دوسرا طلحہ بن ابی طلحہ کو - اور تیسرا کسی اور شخص کو ملا -

حضرت عباس نے جو اطلاعی خط مکہ سے مدینہ آنحضرت صلعم کو بھیجا تھا وہ آپکو مسجد قبا مین ملا - ابی بن کعب نے اوسکا مضمون کچھہ تو باآواز بلند پڑھا اور کچھہ مخفی آپکو سنایا - بعد ازان عمرو بن سالم مکہ سے آکے حضور کو یہ خبر دے گئے کہ قریش ذی طوی مین آگئے ہین اور فوراً مکہ واپس گئے - قریش کے کان اونکی آمد و رفت سے کھڑے ہو گئے کہ بیشک آنحضرت کو ہماری چڑھائی کی خبر ہو گئی ہے اب مسلمان قلعہ بند ہو جائینگے اور ہمارا کچھہ بس نہ چلیگا - صفوان بولا خیر اگر وہ ہاتھہ نہ آئینگے تو ہم اوس و خزرج کے باغ کاٹ ڈالینگے جس سے اونکی معاش برباد ہو جائیگی اور وہ اگر میدان مین آکے ہم سے لڑے تو پھر کیا کہنا - ہمارا لشکر اون سے بہت زیادہ ہے - کنوئین جھکا دینگے - کفار کا لشکر پانچوین شوال جمعرات کو موضع وطاء مین اوترا - قریش کے دس سوارونکا طلیعہ سلمہ بن سلامہ کو ملگیا اور آپسمین تیر اور پتھر چلے - اس ایک شیر نے دسون سوارون کو نو کدم بھگا دیا - پھر حضرت سلمہ نے

اپنے کھیت مین سے گرڑے ہتیار نکالے اور اپنی قوم بنی اشہل کو اس ماجرے سے مطلع کر دیا۔
آنحضرت صلعم کی رائے تھی کہ مدینہ سے باہر نہ نکلین شہر ہی مین رہ کر لڑین - چنانچہ آپ نے اصحاب سے مشورہ طلب کیا۔
عبد اللہ بن ابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ ہمین بہت سی لڑائیان دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے - ہم عورتون اور بچون کو ٹیلون اور گڑھیون مین محفوظ کر دیتے تھے اور خود شہر کی گلیون اور کوچون مین جم جاتے تھے پھر مردون کے تیر اور نیزے اور عورتون کے پتھر دشمنون کا منہ پھیر دیتے تھے - اسی طرح ہم مہینون لڑے ہین - ہان مدینہ سے نکلکے جب کبھی لڑے ہین تو زک ہی اوٹھائی ہے - اور جب شہر کے اندر سے لڑے ہین تو دشمن منہ کی کھاکے بھاگا ہے آپ بھی ایسا ہی کرین انشاء اللہ تعالے فتح ہوگی - اکابر اصحاب نے بھی رائے پسند کی مگر جوش بھرے نوجوان جو جنگ بدر مین حاضر نہو سکے تھے اور شہادت کے سچے ولولے دل مین رکھتے تھے اور معمر صحابہ جنھین اسلام نے بڑھاپے مین جوان کر دیا تھا نہ مانے - حضرت حمزہ - سعد بن عبادہ اور نعمان بن مالک وغیرہ انھین مین سے تھے۔
ابو سعید خدری کے باپ مالک بن سنان کھڑے ہو کے کہنے لگے کہ یارسول اللہ آج وہ دن ہے کہ دو دولتون مین سے کوئی دولت ہمین ملے یا تو فتح پائین یا شہید ہو جائین - مگر آپ نے اسکا کچھہ جواب ندیا پس مالک بیٹھہ گئے۔
آنحضرت صلعم کے عم بزرگوار صف شکن جرار ہزبر رسول شیر خدا حضرت حمزہ سامنے آئے اور فرمایا کہ قسم ہے اوس خدا کی جس نے آپ پر قرآن اوتارا ہے مین اوسوقت تک کھانا نہ کھاؤنگا جب تک کہ شہر سے نکل کے دشمنون کو موت کا ذائقہ نہ چکھا لونگا - چنانچہ آپ نے جمعہ اور سنیچر دونون دن روزہ رکھا اور روزہ دار ہی شہید ہوے۔
نعمان بن مالک بولے کہ مین شہادت دیتا ہون کہ ذبح کی ہوئی گائے جو آپ نے خواب مین

دیکھی ہے مین ہون اللہ آپ مجھے اس دولت غیر مترقبہ سے محروم نہ کرین۔ قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جسکے سوا کوئی معبود نہین۔ مین بیشک جنت مین جاؤنگا۔ فرمایا کس طرح تم نے جانا۔ عرض کی کہ مین اللہ اور اوسکے رسول کو دوست رکھتا ہون اور جہاد سے بہاگتا نہین۔ حضور نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ چنانچہ نعمان اُحد ہی مین شہید ہوے۔

پھر ایاس بن اوس نے التماس کی کہ یا رسول اللہ ہم قبیلہ بنی عبد الاشہل سے ہین تمنا ہے کہ وہ ذبح کی ہوئی گاے ہم ہون ہم جنت مین جائین اور وہ دوزخ مین۔ پس ہم سے نہین ہو سکتا کہ قریش اپنے اپنے گھر جاکے کہین کہ ہمنے مسلمانون کو اونکے گھرون سے نکلنے نہین دیا اور اونکی کہیتیان تباہ کرڈالین۔ ہم تو ایام جاہلیت مین کسی سے مغلوب نہین ہوے ہین چہ جائیکہ اب جبکہ حضور کی برکت سے ہمین حق کی قوت حاصل ہے۔

ابو سعید خیثمہ نے کہا کہ یا رسول اللہ قریش بڑے سامان اور لشکر سے ہم پر چڑہے ہین اگر یون ہی لَوٹ گئے تو بہت دلیر ہو جائینگے اور ہمیشہ لُوٹ مار کرنیکو ہمپر چڑہ آیا کرینگے۔ اور دیگر دہقانی بھی ایسا ہی کرینگے۔ میرا بیٹا بدر مین شہید ہو چکا ہے رات کو مین نے اوسکو خواب مین دیکھا تھا۔ اوس نے بیان کیا کہ خدا مجھہ سے بہت خوش ہے اور مین جنت مین عیش کرتا ہون یا رسول اللہ اب مین بڈہا ہوا دعا کیجئے کہ مجھے شہادت نصیب ہو آپ نے دعا فرمائی اور وہ اسی جنگ مین شہید ہوے۔

جب لشکر اسلام درہم و برہم ہوا اور ہڑ بڑ مچ گیا تو مسلمان کئی حالتون مین ہو گئے۔ بعض تو بہاگ کے موضع مہراس تک پہونچے۔ اور کچھہ بہاگے تو سہی مگر تہوڑی دور جاکے واپس چلے آے۔ اور بعض بہاگنے کو تہے مگر معاً سنبہلے اور میدان مین جمگئے۔ کچھہ وہ بہی تہے جنکو جنبش ہی نہین ہوئی۔ پھر ان ثابت قدم رہنے والون اور پھرنے والون مین سے بعضے تو متفرق طور پر لڑتے رہے اور مرا کئے۔ اور کچھہ حضرت کی خدمت مین فوراً پہونچ گئے۔ اور بعض حضرت کو تلاش ہی کرتے رہے اور

آخروقت مین حاضر ہوے - آنحضرت صلعم کی خدمت مین اوسوقت بہت ہی کم اصحاب رہگئے تھے جنکی تعداد چودہ۱۴ سے تیس تک بیان کی جاتی ہے - اونمین سے سولہ کے نام ہم اوپر لکھ چکے ہین -

حضرت ابوبکر صدیق پروانہ وار ہروقت حضور کے گرد رہے - ناگاہ عبدالرحمن آپ کے بیٹے نے جو اوسوقت تک مسلمان نہ ہوے تھے فوج اعدا سے نکلکے کہا کہ ہے کوئی ایسا جو میرا مقابلہ کرے - تو آپ سے نرہا گیا اور جھٹ تلوار میان سے نکالکے شیر غران کی طرح اپنے بیٹے پر دوڑے - آنحضرت پکاراوٹھے کہ اے ابوبکر تمہارا ہٹنا میرے پاس سے اچھا نہین تم اپنی زندگی سے ہمین نفع دو اور تلوار اپنے نیام مین کرلو -

شماس بن عثمان کی نسبت آنحضرت نے خود فرمایا ہے کہ جنگ کے دن شماس میری سپر تھے جسوقت مین تیر پھینکتا اور کفار میری طرف آنیکا ارادہ کرتے تو شماس بزور شمشیر اونھین ہٹا دیتے تھے - اور اپنی جان مجہپر فدا کرنیکو برابر تیار رہے - آخرکار شہید ہوے -

عباس بن عبادہ وخارجہ بن زید نہایت جوانمردی سے لڑے - اور پکار پکار کے کہتے تھے کہ اے مسلمانو اگر آنحضرت شہید ہوگئے تو خدا کو کیا منہ دکھاؤگے - ہماری نافرمانی اور خلاف ورزی نے لشکر اسلام مین یہ گڑبڑ ڈالی ہے - بالآخر دونون شہید ہوگئے - حضرت خارجہ زخمون مین نہایت چور تھے کہ مالک بن دخشم نے اون سے کہا کہ آنحضرت شہید ہوگئے - خارجہ نے جوابدیا کہ اللہ تو زندہ ہے ہمکو چاہیئے کہ ہم خود اللہ کے لیئے لڑین اور دین کی حمایت کرین - اور یہی جواب مالک بن سعد بن ربیع نے دیا تہا -

ایک مشرک زرہ پوش نے سعد بن مولا حاطب کو شہید کیا حضرت رشید نے اوس مشرک پر حملہ کیا اور ایک ہی وار مین اوسکے دو ٹکڑے کر ڈالے - پھر اونکا بھائی ابن عویم جو کفار کی طرف تہا اون پر لپکا آپ نے ایک ہی ہاتھہ مین اوسکا خود و سر دونون اوڑا دیئے اور وہ مرگیا اوسدن آنحضرت

نے رشید کی کنیت ابو عبد اللہ مقرر کی۔

آنحضرت صلعم لڑائی مین جس جگہہ جاکے کھڑے ہوے تھے وہان سے ایک بالشت بھی قدم نہ ہٹایا اور اخیر وقت تک وہین کھڑے ہوے مسلمانون کو اسطرح لڑایا کئے جیسے کوئی بڑا تجربہ کار ہو۔

آپ بھاگنے والون کے نام لیکے پکارتے جاتے تھے اور خود بھی تیر و پتھر پھینکتے بلکہ لڑنے والون کو تیر دیتے تھے۔عبد اللہ بن شہاب کہتا ہے کہ ہم چار آدمیون نے باہم عہد کیا کہ حضور اقدس کو مضرت پہونچائین مگر کچھہ بھی نہ کر سکے۔اوسدن آپ پر تلوار کے ستر وار ہوے لیکن اللہ تعالےٰ نے آپکو محفوظ رکھا۔جب لڑائی کے بعد آنحضرت مدینہ مین آگئے تو مغرب کی نماز کے وقت سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کے سہارنے سے مسجد مین تشریف لاے مگر عشا کی نماز کو بغیر سہارے ہی تشریف لے آے تھے۔

مدینہ کے منافق اور یہود اور خصوصاً ابن ابی باتین بنانے لگے کہ اگر آپ پیغمبر ہوتے تو ایسی بلا مین نہ پھنستے۔حضرت عمر فاروق کو تاب نہ رہی اور تلوار نیام سے کھینچکے آنحضرت سے اجازت طلب کی کہ اگر حکم ہو تو سب یہودیون کو خاک مین ملا دون۔آپ نے فرمایا۔عمر۔صبر کرو اللہ خود اپنے پیغمبر کو غلبہ دیگا یہود تو ہمارے ذمی ہین۔پھر طیش مین آکر عرض کیا کہ اچھا تو منافقون ہی کے قتل کا حکم دیدیجئے فرمایا کہ وہ اسلام کا اقرار کرتے ہین اور مجھے کلمہ گو کے قتل کا حکم نہین ہے۔

آنحضرت نے آٹھوین شوال روز اتوار کو بعد نماز فجر حمراء الاسد کا ارادہ کر دیا اور اونہین تھکے ماندے زخمیون کو ساتھہ لیا جو جنگ اُحد مین شریک تھے کسی نئے آدمی کو ہمراہ چلنے کی اجازت نہ ہوئی اور مشرکین قریش کا تعاقب کیا۔مشرکین ذی جو روحہ تک پہونچ چکے تھے یہ خبر سنکے اپنے ہوش و حواس کھو دیئے اور بھاگتے نظر آے۔اوسدن علم حضرت علی مرتضیٰ یا حضرت ابو بکر صدیقؓ کو مرحمت ہوا تھا۔

شہدای اُحد کے اسمای مبارک

(۱) اَللّٰھُمَّ اسئلك بسیّدنا حمزۃ بن عبد المطّلب المهاجری رضی اللّٰه تعالیٰ عنه

الف

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُكَ

(۲) بسیدنا انس بن النضر الخزرجی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه +

(۳) وبسیدنا اُنیس بن قتادۃ الاوسی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه +

(۴) وبسیّدنا اوس بن الارقم الخزرجی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه +

(۵) وبسیدنا اوس بن ثابت الخزرجی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه +

(۶) وبسیدنا ایاس بن اوس الاوسی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه +

(۷) وبسیدنا ایاس بن عدی الخزرجی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه +

ث

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُكَ

(۸) بسیدنا ثابت بن الدحداح الاوسی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه +

(۹) وبسیدنا ثابت بن عمرو الاوسی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه +

(۱۰) وبسیدنا ثابت بن وقش الاوسی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه +

(۱۱) وبسیدنا ثعلبۃ بن سعد الخزرجی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه +

(۱۲) وبسیدنا ثقب بن فروۃ الخزرجی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه +

(۱۳) وبسیدنا ثقف بن عمرو المہاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ح

اللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ

(۱۴) بسیدنا حارث بن انس الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۵) وبسیدنا حارث بن اوس الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۶) وبسیدنا حارث بن ثابت بن سفیان الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۷) وبسیدنا حارث بن ثابت بن عبد اللہ الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۸) وبسیدنا حارث بن عدی الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹) وبسیدنا حارث بن عقبۃ المہاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۰) وبسیدنا حارث بن عمرو الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۱) وبسیدنا حاب بن تیطی الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۲) وبسیدنا حبیب بن زید الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۳) وبسیدنا حُسَیل بن جابر الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۴) وبسیدنا حنظلۃ بن ابی عامر الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خ

اللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ

(۲۵) بسیدنا خارجۃ بن زید الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۶) وبسیدنا خداش بن قتادۃ الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۷) وبسیدنا خلّاد بن عمرو الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۸) وبسیدنا خیثمۃ بن الحارث الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ

(۲۹) بسیدنا ذکوان بن عبد قیس الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ

(۳۰) بسیدنا رافع مولیٰ غزیّۃ الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۱) وبسیدنا رافع بن مالک الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۲) وبسیدنا رافع بن زید الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۳) وبسیدنا رفاعۃ بن عبد المنذر الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۴) وبسیدنا رفاعۃ بن عمرو الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۵) وبسیدنا رفاعۃ بن وقیش الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ

(۳۶) بسیدنا زیاد بن السکن الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۳۷) وبسیدنا زید بن ودیعۃ الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ

(۳۸) بسیدنا سُبَیع بن حاطب الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۹) وبسیدنا سعد مولیٰ حاطب المہاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۴۰) وبسیدنا سعد بن ربیع الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۴۱) وبسیدنا سعد بن عبید الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۴۲) وبسیدنا سعد بن سوید الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۴۳) وبسیدنا سلمۃ بن ثابت الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۴۴) وبسیدنا سُلَیم بن الحارث الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۴۵) وبسیدنا سُلَیم بن عمرو الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۴۶) وبسیدنا سہل بن رومی الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۴۷) وبسیدنا سہل بن عدی الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۴۸) وبسیدنا سہل بن قیس الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ

(۴۹) بسیدنا شماس بن عثمان المهاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

ص

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُكَ

(۵۰) بسیدنا صیفی بن قیظی الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

ض

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُكَ

(۵۱) بسیدنا ضمرۃ بن عمرو الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

ع

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُكَ

(۵۲) بسیدنا عامر بن امیۃ الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۵۳) وبسیدنا عامر بن مخلّد الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۵۴) وبسیدنا عامر بن یزید الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۵۵) وبسیدنا عباد بن سھل الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۵۶) وبسیدنا عباس بن عبادۃ الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۵۷) وبسیدنا عبد اللہ بن جُبیر الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۵۸) وبسیدنا عبد اللہ بن جحش الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۵۹) وبسیدنا عبد اللہ بن الربیع الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۶۰) وبسیدنا عبد اللہ بن سلمۃ الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۶۱) وبسیدنا عبد اللہ بن عمرو الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۶۲) وبسیدنا عبد اللہ بن قیس الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۶۳) وبسیدنا عبد اللہ بن ھبیت المہاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۶۴) وبسیدنا عبد الرحمٰن الھبیت المہاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۶۵) وبسیدنا عبدۃ بن الحسحاس الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۶۶) وبسیدنا عبید بن التیہان الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۶۷) وبسیدنا عبید بن المُعلّٰے الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۶۸) وبسیدنا عتبۃ بن ربیع الخزرجی رضی اللہ تعالےٰ عنہ +

(۶۹) وبسیدنا عقربۃ بن عقربۃ المہاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۷۰) وبسیدنا عمارۃ بن زیاد الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۷۱) وبسیدنا عمرو بن ثابت الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۷۲) وبسیدنا عمرو بن الجموح الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۷۳) وبسیدنا عمرو بن القیس الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۷۴) وبسیدنا عمرو بن مطرف الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۷۵) وبسیدنا عمرو بن معاذ الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۷۶) وبسیدنا عمیر بن عدی الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۷۷) وبسیدنا عنترۃ مولیٰ سُلیم الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

ق

اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ

(۷۸) بسیدنا قرۃ بن عقبۃ الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۷۹) وبسیدنا قیس بن الحارث الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۸۰) وبسیدنا قیس بن عمرو الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۸۱) وبسیدنا قیس بن مخلّد الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

ك

اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ

(۸۲) بسیدنا کیسان مولیٰ بنی یازن الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

م

اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ

(۸۳) بسیدنا مالک بن خلف المهاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۸۴) وبسیدنا مالک بن ایاس الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۸۵) وبسیدنا مالک بن سنان الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۸۶) وبسیدنا مالک بن نمیلۃ الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۸۷) وبسیدنا مجذّر بن زیاد الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۸۸) وبسیدنا مصعب بن عمیر المہاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۸۹) وبسیدنا معبد بن مخرمۃ الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ ن

(۹۰) بسیدنا نعمان بن خلف المہاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۹۱) وبسیدنا نعمان بن عبد عمرو الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۹۲) وبسیدنا نعمان بن مالک الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۹۳) وبسیدنا نوفل بن عبد اللہ الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ و

(۹۴) بسیدنا وھب بن فالوس المہاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ ی

(۹۵) بسیدنا یزید بن حاطب الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۹۶) وبسیدنا یزید بن السکن الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۹۷) وبسیدنا یسار مولیٰ ابی الهیثم الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

اَلْکُنٰی

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ

(۹۸) بسیدنا ابا ایمن الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۹۹) وبسیدنا اباحیۃ الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۱۰۰) وبسیدنا اباحرام الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۱۰۱) وبسیدنا ابازید الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۱۰۲) وبسیدنا اباسفیان الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۱۰۳) وبسیدنا اباھریرۃ الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

قد تمّ الاسماء الشّہداء الاُحد رضوان اللہ الصّمد

واضح ہو کہ اکثر کتابون سے تعداد شہدای اُحد ستر معلوم ہوتی ہی مگر یہ نام بھی معتبر ذریعہ سی ملے ہین جو ایکسوتین ۱۰۳ ہین

واقعات سنہ چار ہجری

(۱۹) سریۂ قطن

محرم سنہ ۴ ہجری مین جناب رسالت مآب صلعم کی خدمت مین عرض کی گئی کہ موضع قطن مین بنی اسد جمع ہو رہے ہین۔ اونکا ارادہ ہے کہ مدینہ اور اوسکے نواح مین لوٹ مار کرین۔ آپ نے ڈیڑھ سو مجاہدین کا لشکر تیار کیا اور حضرت ابوسلمہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اوسکا امیر بناکے روانہ فرمایا۔ اوس لشکر ظفر پیکر کی ہیبت سے مخالف توک دم بھاگ نکلے اور جو قدرے قلیل باقی رہگئے تھے اون سے مختصر سی لڑائی ہوئی اہل اسلام نے اونکا منہ پھیر دیا اور چند آدمی و مویشی ہا

اونکے گرفتار کرلئے اور دسوین دن مدینہ مین آگئے۔ اکابرین مین سے ابوعبیدہ بن جراح اور سعد بن وقاص وغیرہ بھی اس سریہ مین شامل تھے۔ فید ایک قلعہ مکہ کی راہ مین ہے اوسکی طرف قطن ایک پہاڑ ہے وہین یہ موضع واقع تہا۔

(۲۰) سریہ رجیع

بنی ہذیل کے چشمون مین سے ایک چشمہ کا نام رجیع ہے اوسکے پاس ایک موضع بھی اسی نام کا تہا وہین یہ واقعہ ماہ صفر مین سرزد ہوا۔

تفصیل اوسکی یہ ہے کہ جنگ اُحد سے واپس ہوکے قریش جب مکہ پہونچ گئے تو جو قبائل کہ اونکے ہمدرد تھے فتح کی مبارکباد دینے کو آئے اور محلۂ بنی عبد الدار سے رونے پیٹنے کی آواز سُنی سبب دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس قوم کے کئی آدمی جنگ اُحد مین مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے ہین اونکی عورتین روتی پیٹتی ہین خصوصاً سلاقہ بنت سعد کا خاوند طلحہ ابن ابی طلحہ لشکر قریش کا علمبردار تہا وہ معہ اپنے چار بیٹون کے مقتول ہوا لہذا سلاقہ نے کہرام مچا رکھا ہے۔

یہ سنکر وہ لوگ سلاقہ کے پاس ماتم پرسی کے لئے گئے وہان جاکر دیکھا کہ سلاقہ نے اپنے شوہر اور بچون کے غم مین سر منڈا ڈالا ہے اور قسم کہائی ہے کہ جب تک اونکے قاتلون سے بدلا نہ لیلونگی سر مین تیل نہ ڈالونگی اور جو کوئی اون قاتلون مین سے ایک کا سر بھی کاٹ کے میری پاس لائیگا سو اونٹ اوسے دونگی۔ لوگون نے دریافت کیا کہ اونہین کسنے مارا ہے۔ سلاقہ نے جواب دیا کہ میرے دو بیٹے تو عاصم ابن ثابت کے ہاتھ سے مارے گئے ہین اور ایک کو طلحہ ابن عبد اللہ نے اور ایک کو زبیر ابن العوام نے قتل کیا ہے۔

سفیان بن خالد ہذلی لحیانی جو قبیلہ عضل وقارہ کے لوگون کے ساتھ آیا تہا سلاقہ کی یہ باتین سنکر دام حرص مین گرفتار ہوگیا۔ اور اپنی قوم سے مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ بھائیو۔ اس سے بہتر کوئی

بات نہین اسسے ہم خرما وہم ثواب سمجھو - اول تو یہ رنڈیا دُکھیا تمہین دعا دیگی اور اسکا دل ٹھنڈا ہوجائیگا - دوسرے تمہارے دشمن مقتول وبرباد ہونگے - تیسرے سو اونٹ ملینگے - پس کمرہمت چست باندہو اور اس کام کو کرڈالو - مرد اسی واسطے پیدا ہوسے ہین کہ کچھہ کمائین اور کچھہ دوسرون کے کام نکالین - لوگون نے پوچھا کہ بتاؤ اسکی تدبیر کیا ہے - سفیان بولا کہ بہت سہل جس مین ہڑ لگے نہ پھٹکری مگر رنگ بہت چوکھا آوے - ہم لوگ مدینہ چلکے جھوٹ موٹ مسلمان ہوجائین اور آنحضرت صلعم کی خدمت مین حسن عقیدت ظاہر کرکے رسوخ بڑہالین پھر چند روز کے بعد عرض کرین کہ حضور ہمارے قبیلہ کے اور لوگ بھی اسلام قبول کرنا چاہتے ہین آپ مسلمانون کی ایک جماعت ہمارے ساتھہ کردین جو ہمکو اور اونہین اسلام کی تعلیم دین - ضرور چند مسلمان تمہارے ساتھہ چلے آئینگے اور عجب نہین کہ اونکے ہمراہ اون تینون آدمیون مین سے بھی کوئی ہو جنہون نے اس عورت کے بیٹون کو مارا ہے -

لوگ اس بات پر راضی ہوگئے اور عضل وقارہ کے سات آدمی مدینہ مین آے اور مسلمانون سے خوب ربط وضبط بڑہا کے شیر وشکر ہوگئے - پھر سرورکائنات علیہ التحیۃ والصلواۃ کے حضور مین حاضر ہوکر اوپری دل سے اسلام قبول کیا اور کہنے لگے کہ حضور ہمارے قبیلہ کے بہت سے لوگ مسلمان ہونا چاہتے ہین - آپ اصحاب کی ایک جماعت ہمارے ساتھہ کردیجئے تاکہ ہمین اور ہماری قوم کو اصول اسلام سکھائین - یہ ظالم مدینہ مین آکر ثابت ابن ابی الاقلح کے گھر فروکش ہوے تھے - اور حضرت عاصم ابن ثابت سے ایسا میل جول کرلیا تھا کہ سوتے جاگتے کبھی اون سے جدا نہوتے اگر گھر سے باہر جاتے تو عاصم ہی کے ساتھہ نکلتے اور اونہین کے ہمراہ گھر مین داخل ہوتے تھے - غرضکہ بڑی محبت اور دانت کاٹی روٹی ہوگئی تھی - اکثر یہ تذکرہ ہوا کرتا تھا کہ بہائی عاصم - تم رسول اللہ صلعم کے نیک اصحاب مین ہو کیا اچھا ہو کہ حضور تمہین بھی ہمارے گھر بہیجدین - ہفتہ عشرہ کے بعد دس آدمی اونکے

ساتھہ جانے کے لئے منتخب کئے گئے جن مین سے سات کے نام کتب مستندہ سے معلوم ہوے ہین - عاصم ابن ثابت - مرثد ابن مرثد - خبیب ابن عدی - زید ابن الدثنہ - عبد اللہ ابن طارق - خالد ابن ابی البکیرہ - معتب ابن عبیدہ - چونکہ انبیاء کا فرض یہی ہے کہ خلق اللہ کو خدا کا راستہ بتائین - اس لئے حضور نے ان دسون کو مسلح کر کے اونکے ساتھہ کر دیا مگر ہتیار بند ہوا کے بہیجنا اور اس طرح روانہ کرنا جیسے کوئی اپنے تابعین کو لڑائی پر بہیجتا ہے اس بات کی دلیل ہے کہ آنحضرت صلعم کو بذریعہ وحی مآل کار کی خبر ہوگئی تہی مگر مجبور - کیا کیا جاتا - وہان تو کام یہی تہا کہ جو کوئی مسلمان ہونے کے لئے بلاوے اوسکے پاس دوڑے چلے جاؤ خواہ تمہارا دوست ہو یا دشمن یا منافق - اور جناب باری عز اسمہ کو بہی یہی منظور تہا کہ مسلمان ان ظالم منافقون کے ساتھہ بغیر کان ہلاے چلے جائین تاکہ کفار پر روز روشن کی طرح یہ بات ظاہر ہو جاے کہ مسلمان راہ خدا مین اپنی جانین قربان کرنیکو یون تیار ہین کہ دوست و دشمن کی تمیز ہی نہین کرتے - آنحضرت نے روانہ کرنے کو روانہ کر دیا مگر اوسوقت اون جگر کے ٹکڑون کو بلاوے سے جدا ہوتے ہوے دیکہکر ایک آہ دلدوز بہی بے اختیار منہ سے نکل گئی اور دونون ہاتھون سے کلیجہ تہام کر رہگئے -

غرضکہ یہ جماعت اصحاب جسکے سردار حضرت عاصم ابن ثابت رضی اللہ تعالے عنہ تھے قبیلہ عضل وقارہ کے اون سات آدمیون کے ساتھہ مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئی اثناے راہ مین کفار نے خدا کے اون نیک بندون سے کہا کہ یہ ہتیار لیکر چلنا کیا ضرور ہے ہم تو تمہارے دوست ہین کوئی تم سے آنکہہ نہین ملا سکتا حضرت عاصم نے فرمایا کہ اسکی کچہہ پرواہ نہین چاہے دشمن ہو یا نہو مگر سپاہی کا زیور یہی ہے - المختصر جب چلتے چلتے عفان اور مکہ کے درمیان موضع ہدہ پر پہونچے تو اون ساتون منافقون مین سے ایک چہپکے آگے چلا گیا اور سفیان بن خالد کو خبر کی کہ لو تمہارا شکار قریب ہے - عاصم ایک مسلمانون کی جماعت کے ساتھہ چلے آتے ہین - کفار یہ بات سن کے

بہت خوش ہوے - اور بنی لحیان مین سے دو سو آدمی استقبال کے بہانے سے تیر و کمان لیکر چلے
خالد ابن ابی البکیرہ نے دور سے جو دیکھا کہ ہمارے ساتھیون مین سے ایک آدمی آگے آگے
چلا آتا ہے اور ایک بہیڑ تیر اندازون کی اوسکے پیچھے ہے اونکا ماتہا ٹہنکا اور عاصم سے پکار کے
کہا کہ اے ابو سلمان تمہارے ان ساتھیون نے جو مدینہ مین تمہارے گھر آکر اوترے - تجھے ہم سے
دغا کی - حضرت عاصم نے بھی جو آنکھہ اوٹھا کے دیکھا تو صورت حال معلوم کرلی اور جواب دیا کہ ہان ایسا ہی
ظاہر ہوتا ہے - چلو سامنے یہ ٹیلہ ہے جسے لوگ فدفد کہتے ہین اس پر چڑہ چلین اور کوئی گھبرانے
کی بات نہین اے بہائیو - تمہاری مرادین پوری ہوگئین تم شہادت کے مشتاق تہے وہ تمہارے
لئے موجود ہے - مسلمانو - خدا کی راہ مین گردنین کٹواؤ اور اللہ جل شانہ کا دیدار اور ساری جنت جاگیر مین لو
دیکھو وہ حورین تمہارے لئے جام کوثر بہرے کہڑی ہین اور تمہارے ہجر سے بیتاب ہین - خدا اپنی
رحمت کی دولت تمہین عطا کرنا چاہتا ہے - اعداے دین کا سامنا کرو اور سعادت دارین دونون
ہاتھون سے لوٹو - بہائیو - مردون کے نام آسمان کے تلے رہجاتے ہین بہادرون کے ہی کام
پس ماندون کو یاد آتے ہین - آج نام کرلو قیامت تک تمہارے لئے آفرین اور مرحبا ہے - خدا او
رسول پر جانین فدا کرو قوم کے لئے قربان ہوجاؤ کہ اسی کا نام بقا ہے - دنیاے ناپائدار مین کرورون
مٹھی باندہے آے اور ہاتہ کہولے ہوے چلے گئے کوئی اونکا نام بہی نہین لیتا - یہ موقع قسمت سے
تمہارے ہاتہ آیا ہے اسے جانے نہ دینا - عہ - ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما - خاص کر
تمہارے ہی منہ سے اچھا معلوم ہوگا -

عاصم کا یہ کہنا تہا کہ اونکے ہمراہی جوش مین آگئے اور جہوم جہوم کے قبضون پر ہاتہ ڈالدیئے - یہ
دسون شیر منہ مین جہاگ بہرے ہوے فدفد کی چوٹی پر تن تن کر کہڑے ہوگئے - چونکہ سچے مسلمان
اور اسلام کے حقیقی جان نثار تہے جنت آنکھون کے سامنے پہر گئی - اتنے مین کفار کا گروہ بہی پاس

آگیا تھا - ان شیرون کی چیتون جو پہری دیکھی تو بولے کہ ہم سے لڑنے کا قصد نہ کرنا - تم ہم سے عہدہ برا نہین ہو سکتے ہو - جلدی مین اپنی جانین نہ گنواؤ - عاصم نے جواب دیا کہ مردودو کیا بکتے ہو خاموش ہمین اور جان جانے کا خوف - استغفر اللہ - ہم سچے اور پکے مسلمان ہین - ہمارا دین برحق ہے - اگر ماری جائینگے تو رحمت خدا ہمکو اپنے آغوش مین لے لیگی - یہ سنکر سفیان ابن خالد بولا کہ عاصم کیون سٹری ہوا ہے میرا کہا مان اپنے کو اور اپنے یارون کو ہلاک نہ کر ہم سے امان مانگ ہم تمہین اپنی پناہ مین لے لینگے - حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اے شقی زبان کو لگام دے مسلمان بجز خدا کے کسی سے پناہ کے طالب نہین ہوتے تو کس کھیت کی مولی ہے جو ہم تجھہ سے امان کے خواستگار ہون - القصہ سفیان نے بہتیرا سر کھپایا اور لاکھون فریبون سے دام تزویر مین پھنسانا چاہا مگر یہ کب ماننے والے تھے انہین تو اوستاد ازل نے سبق ہی اور پڑھایا تھا -

اس جگہہ ناظرین ایک جملہ معترضہ ہمارا بھی سماعت فرمالین کہ کل ایک دوست نے ایک نئے عیسائی کی تاریخ محمدی زبردستی ہمارے ہاتھہ مین دے دی تھی - اگرچہ ہمنے کچھہ حصہ اپنی زندگی کا بحث و مباحثہ کی کتابون مین بھی ضایع کیا ہے مگر اب صرف اس مصرعہ پر عمل کرکے کہ ہر چہ از دوست میرسد نیکوست - ہمنے وہ کتاب لے لی اور دو چار ورق اولٹ پلٹ کے دیکھے - اوسمین ایک جگہہ لکھا تھا کہ "محمد صاحب اور اون کے ساتھی لوٹیرے اور قزاق تھے اونھون نے ثروت دنیا کی خاطر یہ سارے ڈہکو سلے کئے" یہ متعصبانہ عبارت دیکھکر ہمین ہنسی آگئی کہ کہان وہ دس آدمی اپنے گھرون اور یارو یاورون سے دور جنگل بیابان مین ۲۰۷ جانی دشمنون کے آگے کھڑے ہین اور خوب سمجھگئے ہین کہ یہ ہمین چھوڑینگے نہین مگر رسّی کی طرح وہ بل نہین جاتا جسے بٹنے والے نے بٹ دیا ہے - اور کہان یہ عبارت - کیا ثروت [illegible] من ایسی ہی کس بل ہوتے ہین - حاشا وکلّا - ہرگز نہین - اون خدا کے [illegible] [illegible]ون نے لو ہمیشہ دیا پر [illegible]

اور نان جوین بھی پیٹ بھر کے کبھی نہ کھائی۔ بھوک کے مارے پیٹون پر پتھر باندہ باندہ کے توحید کے لیئے لڑے ہین اور کسی نے دولت دنیا کی نکیل اونکے ہاتھ مین نہین دیدی۔ تخت وتاج تو درکنار دہن دولت۔ باپ مان۔ بہائی بیٹے۔ چھوڑ کے خدا کی راہ مین فقیر ہو گئے۔ کفار کے لاکھون کرورون لاتعد ولاتحصی ظلم سہے اور مفلس قلاچ ہی بنے ہوے گلے کٹا ئے اور پھر بھی دولت دنیا کے عاشقون نے اونہین جاہ کا طالب ہی کہا۔

آمدم برسر مطلب حضرت عاصم سُن چکے تھے کہ سُلافہ نے قسم کھائی ہے کہ مین عاصم کے کاسۂ سر مین شراب پیونگی۔ اس لیئے آپنے دعا کی کہ اے حق جل وعلی وا ے خالق ارض وسما تو وحدہٗ لاشریک ہے میری نعش کا محافظ رہیو تجھے خوب معلوم ہے کہ مسلمان باایمان دنیا سے جاتا ہون ایسا نہو کہ یہ کفار تیرے ایک پرستار کے کاسۂ سر کو شراب سے ناپاک کرین۔ ای خدای جل جلالہٗ میرے حال زار کی خبر اپنے پیغمبر کو کردے۔ خداوند کریم نے یہ دعا اونکی قبول فرمائی۔

اتنے مین کفار نے مسلمانون پر تیر پھینکنے شروع کردئیے پھر تو یہ بھی آمادہٗ جنگ ہو گئے حضرت عاصم نے بھی تیر مارے جب تیر اونکے ختم ہو گئے تو نیزے سے لڑے اور نیزہ بھی ٹوٹ گیا تو تلوار سنبھالی اور اس شجاعت ومردانگی سے لڑے کہ مخالفین کے چھکے چھوٹ گئے آخر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

اونکے گرتے ہی کفار نے چاہا کہ سلافہ کے لیئے سر مبارک کاٹ کے لیچلین اور انعام مین سَو اونٹ لین مگر وہان تو حضرت عاصم کی دعا درجۂ قبولیت حاصل کر چکی تھی جناب باری عز اسمہ نے شہد کی مکھیون اور زنبورون کو مامور کیا کہ عاصم کی نعش مبارک سے کوئی ہاتھ نہ لگانے پاے آپ جانتے ہین کہ جسے پی چاہے وہی سہاگن ہوتی ہے چھتہ کے چھتہ ان دونون جانورون کے بلاے بے درمان کی طرح آنے شروع ہوے۔ پیچ مین غریق رحمت۔ شہید دشت غربت

حضرت عاصم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جنازہ تہا اور کوئی مکہی یا بڑ پاس ادب سے اوسے مس نہین کرتی تہی مگر چارون طرف سے ان خدا کے بہیجے ہوے موکلون نے یون گہیر رکہا تہا کہ مجال کیا جو پرندہ بہی پر مار سکے۔ چند اشقیا نے پاس جانیکی جراءت بہی کی مگر اس ننہی منی بے حقیقت مخلوق نے وہ ڈنک مارے کہ بوکہلا گئے اور زمین پر پٹخنیان کہا کہا کے گرے درد کی سوزش سے یہ معلوم ہوتا تہا کہ زندگی ہی مین نار جہنم نے جلانا شروع کردیا ہی۔ سوجن اور ورم سے ایک ایک ظالم پہول پہول کر بارہ پنی توپ کا یا وا ہوگیا تہا۔ جب اور لوگون نے یہ خدا کا غضب اور اوسکا فوری اثر دیکہا تو لرز گئے اور پہر کسی نے لاش کی طرف رُخ بہی نہین کیا۔ سچ ہے جسے خدا رکہے اوسے کون چکہے دن بہر تو شہد کی مکہیون اور زنبورون نے جنازے کی حفاظت کی چند کفار کو جان سے ہلاک کیا۔ رات کے وقت ایک پہاڑی نالے مین ایسی طغیانی پیدا ہوگئی کہ حضرت عاصم کے لاشہ کو بہالی گئی مخالفین نے صبح آکر دیکہا تو نام و نشان بہی نہ تہا ہاتہہ ملتے رہگئے۔ بنو لحیان تعجب مین تہی کہ رات کو نہ ابر آیا نہ پانی برسا یہ سیلاب کہان سے آیا مگر طمع کی رسی کشان کشان سلاقہ کے پاس لے پہونچی اور وہان جا کے انعام کے طالب ہوے۔ اوس نے دور ہی سے دہتا بتائی کہ ای نامردو مین نے عاصم کو جیتا یا اوسکا کاسئہ سر منگایا تہا۔ یا یہ کہا تہا کہ تم دو صفحے کی کہانی آکر مجہے سنا دینا۔ جاؤ اپنی راہ لو مین تمکو اونٹ کا ایک بال بہی ندونگی۔ یہ اپنا سا منہ لیکر چلے آے۔ مصرع

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے ہوے نہ اودہر کے ہوے۔ جو مسلمان اسلام پر جان فدا کرتے ہین خسر الدنیا والاخرۃ اونہین کے دشمنون کی شان مین آیا ہے۔

اب رہے حضرت عاصم کے نو ساتہی اونمین سے چہہ صاحبون نے تو اونہین کے ہمراہ جام شہادت نوش فرمایا اور سیدہی جنت کی راہ لی۔ اور باقی تین بزرگوار خبیب ابن عدی زید ابن الدثنہ۔ اور عبد اللہ ابن طارق کفار سے پناہ مانگ کے پہاڑ سے نیچے اوتر آے۔

ظالمون نے اون سے یہ عہد کیا تہا کہ تم لڑائی کو تو بند کردو اور پہاڑ سے اوتر کے مدینہ چلے جاؤ - وہ بیچے مسلمان اونکے فریب مین آگئے اور نیچے آتے ہی بے ایمانون نے کمانون کے چلون سے اون کی مشکین کس لین - عبد اللہ ابن طارق نے اونکی یہ دغابازی دیکہکر فوراً اپنے ہاتہہ کے بند توڑ ڈالے اور تلوار ہاتھہ مین لیکر بولے کہ اے بے مروتو دو ہر مین تم سے امان نہین مانگتا - یہ کہکر شیر کی طرح بپھر کر حملہ آور ہوے - اب کوئی اونکا مقابلہ نہین کر سکتا تہا - وہ روباہ منش سکتہ مین کھڑے ہوے اونکا منہ تکتے تھے جب کچھہ نہ بنی اور دیکھا کہ یہ ہزبر میدان دغا کیا ہی چبا ے جاتا ہے تو دو ہٹ گئے اور اینٹین اور پتھر پہینک پہینکت کے اونہین شہید کر ڈالا -

اب رہگئے خبیب و زید - سو یہ دونون کمزور و منحنی اور دبلے پتلے تھے انہین دشمن باندہ کے مکہ لے پہونچے اور بیرحمی و بیدردی سے بازار مین لیجا کر یوسف کی طرح بیچ ڈالا - حارث ابن عامر ابن نوفل کی بیٹی نے سو اونٹ دیکر خبیب کو خرید لیا - کیونکہ جنگ بدر مین خبیب نے حارث کو قتل کیا تہا اور حارث کے پس ماندے چاہتے تھے کہ اوسکے بدلے مین خبیب کو مار ڈالین - اور زید ابن الدثنہ کو صفوان بن امیہ نے پچاس اونٹ کے عوض مین لیلیا - صفوان اپنے باپ کے عوض مین جو بدر کے دن مارا گیا تہا اوسکے قاتل زید کو شہید کرنا چاہتا تہا - یہ دونون مظلوم قیدی ماہ ذیقعدہ مین مکہ پہونچے تھے اس لئے حرمت کے مہینے گذر جانے کے انتظار مین دونون کو قید کیا

صحیح بخاری مین ہے کہ دو مہینے کی قید مین خبیب کے بال بہت بڑہ گئے تھے آپ نے حارث کی ایک بیٹی سے اُسترہ لیلیا بال تراش رہی بیٹھے ہی تھے کہ حارث کا ایک چھوٹا بیٹا کھیلتا کھیلتا اونکے پاس چلا گیا - آپ نے اوسے پیار کر کے اپنے زانو پر بٹھا لیا اور بدستور بیٹھے ہوے بال بنایا کئے - حارث کی جورو نے جو دیکھا تو اپنا سر پیٹ لیا کہ ہے ہے یہ قیدی ہے اور خوب جانتا ہے کہ ہم اسے قتل کرینگے اب یہ اُسترہ بہی تہامے ہوے ہے اور ہمارا لڑکا بہی اسکے قبضہ مین ہے

یہ بچہ کو کیون چہوڑنے لگا تہا۔ خبیب نے جو اوس عورت کی پکار سُنی تو بولے کہ خاطر جمع رکہہ مین اِس معصوم کو نہ ستاؤنگا۔ ہم مسلمان ایسے فعل شنیعہ کے مرتکب نہین ہوتے۔ تہوڑی دیر کے بعد آپ نے اُسترہ بہی واپس کردیا اور وہ بچہ بہی ہنستا کہیلتا اپنی مان کی گود مین چلا آیا۔

ایسے تھے وہ لوگ جنہین بوٹیرا اور دنیا کا عاشق کہا جاتا ہے۔ ہان اگر قزاق اور سفاک دیکہنا ہون تو جنگہا ے صلیبی کے زمانہ کی کروسیڈون کی تاریخون مین۔ مسلمانون کے اسپین سے نکالے جانے کے حالات مین۔ ۱۸۷۷ء کی جنگ روم و روس مین۔ اور دور کیون جاؤ کل کے غدر آرمینیا اور جنگ روم و یونان کے حالات مین دیکہلو کہ مسلمانون کی کہیپون کی کہیپن بہر بہر کے مکانون کو جلا دیا اور ماؤن کی گود سے بچون کو چہین چہین کے اوپر ہوا مین اوچہالا ابہی بچہ زمین پر نہ آنے پایا تہا کہ بیچ ہی مین تلوار ماری وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر آ رہا۔ عورتون کی عزت لینا اور لوٹ تو یارون کے بائین ہاتہہ کا کرتب ہے اگر شاذ و نادر کسی جاہل جلے ہوے مسلمان نے ایسا کیا بہی ہے تو عیسائیون کی شاگردی سے ورنہ اہل اسلام ایسی باتین کیا جانین۔

حارث کی جورو کہتی ہے کہ مین نے خبیب سی زیادہ خوش اخلاق اور نیک چلن قیدی کوئی نہین دیکہا حالانکہ اوس زمانہ مین مکہ مین کوئی میوہ دیکہنے کو بہی نہ تہا مگر خبیب انگور ہی کہایا کرتے تھے خداوند کریم غیب سے اونکو یہ رزق پہونچاتا تہا۔

ماہ ہاے حرام کے گذر جانے کے بعد حرم شریف سے باہر خبیب اور زید دونون کو سولی دینے کے لئے موضع تنعیم مین لے گئے پہلے وہ دونون باہم ملے اور ایک نے دوسرے کو صبر و تقوی کی وصیت کی۔ پہر خبیب نے کفار سے کہا کہ مجہے دو رکعت نماز شکرانہ کی پڑہ لینے دو۔ کفار نے منظور کیا حضرت خبیب نے دو رکعتین پڑہ لین۔ اوسی وقت سے یہ نماز مقتولان بے گناہ کے لئے سنت ہوگئی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ "اول من سن الرکعتین عند القتل خبیب" یعنی قتل کے وقت جس نے پہلے ہی پہل دو رکعت نماز پڑہی وہ خبیب ہین۔

جب حضرت خبیب نماز پڑہ چکے تو فرمایا کہ اگر مجہکو یہ شرم نہ ہوتی کہ لوگ مجھے موت سے جی چرانے کا طعنہ دینگے تو مین نماز کو بہت طول دیتا بعد ازان اونہون نے یہ شعر پڑہے۔

وَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا	عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِیْ
وَذٰلِكَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ یَّشَاْءُ	یُبَارِكْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٖ

یعنی جب کہ مین مسلمان مارا جاتا ہون تو مجھے کچھ پرواہ نہین۔ کسی طرح سے ہو۔ میرا مارا جانا خدا کیلئے ہے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو عضو پارہ پارہ کے ٹکڑون مین برکت دے۔ جب خبیب کو سولی پر چڑہایا اور قبلہ سے اون کا مونہہ پہیر دیا تو اونہون نے فرمایا کچھہ مضایقہ نہین "فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" یعنی جسطرف چاہو پھر جاؤ ہر طرف خدا کا مونہہ ہے۔

معاویہ ابن سنین کہتا ہے کہ حضرت خبیب کو سولی دیتے وقت مین بھی موجود تہا جسوقت آپنے دعا مانگنی شروع کی ہے تو چارون طرف ایک خوف وہیبت چھا گئی تھی اہل عرب مین رسم تہی کہ جب کوئی مظلوم دعا مانگتا تہا تو ظالم باین اعتقاد زمین پر لیٹ جاتا تہا کہ مظلوم کا وبال لیٹ جانے سے مجہہ پر نہ پڑے اس لئے میرے باپ نے مجھے بھی زمین پر لٹا دیا تہا۔

خویطب ابن عبد العزیٰ کہتا ہے کہ خبیب کی دعا سنکر مین تہر تہرانے لگا اور اپنے دونون کان بند کرکے وہان سے اتنی دور بہاگ گیا کہ خبیب کی آواز میرے کانون مین نہین پہونچتی تھی۔

حکیم ابن خزام سے روایت ہے کہ خبیب کی دعا سے مجہہ پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ مین ایک درخت کی اوٹ مین جاکر چھپ گیا۔

محمد ابن اسحاق سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خبیب کی دعا قبول کی اور جو لوگ اونکے

قتل مین ساعی اور حاضر تھے اون کو بڑے بڑے صدمون اور بلاؤن سے مارا۔ سعید ابن عامر
بھی اون بلازدون مین سے تہا۔ قاتلان خبیب کے ساتھ رہنے سے اوسکے پیچھے بھی ایک
بلا لگ گئی تھی یعنی کبھی کبھی بلاسبب اوسکو غش آجاتا تہا۔ جب سعید مشرف باسلام ہوے
توبھی وہ عارضہ باقی رہا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی خلافت کے زمانے مین اون کو حمص کا امیر
کردیا تہا۔ ایک روز حضرت عمر نے اون سے پوچھا کہ سعید تم اپنی اس بیماری کی دوا نہین کرتے سعید
نے جواب دیا کہ یا امیرالمومنین خبیب کے قتل کے دن مین بہی حاضر تہا اون کی دعا سنکر میرا
یہ حال ہوگیا اوس دن سے آج تک یہ عارضہ چلا جاتا ہے اور کسی دوا سے اچھا نہین ہوتا۔
الغرض مشرکون نے اون کو لکڑی کی سولی پر لٹکا دیا اور کمال عناد کے باعث اون کا مونہہ
کعبہ کی طرف سے پہیر کر مدینہ کی طرف کردیا پھر کفار نے اون سے کہا کہ اگر تم اسلام سے مونہہ پہیر
کے اپنے دین آبائی مین آجاو تو ہم تمکو چھوڑ دین اوس مظلوم خداپرست نے جواب دیا کہ اگر ساری
دنیا کی دولت مجھے ملجاے توبھی اسلام سے مین برگشتہ نہین ہوسکتا۔ ایک جان تو درکنار
سو جانین ہون توبھی اسلام پر قربان کرون پہر کافرون نے اون سے پوچھا کہ اگر تمہارا جی چاہے
تو ہم تم کو تمہارے گھر صحیح سلامت بہیجدین اور محمد صلعم کو نعوذباللہ تمہاری جگہہ سولی دین خبیب نے
فرمایا کہ اے ملعونو۔ خاموش یہ کیا کفر بک رہے ہو میرا دل ہرگز نہین چاہتا کہ مین گھر رہون اور جناب
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پانوٗن مین ایک کانٹا بھی چبہے۔ محمدؐ پر میری جان فدا ہے محمدؐ میرا مالک
میرا آقا ہے۔ اے بدذاتو۔ مین تم شیطانون کے کہنے سے ہرگز گمراہ نہ ہون گا۔ کفار بولے کہ قسم ہے
لات وعزیٰ کی اگر تو محمدؐ کے دین سے دست بردار نہ ہوگا ہم تجھے قتل کرینگے۔ خبیب نے جواب دیا کہ قتل ہونا میرے
لئے زندگی جاوید ہے۔ جب خبیب نے دیکھا کہ دشمن میرے قتل پر آمادہ ہین تو جناب باری تعالیٰ کی طرف
رجوع کی اور بڑی گریہ وزاری سے کہنے لگے کہ بارخدایا یہان سب کے سب میرے دشمن جان ہین کوئی آشنا بھی

نہین کہ میرا اسلام تیرے دوست اور تیرے رسول تک پہونچا دے - اے میرے خدا-
توھی میرا اسلام اپنے رسول کے حضور مین پہونچا زید ابن اسلم کہتے ہین کہ مین اور صحابہ کی ایک جماعت
مدینہ مین حضرت رسول خدا کے حضور مین حاضر تھے کہ یکایک نزول وحی کے آثار آنحضرت صلعم پر
ظاہر ہوی آپنے فرمایا "وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ" پھر ہم لوگون کی طرف مخاطب ہوکر خبر دی کہ اسوقت
قریش نے خبیب کو قتل کرڈالا - جبریل امین اوسکا سلام مجھہ سے کہنے آے تھے جب رجیع سے
لوگ آے اور وہان کی کیفیت بیان کی تو حضرت خبیب کے مقتول ہونیکا بالکل وہ ہی وقت
تہا جسوقت کہ حضور نے اون کے شہید ہونے کی خبر دی تھی -

کفار قریش نے جب حضرت خبیب کو سولی پر چڑہا دیا تو اون لوگون کو بلایا جن کے باپ
دادے حضرت خبیب کے ہاتھہ سے جنگ بدر مین مارے گئے تھے پس چالیس آدمی اکٹھے
ہوکر آے - کفار نے اون چالیسون کے ہاتھہ مین نیزے دیدیئے اور کہا کہ دیکھو یہ وہ ہی شخص ہے
جس نے تمہارے آبا واجداد کو قتل کیا ہے آج تمہاری باری ہے تم بھی اس سے بدلہ لو - اون
سنگدل بے رحمون نے حضرت خبیب کے جسم مبارک پر نیزے مارنے شروع کیئے اوسوقت
خود بخود حضرت خبیب کا مونہہ قبلہ کی طرف ہوگیا آپ نے خدا کا شکر کرکے فرمایا کہ میرا مونہہ اللہ تعالی
نے اوس قبلہ کی طرف کردیا جسے اپنے رسول اور سب مسلمانون کے لئے پسند فرمایا ہے حضرت
خبیب زخمون کے صدمون سے سولی پر لٹکے ہوے تڑپتے رہے اور کفار اون کو نیزے مارتے
رہے یہانتک کہ ایک بے رحم شقی نے اون کے سینہ بے کینہ پر ایسا نیزہ مارا کہ پشت کے وار
پار نکل گیا اور حضرت خبیب نے نیزہ لگتے ہی فوراً توحید آلہی اور شہادت آنحضرتؐ کا اقرار کرکے جان دی
اور سیدہے جنت کو سدہارے - انا للہ وانا الیہ راجعون -

بعد ازان حضرت زید کو سولی کے نیچے لے گئے - زید نے بھی خبیب کی اقتدا کرکے دو رکعت

نماز پڑہی اور سولی پر چڑہاتے وقت کفار نے اون سے بھی وہ ہی باتین کین جو حضرت خبیب سے
کی تہین اور اونہون نے بھی ہر ایک بات کا وہ ہی جواب دیا جو خبیب نے دیا تہا۔

زید کی باتین سنکر ابو سفیان نے کہا کہ مین نے کسی کے پیرو اپنے پیشوا کے اسقدر مطیع اور
معتقد نہین دیکھے جیسے کہ محمدؐ کے اصحاب اون کے تابعدار اور فرمان بردار ہین۔ آخر نسطاس
غلام صفوان ابن امیہ نے حضرت زید کو شہید کیا۔

مخفی نہ رہے کہ سلاقہ نے سو اونٹ دینے کا جس کام کے لئے وعدہ کیا تہا اور باوجود شرط
پوری ہونے کے اوسے وفا نہ کیا بلکہ اولٹا اون لوگون کو سخت و سست کہا اس مین حکمت آلہی
یہ تھی کہ قاتلان عاصم وغیرہ پر بخوبی روشن ہوجاسے کہ مسلمانون سے دغا اور فریب کرنے سے ہم پر یہ
وبال پڑا پس وہ لوگ نہ ادہر کے رہے نہ اودہر کے ہوے۔

الحاصل کفار نے خبیب کو سولی دیکر ویسے ہی ادہر لٹکتا چھوڑ دیا تاکہ آنے جانے والے دیکھین
اور ہر طرف اسکی خبر پہونچ جاسے۔ جب یہ خبر آنحضرت صلعم کو ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ہے کوئی
ایسا جو خبیب کی لاش کو سولی پر سے اوتار لاسے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بولے کہ یا رسول اللہ
مین اور مقداد ابن الاسود دونون مل کر انشاء اللہ اس کام کو کر لائینگے۔ پس زبیر اور مقداد مدینہ سے
چلے۔ رات کو راستہ چلتے اور دن کو کہین چھپ رہتے۔ اسی طرح تنعیم مین جا پہونچے۔ دیکھا
کہ سولی پر لاش لٹک رہی ہے اور آس پاس کفار قریش کے چالیس سوار متعین ہین۔ انہون نے
اللہ تعالی کی جناب مین مناجات کی۔ قدرت کاملہ نے اپنا ایسا اثر دکہایا کہ یہ دونون سولی کے
نیچے جا پہونچے مگر اون سوارون کو مطلق خبر نہ ہوئی اور ان دونون نے حضرت خبیب کی لاش
اوتاری۔ باوجودیکہ چالیس دن گذر گئے تھے مگر جیسی کی تیسی تازہ معلوم ہوتی تھی گویا کہ آج ہی جان
نکلی ہے۔ آپ اپنے زخمون پر ہاتھ رکھے ہوے تھے اور ہر زخم سے خون جاری تہا اور جسم سے

مشک کی خوشبو آتی تھی۔ زبیر نے لاش کو گھوڑے پر رکھکر اپنی راہ لی۔ صبح کو سارے مکہ مین خبر ہوگئی کہ خبیب کی لاش غائب ہے۔ ستر سوار جرار با دپا گھوڑون پر سوار کر کے لے جانے والے کے پیچھے دوڑائے گئے اور زبیر و مقداد کو جالیا۔

زبیر نے جب دیکھا کہ ایک فوج کی فوج ہم پر چڑھ آئی ہے کمال عاجزی سے جناب باری مین مناجات کی کہ اے حافظ حقیقی اب ہم تیرے اس پاک بندے کی لاش تجھے سپرد کرتے ہین یہ کہہ کر لاش زمین پر رکھدی۔ خدا کی قدرت دیکھئے کہ اوسیوقت زمین پھٹ گئی اور لاش کو اپنے اندر لے لیا۔ اسیوجہ سے حضرت خبیب کو بلیع الارض کہتے ہین۔ یعنی اون کی لاش کو زمین نگل گئی ہے۔ پھر زبیر کفار کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا کہ اے قریش تم ہم پر کیون چڑھ آئے ہو دیکھو مین زبیر ابن العوام ہون اور میری مان کا نام صفیہ بنت عبد المطلب ہے اور یہ میرے رفیق مقداد ابن الاسود ہین ہم دونون دو شیر ہین کہ اپنے مسکن کو جاتے ہین اگر تمہارے دل مین کچھہ ہوس ہو تو لڑ لو یاد رکھنا کہ کچا ہی تو چبا جاینگے اور اگر پھر جانا چاہتے ہو تو اپنے اپنے گھرون کو چلے جاؤ کفار کچھہ سوچ سمجھہ کے مکہ کو واپس چلے گئے اور زبیر و مقداد نے آنحضرت صلعم کی خدمت اقدس مین حاضر ہو کر سارا حال عرض کر دیا۔ ان کے پہونچنے سے پہلے حضرت جبریل علیہ السلام حضور کی خدمت مین آچکے تھے اور زبیر و مقداد کی جوانمردی کا حال اور لاش کے لانیکی ساری کیفیت حضور نبوی مین عرض کر کے کہا تھا کہ اے محمدؐ آسمان کے سارے فرشتہ تمہارے ان دونون اصحاب کی تعریف کرتے ہین یہ راہ خدا مین بڑے مرد ہین۔ یہان تو الہام سے یہ باتین ہو رہی تھین کہ زبیر و مقداد بھی آن موجود ہوے۔

(۲۱) سریہ عبد اللہ بن اُنیس

آنحضرت صلعم کو عاصم اور اون کے ساتھیون کے قتل کا بڑا رنج ہوا اور عبد اللہ بن اُنیس انصاری کو

سفیان بن خالد ملعون کے قتل کو روانہ کیا - وہ سفیان کو پہچانتے نہ تھے آپ نے اوسکی شکل بتادی
حضرت عبداللہ نے حضور سے یہ بھی اجازت لے لی کہ میرے جو جی مین آویگا وہ اوس سے کہونگا
اور تلوار لے کر روانہ ہوے - جسوقت بطن عرنتہ مین پہونچے جو ایک مقام وادی عرفات کے پاس
ہے تو اوس کافر کو دیکھا اور اوسی حلیہ کے موافق پایا جو آنحضرت نے بتا دیا تھا حضرت عبداللہ
اوسکے پاس گئے اور بیان کیا کہ مین قوم خزاعہ مین سے ہون مین نے سنا ہے کہ تم مسلمانون سے
لڑنے کی اور مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریان کر رہے ہو مین بھی حاضر ہون ہر حال مین تمہارا شریک ہونگا
اور الحرب خدعۃ پر عمل کر کے ایسی خوش آمد کی باتین کین کہ سفیان بہت راضی ہوا - آخر یہان تک
نوبت پہونچی کہ حضرت عبداللہ اوسکے خیمہ مین داخل ہو گئے اور موقعہ پاکر سر اوسکا کاٹ لیا اور مدینہ
کو روانہ ہوے تھوڑی دور چل کے ایک غار مین چھپ رہے حق سبحانہ تعالی نے اوس غار کے
مونہہ پر مثل غار ثور کے مکڑی سے جالا تنوا دیا جب سفیان کی قوم کو خبر ہوئی تو عبداللہ کی تلاش
مین جھپٹے - بہت تلاش کیا مگر نہ پایا آخر ہار کے واپس گئے - اوسوقت عبداللہ غار سے نکل کر روانہ
ہوے اور منزلین قطع کرتے ہوے حضور اقدس مین پہونچکر سر اوس لعین کا پاے مبارک پر
ڈالدیا - آپ اور اصحاب بہت خوش ہوے - لکھا ہے کہ حضور نے ایک عصا عبداللہ ابن
انیس کو دیا اور فرمایا کہ یہ عصا بہشت مین اپنے ہاتھہ مین رکھیو تو بیشک جنتی ہے چنانچہ حضرت
عبداللہ سوتے جاگتے کبھی اوس سونٹے کو اپنے سے جدا نہین کرتے تھے یہان تک کہ مرنے
کے وقت اوسکو اپنے کفن مین رکھوالیا -

(۲۲) غزوہ بدر ثانی

احد سے پھرتے وقت ابو سفیان نے کہہ گیا تھا کہ سال آیندہ مین ہم بارادہ جنگ ضرور آوینگے
اور بدر پر پھر لڑائی ہوگی جب وہ زمانہ قریب ہوا اور ابو سفیان سے بدر تک آنے کا سامان

نہ ہوسکا تو سوچا کہ کوئی ایسی صورت نکالنی چاہئے کہ آنحضرت بھی بدر پر نہ آوین تاکہ اونسے خجالت نہ ہو اس لئے اوس نے نعیم بن مسعود اشجعی کو مدینہ بہیجا تاکہ وہ آنحضرت کو خبر پہونچا دے کہ ابوسفیان نے اب اسقدر لشکر جمع کر لیا ہے کہ مسلمان اوس سے عہدہ برآ نہین ہوسکتے چنانچہ اوس شخص نے مدینہ مین آکے یہ ہی مشہور کرنا شروع کر دیا۔ جو مسلمان اوسکی دہمکیان سنتا تہا کہتا تہا کہ ہماری لئے اللہ کافی ہے وہ بہت اچہا کام بنانے والا ہے ہم ایسی گیدڑ بہپکیون کی کچہہ پرواہ نہین کرتے۔ غرض کہ آنحضرت صلعم نے ڈیڑہ ہزار آدمیون کا لشکر تیار کیا اور بدر پر تشریف لے آئے مگر ابوسفیان مارے ڈر کے نہ آیا اور آپ نے معہ لشکر چند روز وہین مقام کیا۔ اصحاب نے وہان پر تجارت سے بہت نفع حاصل کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہر دینار پر مجھے وہان ایک دینار نفع ہوا۔ پھر وہان سے خوش وخرم بغیر لڑے بھڑے گھر واپس آگئے خداے تعالی نے یہ آیتین اسی حال مین نازل فرمائی ہین۔ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ○

ترجمہ۔ اون لوگون سے جنہون نے مسلمانون سے کہا کہ ابوسفیان وغیرہ نے تمہارے لئے لشکر جمع کیا ہے ڈرو اس بات سے اون مسلمانون کا ایمان زیادہ ہوا اور اونہون نے کہا کہ اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ اچہا کارساز ہے پھر مسلمان خدا کی نعمت وفضل لیکر اپنے گھرون پر واپس آگئے اور کوئی تکلیف اون کو نہ پہونچی وہ تابع ہوے اللہ کی مرضی کے اور اللہ بڑا فضل والا ہے۔

اس غزوہ کو بدر موعد اور بدر صغری بھی کہتے ہین۔

نعیم بن مسعود اشجعی مدینہ سے مکہ کو اسلئے آیا تہا کہ قریش کو لشکر اسلام کی شوکت اور تیاری اور اسباب قتال سے آگاہ کرے۔ چنانچہ اوس نے آکر کہا کہ تمام مدینہ لشکر سے بھرا ہوا ہے۔

ابوسفیان نے جواب دیا کہ بھائی اس سال ہمارے ملک مین سخت قحط ہے یہان تک کہ چار پایون کو چارہ بھی نصیب نہین ہوتا تو جاکر آنحضرت صلعم کو اور اون کے اصحاب کو خوف دلاتا کہ وہ لڑائی کے لئے گھر سے باہر نہ نکلین اور وعدہ خلافی اونہین کی طرف سے وقوع مین آوے پھر ہمین کہنے کو جگہہ ہوجایگی کہ ہم نے توسامان جنگ تیار کرلیا تھا مگر مسلمان ہی ہمارے ڈر کے باعث مدینہ سے باہر نہ نکلے - ابوسفیان کو یہ خوف بھی تھا کہ کہین ایسا نہ ہو کہ لشکر اسلام بدر مین آجاے اور اوسکی شوکت کا شہرہ مچے اس لئے کہا کہ اے نعیم مین اس خدمت اور کارگذاری کے بدلے مین بیس۲۰ جوان اونٹ اور بیس۲۰ قراضہ زر تجھے دون گا -

نعیم اوسکی یہ باتین سنکر بولا اے کمبخت تو یہ کیا باتین بناتا ہے آنحضرت صلعم اس جنگ کی تیاری مین مشغول ہین اور قبائل اوس و خزرج کے حلیف اون کی مدد کو اتنے مجتمع ہوے ہین کہ مدینہ مین قدم رکھنے کو جگہہ نہین ہے اور تو کہتا ہے کہ اون کو جاکر ڈرا یہ کیسے ہوسکتا ہے - مگر ابوسفیان نے نعیم کی بہت منت وسماجت کی اس لئے اوس نے اس بات کو قبول کرلیا اور مدینہ جانے کو راضی ہوگیا -

نعیم نے اپنا سر منڈوا کر عمرہ کرنیوالون کی صورت بنالی اور مدینہ پہونچا - جب مسلمانون نے ابوسفیان کا حال اوس سے دریافت کیا تو اوس نے جواب دیا کہ قریش نے ایک بڑا لشکر جمع کیا ہے اور اکثر قبائل عرب اون سے آکر مل گئے ہین میرے سامنے کوچ کی تیاری تھی اب تو وہ گھرون سے چل چکے ہونگے تم ہرگز مدینہ سے باہر قدم نہ رکھنا ورنہ یاد رکھو کہ تم مین سے ایک بھی نہ بچے گا - نعیم یہ باتین بڑی خیرخواہی اور دلسوزی سے ہر ایک مسلمان کو سناتا تھا یہانتک کہ اکثر مسلمان اوسکی سخن سازی سے کچے بن گئے اور ادہر منافقین اور یہود نے جب مسلمانون کے ارادے مین ضعف دیکھا تو خوشی سے پہولے نہ سماے اور شادیانے بجانے لگے -

جناب ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے جب لوگون کا یہ حال دیکھا تو حضرت سرور کائنات کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کی یا رسول اللہ نعیم کی باتون سے لوگون نے ہمت ہار دی ہے مگر چاہیے کچھ ہو ہم اوس وعدے کو ضرور پورا کرینگے جو ابوسفیان کے ساتھہ کیا گیا ہے حیف ہے کہ ہم مدینہ سے باہر نہ نکلین اور کفار کو ہماری بزدلی اور خوف ثابت ہو واللہ مشرکین سے لڑنا ہمارے لئے زندگی جاوید ہے انشاءاللہ ہم اپنے دین کی عزت بڑھائینگے - جب آنحضرت نے ایسے بڑے دو جان نثارون سے یہ بات سنی تو فوراً اوٹھہ کھڑے ہوے اور فرمایا کہ اگر کوئی نہین جاتا تو تن تنہا مین جاؤنگا اوسوقت صرف ستر مسلمان آپ کے ساتھہ مدینہ سے باہر نکلے جب یہ خبر عام ہوئی تو اور مسلمان بھی دلیر اور قوی دل ہو گئے اور وہ ڈر جو نعیم کی باتون سے شیطان نے اونکے دل مین ڈالدیا تھا بالکل جاتا رہا سب کے سب کوچ پر آمادہ ہو گئے اور راہ خدا مین جان دینے کو فرض سمجھا -

آنحضرت صلعم نے علم لشکر اسلام کا حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کو عنایت کیا اور عبداللہ ابن رواحہ کو مدینہ مین خلیفہ کرکے ڈیڑہ ہزار مردان دین اور جان بازان عرصہ معرفت ویقین کو ہمراہ رکاب سعادت انتساب لیکر بدر کی طرف کوچ کردیا -

لشکر اسلام مین کل دس گھوڑے تھے اور مال و اسباب جنگ بھی کچھہ زیادہ نہ تھا البتہ لوگون نے تھوڑا تھوڑا اسباب تجارت اپنے ہمراہ لے لیا تھا -

چونکہ مسلمان دنیوی مال و دولت اور شان و شوکت کے طالب نہ تھے بلکہ زمانہ جہالت کی دولت و حشمت کو چھوڑ چھوڑ کر مسلمان ہو گئے تھے اور اسلام کو جاہ و ثروت سے بہتر جانتے تھے اس لئے مفلس اور تنگدست رہتے تھے - اونہین کسی طرح دولت کی طرف میلان نہ تھا البتہ یہ چاہتے تھے کہ کفار کی شوکت ٹوٹ جاسے تاکہ وہ دین خدا مین رخنہ انداز نہ ہون اور مسلمانون کو خداپرستی سے نہ روکین - پس وہ اپنے اس مطلب کو ہر طور سے حاصل کرتے تھے کبھی مقاتلہ اور محاربہ سے -

کبھی وعظ و تفہیم سے۔ کبھی تاخت و تاراج سے اور کبھی کفار کو اپنا تابعدار بنا لینے سے اس کام مین اگر کافرون کے مال و دولت ہاتھہ لگ جاتے تو خیر ورنہ اصل مین وہ دنیا کے خواہان نہ تھے اونکے دل دولت ایمان و معرفت سے ایسے غنی ہو گئے تھے کہ حب دنیا کی جگہہ دل مین باقی نہ تھی۔ دیکھو یہود بنی النضیر کو مغلوب کرکے بھی اون کو مال و اسباب سمیت نکل جانے دیا اون کے ایک پیسہ کو بھی ہاتھہ نہ لگایا ہان جو چیزین وہ چھوڑ گئے تھے وہ البتہ لی لین۔ انہین وجوہ سے مسلمان ہمیشہ مفلس رہتے آے ہین۔ چنانچہ اسوقت بھی جس حال سے اپنے اپنے گھرون مین بیٹھے ہوے تھے خدا پر توکل کرکے ویسے ہی چل دئے اور اپنی بے سروسامانی کا کچھہ خیال نہ کیا۔

ماہ ذیقعدہ کی پہلی رات تھی کہ بدر مین جا کے منزل ہوئی۔ وہان پہونچکر آٹھہ روز تک مقیم رہے اور جسکے پاس جو اسباب تجارت تھا بیچا۔ خداوند کریم کی عنایت سے ایک ایک کے دو دو ہو گئے اودہر مکہ سے ابو سفیان نے جماعت کثیر اور سب قومون اور قبیلون کے دو ہزار آدمی اور گھوڑے ساتھہ لے کر بدر کا ارادہ کیا موضع مجنہ مین پہونچکر ابو سفیان نے لوگون سے کہا کہ اس سال سخت قحط ہے زمین پر چارون طرف کہین سبزہ نظر نہین آتا ہمارے اونٹ گھوڑے مر جائینگے بہتر یہی ہے کہ گھر لوٹ چلین اوسکے کہنے سے سب کی یہی صلاح ہو گئی اور سب کے سب حیلہ کرکے پھر گئے۔

مسلمانون کو جب یہ خبر پہونچی تو سبھون نے تاسف کیا اور آنحضرت معہ صحابہ کرام کے مدینہ کو مراجعت کر گئے۔

جب لشکر کفار مکہ مین پہونچا تو صفوان بن امیہ وغیرہ نے اون کو بڑی لعنت ملامت کی اور کہا کہ اے نامردو بزدلو تم نے خود ہی وعدہ کیا تھا اور پھر اوسے وفا نہ کر سکے اب مسلمان ہم پر دلیر ہو جائینگے ان طعنون کی چوٹ ابو سفیان اور قریش کے دلون پر ایسی لگی کہ پھر لشکر کی آراستگی شروع کرکے

مدینہ پر چڑہائی کرنیکا ارادہ کردیا اور کہنے لگے کہ اگر بدر پر نہ لڑے تو نہ سہی مدینہ ہی پر چڑہائی کرینگے۔
یہ وہ زمانہ تہا کہ بدر مین بازار یا میلہ لگا کرتا تہا۔ چارون طرف سے لوگ جمع ہو رہے تھے اسی لحاظ سے مسلمانون نے تجارت کا مال اپنے ساتھ لیا تہا۔ اگرچہ جنگ نہین ہوئی اور نہ مال غنیمت حاصل ہوا لیکن سوداگری ہی کے نفع سے محنت وصول ہوگئی۔
کہتے ہین کہ ابو سفیان ایک ہزار آدمی لے کر مکہ سے باہر نکلا تہا اور پچاس گھوڑے اوسکے ساتھ تھے مکہ سے سات آٹھہ کوس کے فاصلہ پر مرالظہران مین پہونچکر خشک سالی کا بہانہ کرکے لوٹ گیا۔ اہل مکہ نے اس سفر کا نام جیش السویق رکہا کیونکہ سواے ستوؤن کے اور کچھہ کہانا اس زمانہ مین قریش کو میسر نہ تہا چنانچہ قریش اپنے ساتھہ وہی لے گئے تھے۔
غزوۃ السویق جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے وہ اسکے علاوہ ہے۔

(۲۳) سریہ بنی اسد

تیسرے سال ہجری کے آخر یا سال چہارم کے شروع مین آنحضرت صلعم نے سلمہ ابن عبد الاسد مخزومی کو بنی اسد پر بہیجا وجہ اسکی یہ تھی کہ حضور کے سمع مبارک مین یہ بات پہونچی تھی کہ خویلد کے بیٹون طلحہ اور سلمہ نے اپنی قوم کے بہت سے لوگون کو جمع کرکے ایک لشکر آراستہ کیا ہے اور مسلمانون کی تخریب اور قتل پر وہ لوگ آمادہ ہین۔ چاہتے ہین کہ نواح مدینہ مین پہونچ کے مسلمانون کے اونٹ وغیرہ اور اسباب جو کچھہ پائین لوٹ لے جائین۔
جب یہ خبر متواتر آئی اور خوب تحقیق ہوگیا کہ ایک لشکر کا لشکر مدینہ کی طرف آتا ہے تو آنحضرت صلعم نے بھی ابو سلمہ کو حضور مین بلوا کر لشکر اسلام کا علم مرحمت فرمایا اور ڈیڑہ سو سلمان اونکے ہمراہ کردئے جن مین ابو عبیدہ ابن الجراح۔ سعد ابن ابی وقاص۔ اسید ابن حضیر۔ ابو نائلہ۔ ابو بشرہ ابن ابی رہم غفاری۔ عبد اللہ ابن سہیل ابن عمرو۔ اور ارقم ابن ابی الارقم بھی شریک تھے۔

رخصت کے وقت آنحضرت نے ابو سلمہ کو فہمایش کردی کہ سرزمین بنی اسد تک جاکے ٹھہر جانا اور اون کی راہ روکے رہنا اگر حقیقت مین اون لوگون نے لشکر جمع کیا ہے اور مسلمانون کے قتل وغارت پر آمادہ ہین تو اونسے لڑنے مین سعی کرنا۔ ابو سلمہ رخصت ہوکر لشکر اسلام کے ساتھ مدینہ سے باہر نکلے اور ولید ابن زہیر طائی کو راہ بتانے کے لیئے آگے کرکے بنی اسد کی طرف روانہ ہوے اثناے راہ مین ہر جگہہ یہی خبر ملی کہ طلحہ اور سلمہ نے ایک بڑا لشکر جمع کیا ہے اور مدینہ پر دہا وا مارے چلے آتے ہین۔

جب شیران اسلام موضع قطن پر پہونچے تو کفار کے اونٹ جنگل مین چرتے دیکھے لوگون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کفار بہت قریب ہین۔ پہر کچہہ شک وشبہہ اونکے فساد مین باقی نہ رہا اس لیے غازیان اسلام نے اونکے چوپایون پر قبضہ کرلیا اور تین ساربانون کو اسیر کیا باقی سب بہاگ گئے اور اپنے لشکر سے جو بہت قریب تہا جا ملے۔

جب کفار کو اہل اسلام کے آنیکی خبر پہونچی تو قوم بنی اسد اگرچہ مسلمانون کی بہ نسبت بہت زیادہ تہی لیکن یہ خبر سنتے ہی سب کے سب ہمت ہار گئے اور اپنی ساری چوکڑی بہول کے ایسے بدحواس ہوے کہ جسکا جدہر مونہہ اوٹہا بہاگ گیا یہان تک کہ اپنے ڈیرے۔ خیمے۔ مال ومتاع بھی چہوڑ گئے۔ جب لشکر اسلام نے وہان پہونچکر کسی متنفس کو نہ پایا تو بہ آسایش تمام وہان فروکش ہوے اور جو کچہہ مال واسباب اور مویشی وغیرہ ہاتہہ آے اپنے ساتہہ لیکر مدینہ کو مراجعت فرمائی مال غنیمت مین سے ولید ابن زہیر طائی کو بہت کچہہ دیکر خوش کیا۔ پھر خمس جدا کرکے سارا مال مسلمانون پر تقسیم کیا گیا۔ ہر ایک غازی کے حصہ مین سات سات اونٹ اور چند بکریان آئی تہین اس سفر کے آنے جانے مین صرف دس دن صرف ہوے۔

(۲۴) سریہ بیر معونہ

سکھ ہجری کے شروع مین اور بعضون کے قول کے مطابق صفر سکھ ھ مین سریہ مذکورہ
بالا واقع ہوا - اہل سیر لکھتے ہین کہ ابو براء ابن عامر ابن مالک ابن جعفر جو ملاعب الاسنہ کے نام سے
بھی مشہور اور نجد کا رہنے والا قوم بنی عامر مین سے تھا حضور اقدس مین حاضر ہوا - آپ نے اوس
سے ارشاد فرمایا کہ تو مسلمان ہوجا وہ اسلام تو نہین لایا مگر اوس دین پاک کی تعریف بہت سی کی اور
کہا کہ مین مسلمان ہوجاتا مگر مجھے اپنی قوم کا زیادہ خیال ہے آپ کچھہ لوگ اپنے اصحاب مین سے
میرے ساتھہ کردین کہ وہ میری قوم کو جا کے دعوت اسلام کرین اگر قوم کے لوگ مسلمان ہوجاوینگے
تو مجھے بھی دین اسلام قبول کرنے مین کچھہ تامل نہ ہوگا اور مجھے اُمید ہے کہ وہ لوگ تمہاری بات
مانینگے اور تمہارے حکم کے تابع ہونگے - حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہین
اہل نجد مسلمانون کے قتل و ہلاک کے درپے نہ ہوجائین - عامر بولا استغفر اللہ - ایسا ہرگز نہین ہوسکتا
مین اون لوگون کو اپنے ساتھہ لے جاؤن گا مجال نہین کہ کوئی شخص اونہین آنکھہ دکھا سکے آپ
خاطر جمع رکھین اونہین کوئی نقصان نہ پہونچا سکے گا پس حضور نے اپنے اصحاب مین سے ستر آدمی
جو قراء کہلاتے تھے اور کلام مجید پڑہنے والے تھے اون کے ساتھہ کردئے - اکثر تو اون مین
سے انصار تھے اور بعض مہاجرین - یہ لوگ بہت بزرگ اور مقبول اصحاب مین سے تھے دنکو
لکڑی اور پانی ازواج مطہرات کے حجرون مین پہونچاتے اور رات کو نماز اور ذکر اور تلاوت قرآن شریف
مین مشغول رہتے تھے - منذر بن عمرو الساعدی کو اون پر امیر کیا اور ایک نامہ رؤسائے نجد اور بنی عامر
کے نام لکھکر اونہین دیدیا حضرت منذر نے اپنے ساتھہ ایک رہبر بنی سلیم کا لیا تھا جسکا نام مطالب تھا -
اسی زمانہ مین عامر نے دو گھوڑے اور دو اونٹ ہدیہ کے طور پر اپنے بھتیجہ لبید ابن ربیعہ کے
ہاتھہ حضور نبوی مین بھیجے - سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین مشرکون کا ہدیہ نہین لیتا -

لبید بولا کہ حضور یہ کیا فرماتے ہین بنی مضرمین سے کسی نے ابی براء کا ہدیہ رد نہین کیا ہے - آپنے جواب دیا کہ مین تو ایسا ہدیہ نہین لیتا اگر لیتا ہوتا تو ابی براء کی سوغات کو رد نہ کرتا -

بعد ازان لبید نے عرض کیا کہ عامر ایک مرض سخت مین مبتلا ہے آپ کے دست اعجاز پرست سے اُمید ہے کہ اوسے شفا ہو جائے اور اسی غرض سے یہ ہدیہ حضور مین بھیجا ہے - آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہان اسکا کچھہ مضایقہ نہین یہ ہدیہ تو اپنا واپس لے جاؤ اور اوسکی بیماری کا حال مفصل کہو جب اوسکے مرض کی کیفیت معلوم ہوگئی تو حضور نے ایک مٹی کا ڈھیلا زمین سے اوٹھایا اور لعاب دہن مبارک اوس پر ڈال کے فرمایا کہ جاؤ پانی مین گھول کے اسے پلادو شافئی مطلق شفا دیگا لبید نے جا کے وہ ڈھیلا پلادیا پیتے ہی شفا حاصل ہوگئی گویا بیمار ہی نہ تھا -

یہ جماعت اصحاب کی حضور کا نامۂ نامی لیکر ابو براء کے ساتھہ روانہ ہوئی اور موضع بیر معونہ پر پہونچکر قیام کیا - اونھون نے عمرو بن امیہ ضمیری اور حارث ابن صمہ کو دیکھے چراہ گاہ کو روانہ کردیا اور نامۂ نامی حرام بن ملحان کو دیا تاکہ بنی عامر کو پہونچادین - حرام دو آدمی آپنے ساتھہ لیکر خط پہونچانے گئے عامر ابن طفیل ابن مالک جو ابو براء کا بھتیجہ تھا اور اہل اسلام سے کمال عداوت رکھتا تھا اوس قوم کا سردار تھا - یہ تینون اصحاب جسوقت آبادی کے قریب پہونچے ہین تو یہ مشورہ کیا کہ ابن ملحان تو خط دینے جاوین اور باقی دونون صاحب آبادی کے باہر ہی توقف کرین اگر وہ لوگ ابن ملحان سے باخاطر پیش آئین تو باقی دونون کو بھی بلالیا جائیگا اور جو دشمنی کرینگے تو یہ دونون واپس ہوکر اصحاب مین جا ملینگے - غرض کہ حضرت ابن ملحان رضی اللہ عنہ اوس قوم کے پاس تشریف لے گئے اور دور سے پکار کے کہا کہ اے قوم مین تمکو رسول خدا کا پیغام سنانے آیا ہون - اون بدنہادون نے یہ بات سنکر ایک شخص کو اشارہ کیا کہ تو پیچھے سے جا کے نیزہ و سنان سے ان کو شہید کردے پس کچھہ لوگون نے اونکو باتون مین لگایا اور اوس لعین بدذات نے پس پشت سے

ایسا کاری نیزہ مارا کہ سینہ فیض گنجینہ سے پار نکل گیا۔ حضرت ابن ملحان کے مونھہ سے اتنا کلمہ تو نکلا فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ یعنی قسم ہے مالک کعبہ کی مین اپنے مقصود کو پہونچ گیا۔ سوا ے اس کے کچھہ نہ کہا اور ٹھنڈے ہوکر زمین پر گر پڑے۔ واقدی کا بیان ہے کہ حضرت ملحان کو عامر بن طفیل نے اپنے ہاتھہ سے شہید کیا۔

ادہر عامر ابن طفیل نے لپک کر بنی عامر سے مدد مانگی تاکہ رسول اللہ کے اصحاب سے لڑکے اونہین ہلاک کرے حالانکہ ابو براء اصحاب رسول کے آنے کا اعلان تمام مین کر چکا تہا اور یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ ابو براء اصحاب سے عہد و پیمان کرکے اپنے ساتھہ لایا ہے اس لئے ساری قوم نے یک زبان ہو کر مدد دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم ابو براء کے عہد کو نہ توڑینگے اور جو لوگ کہ قول و قرار کرکے آئے ہین اونسے نہ لڑینگے۔

آخر اوس کافر نے قبائل سلیم او عصیہ اور رعل اور ذکوان کے پاس آدمی بہیجے اور اون کے لشکر کا انبوہ بلا کے بیر معونہ کو جا گہیرا۔ تمام اصحاب لڑ بہڑ کر شہید ہو گئے۔

جس وقت کفار لڑائی کی تیاری مین مصروف تھے اوسوقت اصحاب اخیار کو اندیشہ ہوا کہ ابن ملحان کو کیون دیر لگی۔ عمرو ساعدی نے سب سے کہا کہ چلو اون کو ڈہونڈین اور دریافت کرین کہ دیر کس سبب سے ہوئی کہ اس عرصہ مین کفار نا ہنجار نے آگہیرا۔

جب سب شہید ہو چکے تو حضرت ابو بکر صدیق کے غلام حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو فرشتے آسمان پر اوٹہا لے گئے اور سب کافرون نے اس بات کو اپنی آنکہ سے دیکھا۔ حضرت صدیق اکبر نے عامر بن فہیرہ کو ابتداے اسلام مین خرید کرکے آزاد کر دیا تہا اور ہجرت کے وقت وہ بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق تھے۔

اِن لوگون کی شہادت کے بعد صرف منذر ابن عمرو تن تنہا باقی رہ گئے تہے کفار نے اونسے

دریافت کیا کہ اگر تم ہم سے امان مانگو تو ہم دے سکتے ہین اونھون نے جواب دیا کہ امان تو مجھکو نہین چاہیئے مگر اتنا چاہتا ہون کہ مجھے ابن ملحان کے مقتل تک لے چلو وہان پہونچکر مین اون کی صورت دیکھہ لون پھر مجھے کچھہ نہین چاہیئے لوگون نے اجازت دیدی - آپ نے وہان دیکھا کہ ابن ملحان خاک وخون مین لتھڑے پڑے ہین یہ حال دیکھہ کر منذر سے نہ رہا گیا اللہ اکبر کہکر کفار نابکار پر حملہ کیا اور یہان تک لڑے کہ شہید ہوگئے -

اب صرف دو شخص باقی ہین یعنی عمرو ابن اُمیہ ضمیری اور حارث ابن صمہ انصاری جو اونٹ چرانے گئے تھے یہ لوگ جب چراگاہ سے لوٹے تو دور سے دیکھا کہ لشکرگاہ پر چیل کوّے اور گدھ منڈلا رہے ہین - گرد وغبار آسمان تک چھایا ہوا ہے ان دونون کے دل مین شک ہوا کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے گھبرا کے ایک اونچے ٹیلہ پر چڑھ گئے - بغور دیکھنے سے معلوم ہوا کہ تمام اصحاب کی لاشین پڑی ہین اور کفار کے سوار ادہر اودہر پھرتے ہین یہ دونون اس حال کو دیکھکر کہنے لگے کہ اب کیا صلاح ہے عمرو نے کہا کہ رسول خدا کے پاس چل کے اس امر کی اطلاع دینی چاہیئے - حارث نے جواب دیا کہ اے عمرو مجھہ سے تو یہ نہ ہوسکیگا کہ اپنی جان بچانے کی فکر کرون اور اوس جگہہ سے چلا جاؤن جہان منذر شہید ہوے ہین اتنا کہا اور فوراً قتل گاہ کی طرف چل نکلے عمرو نے جب یہ دیکھا تو وہ بھی اون کے ساتھہ ہو لئے اور شہادت گاہ پر پہونچ کے کفار کے دو آدمی قتل کئے آخر ش اون ملعونون نے نرغہ کر کے دونون کو قید کر لیا اور حارث سے کہنے لگے کہ ہمکو تمہارا قتل کرنا منظور نہین جو کہو ہم تمہارے ساتھہ وہی معاملہ کرین حارث نے کہا کہ مین صرف تم سے اتنا چاہتا ہون کہ مجھے منذر ابن عمرو اور حرام ابن ملحان کے مشہد پر لے چلو پھر تمہارا جو جی چاہے کرنا لوگ حارث کو اوس مقام پر لے گئے - حارث نے جسوقت اون دونون اصحابون کی لاشین خاک وخون مین پڑی ہوئی دیکھین دل بھر آیا اور تلوار ہاتھہ مین لیکر اتنا لڑے کہ شہید ہوگئے اور اپنے شہید ہونے سے

پہلے جبار کافرون کو واصل جہنم کیا۔

عمرو ابن امیہ کو اسیر کئے ہوے پھر وہین لے آئے جہان سب اصحاب شہید ہوے تھے یہان عامر ابن طفیل نے اون سے پوچھا کہ اے عمرو تم اپنے یارون کو پہچان سکتے ہو اونہون نے جواب دیا کہ ہان لوگ اون کو لاشون مین ہے گئے اور دریافت کیا کہ بتاؤ سب لوگون کی لاشین موجود ہین یا نہین۔ عمرو نے ایک ایک لاش کا معائنہ کرکے جواب دیا کہ ان مین ایک شخص عامر بن فہیرہ کی لاش مفقود ہے جو حضرت صدیق کے غلام تھے معلوم نہین ہوتا کہ وہ لاش کہان گئی عامر ابن طفیل نے اون کا حلیہ دریافت کیا عمرو نے پہلے تو اون کی صورت شکل بتائی اور پھر کہا کہ وہ ہم سب مین افضل اور مسلمانون مین اول اور رسول خدا کے اصحاب مین اعلیٰ اور برتر تھے عامر ابن طفیل نے جواب دیا کہ مین نے اپنی آنکھ سے اونہین شہید ہوتے ہوے دیکھا ہے جبار ابن سلمی نے اونہین شہید کیا اور شہید ہوتے ہی اون کی لاش آسمان کی طرف اوڑ گئی۔

جابر یا جبار ابن سلمی جو قبیلہ بنی کلاب مین تھا بعد اس واقع کے اپنے یارون سے تعجب کرکے کہا کرتا تھا کہ مین بڑی حیرت مین ہون کہ جب مین نے عامر ابن فہیرہ کے سینہ پر نیزہ مارا اور اوسکی نوک اون کی پشت سے نکل گئی تو اونہون نے "فزت واللہ" کہہ کر جان دی اور مین نے اچھی طرح سے دیکھا کہ اونکی لاش آسمان پر اوڑ گئی۔ ایک دن مین نے ضحاک ابن سفیان کلابی سے جاکر یہ قصہ بیان کیا۔ اوس نے تمام مطالب اس طرح سمجھا دیئے کہ میری خاطر جمع ہوگئی پھر ضحاک نے مجھے دعوت اسلام کی مین اپنے کفر سے توبہ کرکے فوراً مسلمان ہوگیا۔

روایت ہے کہ جبار اپنی زندگی مین اکثر بیان کیا کرتا تھا کہ میرے اسلام کا باعث وہی معاملہ ہوا ہے جو مین نے عامر ابن فہیرہ کی شہادت کے وقت دیکھا تھا۔

جب جبار مشرف باسلام ہوگیا تو ضحاک ابن سفیان کلابی نے جناب سرور کائنات کی

خدمت بابرکت مین ایک عرضی بہیجی جس مین جبار کے اسلام لانے اور عامر
آسمان پراوڑ جانے کی ساری کیفیت مندرج تھی۔ آنحضرت نے اوس نامہ کو سنکر
فرمایا کہ ملائکہ نے اونکے جسم کو تو دفن کر دیا ہے اور روح کو اعلی علیئین پر لے گئے ہین۔

ابہی اس حادثہ کی خبر مدینہ مین نہین پہونچی تھی نہ ضحاک کا خط حضور نے پڑہا تہا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور مین حاضر ہوکر سارا حال سنادیا حضرت بہت رنجیدہ ہوے اور یارون اور اصحاب کو سب معاملہ کی اطلاع کر دی اوسکے بعد لوگ مدینہ مین آے اور ضحاک کا خط بہی صادر ہوا تو ہوبہو وہی حال پایا گیا جسکی خبر آنحضرت نے پہلے سے سنا دی تھی۔

ابو براء اپنے بہتیجہ کی بے وفائی اور مکر سے ایسا غمگین ہوا کہ رنج سے انتقال کر گیا۔ اوسکے بیٹے نے عامر ابن طفیل کے قتل پر کمر باندہی اور عہد ذاتی کیا کہ اس شخص کو جس نے اون لوگون کو مارا ہے جنہین میرا باپ مدینہ سے اپنے ساتھ لایا تہا اور اوسکی حرکت ناشایستہ سے میرے باپ کو ایسا غم ہوا کہ وہ مرگیا قتل کئے بغیر نہ چہوڑونگا۔ پس ایک دن نیزہ ہاتہ مین لئے ہوے چلا گیا۔ دیکہا کہ عامر ابن طفیل بہری مجلس مین بیٹہا ہے دوڑکر ایسا نیزہ مارا کہ ہلاکت کے قریب پہونچا دیا۔ عامر زخم کہا کر بولا کہ اگر مین جیتا رہا تو اسکا عوض لونگا اور جو مرگیا تو خیر۔ اگرچہ اوس نے زخم سے تو نجات پائی مگر ایک بہت بڑا دنبل پیدا ہوگیا جس سے جان بر نہ ہوسکا اور اوسی بلا مین مرگیا۔

عمرو ابن اُمیہ ضمیری اب تک زندہ تہا نہین گہرے ہوے تھے لوگ اونہین عامر ابن طفیل کے پاس لے گئے اوس نے اونکا سر منڈواکر آزاد کر دیا کیونکہ اوسکی ماں کو کسی نذر کے سبب ایک بردہ آزاد کرنا تہا۔

القصہ عمرو آزادی پا کے مدینہ کو چلے آے راستہ مین دو کافر بنی عامر مین سے اونہین ملے یہ سوچے کہ بیر معونہ کا کچہہ تو بدلا لینا چاہئے اس لئے دونون کو قتل کر دیا اور آنحضرت کی خدمت مین

[illegible] ہکیا آنحضرت نے فرمایا کہ اے عمرو وہ دونون کافر اہل اسلام کی امان مین تھے ہوتے یہ اچھا کام نہین کیا جو اون کو قتل کرڈالا اب تجھے اونکا خون بہا دینا چاہیئے - وہ دونون مشرک آنحضرت کی امان مین تھے - عمرو ابن امیہ کو اسکی کچھہ خبر نہ تھی - آنحضرت صلعم نے اس خطا کی نسبت دیت تجویز کی اور سوچے کہ بنی عامر اور یہود بنی النضیر ہم عہد ہین او نکے مشورے سے اس جھگڑے کو طے کر لینا چاہیئے چنانچہ یہ ہی امر غزوہ بنی نضیر کا باعث ہوا -

اکثر لوگون نے یہ بھی لکھا ہے کہ عامر بن طفیل نے اپنی حماقت سے آنحضرت صلعم کی خدمت مین کہلا بہیجا تھا کہ یا تو اپنے ملک مین مجھے بھی شریک کرلو اور زمین نرم اور دیہات اور جنگل اپنے حصہ مین رکھو اور شہر میرے حوالے کردیا اپنی وفات کے بعد مجھے اپنا خلیفہ مقرر کرجاؤ نہین تو مین بڑا لشکر لاکے تم سے لڑونگا - جناب رسول اللہ نے اوسکا یہ پیغام سنکر فرمایا اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ عَامِرًا یعنی یا اللہ تو خود عامر کا کام تمام کردے مجھہ تک نوبت نہ آنے پاے - اسی دعا سے اوسکے وہ دنبل نکلا جس سے وہ مرگیا -

شہداے بیر معونہ کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے "بلغو قومنا لقینا ربنا فرضی عنا و رضینا عنہ" اور حضرت سید المرسلین نے چالیس دن تک قنوت فجر مین اونکے قاتلون کے قبائل پر بد دعا کی ہے -

موضع بیر معونہ متعلقات نجد مین درمیان ارض بنی عامر اور بنی سلیم کے ہے اور بیر معونہ بنی سلیم کا ایک چشمہ ہے اور ارض بنی عامر و ارض بنی سلیم دو شہر ہین -

واضح ہو کہ اکثر لوگون نے اون اصحاب کی تعداد جو بیر معونہ کو بہیجے گئے تھے صرف تیس لکھی ہے بعض چالیس بتاتے ہین اور بعضون نے ستر لکھے ہین اور ہمنے ایک جگہہ بہتر بھی دیکھے ہین -

روایت ہے کہ جب مجاہدین بیر معونہ نے آپ کو گھرا ہوا دیکھا تو مناجات کی کہ اے اللہ

ہم کسی کو ایسا نہین دیکھتے کہ سلام ہمارا تیرے رسول کو پہونچا دے پس جبریل علیہ السلام آے اور سلام اونکا حضور کو پہونچا دیا۔ آپ نے جواب دیا "وعلیہم السلام"۔

حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ابو البراء نیزہ باز اور برچھیت تھا وہ خود دو گھوڑے اور دو ناقے لیکر خدمت نبوی مین حاضر ہوا مگر آنحضرت نے اونہین قبول نہ کیا۔ اوسکے پیٹ مین قرحہ کا آزار یعنی دبیلہ تھا جس سے اوسکو بہت تکلیف تھی اکثر لوگون نے یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت نے اوسکے لئے ایک قطی شہد کی لبید کے ہاتھ بہیجی تھی جسے چاٹ کر وہ اچھا ہوگیا۔ اور اوسی دن اپنے بیٹے ربیعہ اور لبید کو غلہ دیکر خدمت رسول خدا مین بہیجا تھا۔

ستر انصار نوجوان قران پڑہنے والے بیر معونہ کو بہیجے گئے تھے اون کا معمول یہ تھا کہ جب شام ہوتی تو حوالی مدینہ مین جاکر تلاوت اور تعلیم و تعلم قران کرتے اور نمازین پڑہتے تھے اور جب صبح ہوتی تو لکڑیان چن چن کر آنحضرت صلعم کے مکان مین پہونچاتے تھے۔ اون کے گھر والے تو یہ جانتے تھے کہ یہ سب رات کو مسجد مین رہتے ہین اور اہل مسجد یہ جانتے تھے کہ اپنے مکانون مین شب باش ہوتے ہین۔

واقعہ بیر معونہ کی خبر کے ساتھ اور بھی چند متوحش خبرین آنحضرت کو پہونچی تہین۔ یعنی ایک تو شہداے بیر معونہ کی مصیبت۔ دوسرے مرثد بن ابی مرثد کی تباہی اور تیسرے محمد بن مسلمہ کی روانگی۔ چنانچہ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ ابو البراء کے عمل کا نتیجہ ہے۔ اوسی شب کی صبح کو نماز فجر مین بعد رکوع کے آپ نے قاتلان شہداے بیر معونہ پر لعنت کی۔ جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ پڑہ چکے تو یہ دعا اون قاتلون کے حق مین فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اُشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بَنِيْ لِحْيَانَ وَرِعْلٍ وَّرِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ فَاِنَّهُمْ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بَنِيْ لِحْيَانَ وَ

عَصَلٍ وَّالْقَارَةِ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَّعَيَّاشَ بْنَ اَبِیْ رَبِیْعَۃَ وَ
الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَغِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ ۔

یعنی اے پروردگار سخت پامالی اور ہلاکی ڈال قبیلہ مضر پر اے پروردگار تجھکو لازم ہے کہ انتقام لے بنی لحیان اور بنی زعب اور بنی رعل اور بنی ذکوان اور بنی عصیہ سے کیونکہ ان سب قبیلون نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی ہے اے پروردگار تجھکو لازم ہے کہ انتقام لے بنی لحیان اور قبیلہ عضل اور قبیلہ قارہ سے اے پروردگار نجات دے ولید بن الولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش ابن ربیعہ اور ناتوان مسلمانون کو خدا مغفرت کرے قبیلہ غفار کی اور قبیلہ اسلم کو حق تعالی سلامتی بخشے - بعد ازان آنحضرت صلعم نے سجدہ کیا اور اسی طرح پندرہ روز یا چالیس روز تک کرتے رہے یہان تک کہ یہ آیت نازل ہوئی

لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ اَوْ یُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ +

ترجمہ - اس امر مین تمکو کچھہ اختیار نہین تم کیون تردد کرتے ہو شاید حق تعالی اون کی طرف متوجہ ہوجاوے اور وہ اسلام لاوین یا اون پر عذاب کرے جب کہ وہ اپنے کردار پر مصر ہون کیونکہ وہ ظالم و فاجر ہین -

ابو سعید خدری کہتے ہین کہ کئی جگہہ انصار مین سے ستر ستر آدمی شہید ہوے ہین یعنی جنگ احد مین ستر - بیر معونہ مین ستر - معرکہ یمامہ مین ستر جسر ابی عبید کی جنگ کے دن ستر آدمی شہید ہوے مگر آنحضرت صلعم جتنا صدمہ شہداے بیر معونہ کا ہوا اس قدر اور کبھی نہین ہوا تھا -

انس رض کہتے تھے کہ حق تعالی نے شہداے بیر معونہ کے حق مین چند آیتین نازل کی تھین مگر وہ منسوخ و متروک ہوگئین منجملہ ان کے دو آیتین یہ ہین بَلِّغُوْا قَوْمَنَا اِنَّا لَقِیْنَا رَبَّنَا فَرَضِیَ عَنَّا وَرَضِیْنَا عَنْہُ ترجمہ وہ کہتے تہے کہ مشرکین ہماری قوم پر پہونچے اور ہم نے ملاقات کی اپنے پروردگار سے یعنی شہید ہوے پس راضی ہوا ہمارا پروردگار ہم سے اور ہم راضی ہوے اوس سے یعنی اوسکے عطیہ رحمت و کرامت سے -

کہتے ہین کہ ابو براء اپنے قبیلہ مین بہت بڈھا اور بزرگ تہا اور بباعث پیرانہ سالی وناتوان حالی کے حرکت کی تاب نہین رکہتا تہا۔

جب عمرو بن امیہ بیر معونہ سے چلکر خدمت مین جناب رسول خدا صلعم کی آتے تھے تو چار دن تک پیادہ پا چلے آے۔ مقام قناۃ پر اون کو دو آدمی بنی کلاب مین سے ملے۔ ان دونون کو آنحضرت نے لباس پہنا کر اپنی جانب سے امان دی تھی لیکن عمرو کو اس بات سے اطلاع نہ تھی جب وہ دونون سو گئے تو عمرو نے اون کو مار ڈالا۔

بعض روایتون مین آیا ہے کہ سعد بن ابی وقاص بھی عمرو بن امیہ کے ساتھ آے تھے مگر ہمارے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ سعد بیر معونہ نہین گئے اور اوس جماعت مین سواے انصار کے کوئی مہاجر نہ تہا۔

عروہ بن الصلت کو مشرکین نے امان دینی چاہی تھی کیونکہ وہ عامر بن طفیل کے بڑے دوست تھے اور اون کی قوم بنی سلیم نے بھی اون کو امان دینے کی خواہش ظاہر کی مگر حضرت عروہ نے انکار ہی کیا فرماتے تھے کہ مین تمہاری امان قبول نہین کرتا اور نہ اپنی جان سلامت لیکر گھر جاؤنگا مین تو اپنے اصحاب ہی کے ساتھ مرونگا۔

حضرت واقدی نے سولہ (۱۶) شہداے بیر معونہ کے نام اپنی کتاب مین درج کیے ہین وہ یہ ہین۔

۱۔ عامر بن فہیرہ بنی تیم قریش مین سے۔

۲۔ بنی مخزوم مین سے حکم بن کیسان جو حضرت عامر کے حلیف تھے۔

۳۔ بنی سہم مین سے نافع بن بدیل بن ورقاء۔

۴۔ منذر بن عمرو امیر لشکر جو انصار مین سے تھے۔

۵۔ بنی زریق مین سے معاذ بن ماعص۔

۶ و ۷ - بنی النجار مین سے حرام وسلیمان - یہ دونون بیٹے ملحان کے تھے -

۸ و ۹ و ۱۰ - بنی عمرو بن مبذول مین سے حارث بن صمہ اور سہل بن عامر بن سعد بن عمرو اور طفیل بن سعد -

۱۱ - بنی عمرو بن مالک مین سے انس بن معویہ -

۱۲ - ابو شیخ ابی بن ثابت بن المنذر بھی گذشتہ قبیلہ سے تھے -

۱۳ - بنی دینار بن النجار مین سے عطیہ بن عبد عمرو -

۱۴ - بنی عمرو بن عوف کے حلیف عروہ بن الصلت جو بنی سلیم مین سے تھے -

۱۵ و ۱۶ - قبیلہ تیت سے مالک بن ثابت اور سفیان بن ثابت -

کہتے ہین کہ کعب بن زید بن قیس کو لاشون مین سے اوٹھا لاے تھے اگرچہ وہ بہت زخمی تھے مگر وفات نہین پائی اور جنگ خندق مین شہید ہوے -

(۲۵) غزوہ بنی النضیر

اسی سال مین آنحضرت صلعم خاص اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ جن مین حضرت ابوبکر صدیق عمر فاروق - علی مرتضیٰ - زبیر طلحہ - سعد ابن معاذ - اسید ابن حضیر اور سعد ابن عبادہ شامل تھے یہودیان بنی النضیر کے پاس گئے تاکہ اون دونون اشخاص مقتول کے خون بہا کی نسبت گفتگو کرین - یہ لوگ آنحضرت صلعم کے ساتھ عہد وپیمان کر چکے تھے اور بنی عامر کے ساتھ بھی انکا میل ملاپ ہو چکا تھا جسوقت حضور نے اون سے باتین کین تو بولے کہ اے ابو القاسم تم جو کچھ کہو گے ہم وہی کرینگے مگر تھوڑی دیر ٹھر کر آرام کر لو تاکہ ہم آپ کی اور آپ کے اصحاب کی خاطر ومدارات کرین - سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کی التماس قبول فرمائی - اب ان لوگون نے الگ جا کر آپس مین صلاح کرنی شروع کی کہ کوئی ایسی صورت نکالنا چاہئے جس سے مسلمانون کا کام تمام کر ڈالین - اوسوقت جناب سرور کائنات دیوار سے پیٹہ لگاے بیٹھے تھے - حی ابن اخطب نے اپنی قوم سے کہا کہ اے یہودیو

محمد معہ اپنے اصحاب کے تمہارے جال مین آپھنسا ہے اس وقت کو غنیمت جانو اور جو کچھ تمکو کرنا ہو کر لو پھر ایسا موقعہ کبھی نہ ملیگا میری دانست مین ایک آدمی اس گھر کی چھت پر چڑھ جاے اور بڑا سا پتھر محمد کے سر پر مارے تاکہ ہم اوس کے پنجہ سے بچین - اس بات کو سنکر عمرو ابن حجاش بن کعب بولا کہ مین چھت پر جا کر یہ کام کرون گا -

سلام ابن مشکم نے کہا کہ اے قوم تمہارا یہ خیال خام ہے اس وقت تو تمین نافرمانی ہرگز نہ چاہیئے پھر ساری عمر جو چاہو کرتے رہنا مگر لوگون نے اوسکی بات نہ مانی تو وہ کہنے لگا کہ یارو اگر تم محمد کے ساتھ دغا کرو گے اور کہین اوسے خبر ہوگئی تو فوراً وہ عہد جو ہم مین اور ان مین ہے ٹوٹ جائیگا وہ تو ابھی یہ باتین کر ہی رہا تھا کہ عمرو بن حجاش جلدی سے ایک بڑا سا پتھر لیکر کوٹھے پر چڑھ گیا - جسوقت کہ اوس نے سیڑھی پر قدم رکھا ہے فوراً وحی نازل ہوئی اور یہود کی سب فساد انگیزیان آپ کو معلوم ہوگئین - آپ معاً اوٹھہ کھڑے ہوے اور مدینہ کی طرف چلے - اصحاب حیرت مین تھے کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے - لاچار وہ بھی اوٹھکر پیچھے پیچھے چلے گئے اور مدینہ مین آکر دریافت کیا کہ حضور وہ لوگ تو آپ کی ضیافت مین مشغول تھے آپ نے یہ کیا کیا - حضور نے فرمایا کہ نہین یہ سب اون کا مکر و فریب تھا وہ ارادہ کر رہے تھے کہ میرے سر پر ایک بڑا سا پتھر پھینکدین -

اس کے بعد آپ نے محمد بن مسلمہ کو اوس قوم مکار کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ اب ہماری تمہارے عہد و پیمان ٹوٹ گئے کیونکہ تمہارا ظاہر و باطن ایک سا نہین ہے بہتر ہے کہ مسلمانون کے پاس نہ رہو - دس دن کی مہلت دی جاتی ہے اس مدت مین یہان سے نکل جاؤ -

جب اون لوگون نے حکم نبوی سنا تو سامان سفر کرنے لگے - چراگاہون سے اپنے اپنے اونٹ منگوا لئے - ان کے سوا اور بہت سے اونٹ کرایہ کئے - چاہتے تھے کہ سامان سفر ٹھیک کرکے چلتے بنین کہ اس اثناء مین عبد اللہ ابن ابی سلول منافق نے اون سے کہلا بھیجا کہ تم

بڑے بے وقوف ہو جو اپنے گھروں سے بھاگے جاتے ہو تمکو چاہئے کہ اپنے قلعوں کو خوب مضبوط و مستحکم کر کے اون مین رہو۔ ادہر مین دو ہزار جرار سپاہی لیکر اور اپنی قوم کو جمع کر کے تمہاری مدد کو آتا ہون یہود بنی قریظہ اور اون کے ساتھی اور غطفان کے لوگ سب تمہاری حمایت کرینگے

جب یہ پیغام ابن اخطب نے سنا تو غرور سے پہول کر کپّا ہو گیا اور جناب رسالت مآب کی خدمت مین کہلا بہیجا کہ ہم تو اپنے ملک سے نہین نکلتے جو تمہارے جی مین آوے وہ کرو۔

مسلمان یہ پیغام سنکر برہم ہوے اور کہنے لگے کہ اللہ اللہ۔ یہ وقت آگیا کہ دشمنان خدا سینہ زوری کر کے ہمارے قریب رہین اور اون کے دل ایسے فسادون سے بہرے ہون کہ ظاہر مین تو رسول خدا سے قسم کہاوین اور باطن مین اون کے تشنہ خون ہون ہم تو اون کو ضرور یہان سے نکالینگے پس سب نے بنی النضیر مین جانے اور اون لوگون کی گوشمالی کرنیکا سامان کر لیا۔

آنحضرت صلعم نے ابن اُم مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کر کے لشکر اسلام کا جہنڈا اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کو دیا اور مدینہ سے کوچ فرما کر ایسی جلدی پہونچے کہ عصر کی نماز بنی النضیر مین جا پڑہی سب یہودی اپنے اپنے قلعون مین جا کر چہپ رہے۔ مسلمانون نے پندرہ دن تک محاصرہ رکہا۔ یہودی اپنے قلعون پر سے تیر اور پتہر پہینکتے تھے اور پندرہ دن تک اسی انتظار مین قلعہ بند رہے کہ کوئی ہماری مدد کو آتا ہوگا۔ ادہر عبد اللہ بن ابی سلول منافق جس نے اونکو بہروسہ دیا تہا بالکل کانون مین تیل ڈال کر چپکا ہو رہا۔ خداوند کریم نے بنی النضیر کے دل مین اہل اسلام کا خوف اور اپنی قوم کی ذلت ایسی ڈالدی کہ اون کو اپنی قوم اور قبیلہ کا بالکل اعتبار نہ رہا اور سمجہ گئے کہ اگر دنیا مین کوئی سچا ہے تو وہ مسلمان ہی ہین۔ اس لئے آنحضرت کی خدمت مین پیغام بہیجا کہ اگر آپ ہم سے کچہہ مزاحمت نہ کرین تو ہم قلعون سے نکل کر چلے جائین۔ حضور نے فرمایا کہ ہم نے تو اول ہی تم سے کہا تہا کہ تم یہان سے چلے جاؤ مگر تم نے سرکشی کر کے جہگڑا بڑہا دیا۔ ہم کو تم سے

اب بھی پر فاش نہین تمہین اختیار ہے جدہر چاہو چلے جاؤ ہم تو تمہارے ہتیارون سے بھی کچھہ مزاحمت نہ کرتے مگر تمہاری سرکشی کی یہ سزا ہے کہ اب تم اپنے ہتیار اپنے ساتھہ لیکر نہ جانے پاؤگے البتہ اپنا مال ومتاع اپنے ساتھہ لے جا سکتے ہو ہم کو اوس سے کوئی غرض نہین ۔ بنی نضیر نے اس بات کو غنیمت جانا اور اپنے گھر اپنے ہاتھون سے خراب کر کے سارا مال واسباب چارپایون پر لادکے کوچ کر دیا ۔ حضور نے محمد ابن مسلمہ کو متعین کیا کہ اون کو کمال حفاظت کے ساتھہ ہماری حد سے باہر نکال دو ۔

یہود چھہ سو ۶۰۰ اونٹ نقد وجنس کے اپنے ساتھہ لیکر اور اپنے تئین خوب آراستہ وپیراستہ کر کے ۔ خلعت پہنے ہوے ۔ باجے بجاتے ۔ گانا گاتے روانہ ہوے ۔ اور اپنی مردانگی اور بہادری کے گیت مسلمانون کو سناتے مدینہ کے بازارین سے نکلے ۔ بعضے شام کی طرف گئے بعضون نے خیبر کا رخ کیا اور کچھہ نواح اذرعات کی طرف چلے گئے ۔

ہتیارون کی تفصیل جو دہ چہوڑ گئے یہ تہی ۔ پچاس ۵۰ زرہ ۔ پچاس ۵۰ خود اور تین سو چالیس ۳۴۰ تلوارین اور تین سو پچاس ۳۵۰ اونٹ مال واسباب کے جنہین وہ نہ لیجا سکے اور حصارین پڑا چہوڑ گئے ۔ یہ سب مسلمانون کے ہاتھہ آیا ۔

جب یہود بنی النضیر چلے گئے اور مسلمانون نے حفاظت کے ساتھہ اون کو مدینہ کی حد سے مال واسباب سمیت نکال دیا تو آنحضرت صلعم نے حصارین جتنا مال پایا اوس سبکو جمع کرالیا اور مظفر ومنصور خیر وعافیت کے ساتھہ مدینہ تشریف لے آے ۔

مہاجرین کے بود وباش کا طریقہ ہجرت کے زمانہ سے یہ تہا کہ انصار کے گھرون مین رہا کرتے تھے ۔ ہر انصار نے ایک ایک مہاجر کو اپنے ہان فروکش کر لیا تہا اور اوسکے کہانے پینے کا بھی متکفل وہی ہوتا تہا ۔ انصار کو مہاجرین سے یہان تک محبت تھی کہ اونہین اپنی آنکہ کا تارا سمجہتے تھے

بلکہ انصار نے اونہین اپنے گھرمین رہنے کے لئے قرعہ ڈالے تھے جسکے نام کی چھٹی نکلی وہی اوس مہاجر کو اپنے گھرلے گیا یہہ مجال کیا تھی کہ وہ دوسری جگہہ کا پانی بھی پینے پاوے اسی طرح چند روز تک مہاجر انصار کے مہمان رہے۔

جب آنحضرت صلعم بنی النضیر کے علاقہ سے پھر کے مدینہ مین تشریف لاے تو جو مال وہان سے حاصل ہوا تھا اپنے پاس منگوایا اور انصار کو بلا کے خدا کی حمد اور شکر کے بعد فرمایا کہ اے جماعت انصار تم نے مہاجرون کی بہت اعانت ومدد کی ہے اون پر تمہارے بڑے بڑے احسان ہین اگر تم چاہو تو یہ مال جو بنی النضیر سے خدا نے دلوایا ہے تمکو تقسیم کردیا جاے اور مہاجرین بدستور تمہارے گھرمین مہمان رہین اور جو تمہاری صلاح ہو تو یہ مال مہاجرون کو دیا جاے اور وہ تمہارے گھرون سے رخصت ہوکر الگ اپنے اپنے مکانون مین رہین اور اون کے اخراجات کا بوجھہ تم پر سے اوتر جاے اور تم سبکدوش ہوجاؤ۔

آنحضرت صلعم کا یہ ارشاد سنکر سعد ابن معاذ اور سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہما بولے "یارسول اللہ ہمارا دل تو یہ چاہتا ہے کہ آپ یہ مال مہاجرین کو عطا فرمائین۔ ہمکو ایک حبہ نہین چاہئیے۔ وہ یہ لوگ مال لیکر بدستور ہمارے ہی گھرون مین رہین اور اون کے اخراجات کے بھی ہم ہی متکفل رہین کیونکہ یہ بڑے عالی رتبہ لوگ ہین آپ کی محبت اور خدا کی دوستی مین اونہون نے گھربار کو چھوڑا اور جو کچھہ اون کے پاس تہا سب سے ہاتھہ اوٹھا کر حضور کے ساتھہ چلے آے ہین ہماری دلی رضا یہ ہے کہ یہ مال اون ہی کو ملے اور وہ بدستور ہمارے ہی گھرون مین رونق افروز رہین اون کی مفارقت ہمین کسی طرح گوارا نہین ہے اون کے قدم سے ہمارے گھرون مین بڑی روشنی اور خیر وبرکت رہتی ہے"۔

جب ابن معاذ اور ابن عبادہ نے آنحضرت کی خدمت مین یہ عرض کی تو سارے انصار خوش ہوکر بول اوٹھے کہ اے رسول کریم ہم سبکو یہی بات منظور ہے آپ ایسا ہی کرین۔ حضرت نے انصار

کی ہمت اور دین داری سے خوش ہوکر اون کے حق مین دعاے خیر کی اور وہ مال بموجب انصار کی مرضی کے مہاجرین مین تقسیم کردیا تقسیم کے وقت حضرت صدیق اکبر۔ حضرت فاروق اعظم۔ عبدالرحمٰن ابن عوف حضرت صہیب اور ابو سلمہ ابن عبدالاسد مخزومی کے مشورے سے کام کیا گیا۔ مگر جو انصار مثل سہیل ابن حنیف اور ابودجانہ وغیرہ کہ بہت مفلس تھے اون کو بھی اوس مال مین سے حصہ ملا ہتیارون مین سے ایک تلوار جو نہایت عمدہ اور ابن ابی الحقیق کر باندہنے کی تہی سعد ابن معاذ کو دیگئی

آنحضرت صلعم جب ہجرت کر کے مدینہ مین آے تھے تو یہودی بنی قریظہ اور بنی النضیر نے جو مدینہ سے باہر علیحدہ علیحدہ رہتے تھے آپ سے عہد وپیمان کئے تھے کہ ہم آپ کے ساتھ رہینگے آپکی بدخواہی نہ کرینگے اور آپ کے کسی دشمن کو مدد بھی نہین دینگے۔

یہودیون کو اون نخلستان خرما سے جو انکی گڑہی کے پاس تھے مثل اپنی اولاد کے محبت تھی۔ آپ نے اس خیال سے اون درختون کے کاٹنے کا حکم دیا تہا کہ اگر یہ کاٹے جائینگے تو اونکی روح پر صدمہ ہوگا اور وہ قلعہ سے باہر نکلکے لڑینگے۔ بعض اصحاب نے تو عمدہ قسم کے درخت کاٹے۔ اون کی نیت مین یہ بات تھی کہ کافر خوب ہی دق ہون اور بعض اصحاب نے بُری قسم کے کاٹے اس نیت سے کہ اہل اسلام کو ضرور فتح ہوگی اور سب مال بنی نضیر کا مسلمانون کے قبضہ مین آئیگا۔ پس عمدہ عمدہ درخت مسلمانون کے لئے بچار کہنا چاہئے۔ چونکہ نیت دونون فریق کی نیک تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

مَاقَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْتَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۔

ترجمہ۔ جو کاٹی تمنے ایک قسم درخت خرما کی یا قایم چھوڑا ہے اپنی جڑون پر سو یہ دونون باتین خدا کے حکم سے تہین اس لئے کہ نافرمانون کو رسوا کیا جاے۔

صحیح بخاری مین ہے کہ آپ نے درختون کے جلانیکا بھی حکم دیا تہا چنانچہ چند درخت

جلائے بھی گئے اسی باب مین حضرت حسان بن ثابت کا یہ شعر ہے۔

حَرِیْقٌ بِالْبُوَیْرَۃِ مُسْتَطِیْرٌ		وَھَانَ عَلٰی سَرَاۃِ بَنِیْ لُؤَیٍّ

یعنی آسان ہوا سرداران بنی لوی کو آگ لگا دینا بویرہ مین کہ شرارے اوسکے اوڑتے تھے۔

بویرہ اوس جگھہ کا نام ہے جہان بنی نضیر کے درخت خرما تھے۔

انصار کے دو قبیلے تھے اوس اور خزرج اون مین ہمیشہ باہم لڑائی رہا کرتی ہی۔ بنی قریظہ اوس کے حمایتی تھے اور بنی نضیر خزرج کے اور ہر ایک اپنے اپنے دوستون کی مدد کیا کرتا تھا۔ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق قبیلہ خزرج مین سے تھا اس سئے اوس نے در پردہ بنی نضیر سے مدد کا وعدہ کیا تھا بنی نضیر اپنے مکانون سے نکلتے وقت مکان توڑ توڑ کے اچھی اچھی چیزین نکال لے گئے تھے یہان تک کہ کواڑ اور کڑیان بھی نکال لی تھین اور جانے کی عجلت مین مسلمانون نے بھی اون کی مدد کی اور مکانات توڑ توڑ کے اون کی چیزین نکال دین چنانچہ اس آیت مین اسی معاملہ کا بیان ہے

ھُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ مِنْ دِیَارِھِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ مَّانِعَتُھُمْ حُصُوْنُھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَاَتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَھُمْ بِاَیْدِیْھِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ
فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ۔

ترجمہ۔ وہی ہے جس نے نکالا اہل کتاب کافرون کو اُن کے گھرون سے پہلے ہی بار لشکر جمع کرنے کے وقت تمھین گمان نہ تھا کہ وہ نکل جاوینگے اور اون کو بھی یہ ہی خیال تھا کہ اون کے قلعہ اون کو اللہ سے بچا لینگے پس آیا اون پر اللہ کا غضب اوس جگہہ سے کہ جدہر کا اونہین خیال بھی نہ تھا اور اوس نے اون کے دلون مین رعب ڈالدیا اور اونہون نے اوجاڑ ڈالے گھر اپنے ہاتھون سے اور مسلمانون کے ہاتھون سے پس اے سوجھہ والو عبرت پکڑو۔

مدارج النبوت مین لکھا ہے کہ بنی النضیر نے جو آنحضرت کو پتھر مارنا چاہا تھا اس کی خبر ذیل کی آیت مین ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ ھَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْا اِلَیْکُمْ اَیْدِیَھُمْ فَکَفَّ اَیْدِیَھُمْ عَنْکُمْ

ترجمہ۔ اے ایمان والو یاد کرو اللہ کی عنایت کو جو تم پر ہوئی اوسوقت مین کہ ارادہ کیا تھا ایک قوم نے تم پر دست درازی کرنے کا سو اللہ نے اون کا ہاتھ تم سے روک لیا۔

کنانہ بن صویرنام ایک احبار بنی نضیر کا آنحضرت کی تشریف بری سے آگاہ ہوگیا اور اوس نے اپنی قوم کو اطلاع دی کہ خدا نے محمد کو تمہارے فریب سے آگاہ کردیا ہے۔ اے لوگو وہ رسول خدا اور خاتم الانبیا ہین تم ایسا نہ کرو گویا یہ تم اپنے آپ کو فریب دیتے ہو یہ تمہاری طمع ہے کہ جو تم چاہتے ہو کہ خاتم الانبیا ہارون کی نسل سے ہو حق تعالی یہ نعمت جسے چاہے اوسے عنایت کرے اور جسپر چاہے اپنی سعادت کا دروازہ کھولدے جو جو صفات نبی آخر الزمان کے مین نے توریت مین پڑہے ہین وہ سب محمد مین موجود ہین مین جانتا ہون کہ اب وہ تمہارے نکالنے کا حکم دینگے تم دو کامون مین سے ایک کام کرو۔ بہتر تو تمہارے لئے یہ ہے کہ اون پر ایمان لاؤ تو یہان سے نکالے بھی نہ جاؤ گے یا جزیہ دینا قبول کرو۔ لوگون نے جواب دیا کہ ہمکو جلاوطنی قبول ہے موسی کا دین چھوڑنا منظور نہین۔

جب مسلمانون کو بدر مین فتح ملی تھی اوس وقت بنی نضیر آپ کو نبی موعود بتاتے تھے مگر جب اُحد مین شکست ہوئی تو اون کو شک پیدا ہوا اور ابوسفیان سے مل گئے۔

روایت ہے کہ بنی نضیر کے درخت خرما کاٹنے کے لئے حضور نے عبداللہ بن سلام اور ابولیلی مازنی کو مقرر کیا تھا۔ ابولیلی عمدہ عمدہ درخت خرما کاٹتے تھے تاکہ یہودیون کو زیادہ قلق ہو اور عبداللہ بن سلام بڑے بڑے اور پرانے درخت اس خیال سے کاٹتے تھے کہ آخر مسلمانون کو فتح ہو گی

مین اچھے درخت اون کے لئے چھوڑے دیتا ہون۔

جب یہ دونون بزرگوار اون کے درخت کاٹنے لگے اور کھیتون کو اوجاڑنا شروع کیا تو کفار ازراہ طعن کہتے تھے کہ ہم لوگ تو تمہارے نزدیک کافر ہین کیا یہ درخت بہی تمہارے خیال مین کافر ہین جو اونہین کاٹے ڈالتے ہو اون کی یہ باتین سنکر چند مسلمانون کو شبہ ہونے لگا تہا۔ اوس شبہ کے رفع کرنے کے لئے وہ آیت نازل ہوئی جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم کا خیمہ بنی حطمہ کے میدان مین نصب کیا گیا تھا۔ عزورا یہودی نے آپ کے خیمہ پر ایک تیر مارا۔ پس خیمہ وہان سے اوکہاڑ کر دوسری جگہہ کھڑا کر دیا گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اوس کی تاک مین تھے۔ ناگاہ کیا دیکھتے ہین کہ وہ ننگی تلوار ہاتھہ مین لئے ہوسے نو آدمیون کے ساتھہ قلعہ کے باہر آیا حضرت علی نے اوس پر حملہ کیا اور اوسکا سر کاٹ کے خدمت نبوی مین لے آسے پھر حضور نے ابو دجانہ اور سہل کو آٹھہ آدمیون کے ہمراہ حضرت علی کے ساتھہ کر دیا۔ ان سبھون نے اون کفار کو بھی قتل کر ڈالا جو عزورا کے ساتھہ آسے تہے اور اون کے سر حضور کے سامنے حاضر کئے۔

حضرت واقدیؒ فرماتے ہین کہ عمرو بن امیہ نے مدینہ کو آتے ہوسے جن دو شخصون کو مار ڈالا تہا اون کے سلاح درخت اور خون بہا آنحضرت نے اون کی قوم کے پاس بہجوا دیا کیونکہ عامر بن طفیل نے آنحضرت سے کہلا بھیجا تہا کہ ایک مسلمان نے ہماری قوم سے دو آدمیون کو مار ڈالا ہے۔ حالانکہ آپ نے اون دونون کو امان دی تھی مگر جب اوسمین کچہہ جہگڑا پیدا ہوا تو آنحضرت بنفس نفیس سنیچر کے دن مدینہ سے تشریف لے چلے اور مسجد قبا مین آکر نماز پڑہی پھر بنی النضیر کے محلہ مین تشریف لاسے دیکہا کہ سب محفل جماسے بیٹھے ہین ہمارے حضرت بہی مع اصحاب کے وہان بیٹھہ گئے اور اون لوگون سے باتین کرنے لگے۔

کنانہ بن صوریا احبار یہود کی ایک بیٹی تھی نہایت خوبصورت اور صاحب حسن وجمال اوسکا نام شعثاء تھا۔ حسان نے اپنے اشعار مین اوسکے حسن کی بہت تعریف کی ہے۔ اس لئے کنانہ نے کہا تھا کہ اگر مجھکو اپنی خوبصورت بیٹی مین عیب لگ جانے کا خیال نہ ہوتا تو مین بلاشک مسلمان ہوجاتا اب مجھکو بھی اپنی وہی حالت منظور رہے جو تمہاری ہوگی۔

حضرت واقدیؒ فرماتے ہین کہ جب رسول خدا صلعم مقام بنی النضیر سے مدینہ مین تشریف لے آئے تو آپ کے بعد اصحاب بھی وہان سے چلدئے۔ راہ مین اون کو ایک آدمی ملا جو مدینہ سے آتا تھا اصحاب نے اوس سے پوچھا کہ بھائی تو نے رسول خدا کو بھی ادہر جاتے دیکھا ہے۔ اوس نے کہا ہان مجھکو آنحضرت جسر کے پار مدینہ کی طرف جاتے ہوے ملے تھے۔ جب اصحاب حضرت کے پاس پہونچگئے تو معلوم ہوا کہ حضور نے محمد بن مسلمہ کو طلب کیا ہے۔ جناب صدیق اکبر نے عرض کی یا رسول اللہ آپ بنی النضیر سے چلے آے اور ہم لوگون کو خبر ہی نہین ہوئی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہودنے میرے ساتھہ دغا کرنیکا قصد کیا تھا۔ حق تعالی نے مجھکو اوسکی خبر دیدی اس لئے مین فوراً وہان سے اوٹھہ کے چلا آیا۔ اتنے مین محمد بن مسلمہ بھی آن موجود ہوے حضرت نے اونہین حکم دیا کہ اے ابن مسلمہ تم یہود بنی النضیر کے پاس جاؤ اور اون سے کہو کہ رسول خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ تم لوگ میرے ملک اور شہر سے نکل جاؤ۔

جب محمد بن مسلمہ اون کے پاس پہونچے تو کہا کہ اے یہود مین رسول خدا کا ایلچی بنکر تمہارے پاس آیا ہون مگر مین اون کے پیغام کو پیچھے بیان کرونگا پہلے تم سے وہ بات کہنا چاہتا ہون جسے تم خوب جانتے ہو۔ تمکو قسم ہے اوس توریت کی جسکو خدا نے موسی علیہ السلام پر نازل کیا ہے سچ سچ میری باتونکا جواب دینا تمکو یاد ہوگا کہ آنحضرت کی بعثت سے قبل مین تمہارے پاس آیا تھا تو تم نے مجھہ سے کہا کہ اے ابن مسلمہ اگر تو چاہے تو ہم تجھکو ناشتہ کرا کے رخصت کردین اور

اگر تو چاہے تو ہم تجھکو یہودی بنالین اوسوقت مین نے تمکو یہ جواب دیا تھا کہ خیر اگر تم کھانا کھلانا چاہتے ہو تو مین کھالونگا مگر مجھکو یہودی بننا منظور نہین ہے - چنانچہ تمنے مجھکو ایک قاب مین کھانا دیا مگر یہ بہی کہنے لگے کہ اے ابن مسلمہ تو ہمارا دین کیون نہین قبول کر لیتا کیونکہ دنیا مین کوئی دین اگر سچا ہی تو وہ دین یہود ہی ہی شاید تیرا ارادہ اوس دین کے قبول کرنیکا ہی کہ جسکو اس زمانہ مین اسلام اور دین حنفیہ کے نام سے مشہور کرتے ہین - سُن اے ابن مسلمہ ابو عامر دین حنفیہ سے ناراض ہے - اوس دین کا پہیلانے والا تمہارے پاس آویگا شان اوس کی یہ ہوگی کہ وہ خندہ رو ہوگا - اوسکی دونون آنکھون مین سرخی ہوگی - وہ یمن کی طرف سے آویگا ناقہ پر سوار - گلیم پوش ہوگا اور ایک ٹکڑے روٹی پر قناعت کریگا - اوسکے کندہے پر تلوار ہوگی - وہ کسی سے نہ کہیگا کہ خاموش ہو بلکہ وہ سب کی سنےگا اور کلام اوسکا حکمت کے ساتھ ہوگا وہ آکے تمہاری زمین پر اوتریگا ہتیار اور اسباب سب کے چہینے جاوینگے اور لوگ قتل ہون گے اور نعشون سے گوش و بینی قطع کئے جاوینگے - یہ سن کے بنی النضیر بولے ہان یہ سب سچ ہے ہمنے یہ بات تجھ سے ضرور کہی تھی لیکن محمد وہ شخص نہین ہے جسے ہم صاحب ملت حنفیہ بتاتے ہین -

محمد بن مسلمہ یہ سُن کر خاموش ہو رہے اور کہا کہ اے یہود مجھے جو اپنی طرف سے سمجہانا تھا وہ مین کہہ چکا اب خبردار ہو جاؤ کہ آنحضرت نے فرمایا ہے تحقیق تمنے اوس عہد کو توڑ ڈالا جو ہمارے ساتھ کیا تھا مجھکو اوس بات کی خبر ہوگئی ہے جسکے لئے عمرو بن حجاش کوٹھے پر چڑہا تھا یہود چُپ سنتے رہے اور ایک حرف بھی نہ بولے - محمد بن مسلمہ کہنے لگے کہ حضور نے فرمایا ہے کہ ہم درستی سامان و اسباب سفر کے لئے تمکو دس دن کی مہلت دیتے ہین اسکے اندر اندر تم ہمارے شہر سے نکل جاؤ اور میعاد ختم ہونے کے بعد جو شخص تم مین سے یہان نظر آئیگا اوسکی گردن ماری جائیگی - تب اون لوگون نے جواب دیا کہ اے ابن مسلمہ ہمکو یہ گمان نہ تھا کہ قبیلہ اوس مین سے

کوئی شخص یہ حکم لیکر ہمارے پاس آئیگا - محمد ابن مسلمہ نے اسکا یہ جواب دیا کہ اب بعد اسلام لانے کے ہم لوگون کے قلب تبدیل ہو گئے ہین -

یہ حکم سنکر وہ لوگ سامان سفر کرنے کے لئے چند روز ٹھیرے - اون کے سواری اور بار برداری کے جانور ذی الجدر مین چرنے گئے تھے - اون کے ہانک لانے کیواسطے آدمیون کو روانہ کیا اور قبیلہ اشجع سے بھی لوگون کو اُجرت پر مقرر کرلیا اور تیاری سفر مین بہت جلدی کرنے لگے -

یہ لوگ تو سامان سفر مین مصروف تھے کہ ناگاہ ابن ابی کے دو قاصد سوید اور داعس آن موجود ہوے اور آنکر کہا کہ عبد اللہ ابن ابی نے تمکو پیغام دیا ہے کہ تم لوگ ہرگز اپنے گھرون سے باہر نہ نکلو اور اپنے حصارون مین مقیم رہو میرے ساتھ میری قوم کے دو ہزار آدمی اور سواے اونکے بہت سے عرب ہین یہ سب تمہاری مدد کو آجائینگے اور تمہارے ساتھ جان دینگے مجال کیا کہ مسلمان تمکو ضرر پہونچا سکین اور بنو قریظہ اور تمہارے حلیف قبیلہ غطفان کے لوگ بھی تمکو مدد دینگے -

ابن ابی نے کعب بن اسد کے پاس بھی مدد طلب کرنے کے لئے قاصد بھیجا تھا جسکا جواب کعب نے یہ دیا کہ بنی قریظہ کا ایک بچہ بھی عہد شکنی نہ کریگا خبردار تم ایسا کلام پھر کبھی ہم سے نہ کرنا -

لہذا ابن ابی بنی قریظہ کی طرف سے مایوس ہو گیا مگر چاہتا تھا کہ بنی النضیر اور مسلمانون مین مٹھ بھیڑ کرا ہی دے اس لئے اکثر حی بن اخطب کے پاس نامہ و پیغام بھیجکر اوسے اوکساتا رہتا تھا -

حی بن اخطب کو بھی لالچ آگیا اور آنحضرت کی خدمت مین قاصد بھیجکر اطلاع دی کہ ہم یہان سے ہرگز نہ نکلینگے جو تمہارے جی مین آے وہ کرو -

حی بن اخطب عبد اللہ ابن ابی کے فریب مین آکر اپنے حصارون کی درستی و مرمت کرنے لگا جن جن چیزون کی ضرورت دیکھی حصارون مین داخل کرین اور گلی کوچون کو صاف اور ہموار کراکے کنکر پتھر قلعون مین اس لئے بھر لئے تاکہ مسلمانون پر اون کی بوچھار کرین ایک سال کی خوراک بھی قلعون مین

مہیا کرلی۔ پانی کے چشمہ متواتر حصارون مین جاری تھے اون کے ختم ہوجانیکا کسی کو بھی خوف نہ تہا۔ چنانچہ یہودی مونچھون پر تاؤ دے دے کر یہ کہتے تہے کہ مسلمانون کی کیا گُودڑی ہے جو کامل سال بہر ہمکو محاصرہ مین رکہین۔

سلام ابن مشکم سے نہ رہا گیا تو اوس نے کہا اے حی این خیالات و محالات دجنون یہ تیرے نفس نے تجھکو دہوکا دیا ہے واللہ اگر مجہکو اس بات کا خیال نہ ہوتا کہ لوگ تجہے بے وقوف اور لغو جانینگے تو بیشک مین تجہ سے جدا ہوکر اون یہودیون کے ساتھ مل جاتا جو میری بات مانتے ہین اے حی تو ایسا نہ کر اللہ خوب جانتا ہے اور تیرے ساتھ مجہے بھی خبر ہے کہ بیشک محمدؐ رسول اللہ ہین اور اون کی صفت ہمارے نزدیک ثابت ہے پس اگر ہم اس سبب سے اون کی پیروی نہ کرین اور اون سے حسد رکہین کہ نبوت اولاد ہارونؑ سے نکل گئی ہے تو ہمکو اتنا تو ضرور کرنا چاہیئے کہ اون کی بات ہی کو مان لین اور اپنی جانین اور زن و فرزند اور مال و متاع لیکر نکل جائین۔ کیا اتنا ہمارے لئے تہوڑا ہے۔ اس مین ہم لوگون کی عزت رہ جائیگی۔ اگر مسلمانون نے یہان آکر ایک دن کے لئے بھی ہماری گڑہیون کو گہیر لیا تو یاد رکہنا کہ یہ رعایتین جو وہ اب منظور کرتے ہین ہمارے ہاتھ سے نکل جاوینگی

حی ابن اخطب نے اسکا جواب یہ دیا کہ مسلمان ہرگز ہمارا محاصرہ نہین کرسکتے ابن ابی ہماری مدد کو آتا ہے۔ سلام ابن مشکم نے جواب دیا کہ عبداللہ بن ابی کا قول لایق اعتماد نہین وہ تجھکو ورطۂ ہلاکت مین ڈالنا چاہتا ہے خود تو اپنے گہر مین بیٹہہ رہیگا اور ہمین لڑوا دیگا۔ مین نے سنا ہے کہ اوس نے کعب سے بھی مدد مانگی تھی۔ مگر اوس نے انکار کردیا اور کہا کہ بنی قریظہ مین سے میرے جیتے جی کوئی عہد شکنی نہین کرسکتا۔ ابن ابی نے بنی قینقاع سے بھی ایسا وعدہ کیا تہا چنانچہ وہ بھی اوسکے بہروسہ پر لڑ پڑے اور عہد شکنی کر بیٹہے۔ وہ تو اوسکی مدد کے منتظر ہی رہے اور یہ اپنے گہر مین بیٹہا ہوا چین کرتا رہا یہانتک کہ مسلمانون نے جاکر بنی قینقاع کو تباہ کردیا۔ اے حی اوسکا کام بہکانا ہے ہم لوگ قبیلہ اوس

کے ساتھ ہمیشہ اوسے مارتے رہے ہین - وہ نہ یہودی ہے نہ مسلمان اور نہ اپنی قوم کے دین پر ہے
ایسی حالت مین اوسکے قول و فعل کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے -

اس پر حی ابن اخطب نے جواب دیا کہ میرا نفس ہر بات اور ہر کام سے انکار کر سکتا ہے مگر محمد کی عداوت کو چھوڑنا میرے بس مین نہین ہے - جب سلام نے اوسکی یہ باتین سنین تو کہا کہ واللہ یہی لچھن آوارہ وطن ہونے کے ہین ہمکو اپنے گھرون سے نکلنا پڑیگا - مال ہمارا تلف ہو جائیگا ہماری بزرگی ضائع ہو جائیگی زن و فرزند ہمارے اسیر ہونگے اور ہمارے بہادر اور شجاع قتل ہو جائینگے -

غرض کہ سلام نے بہت سر مارا مگر حی ابن اخطب نے کسی طرح نہ مانا - آخر ش حق تعالی نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ بنی النضیر پر جاؤ اور اون کو اپنی سرحد سے باہر کردو - ادہر منافقون نے خفیہ بنی النضیر سے یہ کہلا بہیجا کہ تم ہرگز اپنی جگہہ نہ چھوڑنا ناکہ بندی اور کوچہ بندی کر لینا اور اپنے حصارون کو خوب مضبوط بنا لینا اگر مسلمان بغیر لڑائی کے نہ مانین گے تو ہم تمہاری اعانت کو موجود ہین چنانچہ یہود نے ایسا ہی کیا

حضرت رسالت مآب نے نقیب کو بلا کے منادی کرادی - اوسی دم اہل اسلام ہتیار لگا لگا کے بنی نضیر کی طرف روانہ ہوے اور دونون طرف سے لڑائی شروع ہوگئی قریباً بیس ۲۰ روز تک لڑائی رہی اس عرصہ مین جب مسلمان اونکے کسی مورچے یا گڑہی پر حملہ کرتے اور غالب ہو جاتے تہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتے تھے اور اوس جگہہ کی مضبوطی کرکے لڑنے لگتے تہے اور مسلمان جس گڑہی یا مکان پر غلبہ پاتے تھے اوسکو کہود کر برابر کر دیتے تھے -

آنحضرت صلعم نے اون کے کچھہ چہوہارون کے درخت کاٹنے کا حکم دیا تھا اس مین مصلحت یہ تھی کہ وہ سخت غیظ و غضب مین آجائین - لہذا وہ درخت کاٹے گئے - اونکی نخلستان مین سب سے عمدہ قسم وہ تھی جسے لوگ تو راصفر کہتے تھے - میوہ اوسکا بالکل زرد رنگ کا اور اوسکے پوست اور مغز کا یہ عالم تھا کہ پوست اور گودے کے اندر سے گٹھلی صاف نظر آتی تھی - وہ درخت اونکو اپنی اولاد سے بہی

زیادہ عزیز تھے۔ جب یہودیون نے اپنے نخلستان کٹتے دیکھے تو کہنے لگے کہ اسے محمد جو کتاب تم پر نازل ہوئی ہے اوس مین زمین پر فساد کرنیکا حکم ہے یا اصلاح کا۔ اور بھی اس باب مین اونہون نے بہت کچھہ کہا سنا مگر جب ایک بھی تدبیر نہ چلی اور منافقین کی مدد سے بھی مایوس ہوگئے تو حق تعالی نے اون کے دلون مین اسلام کا رعب و ہیبت ڈالدی۔ آخرش اونہون نے آنحضرت صلعم سے درخواست کی کہ اگر آپ ہماری جان بخشی کرین تو ہم مدینہ سے بدر ہوجائین۔ پس آنحضرت نے اونسے اس شرط پر صلح کرلی کہ وہ مدینہ سے اس طرح نکلین کہ تین تین آدمی پیچھے ایک ایک اونٹ ہو اور اوسی پر جو کچھہ مال اور کہانے پینے کی چیزین لدسکین لادے جائین اون کے سوا جو کچھہ باقی رہ جائیگا اون کا مال نہین ہے۔ غرضکہ وہ لوگ اسی طرح شہر سے نکل گئے۔ اون کے اخراج کے باب مین یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

وَلَوْلَا أَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝

ترجمہ۔ اگر یہ امر نہ ہوتا کہ حق تعالی نے اون کے حق مین جلا وطن ہونا مقرر کیا تو اون پر دنیا ہی مین عذاب کرتا اور اون کے لئے آخرت مین آتش دوزخ کا عذاب ہے۔

غرض کہ وہ لوگ سرحد مدینہ سے نکل کر اذرعات اور اریحا کی طرف چلے گئے جو ملک شام مین ہین مگر حی ابن اخطب اون کے ساتھہ نہ گیا بلکہ اپنے اہل و عیال اور اپنے بھائی کی اولاد کو ہمراہ لے کر خیبر کو چلا گیا اور اون سبکو وہان چھوڑکر خود مکہ مین آیا۔ یہان آکر کیا دیکھتا ہے کہ قریش مکہ سے نکل کھڑے ہوئے ہین اور رسول خدا کے ساتھہ جنگ کرنیکا ارادہ رکھتے ہین چونکہ اوس سال مین سخت قحط تھا اس لئے وہ لوگ مکہ سے باہر نکل کر ٹھہر گئے اور آپسمین کہنے لگے کہ یہ وقت سفر کرنے کا نہین ہے۔ بہتر ہوگا کہ سمت آجاوے۔

اسوقت مین اون لوگون کے ساتھہ زاد راہ کے لئے سوائے ستو کے اور کچھہ نہ تھا اسواسطے

اوس لشکر کا نام جیش السویق ہوا یعنی ستو والا لشکر چنانچہ اس مشورہ مین یہ بات ٹہیری کہ مکہ مین پہر چلو تاگاہ اسی حال مین حی ابن اخطب اون کے پاس پہونچ گیا - اون لوگون نے حی ابن اخطب سے اوسکی قوم کا حال پوچہا اوس نے جواب دیا کہ مین اونکو خیبر اور مدینہ کے درمیان متردد چہوڑ آیا ہون تم اون کے پاس پہونچ کر اونہین بھی اپنے ساتھ لے لینا وہ تمہارے ساتھ ہو کر محمد سے لڑینگے پھر کفار قریش نے بنی قریظہ کا حال دریافت کیا تو اوس نے کہا کہ بنی قریظہ محمد سے مکر وحیلہ کر کے مدینہ ہی مین رہ گئے ہین جب تم اون کے پاس پہونچ جاوگے تو وہ بھی تمہارے ساتھ شامل ہو جاینگے آخر اہل مکہ نے ایک سال اور توقف کیا -

دولت مآب جناب صبحی پاشا کی کتاب حقایق الکلام فی تاریخ الاسلام مین مندرج ہے کہ ماہ ربیع الاول مین اسلام کا لشکر ظفر پیکر مدینہ سے غزوہ بنی النضیر کے لئے روانہ ہوا تھا اور چھہ روز تک اون کا محاصرہ کئے ہوئے پڑا رہا - بعض لوگون نے بیچ بچاؤ کرا دیا اس لئے صرف اون کی جلاوطنی پر اکتفا کی گئی - زیادہ باز پرس نہین ہوئی -

حضرت عبداللہ ابن عثمان اور حضرت زینب اور حضرت علی مرتضی کی والدہ ماجدہ وغیرہ کا انتقال

اسی سکمہ ہجری مین حضرت رسول خدا کے نواسے عبداللہ ابن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وفات پائی - سبب اونکی وفات کا یہ تہا کہ ایک مرغی نے اونکی آنکھہ مین چونچ ماری تھی جس سے آنکھہ کا خلش کچھہ ایسا بڑہا کہ جان بر نہ ہو سکے - چھہ سال کی عمر مین وفات پائی - آنحضرت نے اونکے جنازے کی نماز پڑہی اور اون کے پدر بزرگوار نے اونہین قبر مین اوتارا -

حضرت زینب بنت خزیمہ زوجہ رسول اللہ اور عبد السلام ابو سلمہ ابن عبد الاسد مخزومی شوہر ام سلمہ

اور فاطمہ بنت اسد والدہ علی مرتضیٰ نے اسی سال مین وفات پائی اور اسی سال مین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ متولد ہوے۔ اسی سال مین آنحضرت صلعم نے حضرت امّ سلمہ کو شرف زوجیت سے مشرف فرمایا۔ یہ عقد ماہ شوال مین ہوا تہا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب آنحضرت کو حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ حضرت علی کے قریب المرگ ہونیکی خبر پہونچی تو آپ کو بہت رنج ہوا اور فرمایا کہ ان کے وفات کی خبر فوراً میرے پاس آوے آپ نے خود بقیع مین اپنے ہاتھہ سے اونکی قبر کھودی۔ اوسمین اوترکر لیٹے اور قران شریف پڑہا۔ ستر تکبیرون کے ساتھہ آپ نے اونکے جنازے کی نماز پڑہی اور فرمایا کہ کوئی فشار قبر سے سواے فاطمہ بنت اسد کے نجات نہ پاویگا لوگون نے پوچھا کہ کیا آپ کے فرزند دلبند قاسمؓ بھی ضغطہ قبر مین مبتلا ہون گے۔ حضور نے جواب دیا کہ قاسم تو درکنار اون سے چھوٹا ابراہیم بھی اوس سے خوف نہین ہے جب حضور نے اون کے مرنے کی خبر سنی تو معہ صحابہ اون کے گھر تشریف لے گئے اور اپنا پیراہن مبارک اوتار کر فرمایا کہ غسل کے بعد اسکا کفن دینا۔ آپ نے اونکے جنازے کو بھی کندہے دیئے جب قبر پر پہونچے تو اوترکر اوسمین لیٹ گئے وہان سے نکلنے کے بعد فرمایا "بسم اللہ وعلی اسم اللہ" صحابہ نے عرض کی کہ فاطمہ کے حق مین دو باتین ہم نے آپ سے ایسی نئی دیکہین کہ کسی اور کے لئے آپ نے نہین کی تہین ایک تو قمیص مبارک کا کفن دیا اور دوسرے آپ اون کی قبر مین لیٹے۔ فرمایا کہ قمیص کے پہنانے سے میری غرض یہ تھی کہ وہ دوزخ کی آگ سے نجات پاوین اور قبر مین لیٹنے سے یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اون کی قبر مین وسعت دے۔ اے لوگو بعد وفات ابی طالب کے کوئی میرے ساتھہ نیکی اور ہمدردی نہین کرتا تہا سواے اس مرحومہ مغفورہ کے لہذا مین نے اپنا پیراہن اوسکو پہنا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اوسکو بہشت کا حلہ عطا فرماوے اور قبر مین اوسکی لیٹا کہ اللہ تعالیٰ امتحان قبر سے خلاصی دے۔ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے ابن زبیر کو وصیت کی کہ مجھکو

آنحضرتؐ اور شیخینؓ کے پاس دفن نہ کرنا بلکہ امہات المومنین کے پاس دفن کی جاؤن کیونکہ اگر مین گناہون کی نجاست مین آلودہ ہون تو اون کے پاس دفن ہونے سے پاک نہین ہو سکتی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد مر گئین تو حضور اون کے سرہانے جا کر بیٹھے اور فرمایا "امی بعد امی" یعنی میری مان کی وفات کے بعد تم میری مان تھین اور اسکے سوا اون کی بہت تعریف کی اور اپنا پیراہن اون کے کفن کو دیا۔

اسامہ بن زید اور ابو ایوب انصاری اور عمر بن خطاب کو حکم ہوا کہ اون کی قبر کھودین اور لحد آپ نے اپنے دست مبارک سے کھودی اور مٹی نکالی پھر تیر کے اندر اوتر گئے اور فرمایا۔

اللہ الذی یحیی ویمیت وھو حی لا یموت اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ووسع علیھا مدخلھا بحق نبیک والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین۔ ترجمہ۔ اللہ وہ ذات ہے کہ ہمیشہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے اور نہین مرتا ای اللہ بخشدے میری مان فاطمہ بنت اسد کو اور فراخ کردے اوسکی قبر بطفیل اپنے نبی کے اور بطفیل اگلے نبیون کی تحقیق تو رحم کرنیوالون مین سب سے بڑا رحم کرنیوالا ہے پھر حضور نے چار تکبیرین کہہ کر اون کو قبر مین اوتارا اور حضرت عمر اور ابو بکر بھی اوتارنے مین آپ کے شریک تھے۔

عمر بن عبد العزیز فرماتے ہین کہ آنحضرت سوائے پانچ آدمیون کے اور کسی کی قبر مین نہین اوترے اون مین سے تین تو عورتین ہین اور دو مرد۔ اول حضرت خدیجہ کی قبر مین مکہ مین اور چار کے لئے مدینہ مین ایسا ہوا۔ ایک تو حضرت خدیجہ کا بیٹا جسکو آنحضرت نے اپنی گود مین پرورش کیا تھا۔ دوسرے عبد اللہ مزنی جن کو ذو البجادین بھی کہتے ہین تیسرے حضرت عایشہ کی والدہ ام رومان کی قبر مین۔ چوتھے فاطمہ بنت اسد کی قبر مین۔

اسی سال مین زید بن ثابت نے آنحضرت کے حکم سے یہود کی خط وکتابت سیکھی تاکہ اون کے

بہیدون سے آگاہ ہوجائین اور یہ علم اونہون نے پندرہ دن مین سیکہہ لیا تہا تاکہ یہودی رہی سہی توریت کو بھی محرف نہ کرڈالین۔

اسی سال مین ایک مالدار یہودی کے لڑکے نے ایک یہودی عورت سے زنا کیا حضور نے اپنی شریعت کے بموجب اوسے رجم یعنی سنگ سار کرنیکا حکم دیا۔ یہود آپ کو فریب دینا چاہتے تھے اور کہتے پہرتے تھے کہ ہماری شریعت مین تو یہ حکم ہے کہ زانی اور زانیہ کا مونہہ کالا کرکے اونٹ پر اولٹے مونہہ سوار کردیتے ہین اور چہوڑ دیتے ہین۔ اسپر عبداللہ بن سلام نے جو احبار یہود مین سے مسلمان ہوگئے تھے عرض کی کہ یارسول اللہ یہ جہوٹ بولتے ہین توریت مین بھی زانی کو سنگ سار کرنے کا حکم ہے اسپر آپ نے توریت منگائی۔ یہود نے آیت رجم پر اپنا ہاتھہ رکھہ کے توریت کو پڑہنا شروع کیا ابن سلام نے پڑہنے والے سے کہا کہ ہاتھہ تو اوٹھا جون ہی اوس نے ہاتھہ اوٹھایا رجم کی آیت ظاہر ہوگئی۔ عبداللہ بن سلام نے اوسکو سب کے سامنے پڑہ سنایا اور مجرم سنگ سار کیا گیا۔

اسی سال مین شراب کی حرمت پر آیت نازل ہوئی لیکن بعضے کہتے ہین کہ ۳ھ ہجری مین شراب حرام ہوئی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ شراب کی حرمت مین کئے دفعہ وحی نازل ہوئی اور بعضون کے نزدیک غزوہ حدیبیہ مین یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ اکثر لوگ ۸ھ ہجری کا واقع بتاتے ہین مگر صحیح قول یہی ہے کہ اسی سال ۷ھ ہجری مین یہ آیت نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ ترجمہ۔ اے ایمان والو یہ شراب اور جوا اور بت اور پانسے گندے کام شیطان کے ہین ان سے بچتے رہو شاید تمہارا بہلا ہو۔ روضۃ الاحباب مین لکھا ہے کہ ایک قول کے بموجب ۸ھ ہجری مین شراب حرام ہوئی شیخ ابن حجر صحیح بخاری کی شرح مین اسی قول کو مستند بتاتے ہین۔ شراب کی حرمت مین چار آیتین نازل ہوئی ہین مکہ مین یہ آیت اوتری تھی۔

وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ

ترجمہ - کھجور اور انگور کے میووں سے تم نشہ کی چیزیں اور خاصی روزی بناتے ہو -

جب تک یہ آیت نازل نہ ہوئی تھی اوسوقت تک مسلمان شراب پیتے تھے - مدینہ مین آکر حضرت عمر فاروق اور معاذ بن جبل اور چند انصار نے آنحضرت سے دریافت کیا کہ شراب عقل کی ضایع کرنے والی ہے اور قماربازی مین مال کا نقصان ہے ان دونوں کی نسبت آپ کیا حکم دیتے ہین اوسوقت یہ آیت نازل ہوئی - يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ ترجمہ - لوگ تم سے شراب اور جوے کی نسبت حکم پوچھتے ہین کہدو کہ اون مین بڑا گناہ ہے اور فائدہ بھی ہے لوگون کو مگر گناہ اونکا اون کے نفع سے بہت بڑا ہے جسوقت آپ نے یہ آیت حضرت عمر فاروق کے روبرو پڑہی ایک جماعت عقلاے صحابہ نے توبموجب اسکے شراب پینا موقوف کردیا اور دوسرے گروہ نے ترک نکیا یہان تک کہ عبد الرحمن بن عوف نے ایک دن اپنے چند یارون کی دعوت کی اور سب کے سب شراب پی کر خوب مست ہوگئے مغرب کے وقت ایک شخص اون مین سے امام ہوا اور نماز مین سورہ "قل یا یہا الکافرون" پڑہی اور بجاے "لا اعبد" کے "اعبد" پڑہ گئے اوسوقت اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی -

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ -

ترجمہ - اے ایمان والو جب تمکو نشہ ہو تو نماز کے نزدیک مت جاؤ یہان تک کہ سمجھنے لگو جو تم کہتے ہو -

اسکے بعد بعض صحابہ نے اس خیال سے کہ پینا اوسکا موجب ترک نماز کا ہے اوسکو ترک کیا اور بعضون نے اوسکو اسقدر پینا اختیار کیا کہ نماز کے وقت نشہ نہ پیدا ہو یہان تک کہ عتبان بن مالک انصاری نے صحابہ کی ایک جماعت کی دعوت کی اور اونٹ کا کلہ اون کے لئے بھون کرلاے جب اونہون نے کہایا اور شراب پی اور مست ہوگئے تو ایک دوسرے پر فخر کرنے لگے اور اشعار فخر اور

مدح اور زمر پڑہنے لگے۔ سعد بن ابی وقاص نے ایک قصیدہ بنایا اوسمین انصار اور قوم انصار کی ہجو تھی
ایک انصاری نے اوس ہونے ہوے کلہ کو اوٹھا کر سعد بن ابی وقاص کے سر پر مارا اون کے
سر مین بہت زخم آگیا۔ سعد نے انصار کی شکایت آنحضرت سے اکر بیان کی حضرت عمر نے جب یہ خبر
سنی تو دعا فرمائی کہ یا اللہ شراب کی نسبت شافی حکم ہمارے لئے نازل فرما۔ پس اوسی وقت یہ آیت
نازل ہوئی۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ○

ترجمہ۔ اے ایمان والو تحقیق شراب اور جوا اور مورتین اور پانسے پلید کام شیطان کے ہین
تم اون سے بچو تاکہ نجات پاؤ تحقیق ارادہ کرتا ہے شیطان کہ ڈالے تم مین دشمنی اور بغض شراب اور
جوے کے وسیلہ سے اور باز رکھے تمکو اللہ کے ذکر سے اور نماز سے سو اب بھی تم رکو گے۔ جسوقت
حضرت عمر فاروق نے یہ آیت سنی تو کہا کہ اے رب ہمارے ہم ان چیزون سے باز رہے اور ایک روایت
مین ہے کہ حضرت فاروق نے یون فرمایا تہا کہ ہم باز رہے۔ ہم باز رہے تحقیق شراب لے جاتی ہے
انسان کے مال اور عقل کو۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بازار مدینہ مین منادی کرادو کہ
شراب بالکل حرام کردی گئی۔ اوس منادی کو سنکر جو کوئی بھی شراب پی رہا تہا اوس نے فوراً اوسے چھوڑدیا
اور ہاتہ مونہہ دہو ڈالے۔ جس کے گھر مین شراب تھی اوس نے سب پہینکدی۔ چنانچہ اوس دن
بازار مدینہ مین شراب اسطرح بہتی تھی جیسے پانی بہتا ہو۔

آپ نے بہت سی حدیثین شراب پینے والون کے حق مین بیان فرمائی ہین۔ آپ کا ارشاد ہے

کہ جو ہمیشہ دنیا مین شراب پیتا ہے اگر وہ بغیر توبہ کئے مرجائے تو شراب بہشت سے ناامید رہیگا۔ جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہین کہ فرمایا رسول خدا نے تحقیق اللہ نے عہد کرلیا ہے کہ جو کوئی دنیا مین نشہ کی چیزین پئیگا۔ قیامت مین اوسے دوزخیون کا پسینہ پلایا جائیگا۔ ابن عمر فرماتے ہین کہ آنحضرت کا ارشاد ہے کہ جو کوئی شراب پیتا ہے اللہ اوسکی چالیس دن کی نماز قبول نہین کرتا اگر وہ توبہ کریگا تو قبول ہوجائیگی مگر چار دفعہ توبہ کرنیکے بعد اگر پانچوین دفعہ پھر اس جرم کا مرتکب ہوتا ہے تو پھر توبہ بھی نہین قبول کی جاتی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ لعنت کی آنحضرت نے دس آدمیون پر یعنی شراب کے بنانیوالے پر۔ بنوانے والے پر۔ پینے والے پر۔ پلوانے والے پر۔ بیچنے والے پر۔ خریدنے والے پر۔ اوسپر جسکے لئے خریدی گئی۔ اوسکی قیمت کھانیوالے پر۔ شراب کے اوٹھانے والے پر اور اوٹھوانے والے پر۔

حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے ہر ایک نشہ والی چیز شراب ہے اور سب نشہ والی چیزین حرام ہین۔

۵ھ ہجری کے واقعات

اس سال مین آیۂ حجاب نازل ہوئی اور مسلمان عورتون کو چھپا ہوا رہنا اور پردہ نشینی اختیار کرنا فرض ہوا۔ اسی سال مین زینب بنت جحش آنحضرت صلعم کی زوجیت سے مشرف ہوئین۔

(۲۶) غزوہ مریسیع جسکو غزوہ بنی المصطلق بھی کہتے ہین

حارث ابن ابی ضرار نے عرب کے مشرکون کو بہکا کے رسول خدا سے لڑنے پر آمادہ کیا تھا۔ اوسکے اغوا سے ایک بہت بڑی جماعت جمع ہوکر ایک لشکر طیار ہوگیا۔ قریب تھا کہ یہ لوگ جنگ کے ارادہ سے مدینہ پر چڑھائی کردین کہ یہ خبر حضور نبوی مین پہونچ گئی۔ آنحضرت صلعم نے بریدہ ابن الحصیب اسلمی کو اونکا حال دریافت کرنیکے لئے بھیجا۔ بریدہ نے اونسے جاکر کہا مین نے سنا ہے کہ تم لوگ

محمدؐ سے لڑنیکا ارادہ کر رہے ہو اور تم نے ایک لشکر آراستہ کر لیا ہے اگر یہ بات سچ ہے تو مین بھی چاہتا ہون کہ اپنی قوم کو جمع کر کے تمہارے پاس آجاؤن اور مسلمانون سے لڑون۔ وہ لوگ یہ بات سنکر بہت خوش ہوے اور اس لالچ سے بریدہ کی بہت خاطر و تواضع کی اور کہا کہ اسے دوست محمدؐ سے لڑنے کا ہم مصمم ارادہ کر چکے ہین۔ دیکھنا کہ جان توڑ توڑ کے مسلمانون کو کیسا نیچا دکھاتے ہین۔ جب بریدہ نے خوب تحقیق کر لیا کہ یہ لوگ لڑائی پر تلے ہوے ہین تو کہا کہ لو مین بھی اب جاتا ہون تاکہ اپنی قوم کو فراہم کرون۔ پھر وہان سے رخصت ہو کر مدینہ مین واپس آکر سارا حال آنحضرت صلعم کو کہہ سنایا۔

جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھ لیا کہ کفار یدکار مدینہ پر چڑھائی ضرور کرینگے تو زید ابن حارثہ کو مدینہ مین خلیفہ کر کے مہاجرین کا علم جناب علی رضی اللہ عنہ کو اور انصار کا علم سعد ابن عبادہ کو مرحمت فرمایا اور جناب فاروق اعظم کو لشکر اسلام کے مقدمہ پر متعین کر کے کوچ کیا بہت سے منافق بھی لشکر اسلام کے ساتھہ ہو لئے۔ راہ مین ایک شخص جو دشمنون کا جاسوس تہا گرفتار کیا گیا۔ لوگون نے اوس سے لشکر کفار کا حال معلوم کرنا چاہا مگر وہ یہ ہی کہے گیا کہ مین کچھہ نہین جانتا اوسکی باتون پر حضرت فاروق اعظم کو طیش آگیا تو آپنے ایک ایسی ڈانٹ بتائی کہ بچّہ کے ہوش وحواس جاتے رہے اور کہنے لگا کہ مین بنی المصطلق مین سے ہون۔ حارث ابن ابی ضرار نے جاسوسی کے لئے مجھے بھیجا ہے۔ جناب عمر فاروق نے اوسے آنحضرت کی خدمت مین لے جانا چاہا مگر وہ سخت کلامی اور انکار سے لڑنے پر آمادہ ہو گیا۔ آخر ش حضرت عمرؓ کو جوش آگیا تو اوسے قتل کر ڈالا۔

جب اوسکے قتل ہونے کی خبر بنی المصطلق کو پہونچی تو خوف کے مارے کانپ اوٹھے۔ کچھہ تو اون مین سے متفرق اور پریشان ہو گئے اور جو باقی رہ گئے تھے وہ مقابلہ پر آئے۔

لشکر اسلام نے مقام مریسیع پر ڈیرے ڈالے حضرت رسول خدا نے عمر خطاب کو حکم دیا کہ جاؤ انہین نصیحت کر کے پہلے اسلام کی طرف بلاؤ۔ چنانچہ حضرت عمر نے تشریف لیجا کر اونکو بہت کچھہ

پند و نصائح کیئے مگر مشرکون نے اونکی ایک نہ سنی اور جنگ کے لیئے تُل گئے۔

مسلمانون نے پہلے تو تیر پھینکے مگر جب دیکھا کہ وہ ناہنجار کسی طرح نہین مانتے تو ایک بارگی اون پر حملہ کردیا۔ کفار کے دس آدمی تو مارے گئے اور باقی قید ہوے۔ مسلمانون مین سے صرف ایک آدمی شہید ہوا۔

جب لڑائی ہوچکی تو قبیلہ بنی المصطلق مین سے ایک شخص مسلمان ہوا اور بیان کیا کہ مین نے لڑائی کے وقت چند آدمیون کو سفید ابلق گھوڑون پر سوار لشکر اسلام کی مدد کے لیئے آتے دیکھا تھا اون کی شکل وصورت ایسی تھی کہ مین نے کبھی نہین دیکھی۔ یہ حال دیکھہ کر میرے دل کو یقین ہوگیا کہ دین اسلام سچا ہے۔ اگرچہ لڑائی ہوچکی تھی اور اوسکے دل مین کوئی دنیوی خوف وخطر باقی نہین رہا تھا مگر اسی تائید غیبی نے کفر وضلالت سے اوسے نکال کے مسلمان کردیا۔

حارث ابن ابی ضرار کی بیٹی جویریہ کا بھی ایسا ہی حال ہوا۔ وہ لشکر اسلام کی شوکت وعظمت اور آسمانی مددگارون کی شان وشوکت دیکھہ کر مسلمان ہوئی۔ باوجودیکہ عالی خاندان اور رئیس زادی تھی نیز کوئی دنیوی غرض نہین رکھتی تھی مگر پھر بھی اپنا آبائی طریقہ چھوڑ کر اسلام اختیار کیا اور ناز و نعمت سے نکلکر محض اسلام کی خاطر مفلسی کو گوارا کیا۔ اگرچہ ابتدا مین مسلمان ہونے کے باعث اپنے خویش واقربا کے نزدیک ذلیل اور لذائذ دنیوی سے چند روز محروم رہی مگر انجام کار جناب باری عز اسمہ نے اسلام لانے کے عوض مین اوسپر ایسا فضل وکرم کیا کہ حضرت رسول خداؐ کی زوجیت سے مشرف ہوئی

حضرت جویریہؓ نے اسلام لانے کے بعد اور زوجیت سے مشرف ہونے کے قبل اکثر فرمایا کہ رسول خدا کے آنے سے پہلے مین نے یہ خواب دیکھا تھا کہ چاند مدینہ کی طرف سے میرے پاس آیا ہے پس مین سوچا کرتی تھی کہ اسکی تعبیر کیا ہوگی اب کہ دولت اسلام سے مالامال ہوگئی ہون اور شرف زوجیت مجھے حاصل ہے اس لیئے سمجھہ گئی کہ میرے خواب کی تعبیر یہی تھی۔

اسی سفر مین جہجاہ ابن سعد غفاری مین جو عمر خطاب کے اجورہ دار تھے اور سنان ابن دبرجی مین ایک کنوئین پہ جھگڑا ہوا- واقعات اس نزاع کے یہ ہین کہ سنان اور جہجاہ دونون نے اپنا اپنا ڈول کنوئین مین ڈالا اتفاقاً دونون کے ڈول ہم شکل تھے- ایک کا ڈول تو کنوئین مین گر پڑا اور دوسرے کا نکل آیا- وہ ڈول جو نکل آیا تھا حقیقت مین سنان کا تھا- جہجاہ بولا کہ یہ میرا ڈول ہے اسی پر دونون مین جھگڑا ہو گیا- یہان تک تکرار ہوئی کہ جہجاہ نے سنان کے مونہہ پر ایسا طپانچہ مارا کہ خون بہ نکلا- سنان پکارا "یاللانصار یاللخزرج" اور جہجاہ مہاجرون کو پکار کے چلایا "یاللکنانتہ یاللقریش" ان دونون کی آواز سنکر مہاجرین اور انصارین سے آدمی ہتیار لے کر دوڑے اور قریب تہا کہ فساد عظیم برپا ہو جائے مگر مہاجرون نے سنان کو سمجھایا کہ بہائی تمہین جانے دو معاف کر دو- سنان اونکے سمجھانے سے مان گیا اور نزاع رفع ہو گیا- کہین عبداللہ ابن ابی سلول منافق بھی اپنے یارون سمیت وہان بیٹھا تہا بڑے غصہ سے چلا کر بولا کہ یہ مہاجر تو ہماری جان کے لئے بڑے صاحب شوکت وقوت بن بیٹھے ہین اگر اب کی دفعہ مدینہ مین میرا جانا ہوا تو وہ جو عزیز ہے اوسکو جو خوار ہے مدینہ سے نکال دیگا اوس ملعون نے اپنے کو تو عزیز کہا اور حضرت سرور کائنات کو خوار ٹھہرایا پس اوسکے قول کے یہ معنی ہوئے کہ مین مدینہ مین جاکر محمد کو وہان سے نکال دونگا-

بعد ازان اپنی قوم کیطرف غضبناک ہو کر دیکھا اور بولا کہ یہ بلا تم نے اپنے اوپر آپ لی ہے کہ مسلمانون کو مدینہ مین رہنے دیا اور اپنے مال و اسباب مین شریک بنایا-

زید ابن ارقم یہ سب باتین اوسکے پاس بیٹھے ہوئے سن رہے تھے حضرت رسول خدا کے پاس آئے اور سارا حال بیان کیا اوسوقت حضور کی خدمت مین ابوبکر صدیق- عثمان ابن عفان- سعد ابن ابی وقاص- محمد ابن مسلمہ- اویس ابن جولی- عباد ابن بشیر وغیرہ حاضر تھے- جب زید سارا قصہ گذشتہ کہہ چکے تو حضور نے اس لحاظ سے کہ کہین اصحاب مین سے کوئی شخص عبداللہ ابن ابی سلول کی

جانکا خواہان نہ ہوجای۔ زید سی کہا کہ شاید تو اوس سی خفا ہی اسلیئے دشمنی کے باعث ایسا کہتا ہی۔ زید نی کہا کہ نہین مینے اوسکی منہ سی سنا ہی آپنے فرمایا شاید تیری سماعت مین فرق ہو۔ وہ بولی ہرگز نہین مینے اچھی طرح برملا کہتے ہوے سنا ہی چونکہ حضور کو اوسکی خطا پوشی منظور تھی اسلیئے کچھہ خیال نہ فرمایا اور وہان سے کوچ کر دیا۔

اسید ابن حضیر نے جب سنا کہ عبد اللہ ابن ابی سلول نے حضور کی خدمت مین بڑی گستاخی کی ہے تو وہ آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ یا حضرت آپ عزیز و گرامی ہین اور وہ ذلیل و خوار ہے آپ اوسے مدینہ سے نکال دین مگر آپ نے اسکی بات پر بھی کچھہ توجہ نہ فرمائی اور ہر چند لوگ ابن ابی کے پاس گئے اور سمجھایا کہ اے بدبخت تجھہ پر کیا غضب پڑا تھا کہ تونے پیغمبر خدا کے حق مین گستاخی کی اگر یہ بات سچ نہین ہے تو اون کی خدمت مین جاکر عذرخواہی کر اور قسم کھا پس ابن ابی اوسی وقت قسم کھا کر بولا مین نے ایسا نہین کہا اور حضرت رسول خدا کے پاس بھی آکر جھوٹی قسم کہا گیا کہ یا حضرت زید نے جو بات آپ سے کہی ہے وہ غلط ہے مین نے ہرگز ایسی بے ادبی کبھی نہین کی۔

جب وہ اپنے قول سے بالکل پھر گیا تو بعضے آدمیون کو یقین ہوگیا کہ یہ سچا ہے اور زید نے جھوٹ کہا تھا چنانچہ زید کے بعض اقربا نے اونہین ملامت کی۔ زید کہتے ہین کہ مجھے اسکا بہت غم ہوا اور ایک دن مین رنج کی حالت مین گھوڑے پر سوار باہر میدان مین چلا جاتا تھا ناگاہ جناب سرور کائنات بھی وہان آنکلے اور نبوت کی رو سے میرے رنج کا حال دریافت کرکے ہنسے پھر میرا کان مروڑ کے فرمایا کہ غمگین نہ ہو اللہ تعالی تیرے قول کی تصدیق اور منافق کی تکذیب کرتا ہے یہ کہکر سورۃ المنافقون مجھے پڑھ کر سنادی جس سے میری تسکین ہوگئی اور وہ رنج و غم جاتا رہا۔

عبد اللہ ابن ابی کا ایک بیٹا تھا اوسکا نام بھی عبد اللہ ہی تھا۔ یہ نہایت سچا مسلمان اور موحد تھا اوس نے حضور نبوی مین آکر التماس کی کہ حضور اگر آپ چاہین کہ میرا باپ عبد اللہ ابن ابی سلول اپنے

کفر کے باعث قتل کیا جاوے تو مجھکو حکم ہو کہ مین اپنے ہاتھہ سے اوسے قتل کرون۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ نہین اوسے قتل کرنا نہین چاہتا جب تک کہ وہ ہم مین ہے ہم اوسکے ساتھہ نیکی کرتے رہینگے جب لشکر اسلام مدینہ کی طرف چلا تو وادی عقیق مین عبد اللہ پسر عبد اللہ ابن ابی نے سر راہ کھڑے ہو کر ہر ایک سوار کو تاکنا شروع کیا یہان تک کہ اوسکا باپ بھی اوس طرف سے گذرا چونکہ بیٹے کی غرض یہ تھی کہ کہین میرا باپ مدینہ کو نہ چلا جاوے اور اپنا ارادہ فاسد پورا کرنے کے درپے نہ ہو پس جسوقت اوسکی نظر باپ پر پڑی تو اوسکے اونٹ کی مہار پکڑ کر بٹھا لیا اور اونٹ کے زانو پر پانون رکھہ کر کھڑا ہو گیا۔ باپ نے دریافت کیا کہ تیرا کیا ارادہ ہے۔ عبد اللہ نے جواب دیا کہ جب تک رسول خدا کا حکم نہ ہوگا مین تجھکو مدینہ نہ جانے دونگا۔ اب سردست میرے سامنے یہ اقرار کر کہ مین ذلیل تر ہون اور رسول خدا عزیز ترین۔ جو شخص ان باپ بیٹون کی باتین سنتا تھا تعجب مین رہ جاتا تھا۔ شدہ شدہ یہ خبر آنحضرت کو بھی پہونچی آپ یہ سنکر وہان تشریف لاے اور پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ لوگ بولے کہ عبد اللہ نے اپنے باپ کو پکڑ رکھا ہے اور کہتا ہے کہ جب تک آنحضرتؐ کا حکم نہ ہوگا مین تجھکو مدینہ نہ جانے دونگا۔ حضرت اون دونون کے پاس گئے اور دیکھا کہ حقیقت مین بیٹا باپ کا اونٹ پکڑے ہوے کھڑا ہے اور باپ کہتا ہے کہ "لانا اذل من الصبیان لانا اذل من النساء" یعنی مین لڑکون اور عورتون سے بھی زیادہ ذلیل ہون۔ حضور نے بیٹے سے کہا کہ بس زیادہ ضد نہ کر اسکو چھوڑ دے عبد اللہ نے آپ کے فرمانے سے فوراً باپ کو چھوڑ دیا۔

ایک دن عبادہ ابن الصامت نے عبد اللہ بن ابی سے کہا کہ تو رسول خدا کے پاس جا تا کہ وہ تیرے لئے بخشش کی دعا کرین مگر اوس منافق کمبخت نے انکار کر کے مونہہ پھیر لیا اوسوقت اتفاقاً رسول خدا بھی وہان سے کچھہ دور تشریف رکھتے تھے شان ایزدی دیکھو کہ عبادہ اور ابن ابی سلول مین یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ سورہ منافقون کی یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ○

ترجمہ۔ جب منافقون سے کہا جاتا ہے کہ رسول خدا کے پاس چلو تاکہ وہ تمہارے لیے بخشش کی دعا کرین تو وہ غرور سے منہ پہیر لیتے ہین۔ ابھی عبادہ ابن الصامت نے اوسکے انکار واعتراض اور روگردانی کا حال کسی سے کہا بھی نہ تہا کہ وحی نے سارا حال سب پر منکشف کر دیا۔

اس غزوہ مین یہود کی طرف کے دس آدمی مارے گئے اور بہت سے گرفتار ہوے۔ لشکر اسلام مین سے صرف ایک مسلمان شہید ہوا۔ لڑائی مین یہودیون کے پیر اوکھڑ گئے اور بہت سا مال غنیمت مسلمانون کے ہاتہہ آیا۔ قبیلہ بنی المصطلق کی آبادی چشمہ مریسیع کے کنارے تہی اسی لئے اسکو غزوہ مریسیع کہتے ہین۔

عبداللہ بن ابی مدینہ والون کا سردار ہونیوالا تہا اگر آنحضرت مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ مین نہ آتے تو مدینہ والے اوسی کو حاکم بناتے۔ وہ مصلحت کی نظر سے مسلمان ہوگیا تہا لیکن دل سے آنحضرت کا بدخواہ تہا اسی واسطے لوگ اوسکو منافق کہتے تہے اسکے علاوہ اور بھی چند لوگ منافق تھے یہ لوگ جہاد مین شریک تو ہوتے تہے لیکن دل سے جنگ نہین کرتے تہے ثواب ان کے مدنظر نہین ہوتا تہا بلکہ مال غنیمت کے لالچ سے ساتہہ ہوجاتے تہے۔ یہ وہی ابن ابی ہے جو جنگ احد سے واپس چلا آیا تہا اور اسی نے بنی النضیر کو بہکا دیا تہا وہ جلاوطنی کے حکم سے راضی ہوکر پھر باغی بن گئے تہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوچکا ہے یہ مسلمانون کی آستین کا سانپ تہا۔ آنحضرت کے تحمل کی تو انتہا نہ تھی مگر جناب فاروق اعظم اوسکی گستاخانہ باتین سن سن کر پیچ وتاب کہاتے تہے۔ آخر آپ سے ایک بار نہ رہا گیا تو آپ نے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو مین اس منافق کی گردن اوڑا دون مگر آنحضرت نے فرمایا کہ خبردار کبھی ایسا نہ کرنا۔ لوگ اولٹا الزام ہمکو ہی دین گے کہ محمد اپنے ساتھیون کو بھی مار ڈالتے ہین۔

جناب صبحی پاشا اپنی کتاب مین تحریر فرماتے ہین کہ یہ غزوہ ۶ھ ہجری کے ماہ شوال مین ہوا۔

بنی المصطلق مغلوب اور پریشان ہوکر مسلمانون کے ہاتھہ مین اسیر ہوے۔ حارث بن ابوضرار کی بیٹی ثابت بن قیس کے حصہ مین آئی۔ حضرت رسول خدا نے اوسکو خرید کر کے آزاد کر دیا اور پھر وہ حضور کے عقد مین آگئی۔ جب لوگون نے یہ بات دیکھی تو جویریہ بنت حارث کے سب رشتہ دارون کو آنحضرت کی تعظیم و تکریم کے سبب سے آزاد کر دیا۔ یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب رسول اللہ آنحضرت سے نہایت ہی محبت رکھتے تھے۔

اس غزوہ مین مہاجرین کا نشان حضرت علی یا حضرت صدیق کو عطا ہوا تہا اور انصار کا نشان حضرت فاروق اعظم کے پاس تہا اور ایک روایت مین یون بہی آیا ہے کہ انصار کا نشان سعد بن عبادہ کو عنایت ہوا تہا اور حضرت عمر فاروق لشکر کے مقدمہ پر متعین کیے گئے تھے۔ جیساکہ مذکور ہوا لشکر اسلام مین اسوقت تیس گھوڑے۔ دس مہاجرین بیس انصار اور چند منافق شامل تھے حضرات عایشہ اور ام سلمہ بہی ہمراہ تہین۔

جب دونون جماعتین مقابل ہوئین تو آپ نے حضرت عمر کو حکم دیا کہ مشرکین سے پکار کر کہہ دو کہ اگر وہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہہ لینگے تو اون کے جان و مال محفوظ رہینگے۔ حضرت عمر نے ایسا ہی کیا مگر اونہون نے نہ مانا۔ اس غزوہ سے پہرتے وقت تیمم درست ہوا۔

حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ جب آنحضرت مال غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہوے تو چشمہ کے کنارے میرے پاس بیٹھے ہوے تھے۔ ناگاہ جویریہؓ بنت حارث جو بہت حسینہ اور جمیلہ تہین آئین اور آتے ہی کلمہ شہادت پڑہا اور کہا کہ مین حارث کی بیٹی ہون اور ثابت بن قیس کے حصہ مین آئی ہون۔ آنحضرت نے اون کو خرید کے آزاد کر دیا۔ مہر اون کا سب بنی المصطلق کے قیدیون کا آزاد کرنا ٹھہرا تہا اور ایک روایت مین ہے کہ چالیس آدمیون کا آزاد کرنا مقرر ہوا تہا۔

افک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

افک کہتے ہین جہوٹ اور تہمت لگانے کو۔ منافقون نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی تہی اور بعضے مخلصین بہی براہ نادانی اسمین شریک ہوگئے تہے۔ شرح اس قصہ کی یہ ہے کہ غزوہ مریسیع کے سفر مین آنحضرت صلعم حضرت عائشہ صدیقہ کو بہی ساتہہ لے گئے تہے۔ چونکہ آیۂ حجاب نازل ہوچکی تہی پس ہر کوچ و مقام مین ایسا ہوا کرتا تہا کہ جناب عائشہ صدیقہ ہودج مین چہپ جاتین۔ لوگ اوسکو کوچ کے وقت اونٹ پر لاد دیتے اور مقام کے وقت اوتار کر الگ ہوجاتے تہے

جب لشکر اسلام غزوہ سے فارغ ہوکر مدینہ کو پہرا تو مدینہ کے متصل سحر کے وقت کوچ کی ندا دی گئی حضرت عائشہ طیاری کی خبر سنکر قضاے حاجت کے لیئے فرودگاہ سے الگ تشریف لے گئین۔ وہان سے پہرتے وقت گلوبند کو ٹٹولا جسمین مہرہ یمانی جڑا ہوا تہا تو اوسے گلے مین نہ پایا معلوم ہوا کہ کہین کہل پڑا اس لیئے اوسی دم اولٹے پانوٗن واپس گئین اور اوس مقام پر جاکر ڈہونڈا۔ اس تلاش مین کچہہ دیر لگی۔ چونکہ حضرت عائشہ اس زمانہ مین کم عمر اور دُبلی پتلی تہین۔ ہودج لادنے والون کو یہ خیال ہوا کہ آپ ہودج مین تشریف فرما ہین۔ چونکہ عورتون مین بوجہ بہی کم ہوا کرتا ہے اس لیئے اونہون نے ہودج کو اونٹ پر لاد دیا اور خالی یا بہرے ہونے کی کچہہ تمیز نہ ہوسکی۔ اور قافلہ روانہ ہوگیا۔

ادہر جب حضرت صدیقہ گلوبند لیکر دہان سے واپس آئین تو دیکہا کہ قافلہ کا کوچ ہوگیا ہے۔ آپ بہت گہبرائین اور یہ سوچکر کہ جب لوگون کو ہودج مین میرا نہ ہونا معلوم ہوگا تو ضرور ڈہونڈہنے آوینگے چادر مین لپٹ لپٹا کر وہین بیٹہہ رہین۔ وقت صبح کا تہا۔ نیند نے غلبہ کیا تو آپ سوگئین۔

لشکر اسلام مین یہ دستور تہا کہ کوچ کے وقت دو ایک آدمی منزل گاہ پر چہوڑ دئے جاتے تہے تاکہ فرودگاہ پر جو کچہہ اسباب وغیرہ کسی کا بہول چوک سے پڑا رہ گیا ہو اوسے لیکر لشکر سے آملین۔ اوس دن کوچ کی تیاری کے وقت حضرت رسالت مآب نے صفوان ابن معطل سلمی ذکوانی کو بلا کر

اسکام کے لئے حکم دیا تھا صفوان اپنے ہمراہیون سمیت فرودگاہ پر موجود رہے - جب نور کا تڑکا ہوا تو چارون طرف دیکھنا شروع کیا - معلوم ہوا کہ ایک شخص چادر اوڑھے بے خبر سو رہا ہے سمجھے کہ لشکر کا کوئی آدمی سوتا رہ گیا ہے دور سے پکارے کہ اے شخص اوٹھہ لشکر کوچ کر گیا ہے -

اوسکی آواز سے جناب عائشہ بیدار ہو گئین - صفوان بھی قرینہ سے جان گیا کہ یہ حضرت صدیقہ ہین کیونکہ آیۂ حجاب کے نازل ہونے سے قبل اوس نے آپ کو دیکھا تھا - صفوان الگ ہٹ گیا اور پیٹھہ موڑ کے یہ آواز بلند کہا " انا للہ وانا الیہ راجعون " جناب صدیقہ فرماتی ہین کہ اوسکی آواز سے مین بالکل جاگ اوٹھی اور مونہہ پر نقاب ڈال لیا - صفوان نے اونٹ کو بٹھا کر آپ کو سوار کر لیا اور مہار پکڑے ہوے لشکر گاہ مین آپہونچا - اوس وقت سارا لشکر منزل پوری کر کے فرودگاہ پر اوتر چکا تھا - دن بھی بہت چڑہ آیا تھا - جب یہ خبر عام ہوئی تو عبد اللہ ابن ابی سلول منافق نے اکثر بے ایمانون کو اپنے ہمراہ کر کے پہلے تو خود بدنام کرنا شروع کیا پھر اورون سے بھی کہوایا - شدہ شدہ چند مسلمان ضعیف الاعتقاد بھی اون کے ساتھہ ہو گئے - حسان ابن ثابت - مسطح ابن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش وغیرہ بھی اونہین مین تھے - حضرت حمنہ بہن تھین زینب بنت جحش کی جو ازواج مطہرات مین سے تہین

حضرت عائشہ مدینہ مین پہونچکر بیمار ہو گئین - اون کی بدنامی کی خبر آنحضرت اور اون کے مان باپ نے بھی سنی مگر بیماری کی حالت مین خود حضرت عائشہ سے کسی نے نہ کہا جناب پیغمبر خدا ان باتون سے بہت رنجیدہ ہوے - جب جناب صدیقہ کو صحت حاصل ہوئی تو ایک روز مسطح کی مان نے اپنے بیٹے کو کوسا حضرت عائشہ سنکر بولین کہ اے اُم مسطح یہ کیا کہتی ہو تمہارا بیٹا جنگ بدر مین شامل تھا اور بدریون کے حق مین بد دعا کرنا منع ہے - اُم مسطح نے جواب دیا کہ اے صدیقہ تمنے نہین سنا کہ وہ تمہارے حق مین کیا کہتا ہے اور سارا قصہ بیان کر دیا حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ مین اچھی ہو گئی تھی مگر اپنی بدنامی کا حال سنکر ایسا رنج ہوا کہ پھر بیمار پڑ گئی اور بے ہوش ہو گئی - جسوقت ہوش آتا یہی دل مین

سماتی کہ مونہہ لپیٹ کے کنوئین مین گر پڑون - رات دن اسی اودہیڑبُن مین رہتی تھی - ایک دن پیغمبر خدا گہر مین تشریف لاے اور لوگون سے میرا حال پوچہا مین نے خود التماس کی کہ یارسول اللہ اگر مجہے حکم ہو تو مین اپنے میکے یعنی مان باپ کے گہر چلی جاؤن - مجہے اجازت ہوگئی اور مین اپنی مان کے پاس آئی اور پوچہا کہ امان جان تمنے بہی کچہہ سنا ہے کہ لوگ میرے حق مین کیا کہتے ہین - والدہ ماجدہ نے جواب دیا بیٹی تو ایسی باتون پر غم نہ کہایہ دنیا ہے - یہان کے لوگون کا دستور ہے کہ جسے معزز اور ممتاز دیکہتے ہین اوسے خواہ مخواہ بدنام کرنے لگتے ہین - یہ سنکر مجہے رونا آگیا اور مین آواز سے رونی لگی اوسوقت حضرت والد بزرگوار بالاخانہ پر تلاوت قران مجید کر رہے تہے میرے رونے کی آواز سنکر امان جان سے دریافت فرمایا کہ عائشہ کیون روتی ہے - امان جان نے سارا قصہ اون سے بیان کیا - والد ماجد نے آکے مجہے تسکین دی اور میرے آنسو پونچہہ کر فرمایا کہ کیون روتی ہے صبر کر اور دیکہہ کہ اللہ تعالےٰ تیرے حق مین کیا حکم دیتا ہے -

القصہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اسی رنج مین ایسی بیمار پڑین کہ گہر مین جتنے کپڑے ہوتے لرزے کی حالت مین سب اون پر ڈال دئے جاتے تہے تو بہی اون کا لرزہ نہ جاتا تہا اودہر رسول اللہ کو بہی اسباب مین بہت تشویش تہی - ایک دن آپ نے حضرت علی مرتضیٰ حضرت عثمان - حضرت اسامہ ابن زید اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم وغیرہ کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ اس مین تم لوگون کی کیا صلاح ہے - جناب فاروق اعظم نے عرض کی یارسول اللہ مین خوب جانتا ہون کہ یہ افواہ سراسر غلط ہے جب حق تعالیٰ آپ کے جسم مبارک پر مکہی کے بیٹہنے کا روادار نہین تو کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ کو اوس آدمی سے نہ بچاے رکہے جو بدترین امور مین آلودہ ہو -

پہر حضرت علی مرتضیٰ فرمانے لگے کہ یارسول اللہ یہ بات بالکل بے اصل ہے - عائشہ کو جنگل مین کوئی بےعزت نہین کر سکتا تہا - منافقون کی محض افترا پردازی ہے - اگر کبھی نعلین مبارک مین نجاست

لگ جاتی ہے تو جبریل اگر منع کر جاتے ہین کہ آپ ان جوتون کو مسجد مین نہ لے جائین اگر خدا نخواستہ ایسی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو خبر کر دیتا۔

اسکے بعد حضرت عثمان ابن عفان نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ بات بالکل غلط ہی جب خداوند کریم آپ کے سایہ کو زمین پر اس لئے نہین پڑنے دیتا ہے کہ کسی کا پانون اوس پر نہ پڑ جاے اور اوسکی اسقدر حفاظت کی جاتی ہے تو حرم محترم کی بے عزتی خدا کو کیون گوارا ہونے لگی۔

سعد ابن معاذ بولے کہ جن لوگون نے حضرت صدیقہ کو بدنام کیا ہے اونہین خوب سزا دینی چاہئے یہ بات سنکر سعد ابن عبادہ جو قوم خزرج کے پیشوا تھے شرمندہ ہو کر بولے کہ اے ابن معاذ یہ بات تم نے اسواسطے کھی ہے کہ بدنام کرنے والے ہمارے گروہ مین سے ہین۔ اسپر ان دونون مین ایسی تکرار بڑہی قریب تہا کہ دونون مین لڑائی ہو جاے۔ مگر آنحضرت نے دونون کو ٹھنڈا کر کے خاموش کر دیا

حضرت اُم المومنین فرماتی ہین کہ مین اپنے باپ کے گہر یہ سب باتین سنا کرتی تھی دورات دن برابر اسی غم مین مجھے نیند نہ آئی آنسوؤن کی جھڑی ایسی لگ گئی تھی کہ کسی وقت تھمتی نہ تھی۔ ایکدن حضرت رسول خدا میرے والد ماجد کے پاس تشریف لاے اور ام رومان یعنی میری والدہ سے پوچھا کہ عائشہ کسطرح ہے۔ امان جان نے میری بیماری کا حال بیان کیا۔ مین یہ باتین سنکر اوٹھہ بیٹھی۔ آپ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے لگے۔ حضرت کے کلام کی تاثیر سے خود بخود میرے آنسو تھم گئے اور مین نے اپنے مان باپ سے کہا کہ تم میری طرف سے حضور کی خدمت مین عرض کر دو کہ مین اپنے اور تمہارے لئے حضرت یعقوب علیہ السلام کی مثال سے بہتر کوئی مثل نہین پاتی کیونکہ حضرت یعقوب نے فرمایا تہا۔

فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۔

ترجمہ۔ تمہاری باتون پر اب صبر ہی بہتر ہے اور اللہ کی مدد چاہئے۔

یہ کہکر مجھے غش آگیا اور مین گر پڑی ہنوز مجھے ہوش نہ آیا تہاکہ اللہ تعالی کی بارگاہ مین میری عاجزی پسند آئی اور پیغمبر خدا پر نزول وحی کے آثار ظاہر ہوے - پسینہ رخسار انور سے موتی کی طرح ٹپکنے لگا - جب وہ حالت جاتی رہی تو حضرت نے فرمایا کہ اے عائشہ حق تعالی نے تجھے مبرا کیا اور تیرے حق مین وحی نازل ہوئی یہ سن کے والد بزرگوار نے مجھ سے فرمایا کہ عائشہ اوٹھ اور حضور کے قدمون پر گر کے شکرگذاری کر مین نے جواب دیا کہ ابا جان اس باب مین سوائے اللہ تعالے کے مین تو کسی اور کی شکرگذاری نہ کرون گی اوسی نے میرے دامن سے بدنامی کا دہبہ چھڑایا ہے -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ جب میری بریت مین حضور پر وحی نازل ہو چکی تو آپ نے یہ آیت أعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم ان الذین جاء وا بالافک عصبۃ منکم لا تحسبواشرالکم بل ھو خیر لکم پڑہکے سورہ نور کا دوسرا رکوع سنا دیا جو اوسی وقت نازل ہوا تہا - حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ اوسے سن کے نہایت محظوظ ہوے اور آنحضرت صلعم کے چہرہ مبارک پر بہی شگفتگی چہا گئی -

پہر حضور باہر تشریف لے گئے اور مسجد مین یار و اصحاب اور مسلمانون کو جمع کرکے خطبہ پڑہا اور آیہ کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ سے لگاکر وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○ تک سنائین - (دوسرا رکوع سورہ نور پارہ اٹھارہوان)

جسکا پورا ترجمہ ملاحظہ ناظرین کے لئے ہم لکھے دیتے ہین -

ترجمہ - مسلمانو جن لوگون نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کی نسبت طوفان اوٹہا کے کھڑا کر دیا ہے کیا وہ تمہین لوگون مین سے ہین - اس طوفان کو اپنے حق مین برا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق مین بہتر ہوا جس سے سچے مسلمان اور منافق کی تمیز ہو گئی طوفان اوٹہانے والون مین سے جتنا گناہ جس نے سمیٹا اوسکی سزا بہگتیگا اور جس نے اونمین سے طوفان کا بڑا حصہ لیا ویسی ہی اوسکو

بڑی سخت سزا ہوگی۔ مسلمانو جب تم نے ایسی نالایق بات سُنی تھی ایمان والے مردون اور ایمان
والی عورتون نے اپنے مسلمان بہائیون کے حق مین نیک گمان کیون نہ کیا اور سُننے کے ساتھہ ہی
کیون نہ بول اوٹھے کہ یہ صریح بہتان ہے جن لوگون نے یہ طوفان اوٹھایا ہے اپنے بیان کے
ثبوت پر چار گواہ کیون نہ لائے پہر جب وہ گواہ نہ لا سکے تو خدا کے نزدیک بس یہی جھوٹے ہین۔
اور اگر تم پر دنیا و آخرت مین خدا کا فضل اور اوسکا کرم نہوتا تو جیسا تم نے ایسی نالایق بات کا چرچا کیا تھا
اس مین تم پر کوئی بڑی آفت نازل ہوگئی ہوتی تم لگے اپنی زبانون سے اوسکی نقل درنقل کرنے اور
اپنے منہ سے ایسی بات بکنے جسکی تمکو مطلق خبر نہین اور تم نے اوسکو ایک ہلکی بات سمجھا حالانکہ اللہ
کے نزدیک وہ بڑی سخت بات ہے۔ اور جب تم نے ایسی نالایق بات سنی تھی سنتے ہی کیون نہ بول
اوٹھے کہ ہمکو ایسی بات منہ سے نکالنی زیبا نہین حاشا وکلا یہ تو بڑا بہاری بہتان ہے۔ مسلمانو خدا تمکو
نصیحت کرتا ہے کہ اگر ایمان رکہتے ہو تو پہر کبھی ایسا نہ کرنا۔ اور اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول کر
بیان کرتا ہے اور اللہ سب کے حال سے واقف اور حکمت والا ہے۔ جو لوگ چاہتے ہین کہ مسلمانون
مین بُری باتون کا چرچا ہو اونکے لئے دنیا مین عذاب دردناک ہے اور آخرت مین بھی اور ایسے لوگون
کو اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہین جانتے۔ اور مسلمانو اگر یہ بات نہوتی کہ تم پر اللہ کا فضل و کرم ہے
اور نیز یہ کہ اللہ بڑی شفقت رکھنے والا مہربان ہے تو تم مین فساد عظیم برپا ہوگیا ہوتا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور صفوانؓ مین اسیواسطے دشمنی ہوگئی تہی اور یہان تک نوبت پہونچی
کہ صفوان نے اونپر تلوار کا وار کیا حضرت حسان کے اقرباء نے صفوان کو پکڑ کر اپنے گھر مین قید
کر لیا جب یہ خبر آنحضرت کو پہونچی تو آپ حسان سے بہت ناراض ہوے۔ حسان نے دست بستہ
معافی مانگی مگر آپ نے اونکی طرف سے منہ پہیر لیا۔ پہر دوسری بار عرض کی تو بھی توجہ نفرمائی آخر کار
تیسری مرتبہ یہ کہا کہ میرے ان اشعار پر غور فرما کے مجھے معاف کیجیے۔

ہجوت محمد افا حببت عنہ فان ابی و والدتی و عرضے	وعند اللہ فی ذالک الجزاء لعرض محمد منکم وفاء

حضور نے یہ اشعار سنکر اونہین معاف کردیا۔حسان نے صفوان کو بہی رہا کرادیا۔

مسطح ابن اثاثہ جو جناب صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا پر طعن کرنے مین منافقین کے ساتھہ ہوگئے تہے حضرت ابو بکر کی خالہ کے نواسے تہے اور اونکے والداونکی صغرسنی مین مرگئے تھے اسلئے حضرت صدیق ہی نے اونہین پرورش کیا تہا اور اب بہی اونکی کفالت کرتے تہے جب وحی الہی سے سب مطاعن جہوٹے ٹہیرے اور حضرت صدیقہ کی پاک دامنی ظاہر ہوگئی تو ابو بکر صدیق نے قسم کہائی کہ اب مین مسطح کی خبر گیری نہ کرونگا وہ بڑا بد ہے۔ادہر تو صدیق اکبر کے دل مین خیال گذرا اودہر آنحضرت پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○

ترجمہ۔اور چاہئے کہ قسم نہ کہاوین وہ لوگ جو دین مین صاحب فضل ہون اور مال کی طرف سے بہی صاحب دستگاہ اور فراخی ہون اسپر کہ نفقہ نہ دیوین اپنون کو اور محتاجون اور مہاجرین فی سبیل اللہ کو اور چاہئے کہ معاف کرین اونکی خطا کو اور انتقام سے منہ پہیرین اور اونکے قصور سے چشم پوشی کرین کیا تم نہین چاہتے کہ اللہ تمہین بخشے اگر اپنی معافی چاہتے ہو تو تم بہی اونکے قصورون سے درگذر کرو اللہ تعالی بڑا بخشنے والا ہے۔

حضرت صدیق اکبر یہ آیت سنکر بولے واللہ مین دل وجان سے اپنی بخشش چاہتا ہون۔ اس لئے بدستور مسطح کی خبرگیری کرتا رہونگا اور کبہی اوسکی کفالت سے دست بردار نہ ہونگا۔

ابو ایوب انصاری کی بیوی نے ایکدن اپنے شوہر سے کہا کہ تم نے وہ طعن بہی سنے ہین جو لوگ

حضرت عائشہ کی نسبت مشہور کرتے ہین - ابوایوب نے جواب دیا کہ سب بکتے اور جہک مارتے ہین حضرت صدیقہ
بالکل مبرا اور منزہ ہین - اوس وقت حضرت ابوایوب کی زبان سے یہ کلام جاری ہوا مایکون لنا ان
نتکلم بھذا بھتان عظیم اس نیک مرد کے یہ کلمے اللہ تعالیٰ کو ایسے پسند آئے کہ ادہر تو اپنے گہر مین
میان بیوی یہ باتین کر رہے تھے ادہر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پر وحی بہیجی اور اوس مین وہ الفاظ
حرف بحرف بیان کر دئے - اوس وقت سوائے اون دونون میان بیوی کے کوئی شخص گہر مین نہ تہا
جو یہ گمان کیا جاتا کہ کسی نے سنکر کہہ دئے ہونگے وہ آیت یہ ہے وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ
لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ترجمہ - اور تمنے جب ایسا سنا تہا تو یہ کیون نہین کہا کہ کہدیتے کہ
ایسی باتین ہمارے لایق نہین ہین پاک ہے تو اے اللہ یہ بات بہتان ہے بڑا -

جب یہ آیت ابوایوب اور اونکی بیوی نے سنی تو جامہ مین پہولے نہ سمائے اور کہا کہ خوش قسمت
ہماری جو ہماری بات ہی خداوند کریم کو پسند آگئی -

قصہ مختصر براءت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وحی الٰہی سے ایسی ثابت ہوئی کہ پہر کسی منافق اور
مشرک کو جائے دم زدن نہ رہی اور جو لوگ اس باب مین بیہودہ باتین بک چکے تھے سب کے
سب شرمندہ اور خجل ہوئے -

کہتے ہین کہ براءت عائشہ مین وحی نازل ہونے سے پہلے بہی ایکدن آپ نے خطبہ مین سب کے
سامنے بیان کیا تہا کہ مین عائشہ کا حال سوائے نیکی کے اور کچھ نہین جانتا اور جس شخص کے ساتھ
اوسکو تہمت لگائی گئی ہے اوسکی آمد و رفت بہی میرے یہان صرف میرے ہی پاس رہی ہے اور میرے
غیبت مین بہی وہ کبھی میرے گھر پر نہین آیا اور صفوان بذات خود بہی بڑا نیک چلن آدمی ہے - لیکن
چونکہ انبیائے کرام مین بہی بشریت ہوتی ہے اس لئے آپکو بہی گونہ تردد تہا مگر جب وحی نازل ہو چکی
تو آپ نے اون لوگون کو جنہون نے یہ طوفان برپا کیا تہا اور اوس مین شریک تھے طلب کر کے

اسّی اسّی درے حد قذف کے لگوائے - چار آدمیون یعنی حسان بن ثابت اور مسطح ابن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش اور عبد اللہ بن ابی پر یہ حد جاری ہوئی مگر اکثر راویون نے عبد اللہ کو اجرائے حد مین شامل نہین کیا ہے

صحیح بخاری کی بعض شروح مین قصہ افک کی بہت سی حکمتین لکھی ہین اون مین سے چند یہ ہین -

اول - یہ کہ اسکے سبب سے حضرت عائشہ کی تعریف کلام مجید مین شامل ہوگئی -

دوم - یہ کہ مومنون پر جو مصیبت پڑتی ہے اور جو تہمت اون پر لگائی جاتی ہے وہ اون کے ثواب اور رفع درجات کا باعث ہوتی ہے -

سوم - ایسے معاملات مین مومنین کا حال معلوم ہوجاتا ہے اور خدائے تعالیٰ کے بیان سے مسلمانون کی شان ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ ابو ایوب انصاری اور اون کی بیوی کا حال اوپر معلوم ہوچکا -

چہارم - یہ کہ اس سے مسلمانون کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جب تم پر کوئی جھوٹی تہمت لگائے تو اپنے دل کو یون سمجھا لیا کرو کہ جب عائشہ صدیقہ سے پاک دامن پر لوگون نے تہمت لگا دی تو ہماری کیا حقیقت ہے -

پنجم - ایسے مصیبت زدہ کو حضرت عائشہ کی پیروی کر کے صبر جمیل کرنا چاہئے کیونکہ حضرت صدیقہ سے اس باب مین سوائے گریہ وزاری اور جناب باری مین عجز و نیاز کرنے کے اور کوئی بات ظہور مین نہ آئی تھی -

ایک روایت یون ہے کہ جب رسول خدا نے اصحاب کو بلا کے مشورہ کیا تھا تو حضرت علی نے یہ رائے دی کہ یا رسول اللہ عائشہ کے علاوہ تمہارے لئے عورتین بہت ہین آپ اس باب مین زیادہ تشویش کیون فرماتے ہین اور اگر ایسی ہی کاوش ہے تو عائشہ کی لونڈی بریرہ سے اونکا حال دریافت کر لیجئے - بریرہ شب و روز اونکی خدمت مین رہتی ہے اور وہ آپ کو بھی ہرگز دھوکا نہ دیگی جو بات ہوگی سچ سچ آپ سے عرض کر دیگی - پس حضور نے بریرہ کو بلا کر حال پوچھا اوس نے بیان کیا کہ قسم ہے

اوس خدا کی جسنے تمکو سچا قرآن دیکر بہیجا ہے مین نے عائشہ سے آج تک کوئی ایسی بات نہین دیکہی جس سے مجہے اوسکی نسبت کوئی شک ہو وہ تو ایک نادان لڑکی ہے تین پانچ کچہہ نہین جانتی مین تو آٹا گوندہکے رکہہ دیتی ہون اور وہ سو جاتی ہے۔ بارہا بکری آکر آٹا کہا گئی اوس سے تو یا حضرت اپنے گہر کی بہی حفاظت نہین ہو سکتی وہ ایسی باتین کیا جانے۔

زینب بنت جحش ازواج مطہرات مین سے تہین اور حضرت عائشہ سے برابری کا دعویٰ تہا اونکا حسن وجمال بہی جناب صدیقہ سے کسی طرح کم نہ تہا اور آنحضرتؐ اونکی قدرومنزلت بہی بہت کرتے تہے اگر ذرا بہی پانی مرتا ہوتا تو سوتیا ڈاہ اونہین بُرائی کرنے سے ہرگز باز نہ رکہتا۔ اگرچہ اونکی بہن حمنہ اونہین الگ گودا کرتی تہین اور لڑتی تہین کہ تم بہی میرے ساتہہ ہو کر عائشہ کی برائی کیون نہین کر دیتین مگر جب جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے صدیقہ کے حال کی تفتیش کی تو اونہون نے یہی فرمایا کہ یا حضرت مین اپنی آنکہہ اور کان کی بہت حفاظت کرتی ہون اور نہین چاہتی کہ بغیر سُنے اور بن دیکہے بات کہکے اپنی زبان کو ناپاک کرون قسم ہے اللہ پاک کی مین نے عائشہ سے سوائے خیروخوبی کے اور کچہہ نہین دیکہا ہے مین اونکو نہایت صاحب عصمت جانتی ہون۔ پس اللہ عز اسمہ نے اونکو حسد سے بچا لیا اور ورع وتقویٰ نے دامن نہ چہوڑا نہین تو اونکا درجہ ایسا تہا کہ وہ بہی اپنی بہن حمنہ کی طرح سوت سے بغض کرکے ہلاک ہوتین۔

صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جن کے ساتہہ متہم کیا گیا تہا حتیٰ اور عورت کے کام ہی کے نہ تہے اس طوفان بےتمیزی کو دیکہہ دیکہہ کے کہا کرتے تہے کہ قسم ہے خدائے عزوجل کی جسکے ہاتہہ مین میری جان ہے مین نے آج تک کسی عورت سے جماع نہین کیا۔ علاوہ برین وہ نہایت پارسا اور نیک آدمی تہے۔ آخرکار حمایت اسلام مین لڑکر شہید ہوگئے۔

حسان رضی اللہ عنہ نے بہی اپنی خطا سے نہایت نادم اور خجل ہوکر اوسکی تلافی مین ایک قصیدہ

جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مدح مین لکھا۔ اوس قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے۔

حصان رزان ماتزن بریبتہ		وتصبح غرثی ان لحوم الغوافل	

یعنی عائشہ ایک عورت عفیفہ پارسا اور پاکدامن ہے اور ایسی صاحب وقار وعقل وثبات ہے کہ اوس پر تہمت نہین لگائی جاسکتی۔

کہا گیا ہے کہ اس غزوے سے پھرتے وقت جب لشکر اسلام مدینہ کے قریب پہونچا ہے تو بہت تیز آندہی چلی یہان تک کہ جو جہان تہا وہین کہڑا رہگیا۔ اوسوقت آنحضرتؐ نے فرمایا کہ آج ایک بہت بڑا منافق زید بن رفاعہ مرا ہے۔ عبد اللہ بن ابی کو یہ سنکر بہت رنج ہوا کیونکہ اوسمین اور زید مین بڑا دوستانہ تہا۔

اس غزوے کے سفر مین کُل اٹھائیس (۲۸) دن صرف ہوے۔

مواہب لدنیہ مین ابن عبد البر سے روایت ہے کہ نزول آیت تیمم کا غزوہ بنی المصطلق مین ہوا جسے غزوہ مریسیع بہی کہتے ہین۔ صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہین کہ اسی سفر مین یا کسی اور سفر مین حضرت عائشہ کا ہار مدینہ کے قریب گم ہوگیا تہا۔ جس منزل مین گم ہوا اوسکا نام صُلصُل ہے قضارا وہان لوگون کے پاس پانی ہوچکا قریب تہا کہ نماز قضا ہوجاے کہ لوگ حضرت ابوبکر کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ حضور عائشہ کے باعث یہ توقف راہ مین ہوا ہے کہ پانی ہوچکا اور نماز کا وقت نرہا۔ جناب صدیق اکبر اپنی بیٹی کے پاس تشریف فرما ہوے اوسوقت آنحضرتؐ آرام فرمارہے تہے اور جناب صدیقہؓ مگس رانی مین مصروف تہین۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ پر عتاب شروع کیا کہ اتنے مین صبح ہوگئی لوگ اور بہی بیچین ہوے کہ آیت تیمم نازل ہوئی۔ سب نے نماز فجر تیمم کرکے ادا کی۔ نماز کے بعد اُسید بن حضیر نے کہا "ومٰاہی باول برکتکم یا آل ابی بکر" یعنے اے آل ابوبکر تمہاری یہ پہلی ہی برکت نہین ہے بلکہ تمہارے باعث سے اور بہت سے فوائد

مسلمانون کو حاصل ہوئے ہین۔ پہر وہ ہار ملگیا گویا اوسکے گم ہونے مین حکمت الٰہی یہی تہی کہ ایک حکم شرعی ایسا جاری ہوجائے جسمین مسلمانون کو آسانی ہو۔

(۲۷) غزوہ خندق

یہ غزوہ بھی ۵ھ ہجری مین ہوا۔ مگر بعضون نے چوتہے سال ماہ شوال مین بتایا ہے۔ اسکو غزوہ احزاب بہی کہتے ہین۔ شرح اسکی یہ ہے کہ جب آنحضرتؐ نے یہود بنی النضیر کو نواح مدینہ سے نکالدیا اور وہ سب متفرق ہوگئے تو ایک جماعت اونکی خیبر مین جا رہی۔ اونمین سے حی بن اخطب سلام بن ابی الحقیق کنانہ بن ربیع۔ ابو عامر راہب فاسق۔ ہوذہ ابن قیس۔ ایلی وغیرہ بیس[۲۰] آدمی قریش کے پاس گئے اور چاہا کہ اونکو مسلمانون سے لڑنے کے لئے آمادہ کرین۔ ابوسفیان نے اون سے آنیکا سبب دریافت کیا۔ یہود نے جوابدیا کہ ہم سب تمہارے ساتھ عہد باندہنے آئے ہین ہمکو محمد سے عداوت قلبی ہے چاہتے ہین کہ دین اسلام کی بیخ و بنیاد اوکہاڑ ڈالین۔ ابوسفیان بولا مرحبا بکم و اہلاً ہمارا سب سے بڑا دوست وہی ہے جو محمد کے مقابلہ مین ہماری مدد کرے۔ یہودی کہنے لگے کہ تم اپنے قریش مین سے پچاس آدمی منتخب کرو اور اونہین لیکر کعبہ مین چلو۔ وہان چلکے ہم سب قسم کہائین کہ جب تک ہم مین سے ایک بہی زندہ رہے لڑائی سے ہاتہ نہ کہینچے۔ آخر یہی ٹہیری اور سب نے خانہ کعبہ مین جاکر قسم کہائی۔

پھر ابوسفیان نے کہا کہ اے گروہ یہود تم اہل کتاب ہو بتاؤ کہ ہمارا دین اچہا ہے یا محمد کا۔ ہم تو اپنے باپ دادا کے دین پر ہین مگر محمد نے ایک نیا مذہب نکالا ہے۔ اسکا یہودیون نے یہ جوابدیا کہ تم راہ راست ہو۔ اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَاۤءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ○

ترجمہ - کیا تمنے اون لوگون کو نہین دیکھا جنکو کہ کتاب سے حصہ دیا گیا ہے وہ بتون اور شیطان کے معتقد ہوے جاتے ہین اور مشرکون سے کہتے ہین کہ تم اچھی راہ پر ہو بہ نسبت مسلمانون کے۔ یہ لوگ وہ ہین جن پر خدا نے لعنت کی ہے - اور جسپر خدا لعنت کرے اوسکا مددگار کوئی نہوگا - بلکہ یہان سے لیکر "وکفی بجہنم سعیرا" تک اونہین لوگون کے باب مین ہے -

جب یہ لوگ قریش کی طرف سے اپنا اطمینان کر چکے تو قبیلۂ غطفان مین پہونچے جو قیس کی جماعت مین سے تہا - اونکے رئیس عقبہ یا عینیہ بن حصین فزاری سے وعدہ کیا کہ ہم خیبر کے خرما کی ایک سال کی فصل تمہین دینگے تم ہمارے ساتہہ لڑنے چلو چنانچہ عقبہ راضی ہوگیا اور اپنے حلیف بنی اسد کو بہی اپنے ساتہہ لے لیا - ابو سفیان نے چار ہزار آدمی جمع کئے - نشان لشکر عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کو دیا - اوس لشکر مین تین سو گہوڑے اور ہزار اونٹ تہے - مکہ سے نکلکے پہلا مقام مرالظہران مین ہوا - وہان قبیلہ اسلم والی شجع و بنو مرہ وکنانہ وفزارہ وغطفان معہ اپنے اپنے لوگون کے آملے اور سب دس ہزار آدمی کی بہیڑ بہاڑ ہوگئی - یہ سب ملکے مدینہ کو چلے - شدہ شدہ جب اسکی خبر حضور نبوی کو پہونچی تو آپ نے صحابہ کو جمع کر کے مشورہ کیا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالے نے یہ التماس کی کہ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ملک مین دستور ہے کہ جب کوئی بڑا لشکر چڑہائی کرتا ہے تو شہر کے گرد خندق کہود لیتے ہین - اس بات کو آنحضرت نے بہی پسند فرمایا - صحابہ بہی راضی ہوگئے -

اب ادہر بہی تیاریان ہونے لگین - عبداللہ ابن ام مکتوم مدینہ مین خلیفہ مقرر ہوے - زید بن حارث کو مہاجرین کا اور سعد بن عبادہ کو انصار کا علم ملا - اور تین ہزار آدمیون سے باہر نکلے چہتیس گہوڑے لشکر مین تہے - اصحاب کے لڑکون کی ایک جماعت تو مدینہ واپس کردی گئی اور ایک گروہ لڑکون کا مثل عبداللہ بن عمر - زید بن ثابت - ابو سعید خدری - براء ابن عازب کے لڑائی مین

ساتھ گیا۔ یہ سب لڑکے پندرہ پندرہ برس کے تھے۔ کوہ سلع کے نیچے آنحضرت کے لئے
ادیم سبز کا خیمہ کھڑا کیا گیا۔ اوسی طرف میدان بھی تھا وہین خندق کھودنے کی ٹھیری اور ہر آدمی کو حکم
ہوا کہ چار چار گز زمین پر خندق کھودو اور ایک روایت مین فی آدمی ایک ایک گز زمین بھی لکھی ہے۔
یہود بنی قریظہ سے عاریتاً پھاوڑے اور کدال کھودنے کو لے گئے۔ یہ لوگ مسلمانون سے صلح
رکھتے تھے۔ جناب رسالت مآب بھی سبکے ساتھ خندق کھودنے مین مشغول تھے تاکہ سب
خوشی بخوشی کام کرین اور کسی کا دل نہ ٹوٹے۔ سلمان فارسی بڑے قوی آدمی اور خندق کھودنے مین
بہت مہارت رکھتے تھے اس لئے صحابہ باہم جھگڑنے لگے۔ مہاجر تو کہتے تھے کہ سلمان ہم مین
ہین اور انصار کو اصرار تھا کہ یہ ہمارے گروہ مین ہین۔ آنحضرت نے یون فیصلہ کردیا کہ سلمان ہمارے
اہل بیت مین شامل ہین۔ حضرت سلمان ہر روز پانچ گز چوڑا اور پانچ گز گہرا خندق کھود لیتے تھے اور
ایک روایت مین آیا ہے کہ وہ اکیلے دس آدمیون کے برابر کام کرتے تھے۔ چنانچہ چھہ دن مین
سب خندق کھد کے تیار ہوگیا۔ اکثر مورخون نے کام کی مدت پندرہ[۱۵]۔ بیس[۲۰]۔ چوبیس[۲۴]۔ اور تیس[۳۰] دن بھی
لکھی ہے مگر یہ اختلاف ظاہرا یون معلوم ہوتا ہے کہ کام تمام کردینے کی میعاد صرف چھہ دن کی مقرر کردیگئی تھی
کسی نے تو میعاد مقررہ مین کردیا اور کسی نے زیادہ مدت لگائی اور جس راوی کو جو مدت پہونچ گئی اوس نے وہی بیان کردی ہے
اکثر مقامات پر مدینہ کے گرد دیوار بھی بطور فصیل کے حفاظت کے لئے بنادی گئی۔ راویان
معتبر نے فرمایا ہے کہ اوس زمانہ مین موسم سرما کی نہایت شدت تھی اور مدینہ مین ایسی عسرت اور تنگی
تھی کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا اکثر مسلمان تین تین فاقون سے گذر کرتے تھے اور اوسی پریشان حالی
اور شکستہ بالی مین پیٹون سے پتھر باندھ باندھ کے مصیبتین اور اذیتین سہتے اور خندق کھودتے تھے
صاحب لولاک جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس مٹی اور پتھر ڈھونے اور کھودنے
مین مشغول تھے (جانم فدائے بر قدمان مبارک باد) یہان تک کہ حضور پرنور اکثر از سر تا پا خاک آلودہ

ہوجاتے تھے۔ اونہین کوششون کا نتیجہ ہے کہ آج پچاس کرور آدمی روے زمین پر لاالہ الااللہ کہتے ہین۔ دیکھو ادہر دس ہزار سے زیادہ جمعیت اور سامان جنگ کثرت کے ساتھہ۔ گھوڑے اونٹ بافراط۔ شان وشکوہ حد سے باہر امرایان صاحبان دولت وحشمت اور سرداران نامی گرامی باثروت کا مجمع۔ ادہر تین ہزار سے کم مفلس قلاش فاقہ زدہ جنکے پیٹ کو نہ روٹی ہے نہ لڑنے کو ہتیار ہین یہ مقابلہ کیسا۔ صرف کفر واسلام کا فرق تھا جس نے پردہ ڈہک لیا ورنہ تہوڑے سے بھوکے پیاسے رئیسون کے مجمع کا کیا کر سکتے تھے۔ بات صرف یہ تھی کہ کفار ہواے نفس کے اغواسے ناحق لڑتے تھے اور یہ فاقہ زدہ خدا کے حکم سے جان دینے کو تیار تھے اونکے ساتھہ شیطان تھا اور انکی مدد پر خداے رحمٰن۔

حضرات براء ابن عازب اور جابر ابن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہین کہ جب حضور نبوی صلعم سے جان نثارون کے واسطے خندق کہودنے کا حکم صادر ہوچکا تو ہم لوگون نے مارا مار کہدائی شروع کی۔ کہودتے کہودتے پتھر کا ایک ٹکڑا برآمد ہوا جو ایسا سخت تھا کہ ہشت دہات نے بھی اوسکے سامنے ہاتھہ جوڑے تھے۔ بہت سی کدالین اوسپہ ٹوٹین۔ لوگ سر ٹپک پٹک کے ہار گئے مگر اوسکا ایک ذرہ تک الگ نہوا۔ تو حضور کو اوسکی اطلاع کی گئی۔ آپ وہان تشریف لانے کے لئے اٹھے اور حالت آپکی یہ تھی کہ تین دن سے ایک دانہ اوڑ کے دہن مبارک مین نہین گیا تھا۔ شدت گرسنگی سے پتھر شکم پاک سے بندہا تھا جسوقت باعث آفرینش ما وشما علیہ التحیۃ والثنا وہان پہونچے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر کدال اوس سنگ لاخ پر ماری۔ دست اعجاز پرست کی برکت سے تہائی پتھر ریزہ ریزہ ہوگیا اور ایک بجلی سی کوندگئی جسکی روشنی مین آپ نے فرمایا کہ ملک شام مجھے نظر آتا ہے۔ دوسری بار الااللہ کہکر جو آپ نے ضرب لگائی تو دوسرا ثلث مٹی ہوکے الگ ہوگیا اور لمعۂ برق کی تجلی مین فارس کا ملک نظر انور سے گذر گیا۔ تیسرے ہاتھہ مین کل پتھر کا

فیصلہ تہا اوس سے جو آگ جہڑی تمام مین آئینہ ہوگیا۔ غرضکہ جو تپھر سینکڑون ہزارون چوٹ مین ساری لشکر سے نہ ٹوٹتا تہا اوسے تین ہاتہہ مین آپ نے سرمہ سا کردیا اور بہ ہدایت ملہم غیبی حضور نے یہ پیشین گوئی کی کہ یہ تینون ملک میری امت کے ہاتہون فتح ہونگے اور اللہ جل شانہ اپنے پاک بندون کو غالب کر کے اپنے سچے دین اسلام کی روشنی سے کفر وگمراہی کے اندہیرے کو دور کریگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ملک یمن تو حضور کے روبروہی اسلام کے قبضۂ اقتدار مین آگیا اور باقی آپ کے بعد جناب فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد سعادت مہد مین فتح ہوگئے۔

المختصر جب اہل اسلام نے بکمال جدوجہد اعداء کے پہونچنے سے پہلے خندق تیار کرلیا اور اپنے زن وفرزند۔ اور مال ومتاع کو مدینہ کے حصارون مین محفوظ کردیا تو اثناے راہ سے ابوسفیان نے حیی بن اخطب کو کعب بن اسید پیشواے یہود بنی قریظہ کے پاس بہیجا اور اوسے سمجہا دیا کہ کسی نہ کسی تدبیر سے اون لوگون کو محمد کے ساتہہ سے الگ کرلے۔ بنی قریظہ نے آنحضرت سے عہد کیا تہا کہ ہم دشمنان اسلام سے دوستی نہ کرینگے اور جب تک ہم اپنے اس قول پر قائم رہین مسلمان ہمکو اپنے ملک سے نہ نکالین۔ لہذا مسلمانون کی طرف سے برابر اس عہد پر عملدرآمد ہوتا چلا آتا تہا کہ حیی بن اخطب نے کعب بن اسید کے دروازہ پر آکر دستک دی۔ کعب کا ماتہا ٹہنکا کہ یہ کم بخت اپنے ساتہہ مجہے بہی مٹی مین ملانے آیا ہے اس سئے خاموش ہو رہا کچہہ جواب نہ دیا۔ حیی نے پہر دستک دی اور پکارا کہ مین حیی ہون اور تیری ملاقات کو آیا ہون مجہسے دو باتین کرلے۔ کعب نے جواب دیا تو بڑا بوم شوم ہے اپنی قوم بنی النضیر کو تو برباد کرچکا اب مجہے بہی ویران کرنے آیا ہے۔ خبیث یہان سے کالا منہ کر مین تجہسے بات بہی نہ کرونگا اور مجہہ سے یہ ہرگز نہو سکیگا کہ اوس عہد کو فسخ کردون جو مین نے محمدؐ کے ساتہہ باندہا ہے کیونکہ مین نے آج تک محمدؐ سے کوئی بات راستی کے خلاف نہین دیکہی اور مسلمانون نے کبہی ہماری تحقیر وہتک نہین کی۔ اونکے سایہ مین ہم لوگ

شب وروز عیش وعشرت سے امن وآمان کے ساتھہ بسر کرتے ہین یحیی نے جوابدیا اے کعب لعنت ہے تجہپر۔ مین تیرے لئے عزت ابدی اور دولت سرمدی لایا ہون اور تو مجھے دہتکارے دیتا ہے۔ ذرا کان دہر کے میری سُن لے کہ شرفاء وپیشوایان قریش اور قبیلہ بنی کنانہ اور سرداران غطفان لشکر عظیم لے کے آئے ہین اور سبہون نے قسم کہائی ہے کہ جب تک دم مین دم ہے باہمی رفاقت سے دستکش نہونگے۔ سب کے سب محمد اور اوسکے یار واصحاب کی بیخ کنی پر تلے ہوئے ہین۔ اب ان لوگون کی خیر نہین ہے۔ تو بہلا انکے پیچہے اپنی عزت کیون کہوتا ہے۔ کعب نے کہا کہ یہ بات تیری ہمارے لئے مژدہ نہین ہے بلکہ ذلت ابدی ہے۔ تو ہمارے سر پر ایک کالی گہٹا لایا ہے جس مین سوائے بلا ومصیبت کے ہمارے لئے کچہہ نہین۔ تیری خیر ہے تو سیدہا چلا جا ورنہ مین تیری خبر لونگا۔ ہمین تیرے صلاح ومشورہ کی کچہہ ضرورت نہین یحیی نے دیکہا کہ یہ تو بالکل ہاتہون پر سے اوکہڑ گیا اس لئے دوسرا رنگ لایا اور یون بولا کہ اے کعب مین تیری اوستادی سمجہا۔ تو سارے زمانہ مین خسیس مشہور ہے مجہے جو اپنے دروازہ پر دیکہا تو سمجہا کہ ضیافت کرنی پڑیگی اس لئے پیچہا چہوڑانا چاہتا ہے اور مسلمانون کے عہد وپیمان کا نرا بہانہ ہے۔ کعب کو اس طعنہ سے بڑی غیرت آئی اور جلکے اپنے حصار کا دروازہ کہولدیا یحیی اندر آکے اوسکی بغل مین بیٹہہ گیا اور ایسی دلفریب باتین کین کہ کعب کا دل نرم ہوگیا اور کہنے لگا کہ اے یحیی جو تو کہتا ہے مجہہ سے تو اسکا انصرام ناممکن ہے۔ اگر تم سے اور قریش سے محمد اور اوسکے اصحاب کا بال بیکا نہ ہوسکا تو تم سب اپنے اپنے گہرون کو بہاگ جاؤگے اور مین اپنی قوم کے ساتھہ اونکے ہاتہون مین رہکے بلا مین پہنسا رہ جاؤنگا یحیی نے قسم کہائی کہ اگر ایسا ہوا بہی تو مین تیرا ساتہہ نچہوڑونگا اور اسی حصار مین تیرے ساتہہ رہونگا تاکہ جو تیرا حال ہو وہی میرا ہو۔ الحاصل باتون ہی باتون مین اوسے ایسا پرچایا کہ وہ اوسکے جل مین آگیا اور جو عہد آنحضرتؐ سے کیا تہا اوسے توڑ ڈالا یحیی نے جو دیکہا کہ میرا جادو چل گیا اسلئے

کعب سے وہ عہدنامہ دیکھنے کو مانگا جو آنحضرت صلعم اور بنو قریظہ مین ہوا تھا اور اوسے ہاتھہ مین لیکر چاک کر ڈالا پہر اچھی طرح اپنی دلجمعی کر کے قریش کے پاس چلا گیا - اور ساری سرگذشت ابوسفیان کو جا سنائی - اوس نے حیی کو بہت شاباشی دی -

حیی کے چلے آنیکے بعد کعب نے اپنی قوم کے نامورون کو آدمی بہیجکر بلا بہیجا - زبیر ابن باطا - نباش ابن قیس - اور عقبہ بن زید وغیرہ آن موجود ہوے - اونکو صورت حال سے جو اطلاع ہوئی تو سب نے کعب کو لعنت ملامت کی اور بولے کہ تو نے یہ کیا کیا - تو نہین جانتا تھا کہ حیی ایک بڑا بد - شامت زدہ اور متفنی آدمی ہے - کعب ان لوگون کی لعنت ملامت سنکر نہایت ہی شرمندہ ہوا اور اپنے کئے سے پچہتایا مگر اب کیا ہو سکتا تھا - وقت رفتہ او تیر از کمان جستہ پہر کے نہین آتا ہے - اللہ تعالی کو بنی قریظہ کی ہلاکی ہی منظور تہی پس اوسکے یہ سامان ہو گئے -

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی اطلاع ہوئی تو آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ بنی قریظہ کے پاس جاکر اسکی خبر تو ضرور لانا چاہیے - حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ بہت مبارک مین جاکے اس خبر کے صحیح یا غلط ہونے کا پتا لگا کے لاتا ہون - یہ کہکر زبیر فوراً روانہ ہو گئے اور وہان سے سارا حال تحقیق کر کے بارگاہ نبوی مین اطلاع دی کہ حقیقت مین یہ خبر سچ ہے - بنو قریظہ اپنا مال و اسباب چہپانے مین مصروف ہین - مویشی چارون طرف سے جمع کر رہے ہین - اور حصار و درستی سامان جنگ مین مشغول ہین -

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد ابن معاذ - سعد ابن عبادہ - اسید ابن حضیر - عبداللہ بن رواحہ اور حواب بن جبیر رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کو بنی قریظہ مین بہیجا اور حکم دیا کہ اونکو جاکے سمجہا دو - تاکہ وہ اپنی کمبختی نہ بلائین اور اس ارادہ فاسد سے باز آئین - یہ اصحاب تشریف لے گئے اور کعب بن اسید کو فہمائش کی مگر اوسکی شومئی بخت نے کچہہ اثر نہ ہونے دیا - آخر بدمزگی اور درشت کلامی تک

نوبت پہونچ گئی۔ کعب نے حضور نبوی اور اصحاب النبی کی شان مین کلمات گستاخی زبان سے نکالے۔ سعد بن عبادہ سے نہ رہا گیا مرنے مارنے پر مستعد ہوگئے۔ سعد ابن معاذ اونہین ٹھنڈا کر کے وہان سے لے آے۔ اور پیغمبر خدا کو آکر کیفیت گذشتہ کی اطلاع کی۔ حضور نے فرمایا "حسبنا اللہ ونعم الوکیل"۔

لیکن جب بنی قریظہ کی بغاوت کی خبر زبان زد خاص و عام ہوئی تو اہل اسلام کو دشمنون کی کثرت و جماعت سے خوف پیدا ہوا اور سمجھے کہ اب بلاے مقاتلہ و محاربہ سخت ہوگئی۔ خدا حافظ ہے۔ ادہر لشکر مشرکین سامنے سے بلاے بے درمان کی طرح نمودار ہوا۔ گروہ بنی اسد و غطفان و فزارہ۔ اور یہود تو وادی فراز سے جو مدینہ کے مشرق مین ہے ظاہر ہوے۔ اونکے پیشوا مالک ابن عوف اور عینیہ ابن حصین فزاری تہے۔ اور فوج قریش اور کنانہ وادی کی دوسری طرف سے آئی۔ اونکے سردار ابوسفیان بن حرب وغیرہ تہے۔

بعض مسلمان دل کے کچے اور ناتجربہ کار کفار کی کثرت اور ہیبت سے گھبرا اوٹھے۔ یہان تک کہ اکثر لوگ ظاہر کے مسلمان اور باطن کے منافق گھبرے گھبرے تنگ آگئے اور چپکے چپکے آپسمین کہنے لگے کہ ہم تو ریوڑی کے پہیر مین آگئے۔ سخت تنگ ہین قضاے حاجت کے لئے بہی باہر نہین نکل سکتے ہمنے تو ان خدا اور رسول سے سواے غرور اور فریب کے اور کچہہ نہین دیکہا۔ منافقون مین تو مخفی یہ سرگوشیان ہو رہی تہین کہ ادہر وحی نے یہ ارشاد فرمایا "اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبہم مرض ما وعدنا اللہ و رسولہ الا غرورا"۔ غرضکہ منافقین کے انکار اور بے ایمانی کا حال لوگون مین مشہور ہونے سے پہلے آنحضرت صلعم پر ہویدا ہوگیا۔

جب مشرکین نے خندق کو دیکہا تو حیرت مین رہگئے اور سواے محاصرہ کے اور کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ بیس پچیس دن تک مسلمانون کو گھیرے پڑے رہے۔

بنی قریظہ نے قریش سے کہلا بھیجا کہ ہمین مدد دو ہم مدینہ پر شبخون مارینگے - سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اس امر کی اطلاع ہوئی تو آپ نے سلمہ ابن اسلم کو دو سو آدمی کے ساتھ اور زید ابن حارث کو تین سو آدمی دیکر مدینہ کے محلون اور حصارون کی خبر گیری کے لیے متعین کیا -

مدینہ کے منافق اوس ابن قبطی - ومعتب بن قشیر وغیرہ نے مسلمانون کو بہکانا شروع کیا کہ تم لوگ کیون بیوقوف ہوے ہو جو ایسی تکلیفین اور مصیبتین اوٹھاتے ہو جاؤ اپنا اپنا کام کرو اور اپنے بال بچون مین بیٹھو یہ کیا خبط تمہارے سر مین سمایا ہے - کہان کا خدا اور کیسا رسول - بھوکے مرتے ہو جان دیتے ہو - نہ کچھ حاصل نہ حصول - مگر سچے مسلمان کب اونکی ان غپّون مین آتے تھے - بعض جو بہت دل کے کچے تھے ڈرتے کانپتے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ ہمکو مدینہ واپس جانیکی اجازت ہو - ہمارا محلہ خالی ہے کوئی ایسا نہین جو وہان کی نگرانی کرے - ہمین خوف ہے کہ کہین دشمن ہمارے گھرون کو لوٹ نہ لین - لوگون مین تو یہ چہ میگوئیان ہوتی تھین اور محاصرہ کے ایام مین عباد ابن بشر اصحاب کی جماعت کے ساتھ رات بھر خبرداری اور حراست مین سرگرم وساعی رہتے تھے -

یہ غزوہ ایک عجیب وغریب قیامت خیز اور مصیبت انگیز لڑائی تھی - کفار دانت پیس پیس کے بڑے بڑے تزک واحتشام سے حملہ کرتے اور آنحضرت کے خیمہ مبارک کو تاک تاک کے آتے تھے مگر خداے تعالے اونہین اتنی ہمت نہین دیتا تھا کہ خندق کو عبور کر سکین - بہادران اسلام اور ہزبران ذی احتشام اپنی جانون پر کھیل کے اونکے منہ پھیر دیتے تھے - ہمارے حضور پر نور خود بھی راتون کو خندق کے بعض خطرناک مقامات کی حفاظت کیا کرتے تھے -

جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا ہے کہ غزوہ خندق مین حضرت سعد ابن ابی وقاص نے بڑی بڑی کوششین کین - ایک جگہ سے خندق جلدی کے باعث بخوبی نہ کہد سکا تھا

اور ادہر سے دشمن کے آجانیکا ہروقت خوف لگا رہتا تہا۔ حضرت رسالت مآب بنفس نفیس
رات بہر وہان کا پہرہ دیتے تہے۔ جب حفاظت کرتے کرتے اور سردی مین کہڑے کہڑے حضور
کے مبارک ہاتہہ ٹہٹہر جاتے تہے تو آپ میرے پاس تشریف لاتے مین آگ جلا کر ہاتہون اور
اونگلیون کو خوب سینکتی جب سردی رفع ہوجاتی تہی تو حضور پہر اپنے پہرہ پر جا کے قائم ہوجاتے تہے
ایک شب آپ گرم ہونے کے لئے میرے خیمہ مین تاپ رہے تہے کہ باہر سے ہتیارون
کے کہڑکہڑانے کی آواز سنائی دی۔ آپ فوراً شیر غران کی طرح کڑک کے اوٹہہ کہڑے ہوی
اور ڈانٹ کے پوچہا کہ کون۔ جواب ملا کہ سعد بن ابی وقاص۔ ارشاد ہوا کہ خیر اے سعد آج کی رات
خندق کے اوس مقام خطرناک کی حفاظت تمہین کرو۔ سعد خوشی خوشی وہان پہونچ کے پہرہ دینے
لگے۔ اور رسول خدا نے آرام فرمایا۔ اس تمام غزوے کے اثنا مین یہ رات تہی کہ جسمین حضور
نے تہوڑی دیر آرام کیا۔ ورنہ جاڑے کی وہ پہاڑ سی کالی راتین آپکو جاگتے ہی گذرین۔ چارون
طرف سے سرد ہوائین چلتین۔ ٹہرٹہر پالا گرتا تہا مگر وہ اپنی امت کا رکہوالا غازیان اسلام کی
حفاظت سے ایکدم بہی بیخبر نہوتا تہا۔ یارب صل وسلم دائماً ابداً ٭ علی نبیک خیر الخلق کلہم۔
ایک رات کا ذکر ہے کہ حضور نماز پڑہکے خیمہ سے برآمد ہوے دیکہا کہ دشمنون کے سوار خندق
کے اردگرد گشت کر رہے ہین اور دیکہتے پہرتے ہین کہ کوئی جگہہ معقول اوترنے کی نظر آئے۔ آپ نے
فوراً عباد بن بشر کو آواز دی۔ وہ اوسی وقت حاضر ہوے۔ ارشاد ہوا کہ تمہارے ساتہہ کون کون
ہے۔ حضرت عباد نے عرض کی کہ حضور میرے سب ساتہی میرے ہمراہ کمربستہ مستعد ہین۔ حکم
ہوا کہ سب کو لیکر خندق کے گرد پہرو دیکہو کہ دشمن کے سوار اسطرف آنے کی کوشش مین ہین۔
اور چاہتے ہین کہ شبخون مارین۔ اسکے بعد آپ نے دعا کی۔ اللہم ادفع عنا شرہم وانصرنا علیہم۔
عباد بن بشر اپنے ہمراہیون سمیت تا لب خندق پہونچے۔ دیکہا تو حقیقت مین ابو سفیان

معہ مشرکون کی ایک جماعت کے خندق مین اوتر پڑا ہے اور مسلمانون پر تیر اور پتھرون کی بارش مچا دی ہے - غازیان اسلام بھی باوجود اپنی قلت کے اوس ٹیڑی دل کا مقابلہ بڑی ثابت قدمی سے کر رہے ہین - عباد بہی معہ اپنے گروہ کے غازیون مین ملگئے اور جواب ترکی بترکی دیکے اونہین تیر و سنگ سے دفع کیا - جب کفار بہاگے تو عباد نے حضور سے اطلاع کی - آپ نے عباد کے حق مین دعاے خیر فرمائی "اللہم ارحم عباد ابن بشر"

ایک دفعہ آدہی رات کو بڑا غل شور مچا - اوسے سنکر لشکر اسلام کو بہی حکم ہوا "یا خیر اللہ سوار ہو جاؤ" کیونکہ آنحضرت ؐ نے اس غزوہ مین مہاجرین کا شعار خیر اللہ مقرر کر دیا تہا - پہر حضور نے حاضرین سے دریافت کیا کہ یہ کیسا شور و غوغا ہے - لوگون نے عرض کی کہ ہمین تو عمرو بن عبدود کی آواز معلوم ہوتی ہے کیونکہ آج کی شب کفار کی فوج مین اوسی کے گشت کی باری ہے - عباد کو حکم نبوی ہوا کہ جا کر دیکھو تو کیا حال ہے - عباد گئے اور آکے عرض کیا کہ عمرو بن عبدود بہت سے مشرکون کو ساتھ لئے ہوے مسلمانون سے لڑائی مانگتا ہے اور دونون طرف سے پتھر اور تیرون کی بوچھار ہو رہی ہے - حضرت گھوڑے پر سوار ہو کے وہان تشریف لے گئے اور تہوڑی دیر کے بعد خوش خوش واپس آکے فرمایا کہ اللہ پاک نے مشرکون کا شر ہم سے دور کر دیا - واقع مین عمرو بن عبدود ایسا بہادر اور یکتا تہا کہ اوسکا لڑائی سے منہ پہیرنا بڑی تعجب کی بات ہے مگر جس وقت آپ نے فرمایا کہ "اللہ پاک نے مشرکون کا شر ہمسے دور کر دیا" اوسی وقت عمرو نے ہمت ہار دی اور معہ اپنے گروہ کے نو کدم بہاگا -

تہوڑی دیر کے بعد پھر گڑبڑ مچی - آپ نے پوچھا کہ اب کیا ہے - لوگ بہاگے ہوے آے اور اطلاع دی کہ ضرار ابن الخطاب گروہ مشرکین کو ہمراہ لیکر ہم سے لڑنے آیا ہے - اور تیر و پتھر برسا رہے ہین - آنحضرت صلعم پھر موقع واردات پر تشریف لے گئے اور صبح تک وہین رہے - واپسی کے وقت فرمایا کہ دشمن خوب زخمی ہو کے بہاگے - اللہ تعالی نے ایسا ہی کیا - اور حضور کی دونون

پیشین گوئیان برمحل پوری ہوئین۔

جناب سرور عالم غزوات مریسیع و خیبر و حدیبیہ و فتح مکہ و حنین وغیرہ مین بہی بذات خود موجود تھے مگر کسی غزوے مین حضور نے ایسی تکلیف نہین اوٹہائی جیسی کہ غزوہ خندق مین آپکو ہوئی۔ آپ نے خندق اپنے ہاتہہ سے کہودا۔ پہر اوسکے خطرناک مواضع کی حفاظت بڑی تکلیف اور مشقت کیساتہہ آپ ہی کرتے رہے۔ اس لڑائی مین بہت سے مسلمان زخمی بہی ہوے۔ جاڑا بڑی شدت کے ساتہہ پڑرہا تہا۔ لوگون کو کہانا تک نصیب نہ تہا۔ پہر ایک طول طویل لڑائی۔ لہذا اسکو سب غزوات سے بڑہکے کہو تو بجا ہے۔ کفار بہی سردی مین پڑے پڑے دق ہو گئے اس لئے اون مین سے بعض قومین صلح پر راضی ہو گئین اور صلحنامہ مین یہ شرط لکہی گئی کہ ہر سال ہمکو مدینہ کے کچہہ خرمے ملا کرین اس کاغذ کو دیکہکر سعد ابن معاذ اور سعد ابن عبادہ نے حضور مین دست بستہ ہو کر التماس کی کہ یا حضرت ایام جاہلیت مین تو ان لوگون کو اتنی بہی ہمت نہ تہی کہ ہمسے مدینہ کا ایک خرما مانگین اب عہد اسلام ہے ہم سے یہ ذلت نہ سہی جائیگی کہ عہدنامہ مین انکو خراج دینا لکہدین۔ آنحضرت نے سعد ابن معاذ سے کہا کہ خیر اگر تمہاری خوشی نہین ہے تو اسے چاک کردو حضرت سعد نے فوراً اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور وہ صلح رفت وگذشت ہو گئی۔

کفار نے جب سنا کہ انصار آنحضرت اور اسلام پر بجان و دل قربان ہین اور مسلمان آپسمین مل جلکر شیر و شکر ہو گئے ہین تو اونکے دل ٹوٹ گئے اور غنیم کی فوج مین ایک طرح کا فتور اور تنزل پڑ گیا۔

دیکہو اتفاق مین بڑی طاقت ہے اور اس زمانہ کے اسلام کا ضعف مسلمانون کا افتراق اور خود غرضی ہے ورنہ اب بہی کچہہ نہین گیا۔

دولت ہمہ ز اتفاق خیزد	بیدولتی از نفاق خیزد

اسپر بہی سب جتہا باندہکے شیران اسلام سے لڑنے آے۔ اور قریش کے نبرد آزما۔ اور

پہلوان لڑتے لڑتے لب خندق تک آپہونچے - عمرو ابن عبدود - نوفل ابن عبداللہ - ضرار ابن الخطاب ہبیرہ ابن ابی وہب - عکرمہ بن ابی جہل - اور بنی محارب کا ایک مشہور پہلوان مرداس نامی بہی اونمین شامل تھے - یہ لوگ ایک تنگ راستہ خندق کا ڈہونڈہ ڈہانڈہکے اور گہوڑون کے تازیانہ مارکر ایک ہی جست مین ادہر آ گئے -

ابو سفیان - خالد ابن ولید اور قریش و کنانہ و فزارہ و غطفان کے مشاہیر کی ایک فوج صف بستہ خندق کے اوس پار کہڑی رہی - عمرو بن عبدود نے ابو سفیان سے کہا کہ تم لوگ بہی ادہر کیون نہین چلے آتے ہو اوس نے جواب دیا کہ تمہارے ہوتے ہماری کیا ضرورت ہے اگر ہمارا کام پڑیگا تو ہم بہی آجائینگے - یار نے خوب ٹرکایا جیسا کہ کسی اوستاد کا شعر ہے -

سوال بوسہ کو ٹالا جواب چین ابرو پر		براتِ عاشقان بر شاخ آہو اسکو کہتے ہین

پس عمرو ابن عبدود جو ناموران عرب کا بڑا بہادر سردار تہا اور لوگ یقین کرتے تہے کہ یہ تنہا ہزار مردان دلاور کا منہ میدان جنگ سے پہیر سکتا ہے - پرے سے نکلکے میدان مین آیا اور اپنی بہادری اور شجاعت کا اظہار کرکے باواز بلند پکارا کہ اے مسلمانو - ہے کوئی تم مین ایسا جو میرے سامنے آے - سب غازیون کے سر نیچے ہو گئے اور بعض ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کسی کو یہ جرأت نہوئی کہ ابن عبدود کے سامنے آے - حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ نے لشکر اسلام کی جو یہ زردی حالت دیکہی تو شیرون کی طرح بپہر کے آنحضرت سے ملتمس ہوے کہ حضور مجہے اجازت ہو مین اس مردک کی تہو تہنی جا کے مسل ڈالونگا - آنحضرت نے جناب شیر خدا کی طرف سے منہ پہیر لیا اور کچہہ جواب نہ دیا - علی مرتضی دوسری طرف جا کے دست بستہ کہڑے ہوے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مجہے حکم ہو - یہ شقی سر پر چڑہا چلا آتا ہے اسے سزا دیدون - آپ نے پہر کچہہ نہ فرمایا - دیر جو ہوئی تو عمرو ابن عبدود کا دماغ اور بہی چل گیا - کہنے لگا کہ مسلمانو کس برتے پر

تڑپتا پانی جب تم مین کوئی بھی میرے مقابل کا نہ تھا تو کیا منہ لیکے گھر سے لڑنے نکلے تھے اوٹھنی اوڑھکے گھرون ہی مین بیٹھے رہتے - یہ سنکر تو جناب شاہ ولایت کا چہرہ سرخ ہوگیا اور بولے حضور آپ کس فکر مین ہین یہ سر پر چڑھا آتا ہے - مین ابھی ایکدم مین اسکے دماغ کا تنقیحہ کردونگا - پھر تو جناب ختم المرسلین - حبیب رب العالمین - صاحب طٰہٰ و یٰسین نے اپنے مقدس ہاتھون سے اپنی ذوالفقار شیر کردگار کے زیب کمر کی اور خاص اپنی زرہ اونکے تن مبارک پر پہنا کے اپنی دستار فرق انور پر رکھی اور فرمایا کہ اے علی اس مردود کو تمہارے سپرد اور تمہین خدا کو سونپا - پھر ہاتھہ اوٹھا کے درگاہ حق جل وعلا مین اونکے فتح ونصرت کی دعا مانگی -

ہزبر نیستان وغا حضرت علی مرتضیٰ نے ابن عبدود سے جاکر فرمایا کہ اے شقی مین نے تیرا یہ قول سنا ہے کہ تو کہتا ہے "مین اپنے حریف کی تین باتون مین سے ایک بات ضرور مانونگا" کیا یہ سچ ہے - عمرو بولا بالکل ٹھیک میرا یہی قول ہے - شیر خدا نے ارشاد کیا کہ آج مین تجھسے تین باتین کہتا ہون اونمین سے جو تجھے بھلی لگے اوسے قبول کر - عمرو نے کہا اچھا کہو کیا کہتے ہو - آپ نے فرمایا اول تو مین تجھسے یہ کہتا ہون کہ تو خدا کی وحدت اور محمدؐ کی رسالت پر ایمان لا اور سچے دل سے اوس خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی پرستش اختیار کر جو دونون جہان کا پیدا کرنے والا اور حاکم ہے - عمرو ابن عبدود نے جواب دیا کہ یہ ہرگز نہو سکیگا اسکی مجھسے امید نہ رکھنا - جناب علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اوسکی کم عقلی پر مسکرائے اور فرمایا کہ خیر تو نے اپنے طالع کی نحوست سے وہ بات تو نہ مانی جو عقبیٰ مین تیرے کام آتی اب دوسری بات سُنلے یہ دنیا مین تیرے لئے بہتر ہے کہ تو نیک بیبنی ودوگوش سیدھا اپنے گھر چلدے اور مخمصہ مین ہاتھہ نہ ڈال - عمرو نے جواب دیا یہ بھی مجھسے ممکن نہین لوگ بزدلی کا الزام مجھپر لگائینگے اور زنان قریش ہنس ہنس کے نامردی کا طعنہ دینگی اسے جی کر مین کیسے سنونگا - سُن اے علی جنگ بدر مین جب مین زخمی ہوکر نوکدم بھاگا تو مین نے نادم ہوکر منت مانی تھی

کہ جب تک اپنے زخم کے بدلے مین محمد کا سر تن سے جدا نکرونگا بدن پر تیل نہ ملونگا - آج مجھے اتنا تو
اختیار حاصل ہے کہ اپنی مراد پوری کرلون - پھر بھلا یہان سے ہٹ کر مین کیسے جا سکتا ہون - جناب
امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ دونون باتین تو مین نے تیرے اس جہان اور آیندہ زندگی کے بھلے کو
کہی تہین مگر تیری سمجھ مین نہ آئین اب تیسری بات بھی سُنلے جو دنیا مین بھی تجھے ملعون بنائیگی اور وہان
بھی تیرے حق مین تھوڑم تھوڑا ہوگی - وہ یہ ہے کہ گھوڑے سے اُتر آ - دل کھولکر مجھ سے لڑلے - آج
کسی طرح کی رعایت میری نہ کرنا - دل کی ساری ہوس نکال لینا کوئی داؤن پیچ نہ رہجاے - اپنی ساری
قوت - تمام زور مجھپر خرچ کرکے دیکھلے کہ شیران اسلام کیسے ہوتے ہین - اپنے دل مین یہ نہ سمجھیو کہ
اسلام کے پرے مین سے کوئی میرے سامنے نہ آیا بلکہ بات یہ تھی کہ کسی نے تجھے اپنے مقابل
کا نہ جانا ورنہ اس خدا کے لشکر مین ایسے ایسے لوگ ہین کہ نظر بھر کے تجھے دیکھہ لین تو پیشاب خطا ہو جاے
اگر باور نہو تو دیکھہ لے کہ مین تیرا کیا حال بناتا ہون - تیرے جی مین آوے اوسطرح مجھپہ حملہ کر - پہلے
تو ابن عبدود یہ باتین سنکر کھلکھلا کے ہنسا اور بولا کہ علی تیری تو یہ تیسری بات بھی مجھے منظور نہین -
بھلا ایک کم عمر ناتجربہ کار جنگ نادیدہ لڑکے کو مار کے بھی مین کیا ناموری حاصل کرونگا - میدان مین
تیرے آنے ہی سے مین سمجھ گیا تھا کہ مجھے دیکھتے ہی سب مسلمانون کے پتّے پانی ہوگئے ہین - یہ کہا
اور جناب شیر الہٰ کی طرف نظر حقارت سے دیکھکے بولا کہ جا کسی اور کو بھیج ابوطالب تیرے باپ سے
میری دانت کاٹی روٹی تھی اور مین اونکی عزت بھی بہت کرتا تھا آج وہی دوستی اور حفظ مراتب مجھے رحم دلاتا
ہے کہ تجھپر ہاتھہ نہ اوٹھاؤن - جناب امیر نے جب دیکھا کہ یہ تو کسی طرح روبراہ ہوتا ہی نہین تو فرمایا کہ اے
مردود خدا و رسول کے دشمن اگر تجھے میرا خون گوارا نہین تو مجھے تو تیرے شر سے دنیا کو پاک کردینا ضرور
ہے مین میدان مین آکے کیسے پھر جاؤنگا میری تو معراج یہی ہے کہ تجھے دوزخ کا کندا بناکے خدا کا پیارا
اور اوسکے سچے رسول کی آنکھہ کا تارا بنون - جسوقت علی مرتضیٰ نے یہ بات کہی ابن عبدود کو جوش آگیا

اور غصہ سے لال پیلا ہوکے جھٹ گھوڑے سے کود پڑا۔ اوسکی کونچین کاٹ کے تلوار نیام سے باہر
سے آپ پر حملہ آور ہوا۔ اور ہاتھہ کو تول تول کے اس زور سے آپ کے سر پر تلوار لگائی کہ سپر کاٹ کے
سر مبارک تک پہونچ گئی۔ مگر اپنے نیک بندون کا محافظ خدا ہی ہوا کرتا ہے صرف ایک اوچٹتا ہوا زخم
لگا۔ الحمد للہ۔ اوسوقت ایسی گرد اوڑی کہ دونون لشکر کے لوگ اگرچہ بہت قریب کہڑے تہے مگر کسی کو
نہ سوجہا کہ کیا ہوا۔ جناب علی مرتضی نے یہ زخم کہا کے ذوالفقار کا پورا ہاتہہ جو دیا تو ابن عبدود کا سر تن سے
الگ جا پڑا۔ اوسوقت شیر خدا نے باواز بلند تکبیر کہی اور غازیون کو معلوم ہوگیا کہ وہ مارا۔

ادہر تو عمرو ابن عبدود کا سر ہٹا سا اوڑا۔ اور ادہر لشکر کفار مین تہلکہ پڑ گیا ضرار ابن الخطاب۔ نوفل
ابن عبد اللہ۔ اور ہبیرہ ابن ابی وہب نے ملکے جناب امیر پر حملہ کیا شیر خدا اون ملعونون کی طرف متوجہ
ہوے۔ ضرار تو حضرت علی کی صورت دیکہتے ہی فُرّ ہوگیا لوگون نے اوس سے پوچہا کہ اے
ضرار یاین مردی و دلیری تو نے یہ کیا کیا کہ اپنی شجاعت و ہمت کی لوٹیا ڈبو دی۔ ضرار بولا کہ بہائیو
کچہہ نپوچہو جسوقت علی نے میری طرف رخ کیا ہے مجہے ملک الموت کی صورت نظر آگئی اور مین اپنی
جان لیکر سید ہا بہاگا مثل مشہور ہے کہ جان بچی لاکہون پاسے۔ لیکن ہبیرہ نے تہوڑی دیر
آپ کا مقابلہ کیا جب حضور کے ہاتہہ سے زخمی ہوا تو اپنی زرہ آپ پر پہینک کے وہ بہی چلتا پہرتا نظر آیا
واضح ہو کہ جب ضرار و نوفل اور ہبیرہ نے مل ملا کے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب پر
حملہ کیا تہا تو لشکر اسلام مین سے حضرت زبیر ابن العوام اور جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما حضرت
شیر خدا کی مدد کو نکلے ان دونون صاحبون کے پہونچتے پہونچتے حضرت اسد اللہ تینون پر غالب ہو چکے تہے
اور نوفل خود ہی اپنے ساتہیون کی یہ گت دیکہکر کنارہ کش ہوگیا تہا۔ جناب فاروق اعظم نے ضرار کو
سلامت نکلجاتے ہوے جو دیکہا تو اوسکے پیچہے لپکے۔ ضرار نے آپکو آتے دیکہکر سمجہا کہ علی نے
تو چہوڑ دیا مگر ان کے غضب سے بچنا امر محال ہے۔ تو دہوکا دینے کے لئے پناہ مانگنے والونکی سی

صورت بنالی اور جناب عمر فاروق کی طرف متوجہ ہوا۔ پاس آتے ہی ایسا نیزہ مارا کہ حضرت زخمی ہوے اور چاہتے تھے کہ گوشمالی دین مگر وہ بہاگا اور چلتے وقت کہتا گیا کہ عمر تو بڑا شجاع ہی۔ میرا یہ زخم یاد رکہیو۔ نوفل بن عبد اللہ کا گہوڑا بہاگتے مین اوندہے منہ خندق مین گر پڑا اور نوفل بہی سر تلے پاؤن اوپر وہین رہگیا۔ مسلمان اوسے سنگسار کرنے لگے تو اوس نے پکار کے کہا کہ اے لوگو مجھے اس ذلت سے نہ مارو۔ جناب علی کو پہر بہی رحم آگیا آپ خندق مین کود پڑے اور اوس سے جا کر فرمایا کہ اچہا تو خدا کی وحدت اور آنحضرتؐ کی رسالت پر ایمان لے آ ہم بڑے تزک و احتشام کے ساتھ تجہے یہان سے نکالے لیتے ہین۔ مگر اوس مردود نے اب بہی نہ مانا اور خدا اور رسول کو گالیان دین۔ تو آپ نے فوراً اوسکا سر اوتار لیا۔ یہ لڑائی چاشت کے وقت سے زوال تک رہی۔

عکرمہ۔ ہبیرہ۔ وضرار اس لئے جو ابن عبدود اور نوفل کا قتل ہونا اور ضرار کا بہاگ جانا دیکہا۔ تو ہوش پران ہو گئے۔ اور بہاگے ہوے ابو سفیان کے پاس پہونچے اور اوس سے ساری کیفیت بیان کی۔ اوسکی بہی کمر ٹوٹ گئی۔ کیونکہ عمرو ابن عبدود اوسکا قوت بازو تہا اور ایسا شجاع تہا کہ تنہا ہزار ہزار آدمیون کا مقابلہ کر کے اونہین بہگا دیتا تہا۔ شجاعان عرب اوسکے نام پر کان پکڑتے تھے۔ اس لئے ابو سفیان کو کمال تشویش ہوئی اور سمجہا کہ ضرور دال مین کالا ہے۔ ورنہ کہان ابن عبدود اور کہان علی۔ بیشک خدا مسلمانون کے ساتھ ہے اور محمد اوسکا سچا رسول ہے ورنہ طاقت بشری سے تو باہر تہا کہ علی ایسے بڑے اشجع کو ایک ہاتھہ مین خاک سیاہ کر دے۔ یہ امر بغیر تائید خدا کے ممکن نہین۔ ابو سفیان نے ظاہر مین تو کچھہ نہ کہا مگر دل مین بہت پیچ و تاب کہایا کہ اب بُری اٹکی ان لوگون سے عہدہ برآ ہونا امر محال ہے۔ لیکن کفر و ضلالت کی تاریکی اوسکے دل پر ایسی چہائی ہوئی تہی کہ دولت اسلام کو ہاتھہ بڑہا کے نہ لیا۔ نامردی اور کم ہمتی سے مقابلہ کی سکت بہی اپنے مین نہ دیکھی۔ شتر بے مہار کی طرح فرار کر کے معہ اپنے ساتہیون کے منزل عقیق پر پہونچکے دم لیا

بیچ مین کہین مڑ کے بہی پیچہے نہ دیکہا - غطفان کے لوگ بہی اونہی کے ساتہہ رفو چکر ہوے اسوقت ایک بہنگا بہی سامنا کرنے کو نہ رہا اور عقیق مین پہونچکر آنحضرت کی خدمت مین پیام بہجا کہ ہم سے قیمت لے کے عمرو ابن عبدود اور نوفل کی لاشین ہمین دیدو - حضور نے فرمایا کہ لاحول ولاقوۃ ہمکو خبیثون کی لاش بیچنے اور اونکی ناپاک قیمت لینے کی کچہہ حاجت نہین وہ اپنے آدمی بہیجین اور اپنے کشتون کی لاشین منگوالین -

جناب امیر المومنین علی رضی اللہ تعالی عنہ نے عمرو بن عبدود کے ہتیار و پوشاک کی طرف کچہہ التفات نہ کی تہی جہان وہ پڑا تہا وہین اوسیطرح معہ ہتیارون و پوشاک کے دہرا ہوا تہا - اوسکی بہن لاش لینے آئی جب اوسکی سب چیزین جون کی تون دیکہین تو کہنے لگی "ما قتلہ الا کفو کریم" یعنی ظاہر ہے کہ اسے کسی ہمسر کریم النفس نے مارا ہے - لوگ بولے کہ اسکے قاتل کا نام علی ابن ابی طالب ابن عبد المطلب ہے - اوس عورت نے آپکا نام سنتے ہی یہ شعر پڑہے ہے -

لو کان قاتل عمرو غیر قاتلہ		لکنت ابکی علیہ آخر الابد	
لکن قاتلہ من لا یعاب بہ		من کان یدعی قدیما بیضہ البلد	

یعنی اگر میرے بہائی عمرو کا قاتل کوئی اور ہوتا تو مین اوسکے لیئے قیامت تک روتی - لیکن کیا کرون کہ اسکا قاتل تو ایسا ہے جسمین کوئی عیب ہی نہین اوسکو تو لوگ رئیس شہر کہتے ہین -

خدائے لم یزل ولا یزال کے فضل و کرم سے اوس دن تو مسلمانون کو بڑی فتح نصیب ہوئی اور اوسکو جناب علی مرتضی ہی کی کارگذاری سمجہنا چاہیئے - کفار کی کمرین ٹوٹ گیئن - چنانچہ ارشاد نبوی بہی یون ہوا - "مبارزت علی ابن ابی طالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیمۃ" یعنی غزوہ خندق مین علی سے جو شجاعت ظاہر ہوئی وہ میری ساری امت کی مردانگی سے بہتر ہے جو محاربات فی سبیل اللہ مین قیامت تک اون سے ظہور مین آوے -

دوسرے دن کفار نے پھر کر ہمت چست باندہی اور غول کے غول لڑنے کو آئے اور یکایک خندق کے چارون طرف سے حملہ کی ٹہیرادی - الامان ایک دن اور ایک رات برابر لڑائی رہی - یہان تک کہ مسلمانون کو نماز ظہر وعصر ومغرب کی ہی مہلت نہ ملی - جب آتش جنگ کچہہ ٹہنڈی ہوئی تو بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کی اجازت دی گئی اور سب نے نماز ظہر ادا کی - پہر جناب رسول خدا نے حکم دیا کہ ہر نماز کے لئے الگ الگ تکبیر کہکے ترتیب وار قضا پڑہلو -

کفار کا سارا لشکر لڑتے لڑتے سمٹ کے آنحضرت کے خیمہ پر ہجوم کر آیا تہا - جناب عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ مین اوسوقت سعد کی مان کے پاس ایک حصن مین بیٹہی ہوئی تہی آنحضرت زرہ پہنے ہوئے انتظام جنگ مین مصروف تہے اور مسلمانون کی ہمت بندہا کے ترتیب سے لڑا رہے تہے کہ یکایک سعد ابن معاذ زرہ پہنے ہوئے میرے سامنے سے گذرے - زرہ ایسی تنگ تہی کہ تمام بدن اونکا کہچا جاتا تہا - مین نے اونکی مان سے کہا کہ اے اُم سعد مجہے تمہارے بیٹے پر رحم آتا ہے اگر یہ زرہ ذرا ڈہیلی ہوتی تو اچہا تہا - اونہون نے جوابدیا کہ بیٹا "یقضی اللہ ما ہو قاض" اللہ کو جو منظور ہے وہی کریگا - ہم دونون مین تو یہ باتین ہو رہی تہین کہ سعد ابن معاذ خندق کے کنارے پر پہونچ گئے حبان ابن العرقہ نے اونکو نیزہ مارا جو رگ ہفت اندام پر لگا - یہ وہ رگ ہے کہ اوسکے کٹجانے سے آدمی زندہ نہین رہ سکتا - پس حضرت سعد سمجہے کہ اب میرا خاتمہ ہے - آپ نے درگاہ الٰہی مین مناجات شروع کی "اے مالک نہ پہر اگر تیرے حبیب اور قریش مین اسکے بعد کوئی اور لڑائی بہی ہونیوالی ہو تو مجہے زندہ رکہہ میری دلی آرزو یہ ہے کہ تیری رضا مین کوشش کرون اور تیرے رسول کا ہاتہہ بٹاؤن یا الہ العالمین ان کافرون نے تیرے رسول کی تکذیب کی ہے اوسے دق کرتے ہین مین نہین چاہتا کہ اس حالت مین اوسکے قدمون سے جدا ہون - اور اگر اسی لڑائی پر خاتمہ ہے آگے چلکے اور کوئی جنگ نہوگی تو اسی زخم سے مجہے شہادت نصیب ہو - لیکن اس صورت مین بہی مجہے اتنی مہلت

ضرور ملنا چاہئے کہ مین بنو قریظہ کا وہ حال دیکھہ لون جو دیکھنا چاہتا ہون"۔ نیک بندون کی دعا خالی نہین جاتی خدا کی قدرت دیکھو کہ دریاے اجابت جوش مین آیا اور فوراً حضرت سعد کے ہاتھہ سے خون بہنا بند ہوگیا۔ حالانکہ ہفت اندام کا خون خودبخود بند ہوجانا محال عادی ہے۔

اس عرصہ مین نعیم ابن مسعود اشجعی غطفانی خدمت نبوی مین حاضر ہوکر کہنے لگا کہ یا رسول اللہ مین مومن اور مسلمان ہوکے دربار پرانوار مین حاضر ہوا ہون مگر کسی کو میرے اسلام لانے کی مطلق ہی خبر نہین ہے۔ مین چاہتا ہون کہ لشکر کفار مین تفرقہ ڈالون اس امر مین جیسا ارشاد ہوگا ویسا کرونگا آپ نے جواب دیا کہ اگر تیرا یہ مطلب ہے تو تجھے اختیار ہے جو چاہے سو کر۔

خلاصہ یہ ہے کہ پہلے تو نعیم بنی قریظہ کے پاس گیا اور اون سے کہا کہ یارو مجھے تمہارے ساتھہ دلی محبت ہے اس لئے تمکو ایک بات سمجھانے آیا ہون۔ تمہاری بڑی غلطی ہے کہ قریش اور غطفان کی اشتعالک سے تم محمد کے دشمن بنگئے۔ اگر ان لوگون کو شکست ہوگئی تو یہ لوگ اپنے اپنے گھرون کو لمبے ہونگے اور تم تنہا مسلمانون کے ہاتھہ مین پھنسے جاؤگے۔ اور مسلمانون سے جب عہدہ برآ نہو سکوگے تو جلاوطن کئے جاؤگے۔ پھر کیسی مصیبت پڑیگی اسے تم ہی سمجھہ سکتے ہو مجھے تو تمہاری اوندھی عقل پر نہایت رنج ہوتا ہے۔ بنو قریظہ نے پہلے تو نعیم کی دلسوزی اور ہمدردی کا شکریہ ادا کیا اور کہنے لگے کہ حق دوستی کا مقتضا یہی ہے جو ہم نے تجھے دیکھا مگر اے محب صادق اب کیا کرین خود کردہ را علاجے نیست جو ہونا تھا سو ہو چکا۔ تو ہی کوئی تدبیر بتا۔ نعیم بولا کہ سب سے عمدہ تدبیر یہ ہے کہ چند عمایدِ قریش و غطفان کے اپنے پاس بطور ضمانت کے گروی رکھلو۔ اگر یہ دونون قومین تمہاری درخواست نہ مانین تو تم اونکا ساتھہ چھوڑدو۔ اس مین تمہارا یہ فائدہ ہے کہ اگر قریش و غطفان بھاگ گئے اور مسلمانون نے تم سے خصومت کی تو یہ دونون جرگے اپنے عمایدکی خاطر سے تمہاری مدد کرینگے اور تم اکیلے نہ رہوگے بنو قریظہ کو یہ بات بہت پسند آئی۔ نعیم کے نہایت مشکور ہوے اور مصمم قصد کرلیا کہ ضرور ایسا ہی کرینگے۔

پھر نعیم وہان سے رخصت ہوکے قریش مین آیا اور ابوسفیان سے ملا اور کہا کہ یارو مجھے تم سے بڑی محبت ہے ۔ مین نے یہود بنی قریظہ کی ایک بات آج سنی ہے اوس سے براہ خیرخواہی تمکو آگاہ کرنے آیا ہون ۔ مگر یہ بھید کی بات ہے کسی سے اسکا ذکر نہ کرنا ۔ یہود بنی قریظہ نے واقع مین تمہاری خاطر سے محمد سے بگاڑ کرلیا مگر اب وہ اپنے کئے سے پشیمان ہین اور تم سے برگشتہ ہونا چاہتے ہین ۔ اونہون نے محمد سے یہ کہلا بھیجا ہے کہ ہم قریش سے ملکر نہایت نادم و خجل ہوے اوسکا بدل ہم یہ کردینگے کہ قریش و غطفان کے اچھے اچھے لوگ ضمانت کے بہانہ سے اپنے پاس بلا لیتے ہین جب وہ ہمارے پاس آجائینگے تو ہم تمہارے سپرد کردینگے تم اونکا جو چاہنا سو کرنا ۔ اسلئے مسلمان بھی اب اون سے راضی ہوگئے اور بنو قریظہ سے اور اون سے صلح ہوگئی ہے ۔ اور وہ اہل اسلام کے مددگار ہوکر تم سے لڑنے کو تیار ہین ۔ یہ سب معاملہ اور پیغام سلام میرے سامنے ہوا ہے اس لئے مین پیٹ پکڑے ہوے تمہارے پاس آیا ہون ۔ تم اپنی فکر کرو ۔ سمجھلو کہ کوئی دم مین تم پر بلا نازل ہونیکو ہے ۔ نعیم کی یہ باتین سنکر کفار قریش کے ہاتھون کے طوطے اوڑ گئے ۔ نعیم نے وہان سے اوٹھکے غطفانیون کو بھی اسی طرح گڑبڑا ڈالا ۔ اونکی بھی سٹی گم ہوگئی ۔ یہ جمعہ کا دن اور شوال کا مہینہ تھا ۔

ابتو ابوسفیان نے عکرمہ بن ابوجہل کو بلاکر قریش و غطفان کے سرآوردہ لوگون کی مجلس منعقد کی اور نعیم کا بیان سبکو سنا کے دریافت کیا کہ بھائیو اب تمہاری کیا صلاح ہے ۔ سب کے مشورہ سے بنو قریظہ کے پاس یہ پیغام بھیجا گیا کہ ہمکو یہان پڑے پڑے ایک عرصہ گذر گیا اور کوئی مطلب برآری نہ ہوئی ہمارے بہت سے مویشی مرگئے اور جو باقی ہین وہ جان بلب ہین اب مرجائینگے ۔ ہم سب مین یہ ٹھیری ہے کہ آج راتون رات تیاریان کرلین اور کل صبح ہوتے ہی سب متفق ہوکر چڑہائی کرین شاید کچھ بن پڑے ورنہ یونہی پڑے پڑے تو اس جاڑے پالے مین برباد ہوجائینگے اس لئے آج رات کو تم بھی ہم سے آن ملو تاکہ کل سنیچر کو حملہ کردیا جاے ۔ بنو قریظہ نے اس پیام کا یہ جوابدیا کہ ہم

یہود ہین۔ سنیچر کو کوئی کام نہین کرتے۔ اپنے مذہب کا خلاف ہمسے کیون ہونے لگا تہا۔ علاوہ برین اگر کوئی اور دن بہی ہوگا تو ہم اوسوقت تک تم لوگون کے ساتھہ ہوکر نہ لڑینگے جب تک کہ تم لوگ اپنے چند رئیس بطریق رہن ہمارے پاس نہ بہیجدوگے۔ اس سے ہمارا اطمینان رہیگا کہ اگر تمہاری شکست بہی ہوئی تو تم ہمین اکیلا نچہوڑو گے اور اپنے لوگون کی خاطر سے ہماری مدد اور نگرانی کروگے۔

جب ایلچیون نے بنی قریظہ کا جواب قریش اور غطفان سے آکر کہا تو سب متفق اللفظ ہوکر پکار اوٹہے کہ نعیم سچ کہتا تہا اونکے دل مین دغا ہے ہم تو اپنے آدمی اونکے سپرد نکرینگے اس لئے جواب صاف بنی قریظہ کو بہیجدیا کہ ہم ایک آدمی بہی تمہین ندینگے تمہارے جی مین آئے تو ہماری مدد کرو نہ آئے تو اپنے گہر بیٹہے رہو۔

اودہر بنی قریظہ نے جب یہ صاف جواب سنا تو وہ بہی نعیم کی باتون کو پتھر کی لکیر سمجھ گئے اور قصد کرلیا کہ ہم ان بے ایمان دغابازون کی طرف سے ہرگز نہ لڑینگے۔ یہ ہمکو پہنسا کے اپنے گہر دن کو چمپت ہوا چاہتے ہین۔

الغرض نعیم کی خوش تدبیری اور حکمت عملی سے یہود بنی قریظہ اور احزاب قریش وغطفان مین وہ پہوٹ پڑی کہ آیندہ موافقت کی کوئی صورت ہی ظہور مین نہ آئی اور مسلمانون کو کچھہ بہی نہ کرنا پڑا وہی مثل ہوگئی کہ مردے از غیب برون آید و کارے بکند۔

خدا کے بہی عجب کارخانے ہین۔ صدقے جائیے اوسکے جناب کے کہ ادہر تو بنو قریظہ الگ ہوے اور ادہر جو کفار کی جماعتین باقی رہین اون مین باہم وہ نفاق پڑا کہ کسی کا دل کسی سے ملا نہ رہا سب ایک دوسرے سے اُرد کے آٹے کی طرح اینٹھہ گئے۔ افواج دشمنان مین ہل چل پڑی۔ یہانتک کہ باہم جانی دشمنی پیدا ہوگئی۔ مسلمانون کو نہ تحریک کرنی پڑی نہ کچھہ تردد ہوا۔ بنانے والے نے سب کام خود بنا دئے۔ روایات صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم نے

مسجد فتح مین تین دن برابر بیٹھکے دعا کی تھی - تیسرے دن دعا قبول ہوئی اور آثار خوشی چہرۂ انور پر نمودار ہوے - یکایک ایسی آندہی آئی کہ لشکر کفار مین تہلکہ پڑگیا - چولہون پر چڑہی ہوئی ہانڈیان تک اولٹ گئین - لشکر کے سب کارخانے اور سامان درہم برہم ہوگئے - خیمون کی طنابین ٹوٹین - میخین اوکھڑ گئین اور کفار کے دل مین وہ خوف سمایا کہ سواے بھاگنے کے اور کچھ نہ سوجھی - جسکی خبر اللہ تعالی نے اپنی کتاب پاک مین یون دی ہے -

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَآءَتْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا وَکَانَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا (پارہ - ۲۱ - سورہ احزاب رکوع - ۱)

حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جس رات کو کفار احزاب نے بھاگنے کا ارادہ کیا بڑی شدت کا جاڑا پڑ رہا تھا ہوا ایسی سرد اور تیز تھی کہ تیر کی طرح چھاتی پر لگتی تھی اور پیٹھ سے نکلجاتی تھی - چارون طرف سے بادلون کے پہاڑ بلاے ناگہانی کی طرح جھکے چلے آتے تھے - اندہیری کا یہ عالم تھا کہ ہاتھ سے ہاتھ نہین سوجھتا تھا زمین سے آسمان تک ایک کوٹھری کاجل سے لبالب بھری ہوئی معلوم دیتی تھی - جاڑے کے مارے لوگون کے دانت ایسے بج رہے تھے کہ ایک چکّی سی چلتی ہوئی سنائی دیتی تھی - ہاتھ پانوٴن برف کی قلفی بنکے ایسے بیکار ہوگئے تھے کہ طاقت نشست و برخاست باقی نہ تھی - بجلی کی چمک رعد کی کڑک سے دل دہلے جاتے تھے اور اوسپر دہوان دہار چھاجون پانی اونڈلنا ثابت کر رہا تھا کہ فرداے قیامت آج ہی ہے - آنحضرت نے اسی حالت مین نماز پڑہی اور اصحاب کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ اسوقت جو کوئی لشکر کفار مین جاکر اونکی حالت کی خبر لا دیگا اوسکے لئے مین دعا کرونگا کہ قیامت کے دن اللہ تعالی اوسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مصاحب بناے کسی کی ہمت نہ بندہی جو یہ کہے کہ مین حاضر ہون - اور سچ بھی تو ہے کہ کہتا کون - جاڑے کے مارے سب بیدست و پا ہو رہے تھے - مینہ کی کثرت سے زمین پانوٴن کے تلے سے نکلی جاتی تھی - پھر اوسپر

بہوک اور فاقہ اور مستزاد تہا۔ آپ نے فرمایا کہ مین اپنی رفاقت اور مصاحبت کے لیئے دعا کرونگا
کہ اللہ پاک اوسے قیامت کے دن میری مصاحبت مین رکھے۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہین گو مین
اوسوقت جاڑے سے بید کی طرح تھرتھرا رہا تہا اور تین دن کے فاقہ سے طاقت طاق تھی مگر
نہ رہا گیا اور فوراً کہڑے ہوکے التماس کی وو لبیک یا رسول اللہ، اگرچہ مجھہ مین جاڑے اور بہوکھہ
سے قدم رکھنے کی طاقت نہین مگر دل یہی کہتا ہے کہ قدم عشق پیشتر بہتر۔ حضرت نے مجھے اپنے
پاس بلایا اور اپنا دست مبارک میرے سر اور منہ اور سارے جسم پر پہیر دیا اور فرمایا کہ جا سید ہا لشکر
کفار مین پہونچ اور دیکھہ آکہ وہ کیا کرتے ہین۔ مگر خبردار وہان پہونچ کے صرف آنکھون سے کام لیجیو۔
ہاتھہ کسی پر نہ اوٹہانا۔ حضور کے ہاتھہ پہیرنے کا یہ اثر ہوا کہ میری بہوک اور جاڑے کی تکلیف جاتی
رہی اور ہمت سی بندہ گئی۔ جانے پر مستعد ہی تو ہو گیا مگر مسکرا کر صرف اتنا کہا کہ حضور اس آفت مین
اکیلا جاتا ہون اگر کسی نے مجھے وہان مار ڈالا۔ ارشاد ہوا کہ اس خیال خام کو دل سے دور کر۔ تو
صحیح وسلامت یہان آجائیگا۔ تیرا بال بہی بیکا نہین ہونیکا۔ یہ فرما کر آپ نے دعا مانگی وو اَللّٰھُمَّ
اِحفَظْ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ وَعَنْ یَمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ وَمِنْ فَوْقِہٖ وَمِنْ تَحْتِہٖ یون تو مین
پہلے ہی چاق ہو گیا تہا اس دعا نے تو بالکل ہرن کر دیا اور بہوک پیاس جاڑا اور خوف کا دل مین
نشان نہ تہا۔ بڑی چستی چالاکی اور ہمت و دلیری سے ہتیار بدن پر لگا اوسی کالی اندہیاری رات مین ہی
تن تنہا خندق کود اوس پار لشکر اعدا مین جا داخل ہوا۔ وہان پہونچ کے مزاج مین ایسی گرمی آئی کہ
یہ معلوم ہوتا تہا کہ مین حمام مین ہون۔ حالانکہ لوگ اوسوقت اپنے خیمون اور گہرون مین بیٹہے ٹہٹہرے
جاتے تہے۔ باہر نکلنے کے خوف سے لرزہ چڑہتا تہا۔ شال دوشالون اور لحافون سے جاڑا نہ جاتا تہا۔
مگر مین بے لباس و پوشاک جنگل بیابان مین گرما گرم تہا۔ سچ ہے توجہ ہمدردی کا اثر ہی ہوتا ہے۔
لشکر کفار مین عجب دہوم دیکھی۔ آندہی کے غضب و غصہ سے خیمے کہین اور خود کہین تہے۔ گھوڑے

ونٹوا گاڑی پچہاڑی چہوڑا چہوڑا کے چارون طرف بہاگے پہرتے تہے اور اوس اندہیرے مین لوگ اونکی ٹاپون کے تلے کچل رہے تہے - اونکے لشکر پر تو مین نے پتھر برسنے کی آواز اپنے کانون سے سنی - مگر خدا کے فضل سے مین اونکی ضربون سے محفوظ رہا - ہر سمت تیراہ - تیراہ اور الامان کے نعرے بلند تہے اور لوگ بلبلائے جاتے تھے - یہی تلاطم دیکہتا ہوا مین آگے بڑہا - ابو سفیان آگ کے سامنے تاپتا نظر آیا - مین نے اپنی کمان مین تیر لگایا ہی تہا اور چاہتا تہا کہ چہوڑون مگر آنحضرت کا ارشاد یاد آگیا اس لئے باز رہا - پہر ہمت باندہکے وہین ایک آدمی کے پاس جا بیٹھا - میرا بیٹھنا تہا کہ ابو سفیان پکارا کہ اے لشکر کے لوگو اپنے اپنے جلیس سے خبردار رہنا یہ اندہیری ہے کہین کوئی غیر آکے اپنا کام نکرجاے - یہ سنکر مین نے ہی پیشقدمی کی اور جہٹ اپنے پاس والے کا ہاتہ پکڑ لیا کہ بتا تو کون ہے اوس نے ڈر کے مارے اپنا نام بتادیا کہ مین فلان ابن فلان ہون - اوسکے نام سے مین سمجہ گیا کہ قبیلہ ہوازن کا آدمی ہے اتنے مین ابو سفیان نے پھر آواز دی کہ اے لشکر والو جلدی جلدی کوچ کی تیاری کرو اب یہان ٹہرنا صلاح کی بات نہین - ہمارے چارپاے سب ہلاک و تباہ ہوگئے - اسلحہ بیکار اور ناچیز بن گئے - یہود نے ہم سے دغا کی - اب کوئی کام بنتا نظر نہین آتا - پہر یہ جاڑا اور آندہی مینہ معلوم کیا کیا آفتین ہم پر ڈہائیگا - مین تو سوار ہوکے آگے جاتا ہون تم ہی جلدی جلدی تیار ہوکر مجہ سے آملو - لشکر کو تو تیاری کا حکم دیا اور خود ابو سفیان اپنی سواری کے اونٹ کے پاس پہونچا - ہڑبڑاہٹ اور مصیبت کا برا ہو اتنی ہی سدہ بدہ نہ رہی کہ جانور کی پچہاڑی کہول لون - یون ہی زانو بند سے پر چڑہ بیٹہا اور ہانک دیا - اونٹ نے چلنے کا قصد کیا تو اوٹھتے اوٹھتے گرا - ابو سفیان اوندہے منہ زمین پر نظر آیا مگر جان کا خوف برا ہوتا ہے جلدی سے جہاڑ جہوڑ جانور کا پانون کہولا اور پہر سوار ہوکے چلتا بنا - پیچہے سے قریش نے ہی مال و اسباب لاد بہاندکے کوچ کردیا - حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین کہ مین نے ہی تمام لشکر کی

بھاگ گیا اور مضطرب الحالی کا تماشا دیکھکے مراجعت کی۔ راہ مین مجھے بیس۲۰ سوار سفید پوش ملے اور مجھسے کہنے لگے کہ اے حذیفہ جلدی سے اپنے سردار والا تبار وذی اقتدار سے جا کے عرض کرو مبارک خداوند کریم نے تمھارے دشمنون کا منہ کالا کیا" مجھے تعجب ہوا کہ اس اندھیرے غیب مین انھون نے مجھے کیسے پہچانا کوئی کسی کی شکل اسوقت نہین شناخت کرسکتا۔ دوسرے مین کوئی مشہور آدمی نہین ہون یہ نام میرا کیسے جان گئے۔ اسی حیرت مین اودھیڑ بن کرتا ہوا حضور نبوی مین حاضر ہوا۔ آپ نماز مین مصروف تھے۔ جب نماز سے فرصت پائی تو مین نے جو کچھ دیکھا تھا من وعن کہہ سنایا۔ آپ مسکرائے۔ یہان تک تو مین خوب ہی گرم آیا تھا اب سردی معلوم ہونے لگی۔ آپ نے اپنے قریب مجھے لٹا کے رداے مبارک کا ایک کونا میرے اوپر ڈالدیا اور اپنا پاے مقدس میرے سینہ پر رکھا پانون نے کچھ ایسا آرام دیا کہ صبح تک مین بڑے آرام سے سویا۔ نماز فجر کے وقت خود حضور نے یہ کہکر مجھے جگایا کہ "قم یا نومان" یعنی اے گھوڑے بیچکر سونے والے ابتو اوٹھہ بیٹھہ۔ مین اوٹھہ بیٹھا۔

الغرض جب لشکر احزاب بھاگ گیا تو آنحضرت فرمانے لگے کہ اس جنگ مین ان لوگون کی کمرین ایسی ٹوٹی ہین کہ اب کبھی مدینہ پر چڑھائی کرنیکی ہمت نہوگی۔ اب کی دفعہ مسلمان ہی مکہ پر فوج کشی کرینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

کہتے ہین کہ جس پتھر کو حضرت رسول خدا نے تین ضربون مین ریزہ ریزہ کردیا تھا اور اوس مین سے جو آگ پیدا ہوئی تھی اوس سے مداین یعنی دار السلطنت فارس اور شام دیمن کی عمارتین آپکو نظر آئین جس کا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔ اون عمارتون کے پتے بھی حضور نے بتائے تھے حالانکہ آپ نے اون مقامات کو کبھی دیکھا بھی نہ تھا۔ اون پتون کی تصدیق حضرت سلمان فارسی وغیرہ اصحاب نے اوسی وقت کی اور کہا کہ یہ ایسے نشانات ہین جیسے کہ خوب سیر کرنے والے بیان کرتے۔ ہمنے اپنی آنکھون

سے یہ عمارتین دیکھی ہین۔

جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہین کہ غزوہ خندق کے دن مین نے دیکھا کہ تین پتھر حضور کے شکم مبارک سے بندہے ہین اور تین دن سے آپ نے کچھ تناول نہین فرمایا ہے۔ مجھے بڑا ملال ہوا مین بہاگا ہوا اپنے گھر پہونچا۔ ایک بکری کا بچہ میرے گھر تہا اوسے ذبح کیا اور ایک صاع یعنی پونے چار سیر جَو تہے اونہین پسوایا اور اپنی گھر والی سے کہا کہ بہوک کی شدت سے حضور نبوی کے شکم مبارک پر تین پتھر بندہے ہین تم انہین جلدی سے پکاؤ مین حضور کو بلا لاتا ہون۔ یہ سنکر میری بیوی کے بہی آنسو نکل پڑے اور وہ نیک بخت ہمہ تن پکانے مین مصروف ہوگئی مین نے خدمت بابرکت مصطفوی مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور آج میرے غریب خانہ پر چلکر کہانا تناول فرمایئے۔ آپ نے استفسار کیا کہ کہانا کتنا ہے۔ مین نے حقیقت حال عرض کردی۔ آپ نے فرمایا کچھ پرواہ نہین۔ تم سب صحابہ کی ضیافت کرو خدا برکت دیگا۔ آپ نے میرے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمایا اور لعاب دہن اپنا آٹے مین ملا دیا پہر دس دس آدمیون کو ایک جا بٹہا کر ساتہ کہلانا شروع کر دیا۔ جب سارا لشکر سیر ہوچکا تو آپ نے خود اوش فرمایا۔ ہم جو دیکہتے ہین تو کہانا جون کا تون باقی تہا جسے مین نے اور سب گہر والون نے کہایا پہر بہی بچ رہا تو سارے محلہ مین تقسیم کر دیا۔ سچ ہے۔

محمد سرِّ وحدت ہے کوئی رمز اوسکی کیا جانے	شریعت مین تو بندہ ہے حقیقت مین خدا جانے

بنت بشیر بن سعد فرماتی ہین کہ ایک دن میری والدہ بنت رواحہ نے مجھکو لپ بہر خرما دئے اور کہا کہ تو جا کر انکو اپنے والد اور ماموں کو دے آتا کہ ناشتہ ہی کرین۔ مین اونکے پاس جا رہی تہی کہ راستہ مین آنحضرتؐ مجھے ملے اور پوچہا کہ تیرے پاس کیا ہے۔ مین نے بتا دیا کہ تہوڑے سے خرما اپنے باپ اور ماموں کے ناشتہ کے واسطے لئے جاتی ہون۔ حکم ہوا کہ لا ہمین دے مین نے تعمیل ارشاد کی۔ آپ نے اپنے ہاتہ مین لیکر فرمایا کہ دامن پہیلا۔ مین نے پہیلا دیا۔ آپ نے

وہ سب میرے دامن مین لپیٹ دئے اور ایک شخص سے فرمایا کہ جاؤ۔ سب اہل خندق کو بلاؤ
جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے اونہین چھوہارون سے سب کو پیٹ بھر کے کھلا دیا۔ پھر بھی اتنے
بچ رہے کہ اوس کپڑے مین سماتے نہ تھے گرتے تھے اور لوگ اوٹھا اوٹھا کے کھاتے تھے۔

روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھوین ذیقعدہ دوشنبہ کے دن تین ہزار
آدمیون کی جمعیت سے باہر نکلے تھے۔ بیس یا چوبیس[24] دن مسلمانون کو قریش نے اپنے محاصرے
مین رکھا اور ایک دن ابوسفیان چند سوار اپنے ساتھ لیکر خندق مین کود پڑا تھا مگر مسلمانون نے
بھگا دیا۔ اس غزوہ مین مہاجرین کا شعار خلیل اللہ تھا۔

کتب مستند مین ہے کہ حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحت اس مین دیکھی کہ مدینہ
کا تہائی میوہ دیکر غطفان اور فزارہ سے صلح کر لیجائے تاکہ وہ قریش کا ساتھ چھوڑ کر چلے جائین۔
اس لئے آپ نے فزارہ کے سردار عینیہ بن حصین اور غطفان کے پیشوا حارث بن عوف کے پاس
پیغام بھیجا کہ تم مدینہ کا تہائی میوہ لو اور اپنے اپنے گھرون کو واپس ہو جاؤ۔ پہلے اونہون نے
نصف میوے کی درخواست کی مگر آپ کو منظور نہوا تو پھر وہ تہائی میوے ہی پر راضی ہو گئے۔ ایک
روایت مین ہے کہ وہ خود ہی تھوڑے تھوڑے آدمیون کے ساتھ حضور مین حاضر ہوے تھے
اور مصالحت کی بحث کر کے تہائی میوے پر تصفیہ کر گئے تھے۔ آپ نے حضرت عثمان بن عفان
رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے صلحنامہ تحریر کرایا اور چاہا کہ چند اور صحابہ کی گواہیان بھی اوس پر کرا دی جائین
اتنے مین اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ آئے۔ اور عینیہ بن حصین کو محفل مبارک مین پیر پھیلائے
بیٹھا ہوا دیکھا تو طیش آگیا اور بولے کہ اے عین الہجرس یعنی لومڑی کے بچہ کی سی آنکھون والے تجھے
بھی یہ حوصلہ پیدا ہو گیا کہ دربار نبوی مین گستاخی کے ساتھ بیٹھے۔ واللہ اگر مجھکو محفل رسول اللہ کی
حرمت کا لحاظ نہوتا تو تجھے مار ڈالتا۔ پھر آنحضرت کی طرف دست بستہ مخاطب ہو کر عرض کی کہ

اے خدا کے حبیب اگر خدا کا حکم اور آپ کی مرضی یون ہی ہو تو ہمین صلحنامہ پر دستخط کرنے مین کوئی عذر نہین لیکن ہمارا دل تو نہین چاہتا اسمین اسلام کی بڑی ہتک ہوگی اور لوگ کہینگے کہ دبکے صلح کرلی اب تو ہمارا اور اونکا فیصلہ تلوار کے ہاتھہ ہے - آپ نے حضرت اسید کی باتون کا کچھہ جواب ندیا اور حضرت سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالے عنہما کو مشورہ کے لئے طلب فرمایا وہ بھی ابن حضیر کے طرفدار ہو کے فرمانے لگے کہ ایام جہالت مین تو ہمنے ایک چھلکا اور آدہی گٹھلی کسی کو دی ہی نہین اب کیسے دینگے - پہر سعد ابن معاذ نے صلحنامہ حضرت عثمان سے لیکر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اوسوقت آنحضرت نے فرمایا "مین نے دیکھا تھا کہ سب قبائل عرب ملکر تم پر ایک کمان سے تیر پھینکتے ہین اس لئے مجھکو مصلحت اسی مین معلوم ہوئی تہی تاکہ اونکی جماعت مین تفرقہ پڑ جاوے - چونکہ تم کو منظور نہین اسلئے مجھے بھی اسمین انکار نہین ہوسکتا" مصرعہ صلاح ماہمہ آنست کان صلاح شماست -

پس عینیہ اور حارث دونون مایوس ہوکر چلے گئے -

روضتہ الاحباب مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے غزوۂ خندق مین لشکر احزاب پر یہ بددعا کی -

اللھم منزل الکتاب سریع الحساب اھزم الاحزاب اللھم اھزمھم و زلزلھم وانصرنا علیھم

ترجمہ - بارخدایا کتاب کے نازل فرمانیوالے جلدی سے حساب کے لینے والے احزاب کو بھگا ای خدای عزوجل اونکو بھگا اور زلزلہ بھیج اونپر اور اونکے مقابلہ مین ہماری مدد کر - چنانچہ پیر منگل اور بدھ کو پے درپے آپ نے بددعا کی اور بدھ کو ظہر و عصر کے درمیان آپکی درخواست قبول ہوگئی - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مین نے وہ وقت وساعت اور دن یاد رکھا بعد ازان جب کبھی مجھکو کوئی واقعہ صعب پیش آتا مین بدھ کے دن اوسی وقت درگاہ الہی مین دعا کرتا فوراً مستجاب ہوتی - بعض مشائخ طریقت نے بھی یون ہی ارشاد فرمایا ہے کہ بدھ کے دن ظہر و عصر کے درمیان کا وقت محل اجابت

دعا ہے۔ شاید یہ بات اونہون نے یہین سے لی ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ نے
حضرت نبوی صلعم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کوئی دعا ایسی بہی ہے جسے سخت بلا مین گرفتار
ہونے کے وقت ہم مانگین اور وہ فوراً مستجاب ہوجایا کرے۔ حضور نے فرمایا کہ "اللہم استر عوراتنا
وامن روعاتنا" پڑہا کرو۔ اور ایک روایت مین ہے کہ آنحضرت نے یہ دعا کی تہی یا صریخ المکروبین
ویا مجیب المضطرین اکشف ھمی وغمی وکربتی ترے ما نزل بی وباصحابی یعنی اے غمگینون
کے فریادرس اور اے مضطرون کی دعا کے قبول کرنیوالے دور کر گبہراہٹ میری اور غم میرا اور تکلیف
میری تو نے دیکہا کہ مجہپر اور میرے اصحاب پر کیا بیت رہی ہے۔ اوسیوقت باد صبا یعنی پُروا ہوا کو حکم
ہوا۔ اوس نے آکر دشمنون کے لشکر کو تہ وبالا کردیا۔ اور فرشتون نے خیمہ اوکہاڑ پہینکے۔ اللہ جل شانہ
اپنی کتاب مستطاب مین اس احسان کو یون جتاتا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ
إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ○
ترجمہ۔ اے مسلمانو۔ خدا کی نعمت کو جو اوس نے تمپر اوسوقت بہیجی یاد کرو جب کہ تمپر لشکر کے لشکر آن
گرے تہے پہر ہمنے اونپر ہوا کو اور ایک لشکر کو بہیجا جسے تم ندیکہتے تہے اور جو کچہہ تم کرتے ہو اللہ اوسے
دیکہتا ہے۔ اور اوسی مقدس کتاب مین دوسری جگہہ یون ارشاد ہوا ہے۔ وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا
بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا ۚ وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ○ ترجمہ۔ منہ پہیر دئے اللہ نے
کافرونکے اونکی غصہ کیساتہہ اور اونہون نے کچہہ منفعت نہ پائی اور اوس جدال و قتال مین اللہ مسلمانون
کے لئے کافی ہوگیا اور خدا زبردست وغالب ہے۔

مدارج النبوۃ مین ہے کہ بعد اس غزوہ کے ابوسفیان نے ایک دن اپنی قوم مین بیٹہکر کہا کہ۔
ہے تم مین کوئی ایسا جو ہمارا بدلا محمد سے جاکے لے آوے اب تو وہ بازارون مین پہرا کرتا ہے اور
تبلیغ رسالت مین ایسا محو ہوگیا ہے کہ دشمن و دوست مین فرق نہین کرتا اس حالت مین اوسکا مارڈالنا

کوئی بڑی بات نہین - یہ سنکر ایک اعرابی اوٹھا اور کہنے لگا کہ اگر تو میری ہمت بند ہاے تو مین جاکر
ایک لمحہ مین اوسکا کام تمام کردون - میرے پاس ایک بڑا تیز خنجر ہے - ابوسفیان نے اوسکو ایک
اونٹ سواری کے لیئے اور خرچ راستہ مین کہانے پینے کے واسطے دیا اور کہا کہ اس بہید کو اور کسی
سے نہ بیان کرنا - اعرابی مکہ سے روانہ ہوکے مدینہ پہونچا - اوسوقت جناب رسول اللہ کسی قبیلہ
کی مسجد مین بیٹھے ہوے وعظ فرما رہے تھے - اعرابی نے مسجد مین داخل ہوتی ہی پوچھا "این ابن
عبدالمطلب" یعنی عبدالمطلب کا بیٹا کہان ہے - آپ نے خود جواب دیا کہ "انا ابن عبدالمطلب"
مین عبدالمطلب کا بیٹا ہون - اعرابی کانپنے لگا - ڈر کے مارے خنجر ہاتھہ سے گر پڑا - مبہوت ہوکے
کھڑا کا کھڑا رہگیا اور منہ سے کچھہ نبولا - آپ نے حاضرین کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ مجھے قتل کرنے
آیا تھا تم چاہو تو اس سے پوچھلو - اتنا سنتے ہی لوگ اوس کے پیچھے پڑ گئے اور کہا کہ اگر تجھے اپنی
جان بخشی منظور ہے تو سچ بتادے ہم تجھے چھوڑ دینگے ورنہ کسی طور سے بچ نہین سکتا - اعرابی بیساختہ
بول اوٹھا - کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا ست - اور پہلے کلمہ شہادت پڑھا "اشہد ان لاالہ الا اللہ
واشہد انک رسول اللہ" پہر عرض کی کہ حضور آیا تو اسی ارادہ سے تھا مگر آپ کو دیکھتے ہی ہوش وحواس
باختہ ہوگئے اب میرا قصور معاف ہو مین صدق دل سے ایمان لایا - مین نے مدینہ مین کسی سے
اپنا مطلب ظاہر نہین کیا اور مکہ سے میری روانگی سے قبل کوئی روانہ ہو نہین سکتا تہا کیونکہ ابوسفیان
کی باتین سنتے ہی مین سر پر پیر رکھے چلا آتا ہون اگر آپ سچے نبی خدا کے نہوتے تو آپ کو میرا ارادہ
ہرگز نہین معلوم ہوسکتا تہا - اعرابی یہ باتین کر رہا تہا اور ہمارے حضرت مُسکراتے جاتے تھے -

واضح ہو کہ ایک بار اس غزوہ مین جناب رسول خدا علیہ التحیتہ والثنا کی نماز عصر قضا ہوگئی آپ نے
فرمایا "مَلَأَ اللهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُونَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ
ترجمہ - خداے تعالے کفار کے گہرون اور قبرون کو آگ سے بہر دے کیونکہ اونہون نے

ہمکو صلواۃ وسطےٰ اسے کہ نماز عصر ہے باز رکہا۔ وسطیٰ کے معنی لغت مین بیچ والی اور افضل کے ہین اور آیۂ شریفہ "حافظوا علی الصلواۃ والصلواۃ الوسطیٰ" کی تفسیر مین مفسرین نے دونون معنی لئے ہین مگر اس بات مین اختلاف ہے کہ صلوٰۃ الوسطیٰ کون سی ہے کسی نے کوئی نماز بتلائی ہے اور کسی نے کوئی یہان تک کہ پانچون وقت کی نماز پر اسکا مصداق ہوگیا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک ترجیح اسی قول کو ہے کہ نماز عصر ہی صلوٰۃ الوسطیٰ ہے کیونکہ ایک طرف اسکے دو دن کی نمازین فجر وظہر ہین اور دوسری طرف دو رات کی مغرب وعشا ہین اس لئے یہ بیچ والی نماز یعنی صلوٰۃ الوسطیٰ ہوگئی۔ ایک حدیث صحیح سے بہی نماز عصر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جس مین یہ ارشاد ہوا ہے "جسکی عصر کی نماز جاتی رہی گویا اوسکے لڑکے بالے اور گھر بار سب چہن گیا"

ایک روایت مین اس لڑائی کا ۲۰ دن تک قایم رہنا بہی بیان کیا گیا ہے۔ جب محاصرہ کو عرصہ گذر گیا تو معتب بن قشیر منافق نے گہبرا کے یہ کہا۔ "کہان محمد یمن وشام وفارس کی حکومت مسلمانون کو عطا فرماتے تہے اور کہان اب ہم دیکہتے ہین کہ مدینہ مین ہی مسلمانون کو چین سے رہنا دشوار ہے"

دولتمآب جناب صبحی پاشا وزیر دولت علیہ عثمانیہ اپنی کتاب حقایق الکلام فی تاریخ الاسلام مین فرماتے ہین کہ اگرچہ کتب سیر مین اس محاربہ کا سنہ پنجم ہجری مین واقع ہونا بیان کیا گیا ہے اور مدینہ کا محاصرہ اس جنگ مین کفار نے تیس دن تک رکہا۔ لیکن علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون نے دلائل قطعیہ سے اسکا ہونا سنہ چہارم ہجری مین غزوہ دومۃ الجندل کے قبل ثابت کیا ہے۔ الامان یہ وہ زمانہ تہا کہ تمام ملک عرب ایک طرف اور مسلمان صرف ایک طرف تہے۔ اون مین بہی بغلی گہوسون یعنی منافقون اور کچہ تہوڑ جیون کا میل۔ اگر یہ کارخانہ خدا کا نہوتا تو کسی طرح اسکا آگے چلنا ممکن نہ تہا۔ ہوش کی نظر ہو تو لوگ دیکہین دل کے اندہے کیا سمجہ سکتے ہین۔

صاحب تفسیر خازن نے محمد بن اسحاق سے روایت کی ہے کہ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب آنحضرت کی پھوپھی صاحبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اور کچھ عورتین ایک حصن مین محفوظ تھین۔ حسان بن ثابت شاعر اونکے ساتھ تھے۔ ناگاہ حضرت صفیہ نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعہ کے گرد گھوم رہا ہے آپنے حسان سے کہا کہ اوترو اور اسے قتل کرو ایسا نہو کہ یہ بچکے چلا جاے اور دوسرون کو ہمارے یہان ہونے کا پتا دیدے۔ مجاہدین تو ادھر اپنے کام مین مشغول اور ہمسے بے خبر ہین اسکے بھائی بند آکے ہمین تباہ کر ڈالینگے۔ حسان بولے کہ مین شاعر ہون مرد جنگ نہین۔ تو حضرت صفیہ نے اپنی رداے مبارک سر سے باندہی۔ ایک عمود ہاتھ مین لیکر قلعہ سے باہر آئین اور ایک ہی ضرب مین اوس یہودی جاسوس کو واصل جہنم کیا اور پھر قلعہ مین واپس آگئین۔

حضرت واقدی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہین کہ کفار قریش نے جماعتین کثیر جمع کین اور اکثر قبائل عرب کے آدمی اجرت پر اپنے ساتھ لئے۔ قبائل غطفان واسد وسلیم جو اونکی رعایا تھے اون مین سے بھی ایک جم غفیر مدد کو مجتمع ہوگیا۔ اور سب ملکر مدینہ پر چڑہائی کرنے چلے۔ جب آنحضرت صلعم کو خبر ہوئی تو آپ نے یہ تجویز کی کہ ایک قبیلہ کے لوگ جو ایک ہی باپ کی اولاد ہون الگ الگ ہو جائین اور ہر گروہ کے لئے زمین کی ایک حد مقرر کردی کہ استنے بیچ مین تم لوگ خندق کھود دو۔ اس لئے حضرت سلمان فارسی کی نسبت نزاع ہوئی تھی جسکا فیصلہ رسول خدا نے یون کردیا کہ سلمان ہماری اہل بیت مین ہین۔

پھر مشرکین نے بڑی سختی کے ساتھ مسلمانون کو کئی دن تک محصور رکھا تو منافقین بے ادبی سے آنحضرت کی شان مبارک مین کلمات ناشائستہ کہنے لگے۔ یہان تک کہ انصار مین سے ایک شخص مغیث بن بشیر نے کہا کہ محمد نے ہم سے وعدہ فتح قصرہاے فارس وشام ویمن کیا تھا

اور اب یہ حال ہے کہ ہمارا ایک آدمی بھی قضاے حاجت کے لئیے باہر نہین نکل سکتا واللہ یہ سب فریب کی باتین ہین - ایک گروہ بھی منافقونکا ایسی باتون مین معتب کا ہمزبان ہوگیا حق سبحانہ تعالی نے یہ آیت اون لوگون کے حق مین نازل کی وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا انصار مین سے بنی حارثہ و بنی سلمہ نے اپنے مقامون کو خالی چھوڑکے چلے جانیکا ارادہ اس عذر سے پیش کیا کہ یا نبی اللہ گھر ہمارے خالی پڑے ہین ہمین لٹ جانیکا اندیشہ ہے - اونکے باب مین خداے تعالے نے فرمایا یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ ؕ وَمَا هِیَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ترجمہ - وہ کہتے ہین کہ ہمارے مکان کھلے چھت پڑے ہین اور حالانکہ وہ کھلے نہین ہین اس بات سے اونکا ارادہ سواے بھاگجانیکے اور کچھ نہین - اسی کا ذکر دوسری جگہہ یون ہے - اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِیُّهُمَا وَعَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ترجمہ - جب دوجماعتون نے تم مین سے قصد کیا کہ بودے ہوجائین اور نامردی کرین حالانکہ خدا اونکا مددگار تھا پس مومنون کو چاہیئے کہ خداہی کا بھروسا کرین -

پھروہی لوگ اس آیت کے نزول کے بعد یون کہنے لگے کہ جب باری تعالے ہمارا والی و مددگار ہے تو ہم بھی اپنے قصد سے بازآتے ہین اور مورچے چھوڑکر نہین جاتے -

حیی ابن اخطب نے جب بنوقریظہ کو جاکر بہکادیا اور اوس عہد کو توڑ واڈالا جو اون مین اور جناب رسول خدا صلعم مین تھا تو بنوقریظہ نے حیی سے کہا کہ تو مشرکین کے پاس جا اور ہمارے لئیے اون سے حلف لے اور ستر سوار اونکے سردارون مین سے ہمارے پاس بھجوادے تاکہ وہ ہمارے حصار مین آکر رہین اور جب مشرکین محمد پر حملہ کرین تو ہم بھی اون سوارون کو آگے کرکے کفار قریش مین آملین پس وہان سے حیی اور ابولبابہ القرظی قریش مکہ کے پاس آے اور اون سے حلف لیا اور یہ ٹھیری کہ ستر سوار اون کے حصار بنی قریظہ مین جاکر رہینگے - دس دن مین بنوقریظہ اپنا ٹھیک ٹھاک کرکے

ہمارے پاس آجائین - اور ایک بازار بھی اونکے لیئے بہیجدیا جائیگا -

اس دس دن کی مہلت مین کفار تین جماعت مین منقسم ہوکر مسلمانون سے خوب ہی جی توڑکر لڑی چنانچہ ابن اعور السلمی جماعت بنی سعد او بنی دانیال کو اپنے ساتھہ لیکر بالاے وادی سے اہل اسلام پر حملہ آور ہوا - اوسکے ہمراہ حارث بن عوف المزنی بہی تہا عتبہ بن حصین جماعت بنی فزارہ اور اسد کو لیکر آیا - اوسدن بنی اسد کا سردار طلحہ بن خویلد القفعسی تہا - ابو سفیان نے اونکے لیئے خندق کے سامنے خیمہ استادہ کیئے تہے - مشرکین اوس روز بالاسے وادی او زیر وادی اور سامنے سے لڑنے آسے تہے اور تا غروب آفتاب لڑتے رہے - چنانچہ آنحضرتؐ کی نماز عصر بہی قضا ہوگئی اسی کا ذکر خداوندکریم نے قرآن پاک مین یون کیا ہے اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ترجمہ - جب مشرکین تمپر بالاے وادی اور زیر وادی سے آسے تھے اور جسوقت تمہاری آنکھین ڈگمگانے لگی تہین اور تمہاری جانین حلق تک پہونچی تہین اور تم خدا کے ساتہہ طرح طرح کے گمان کرتے تہے - نوفل بن عبداللہ بن المغیرہ اسی دن مع اپنے گھوڑے کے خندق مین گرکے مرا - ابو سفیان نے اوسکے لاش کے بدلے مین سو اونٹ آنحضرت کو دینا چاہے تہے -

(۲۸) غزوۂ بنو قریظہ

لشکر احزاب جسدن جنگ خندق سے بہاگا - اور خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مراجعت فرماکے رونق افزاے مدینہ ہوے - اوسی روز یہ غزوہ ہوا - حالات اوسکے یہ ہین کہ آنحضرتؐ نے مدینہ مین آسکے اسلحہ جسد اطہر سے اوتارے اور غسل فرمانے لگے - اتنے مین ایک آدمی کے سلام کی آواز باہر سے آئی آپ جلدی جلدی غسل کرکے باہر تشریف لے گئے - حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہین کہ مین بہی حضور کے پیچھے پیچھے تا بدروازہ چلی گئی اور روزن در سے جہانک کے دیکھا کہ

دحیہ کلبی کے ہمشکل ایک آدمی غبار آلودہ اور گھوڑے پر سوار دروازہ پر کھڑا ہے۔ آنحضرت صلعم نے اپنی ردائے مقدسہ سے اوسکا سر اور منہ گرد سے پاک کیا۔ اوسکے چہرہ سے ایک قسم کی اجنبیت ہویدا تھی۔ وہ حضرت سے کچھ باتین کر کے چلا گیا۔ آپ اندر آئے تو مین نے دریافت کیا کہ حضور یہ اجنبی دحیہ کلبی کی سی صورت کا کون تھا۔ حضرت نے جواب دیا کہ یہ جبریل ہے اسے خدا نے میرے پاس بنو قریظہ کے حالات کی خبر دینے بھیجا تھا۔ وہ لوگ فساد پر آمادہ ہین۔ اور دین اسلام مین رخنہ ڈالنا چاہتے ہین۔ پس جبریل نے خدا کے حکم سے آکے یہ کہا کہ جب تک بنی قریظہ کو اونکے اعمال بد کی سزا نہو لے ہزبران اسلام کمرین نکھولین کیونکہ ملائکہ نے بھی ابتک کمرین نہین کھولی ہین۔ اور مسلمانون کی مدد کیواسطے مستعد و تیار کھڑے ہین۔ جبریل یہ بھی کہگئے ہین کہ مین اونمین جاکر ایک ہڑبڑاہٹ اور تزلزل ڈالتا ہون۔

پس جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات نے بلال رضی اللہ تعالے عنہ کو بلوا کر حکم دیا کہ منادی کردو "اے خدا کے پیارو کمرین نہ کھولنا اور جلدی سے سوار ہوکر بنی قریظہ مین چلو وہین پہونچکے نماز پڑہنا کیونکہ حکم خدا یون ہی ہے"۔ جناب علی رضی اللہ عنہ کو بلا کے علم عطا فرمایا۔ اور اونہین ارشاد کیا کہ تم بہت جلدی سب سے پہلے وہان پہونچو۔ پہر عبداللہ ابن مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کر کے آپ بہی روانہ ہوے۔ شہر کے باہر غازیان اسلام کا شمار کیا گیا تو سب تین ہزار نکلے چھتیس گھوڑے اونکے ہمراہ تھے۔ جب لشکر اسلام ظفر انجام قبیلہ بنی النجار پر پہونچا تو کیا دیکھتے ہین کہ بڑی گرد پڑی ہوئی ہے اور وہ لوگ ایک عجیب انتشار اور اضطراب مین ہین۔ پوچھا گیا کہ کیون۔ تو معلوم ہوا کہ دحیہ ان سے بہی آنکر کہگئے ہین۔ اس لئے یہ بہی سلاح بندی کر کے صف آرائی مین مشغول ہین۔ آنحضرت نے اصحاب رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین سے کہا کہ جبریل ان لوگون مین بہی تہلکہ ڈالنے کو آئے تھے۔

غرضکہ مغرب و عشا کے درمیان بنی قریظہ مین پہونچے۔ لبعض اصحاب نے نماز عصر راستہ مین

پڑہ لی تہی - مگر آنحضرت صلعم نے جو یہ حکم دیا تہا کہ ایسی جلدی چلو کہ نماز وہان پہونچکے پڑہین اس لئے بہت سے لوگون نے اثنائے راہ مین کہین نماز نہ ادا کی اور بنو قریظہ مین جا کے قضا پڑہی - لیکن مطلب آنحضرت کا روانگی مین تعجیل و تاکید و مبالغہ تہا - بعض حضرات ظاہر پر محمول کر بیٹہے - مگر آپ نے دونون فریق پر اس باب مین کچہہ اعتراض نہین کیا "

جناب علی مرتضیٰ نے بنی قریظہ کے زیر حصار جا کر علم اسلام گاڑ دیا تہا - یہود حصار کے اوپر سے مسلمانون کو بہوگ سنا رہے تہے - اور رسول خدا صلعم کو برا بہلا کہہ رہے تہے - امیر المومنین حضرت علی ابو قتادہ انصاری کو زیر علم کہڑا کر کے حضور نبوی مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ متصل حصار تشریف نہ لیجائین - یہود بدلگام گالیان دے رہے ہین - آپ نے ارشاد کیا کہ علی تم اسکا خیال نہ کرو میرے منہ پر وہ کچہہ نہ کہہ سکینگے - آنحضرت حصار کے نیچے گئے اور فرمایا کہ اے نافرمان بردار و دور ہو خدائے تعالےٰ نے اپنی رحمت سے تمکو الگ کر دیا ہے - بنی قریظہ آپکو دیکہکر اور تو کچہہ زبان سے نہ نکال سکے صرف اتنا بولے کہ اے ابو القاسم تم تو پہلے کبہی درشت گو اور سخت کلام نہ تہے آج تمہین کیا ہو گیا کہ ہم سے " دور ہو " کا کلمہ کہا - سبحان اللہ ہمارے حضور کی ذات عالی درجات بیشک رحمۃ للعالمین تہی - دیکہو باوجودیکہ وہ آپ کو گالیان دے رہے تہے اور اونکی بدزبانی اور درشت کلامی کے آگے آپکا صرف یہ لفظ کہ " دور ہو " کچہہ حقیقت نہین رکہتا تہا مگر آپ نے اپنی زبان مقدس کو اونہین کے سے بدکلامون سے ملوث نہین کیا اور اس " دور ہو " کہنے کا بہی آپکو اتنا رنج ہوا کہ نیزہ حضور کے ہاتہہ سے اور ردا دوش مبارک سے گر پڑی اور پہر کچہہ منہ سے نہ نکلا سبحان اللہ کس درجہ کا اخلاق اور حد سے زیادہ حیا تہی - یہ صورت دیکہکے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے کو بڑہے اور یہود سے کہا کہ اے دشمنان خدا تمنے خدا اور رسول سے سرکشی کی اور پہر گالیون پر آن رہے ہے تمہارا حال لومڑی کے بچون کا سا ہے جو آدمیون کے ڈر کے مارے بہٹون مین گہس جاتے ہین -

غرضکہ بنی قریظہ پر کسی کے سمجھانے بوجھانے کا اثر نہوا اور بدستور بغاوت پر قائم رہے مسلمان زیر حصار پڑے تھے اور وہ اوپر سے پتھرون اور تیرون کی بھرمار اون پر کر رہے تھے پچیس دن تک یہی حالت رہی۔ غازیان اسلام سے بھی جہانتک ہوسکتا تھا تاک تاک کے نشانہ لگاتے تھے۔

آخر پچیسوین دن خدا نے اونکے دل مین خوف ڈالا اور تیر اور پتھر پھینکنے سے باز رہے۔ بناس ابن قیس اونکی طرف سے ایلچی مقرر ہوکے دربار نبوی مین حاضر ہوا۔ اور یہ عرضی حضور مین گذرانی کہ ہم حصار سے باہر آنا چاہتے ہین ہمین اجازت ہو کہ اپنے بال بچون کو لیکر جدہر ہمارا دل چاہے چلے جائین مگر اسلحہ و مویشیون مین سے کچھ بھی اپنے ساتھ نہ لیجائینگے۔ ہمین صرف صحیح سلامت یہان سے نکلجانے دو۔ تم نے بنی النضیر کو بھی امان دیدی تھی وہی سلوک ہم چاہتے ہین کہ ہمارے ساتھ کیا جاوے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ پہلے وہ حصار سے باہر نکلین پھر جیسا مناسب ہوگا کیا جائیگا بناس نے یہ جواب اونکو جا سنایا۔

کعب بن اسد نے شرفائے بنی قریظہ کو مجتمع کر کے کہا کہ اے لوگو اب تمہاری پوری پوری کمبختی آگئی ہے جسکا بیان کرنا ضروری نہین تم خود اپنی آنکھون سے دیکھتے ہو کہ قیامت کا سامنا ہے اس حالت مین تین باتین مجھے سوجھی ہین جسے چاہو قبول کرو۔ اول تو یہ ہے کہ محمد کے پیرو بنجاؤ بیشک وہ پیغمبر برحق ہے اور وہی رسول ہے جسکی تعریف تمنے توریت مین دیکھی ہے۔ ابن جواس توریت کا ایک بڑا عالم بھی تمکو اسکے مبعوث ہونے کی خبر دے گیا ہے اور کہگیا ہے کہ تم لوگ اوسپر ایمان لانا اور اگر مین اوس زمانہ مین بقید حیات نہون تو میرا اسلام اوسے پہونچانا۔ تم وہ سب باتین بھول گئے اور محمد سے عناد بڑہاتے چلے جاتے ہو۔ اب سنبھلو میری بھی بڑی شامت تھی کہ حیی بن اخطب کے دہوکے مین آگیا۔ اے لوگو اپنے بال بچون پر رحم کرو اور مسلمان ہو جاؤ۔ سبھون نے اسکا جواب یہ دیا کہ اے کعب ہم سے تو یہ نہو سکیگا توریت پر ہم کسی کتاب کو ترجیح نہ دینگے

اور اپنے آبا و اجداد کے دین سے ہرگز منہ نہ موڑینگے - پہر کعب نے کہا اگر تمکو یہی منظور ہے تو آؤ
ہم سب ملکر اپنے زن و فرزند کو تہ تیغ کرین اور پہر باہر نکلکے مسلمانون پر ایک ساتھہ ٹوٹ پڑین اگر مارے
جائینگے تو ہمارے بال بچے در بدر خاک بسر نہونگے اور جو ہمنے فتح پائی تو جورو بچے بہت ہو رہینگے
یہودی بولے ہم سے یہ بہی نہین ہو سکتا - بہلا غریب اہل و عیال نے ہمارا کیا گناہ کیا ہے جو بیقصور
اونہین مار ڈالین کرتوت تو ہمارے اور مارے جائین زن و فرزند دہ دل کہان سے لائین جو اپنے ہاتہ
سے ایسا کرین - اونکے مار ڈالنے کے بعد اگر ہم زندہ بہی رہے تو زو فِ ہے ہماری زندگی پر - اسکے بعد
کعب نے یہ صلاح دی کہ کل سنیچر کا دن ہے مسلمان تو اس دہوکے مین رہینگے کہ یہودی سنیچر کو
کچہہ نہین کرتے اور ہم یکایک حصار سے نکلکے اونپر جا گرین شاید غفلت مین اون سے کچہہ نہ بن پڑے
اور ہم اونکو مارلین - یہود نے اس بات کو بہی نہ مانا اور کہا کہ ہم اپنے مذہب کی مخالفت بہی ہرگز نہ کرینگے
معلوم نہین کیا غضب الٰہی ہمپر نازل ہو -

المختصر جب کوئی تدبیر نہ سوجہی تو یہودیون نے آنحضرت کے پاس یہ پیام بہیجا کہ ابو البابہ ابن عبد المنذر
اوسی کو ہمارے پاس روانہ کر دو ہم اون سے کچہہ مشورہ کرینگے - آپ نے اوسی وقت ابو البابہ کو حکم دیا کہ
بنی قریظہ کے حصار مین چلے جاؤ - بنو قریظہ با عزاز و اکرام اونکا استقبال کر کے اندر لے پہونچے - اور اپنی
تمام عورتون اور بچون اور بڈہون کو اونکے سامنے جمع کر دیا اور رو رو کے اپنی مصیبت اور خستہ حالی کا
ذکر اون سے بیان کیا اور پوچہا اے ابو البابہ تمہاری کیا صلاح ہے ہم حصار سے باہر نکلین کہین محمد ہمسکو
مروا تو نہ ڈالینگے - ابو البابہ نے زبان سے تو ایک لفظ "ہان" کہا اور ہاتہہ اپنے گلے پر پہیر دیا جس سے
یہودی سمجہے کہ انکی غرض یہ ہے کہ اگر تم باہر نکلے تو سب کے گلے کاٹ ڈالے جائینگے -

ابو البابہ کرنے کو تو یہ حرکت کر بیٹہے مگر پہر بہت پشیمان ہوے اور سمجہے کہ مجہسے خدا و رسول کے کام
مین ضرور خیانت ہوئی - اس لئے آپ جلدی سے باہر نکلے اور آنحضرت کے پاس بہی نہ آے

سید ہے بخط مستقیم مسجد نبوی مین جا کے ستون سے اپنے ہاتھہ باندہ لئے اور سب سے کہدیا کہ خبردار کوئی مجھے نہ کھولنا جب تک کہ خدا میری توبہ قبول نہ کرے اور آنحضرت خود اپنے ہاتھہ سے مجھے نہ کھولین - جناب سرور کائنات نے جب یہ حال سنا تو بہت افسوس کیا اور فرمایا کہ اگر ابو البابہ میرے پاس آتا تو مین اوسکے لئے خدا سے استغفار کرتا مگر اب مین بہی اوسوقت تک اوسے نکھولونگا جب تک خدا اوسکی توبہ قبول نہ کرے۔

الغرض پندرہ دن رات ابو البابہ اوسی طرح ستون سے بندہے رہے - اونکی بیٹی روز آتی اور چند چھوہارے اونکے منہ مین اپنے ہاتھہ سے ڈالجاتی تہی - پندرہوین دن صبح کے وقت حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالے عنہا نے حضور کو تبسم کرتے دیکھا تو سبب دریافت کیا - حضرت نے فرمایا کہ اسی وقت جبریل نے مجھے آکر ابو البابہ کے توبہ قبول ہونیکی خبر دی ہے - حضرت اُم سلمہ نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین یہ مژدہ ابو البابہ کو جا کے سنا دون - آپ نے فرمایا تمہاری خوشی - اُم سلمہ نے در مسجد پر جو اونکے حجرہ سے متصل تہا جا کے کہا کہ اے ابو البابہ بشارت ہو تمکو خدا نے تمہارا قصور معاف کیا - لوگ یہ سنتے ہی اونہین کھولنے دوڑے مگر اونہون نے کہا کہ خبردار مجھے ہرگز نہ کھولنا خدا نے تو میرا قصور معاف کیا ہے اوسکا حبیب آکے کھولیگا تو کھلونگا - پس حضرت جب نماز صبح کو مسجد مین آئے تو اپنے ہاتھون سے اونہین کھولا۔

القصہ ابو البابہ جب بنو قریظہ کے حصار سے چلے آئے تو یہود نے کہا جو جا ہے سو ہو ہم تو اب حصار سے باہر نہ نکلینگے - ادہر قبیلہ اَوس کے لوگ آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئے کہ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے یہودیان قینقاع کی جان بخشی خزرجیون کے کہنے سے کی تہی اب بنی قریظہ کو ہماری خاطر سے چھوڑ دیجئے - حضرت نے فرمایا تم اپنے قبیلہ مین سے ایک آدمی ذی وجاہت اور صاحب الرائے حکم بنا کے ہمارے پاس لے آؤ جو کچھہ وہ کہدیگا ہم بنو قریظہ کے

حق مین وہی کرینگے۔ اَوسی بولے ہم اس بات پر دل سے راضی ہین آپ ہی ہم مین سے جسے چاہین حکم مقرر کرلین۔ آپنے حکم دیا بلاؤ سعد بن معاذ کو جو وہ تجویز کردینگے ہمین منظور ہے۔ پس بنی قریظہ حصار سے باہر آئے محمد بن مسلمہ کو ارشاد نبوی ہوا کہ تم انکے مردون کو اپنی حراست مین کرلو۔ اور لڑکون اور عورتون کو بطور خود قلعہ سے باہر نکلنے دو۔ مال و متاع جسکے ہاتھ آئے وہ اوسکی حفاظت کرے۔ اوس حصار سے ڈیڑہ ہزار تلوارین۔ دو ہزار نیزے۔ تین سو زرہین اور ڈیڑہ ہزار سپرین ہاتھ لگین اور اونٹون اور مویشیون کی تو گنتی ہی نہ تھی۔ حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ مجروح تھے اونکے بلانے کو مدینہ آدمی بھیجا گیا۔ وہ دراز گوش پر سوار ہوکے حاضر دربار دُربار ہوے۔ آنحضرت نے بسبب زخمی ہونیکے اونکو مدینہ مین رفیدہ نام ایک عورت کے گھر رکہا تہا اور خود اونکی عیادت کو جایا کرتے تھے اَوسی اثناے راہ مین اونکو اطلاع دے چکے تھے کہ صاحب لولاک نے تمہین بنی قریظہ کے باب مین پنچ کیا ہے تم بھی اونپر احسان کرنا۔ حضرت سعد نے کہا کہ مین خدا و رسول کے کام مین کبھی ایسا نکرونگا کہ لوگ قیامت تک مجہپر لعنت کرین۔

ایک روایت مین ہے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام واسطے ضبط اہل و عیال اور سلاح و مال بنو قریظہ کے متعین ہوے تھے۔

جسوقت حضرت سعد مجلس نبوی مین پہونچے آپنے حاضرین کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا۔ "قُومُوا السیدکم" یعنی اے لوگو اپنے سردار کی تعظیم کے لیئے اوٹھہ کہڑے ہو۔ سب حاضرین نے سروقد کہڑے ہوکر حضرت سعد ابن معاذ کو تعظیم دی اور اونہین سواری سے اوتار کے نہایت تکریم کے ساتھہ بٹہایا۔ سب سے پہلے اَوسیون نے کہا کہ اے سعد تم جو بہتر سمجھو یہود بنی قریظہ کے حق مین حکم دو ہم راضی اور ہمارا خدا راضی۔ حضرت سعد نے دوبارہ سوال کیا کہ ہے یہی بات کہ تم دل سے میرا کہنا مانوگے۔ قبیلہ اَوس یکزبان ہوکر بولا کہ ہم تہ دل سے تمہارا کہنا مانینگے۔ تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بولے کہ اے میرے عزیزو یہ لوگ اسی قابل ہین کہ پیسون پر رکہکے ان کی بوٹیان اوڑائی جائین ۔ یہ ہمارے امن کے دنون مین ہمارے دوست تہے جب سارا عرب ہمارے خون کا پیاسا بنکے ہم پر ٹوٹ پڑا تو ہمارے دشمن بنگئے ۔

دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست	در پریشان حالی ودرماندگی

اے لوگو تم ان کا اعتبار نہ کرنا یہ آستین کے سانپ ہین جب پہر یہ موقع پائینگے ۔ تمہین کاٹ کہائینگے ۔ تم انہین مار ڈالو اور انکے مال ومتاع کو مسلمانون پر تقسیم کردو ۔

ادہر تو حضرت سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی یہ تجویز سر دربار لوگون کو سنائی اور ادہر جناب روح الامین علیہ السلام رب ذوالجلال والاکرام کا پیغام لیکر آنحضرت کے پاس آے اور فرمایا کہ حق سبحانہ تعالےٰ سعد ابن معاذ کو ہزارون آفرین اور شاباش دیتا ہے کہ اونہون نے اپنی قوم کا کہنا مانا نہ خزرجیون کی برابری کی حرص اونہین ہوئی بلکہ وہی فیصلہ سنایا جو اسلام کے حق مین بہتر تہا ۔ خدا کو بہی سعد کی راے پسند ہے ۔ قربان اوس نبی کے کہ جسکے اصحاب بہی خدا کی راے تاڑ جاتے تھے ۔ پس یہود بنی قریظہ کے حق مین جناب سعد بن معاذ کا فیصلہ ناطق ہوگیا ۔ چہہ سو آدمیون سے زیادہ بنی قریظہ مین سے اوسی وقت قتل کئے گئے ۔ ایک عورت یہودیہ بہی بنانہ نام ماری گئی وہ حضرت خلاد بن سوید کی قاتل تھی ۔ اور اس پر بہی اون مین سے بعض معاف کردئے گئے ۔ اسیوقت وہ زخم جو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے رگ ہفت اندام پر جنگ خندق مین لگا تہا کہل گیا اور آپ درجہ شہادت پر ممتاز ہوے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مقبولیت دعا اسے کہتے ہین ۔

ایک مورخ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ حیی بن اخطب کے بہکانے سے بنو قریظہ نے مسلمانون سے مخالفت کی تہی اس لئے وہ بہی اونکے قلعہ مین رہکر اونکے درد دکہہ کا شریک بنا ۔ پندرہ یا کچہہ زیادہ دنون تک قلعہ بنی قریظہ کا محاصرہ رہا پہر اونہون نے قلعہ سے نکلکے خود اپنے کو مسلمانون کے

سپرد کردیا۔ چونکہ مسلمان بنی النضیر کے ساتھہ رعایت کرنیکا نتیجہ دیکھہ چکے تھے اس لیئے بنو قریظہ کے تمام مردون کو قتل کرڈالا جنکی تعداد چارسو سے نوسو تک معلوم ہوتی ہے اور عورتین سبایا بنائی گیئن۔ بہت سا مال غنیمت اہل اسلام کے ہاتھہ آیا۔ اور یہودیون کے مکانات مہاجرین کو رہنے کے لیئے انصار نے اپنی خوشی سے دیدیئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہین کہ جسوقت یہودیان بنی قریظہ قتل ہورہے تہے اوسوقت ایک عورت اوسی قبیلہ کی جو قید ہوکر آئی تہی میرے پاس بیٹھی ہنس ہنس کے باتین کررہی تھی۔ ناگاہ کسی نے اوسے پکارا وہ اوسی طرح قہقہے لگاتی ہوئی چلدی۔ مین نے اوسے ٹہیرایا اور پوچھا کہ تو کہان چلی۔ اوس نے جوابدیا کہ میری گردن ہی کاٹی جائیگی۔ مین نے کہا کہ عورتون کے ساتھہ تو مسلمان اسطرح پیش نہین آتے۔ وہ بولی مین نے اپنے قتل ہونے کا سامان خود کرلیا ہے مجھے تعجب ہوا اور اوسے اپنا حال مفصل کہنے پر مجبور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنے شوہر کی عاشق زار تھی۔ محاصرہ کے زمانہ مین شوہر نے اوس سے کہا کہ اب ہجر کے ایام قریب ہین میری گردن ماری جائیگی اور تو کسی مسلمان کے پاس ہوگی یہ سنکر اوس عورت نے ادہر ادہر جو نظر کی تو ایک بڑا ڈول پتھر کا دیکھا اوسے لڑہکا کے ایک مسلمان کو مار ڈالا پہر خاوند سے کہنے لگی کہ لے ابتو مفارقت نہوگی مین بہی تیرے ہی ساتھہ مقتول ہونگی۔ غرضکہ ایک مسلمان کے قصاص مین وہ یہودیہ بہی ماریگئی۔ یہ وہی عورت تھی جسنے خلاد بن سوید کو زبیر بن باطا کے قلعہ کے سایہ مین چکّی کا پاٹ گراکے مار ڈالا تہا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ یا سفر سے تشریف لاتے تو پہلے جناب فاطمہ رضی اللہ تعالے عنہا کے پاس جاتے اور اونکے سر کو بوسہ دیتے چنانچہ جب حضور جنگ خندق سے مدینہ مین تشریف لاسے تو بہی حسب معمول جناب بتول کے پاس تہے کہ حضرت جبریل نے آکے کہا اے محمد خدا تمہین معاف کرے تمنے یہ کیا کیا کہ ہتیار کہول ڈالے۔

فرشتون نے تو ابھی تک کمرین حبیبی کی تیسی بندھی رکھی ہین جلد مسلح ہو کے بنی قریظہ پر چڑہہ جاؤ مین بھی وہین جاتا ہون۔ آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو بلا کے حکم دیا کہ پکار دو یَا خَیْلَ اللّٰہِ اِرْکَبُوْا۔ پھر آپ فوراً نیزہ ہاتھہ مین لیکر اپنے گھوڑے لحیف پر سوار ہوے۔ دو گھوڑے کوتل اوسکے سوا اور آپ کے ہمرکاب تھے۔ آپکے دائین پر حضرت صدیق اکبر اور بائین پر جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہما جلوہ افروز تھے۔ جب قبیلہ بنی النجار مین پہونچے ہین تو دیکھا کہ اصحاب نبوی بھی پہلے سے وہان پرے باندہے اور صفین جمائے تیار کھڑے ہین آپکو تعجب ہوا اور استفسار فرمایا کہ۔ ہین تم ہم سے پہلے یہان کیسے ہو۔ سب جان نثارون نے التماس کی کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہمین آپ کا حکم پہونچا گئے تھے۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کہ وہ دحیہ نہ تھے بلکہ جبریل امین تھے قلعہ بنی قریظہ پر پہونچکر آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو حکم دیا چنانچہ وہ دن بھر تیر مارتے رہے۔ حضرت ابن ابی وقاص کا قول ہے کہ اس محاصرے کے زمانہ مین ہمین چھوہارون کے سوا اور کچھہ کہانے کو نہین ملا اونہین پر گذر ہوئی۔ جب بنو قریظہ تنگ ہوے تو بناش بن قیس کی معرفت آنحضرت کی خدمت مین یہ پیام بھیجا کہ ہم بنی النضیر کی طرح قلعہ کو خالی کردین اور اپنے عیال واطفال اور سوائے ہتیارون کے اتنا مال واسباب جتنا اونٹون پر بار کرسکین اپنے ساتھہ لیجائین۔ مگر یہ درخواست قبول نہوئی۔ پھر یہ کہلا بھیجا کہ ہمنے مال ومتاع اور سب کچھہ چھوڑا جورو بچون کا ہاتھہ پکڑے ہوے تو ہمین نکلجانے دوگے۔ یہ بات بھی نہ مانی گئی۔

آنحضرت کے ارشاد سے مردان بنی قریظہ کو مشکین کس کے مدینہ مین اسامہ بن زید کے گھر قید رکھا تھا اور زن وفرزند اونکے بنو نجار کی ایک ضعیفہ رملہ بنت حارث کے گھر محفوظ رکھے گئے تھے۔ صبح کو آنحضرت نے جناب علی مرتضی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالے عنہما سے فرمایا کہ مردون کو قتل کرڈالو چنانچہ سر بازار تعمیل حکم کردی گئی تاکہ لوگون کو عبرت ہو اور آیندہ خواہش نفسانی کے باعث کوئی بیوفائی نہ کرے

حیی بن اخطب کو بھی ہاتھہ بندہے ہوے اوسی طرح حضور صلعم کے روبرو لاے۔ آپ نے فرمایا کہ
اے دشمن خدا آخر اللہ نے تجھکو میرا اسیر کیا اور مجھکو تیرا حاکم بنایا۔ اوسنے جواب دیا مین اس امر مین اپنے
اوپر ذرا بھی ملامت نہین کرتا بلکہ اپنے نفس کی عزت کرتا ہون ایسی تو بہت سی بلائین بنی اسرائیل
کے سر آئی ہین کچھہ مضائقہ نہین اور اسی طرح کے بہت سے ہزیانات بک گیا آخر کو حضرت
علی نے اوسکا خاتمہ کر دیا۔ پھر کعب بن اسد کو مشکین باندہے ہوے حضور مین حاضر کیا۔ ارشاد ہوا
اے ابن اسد تو نے جواس کی نصیحت کیون نہ مانی اوس نے کہا کہ اے ابا القاسم اگر یہود کی ملامت
کا خوف نہوتا تو مسلمان ہوجاتا اب مین یہود کے دین پر ہون اسلیے وہ بھی مقتول ہوا۔ غرضکہ ایک دن
ایک رات برابر یہودی قتل ہوتے رہے۔ بعد قتل مال تقسیم ہوا۔ گھوڑے کے سوار کو دو حصے
اور پیادہ کو ایک حصہ ملا۔ اور خمس مال الگ کر لیا۔ سبایا مین سے ریحانہ بنت عمرو آنحضرت
کے حصہ مین آئین۔ آپنے اونہین آزاد کر کے نکاح مین لانا چاہا۔ ریحانہ نے عرض کی کہ آپ مجھے
آزاد نکرین بطور ملک یمین کے اپنے تصرف مین رہنے دین چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک گروہ سبایا
کا سعد بن زید انصاری کے ساتھہ بخد بیع کے لئے بھیجا گیا۔ اور کچھہ لوگ شام مین جاکے بکے
اور اونکی قیمت سے مسلمانون کے لئے گھوڑے اور ہتیار خریدے گئے۔ ایک روایت مین ہے
کہ اونمین سے بعض کو حضرت عثمان بن عفان اور عبد الرحمن بن عوف نے بھی خرید لیا۔

جب اہل اسلام قتل یہود سے فارغ ہوے تو زخم سعد بن معاذ کا کھلگیا اور خون جاری ہوا۔
حضرت صلعم اونکا سر زانو پر رکھکے ہو بیٹھے اور اونکے لئے دعا کی۔ ابن معاذ نے آپکی آواز سنکر آنکھہ
کھولدی اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ مین گواہی دیتا ہون کہ تم رسول خدا ہو اور تمنے تبلیغ رسالت
جیساکہ چاہیئے تہا ویسے ہی کی پھر آپ کے زانو سے سر اوٹھا کے آپکو گھر رخصت کر دیا۔ اور بعد کچھہ
دیر کے واصل برحمت الٰہی ہوے۔ آپنے فرمایا کہ مین نے فرشتون کو سعد کا جنازہ اوٹھاتے

دیکھا ہے۔ بعد دفن کے حضرت جبریل آنحضرت کے پاس آئے اور خبر دی کہ خداوند کریم نے سعد ابن معاذ کے لیئے آسمان کے دروازے کھولدئے ہین اور عرش رحمٰن اونکے مرنے سے ہلگیا ہے۔ اتفاقاً ایک آدمی نے اونکی قبر مین سے ایک مٹھی خاک اوٹھالی تھی سونگھا تو اوسمین سے مشک کی بو آتی تھی۔

حضرت واقدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ آنحضرت توغزوہ خندق سے آکر نہا رہے تھے کہ جناب روح الامین ننگی تلوار ہاتھ مین لیئے ممبر کے پاس آکھڑے ہوے۔ جناب عائشہ نے حضور کو اطلاع کی کہ دحیہ کلبی آج نمعلوم کیون تلوار نیام سے کھینچے ہوے ممبر کے پاس کھڑے ہین حضرت نے فوراً باہر آکے اون سے باتین کین اور گھر مین جاکر فرمایا کہ اسیوقت بنی قریظہ پر چڑھائی کرنیکا حکم ہوا ہے۔ حق تعالےٰ اونکو کچل کے اسطرح مارنے والا ہے جیسے انڈے کو زمین یا سخت پتھر پر ٹپک دیتے ہین۔ غرضکہ لشکر اسلام جلدی سے وہان پہونچگیا۔ ایک مرد انصاری وہان شہید ہوا۔ یہود مسلمانون پر عیب لگا لگا کے اونھین عار دلاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ساحر اور کاذب ہین اور رسول خدا اور اونکی ازواج مطہرات کی شان مین گستاخیان کرتے تھے۔ آپنے حصار کے پاس جاکے ابولبابہ اور حیی اور شعبہ وغیرہ اونکے شرفا کو آواز دی وہ اوپر آکے جھانکے۔ آپنے فرمایا اے بندرون اور سوٗرون کے بھائیو تم یہ کیا بکتے ہو دور ہو۔ اونھون نے جوابدیا اے ابوالقاسم آپ توفحش گو نہ تھے۔ اسوقت آپکو کیا ہوا جو ایسا کہتے ہو۔ آنحضرت نے اتنا لفظ صرف اس لئے کہا تھا کہ یہ خاموشی اختیار کرین آیندہ فحش کلمات زبان پر نہ لائین چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر وہ بند ہو گئے۔ ایکس دن تک لڑائی رہی اور منافقین یہود سے کہلا کہلا بھیجتے تھے کہ ہرگز محمد کے پاس قلعہ سے نکلکے نہ آنا تمھین مارہی توڑا لینگے اور اگر وہ تمھین دیس نکالا بھی دین تو ہرگز اونکی نہ ماننا ہم تمھاری مدد پر ہر طرح سے

مستعد ہین - ہماری جانین تمہارے ساتھ ہین تم مدینہ مین رہو گے تو ہم بھی اس جوار کو چھوڑ دینگے - اسی پر یہ فرمایا گیا - اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نَافَقُوْا یَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَکُمْ وَلَا نُطِیْعُ فِیْکُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّکُمْ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَکٰذِبُوْنَ ۝ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا یَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا یَنْصُرُوْنَهُمْ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَیُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ ۝

ترجمہ - کیا تو نے منافقین کو نہین دیکھا جو اپنے بھائی کافرون سے کہتے ہین جو اہل کتاب مین سے ہین اگر تم نکالیجاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلینگے اور ہم تمہارے باب مین کسی کی اطاعت نکرینگے اگر تم لڑو گے تو ہم تمہاری مدد کرینگے حالانکہ خدا شاہد ہے کہ وہ جھوٹے ہین یہ اونکے ساتھ ہرگز نہ نکلینگے اگر وہ لڑینگے تو یہ اونکی مدد نکرینگے اور جو مدد کرینگے تو پیٹھ پھیر کر بھاگینگے پھر کوئی اونکا مددگار نہوگا -

حضرت ابو البابہ نے جو گلے پر ہاتھ پھیر کے یہود کو سنکار دیا کہ تم قتل کیئے جاؤ گے اوسکے باب مین قرآن یہ کہتا ہے لَا یَحْزُنْکَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْکُفْرِ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ

ترجمہ - رنج نکر اون لوگون پر جو کفر مین بڑی دوڑ کرتے ہین وہ صرف زبان سے کہتے ہین کہ ہم ایمان لای حالانکہ ایمان اونکے دل مین نہین ہے -

حیی بن اخطب جب حضور مین حاضر ہوا تو اوسنے یہ کہا کہ ہر ذی روح کو موت کا ذائقہ ملنے والا ہے اس لیئے میرا وقت بھی آگیا اور آج دنیا سے فراق کرنیکے وقت مین گواہی دیتا ہون کہ تم کاذب ہو اور مین تمہارا دشمن جانی - پس وہ مدینہ کے بازار احجار الزیت مین قتل کیا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ مِنْ صَیَاصِیْهِمْ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا ۝ وَاَوْرَثَکُمْ اَرْضَهُمْ وَدِیَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ط ترجمہ - جو لوگ کفار اہل کتاب کے مددگار تھے اونکو خدا نے اونکے قلعون سے نیچے اوتار دیا اور اونکے دلون مین ہیبت ڈالی کہ تم اونمین سے ایک فریق کو قتل کرتے تھے اور دوسری کو تمنے بندی بنایا اور تمکو وارث کیا اونکی زمین اور ملک اور مال کا

اوراوس زمین کا جسپر تمہارا پانوں نہین پڑا تہا۔ رسول خدا نے اسباب بنی قریظہ مین سے سترگہوڑے خود لئے اوراونکو اپنے اہلبیت کو دیدیا۔ اور قیدیون مین سے نصف سعد بن عبادہ کیساتہ شام بہیجے اور باقی انس بن قیظی کے ہمراہ ارض غطفان کو روانہ کیئے۔

زبیر ابن باطا ایک یہودی بنی قریظہ مین تہا۔ جنگ بعاث مین اوسنے حضرت ثابت بن قیس بن شماس پر کوئی احسان کیا تہا۔ اب قتل بنو قریظہ کے وقت حضرت ثابت نے اوسکا ذکر حضور نبوی مین آگرکیا۔ آنحضرت نے ابن باطا کو ثابت کے سپرد کردیا۔ اونہون نے اوسے قتل سے بری رکہا۔ اوسکے زن وفرزند اور مال ومتاع بہی اوسی کو دیدئے گئے۔ پہر ابن باطا نے ثابت سے پوچہا کہ حیی بن اخطب اور کعب بن اسید اور فلان فلان شرفاے بنو قریظہ کا کیا حال ہوا۔ ثابت نے جواب دیا کہ وہ سب قتل ہوگئے۔ یہ سنکر ابن باطا کی قساوت قلبی نے جوش مارا اور خدا ورسول کو برا بہلا کہنے لگا اور ثابت سے بولا کہ اوس احسان کا بدلا جو مین نے تمپر کیا تہا یہی ہے کہ مجہے بہی مارڈالو ثابت نے اوسکی خواہش کے بموجب اوسے قتل کردیا اور اوسکے مال وزن وفرزند پر اپنا قبضہ کیا۔ پس یہود بنی قریظہ کی دشمنی صاف ظاہر ہے کہ باوجود اس برے دہاڑے کے بہی اونکے دل کی سختی نہین گئی تہی جسکا مشتے نمونہ از خروارے ابن باطا کا حال ہے۔ اگر ذرا بہی یہود نرم پڑتے، تو خدا ورسول اون پر رحم کرتے اور حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ بہی اون کے حق مین ایسا فیصلہ صادر نہ فرماتے۔ جب مردان بنو قریظہ قتل ہوچکے تو اون کے زن وفرزند کچہہ تو نجد اور کچہہ شام بہیجدیئے گئے۔ آنحضرت پانچوین یا ساتوین تاریخ ذی الحجہ کو وہان سے مراجعت فرماکے مدینہ مین تشریف لائے

غزوۂ غابہ وغزوہ بنی المصطلق

دولتاب صبحی پاشا فرماتے ہین کہ جنگ بنو قریظہ سے چند ہی روز بعد عینیہ شیخ غطفان آنحضرت کے اونٹون کو جو مقام غابہ مین چرتے تہے پکڑ لیگیا اور چرواہے کو مارڈالا۔ اوسکی جورو کو گرفتار کرکے لیگیا۔

حضرت سلمہ بن عمر نے پشتہ ثنیۃ الوداع سے اس حال کو دیکھا اور وہین سے چلاّسے - اہل مدینہ کو
جب اسکی خبر ہوئی تو عینیہ کا پیچھا کیا اور آنحضرت نے بھی اصحاب کے ساتھہ اونکی مدد کرکے اونٹون کو اون
لوٹیرون سے چھین لیا حضرت محرز بن نضلہ شہید ہوے - عینیہ معہ اپنے ساتھیون کے بھاگ گیا -
غزوۂ غابہ کو غزوۂ ذی قردہ بھی کہتے ہین اور اکثر لوگون نے اسکے بعد سریہ محمد ابن مسلمہ کے جو بنی بکر ابن کلاّ
پر ہوا بیان کیا ہے - غزوۂ ذی قردہ یعنی غزوہ غابہ کی کیفیت بہت تفصیل کے ساتھہ ایک معتبر مورخ
نے یون بیان کی ہے کہ عینیہ ابن حصن فزاری چالیس سوارون کے ہمراہ آکر بیس شیردار اونٹنیان
رسول خدا کی لیچلا - اور ابوذر غفاری کے بیٹے کو جو چرواہون کے ساتھہ تھے مار گیا - اس حادثہ کی خبر
آنحضرت نے ابوذر غفاری کو پہلے سے دیدی تھی کہ غابہ جاکر نہ رہو ہمین غطفانیون کی طرف سے
اطمینان نہین ہے وہان تمہارا بیٹا مارا جائیگا مگر ابوذر نہ مانے وہین جاکے رہے آخر وہی ہوا جو حضور
نے فرمایا تھا - سلمہ ابن الاکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین اور آنحضرت کا غلام رباح اوسوقت مدینہ سے
باہر نکلے تھے اور میری سواری مین ابوطلحہ انصاری کا گھوڑا تھا - سورج نکل رہا تھا کہ عبدالرحمن ابن
عینیہ ابن حصن نے اونٹنیون پر ڈاکا ڈالا اور ابوذر کے بیٹے کو قتل کرکے اونٹنیان لیچلا - مین نے
گھوڑا تو رباح کو دیا کہ جلد اس پر سوار ہوکے ابوطلحہ اور آنحضرت صلعم کو اس معاملہ کی خبر کردے اور
خود ایک ٹیلہ پر چڑہکے کفار کا تعاقب کیا اور اونکے پاس پہونچکر تیر مارنے لگا - میرا کوئی تیر خالی
نہ جاتا تھا - مگر جب کفار مجھپر تیر چلاتے تو مین جھاڑی کی اوٹ مین چھپ جاتا - جب مین تیر مارتے
مارتے تھک جاتا تو اونپر پتھر پھینکتا تھا - دیر تک یہی ہوتا رہا یہان تک کہ وہ لوگ مجھہ سے تنگ ہوگئے
اور آنحضرت کے اونٹ چھوڑکے بھاگے - مین نے اونٹ تو مدینہ کی طرف ہانک دئے - اور
خود اونکا تعاقب جاری رکھا - تیر و پتھر مارتے مارتے اونکا قافیہ تنگ کردیا وہ یہانتک جان سے
عاری ہوے کہ مجھے بھگانیکے لئے اپنی ردائین اور نیزے میری طرف پھینکنے لگے تاکہ مین اونکے

اوٹھانے مین مشغول ہون اور وہ بہاگجائین مگرمین اونکے دم مین نہ آیا۔ جو چیز وہ ڈالتے تھے اوسپر بوجھہ کے لئے ایک پتھر توڑ الدیتا تھا لیکن اونکا پیچھا نہ چھوڑتا تھا یہانتک کہ تین ۳ نیزے اور تیس ۳۰ ردائین اونہون نے میری طرف پھینکدین اب دوپہر ہوگئی کہ یکایک عینیہ ابن فدر فزاری معہ ایک جماعت کفار کے اونکی کمک کو آپہونچا اور دریافت کیا کہ اے لوگو تمہارا کیا حال ہے۔ اونہون نے بیان کیا کہ اس ایک آدمی نے ہمارا دم ناک مین کر دیا ہے اور ہماری بہت سی چیزین چھین لی ہین ابن عینیہ بولا کہ شاید اس آدمی کو یہ بہروسا ہے کہ مدد میرے لئے آتی ہے اس لئے دل اسکا قوی ہے بہتر ہے کہ ہم سب ملکر اسپر حملہ کردین اور جلدی سے اسے مار کے چلدین۔ یہ صلاح ہوتے ہی سب کے سب مجھپر جہک پڑے اور مین اونکے نرغہ مین آگیا۔ خدا کی قدرت اوسی وقت مسلمان سوار مجھے نظر پڑے۔ سب کے آگے اخرم اسدی۔ اونکے پیچھے ابو قتادہ اور اونکے پیچھے مقداد بن اسود تھے۔ چور کے پانوٗن کتنے۔ کفار یہ حال دیکھکر بہاگے۔ اخرم نے اونکا پیچھا کیا۔ مین بہی اونکے ساتھہ ہولیا اور اونکے گھوڑے کی باگ پکڑ کے کہا کہ ذرا توقف کرو اور آنحضرت کو آلینے دو۔ اخرم نے مجھے قسم دلائی کہ للہ مجھے شہادت سے نہ روکو۔ مین نے اونہین چھوڑدیا۔ وہ عبدالرحمن بن حصین تک پہونچکے اوس سے بھڑ گئے اور نیزہ سے اوسکو زخمی کیا۔ مگر اوس نے نیزہ مارکر اونہین شہید کر ڈالا۔ اور جھٹ اونکے گھوڑے پر سوار ہوگیا۔ ابو قتادہ نے یہ ماجرا دیکھکے اوسکا تعاقب کیا تو اوس نے ابو قتادہ کو بہی زخمی کیا مگر ابو قتادہ نے جو اوسے نیزہ مارا تو عبدالرحمن مر کے گر پڑا۔ اور ابو قتادہ اوسکے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ غرضکہ عبدالرحمن کو مار کے ابو قتادہ نے کفار کا پیچھا کیا اور بہت دور نکل گئے آگے غار مین ایک چشمہ تھا جسے لوگ ذی قرد کہتے تھے کفار پانی پینے کے لئے اوسمین اترے ہی تھے کہ مجھے دیکھکے پانی بہی نہ پیا ڈر کے مارے پیاسے ہی چلدئے۔ مین بہی اونکے پیچھے لگا چلا ہی گیا غروب آفتاب کے بعد تعاقب چھوڑا اور واپس آکے چشمہ ذی قرد پر پانی پیا آنحضرت بہی معہ پانسو اصحاب کے

وہان مجھسے آن ملے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اون اونٹون مین سے جو مین نے کفار سے چھینے تھے ایک اونٹ ذبح کیا۔ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور سو آدمی میرے ساتھہ کر دیجیے تا کہ کفار کو جا کر پھر آڑے ہاتھون لون اور اونمین سے ایک کو بھی زندہ نہ رکھون حضور نے تبسم ہو کر فرمایا اے ابن اکوع تمنے اونکا بہت ناک مین دم کیا اب رحم کرو اسوقت اونکی مہمانی قبیلہ غطفان مین ہو رہی ہے۔ آپ یہ فرما رہے تھے کہ ایک جاسوس نے قبیلہ غطفان سے آکر بالکل یہی خبر سنائی۔ کہ وہ لوگ بہاگا بہاگ غطفانیون مین پہونچے وہان ایک آدمی نے اونٹ ذبح کرکے اونکی ضیافت کردی ہے ورنہ اونکا قصد تو اور آگے چلدینے کا تہا۔ یہ سنکر آنحضرت نے مدینہ کو مراجعت فرمائی۔

اس غزوہ مین ہمارے حضور گھوڑے سے گر پڑے اور سیدہے پیر کی ساق شریف مجروح ہو گئی کئی روز تک مدینہ مین پہونچکے درد پا کے باعث بیٹھہ کر نماز پڑہی اور مقتدیون کو بھی حکم ہوا کہ تم بھی بیٹھہ ہی کر میری اقتدا کرو۔ مگر اپنے مرض موت کے وقت آپنے اس طریقہ کی رعایت نہ کی یعنی اپنے اخیر وقت مین حضور تو بیٹھکر نماز پڑہتے تہے اور اصحاب نے کہڑے ہو کر اقتدا کی۔ اس غزوہ کو سریہ قضایا کے بعد اکثر لوگون نے لکھا ہے جیسے ہمنے نمبر ۳۲ ڈالا ہے۔

غزوہ بنی المصطلق کو بھی پاشا صاحب غزوۂ غابہ کے بعد سنہ ششم ہجری کے ماہ شوال مین لکھتے ہین اور ہم ان دونون کا حال اوپر مندرج کر چکے ہین۔

حال خسوف۔ بلال ابن حارث کا ایمان لانا

اسی سال مین چاند گہن پڑا۔ مدینہ کے یہودی طاس اور باجے بجا بجا کے کہتے تہے کہ مسلمانون نے چاند پر جادو کر دیا ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاند کے صاف ہونے تک نماز خسوف مین مصروف رہے۔

اسی سال مین بلال بن حارث مزنی قبیلہ مزنیہ کے چار سو آدمیون کے ساتھ سید عالم کی خدمت مین آکر مسلمان ہوگیا۔ بعد تلقین و تعلیم اسلام آنحضرت نے اون سبکو اونکے وطن بھیجدیا اور فرمایا کہ جہان چاہو رہو تم مہاجرین مین داخل ہو۔ پس وہ لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے اور عمر بھر طریق اسلام پر ثابت قدم رہے۔

اب وہ لوگ جو جہاد اور آنحضرت کے غزوات اور صحابہ کرام کی کوششون کو زبردستی مسلمان بنانے کا آلہ کہتے ہین دیکھین اور انصاف کرین کہ اسلام تلوار کے زور سے ہرگز نہین پھیلا ہے بلکہ آنحضرت مین یہی نبوت کے صفات اور معجزات دیکھکر اور قرآن مین کلام بشر کا اثر نپاکر لوگ ایمان لاے ہین۔ دیکھو قبیلہ مزنیہ کے لوگ کچھہ مسلمانون کے دبیل نہ تھے۔ اپنی طیب خاطر سے مسلمان ہوگئے کچھہ اون ہی پر منحصر نہین جو کوئی بھی مسلمان ہوا ہے وہ خوشی بخوشی ہوا ہے۔ لیکن وہ قومین جو سخت سرکش اور حاسد تھین اور نہین چاہتی تھین کہ مسلمان زندہ رہین اور اسلام سرسبز ہو اونکی سرکوبی کے لئے جہاد کیا گیا۔ جن قومون نے کان نہ ہلایا اون سے مسلمانون نے کبھی یہ بھی نہ پوچھا کہ تمہارے منہ مین کے دانت ہین۔

(۲۹) غزوہ دومتہ الجندل

آنحضرت کے سمع ہمایون مین یہ بات پہونچی کہ مقام دومتہ الجندل مین بہت سی قومین جمع ہوکر مسافرون کو لوٹتی ہین اور لوگون کو مسلمان ہونے پر مارتی کوٹتی ہین۔ غرضکہ یہ لوگ دین اور دنیا دونون کی راہ کے رہزن بن بیٹھے ہین۔ حضور نے ہزار غازیان جانباز کے ساتھ اس جماعت کی گوشمالی کے لئے مدینہ سے کوچ کیا۔ جب لشکر ظفر پیکر تو مقام مذکورہ کی سرزمین پر پہونچا ہے تو ہیبت خداداد اسلامی نے مفسدون کے دلون مین گھر کیا اور اپنے مویشی چھوڑ چھاڑ کے سب کے سب رفوچکر ہوے کسی کا پتا نہ لگا۔

جب رسول خدا صلعم نے دیکھا کہ اونکا جتہا ٹوٹا۔ تو اونکا تجسس ہی نہین کیا کیونکہ مطلب اصلی تو یہی تہا کہ وہ لوگون کو نہ ستائین اور خدا کی راہ مین دست اندازی نکرین وہ حاصل ہوگیا اور لوگ بہاگ گئے۔ پس آپ نے بھی بے جنگ و پیکار مراجعت فرمائی۔

دومتہ الجندل ایک قلعہ مدینہ و دمشق کے درمیان واقع ہے۔ اکیدر بن عبدالملک سردار قلعہ تہا۔

حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کی وفات

حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دومتہ الجندل مین تہے کہ مدینہ مین سعد بن عبادہ کی مان نے قضا فرمائی۔ جب حضور رونق افروز مدینہ ہوے تو سعد نے عرض کی کہ حضرت میری والدہ نے مرگ مفاجات سے وفات پائی۔ آپنے اونکی قبر پر نماز پڑہی۔

سعد نے بیان کیا کہ یارسول اللہ والدہ ماجدہ کو اتنی بہی فرصت نملی کہ وہ اپنے مال مین سے کچہہ فی سبیل اللہ تصدق کرجاتین۔ اب اگر مین اونکی طرف سے کچہہ خدا کی راہ مین دون تو اونہین ثواب پہونچیگا یا نہین۔ آپنے جواب دیا ضرور پہونچیگا۔ سعد نے دریافت کیا کہ کونسا صدقہ افضل ہے۔ ارشاد ہوا کہ پیاسون کے لیے پانی مہیا کردینا بہت بڑی بات ہے۔ پس حضرت سعد ابن عبادہ نے اپنی والدہ کے مال متروکہ مین سے ایک کنوان تعمیر کراکے فی سبیل اللہ وقف کردیا اور وقف کرتے وقت کہا کہ "ہذہ لام سعد" یعنی یہ کنوان سعد کی مان کا ہے۔

واقعات ۶ سنہ ہجری حج کا فرض ہونا

بعض اہل سیر تو فرماتے ہین کہ ۶ سنہ ہجری مین حج فرض ہوا۔ اور اکثرون کے نزدیک نوین سال ہجرت مین۔ مگر حضرت نے نوین برس مسلمانون کو حج کا حکم دیا۔ اور خود آپ ۱۰ سنہ ہجری مین حج ادا کیا۔ جو لوگ سال ششم ہجری مین حج کا فرض ہونا تسلیم کرتے ہین اونکی دلیل یہ ہے کہ آیہ کریمہ "اتموا الحج والعمرۃ" چہٹے برس نازل ہوئی اوسی وقت حج فرض ہوگیا۔ چونکہ فرضیت حج استطاعت اور راہ کے امن پر

موقوف ہے اور راہ مکہ کفار کی سرکشی سے پرخطر تھی اس لئے حج مین تاخیر ہوئی۔

فریق ثانی یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ مکہ ۸ھ ہجری مین فتح ہوا۔ اگر چھٹے سال فرض ہوگیا ہوتا تو آنحضرت اوسی سال کھول کے یہ حکم سب مسلمانون کو سنا دیتے۔ نوین برس پر حکم دینا کیون موقوف رکھتے۔ اور آیہ مذکورہ فرضیت حج پر دال نہین بلکہ یہ کہتی ہے کہ اتمام حج وعمرہ تو ہوگیا مگر جب اوسکی فرضیت کا حکم ہوجاے تو حج کرنا۔

(۱۳۰) غزوۂ ذات الرقاع

اس غزوہ کے آنے جانے مین مسلمانون کے پیر زخمی ہوگئے تھے اور اونپر چیتھڑے لپیٹنا پڑے اور جھنڈون مین پیوند لگائے گئے اس لئے اوسکا نام غزوۂ ذات الرقاع رکھا گیا۔ کیفیت اوسکی یہ ہے کہ ایک آدمی نے مدینہ مین آکر اصحاب النبی کو مطلع کیا کہ جماعت انمار و ثعلبہ نے لشکر مجتمع کر کے مدینہ پر چڑھائی کا قصد کیا ہے۔ اصحاب نامدار نے حضور نبوی مین اس امر کی اطلاع کی۔ آپ نے اس خبر کو درجۂ تحقیق پر پہونچا کے کفار کے علاج کرنیکا حکم دیا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالٰے عنہ مدینہ مین خلیفہ مقرر ہوے۔ اور چارسو غازیون کا لشکر کفار کی سزادہی کو روانہ ہوا۔ جب مسلمان اونکے دیار مین پہونچے تو معلوم ہوا کہ اشرار فجار پہلے سے خوف کھا کر چمپت ہوگئے ہین کسی کا نشان بھی وہان نہین۔ تلاش و تجسس سے خبر لگی کہ پہاڑون اور کوہپایون مین جاکر پناہ لی ہے۔ وہان صرف چند عورتین البتہ نظر آئین۔ جب وہان پہونچے ہین تو نماز کا وقت تھا خیال ہوا کہ ہمارے نماز پڑھنے مین دشمن حملہ نہ کرین اس لئے آنحضرت صلعم نے نماز خوف ادا کی۔ پہلی بار اسی غزوہ مین نماز خوف پڑھی گئی۔ پھر مدینہ واپس ہوے۔ رات کیوقت آنحضرت نے جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ایک ناتوان و ضعیف سے اونٹ پر جاتے ہوے ملاحظہ فرمایا۔ مگر اس کمزوری پر بھی اونٹ شوخیان کرتا ہوا بڑی تیزی سے سفر طے کر رہا تھا۔ آپ نے ایک کوڑا اپنے دست مبارک سے

اونٹ کو مارا۔ اوسکی ساری پھرتی اور شرارت جاتی رہی۔ سیدہا چلنے لگا۔ حضور نے جابر سے دریافت فرمایا کہ تمکو جانے مین اتنی تعجیل کیون ہے اونہون نے التماس کی کہ حضور میری نئی شادی ہوئی ہے۔ بیوی ٹہیری نئی اوسے گہر کے دہندون سے بڑی وحشت ہوتی ہوگی اوسکی مدد کرنا ضرور ہے مین روانگی کی جلدی مین کوئی سامان کرکے نہین آیا۔ میری والد بزرگوار جنگ بدر مین شہید ہوے اور اپنے بعد نو کم عمر لڑکیان چہوڑین لہذا مین نے ایسی عورت سے نکاح کرلیا ہے جو ان لڑکیون کی خدمت کرسکے۔ ہمارے حضور کو نو کم عمر لڑکیون کی پرورش جابر کے ذمہ سنکر بہت رحم آیا۔ فرمایا کہ اچھا اپنا اونٹ بیچو ہم چالیس درہم دینگے۔ جابر نے کہا مگر مدینہ تک اسپر مین ہی چڑہا چلونگا وہان پہونچکے آپکا اونٹ آپکے سپرد کردونگا حضرت نبوی نے یہ شرط منظور فرماکے چالیس درہم جابر کے حوالے کئے اور مدینہ پہونچکے اونٹ بہی اون سے نہ لیا اور استفسار فرمایا کہ اچھا بتاؤ تمہارے والد مرحوم نے کتنا قرضہ تمہارے ذمہ چہوڑا ہے جابر نے تعداد قرضہ بتادی جواب ملا کہ مایدولت تمہارے قرضہ کی ادا مین بہی تمہاری دستگیری فرمائینگے۔ چنانچہ اونکا قرضہ بہی حضور نے جیب خاص سے ادا کردیا۔

روایات صحیحہ متصلہ سے ثابت ہے کہ اس غزوہ مین حضور ایک درخت کے نیچے سو رہے تہے بیخبری مین ایک اعرابی آپ کی تلوار لیکے سرہانے کہڑا ہوگیا۔ آپ یکایک بیدار ہوے۔ اعرابی نے کہا "من یمنعک منی" یعنی اب تمہین بچانیوالا کون ہے۔ آپ نے فرمایا خداے ذوالجلال والاکرام۔ یہ کہکے آپ تو کہڑے ہوگئے۔ اور اعرابی تہراکے گر پڑا۔ سوچنے کا مقام ہے کہ دشمن دست بہ تیغ ہو اور آپ نہتے پہر بال بیکا نہوسکے۔ یہ بات بغیر تائید الٰہی نہین ہوسکتی۔ اکثر لوگون کی راے ہے کہ یہ غزوہ بعد جنگ خیبر کے ہوا تہا۔

(۳۱) غزوۂ بنی لحیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عاصم ابن ثابت اور خبیب ابن عدی وغیرہ اصحاب رضی اللہ تعالے

عنہم اجمعین کے بنی ہذیل مین شہید ہو جانے سے نہایت رنج رہتا تہا۔ اس زمانے مین اونکے قاتلون نے پہر سر اوٹہایا۔ اس لئے عبد اللہ ابن مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کیا۔ اور دو سو آدمی اپنے ہمرکاب لیکر روانہ ہوے۔ چلتے چلتے اوس مقام پر پہونچے جہان عاصم وغیرہ شہید ہوے تھے۔ ادن سب کے لئے آپ نے دعاے مغفرت کی۔ بنو لحیان مسلمانون کی آمد آمد سن کے خوف کے مارے بہاگ گئے۔ غازیان اسلام دو ایک دن تو وہان رہے پہر منزل عسفان کی طرف کوچ کیا۔ وہان سے دس آدمی حضرت ابو بکر صدیق یا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالی عنہم کے ہمراہ کر کراع الغمیم کی طرف بہیجے تاکہ مجمع قریش کی خبر لائین۔ جناب صدیق اکبر نے ہرچند تفحص کیا مگر قریش کا ایک چوہا بہی نظر نہ آیا۔ وہ پہلے سے ورود نصرت آمود کی اطلاع پاکر ہیبت کے مارے ففر وا ہو گئے تہے۔ جناب صدیق رضی اللہ عنہ مراجعت کر کے شرف اندوز حضوری ہوے۔ پہر سب نے مدینہ کی طرف قصد کیا۔

ایک روایت یون ہے کہ حجاز کے کنارے پر ایک مقام رجیع ہے وہان کے چند لوگ مدینہ مین آکر بظاہر مسلمان ہو گئے۔ چہہ مسلمان ارکان دین سکہانے کے لئے اونکے ساتہہ کر دئے گئے اونہون نے گہر پہونچکر اونمین سے چند کو مار ڈالا۔ پس قصاص کے لئے بنو لحیان پر چڑہائی کی گئی تہی۔

(۳۲) سریہ قضایا بامارت محمد بن مسلمہ

اسی سال مین حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالے عنہ تیس سوارون کے ساتہہ بنی بکر ابن کلاب کی ایک جماعت پر بہیجے گئے۔ اون لوگون نے موضع ضریہ پر ایک مفسدہ برپا کر کے مسلمانون کو تنگ کر رکہا تہا۔ محمد بن مسلمہ دن بہر چلتے اور رات کو تہوڑی دیر آرام کر لیتے تہے۔ آخر ش موضع ضریہ مین دونون کا مقابلہ ہوا۔ چند کفار مارے گئے باقی بہاگ گئے۔ جو اسباب وہ چہوڑ گئے اوسمین سے خمس نکالکے باقی اہل سریہ پر تقسیم کر دیا گیا۔ غزوہ بنی لحیان اور اس سریہ مین اونیس ۱۹ دن صرف ہوے

ایک روایت مین ہے کہ محمد بن مسلمہ کو بنی بکر ابن کلاب کی سرکوبی کے لیئے قضایا بھیجا تھا۔

(۳۳) سریہ عکاشہ ابن محصن اسدی

بنی اسد کی ایک قوم نے موضع غمرہ مین جمع ہو کر فساد کر رکھا تھا اس لیئے چالیس آدمی حضرت عکاشہ ابن محصن اسدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ موضع مذکور کی طرف روانہ کیئے گئے۔ جب یہ لوگ قریب پہونچے تو وہان کے لوگ بھی مثل اپنے ابنائے جنس کے خبر پاکر بھاگ گئے اور گھرون کو خالی چھوڑا۔ شجاع ابن وہب گرد و نواح مین تحقیقات کے لیئے بھیجے گئے۔ وہ کمین سے ڈھونڈہ ڈھانڈ کے ایک آدمی اوس قوم کا پکڑ لائے اوسے حضرت عکاشہ نے جان کی امان دی تو اوسنے بتادیا کہ فلان گانون مین مفسدین کے مویشی موجود ہین۔ آپ کو وہان جاکر دسو اونٹ دستیاب ہوئے تو اونہین مدینہ لے آئے۔

(۳۴) سریہ ذی القصہ

اسی سال مین بنی ثعلبہ نے اپنے دیار مین فتنہ پردازی سے ایک غدر کر دیا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ دس آدمیون کے ہمراہ وہان بھیجے گئے۔ جسوقت یہ وہان پہونچے ہین رات ہو گئی تھی دیکھا کہ ہم تو صرف دس ہین اور مشرکون کی جماعت سو سے بھی زیادہ ہے اور رات کا سمان ہے آخر دونون طرف سے تیر چلنے لگے اور کفار جو مسلمانون سے بہت زیادہ تھے ایکبارگی ہمارے غازیون پر ٹوٹ پڑے۔ چونکہ وقت نازک تھا اس لیئے سب شہید ہو گئے۔ حضرت محمد بن مسلمہ بھی زخمی ہو کر اونکے بیچ مین پڑے تھے چونکہ پنڈلی کا زخم تھا اس لیئے ہل نہ سکتے تھے۔ ناگاہ ایک مسلمان چلتا پھرتا اودھر آنکلا۔ وہ محمد بن مسلمہ کو زندہ دیکھکر اپنی پیٹھہ پر چڑہا مدینہ لے آیا۔

حضرت رسول خدا نے جناب ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھہ چالیس آدمی مقتل اصحاب پر بھیجے تاکہ قاتلان بدکردار سے انتقام لین۔ ان لوگون کو بھی وہان پہونچنے

شام ہوگئی تھی رات کو جا کر دیکھا تو وہان کسی کا پتا نہ تھا۔ یہ لوگ وہان سے واپس آئے۔

(۳۵) سریہ زید ابن حارثؓ

اسی سال موضع جموم پر بنی سلیم نے مسلمانون کو دق کرنا شروع کیا تھا حضرت زید معہ اپنے ہمراہیون کے موضع جموم کے قریب بطن نخلہ پر پہونچے اون مین سے چند لوگون کو قید کیا اور کچھہ مویشی بھی ہاتھہ آئے۔

دوسری بار حضرت زید کو موضع عیص پر قریش کے ایک قافلہ سے مقابلہ کرنا پڑا جو شام سے آتا تھا حضرت زید نے اونمین سے کچھہ لوگ اسیر کئے اور اسلحہ و مال و اسباب اونکا ضبط کر کے مدینہ آگئے۔ اسیرون مین سے ابوالعاص ابن الربیع کو آنحضرت صلعم نے امان دی اور اونکا مال بھی واپس کر دیا گیا۔ ابوالعاص کی بیوی حضرت زینبؓ نے جو آنحضرت کی صاحبزادی تھین اپنے شوہر کو چھوڑوالیا۔

(۳۶) سریہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف

اسی سال مین حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ دومتہ الجندل قبیلہ بنی کلب کی بغاوت فرو کرنے تشریف لے گئے۔ آپ نے عبدالرحمٰن کی روانگی کے وقت دستار اپنے دست مبارک سے اونکے فرق انور پر باندہی اور فرمایا۔

اغز کذا لبسم اللہ و فی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ لاتغل و لا تغدر و لا تقتل ولیدًا۔

ترجمہ۔ خدا کے نام اور اوسکی راہ مین جہاد کر۔ کافرون اور خدا کے منکرون سے مقاتلہ کر۔ غنیمت مین کمی اور غدر نکر اور لڑکون کو قتل نکرنا۔ یہ نصیحت فرما کے اونہین بنی کلب کی طرف روانہ کر دیا رخصت کے وقت بتاکید تمام ہدایت کی کہ پہلے اونہین دعوت اسلام کرنا جب نمانین تو لڑنا۔

حضرت عبدالرحمٰن دومتہ الجندل پہونچے اور تین دن وعظ و نصیحت کر کے دعوت اسلام کی

اصبغ ابن عمرو کلبی نصرانی خدا کے فضل سے مسلمان ہوا - نیز ایک جماعت کثیر اپنا دین آبائی چھوڑکر حضرت عبدالرحمن کے وعظ سے اسلام مین داخل ہوئی - جنہون نے اسلام قبول نہین کیا وہ جزیہ دینے لگے - تماضر بنت اصبغ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کے ساتھہ نکاح کرلیا - ایک نامی فقیہ ابو سلمہ جو تابعین مین بہت بڑے شمار کیے جاتے ہین وہ تماضر اور عبدالرحمن کی اولاد مین ہین -

(۳۷) سریہ حضرت علی مرتضیٰ رض

اسی سال مین آنحضرت صلعم نے علی مرتضیٰ شیر خدا کو قبیلہ بنی سعد ابن بکر کی گوشمالی کے لیے فدک بھیجا - سنا گیا تھا کہ بنی سعد نے ایک لشکر جمع کیا ہے اور یہود خیبر اونہین مدد دینگے - یہ لوگ مدینہ پر آیا چاہتے ہین - حضرت علی سو آدمیون کے ساتھہ وہان کو روانہ ہوے - شب کو راہ چلتے اور دنکو آرام کرتے ہوے موضع ہمج پر پہونچے - وہان ایک آدمی ملا اوس سے دشمنون کا حال دریافت کیا - اوس نے کہا کہ اگر مجھے امان دو تو مین تمکو لیجا کر اونہین مین کھڑا کردون - جناب امیر نے اوسکو امان دی - اوس نے مسلمانون کو لیجا کر جماعت کفار کے سر پر کھڑا کردیا - بنو سعد موت کو اپنے سرون پر دیکھتے ہی بھاگ گئے - گڑبڑ کی حالت مین اونکے پانسو اونٹ اور دو ہزار بکریان رہگئین - وہ مسلمانون نے ضبط کین - جناب علی مرتضیٰ نے اونمین سے چند اونٹ آنحضرت کے لئے نکالکر باقی سب فی سبیل اللہ مجاہدین پر تقسیم کردئے - اور مدینہ چلے آے -

(۳۸) سریہ زیدؓ بن حارثہ

حضرت زید تجارت کے لئے شام جاتے تھے - دیگر اصحاب نے بھی اپنا مال زید کے سپرد کردیا تھا کہ اسے بھی بیچتے لانا - جب حضرت زید وادی القریٰ پر پہونچے ہین تو بنی بدر کے لوگ قبیلہ فزارہ سے نکلکے سد راہ ہوے - اور باہم لڑائی ہونے لگی - چونکہ مسلمان تھوڑے تھے اور مشرک بہت -

اس لئے مشرک ہی غالب رہے اور مسلمانون کا سب مال ومتاع چہین لے گئے۔ زید نے یہ حال مدینہ مین آنحضرت کے آگے بیان کیا۔ آپ نے ایک جماعت زید کے ساتھہ کردی۔ اونہون نے بنی بدر کی خوب خبر لی۔ بعض تو اون مین سے چہوڑ دئے گئے۔ کچہہ اسیر ہوے اور باقی بہاگ گئے۔ بہت سی عورتین بہی مشرکون کی گرفتار کرکے مدینہ لائی گئین ٭

قصہ عکل وعرنیہ

عرنیہ کے کچہہ لوگ مدینہ مین آنحضرت صلعم کے پاس آکر مسلمان ہوگئے مگر مدینہ کی آب وہوا اونہین موافق نہوئی۔ آنحضرت نے اونہین کوہ عیر کے پاس دری الجدر مین بہیجدیا تاکہ دہان بودوباش کرکے حضرت کے شیردار اونٹون کا دودہ پیا کرین۔ وہ لوگ تہوڑے دن وہان رہے اور دودہ پی پی کے خوب قوی اور توانا ہوگئے اور ایک دن صبح کو قریب پندرہ اونٹ ہانک لے گئے آنحضرت کے غلام یسار رضہ کو جب اطلاع ہوئی تو وہ چند آدمی اپنے ہمراہ لیکر اون کے پیچہے گیا۔ جب اونکے قریب پہونچا تو وہ لوگ مرنے مارنے پر تیار ہوے اور یسار کو پکڑکے اوسکے ہاتہہ پانٔون کاٹ ڈالے اور زبان اور آنکہون مین کیلین ٹہونکدین۔ حضرت یسار اس صدمہ سے شہید ہوگئے۔

جب یہ خبر حضور کو پہونچی تو آپ نے حضرت کرز رضہ ابن جابر فہری کو بیس سوار دیکر وہان بہیجا۔ حضرت کرز رضی اللہ عنہ نے جلدہی سے اونہین جالیا۔ اور چودہ اونٹ اون سے چہین لئے۔ ایک کو وہ ذبح کرکے کہا چکے تہے۔ پہر اون سبکو قید کرکے مدینہ لے آے خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر غابہ مین تہے کہ کرز مجتمع السیول کے راستہ سے اونکے پاس پہونچے آپ نے حکم دیا کہ جطرح انہون نے یسار کے ہاتہہ پانٔون کاٹے اور آنکہون اور کانون مین کیلین ٹہونکی ہین اوسی طرح انکی درگت کی جاے۔ پس ایسا ہی کیا گیا۔

مدینہ کے قریب عرنیہ نام ایک میدان ہے وہین یہ چور رہتے تہے اور قبا کے پہاڑ دن مین

حضرت کے اونٹ چرا کرتے تھے۔

مینہ برسنے کے لئے دعا مانگنا

اہل سیر فرماتے ہین کہ سنہ ۶ ہجری کے رمضان المبارک مین لوگون نے قحط سالی اور امساک باران سے تنگ آکر حضرت رحمۃ للعالمین سے دعاے استسقا کی درخواست کی۔ آپ نے ایک وقت مقرر فرما کے حکم دیا کہ بتبذل حالت مین پھٹے پُرانے کپڑے پہن کے جس سے ظاہر کی فروتنی و غربت معلوم ہو اور نہایت خضوع و خشوع و تضرع و زاری کے ساتھہ جس سے باطن کا دُکھہ ثابت ہو عیدگاہ چلو۔ چلتے وقت حضور نے بھی اپنی ردا سے مبارک اولٹ لی کہ نیچے کا رخ اوپر اور اوپر کا تلے ہو گیا۔ آپ کے عمامہ کے پیچ سب ڈھیلے اور سر سے لٹکتے ہوے ردا کے پلے بے ترتیب اولٹے پلٹے دوش مبارک پر پڑے تھے رجوع قلب اور مستمندانہ صورت سے وہ خلق اللہ کا بہی خواہ عیدگاہ مین پہونچا وہان دو رکعت نماز بے اذان و اقامت ادا کی پہلی رکعت مین سات تکبیرین اور دوسری مین پانچ کہی گئین اور دونون رکعتون مین سورۃ الاعلیٰ و سورۃ الغاشیہ پڑہی۔ ایک روایت مین ہے کہ سورۂ ق و آیہ اقتربت الساعۃ پڑہی گئی تھی۔ پہر خطبہ پڑہ کے روبقبلہ کھڑے ہوے اور دعا مانگی۔ روایات صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے کہ لوگ ابہی تک عیدگاہ سے نکلے نہ تھے کہ ابر نے آسمان کو گہیر لیا اور بوندین پڑنے لگین پہر کئی دن تک متواتر شب و روز ایسی بارش ہوی کہ جل تہل بہر گئے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مہر سپہر رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین جمعہ کا خطبہ پڑہ رہے تھے۔ ایک اعرابی مسجد مین آیا اور ملتمس ہوا کہ یارسول اللہ ہلکت المواشی وجاع العیال و انقطع السبل واحمرت الشجر اے حضور خشک سالی سے مویشی ہمارے ہلاک ہو گئے اور اہل و عیال بہوکے مرتے ہین راہین بند ہو گئین درخت سوکہ گئے دعا کیجیئے کہ خدا مینہ برسائے۔ آپ نے اوسیوقت دست حق پرست آسمان کی طرف اوٹہا کے دعا کی۔ اللھم اسقنا اللھم اسقنا اللھم اسقنا یعنی یا الہ العالمین ہمین

پانی پلایا یا اللہ ہمین پانی دیدے اے خدا ہمین پانی پلا- اتنا کہنا تہا کہ خدا کی کارسازی نظر آگئی- معتبر لوگون نے بیان کیا ہے کہ اوسوقت ایک دہبہ تک آسمان پر نہ تہا آپکے دعا مانگتے ہی ایک پارۂ ابر نمودار ہوا- پلک مارنیکی دیر تہی کہ تمام آسمان پر پہیلگیا اور دہوان دہار مینہ برسنے لگا- آپ ابہی ممبر سے نیچے نہین اوترے تہے کہ مسجد کی چہت ٹپکنے لگی اور پانی نے ریش مبارک کو تر کردیا- ایسی جہڑی لگی کہ ایک جمعہ سے شروع ہوکر دوسرا جمعہ گذار دیا اور کہلنے کا نام نہ تہا- تراہ تراہ ہونے لگی مکان گرنے لگے- سب کاروبار بند ہو گئے- دوسرے جمعہ کو وہی اعرابی جو نہ برسنے کی شکایت لایا تہا اوسی دروازہ سے پہر حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور چوپائے بہ گئے- مکان کہنڈر بنگئے- راستہ بند ہین- للہ اس طوفان عظیم سے بچائیے- آپ مسکرائے اور فرمایا کہ انسان بہی عجیب بیچین مخلوق ہے- اسے کسی ڈہب کل نہین- اشارہ انگلی کا جو ہوگیا تو ابر ادہر اودہر ہٹا- چارون طرف برستا تہا لیکن مدینہ خشک مثل خیمہ کے نظر آتا تہا- پہاڑون سے پانی بہتا ہوا چلا آتا تہا یہانتک کہ احد کے نزدیک وادی قناۃ کا رودخانہ مہینے بہر کامل جاری رہا- یہ ذکر جنگ تبوک کے بعد کا ہے-

اکثر دعاے استسقا آپنے فرمائی ہے اور فوراً اثر اوسکا ظاہر ہوا ہے- یہ صرف دو بار کا ذکر تمثیلاً کیا گیا- جناب سردار رسل ہادی سبل صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اندہون کے لئے چند محل استجابت دعا کے بہی بتا دئے ہین- فرمایا- کہ جسوقت صفین باندہکے جہاد مین کفار کے سامنے تم کہڑے ہوتے ہو تو وہ دعا قبول ہونیکا وقت ہے کیونکہ اوسوقت تائید دین متین اور شکست کارخانہ کفر کے لئے نزول رحمت الٰہی ہوتا ہے- اقامت نماز کے وقت کہ وہ بہی جہاد اکبر ہے شیطان سے- پانی برسنے کیوقت بہی نزول رحمت ہوتا ہے- بیت اللہ شریف کے دیکہنے کے وقت بہی دعا قبول ہوتی ہے- لیلۃ القدر مین- عرفہ کے دن- سارے رمضان مین- اول شب رجب اور پندرہوین شعبان کی- عیدین اور جمعہ کی راتون کو- جمعہ کے دن- ہر رات کے پچہلے

حصہ مین - ہر شب اول کے ثلث مین بدھ کے دن ظہر وعصر کے درمیان - طلوع صبح صادق کے وقت ہر فرض نماز کے بعد - تلاوت قرآن اور ختم قرآن کے بعد - آب زمزم پینے کے وقت - مسلمانون کے اژدحام کے وقت - نماز استسقا اور عیدین کے وقت - سورۂ اخلاص پڑھ چکنے کے بعد - امام کے "ولا الضالین" کہنے کے وقت - تکبیر کہنے کے وقت - اور سورۂ انعام کی اس آیت کے پڑھنے کے وقت قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ ۘ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ دونون الفاظ اللہ کے درمیان - (ترجمہ آیت شریف) کہین ہم ہرگز نہ مانینگے جب تک ہمکو نہ ملے ویسا ہی جیسا کہ اللہ کے رسولون کو ملتا ہے - اس بات کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کہان اپنے پیغام بھیجے سب مین ارجح اور اقوی یہ بات ہے کہ ساعت جمعہ مین دعا قبول ہوتی ہے - اور نماز کی اذان کے وقت - اذان اور اقامت کے درمیان - حی علی الصلاح اور حی علی الفلاح کے بعد - سجدے مین - موتے کے پاس حاضر ہونے کے وقت - مرغ کی آواز کے وقت اللہ کے ذکر کی مجلسون مین میت کے قبض روح کے بعد ہی - طواف کرتے وقت مطاف مین - ملتزم کے پاس - میزاب یعنی کعبہ کے پرنالے کے نیچے - کعبہ کے اندر - صفا و مروہ پر - صفا و مروہ کے درمیان جو دوڑنے کی جگہہ ہے اوس مین - مقام ابراہیم مین - عرفات مین - مزدلفہ مین - منی مین - تینون جمرون کے نزدیک - اور دعا مضطر و مظلوم کی قبول ہوتی ہے چاہے وہ کافر و فاجر ہی کیون نہو - اور والدین کی دعا - بادشاہ عادل کی دعا - نیک بخت آدمی کی دعا - اور اوس بیٹے کی دعا جو اپنے والدین کے ساتھہ نیکی کرتا ہو اور اونکا فرمانبردار ہو - اور روزہ دار کی دعا افطار کے وقت - اور مسلمان کی دعا اپنے مسلمان بھائی کے لئے اوسکی غیبت مین - قربان اپنے پیارے نبی برحق کے جس نے ایسی ایسی مفید اور کارآمد تعلیمین ہمین دین - اگر ہم سچے مسلمان اور خلوص نیت والے ہین تو ان سے بہت کچھہ فائدہ اوٹھا سکتے ہین -

لہذا ناظرین کی خدمت مین عرض ہے کہ ان اوقات سے ضرور مستفید ہون - خدا اچھا ہی کریگا

قصہ حدیبیہ

اسی سال مین یکشنبہ کے دن غُرّہ ذلیقعدہ کو جناب رسالتمآب نے خواب دیکھا کہ مین اپنے اصحاب کے ساتھہ زیارت مکہ معظمہ کو گیا ہون - عمرہ کیا ہے - کلید خانہ کعبہ میری قبضہ اقتدار مین آگئی ہے - اور اکثر اصحاب نے موتراشی بھی کی ہے - پس آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو جمع کرکے یہ خواب بیان کیا - سب اسکو سنکر از بس خوش ہوے - اور بالکل سمجھہ لیا کہ حضور کے خواب کی تعبیر اسی سال مین واقع ہوگی - پھر سبھون نے خانہ کعبہ کی زیارت کا قصد کرکے تیاریان شروع کردین اور سب سے کہدیا کہ ہم عمرہ کو جاتے ہین - دوشنبہ کے دن یکم ذلیقعدہ کو حضور اپنے اونٹ قصوی پر سوار ہوکے مدینہ سے باہر نکلے - عبد اللہ ابن ام مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کیا - یہ عجب بے سروسامانی کا سفر تھا - کسی نے اپنے ساتھہ کچھہ نہ لیا البتہ بعض کے پاس تلوار تو تھی باقی صرف اللہ کا نام تھا نہ کچھہ توشہ نہ زاد راہ - اللہ بس باقی ہوس کا معاملہ تھا اور وجہ اس بے سروسامانی کی یہ تھی کہ زیارت کعبہ کے شوق مین ویسے ہی اوٹھہ کھڑے ہوے - اکثر بزرگوار تو پیادہ پا ہی چلدئے تھے اور بہت سے محض خالی ہاتھہ نہ تلوار نہ لکڑی - وہان تو کسی سے لڑنیکا قصد ہی نہ تھا نہ یہ اندیشہ تھا کہ کوئی ہمارا اسد راہ ہوگا - سب یہی کہتے تھے کہ ہم تو کعبہ کی زیارت کو جاتے ہین -

آنحضرت صلعم نے ستر اونٹ بطور ہدے اپنے ساتھہ لئے جنمین وہ اونٹ بھی شامل تھا جو بدر کے دن ابوجہل کی سواری مین تھا - اونٹون کے گھاس دانہ کا انتظام ناجیہ ابن جندب اسلمی کے ذمہ کیا گیا - اصحاب مین سے جتنی جسے توفیق تھی اوتنا ہدے اپنے ساتھہ لیگیا - حضرت خواجہ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات نے نماز ظہر ذوالحلیفہ مین پڑہی - وہین شتران ہدے کو مجلل کیا - اصحاب نے بھی آپکی تقلید کی - پھر آپ نے احرام عمرہ باندہا اور یون لبیک کہا لبیک اللھم لبیک لبیک

لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک - صحابہ نے بھی حضور کی پیروی کر کے یہین سے احرام باندہا - مگر بعضون نے اوسوقت باندہا جب منزل جحفہ مین پہونچکر ڈیرے خیمے ڈالدئے ہین -

آنحضرتؐ نے ناجیہ اسلمی کو ہدی کے اونٹون کے ساتھہ کر دیا - اور عباد بن بشر کو بھی بیس مہاجرین وانصار کے ہمراہ آگے بہیجدیا - تاکہ منزل گاہ کو دیکھتے بہالتے چلین - اونکے بعد خود روانہ ہوے -

جب مشرکین مکہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اونہون نے باہم مشورہ کیا اور یہ ٹہیری کہ مسلمانون کو یہان آنے نہ دو - اطراف وجوانب کی اقوام وقبائل سے بھی مدد طلب کی گئی - سب قومین اونکا ساتہہ دینے کو مستعد ہوگئین - غرضکہ کفار اپنا ساز وسامان ٹہیک کر کے اور کیل کانٹے سے درست ہوکر موضع بلدح مین آپڑے - خالد ابن ولید اور عکرمہ بن ابوجہل کو لشکر کا ہراول کیا - اور دوسو سوار اون دونون کی ہمراہی کے لئے ملے -

جناب سید عالم نے ذوالحلیفہ سے بشر ابن سفیان کو جو قبیلہ خزاعہ سے تھے مکہ بہیجا تاکہ قریش کا عندیہ دریافت کر کے خبر دین - حضرت بشر وہان کا حال دریافت کر کے آنحضرت سے نواح عسفان مین آملے - اور عرض کی کہ حضور وہان تو مسلمانون کے سدراہ ہونیکی تیاریان ہین -

جب آنحضرتؐ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے صحابہ کو جمع کر کے مشورہ کیا اور فرمایا کہ اگر تمہاری مرضی ہو تو ہم اون قومون اور قبیلون کو جو قریش کی مدد کو چلے ہین راستہ ہی مین روکدین تاکہ قریش کی طاقت نہ بڑہ سکے - حضرت صدیق اکبر نے یہ بات پسند نہ کی اور عرض کیا کہ آپ تو زیارت کے قصد سے تشریف لئے جاتے ہین آپکو ان جہگڑون سے کیا مطلب - اگر وہ زیارت مین مزاحم ہونگے تو پہر ہم اونہین اور اونکے حمایتیون کو سمجھہ لینگے - آنحضرت کو صدیق اکبر کی راے بہت پسند آئی اور فرمایا بہتر خدا کا نام لیکر سیدہے چلے چلو - مگر اس بات کا خیال رکہنا کہ خالد بن ولید ضرور کمین گاہ مین

بیٹھا ہوگا۔ ہم لوگون کو چاہئیے کہ راستہ کے دائین جانب ہولین تاکہ اونکے سر پر جا کھڑے ہون۔ پس لشکر اسلام نے وہی راہ اختیار کی اور اس مزے سے پہونچے کہ جب تک غازیان نیک انجام کے پیرون کی گرد اوڑتی ہوئی نہ دکہائی دی اوسوقت تک خالد بن ولید کو اونکے آنیکی خبر ہی نہین ہوئی۔ بالکل بے خبر رہے۔

جب خالد نے دیکھا کہ یہ آسمانی گولہ یکایک میرے اوپر آگرا تو فوراً بدحواس ہوکے معہ ہمراہیون کے بہاگے اور قریش کو جاکے خبر کردی۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سوار چلے جاتے تہے کہ ثنیہ مرار پر پہونچ کے اونٹ بیٹھہ گیا۔ لوگون نے کہا کہ تہک گیا ہے۔ آنحضرت کا ارشاد ہوا کہ اسکی عادت مین تہکنا داخل نہین درگاہ خداوندی سے یہی حکم ہوا ہوگا جیسے کہ اصحاب فیل کے ہاتہی محمود کو آگے بڑہنے کی اجازت نہ تہی۔ آپ نے چپکے سے قصوی کے کان مین کہا کہ قسم ہے اوس خدا کی جسکے قبضہ مین میری جان ہے جو باتین خانہ کعبہ کی تعظیم کے باب مین قریش مجہسے چاہینگے مین اونمین کچہہ چون وچرا نکرونگا۔ اوس گہر کا ادب میرا دین وایمان ہے۔ اونٹ نے اتنا سنا اور اوٹہہ کھڑا ہوا۔ اللہ اللہ کیا تعظیم منظور ہے اپنے گہر کی یعنی اپنے حبیب کو بہی آگاہ کردیا کہ وہان ادب سے حاضر ہونا۔

قصوی راہ چہوڑ کر دوسرے راستہ پر ہوگیا اور چاہ حدیبیہ پر پہونچا جس مین تہوڑا سا پانی تہا۔ لوگ اوسی کنوئین کے قریب میدان مین ٹہر گئے اور پانی خرچ کرنے لگے وہان پانی کی تو کمی تہی ہی بالکل خاتمہ ہوگیا۔ آدمی اور مویشی پیاسے ہوے تو حضور کی خدمت مین شکایت پہونچی۔ آپ نے ترکش سے ایک تیر نکالکے اونکو دیا کہ اسے کنوئین مین ڈالدو۔ تیر کے پڑتے ہی کنوان لبریز ہوگیا۔ سب نے اپنے اپنے برتن بہر لئے۔ نہائے دہوے اور خدا کا شکر بجالاے۔ ایکدفعہ آپ نے ایک ایسے ہی موقع پر اصحاب کی پیاس دیکھکر دعا کی تو ایسا مینہ پڑا کہ زمین وآسمان ایک ہوگئے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ حدیبیہ مین پہونچکر پانی کی قلت ہوئی - لوگ پیاسے مرنے لگے تو صحابہ نے خدمت نبوی مین حاضر ہو کر گذارش کی کہ حضور یہ ظرف جو آپ کے سامنے رکھا ہے اس مین جتنا پانی ہے وہی تو ہے اور سارے لشکر مین کہین پانی کا نام و نشان نہین - ارشاد ہوا کیون گہبراتے ہو اللہ مالک ہے آؤ ہم تمہین سیراب کردین - لوگ پیاسے تو تھے ہی چارون طرف سے اسطرح گہر آئے جیسے چشمہ شیرین پر مجمع ہو جاتا ہے - آپ نے ہاتھہ اپنا برتن مین ڈالدیا اور اونگلیون سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے - سبھون نے پیاس بہر بہر کے پانی بہی پی لیا اور وضو بہی کر لئے حضرت جابر فرماتے ہین کہ ہم تو اوسوقت صرف ڈیڑہ ہی ہزار آدمی تھے اگر لاکھون ہوتے تو بہی پانی کی کمی نہ ہوتی

چاہ حدیبیہ پر مدت تک قیام کا جو اتفاق ہوا تو ایک دفعہ اور پانی کا قحط پڑا - حضور نے خود کنوئین پر بیٹھکے برتن مین پانی بہروایا اور وضو کرنیکے بعد جتنا پانی باقی رہا اوسمین کلی کر کے وہ پانی کنوئین مین ڈالدیا - تہوڑی دیر نہ گذری تھی کہ پانی اوبلنے لگا اور سب آدمی اور جانور سیر ہو گئے - پہر جب تک کہ لشکر وہان رہا پانی کی شکایت کسی کو نہوئی اوسی کنوئین نے سب کو پانی دیا -

دولتآب صبحی پاشا دام اجلالہم نے لکھا ہے کہ اس مقام پر جب پانی کی کمی ہوئی تو حضور نے ترکش سے ایک تیر لیکے زمین مین گاڑدیا جسوقت اوسکو نکالا ہے تو یہ معلوم ہوا کہ کرۂ زمین کو وار پار برمادیا ہے پانی نے جوش جو مارا تو ندی رواں ہو گئی اور سب آدمی گہوڑے اور اونٹ سرد و صاف آب شیرین پی پی کے تر و تازہ ہو گئے -

المختصر لشکر اسلام تو یہان خیمہ زن تہا اور کفار مکہ اپنی ہٹ پر قایم تھے کہ ہم مسلمانون کو شہر مین قدم نہ رکھنے دینگے - بدیل بن ورقا خزاعی قریش کی طرف سے ایلچی ہو کے حضور مین حاضر ہوا - اوسکے ہمراہ اور بہی بہت سے لوگ بطور اردلی کے تھے - یہ سب آدمی آنحضرت کے پہلے زمانہ کے دوست اور رازدار بہی نظر آئے - بدیل نے التماس کی کہ قریش نے بڑا مجمع فراہم کر لیا ہے اور تمام

اقوام وقبائل عرب آپ کے سدراہ ہونے کو مستعد ہین اور یہ بہی تجویز ہے کہ اس نواح مین جہان جہان پانی ہے اوسپر قبضہ کرلیا جاے تاکہ مسلمان ایک ایک قطرۂ آب سے بہی ترس جائین بہتر یہ ہے کہ آپ مدینہ کو واپس ہوجائین ورنہ اچھا نہوگا - آنحضرت صلعم نے جوابدیا کہ ہم تو گہر سے لڑنیکا ارادہ کرکے چلے ہی نہین صرف عمرہ کا قصد ہے - معلوم نہین کہ قریش کے دماغ مین کیا سمائی ہی جو ذرا ذرا سی بات مین لڑائی پر تلجاتے ہین یہ خناس سمانا اونکے حق مین اچھا نہوگا - ہمین تو جنگ ہرگز منظور نہین - اب بہی ہماری طرف سے جاکر اونہین یہ سمجہا دو کہ ایک مدت معینہ کے لئے وہ ہم سے صلح کرلین - اثناے صلح مین ہم اور کفار سے لڑا بہڑا کرینگے اگر ہم نے عرب کے سب کفار کو زیر کرلیا اور وہ ہمارے مطیع و فرمانبردار ہوگئے اور قریش کے دل مین خدا نیکی دے - اور وہ چاہین تو اورون کی طرح وہ بہی میری اطاعت کرلین - اور جو کفار نے ہمین مار ڈالا تو اونکا مطلب حاصل ہے صرف اتنی سی بات پر جان و مال کو معرض خطر مین ڈالنا اونکی حماقت ہے - اور اگر اونکو ایسی سیدہی بات بہی منظور نہو تو ہم بہی مقابلہ کو تیار ہین ہم موجود ہین سب ہی کو ابہی میدان معلوم ہوجائیگا کہ کون جیتا اور کس نے منہ کی کہائی - مرد اپنے منہ سے نہین کہتے کرکے دکہاتے ہین - حق سبحانہ تعالی اپنے دین متین کی آپ حمایت کریگا اور اپنے پاک احکام اوسے جاری کرنے ہونگے تو آپ کردیگا -

بدیل آپ کی خدمت سے رخصت ہوکے مکہ پہونچا مگر کسی نے اوسکی نہ سنی - عکرمہ بن ابی جہل اور حکم بن ابی العاص وغیرہ تو اوسکی طرف متوجہ ہی نہوے اور کہنے لگے کہ ہمین کچہہ حاجت محمد کی باتین سننے کی نہین لیکن بعض جو زیادہ دور اندیش تہے اونہون نے البتہ بدیل سے کہا اچھا بیان کرو وہان سے کیا دیکھہ سن آے ہو - اون سے بدیل نے سارا قصہ کہکے صلاح دی کہ تم محمد سے لڑنے مین بڑی جلدی کرتے ہو - مسلمانون کا ارادہ تم سے لڑنیکا نہین ہے وہ تو صرف خانہ کعبہ کی زیارت کے واسطے آتے ہین اونہین تم لوگ آنے کیون نہین دیتے - مگر لوگ سمجھے کہ بدیل محمد سے

سازر کہتا ہے اس لیئے سن کے بہی کچھہ خیال نہ کیا - وجہ اس بے اعتباری کی یہ تہی کہ بدیل کا قبیلہ خزاعہ ایام جاہلیت مین بہی اور اب عہد اسلام مین بہی آنحضرت کا دوست تہا اور مکہ کی ذرا ذرا سی بات کی خبر آنحضرت کو دیا کرتا تہا -

اب عروہ بن مسعود ثقفی نے قریش سے کہا کہ تم میرے مائی باپ ہو مجہہ سے تمہارے لیئے کبھی برائی نہوگی میری بہی سنو کہ محمد نے جو کچھہ کہا ہے سب ٹہیک اور اوسی مین تمہارا فائدہ ہے للہ تم اوسکی بات مان لو مین تمہارے بہلے کی کہتا ہون - اور اگر تمہاری صلاح ہو تو مین محمد سے گفتگو کر آؤن اور اپنی آنکہون سے سب کچھہ دیکھہ سُن آؤن - سب ایک زبان ہوکر بولے ہان تم جاؤ اور وہان کی خبر لاکے ہمین دو - عروہ حضور کی ملازمت مین حاضر ہوا - حضرت نے جو بدیل سے فرمایا تہا وہی اوس سے بیان کیا - عروہ بولا اے محمد تمہین اپنی قوم کے نیست و نابود کرنے سے کیا حاصل ہوگا کبھی پہلے بہی ایسا ہوا ہے کہ عرب مین کسی نے اپنے دلبندون اور اپنی اصل کو جڑ بنیاد سے تباہ کر دیا ہو افسوس تمنے تو ناخنون سے گوشت جدا کر دئے - سمجہہ لو کہ اگر تم مغلوب ہوئے تو تم سب کا وہ لوگ کیا حال بنائینگے - مین خوب سمجہتا ہون کہ یہ بدچلن - اوباش اور لوٹ مار کرنیوالے لوگ جو تمہارے پاس اکٹہا ہوگئے ہین انہون نے تمہارا دماغ آسمان پر چڑہا دیا ہے مگر یاد رکہنا کہ ایسے لوگ مصیبت کے وقت کے ساتہی نہین ہوتے یہ ہرجائی لوگ ہین تمہین آفت مین پہنسا کے سب بہاگ جائینگے - جناب ابوبکر صدیق اوسوقت بیٹہے ہوئے یہ گفتگو سن رہے تہے - ساری کہتا تو اوسکی سنا کئے اور خون کے سے گہونٹ پیتے رہے مگر جب اوس نے کہا کہ تمہین چہوڑ کے بہاگ جائینگے تو آپ بہر گئے اور جو کچہہ منہ مین آیا اوسے برا بہلا کہا کوئی بات اوٹہا نہ رکہی اور کہنے لگے کہ اے مردود ہم اور رسول اللہ کو چہوڑکر بہاگ جائینگے - عروہ بولا کہ اے ابوبکر اگر تمہارا ایک احسان میرے ذمہ نہوتا تو مین اس بدزبانی کا جواب دیتا -

زمانہ جاہلیت مین حضرت ابوبکر نے عروہ کا ایک قرضہ دس اونٹ یا دس گائین دیکر ادا کر دیا تہا جسکی استطاعت عروہ کو نہ تہی اور قرض خواہ نے سختی کی تہی - یہ احسان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اوسپر چلا آتا تہا جسکی طرف اوس نے اسوقت اشارہ کیا ہے -

جسوقت عروہ آنحضرت صلعم سے گفتگو کر رہا تہا تو باتین کرنے مین بار بار اپنا ہاتہہ حضور کی ریش مبارک کی طرف بڑہا دیتا تہا اور حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ اپنی تلوار کا قبضہ اوسکے ہاتہہ پر مار دیتے اور فرماتے تہے کہ ہاتہہ ڈاڑہی سے دور رکہہ - عروہ نے پوچہا یہ کون شخص ہے جو ہر بار مجہے ایذا دیتا ہے آنحضرت مسکرائے اور جواب دیا کہ مغیرہ تیرا بہتیجہ تجہے ادب سکہا رہا ہے - عروہ جلگیا اور بولا کہ اے غدار مین تو تیری بد چلنی کی اصلاح کرنے آیا ہون اور تو میرے ساتہہ یون پیش آتا ہے -

کیفیت اسکی یہ ہے کہ ایام جاہلیت مین مغیرہ اور تیرہ ۱۳ آدمی قبیلہ بنی مالک کے قبیلہ ثقیف سے باہر نکلے اور مقوقش شاہ مصر کے پاس پہونچے - بادشاہ نے اون تیرہون کو توبہت سا انعام و اکرام دیا مگر مغیرہ کو کچہہ نہ ملا - یہ حضرت جلے تہیرے - واپسی کے وقت جب منزل پر پہونچکے ایک جگہہ مقام کیا تو سب کے سب شراب پی پی کر مست ہو گئے اور سو رہے - مغیرہ نے اوسی حالت مین سبکے ٹکڑے کر دئے اور مال لیکے چنپت ہوے - مکہ مین آکے خدا نے اپنا فضل کیا - آنحضرت کی نبوت اور معجزات کا شہرہ سنا تو مدینہ مین حاضر ہو کے دولت اسلام سے مالا مال ہو گئے سنے ہوے حالات کو بچشم خود دیکہکر وہ عقیدت بڑہی کہ اب چچا کی گوشمالی کو مستعد کہڑے ہین سب اپنی چوکڑیان بہولادین - سچ ہے -

صحبت صالح ترا صالح کند	صحبت طالح ترا طالح کند

مغیرہ کے اسلام لانے کے بعد آنحضرت نے فرمایا کہ مغیرہ تیرا اسلام خدا کے نزدیک جب قبول ہوگا جبکہ یہ مال جسے تو قتل اور غصب سے لایا ہے اوسکے مستحقون کو واپس کردے

یہ مال مسلمانون کے کام کا نہین ہے۔ ادہر بنو مالک کو اطلاع ہوئی کہ ہمارے تیرہ آدمی قتل کر کے مغیرہ نے اونکا مال لیلیا ہے۔ اونہون نے مغیرہ کی ذات برادری پر یورش کی۔ عروہ نے بڑی بڑی کوششون سے تیرہ خون بہا دیکر جہگڑہ چکایا۔ اسی قصہ کی طرف عروہ کا خیال اسوقت ہے۔

عروہ دربار رسول خدا مین بیٹہا ہوا کن انکہیون سے آنحضرت کی تعظیم و تکریم دیکہتا اور اپنے دلمین تعجب کرتا تہا کہ اصحاب بڑا ادب آپکا کرتے ہین آخر اوس نے اکر قریش سے بیان کیا کہ واللہ محمد کے سے اصحاب اور تابعین مین نے کسی کے نہین دیکہے اگر محمد اپنا آب دہن دور کرنا چاہتا ہے تو وہ زمین پر نہین گرنے پاتا کہ لوگ نعمت مترقبہ سمجہکے اوسے ہاتہون پر لیلیتے ہین اور تبرکاً و تیمناً اپنے منہ اور ڈاڑہی پر ملتے ہین۔ اگر محمد کسی کام کا حکم دیتا ہے تو ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ مین ہی اس کام کو کرلون دوسرا ہاتہ نہ لگا سے۔ جب وہ وضو کرتا ہے تو بچا ہوا پانی آبحیات سمجہا جاتا ہے اور سپر اصحاب ایسے گرتے ہین کہ دیکہنے والون کو کشت و خون ہوجانیکا گمان ہوتا ہے۔ اوسکے سامنے باتین تو کی جاتی ہین مگر بکمال ادب آہستہ آہستہ اگر وہ کسی سے کچہہ پوچہتا ہے تو شخص مخاطب نرم اور خفی آواز سے اوسکا جواب دیتا ہے۔ نہایت تعظیم اور غایت ادب سے سب اوسکے سامنے نیچی نگاہین کیئے رہتے ہین کوئی نظر تیز سے اپنے پیغمبر کی طرف نہین دیکہتا۔ اور ریش کا بال جب گرتا ہے تو بڑی عزت سے فخر سمجہکے برکت کے لیئے مسلمان رکہہ چہوڑتے ہین۔ اے میری قوم مین نے قیصر روم کا دربار بہی دیکہا ہے۔ کسریٰ کے پاس گیا ہون اور مقوقش شاہ مصر سے بہی ملاقات کی ہے مگر یہ جاہ و جلال جو محمد کے اجلاس مین دیکہا کہین نظر نہین آیا۔ محمد کے اصحاب جیسی اوسکی تعظیم و تکریم کرتے ہین ویسی کسی بادشاہ کی روے زمین پر نہین ہوتی حالانکہ وہ کہین کا بادشاہ یا صاحب ملک یا بڑا مالدار نہین ہے ایک فقیرانہ اوقات رکہتا ہے مگر وہ رعب و جلال رکہتا ہے کہ دلپر ہیبت چہا جاتی ہے۔ پہر عروہ نے آنحضرت کا قصد بیان کیا کہ وہ لڑنے نہین آے ہین

اونہین آنے دو - اور تمہاری خیر اسی مین ہے کہ اونکی مانو ورنہ پچہتاؤ گے - مین نے مسلمانون کو بغور دیکہا واللہ ایک بے ساختہ لشکر ہے جسے ڈر چہو نہین گیا سر تو وہ اپنے ہاتہون پر لئے رہتے ہین اور موت اونکے آگے زندگی ہے لڑنے پر آئینگے تو ہرگز منہ نہ پہیرینگے اور تمہارے دہوئین اوڑا دینگے - وہ ہارے بہی تو اونکا ہارنا یہ ہوگا کہ ایک بہی زندہ اپنے گہر نہ جائیگا -

عروہ کی باتین سنکر بنی کنانہ مین سے ایک شخص جلیس نام بڑا رئیس بول اوٹہا کہ یارو مجہے جانیدو مین بہی تو دیکہون کہ مسلمانون کا کیا حال ہے - لوگ راضی ہوگئے اور جلیس لشکر اسلام کے قریب آیا - آنحضرت نے فرمایا کہ یہ ایسی قوم کا آدمی ہے جو ہدی کی تعظیم کرتے ہین - لوگون نے قربانی کے اونٹ اس طرح کہڑے کردئے کہ وہ دیکہے اور لبیک کہتے ہوے اوسکے استقبال کو گئے - جلیس نے جب یہ کیفیت دیکہی تو کہا تبارک اللہ یہ عجیب لوگ ہین قریش کی بڑی نالایقی ہے جو ان لوگون سے لڑنا چاہتے ہین اور کعبہ کی زیارت سے روکتے ہین - علاوہ برین اوسکو ایسی رقت ہوئی کہ پہوٹ پہوٹ کے رویا اور کہا کہ خدا قریش کو ہلاک کرے -

آخرش اوس نے مسلمانون کے لشکر کی سیر کرکے قریش کو یہی صلاح دی کہ مسلمانون کو روکنا بہتر نہوگا یہ کمبخت اوس سے بہی جلگئے اور افروختہ ہوکر بولے کہ تو ایک بیوقوف صحرائی آدمی ہے ان باتون کو کیا سمجہے - جلیس کو اونکا یہ کہنا برا معلوم ہوا اور کہا تم جانو اور تمہارا کام مجہسے تو جیتی مکہی نہین نگلی جاتی مین اپنے آدمی لیکر اپنے گہر جاتا ہون یہ ناحق سر کٹانا تمہین کو مبارک رہے - ابتو قریش کی آنکہین کہلین اور سمجہے کہ ایک گروہ کا گروہ مفت مین ہاتہہ سے چلا - ہارکے اوسی وقت جلیس کے ہاتہہ جوڑنے لگے اور کہا کہ تو خاطر جمع رکہہ ہم ابہی سوچ سمجہکے محمد سے صلح کئے لیتے ہین مگر یہ سب دم دہاگے ظاہر کے تہے باطن مین پرخاش پر آمادہ رہے - اور درپردہ مشورہ کرکے پچاس سوار لشکر اسلام کا جائزہ لینے کے لئے بہیجے - انکے جانیکی دیر تہی کہ مسلمانون نے اونہین گرفتار کرلیا

اور حضور مین لے آے - آنحضرت نے لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش پر عمل فرما کے اون پر وہ وہ عنایتین کین کہ پانچون کپڑون سے خوش ہوگئے - پہر اجازت دی کہ مکہ چلے جاؤ بنظر دور اندیشی اوس بن خولی - عبادہ بن بشر اور محمد بن مسلمہ باری باری سے لشکر اسلام کی حفاظت کے لئے متعین کردئے گئے تہے -

واضح ہو کہ آنحضرت صلعم نے حدیبیہ مین آتے ہی جراش بن امیہ کعبی کو مکہ روانہ کردیا تہا کہ قریش کو جاکر خبر دو کہ ہم زیارت کعبہ کو آتے ہین - جراش کو مکہ پہونچتے ہی قریش نے گرفتار کرلیا - اور اونکو قتل کرنا چاہتے تہے کہ اون کی قوم کے لوگون نے جو مکہ مین تہے اونکو چہوڑا لیا - سید رسل نے اونکے آنیکے بعد جناب عمر فاروق کو طلب کرکے فرمایا کہ تم مکہ جاؤ اور قریش کو سمجہاؤ - حضرت عمر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ روشن ضمیر ہین خوب جانتے ہونگے کہ قریش مجہپر کیسے دانت پیستے ہین میری صورت دیکہتے ہی جل جاینگے اور اول فول بکنے لگینگے مجہہ سے نہ رہا جائیگا اور ضرور لڑائی ہوپڑیگی تو آپ کا مطلب فوت ہوگا - اور میرے قبیلہ بنی عدی کا ایک چوہا بہی مکہ مین نہین ہے - اس لئے میرا جانا مناسب نہین بنتی ہوئی بات بہی بگڑ جائیگی - ہان عثمان بن عفان کو بہیجدیجئے - قریش کی آنکہو نمین اونکی بڑی عزت ہے ہر شخص اونکی خاطر کریگا اور اونکے کنبے کے لوگ اونہین ہاتہون ہاتہہ لینگے اور اونکی مدد کرینگے - آنحضرت کو فاروق اعظم کی صلاح بہت پسند آئی اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مکہ بہیجا - اثناے راہ مین ابان ابن سعید ابن العاص اونہین ملا اور دریافت کرنے لگا کہ کہان جاتے ہو - آپنے اپنے آنیکا باعث بیان کیا ابان نے حضرت عثمان کو اپنی امان مین لیلیا اور اپنے ساتہہ اونٹ پر بٹہا کے مکہ لے آیا -

حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے شرفاے قریش سے پیام نبوی بیان کیا - پہر بہی عقل اونکی راہ راست پر نہ آئی - آپنے مراجعت کا قصد کیا تو قریش نے کہا کہ اے عثمان اگر تمہارا جی چاہے تو

خانہ کعبہ کا طواف کرلو۔ آپ نے جواب دیا مین ہرگز بغیر آنحضرت کے طواف نکرونگا۔ اس بات سے اون لوگون کو طیش آگیا اور آپ کو قید کرلیا۔ جب آپ کو دیر لگی تو مسلمان سمجھے کہ زیارت وطواف مین عرصہ ہوا۔ سب کہنے لگے کہ زہے نصیب عثمان کے چپڑی اور دو دو ملین۔ ادہر حکم نبوی بجالاے اور اودہر حج میسر ہوا۔ ہم ہین کہ گہر سے حج کرنے چلے تہے یہان جنگل بیابان مین پڑے ہین۔ جناب رسول خدا کو جب مسلمانون کی اس حسرت کی خبر ہوئی تو آپ نے سبکو جمع کرکے فرمایا کہ لوگو عثمان کی طرف سے اس خیال کو دور رکہنا وہ کبھی ہمارے بغیر طواف نہ کرینگے۔

یہان تو یہ باتین ہو رہی تہین کہ کسی نے یہ اوڑا دی کہ حضرت عثمان کو قریش نے مارڈالا۔ ابتو کہلبلی مچگئی اور دلاوران اسلام قبضون پر ہاتہہ رکہہ رکہکے جہومنے لگے کہ اب اپنا اور قریش کا خون بہا کے کہانا اور پانی کہائین پینگے۔ ایک کانٹے دار درخت عرب مین ہوتا ہے جسے سمرہ کہتے ہین آنحضرت اوسکے نیچے بیٹہہ گئے اور سب اصحاب کو بلاکے اس امر پر بیعت لی کہ اگر جنگ واقع ہوئی تو مرکے ٹلینگے زندہ گہر نہ جائینگے۔ اور جو چاہے سو ہو سب مصیبتین سہینگے منہ سے کبھی اُف نہ نکلیگی۔ یہ بیعت بیعۃ الرضوان کہلاتی ہے۔ وجہ تسمیہ اسکی یہ ہے کہ سورۃ الفتح مین خداوندکریم نے اون مومنین کو جو اس بیعت مین شامل تہے یون یاد فرمایا ہے۔ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ الخ۔ جب سب بیعت کرچکے تو حضور نے ارشاد کیا کہ یہ بیعت خدا کے نزدیک بڑی افضل واعلیٰ ہے اور چونکہ عثمان یہان موجود نہین خدا ورسول کے کام کو گئے ہین لہذا مین چاہتا ہون کہ اس بیعت کے فضائل سے وہ بہی محروم نرہین پس آپ نے اپنا بایان ہاتہہ اوٹہا کے فرمایا کہ دیکہو یہ میرا ہاتہہ ہے اور دست راست کی طرف اشارہ کرکے ارشاد ہوا کہ یہ عثمان کا ہاتہہ ہے۔ پہر دست راست کو دست چپ پر رکہدیا اور اسطرح حضرت عثمان کو بہی اس بیعت مین داخل کرلیا۔

دیکہنا چاہیے کہ یہان سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کیسی فضیلت اور کتنی قدر و منزلت ظاہر ہوتی ہے۔ آنحضرت کو اونسے کمال محبت تہی اور اسقدر عزیز رکہتے تہے کہ جسکا حساب نہین۔

۱۔ آنحضرت نے اونکے قتل کی خبر سنتے ہی سب اصحاب کو جمع کیا اور بیعۃ الرضوان لی تاکہ قریش سے بدلا لین اور کفار کو سزا دی جاسے۔

۲۔ جب ثابت ہوگیا کہ آپ بفضل خدا صحیح و سالم ہین تو آنحضرت صلعم کی شفقت جو حضرت عثمان پر تہی اس بات کی مقتضی ہوئی کہ وہ بہی فضائل بیعت سے محروم نرہین۔

۳۔ ممکن تہا کہ کسی اور شخص کو صحابہ مین سے حضرت عثمان کا قائم مقام کرکے بیعت کرلیتے مگر ایسا نہین کیا بلکہ خاص اپنے ہاتہہ کو حضرت عثمان کا ہاتہہ سمجہا تاکہ۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی	تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

کا معاملہ ہوجاسے۔

۴۔ صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وہی ہاتہہ جو افضل و اعلیٰ تہا یعنی دست راست اونکا ہاتہہ بتایا اور دست چپ کو اپنا ہاتہہ کہا اگر اسکا عکس ہوتا تو بہی کسکی مجال تہی کہ دم مارسے۔ مگر نہین آپ تو جانتے تہے کہ یہی لوگ میرے قوت بازو اور میرے جانشین ہونے والے ہین۔

۵۔ جب لوگون نے اپنی حسرت ظاہر کی کہ زہے نصیب عثمان کے کہ حج بہی کر آئینگے تو آپنے بوثوق کہا کہ یہ دہوکا دور رکہو۔ عثمان میرے بغیر خانہ کعبہ کی طرف آنکہہ اوٹہا کے بہی نہ دیکہینگے۔ سو ایسا ہی ہوا حضرت عثمان نے قید تو قبول کی مگر قریش کے کہنے سے زیارت کعبہ نہ کی۔ وہ تو ایک آگ دونون طرف برابر لگی ہوئی تہی نہ اونکو انکے بغیر۔ نہ انکو اونکے بغیر چین آتا تہا۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

غرضکہ چارون اصحاب کاخ اسلام کے چار مستحکم ستون تہے جنکے بغیر یہ عمارت کہڑی نہین ہوسکتی تہی۔

واضح ہوکہ جب حلیس لشکر اسلام سے واپس ہوکے قریش مین پہونچ گیا اور اونہین جاکے لعنت ملامت کی۔ تو اونہون نے مکرز ابن حفص کو آنحضرت کی خدمت مین روانہ کیا تہا۔ آنحضرت نے اوسے دور سے دیکہتے ہی اصحاب کو مطلع کردیا تہا کہ یہ شخص فاجر غدر کے ارادہ سے آتا ہے اسے منہ نہ لگانا چنانچہ کسی نے اوس سے بات ہی نہ کی۔ وہ اپنا سا منہ لیکے چلتا پہرتا نظر آیا۔

حضرت عثمان کی صحت وسلامتی کی تحقیق خبر تو حضور کو اوسی وقت پہونچ چکی تہی جبکہ آپ بیعت رضوان مین مشغول تہے۔ مگر بیعت کی اطلاع قریش کو مکرز ابن حفص کی معاودت کے بعد ہوئی سب کے منہ فق ہوگئے اور گہبرائے کہ اب بری آئی۔ ڈرتے کانپتے سہیل ابن عمرو کو روانہ کیا کہ بہائی ہم سے تو کچہہ نہ ہوسکا ہزارون جتن کئے مگر اب تو جا اور جسطرح ہوسکے ہم مین اور اون مین صلح کرادے۔ پس سہیل ایک جماعت قریش کے ساتہہ نمودار ہوا۔ حضور نے دور سے ہی اوسے دیکہکر فرمایا کہ اب کام بنگیا۔ اوس نے آتے ہی گذارش کی کہ قریش آپ سے صلح پر رضامند مین مگر اس شرط پر کہ ابکی تو آپ بغیر حج کئے واپس جائین سال آیندہ مین آکے حج کرین چونکہ آپ کے مزاج مین ملائمت تہی آپ راضی ہوگئے۔ حضرت علی مرتضی لکہنے کے لئے بلائے گئے۔ آپنے فرمایا لکہو بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل نے کہا کہ ہم رحمن کو نہین جانتے کہ وہ کیا چیز ہی۔ بسمک اللہم۔ لکہو۔ مسلمان ردوبدل کرنے لگے مگر آنحضرت نے حکم دیا کہ خیر ”بسمک اللہم“ ہی لکہلو۔ اس لئے حضرت علی نے وہی لکہلیا۔ پہر آنحضرت نے فرمایا کہ ”ہذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ“ لکہو۔ جناب امیر یہ جملہ لکہہ چکے تہے کہ سہیل کچہہ سوچ سمجہکر بول اوٹہا نہ واہ یہ کیا لکہدیا اگر ہم تمہاری رسالت کو مانتے تو تمہین زیارت سے کیون روکتے ”محمد ابن عبد اللہ“ لکہنا چاہئے۔ آنحضرت نے فرمایا ” واللہ

انی رسول اللہ وان کذبتمونی" یعنی مین تو بیشک خدا کا رسول ہون تم جتنا چاہو جھٹلاؤ۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ اچھا محمد ابن عبداللہ ہی لکھ لو۔ جناب شیر خدا بولے کہ واللہ مین تو اپنے ہاتھ سے آپ کے وصف رسالت کو نہ مٹاؤنگا۔ آنحضرت نے کاغذ اونکے ہاتھ سے لیکے رسول اللہ چھیلڈالا اور اوسکی جگہ ابن عبداللہ لکھدیا۔ یہ بھی ایک معجزہ تھا کہ امی ہو کے آپ نے لکھا ورنہ کسی نے عمر بھر آپکو لکھتے نہ دیکھا تھا۔

جب حضور رسول اللہ کی جگہ ابن عبداللہ بنا چکے تو بڑے افسوس سے حضرت علی کی طرف دیکھکے فرمایا کہ اے میرے غمخوار علی مجھے رونا آتا ہے اوسوقت پر جب بعینہ یہی موقع تمہین پیش آئیگا۔ یہ آپ نے پیشین گوئی کی اوس حال کی کہ جناب شیر خدا کے عہد خلافت مین جب جنگ صفین ہوئی تو حاکم شام اور حضرت علی مرتضیٰ کے درمیان صلحنامہ لکھا جانے لگا۔ کاتب نے تحریر کیا کہ یہ صلحنامہ ہے امیر المومنین علی اور حاکم شام کا۔ حاکم شام نے کہا کہ امیر المومنین علی تم نے کیسے لکھا اگر ہم انکو امیر المومنین جانتے تو مقابلہ ہی کیون کرتے۔ اس لفظ کو کاٹ کے علی ابن ابی طالب لکھدو۔ حضرت امیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ مجھے اوسوقت رسول خدا صلعم کا وہ قول یاد آیا جو آپ نے صلحنامہ حدیبیہ لکھتے وقت فرمایا تھا۔

حاصل کلام صلح حدیبیہ کے دن جو شرط سہیل لکھواتا تھا وہی حوالہ قلم کی جاتی تھی۔ آنحضرت بھی اوسے مان لیتے تھے اور جناب علی رقم کرتے جاتے تھے۔ صلحنامہ کا خلاصہ بھی سنلیجیے پہلی شرط یہ تھی کہ دس برس تک قریش اور مسلمانون مین لڑائی نہوگی قریش مسلمانون کی عملداری مین آئین جائین اور مسلمان قریش کے ملک مین بے کھٹکے آمد و رفت رکھین کوئی مزاحم و خلل انداز نہوگا۔ دوسری شرط یہ تھی کہ امسال مسلمان زیارت کعبہ کا قصد فسخ کردین سال آیندہ مین شوق سے آئین۔ تین دن سے زیادہ مکہ مین قیام نہ کرین اور اسلحہ غلاف سے باہر نہ نکالین تیسری شرط

یہ قرار پائی کہ مسلمانون مین سے جو کوئی اپنے مالک کی مرضی کے خلاف قریش سے جا ملے تو قریش اوسے واپس نہین دینگے مگر قریش کا آدمی مسلمانون کو پہیر دینا پڑیگا۔ مسلمانون نے اس شرط پر چون وچرا کی خصوصاً حضرت فاروق اعظم بولے کہ یا رسول اللہ آپ کس شرط پر راضی ہوے جاتے ہین بہلا جو کوئی مسلمان ہو کر ہمارے پاس آئیگا ہم اوسے کسطرح کافرون کے ہاتہون مین دیدینگے۔ حضور نے تبسم فرمایا اور کہا کہ جو کوئی حسن عقیدت رکہتا ہوگا ہم اوسکو ہزار اپنے مین سے نکالدین اوسے ہماری حمایت کی کیا پرواہ ہے۔ خدا تو اوسکے ساتہہ ہے وہ اوسے پہر اونکے پنجہ سے چہڑالائیگا۔ اور جو ہم مین سے اون مین چلا جائیگا وہ بے ایمان اور مرتد ہے ہمین اوسکے پہیر لینے سے سوا نقصان کے کوئی فائدہ نہوگا۔ وہ تو شرکون ہی کے پاس رہنے کے قابل ہے یہ چوتہی شرط یہ ٹہیری کہ مسلمانون اور قریش مین سے کوئی ایک دوسرے کے حلیف اور ہم عہد کو نہ ستاے۔

صلحنامہ لکہاہی جاتا تہا اور باہم گفت وشنود ہو ہی رہی تہی کہ سہیل کا بیٹا ابوجندل دربار انور مین حاضر ہوا۔ یہ شخص مسلمان ہوگیا تہا اور اسکے ماں باپ نے مکہ مین اوسے قید کر رکہا تہا۔ سہیل تو ایلچی بنکے قریش کی طرف سے لشکر اسلام مین آیا اور ابوجندل فرصت پاکے بہاگ نکلا۔ آنحضرت کے سامنے اوسوقت پہونچا جبکہ اوسکا باپ حضور ہی مین حاضر تہا۔ سہیل نے بیٹے کو دیکہکر رسول اللہ سے گذارش کی کہ ایک شرط صلحنامہ کی یہ بہی ہے اسے میرے حوالہ کرو یہ میرا بیٹا ہے پہلے ہمین سے شروع ہو۔ حضور نے ارشاد کیا بہی کہ ابہی تک تو تکمیل صلحنامہ نہین ہوئی ہے تم ایسے کیسے دعویٰ کرتے ہو۔ مگر سہیل مچل گیا اور بولا کہ بس اب صلح ہی ہو چکی رکہیئے۔ آنحضرت نے درخواست کی کہ اس ایک آدمی کو میری خاطر سے معاف کرو تمہاری بڑی مہربانی ہوگی۔ سہیل نے نہ مانا اور بولا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے اب صلح نہوگی آپ کو یہی منظور ہے کہ دونون طرف سے خون کی ندیان بہین۔ آنحضرت نے مجبور ہو کے ابوجندل کو سہیل کے سپرد کردیا۔ مگر ہدایت کی

کہ خبردار اسے کسی طرح کی ایذا و تکلیف ندینا اور اس بابمین مگرز ابن حفص ضامن بہی ہوگیا کہ ابوجندل میری امان مین ہے اسے کوئی مضرت نہ پہونچا سکیگا۔ مگر اوسکو مکہ والون نے مسلمان ہونے کے باعث ایسا سخت عذاب دیا تہا کہ اودہر منہ کرتے ہوے اوسکی روح فنا ہوتی تہی بہت رویا پیٹا چلایا اور کہا اس سے تو یہی بہتر ہے کہ تمہین لوگ میرے گلے پر چہری پہیر دو۔ آنحضرت کو اوسکے حال پر رحم آیا اور پاس بلا کے بہت سی تسلی و تشفی دی اور فرمایا کہ بہائی صبر جمیل کر خدا تجہے اجر نیک دیگا اور جلد رہائی بخشیگا۔

حضرت فاروق اعظم کا کلیجہ بہ منہ کو آیا تو آبدیدہ ہوکر تسکین دیتے ہوے ابوجندل کے ساتھہ ہولئے اور فرمایا کہ مشرکون کا خون کرنا ایسا ہے جیسے کتون کو مار ڈالا۔ لے یہ تلوار میری حاضر ہے بڑہکے باپ پر ایک دو ہتہی دے کہ بیچ مین سے دو ہوکے گر پڑے تاکہ یہ سب صلح جو ہوئی ہے دہری رہجاے۔ اس صلح مین مسلمان بہت دباے گئے اور مشرکون کی سب خواہشین پوری کی گئی تہین۔ حضرت فاروق اعظم نے فرمایا ہے کہ مجہے یقین واثق تہا کہ ابوجندل باپ کو مار ڈالیگا اور صلح طاق پر دہری رہیگی۔ مگر اوس سے ایسا نہو سکا اور کہنے لگا کہ ای ابن الخطاب تمہین اس کا کام تمام کیون نہین کر دیتے مین نے جواب دیا کہ مجہہ سے تو رسول خدا ناراض ہونگے کہ ایلچی کو کیون قتل کر ڈالا۔ سہیل نے شاید یہ سب باتین سنلین۔ ایک کانٹے دار شاخ درخت سمرہ کی لیکر اپنے بیٹے کو ایسا دہنا کہ تمام پیٹہہ لہولہان ہوگئی۔ مسلمان دوڑے ہوے آنحضرت کے پاس پہونچے اور شکایت کی کہ سہیل نے تو ہمین سے اوسکا برا حال کرنا شروع کر دیا ہے۔ مگر حضرت نے یہی فرمایا کہ نہین اوسے باپ کے ساتھہ جانیدو اگر ابوجندل صدق دل سے مسلمان ہے تو خدا اوسکی مدد کریگا۔ پس یہان سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان صلح حدیبیہ سے نہایت ہی دلگیر تہے۔

جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ مین از بس ملول و رنجیدہ ہوکر خدمت اقدس

تہوری مین حاضر ہوا اور گذارش کی کہ یا حضرت آپ رسول برحق ہین اور آپکے مخالف جہوٹے۔ آپکے مقتول سیدہے بہشت مین چلے جاتے ہین اور دشمنون کے لئے دوزخ تیار ہے پہر آپنے یہ کیا کیا کہ ذلت ونقصان کے ساتہہ صلح کرلی معلوم ہوتا ہے کہ ہم جان نثارون کی طرف سے دل صفا منزل مین فرق آگیا۔ واللہ ہم زمین وآسمان ایک کردیتے اور آپکے سایہ ہمایایہ کو نچہوڑتے۔ اس صلح نے ہماری جرات وہمت کو خاک مین ملادیا۔ جب لوگ ہمارے روبرو کہینگے کہ مسلمانون نے ڈر کے مارے دبکے صلح کرلی تو ہمین منہ دکہانے کی جگہہ نرہیگی اب ہمارا جی توگہر جانے کو قبول نہین کرتا دل مین یہی سمائی ہے کہ راستہ ہی مین مر ہین ہماری اور مشرکون کی صلح۔ میری سمجہہ مین تو یہ بات نہین آتی۔ رسول خدا صلعم نے اپنے سچے دردخواہ کا متاسفانہ کلام سماعت فرماکے ارشاد کیا کہ عمر مین خدا کا بہیجا ہوا ہون وہ میرا ساتہہ ہرگز نچہوڑیگا اور کوئی کام مجہے ایسا نہ کرنے دیگا جسمین میرا نقصان ہو۔ مجہے تو ہر حال مین اپنے خدا کی فرمانبرداری کرنا۔ عمر کچہہ غم نہ کر۔ یہ صلح جسے لوگ دبی ہوئی بتاتے ہین تمکو مزے دکہائیگی اور تم لوگ بہت جلد خانہ کعبہ کی زیارت کروگے ذرا تامل توکرو۔ حضرت فاروق اعظم کا ملال رسول اللہ کے اس کلام مبارک سے بہی رفع نہ ہوا۔ اور اوسی طرح مغموم ومحزون صدیق اکبر کے پاس چلے گئے اور اون سے بہی ویسی ہی رنج کی باتین کرنے لگے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے بہی بہت سمجہایا تو کچہہ تسلی ہوئی

صلحنامہ پر آنحضرت کے سوا حضرات صدیق وفاروق وعبدالرحمن بن عوف وسعد ابن ابی وقاص وابو عبیدہ ابن الجراح ومحمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے بہی دستخط کرائے گئے تہے۔ طرف ثانی سے خویطب ابن عبدالعزی اور مکرز بن حفص کے دستخط ہوے۔

تکمیل صلحنامہ کے بعد آنحضرت نے فرمایا کہ اب سب جاکے اپنے اپنے اونٹ قربانی کرو اور حجام کو بلواکے خط بنواڈالو۔ یار واصحاب ایسے ملول وحزین تہے کہ آپ نے پے درپے تین دفعہ

فرمایا جب اوٹھے۔ آنحضرت کی بہی طبیعت کچھہ مکدر ہوئی اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جاکے شاکی ہوے۔ ام سلمہ نے جوابدیا کہ حضور اصحاب کو اس صلح سے وہ رنج ہوا ہے کہ جسکا حساب نہین اور رنجیدہ آدمی اگر ایسی حرکت کر بیٹھے تو وہ معذور ہے بہادر شیرون کو شکارگاہ سے دبوچ کے پنجرے مین بند کر دینا چھوٹی سی بات نہین یہ رعب وداب آپ ہی کا ہے جو ہزاران اسلام خون کے سے گھونٹ پی کر خاموش ہو رہے ورنہ ابو جندل انکی انکھون کے سامنے پٹتا ہوا جای اور یہ کچھہ نہ بولین۔ حضور غم اور غصہ بری چیزین ہین انمین انسان جو کرے وہ تہوڑا ہے آپ کو انکے آنسو پوچھنا چاہئے نہ کہ شکایت۔ آپ اپنے اونٹ قربانی کرین اور موتراش کو بلوا کے خط بنوائین سب بے غل وغش آپ کی پیروی کرینگے۔ اسمین کچھہ شک نہین کہ صلح ہوئی اور دبکے ہوئے جوان لوگون کا شیوہ نہین دوسرے یہ گہرون سے یقین کرکے چلے تہے کہ زیارت خانہ کعبہ کرکے گہر آئینگے اور آپنے جو مانی وہ مشکون کی گویا ہوکے شیر کے منہ سے شکار چہین لیا وہ قیامت کا وقت تو ٹلگیا اب جھنجھلاہٹ ہے یہ بہی رفع ہوجائیگی۔ حضور نے خیمہ اطہر سے نکلکے ایسا ہی کیا اور سب جلدی جلدی آپ کی تقلید کرنے لگے مگر غمگین اور بیزار مردہ دلی سے۔

ابو جہل کا اونٹ شتران ہدی سے بہاگ کے مکہ چلا گیا اور سیدہا ابو جہل کے گہر پر جا کہڑا ہوا۔ ساربان پیچہے دوڑے۔ اکثرون کی تو یہ راے ہوئی کہ اسے واپس نہ دو مگر سہیل ابن عمرو بولا کہ کیون گہاس کہائی ہے جو سوے ہوے فتنہ کو جگاتے ہو۔ اونٹ پہیر دو ورنہ قیامت آجائیگی۔ وہان سے اونٹ تو نہ آیا پہلے یہ پیغام بہیجا گیا کہ اس اونٹ کے عوض مین سو اونٹ لیلو۔ آنحضرت نے جوابدیا کہ ہمنے اوسے اگر قربانی کیلئے نامزد نہ کیا ہوتا تو مانگتے بہی نہین اب کیسے چھوڑ سکتے ہین لہذا وہی اونٹ آگیا اور ذبح کرکے فقرا و مساکین کو اور قربانیون کی طرح تقسیم کر دیا گیا۔ خدا کی قدرت سے ایک ایسی آندہی آئی کہ مسلمانون کے سر کے بال جو حلق وتقصیر سے اوترے تہے

سب سرزمین حرم مکہ مین پہونچ گئے۔

معتبر کتابون اور صحیح روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کے بال درخت سمرہ پر جو قریب تہا ڈالنے کیواسطے بہیجے گئے مگر مسلمانون نے بطور تبرک باہم تقسیم کر لئے۔ اُم عمارہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مین نے اونمین سے کئی بال بڑی کوشش اور جستجو سے بہم پہونچاے تہے جس مریض کو اونہین دہوکر پانی پلا دیتی تہی وہی اچہا ہوجاتا تہا۔

آنحضرت معہ لشکر اسلام حدیبیہ ہی مین تشریف فرما تہے کہ مکہ سے مسلمان عورتین خدمت اقدس مین آئین اُم کلثوم بنت عقبہ بن معیط بہی اونکے ہمراہ تہین حالانکہ یہ عورتین مسلمان تہین اسپر بہی قریش نے اونکی واپسی کا دعویٰ کیا مگر وہ واپس نہین کی گئین۔

لشکر اسلام بیس دن حدیبیہ مین رہا جب وہان سے کوچ کیا تو منزل ضجنان مین حضرت عمر نے ایک رات مین تین دفعہ آنحضرت سے کچہہ دریافت کیا مگر جواب نہ ملا۔ عمر فاروق ڈرے کہ یہ کیا بات ہے جو میرا جواب نہین ملتا۔ اونٹ کو تیز ہانک کے حضور کے قریب پہونچے آنحضرت نے فرمایا کہ اے عمر سورۂ فتح ابہی نازل ہوئی ہے۔ اوسوقت حضرت عمر سمجہے کہ اسی واسطے میری بات کا جواب نہین ملا۔ پہر حضور نے سورۂ فتح اوسی وقت سبکو پڑہ سنائی اور اپنے سارے اصحاب کو مبارکباد دی اور سب نے آپکو تہنیت۔

ظاہرا یہ صلح دبی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور اصحاب اس سے بہت ناراض اور مغموم بہی ہوے مگر جسطرح خدا کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہین ہوتا اسی طرح اوسکے نبی کے کام بہی معرفت و مصلحت سے پُر ہوتے ہین لوگون نے تو کہا کہ مسلمانون نے ذلت اور خواری اختیار کرکے صلح کر لی مگر واقع مین اوسے فتح سمجہنا چاہئے۔ اوس سے بہت کام بنگئے اور فائدہ کثیر ہوا۔ اس آغاز کا انجام آپ کو خوب معلوم تہا اس لئے آپنے اصحاب کو مغموم ہونے دیا مگر اسکو کرلیا۔ تفصیل

اس اجمال کی یہ ہے کہ جو مسلمان کفار کے ڈر سے مکہ مین اپنا اسلام چھپاے بیٹھے تھے وہ کھلم کھلا مسلمان ہوگئے اور کفر و اسلام کی بحث بر سر بازار مکہ مین ہونے لگی قران پاک کی تلاوت وہان پکار پکار کے ہوتی تہی اور لوگ اوس کتاب پاک کے پند و نصائح پر مفتون ہو کے اسلام لاتے تھے اس صلح کے بعد جتنے آدمی مسلمان ہوے اوس سے پہلے ہرگز نہ ہوے تھے آزادی نے اپنی رحمت کے پر پہیلا دئے اور لشکر کے لشکر اسلام کے سایہ مین آنے لگے - پس جسے ظاہر مین لوگ ذلت کہتے تھے وہ باطن مین خدا کی عنایت ہوگئی - ابتو ہر موافق و مخالف اور دوست و دشمن کہنے لگا کہ حضرت نے وہ بات کی جو عادات بشریہ سے الگ اور قدرت الٰہی کا محض نمونہ ہے - مسلمان اوسوقت جماعت کفار سے کمزور نہ تھے - ہر مسلمان چاہتا تہا کہ مجھے لشکر کفار پر چھوڑ دو یا تو اونکو فی النار کر دونگا یا خود اپنی جان دیدونگا اسپر بہی آنحضرت نے وہ فروتنی اور انکسار اختیار کیا کہ انبیاے پیشین مین سے کسی نے ایسا نہین کیا تہا اور دن کی فروتنی کو اگر لاچاری کہین تو ہوسکتا ہی مگر صاحب مقدور ہو کے دب جانیکا نام فروتنی ہی جسکا نتیجہ یہ ملا کہ اگر پہلے دس مسلمان ہوتے تھے تو اب سو ہو گئے اور چار دن طرف ڈنکا اسلام کا بجنے لگا - جب حضور رونق افروز مدینہ ہوے تو ابو بصیر عتبہ بن اسعد ابن حارث ثقفی مسلمان ہو کر حاضر دربار ہوا - اوسکے پیچھے ہی دو آدمی قریش کے لینے کو آن موجود ہوے - حکم ہوا کہ لیجاؤ - اگرچہ ابو بصیر نے واویلا مچائی مگر حضرت نے یہی جوابدیا کہ ہم شرط کر چکے اب کیا ہوسکتا ہے تم جاؤ اور صبر کرو خدا تمہین رہائی دیگا - ابو بصیر لاچار ہو کر مکہ روانہ ہوا - جب یہ تینون موضع ذوالحلیفہ مین پہونچے تو ابو بصیر نے مسجد مین جاکر نماز پڑہی تینون ملکر کھانا کھانے ایک ہی دستر خوان پر بیٹھے آپسمین کچھہ ذکر تلوار کا ہونے لگا اونمین سے ایک نے اپنی تلوار دکھانیکو نکالی ابو بصیر نے کہا ذرا مین دیکھون اوسنے دیدی - ابو بصیر کے ہاتھہ مین جب حربہ آگیا تو فوراً ایک کو دوزخ پہونچا دیا اور دوسرے کے پیچھے پنجہ جھاڑ کے پڑا - وہ بھاگا ہوا مدینہ مین آیا - رسول خدا

دورسے اوسکو دیکھکر سمجھے کہ ڈر کے مارے بھاگا ہے - اوسنے پاس آکر عرض کی کہ ابوبصیر نے
میرے ایک ساتھی کو تو مار ڈالا اب میرے پیچھے پڑا ہے - اتنے مین ابوبصیر بھی آن پہونچا اور
بولا کہ یارسول اللہ آپنے تو اپنے عہد کی پیروی کرکے مجھے اونکے ساتھ کر دیا تھا خدا نے میرے
اوپر عنایت کی - حضرت نے فرمایا تو بڑا آگ لگانیوالا ہے اگر تجھسا ایک اور تیرے ساتھ ہوتا تو
معلوم نہین تو کیا غضب ڈھاتا - ابوبصیر ڈرا کہ کہین اب مجھے قریش کے حوالہ نہ کردین فوراً بھاگ کے
ساحل سمندر پر موضع عیص مین جا پہونچا - ابوجندل ابن سہیل نے جب ابوبصیر کا حال سنا تو وہ بھی
داتو پیچ کرکے بھاگا اور اوسی سے جا ملا اسکے بعد اہل مکہ مین جو مسلمان ہوتا تھا اونہین مین جا کے
شامل ہوجاتا تھا رفتہ رفتہ ساٹھہ ستر آدمی ہوگئے اور سب نے یہ ڈھنگ اختیار کیا کہ جہان کفار
کو پاتے اون سے لڑنے لگتے - قریش کے قافلے جو ادہر سے گذرتے اونہین لوٹ لیتے تھے -
مشرکونکا دم ناک مین آگیا اور ابوسفیان بن حرب کی معرفت یہ پیام آنحضرت کی خدمت مین بھیجا کہ
حضرت ہم صلحنامہ کی اوس شرط سے درگذرے آپ مسلمانون کو مکہ سے اور اوہر اودہر سے سمیٹ
سماٹ کے اپنے پاس بلا لیجیئے ہم کسی کا دعویٰ نہین کرینگے - جسوقت ابوسفیان آپکے سامنے
پہونچا ہے تو آپ نے اصحاب کی طرف نظر کی - سب نے گردنین نیچی کرین اور کہا کہ یارسول اللہ
آپ کی عقل کے برابر ہماری عقل کب ہوسکتی ہے ہمنے اپنی نادانی سے اس شرط کو مضر مطلب
اور ذلت سمجھا تھا -

خیر اسوقت قریش کی خاطر بھی کی گئی اور آپنے ایک حکمنامہ ابوبصیر کے نام جاری کیا کہ
تم اور تمہارے ساتھی سب ہمارے پاس چلے آؤ - یہ فرمان واجب الاذعان اوسوقت پہونچا
جب ابوبصیر نزع کی حالت مین تھے - نامۂ مبارک کو ہاتھہ مین لیتے ہی روح پرواز کرگئی اور جسم سے
پہلے قدم مبارک پر جا پڑی - طلب ہو تو ایسی ہو - اور جان نثار ہون تو ایسے - ابوجندل نے غسل

بیست دیکے تجہیز و تکفین کی اور وہان مسجد بنوا کے سب کے سب مدینہ مین آگئے۔
غرضکہ صلح حدیبیہ کے بعد سارے ملک عرب مین مسلمانون کی بادشاہت تو نہین ہوئی لیکن اتنا ضرور ہو گیا کہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہنا کوئی جرم نہ رہا۔ ہر شخص اطمینان کے ساتھ کھلم کھلا ارکان اسلام ادا کرتا تھا اور دوسرون سے کہتا تھا کہ مسلمان ہونا بڑی نعمت ہے۔ یون کہنا چاہیئے کہ مکہ چھوڑے صرف چھ برس ہوئے تھے کہ سارا عرب تعلیم توحید سے گونج گیا۔ منکرون کو اختیار ہے کہ چاہین اوسے جھوٹا کہین یا سچا۔

با آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد	گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ

صاحب قرۃ العیون فرماتے ہین کہ حدیبیہ ایک گانون مکہ سے نو کوس کے فاصلہ پر واقع تھا اصل مین حدیبیہ ایک درخت یا کنوئین کا نام ہے جس سے اوس جگہ کا نام ہی حدیبیہ ہو گیا۔ آنحضرت کے زمانہ مین تو اوسکا وجود تھا مگر صحابہ کے عہد سے وہ مقام بے نام و نشان ہو گیا۔ حدیث مین ہے کہ جو لوگ بیعۃ الرضوان مین شامل تھے دوزخ اون پر حرام ہے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ حدیبیہ مین جو مسلمان آنحضرت کے ہمرکاب تھے وہ قطعی جنتی ہین۔
سہیل بن عمرو جنہون نے کفار کی طرف سے آکے صلحنامہ کی تکمیل کی قریش کے خطیب تھے یہ وہی ہین جنکا ذکر ہم جنگ بدر مین کر آئے ہین اور جنکے لیے حضرت عمر فاروق نے فرمایا تھا کہ اسکے دانت توڑ ڈالو یہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو گئے تھے۔
حضرت سہیل نے سنہ ۱۸ھ مین بمقام عمواس طاعون سے وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ جنگ یرموک مین شہید ہوئے۔ ابو جندل اونکے صاحبزادے بھی عمواس ہی مین طاعون سے فوت ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون
اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ قریش نے پچاس آدمی لشکر اسلام مین جاسوسی کے لیے بھیجے تھے

اور اون سے یہ بھی کہدیا گیا تھا کہ تمکو اکیلا دوکیلا کوئی مسلمان ملے تو پکڑ لانا۔ حسن اتفاق سے محمدؓ
بن مسلمہ اپنے ہمراہیون کے ساتھہ گشت مین تھے کہ یہ لوگ اونہین ملے وہ اونکو گرفتار کرکے
دربار نبوی مین لے آئے حکم ہوا کہ اچھا انکو قید رکھو۔ سہل یا سہیل بن عمرو نے اون پچاسون کو
طلب کیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ہمارے آدمی عثمان بن عفان اور اونکے ہمراہی جو تمنے گرفتار
کرلئے ہین یہان حاضر کرو تو ہم تمہارے آدمیون کو واپس دینگے۔ اسپر خویطب بن عبدالعزیٰ
مکرز بن حفص اور سہیل مین مشورہ ہوا۔ اور ایک آدمی قریش کے پاس بہیجا گیا۔ حضرت عثمانؓ
معہ اپنے دسون ہمراہیون کرز بن جابر۔ عبداللہ بن سہیل۔ عباس بن زبیعہ۔ ہشام بن العاص۔
حاطب بن ابی بلتعہ۔ حاطب بن عمر۔ عبداللہ بن حذافہ۔ ابوالردم بن عمیر۔ عمیر بن وہب اور عبداللہ
بن امیہ۔ کے اپنے لشکر مین آگئے۔ قریش کے پچاسون آدمی بھی اوسی وقت مکہ روانہ کردئے
گئے۔ اور ایک روایت یون ہے کہ جب صلحنامہ تحریر ہوچکا تو سہیل کو نظر بند کرلیا اور کہا کہ جب
عثمان اور اونکے ساتھی آجائینگے تو ہم تمکو جانے دینگے۔ سہیل نے قریش کو لکھا چنانچہ حضرت عثمان
تشریف لے آئے پھر سہیل بھی روانہ ہوئے۔ صلحنامہ لکہنے کے لیے آنحضرت نے اوس بن خولی
انصاری کو طلب کیا تھا مگر سہیل نے کہا کہ علی یا عثمان سے لکھواو کیونکہ یہ دونون آپ کے
داماد اور عصبات ہین اس لئے حضرت علی تجویز کئے گئے۔ ایک روایت ہے کہ جب صلحنامہ
مین سے محمد رسول اللہ کا لفظ چھیلنے سے علی مرتضیٰ نے انکار کیا تو آنحضرت نے اوسکی جگہہ
شیر خدا سے پوچھکے خود اپنے ہاتھہ سے اوسکو چھیلدیا اور حضرت علی سے یہان پر ابن عبداللہ
بنوادیا۔ حراش بن امیہ بن فضل خزاعی حجام سے آنحضرت نے اپنے سر کے بال منڈوائے تھے
روایت ہے کہ حضرت ابوبصیر عتبہ بن اسد ثقفی جو حلیف بنی زہرہ کے تھے مکہ مین
مسلمان ہوئے اور وہان سے چلکے سات دن مین مدینہ پہونچے۔ کفار قریش نے اونکی

واپسی کے لئے بنی عامر مین سے ایک آدمی کو روانہ کیا - اوسکے ہمراہ اوسکا نوکر کوثر بھی تھا - ابی بن کعب نے قریش کا خط پڑھکے آنحضرت کو سنایا حضور نے ابوبصیر کو عامری کے ساتھ کردیا جسے ابوبصیر نے ذوالحلیفہ مین مار ڈالا اور کوثر بھاگ کے حضور نبوی مین پہونچا - ابوبصیر بھاگ کے تو عیص مین وارد ہوے - حضرت عمر فاروق رض نے ابوجندل بن سہیل کو اس امر کی اطلاع کردی - ابوجندل بھی عیص چلے گئے اور اسی طرح تین سو مسلمان وہان جمع ہوگئے -

حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ بعض آدمیون کو بیعۃ الرضوان ناگوار گذری تھی چنانچہ حد بن قیس الانصاری اور عمرو بن عوف اونٹون کے پیچھے چھپ رہے یہان تک کہ سب لوگ بیعت کر چکے پر اونہون نے بیعت نہ کی - اور عبد اللہ بن ابی نے درد کا بہانہ کرکے بیعت سے انکار کردیا -

جب لشکر اسلام مین صلح کی خبر عام ہوگئی اور لوگون کو یقین ہوا کہ ضرور ہی ہوگی تو مہاجرین مین سے اکثر لوگ اپنے عزیزون اور قریبون کی ملاقات کے لئے مکہ چلے گئے قریش نے اونکو وہان گرفتار کرلیا - جب یہ خبر اصحاب کو ملی تو یہ لوگ دوڑ پڑے اور مکہ مین جاکر دیکھا کہ بہت سے لوگ خانہ کعبہ کے گرد جمع ہین اون سبکو رسیون مین جکڑ کے آنحضرت کے پاس لے آے - رات کو چھ آدمی قریش کے اپنی بیوقوفی کے زور مین حدیبیہ چلے آے اور تاریکی مین لشکر اسلام پر تیر چلانے لگے - اوسوقت اگرچہ مسلمانون کو پریشانی تو ہوئی مگر صبر کیا جب صبح ہوئی تو بہت سے غازی مکہ کی طرف گئے اور اہل مکہ کو جبل کے قریب جالیا - دونون جانب سے تیر و سنگ چلنے لگے - یہانتک کہ مسلمانون نے اونکو مار مار کے گھرون مین داخل کردیا -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطراف وجوانب کے بادشاہون کے نام خطوط روانہ فرمائے

جناب رسالتمآب صلعم کو اب یہ منظور ہوا کہ سلاطین عجم بھی دولت اسلام سے محروم نرہین جائے کہ اونکو بھی دین متین کے فوائد- قرآن کے فضائل- اسلام کے اوصاف- توحید کی کیفیت اور معرفت الٰہی کی سیدہی راہ بتادی جاے- اصحاب نے صلاح دی کہ اگر بادشاہون کو نامے روانہ کئے جائینگے تو مہر کی ضرورت ہوگی کیونکہ کوئی بادشاہ بے مہر کے خط کو چہوتا بھی نہین- اسلئے آنحضرت نے حکم دیا کہ انگوٹھی بنائی جاے- فوراً سونے کی انگوٹھی بنکر تیار ہوگئی- اس خبر کے عام ہوتے ہی اصحاب ذی مقدور نے بھی اپنے اپنے واسطے طلائی انگشتریان بنوالین- وحی نازل ہوئی کہ مردون کو سونا پہننا حرام ہے- آنحضرت نے فوراً انگوٹھی اوتار ڈالی پہر توسبکو دور کرنا پڑین- اور ایک چاندی کی انگوٹھی جسکا نگین بھی چاندی ہی کا تہا بنوائی اور اوسپر تین سطرین کہودی گئین-

(۱) اللہ (۲) رسول (۳) محمد

پہر آپ کی تقلید کرکے بعض اصحاب نے بھی چاندی کی انگوٹھی پہنی-

جب مہر تیار ہوگئی تو چھہ بادشاہون کے نام خط لکھے گئے جنکے نام ذیل مین مندرج ہین-

۱- نجاشی بادشاہ حبش-

۲- ہرقل اعظم بادشاہ روم-

۳- کسرے حاکم مدائن-

۴- مقوقش شاہ مصر-

۵- حارث ابن ابی سمر غسانی بادشاہ دمشق-

۶- ہوذہ ابن علی حنیفی سرگروہ یمامہ۔
چھہ اصحاب جنکے اسماے گرامی ذیل مین مندرج ہین اون مقدس نامون کولیکر روانہ ہوے
۱- حضرت عمرو بن امیہ ضمیری حبش روانہ ہوے۔
۲- جناب دحیہ کلبی روم کی طرف نہضت فرما ہوے۔
۳- حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی مدائن سدہارے۔
۴- جناب حاطب ابن ابی بلتعہ مصر کی طرف تشریف لے گئے۔
۵- شجاع ابن ابی وہب رضی اللہ عنہ نے دمشق کی طرف کوچ کیا۔
۶- حضرت سلیط ابن عمرو عامری یمامہ کی سمت گئے۔
خدا کی قدرت اور آنحضرت کا اقبال ایسا تہا کہ جو شخص جس قوم کی طرف گیا وہان پہونچتے پہونچتے بخوبی اوس قوم کی زبان سمجھنے اور بولنے لگا۔
۱- حضرت عمرو ضمیری جب حبش مین رونق افروز ہوے تو آنحضرت کا فرمان عالی شان نجاشی شاہ حبش کو دیا۔ نجاشی نے اوس مکتوب کی بڑی عزت وتوقیر کی۔ اور خط دیکھتے ہی تخت سے نیچے اوتر کر کہڑا ہوا۔ پہر نامہ فیض شمامہ کو لیکر زمین پر بیٹھگیا اور آنکھون سے لگایا اور اپنے وزیر کو دیکر کہا کہ پڑہو اسمین کیا لکھا ہے۔ اوس نے یون پڑہنا شروع کیا۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط ہے محمد رسول اللہ کا نجاشی شاہ حبش کے نام۔ حمد وثنا ہے اوس خداے برحق اور قادر مطلق کی جو دونون جہان کا بادشاہ ہے۔ وہ سب عیوب ونقصانات سے پاک اور جمیع خواہشات سے مبرا ہے وہی بے نیاز ہے اور ہم تم سب اوسکے بندے ہین وہ اپنے نشانات ظاہر اور معجزات باہر دیکر اپنے پیغمبرون کو سچا کرتا ہے۔ وہی اپنے بندون کو قیامت کے عذاب سے بچانے والا۔ اور اونکو عالی مراتب پر پہونچانے والا ہے۔ وہی سب

زبردست اور سب پر غالب - وہی دانا جبار اور متکبر ہے - مین گواہی دیتا ہون کہ عیسیٰ خدا کا بندہ اوسکی روح اور اوسکا کلمہ ہے - اور مریم روح وکلمہ کے باعث حاملہ ہوئی - خدا نے عیسیٰ کو اپنی روح سے پیدا کیا تہا جو مریم کے پیٹ مین رکہدی گئی تہی جیسے کہ اوس نے آدم کو اپنے لطف وکرم سے بغیر مان باپ کے پیدا کیا اور اوسمین اپنی روح پہونکدی - نجاشی مین تجہے خدا کی طرف بلاتا ہون - اس سے پہلے مین نے اپنے چچا زاد بہائی جعفر کو تیرے پاس بہیجا تہا اوسکے ساتہہ اور بہت سے مسلمان بہی تہے - تجہے مناسب ہے کہ غرور کو بالاے طاق رکہکے میری نصیحت مان لے - والسلام علی من اتبع الہدیٰ -

نجاشی شاہ حبش نے نامۂ نامی سنتے ہی کلمہ شہادت پڑہا اور آنحضرت صلعم کی رسالت کا صدق دل سے مقر ہوا - پہر کہا کہ مجبور ہون ورنہ مین خود خدمت شریف مین حاضر ہوکے زیارت سے مشرف ہوتا - اور نامۂ نامی کے جواب مین یون لکہا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - یہ عرض ہے محمد رسول اللہ کی خدمت مین - خدا کا سلام اور رحمت اور برکتین تم پر ہون - سواے اوس خدا کے جس نے تمہین بہیجا ہے کوئی الوہیت کے لایق نہین اوسی خدا نے مجہے اسلام کی طرف ہدایت کی ہے - آپکا نامہ شریف پہونچا مسیح کی جو صفت آپنے لکہی ہے واللہ اوس سے زیادہ جو کوئی کہتا ہے جہوٹ ہے جو شریعت حضرت جعفر رضی اللہ عنہ میرے پاس لاے تہے اوسے مین خوب سمجہہ چکا ہون اور جانتا ہون - مین گواہی دیتا ہون کہ آپ خدا کے سچے نبی ہین اور اگلی کتابون اور گذشتہ پیغمبرون نے آپکی خبر دی ہے - مین نے آپکے ساتہہ بیعت کی اور آپکی ہدایت سے ایمان اور اسلام لایا مین اپنے بیٹے کو حضور کے دربار پرانوار مین روانہ کرتا ہون اگر آپ کا ارشاد ہو تو مین خود بہی حاضر ہون - مین گواہ ہون کہ آپ جو فرماتے ہین سب سچ ہے - والسلام علیک یا رسول اللہ -

نجاشیؓ نے یہ جواب لکھکر اُم حبیبہؓ بنت ابوسفیان کا نکاح آنحضرت کے ساتھہ کیا۔ اور خالد ابن سعید ابن العاص وکیل بنے اور بادشاہ نے خود خطبہ پڑہا۔ حضرت ام حبیبہ مہاجرات حبشہ مین سے تہین۔ پہر نجاشی نے سامان سفر مہیا کر کے حضرت عمرو بن امیہ ضمیری کو معہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بہت احترام کے ساتھہ مدینہ روانہ کر دیا۔ اور نامہ مبارک کو ایک ہاتھی دانت کے ڈبہ مین رکھکے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ اسے تبرک سمجہ کے بحفاظت رکھنا جب تک تمہارے پاس یہ رہیگا تم پہلو پہولوگے اور تمہارے ملک مین خیر و برکت رہیگی۔

۲۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالےٰ عنہ مکتوب لیکر بصریٰ پہونچے۔ کیونکہ آنحضرت نے فرمایا تہا کہ اسے حاکم بصریٰ کے پاس پہونچا دو وہان سے جب کوئی آدمی تمہارے ساتھہ کر دیا جائے تو ہرقل کے پاس جانا۔ جناب دحیہ جب بصریٰ مین پہونچے تو حاکم حمص مین تہا۔ اور ہرقل بیت المقدس مین آیا ہوا تہا۔ کیونکہ اوس نے منت مانی تہی کہ اگر رومی فارس والون پر غالب آجائینگے تو مین پیادہ پا بیت المقدس کی زیارت کرونگا اور شکرانہ کی نماز پڑہونگا۔ اسوقت اہلکاران بادشاہ نے قسطنطنیہ سے بیت المقدس تک راہ مین فرش بچہا دیا تہا اور راستہ کے دونون طرف پہولون۔ گلدستون گملون اور بندہن وارون سے آراستگی کر دی تہی۔ غرضکہ ہرقل اس تزک و احتشام سے بیت المقدس آیا اور اپنی نذر پوری کی۔ وہین ایک دن اوسکے لئے تخت مرصع بچہایا گیا اور وہ اوسپر بیٹہا مگر چہرہ پر کمال حزن و ملال اور دل مرجہایا ہوا بدحواس تہا۔ ہرقل علم نجوم سے خوب واقف تہا اور اجرام فلکی کے آثار اچہی طرح بتا دیتا تہا۔ اراکین دولت اور ہوا خواہان مملکت نے اوسکی یہ بدحالت دیکہی تو باعث دریافت کیا۔ اوس نے جواب دیا کہ رات کو جو مین نے ستارون کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ختنہ کئے ہوے لوگ پیدا ہوے ہین وہ اس ملک کو فتح کرینگے۔ ذرا دریافت تو کرو کہ فی زمانا کن لوگون مین رسم ختنہ جاری ہے۔ لوگ بولے اس زمانہ مین تو سواے

یہودیون کے اور کوئی قوم ختنہ نہین کراتی - آپ مغموم کیون ہون ہم چارون طرف کے حکام کو فرمان بھیجے دیتے ہین کہ یہودیون کا زن بچہ اور بڈہا جو ہا قتل کیا جاے وہ جب دنیا مین نرہینگے تو حضور کا مقابلہ کون کریگا - دربار مین یہ گفتگو ہو رہی تہی کہ اوسی وقت حاکم بصری کا آدمی پہونچا اور ایک عرب کو اپنے ہمراہ لایا جو آنحضرت کے حال سے خوب واقف تہا - ہرقل نے عرب سے کہا کہ آپ کا کچہہ حال بیان کرو - وہ بولا کہ ہم مین ایک شخص پیدا ہوا ہے جو پیغمبری کا دعوی کرتا اور لوگون کو اپنے دین کی طرف بلاتا ہے - ایک جم غفیر اوسکا پیرو اور مطیع ہو گیا ہے لیکن بہت لوگ ایسے بہی ہین جو اوسکی تکذیب کرتے ہین اور اوس سے دشمنی اور مخالفت رکہتے ہین - ہرقل نے کہا کہ دریافت کرو کہ اس عرب کا ختنہ ہوا ہے یا نہین معلوم ہوا کہ ہو گیا ہے - اور عرب سب ختنہ کرتے ہین - اس پر ہرقل نے پکار کے کہدیا کہ جو بات مین نے ستارون سے دریافت کی تہی وہ سچ ہے پہر دحیہ کلبی معہ خط ہاتہہ کے حاکم بصری کے بہیجے ہوے آے - بادشاہ کے ایک مصاحب نے حضرت دحیہ سے کہا کہ ہرقل کے سامنے جاکر اوسے سجدہ کرنا - اونہون نے جوابدیا کہ مین بجز خدا کے کسی کو سجدہ نہ کرونگا - غرضکہ جسوقت دحیہ بادشاہ کے سامنے گئے تو سجدہ نہین کیا - اور آنحضرت کا نامہ گرامی اوسے دیدیا - ایک عربی دان پڑہنے اور ترجمہ کرنیکو بلایا گیا مضمون یہ تہا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - یہ نامہ محمد رسول اللہ نے ہرقل اعظم روم کو لکہا ہے - سلام اوس شخص کو جو سیدہی اور سچی راہ کی پیروی کرے - اے ہرقل مین تجہے اسلام کی طرف بلاتا ہون تو مسلمان ہو جا اس سے تیرے دین و دنیا دونون سدہر جائینگے بلکہ خدا اوسکے بدلے مین تجہے دونا دیگا - اگر تو نے انکار کیا تو سمجہے رہنا کہ تیرے سارے ملک کی رعایا کا وبال تیرے سر رہیگا - قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ○

ترجمہ - اے اہل کتاب تم اوس بات پر آجاؤ جو ہم تم دونون مین مشترک ہے یعنی ہم تم سوا خدا کے کسی کی عبادت نکرین اور کسی کو اوسکا شریک نہ مانین - ہم مین سے کوئی کسی کو اپنا رب نہ ٹہیرا ئے اور جو کوئی اس سے گردن کشی کرے تو اوس سے کہدو کہ گواہ رہنا ہم تو مسلمان ہین -

جب ہرقل سب مضمون سُن چکا تو بولا کہ کسی اور کو میرے سامنے لاؤ - مسلمان تو کوئی نہ ملا - مگر اتفاقاً ابو سفیان بطریق تجارت وہان جا نکلا تہا اوسے لے آئے اور کہا کہ محمد کی قوم کا ایک آدمی تو یہ موجود ہے اور اونکے حالات سے خوب واقف ہے اگر آپ کچھہ پوچھنا چاہتے ہین تو اس سے پوچھہ لین - ہرقل ابو سفیان کی طرف مخاطب ہوا - ابو سفیان بولا کہ مین محمد کا قریب ترین رشتہ دار ہون وہ میرے چچازاد بہائی ہوتے ہین - ابو سفیان کہتا ہے کہ اتنا سنکر ہرقل نے مجھے اپنے سامنے بٹہا لیا اور میرے ساتہیون کو میرے پیچھے بیٹھنے کا حکم دیا اور کہا اگر ابو سفیان کوئی خلاف بات کہے تو تم لوگ ہمین مطلع کرنا - ابو سفیان کا قول ہے میرا ارادہ تہا کہ جہان تک مجھہ سے ہوسکے جہونٹ بولون اور آنحضرت کی برائیان پیٹ بہر کے کرون مگر اوسوقت اپنے ساتہیون کے سامنے جہونٹ بکنے سے شرم آئی - پس ہرقل نے مجھسے چند سوال کئے جو معہ جواب کے یہ ہین -

اوس شخص مدعی بنوت کا حسب و نسب تم مین کیسا ہے -

ابو سفیان - بہت اچھا اور نہایت شریف -

ہرقل - اوس سے پہلے قوم قریش مین کسی اور نے بہی نبوت کا دعوئ کیا ہے -

ابو سفیان - نہین -

ہرقل - اوسکے آبا و اجداد مین سے کوئی بادشاہ تہا -

ابو سفیان - نہین -

ہرقل - عرب کے شرفا اور ذی مقدور اوسکے پیرو ہین یا فقیر اور مسکین -

ابوسفیان - زیادہ تر ضعیف اور مسکین لوگ اوسپر ایمان لاے ہین -

ہرقل - کیا اوسکے تابعدارون کی جماعت روزبروز زیادہ ہوتی جاتی ہے -

ابوسیفان - مسلمانون کی تعداد دن دونی رات سوائی ہوتی ہے -

ہرقل - کبھی کوئی اوسکے دین مین شامل ہوکے اوس سے پہر بہی جاتا ہے -

ابوسفیان - ہرگز نہین - دہان تو ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد کا معاملہ ہے -

ہرقل - دعوای پیغمبری کرنے سے پہلے لوگ اوسے جہوٹا سمجہتے تہے یا سچا -

ابوسفیان - اوسنے پہلے کبھی جہوٹ نہین بولا بلکہ پیغمبری کا دعوی کرنے سے پہلے تو لوگ اوسے امین کہتے تہے -

ہرقل - وہ کبھی عہد شکنی کا بہی مرتکب ہوا ہے یا نہین -

ابوسفیان - نہین آج تک تو اوسنے کبھی خلاف عہد نہین کیا - مگر اب ہم لوگون مین اور اوسمین صلح کا عہد وپیمان ہوا ہے - دیکہین اسپنے اس وعدہ کو بہی وفا کرتا ہے یا نہین -

ابوسفیان کا قول ہے کہ اور سب سوالون کے جوابون مین تو مجہے جہوٹ بولنے کی جرأت ہوئی نہین مگر اس جواب مین ذراسی جگہہ جو ملگئی تو کہدیا کہ دیکہین ہمارے ساتھہ بہی وہ اپنا قول پورا کرتا ہے یا نہین تاکہ ہرقل کو فی الجملہ کچہہ بے اعتباری پیدا ہو جاے مگر ہرقل نے میرے پچھلے الفاظ سنے ہی نہین اور آگے پوچہہ اوٹہا -

ہرقل - کبھی تم مین اور اوسمین کوئی مقاتلہ اور محاربہ بہی ہوا ہے -

ابوسفیان - ہان ہان بارہا -

ہرقل - اوسکا نتیجہ کیا ہوا -

ابوسفیان - کبھی وہ جیتے اور کبھی ہم - چنانچہ جنگ بدر مین اونکی فتح ہوئی اور جنگ احد مین ہم غالب رہے

ہرقل - وہ کہتا کیا ہے اور کن کن باتون کا حکم دیتا ہے -

ابوسفیان - کیا بتائین - کہتا ہے کہ اپنے باپ دادا کا مذہب چھوڑدو - وہ کافر اور مشرک تھے بتون کو توڑ ڈالو - بے ہمتا خدا کی عبادت کرو اوسکا شریک کسیکو نہ جانو - روزہ رکھو - نماز پڑھو - زکوٰۃ او صدقہ دو سچ بولو - پاک صاف رہو - اپنے رشتہ دارون پڑوسیون دوست آشنا اور یتیمون مسکینون اور مسافرون سے بسلوک پیش آؤ -

اسکے بعد ہرقل اپنے درباریون سے مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ انبیاء ہمیشہ حسب اور نسباً اچھے ہوے ہین تاکہ قوم کو اونکی پیروی سے شرم نہ آئے اسی لئے مین نے ابوسفیان سے محمد کا حسب ونسب دریافت کیا تھا سو معلوم ہوا کہ وہ ازروے شرافت خاندانی بہت اچھے ہین -

اگر قریش مین سے پہلے کسی اور نے نبوت کا دعوی کیا ہوتا تو سمجھا جا سکتا تھا کہ محمد نے اوسکی پیروی کی ہوگی مگر معلوم ہوا کہ یہ بات ہی نہین ہے وہان قوم بھر مین اور کوئی نظیر ہی نہین ملتی -

ابوسفیان نے تم لوگون کے سامنے کہا کہ محمد کے باپ دادون مین سے کوئی بادشاہ نہین ہوا اگر ہوا ہوتا تو ہم یہ سمجھتے کہ اپنے آباواجداد کی اولوالعزمی اونہین وراثتاً پہونچی ہے اور وہ نبوت کے پردہ مین اپنا موروثی ملک حاصل کیا چاہتے ہین -

تم نے سنا کہ محمد کے مقلدون کی ترقی روز بروز ہوتی جاتی ہے سو حق کی تاثیر ہی یہ ہے کہ دبانے سے بھی نہین دبتا اور دل مین گھر کرتا چلا جاتا ہے -

مین نے دریافت کیا تھا کہ کوئی اوسکے دین مین داخل ہو کے برگشتہ بھی ہو جاتا ہے یا نہین معلوم ہوا کہ جو اون مین شامل ہوتا ہے پھر الگ نہین ہوتا - ظاہر ہے کہ آدمی کی تسلی ہو جاتی ہے جب اوسکا مزہ اور حلاوت آگئی تو پھر اوس سے نکلنے کو جی نہین چاہتا سچے دین وایمان کی یہی شناخت ہے -

ابوسفیان کہتا ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے کبھی جہونٹ نہین بولا پھر اب کیسے بولیگا جہوٹے کی عادت شروع سے معلوم ہو جاتی ہے اوسکے لچھن چھپتے نہین۔

پیغمبر لوگ طالب دنیا نہین ہوتے اسلئے اون سے غدر و بیوفائی بہی ظہور مین نہین آتی اور تم نے سُن لیا کہ محمد نے کبھی وعدہ خلافی نہین کی۔

جہاد و جنگ مین انبیاے سابق کا حال یہ تہا کہ کبھی وہ غالب ہوتے تہے اور کبھی مشرکین یہی کیفیت تم نے محمد کی سنی آخرالامر سچ ہی کا بول بالا رہیگا۔

پیغمبرون کے صفات حمیدہ اور خصائل پسندیدہ مقتضی اس امر کے ہین کہ وہ شرک و کفر سے روکین اور نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ کا حکم دین یہی سب باتین تم نے محمد مین سُنلین۔

اے حاضرین دربار تم بہت جلدی دیکھوگے کہ وہ ہمارے ملک کا بہی مالک ہو جائیگا۔

مجھے نجوم سے معلوم ہو گیا تہا کہ ایک پیغمبر پیدا ہوگا مگر یہ اب سمجھہ مین آیا کہ عرب مین موجود ہے اگر مین اوسکے پاس پہونچ سکتا تو کمال اطاعت اور بندگی بجالاتا اور اوسکے قدم مبارک دہو دہو کر پیتا

ہرقل بادشاہ روم کی گفتگو سن کے ابوسفیان کے ہوش اوڑ گئے اور سمجہا کہ اب محمد کے بخت کا ستارہ چمکا ایسا بڑا بادشاہ اوسکی طرفداری کر رہا ہے اس لئے ازراہ بغض و عناد بول اوٹہا کہ جہان پناہ آپ نے اوسکی وہ باتین تو سنی ہی نہین جو محالات سے ہین یعنی وہ کہتا ہے کہ مین ایک ہی رات مین مکہ سے بیت المقدس گیا اور وہان سے لوٹ کے بہی آگیا۔ اس سے اوسکا سراسر لغو اور جہوٹا ہونا پایا جاتا ہے۔

ابوسفیان ابہی اپنی یہ بات تمام نہین کر چکا تہا کہ حاضرین دربار مین سے ایک شخص تڑسے بول اوٹہا کہ حضور سچ ہے مین خدامان بیت المقدس مین سے ہون۔ ایک رات حسب معمول مین نے چاہا کہ دروازے بیت المقدس کے بند کرون بہت زور مارا مگر کوئی پٹ اپنی جگہ سے نہ ہلا

مین نے متحیر ہوکے اور لوگون کو اپنی مدد کے لئے بلایا اور سب نے ملکے سر ٹپکے مگر کسی کواڑ نے جنبش نہ کی آخرہار کے خاموش ہو رہے اور دروازہ وا چھوڑ کے سو گئے صبح دیکھتے ہین تو دروازے بند تھے اور صحن مین لوگون کے آنے کے نشان پائے جاتے تھے۔ آج مجھے معلوم ہوا کہ غالباً یہ وہی رات تھی جسکا ذکر ابوسفیان کرتا ہے۔ ہرقل تو خادم بیت المقدس کا بیان سنکر حیران رہگیا مگر ابوسفیان بہت نادم ہوا کہ دیکھو مین نے بڑی دیر مین ایک بات نکالی تھی اوسکی تردید بھی فوراً ہوگئی۔

اب ہرقل نے حکم دیا کہ آنحضرت کا نامہ پڑھا جائے۔ ابوسفیان کا قول ہے کہ نامہ مقدس کے ختم ہونے کے بعد مین نے غور سے دیکھا تو بادشاہ کی پیشانی سے پسینا ٹپک رہا تھا اور دربار مین عالم حیرت چھایا ہوا تھا۔ بادشاہ نے مجھکو اور میرے ساتھیون کو رخصت کردیا۔ مین نے باہر آکے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ یارو یہ تو بڑا غضب ہوا کہ ہرقل بھی ابن ابی کبشہ کا معتقد ہوگیا اب اوسکا دین ترقی کرجائیگا۔

واضح ہو کہ ابن ابی کبشہ ایک ساحر عرب مین گذرا ہے جس سے امور عجیبہ وقوع مین آیا کرتے تھے اوس نے قریش سے مخالفت کرکے بت پرستی چھوڑدی تھی اور ستارۂ شعری یمانی کو پوجنے لگا تھا اس لئے کفار عرب آنحضرت کے معجزات دیکھکے بمصداق فکر ہر کس بقدر ہمت اوست آپکو بھی ابن ابی کبشہ کہنے لگے تھے۔

الغرض ہرقل آنحضرت صلعم کا مکتوب خوش اسلوب سنکر دحیہ کلبی سے بولا کہ مین محمد کے پیغمبر برحق اور نبی کامل ہونے کا مقر ہون اون کے ہم منتظر تھے اور ذکر اونکا کتب سماوی مین آچکا ہے۔ مگر ڈر ہے تو اس بات کا کہ اگر مسلمان ہوجاؤنگا تو رومی مجھے جیتا نچھوڑینگے۔ تم ایک کام کرو کہ سیدھے شہر رومیہ کو چلے جاؤ وہان ایک شخص صنغاطر نام عیسائیون کا بڑا عالم دانشمند اور بزرگ رہتا ہے۔ میرا یہ خط اوسے دینا اور سب حال کہنا دیکھو وہ کیا جواب دیتا ہے۔ حضرت دحیہ کلبی اوس شہر مین داخل

ہوسے اور بادشاہ کا خط دیکر مختصر طور سے اوصاف محمدی اوس سے بیان کئیے۔ صنغاطر بولا کہ بیشک وہ خدا کا سچا نبی ہے اوسکے یہی صفات جو تم نے بیان کئیے توریت و انجیل مین موجود ہین۔ یہ کہکر صنغاطر اوٹھا۔ اپنے سیاہ کپڑے اوتار کے سفید پوشاک پہنی اور عصا ہاتھہ مین لیکر کلیسا ے نصارے مین گیا اور بہت سے عمائد روم کو جمع کرکے کہا کہ یا یہا الناس محمد عربی کا خط میرے پاس آیا ہے۔ اوسمین اوسنے ہمکو دین برحق کی طرف بلایا ہے۔ اس لئیے مین گواہی دیتا ہون کہ خدا ایک ہے اور احمد اوسکا بندہ اور نبی برحق ہے۔ یہ سنتے ہی رومی اوسپر حملہ آور ہوے اور شہید کرڈالا۔ دحیہ کلبی نے واپس آکے سارا حال ہرقل سے بیان کیا۔ ہرقل بولا کہ تمنے دیکھا۔ جب رومیون نے صنغاطر سے عالم اور بزرگ کا یہ حال کیا تو میری کیا حقیقت ہے۔

اسوقت ہرقل بیت المقدس سے کوچ کرکے حمص مین آگیا تھا اور وہین حضرت دحیہ کلبی شہر رومیہ سے پھر کر اوس سے ملاقی ہوے تھے۔ حمص کے سب سے بڑے محل مین ہرقل نے تمام رؤسا ے روم کو جمع کیا اور اوپر ایک کمرہ کے سب دروازے محکم بند کرا کے ایک غرفہ سے جھانکا اور کہا کہ اے میری قوم اگر تمکو راہ راست اور اپنی فلاح و رستگاری کی تلاش ہے تو چلو ہم تم سب محمد کے مطیع ہو جائین وہ سچا نبی ہے اور اوسکی تعریف و توصیف مین نے کتب الہامیہ مین دیکھی ہے۔ سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ ہم سے عرب کی تابعداری نہ کی جائیگی۔ بادشاہ نے کہا کہ تم سے اگر یہ نہین ہوسکتا تو اوسکو جزیہ دینا قبول کرو۔ لوگون نے کہا کہ یہ سب سے بڑی بیغیرتی ہے۔ ہرقل نے کہا تو ہمین ملک سوریہ اوسے دیکر صلح کر لینی چاہئیے۔ عیسائی بولے سوریہ تو ہمارے ملک مین سب سے عمدہ اور زرخیز قطعہ ہے اوسے ہم بھلا کیسے دیدینگے۔ اسپر بادشاہ نے کہا کہ سب سے اچھی بات تو یہی ہے کہ ہم مسلمان ہو جائین ورنہ شرمندہ ہوگے اور اپنا ملک چھوڑ کے تمہین قسطنطنیہ مین پناہ لینی پڑیگی۔ اب تو قوم نے ناراض ہوکر ہرقل پر دست اندازی

کرنا چاہی مگر دروازہ بند تہا اوسکے پاس نہ پہونچ سکے۔ بادشاہ نے جب قوم کو ناراض دیکھا تو جھٹ اپنی زبان بدلی اور بولا کہ اے لوگو مین تو تمہارا امتحان لیتا تہا کہ تم اپنے دین کے کچے ہو یا پکے اب مجھے تمہارا مضبوط ہونا ثابت ہوگیا۔ یہ سنکر سب خوش ہوے اور بادشاہ کے سامنے گھٹنے ٹیک کے گردنین جہکا دین اور اوسے سجدہ کیا۔ غرضکہ مسٹر ہرقل کو دنیا کا لالچ آگیا اور جس بات کو اونکے قلب نے مانا تہا اوسے تخت شاہی کی ہوس نے رد کرادیا۔ ناظرین کو کھٹکا ہوگا کہ ہرقل نے اپنی تقریر مین جو تیسے سوال اور اوسکے جواب پر کوئی بات نہین بیان کی۔ اوسکا یہی سبب تہا کہ امراکو حق کی تقلید کیوقت بہی بہت سے پہلو سوجہا کرتے ہین اونکا ماننا نہ ماننا لایق اعتبار نہین دین کے معاملہ مین عوام کی راے لایق وثوق ہوتی ہے۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عذافہ سہمی رضی اللہ تعالی عنہ نے آنحضرت صلعم کا مکتوب مقدس کسریٰ شاہ فارس کو جاکے دیا۔ کسریٰ پرویز نوشیروان کے بیٹے ہرمز کا بیٹا تہا۔ مضمون اوسکا یہ تہا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط ہے محمد رسول اللہ کا کسریٰ پرویز بادشاہ فارس کے نام۔ سلام اوس شخص کو جو راہ راست کی پیروی کرے اور خدا کا قائل ہو کر گواہی دے کہ خدا ایک ہے اور محمد اوسکا بندہ اور اوسکا رسول ہے۔ کسریٰ مین تجہے اسلام کی طرف بلاتا ہون۔ چونکہ مین سارے جہان کے لئے خدا کا رسول ہون اس لئے سب آدمیون کو خدا کے عذاب سے ڈراتا ہون اور کافرون پر حجت تمام کرتا ہون۔ اے کسریٰ تو بہی خدا سے ڈر کے مسلمان ہوجا۔ تاکہ ہلاکت سے بچکے فلاح کو پہونچے۔ اگر انکار و سرکشی کریگا تو یاد رکہیو کہ مجوسیون کا سا وبال تجہپر بہی پڑیگا۔

جب یہ نامہ پڑہا گیا تو کسریٰ آگ بگولا ہی تو ہوگیا اور اوسکو ہاتہہ مین لیکر ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا پہر طیش مین آکر بولا کہ محمد میرا بندہ ہو کر مجھے ایسا لکھتا ہے میرے پاس اسکا کچہہ جواب نہین جب آنحضرت صلعم کو اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ جسطرح اوس نے میرا خط چاک کرڈالا ہے

اسی طرح اللہ تعالے اوسکا شکم چاک کرائیگا۔

بعدازان کسریٰ نے یمن کے حاکم باذان کو جو اوسکا ماتحت تھا لکھا کہ دو آدمی بھیجکے محمد کو گرفتار کراؤ اور میرے پاس بھیجدو تاکہ مین اوس گستاخی کی سزا اوسے دون جو اوسنے ما بدولت کے ساتھہ کی ہے۔

باذان کے پاس جب یہ حکم پہونچا تو اوسنے فارس کے ایک بڑے عاقل اور شجاع بانویہ نامی کو اس کام کے لیئے تجویز کیا اور خرخرہ کو اوسکے ساتھہ کردیا۔ اور ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ تمکو ان دونون کے ساتھہ کسریٰ کے دربار مین حاضر ہونا چاہیئے۔ اور بانویہ کو خفیہ طور سے سمجھایا کہ محمد کا حال اچھی طرح دریافت کرتا آئیو۔ پس بانویہ اور خرخرہ مدینہ روانہ ہوے۔ سرزمین طائف مین ابوسفیان اور صفوان بن امیہ اونہین ملے۔ باہم گفتگو ہوئی۔ جب ابوسفیان وصفوان وغیرہ کو یہ حال معلوم ہوا تو بہت خوش ہوے اور بغلین بجانے لگے اور کہا شکر ہے کہ ایسا جلیل القدر بادشاہ محمد کی تخریب کے درپے ہوا اب مسلمانون کا ٹھکانا نہین۔

باذان کے دونون ایلچیون نے قبیلہ ثقیف کے ایک آدمی سے آنحضرت کے افعال واقوال اور چال چلن اور اطوار وعادات وخوبو کے باب مین استفسار کیا۔ ثقفی نے سچ سچ اور صحیح صحیح جو کیفیت تھی اون سے بیان کردی۔ دونون ایلچی بولے اگر محمد کی یہ سب باتین من جانب اللہ ہین تو پھر کسکی مجال ہے کہ اون سے آنکھہ ملا سکے۔

قصہ مختصر بانویہ اور خرخرہ دربار نبوی مین باریاب ہوے۔ بانویہ نے عرض کی کہ کسریٰ نے باذان کی معرفت آپکو اپنے پاس طلب کیا ہے۔ آپ ہمارے ساتھہ تو چلے چلین۔ باذان آپکا قصور بادشاہ سے معاف کرادیگا۔ انکار اچھا نہین آپ جانتے ہین کہ کسریٰ کیسا ظالم وجابر ہے تمہین اور تمہاری قوم کو ہلاک کرڈالیگا اور ملک کو برباد کردیگا یہ کہکے باذان کا خط بھی حضور مین پیش کردیا

حضور نے اوسکے اول قول سنکے تبسم فرمایا۔ پہر اون دونون آدمیون کو اسلام کی طرف دعوت کی۔ یہ دونون دربار نبوی کے خوف وہیبت سے ایسے مرعوب ہوے کہ باتین کرتے تہے مگر بید کی طرح لرزے جاتے تہے۔ دلکو بہت سنبہالکے بولے کہ حضور یا تو تشریف لیچلین یا خط کا جواب دین۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اچہا آج تو فلان مکان مین جاکے فروکش ہو کل حاضر ہونا۔

اب دربار نبوی سے دونون آدمی جاتے ہوے باہم یہ باتین کرتے جاتے ہین۔

بانویہ۔ یار اگر تہوڑی دیر اور اس مجلس مین بیٹہنا پڑتا تو میری خوف کے مارے جان فنا ہو جاتی یہ معلوم ہوتا تہا کہ شیرون کے بن مین بیٹہا ہوا ہون۔

خرخرہ۔ بہیا ٹہیک کہتے ہو میرا بہی بعینہ یہی حال تہا۔ شرم کے مارے تم سے نہین کہا کہ ہنسو گے۔ مجہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساری کارخانہ خدا کے ہین۔

بانویہ۔ دیکہو جو کچہہ ہوگا اب معلوم ہوا جاتا ہے۔

دوسرے دن بانویہ اور خرخرہ ڈرتے کانپتے پہر دربار نبوی مین حاضر ہوے۔ آنحضرت نے فرمایا تم جاکے باذان سے کہدو کہ ہمنے کسریٰ کو اوسکے بیٹے کے ہاتہ سے سزا دلوادی۔ آج سات گہنٹے رات گذری تہی کہ میرے پروردگار نے شیرویہ کو کسریٰ پر غالب کردیا اور شیرویہ نے اپنے باپ کسریٰ پرویز کا پیٹ چاک کر ڈالا۔ یاد رکہنا مین تمکو دسوین جمادی الاول سنہ ۷ھ کے منگل کی رات کی خبر دیتا ہون۔ تم جلدی جاکے باذان کو سناد و اور کہدینا کہ اللہ جل شانہ میرا دین کسریٰ کے ملک مین بہی جاری کریگا اگر تو مسلمان ہوا تو سلامت رہیگا اور فارس مین اپنے بعض ابنائے جنس پر حکومت کریگا۔ اور ایک زرین کمربند جو کسی بادشاہ نے بطور تحفہ آپکو بہیجا تہا۔ خرخرہ کو مرحمت فرمایا۔ دونون رخصت ہوکے یمن پہونچے۔ آنحضرت کا پیغام اور دربار نبوی کی ساری کیفیت اور جو کچہہ حال آپکا دیکہا سنا تہا ہو بہو باذان کو جا سنایا۔ باذان کہنے لگا

بلاشبہہ وہ نبی برحق ہین یہ رعب وداب تو بادشاہون مین بہی نہین ہوتا۔

یہ ذکر ہو ہی رہا تہا کہ شیرویہ کا نامہ باذان کے پاس پہونچا۔ مضمون یہ تہا کہ کسریٰ خسرو پرویز فارس کے شریفون اور رئیسون کو جان سے مارڈالتا تہا۔ لوگ اوسکے ظلم سے نالان تہے بہت سے وطن چہوڑ کے اوسکے مارنے جنگلون مین جا بسے۔ مین نے اوسکو مارڈالا۔ تم اس مکتوب کے پہونچتے ہی اہل یمن اور اپنے سارے علاقہ کے لوگون کو حکم دینا کہ میری اطاعت کرین۔ اور محمد سے ہرگز کسی طرح کا تعرض نہ کرنا۔

باذان کو آنحضرت کی پیشین گوئی کی تصدیق ہوگئی۔ فوراً خدا و رسول پر ایمان لاکے مسلمان ہوا اور جتنے اہل یمن و فارس اوسوقت اوسکے پاس موجود تہے سب ایمان لے آے۔

۴۔ حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ نے آنحضرت کا نامہ اسکندریہ مین مقوقس کو دیا۔ مضمون اوسکا بعینہ ویسا ہی تہا جو ہرقل بادشاہ روم کو لکہا گیا تہا۔ اوس نے کسریٰ خسرو پرویز کی طرح برا بہلا تو نہ کہا بلکہ معقول باتین کین اور مکتوب کو بہی بڑی عزت سے ہاتہہ مین لیا مگر ایمان نہ لایا۔ اور آنحضرت کے واسطے نذرانہ بہی بہت سا روانہ کیا چنانچہ چار ترکی لونڈیان جنہین ایک کا نام ماریہ قبطیہ اور دوسری اوسکی بہن سیرین تہی بہیجین۔ ایک خواجہ سرا اور ایک سفید اونٹ جسکا نام ولدل اور ایک خچر موسوم بہ یعفور تہا اور زینہ اور کپڑا اور ہزار مثقال سونا حضور کے نذر گذرانا۔ اور حضرت حاطب کو بہی سو مثقال سونا اور ایک خلعت پانچ کپڑون کا دیا۔ اور انکو خلوت مین لیجاکر رسول اللہ صلعم کا حال پوچہا۔ اور پوری کیفیت سنکے بولا کہ واللہ اونمین سب صفات اوسی پیغمبر کے سے معلوم ہوتے ہین جسکی خبر عیسیٰ ابن مریم نے دی ہے یقین واثق ہے کہ اونکا ظہور بڑے شد و مد کے ساتہہ ہوگا۔ اور اونکے اصحاب ہمارے اس ملک مین رونق افروز ہونگے۔ حاطب پانچ دن اسکندریہ مین رہکے رخصت ہوے اور ایک خط بہی مقوقس کا اپنے ساتہہ لاے جسکا مضمون یہ تہا۔

یہ مکتوب مقوقش اعظم قبطیہ کا محمد ابن عبداللہ کے نام ہے۔ سلام کے بعد لکھا جاتا ہے
کہ تمہارا خط مین نے پڑہا۔ مین خوب جانتا ہون کہ ایک نبی جو باقی رہا ہے ظاہر ہوکے رہیگا۔ اور
وہی خاتم المرسلین ہوگا مگر مین ایسا گمان کرتا ہون کہ شاید وہ ملک شام مین نمودار ہو۔ مین نے تمہارے
ایلچی کی بڑی تعظیم کی اور تمہین تحفے بہی بہیجے ہین۔

حاطب اسکندریہ سے چلکے مدینہ پہونچے اور مقوقش کے تحائف اور نامہ حضور مین گذرانے
آنحضرت نے مضمون خط سنکر فرمایا کہ اس شخص نے اپنے ملک کے حق مین برا کیا سلطنت
بہی اسکے ساتہہ وفا نکریگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور مقوقش نے جناب فاروق اعظم کے عہد مین
وفات پائی اور ملک اوسکا مسلمانون کے قبضہ مین آیا۔

تحائف جو مقوقش نے بہیجے تہے آنحضرت نے قبول فرمائے۔ ماریہ قبطیہ رضی بعد مسلمان
ہونے کے حضور کے نکاح مین آئین اور اونہین کے بطن مطہرہ سے حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ
پیدا ہوئے۔ سیرین خواہر ماریہ حسان ابن ثابت کو دیدی گئین۔ دلدل کو اپنی سواری کیلئے
رکھا جو چند روز کے بعد جناب علی مرتضیٰ کو دیدیا گیا۔ حضرت امیر جب تک زندہ رہے اوسپر سوار ہوئے
بعد اونکے امام الثقلین حضرت حسین اوسپر سوار ہوتے تہے اور اونہین کے زمانہ مین وہ جاتا رہا۔

۵ - شجاع ابن ذہب نے آنحضرت کا خط حارث ابن ابی شمر کو اوسکی دارالحکومت مین جاکے
دیا۔ وہ ایسے وقت مین اوسے پہونچا کہ ہرقل بیت المقدس جارہا تہا اور حارث اوسکے لئے
پیشکش کی تیاری مین مصروف تہا۔ دو ایک دن اسی لئے اوسکے دربار مین رسائی نہوسکی۔ شجاع
نے اوسکے ایک مصاحب سے ملاقات کرکے رسول اللہ کا ذکر کیا اور کہا کہ اونکا ایک نامہ لایا ہون
اگرچہ وہ مصاحب عیسائی تہا مگر شجاع کی زبانی آنحضرت کا نام اور صفت سنکے رونے لگا
اور بولا کہ اے شجاع جسکا نام تونے لیا ہے مین نے اوسکی یہی صفت انجیل مین دیکھی ہے

جو تمنے بیان کی۔ اس لئے مین اوسپر ایمان لاتا ہون اور اوسکی تصدیق کرتا ہون بیشک وہ نبی آخر الزمان ہے۔ مگر حارث یہ بات سنیگا تو مجھے مار ڈالیگا۔ پس اوس باطنی مسلمان اور ظاہری نصرانی نے حضرت شجاع ابن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضیافت کی اور بڑی خاطر داری اور عزت سے پیش آیا۔ ایک دن حارث۔ نے دربار عام کیا اور تخت پر بیٹھا۔ صاحب موصوف نے شجاع کو بھی پیش کیا۔ آنحضرت کا مکتوب عالی پڑھا گیا۔ اوسنے خفا ہوکے اوس خط کو زمین پر پھینکدیا اور کہا کہ محمد کون ہے جو مجھکو ایسا لکھتا ہے۔ بھلا میری جاہ وحشمت کے آگے اوسکی یہ مجال کہ میری برابری کرے۔ اور اسی طرح کی اور مزخرفات بکین۔ پھر محفل سے اوٹھا اور لشکر کی تیاری کا حکم دیا تاکہ آنحضرت صلعم پر چڑہائی کرے۔ اور ایک نامہ ہرقل روم کو لکھا کہ ایک عربی نے مجھے اس مضمون کا خط بھیجا ہے کہ مین نبی ہون میرے اوپر ایمان لاؤ۔ پس مین اوسے ہلاک کرنیکے لئے لشکر کشی کیا چاہتا ہون۔ ہرقل نے جوابدیا کہ تم اس قصد کو فسخ کردو اور وہ کام کرو جسکے کرنیکی مین تمھین صلاح دون مین ہی اس امر مین غور کررہا ہون مجھے جو سوجھیگی اوس سے تمکو مطلع کرونگا۔

جب ہرقل کا جواب حارث نے دیکھا تو چپکا ہو رہا۔ اور شجاع کو کچھ کپڑا اور کہانا دیکے رخصت کردیا اور کہدیا کہ میرا سلام آنحضرت سے جاکے عرض کردینا۔ شجاع نے مدینہ مین آکے تمام سرگذشت بیان کی۔ آنحضرت نے فرمایا حارث اور ہرقل دونون عنقریب برباد ہونے والے ہین چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

فتح مکہ کے بعد خود بخود حارث پر ایسی بلاے آسمانی پڑی کہ وہ اور اوسکا ملک تباہ ہوگیا۔

جبلہ بن ایہم غسانی اوسکا قایم مقام ہوا۔

۶۔ حضرت سلیط ابن عمرو عامری نے حضور کا نامہ گرامی ہوذہ ابن علی حنیفی کے پاس پہونچادیا

اوسنے مضمون خط سنکر سلیط کی بڑی خاطر کی اور ایک اچھے آرام کے مکان اور باغ مین اوتارا
پھر رسول اللہ کے نامہ کا جواب یہ لکھا۔

اے محمد تم بہت اچھے طریقہ پر لوگون کو دعوت کرتے ہو۔ مین صدق دل سے تمہارا مذہب قبول کرونگا۔ مین اپنی قوم مین شاعر و خطیب ہون اور عرب مجھہ سے ڈرتے ہین۔ اگر مین تمہارا ساتھہ دون تو ملک مین مجھکو مرحمت فرمانا۔ اور مجھے اپنے ممتاز خلیفون مین جگھہ دینا۔

ہوذہ نے حضرت سلیط رضی اللہ تعالی عنہ کو انعام و خلعت دیکر رخصت کیا اور اونہون نے مدینہ مین پہونچکے یہ حال حضور نبوی مین عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ ایک انگل زمین بہی مجھہ سے مانگیگا تو بہی ندونگا۔ انشاء اللہ العزیز وہ اور اوسکا ملک دونون تباہ ہونگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب آپ نے مکہ فتح کرکے مراجعت فرمائی تو جناب جبریل امین علیہ السلام نے حضور کو اطلاع دی کہ ہوذہ مرگیا اور اوسکا ملک برباد ہوا۔

بعد ازان آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یمامہ مین ایک دروغ گو پیدا ہوگا اور وہ بہی نبوت کا دعوی کریگا مگر لوگ اوسکو قتل کر ڈالینگے۔ یہ پیشین گوئی آپ نے مسیلمہ کذاب کے باب مین کی۔

روایت ہے کہ جب عرب مین اسلام نے جڑ پکڑ لی تو آنحضرت نے اور ملکون مین دعوت اسلام کی فکر کی چنانچہ گرد و نواح کے بادشاہون کو وہ خط لکہے گئے جنکا اوپر ذکر ہوا کیونکہ رسالت کا انجام دینا آپکا فرض منصبی تہا۔ یہ خطوط ۶ھ کے آخر مین لکہے گئے تہے اور اکثر مورخ اسکو ۷ھ کے شروع کا واقعہ بتاتے ہین۔ جن بادشاہون کے پاس ایلچی روانہ کیے گئے اونمین کسری خسرو پرویز شاہ مداین تو آتش پرست تہا ورنہ باقی سب عیسائی مذہب تہے اور سلطنت اٹلی یعنی روم کے بگڑ جانے پر یہ خود مختار چہوٹی چہوٹی سلطنتین جابجا پیدا ہوگئی تہین۔

یہ بہی روایت ہے کہ نجاشی بادشاہ حبش کا بیٹا ارمن مدینہ آتے ہوے معہ کشتی ڈوب گیا۔

مہاجرین حبش مین سے چند لوگ اپنی مفلسی اور بے سروسامانی کے باعث مدینہ نہ آسکے تھے اوراونمین مین ام حبیبہ بھی شامل تھین آنحضرت نے دوسرا خط نجاشی کواس مضمون کالکھا تھا کہ تم اون مہاجرین کو اپنے خرچ سے ہمارے پاس مدینہ بھجوا دو اور ام حبیبہ بنت ابوسفیان سے میری عقد کے لئے کہو۔ نجاشی نے اس دوسرے نامہ کی بھی تعمیل بخوبی کردی اور مسلمانون کے لئے اچھی طرح سامان سفر درست کرکے بڑی تعظیم سے روانہ خدمت فیضدرجت کیااور دونون نامون کو تبرکاً اپنے گھر رکھا۔ چنانچہ عرصہ تک وہ شاہان حبش یعنی سوڈان کے پاس رہے۔

عہد سعادت مہد نبوی مین عرب کی آمدورفت ایران مین کم تھی باتونیہ اور خرخرہ کی ڈاڑھیان صفاحٹ اورلبین بڑھی ہوئی کمر مین زرین پٹکہ اور ریشمی لباس دیکھکے لوگ بہت متحیر ہوے آنحضرت کو بھی یہ وضع پسند نہ آئی اور اظہار ناخوشی فرمایا۔

آخر سنہ ۶ھ مین اونٹ اور گھوڑون کی دوڑ مسلمانون مین شروع ہوئی اُسکے موجد اہل اسلام ہین حضرت ابوبکر صدیق کی اہلخانہ اورجناب عائشہ صدیقہ کی والدہ ماجدہ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے اسی سال مین اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کے اسلام لانے کا بھی یہی زمانہ ہے۔ صلح حدیبیہ مین مصلحت یہی تھی کہ آپسمین لڑجھگڑ کے اپنی طاقت گھٹا دینا محض بیوقوفی ہے۔ اشاعت اسلام مین کوشش کرنا چاہیئے۔ چنانچہ آنحضرت نے اسی پرعمل کیا جس سے اس زمانہ کے مسلمانون کو سبق لینا ضرور ہے۔ اگر اہل اسلام باہمی خانہ جنگیان چھوڑدینگے اوراپنے ہادی و رہنما کی سنت پر چلینگے توانشاءاللہ بڑا فائدہ اوٹھائینگے کیونکہ اتفاق ایک بڑی طاقت ہے اور پہل پھوٹ اصل ذلت۔

روایت ہے کہ محرم سنہ ۷ھ مین آنحضرت نے نوبادشاہون کے نام خطوط روانہ کئے جنکے نام یہ ہین۔ ۱ نجاشی شاہ حبش۔ ۲ ہرقل شاہ روم۔ ۳ کسریٰ شاہ مداین۔ ۴ مقوقش شاہ مصر۔

جیفر[۵] و عبد پسران جلندی شاہ عمان - ہوذہ[۶] بن علی رئیس یمامہ - حارث[۷] غسانی شاہ بلقا - حارث[۸]
حمیری شاہ یمن - منذر[۹] ابن ساوی والی بحرین - نو آدمی ان خطوط کو لیکر گئے - عمرو[۱] ابن امیہ ضمیری
حبش کو - دحیہ[۲] کلبی ہرقل کے پاس - عبد اللہ[۳] ابن حذافہ سہمی مداین کو - حاطب[۴] ابن ابی بلتعہ لخمی مصر کو
عامر[۵] بن العاص عمان کو - سلیط[۶] ابن عامر عامری یمامہ کو - شجاع[۷] بن ذہب اسدی حارث ابن ابی شمر
غسانی کے پاس بلقا کو - مہاجر[۸] ابن امیہ یمن کو - علا[۹] ابن حضرمی بحرین کو روانہ ہوئے - نجاشی کا
نام اصحمہ تہا جسکے لغوی معنی عطیہ ہین اور نجاشی لقب تہا کل شاہان حبشہ کا -

عمرو بن امیہ جو نجاشی کے پاس ایلچی ہوکے گئے تہے قبیلہ ضمیر مین عرب کے جری بہادر اور تجربہ کارون مین مشہور و ممتاز تہے - بدر و احد مین مشرکون کے ساتہ مسلمانون سے لڑنے آئے تہے - سریہ معونہ مین اونکو عامر ابن الطفیل نے گرفتار کیا اور پیشانی کے بال کاٹ کے چھوڑ دیا - وہ جنگ احد کے بعد مسلمان ہوئے - اس سے پہلے آنحضرت صلعم نے اونکو عمرو بن فروہ جذامی کے پاس بہی بہیجا تہا جو قیصر کا عامل تہا ابن فروہ مسلمان ہوگیا اور مسعود بن سعد کو اپنا ایلچی کرکے نامہ اور ہدیہ حضور نبوی مین بہیجا - ہدیہ مین ایک خچر فضہ نام اور ایک گھوڑا جسکا نام ظراب تہا اور زرین کپڑے اور قبائے سندس تہی - آنحضرت نے اوسکا ہدیہ قبول کیا اور مسعود کو اپنی طرف سے بارہ اوقیہ سونا مرحمت فرمایا - اور حضرت عمرو بن امیہ آنحضرت کی طرف سے مسیلمہ کذاب کے پاس بہی گئے تہے - اونہون نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ مین مدینہ کے درمیان انتقال کیا اور ایک روایت ہے کہ سنہ ۶۰ھ مین وفات کی - آپ بڑے دلیر اور پہلوان صحابہ مین سے تہے - عبارت عربی نامۂ نجاشی کی یہ ہے جسکا ترجمہ اوپر مذکور ہوا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ من محمد رسول اللہ الی النجاشی ملک الحبشہ - اما بعد فانی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الا ہو الملک القدوس السلام المومن المہیمن واشہد ان عیسی ابن مریم

روح الله وكلمته القاها الى مريم البتول الطيبة المحصنة فحملت بعيسے فحملته من روحه ونفخه كما خلق آدم بيدہٖ و انى ادعوك الى الله وحدہٗ لا شريك له والموالاة على طاعته وان تتبعنى وتؤمن بالذى جاءنى فانى رسول الله وانى ادعوك وجنودك الى الله تعالىٰ وقد بلغت ونصحت فاقبل نصيحتى والسلام على من اتبع الهدىٰ

نجاشی نے آنحضرت کے حین حیات ۹ سنہ ہجری مین وفات پائی اور اونکی نماز جنازہ غائبانہ آپ نے مدینہ مین پڑہی - اور صحابہ سے فرمایا کہ تمہارا بھائی مرگیا اوٹھو اوسکے جنازہ کی نماز پڑہلو - اور عیدگاہ مین صف باندہکے یہ نماز پڑہی گئی تہی -

اسی طرح آنحضرت ایکدفعہ تبوک مین تہے کہ یکایک آفتاب اپنے معمول سے زیادہ روشن اور منور اور طالع ہوا - حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اوسی وقت جناب جبریل علیہ السلام نے حاضر ہوکر خبر دی کہ حضور آپ اس روشنی کا مطلب بہی سمجہے آج آپکے ایک صحابی مطویہ بن معویہ لیثی یا مزنی نے مدینہ مین قضا کی ہے ستر ہزار فرشتے نماز جنازہ پڑہنے آے ہین - حضور نے دریافت کیا کہ مطویہ کو یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا - جبریل بولے وہ اوٹہتے بیٹہتے چلتے پہرتے دن رات برابر ”قل ہو اللہ احد“ پڑہا کرتے تہے اس لئے آج اونکی یہ قدر ومنزلت ہے کیا آپ اونکے جنازہ کی نماز پڑہنا چاہتے ہین - ارشاد ہوا کہ ہان - پس اونکا جنازہ حضور کو نظر آنے لگا اور آپ نے اوسکی نماز پڑہی - جو نامہ نجاشی رضؓ شاہ حبش نے آپکو لکہا تہا اوسکی عربی عبارت یہ ہے -

بسم الله الرحمن الرحيم ٥ الى محمد رسول الله من النجاشى اصحمة ٥ سلام عليك يا رسول الله ورحمة الله وبركاته الله الذى لا اله الا هو اما بعد فقد بلغنى كتابك يا رسول الله فما ذكرت من امر عيسىٰ فورب السماء والارض ان عيسىٰ لا يزيد على ما ذكرت نفروقا انه كما ذكرت وقد عرفت ما بعثت به الينا فاشهد انك رسول الله صادقا ومصدقا وقد بايعتك وبايعت ابن

عملك واسلمت على يدايه ۵ الحمد للہ رب العلمين ○

کہتے ہین کہ نجاشی نے ام حبیبہ کا مہر چارسو مثقال سونا مقرر کیا تھا۔ رجب ۵ھ ہجری مین پہلی بار گیارہ مرد اہل اسلام۔ اور ایک قول کی بموجب بارہ مسلمان مرد اور چار یا پانچ عورتین نجاشی کے ملک مین آئی تہین یہ سب آدمی خفیہ دریا تک گئے اور آدہا دینار دیکے کشتی مین بیٹھ پار اوترے۔ روایت ہے کہ پہلے ہجرت کے ارادہ سے حضرت عثمان معہ اپنی اہلخانہ رقیہ بنت رسول اللہ کے روانہ ہوے تہے اور آنحضرت نے اونکے حق مین فرمایا تہا صحبہما اللہ ان عثمان لاول من هاجر باھلہ بعد لوط یعنی مصاحب ہوا اونکا اللہ تحقیق مہاجرون مین سے پہلا عثمان ہے جس نے حضرت لوط علیہ السلام کے بعد معہ اپنی بیوی کے ہجرت کی۔ آنحضرت کو قریش کے ایمان لانیکی بڑی آرزو تہی اور ہمیشہ اسی تمنا مین رہتے تہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کوئی ایسی وحی بہیجے جسے سنکر قریش کے دل پسیجین اور وہ مسلمان ہون۔ جب وحی نازل ہوتی تہی تو آپ اونکو بڑی شد و مد سے سناتے تہے یہانتک کہ سورۂ والنجم نازل ہوئی۔ آپ نے مجمع قریش مین اوسے سنایا۔ آیتون کے درمیان مین جا بجا توقف فرماتے تہے تاکہ لوگون پر اثر ہو اور وہ اوسے یاد کرلین۔ جب حضور اس آیت پر پہونچے۔ اَفَرَاَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ○

ترجمہ۔ آیا دیکہا تمنے لات اور عزیٰ کو اور منات تیسرے کو۔

شیطان کو قابو ملگیا اور کفار کے کانون مین آیت ہذا کے ساتہہ ہی یہ بات بہی ڈالدی۔

تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى ترجمہ۔ یہ بت بڑے ہین اور تحقیق انکی شفاعت کی البتہ امید ہے۔

کفار سنتے ہی کپڑون مین خوشی کے مارے پہولے نہ سماے اور جب آنحضرت نے سورۃ تمام کرکے سجدہ کیا تو کفار بہی مسلمانون کے ساتہہ سجدہ مین شریک ہوے۔ مگر امیہ بن خلف جمحی

اور عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن المغیرہ نے سجدہ نہین کیا - جلسہ برخاست ہونے کے بعد کافر
کہنے لگے کہ محمد نے آج ہمارے معبودونکو اچھی طرح یاد کیا اب ہماری اور اونکی صلح ہے - جب یہ خبر
اطراف و جوانب مین پہیلی تو رفتہ رفتہ مہاجرین حبشہ کو بہی پہونچی - وہ یہ سنکر مکہ مین چلے آے -
ادہر جبریل امین نے اس شیطانی کارروائی سے آنحضرت کو مطلع کیا حضور بہت غمگین ہوے -
اور آپ کی تسلی کیواسطے یہ آیت نازل ہوئی -

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِهٖ فَیَنْسَخُ اللّٰهُ
مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یُحْكِمُ اللّٰهُ اٰیٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝

ترجمہ - ہمنے تم سے پہلے ایسا کوئی رسول اور نبی نہین بہیجا جس نے آرزو کی ہو اور شیطان
اوسمین خلل انداز نہوا ہو - پس شیطان کی ڈالی ہوئی بات کو اللہ منسوخ کر دیتا ہے اور اپنی نشانیون
کو اللہ مضبوط کرتا ہے اور اللہ جاننے والا اور حکیم ہے -

جب کفار نے یہ آیت سنی تو آکے آنحضرت سے کہا کہ اے محمد تمنے جو ہمارے معبودونکی
تعریف بیان کی تہی تم اب اوس سے پہر گئے اور پشیمان ہوے اس لئے ہم بہی صلح سے پہرے
جاتے ہین - اور مسلمانون کو ایذا دینے لگے - آنحضرت نے دوبارہ ہجرت کا حکم دیا - اس مرتبہ کچھ
اوپر اسّی مرد اور گیارہ عورتین حبشہ گیئن - قریش نے عمرو بن العاص اور عمارہ بن الولید کو تحفے دیکر
روانہ کیا کہ نجاشی کے پاس سے اونہین پہیر لائین اسکا نتیجہ اوپر مذکور ہوچکا ہے - واضح ہو کہ ایک
جم غفیر علما کا قصہ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی ۝ کو محض غلط اور موضوع
بتاتا ہے - اونکی راے مین یہ واقعہ ہوا ہی نہین ہے -

آنحضرت نے ہرقل شاہ روم کو جو خط لکہا تہا اوسکی عربی عبارت یہ ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی هرقل عظیم الروم - سلام علی من اتبع الهدی

امّا بعد فانی ادعوک بدعوۃ الاسلام اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فان علیک اثم الاریسیین ویا اھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ و لا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

ہرقل کی فرمایش سے لوگ ابوسفیان کو معہ ایک جماعت قریش کے شہر غزہ سے ڈہونڈہ ڈہانڈہ کے لے گئے تہے۔ روایت ہے کہ ہرقل نے بہی آنحضرت کے نامہ کو حریر کے ایک ٹکڑے مین لپیٹ کے رکہہ چہوڑا تہا جب تک وہ نامہ اوسکی اولاد کے پاس رہا بادشاہی اوسکے خاندان سے نہین گئی۔

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے والد کا نام خلیفہ تہا۔ یہ صحابہ جلیل القدر مین سے ہین۔ جنگ احد اور اوسکے بعد کے معرکون مین شامل تہے۔ حضرت جبریل اکثر اونہین کی صورت اختیار کرکے آنحضرت کے پاس آیا کرتے تہے۔ دحیہ کلبی شام مین جا رہے تہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد تک زندہ رہے۔

حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی جنکو مداین روانہ کیا گیا تہا قریشی ہین اور کنیت اونکی ابوحذافہ تہی۔ قدیم سے ایمان لائے۔ دوسری بار ہجرت کرکے اپنے بہائی قیس بن حذافہ کے ساتہہ حبشہ گئے تہے۔ مزاح اور ظرافت اونکے مزاج مین بہت تہی۔ حضرت عمر فاروق کے زمانہ مین رومیون نے اونکو قید کرلیا تہا۔ اور زبردستی مذہب عیسائی قبول کرانا چاہا مگر حضرت عبد اللہ نے نہ مانا۔ رومیون نے آپکو سولی پر چڑہایا اور تیر مارے لیکن وہ نہ مرے پہر سولی سے اوتار کے کہولتے ہوے پانی کی دیگ مین ڈالا اور اوسکے نیچے اور بہی زیادہ آگ بہڑکا دی آپ کا اس سے بہی بال بیکا نہوا۔ توپہر اونکو بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے حضرت عبد اللہ سے پوچہا کہ تمہاری کیا آرزو ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا مجہے سو جانین عطا فرماے تاکہ اسی طرح اوسکی راہ مین تکلیفین

بھگتون - بادشاہ نے کہا اچھا تم میرے سر کو بوسہ دو تو مین تمھین چھوڑ دون - آپ نے جواب دیا کہ مین اپنے لئے تو ایسا نکرونگا البتہ اگر تو سب مسلمانون کو رہا کردے تو تیرے سر کا بوسہ بھی لیلون بادشاہ اونکی باتین سنکر متحیر ہوا اور سبکو چھوڑ دیا تو آپ نے اوسکے سر کا بوسہ بھی لیا -

جو عبارت کسریٰ کے نامہ مین لکھی گئی تھی یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ من محمد رسول اللہ الی کسریٰ عظیم فارس ۵ سلام علی من اتبع الھدی - و امن باللہ و رسولہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہ و رسولہ ادعوک بدعایۃ اللہ فانی انا رسول اللہ الی الناس کلھم لتنذر من کان حیا ویحق القول علی الکافرین اسلم تسلم فان تولیت فعلیک اثم المجوس ○

ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے نجاشی اور ہرقل اور کسریٰ کو ایک ہی نامہ بدین مضمون لکھا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی کسریٰ وقیصر والنجاشی - اما بعد تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الیٰ قولہ بانا مسلمون ○

کنیت حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کی جو مقوقش کے پاس بھیجے گئے تھے ابو عبداللہ ہے یہ قبیلہ لخم سے تھے غزوہ بدر و خندق اور اونکے درمیانی معرکون مین شامل رہے ہے حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ مین بمقام مدینہ ۳۰ھ مین رحلت فرمائی - عمر آپ کی ۶۵ برس کی ہوئی -

مقوقش کے نامہ کی عربی عبارت یہ ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ من محمد عبد اللہ و رسولہ الی المقوقس عظیم القبط - سلام علی من اتبع الھدی - اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام - اسلم تسلم یوتک اجرک مرتین فان تولیت فعلیک اثم القبط یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

مقوقش نے آنحضرت کے نامہ کو ہاتھی دانت کے ڈبے مین رکھہ لیا اور اوسکا جواب یون لکھا

الی محمد بن عبداللہ من المقوقس عظیم القبط - اما بعد فقد قرأت کتابك وفهمت ما ذکرت وبما تدعوا الیه وقد علمت ان نبیًا بقی وکنت اظن ان یخرج بالشام وقد اکرمت رسولك وبعثت الیك بجاریتین لهما مکان من القبط عظیم بکسوة واهدیت لك بغلة لترکبها والسلام ○

ترجمہ - یہ نامہ ہے مقوقش عظیم قبط کی طرف سے محمد بن عبداللہ کو - اما بعد بیشک مین نے تمہارا نامہ پڑہا اور جو کچھہ تمنے ذکر کیا تہا اور جسکی طرف تمنے دعوت کی تہی اوسے سمجہا - بیشک مین جانتا ہون کہ ایک نبی باقی ہے میرا گمان تہا کہ وہ شام مین پیدا ہوگا - اور تحقیق مین نے تمہارے قاصد کی عزت کی - مین نے تمہارے لئے دو لونڈیان ماریہ قبطیہ اور سیرین پوشاک پہنا کر بہیجی ہین قبطیون مین انکی بڑی عزت ہے - اور تمہاری سواری کے لئے ایک خچر ہدیہ بہیجا ہے - اور سلام

سیرین کو آنحضرت نے حسان بن ثابت کو دیدیا اوس سے عبدالرحمن بن حسان پیدا ہوی

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالے عنہ حضور کا نامہ لیکر عبد و جیفر پسران جلندی شاہ عمان کے پاس گئے - عمرو بن العاص کو حبشہ مین بطوع و رغبت بلا اکراہ اسلام کی خواہش ہوئی نجاشی کا سایہ آپ پر بہی پڑگیا حبشہ سے واپس آکر فوراً آنحضرت کی خدمت مین دوڑے آے اور مسلمان ہوگئے - چونکہ اس سے پہلے وہ آنحضرت کے دشمن جانی تہے اور ڈرتے تہے کہ کہین صحابہ مجہے مار نہ ڈالین اس لئے آنحضرت نے اونکو اوس جماعت کا سردار کردیا جسمین حضرات صدیق و فاروق رضی اللہ تعالے عنہما بہی شامل تہے - تاکہ اونکے دلکا خوف نکلجاے - اور اون سے کہدیا کہ "انک رشید" یعنی بیشک تم راہ یافتہ ہو - حضرت عمرو بن العاص بڑے عقلمند تہے اس لئے جناب عمر فاروق جب کبہی کسی احمق اور غبی کو دیکہتے تہے تو یہ فرمایا کرتے کہ سبحان اللہ اسکا اور عمرو بن العاص کا خالق ایک ہے - روایت ہے کہ نزع کے وقت

حضرت عمرو بن العاص کو بڑی بے چینی اور بیقراری تہی - اونکے صاحبزادے عبد اللہ نے دریافت کیا کہ ابا جان آپ تو اصحاب رسول اللہ مین ہین آپنے آنحضرت کے ساتہہ جہاد کئے پہر آپ کو یہ اضطراب کیون ہے - عمرو بن العاص بولے بیٹا میری زندگی مین مجہپر تین حالتین گذری ہین پہلے مین رسول اللہ سے عداوت قلبی رکہتا تہا - پہر مسلمان ہوگیا اور اونکی صحبت مین رہا - بعد ازان امارت اور ولایت مین مبتلا ہوگیا - اس لئے معلوم نہین کہ وہان کس حالت مین میرا حساب ہوگا - اور کیا پیش آئیگا -

عمان ایک شہر ہے ملک یمن کا وہان عبد اور جیفر دونون بہائی مسلمان ہوے - اپنی رعیت سے عمرو بن العاص کو زکوٰۃ دلوائی - اور احکام قضا جاری کرا ے - آنحضرت کی وفات تک عمرو بن العاص عمان ہی مین رہے -

عبارت اوس نامہ کی جو عبد و جیفر کو بہیجا گیا یہ ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - من محمد عبد اللہ ورسولہ الی جیفر وعبد ابنی جلندی - السلام علی من اتبع الھدی - اما بعد ادعوکما بدعایۃ الاسلام - اسلما تسلما فانی رسول اللہ الی الناس کافۃ لانذر من کان حیا ویحق القول علی الکافرین وان کما ان اقررتما بالاسلام ولیتکما وان ابیتما ان تقرا بالاسلام فان ملککما زائل عنکما وخیلی بحل بساحتکما وتظھر نبوتی علی ملککما

ترجمہ - یہ نامہ ہے محمد کا جو بندہ ہے اللہ کا اور رسول ہے اوسکا - جیفر اور عبد جلندی کے بیٹون کے نام - سلام اوسپر جو ہدایت کی پیروی کرے - اما بعد مین تم دونون کو اسلام کی طرف بلاتا ہون تم دونون اسلام لاؤ تاکہ سلامت رہو - بیشک مجہے خدا نے سب آدمیون کے پاس بہیجا ہے تاکہ ڈراؤن اوسکو جو زندہ رہے اور اللہ نے اپنی حجت کافرون پر ثابت کی ہے - اگر تم اسلام کا اقرار کرتے ہو تو مین تمکو والی کرتا ہون اور ثابت رکہتا ہون تمہارے ملک پر - اور اگر تمنے مسلمان ہونے سے

انکار کیا تو ملک تمہارا زائل ہونیوالا ہے۔ ہمارے گھوڑے جولانی کرینگے تمہارے میدان پر اور میری نبوت تمہارے ملک پر غالب ہوگی۔ اس نامہ کو ابی بن کعب نے لکھا تھا۔

حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا اسبب کہ مین عمان پہونچا۔ پہلے عبد کے پاس گیا جو بڑا خلیق اور نرم مزاج تہا۔ اور کہا کہ مین رسول اللہ کا ایلچی ہون۔ عبد نے جوابدیا کہ میرے بہائی کی راے مقدم ہے۔ مین تمکو اوسکے پاس بہیجون گا۔ مگر بتاؤ تو سہی کہ صاحب نامہ تمہین کس بات کی طرف بلاتا ہی مین نے کہا کہ خدا سے وحدہ لاشریک لہ کی طرف۔ تم اوسپر ایمان لاؤ اور اوسکی تابعداری کرو۔ اُسکے سوا کسیکو نہ پوجو۔ اور کہو کہ محمد اوسکا بندہ اور رسول ہے۔ یہ سنکر عبد نے کہا کہ اے عمرو تم اپنی قوم کے سردار کے بیٹے ہو بتاؤ کہ تمہارے باپ نے ان باتون کو سنکے کیا کہا۔ ہم تمہارے باپ کی اقتدا اور اتباع کرینگے۔ مین نے جوابدیا کہ میرا باپ تو بغیر ایمان لاے مرگیا اور پہلے مین بہی اپنے باپ کا ساتہی تہا مگر مجہکو تو میرے خدا نے اسلام کی طرف ہدایت کی۔ پہر پوچہا تم کب مسلمان ہوے مین نے کہا تہوڑے دن ہوے مین حبشہ مین نجاشی کے پاس ایمان لایا۔ حضرت عمرو بن العاص

۵یا ۸ ھ مین مسلمان ہوے تہے مگر بنیاد اسلام اونکے دل مین حبشہ ہی سے پڑی۔ پہر عبد نے دریافت کیا کہ نجاشی کی قوم نے نجاشی کے ساتہہ کیا سلوک کیا۔ مین نے جوابدیا کہ قوم نے سلطنت پر اوسے قایم رکہا اور عقلاء اور رہبان اوسکے تابع رہے۔ اُسوقت عبد بولا کہ اے عمرو سوچ سمجہکے جوابدے دیکہہ جہوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے۔ مین نے کہا کہ ہم اوس قوم مین ہین جنہین جہوٹ سے بڑہکے کوئی گناہ نہین۔ پہر اوس نے پوچہا محمد کس چیز کا حکم دیتا ہے اور کس کام سے منع کرتا ہے۔ مین نے بیان کیا کہ وہ فرماتے ہین کہ خداے عزوجل کی اطاعت کرو اور اوسکی نافرمانی سے بچو۔ صلہ رحم دو اور احسان کرو۔ ظلم نہ کرو اور حدود شرع سے متجاوز نہو زنا کے مرتکب نہو۔ شراب نہ پیو۔ بت اور صلیب اور سولی کی پوجا نہ کرو۔

عبد۔ واللہ اونکے حکم کیسے اچھے ہین۔ اگر جیفر میری راے مانے تو ہم ابہی سوار ہو کے محمدؐ کی خدمت مین چلے جائین۔ اور اوسپہ ایمان لاکے اوسکی تصدیق کرین۔ لیکن وہ ایسا کیون کرنے لگا تہا وہ تو مال و ملک کا حریص اور بخیل ہے۔

عمرو بن العاص۔ اگر وہ ایمان لے آیا تو آنحضرت صلعم اوسکو اس ملک کا حاکم رہنے دینگے اور دولتمندون سے زکوٰۃ لیکے فقیرون پر تقسیم کرینگے۔

عبد۔ یہ تو بہت اچہی بات ہے۔

حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہین کہ مین نے چند روز وہان قیام کیا۔ پہر عبد نے اپنے بہائی کے پاس جا کے میرا حال بیان کر دیا۔ جیفر نے ایک دن مجہے بلایا۔ مین گیا۔ نوکرون نے میرے بازو پکڑ لئے جیفر بولا کہ اسے چہوڑ دو۔ مین نے اوسکے سامنے جا کے بیٹہنا چاہا۔ اوس نے بیٹہنے کی ممانعت کی اور پوچہا۔ اپنی حاجت بیان کرو۔ مین نے نامہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوسے دیدیا۔ اوس نے پڑہکے عبد کو دیدیا۔ عبد نے بہی پڑہا۔ جیفر اپنے بہائی عبد سے بہی زیادہ نرم دل نکلا۔

جیفر۔ یہ تو بتاؤ کہ قریش اب کس ذہن مین ہین اور کیا کر رہے ہین۔

عمرو بن العاص۔ بہت سے تو اون مین سے خوشی بخوشی مسلمان ہو گئے ہین اور بہت سے ابہی بر سر پرخاش ہین۔ پس اے جیفر تو بہی اسلام لا ورنہ مسلمانون کے گہوڑے تجہے روند ڈالینگے

جیفر۔ مین غور کر لون خیر آج تو تم جا کے آرام کرو کل میرے پاس آنا۔

حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہین کہ مین اوسکے بہائی عبد کے مکان پر چلا آیا۔ عبد نے آکے مجہسے کہا کیا اچہا ہو کہ میرا بہائی ملک و مال کی طرف سے بخیلی نہ کرے اور سلامت رہے جب مین دوسرے دن جیفر کے پاس گیا تو ملاقات نہوئی بے نیل مرام فرودگاہ پر واپس آگیا۔

اور عبد سے کہا کہ مین جلدی جانیوالا ہون دونون بہائی خوب سمجہہ بوجہہ کے مجھے جواب دو۔ اسپر دونون بہائیون مین کچہہ صلاح ہوئی اور دوسرے دن مین بلایا گیا۔ وہ دونون بہائی مسلمان ہوگئے غالباً جیفر و عبد کو ۶ھ مین نامہ بہیجا گیا تہا یا ۹ھ مین بہیجا گیا ہو کیونکہ حضرت عمرو بن العاص ۵ھ یا ۸ھ مین اسلام لائے ہین۔

حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ تعالے عنہ جو نامہ نبوی ہوذہ بن علی رئیس ملک یمامہ کے پاس لیکر گئے تہے عامری ہین۔ یہ اور انکے باپ جنگ یمامہ مین شامل تہے۔ اور وہین شہید ہوے ایک دفعہ حضرت عمر فاروق نے اصحاب رسول کو حُلّے پہنائے تہے۔ ایک حُلّہ باقی رہا آپنے پوچہا کہ کوئی ایسا آدمی بتاؤ جسنے ہجرت کی ہو معہ اپنے باپ کے۔ لوگون نے عرض کی حضرت یہ کیا مشکل بات ہے آپکے صاحبزادے عبد اللہ ہی مین یہ صفت موجود ہے آپنے فرمایا نہین مین اوسکو نددونگا البتہ حضرت سلیط بن عمرو اس لائق ہین۔ پس جناب فاروق اعظم نے وہ حُلّہ حضرت سلیط کو پہنادیا۔ ہوذہ کو جو نامہ لکہا گیا تہا اوسکی عبارت یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد رسول اللہ الی ھوذۃ بن علی۔ سلام علی من اتبع الھدی۔ واعلم ان دینی سیظھر الی منتھی الخف والحافر فاسلم تسلم واجعل لک ما تحت یدک

ترجمہ۔ یہ نامہ ہے محمد رسول اللہ کا ہوذہ بن علی کے نام۔ سلام اوسپر جو ہدایت کی پیروی کرے جان تو کہ دین میرا عنقریب انتہاے آبادی تک غالب ہونیوالا ہے۔ پس مسلمان ہو تاکہ تو سلامت رہے۔ اور برقرار رکھون مین جو کچہہ تیرے تحت و تصرف مین ہے۔

حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ تعالے عنہ جو حارث غسانی شاہ بلقا کے پاس نامہ لے گئے تہے مہاجرین سابقین حبشہ مین تہے۔ یہ اور انکے بہائی عقبہ بن وہب جنگ بدر اور سب لڑائیون مین شامل رہے۔ دراز قد اور دُبلے پتلے اور کمر جہکی ہوئی رکہتے تہے۔ جنگ یمامہ مین

شہید ہوئے۔ عمر اونکی کچھ اوپر چالیس برس کی تھی۔

ملک شام کے ایک شہر کا نام بلقا ہے۔ حارث کو یہ نامہ لکھا گیا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد رسول اللہ الی الحارث بن ابی شمر۔ سلام علی من اتبع الھدیٰ وامن باللہ وصدق وانی ادعوك الی تؤمن باللہ وحدہ لاشریك لہ یبقی لك ملك

ترجمہ۔ یہ نامہ ہے محمد رسول اللہ کا حارث بن ابی شمر کے نام۔ سلام اوسپر جو تابعداری کرے ہدایت کی اور ایمان لائے اللہ پر اور سچا جانے اوسے بیشک مین بلاتا ہون تجھے کہ تو ایمان لا اللہ وحدہ لاشریک پر تو تیرا ملک تیرے پاس باقی رہیگا۔

شجاع بن وہب فرماتے ہین کہ مین حارث کے نام کا خط لیکر اوسکی دارالحکومت مین گیا وہ غوطہ دمشق مین ہرقل کے پیشکش کی تیاری کر رہا تھا مین دو۲ روز تک اوسکے دروازہ پر پڑا رہا۔ آخرالامر ایک دربان نے مجھہ سے کہا کہ تمہارا کام نہوگا اور تم اندر نہ جاسکوگے البتہ فلان دن اوسکے دربار کا ہے شاید اوس دن کاربرآری ہوجاے۔

یہ دربان شجاع کی خدمت گذاری اور مہمانی کرتا تھا یہان تک کہ دربار کا دن آیا اور حارث اپنے تخت پر بیٹھا۔ دربان نے نامہ مبارک اوسے دیا مگر اوس نے زمین پر پھینکدیا۔ اور شجاع کو سو۱۰۰ مثقال سونا دیکر رخصت کیا۔ مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے۔ اوس حاجب یعنی دربان نے حضرت شجاع کو کپڑے اور زاد راہ دیا۔ اور کہا کہ میرا سلام آنحضرت سے کہدینا۔ بعض اہل سیر کہتے ہین کہ حارث مسلمان ہوا مگر قیصر روم کے ڈر سے اپنے اسلام کو چھپا ڈالا۔

مہاجر بن امیہ مخزومی جنہین حارث بن عبد کلال حمیری کے پاس یمن مین بھیجا تھا قریشی تھے۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالے عنہا اونکی حقیقی ہمشیر ہین۔ اصلی نام اونکا ولید ہے۔ آنحضرت نے اس نام کو برا سمجھا اور فرمایا کہ ولید بن مغیرہ کی ہمنامی اچھی نہین تم اپنا نام تبدیل کردو

آنحضرت نے اونکو قبیلہ کندہ کے صدقات پر عامل کردیا تہا - اور جناب صدیق اکبر نے اپنی خلافت کے زمانہ مین اونہین یمن کی حکومت دی - جنگ بدر مین یہ قریش کے ساتھہ تہے انکے دو بہائی ہشام اور مسعود بہی اوسی لڑائی مین مارے گئے -

حضرت مہاجر نے نامہ گرامی حارث کو دیا - اوس نے کہا کہ ابہی تو مین اپنے کام مین ہون اسے فرصت کے وقت دیکہونگا - پہر آنحضرت صلعم نے ربیع الاول سنہ ۹ھ مین تبوک سے لوٹ آنیکے بعد ابوموسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن مین دعوت اسلام کے لئے بہیجا - اکثر اہل یمن بے جدال و قتال ایمان لائے -

تیسری بار حضرت علی مرتضیٰ کو وہین روانہ کیا اور جب آنحضرت حجۃ الوداع کو تشریف لئے جاتے تہے تو جناب علی یمن سے واپس ہوکر راہ مین آپ سے آملے -

حضرت ابوموسیٰ اشعری کا نام عبداللہ بن قیس ہے - یمن کے قبائل سبا مین ایک قبیلہ کا نام اشعر تہا آپ اوس مین سے ہین - مکہ مین اسلام لائے اور حبشہ کو ہجرت فرمائی - نہایت خوش آواز تہے جب آنحضرت خیبر مین تہے تو آپ اہل کشتی کے ساتھہ حبشہ سے واپس آئے - سنہ ۲۰ھ مین جناب عمر فاروق نے اونکو والی بصرہ کردیا تہا - حضرت عثمان کی خلافت تک وہ برابر وہین رہے - وہان سے معزول ہوکے کوفہ چلے گئے - اور کوفہ کے حاکم رہے - حضرت عثمان کے شہید ہونے کے بعد مکہ آگئے - اور سنہ ۵۲ھ مین وفات پائی -

معاذ بن جبل انصاری ہین - اون ستر آدمیون مین شامل تہے جو عقبہ ثانیہ مین حاضر ہوئے تہے - آنحضرت صلعم نے اون مین اور عبداللہ بن مسعود اور جعفر بن ابی طالب مین بہائی چارہ کرادیا تہا جناب رسالت مآب نے آپکو یمن مین قاضی اور معلم کرکے بہیجا تہا - اٹھارہ برس کی عمر مین آپ مسلمان ہوئے اور حضرت کی حیات مین فتویٰ دیا کرتے تہے - جنگ بدر اور

بہت سے غزوات مین شامل رہے - دم نزع لوگون کو یہ وصیت کی کہ قیامت تک علم اور ایمان ہی قایم رہینگے انہین لو اور باطل کو رد کرو - حضرت معاذ بن جبل نے ۳۸ برس کی عمر مین بمقام عمواس مرض طاعون سے رحلت فرمائی - یہ وبا حضرت فاروق اعظم کے عہد خلافت مین آئی تھی اور صرف تین دن مین ستر ہزار آدمی کا صفایا کر گئی آنحضرت نے اس کی خبر پہلے سے دیدی تھی -

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالے عنہ آنحضرت کا نامہ لیکر منذر بن ساوا والی بحرین کے پاس گئے تھے - وہ بفضل خدا سے راہ راست پر آگیا اور مسلمان ہوا -

علاء بن حضرمی مشہور صحابی ہین - آنحضرت نے اونکو بحرین کا عامل کر دیا تھا اور حضرت ابو بکر وعمر نے اونکی زندگی بھر اونہین اوسی عہدہ پر قایم رکھا - بلکہ اکثرون کا قول یہ بھی ہے کہ حضرت عمر نے اونکو بصرہ کا حاکم کر دیا تھا - وہ ۱۴ھ مین ارض بنی تمیم مین فوت ہوے - بعض لکھتے ہین کہ ۲۱ھ مین بمقام بحرین رحلت فرمائی - اور اونکی جگہہ ابی ہریرہ حاکم ہوے - لوگون نے اونکے نام اور حسب ونسب کی نسبت بہت اختلاف کیا ہے - مگر اس بات پر سب متفق ہین کہ وہ حضرموت کے رہنے والے تھے -

حضرت علاء بن حضرمی بنی امیہ کے حلیف تھے اور نو بھائی اونکے اور تھے - روایت ہے کہ وہ مستجاب الدعوات تھے کئی دفعہ "یا حلیم یا علیم" پڑھتے ہوے چڑھے ہوے دریا سے پار اتر گئے وہ خود ابوہریرہ سے روایت کرتے تھے اور سائب بن یزید وغیرہ نے اون سے روایت کی ہے

واضح ہو کہ منذر ابن ساوی نامہ نبوی پڑھتے ہی مسلمان ہوگیا - بہت سے لوگ اوسکی رعایا مین سے بھی ایمان لائے - اوس نے یہ عرضی حضور مین ارسال کی -

امابعد یارسول اللہ فانی قرأت کتابک علی اہل البحرین فمنہم من احب الاسلام واعجبہ ودخل فیہ ومنہم من کرھہ وما رضی یہود ومجوس فاحدث الی فی ذلک امرک یعنی حمد ونعت کے بعد اے رسول اللہ مین نے آپکا

نامہ پڑہکے اہل بحرین کو سنادیا بعض اون مین ایسے تہے جنہین اسلام سے محبت ہوگئی اور
اوسے پسند کیا وہ اوس مین داخل ہوگئے اور بعض ایسے ہین جنہون نے اسلام کو مکروہ جانا اور
اوس سے ناخوش ہوئے وہ یہودی اور مجوسی ہین سو اونکے باب مین جیسا حکم ہو بجالاؤن۔
حضور نے دوبارہ اوسے خط لکھا وہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد رسول اللہ الی منذر بن ساوی۔ سلام علیک فانی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الا ہو واشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ اما بعد فانی اذکرک اللہ عز وجل فانہ من ینصح فانما ینصح لنفسہ وانہ من یطع رسلی ویتبع امرہم فقد اطاعنی ومن نصح لہم فقد نصح لی فان رسلی قد اثنوا علیک خیراً وانی قد شفعتک فی قومک فاترک للمسلمین ما اسلموا علیہ وعفوت عن اہل الذنوب فاقبل منہم وانک مہما تصلح فلن نعزلک عن عملک ومن اقام علی یہودیۃ او مجوسیۃ فعلیہ الجزیۃ یعنی یہ نامہ ہی محمد رسول اللہ کا منذر بن ساوی کے نام۔ سلام علیک۔ بیشک مین تجہہ سے خدا کی حمد بیان کرتا ہون جسکے سوا کوئی خدا نہین۔ اور گواہی دیتا ہون کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہین اور محمد بیشک خدا کا رسول ہے۔ اما بعد تجہے خدائے عز وجل کی یاد دلاتا ہون جو دوسرے کو نصیحت کرتا ہے وہ گویا اپنی خیر خواہی کرتا ہے۔ جو میرے ایلچیون کی تابعداری کرتا ہے اور اونکے حکم کو مانتا ہے گویا میری اطاعت کرتا ہے۔ اور جس نے میرے ایلچیون کی خاطر کی وہ میرا خیر خواہ ہے۔ بیشک میرے ایلچیون نے تیری بڑی تعریف کی۔ بیشک مین تیری قوم کی تجہہ سے سفارش کرتا ہون۔ پس تو آزاد کردے مسلمانون اور اونکے اسلام کو۔ مین نے معاف کیا اہل ذنوب کو تو بہی اون سے درگذر کر تحقیق جب تک تو اپنی اور خلق کی اصلاح کرتا رہیگا ہم تجہے معزول نہ کرینگے۔ اور جو اپنی یہودیت اور مجوسیت پر قایم رہے اوس سے جزیہ لے۔ پس حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالے عنہ وہان جزیہ لینے پر مقرر کردیے گئے ہمیشہ وہان سے

زرجزیہ تحصیل کرکے حضور نبوی مین بہیجدیا کرتے تہے - لوگون نے اس لفظ جزیہ پر بہت منہ مارے
ہین مگر یہ صرف اونکی جہالت ہے - ناظرین اس دہوکے مین نہ آئین کہ سلطنت اسلام مین مسلمانون
سے کچہہ نہین لیا جاتا تہا اور مذاہب غیر سے جزیہ لیتے تہے - یہ بالکل غلط اور سراسر خلاف واقع
ہے - مسلمانون پر پہلے تو زکوٰۃ کا چہپر ایسا رکہا ہوا تہا کہ وہ کافرون کے جزیہ سے بدرجہا بڑہ جاتا
تہا اس کے سوا جہونٹ مونٹ کہین عید آگئی حکم ہوا کہ فطرہ دو - بقرعید آئی قربانی کرو - اگر اسپر
بہی کوئی صاحب استطاعت ہوگیا تو سید ہا حج کو بہیجدیا گیا - علاوہ برین اگر خیرات صدقات
سے سروکار نہین رکہتا تو کافر ہوگیا جہاد اوسپر واجب ہے - غرضکہ مسلمانون کا روپیہ ہمیشہ اسلام کی
آنکہہ مین کہٹکتا رہا کوئی مسلمان اپنے گہر کے صندوق مین بہرے مال کو اپنا نہین سمجہہ سکتا -
اسپر طُرّہ یہ کہ مال تو کیا مال ہے جان بہی ہماری اور ہمارے باپ کی یعنی آدہی رات پچہلے پہرے
جب دل مین آیا توپ کے منہ پر رکہدیا چلو بہئی جہاد ہے اور ہزارون لاکہون مسلمان ہی کٹ رہے
ہین - ایسی کوئی آفت غیر مذاہب پر نہ تہی مزے سے بیٹہے رہو جان و مال کے محافظ مسلمان ہین
اتنی بڑی خدمت کے لئے بہی اگر سلطنت جزیہ نہ لے تو کہائیگی کیا - یہ لفظ جزیہ معرب ہے فارسی
لفظ گزیہ کا جو نوشیروان سے عادل بادشاہ کی سلطنت مین بہی لیا جاتا تہا اس رسم کو اسلام نے
تصنیف نہین کیا ہے -

سنہ ۴ مین آنحضرت نے جبلہ بن ایہم بادشاہ غسان کے پاس نامہ روانہ کیا - وہ مسلمان
بہی ہوا اور نامہ مبارک کا جواب معہ ہدیہ کے ارسال خدمت فیضدرجت کیا - اور حضرت عمر بن الخطاب
رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عہد خلافت تک اسلام پر قایم رہا - ایک دفعہ جبلہ حج کو آیا تہا طواف
مین ایک شخص کا پانوئن اوسکے تہبند پر پڑا تہبند کہلگیا جبلہ نے اوسکے منہ پر طمانچہ مارا - اوسکی ناک
ٹوٹ گئی - جناب فاروقی کی عدالت مین استغاثہ دائر ہوا - حضرت عمر نے جبلہ کو بلا کر فرمایا کہ

اسکو راضی کرکے راضی نامہ داخل کرو نہین تو مین تم سے قصاص لونگا - جبلہ بولا مین بادشاہ اور یہ بازاری مجھہ سے اسکا قصاص لیا جائیگا - ارشاد ہوا کہ اسلام بازاری اور بادشاہ کا فرق نہین جانتا اوسکی آنکھہ مین دونون برابر ہین - ہمارے ہان اگر عزت ہے تو متقی کی چنانچہ فرمایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم یعنی جو تم مین متقی زیادہ ہے وہی اللہ کی نظر مین عزت دار زیادہ ہے - جبلہ نے کہا کہ جب یہ بات ہے کہ مجھہ مین اور اس چھوٹی امت ناہموار مین کوئی فرق نہین تو پھر مین عیسائی ہوجاؤنگا - ارشاد فاروقی یون ہوا کہ تو تیری جان کی بھی خیر نہین - جبلہ بولا اچھا رات بھر کی مجھے مہلت دو کل سوچ سمجھہ کے مین اسکا جواب دونگا - آپ نے اوسے مہلت دیدی یہ لیکن وہ رات کو بھاگ کے قسطنطنیہ پہونچا اور وہان نصرانی ہوگیا - بعض اہل سیر یون فرماتے ہین کہ جبلہ دوبارہ مسلمان ہوا اور بحالت اسلام مرا -

ایک روایت مین ہے کہ جبلہ بازار دمشق مین چلا جاتا تھا اتفاقاً اوسکا پانوٴن مزنیہ کے ایک آدمی کے پانوٴن پر پڑگیا - مزنیہ نے جبلہ کو ایک تھپڑ مارا - اوسے پکڑ کے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کے سامنے لے گئے - حکم ہوا کہ اسے جبلہ کے پاس لیجاؤ تاکہ وہ بھی اسے طمانچہ مارے - جبلہ کے لوگ جو عدالت مین حاضر تھے کہنے لگے کہ کیا اس قصور پر یہ قتل نہین کیا جائیگا حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا ہرگز نہین - پھر اونھون نے دریافت کیا کہ اسکے ہاتھہ کاٹنے کا بھی حکم نہین دوگے - فرمایا کہ نہین خدا صرف قصاص کا حکم دیتا ہے - جبلہ نے جب یہ باتین سُنین تو کہا کہ مین اپنا منہ اوس بکری کے بچہ کے منہ کے برابر ہرگز نہ لیجاؤنگا جو مین کے ایک گانوٴن سے آیا ہے - یہ دین بہت برا ہے جو بازاریون سے بادشاہون کی برابری کراتا ہے - پس وہ پھر مرتد ہوکر نصرانی ہوگیا -

فروہ بن عمرو جذامی جو شاہ روم کی طرف سے حاکم عمان ضلع بلقا ملک شام مین تھا مسلمان ہوا

جب یہ خبر بادشاہ روم کو ہوئی تو فروہ کو اپنے پاس بلا کے زجر و توبیخ کی - اور زیادہ ملک دینے کا لالچ دکہا کے حکم دیا کہ تو پہر نصرانی ہوجا اوس سعید ازلی نے جواب دیا کہ ہرگز ایسا نہین ہو سکتا بیشک محمد نبی برحق ہین اونہین کے آنیکی عیسی نے بشارت دی ہے اسکو تو تم بہی خوب جانتے ہو - بادشاہ روم نے کچہہ دنون اوسے قید رکہا پہر سولی پر چڑہا کے شہید کر ڈالا -

محمد بن سعد کاتب واقدی فرماتے ہین کہ جبلہ اور فروہ کے پاس نامے بہیجنے کی تاریخ معلوم نہین مگر اغلباً جبلہ کو ۸ھ مین نامہ بہیجا گیا ہوگا کیونکہ وہ بعد مرنے حارث بن ابی شمر غسانی کے بادشاہ ہوا تہا - اور حارث ۸ھ مین مرا ہے -

بدمزگی درمیان خولہ بنت ثعلبہ ابن قیس ابن مالک ابن الخزرج اور اونکے شوہر کے

اسی سال ششم ہجری مین خولہ بنت ثعلبہ بن قیس بن مالک بن خزرج اور اونکے شوہر اوس ابن صامت ابن قیس ابن احزم انصاری مین بدمزگی ہوگئی یہان تک کہ ظہار کی نوبت پہونچی - خولہ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہو کے ساری داستان بیان کی - اور پوچہا کہ اب مین کیا کرون مگر آپ نے کوئی ایسا حکم نہین دیا جس سے خولہ کی تسلی ہوتی کیونکہ اسوقت مین خدا کی طرف سے اسکی بابت کوئی حکم نہین نازل ہوا تہا - اور ایام جہالت کی رسم کے بموجب طلاق اور ظہار برابر تہے -

خولہ نے مضطرب ہو کے بخضوع و خشوع سجدہ کیا اور مجیب الدعوات کی درگاہ مین گریہ وزاری کرنے لگین ہنوز سجدے سے سر نہ اوٹہایا تہا کہ رسول خدا کے چہرۂ مبارک پر آثار وحی نمایان ہوئے اور یہ آیت نازل ہوئی - قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝ الَّذِينَ يُظٰهِرُونَ مِنكُم مِّن نِّسَائِهِم مَّا

مِّنْ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۤـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ
اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا

ترجمہ - بیشک اللہ نے اوس عورت کی بات سنی جو تم سے اپنے خاوند کے باب مین جھگڑا کرتی اور شکوہ کرتی ہے اللہ کے سامنے۔ اللہ تم دونون کے سوال وجواب سنتے تحقیق اللہ دیکھتا اور سنتا ہے اون لوگون کی باتین جو ظہار کرتے ہین یعنی اپنی جوروؤن کو مان کہہ بیٹھتے ہین - وہ اونکی مائین کیسے ہوسکتی ہین - اونکی مائین تو وہی ہین جنہون نے اونکو جنا - یہ تو وہ ایک ناپسند بات اور جھوٹ بکدیتے ہین - اللہ معاف کرنیوالا اور بخشنے والا ہے - اور اگر اپنی جوروؤن کو مان کہہ بیٹھین اور پھر وہی کام کرنا چاہین جسے کہا ہے تو باہم ہاتھ لگانے سے پہلے ایک بردہ آزاد کردین -

ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ
يَّتَمَاۗسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَ
لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ ترجمہ - اس سے تمکو نصیحت ہوگی اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اوسکی خبر رکھتا ہے - اور جو کوئی ایک بردہ نپاوے تو دو مہینے لگاتار روزے رکھے پہلے اس سے کہ باہم ایک دوسرے کو ہاتھ لگائین - اور جو یہ بھی نہ ہوسکے تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلاوے یہ اس لئے ہے کہ اللہ اور اوسکے رسول کا حکم مانو - یہ حدین اللہ کی باندھی ہوئی ہین اور منکرون کو دکھہ کی مار ہے -

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کو بلا کے یہ آیتین سنائین - اور فرمایا کہ تم ظہار کے کفارہ مین ایک بردہ آزاد کردو - اوس نے عرض کی کہ حضور مجھے بردہ آزاد کرنے کی استطاعت نہین - حکم ہوا کہ اچھا دو مہینے برابر روزہ رکھو - اوس نے التماس کی یا رسول اللہ اگر مین دن مین دو تین بار نہ کھالون تو چکر آنے لگتے ہین اور آنکھون کے تلے اندھیرا آجاتا ہے مجھ سے

تو یہ بات بہی ناممکن ہے۔ ارشاد ہوا تو ساٹھہ محتاجون کو کہانا کہلا دو۔ اوس نے عرض کی کہ مجہہ سے تو یہ بہی نہو سکیگا کیونکہ مفلس قلاچ ہون اگر آپ میری مدد کرین اور اپنے پاس سے مجہے کچہہ مرحمت فرمائین تو البتہ کہلا دونگا۔ حضور نے پندرہ صاع کہانا اپنے پاس سے دیا اور مساکین کہلا دئے گئے۔ حضرت خولہ رضی اللہ تعالے عنہا اسکے بعد مدتون زندہ رہین۔ مسلمان اونکی بہت عزت کرتے تہے۔ چنانچہ جناب فاروق رضی اللہ تعالے عنہ اپنے عہد خلافت مین ایک دفعہ شرفاے قریش کی ایک جماعت کے ساتھہ کہین تشریف لئے جاتے تہے راہ مین ایک ضعیف بڑہیا نے حضور سے کہا کہ عمر مجہے تم سے کچہہ کہنا ہے ذرا توقف کرو۔ حضرت عمر فوراً کہڑے ہو گئے بڑہیا نے اپنا مطلب کہنا شروع کر دیا جب تک وہ کہتی رہی امیر المومنین کمال ادب سے سر جہکاے کہڑے سنتے رہے۔ ہمراہیون نے دریافت کیا یا امیر یہ کون تہی جسکے لئے آپکو اتنی تکلیف کرنا پڑی اور ہم سب کہڑے رہے۔ وہ غریبون کا ہمدرد اور بیکسون کا غمخوار فرمانے لگا کہ لوگو یہ بڑہیا خولہ بنت ثعلبہ ہے جسکی فریاد وزاری جناب باری عز اسمہ نے سات آسمان کے اوپر سے سنی تہی یہ میرے نزدیک اتنی معزز ہے کہ اگر صبح سے شام تک اپنا مدعا کہتی تو یہی مین یون ہی کہڑا رہتا البتہ نماز کے وقت سے تو مجبور تہا نماز پڑہکے پہر اوسی کی طرف متوجہ ہو جاتا۔

وجہ ظہار کی یہ ہے کہ جوانی مین حضرت خولہ نہایت حسین اور خوبصورت تہین۔ حضرت اوس رضی اللہ عنہ ایک دن نماز مین مشغول تہے کہ سجدہ مین جاتی ہوے اونکو حضرت خولہ نظر آگئین اور حضرت اوس کو خیالات شیطانی نے آگہیرا آپنے فوراً دل کو سنبہال کے نماز تو ختم کی مگر اس حرکت ناشائستہ کا کمال رنج رہا علاقہ زن وشوئی تو تہا ہی اوس کے بعد ہی میان بیوی مین نا چاقی ہوئی۔ اوس رضی اللہ عنہ کے مزاج مین تہی جلدی جہٹ کہہ اوٹہے انت علی

کٹھرا ہی"۔ یہ پہلا ظہار تہا جو اسلام کے زمانہ مین واقع ہوا اور ایام جہالت مین اسے طلاق سے
بہی زیادہ سمجھتے تہے اس لئے کہتے تو کہہ گذرے مگر بڑی ہی پشیمانی ہوئی اور ارادہ کیا کہ
آنحضرت سے جاکے عرض کرین مگر نماز کے خیالات اور بہی پانی پانی کئے دیتے تہے حضور
نبوی مین بات بناکے کہنے کی کب مجال تہی وہان تو شروع سے ٹہیک ہی ٹہیک کہنا پڑتا۔
اس پشیمانی نے یہان کو تو اجازت ندی حضرت خولہ ہی حاضر ہوئین اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ
مین خوبصورت اور مالدار عورت تہی لوگ مجہپر والہ و شیدا تہے۔ اوس نے مجہہ سے نکاح
کرکے سارا مال کہالیا میری جوانی بہی ڈہلگئی لڑکے بالے ہوگئے اور فقر و فاقہ نے مجہے گہیر لیا
اس حالت مین اوس نے مجہہ سے ظہار کیا ہے اب کیا کرون اور کدہر جاؤن چونکہ شریعت
اسلام مین ابہی تک ظہار کے بابت کوئی حکم نازل نہین ہوا تہا آپکو اسکا جواب دینے مین تامل
ہوا اور جو جواب بہی دیا وہ شافی نہ تہا۔ جناب خولہ نے رونا پیٹنا شروع کیا کہ ہاے مین اپنے
بچون کو کہان لیجاؤنگی۔ یہ کہکر حضرت عائشہ کے حجرے کے ایک گوشہ مین سجدہ کیا اور کہا کہ
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْکُوْ اِلَیْکَ وَحْدَتِیْ وَ وَحْشَتِیْ وَفِرَاقَ زَوْجِیْ وَ وَجْدِ بِہٖ ۔یعنی اے اللہ مین
تجہہ سے اپنا درد اور وحشت اور خاوند کی جدائی کا غم بیان کرتی ہون۔ وہ اسی مناجات
مین تہین کہ آیات مذکورہ بالا نازل ہوئین اور قطعی فیصلہ ہوگیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ خولہ اور آنحضرت مین ایسے چپکے چپکے گفتگو ہوئی تہی کہ مین نے
بہی ایک لفظ اوسکا نہ سنا سجدے مین بہی سواے رونے کے اور کچہہ ہمین سنائی نہ دیا
مگر صدقے اوس پاک پروردگار کے جس نے اپنے بندے کی مناجات فوراً سنی اور جواب
شافی اوسکا دحی سے دیا۔ حضرت خولہ جب جناب فاروق اعظم کے پاس جاتی تہین آپ اونکی
تعظیم کے لئے اوٹھہ کہڑے ہوتے اور فرماتے تہے تم وہ ہو جنکی خاطر سے قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ

نازل ہوا ہے۔

اونٹ اور گھوڑونکے دوڑانے کا حکم

اسی سال ششم ہجرت مین جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نے حکم دیا کہ مسلمان اپنے اپنے گھوڑے اور اونٹ دوڑایا کرین اور دیکھین کہ کسکا جانور آگے نکلجاتا ہے کیونکہ یہ امر منجملہ معاونات جہاد ہے۔ آنحضرت کی اونٹنی قصوے سے کوئی اونٹ آگے نہین نکل سکتا تہا ایک اعرابی نے اپنا دُبلا سا اونٹ اوس سے آگے نکال لیا صحابہ کو یہ بات شاق گذری آنحضرت نے اونکی تسلی کے لیئے فرمایا۔ حق علی اللہ ان لا یرفع شیئا من الدنیا الا وضعتہ حق ہے اللہ پر یہ کہ جس چیز کو بلند کرتا ہے اوسے پست بہی کر دیتا ہے۔

آنحضرت نے اس دوڑ کے لیئے ایک میدان مقرر کر لیا تہا۔ مضمر یعنی خوید کہلائے ہوی گہوڑون کے لیئے جو قوی ہوتے تہے چہہ میل کی مسافت حفا سے ثنیۃ الوداع تک دوڑنے کو معین تہی اور غیر مضمر کے واسطے ایک میل کا فاصلہ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک مقرر تہا۔

حضرت اُم رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات

سنہ ۶ھ مین جناب عائشہ صدیقہ کی والدہ ماجدہ ام رومان نے وفات پائی۔ آنحضرت اونکے دفن مین شامل ہوئے۔ قبر مین اوترے اور فرمایا من ارادان ینظر الی امراءۃ من حور العین فلینظر الی ھذہ یعنی اگر کوئی حور عین مین سے کسی عورت کو دیکہنا چاہتا ہے تو وہ انہین دیکہہ لے۔

حضرت اُم رومان کا نام زینب بنت عامر ہے۔ لوگون نے انکے نسب مین بہت اختلاف کیا ہے مگر بنی غنم بن مالک بن کنانہ مین سے ہونے پر سب متفق ہین۔ عبد الرحمن اور عائشہ رضہ حقیقی بہائی بہن انہین کے پیٹ سے تہے۔ محمد بن ابی بکر اسماء بنت عمیس کے پیٹ سے تہے۔

اور حضرت ابوبکر کے بیٹے عبداللہ سب بال بچوں مین بڑے تھے اونکی والدہ کا نام قتیلہ یا قتلہ ہے اسماء بنت ابی بکر کا نام شقیقہ ہے۔

اسماء بنت ابی بکر کا لقب ذات النطاقین تھا جو والدہ ہین عبداللہ بن زبیر کی ابتداء مکہ معظمہ مین جب سترہ آدمی مسلمان ہو چکے تھے تو اٹھارہوان نمبر حضرت اسماء بنت ابی بکر کا ہوا۔ آپ دس برس حضرت عایشہ سے بڑی تھین۔ اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر کے شہید ہونے کے بعد دس یا بیس دن زندہ رہین۔ ۷۳ھ مین سو برس کی عمر کی ہو کر رحلت فرمائی۔

اسماء بنت عمیس زوجہ صدیق اکبر نے اپنے خاوند جعفر بن ابی طالب کے ساتھہ حبشہ کو ہجرت فرمائی اور وہین اونکے تین بیٹے محمد بن جعفر۔ عبداللہ بن جعفر۔ عون بن جعفر پیدا ہوی حبشہ سی اسماء بنت عمیس ۷ھ مین مدینہ آئین۔ سریہ موتی مین اونکے شوہر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالے عنہ شہید ہوے تو اونہون نے صدیق اکبر سے عقد کر لیا۔ اون سی محمد بن ابی بکر پیدا ہوی جب جناب صدیق نے انتقال کیا تو اونہون نے حضرت علی مرتضی سے نکاح کیا اون سے یحیٰی بن علی پیدا ہوے جس سے صحابہ کبار کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔

عبدالرحمن بن ابی بکر حدیبیہ مین ایمان لاے۔ اون سے عائشہ اور حفصہ اور بہت سے لوگون نے روایت کی ہے ۵۳ھ مین آپنے رحلت فرمائی۔

عبداللہ بن ابی بکر غزوہ طائف مین ہمرکاب رسول مقبول تھے۔ بہت سے کفار انکے تیرون سے مارے گئے۔ اوسی معرکہ مین ابو محجن کا تیر انکے لگا جسکے زخم سے اپنے والد بزرگوار کی ابتداے خلافت مین ماہ شوال ۱۱ھ مین انتقال فرمایا۔ یہ بہت پرانے مسلمانون مین تھے

محمد بن ابی بکر کی کنیت ابوالقاسم ہے ۱۰ھ مین حجۃ الوداع کے سفر کے درمیان ذوالحلیفہ مین اسماء بنت عمیس سے پیدا ہوے۔ یہ اکثر عائشہ اور دیگر صحابہ سے روایت

کرتے تہے - اور اون سے اونکے بیٹے قاسم اور بہت سے تابعین نے روایت کی ہے -

حضرت ابوہریرہ دوسی رضی اللہ تعالے عنہ نے سنہ ۷ھ کے اول یا سنہ ۶ھ کے آخر مین اسلام قبول کیا علما نے انکے نام اور نسب مین اختلاف کیا ہے - مشہور تر قول تو یہ ہے کہ ایام جاہلیت مین انکا نام عبد شمس یا عبد عمر تہا اور حالت اسلام مین عبد اللہ یا عبد الرحمن رکہا گیا - حاکم ابی احمد نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک صحیح نام اونکا عبد الرحمن بن صخر ہے غرضکہ کنیت اونکی ایسی غالب ہوئی کہ نام کا پتا نہین چلتا - سال خیبر مین مسلمان ہوے - اور خیبر مین آنحضرت کے ساتہہ رہے چونکہ تحصیل علم کی طرف راغب تہے اور کہانے پینے کی کچہہ پرواہ نہ رکہتے تہے جو ملجاتا کہالیتے - پیٹ بہر لینے سے کام تہا اس لئے آنحضرت کی خدمت گاری مین رہنا پسند کیا - جہان حضور تشریف لیجاتے سایہ کی طرح آپکے ساتہہ رہتے - حافظہ کسی صحابی کا ان سے بڑھکے نہ تہا - اور حاضر باشی بہی انکے برابر کوئی نہ تہا - امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حضرت ابوہریرہ سے کچہہ اوپر آٹہہ سو صحابی اور تابعین نے روایت کی ہے - اونہین مین ابن عباس - ابن عمر - جابر - انس رضی اللہ عنہم ہین سنہ ۵۷ یا ۵۸ یا ۵۹ھ مین بمقام مدینہ رحلت فرمائی کنیت ابوہریرہ اس لئے ہوئی کہ ایک چہوٹی سی بلی ہمیشہ انکے ساتہہ رہتی تہی آپ اٹہتر برس کے ہوکے مرے -

وقایع سال ہفتم ہجری

سنہ ۷ ہجری نبوی کو سنت الاستغلاب بہی کہتے ہین - وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مسلمان اس سال مین اہل کتاب پر غالب ہوگئے - مدینہ کے گرد ونواح مین ایک بہی یہودی نہ رہا - اور اگر کوئی رہا بہی تو وہ اہل اسلام کے ذمہ مین تہا اور جزیہ دیتا تہا -

۲۹- غزوہ خیبر

صاحبان سیر رحمہم اللہ فرماتے ہین کہ جب فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر حدیبیہ سے معاودت فرما کے رونق افزاے مدینہ ہوے اور ارسال رسل ورسائل سے فراغت پائی اور سورۃ الفتح حدیبیہ کے راستہ ہی مین آچکی تہی اوس مین اشارہ تہا کہ فتح خیبر کا وعدہ تم سے کیا جاتا ہے لہذا سامان غزوہ خیبر کے شروع ہوے - شرح اس حال کی یون ہے کہ یہود اور ساکنان نواح خیبر کے دماغون مین خبط سمایا تو مسلمانون سے بغاوت اختیار کر کے چہیڑ چہاڑ شروع کی - آنحضرت نے مسلمانون کو اونکے شر و فساد سے محفوظ رکہنے اور باغیون کی گوشمالی کرنیکے لیے خیبر تشریف لیجانیکا ارادہ کیا - ادہر یہود مدینہ بہ سبب عداوت قلبی کے جو اونکو ہمیشہ سے مسلمانون کے ساتہہ تہی یہ سمجہے کہ اب مسلمان خیبر جاتے ہین اگر وہان فتحیاب ہوگئے تو واپس آکے ہمارا وہی حال کرینگے جو یہود بنی قریظہ اور یہود بنی النضیر کا کیا ہے اور کچہہ تعجب نہین کہ ہمین یہان سے نکال باہر کرین - پس ادہر تو مومنان دیندار اور غازیان شیر شکار سامان سفر کرتے تہے اور ادہر خواہ مخواہ اونکے دل رشک و حسد سے جلے جاتے تہے - اس لیے جس جس یہودی کا قرضہ مسلمانون پر تہا اوس نے تقاضاے شدید کرنا شروع کر دیا یہان تک کہ ہر ایک قرضخواہ یہود نے مسلمان قرضدار ونکا دم ناک مین کر دیا - نظیر اوسکی یہ ہے کہ ابو شحم یہودی کے عبداللہ بن ابی حدرد پر پانچ درم تہے - یہودی نے عبداللہ کا دامن پکڑا کہ جہان سے ہوسکے ابہی دو - اونہون نے نہایت منت و سماجت کی کہ بہائی خیبر سے آکے تیری کوڑی کوڑی دیدونگا مگر اوس نے نہ مانا اور کہنے لگا کہ خیبر کا سفر کیا ہنسی کہیل سمجہا ہے - وہان کے یہودی تم لوگون کے ٹکڑے اوڑا دینگے خیبر کیا مسلمانون کی خالہ کا گہر ہے جو واپس آجاؤگے - غرضکہ دونون گلغپ ہوکے آنحضرت کے پاس پہونچے - ابو شحم بولا اے ابو القاسم یہ شخص میرے پانچ درم نہین دیتا - آپ نے

عبداللہ سے کہا کہ اسکے درم دیدو۔ جب حکم نبوی ہوگیا تو پہر اونہین فکر پڑی۔ صرف دو کپڑے غریب کے پاس تہے۔ بازار مین جا کے ایک کو فروخت کیا۔ تین درم ملے اور دو درم کہین سے مانگ جانچ کے ابو شحم کا پورا ڈالا۔ سلمہ ابن ابی اسلم نے ایک کپڑا عبداللہ کو رحم کہا کے دیا۔ بیچارے اوسیکو اوڑہ لپیٹ کے سفر مین پڑ رہتے تہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی حداد رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین کہ مین ابو شحم کے ساتہہ آنحضرت کی خدمت مین اس لیئے چلا گیا تہا کہ آپ اوسے سمجہا کے میرا پیچہا چہٹا دینگے مگر آپنے اوس سے کچہہ بہی نہ فرمایا۔ جہٹ مجہے حکم ہوا کہ اسکا قرضہ ادا کرو۔ اگرچہ ہمین آپ کی یہ عادت معلوم تہی کہ کاروبار دنیوی اور معاملات لین دین اور خرید فروخت کے باب مین آپ کبہی مسلمانون کی طرفداری اور غیر مذہب والون سے بے اعتنائی نہین کرتے ہین مگر اسوقت بارگاہی مین مجہے گمان تہا کہ ابو شحم روکدیا جائیگا۔ ایسے موقع پر بہی آپنے یہودی ہی کی بات مانی اور کہڑے کہڑے مجہسے اوسکے درم دلوادئے۔ ہرچند کہ یہودی بے یار و یاور اور بے کس و بے مددگار رہتے تہے اور مدینہ مین کوئی اونکا حمایتی نہ تہا اور جہانتک اون سے بنتا تہا اس حالت مین بہی مسلمانون کے ساتہہ بدی سے نہ چوکتے تہے لیکن معاملات دنیوی مین آپ کے آگے یہودی اور مقرب صحابہ برابر تہے۔ اگر آپکو اونکے ساتہہ عداوت ہوتی تو اسوقت چونکہ قوت اسلام کا زمانہ تہا کوئی یہودی مدینہ کے اطراف مین زندہ نہین رہ سکتا تہا مسلمان باسانی اونکا قلع قمع کردیتے یا وہ لاچار ہوکر مسلمان ہو جاتے مگر استغفر اللہ اون پر کوئی غصہ تو ہو ہی نہین سکتا تہا جبر و اکراہ تو درکنار۔ اور اسپر بہی اونکی قساوت قلبی کا یہ حال تہا کہ مسلمانون کو ٹہنڈے دل سے دیکہہ ہی نہین سکتے تہے۔ آنحضرت کے عدل و انصاف کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہان تو مجہسے کہڑے کہڑے پانچ درم ابو شحم کو دلوادئے مگر خیبر مین اللہ نے مجہے مالامال کردیا۔ یعنی ایک عورت ابو شحم کی قریبی

رشتہ دار میرے ہاتھ لگی ۔ مین نے مدینہ مین آکے اوسے ابوشحم کے ہاتھ بہت سے زر
وبال مین بیچا اور وہی مثل ہوگئی ۔

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دنکو دی اور رات لے	کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

القصہ مسلمانون کی روانگی کے وقت یہودیان مدینہ نے وہ وہ تقاضے کئے جنکا حساب نہین ہر ایک نے اپنی کوڑی کوڑی سیدہے ہاتھ سے مسلمانون سے رکہوالی اور آنحضرت کے خوف سے سبکو اوسی وقت دینی پڑی ۔

کوچ کے وقت آپکے ہمرکاب چودہ سو مسلمان تھے ۔ مدینہ مین سباع ابن عرفطہ غفاری کو خلیفہ کرکے روانہ ہوئے ۔ ازواج مطہرات مین سے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ساتھ ہوئین اور علاوہ اونکے کوئی بیس عورتین دیگر مسلمانون کے ہمراہ ہوئین تاکہ زخمیون اور مجروحون کی مرہم پٹی اور تیمارداری کرین ۔ مقدمہ لشکر کے سردار عکاشہ بن محصن اسدی اور میمنہ کے سردار حضرت عمر فاروق مقرر ہوئے ۔ جناب علی مرتضی کو جہنڈا علمبرداری عطا ہوا ۔ کل لشکر مین دو سو گہوڑے تھے اور تین گہوڑے خاصے کے اور تین آنحضرت کے بہی شامل تھے ۔ البتہ اونٹ اس سفر مین بکثرت تھے ۔ قبیلہ اشجع کے دو آدمی راہ بتانے کے لئے ساتھ ہوئے ۔

ادہر تو لشکر اسلام نے کوچ کیا اور ادہر عبداللہ بن ابی سلول منافق نے جہٹ یہودیان خیبر کو لکہدیا کہ ہوشیار رہنا مسلمان تمہاری طرف آتے ہین ۔ بہت احتیاط سے لڑنا اور حصارون مین نہ گہس رہنا ۔ لڑائی کا سامان اور مردان جنگی تمہارے پاس بہت ہین ۔ ادہر غنیم کے پاس سامان اور آدمی دونون کم ہین ۔ تم کو اون سے ڈرنیکا کوئی باعث نہین ۔ خوب دل کہول کے لڑنا ۔ خیبریون نے ابن ابی کا پیغام سنتے ہی کان کہڑے کرلئے ۔ فتنہ انگیزی پر تو تلے ہی ہوئے تھے عبداللہ منافق کی تحریر نے اور بہی اشتعالک دیدی پس باہم مشورہ کرکے کنانہ ابن ابی الحقیق اور ہودہ

ابن قیس اور ایلی کو مدد مانگنے کے واسطے قبیلہ غطفان کے پاس بھیجا۔ کیونکہ وہ اور خیبری باہم حلیف تھے۔ اور یہ ٹھہری کہ اگر تمہاری مدد سے ہم مسلمانون پر غالب آجائینگے تو نصف پیداوار علاقہ خیبر کی تمہین دینگے۔ غطفانی لالچ مین آگئے اور ادہر اودہر سے اپنے آدمی قریب چار ہزار کے بٹور بٹار کے چل نکلے۔ جب خیبر ایک منزل رہگیا تو خبر ملی کہ مسلمان آپہونچے یہ سنتے ہی ایسی دہشت غالب ہوئی کہ ایک ایک پانون دس دس من کا ہوگیا اور خیبر کی طرف جانیکی ہمت ہی نہ بندہی سر پر پانون رکھکے گھرون کو بھاگے۔ اور خیبریون کا کچھ خیال نہ رہا۔

سلام بن مشکم خیبر کا سردار اوس زمانہ مین بہت بیمار تہا۔ شرفاے خیبر مجتمع ہو کے اوسکے پاس گئے اور سب حال بیان کیا۔ سلام نے صلاح دی کہ مجھے بھی عبد اللہ بن ابی سلول کی راے پسند ہے تم ہرگز قلعہ بند ہو کر نہ لڑنا۔ چونکہ مرضی الٰہی یون نہ تہی اس لئے نہ عبد اللہ کی چلی نہ سلام کی۔ تمام خیبری حصارون ہی مین ستے کہ مسلمان جا پہونچے اور اون سے باہر آنے کی ایک تدبیر بھی نہین پڑی۔

جبکہ لشکر اسلام مارا مار کوچ در کوچ خیبر کی طرف بڑہا آتا تہا تو راہ مین کسی نے عامر ابن سنان اکوع سے کہا کہ رجز جو تمہین یاد ہے اوسی کو پڑہتے چلو کہ اس سے راستہ ہی کٹیگا۔ عامر نے ابیات حدی بہت عمدہ طور سے پڑہین کہ اونٹ مست ہو کر تیز ہوگئے۔ اور آنحضرت اور سامعین نہایت مسرور ہوے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ حدی خوان کون ہے۔ لوگون نے عرض کی کہ عامر ابن اکوع۔ حضور بولے "غفر لک ربک" مگر روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ جسے آپ ایسی دعا دیتے تہے اوسے ضرور ہی دولت شہادت نصیب ہوتی تہی اس لئے جناب فاروق رضی اللہ عنہ نے بڑہکے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا عامر شہید ہونگے۔ کاشکے حضور اونکے لئے درازی عمر کی دعا مانگتے تا کہ ہم اونکی زندگی سے مستفید ہوتے۔ آنحضرت نے جوابدیا کہ عمر اسوقت خداوند کریم کو اوسیر

رحم ہی کرنا منظور تہا مین خلاف مرضی حق کیا کہہ سکتا تہا یہ شخص بڑا خوش نصیب ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت عامر شہید ہوے - اونکے بعد عبد اللہ ابن رواحہ کو حدی پڑہنے کا حکم ہوا - اونہون نے بہی وہی بیتین سنائین جو عامر نے پڑہی تہین البتہ ایک شعر انکے ہان زیادہ تہا حضور نے اونکے لیے "اللھم ارحمہ" فرمایا اور وہ غزوۂ موتہ مین شہید ہوے -

منزل صہبان پر پہونچ کے حضور نے عصر کی نماز پڑہی پہر جو کچہہ ہمراہ تہا یعنی خرما اور ستو وہ اصحاب کے ساتہہ بیٹہکے کہاے اور اوسی وضو سے نماز مغرب بہی ادا کی - جب عشا بہی پڑہ چکے تو دو رہنما ؤن کو بلا کے حکم دیا کہ ہمین ایسی راہ سے لیچلو کہ ہم ٹہیک قبائل غطفان اور خیبر مین جا پہونچین - اونمین سے ایک کا نام حُسیل تہا وہ بولا کہ حضور مین بہت سیدہے راستہ سے لیچلونگا - پس وہی آگے کیا گیا - چلتے چلتے ایک ایسے مقام پر پہونچے جہان سے کئی سمت کو راستے جاتے تہے حُسیل نے عرض کی یا رسول اللہ جس راستہ سے فرمائیے لیچلون - یہ کہکے اوس نے راہون کے نام لینے شروع کئے جو نام وہ لیتا تہا آنحضرت کہدیتے تہے کہ نہین ہم ادہر سے نہین چلینگے - اسی طرح جواب و سوال ہوتے ہوتے صرف ایک راہ باقی رہگئی اوس نے عرض کہ حضور اس راستہ کا نام مرحب ہے - ارشاد ہوا کہ اسی طرف چلو - حضرت عمر نے حُسیل کے پاس جا کے کہا کہ یا عزیز جب تو جانتا تہا کہ یہ راہ سیدہی ہے تو پہلے ہی سے اسکا نام بتا دیتا تاکہ اتنی رد و بدل نہوتی حسیل بولا کہ اے عمر فاروق پہر مجہے حضور سے اتنی دیر باتین کرنیکی سعادت کیسے حاصل ہوتی -

الغرض مرحب کی راہ سے خیبر روانہ ہوے اور عباد ابن بشر کو معہ چند سوارون کے بطور طلیعہ آگے بہیجا - دیکہتے کیا ہین کہ جنگل مین خیبریون کا ایک جاسوس پہر رہا ہے - عباد نے پوچہا تو کون ہے اوس نے جواب دیا کہ ساربان ہون میرے اونٹ کسی طرف چلدئیے ہین اونہین ڈہونڈہتا ہون - اسکے بعد عباد نے اوس سے خیبریون کا حال دریافت کیا - وہ بولا کہ ہود ابن قیس اور کنانہ

ابن ابی الحقیق کمک کے لئے غطفانیون کو لینے گئے تھے اسلئے عنیتہ ابن بدر بہت سے آدمیون کے ساتھہ خیبر کے حصارون مین آگیا ہے اور اب کم سے کم دس ہزار مرد جنگی مسلح محمد سے لڑنے کے لئے تیار و مستعد موجود ہین - عباد کو اوسکے طرز کلام سے معلوم ہوگیا کہ یہ ساربان نہین جاسوس ہے - اوسے گرفتار کرلیا اور کہا اگر تجھے اپنی جان پیاری ہے تو سچ بول ورنہ ہم ابھی تجھے ٹھکانے لگا دیتے ہین -

جاسوس ڈر کے کہنے لگا کہ اگر میری جان بخشی کی جائے تو سچ بولون - حضرت عباد نے اوسے امان دی - اوس نے کہا کہ فی الواقع خیبریون نے مجھے جاسوسی کے لئے بھیجا ہے - وہ تم لوگون کی دہشت سے کانپ رہے ہین - اور اندیشہ ہے کہ بنی قریظہ اور بنی النضیر کا سا حال اونکا بھی نہو - مدینہ کے منافقون نے البتہ اونکی بہت ہمت بندہائی ہے کہ محمد تم پر آتا ہے کچھہ فکر نہ کرنا بڑی دلیری سے مقابلہ پر آنا مسلمانون کا لشکر تمہاری جمعیت سے بہت کم ہے پھر تمہین کاہیکا ڈر ہے - اس لئے اونہون نے تمہارے لشکر کی تعداد معلوم کرنیکو مجھے بھیجا ہے - عباد نے اس جاسوس کو دربار نبوی مین لا حاضر کیا - حضرت عمر نے اوسکی گوشمالی کرنا چاہی مگر عباد نے کہا کہ حضرت ایسا نہین ہوسکتا مین اسے امان دیکر لایا ہون - آنحضرت نے عباد کی تشفی کی اور فرمایا کہ ہم پر تمہارا باندہا ہوا معاہدہ بجا لانا فرض ہے اسے کوئی آنکھہ نہین دکھا سکتا تم اسے اپنے پاس رکھو اور خاطرداری اور عزت و حرمت سے پیش آؤ - خبردار اسے کسی بات کی تکلیف نہونے پاوے - چنانچہ جب تک وہ خیبر مین نہ پہونچلیا اوسکی بڑی بزرگداشت کی گئی - اور جب وہ خیبر مین داخل ہوا تو مسلمان ہوگیا - سچ ہے اخلاق اور خاطرداری بھی بڑے زبردست عمل تسخیر ہین - شعر -

اخلاق سب سے کرنا تسخیر ہے تو یہ ہے	خاک آپکو سمجھنا اکسیر ہے تو یہ ہے

غازیان ظفر پیکر وادی حرصہ کی راہ سے خیبر کے قلعون کی نواح مین داخل ہوے آنحضرت نے
جناب باری کی درگاہ مین فریاد وزاری کی اور اصحاب فلک رکاب کو حکم دیا ادخلوا علی برکتہ اللہ
یہ سنکر سب چلدئے اور منزلہ نام ایک مقام پر اوترے پہر مسجد کے واسطے جگہہ تجویز کرکے نماز
تہجد پڑہی - آنحضرت کا شتر خاصہ بعد فراغ نماز کے مہار گہسیٹتا ہوا آگے چلا اور تہوڑی دور جاکے
ٹہیر گیا پس وہی مقام لشکرگاہ قرار پایا - وہان ایک جگہہ مسجد کے لیے مقرر کرکے نماز فجر ادا کی -

خیبر والون نے جب سے لشکر اسلام کی آمد آمد سُنی تہی کیا لڑکے کیا جوان کیا بڈہے مرد وعورت
سب رات بہر جاگتے اور اپنے قلعونکی حفاظت کرتے تہے - نیند حرام ہوگئی تہی - ہر روز دن کو بہی اور
رات کو بہی اونکے مسلح سوار قلعہ سے نکلکے مسلمانون کی خبر لگاتے اور بے نیل مرام واپس چلے جاتے
تہے - قصد یہ تہا کہ مسلمانون کی صورت نظر آتے ہی سب خیبری ایکدم اونپر حملہ کردین اور کسی مسلمان
کو باقی نہ رکہین - مگر قدرت خدا کا تماشا دیکہئے کہ جب لشکر فیروزی اثر کے آنیکا وقت ہوا تو سب کو
سانپ سونگہہ گیا - کسی کو تن بدن کا ہوش نہ رہا یہانتک کہ اوس صبح کو اونکے مرغون نے بہی
بانگ ندی اور کسی چوپایے تک نے کان نہ ہلاے - گہوڑے ہنہناے تک نہین - طلوع
آفتاب کے بعد آنکہہ جو کہلی تو کیا دیکہتے ہین کہ لشکر اسلام خیبر کو گہیرے پڑا ہے - کمبخت اسپر بہی
نہ سمجہے کہ یہ دوست ہین یا دشمن اپنی اپنی جہولیان گلے مین ڈال کہیتون کو چلے - باہر جب مسلمانون
نے ڈپٹا ہے تو خبر پڑی کہ یہ معاملہ ہی اور ہے اب تو دل کی آنکہین کہل گئین گویا اسوقت جاگے
ہین - پہر کیا تہا زمین پیرون کے تلے سے نکل گئی - کہلبلی پڑی اور کہرام مچگیا - اوسوقت حضرت
جبریل امین نے بحکم خدا خیبر کا سارا حال جزوی وکلی آنحضرت پر منکشف کردیا اور آپ نے ہو بہو
اصحاب کو سنادیا پس جیسے آپ نے پیشین گوئی کی تہی ٹہیک اوسی طرح ہر بات واقع ہوئی -

حاصل کلام خیبریون نے قلعہ بند ہوکر سارا حال اپنے سردار سلام بن مشکم سے بیان کیا -

سلام نے کہا تم نے میری بات نہ مانی اور آخر قلعون ہی مین گہسے رہے۔ خیر اب بہی کچہہ نہین بگڑا ہی تم ہمت ہو وہ تہوڑے اگر دل کو دلیر رکہو اور ہمت سے لڑو تو سب کچہہ ہوسکتا ہے۔ اور فرض کرو اگر مارے بہی گئے تو مسلمانون کے ہاتہہ گرفتار ہونے کی ذلت تو نہ اوٹہاؤگے مرد کا زیور شجاعت ہے بہائیو مردانگی دکہاؤ تو فتح تمہاری ہے خیبری سلام کی باتون سے کچہہ مرد بنے۔ مقابلہ و محاربہ کے لئے دل مضبوط کرے۔ اہل وعیال کو قلعہ کتیبہ مین بہیجا۔ کہانے پینے کا ذخیرہ حصار ناعم مین جمع کیا اور مردان جنگی قلعہ نطاۃ مین آگئے۔ سلام بن مشکم اگرچہ بیمار تہا مگر اوس سے بہی نہ رہا گیا اور اپنے لشکر مین آن موجود ہوا۔ ہر ایک کا دل بڑہانے اور سب کو لڑنیکی ترغیب وتحریص دینے لگا۔ آخرش اوسی قلعہ مین مرکہپ کے دوزخ کو چلتا بنا۔

جب رسول مقبول نے دیکہا کہ اب جنگ اٹل ہے اور خیبری کسی طرح روبراہ ہوتے ہی نہین تو اپنے اصحاب کو ایک جگہہ جمع کیا اور نصیحت کے طور پر وعظ فرمایا پہر سب سے الگ الگ بہی کچہہ مناسب حال الفاظ ارشاد کئے اور اوسی کے ساتہہ یہ خوشخبری بہی سنادی کہ مضبوط بنے رہو۔ خدائے تعالے مجہسے وعدہ کرتا ہے کہ فتح تمہارے حصہ مین ہے۔

یہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ حضرت حباب ابن المنذر رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر آپ خدا کے حکم سے یہان اوترے ہین تو ہمین جائے دم زدن نہین۔ یا کوئی اور خاص وجہ ایسی ہو تو ہم گفتگو نہین کرسکتے۔ آپنے جوابدیا نہ تو خدا کا حکم ایسا ہے نہ اور کوئی سبب ہے ہم یون ہی اوتر پڑے ہین۔ حضرت حباب بولے حضور یہ مقام حصار نطاۃ سے بہت قریب ہے اور خیبر کی تمام فوج اسی قلعہ مین گہسی ہوئی ہے پس ہر وقت ایسے مقام پر رہنا ہرگز خطرہ سے خالی نہین۔ وہ قلعہ پر چڑہے چڑہے ہمارے سب نقل وحرکات دیکہینگے اور ہمین اونکی کچہہ خبر نہوگی اور یون بہی مدینہ کے منافقون نے ہماری سب باتون کی اونہین خبر دیدی ہے۔ وہ اوپر بیٹہے بیٹہے ہمین تیر مارینگے

اور ہم اونکا کچھہ نہ کر سکینگے - شاید کبھی اندہیرے اوجالے شبخون ہی ماریں تو قرب کے باعث ہمیں پہلے سے خبر نہو سکیگی تاکہ سنبھل جائین - علاوہ برین یہ قطعہ زمین نشیب اور نخلستان مین واقع ہے - یہان کی آب وہوا بہی ناقص ہوگی اگر ارشاد ہو تو لشکر گاہ کیلئے ہم کوئی اور مقام دیکھہ لین - ارشاد ہوا شوق سے - تمہاری خیرخواہی قابل صاد ہے - محمد بن سلمہ کو اپنے ساتھہ لیجاؤ اور دونون جاکے کوئی معقول مقام تجویز کر آؤ - حضرت حباب ابن المنذر اور محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہما گئے اور پہر پہرا کے موضع رجیع کو فرودگاہ کے لئے پسند کیا اور حضور نبوی مین آکے اطلاع دی - آنحضرت نے فرمایا کہ اچھا شب کو چلکے وہین رہینگے -

اوسی روز سے حصار نطاۃ والون نے لڑنا شروع کردیا اور تیر زنی کی بوچھار ہونے لگی - جب مسلمانون نے دیکھا کہ یہودیون کی طرف سے ابتدا ہوگئی - تو انہون نے بہی جوابدیا اور وہی تیر جو حصار سے آتے تہے چن چن کے اونکی طرف چلانے لگے - اوس دن گرمی کی شدت سے آسمان کرۂ نار ہوگیا تہا محمود بن مسلمہ لڑتے لڑتے گہبرا کے ہتیار کہول قلعہ ناعم کی دیوار کے سایہ کے تلے سو رہے مرحب یہود نے ایک بہاری پتہر تاک کے اونکے سر پر دے مارا - سر پہٹگیا اور خود سر مین سماگیا ماتہے کی کہال لٹک کے منہ پر آن رہی - لوگ اوسی طرح اونکو آنحضرت کے پاس لائے - آپنے اپنے ہاتہہ سے کہال پیشانی پر چپکا کے پٹی باندہی - مگر محمود جانبر نہ ہوسکے اوسی صدمہ سے شہید ہوگئے -

مسلمانون نے یہود کے جلانے اور رکڑہانیکو نخل خرما کاٹنے کی ٹہیرائی - اسکی وجہ یہ تہی کہ یہودیونکو یہ درخت جان سے زیادہ پیارے تہے اور اونکو اپنی اولاد کے برابر جانتے تہے حضرت سے اجازت لیگئی اور درخت کٹنے شروع ہوے - ایسی جلدی ہوئی کہ چارسو درخت کٹگئے حضرت صدیق اکبر کا دل بہر آیا اور خدمت عالی مین حاضر ہوکر عرض کی کہ حضور یہ تو بڑا غضب ہے غریب بیزبان درختون کا کیا قصور ہے آپنے تو ہم سے فتح خیبر کا وعدہ کرلیا ہے گویا کہ یہ ہماری کشت برباد ہورہی ہے للہ اسے

بند کرادیجے۔ حکم ہوا کہ اچہا روک دو۔ حسب قرارداد سابق شام کو موضع رجیع مین ڈیرے ہوے۔ وہان سے
ہر روز حضرت عثمان قلعہ کے نیچے لڑنے جاتے اور ہر چند جد و جہد کرتے مگر قلعہ فتح نہوتا تہا۔ اس غزوی
مین دو جہنڈے تہے۔ ایک سیاہ موسوم بہ عقاب جو حضرت عائشہ کے دروازہ کے کپڑے سے بنایا
گیا تہا۔ دوسرا سفید تہا۔ انکے سوا اور بہی تہے۔ ہوا اس زمانہ کی نہایت گرم اور وبائی تہی۔ چہوہارے
بہی ابہی نہین پکے تہے۔ خرماء خام کہانے سے اور اس وبائی لُون سے بہت سے غازی تپ وارزہ مین
مبتلا ہو گئے۔ شکایت اسکی آنحضرت سے کی گئی۔ اوس طبیب الٰہی نے یہ علاج بتایا کہ مشکون مین
پانی کو خوب ٹہنڈا کرو اور مؤذن جب نصف اذان دے چکے تو اوسکو مریضون پر اللہ کا نام لیکر چہڑکتے جاؤ۔
چنانچہ اس علاج سے سب اچہے ہو گئے۔

عامر یہودی کا حبشی غلام اوس کی بکریان چراتا تہا۔ اوس حبشی نے جو یہ گڑبڑ سنی اور یہودیونکو مسلح
دیکہا تو پوچہا کہ یہ کیا جہگڑا ہے اور تم کیون متفکر ہو۔ ایک یہودی نے بتایا کہ ایک شخص پیغمبری کا دعوی کرتا
ہے اور کہتا ہے کہ مجہپر ایمان لاؤ لہذا ہم اوس سے مقابلہ کرنیکو جایا کرتے ہین۔ یہ سنکر اوس کے دل مین آیا کہ
اوس مرد مدعی نبوت کو دیکہنا چاہئے۔ یہ دل مین سماتا تہا کہ قسمت کا ستارہ بلند ہو کے عرش اعظم پر جا پہونچا
عین ہنگام کارزار مین بکریون کو آگے کئے ہوے رسول خدا کی خدمت مین حاضر ہو کر پوچہا اے محمدؐ تم کس چیز
کی طرف لوگون کو بلاتے ہو۔ ارشاد ہوا "اشہدان لاالہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ" کیطرف۔ حبشی نے کہا اگر مین
یہ مان لون تو مجہے کیا فائدہ ہوگا۔ آپنے فرمایا کہ نجات ہوگی اور بہشت ملیگی۔ پس اوس غلام نے یہ سنکر
اور جمال جہان آرا اور اصحاب کے خصائل حمیدہ دیکہکر اسلام کی حقیقت جان لی۔ آپ کے طرز گفتگو سے
نور ایمان اوسکے دلمین سماگیا اور فوراً مشرف باسلام ہوا۔ پہر عرض کی کہ یا رسول اللہ ان بکریون کا کیا کرون
ارشاد ہوا یہ امانت ہین تمہارے آقا کی انکو اوسی کے پاس پہونچا دو۔ لشکر سے باہر لیجا کے کنکر مارو اور گہر
کی طرف بہگادو۔ اگرچہ بکریان چراہے سے ہلی ہوئی تہین مگر حضور کے کہنے سے جو ایسا کیا گیا تو بکریون نے

پیچھے مُڑکے بھی نہ دیکھا سیدھی اپنے مالک کے سامنے جا کھڑی ہوئین۔ پس سمجھ لیا گیا کہ چرواہا مسلمان ہوگیا
یہ اسلام ہی کے کرتب ہین جو امانت گھر بیٹھے آجاتی ہے۔ پھر اس حبشی غلام نے اوسیوقت ہتیار سنبھالے
اور لڑائی پر چلا گیا۔ یہانتک داد شجاعت دی کہ شہید ہوگیا۔ اوسکی لاش آنحضرت کی خدمت مین لائی گئی آپنے
فرمایا "عمل قلیلاً واجر کثیراً" یعنی تھوڑے سے عمل مین اجر کثیر پایا۔

ہر صحابی باری باری سے منزل رجیع مین لشکر کی نگہبانی رات بھر کرتا تھا۔ ایک شب حضرت عمر رض
کی باری مین ایک یہودی گرفتار ہوا۔ آپنے حکم دیا کہ اسے قتل کردو۔ یہودی نے بمنت عرض کیا کہ اپنے
پیغمبر کے پاس لیچلو کچھ عرض کرنا ہے۔ پس جناب فاروق اوسے خدمت نبوی مین لے آئے۔

یہودی۔ تسلیم عرض کرتا ہون۔

آنحضرت۔ کہو کیا خبر ہے اور یہان کیسے آنا ہوا۔

یہودی۔ حضور جان کی امان پاؤن تو صحیح صحیح التماس کرون۔

آنحضرت۔ خاطر جمع رکھو تمہاری جان محفوظ ہے کوئی تم سے آنکھہ نہین ملا سکتا۔

یہودی۔ قبلۂ عالم مین حصار نطاۃ سے آیا ہون وہان بڑا تہلکہ پڑا ہے آپکا وہ رعب دلونمین سمایا
ہے کہ اچھے اچھے دلاور یہودیون کی جان نکلتی ہے کچھ ایسے حواس باختہ ہوے ہین کہ شاید آج ہی رات کو
قلعہ نطاۃ چھوڑکر حصن شق مین جا کے پناہ لین کیونکہ اوسمین جنگ کا سامان کثرت سے مہیا ہے۔

صبح ہوتے ہی حصار نطاۃ کو حضرت عثمان رض نے بہت جد و جہد کے ساتھہ فتح کرلیا۔ اوسکے بعد
حصن شق پر قبضہ ہوگیا۔ کہتے ہین کہ خیبر کے قلعون مین سے سب سے پہلے یہی دو قلعے فتح ہوے۔

روایت ہے کہ ایک دن حصن صعب مین ابن معاذ نے لڑنا شروع کیا۔ مرحب یہودی
قلعہ سے باہر نکلا اور عامر ابن الاکوع رضی اللہ عنہ نے اوسکا سامنا کیا۔ مرحب نے اونپر ایک تلوار کا
ہاتھہ دیا۔ عامر نے تلوار کو سپر پر روکا اور اپنے اوپر گزند نہ آنے دیا۔ اونھون نے وار کیا مگر ہاتھہ اوچھا پڑا

اپنے ہی زانو پر زخم آیا - اور ایسا کارگر ہوا کہ حضرت عامر شہید ہوے - موضع رجیع مین وہ اور محمود بن مسلمہ ایک ہی قبر مین دفن کیئے گئے - عامر کا بھتیجہ سلمہ بن الاکوع کہتا ہے کہ خیبر سے واپسی کیوقت جب ہم لوگ رجیع مین پہونچے تو مجھے چچا کی قبر نظر پڑی فوراً آنسوؤن کی جھڑی آنکھون سے جاری ہوگئی مین روتا ہوا آنحضرت کے ہمرکاب چلا جاتا تھا - حضور نے دریافت کیا - سلمہ خیر تو ہے کیون روتا ہے - مجھے اور زیادہ رقت ہوئی اور ڈیک مار کے رو دیا - آنحضرت نے میرے آنسو پونچھے اور کمال شفقت سے دریافت کیا کہ بتا تو سہی تیرا کیا حال ہے - مین نے عرض کی کہ یا حضرت مجھے چچا کی قبر دیکھکے رونا آیا - اسید بن حضیر اور آپ کے دیگر اصحاب کہتے ہین کہ عامر کی محنت اکارتھ گئی کیونکہ وہ اپنی ضرب سے آپ مرے ہین شہید نہین ہوے - آنحضرت نے فرمایا استغفر اللہ جو لوگ ایسا کہتے ہین وہ نادان ہین - پھر دونون انگلیون کو ملا کے کہا کہ عامر کو دوہیری مزدوری ملیگی -

روایت ہے کہ اس زمانہ مین لشکر اسلام مین کھانے پینے کی بڑی تکلیف تھی - اصحاب رسول اللہ بھوک پیاس سے نہایت اذیت اوٹھاتے تھے - ایک دن دیکھتے کیا ہین کہ حصار صعب سے بیس بکریان نکلین - اور قلعہ کے آس پاس چرنے لگین - آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ - ہے کوئی ایسا جوان بکریون پر ہاتھ مارے اور جتنی ہاتھ لگین لے آے - ابوالیسر کعب ابن عمرو انصاری نے عرض کی کہ حضور یہ خدمت مین بجا لاؤنگا - پس ابوالیسر دامن کمر سے لپیٹ کے چلے - آنحضرت نے فرمایا "اللھم متعنا بہ" یعنی اے اللہ ہمین ان سے متمتع کر - ابوالیسر نے جاکے بکریون پر ایسا ہاتھ مارا کہ جیسے شیر ہرن کو دبوچ لیتا ہے اور جلدی سے دو بکریان قلعہ کے دروازہ سے جھپٹ لاے کیونکہ انکے پہونچتے پہونچتے باقی قلعہ مین داخل ہو چکی تھین - حضور نے ابوالیسر کے حق مین دعاے خیر کی اور بکریون کو ذبح کرکے پکوایا - سارے لشکر نے سیر ہوکے کھایا کوئی بھوکا نہ رہا

چودہ سو آدمی دیکھئے اور دو بکریون کو ملاحظہ فرمائے۔ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ رقم فرماتے ہین کہ آنحضرت کی دعا سے ابوالیسر کی عمر دراز ہوئی اور اون سے اچھے اچھے کام مسلمانون کی خدمت گذاری کے بن پڑے۔

حصن صعب کے محاصرے کے زمانہ مین ہمارے غازی بہوک سے تکلیف اوٹھا رہے تہے کہ اتفاقاً ۲۰ یا ۳۰ پالتو گدہے قلعہ سے باہر نکلے۔ مسلمانون نے اونہین پکڑ لیا اور ذبح کرکے دیگیین چڑہا دین۔ کہین آنحضرت کا بہی گذر اودہر سے ہوا پوچہا کہ کیا پکاتے ہو۔ لوگون نے التماس کی کہ پالتو گدہون کا گوشت ہے۔ آپنے تمام لشکر مین منادی کرادی کہ پالتو گدہے اور ذی ناب اور ذی مخلب جانور یعنی وہ جانور جنکے کچلیان ہون اور جو پنجون سے کہاتے ہون اور نکاح متعہ حرام ہے

معتب بن قشیر اسلمی نے روایت کی ہے کہ جن دنون ہم قلعہ نطاۃ کو گہیرے پڑے تہے تو ہمارے لشکر کو فقر وفاقہ سے بہت تکلیف تہی۔ لوگ گہبرا اوٹھے تہے۔ ہمنے آنحضرت سے جاکے شکایت کی کہ ہم بہوک سے سخت حیران ہین اور ضعیف ونقیہ ہوے جاتے ہین خدا سے دعا کیجیے کہ ہمین کہانا ملے اور جلد فتح پائین۔ آنحضرت نے کمال تاسف سے فرمایا کہ میرے پاس بہی کچہہ نہین ہے جو تمہین دون اور دست بدعا ہو کر فرمایا کہ الٰہی اپنا فضل وکرم کر تیرے مسلمان بندے تیری راہ مین جان دینے کو تیار ہین لیکن بہوک کے مرے جاتے ہین انکو مظفر ومنصور کر اور کوئی ایسا بڑا قلعہ انہین دیدے جسمین کہانے پینے کا بہت سا ذخیرہ بہرا ہو۔ یہ دعا فرماکے تمام لشکر کو مجتمع کیا اور علم حباب بن المنذر کے ہاتہہ مین دیا اور فرمایا کہ سب ایک ساتہہ حملہ کرو۔ مسلمان جو جان ودل سے زیر فرمان تہے ایکبارگی جہک پڑے۔ سب کے آگے ہمراہیان اسلم تہے جنہون نے بہوک اور پیاس کی شکایت حضور مین کی تہی۔ حملہ کرتے ہی قلعہ صعب کے دروازہ پر جا پہونچے اور خوب ہی لڑے یہانتک کہ قلعہ فتح ہوگیا اور سارا مال ومتاع اور بہت سا کہانا مسلمانون کے ہاتہہ آیا۔

لکھا ہے کہ جب مسلمانون نے اوس قلعہ کو فتح کرلیا تو اوسمین بہت سی مشکین شراب کی نکلین۔ مسلمانون نے سب نکال نکال کے باہر پہینکدین۔ ایک مرد مسلمان جسے عبد اللہ خمار کہتے تہے آیا اور اونمین سے تہوڑی تہوڑی پی گیا لوگون نے اوسکی یہ حرکت ناشایستہ جو دیکہی تو پکڑ کے آنحضرت کی خدمت مین لے گئے آپ نے اوس سے بڑا ہی تنفر ظاہر کیا اور غصہ ہوکر نعلین مبارک سے اوسے پیٹا اور اصحاب سے بہی ایسا ہی کرنیکا حکم دیا۔ غرضکہ جتنے اصحاب اوسوقت وہان موجود تہے سب نے اوسکے جوتیان لگائین۔ چونکہ یہ شخص بڑا شرابی تہا پہلے بہی اسی باعث سے اوسپر بہت سی پہٹکارین پڑچکی تہین مگر کسی طرح مانتا ہی نہ تہا اس لئے جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تنگ ہوکر فرمانے لگے "اللہم العنہ" یعنی اے خدا اسپر لعنت کر۔ آنحضرت بولے اے عمر۔ تم اپنی زبان سے ایسا نکہو یہ خدا اور اوسکے رسول کا دوست ہے۔ غرضکہ شرابیون کو جوتی خوری سے بڑہکے درجہ مرحمت نہوا۔

روایت ہے کہ لشکر اسلام تو قلعہ قموص کا محاصرہ کئے ہوے تہا۔ آنحضرت صلعم کو درد شقیقہ یعنی آدہا سیسی شروع ہوا۔ آپ اوسکے باعث بنفس نفیس میدان کارزار مین نہین جاسکتے تہے۔ ہر روز ایک صحابی علم لیکر لڑنے جاتا تہا۔ چنانچہ ایک دن جناب ابو بکر صدیق علم نبوی لیکر تشریف لے گئے اور خوب ہی لڑے مگر قلعہ فتح نہوا۔ دوسرے دن حضرت عمر علم لے کے قلعہ کے تلے پہونچے پہلے دن سے بہی زیادہ دل توڑ کے لڑائی ہوئی مگر فتح نہوئی۔ رات کے وقت از روے الہام حضور کو اوس شخص کا نام ظاہر ہوا جسکے ہاتہون مشیت ایزدی مین فتح مقدر تہی۔ اس لئے حضور نے فرمایا۔ لاعطین الرایۃ غداً رجلاً یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علی یدیہ یعنی کل ہم علم اوس شخص کو دینگے جو خدا اور اوسکے رسول سے محبت رکہتا ہے اور خدا اور رسول اوس سے محبت رکہتے ہین۔ خداوند کریم نے یہ فتح اوسی کے نام لکہی ہے۔ اور اے محمد بن مسلمہ تمکو بشارت دیتا ہون

کہ کل تمہارے بھائی کا قاتل مارا جائیگا۔ سہیل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اس بات کو سنکر اصحاب جان نثار جو رضائے الٰہی مین مرنا زندگی جانتے تھے حیران ہوئے۔ اور سوچنے لگے کہ یہ خوش قسمت شخص کون ہے۔ اور سبکے دل مین شوق اور ولولہ پیدا ہوا کہ یہ دولت ہمارے ہی ہاتھ آے اور کل علم ہمین کو ملے۔ بریدہ بن الحصیب فرماتے ہین کہ ہم لوگون مین سے ہر ایک یہی سمجھتا تھا کہ یہ نعمت غیر مترقبہ مجھی کو ملیگی کیونکہ اخلاق محمدی کا عجیب حال تھا ہم مین سے ہر ایک اپنے جی مین کہتا تھا کہ جتنی محبت حضور کو مجھہ سے ہے دوسرے سے نہین اور ہم لوگون کا یہ گمان کچھہ بیجا بھی نہ تھا کیونکہ ہم مین کوئی ایسا نہ تھا جسکو اپنی جان رضامندی خدا اور رسول سے زیادہ پیاری ہو۔ ہر صحابی سر ہتیلی پر رکھہ کے سعی اور جانفشانی کیا کرتا تھا پس حضور جسکی طرف مخاطب ہوکے داد دیدیتے تھے وہی پھول کے مگن ہو جاتا تھا اور سمجھہ لیتا تھا کہ اب میرے برابر کوئی دوسرا نہین۔ یون ہی یہ کام چل سکتا تھا اور چلا۔

پس حضرت پیغمبر خدا کا یہ کہکر جناب علی کو علم عطا فرمانا اس بات پر دال نہین ہے کہ اتنے جم غفیر مین کوئی متنفس ہی خدا و رسول کو پیار کرنیوالا اور خدا و رسول کا پیارا سوائے علی کے نہ تھا۔ حضرات۔ امور مصلحت ملک خسروان دانند۔ بادشاہ لوگ معلوم نہین کیا کیا کہکے اپنے خیر خواہون کا دل بڑہایا کرتے ہین۔ وہ اپنے کسی نوکر کے حق مین تو یہ کہدیتے ہین کہ فلان ہمارا بڑا خیر خواہ ہے اس سے یہ لازم نہین آتا کہ باقی سب نمکحرام ہین۔ کسی کو لکھدیتے ہین کہ شرافت پناہ ہو۔ اس سے یہ سمجھنا کہ باقی ملک بھر کمینہ ہے کتنی بڑی حماقت ہے۔ کسی کے پروانہ مین لکھا ہوتا ہے۔ لیاقت دستگاہ۔ تو کیا ہم اونکے اس لکھنے سے اپنے کو نالائق سمجھین۔ ہم سے تو ہرگز ایسا نہو سکیگا۔ البتہ معترض لوگ جو ایسا کہتے ہین بلکہ مانے ہوئے بیٹھے ہین اونکو چاہئے کہ جب بادشاہ لوگ کسی کے پروانہ مین لکھین۔ بعافیت باشند۔ تو سمجھہ لین کہ سرکار سوائے اس شخص کے اور کسیکا زندہ رہنا

نہین چاہتے - پس اپنے گلون مین پہانسی لگائین اور مرجائین کیونکہ خیرخواہ رعیت ہونا اسی کانام ہے - ہم حضرت علی کو اپنا سرتاج اور محض ذات نبی جانتے اور خوش ہوتے ہین کہ اونکی شان مین صاحب "ما ینطق عن الھویٰ" نے ایسا فرمایا مگر اپنے اس اعتقاد کے باعث اپنے پیارے نبی کے اور فدائیون کے استحقاق زائل نہین کرتے - کیونکہ ایسا کرنے سے نبی کی اہانت ہے کہ حضرت سلامت ملک تو فتح کرتے پہرتے ہین مگر ساتہیون کے دل اپنی طرف نہین کہینچ جاتے چنانچہ چودہ سو ساتہ ہین اونمین سب کے سب مخالف - صرف ایک دوست ہے - اوس ایک نے اگر خیبر فتح بہی کرلیا تو ہمین تو خوشی نہین ہوتی - تماشہ کی بات ہے کہ اتنون مین اوسوقت ایک بہی نہین سمجہا کہ یہ اشارہ علی کی طرف ہے ورنہ کوئی تو ضرور ہی کہدیتا کہ جناب آپ جنکے بہروسے ہین اونکی آنکہین دکہتی ہین سب اپنی خلوص نیت اور خیرخواہی اور جان نثاری کے باعث یہی تمنا کرتے رہے کہ خدا یہ نعمت ہمین عطا فرماے - جب صبح آپ نے پوچہا ہے کہ علی کدہر ہین تو لوگون نے عرض کیا کہ اونکی آنکہین دکہتی ہین -

قصہ مختصر سارا لشکر تذبذب کی حالت مین تہا اور سب کے سب امیدوار تہے کہ علم ہمین کو ملے اور لشکر مین جو قریشی تہی وہ تو برملا یہ کہتے تہے کہ آنحضرت کے اس قول سے علی تو مقصود ہوہی نہین سکتے کیونکہ اونکی آنکہین دکہتی ہین اور دور کی چیز نظر نہین آتی - ادہر جناب شیر خدا نے جسوقت سے آنحضرت کا یہ کلام معجز نظام سنا تہا دعا کرنی شروع کی تہی اللھم لا معطی لما منعت ولا مانع لما اعطیت یعنی اے اللہ جس چیز کو توروکے اوسکا دینے والا کوئی نہین اور جس چیز کو تودے اوسکا روکنے والا کوئی نہین - اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ یہ مناجات کرتے تہے اور حصول مراد کے لئے بے چین اور بے تاب ہوے جاتے تہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ ایک آگ تہی جو سب طرف برابر لگی ہوئی تہی مگر ہوا وہی جو خدا کو منظور تہا کسی کے

ذاتی تشخصات معرض بحث مین نہین آسکتے۔

جناب امیرالمومنین حضرت علی درد چشم کے باعث مدینہ ہی سے نہین چلے تھے۔ مرض کو یہان تک اشتداد ہوا کہ ردمد ہو کے بینائی جاتی رہی تھی۔ مگر جب رسول اکرم روانہ ہو گئے تو حضور کا دل نہ مانا اور جی مین کہنے لگے کہ رسول اللہ تو لڑائی پر ہون اور مین گھر مین بیٹھا رہون یہ سوچکے گھر سے چل کھڑے ہوے اور اثنا سے راہ ہی مین آنحضرت کو جالیا۔ ایاس بن سلمہ بن الاکوع اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ صبح ہوتے ہی اصحاب جان نثار خیمہ نبوی کے دروازہ پر آکے مجتمع ہو گئے اور ہر شخص یہی سمجھے ہوے تھا کہ علم اب لیا میرے سوا اور کون ہے جو لیگا۔ سعد ابن ابی وقاص فرماتے ہین کہ میری تو کچھہ نپوچھو عجیب کیفیت تھی کبھی تو اوٹھکے در خیمہ پر جا کھڑا ہوتا تھا کہ آنحضرت کی نظر خیمہ سے برآمد ہوتے ہی پہلے مجھی پر پڑے تو ممکن نہین کہ علم جھٹ مجھے نہ دیدیا جاے اور کبھی اضطرابی کے باعث بیچین ہو کر بیٹھہ جاتا تھا مگر یقین یہی تھا کہ علم مجھی کو مرحمت ہوگا۔ غرضکہ آفتاب رسالت در خیمہ سے طلوع ہوا اور برآمد ہوتے ہی پوچھا کہ علی ابن ابی طالب کہان ہین بہت سی متمنی آوازون نے ایک دم سے خوشی بخوشی جوابدیا کہ اونکی تو آنکھین دکھتی ہین۔ حکم ہوا کہ بلاؤ سلمہ بن الاکوع دوڑے گئے اور جناب شیر خدا کو ہاتھہ پکڑ کے لاے۔ حضرتؐ نے اونکا سر اپنی گود مین رکھا اور لعاب دہن مبارک ہاتھہ مین لیکر آنکھون سے ملا۔ فوراً آرام ہو گیا۔ آنکھین ایسی صاف ہو گئین گویا کچھہ تھا ہی نہین اور بہت اچھی طرح سوجھنے لگا پھر نہ کبھی عمر بھر آپ کی آنکھین دکھین نہ سر مین درد ہوا۔ بعد ازان آنحضرتؐ نے شیر خدا کے حق مین دعاے خیر کی اور فرمایا اللھم اذھب عنہ الحر والبرد یعنی اے اللہ العالمین علی کو گرمی و سردی کی اذیت سے محفوظ رکھہ۔ اس دعا کا ایسا اثر ہوا کہ جناب علی مرتضیٰ گرمیون مین برہنہ اور جاڑون مین مہین کپڑے پہنے پھرا کرتے تھے۔ پھر آنحضرتؐ نے خاص اپنی زرہ اونکو پہنائی۔ ذوالفقار زیب کمر کی اور علم ہاتھہ مین دیکر فرمایا کہ خدا کو سونپا۔ سدھارو

اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ حضرت امیر المومنین تسلیم بجالائے اور گذارش کی کہ یا سید المرسلین صلعم
اب مین کفار کو یہان تک قتل کرونگا کہ وہ مسلمان ہوجائین۔ جناب رسالتمآب نے ارشاد فرمایا کہ
یا علی خبردار بندگان خدا کے قتل مین ہرگز عجلت نہ کرنا۔ پہلے نرمی اور ملائمت سے سمجہانا اور حقوق
الٰہی بتانا اگر راہ راست پر آجائین تو فبہا ورنہ مجبوری کے لئے جدال و قتال ہے۔ پہر فرمایا۔
فواللہ لان یھدی اللہ بک رجلاً واحداً خیر لک من ان یکون لک حمر النعم یعنی قسم ہے
اللہ کی اگر خدا تمہارے باعث سے ایک آدمی کو راہ راست پر لاوے تو اوس سے بہتر ہے کہ تمہارے
پاس بہت سے سرخ اونٹ ہون۔

الغرض جناب علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ علم دوش مبارک پر لئے ہوئے قلعہ قموص کے نیچے
پہونچے۔ اور علم گاڑدیا۔ اتنے مین ایک یہودی نے قلعہ کی دیوار پر آکے دریافت کیا کہ تم کون ہو
جواب دیا کہ علی ابن ابی طالب۔ نام سنتے ہی یہودی کے ہوش وحواس نفر ہوگئے۔ اور پکارکے
چلایا کہ خیبر والو اب تمہاری خیر نہین۔ شیر خدا تم سے لڑنے آیا ہے یاد رکھنا کچاہی تو چبالیگا تم نے
بہت سی تکلیفین غریب مسلمانون کو دی تہین آج سب کا بدلا نکلجائیگا۔ توریت کے بہیجنے والے
کی قسم یہ وہ آدمی نہین جو بغیر فتح کئے یہان سے ٹلے۔ حضرت علی وہان سے نصیحت سن کے
چلے تہے اس لئے پہلے درپے وعظ ہوا کیا اور اس فصاحت و بلاغت سے گفتگو کی کہ پتہر بہی ہوتا
تو پانی ہوکے بہجاتا مگر وہ بمصداق ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وابصارھم نہ سمجہنا تہے نہ سمجہے اور
بیہودہ بکنے لگے۔ ناچار آپ کو جنگ کے لئے آمادہ ہونا پڑا۔ مرحب کا بہائی حارث یہودی
بہت سی فوج لیکر قلعہ سے نکلا۔ اور سامنے پرے جمادئے۔ پہلے مسلمانون مین سے دو آدمی
شہید ہوے جب نوبت یہانتک پہونچی تو جناب شیر الہ کو جلال آگیا اور ذوالفقار لیکر جو جہکے
تو ایک ہی وار مین حارث کے دو ٹکڑے کرڈالے۔

مرحب نے اپنے بھائی کا مرنا دیکھا تو طیش کھا کے معہ اپنے ساتھیون کے قلعہ سے باہر نکل پڑا خیبر والون مین اس سے بڑھکے کوئی رستم خان نہ تھا۔ اوسدن دو زرہین پہنے تلوار گلے سے لٹکائے۔ دو عمامون پر خود کسے ہوئے۔ نیزہ جسمین تین سیر کی بھال تھی ہاتھ مین لئے سامنے آیا۔ غازیان اسلام مین کوئی اوسکے جوڑکا نہ تھا۔ جناب شیر خدا جوش مین اوسکی طرف چلے۔ مرحب نے چاہا کہ آپ پر وار کرے۔ جناب امیر نے جھٹ ذوالفقار کھینچی اور ایک ایسا وار کیا کہ سر سے لگا کے پشت زین تک دو ٹکڑے کر دئے اور وہ ناہنجار ککڑی کی طرح آدہا ادہر اور آدہا اودہر گر پڑا۔ محمد بن مسلمہ سامنے کھڑے دیکھ رہے تھے۔ چلا اوٹھے کہ وہ رسول اللہ کی پشین گوئی پوری ہوئی اور میرے بھائی کا قاتل مارا گیا۔ جب ایسا کافر جہنم رسید ہوا تو مسلمانون نے بہت خوش ہو کے کفار کے قتل مین بڑی بڑی تیز دستیان دکھائین۔ اوسدن جناب امیر نے سات شجاع سردار یہودیون کے مارے۔ آپ کے ساتھیون نے تو کشتون کے پشتے لگا دئے۔ ملک الموت کی گرم بازاری ہوئی۔ تلوار کے گھاٹ سینکڑون اوترے چلے جاتے تھے گننے والے شمار کا وار نہین پاتے تھے۔ خون کی ندیان بہ نکلین۔ کفار نے جو یہ قیامت بپا دیکھی تو ڈرے اور پھر پانون نہ جمنے پائے بدحواس ہو کے بھاگے۔ جناب علی مرتضیٰ نے اونکا تعاقب کیا۔ اس ہل چل مین ایک یہودی نے آپکے ہاتھ پر ضرب لگائی۔ سپر حضور کے ہاتھ سے گر پڑی۔ ایک اور یہودی نے دوڑکے اوٹھا لی۔ اوسوقت جو غصہ اوس خدا کے شیر کو آیا ہے اوسکا بیان نہین ہو سکتا۔ پس کفار یہود کو بھیڑ بکریون کے ریوڑ کی طرح کھدیڑتے ہوئے در قلعہ تک جا پہونچے۔ آہنی پہاٹک اوکھاڑ کے بجائے سپر ہاتھ مین لیلیا۔ قلعہ قموص اور دیگر قلعون کے لوگ یہ زور بازو دیکھکر دنگ رہگئے اور رہے سہے ہوش وحواس اور بھی زیادہ باختہ ہو گئے۔ لرز لرز کے امان مانگی۔ جناب امیر نے فرمایا مین امان نہین دے سکتا ہون۔ لوگ دوڑے ہوئے آنحضرت کی خدمتمین پہونچے

وہان سے حکم امان آیا تو جناب امیر نے ذوالفقار نیام مین کی اور کافرون کے دم سینہ مین سمائے
امان دینے کے ساتہہ یہ شرط کرلی گئی تہی کہ قلعہ تو ہمنے فتح کرلیا یہان تک کہ پہاٹک بہی اوکھاڑ
کے پہینکدیا گیا اب چونکہ تم امان مانگتے ہو خیر تمہاری اتنی خاطر کی جاتی ہے کہ تم سب بیک بینی
ودوگوش باہر نکلجاؤ اور مال واسباب مین سے ایک تنکے کو ہاتہہ نہ لگانا وہ سب ہمارا ہے
اگر ایک کوڑی یا ایک جہاڑو کو بہی ہاتہہ لگاؤگے یا کسی چیز کو ہم سے چہپاؤگے تو حکم امان کو
منسوخ سمجہنا - فی آدمی ایک ایک اونٹ کہانا بہر کے اپنے ساتہہ لیجاؤ اور جدہر چاہو اپنا
منہ کالا کرو - جب لڑائی ختم ہوچکی اور یہ سب عہد پیمان ہوئے تو جناب امیر نے وہ پہاٹک اس
زور سے اپنے پیچہے پہینکا کہ چالیس ہاتہہ کی دوری پر جاپڑا - سات آدمیون نے زور مارا -
لیکن اوسے پلٹ بہی نہ سکے - پہر چالیس آدمی جُٹ گئے اور اوسے اوٹہانا چاہا مگر اوٹہانا تو
درکنار وہ ڈِگا تک نہین - جسوقت یہ خدا داد فتح پاکر حضرت علی واپس آئے تو آنحضرت نے
اونکا استقبال کیا - دور تک آکے پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا قد بلغنی بناءك المشكور وضيعك
الله کو - یعنی ہمین تمہارے مساعی جمیلہ اور جانبازیون کی بخوبی خبر ہے - اور تمہاری بہادریون کا
سب مین چرچا ہو رہا ہے ہم تم سے بہت خوش ہین - حضرت علی یہ سنتے ہی رونے لگے -
آنحضرت نے آپکو گلے سے لگاکر پوچہا کہ علی فرط خوشی سے روتا ہے یا رنج سے - جناب شیر خدا
نے عرض کی کہ یا رسول اللہ خوشی کے باعث روتا ہون - جب آپ مجہہ سے راضی ہین تو رنج کی
کیا بات ہے اس سے زیادہ خوشی تو دین و دنیا مین ہو ہی نہین سکتی - آنحضرت بولے کہ مین ہی
نہین بلکہ خدا بہی تجہسے راضی ہے - اور اوسکے سب فرشتے بہی خوش ہو کر تجہے مبارکباد دیتے ہین
بعد ازان حضرت سرور کائنات نے قلعہ قموص مین قدم رنجہ فرمایا - خیبریون کے بڑے سردارون
مین سے ایک شخص کنانہ بن ابی الحُقیق پکڑا ہوا آیا - یہ شخص نہایت مالدار تہا - اہالی مکہ کے

یہان جب کوئی تقریب خوشی کی ہوتی تھی تو اسی کے پاس سے زیور و جواہر کرایہ پر جاتا تھا اور ایک دن
اور ایک وقت مین جتنا چاہتے اوتنا ہی مل سکتا تھا - اونٹون کی کھال مین بھرا ہوا زر و جواہر اوسکے
گھر مین رکھا رہتا تھا - جب وہ گرفتار کر کے دربار نبوی مین لایا گیا تو آنحضرت صلعم نے استفسار فرمایا کہ
اے ابی الحقیق تیرا خزانہ کدھر ہے - اوس نے تو کچھ جواب نہین دیا مگر اور یہودی بول اوٹھے
کہ اے ابو القاسم وہ ان لڑائیون مین خرچ ہو گیا اور اس بات پر سب کے سب قسمین بھی کھا گئے
سرور عالم نے کہا دیکھو جو کچھ کہو خوب سمجھ بوجھ کے بیان کرنا - اور یقین کر لو کہ اگر تمھارا کلام جھوٹ
ثابت ہوا تو پھر ہم تمھاری ایک نہ سنینگے فوراً تمھین قتل کرا ڈالینگے - یہودی اسپر راضی ہو گئے
جناب ابا بکر صدیق اور عمر فاروق اور علی مرتضی رضوان اللہ عنہم اور دس یہودیون کی گواہی اس
عہد پر کرائی گئی - اسکے بعد ایک یہودی اوٹھا اور اوسنے کنانہ سے کہا کہ اے ابی الحقیق -
خزانہ جو محمد تجھسے مانگتے ہین اگر تیرے پاس ہے تو سچ سچ بتا دے - تیری جان بچ جائیگی -
اگر تو نے نہ بتایا اور محمد کو کسی اور طرح سے معلوم ہو گیا تو تیری جان گئی اور نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ
الگ پلے پڑیگی - کنانہ نے اوس یہودی کو جھڑک دیا اور اوسکی ایک بات کا بھی خیال نہ کیا -
حضرت جبریل امین نازل ہوے اور خزانہ کی جگہہ آپکو معلوم ہو گئی - آنحضرت چند مسلمانون کو
اپنے ساتھہ لیئے ہوے ایک ویرانہ مین چلے گئے - وہان سے اونٹون کی کھالین پُر از زر و
جواہرات کھدواکے اپنے ہمراہ لے آے اور لاکے سب کے سامنے رکھدین - یہودی
یہ دیکھکر دنگ رہگئے اور حواس جاتے رہے - یہ معجزہ بھی دیکھا مگر شومی قسمت سے ایمان نہ لائے
لیکن یہودیون کی منت و سماجت سے کنانہ چھوڑ دیا گیا -

پھر فروہ ابن عمر و بیاضی اس خدمت کے لیئے مامور کیئے گئے کہ تمام مال و اسباب قلعہ
قموص کا بحفاظت تمام حصار نطاۃ مین پہونچا دین - فروہ رضی اللہ عنہ نے اچھی طرح اس حکم کی

تعمیل کردی۔ واضح ہوکہ اوس قلعہ کے مال مین بہت سی جلدین توریت کی بہی نکلی تہین۔ یہودیون نے درخواست کی کہ یہ ہمین ملجائین۔ آنحضرت صلعم نے باحترام تمام فوراً وہ سب اونکو واپس کردین جن دنون مال غنیمت جمع کیا جاتا تہا اور قیدی پکڑے ہوے آتے تہے تو آنحضرت صلعم نے بڑی تاکید سے حکم دیا تہا اور اوسکی منادی بہی کرادی تہی کہ خدا پر ایمان لانے والے اور قیامت اور روز جزا کا یقین رکہنے والے دنیا کے مال اور عیش اور شان وشوکت کو ناچیز سمجہتے ہین اونکو چاہئے کہ مال غنیمت سے قبل از تقسیم ایک سوئی یا ایک تاگا بہی نہ لین اور زنان مقیدہ کے ساتہہ اوس وقت تک مقاربت نہ کرین جبتک کہ عدۃ نہ گذر جاے ورنہ قیامت مین رسوا اور خجل ہونگے۔ آنحضرت صلعم کا ایک حبشی غلام تہا جسکی سپردگی مین آپکا سفری سامان رہتا تہا ہمین خیبر مین مرگیا۔ الہام سے آپکو اوسکی خیانت معلوم ہوئی آپ نے فرمایا کہ یہ جہنمی ہے اسنے مال غنیمت مین خیانت کی ہے۔ لوگون نے اوسکا اسباب ڈہونڈہا تو واقعی ایک کمل نکلا جو تقسیم سے پہلے اوس نے لیلیا تہا۔ پہر ایک اور شخص نے اوسی زمانہ مین قضا کی اوسکی نسبت بہی حضور نے ایسا ہی فرمایا۔ اور اصحاب سے کہا کہ مین تو اسکے جنازہ کی نماز نہ پڑہونگا تمہین پڑہلو اسنے غنیمت مین خیانت کی ہے اوسکے اسباب مین یہودیون کے چند مُہرے نکلے جنکی قیمت دو درم سے بہی کم تہی۔ ان دو واقعات نے لوگون مین ایسی عبرت پیدا کردی کہ پہر کوئی مال غنیمت کی طرف آنکہہ اوٹہا کے بہی نہین دیکہتا تہا۔ جب سارا مال مجتمع ہوچکا تو زید بن ثابت کو حکم ملا کہ سب غازیون کے نام لکہلو آپ نے چودہ سو نام شمار کرکے فہرست بنائی۔ خمس نکالکے سب مال اونپر تقسیم کردیا گیا۔ مہاجرین حبشہ کی ایک جماعت اوسی دن دریا کی راہ سے یہان آئی تہی وہ بہی تقسیم مین شامل کرلی گئی۔ جعفر ابن ابی طالب اور اسماء بنت عمیس اور ابوموسیٰ اشعری اور پانچ اشعری اور اونہین مہاجرین مین شامل تہے۔ آنحضرت جعفر بن ابی طالب کو دیکہکے نہایت خوش ہوے اور فرمایا کہ نہین معلوم

مین آج جعفر کے آنے سے زیادہ خوش ہون یا فتح خیبر سے - جابر بن عبداللہ انصاری اگرچہ خیبر مین نہ تہے مگر اونکو بہی حصہ بلا وجہ اوسکی یہ تہی کہ وہ غزوۂ حدیبیہ مین شامل تہے -

آنحضرت نے مال غنیمت فروخت کرنیکے لئے ابن عمرو کو تعین کیا اور دعا فرمائی "اللھم القِ علیھا النفاق" یعنی یا الٰہی تو اس مال کو رواج دے - حضرت فروہ فرماتے ہین کہ مین سمجہا تہا یہ مال مدت مین بکیگا مگر حضور کی دعا کی وہ تاثیر ہوئی کہ دو ہی دن مین اوسکا ایک تنکا بہی نہ بچا -

زینب یہودیہ حارث کی لڑکی مرحب کی بہتیجی اور سلام ابن مشکم کی جورو تہی - اوس نے کہین سن لیا تہا کہ آنحضرت دست وشانہ کا گوشت بڑی رغبت سے کہاتے ہین اس لئے اوس نے ایک بکری ذبح کی - دست وشانہ مین خوب زہر ملا کے پکایا اور مغرب کیوقت بطور ہدیہ آنحضرت کے پاس لائی - اوسوقت بہت سے صحابی حاضر تہے - آنحضرت نے سبکو شامل کر لیا پہر دست کے گوشت مین سے ایک لقمہ لیکر چبایا اور فوراً کہدیا کہ کہانے سے ہاتہہ کہینچلو - دال مین کالا ہے - یہ سنتے ہی سب صحابہ دست کش ہو گئے - بشیر ابن البراء نے ایک نوالہ کہا لیا تہا - وہ کہتے ہین کہ مجہے لقمہ منہ مین لیتے ہی کراہت معلوم ہوئی تہی چاہا کہ تہوک دون مگر تہذیب کے خیال سے نہ تہوکا کہ ایک تو آنحضرت کے سامنے گستاخی ہوگی دوسرے اور لوگون کے دل بگڑینگے اس لئے جیسے بنا ویسے نگل گیا - لکہا ہے کہ نگلتے ہی بشیر کے منہ پر ہوائیان اوڑنے لگین - رنگت کبہی سبز ہو جاتی تہی کبہی سیاہ - اوسکے بعد وہ برس روز کامل بیمار رہے آخر اوسی کے اثر سے وفات پائی - جناب رسول خدا نے سارا کہانا سامنے سے اوٹہوا دیا اور زینب اور کئی رئیسان یہود کو بلوا کر اونسے پوچہا کہ سچ سچ جواب دو "من ابوکم" یعنی تمہارا باپ کون ہے - اونہون نے جہوٹ جواب دیا - آپ نے فرمایا بکتے ہو فلان شخص تمہارا باپ تہا - وہ لوگ سنتے ہی حیران ہو گئے - پہر ارشاد ہوا کہ ہمارے دوسرے سوال کا جواب صحیح صحیح دینا

ورنہ تمہاری خیر نہین - یہودی سمجھ گئے کہ جب یہان جہوٹ کی ناؤ چلتی ہی نہین تو سچ ہی کہدو -
آپ نے سوال کیا کہ تم نے اس کہانے مین زہر ملایا یا نہین - زینب نے جوابدیا - ہان ملایا - تم نے میرے
باپ چچا اور شوہر کو خاک مین ملادیا اوسکا بدلا لینا چاہتی تہی - اب مجہے معلوم ہوگیا کہ تم سچے پیغمبر ہو
اور جو لوگ تمہاری تکذیب کرتے ہین وہی غوی ہین - مین کلمہ شہادت پڑہتی ہون اور صدق دل سے
مسلمان ہوتی ہون - ہزارون یہودی سب کچہ دیکہتے تہے مگر نہین مانتے تہے - یہ عورت فوراً
امتحان مین سعید ہی ہوگئی - اوسکا قصور ہی معاف کردیا گیا - پہر آنحضرت نے زہر کا نقصان دور
کرنیکے لیئے دونون شانون کے درمیان پچہنے لگوائے - تین اصحاب اور بہی تہے جنہون نے
نوالہ نگلا نہ تہا مگر چبایا البتہ تہا انہین بہی تصفیہ خون کے واسطے اسی عمل کی ہدایت کی گئی -
چہندیا پر سے تہوڑا تہوڑا خون بہی خارج کرادیا کہانا زہر آلود جلوا کر دفن کردیا گیا -

روایت ہے کہ جنگ خیبر مین پندرہ مسلمان شہید ہوئے اور ترانوے یہود مارے گئے جب
بقیۃ السیف کو خیبر سے نکلجانیکا حکم ہوا تو وہ بہت گڑگڑائے اور منت وزاری کرنے لگے کہ ہمین ہر
سے نہ نکالو ہم یہان پڑے پڑے مسلمانون کی خدمت کرتے رہینگے اور یہ باغ اور کہیت جو تمہارے
قبضہ مین آئے ہین انکی حفاظت کرینگے آخر تم مزدور رکہوگے پہر اونکی جگہہ ہمین کو رکہلو - حالانکہ یہودیون
نے مسلمانون سے بڑے بڑے مکروفریب کیئے تہے - سخت اذیتین پہونچائی تہین - ہمیشہ جہوٹ
بولتے اور دہوکا دیتے رہتے تہے اسپر بہی شان رحمۃ للعالمینی جوش مین آئی اور اونکی منت وزاری
پر رحم آہی گیا - حکم ہوا کہ مزدوری مقرر کردو اور انہین رہنے دو - اس کے محاصل مین سے نصف تو
انکی اجرت ہے اور نصف بیت المال مین داخل ہوگا - اور یہ بہی ٹہیرالیا گیا کہ جب تک ہم چاہینگے
تمہین رکہینگے ورنہ برخاست کردیئے جاؤگے - اسکے بعد یہی معمول رہا کہ عبداللہ بن رواحہ ہر سال
آتے اور نصف محاصل لیجا کر بیت المال مین داخل کردیتے -

انہین دنون مین حجاج بن غلاط سلمی ایک بڑا سوداگر مال تجارت لیکے سفر کو نکلا تہا۔ اوسنے سناکہ آنحضرت خیبر مین رونق افروز ہین اس لیئے مشتاق زیارت ہوکر خدمت اقدس مین حاضر ہوا۔۔۔ آتے ہی کلمہ پڑہنے لگا اور مسلمان ہوگیا۔ حجاج بڑا مالدار اور اونسونیکی کانون کا قابض تہا جو کہ بنی سلیم کی زمین پر نکلی تہین۔۔ اوس نے گذارش کی کہ یارسول اللہ مکہ مین میری بیوی اور دیگر اشخاص کے پاس میرا بہت سا مال ہے اگر اجازت ہو تو جاکے لے آؤن کیونکہ ابہی تک میرا اسلام لانا مخفی ہے اگر مشہور ہوگیا تو پہر دشمنی کے مارے کوئی نہ دیگا اب تو فن و فریب کرکے جیسے بنیگا وسیے لے بہی آؤنگا۔ حضور سے اجازت ملگئی۔ حجاج نے مکہ پہونچکے بہت سی باتین بنائین اور قریش سے کہا کہ لوگو خوش ہو اور شادیانے بجاؤ خیبریون نے مارکے مسلمانون کا ستہراؤ کردیا اب محمد اپنے اصحاب سمیت اونکی قید مین ہین اور یہ تجویز ہے کہ ان سبکو مکہ لیجاکے قتل کیا جاسے تاکہ اور لوگون کو عبرت ہو۔ مجہے تمکو مبارکباد دینا تہی اور یہ بہی ارادہ ہے کہ جس جس کے پاس میرا مال ہے اوس سے لیکے پہر خیبر جاؤن اور مسلمانون کا مال جو خیبریون نے لوٹا ہے اوسے جلدی سے خریدلون اگر اور سوداگر آجائینگے تو مال کی قیمت بڑہجائیگی اور ایسا سستا ملنے نہ پڑیگا۔ اسمین تم سب لوگ میری مدد کرو اور جلدی جلدی میرا مال اکہٹا کرادو۔ اتنا سنکے قریش کودنے لگے اور ایسے خوش ہوے جسکا پایان نہین۔ حجاج نے تو اپنا آتا مانگا تہا اگر اونکی گرہ کا بہی مانگتے تو ایسی خبر کے لیئے وہ خوشی خوشی دیدیتے۔ غرضکہ اونکا قرضہ اور مال جس کے پاس تہا کہڑے کہڑے دلوادیا اور سب نے خوشی بخوشی دیا۔ جو نہین دے سکتا تہا اوسے کہین اور سے قرض دلواکے حجاج کا بہرنا بہرا پہر وہ اپنی جورو کے پاس پہونچے۔۔ دم دہاگون سے وہان بہی اپنا کام نکالا۔ اور کوڑی کوڑی اپنی جمع کرلی۔ مسلمانان مکہ اس خبر کو سنکے البتہ محزون و ملول ہوے۔ عباس بن عبد المطلب کے تو ہاتہون کے طوطے اوڑ گئے اور غش کہاکے گرپڑے جب ہوش آیا تو

خیال کرنے لگے کہ آنحضرت نے تو فتح خیبر کی پیشین گوئی کی تھی اونکا کلام کیسے جھوٹ ہوسکتا ہے خیر جو قسمت مین ہوگا آگے چلکے معلوم ہوجائیگا ابتو اپنے اضطراب کو کفار سے چھپانا ضرور ہے تاکہ وہ زیادہ بغلین نہ بجائین - اس لیے حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے مکان کے سب دروازے کھلوادئے اور مسند و تکیہ لگاکے ہو بیٹھے - اپنے بیٹے کو بلاکر خوب رجز گائی - دوسرے مسلمان جو غمگین ہوگئے تھے اونہون نے بھی عباس کے گھر خوشی دیکھکے اپنی تسکین کرلی - ادہر حضرت عباس نے خفیہ طور سے اپنا غلام حجاج کے پاس تحقیق کے لئے بھیجا - حضرت حجاج رضی اللہ تعالی عنہ نے غلام سے کہدیا کہ اچھا تم جاؤ مین خود آکر سب حال بیان کرونگا - حضرت عباس نے اوسی وقت اوس غلام کو آزاد کردیا اور منّت مانی کہ اگر حجاج آکے مجھے خوشخبری سنائیگا تو دس بردے اور آزاد کرونگا - وہ حسب وعدہ آے اور حضرت عباس سے قسمین اور حلف لیکر کہا کہ جو کچھہ مین تم سے کہون اوسے احتیاط کے ساتھہ پوشیدہ رکھنا - جسدن مین یہان سے روانہ ہون اوسکے تین دنکے بعد میرے بیان کو مشتہر کرنا - جب دونون مین خوب عہد و پیمان ہولئے تو حجاج نے اصل کیفیت بیان کی اور کہا کہ اپنا مال نکالنے کے لئے مین نے قریش کو یہ چکمہ دیا ہے ورنہ مین خود مسلمان ہوچکا ہون - حی اخطب کی بیٹی صفیہ گرفتار ہوکے آزاد کردی گئی ہی آنحضرت اوس سے نکاح کرنا چاہتے ہین - حجاج حضرت عباس کی تسلی کرکے اپنے گھر پہونچے اور سب سامان درست کرکے رات کے وقت مکہ سے چلدئے - جب اونکی روانگی پر تین دن گذر چکے تو عباس نے اونکے گھر جاکے آواز دی - اندر سے آواز آئی کہ اونکو تو یہان سے خیبر سدہارے ہوے تین دن ہوچکے - خیبر مین مسلمان ہار گئے ہین اونکا مال خریدنے گئے ہین - اب اے عباس تمہارا برا حال ہوگا - حضرت عباس نے جواب دیا - کہ یہ سب اپنا مال نکالنے کے لئے اوسکے دم تھے وہ مسلمان ہوگیا ہے اور خیبر مین ہماری فتح ہوئی تم بھی حجاج کی بیوی ہو مسلمان ہوجاؤ

تو میری خوشی دوگنی ہوجائیگی۔ حضرت عباس حجاج کے گھر پر یہ باتین کرکے خانہ کعبہ مین آئے اور بڑی بہادری سے اونکے گرد خرامان خرامان طواف کیا۔ اونھین اس حالت مین دیکھکر کفار باہم سرگوشیان کرنے لگے کہ مسلمانون کا تو قلع و قمع ہوگیا۔ اس شخص کی اینٹھ نہ گئی یہ کیا بات ہے جب اودھر سے کوئی آوازہ نہ سنا گیا تو حضرت عباس خود کفار کے مجمع مین جا بیٹھے اور حجاج کی چالبازی ہنس ہنس کے اون سے بیان کی۔ کفار قریش کی یہ سنتے ہی کمرین ٹوٹ گئین اور سناٹے مین رہگئے۔ اس کے پانچ دن کے بعد خود قریش کو عباس کی بات کا ثبوت ملگیا۔

روایت ہے کہ لشکر اسلام نے جب خیبر پر چڑھائی کی تو حوالی خیبر مین پہونچکر آنحضرت نے محیصہ ابن مسعود حارثی کو ہدایت کے لئے فدک بھیجا تھا۔ محیصہ رضی اللہ عنہ نے وہان سب لوگون کو نصیحت کی اور سرکشون کو ڈرایا۔ فدک کے لوگ بولے کہ اسے محیصہ خاموش رہ خیبر و یہود بالکل نڈ نہیں۔ ابھی عامر و یاسر و حارث اور سب یہودیونکا سردار مرحب قلعہ نطاۃ مین زندہ ہین۔ تو اپنے پیغمبر سے ہمین کیا ڈراتا ہے۔ محمد دس ہزار مردان جنگی سے بھلا کب عہدہ برآ ہوسکیگا۔ محیصہ نے جب کاربرآری ہوتی نہ دیکھی تو دو چار روز کے بعد چلدینے کا ارادہ کیا۔ اوسی وقت حصن ناعم والون کے قتل کی خبر فدک پہونچی تو وہ لوگ خوف زدہ ہوے اور محیصہ کی خوشامد کرنے لگے کہ ہم تمکو بہت سا زر و مال دینگے۔ ہماری گفتگو کسی سے نہ کہنا۔ محیصہ بولے کہ آنحضرت سے مین کوئی بات نہین چھپا سکتا۔ یہ کہکے حضرت محیصہ چلے آئے اور آنحضرت سے اونکی سرکشی بیان کردی۔ یہودیان فدک نے چالاکی کرکے اپنی ایک جماعت فی الفور بسرداری نون بن یوشع حضور مین بھیجدی اور مستحکم صلح کرلی اب یہ ٹھہر گیا کہ فدک کی نصف زمین آپکی ہے اور نصف ہماری۔ پس شروع خلافت جناب فاروق اعظم تک وہان کا معاملہ یون ہی رہا۔ حضرت عمر نے یہودیون کی دغابازی اور سرکشی سے تنگ آکر پچاس ہزار درم بیت المال سے دیکے باقی نصف حصہ اونکا بھی خرید لیا۔

اور یہودیون کو وہان سے نکالکر قصبہ پاک کیا۔ اور فدک بھی مسلمانون کی ہوگئی۔ اور مومنین اونکی ہمسایگی کے شر سے محفوظ ہو گئے۔ کل اہل فدک شام کو بہیجدیئے گئے۔ اسی طرح حضرت عمر نے خیبریون کو بھی خیبر سے نکال باہر کیا۔

مدینہ منورہ سے خیبر شام کی طرف ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ وہ آٹھ قلعون کا مجموعہ تھا جنمین سے ہر قلعہ بجائے خود ایک گاؤن تھا۔ نام اون قلعون کے یہ ہین۔ کُتَیبہ بروزن صحیفہ ناعم۔ صعب۔ شق۔ قموص۔ نطاۃ۔ وطیح بروزن فصیح۔ سلالم۔ یہود بنی نضیر و بنو قریظہ بہی جلاوطنی کے بعد یہودیان خیبر کے پاس آن رہے تھے انہین کے اغواسے اہل خیبر نے جنگ خندق مین قریش کی مدد کی تہی۔

لشکر اسلام آخر ماہ محرم مین روانہ ہوا۔ اور دس بارہ روز کے محاصرہ کے بعد فتح ہوئی۔

آنحضرت سفر حدیبیہ سے مراجعت فرماکے بیس دن مدینہ مین رہے اوسکے بعد حکم دیا کہ خیبر چلنے کی تیاری کرو۔ اور فرمایا کہ ہمارے ساتھ اس غزوہ مین وہی چلے جسے رغبت جہاد ہو اور دنیا سے کچھ غرض نہ رکھتا ہو۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق نے اجازت ساتھ چلنے کی مانگی تو اوسکو بہی یہی جواب ملا۔ ایک روایت مین ہے کہ آپ خیبر چودہ سو پیادے اور دو سو سوار ساتھ لیکر گئے تھے۔ عامر بن الاکوع جن سے راہ مین رجز پڑہنے کیواسطے کہا گیا تہا وہ چچا تھے سلمہ بن عمرو بن الاکوع کے اور اکوع کا نام سنان ہے۔ پس عامر نے حدے مین اشعار عبد اللہ بن رواحہ کے پڑہے تھے۔

اللھم لولا انت ما اھتدینا	ولا تصدقنا ولا صلینا
اللہ اگر تو نہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے	نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑہتے
فاغفر فداء لك ما اتقینا	وثبت الاقدام ان لاقینا

ہمارے گناہ بخش دے ہم تجہپر فدا ہون تاکہ گناہون سے بچین - اور ثابت رکھہ ہمارے قدم اگر ہمارا اور دشمنون کا سامنا ہو

والقینا سکینۃ علینا	انا اذا اصیح بنا اتینا		

تسکین اور قرار ہمارے دلون مین ڈالدے تحقیق جب کوئی مصیبت آتی ہے تو ہم اوس سے نہین بہاگتے ہین

انکے علاوہ آنحضرت کا ایک اور حادی انجشہ نام بڑا خوش الحان تہا -

نواح خیبر پر جب حضرت رسول خدا کی نگاہ پڑی تو آپ نے یہ دعا کی

اللھم رب السموات السبع وما اظللن ورب الارضین السبع وما اقللن ورب الشیاطین وما اظللن ورب الریاح وما ذرین اسئلک خیر ھذہ القریۃ وخیر ما فیھا واعوذبک شرھا وشر ما فیھا

ترجمہ - اے سات آسمانون اور اوسکے رب جسپر اونہون نے سایہ کیا ہے اور اے سات زمینون اور اوسکے پروردگار جو اون پر ہے - اور اے شیاطین اور اوسکے پالنے والے جسکو کہ اونہون نے گمراہ کیا ہے اور اے ہواؤن اور اوسکے رب جسے وہ اوڑادیتی ہین مین تجہہ سے اس بستی اور اوسکی ہر چیز کی بہلائی چاہتا ہون اور اوسکے اور اوسکی ہر چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہون صحابہ رضی اللہ عنہم سے بہی فرمایا کہ تم بہی یہی دعا مانگو -

خیبریون نے اپنے بال بچون کو حصار کتیبہ مین - غلہ و ذخیرہ حصار ناعم و حصار صعب مین اور مردان جنگی حصار نطاۃ مین جمع کئے تہے - شعار مسلمانون کا اس غزوہ مین "یا منصور امت امت" تہا جسکے معنی ہین "اے فتحمند مار مار" قلعہ نطاۃ کے محاصرے مین پچاس مسلمان زخمی ہوے مدارج النبوۃ مین حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب علی مرتضی نے خیبر کے دروازہ کو پکڑ کے اس زور سے ہلایا کہ سارے قلعہ مین زلزلہ آگیا تہا - صفیہ بنت حیی بن اخطب چارپائی سے نیچے گر پڑی اور بہت چوٹ آئی - در خیبر کے اوس کواڑ کا وزن جسے حضرت علی نے اوکہاڑ کے بجاے سپر ہاتہہ مین رکہا تہا آٹہہ سو من تہا - کہتے ہین کہ اس بات سے

حضرت اسداللہ الغالب کے ذہن عالی مین کچھ زعم پیدا ہوا۔ خداوند کریم کو اپنے حبیب کے حبیب کی ذات والاصفات مین یہ نقص پسند نہ آیا فوراً اوسکی اصلاح فرمائی یعنی حضرت جبریل امین علیہ السلام تشریف لاے اور عرض کی کہ یارسول اللہ حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ علی سے کہدو کہ کواڑ کا اوٹھانیوالا کوئی اور تہا تم نہ تہے اگر امتحان منظور ہو تو پہر اوٹھا کے دیکھ لو۔ جناب علی تشریف لے گئے مگر کواڑ نے جنبش بہی نہ کہائی اسیواسطے جناب شیر خدا نے فرمایا ہے کہ مین نے درخیبر کو روحانی قوت سے اوکہاڑا تہا نہ کہ قوت جسمانی سے۔

واضح ہو کہ درخیبر اوکہاڑنے کا حال اتنا مشہور ہے کہ زبان زد خاص وعام ہو گیا ہے اور بہت سے لوگون نے اسکو اپنی اپنی کتابون مین نقل کیا ہے اس لئے ہمکو بہی لکہنا پڑا ورنہ بہت سے علما اسے غلط اور وضعی سمجہتے ہین۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کہتے ہین کہ جب کنانہ بن ابی الحقیق نے اپنا خزانہ بتانے سے انکار کیا تو آنحضرت نے اوسکے بہائی سلام بن ابی الحقیق سے دریافت کیا کہ تجہے کچھ اوس خزانہ کی خبر ہے۔ اوسنے جوابدیا کہ مین تحقیق تو نہین عرض کرسکتا البتہ مین نے فلان ویرانہ کے گرد کنانہ کو بار ہا پہرتے دیکہا ہے شاید وہین مدفون کردیا ہو۔ آنحضرت نے زبیر بن العوام اور چند مسلمانون کو اوسی ویرانہ کی طرف بہیجا۔ یہ لوگ وہان سے خزانہ کہود لاے۔ کنانہ محمد بن مسلمہ کے سپرد کیا گیا اونہون نے اوسکو اپنے بہائی کے عوض مین مار ڈالا۔ باقی یہودی مرہون منت بناکے چہوڑ دئیے گئے۔ حصار قموص سے علاوہ زر وجواہر کے سوزرہین۔ چار سو تلوارین۔ ہزار برچہے۔ اور پانسو کمانین بہی برآمد ہوئی تہین۔ غنیمت کی تقسیم اسطرح ہوئی کہ تین حصہ سوار کو اور ایک حصہ پیدل کو ملا۔

آنحضرت کے اوس حبشی غلام کا نام جس نے قبل از تقسیم کملی مال غنیمت سے چُرالی تہی کرکرہ تہا۔ ایک حدیث مین آیا ہے کہ ایک آدمی نے اپنے غلام مدعم کو حضور کی خدمت مین

کام کرنے کے لئے بہیجدیا تہا۔ مدعم اسباب اوتار رہا تہا کہ کسی طرف سے تیر آکے لگا وہ مرگیا۔ لوگون نے کہا کہ اس نے شہادت پائی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ کملی چرانے کے باعث وہ دوزخ مین ہے۔ یہ سنکر ایک آدمی جوتی کا ایک تسمہ اور دوسرا دو تسمے لے آیا اور حضرت کے آگے رکھدئیے کہ حضور یہ بہی مال غنیمت کے ہین آپ نے فرمایا کہ یہ بہی آگ سے بنے ہین۔

حضرت ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ رضی اللہ عنہا کی مان صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ حضرت عثمان بن عفان کی پہوپہی تہین۔ حضرت ام حبیبہ کچہہ اوپر تیس برس کی عمر مین آنحضرت کے نکاح مین آئین اور سنہ ۴۴ ہجری مین وفات پائی۔ روایت ہے کہ بعد صلح حدیبیہ کے اونکا باپ ابو سفیان بن حرب مدینہ مین اونکی ملاقات کے لئے آیا اور چاہا کہ اونکے پاس فرش پر بیٹہہ جاے۔ مگر آپ نے باپ کو بیٹہنے ندیا اور فرمایا کہ یہ فرش طاہر رسول اللہ کا ہے اور تو جو کہ نجاست کفر و شرک سے آلودہ ہے اسپر نہ بیٹہہ۔

غنائم خیبر مین سے حضرت صفیہ رض دحیہ کلبی کے حصہ مین آئین اون سے آنحضرت نے لیکر نکاح کیا۔ آپکو اونکے رخسار پر ایک نیلا داغ نظر آیا۔ پوچہا یہ کیا بات ہے۔ حضرت صفیہ نے عرض کی کہ جب آپ خیبر کا محاصرہ کئے ہوے تہے تو مین نے خواب دیکہا کہ چاند میری بغل مین آگیا ہے اس بات کو مین نے اپنے شوہر سے بیان کیا اوس نے ایسے زور سے میرے منہ پر طپانچہ مارا کہ گال نیلا پڑگیا اور کہنے لگا کہ کمبخت تو بادشاہ کی بغل مین سونا چاہتی ہے سو یہ داغ شوہر کے تہپڑ کا اثر ہے۔ اوس خواب کی تعبیر یہ ہوئی کہ مین حضور کے دربار مین آگئی۔

حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ دو مہینے تک خیبر کا محاصرہ رہا۔ اس عرصہ مین جو کچہہ کہانے پینے کا سامان ساتہہ تہا ہو چکا۔ ایسے فاقہ کشی کے وقت مین مرحب بن ابی مرحب

یہودیون کی طرف سے لڑنے کو نکلا - وہ یہودیون کا سردار - بڑا شجاع اور تیرانداز تہا - اوسوقت انصار کے سردار سعد بن عبادہ اور مہاجرین کے افسر عمر بن الخطاب تہے - مرحب اپنی جماعت لیکر مسلمانون پر حملہ آور ہوا - اپنی تعریف اپنے منہ سے یون بیان کرنے لگا قد علمت خیبر انی مرحب شاک السلاح بطل مجرب اطعن احیانا وحینا اضرب یعنی اہل خیبر خوب جانتے ہین کہ مین مرحب ہون باندہنے والا ہتیارون کا اور آزمودہ کار پہلوان کبھی تیر و نیزہ لگاتا ہون اور کبھی تلوار مارتا ہون - جب مرحب لڑنے نکلتا - مسلمان اوسکے مقابلہ سے جی چراتے تہے - جسوقت مسلمان در خیبر کے قریب پہونچے تو مرحب اپنے آدمیون کو لئے ہوے باہر آیا اور لشکر اسلام کے ڈیڑہ دن تک اونہین بہگا دیا - آنحضرت معہ اصحاب کے آگے بڑہے - چند صحابی شہید ہوے اور سعد بن عبادہ کا بتیجہ زخمی ہوا اوسے اوٹہا لاے - محمود بن مسلمہ بہی شہیدون مین شامل تہے اونکے بہائی محمد بن مسلمہ نے آنحضرت سے آکر اپنے بہائی کا افسوس ظاہر کیا - حضرت فرمانے لگے کہ اے محمد بن مسلمہ آج کی طرح یہودی پہر کبھی غالب نہونگے اور اللہ تعالے ہمکو اون پر ضرور فتحیاب کرے گا کل تم اپنے بہائی کے قاتل سے بدلا لے لینا - ربیع بن اکثم الاسدی برادر بنی غنم بن دودان بہی اوسی دن محمود بن مسلمہ کے ساتہہ شہید ہوے تہے - دوسرے دن حضرت علی کو علم دیا گیا اور اونکے ساتہہ جا کر محمد بن مسلمہ نے مرحب کو قتل کیا -

صفیہ بنت حیی اخطب کو آنحضرت نے بلال رضی اللہ عنہ کے ساتہہ اپنے خیمہ مین بہیجا - حضرت بلال اونکو مقتولون مین سے ہوتے ہوے خیمہ اقدس مین لے پہونچے - آنحضرت نے لوگون سے کہا کہ دیکہو بلال نے کیا غضب کیا ہے بیچاری صفیہ دہل گئی ہوگی جب بلال واپس آے تو آپ نے فرمایا کہ اے بلال کیا تم نے رحم کو اپنے دل سے رخصت کر دیا ہے - حضرت بلال نے التماس کی کہ حضور اب تو میرا قصور معاف فرمائین آیندہ ایسا نہوگا صرف اس خیال سے مین صفیہ کو

اوسطرف لیگیا تھا کہ اگر اسکے دل مین کفر کی محبت باقی ہے تو کفار کی حالت بد دیکھ کے نکل جائیگی
آنحضرت چونکہ نہایت رحم دل اور نرم مزاج تھے بلال کو معاف کیا اور بلال کی نیت بھی نیک تھی -
یعنی اونھون نے وہ امر کیا جس طرح اس زمانہ کی مہذب سلطنتین اپنا رعب داب بٹھایا کرتی ہین
بعد تقسیم غنائم کے آنحضرت خیمہ اقدس مین تشریف لے گئے اور صفیہ سے فرمایا کہ تمھارا باپ
میرا جانی دشمن تھا اس لئے خدا نے اوسے ذلیل و خوار کیا - کنانہ ابن ابی الحقیق مذمت اسلام
مین شعر کہا کرتا تھا لہذا قتل کیا گیا - اور تمھارا بھائی بھی بسبب دشمنی خدا کے مارا گیا مگر اے صفیہ
تمکو مین اختیار دیتا ہون چاہو یہودی رہو یا اسلام اختیار کرو اگر یہودی رہو گی تو مین تمکو تمھارے
گھر واپس کر دونگا - مگر صفیہ کے دل مین حق تعالی نے اسلام کی محبت دیدی تھی یون بیان کیا حضور
مجھے ہمیشہ سے مسلمان ہونے کی دھن ہے اور وہ روز بروز میرے دل مین زیادہ ہوتی جاتی
ہے دوسرے یہودیون مین اب میرا کوئی نہین رہا سب رشتہ دار مارے گئے مین وہان جا کے
کیا کرونگی - اتبعوا اللہ ورسول واسلام سے مین نے لو لگا دی ہے اس لونڈی کو حضور اپنے قدمون
سے جدا نہ کرین - آنحضرت نے اونکی دلی درخواست منظور کی اور رات بھر اوسی خیمہ مین استراحت
فرمائی صبح اوٹھکر دیکھتے کیا ہین کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ ہتیار باندھے خیمہ
کے گرد پہرہ دے رہے ہین - حضور نے متعجب ہو کر پوچھا کہ ابو ایوب تم اسوقت کہان - ابو ایوب
نے التماس کی کہ یا رسول اللہ صفیہ کی طرف سے میرے دل مین کھٹکا تھا کہ مین اپنے رشتہ
دارون کے قتل کا بدلا آپ سے نہ لے اسلئے مین نے ساری رات پلک سے پلک نہین لگائی ہے
آنحضرت مسکرائے اور ابو ایوب کی محبت کی داد دی - مدفن حضرت صفیہ کا بقیع ہے -

حجاج بن علاطہ کی بیوی کا نام ام حجر بنت شیبہ تھا - شیبہ دربان کعبہ تھا - حجاج اپنے تیز
رو ناقہ پر سوار ہو کے آنحضرت کے پاس سے مکہ کو چلا - راستہ مین دم لینے کو بھی کہین نہ ٹھیرا

وہان پہونچکے کیا دیکھتا ہے کہ اہل مکہ نے باہم بڑے بڑے مال بے بہا کی خرید وفروخت کر رکھی ہے۔ مدت ادائے قرضہ تا فیصلہ خیبر قرار دی ہے اور دعا مانگ رہے ہین کہ خدا مسلمانون کو ہزیمت دے۔ اونکو ہرگز گمان نہ تہا کہ یہ جنگ ایسی جلدی ختم ہوجائیگی اس لئے ادائے قیمت کی میعاد بخوشی بخوشی اوسی فتح کو قرار دیا تہا۔ حجاج جو پہونچا تو سب لوگ اوسکے گرد جمع ہوگئے یہانتک کہ مکان مین ایک تل دہرنیکی جگہہ نہ رہی اور حجاج نے وہ خبر جسکا ہم اوپر ذکر کرچکے ہین۔ سنا کے لوگون کا دل خوش کردیا۔ اونکی عورتین خانہ کعبہ مین آکر اپنے معبودان خبیثہ کو نہلانے لگین اور اس مضمون کے گیت گاتی جاتی تہین کہ تمہاری عنایت سے یہودیون نے محمد اور اونکے اصحاب کو مار لیا۔ غرضکہ مکہ والون کو اس خبر کا یقین واثق ہوگیا۔ مسلمانان مکہ اس بات کو سنکر کمال غمگین ہوے۔ حضرت عباس بن عبد المطلب تو سنتے ہی پچھاڑ کہا کے گر پڑے ہوش آنے کے بعد حضرت عباس نے اپنے دل کو سنبہالا اور اپنے چھوٹے لڑکے قثم کو اٹہا کے یون لوریان دینے لگے یا بنی قثم۔ شیبۃ ذی الکرم۔ ذی الانف الاشم۔ تردی بالنعم۔ برغم من زعم۔ یعنی اے میرے بیٹے قثم تیرا بزرگ شیبہ صاحب کرم تہا۔ تو بڑی ناک والا اور خوشبو دار کا سونگہنے والا اور بیش بہا چادرین اوڑہنے والا ہے اور بدگمانی کرنے والے غلطی پر ہین۔ پس جو کوئی آکے حضرت عباس کا یہ حال دیکہتا تہا یہ کہتا ہوا چلا جاتا تہا کہ نہین جی یہ خبر غلط ہے اگر صحیح ہوتی تو عباس اس موج مین نہوتے دوپہر کو حضرت عباس نے دیکہا کہ اب لوگون کی آمد ورفت میرے گہر کی طرف کم ہے پس میدان خالی پاکے اپنے غلام ابوزبیبہ کو حجاج کے پاس روانہ کیا۔ اونہون نے تخلیہ مین ابوزبیبہ سے کہا کہ عباس سے بعد سلام کے کہدینا کہ ظہر کے وقت اپنا گہر خالی رکہین مین ظہر کے بعد آؤنگا۔ قصہ مختصر حجاج نے آکر حضرت عباس کی تسکین کردی اور اقرار لے لیا کہ جب تک مین اپنا مال لیکے مکہ سے بہت دور نہ نکل جاؤن کسی سے

صحیح حال نہ کہین۔ جب حجاج اپنا مال و اسباب لیکے سرحد مکہ سے بہت دور جا پہونچے تو عباس رضی اللہ عنہ اوسکے گھر گئے اور اوسکی بیوی سے اصلی کیفیت بیان کی وہ سنتے ہی بکا بکا ہوگئی اور تمام مکہ کے کفار مین ماتم مچگیا۔

معجزۂ رد الشمس

جب سید المرسلین خیبر سے روانہ ہوے تو حکم دیا کہ وادی القریٰ کی طرف چلو۔ صہبائے خیبر مین پہونچکر حضور جناب علی کے زانو پر سر رکھ کے لیٹے تھے کہ نزول وحی کا آغاز ہوا۔ اور مدت نزول نے اتنا طول کھینچا کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ امیر المومنین حضرت علی کی نماز عصر قضا ہوئی۔ انجلائے وحی کے بعد آنحضرت صلعم نے آنکھ کھولی اور پوچھا یا علی عصر کی نماز بھی پڑھ لی یا نہین۔ علی مرتضیٰ رضہ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ کیسے پڑھ سکتا تھا۔ آنحضرت نے دعا کی کہ اے اللہ العالمین اگر علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت مین تھا تو آفتاب کو اوسکے لئے پھیر دے تاکہ وہ اپنی نماز سے محروم نہ رہے۔ اسماء بنت عمیس اور دیگر دیکھنے والون سے بروایات صحیحہ منقول ہے کہ اس دعا کے مانگتے ہی ڈوبا ہوا سورج پھر نکل آیا اور چارون طرف دھوپ پھیل گئی۔ حضرت علی نے نماز عصر بخوبی پڑھ لی۔ طحاوی جو اکابر علماے حنفیہ مین ہے اپنی کتاب شرح آثار مین لکھتا ہے کہ اس معجزہ کے تمام راوی ثقہ ہین۔ احمد ابن صالح بڑا معتبر و مستند عالم کہتا ہے کہ یہ معجزہ نبوت کی علامات مین داخل ہے۔

(۴۰) غزوہ وادی القریٰ

اثناے راہ مین وادی القریٰ کے لوگون نے جب لشکر اسلام کے آنے کی خبر پائی تو آمادہ جنگ ہوکر باہر نکلے ادہر بھی غازیان فی سبیل اللہ کی صفین تیار و آراستہ ہوگئین۔ اور لشکر اسلام کا علم سعد بن عبادہ کو مرحمت ہوا۔ جسوقت دونون لشکر مقابل ہوے تو آنحضرت نے وعظ و نصیحت

اور دعوت اسلام شروع کی اور بکمال نرمی و شفقت فرمایا کہ اے لوگو تم اپنی اس جہالت سے قدم باہر رکہو۔ کفر کی ظلمت سے نکلو شرک اور بت پرستی کو چہوڑو۔ خدا واحد اور لاشریک ہے وہی عبادت کے لایق ہے کوئی دوسرا اوسکا ہمسر نہین اور ایمان لاؤ کہ مین اوسکا رسول اور بندہ ہون اے لوگو اگر شیطان کی پیروی ترک کر کے راہ راست پر آجاؤ گے تو تمہارا ملک و مال بہی محفوظ رہیگا اور خدا بہی تم سے راضی و خوش ہوگا۔ بڑی دیر تک آپ اونکو اسی طرح سمجہاتے اور اتمام حجت کرتے رہے مگر اون خود داغون کی سمجہہ مین کچہہ بہی نہ آیا۔ بلکہ سبقت کر کے حربہ رانی شروع کر دی اور تیر توڑ کے حملہ پر حملہ کرنے لگے۔ اسکا علاج سوا ے لڑائی کے اور کیا تہا لاچار ہو کے مسلمان بہی بڑہ گئے اور دونون طرف سے وار ہونے لگے۔ حضرات زبیر و دجانہ و علی رضوان اللہ علیہم نے چند مشرکونکو جہنم واصل کیا۔

ایک دن اور ایک رات متواتر لڑائی رہی۔ یہودی بے جگر ہو ہو کر لڑے۔ دس آدمی اونکے مارے گئے آخر صبح کے وقت دوسرے دن فتح نے اپنا نورانی چہرہ مسلمانون کو دکہلایا اور یہودی بدحواس ہو کے بہاگے۔ مال و متاع اور زمین و باغات اونکے اہل اسلام کے قبضہ مین آئے چونکہ آنحضرت کا رحم دوست و دشمن سب کے لئے عام تہا اس لئے آپ نے وادی القری کے یہودیون کو جلاوطن نہ کیا۔ اونکی زمین و باغات اونہین کو دیدئے گئے اور نصف حاصل بیت المال کے لئے ٹہیر گیا۔ کہان ہین وہ لوگ جو آنحضرت اور اصحاب کے غزوات کو دنیا کے لالچ سے بتاتے ہین آئین اور دیکہین کہ اہل خیبر اور یہودیان وادی القری باوجود عداوت جانی کے اپنی اپنی جگہہ پر قایم ہین۔

اطاعت اختیار کرنا یہودیان تیما کا

جب یہ خبر چارون طرف مشہور ہوگئی کہ مسلمانون نے خیبر فدک اور وادی القری کو بخوبی فتح

کرلیا تو تیما کے یہودی بہی اس بات کو سنکر ڈرے اور مطیع ہوکر جزیہ دینے کا اقرار کیا۔ یہان تو صرف یہ منظور تہا کہ مسلمانون کا مخالف کوئی نہ رہے اہل اسلام بے کہٹکے ہوکر اپنے سچے دین کے فرائض بجالائین کچہہ اس سے غرض نہ تہی کہ پرایا ملک ومال چہین کر ہم بادشاہ بنین یا زبردستی غیر قومون کو مسلمان کرکے اپنا دین جاری کرین۔ فوراً اون یہودیون کی درخواست قبول کرلی گئی اور وہ ذمی ہوکر اپنی زمینون پر قایم رہے۔ مسلمانون کے ساتہہ چہیڑ چہاڑ اور دشمنی کرنا اونہون نے چہوڑدی سب قضیے قضایا فیصل ہوگئے۔

یہودیان تیما کی اطاعت کے بعد عنان لشکر اسلام مدینہ کی طرف منعطف ہوئی۔ راہ مین ایک جگہہ اصحاب نے باآواز بلند تکبیر کہی۔ آنحضرت نے اونکو بہت چلانے سے منع کیا اور فرمایا کہ تم اتنی تکلیف کیون گوارا کرتے ہو جسکو تم پکارتے ہو وہ ہر وقت اور ہر جگہہ حاضر و ناظر ہے آہستہ بات کو بہی اوتنا ہی سنتا ہے جتنا کہ غل و شور کو وہ ہر حال مین تمہاری سنتا اور تمہین دیکہتا ہے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین کہ اصحاب جس وقت باآواز تکبیر کہہ رہے تہے اوسوقت مین آنحضرت کے ساتہہ حضور کے شتر کے پیچہے ہی تہا مین نے سنا کہ آپ کی زبان مبارک پر لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ جاری تہا۔

لیلۃ التعریس

تعریس کے معنی لغت مین پچہلی رات کو آرام کے لئے مسافر کے اوترنے کے ہین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ پیغمبر خدا صلعم نے خیبر سے معاودت کرنے مین ایک شب کوچ کیا رات کے آخر مین نیند کا غلبہ جو ہوا تو آپ آرام کرنے کو اوتر پڑے اور حضرت بلال کو حکم دیا کہ تم جاگتے رہو نماز فجر کیلئے سبکو جگا دینا۔ جناب صدیق اکبر نے احتیاطاً حضرت بلال کو اور بہی زیادہ تاکید کردی اس حکم کے بعد سید المرسلین اور سب اصحاب سو رہے۔ حضرت بلال نے مزید احتیاط کیواسطے

نماز پڑہنا شروع کیا - جب تک اونکا بس چلا اور طاقت رہی نماز پڑہا کیے جب تہک گئے تو ایک کجاوے کا تکیہ لگا کے بیٹہے ہی تہے کہ بے اختیار نیند آگئی اور ایسے سوئے کہ آفتاب عالمتاب سر پر سوار تہا - سب سے پہلے آنحضرت صلعم کی آنکھ کہلی دیکہتے کیا ہین کہ دہوپ پہیلی ہوئی ہے اور حضرت بلال گہری نیند مین آرام کرتے ہین - آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو جگایا - وہ ہڑبڑا کے اوٹھ بیٹہے اور روز روشن دیکہکے عرض کی کہ یا رسول اللہ جس چیز نے حضور پر غلبہ کیا تہا اوس نے مجہے بہی ہوش مین نہ رہنے دیا - اب جو اوٹہتا تہا بلالؓ پر چڑہائی کرتا تہا - اوسی وقت جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس منزل مین شیطان کا بہت زور و شور ہے یہان سے جلدی کوچ کردو - وہان سے لوگون نے جلدی جلدی سفر کرکے تہوڑی دور قیام کیا اور وضو کے بعد بلال سے اذان و تکبیر کہوا کے جماعت سے فجر کی نماز پڑہی بعد فراغ نماز آنحضرت نے اصحاب کو مضطر و مغموم پایا - ارشاد ہوا کہ اگر پہر کبہی ایسا اتفاق ہو تو اوٹہتے ہی قضا پڑہ لیا کرو - پہر جناب صدیق اکبر کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ اے ابو بکر تم کچھ سمجہے کہ بلال سے یہ خطا کیسے سرزد ہوئی - وہ کہڑا ہوا نماز پڑہ رہا تہا کہ شیطان نے آکے اوسکے پیچہے تکیہ کا سہارا دیا - آنکہون مین نیند بہر دی اور ہاتہون سے تہپک تہپک کے سلایا اتنا فرما کر بلال بلائے گئے - اونہون نے بعینہ یہی کیفیت بیان کی جو آنحضرت نے ابو بکر کو سنائی تہی -

جب لشکر اسلام مدینہ کے قریب پہونچا تو کوہ احد نظر آیا - آنحضرت نے اوسے دیکہکے فرمایا کہ یہ پہاڑ احد ہمین دوست رکہتا ہے اور ہمکو اوس سے محبت ہے - اے خدا مین نے مدینہ کے دو پہاڑون کا درمیان حرام کیا ہے تو بہی اوسے معزز و ممتاز فرما -

(۱۴) سریہ ناحیہ ضریہ

نجد کے قریب ناحیہ ضریہ مین بنی کلاب کی ایک جماعت نے سر اوٹہایا اور فتنہ و فساد برپا کردیا

آنحضرت نے ابوبکر صدیق کو معہ سلمہ ابن الاکوع اور ایک جماعت اصحاب کے اونکی سرکوبی کے لیئے روانہ کیا۔ جب یہ لوگ وہان پہونچے تو باغی جنگ وجدل پر مستعد ہوگئے۔ ابوبکر صدیق نے فی سبیل اللہ اوس جہاد مین وہ دہ داد شجاعت دی کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا مشرکین مین سے بہت سے لوگ قتل ہوے اور باقی گرفتار کر لیئے گئے۔ سلمہ بن الاکوع فرماتے ہین کہ مین نے ایک جماعت کو معہ اپنے اہل وعیال کے پہاڑ پر جاتے ہوے دیکھا اور روک لیا اونمین ایک عورت قبیلہ فزارہ کی تھی جسکی ایک بیٹی نہایت حسین وخوش جمال اوسکے ساتھہ تھی مین نے ایسی خوبصورت نہ کبھی دیکھی تھی نہ سنی۔ حسینان جہان کی آب وتاب اوسکے چاند سے مکھڑے کے آگے ماند تھی نکھہ سکھہ سے سانچے مین ڈہلی ہوئی۔

	کیا خداداد حسن پایا تھا		آپ اللہ نے بنایا تھا	

مین اون لوگون کو گہیر گہار کے جناب صدیق اکبر کے حضور مین لیگیا۔ آپ نے وہ مہر لقا خوش ادا مجہکو مرحمت فرمائی۔ دو دن دو رات وہ میرے ہی پاس رہی مگر مین خدا کو گواہ کرکے کہتا ہون کہ مین نے اوس سرو ناز کو ہاتھہ تک نہین لگایا۔ بس محو تماشا تھا اور اوس آئینہ قدرت مین صناع ازل کی کاریگری دیکھہ دیکھہ کے حیران رہجاتا تھا۔ دوسرے دن علی الصباح جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بازار مین ملے اور الگ لیجاکر مجہہ سے فرمایا کہ ای سلمہ وہ دختر پری پیکر جو تیرے پاس ہے بخوشی ہمین کیون نہین دیدیتا۔ مین نے اوسی بازار مدینہ مین دست بستہ عرض کی کہ حضور ابھی لایا اور دل مین سمجھا کہ نمعلوم خدا کے کیا بہید ہین اس جہلاوے کو اپنے سر سے ٹالو۔ فوراً اوسے خدمت شریف مین پہونچا دیا مگر حضور نے اوسکی صورت بھی نہین دیکھی دور سے مجہے دیکہکے اپنی پیٹھہ موڑلی اور حکم دیا کہ اسے بہت جلد مکہ لیجاؤ۔ اتنے مسلمان ہمارے جو قریش کی قید مین ہین چہوڑالاؤ۔ غرضکہ اوس امت کے غمخوار کو کوئی چیز امت سے زیادہ پیاری نہ تھی۔

جس لعبت چین کو سولہہ پہر سلمہ نے بمصداق -

جی چاہتا ہے صنعت صانع پہ ہون نثار	بت کو بٹہا کے سامنے یاد خدا کرون

اپنے سامنے بٹہا کے یاد خدا کی تہی اوسے ہمارے والی اور مولی نے ایک دم مین ہمپہ قربان کردیا - مسلمانو شعل لے کے بہی اگر قیامت تک ڈہونڈہو گے تو بہی ایسا چاہنے والا نہ ملیگا - کورنجتون کو بدگمانیان کرنے دو مگر اوسے تمہارے آگے نہ عورت کی چاہ تہی نہ حسن کی پرواہ - اگر ایسا ہوتا تو ایک ماہ طلعت یون ہاتہہ سے ندی جاتی - فتح مکہ اگر آج نہین تو کل ہونے کو تہی مسلمانون کو وہان کون کہاے جاتا تہا - مگر حقیقی مان باپ کو لخت جگر نور بصر کے فراق مین ایکدم بہی چین نہین ہوتا ہے - اے مسلمانو تمکو بہی چاہئیے کہ

جان دودین مصطفےٰ کے لئے	ایک ہوجاؤ تم خدا کے لئے

(۴۲) سریہ بنی مرہ

اسی سال مین بشیر ابن سعد انصاری کو تیس غازیون کے ساتہہ قبیلہ بنی مرہ کی ایک جماعت کی گوشمالی کو فدک کے قریب بہیجا - ان لوگون نے بہت سر اوٹہار کہا تہا - راستہ مین لوٹ مار کرتے اور لوگون کو ستاتے تہے - حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے وہان پہونچتے ہی اونکے مویشی چراگاہ مین چرتے ہوے گرفتار کرلئے - چرواہون سے معلوم ہوا کہ بنی مرہ کے لوگ وادی مین فروکش ہین - اتنے مین کسی نے اونکو بہی یہ خبر جا کے سنادی کہ مسلمان تمہارے چوپایے پکڑ کے لے چلے ہین اس لئے وہ مجمع کثیر کے ساتہہ برسر مقابلہ ہوے - لڑائی ہونے لگی مسلمانون نے بہی خوب ہی تیر مارے - مگر اونکی طرف آدمی بکثرت تہے اور اچانک غفلت مین مسلمانون پر آپڑے تہے اس لئے جیت اونہین کی ہوئی - طرفین سے بہت لوگ مقتول و مجروح ہوے مسلمان بہی بہت سے شہید ہوگئے - حضرت بشیر بہی ایسے زخمی ہوے کہ بیدم ہو کر مقتولون مین

پڑے رہگئے غرضکہ سوائے اونکے اور کوئی مسلمان زندہ نرہا سو وہ بھی زندہ درگور تھے۔ مشرکین سبکو مردہ سمجھ کے اپنے اپنے گھرون کو چلدئے۔ کچھ دیر کے بعد بشیر کو ہوش آیا۔ دیکھا کہ لاشون کے کھیت مین پڑا ہون۔ آنکھون مین آنسو آگئے دل کو سنبھال جون تون بدقت تمام فدک مین پہونچے دوچار روز وہان رہکر علاج کیا جب زخم کچھ اچھے ہوئے اور طاقت نشست و برخاست بدن مین آئی تو مدینہ پہونچے۔ یہان پہلے سے اس حادثہ کی خبر ملگئی تھی اور علاج کی تدبیر ہو رہی تھی کہ اتنے مین بشیر نے خود آکے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ پس اصحاب جرار و کرار کی ایک جماعت بنی مرہ کی طرف چلی جسکا نتیجہ انشاء اللہ آگے معلوم ہوگا۔

(۴۳) سریہ بنی عوال اور بنی عبد ابن ثعلبہ

اسی سال غالب بن عبد اللہ کو ۱۳۰ غازیون کے ساتھ بنی عوال اور بنی عبد ابن ثعلبہ کی مفسدہ پردازی کے انسداد کے لئے موضع میفعہ بھیجا۔ وہان خوب لڑائی ہوئی اور عنایت الٰہی سے مسلمان فتحیاب ہوئے۔ اونٹ بکری وغیرہ مویشی مال غنیمت کے طور پر ہاتھ آئے اور بہت سے مفسد تہ تیغ ہوئے۔ غازیان اسلام مظفر و منصور ہوکر مدینہ واپس آگئے۔

عمرۂ قضا

اسی سال مین عمرۂ قضا جسے عمرۃ القصاص اور عمرۃ القضیہ اور عمرۃ الصلح بھی کہتے ہین واقع ہوا کیفیت اوسکی یون ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے مراجعت فرمائی تو نواح مکہ مین ایک باغی جماعت پر حملہ کیا گیا۔ پھر ذیقعدہ ۷ھ مین اصحاب کو حکم دیا کہ سفر مکہ کی تیاری کرو عمرۂ حدیبیہ کی قضا کی جائیگی۔ جو لوگ صلح حدیبیہ کے وقت موجود تھے سب چلین اونمین سے کوئی باقی نہ رہجائے۔ پس اصحاب حدیبیہ مین سے جتنے جیتے جاگتے اسوقت باقی رہگئے تھے سب ہمرکاب ہوئے۔ اور اونکے سوا اور لوگ بھی جو حج کا ارادہ رکھتے تھے ساتھ ہولئے

اسطرح دو ہزار آدمیون کا قافلہ مکہ روانہ ہوا۔ ابودہم یا ابو نعیم غفاری مدینہ مین خلیفہ مقرر ہوے۔ ساتھہ اونٹ اور بروایتے ستر اونٹ قربانی کے لئے اور سو گھوڑے سواری کے اور چند ہتیار اور خود و زرہ لوگون کے پاس تہین۔ ذوالحلیفہ پہونچکر اونٹون کی نگرانی ناجیہ بن جندب اسلمی کو سپرد ہوئی۔ گھوڑون کی محافظت پر محمد بن مسلمہ متعین ہوے اور باقی اسباب کی نگرانی بشیر ابن سعد کے اہتمام مین رہی۔ ان مین سے ہر ایک کو الگ الگ جماعت کے ساتھہ آگے بہیجدیا۔ چونکہ صلح حدیبیہ کے وقت یہ شرط قرار پائی تہی کہ مسلمان مسلح ہوکر مکہ مین نہ آئین اگر کسی کے پاس تلوار ہو بہی تو وہ غلاف مین رہے۔ اس لئے لوگون نے یہ شرط آنحضرت کو یاد دلائی۔ آپ نے فرمایا مجھے یاد ہے مگر ہم تو احتیاط کے واسطے اسلحہ اپنے ساتھہ لئے چلتے ہین ہمارا ارادہ اون سے لڑنے کا ہرگز نہین ہے فرض کرو کہ قریش اپنے وعدہ سے پہر گئے۔ ہمین مکہ کے اندر آنے سے روکا اور آمادہ پیکار ہوے تو اوسوقت ہم کیا کرینگے۔

المختصر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ذوالحلیفہ کے دروازہ سے احرام باندہا اور بسم اللہ پڑہکے روانہ ہوے۔ جب محمد ابن مسلمہ اور بشیر ابن سعد مرالظہران مین مکہ سے ایک منزل ادہر پہونچے تو ایک جماعت قریش سے مڈبہیڑ ہوئی۔ قریش نے فاصلے کے گہوڑے دیکھکر پوچھا کہ محمد کہان مین مسلمانون نے جوابدیا کہ آپ کل صبح اس مقام پر وارد ہونگے۔ قریش اس بات کے سنتے ہی چوکنا ہوے اور دوڑکے مکہ مین خبر کردی۔ وہان کے لوگ پہاڑون پر چڑہ گئے اور مکرز ابن حفص کو بہیجا کہ آنحضرت کا عندیہ دریافت کرلاؤ۔ مکرز نے حضور کی خدمت مین حاضر ہوکے ہتیار ساتھہ لانے کی وجہ پوچھی۔ آپ نے فرمایا اسے مکرز ہم اوسی صلح پر قایم اور ثابت قدم ہین جو حدیبیہ مین ہوئی تہی اوس سے سرمو تجاوز نہ کرینگے یہ اسلحہ جو تم بعض مسلمانون کے ہاتھون مین دیکھتے ہو احتیاطاً ہین ہرگز غلافون سے باہر نہ نکلینگے۔ مکرز نے یہی گفتگو لفظاً لفظاً قریش سے جا کے

بیان کردی چنانچہ اونکی تسلی ہوگئی - آنحضرت کے حکم سے ہدی کے اونٹ ذی طوی مین جاکر ٹہیرے - باقی سب آدمی اور جانور بطن مین جا اوترے - پہ آنحضرت ناقہ قصوے پر سوار ہوے اور تمام مسلمان کچھہ پیادہ اور کچھہ سوار حضور کے اردگرد ہولئے - قصوے کی مہار عبداللہ بن رواحہ کے ہاتھہ مین تہی اور تلوارین سبکی غلاف مین اسطرح لبیک کہتے ہوے مکہ مین داخل ہوے اور اوسی طرح مسجد الحرام مین تشریف لیجاکر حجر اسود کو بوسہ دیا اور سواری ہی پر طواف بجالاے - کفار باہم سرگوشیان کر رہے تہے کہ محمد کے ہمراہی مدینہ کی تپ اور ہوا کی عفونت سے لاغر و ضعیف ہوگئے ہین - یہ باتین جو چارون طرف پہیلین تو کفار ہر ایک مسلمان کو گہور گہور کے دیکہنے لگے - ہر تہا - وہ اونکو سر سے پیر تک خواہ مخواہ تاکتا تہا تاکہ اونکی قوت اور ضعف کا حال بخوبی معلوم ہوجاے اس سے خاص غرض اونکی یہ تہی کہ اگر مسلمان ہمکو کمزور اور سست جچین تو ہمین مار لین - اونکے اس منشاء سے حضرت جبرئیل نے آنحضرت کو مطلع کیا اور یہ راے دی کہ اثناے طواف مین جب رکن یمانی پر پہونچو تو آہستہ آہستہ چلنا چاہئے اور باقی راہ جلدی جلدی طے کیجاے کیونکہ قریش اسوقت کوہ قعیقعان پر ہین جو رکن شامی اور عراقی کے مقابل ہے وہان سے تمکو رکن یمانی مین نہ دیکہہ سکینگے اور باقی راہ اونکے سامنے ہے وہان سے جب جلدی گذر جاؤگے تو اونکو مسلمانون کا حال قرار واقعی نہ معلوم ہوسکیگا - چنانچہ جبرئیل امین ہی کی تدبیر پر عمل کیا گیا جس سے قریش کو مسلمانون کے تن و توش اور صحت جسمانی کا حال تو نہ معلوم ہوا مگر اونکی تیز رفتاری اور چستی و چالاکی دیکہکر دنگ رہگئے اور سامنا کرنیکی جرات نہوئی -

عبداللہ ابن رواحہ رجز پڑہتے جاتے تہے - حضرت فاروق اعظم نے اونہین بڑہکے روکا کہ آنحضرت کے سامنے حرم خداے تعالی مین شعر پڑہنا مناسب نہین - آنحضرت نے فرمایا - عمر - مین بہی سن رہا ہون تم اسے بند نہ کرو - اسکی رجز و شعر خوانی اسوقت کفار کے دلون پر

خنجر کا کام کرتی ہے۔ اسکے بعد حضرت نے فرمایا کہ اے ابن رواحہ اب تم لا الہ الا اللہ وحدہ
ونصر عبدہ واعز جندہ وھزم الاحزاب وحدہ کہتے چلو یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہین وہ
اکیلا ہے اوس نے اپنے بندہ کی مدد کی اور اوسکے لشکر کو زور آور کردیا اور احزاب کو شکست دی حالانکہ
وہ اکیلا ہے۔ پس اسی طرح مسجد سے باہر آکے سواری ہی پر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور حکم دیا گیا
کہ ہدی قربانی کو مروہ کے قریب ٹہیراؤ۔ قربانی کی یہی جگہہ ہے اور یون تو مکہ کی سب راہون مین قربانی ہوسکتی
ہے۔ پس مروہ مین قربانی کی گئی پہر آنحضرت اور سب اصحاب نے موتراشی کرائی۔ بعد ازان ارشاد
ہوا کہ جو اصحاب عمرہ کرچکے مین بطن یا جح مین چلے جائین اور وہ لوگ جو گہوڑون اور اسباب وغیرہ
کی حفاظت مین ہین آکر عمرہ بجالائین۔ آنحضرت خود خانہ کعبہ کے اندر گئے اور نماز ظہر تک اوسی جگہہ
ٹہیرے رہے۔ بلال نے حسب الحکم نبوی خانہ کعبہ کی چہت پر چڑہکے اذان دی۔ حضرت عباس
بن عبد المطلب کی بیوی ام فضل کی بہن میمونہ بنت حارث بن حزن عامری جو بنی ہلال بن عامر
سے تہین اون کا عقد آنحضرت کے ساتھہ یہین ہوا۔ جب مسلمانون کو مکہ مین تین دن گذر چکے تو
قریش کا ایک گروہ حضرت علی مرتضیٰ کے پاس آیا اور عرض کی کہ اے علی اپنے نبی سے کہو کہ اب
مکہ سے باہر تشریف لیجائین۔ حضرت امیر حضور نبوی مین حاضر ہوے اور قریش کا پیام سنایا
ارشاد ہوا اچہا کل اسکی تعمیل کردیجائیگی آج کا دن تو از روے اقرار نامہ ہمارا ہے۔ چوتہے دن
علی الصباح سہیل ابن عمرو جس نے حدیبیہ مین صلح کرائی تہی اور خویطب ابن عبد العزیٰ رسول اللہ
کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ آپ کا وعدہ گذر گیا اب تشریف لیجائیے۔ حضرت
نے فرمایا میرا ارادہ ہے کہ تم لوگون کو میمونہ کی عروسی کا کہانا کہلاؤن۔ اتنی اجازت مجہے اور دیدو
اور میری دعوت کہالو پہر مین خود چلا جاؤنگا۔ قریش مکہ کی طرف سے جواب ملا کہ ہمین آپ کا نمک کہانا
منظور نہین آپ ٹہنڈے ٹہنڈے سدہارین۔ اور سہیل اور خویطب نے بہت سی سخت کلامی بہی کی۔

سعد بن عبادہ کو جو اوسوقت حاضر تھے اونکی درشت کلامی پر جوش آگیا اور بولے کذبت لاام لک یعنی تو جھوٹا ہے تیری ماں ناپید ہو - مردود زمین مکہ تیری اور تیرے باپ کی نہین ہے پھر تو کیون ہمکو اس سختی سے نکالتا ہے تیرے دھتکارے دینے کی کیا حاجت ہے ہم خود یہان سے نکلجائینگے آنحضرتؐ نے سعد کا یہ جوش جو دیکھا تو مسکرائے اور اونہین ٹھنڈا کیا - باوجودیکہ مسلمانون کو اسوقت غلبہ حاصل تھا اور کفار کی جمعیت اونکے آگے کچھہ حقیقت نہ رکھتی تھی مگر آنحضرت نے صرف اسلئے کہ اقرارنامہ کا خلاف نہو اونکی سخت کلامی کا کچھہ خیال نہ کیا - فروتنی اور انکسار اختیار کرکے سارے لشکر اسلام مین منادی کرادی کہ اصحاب مین سے کوئی آج کی رات مکہ مین نہ رہے اور اسقدر عجلت کی کہ میمونہ کو بھی وہین اونکی ماں سلمہ بنت عمیس کے پاس چھوڑا اور ابو رافع کو حکم ہوا کہ انکو ساتھہ لیکر پیچھے آنا - پھر خود فوراً مکہ سے باہر نکلگئے - اگر مسلمان اسوقت لڑنے پر آتے تو مکہ والون کے دہوین اوڑا دیتے مگر اونہین ایفاے عہد مقدم سمجھا گیا -

جسوقت سید المرسلین مکہ سے باہر نکلے ہین تو عمارہ بنت حمزہ بن عبد المطلب یا عم یا عم پکارتی ہوئی اور روتی چلاتی حضور کے پیچھے دوڑین آپ نے اسواسطے کہ کہین یہ جھگڑا زیادہ نہ بڑھجائے اونکی ایک نہ سنی - جناب علی مرتضیٰ نے بڑھکے آپ سے کہا بھی کہ لڑکی روتے روتے ہلکان ہوئی جاتی ہے ذرا اسکی تو تسلی کر دیجیے - بہتر تو یہ ہے کہ اسے ساتھہ لیچلین کیونکہ اپنی بچی کو مشرکون مین چھوڑنا مناسب نہین - آنحضرت نے اسکا بھی جواب نہ دیا اور خاموش چلے گئے - آخر حضرت علی نے مجبور ہو کے عمارہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہودج مین بٹھادیا اور فرمایا کہ اپنی بہن کو بھی اپنے ساتھہ لئے چلو -

جب مدینہ پہونچے تو حضرت علی اور جعفر اور زید ابن حارث رضی اللہ عنہم مین عمارہ کی کفالت کے بابت جھگڑا ہونے لگا - حضرت زید فرماتے تھے کہ اس پیاری بچی کی پرورش مجھپر فرض ہے

یہ تو میرے بہائی کی بیٹی ہے آنحضرت نے مجہہ مین اور حمزہ مین عقد اخوت باندہا ہے اور
مین حمزہ کا وصی بہی ہون میرے سوا کون اس لڑکی کی کفالت اپنے ذمہ لے سکتا ہے حضرت
جعفر فرماتے تہے دعوے تو میرا ٹہیک ہے کیونکہ یہ میری چچازاد بہن ہے اور مین اسکا خالو بہی
ہوتا ہون مثل مشہور ہے کہ مان مرے اور موسی جیئے خالہ جسطرح پالیگی ویسی کوئی نہین پال سکتا
اسے تو مین اپنی آنکہون سے ہرگز جدا نکرونگا۔ جناب شیر خدا کا ارشاد تہا کہ اچہے حقدار بنے مکہ
سے تو لڑکی کو لاد کے لایا مین یہان آکے سب میری میری کرنے لگے اگر مین نہ لاتا تو تم کس پر
دعوی کرتے کیا وہ میرے چچا کی بیٹی نہین ہے یا فاطمہ بنت رسول اوسکی بہن نہین۔ فاطمہ سے
اچہی تربیت اوسکو کون کرسکتا ہے نہین مین اسکو اپنے پاس سے جدا نہونے دونگا۔ غرضکہ اسی
رد و بدل مین یہان تک جہگڑا بڑہا کہ غل و شور ہونے لگا۔ آنحضرت سو رہے تہے جاگ پڑے اور
تینون کے دلائل سنکے بہت ہنسے پہر فرمایا کہ لڑو مت مین تمہارا فیصلہ کئے دیتا ہون۔ پہلے
تو تینون صاحبون کی نسبت کلمات اعزاز فرماکے اونہین ٹہنڈا کیا اور سب کی خاطرداری کرکے
کہا کہ تم جو ایک یتیم بچی کی اتنی چاہت کرتے ہو عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہو مین تم سے نہایت
خوش ہوا اسوقت حمزہ کی روح تمہین دعائین دیتی ہے۔ اسوقت اور لوگون نے آنحضرت سے
عرض کی کہ حضور عمارہ کو اپنی زوجیت مین کیون نہین قبول کرلیتے جو یہ جہگڑا ہی جاے۔ آپنے
فرمایا۔ ہا۔ پہر کبہی ایسا نہ کہنا۔ عمارہ میرے رضاعی بہائی حمزہ کی بیٹی ہے۔ پہر حضرت علی سے
مخاطب ہوکے فرمایا "یا علی انت منی وانا منک" یعنی تو مجہسے اور مین تجہسے ہون اور جناب جعفر
رضی اللہ عنہ سے ارشاد ہوا "اشبہت خلقی وخلقک" یعنی تو خوشخوئی اور خلقت مین مجہسے مشابہ
ہے اور حضرت زید کی نسبت خطاب ہوا "انت اخونا ومولانا" یعنی تو میرا بہائی اور مولی ہے
سب خوش ہوگئے اونہین اس سے زیادہ اور کیا پرواہ تہی بہلا معشوق عاشق کی دلداری کرے

اور پہر اوسے ماسوا کی خبر رہے - یہ تو مت الست ٹہیرے لڑکی کو بالکل بہول گئے - آنحضرت نے جعفر سے فرمایا کہ عمارہ کی پرورش کے مستحق تم ہو کیونکہ اوسکے خالو ٹہیرے اور خالہ بجاے مان کے ہوتی ہے "ولا تنکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها" یعنی لڑکی کے پہوپہا یا خالو کو اوس لڑکی سے نکاح نہ کرنا چاہئے - جعفر یہ سنکر بہت خوش ہوے اور عمارہ اونہین کے پاس رہین - بعدہٗ سلمہ ابن ابی سلمہ سے جو آنحضرت کے ربیب تہے اونکا نکاح ہوا -

واضح ہو کہ اور مدینہ کے درمیان جتنے یہودی مسکن گزین تہے سب کے سب سنہ ۷ھ تک زیر حکومت اسلام آگئے اور اب یہودیون کی طرف سے کسی قسم کا دغدغہ نہ رہا -

حضرت ابو نعیم غفاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو عمرة القضا کی روانگی کے وقت مدینہ مین خلیفہ کئے گئے تہے نام اونکا ابوذر جندب بن جنادہ ہے - آپ قدیم الاسلام تہے - مکہ مین چار آدمی اون سے پہلے مسلمان ہوے - پانچوان نمبر قبول اسلام کے لحاظ سے آپکا تہا - اسلام لا کر وہ اپنی قوم مین چلے گئے پہر غزوہ خندق کے زمانہ مین آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوے - غزوہ مذکور کے بعد شہر ربذہ مین جا رہے اور وہین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین سنہ ۳۲ھ تہا کہ انتقال فرمایا - آنحضرت کی بعثت سے قبل وہ عبادین مین سے تہے - بہت سی صحابہ اور تابعین نے اون سی روایت کی ہے -

ناجیہ بن جندب اسلمی جنکو عمرة القضا مین اونٹون کی نگرانی مرحمت ہوئی تہی ناجیہ اس لئے کہلاتے ہین کہ اونہون نے قریش کی سخت قید سے نجات پائی تہی - حدیبیہ کے کنوئین مین آنحضرت کا تیر لیکر یہی اوترے تہے جسکے گاڑتے ہی کنوئین مین پانی اوبل پڑا تہا - امارت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین مدینہ مین انتقال فرمایا - عروہ بن زبیر وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ کوتل گہوڑون کی محافظت حضرت محمد بن مسلمہ کے ذمہ تہی یہ حارثی انصاری ہین - سواے تبوک کے سب جنگون مین آنحضرت کے ساتہ رہے - آپ فضلاے صحابہ

مین سے تھے - اونہون نے حضرت فاروق اعظم وغیرہ اصحاب سے روایت کی ہے مصعب بن عمیر کے ہاتھہ پر مدینہ مین ایمان لائے اور وہین ۷۷ تہتر سال کے ہوکر ۳۲ھ مین جنت کو سدہارے

حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاری خزرجی نقبا اور حاضرین عقبہ سے ہین - سوائے فتح مکہ اور اوسکے بعد کی جنگون کے بدر - احد - خندق اور اونکے بعد کی سب لڑائیون مین شامل رہے سریہ موتہ کے امیر تھے اور اوسی مین شہید ہوئے - آپ شعرائے محسنین مین سے پکڑے ہوئے آئے تھے - آپ نے ناقہ قصویٰ کے آگے آگے یہ رجز پڑہی -

خلوا بنی الکفار عن سبیله | الیوم نضربکم علی تنزیله

یعنی اے اولادِ کفار رسول اللہ کا رستہ چھوڑ کے الگ ہوجاؤ ورنہ آجکے دن اونکے حکم سے ہم تمہین ماردینگے

ضربا یزیل الهام عن مقیله | ویذهل الخلیل عن خلیله

وہ مار ایسی ہوگی کہ بھیجے اپنی خوابگاہ سے دور جا پڑینگے اور دوست اپنے دوست کو بھول جائیگا -

خلوا بنی الکفار عن سبیله | قد انزل الرحمن فی تنزیله

اے اولادِ کفار پیمبر خدا کی راہ سے ہٹ جاؤ کیونکہ تحقیق رحمٰن نے اپنے قرآن مین حکم دیا ہے -

فی صحف تتلی علی رسوله | بان خیر القتل فی سبیله

اور اون صحیفون مین جو اوسکے رسول پر پڑہے جاتے ہین کہ بہتر قتل وہی ہے جو اوسکے راستہ مین ہو -

نحن ضربناکم علی تاویله | کما ضربناکم علی تنزیله

اوسی کی تاویل اور اوسی کے حکم سے ہم نے تمہین مارا جیساکہ مارا -

یا رب انی مومن بقیله | انی رایت الحق فی قبوله

اے رب مین اوسکے کہنے پر ایمان لاتا ہون تحقیق مین نے اوسکے قبول کرنے سے حق کو دیکھا -

روایت ہے کہ جس حجام نے عمرة القضا کے دن حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا

خط بنایا اوسکا نام معمر بن عبد اللہ عدوی تہا۔

واقعات سال ہشتم ہجری

اسلام لانا حضرت خالد بن ولید و عمرو بن العاص و عثمان بن طلحہ عبدری حجبی کا ـــ

شـہ ہجری کے ماہ صفر مین جمہور اہل سیر کے نزدیک خالد بن الولید بن المغیرہ قریشی مخزومی اور عمرو بن العاص بن وائل قریشی سہمی اور عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ عبدری حجبی جنکے پاس بیت اللہ کی کنجی رہتی تہی مسلمان ہوے۔ اکثر لوگون کی راے مین حضرت عثمان بن طلحہ عبدری حجبی رضی اللہ تعالے عنہ آخر سال ہفتم مین ایمان لاے۔ اور بعضون نے سال پنجم مین لکہا ہے۔

واضح ہو کہ اصحاب موصوفہ بالا عرب کے بڑے نامی و گرامی اشخاص مین تہے۔ ابتداے نبوت سے اسلام کے جانی دشمن اور مسلمانون کو برا کہتے تہے۔ ہدایت الٰہی نے جو دستگیری کی تو مسلمان ہوتے ہی ایسے ایسے کارنمایان کئے کہ جن سے تاریخ اسلام کے صفحے مرصع ہین۔ چنانچہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہین کہ جنگ احزاب سے جب مین واپس ہوا تو اثناے راہ مین ساتہیون سے کہا کہ یارو مجہے تو محمد کے دین کی ترقی روز افزون معلوم ہوتی ہے۔ میری راے مین تو اب اس کے پیر نک گئے۔ تمام دنیا مین پہیل کے رہیگا مین نے تو اپنے دل مین یہ ٹہیرائی ہے کہ نجاشی کے پاس جا کر رہون اور وہین سے محمد کے حال کو دیکہا کرون اگر مسلمان ملک عرب پر غالب آجائینگے تو حبشہ ہی مین رہ پڑونگا اور جو ہماری قوم سربنر ہو گی تو عرب چلا آؤنگا۔ میرے سب شیرون نے اس امر کو پسند کیا بلکہ بعض اوسی وقت میرے ساتہ چلنے کو بہی تیار ہو گئے۔ مین نے طائف کا ادیم نجاشی کو نذر مین دینے کے لئے خریدا اور سامان سفر درست کر کے حبشہ کی طرف کوچ کیا۔ اور وہان پہونچکر سکونت اختیار کر لی۔ تہوڑے دنون کے بعد آنحضرت صلعم نے عمرو بن امیہ ضمیری کو نجاشی کے پاس بہیجا۔ مین اونکے آنے کی خبر سنکے نجاشی کے پاس گیا اور کہا کہ عمرو بن امیہ ضمیری

رضی اللہ عنہ کو مجھے دیدو تاکہ مین اونکو قتل کرڈالون جس سے قریش مین میرا نام ہو جاے۔ یہ سنتے ہی نجاشی لال پیلا ہوگیا اور غصہ مین آکر ایک طمانچہ میرے منہ پر مار بیٹھا۔ مین نے کہا اے بادشاہ۔ مجھے یہ بات نہین معلوم تہی کہ تجھکو ناگوار گذریگا۔ نجاشی بولا اے عمرو تو بڑا بیوقوف اور جاہل ہے محمد کے بہیجے ہوے ایلچی کو بہلا مین سر کاٹے جانیکے بنے تجھے کیسے دیدیتا۔ وہ ناموس اکبر ہے نجاشی کی یہ باتین سنکر میرے کان کہڑے ہوگئے اور پوچہا کہ۔ بادشاہ کیا تو سچ مچ مسلمان ہوگیا ہے اور محمد کو ناموس اکبر سمجہتا ہے۔ نجاشی بولا کہ عمرو افسوس ہے تیری اس کورنجتی پر کہ تو نے بہت سے معجزات آنحضرت کے دیکہے اور پہر بہی کفر کی ظلمت مین پڑا رہا بلاریب محمد نبی برحق ہے تو میری بات مان لے اور مسلمان ہوجا۔ پہر اپنے مخالفون اور دین کے دشمنون پر ایسا غالب ہوجائیگا جسطرح موسیٰ نے فرعون کا ستیاناس کردیا۔ نجاشی کی یہ باتین سنکر اسلام کی محبت نے میرے دل مین گہر کرلیا اور کفر کی شدت وحرارت فی الفور میرے دل سے کافور ہوگئی۔ نجاشی کی زبان سے آنحضرت کے اوصاف اور معجزات سنکے اوسی وقت مسلمان ہوگیا۔ پہر نجاشی سے رخصت ہوکر باہر آیا اور مدینہ کی راہ لی۔ اور اپنے یار وآشنا سے اس قصہ کو چہپایا۔

اثناے راہ مین خالد بن ولید مجھے ملے۔ پوچہنے لگے کہ اے عمرو کدہر کے ارادے مین ہو۔ مین خوشی کے مارے اسوقت اپنے دل کا بہید خالد سے نہ چہپاسکا اور فوراً کہدیا کہ اے خالد خدا نے مجھپر اپنا فضل کیا اور سیدہی راہ مجھے دکہادی۔ اب مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ عربی نبی برحق ہے۔ مین اوسکے پاس جاکر مسلمان ہوجاؤنگا۔ خالد نے میری باتین سنکے تبسم کیا اور کہا کہ ہے تو میرا بہی یہی ارادہ اگر خدا راست لاے۔ اے عمرو مین تجھسے سچ کہتا ہون کہ پہلے مجھے محمد کے نام سے بیر تہا اب یہ حال ہے کہ دل کو قرار نہین۔ چاہتا ہون کہ سر پر پیر رکہکے دوڑ جاؤن یا پر لگاکے محمد کے پاس پہونچون اور مسلمان ہوجاؤن۔ غرضکہ دونون صاحب ساتہہ ہولئے اور مدینہ پہونچے۔

پہلے خالد نے سرور انبیا کے سامنے صدق دل سے کلمہ توحید پڑہا۔ پہرمین حضور کے روبرو گیا۔ آپنے اپنا ہاتھہ بیعت کے لئے میری طرف بڑہایا۔ مین نے اپنا ہاتھہ کہینچ لیا اورعرض کی کہ پہلے میری ایک شرط منظور ہوجاے پیچہے مسلمان ہونگا۔ ارشاد ہوا بیان کر سنین کہ تیری کیا شرط ہے۔ مین نے بصد تعظیم عرض کی کہ تلافی مافات کا خواستگار ہون میرے گذشتہ گناہ سب معاف ہون۔ رحمت للعالمین نے فرمایا۔ اے عمرو اسلام وہ چیز ہے جو پہلے کی ہوئی باتون کو نیست ونابود کردیتا ہے۔ پس مینے خوشی بخوشی دوڑ کے بیعت کرلی۔

خالد ابن ولید سے روایت ہے کہ جب خداوند کریم کا ارادہ ہوا کہ مین مسلمان ہوجاؤن۔ تو خود بخود اسلام کی دوستی میرے دل مین سماگئی۔ سفر حدیبیہ مین جسدن آنحضرت موضع عسفان پر نماز خوف پڑہ رہے تہے تو مین نے ہر چند چاہا کہ کسی طرح اون پر میرا قابو چل جاے اور مین اونکو مارلون مگر میرا بس نہ چلا۔ اوسی وقت سے مین کہٹک گیا کہ آنحضرت کا معاملہ بہید سے خالی نہین ضرور تائید الٰہی اسی طرف ہے۔ اس بات کے دل مین سماتے ہی میری کیفیت ہی بدلگئی یا تو مجہے اونکے ساتہہ قطعی دشمنی تہی یا ایک ساتہہ ہی سب باتون مین ضعف آگیا نہ وہ جانی عداوت رہی نہ وہ قلبی بغض رہا اور اسلام کی طرف رغبت ہوتی چلی۔ اسی عرصہ مین صلح حدیبیہ ہوگئے اب تو مجہے قریش مین رہنا ناگوار معلوم ہونے لگا۔ پہلے تو ارادہ کیا کہ نجاشی کے پاس چلکے رہون مگر دل نے قبول نہ کیا پہر یہ ٹہانی کہ چلو ہرقل شاہنشاہ فرنگستان کے پاس چلین اور اخفاے راز کے لئے جہودنٹ موٹ عیسائی یا یہودی ہوجائین اس سے بہی دل نے نفرت کی۔ اسی طرح کبہی یہ اور کبہی وہ تدبیر سوچتا تہا مگر دل بیقرار کسی بات کو جمنے نہین دیتا تہا۔ چارونا چار اپنے ہی ملک مین رہ پڑا۔ اسی اثنا مین رسول اکرم عمرۃ القضا کے لئے مکہ تشریف لاے اور مین مکہ سے باہر نکل گیا عمرہ سے فرصت پاکر غالباً ازروے الہام آپکو میرے دل کا حال معلوم ہوگیا اور میرے بہائی ولید

ابن ولید سے نہایت الطاف کے ساتھہ میرا حال پوچھا اور فرمایا کہ خالد پر تو اسلام کی حقیقت منکشف ہے وہ مسلمان کیون نہین ہوجاتا - ولید نے جو آنحضرت کو میری طرف متوجہ پایا فوراً مجھے خط لکھا - بھائی نہ معلوم آج آنحضرت نے خود بخود تمہین کیون پوچھا فرماتے تہے کہ اوسپر تو اسلام کا حق ہونا ظاہر ہے وہ مسلمان کیون نہین ہوجاتا بھیا تمکو مناسب ہے کہ جلدی آکر دولت اسلام حاصل کرلو اور ایکدم کی بہی دیر نہ لگاؤ" ولید کا یہ خط دیکھتے ہی میری وہ حالت ہوگئی جیسے پہونس کو آگ دکہا دیتے ہین خود بخود کلمہ شہادت زبان پر جاری ہوگیا - اور بے اختیارانہ مکہ کو چلا مگر بدقسمتی سے جب وہان پہونچا تو حضور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے تہے - مکہ مین میرا دل گھڑی بہر بہی نہ لگا فوراً وہان سے مدینہ کا رخ کیا - عثمان ابن طلحہ جو میرا ابڑا دوست تہا میرے ساتھہ ہولیا - ہم دونون موضع ہدہ پر جب پہونچے ہین تو عمرو بن عاص کو دیکہا کہ وہ بہی مدینہ کا قصد رکھتے ہین یہانسے ہم تینون ملکر روانہ ہوے - وہان پہونچکر جو دیکہا تو ہماری آمد کی خبر پہلے سی گرم ہے - حضرت اصحاب سے فرماچکے تہے کہ مکہ ذاپنے جگر گوشون کو ہماری طرف پہینکدیا ہی - یہ سنکر مدینہ والی منتظر تہے کہ دیکہین اب کون آتا ہی اور کیا خبر لاتا ہی - اس حال کی سننے سی ہمارا اشتیاق اور عقیدہ زیادہ ہوگیا - حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ میری بیتابی تو اس درجہ کو پہونچ گئی تہی کہ مینے فوراً پہونچتے ہی سفر کے کپڑے اوتارے اور اچہی پوشاک بدلکے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہونیکا ارادہ کیا ہی تہا کہ ناگاہ میرا بہائی ولید میرے پاس آن موجود ہوا - اور کہا بہائی خالد جلدی چلو آنحضرت تمہارے انتظار مین بیٹھے ہین یہ بات کشش مقناطیسی ہوگئی - مین فی الفور حضور کے مبارک قدمون پر جا گرا اور کلمہ شہادت پڑہکر مسلمان ہوگیا - آپ نے تبسم ہوکے فرمایا الحمد للہ الذی ہداک الی الاسلام - یعنی اے خالد خدا کا شکر کر جس نے تجہے اسلام کی طرف ہدایت کی - حضرت خالد نے التماس کی یا رسول اللہ مین نے تو آج تک حق کے ساتھہ نہایت ہی مخالفت کی ہے - مین تو آپ کی اور آپ کے

اصحاب کی فکر مین رہا کرتا تھا کہ کسی طرح قابو مین آجائین تو مار ڈالون اسلام کے نام سے مجھے نفرت تھی یہ گناہ میرے کیونکر بخشے جائینگے۔ یہ سنکر آپ نے میری بڑی تشفی کی اور فرمایا کہ خالد تو ہرگز ان باتون کا غم نہ کہا اسلام قبول کرنا توبہ ہے پچھلے گناہون کی پس تیرے گذشتہ گناہ بالکل کالعدم ہو گئے مین نے دست بستہ گذارش کی کہ جو کچھ حضور نے ارشاد فرمایا وہ بالکل بجا اور ٹھیک ہے مگر پھر بھی میرے حق مین دعا کیجیے چنانچہ آپ نے دعا کی۔ میرے بعد عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ مشرف با سلام ہوے۔ جسطرح حضرت خالد اور حضرت عمرو بن العاص ایام جہالت مین باہم دوست تھے اسی طرح مسلمان ہوکر بھی گہرے یار بنے رہے اور ایسے ایسے کام ان دونون صاحبون سے ہوے جنکا شکریہ مسلمانون کو ابدتک ادا کرنا چاہیئے۔ شام و مصر کی فتوحات مین جناب خالد رضی اللہ تعالے عنہ نے ایسا نام پیدا کیا کہ جسے سنکر حیرت ہوتی ہے۔ ایران کی فتح کا سہرہ حضرت عمرو بن العاص کے سر رہا۔

کتب معتبرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد اور مکہ فتح ہونے سے پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ بھی مسلمان ہوے ہین۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین کہ میرا بھائی ولید ابن ولید جنگ بدر کے بعد مسلمان ہو گیا تھا اور آنحضرت ہی کی خدمت مین رہتا تھا جب اوسکا خط میرے پاس آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ حضور نے مجھے یاد فرمایا تھا تو اسلام کی رغبت خود بخود مجھپر غالب ہو گئی اور مدینہ جانے کا مصمم قصد کر لیا تو مین صفوان بن امیہ کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ اے ابن وہب کیا تو نہین دیکھتا کہ اب ہم مٹھی بھر باقی رہ گئے ہین جنھین ہر کوئی ایک نوالہ مین چبا سکتا ہے اور دولت محمدی کا دبدبہ عالمگیر ہوتا چلا جاتا ہے۔ مین اب مصلحت اسی مین دیکھتا ہون کہ محمد کے پاس جا کے مسلمان ہو جاؤن صفوان نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھکے سخت انکار کیا اور کہا کہ اگر میرے سوا قریش مین کوئی بھی نرہیگا تو بھی

مسلمان نہونگا اوسکی قساوت قلبی سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور وہان سے عکرمہ بن ابی جہل کے پاس پہونچا اور اوسے بھی مسلمان ہونے کی رغبت دلائی مگر وہ بھی نہ مانا۔ پھر تو مین سمجھا کہ یہ لاتون کے دیو ہین باتون سے کیون ماننے لگے تھے جب تک مکہ فتح نہویگا انکی آنکھین نہ کھلینگی۔ اون کی طرف سے ناامید ہوکر اپنے دوست عثمان بن طلحہ کے پاس پہونچا۔ میری باتین اونکے دل مین سماگئین اور وہ میرے ساتھہ مدینہ چلنے کو تیار ہوگئے۔ اثنائے سفر مین عمرو بن العاص بھی ہم مین ملگئے اور ہم تینون کو دولت اسلام خدا نے دی۔

حضرت خالد بن الولید نے دین اسلام مین بہت سی کوشش کی۔ زمانہ حیات آنحضرت مین اسلام کو قوت دیتے اور اوسکی تائید بدل وجان کرتے تھے۔ رسول اللہ کی رحلت کے بعد اونہون نے لشکر مسیلمہ کذاب اور دیگر مرتدین کو جڑ سے اوکھاڑ کے پھینکدیا۔ ایام جاہلیت مین آپ سرداران قریش سے تھے اور بڑے اشرافون مین محسوب کئے جاتے تھے۔ اونکی والدہ لبابہ صغریٰ بنت الحارث بہن حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی تہین۔ اونہون نے زمانہ خلافت حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ مین ۲۱ یا ۲۲ سنہ ھ مین وفات پائی۔ آنحضرت صلعم نے اپنی زبان مبارک سے اونکو سیف اللہ لقب مرحمت فرمایا تہا۔ اونکے خالہ زاد بہائی عبداللہ بن عباس اور علقمہ اور جبیر بن نفیر نے اون سے روایت کی ہے۔ اونکا نسب خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم ہے اسی لئے اونکو مخزومی کہتے ہین اور کنیت اونکی ابا سلیمان ہے۔ یہ صحابہ کبار مین داخل تہے۔ ایکبار حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین آپکو لشکر دیکر حیرہ روانہ کیا۔ اہل حیرہ نے ایک شخص عبدالمسیح کو زہر ساعتی دیکر آپکی خدمت مین بہیجا۔ اوس نے وہ زہر حضرت خالد کے سامنے بطریق ہدیہ گذرانا۔ آپ نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے عبدالمسیح بولا کہ یہ سم ساعتی ہے اسکو صرف کپڑون مین مل لیا جائے تو ایک ہی ساعت کے اندر اندر آدمی

مرجاتا ہے۔ حضرت خالد مسکرائے اور فرمایا کہ میرا دشمن تو دنیا مین میرے نفس سے بڑہکر اور کوئی نہین ہے یہ کہکر اوس زہر کو ہتیلی پر رکہکے پڑہا بسم اللہ الرحمن الرحیم ۃ وباللہ رب الارض والسماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء وداء۔ ترجمہ ساتہہ نام اللہ مہربان رحم والے کے اور ساتہہ اللہ کے جو رب زمین و آسمان کا ہے اور اللہ کے نام کے ساتہہ کوئی شے یا بیماری ضرر نہین پہونچاتی۔ اس کو پڑہکے آپ سارا زہر پیگئے اور اوس نے آپکو کچہہ بہی نقصان نہین کیا عبدالمسیح کے ہوش جاتے رہے۔ دوڑا ہوا اپنی قوم مین پہونچا اور کہا لوگو جلدی صلح کرلو ورنہ عجیب شخص تم سے لڑنے آیا ہے جس نے تمام زہر ساعتی پی لیا اور اوسکا بال بہی بیکا نہوا۔

حضرت خالد کے بہائی ولید ابن ولید رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے دن قید ہوکے حضور نبوی مین آئے تہے۔ حضرت خالد اور ہشام نے فدیہ دیکر اونہین چہڑا لیا تہا مگر وہ پہر بہی مسلمان ہوگئے۔ لوگون نے اون سے دریافت کیا کہ تم فدیہ دینے سے پہلے کیون نہ مسلمان ہوے آپ نے جواب دیا کہ واہ اوسوقت لوگ یہ سمجہتے کہ مین قید کے ڈر سے مسلمان ہوگیا ہون۔ جب آپ مسلمان ہوکے پہر مکہ گئے تو قریش نے آپکو قید کرلیا۔ آنحضرت ہمیشہ اونکے واسطے اور دیگر مسلمانون کے لیے جو مکہ مین قید تہے قنوت پڑہا کرتے تہے۔ حضرت ولید عمرۃ القضا کے زمانہ مین قید قریش سے بہاگ کے حضور نبوی مین حاضر ہوگئے۔ عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ نے اون سے روایت کی ہے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلعم نے ملک عمان کا والی کردیا تہا آپ حضور کی وفات تک وہین رہے۔ پہر حضرات فاروق اور عثمان ذی النورین اور حضرت معاویہ رضوان اللہ عنہم نے اونکو عامل کردیا۔ حضرت عمر کی خلافت مین آپ نے مصر فتح کیا اور اونکی وفات تک وہین کے عامل رہے۔ حضرت عثمان کی خلافت مین چار برس تک مصر کی عاملی کی۔

پہر حضرت عثمان نے اونکو معزول کردیا مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اوسی عہدہ پر مقرر کردیا۔ نوے برس کی عمر مین آپ نے ۴۳ھ مین وفات پائی۔ اونکے بعد اونکے بیٹے عبد اللہ رض حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر کے والی ہوے۔ حضرت عمرو بن العاص سے اونکی بیٹے عبد اللہ اور عمرو بن قیس بن حازم نے روایت کی ہے۔

عثمان بن طلحہ بن عبد العزیٰ حجبی کو اونکے بہائی شیبہ کی طرف منسوب کرکے شیبی بہی کہتے ہین قدیم الایام سے بیت اللہ شریف کی کنجی اونہین کے پاس تہی۔ جب مسلمانون نے فضل خدا سے مکہ فتح کرلیا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ آنحضرت کے چچا نے حضور سے عرض کی کہ خانہ کعبہ کی کنجی بہی مجہی کو مرحمت ہو تاکہ منصب سقایہ کے ساتہہ میرے پاس یہ عہدہ بہی آجاے۔ آنحضرت نے جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عثمان کے پاس کنجی لینے بہیجا۔ حضرت علی نے جاکے مانگی۔ عثمان اپنی والدہ کے پاس گئے کہ کنجی دیدو آنحضرت طلب فرماتے ہین۔ اونکی والدہ نے دینے سے انکار کیا۔ عثمان نے کہا کہ اگر تیری خیر ہے تو سیدہی طرح سے دے ورنہ ابہی تلوار سے تیرا سر تن سے جدا کئے لیتا ہون۔ مان نے خوف کہا کے دیدی۔ عثمان اوسے آنحضرت کی خدمت بابرکت مین لے آے۔ حضور نے خود اپنے مبارک ہاتہون سے در کعبہ کہولا۔ عثمان بن طلحہ نے فرمایا ہے کہ ایام جاہلیت مین خانہ کعبہ ہفتہ مین صرف دو دن یعنی دوشنبہ اور پنجشنبہ ہی کو کہولا جاتا تہا۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لاے اور فرمایا کہ دروازۂ کعبہ کہولو ہم مع اصحاب کے اندر جائینگے۔ مین درشتی اور سخت کلامی سے پیش آیا۔ آپ نے صبر و تحمل کیا اور فرمایا۔ عثمان تو عنقریب اس کنجی کو میرے قبضہ مین دیکہیگا اور مجہے اختیار ہوگا جسے چاہے اوسے دیدون۔ مین نے کہا شاید قریش اوسدن خوار ہوکے ہلاک ہو جائینگے۔ آنحضرت نے تو میری بات کا کچہہ جواب ندیا اور چلے گئے مگر

وہ بات میرے دل مین کھٹکتی رہی - جب مکہ فتح ہوا اور کنجی حضور کے ہاتہہ مین پہونچ گئی تو یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا ۚ یعنی بیشک اللہ جل شانہٗ تمکو یہ حکم دیتا ہے کہ اماتون کو تم اونکے اہل کو دو - تو آنحضرت نے وہ کنجی عثمان ہی کو دیدی - حضرت جبریل نے نازل ہوکے کہا کہ قیامت تک یہ کنجی عثمان ہی کی اولاد کے پاس رہیگی - حضرت عثمان بن طلحہ کے کوئی بیٹا نہ تہا اس لیئے اونکے انتقال کے بعد وہ کنجی اونکے بہائی شیبہ کے سپرد ہوئی - سنہ ۴۲ھ مین اونہون نے مکہ ہی مین وفات پائی - اون سے اونکے پہوپہی زاد بہائی شیبہ اور ابن عمر نے روایت کی ہے -

حضرت ابراہیم بن رسول اللہ کا تولد و وفات

سال ہشتم ہجری کے ماہ ذی الحجہ مین آنحضرت کے صاحبزادے ابراہیم صدف بطن ماریہ قبطیہ سے متولد ہوے کسی نے جاکے مژدۂ ولادت حضور کو سنایا آپ نے انعام مین اوسکو ایک غلام بخش دیا - حضرت ابراہیم کی عمر ایک روایت سے سولہ مہینے کی اور ایک سے اٹھارہ مہینے کی اور کسی کتاب سے چودہ مہینے چھ دن کی معلوم ہوتی ہے ایک بزرگوار فرماتے ہین کہ حضرت ابراہیم نے سنہ ۱۰ھ مین انتقال فرمایا مگر اس بات پر سبکو اتفاق ہے کہ ایام رضاعت ہی مین آپ نے وفات پائی -

منبر مسجد نبوی

اسی سال یا سنہ ۷ھ مین مسجد نبوی کا منبر بنایا گیا - اس سے پہلے آنحضرت غربی جانب کی محراب کے پاس کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا کرتے تہے - اگر کبھی دیر تک کہڑا رہنا پڑتا تہا تو تہک کے وہین ایک چوبی ستون سے تکیہ لگا لیتے تہے - ایک عرب مدینہ کا باشندہ کہین چلا گیا تہا مدت دراز کے بعد واپس آیا تو اوس نے درخواست کی کہ مین آپکے خطبہ پڑہنے کی لیئے

ایک منبر لکڑی کا بنانا چاہتا ہون - صحیح روایت ہے کہ وہ عرب کسی عورت انصاریہ کا غلام تہا -
آنحضرت نے اوسکی عرض قبول فرمالی - اوس نے جنگل غابہ سے جو مدینہ سے نو میل ہے فراش
کی لکڑی منگائی اور تین درجہ کا منبر بنایا - طول اوسکا دو ہاتہہ اور عرض ایک ہاتہہ کا تہا - اس منبر کا
ہر درجہ ایک ایک بالشت چوڑا تہا - صحیح روایت سے ثابت ہے کہ آنحضرت سب سے اوپر کے
یعنی تیسرے درجہ پر جلوس فرماتے تہے - جب منبر بنکے تیار ہو گیا اور آنحضرت جمعہ کے دن ستون
مذکورہ بالا کے سامنے سے ہو کر منبر پر جا بیٹھے اور خطبہ شروع کیا تو اوس ستون سے رونے کی
آواز آنے لگی جیسے کوئی عاشق اپنے معشوق کی مفارقت مین فغان کرتا ہو آواز ایسی دردناک تہی
کہ حاضرین بہی رونے لگے اور بہت سے تو ڈر کے مارے مسجد سے نکل بہاگے - آنحضرت
منبر سے اوتر کے اوس ستون سے جا چپٹے - وہ بیٹہ گیا - حضور نے فرمایا اے ستون اگر تو
چاہے تو مین پہر تجہے تیری روئید گی کی جگہہ لگا دون تاکہ تو سرسبز و شاداب ہو جاے اور تجہہ مین
میوہ لگے - اور اگر تیری خوشی ہو تو مین تجہے بہشت کی زمین پر لگوا دون تاکہ وہان کے چشمون کا پانی
پیئے اور انبیا و اولیا و صلحا تیرے میوے کہائین - روایت ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب
اس ستون کے ذکر کو بیان کرتے تہے تو فرماتے تہے کہ لکڑی کا تو فراق رسول اللہ مین یہ حال ہو
حیف ہے کہ ہم آدمی ہو کر اونکے دیدار کے اشتیاق مین بیتاب نہون - آنحضرت نے اوس
ستون کو وہین دفن کرا دیا - وہ منبر خلفاے راشدین کے زمانہ تک قایم رہا - حضرت عثمان رض
بن عفان نے جامہ قبطیہ کی پوشش اوسپر کرادی - آنحضرت اوسکے سب سے اوپر کے درجہ
پر قیام کر کے خطبہ پڑہتے تہے جناب صدیق اکبر نے بنظر تعظیم رسول اللہ دوسرا درجہ اپنے قیام کے
لئے اختیار کیا - جناب عمر فاروق پہلے درجہ سے آگے نہ بڑہتے تہے - چونکہ اب کوئی درجہ باقی
نہ رہا تہا - حضرت عثمان کہان خطبہ پڑہتے اس لئے اپنی خلافت کے پہلے چہ سال مین تو اونہون نے

حضرت عمر کی جگہہ اختیار کی اور بعدازان آنحضرت کی جگہہ قیام کرتے تہے۔ فعل عثمانی مین حکمت یہ تہی کہ اب تک تو جو ہوا سو ہوا مگر آئندہ کمین ہماری دیکہا دیکہی لوگ اپنے بزرگون کی نشست و برخاست کی جگہون کی تعظیم نہ کرنے لگین اور ہم لوگون کا فعل اونکے لیئے ایک دلیل ہوجاے اور رفتہ رفتہ اتخذوا اربابا من دون اللہ تک نوبت پہونچ جاسے۔

ایک روایت مین ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اول ہی اول اوس منبر پر خلافت چڑہایا۔ ایکدفعہ ملک شام سے مدینہ مین آکر چاہا کہ اوس منبر کو اپنے ساتہہ شام لیجائین اس نیت سے اوسے اوکہڑوانے لگئے اوسوقت ایک ظلمت طاری ہوئی جس نے سارے مدینہ کو تاریک کردیا۔ دن مین تارے نظر آنے لگے اور سورج گہنا گیا۔ یہ حال دیکہکر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نادم ہوے اور اس خیال خام کو اپنے دل سے دور کرکے اصحاب سے معذرت کی۔ اور کہنے لگے کہ میرا مقصد تو اسکے ہلانے سے یہ تہا کہ حال معلوم ہوجاے کہ کہین زمین نے تو اسے نہین کہالیا ہے۔ منبر کو بلند کرنیکے لیئے چہہ درجے نیچے اور بنا کے منبر شریف کو اوسپر رکہدیا۔ بعدازان خلیفہ مہدی نے اوسپر اور کچہہ زیادہ کرنا چاہا مگر امام مالکؒ نے اوسے روکدیا۔ پہر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بنواے ہوے چہیون درجہ جب بوسیدہ ہوگئے تو بعض خلفاے عباسیہ نے نیا منبر تعمیر کرادیا۔ منبر شریف کی بچی ہوئی لکڑی سے کنگہے بناے گئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ۶۵۴ھ مین مسجد نبوی جلگئی تہی اوسی آتشزدگی مین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بنوایا ہوا منبر بہی معہ منبر نبوی کے جلگیا۔ مگر صحیح یہ ہے کہ خلفاے عباسیہ کا بنایا ہوا منبر اس آگ مین جلا بعدازان سلطان مرادخان کے عہد تک ہر بادشاہ نے ایک نیا منبر بنایا اور ۹۹۸ھ مین سلطان مرادخان کے حکم سے پتہر کا ایک بہت اونچا منبر تعمیر ہوا جو ابہی تک موجود ہے۔ کتبہ اوسکا یہ ہے۔

	منبر اعظم سلطان مرادخان	

(۴۴) سریہ کدید

اسی سال غالب بن عبداللہ لیثی کو معہ غازیون کی ایک جماعت کے موضع کدید بہیجا۔ وہان مفسدون نے اکٹھا ہو کر غدر برپا کر رکھا تہا۔ کفار عرب کی قساوت قلبی اور عداوت دلی دیکہنا چاہیئے کہ بہت سے معجزے اور سینکڑون غرائبات دیکہتے تہے مگر ایمان نہین لاتے تہے اسپر بہی جنگ ومقابلہ کے وقت ہزارون کوششین کرتے اور جان ومال کا نقصان اوٹہا کے زک پر زک کہاتے مگر باز نہین آتے تہے۔ ایسی حالت مین اگر اونکی گوشمالی نہ کی جاتی تو یہ دین زندہ بہی نہین رہ سکتا تہا یہان سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام نے حفاظت خود اختیاری کی وجہ سے تلوار ہاتہ مین لی ہے اگر ایسا نہ کرتا تو مسیحیت کی طرح اوسے بہی صلیب کا سامنا کرنا پڑتا اور معترضون کی دلی خواہش پوری ہوجاتی اسوقت مشرکین بنی الملوح نے موضع کدید پر مسلمانون کی ایذا رسانی کا ارادہ کیا اور جمع ہو کر ایک بڑا لشکر بن گئے۔

جندب ابن مکیث جہنی کہتے ہین کہ سریہ کدید مین شامل ہونیکی عزت مجہے بہی حاصل ہوئی تہی لشکر اسلام غروب آفتاب کے وقت وہان پہونچا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ مشرکین کا مجمع حد سے زیادہ تو اسوقت تک جمع ہو گیا ہے اور اسپر بہی چارون طرف سے ٹیڑی دل آدمیون کے سامان جنگ اور اسباب رسد بکثرت چلا آتا ہے۔ سب نے باہم یہ صلاح کی کہ بغیر ترکیب کے عہدہ برآئی نہ ہو سکیگی بہتر ہے کہ ہم لوگ وادی کے کسی گوشہ مین چہپ رہین جب اونکی رسد اور ساز وسامان کے اونٹ آئین تو اونہین گہیر کے مدینہ چلدین تاکہ آگے کے لئے اونکے حوصلے پست ہوجائین اور اونٹون کا نقصان اونکے پیر توڑ دے۔ پس وادی مین ایک کمینگاہ تجویز ہوئی اور ہم سب اوس مین بیٹہہ رہے۔ جسوقت اونکے اونٹ ہمارے قریب پہونچے ہین تو شتربانون نے اونٹنیون کا دودہ دوہکے پیا اور آرام کرنے لگے جب اونکے لشکر کو اطمینان ہو گیا اور سب نے اپنے اپنے

ہتیار کہولکے رکہدئے تو ہمنے اون پر چہاپہ مارا۔ وہ تو ہتیار باندہنے اور سنبہلنے مین رہنے کہ ہمنے اونکے اونٹ مدینہ کی طرف ہانک دئے۔ راہ مین ایک سوکہی ندی پڑتی تہی ہم اوسکے پارہی پہونچے تہے کہ کفار نے ہمین آن لیا اب ہم مین اور اونمین صرف وہی سوکہی ندی فاصل تہی اونکی کثرت اور اپنی قلت دیکہکر ہمنے درگاہ باری مین دعا کی "اے حق سبحانہ تعالے ہم تیرے سچے دین اسلام کی حمایت کے لئے تیرے رسول مقبول کے حکم سے یہان آے ہین اور چاہتے ہین کہ کفار کی شرارت اور کفر کی ظلمت کو دور کرین اسوقت ہماری زندگی اور تیرے دین کی حمایت تیرے ہاتہہ ہے ہماری تو یہ مجال نہین کہ اس ٹیڑی دل کا سامنا کرین" خدا کے قربان کہ ہمنے ابہی اپنی یہ دعا تمام بہی نہ کی تہی اور لشکر کفار نے ندی کے کنارے سے نیچے پیر بہی نہین رکہا تہا کہ یکا یک ندی مین طوفان آگیا اور پانی اونڈل کہڑا ہوا ایک چشم زدن مین ہمارے اور اونکے درمیان مین ہاتہی کے قد سے زیادہ پانی ہوگیا۔ زور اوسکی رو مین اتنا تہا کہ اگر پہاڑ بہی راہ مین آجاتا تو اوسکا بہی پتا نہ چلتا اد ہر ہم اور ادہر وہ قدرت کا تماشا دیکہہ رہے تہے اور منہ سے کچہہ نہ کہہ سکتے تہے۔ ہمنے خداے وحدہ لاشریک کی درگاہ مین سجدہ کیا اور اونٹون کو ساتہہ لئے ہوے صحیح و سلامت مدینہ مین آگئے۔ پہر تو چارون طرف اوس ندی کی ناگہانی طغیانی کا ایسا چرچا ہوا کہ ہر ایک تعجب کرتا تہا۔ نہ تو برسات تہی نہ ابر نہ مینہ نہ اوسکے متصل اور کوئی بڑا دریا تہا پہر یہ پانی آیا تو کہان سے آیا۔ بیشک مسلمان اور اونکا پیغمبر برحق ہین اور یہ بات بالکل قانون قدرت کے برخلاف ہے۔ اس عجیب و غریب بات کو سنکر اطراف و جوانب کے سینکڑون آدمی مسلمان ہوگئے۔

سریہ بنی مرہ کا نتیجہ

اسی سال مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک علم تیار کرکے زبیر بن العوام کو دیا اور دو سو مجاہدین اونکے ہمراہ کردئے۔ حکم ہوا کہ بشیر ابن سعد کو ہمراہ لیکے قبیلہ بنی مرہ سے اون مسلمانون کا

انتقام لو جو بشیر کے ساتھہ تہے اور قریب فدک مقتول ہوے - اگر وہ لوگ اب بہی آمادہ جنگ
ہون اور لڑین تو اون مین سے ایک کو بہی زندہ نچھوڑنا - حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ روانہ
ہونے ہی کو تہے کہ حضرت غالب بن عبد اللہ موضع کدید سے واپس آگئے - آپ نے زبیر کو
تو اپنے پاس رکہلیا اور غالب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو اونکی جگہہ فدک کی طرف روانہ کیا - غالب
اور ابو مسعود بن عقبہ بن عمر و انصاری بدوی اور کعب ابن عمرہ اور اسامہ ابن زید دو سو غازیون کے
ساتھہ وہان پہونچے - محاربہ عظیم واقع ہوا اور بہت سے دشمن مقتول و مجروح ہوے -
اونکے اونٹ اور بکریان اور بردے مسلمانون کے ہاتھہ آے - اسی لڑائی مین جبکہ ہنگامہ کشت
وخون گرم تہا اسامہ ابن زید ایک کافر کے پیچھے جھپٹے جسکا نام نہیک بن مرواس تہا - اسامہ جب
اوسکے سر پر جا پہونچے اور تلوار نیام سے نکالکے چاہتے تہے - سر اوسکا تن سے جدا کر دین کہ نہیک
نے کلمہ شہادت پڑہ لیا اسامہ نے اوسکی اس بات کا کچھہ اعتبار نہ کیا اور نہیک کا سر اوڑا دیا - لڑائی
کے اختتام پر لوگون نے اسامہ کو ڈہونڈہا مگر نہ پایا - سب کو تشویش تہی کہ اتنے مین وہ بہی شمشیر
خونچکان ہاتھہ مین لئے ہوے آن پہونچے - حضرت غالب کو استفسار حال سے معلوم ہوا کہ
حضرت اسامہ ابن زید نے ایک شخص کو کلمہ پڑہ لینے کے بعد مار ڈالا ہے - غالب بہت رنجیدہ
ہوے اور فرمایا کہ تمنے ہمارے ایک بہائی کو مار ڈالا کیونکہ وہ تو قتل ہونے سے پہلے کلمہ توحید
پڑہ چکا تہا - حضرت اسامہ فرماتے ہین مجھے غالب کی باتون سے کمال شرمندگی ہوئی اور یہ حال
ہو گیا کہ غم کے مارے کہانا پینا سب چھوٹ گیا دنیا مین کوئی چیز خوش نہین آتی تہی - جب ہم سب
مدینہ مین آگئے تو آنحضرت نے میرے افسوس کا حال سن کے بڑی شفقت سے مجھے اپنے
گلے لگایا - میری پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ اپنی جنگ کا حال مجھسے بیان کرین نے من وعن
سب کیفیت کہہ سنائی - نہیک کا حال سنکے آپ بہی یہی فرمانے لگے کہ کلمہ پڑہنے کے بعد تمہین

اوسکو قتل کرنا نہین چاہئے تہا - مین نے گذارش کی کہ یا حضرت اوس نے محض خوف سے کلمہ پڑہا تہا صدق دل سے اوسکو یقین نہ تہا آنحضرت نے فرمایا افلا شققت قلبہ فتعلم اصادق ھو ام کاذب یعنی تم نے اوسکا دل چیر کے تو نہین دیکہا پہر کیسے معلوم کیا کہ وہ صادق ہے یا کاذب جب اسامہ نے آنحضرت سے یہ بات سنی تو عہد کرلیا کہ آیندہ پہر ایسی حرکت نہ کرونگا -

آنحضرت کی رحمۃ للعالمینی دیکہنے کے قابل ہے کہ ہر چند کفار شب و روز مسلمانون کا گلا کاٹنے کو اودہار کہائے پہرتے تہے اور کسی طرح مسلمانون پر رحم نہ کہاتے تہے مگر ادہر سے اونکی جان بخشی کے لیے بہانہ ہی ڈہونڈہا جاتا تہا کہ چاہیے وہ توحید کے مقر ہون یا مطیع اسلام ہوجائین یا مسلمانون کو ایذا پہونچانا چہوڑدین ہر صورت مین وہ بریت کے قابل ہین - جب کوئی صورت پہلو تہی کرنے کی نہین ملتی تہی اور وہ خواہ مخواہ جنگ کے لئے بڑہی جاتے تہے اوس وقت مجبوری سے اونکا سامنا کیا جاتا تہا - یہ بات تمام غزوات اور سرایا سے ٹپک رہی ہے اسپر بہی اگر کسی کو اسلام بزور شمشیر پہیلا ہوا معلوم ہوتا ہو تو وہ بلا غل و غش ہمارے پاس چلا آوے ادہر تو محمد کی ایک ہی تلوار تہی دیکہین ہم اور وہ ملکر دو تلوارون سے اپنا تصنیف کردہ مذہب دنیا مین کیسے جاری کرلیتے ہین -

بچشم بینا مرے جوبن کا تماشا دیکہے	دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکہے

(۴۵) سریہ موتہ

اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بصری کے حاکم کے نام مکتوب لکہکر حارث بن عمیر کو بہیجا - حارث موضع موتہ مین پہونچے وہان کا حاکم شرحبیل ابن عمرو غسانی جو قیصر کے امیرون مین تہا اونہین ملا اوس نے دریافت کیا کہ تم کہان جاتے ہو - حارث نے جواب دیا کہ مین رسول خدا کا ایلچی ہون اونکا نامہ لیئے ہوئے ملک شام کو حاکم بصری کے پاس جاتا ہون - شرحبیل رسول خدا کا

اتنا سنتے ہی جل بہنکے کباب ہوگیا اور حارث رضی اللہ عنہ کو شہید کرکے فساد کا بیج بودیا۔ جب یہ خبر ہمارے حضور کو ہوئی تو آپکو حد سے زیادہ رنج ہوا اور یہ ٹہہری کہ اسکا انتقام ضرور لینا چاہیئے آنحضرت معہ سب اصحاب کے مدینہ سے نکلکے موضع جرف مین آگئے۔ وہان گنتی جو ہوئی تو تین ہزار آدمیون کا مجمع نکلا۔ سب نے جرف مین ظہر کی نماز پڑہی اور آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد مثل سیارون کے جمع ہوگئے اوسوقت ارشاد ہوا کہ ہم نے زید ابن حارث کو اس لشکر کا امیر بنایا اگر وہ شہید ہون تو جعفر بن ابی طالب امیر کیئے جائین اگر وہ بہی جنت کو سدہارین تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہونگے جو وہ بہی دنیا مین نہ رہین تو مسلمانون کو اختیار ہے جسکو چاہین اپنا امیر کرلین اتفاقاً اوسوقت ایک یہودی بڑا دیندار اور عالم موجود تہا اوس نے یہ سارا انتظام سنکے التماس کی کہ اے ابوالقاسم اگر تم سچے پیغمبر ہو تو جس جس کا تمنے اسوقت نام لیا ہے اور لشکر کا امیر بنایا ہے ضرور ہے کہ وہ مارے جائین کیونکہ انبیائے بنی اسرائیل جب کسی لشکر کو کہین بہیجتے تہے اور یون نام بنام امرا مقرر کردیتے تہے اگر سو آدمی تک بہی بتاے جاتے تہے تو بہی وہ سب کے سب مقتول ہوجاتے تہے۔ پہر وہ یہودی حضرت زید ابن حارث کی طرف مخاطب ہوکے یون کہنے لگا کہ اے زید اب تم لڑائی سے زندہ نہ پہروگے چاہیئے کہ جو وصیت کرنا ہو کرتے جاؤ اور اپنے برادرون سب سے اچہی طرح رخصت ہو لو۔ اگر تمہارے پیغمبر سچے نبی ہین تو ضرور یہ بات ہوکے رہیگی۔ زید نے فوراً جواب دیا۔ مین گواہی دیتا ہون کہ آنحضرت صلعم خدا کے سچے نبی ہین اور مین دل سے چاہتا ہون کہ مجہے دولت شہادت نصیب ہو تاکہ دشمنون مین سرخروئی حاصل ہوجاے اور قومی قربانی سمجہا جاؤن۔ ملنا جلنا اور وصیت وغیرہ تو نامردین جانے کا مادہ ہے ہمین وہ کام کرنا چاہیئے جسکے لیئے دنیا مین آے ہین۔ یہودی یہ باتین سنکر دم بخود ہوگیا اور پہر کچہہ نبولا۔

آنحضرت نے ایک سفید جہنڈا بناکے زید کو دیا۔ ثنیۃ الوداع تک بنفس نفیس خود پہونچانے

آسے اسی لیئے اکثر اہل سیر اس سریہ کو غزوہ بھی لکھتے ہین - وہان آکے زید رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی کہ تم سیدھے حارث کے مقتل تک چلے جاؤ اور وہان کے لوگون کو اسلام کی طرف بلاؤ - اگر مان جائین تو فبہا ورنہ اون سے مقاتلہ و محاربہ کرکے اونکا غرور مٹادو -

جب لشکر اسلام کی آمد آمد کی خبر دشمنون کو پہونچی تو شرحبیل نے بھی لڑائی کا سامان درست کیا اور ایک کثیر التعداد لشکر جمع کرکے مسلمانون کا حال دریافت کرنیکو طلایہ روانہ کیا - غازیان شیر شکار وادی القری مین فروکش تھے کہ شرحبیل کا چھوٹا بھائی شدوس پچاس آدمیون کے ساتھہ آیا اور مسلمانون کا راستہ روک کر جم گیا - حضرت زید نے آشتی کے ساتھہ بہت کچھہ سمجھایا مگر وہان کیون اثر ہونے لگا تھا - آخر لڑائی ہوئی اور شدوس مارا گیا اوسکے ہمراہیون نے بھاگ کے شرحبیل کو آگاہ کیا اوس پر کچھہ ایسا خوف طاری ہوگیا کہ قلعہ مین گھس کر پھاٹک بند کرلیئے اور اپنے دوسرے بھائی کو ہرقل شاہ فرنگستان کے پاس مدد طلب کرنے کے لیئے بھیجا - وہان سے بھی ایک لشکر کثیر آگیا اور قبائل لخم و جزام و بہرا و وائل نے بھی بہت سی مدد کی - اسطور سے ایک لاکھہ کا مجمع ہوگیا - ادھر صرف تین ہزار ہین - ایک اور ۳۳ کا مقابلہ ہوگیا ہے دیکھین اب کیسے نبٹتی ہے -

مسلمانون نے یہ کثرت دیکھکے منزل معان پر دو رات توقف کیا اور مشورہ ہوا کہ اب کیا کرنا چاہئیے بعض کی یہ صلاح ہوئی کہ دشمن نے تو فرنگستان سے مدد منگائی ہے تم بھی رسول اللہ کی خدمت مین اس مضمون کی عرضی لکھو کہ حضور دشمنون کا ایک ٹیڑی دل ہے ہم ان سے کیسے عہدہ برآ ہوسکینگے یا تو مدد بھیجیئے یا ہمین حکم ہوجاے کہ ہم واپس چلے آئین - عبداللہ بن رواحہ نے یہ حال دیکھکر مسلمانون سے خطاب کیا کہ بھائیو مجھے نہایت تعجب ہوتا ہے نہین معلوم تمہاری عقل کو اسوقت کیا ہوگیا ہے - دولت شہادت جسکی طلب مین تمنے گھربار - زن و فرزند - دوست و آشنا سب چھوڑے ہین تمہارے سامنے موجود ہے پھر تمہین کیون پس و پیش ہے قدم عشق

بہشت بہت سیر دو اور خدا کا دیدار ہر وقت کے لئے مول لو دوسرے ہم لوگ جو کفار سے لڑتے ہین کیا ہمین اپنی کثرت سامان جنگ اسلحہ اور گھوڑون اونٹون وغیرہ کی افراط پر بھروسہ ہوتا ہے استغفر اللہ۔ ہمین تو اللہ تعالےٰ نے اپنے سچے دین کے بھروسے پر قوی دل اور گرامی بنایا ہے اور اپنے دین کی حمایت کے لئے جدوجہد کا حکم دیا ہے۔ وہ ہر حال مین ہمارے ساتھ ہے ہمین تو ساری دنیا کے مجمع سے بھی نہ ڈرنا چاہئے۔ آج تمہارا خیال کدہر ہے۔ موت کا ایک دن آنا حق ہے پھر اوسکے لئے اس سے اچھا دن کہان سے آویگا کہ اپنے دین۔ اپنی قوم۔ اپنے ملک کے لئے شمشیر بکف مرتے ہو۔ شجاعان جہان تمہارے نامون کی عزت کرتے رہینگے اور قیامت تک تمہارا افسانہ رہیگا پس مناسب یہ ہے کہ سیدہے دشمن کے سر پر چلے چلو نتیجہ دو حال سے خالی نہ ہوگا یا تو سب کے سب شہید ہو کے جنت مین چلے جانا یا دشمن کو مغلوب کر لینا۔ مین نہین سمجھتا کہ تم نے ان دونون مین سے کسکو برا سمجھا ہے جو نئی دلہن کی طرح سے سنٹے جاتے ہو۔ عبد اللہ کا اتنا کہنا تھا کہ سب کی آنکھون پر سے پردے اوٹھ گئے اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہکے سنبھل بیٹھے۔ دریائے شجاعت وجرأت جوش مین آیا۔ مرنے مارنے کو تیار ہو گئے اور دشمن کے لشکر کے سامنے جا پڑے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ جنگ موتہ مین لشکر اسلام کے ساتھ مین بھی تھا جب تک کفار کا لشکر نمودار ہوا ہے اونکے مسلح آدمی۔ چمکدار ہتیار۔ سجے سجائے گھوڑے دیبا و حریر کا ساز و سامان دیکھکے میری آنکھین چوندہیا گئین۔ اب دونون لشکر مقابل ہوئے زید نے علم ہاتھ مین لیکر اونکا سامنا کیا دیر تک داد شجاعت دیتے رہے آخر کار نیزہ کے زخم سے آپ شہید ہوگئے۔

قوت بازوے حیدر کرار حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جناب زید کو زمین پر

آتے دیکھا تو فوراً علم تہام لیا زمین پر گرنے ندیا۔ ہمت خداداد ورثہ مین آئی تہی گھوڑے سے معاً اوترکر اوسکی کوچین کاٹ دین۔ اسلام مین پہلے آپ ہی نے ایسا کیا۔ پہر لڑائی مین مشغول ہوی جدہر حملہ کرتے تہے لشکر کفار کائی کی طرح پہٹ جاتا تہا۔ لڑتے لڑتے آپکا دایان ہاتہہ قطع ہوگیا۔ شجاعت کے دہنی تے خاطر مین بہی نہ لاے بائین ہاتہہ مین علم لے لیا اور اوسی جوش وخروش سے جنگ کرتے رہے جب وہ بہی کسی شقی کی ضرب سے الگ ہوگیا تو بازو مین علم کو اٹکاے رہے اوسے چہاتی سے علیحدہ نہونے دیا آخرکار رومیون مین سے کسی بیرحم نے اوس خدا کے پیارے نبی کے دُلارے پر ایسا وار کیا کہ کام تمام تہا۔ رضوان نے دوڑ کے استقبال کیا حورون نے اپنے ہاتہون پر لیا۔ رحمت یزدانی بر..... سنے لگی۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مین بہی اس میدان جنگ مین حاضر تہا۔ لڑائی ہوچکی تو مین نے حضرت جعفر کی لاش مقتولون مین سے ڈہونڈہ ڈہانڈ کے نکالی دیکہا تو کچہہ کم سو زخم جسم پاک پر آے تہے اونمین بہت سے تو سینہ فیض گنجینہ اور رُخ انور ہی پر تہے۔

جب جناب جعفر طیار شہید تیغ ستم ہوچکے تو حضرت عبداللہ ابن رواحہ کی باری آئی آپ کا اُسوقت عجب حال تہا۔ تین دن سے انتظام لشکر اور غازیون کی دلدہی آراستگی سازوسامان مین ایسے مصروف تہے کہ ایک دانہ اوڑ کے منہ مین نہین گیا تہا۔ اطمینان سے بیٹہہ کے کہانا پینا تو درکنار اسوقت بہوک کی شدت سے آپکو ضعف ہوگیا۔ اونکے چچازاد بہائی نے غشی کی حالت مین جو پایا تو دوڑ کے پکے ہوے گوشت کا ایک ٹکڑا منہ مین ڈالدیا کہ ایک نوالہ کہا کے پانی توپی لین تاکہ ہوش آجاے۔ آپ نے وہ نوالہ چبا کے ابہی نگلا بہی نہ تہا کہ ناگاہ آواز آئی "حضرت جعفر جنت کو سدہارے" عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نوالہ تو تہوکدیا۔ دوڑ کے علم پکڑ لیا اور لڑنے لگے اردگرد کے لوگ حیرت مین کہڑے کے کہڑے رہگئے۔ ایک دوسرے کا منہ تکتا تہا مگر کچہہ سمجھہ مین

نہین آتا تہا۔ جب تہوڑی دیر کے بعد تعجب رفع ہوا تو کہنے لگے کہ بہائیو یہ بہوک کا غش نہ تہا بلکہ جنگ کی بیتابی تہی دیکہو نا بجلی کی طرح کوندکے نکل گئے ہین۔ اب سب کی نظرین میدان کی طرف دوڑین دیکہا کہ عبداللہ کہڑے ہوے کہہ رہے ہین ”اے نفس جعفر تو دنیا سے سدہار سے تو ابہی تک زندہ ہے“ اتنا کہا اور لڑنا شروع کردیا۔ بہوکے شیر کی طرح بپہر کے جدہر حملہ کرتے ایک کے دو اور دو کے چار کر دیتے تہے اسی دار و گیر مین ایک اونگلی کٹ کے پنجۂ دست مین اٹکی رہگئی جس سے آپکو تلوار لگانے مین کچہہ الکساہٹ سی معلوم ہونے لگی۔ جہلا کے گہوڑے سے کود پڑے اور پاؤن کے تلے دبا کے اونگلی کو جہٹ پنجہ سے جدا کرکے دور پہینکدیا اور پہر اوسی طرح لڑنے لگے کچہہ کسل سا جو آیا تو دل کے طرار و فرار کرنیکے لئے فرمایا ”اے نفس سنتا ہے اگر تجہے جورو کی فکر ہے تو مین نے اسی وقت اوسے تین طلاقین دین اور اگر غلامون کے لحاظ سے زندہ رہنا چاہتا ہے تو مین اونہین آزاد بہی کرچکا اور جو زمین و باغ و خانہ و املاک کا فریفتہ ہوکر اس دنیاے دنی کو چہوڑنا نہین چاہتا تو وہ بہی مین نے خدا کی راہ مین اوسکے رسول پر سے صدقے کردئے بس اب دنیا مین سواے دولت شہادت کے تیرے لئے اور کیا دہرا ہے اوسے لپک کے لے اور اپنے حق مین کانٹے نہ بو“ اتنا کہا اور پہر لڑائی پر جہک پڑے۔ ایسا لڑے کہ چارون طرف سے شور الامان بلند تہا۔ کفار ڈر کے مارے سہمے جاتے تہے۔ دور دور سے نیزہ و تیر و خنجر و شمشیر کے زخم لگاتے پاس نہین پہٹکنے پاتے تہے آخر وہ تین دن کی بہوکی پیاسی قیمتی جان زخمون کی کثرت اور روانی خون کی شدت سے جنت کو سدہاری اور نام نیک اپنا دنیا مین چہوڑا۔

اب نہ رستم نہ سام باقی ہے
اک فقط نام ہی نام باقی ہے

اب حضرت ثابت بن احزم انصاری رضی اللہ تعالے عنہ سے نہ رہا گیا۔ باز کی طرح علم پر

جھپٹتا مارا اور اوسے سرنگون نہونے دیا۔ پھر بولے "اے مسلمانو۔ اتفاق کر کے اپنے مین سے تم ایک آدمی کو امیر بنالو مین نے اسلام کے علم کو سنبھالا ہے تمہارا حق غصب نہین کیا مجھے معاف کرنا" اونکے اس کلام پر سب مسلمان متفق ہو کر کہنے لگے کہ ہمنے تمہین کو اپنا امیر بنایا تم کچھہ خیال نہ کرو۔ حضرت ثابت نے امارت قبول نہ کی اس لیئے لوگون نے حضرت خالدبن ولید کو امیر مقرر کیا اور ثابت نے بخوشی بخوشی علم اونکے سپرد کر دیا۔ ہرچند حضرت خالد نے سمجھایا کہ تم مجھہ سے عمر مین بڑے ہو اور جنگ بدر مین بھی شامل رہے تھے مرتبہ تمہارا مجھہ سے اعلی ہے علم اپنے ہی پاس رکھو۔ لیکن حضرت ثابت نے فرمایا کہ یہ سب کچھہ سہی مگر شجاعت و مردانگی تمہارا ہی حصہ ہین مین نے تو تمہین دینے کے لیئے علم اوٹھایا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالے عنہ نے کشتون کے پشتے لگا دیئے اور خون کے دریا بہا دئے۔ یہانتک کہ لڑائی دیکھتے دیکھتے چشم آفتاب سیاہ ہو گئی۔ رات نے اپنی اندھیری سے یہ سارا منظر تاریک کر دیا اور دونون لشکر بمجبوری جنگ سے دست بردار ہوے۔

صبح ہوئی تو جناب خالد کی عملداری تھی آپ نے علم سنبھالا اور ترتیب لشکر کا نیا انتظام کیا۔ مقدمہ کو ساقہ۔ اور ساقہ کو مقدمہ کی جگہہ استادہ کیا۔ میمنہ کو میسرہ اور میسرہ کو میمنہ کر دیا۔ انہین تو جنگ کی لیاقت خداداد تھی اپنے عجیب وغریب تبدل اور انوکھے انتظام سے لشکر کی شکل ہی بدلدی جس نے کل دیکھا تھا وہ آج نہین بتا سکتا تھا کہ یہ وہی لشکر ہے یا دوسرا۔ گویا کایا ہی پلٹ دی مشرکون نے نئی صورت جو دیکھی تو دہوکا کھایا اور سمجھے کہ مسلمانون کی مدد کے لیئے یہ دوسرا لشکر آگیا ہے دل مین یہ سمانا تھا کہ رعب چھا گیا۔ تھرا گئے اور بدحواس ہو کے بھاگے۔ حضرت خالد نے تعاقب کیا اور جہان پایا قتل کر ڈالا۔ اونکا مال و اسباب مسلمانون کے قبضہ مین آیا۔

حضرت خالد نے جنگ سے فارغ ہو کے مدینہ کا قصد کیا۔ راہ مین ایک شہر ملا جس مین قلعہ

بہی تہا - جاتے وقت ان قلعہ والون نے لشکر اسلام مین سے ایک مسلمان کو شہید کیا تہا جناب خالد نے واپسی کے وقت اوس قلعہ کا محاصرہ کرکے اوسے بہی جلدی سے فتح کیا -

صحیح اور معتبر روایات سے بتواتر ثابت ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے رسول کو سریہ موتہ کے تمام حالات سے آگاہی دے دی تہی چنانچہ آپ مدینہ مین بیٹھے ہوے وہان کے حالات اسطرح معلوم کررہے تہے گویا آنکھون سے دیکھتے ہین - غرضکہ جو کچہہ وہان گذرتا تہا اوسیوقت اصحاب کے سامنے آپ بیان کردیتے تہے - جب لشکر اسلام واپس آیا تو وہان کے لوگون نے ساری کیفیت بیان کی وہ جون کی تون ویسی ہی تہی جیسے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمائی تہی - لشکر کے امیرون کی شہادت کی نسبت آپنے یون کہا تہا "اخذ رایۃ زید فاصیب ثم اخذ ہا جعفر فاصیب ثم اخذ ابن رواحہ فاصیب" یعنی زید نے علم لیا اور شہید ہوگیا پہر جعفر نے لیا اور شہید ہوا پہر ابن رواحہ کی باری آئی اور وہ بہی شہید ہوا - بعدازان فرمایا اب خالد نے جو خدا کی تلوار ہے علم لیا اور فتح پائی - پہر دعا کی کہ یا الٰہی خالد تیری تلوار ہے تو ہمیشہ اوسے فتحمند رکہیو - اوسی دن سے حضرت خالد کا لقب سیف اللہ ہوگیا -

تلخیص المغازی مین مرقوم ہے کہ زید کا حال آنحضرت نے یون بیان فرمایا کہ دیکہو لڑائی کے وقت شیطان زید کے پاس آکے زندگی دنیا کی خوبصورتی اور خوشنمائیان اوسے دکہارہا ہے زید نے اوس سے یہ کہدیا ہے کہ اے مردود اسوقت مومنین کامل کے دل مین ایمان ثابت اور استوار ہوتا ہے مین تیرے دہوکون مین نہ آؤنگا پہر جعفر سے بہی ایسے ہی پیش آیا - اونہون نے بہی ایسی ہی پہٹکار بتائی اور زید و جعفر شہید ہوگئے - جعفر کے لڑائی مین دونون ہاتہہ کٹ گئے ہین اللہ نے بہشت مین اونکی جگہہ اوسے دو بازو مرحمت فرمائے ہین جن سے کہ وہ بہشت مین پرندون کی طرح اوڑتا پہرتا ہے - اسکے بعد اکثر اصحاب نے حضرت جعفر کو بہشت مین

اڑتے ہوئے خواب مین دیکھا - آنحضرت جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بیٹے کو ہمیشہ ابن ذی الجناحین کہا کرتے تھے -

روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ یعلی ابن امیہ جنگ موتہ کی خبر لیکر حضور نبوی مین حاضر ہوا چاہتا تھا کہ بیان کرے کہ آپ نے سارا قصہ کہہ سنایا - وہ متحیر کھڑا ہوا سنا کیا جب آپ بیان کر چکے تو یعلی نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے قسم ہے خدائے عز وجل کی جس نے آپکو اپنے بندون کی شفاعت کے لئے بہیجا ہے آپ نے اہل موتہ کے احوال سے ایک لفظ بہی فروگذاشت نہین کیا معلوم ہوتا ہے کہ آپ بذات خود وہان موجود تہے اور آنکھون سے دیکھتے تھے -

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ جب حضرت جعفر کی شہادت کی خبر آپکو معلوم ہوئی تو اوسیوقت آپ میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا کہ جعفر کے لڑکے کہان ہین - مین نے جلدی سے لڑکون کو لاکے حضور مین کھڑا کر دیا - آپ نے اونہین گود مین لیکے پیار کیا اور آبدیدہ ہوئے - مین نے دریافت کیا "یا رسول اللہ جعفر کی تو خیر ہے" ارشاد ہوا کہ وہ شہید ہو گئے - یہ سنتے ہی مین رونے پیٹنے لگی پاس پڑوس کی عورتین بہی میری آواز سنکے آگئین رسول اللہ نے فرمایا اے اسماء چیخو چلاؤ نہین نہ چہاتی کوٹو نہ کوئی ناشایستہ بات منہ سے نکالو - یہ کہکر آپ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر چلے گئے اور کہا کہ جعفر کے گھر کہانا پکا کے بہیجدو اونہین جعفر کے غم مین کہانے پکانے کی کب سوجہیگی کہین ایسا نہو کہ اونکے ننہے ننہے بچے بہوکے رہجائین -

آنحضرت نے اہل موتہ کو کرار کا خطاب بہی دیا ہے یعنی وہ مکرر فتح کرکے اور لڑکے آئے تھے - یہ لڑائی ملک شام مین دمشق کے قریب موتہ نام ایک گانؤن مین ہوئی تھی - اس مین بعض مسلمان جہجکے تھے اور لڑائی سے جی چرانا چاہا تہا - اہل مدینہ نے اونہین بہت ملامت کی

اور کہاکہ جہاد کی غرض اصلی شہادت ہے پھر مرنے سے منہ موڑنا چہ معنی دارد۔ ان لوگون کو بہت ندامت ہوئی اور گھرون سے نکلنا چھوڑ دیا۔ شدہ شدہ اسکی خبر آنحضرت کو پہونچی آپ نے فرمایا کہ آدمی کی طبیعت جب جھجک سکے پھر روبراہ ہوجاے تو ادسے معاف کردینا چاہیئے جس کام کا نتیجہ اچھا ہوا اوسکی شکایت کیا وہ سب بہادر لوگ ہین خبردار پھر کبھی اونکی شان مین کچھ نہ کہنا۔ آدمی کی کمزوریون پر تم لوگ نظر نہین رکھتے۔ اون سے جاکے کہدو کہ وہ باہر نکلین۔ یہ سنکر اون کی خجالت گئی اور پھر کسی نے اونہین کچھ نہ کہا۔

موتہ بلقاکے پاس بیت المقدس سے دو منزل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ بہ سبب سختی اور شدت جدال وقتال کے یہ سریہ بہت مشہور ہے آنحضرت کا ایلچی سواے اس سریہ کے اور کہین نہین مارا گیا اسی مین حارث بن حمیری ازدی کو شرجبیل بن عمر غسانی نے شہید کیا۔ ملوک وسلاطین مین قدیم الایام سی یہ بات چلی آئی ہر کہ ایلچی کو کبھی نہین مارتے۔ ایک دفعہ مسیلمہ کذاب کا وکیل آیا اور اوس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین گستاخی کی اور کلمات کفر بکے آپ نے اوسکی برداشت کی اور فرمایا اگر تو ایلچی نہوتا تو ہم تجھکو مار ڈالتے۔ اس سریہ مین جب آپنے زید بن حارثہ کو امیر کیا تو جعفر بن ابی طالب نے خدمت شریف مین حاضر ہوکے گذارش کی کہ یارسول اللہ مجھکو آپ کی ذات عالی صفات سے ہرگز یہ امید نہ تھی کہ آپ میرے اوپر زید کو سردار کرینگے۔ آپ نے فرمایا کہ اے جعفر تم نہین جانتے کہ تمہاری خیر کس بات مین ہے پس تم میری بات مان لو اور سیدھے لشکر کے ساتھ چلے جاؤ۔

حضرت زید بن حارثہ آنحضرت کے متبنی تھے لوگ اونکو زید ابن محمد کہنے لگے جب یہ آیت نازل ہوئی ادعواھم لاباءھم یعنی لوگون کو اونکے باپون کے نام سے پکارا کرو تو یہ کہنا موقوف ہوگیا آنحضرت نے اونکا نکاح اپنی پھوپی کی بیٹی زینب بنت جحش سے کردیا تھا اور بہت

سی جنگون مین اونکو امیر کر کے بھیجا۔ یہ مومنین سابق اور مہاجرین اول مین تھے۔ اونکے بیٹے
اسامہ کو لوگ محب رسول اللہ کہتے تھے آنحضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور اسامہ کو اپنے
کندہے اور گود مین بٹھا لیتے اور فرماتے کہ اے اللہ مین ان دونون کو دوست رکھتا ہون تو بھی
ان دونون سے محبت کر اور اکثر یہ فرمایا کرتے کہ من احب اللہ و رسولہ فلیحب اسامہ یعنی جو کوئی
دوست رکھتا ہو اللہ اور اوسکے رسول کو چاہئے کہ وہ اسامہ سے بھی محبت رکھے۔ جناب فاروق
اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین اسامہ کا وظیفہ اپنے صاحبزادے عبد اللہ سے زیادہ
مقرر کیا۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے والد بزرگوار سے آکے شکایت کی کہ ابا جان آپ نے
اسامہ کو مجھپر کیون فضیلت دی ہے حالانکہ سب لڑائیون مین اسامہ سے مین سبقت لیگیا ہون
حضرت عمر نے فرمایا کہ وہ آنحضرت کا پیارا ہی اسلئے مین اپنے پیارے پر آنحضرت کے پیارے کو ترجیح دیتا ہون
آنحضرت کی عنایت اسامہ پر یہان تک تہی کہ حضرات جعفر اور ابوبکر اور عمر سے لوگون کو اونکا تابع بنایا۔
روانگی لشکر کے وقت آنحضرت نے یہ دعا کی "اللہ تعالے تم سب لوگون کو دشمنون کے
شر سے بچاوے اور سالم و غانم پہیر کر لاوے" اس دعا کو سنکر حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے
التماس کی کہ یا حضرت مین تو اپنی مغفرت اور شہادت چاہتا ہون۔ اور آپ میرے واسطے یہی
دعا مانگتے ہین۔ زید بن ارقم سے روایت ہے کہ مین حضرت عبد اللہ کے سایہ مین پلا ہون یتیمون
کی پرورش مین اونکے برابر کوئی کوشش نہین کرتا تھا۔ مین اور وہ ایک ہی اونٹ پر سوار ہو کے
موتہ گئے تھے اثنائے راہ مین رات کو اونہون نے ایک شعر پڑہا جس سے بوے شہادت
آتی تھی۔ مین اوسے سنکے رونے لگا اونہون نے میری تشفی کی اور فرمایا اے لڑکے اگر خدا
مجھے شہادت دے تو اس مین تیرا کیا نقصان ہے۔ اچھی بات ہے کہ دنیا کی تنگیون اور کدورتون
سے چھوٹ کے راحت پاؤنگا اور قرب حضرت حق اور فضاے عالم قدس مین خوشی مناتا

پھرونگا - پھر منزل پر اوتر کے نماز پڑہنے لگے اور جناب باری مین دعا و مناجات کی اور بعد فراغ کے مجہہ سے کہا کہ اے لڑکے غالباً خدا نے میری دعا قبول کی دولت شہادت مجھے نصیب ہوگی - وقت رخصت کے عبداللہ بن رواحہ نے آنحضرت سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ کوئی کام مجھے ایسا بتا دیجیے کہ مین اوسے وہان ہمیشہ کرتا رہون - ارشاد ہوا کہ عبداللہ جہان تو جاتا ہے سجدے بہت کم ہوتے ہین نماز پڑہتا رہیو اور خدا کی یاد رکہنا کہ وہ تیرا معاون ہے

جب خالد بن ولید کے امیر ہونے کی نوبت پہونچی تو مسلمان شکست کہا کے بہاگے تہے اور مشرکین نے اونکا پیچہا کیا تہا - اس مین بہت سے مسلمان شہید ہوگئے ہرچند حضرت خالد اونہین پکارتے تہے اور بہاگنے سے منع کرتے تہے مگر کوئی نہین سنتا تہا کہ قطبہ بن عامر کو کچہہ سوجھی اور پکار کے کہا یا معشر المسلمین مین تم سے یہ پوچہتا ہون کہ لڑائی مین مارا جانا بہتر ہے یا حالت فرار مین مرنا یاد رکہو اگر تم یون ہی بہاگتے رہے تو یہ تم مین سے ایک کو بہی گہر نہ پہونچنے دینگے اور نامردون مین لکہے جاؤگے یہ سنکر مسلمانون کی آنکہین کہلین اور سنبہل کے پہر لڑنے لگے - خالد بن ولید نے مشرکین کی ایک جماعت عظیم کو تہ تیغ کیا - خالد کے ہاتہہ مین اوسدن نو تلوارین ٹوٹین اور سوائے ایک تیغ یمانی کے اونکے ہاتہہ مین کچہہ نہ رہا غرضکہ جن ہاتہون نے جنگ اُحد مین مسلمانون کو شکست دی تہی اونہین ہاتہون نے آج ایسی تلافی کی کہ شکست کو فتح سے بدلدیا اور سر کو ہتیلی پر رکہکے خطاب سیف اللہ حاصل کیا -

موتہ سے واپس ہوکے جب مسلمان مدینہ پہونچے تو جو لوگ اونکے استقبال کو گئے تہے اونہون نے اونکو طعنے دینا شروع کئے اور کہا کہ تم لوگ بہگوڑے ہو - بعض اونپر مٹہیان بہر بہر کے خاک ڈالنے لگے - ایک آدمی نے آکے اپنے گہر کی کنڈی کہٹکہٹائی گہروالی نے کہدیا کہ جاؤ یہ گہر تمہارا نہین ہے تم گہر کیون آئے لڑائی مین کیون نہ مرے - اسی طرح سے بڑہیون نے

اپنے اکلوتے بچون تک کو منہ نہ لگایا - بڑے بڑے صحابی جو بچارے بھاگے بھی نہ تھے وہ بھی شرم کے مارے گھر سے قدم باہر نہ رکھتے تھے - جب آنحضرت کو اسکی خبر ہوئی تو آپ نے وہ فیصلہ کر دیا جسکا ذکر ہم اوپر کر چکے ہین -

(۴۶) غزوہ ذات السلاسل

ناگاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی کہ قبیلہ بلی و قضاعہ و بنو العین نے متفق ہو کر مدینہ کے لوٹنے کا ارادہ کیا ہے - آنحضرت نے آتش فتنہ و فساد فرو کرنیکے لئے عمرو بن العاص کو مامور کیا اور فرمایا کہ دشمنان دین کو جا کے زیر کر مال غنیمت بھی تیرے ہاتھ آئیگا - حضرت عمرو بن عاص نے عرض کی کہ حضور مین دنیا کے لالچ سے مسلمان نہین ہوا ہون - ارشاد ہوا کہ ہم اس بات کو خوب جانتے ہین لیکن المال الصالح للرجال الصالح یعنی نیک مال نیک مردون کے لئے ہوا کرتا ہے - جب تم لوگ خدا کی راہ مین سر دینے کو تیار ہو جاتے ہو تو خداوند کریم تمکو اوسکا صلہ بھی کیون نہ دے غرضکہ آپ نے ایک سفید علم بنا کے اونہین دیا - مشاہیر مہاجرو انصار مثل سعید ابن زید ابن عمرو ابن نفیل - سعد بن ابی وقاص - عامر ابن ربیعہ - صہیب ابن لیان رومی - اُسید بن حضیر - سعد ابن عبادہ اور عباد ابن بشیر وغیرہ تین سو آدمی ساتھ کر دئے گئے - محمد بن اسحق نے لکھا ہے کہ حضرت عمرو بن عاص اپنی مان کی طرف سے اہل بلی کے رشتہ دار تھے اسی لئے وہ امیر لشکر کئے گئے کہ لوگون کی تالیف و تلقین اونہین سے اچھی ہوگی اور شاید اونکے سمجھانے بوجھانے سے بندگان خدا کا کشت و خون بھی کم ہو -

لشکر اسلام رات کو چلتا تھا اور دن کو مقام کر دیتا تھا - کل تیس گھوڑے سارے لشکر مین تھے جب کفار کے قریب پہونچے تو سننے مین آیا کہ اونکی کثرت ہے اور ہم نہایت قلیل ہین اون سے عہدہ برآ نہو سکینگے عمرو بن عاص نے یہ حال دیکھکے راستہ ہی مین توقف کیا اور رافع ابن مکیث

جہنی کو رسول خدا کی خدمت مین مدد طلب کرنیکے لئے بہیجا۔ آنحضرت نے ابوعبیدہ بن الجراح

کو علم حرمت فرمایا اور حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم کو بہی ساتھہ کر کے فرمایا کہ جو کام کرو سب

مل جلکر کرنا ہرگز مخالفت تم مین ہرگز دخل نپاوے بالکل متفق رہنا۔ یہ سب لوگ عمرو بن عاص

کے پاس اہونچے۔ نماز کے وقت حضرت ابوعبیدہ نے امامت کرنا چاہی مگر حضرت عمرو بن

عاص نے کہا کہ اے ابوعبیدہ تم میری کمک کو آئے ہو تمکو امامت زیبا نہین امیر لشکر تو مین ہون

مہاجرین نے جواب دیا تم ابوعبیدہ کے امیر نہین ہوسکتے وہ بہی مستقل امیر ہین تم ہوگے تو اپنی جماعت

کے امیر ہوگے۔ حضرت عمرو بن عاص نے کہا جب تم میری مدد کو آئے ہو تو سبکا امیر مین ٹہیرا۔

جب حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے دیکھا کہ آنحضرت نے مخالفت کی ممانعت فرمائی ہے اور یہ

جہگڑا نہ ورنقض ڈالیگا تو امامت سے دست بردار ہوکر حضرت عمرو ابن العاص کے پیچھے نماز پڑہلی

اور اون سے معذرت کی کہ تم مجہہ سے ناراض ہونا ہم لوگون کو وہین سے ہدایت کردی گئی تہی کہ

خبردار اور ہوشیار رہنا باہم اختلاف کبھی نہ ڈالنا۔ خیر یہ بات تو رفت و گذشت ہوئی۔ مگر جب

مل ملاکر دشمنون کے سر پر جا پہونچے تو ایک رات کو جبکہ شدت سے سردی پڑ رہی تہی مسلمان جاڑے

سے اکڑے جاتے تہے۔ لوگون نے ادہر اودہر سے لکڑیان جمع کر کے آگ جلانا چاہی تو

حضرت عمرو بن عاص نے منع کیا۔ لوگون نے اسکی شکایت جا کے حضرت صدیق اکبر سے کی۔

حضرت ابوبکر نے عمرو بن عاص کو بہت کچہہ سمجہایا مگر وہ نہ مانے اور کہا کہ مین امیر ہون میرا کہنا ماننا پڑیگا۔

جو نہ مانیگا اور آگ جلائیگا اوسکو مین اوسی آگ مین جہونکدونگا۔ حضرت فاروق اعظم اون کی یہ باتین

سنکر بہت برہم ہوے اور برا بہلا بہی کہا۔ حضرت عمرو بن عاص نے اونہین بہی ڈپٹ دیا کہ

اے عمر تم میری اطاعت کے لئے بہیجے گئے ہو مین جو حکم تمہین دون اوسکی تعمیل کرو۔ غرض عمرو

بن عاص کی ایسی باتین سنکر سب نے خاموشی اختیار کی اور کسی نے کان نہ ہلایا دہی کرتے رہے

جو اونہون نے کہا اور سمجھے کہ لڑائی کا انتظام یہی ہم سے بہتر جانتے ہین اسی لیے ہمپر امیر کیئے گئے پس سب نے اوس جاڑے پالے مین آگ پر خاک ڈالی سردی کہاتے رہے مگر اونکا حکم نہ ٹالا۔

تائید الٰہی اور اوسکے فضل نامتناہی نے اپنی یہ کارسازی دکہانی شروع کی کہ لشکر اسلام جدہر سے ہوکر نکلجاتا تہا وہان کے لوگ رعب سے کانپ جاتے اور اپنے اپنے مکان چہوڑ کے ادہر اودہر بہاگ جاتے تہے۔ یہانتک نوبت پہونچی کہ مسلمان اوس قوم مین ادہر سے اودہر تک پہونچگئے اور سارا ملک اونکا ڈھونڈ ڈالا مگر کسی نے اون سے یہ بہی نہ پوچہا کہ تمہارے منہ مین کے دانت ہین آخر جب دیکہا کہ اب تو یہ ہمارے سر پر نقارے بجاتے پہرتے ہین اور ہمین خیال مین بہی نہین لاتے تو شرما شرمی جی توڑ کے لڑے۔ بہادری اور جانفشانی مین کوئی بات اوٹہا نہین رکہی۔ اُسوقت البتہ محاربہ عظیم ہوا مگر دلون سے ہارے ہوے تہے اور لوگون کے دکہانے کو سامنے آے تہے کیا نتیجہ ہوسکتا تہا۔ ادہر مدد خدا مسلمانون کے ساتہ تہی۔ سب نو دو گیارہ بہاگے۔ جب وہ ملک کفار نابکار سے خالی ہوگیا تو لشکر خدا نے چند روز اپنے اطمینان کے لئے وہان قیام کیا۔ آمین تہکے ہوے غازیون نے آرام بہی کر لیا۔ کہانے کے لیے بہت تلاش و تجسس سے جب بکری اونٹ اطراف و جوانب سے منگوا لیے جاتے تہے تو گذارا ہوتا تہا۔ غرض کہ اس جنگ مین مال غنیمت بہت کم ہاتہ آیا۔ آخر چند روز کے بعد مدینہ کا رُخ کیا۔ اثناے راہ مین ایک شب حضرت عمرو بن عاص کو غسل کی حاجت ہوئی۔ اوس رات کو بڑی سردی پڑ رہی تہی اور ہوا زور شور کی چل رہی تہی اونہون نے لوگون سے کہا کہ مجہے غسل کی ضرورت ہے اگر سرد پانی سے غسل کرونگا تو بیمار ہوجاؤنگا بہتر ہے کہ تیمم کر لون۔ یہ کہکے تہوڑا سا پانی منگایا۔ استنجا کرکے وضو کیا اور تیمم کرکے فجر کی نماز مین امامت کی۔

عمرو عوف ابن مالک کہتے ہین کہ مجہے پہلے سے لشکر کی صحت و سلامتی کی خبر پہونچانے

کے لئے مدینہ بہیجدیا تہا مین نے رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہو کے سارا حال عرض کردیا۔ جب عمرو بن عاص اور فاروق اعظم کی ردوبدل کا ذکر مین نے کیا جو آگ جلانے پر ہوئی تہی تو آپنے فرمایا یرحمہا اللہ یا ابا عبیدہ پہر مین نے عمرو بن عاص کے تیمم کرکے امامت کرنیکا حال بیان کیا آپ اوسے سنکر خاموش ہو رہے۔ جب وہ بہی مدینہ مین پہونچ گئے تو مین نے آنحضرت کے سامنے اون سے سوال کیا کہ تم نے پانی کی موجودگی مین کیسے تیمم کیا اونہون نے جوابدیا کہ سردی شدید تہی اگر مین اوسوقت ٹہنڈے پانی سے نہالیتا تو ہلاک ہوجاتا خداے تعالے نے فرمایا ہے ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ بکم رحیما آنحضرت اونکا یہ جواب سن کے ہنس پڑے اور کچھہ نہ فرمایا۔

پہر غازیون نے آنحضرت سے عمرو بن عاص کی شکایت کی کہ ہم سردی مین ٹہٹر اگئے مگر انکو ہم پر اتنا رحم نہ آیا کہ آگ جلانیکی اجازت دیدیتے۔ حضرت نے عمرو بن عاص سے اسکا باعث دریافت کیا۔ تو اونہون نے جوابدیا کہ یا رسول اللہ اگر مین آگ جلانیکی اجازت دیدیتا تو لشکر مین چارون طرف آگ روشن ہوجاتی اوسکے اوجالے مین دشمن ہماری قلت سے واقف ہوجاتے۔

اسکے بعد لوگون نے کہا کہ انہون نے ہم سے دشمنون کا تعاقب کرایا۔ عمرو بن عاص نے اسکا جواب یہ دیا کہ مجھے ایسا گمان تہا کہ اونکے لئے مدد آنیوالی ہے اگر وہ آجاتی تو پہر کفار قوی دل ہوکر لڑنے لگتے اس لئے مین نے چاہا کہ بالکل اونکا قلع وقمع ہی کردینا اچھا ہے تاکہ وہ اڈاہی نرہے جسپر کہی بیٹہے۔ یہ دونون جواب اونکے آنحضرت کو بہت پسند آے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اس غزوہ سے لوٹتے وقت مین نے اپنے دل مین سوچا کہ پیغمبر خدا نے مجھے اوس مجمع کا امیر کیا ہے جسمین صدیق اور فاروق بہی شامل ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میری عزت ان سب سے زیادہ ہے۔ مین نے اس بات کو تحقیق

کرنیکے لئے آنحضرت سے پوچھا کہ حضور آپکا بڑا دوست کون ہے۔آپ نے فرمایا عائشہ۔ پھر مین نے عرض کی کہ مردون مین بتلائے۔حضور نے ارشاد کیا کہ ابوبکر۔مین نے پوچھا کہ اونکے بعد ارشاد ہوا کہ عمر فاروق۔اسی طرح سے کئی آدمیون کے نام آپ لے گئے میرے نام سے خبر ہی نہوے مین ڈرا کہ کہین ایسا نہو کہ سب مسلمانون کے بعد میرا نام آوے اس لئے خاموش ہو رہا۔

(۴۷) سریہ خبط

اسی سال مین قبیلہ جہنیہ کے لوگون نے سر اوٹھایا اور چارون طرف فتنہ پردازیان کرنا شروع کردین یہ مسافرون کو لوٹتے مارتے تھے اور مسلمانون کے دشمن جانی تھے۔اونکی سرکوبی کے لئے آنحضرت نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالے عنہ کو تین سو آدمیون کا امیر کرکے روانہ کیا۔فاروق اعظم اور جابر بن عبداللہ انصاری بہی ساتھ تھے۔حضرت جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہین کہ لشکر کی زاد راہ کے لئے آنحضرت نے ایک گون چھوہارے ساتھ کردئے تھے سوائے اسکے اور کچھہ نہ تھا۔چند روز تک تو اونہین چھوہارون مین خدا نے وہ برکت دی کہ تین سو آدمی پیٹ بھر کے کہاتے رہے۔یہ صرف آنحضرت کے ہاتھون کا اثر تھا۔جب اوس گون نے جواب دیا تو وہ خرما کام آے جو لشکر کے لوگ تھوڑے تھوڑے اپنے ساتھہ لاے تھے اون سبکو جمع کرکے ایک پوٹ باندہ لی تہی اور اوسی مین سے تھوڑے تھوڑے سبکو دیدئے جاتے تھے آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ فی آدمی ایک ایک چھوہارا ملنے لگا اوسی کو لڑکون کی طرح چوس چوس کر اوپر سے پانی پی لیتے تھے۔ایک چھوہارے کی قدر ہمین اوسدن معلوم ہوئی۔اوس زمانہ مین وہی ایک نعمت غیر مترقبہ معلوم ہوتا تھا۔جب کچھہ نرہا تو درختون کے پتے جھاڑ جھاڑ کے پانی مین بھگو رکھتے اور اونکو کہاتے تھے۔یہان تک پتے کہاے کہ اونکی مضرت سے سب مسلمانون کے ہونٹھہ سوج سوج کے اونٹون کے سے ہونٹھہ ہوگئے۔مسوڑون مین بہی زخم پڑ گئے۔

اوسی حالت مین سعد عبادہ کے بیٹے قیس نے پانچ وسق خرما کے عوض مین پانچ اونٹ خریدے اور وعدہ کیا کہ مدینہ پہونچکے چھوہارے دونگا۔ وہ اعرابی جس سے قیس نے پانچون اونٹ خریدے تھے اس ارزان فروشی پر بخوبی راضی تہا مگر اوس نے وعدہ کا ایک گواہ مانگا حضرت عمر خطاب گواہ ہوے۔ اسکے بعد کسی سے اوس اعرابی نے سنا کہ قیس کو پانچ وسق خرما دینے کی بہی استطاعت نہین ہے۔ اوس نے حضرت عمر سے جا کے دریافت کیا اونہون نے بہی اصل بات کہدی کہ ہان تو نے سچ سنا ہی اوسوقت اعرابی کہنے لگا کہ مجھے اسپر بہی فسخ بیع منظور نہین کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ اس ذرا سے معاملہ کے لئے سعد اپنے بیٹے کو جہوٹا نہ کریگا۔ شدہ شدہ یہ خبر سعد کے پاس جو پہونچی تو اونہون نے اپنے چار نخلستان جنمین پچاس وسق خرما اوترا کرتے تھے اپنے بیٹے کے نام کردئے تاکہ اعرابی کی آنکھون مین قیس کی عزت کم نہو۔ قصہ مختصر قیس ہر روز اون اونٹون مین سے ایک اونٹ ذبح کرتے اور اہل لشکر کو کہلادیتے تہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حال سنکر فرمایا کہ جوانمردی اور جود وسخا اس خاندان کا حصہ ہے۔

جابر ابن عبد اللہ فرماتے ہین کہ اس سریہ مین ہم سمندر کے کنارے پہونچے تو وہان ساحل پر ایک بہت بڑی مچھلی پڑی دیکہی جو دور سے ایک ٹیلا معلوم ہوتی تہی۔ اوسکو ماہی عنبر کہتے ہین ایک ماہ کامل تمام لشکر نے اوس مچھلی کا گوشت کہایا اور وہ تمام نہوئی۔ اوسکی دو ہڈیان سر سے سر ملا کے دروازہ کی شکل پر کہڑی کردی گیئن تو اوسکے نیچے سے ایک دراز قد آدمی پالان دار اونٹ پر سوار ہوکے نکل گیا اور سر بہی اوسکا اون ہڈیون سے نہ لگا۔ صحیح امام مسلم اور مسند امام احمد مین لکہا ہے کہ اس مچھلی کی کہوپری مین تیرہ آدمی بیٹہہ سکتے تہے۔

الحاصل اس سفر مین مسلمانون نے بڑی بڑی صعوبتین اور تکلیفین اوٹھائین۔ خدا کی

قدرت اور رسول کے اعجاز سے عجیب و غریب تماشے دیکھے - اور سب جگہہ اللہ تعالے نے اپنے جانباز بندون کی ایسی پرورش کی جو وہم وقیاس سے باہر ہے -

انجام کار اس سریہ کا یہ ہوا کہ دشمنون نے جب مسلمانون کی چڑہائی کا حال سنا تو ڈر کے مارے لرز گئے اور جو جتہا اونکا پہلے بنا ہوا تہا ٹوٹ گیا جدہر جسکے سینگ سماے بہاگ گیا - لشکر اسلام کے سامنے ایک بہی نہ آیا - غازیان اسلام مراجعت کرکے مدینہ چلے آے -

رسول خدا کے سامنے جب اوس مچہلی کا حال بیان کیا گیا تو آپنے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے نے اپنی قدرت کاملہ سے تمہارے لئے دریا سے روزی بہیجی تہی تم سب نے تو اپنا اپنا حصہ کہایا میرا حصہ بہی مجہے دیدو - وہان کسی نے اوس مچہلی کے گوشت کو مدینہ مین لانیکا قصد ہی نہین کیا تہا آنحضرت کی درخواست سنکر سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے - اس مین ایک شخص اوٹہا اور اپنے گہر سے اوسی مچہلی کے گوشت کا ایک ٹکڑا لے آیا - اوسے حضور نے تناول فرمایا

قبیلہ جہنیہ کا مقام مدینہ سے پانچ منزل کے فاصلہ پر تہا - خبط اون پتیون کو کہتے ہین جو درخت سے جہاڑ لی جائین - چونکہ مسلمانون نے اس سفر مین پتے جہاڑ جہاڑ کے کہاے تہے اس لئے اسکو سریۃ الخبط کہتے ہین - دوسرا نام اسکا سریہ سیف البحر ہے - سیف حرف سین کے زیر اور ی کے سکون کے ساتہہ ساحل سمندر کو کہتے ہین - وقوع اس سریہ کا ماہ رجب ۸ھ ہجری مین ہوا - شیخ ابن حجر شرح صحیح بخاری مین لکہتے ہین کہ اس سریہ کو کاروان قریش پر بہیجا تہا اور قریش سے اس زمانہ مین صلح تہی پس یہ سریہ سال ہشتم مین کیسے ہو سکتا ہے صحیح اون لوگون کا قول معلوم ہوتا ہے جو اسے صلح حدیبیہ سے پہلے سال ششم مین بتاتے ہین - مگر شیخ الاسلام ابن عراقی سے روایت ہے کہ قریش نے قبل فتح مکہ کے ماہ رمضان سال ہشتم ہجری مین نقض عہد کیا تہا اس لئے یہ سریہ ۸ھ ہی مین واقع ہوا -

متعلق صفحہ ٦٢٥

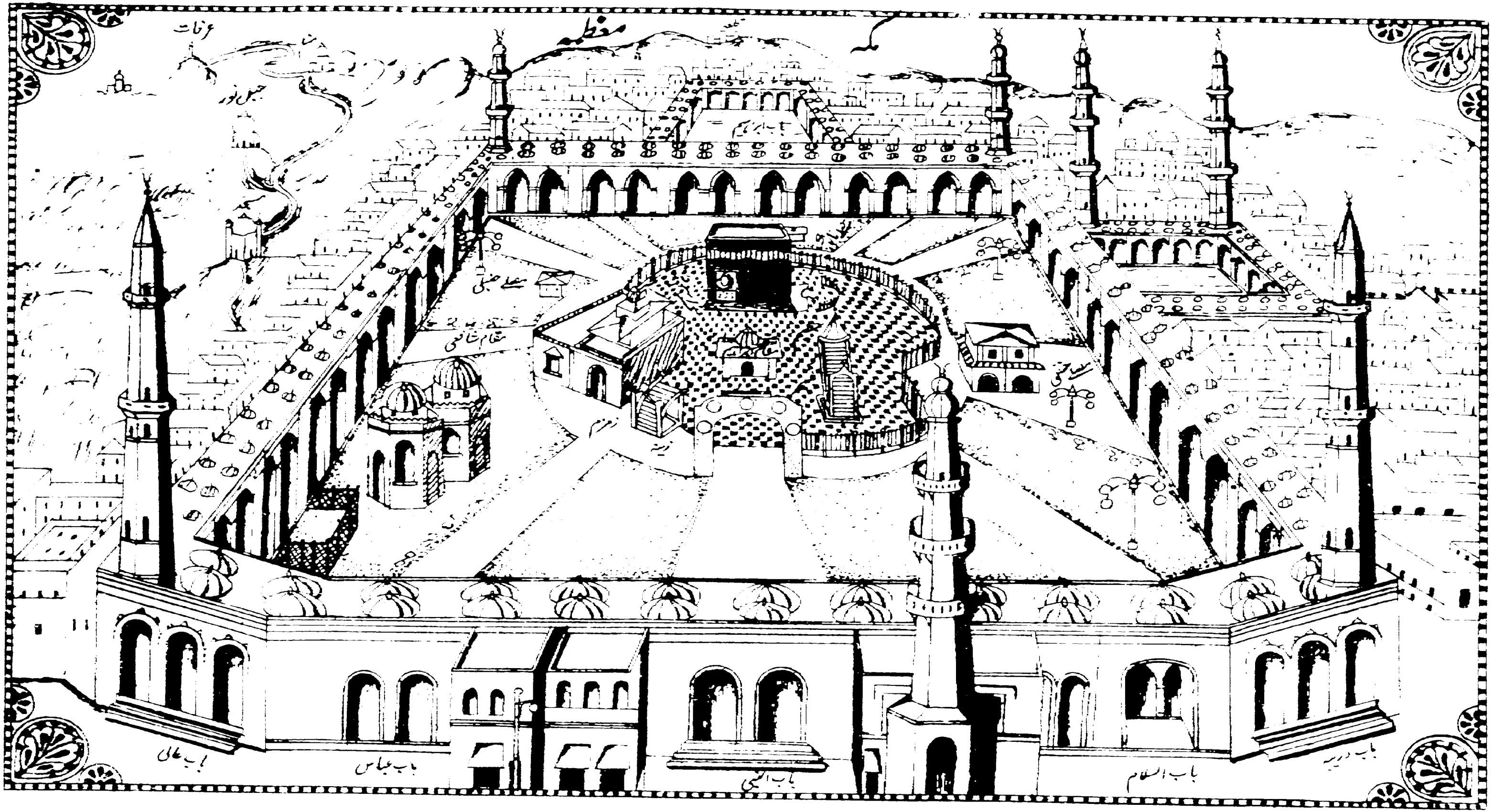

مطبوعہ مطبع لامع النور آگرہ

کہتے ہین کہ ایک ماہ کامل ماہی عنبر کا گوشت کہا کہا کے سب مسلمان خوب موٹے تازے ہوگئے۔ سب کا ضعف جاتا رہا وہ بہوکے رہنے کی کلفت اوس گوشت نے سب رفع کردی اور پہلے سے زیادہ کس بل اور موٹاپا آگیا۔ اوس مچہلی مین چربی کثرت سے تہی۔ اوسکی آنکہہ کے حدقے مین منون آٹا خمیر کیا جاتا تہا۔ اور آدمی نیزہ لئیے ہوے اوسکی آنکہہ مین سما جاتی تہے

(۴۸) فتح مکہ

غزوۂ فتح مکہ بہی ۸ ہ مین ہوا تہا۔ وجہ یہ ہوئی کہ صلح حدیبیہ مین قرار پایا تہا کہ جو چاہے قریش کا ہم عہد ہو جاے اور جسکے دل مین آے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی عہد کرے کوئی کسی کے ہم عہد سے بہی کان نہ ہلائیگا اوس صلح کے بعد بنی بکر بن عبد مناف بن کنانہ تو کفار کے ساتہہ ملگئے اور بنی خزاعہ نے رسول اللہ سے عہد کیا اگر بنی بکر اور بنی خزاعہ سے پشتینی عداوت چلی آتی تہی اور ایام جہالت مین باہم اونکے بہت سے محاربے ومقاتلے ہوچکے تہے ظہور اسلام کے بعد سب اقوام عرب مسلمانون کی ایسی دشمن ہوئین کہ اپنے باہمی تنازعات بہی فراموش کر دئیے اور سب کے سب تخریب اسلام کے درپے ہوگئے۔ صلح حدیبیہ نے جب ایک گونہ فرصت اونکو دیدی تو پہر پرانے جہگڑے عود کر آے۔ قبیلہ بنی بکر کی ایک شاخ بنی دیل کا ایک آدمی ایکدن سرور کائنات صلعم کی مذمت کرنے لگا۔ قبیلہ خزاعہ کے ایک غلام نے اوسے منع کیا وہ باز نہ آیا غلام نے غصہ مین اوسکے سر اور چہرہ کو زخمی کیا۔ اوس بدبخت نے بنی بکر سے جاکے فریاد کی۔ بنو نفاثہ جو بنی بکر ہی مین سے تہے۔ بنی خزاعہ سے لڑنیکو تیار ہوگئے۔ بنی مدلج نے ساتہہ دینے سے انکار کردیا۔ پہر کفار قریش سے مدد مانگی۔ قریش نے بنو بکر کو ہتیار دئیے۔ انکے بعض سردار اور رئیس عکرمہ بن ابو جہل۔ صفوان بن امیہ۔ سہل ابن عمر۔ خویطب ابن عبد العزی اور مکرز ابن حفص بہیس بدل بدلکے اور نقابین منہ پر ڈال ڈالکے

معہ اپنی اپنی قومون کے اونکی مدد کو گئے۔ اور ناگہان قبیلہ خزاعہ پر حملہ کردیا۔ چشمہ وتیر کے کنارے دونون مین سخت لڑائی ہوئی۔ آخر لڑتے لڑتے زمین حرم مین داخل ہو گئے۔ خزاعہ کے بیس آدمی مارے گئے۔ آخر ش خزاعیون نے نوفل ابن مطویہ بنی بکر کے امیر سے کہا "اے نوفل خدا سے ڈر اور حرمت حرم کو لگاہ رکھہ"۔ نوفل بولا کہ آج کے دن مجھے خدا سے ڈرنیکی کچھہ ضرورت نہین۔ پھر تو خزاعیون نے لشٹم پشٹم بدیل ابن ورقاء کے مکان پر اپنے کو پہونچایا۔ بنی بکر اور سب اونکے حمایتی اپنے اپنے گھرون کو واپس چلے گئے۔ حمایتی یہ سمجھے کہ ہمین نہ کسی نے دیکھا ہے نہ پہچانا ہے۔ اودہر مدینہ مین آنحضرت کو الہام ہوا اور ساری کیفیت مکہ کی معلوم ہوگئی۔ آپ نے اوسی وقت بعض ازواج مطہرات کے روبرو بیان کردیا کہ آج بنو خزاعہ پر بڑی مصیبت پڑی ہے۔ اکثر لوگون نے آپ سے یہ بہی دریافت کیا کہ اسکی وجہ کیا ہوئی کیا قریش اپنے عہد سے پھر گئے آپ نے جوابدیا کہ ہان اونہون نے اپنا عہد توڑ ڈالا۔

حضرت میمونہؓ سے روایت ہے کہ اوسوقت مین نے آنحضرت کو "نصرۃ نصرۃ" کہتے ہوے سنا اور عرض کی کہ حضور آپ یہ کیا فرما رہے ہین۔ آپ نے جوابدیا کہ خزاعہ مجھسے مدد مانگ رہے ہین اور مین اونہین جوابدیتا ہون کہ تمہین مدد دی گئی۔ مدد دی گئی۔ اونپر قریش نے بنی بکر کی اعانت کے پردہ مین شبخون مارا ہے۔

المختصر اس معاملہ کے تین دن بعد عمرو ابن سالم خزاعی اور چالیس اور آدمی مدینہ مین آے اوسوقت آنحضرت معہ اصحاب کے دروازۂ مسجد پر تشریف رکہتے تہے۔ یہ لوگ دست بستہ حضور کے سامنے کہڑے ہوے اور رو رو کے اپنا سارا حال بیان کیا۔ آپ نے اون مصیبت زدونکی کمال دلداری کی۔ اور فرمایا خاطر جمع رکھو تمہاری مدد بخوبی کی جائیگی۔

اسوقت قریش کی آنکہین کہلین اور سمجھے کہ ہم سے بڑی نالایق حرکت سرزد ہوئی اب خیر

نہین ہے ہم نے اپنے ہاتھون سے اپنے پیرون مین کلہاڑی ماری اسکا کوئی علاج کرنا چاہیئے
نادم اور خجل ہو کے حارث بن ہشام اور عبداللہ ابن ابی ربیعہ کو ابوسفیان کے پاس بہیجا اور پیام
دیا کہ بڑا غضب ہوگیا ہے جیسے ہو سکے اسکی اصلاح بہت جلدی کرنا چاہیئے۔ نہین تو عنقریب
مسلمان ہم سے لڑنیکو چلے آئینگے اور اپنے لوگون کا بدلا ہم سے لینگے۔ ابوسفیان نے بہی
سوکھی سنائی کہ میری بیوی بنت عبد نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے میری جان اوس
خواب سے نکلی جاتی ہے۔ حارث و عبداللہ نے اوس خواب کی کیفیت ابوسفیان سے
دریافت کی۔ ابوسفیان نے کہا کہ میری بیوی نے یہ دیکھا کہ حجون کی طرف سے خون کا دریا بہہ
کر مکہ مین آیا ہے۔ وہ طوفان موضع خندمہ مین پہونچکے ایک لمحہ کے لئے ٹہر گیا اور پہر غائب
ہوگیا۔ حارث و عبداللہ بہی اس خواب کو سنکر سہم گئے۔ پہر تو ابوسفیان غصہ مین بہر کے
چلا اوٹہا کہ واللہ یہ طوفان بے تمیزی میرے مشورہ سے نہین اوٹہا مجہہ سے جہونٹ موٹ
بہی پوچہکے یہ کام نہین کیا گیا ہے۔ مین ہرگز لوگون کو ایسی بیوقوفی نہ کرنے دیتا۔ مگر افسوس ہزار
افسوس جو سنیگا میرے ہی جنم مین تہوکیگا۔ پس مجہپر فرض ہوگیا کہ قبل اس سے کہ محمد کو خبر ہو مین
خود جا کے اون سے تازہ عہد و پیمان کرلون اور صلح کی میعاد کچہہ اور بڑہوا لون۔ ابہی تک ابوسفیان
کو یہی گمان ہے کہ آنحضرت کو اس جہگڑے کی خبر ہی نہین ہوئی۔ اس لئے ابوسفیان ساز
وسامان درست کرکے مدینہ پہونچا اور اپنی بیٹی ام المومنین ام حبیبہ کے پاس جا اوترا۔ وہان
آنحضرت کے بیٹہنے کی مسند بچہی ہوئی تہی چاہتا تہا۔ اوسپر بیٹہے کہ حضرت ام حبیبہ نے باپ کو
روکا اور مسند لپیٹ کے اوٹہا رکہی۔ ابوسفیان نے متحیر ہو کے پوچہا کہ بیٹی کیا مین اس بچہونے
پر بیٹہنے کے لایق نہین ہون یا اس مسند کو تو نے میرے قابل نہین سمجہا۔ جناب ام حبیبہ نے
جواب دیا کہ یہ مسند سرور انبیا۔ سند الاصفیا۔ باعث خلقت ارض و سما۔ شفیع روز جزا احمد مجتبے

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اسپر ایک مشرک نجس وناپاک کیسے بیٹھہ سکتا ہے - ابوسفیان یہ سنکر بولا کہ ام حبیبہ مین دیکھتا ہون کہ تیرے مزاج مین کچھہ شر سما گیا ہے اور پہلی سی غربت اور مسکینی نہین رہی - ام المومنین نے جوابدیا کہ اب خداے تعالےٰ نے مجھے اسلام کی طرف رہنمائی کی ہے اور کفر وضلالت کی ظلمت سے نکال لیا ہے دل میرا نور اسلام سے منور ہوگیا ہے اب تم سے لوگون کی عزت میرے دل مین نہین رہی اے ابوسفیان تو تو اپنی قوم کا سردار ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ مین بڑا عقلمند ہون پہر تہپرون کے بتون کو پوجتا ہے جو نہ دیکھتے ہین نہ سنتے ہین تجھے چاہیے کہ صدق دل سے مسلمان ہوجاے - ابوسفیان بولا کہ اتنی بیعزتی اور بے حرمتی کے بعد اب صلاح دینے بیٹھی ہے تاکہ مین باپ دادا کا دین چھوڑ کے محمد کا مذہب اختیار کرلون -

عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن	آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

غرضکہ ابوسفیان وہان سے غصہ ہوکر اوٹھہ بیٹھا - سیدہا آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور کئی بار نیا عہد باندہنے کیواسطے عرض کی مگر آنحضرت نے جواب ہی ندیا - آپ کے پاس سے ناامید ہوکر حضرت ابوبکر صدیق کے پاس پہونچا اور اون سے بہی عرض معروض کی - جناب صدیق نے کانون پر ہاتھہ رکھلیے اور فرمایا کہ مجھے کچھہ اختیار نہین - حضرت فاروق اعظم نے بہی ایسا ہی جوابدیا - اب وہ جناب فاطمۃ الزہرا جگرگوشہ رسول خدا کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ مجھے اپنے جوار وپناہ مین لیلین - جناب سیدہ نے فرمایا کہ مین ٹہیری عورت بہلا میری پناہ کا کیا اعتبار - ابوسفیان نے کہا کہ آپ رسول خدا کی بیٹی ہوکر ایسا فرماتی ہین آپکی بہن زینب نے تو ابوالعاص کو پناہ دی تہی اور وہ جائز سمجھی گئی - جناب فاطمہ نے فرمایا کہ نہین مجھے اسکا اختیار نہین آنحضرت جو چاہین سو کرین - ابوسفیان نے کہا اچھا تو اپنے دونون

بیٹون مین سے ایک سے کہدو کہ مجھے اپنی امان مین لیلین - قبائل قریش پر تمہارا بڑا احسان ہوگا حضرت فاطمہ فرمانے لگین کہ بچے میرے خرد سال ہین رسول خدا کی اجازت کے بغیر کچھہ نہین کرسکتے - آخر وہ گھبرایا ہوا شیر خدا علی مرتضیٰ کی خدمت عالی درجت مین حاضر ہوا اور بہت منت وسماجت کی - آپ کے مزاج مین ظرافت تھی ابوسفیان کا مبالغہ جو دیکھا اور سمجھے کہ لو بیوقوف آگ لگاکے پانی کو دوڑا ہے مجھے بھی اپنے ساتھہ نادان بنانا چاہتا ہے اس سے دل لگی کرنا چاہئے فرمایا کہ میان تم ناحق میری تیری خوشامدین کرتے پھرتے ہو مین تمہین ایسی ترکیب نہ بتلادون کہ تمہارا مطلب بھی نکل آوے اور کسی کا احسان بھی تمہارے سر نہو - ابوسفیان پانچون کپڑون سے خوش ہوکے کہنے لگا کہ اس سے اور اچھی بات کیا ہوگی - آپ نے فرمایا کہ جسوقت رسول اللہ مسجد مین تشریف رکھتے ہون اونکے سامنے جا کھڑے ہو اور خوب چلاکے کہدو کہ قریش کو مین نے اپنی امان مین لیا - محمد صلعم میری امان کو نہ توڑینگے تم ٹھیرے بڑے آدمی اور سردار قریش خواہ مخواہ تمہاری بات مانی جائیگی - تم ہرگز کسی کے ہاتھہ نہ جوڑو اسی کو کرو - ابوسفیان بولا کہ یہ بات کچھہ مفید بھی ہوگی یا نہین - حضرت علی نے فرمایا کہ تم تو ناحق منطق چھانٹتے ہو بھلا خدا کی مرضی مین کسکو دخل ہے میری سمجھہ مین جو کچھہ آیا تھا تمہین بتادیا اب تم جانو اور تمہارا کام جانے - ابوسفیان وہی کر بیٹھا جو حضرت علی نے فرمایا تھا یعنی مسجد مین آنحضرت کے سامنے بھی اور مدینہ کے سارے بازار مین پکار پھرا کہ مین نے دونون طرف کے لوگون کو اپنی امان مین لیا مجھے ہرگز یقین نہین کہ محمد میری پناہ اور جوار کو رد کرینگے - پھر شاد شاد مکہ روانہ ہوگیا -

ادھر قریش مکہ نے دیکھا کہ ابوسفیان کو مدینہ گئے ایک مدت ہوچکی اور ابھی تک واپس نہین آیا کہین مسلمان تو نہین ہوگیا - سبھون کے دل مین بدگمانی پیدا ہوئی آخر ایکدن رات کیوقت وہ اپنی گھر مین پہونچا - اوسکی بیوی ہندہ نے دریافت کیا کہ تو نے مدینہ مین دیر بہت لگائی کیا کرتا رہا یہان

ساری قوم تیری طرف سے بدگمان ہوگئی ہے اور سب نے یقین کرلیا ہے کہ تو خفیہ مسلمان ہوگیا اپنا کام بھی کر آیا یا نہین اگر کر آیا ہے تو خیر نہین تو ناحق تکلیف کی تکلیف اوٹھائی اور بدنامی روکن مین پلے پڑی - ابوسفیان نے مدینہ کا سارا حال کہہ سنایا - ہندہ نے جب حضرت علی کی دل لگی سنی تو بے اختیار ایک دو ہتڑ اوسکے مارا اور کہنے لگی کہ بیوقوف اتنا نہ سمجھا کہ علی نے مجھسے تمسخر کیا ہی اب تیری عقل بالکل جاتی رہی جو سنے گا تجھپہ ہنسیگا - غرضکہ بیچارے ابوسفیان نے رات کو جورو کی مار کھائی اور دن کو قریش کے مجمع نے اوسکے پیچھے تالی بجائی غریب ازان سو رانده وازین سو درمانده ہوکے اپنا سا منہ لے کے رہگیا جو تھا وہ یہی کہتا تھا کہ بڈہے کی عقل ماری گئی ہے یہ گیا کیون تھا اور کر کیا آیا -

ابوسفیان جب مدینہ سے چلدیا تو آنحضرت نے سفر کی تیاری کا حکم جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیا اور فرمایا چپ چپاتے سامان کر کسی سے کہنا مت - حضرت صدیقہ اسباب سفر درست کر رہی تھین کہ جناب ابوبکر تشریف لاے اور پوچھا بیٹا کیا کرتی ہو - صدیقہ نے جوابدیا کہ اباجان مجھے تو معلوم نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھہ فرمادیا ہے اوسکی تعمیل کئے دیتی ہون چون وچرا سے مجھے کیا مطلب ہے - صدیق اکبر دریافت کر ہی رہے تھے کہ آنحضرت بھی رونق افروز ہوے - آپ نے پوچھا - یا حضرت کدہر کے قصد ہین اگر سفر کی تیاریان ہون تو مین بھی سامان کرون - ارشاد ہوا کہ قریش مکہ پر چڑہائی کرنیکا ارادہ ہے تم بھی کیل کانٹے سے درست ہوجاؤ مگر خبردار کسی کو کانون کان خبر نہونے پاے - دوسری بات یہ ہے کہ راہ کی حفاظت رکھو مدینہ سے مکہ کو کوئی آنے جانے نہ پاے - پھر مدینہ کے قرب وجوار کے قبیلون اور قومون کو اس مضمون کے خطوط روانہ کیے گئے کہ جو خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہو یکم رمضان تک مدینہ آجاے ان خطوون کے دیکھتے ہی قبائل اسلم وغفار ومزینہ وجہنیہ واشجع کے سب آدمی مدینہ منورہ مین جمع ہوگئے

مگر قبیلہ بنی سلیم کو آنے مین دیر لگی وہ مدینہ مین نہ آسکے منزل قدید پر لشکر اسلام مین آکے شامل ہوے

جب مکہ معظمہ کا مصمم ارادہ ہوگیا تو حاطب ابن ابی بلتعہ نے مکہ والون کو ایک خط مین یہ لکھا "اے معشر قریش تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لشکر اسلام لئے ہوے تم پر آتے ہین لشکر تو درکنار اگر وہ تن تنہا تمہارے مقابلہ کو آجائین تو بھی خدا فتح اونہین کو دیگا کیونکہ خدا فتح مکہ کا وعدہ اون سے کرچکا ہے پس تمکو چاہیئے کہ اپنی فکر کرو" یہ خط حاطب نے قبیلہ مزینہ کی ایک عورت کو دیا جسکا نام کنودی تھا بعضون نے اوس کا نام سارہ مولاۃ عمر یا ام سارہ بتایا ہے اور کہا کہ اسے احتیاط سے لیجانا کوئی دیکھنے نہ پائے خفیہ طور سے جاکر قریش کو دیدینا۔ دس دینار سرخ اور ایک چادر اجرت قرار پائی۔ کنودی نے خط بالون مین رکھکے جوڑا باندھلیا اور وہ ایسا چھپگیا کہ معلوم بھی نہوتا تھا۔ ادہر تو وہ عورت روانہ ہوئی اودہر الہام نے آنحضرت کو آگاہ کیا کہ بیٹھے کیون ہو مخبری نے قریش کو مطلع کردیا۔ حاطب ابن ابی بلتعہ کی بھیجی ہوئی ایک عورت مکہ جاتی ہے۔ آپ نے اوسی وقت زبیر بن العوام۔ علی مرتضی۔ ابو مرثد غنوی۔ عمار یاسر اور مقداد بن اسود کندی کو بلاکر حکم دیا کہ تم لوگ فوراً روضہ خاخ ابن سیہ تک چلے جاؤ وہان تمکو ایک عورت ملیگی جسکے پاس ایک خط ہے وہ خط میرے پاس لے آنا۔ حضرت علی مرتضی مع اپنے ساتھیون کے وہان پہونچے اور کنودی کو گرفتار کرلیا مگر وہ صاف انکار کرگئی کہ خط میرے پاس نہین ہے۔ ان لوگون نے اوسکی تلاشی لی اور سارا اسباب ڈہونڈہا مگر خط کا پتہ نہ چلا۔ علی مرتضی فرمانے لگے کہ مین اس عورت کو ہرگز نچھوڑونگا کیونکہ مخبر صادق کا فرمانا خلاف واقع نہین ہوسکتا۔ یہ کہکر آپ نے تلوار نکالی اور کہا کہ بتلانا ہے تو بتا ورنہ مین ابھی تیرا سر تن سے جدا کردونگا۔ عورت ڈرگئی اور خط اپنے بالون سے نکالکے شیر خدا کو دیدیا۔

جناب امیر نے خط تو لاکے حضور نبوی مین پیش کیا اور اوس عورت کو چھوڑدیا نہ معلوم کہ وہ اپنے گھر واپس گئی یا مکہ پہونچی۔ آنحضرت نے خط پڑہکے حاطب کو بلایا اور پوچھا کہ تم یہ خط کیون بھیجتے تھے

اونہون نے عرض کی کہ حضور اگرچہ مین قریش کا ہم عہد و حلیف ہون مگر مجھے کسی طرح کی ہمدردی یا ربط اونکے ساتھہ نہین البتہ اتنا ہے کہ میرے جورو بچے سب مکہ مین ہین اور کوئی ایسا نہین جو اونکی خبر گیری وہان کرے سوای میرے جتنے مہاجر و انصار ہین سب کے دس دس پانچ پانچ آدمی مکہ مین موجود ہین اور وہ اونکے اہل و عیال کی پاسداری کرتے ہین اس لئے مین نے قریش کو یہ خط لکھا تھا کہ میرا احسان اون پر ہو۔ اور وہ میرے چھوٹے چھوٹے بچون کی پرورش کرین۔ آنحضرت کی آنکھون مین آنسو بھر آے اور فرمایا۔ اے لوگو حاطب نے سچ سچ کہدیا اب یہ معافی کے لایق ہے۔ اسپر بھی جناب فاروق اعظم نے حاطب کو بہت شرمایا تم نے جب سن لیا تھا کہ راہون تک کا انتظام کیا گیا ہی تو پھر ایسا کیون کیا۔ حضور نبوی نے جناب فاروق کو منع کیا کہ حاطب سے کچھہ نہ کہو وہ بدر مین شامل تھا جسکی نسبت خدا یہ فرماتا ہے اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم۔ یہ سنکر حضرت عمر کے آنسو جاری ہوگئے۔ اسی باب مین یہ آیت نازل ہوئی۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ

ترجمہ۔ اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنون سے دوستی نکرو۔

کہتے ہین کہ کسی خلیفہ نے یہودی کو اپنا وزیر بنالیا تھا دوسرے دن خلیفہ نماز پڑہنے مسجد مین آیا۔ امام نے یہ آیت پڑہکے خاموشی اختیار کی۔ خلیفہ حکم خدا سے اوسی وقت اپنی حرکت پر متنبہ ہوگیا اور ارادہ کیا کہ اب یہودی کو معزول کردونگا۔ امام صاحب بھی روشن ضمیر تھے جب اونکو خلیفہ کے ارادہ سے آگاہی ہوئی تو آگے پڑہکے نماز تمام کی۔

آنحضرت نے مکہ کی روانگی سے قبل یکم رمضان ۸ھ کو ابو قتادہ انصاری کے ساتھہ آٹھہ سو آدمی قبیلہ اضم کی طرف اس غرض سے روانہ کئے کہ کفار مکہ کو دھوکا ہو۔ راہ مین عامر ابن الاضبط اشجعی نے لشکر اسلام کی بڑی تعظیم و توقیر و خاطر کی۔ اور کہا کہ ہم لوگ مسلمان ہین۔ مگر محلم بن جثامہ لیثی کو اوس سے زمانہ جاہلیت کی عداوت چلی آتی تھی اس لئے عامر کو قتل کرکے

اوسکا سارا مال و اسباب لیلیا - پھر کسی دشمن کا سامنا نہوا - یہ لوگ میدان صاف دیکھکے مطمئن ہو گئے اور مدینہ کو چلے - موضع ذی خشب پر پہونچکے سنا کہ آنحضرت مکہ تشریف لے گئے یہ سب بھی اودہر ہی چلے اور منزل سقیا پر آنحضرت سے جا ملے - آپ نے محلم کا حال جو سنا تو نہایت ناخوش ہوے اور فرمایا "لا غفر اللہ لہ" محلم روتا تھا اور افسوس کرتا تھا کہ مین نے ناحق عامر اشجعی کو قتل کیا آخر اسی غم مین سات دن کے بعد مر گیا - زمین نے بھی اوسکی لاش کو قبول نہ کیا یعنی جس وقت قبر کھود کے جنازہ اوتارا گیا تو جوت قبر سے وہ باہر نکلکے آپڑا - لوگ دوڑے ہوے آنحضرت کے پاس آے اور عرض کی کہ حضور زمین لاشہ کو اپنے اندر نہین لیتی آپ نے فرمایا کہ زمین نے تو اوس سے بدتر لوگون کے جنازے قبول کر لئے ہین مگر خدا کی مرضی نہین ہے زمین بیچاری کیا کرے - اس امر سے خدا تم لوگون کو یہ تعلیم دینا چاہتا ہے کہ جو شخص مسلمان کو حقیر سمجھکے اوسکی بے حرمتی کریگا خدا اوسے ہرگز قبول نہ کریگا - محلم نے ایک مسلمان کو طمع دنیا دی اور عداوت نفسانی کے باعث مار ڈالا - خدا اوس سے ناخوش ہے اس لئے زمین بھی اوسے نہین لیتی پس تم لوگ نصیحت پکڑو کہ صرف اونہین لوگون کو مارنا جو اسلام کو مضرت پہونچاتے ہون خدا سے دشمنی رکہتے ہون - مسلمانون کو دیکھ نہ سکتے ہون اور کسی طرح مانتے ہی نہ ہون - عامر نے مسلمانون کی خاطر و تواضع کی تہی اوسے ذاتی عداوت کے باعث مار ڈالنا ایسا گناہ ہے کہ خدا بھی اوسکو بخشنا نہین چاہتا - پھر تو محلم کی لاش کو ایک پہاڑی پر جا کے رکھدیا اور چارون طرف پتھر چن دئے - کہان ہین وہ لوگ جو مسلمانون کے جہاد کو ظلم اور خود غرضی پر محمول کرتے ہین آئین اور دیکھین کہ مسلمانون کی عزت و توقیر اور خاطر و تواضع ہی سے عامر اشجعی ایسا پیارا ہو گیا اور مسلمان سمجھا گیا کہ جسکے باعث مدت کا مسلمان مردود بارگاہ ہوا - یہان سے صاف ثابت ہے کہ مسلمانون کے ساری جد و جہد سچے دین کو زندہ رکھنے کے لئے تہے اور اونکے باعث جو لوگ اسلام پر الزام لگاتے ہین وہ اس

دین کی زندگی نہین چاہتے ۔

روانگی کے وقت ابن ام مکتوم یا ابورہم غفاری یا ابوذر غفاری مدینہ مین خلیفہ کیے گئے تہے ۔
روانگی کا دن چارشنبہ دوسری یا دسوین رمضان تھی ۔ ازواج مطہرات مین سے حضرت ام سلمہ ساتہہ تہین ۔ ابوعتبہ کے کنوئین پر پہونچکے ڈیرے پڑے ۔ سات سو مہاجرین تین سو گہوڑون کے ساتہہ ۔ چار ہزار انصار پانسو گہوڑون کے ہمراہ قبیلہ مزنیہ کے ہزار آدمی جن مین سو زرہ پوش اور سو گہوڑے تہے ۔ قبیلہ اسلم کے چارسو آدمی اور بیس گہوڑے ۔ اور بنی عمر ابن کعب کے پانسو آدمی ہمراہ تہے غرضکہ ۶ ہزار ۶ سو آدمی مکہ فتح کرنے چلے ۔ جب منزل صلصل پر پہونچے تو زبیر بن العوام کو دوسو آدمی کے ساتہہ بطور طلیعہ آگے روانہ کیا ۔ منزل قدید پر جب ڈیرے خیمے پڑے ہوے تہے تو مہاجر و انصار اور جمیع قبائل کو جہنڈے بنا بنا کے دئے گئے وہین بنو سلیم کے ہزار آدمی لشکر اسلام مین آن ملے اب لشکر کی پوری تعداد ۷ ہزار ۶ سو ہوگئی ۔ اکثر لوگ جو مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ جارہے تہے وہ بہی اثنائے راہ مین ساتہہ ہو لئے ۔ منزل ذی الحلیفہ پر حضرت عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ تعالے عنہ معہ اپنے اہل و عیال کے مدینہ جاتے ہوے ملے آنحضرت نے اون سے کہا کہ اپنے بال بچے اور اسباب تو مدینہ بہیجدو اور خود ہمارے ساتہہ رہو ۔ ابوسفیان ابن الحارث ابن عبد المطلب اور عبد اللہ ابن ابی امیہ ابن المغیرہ مخزومی عاتکہ بنت عبد المطلب کے بیٹے یعنی آنحضرت کے چچازاد اور پہوپی زاد بہائی بہی انہین لوگون کے ہمراہ تہے ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب آنحضرت کے رضاعی بہائی بہی تہے کیونکہ حلیمہ سعدیہ نے اونہین بہی دودہ پلایا تہا ۔ پہلے تو رسول اللہ نے ان دونون صاحبون کی طرف کچہہ توجہ نکی کیونکہ انہون نے آپکو بڑی بڑی ایذائین پہونچائی تہین اور کمال بیعزتی آپکی کی تہی مگر حضرت ام سلمہ نے سفارش کرکے اونہین دربار مین باریاب کیا اور وہ بہی مشرف باسلام ہوکر ساتہہ رہے ۔ آنحضرت

سنے مدینہ سے چلتے وقت منادی کرادی تھی کہ جسکا جی چاہے وہ روزہ رکھے اور جسکا دل نچاہے نہ رکھے - موضع کدید تک تو اسی حکم کی تعمیل ہوئی مگر وہان سے سب نے روزون کو سلام کیا ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت نے منزل عنیان پر ایک کٹورہ پانی کا بھر کے اتنا اونچا کیا کہ سب نے دیکھا پھر اوسے پی گئے اور دوسرے مہینے تک روزہ نرکھا - جابرؓ فرماتے ہین کہ جب آنحضرت نے روزہ افطار کر لیا تو بعض لوگون نے حضور سے آکے یہ عرض کی کہ اکثر آدمی اب بھی روزہ سے ہین حضور نے فرمایا اولئك العصاة اولئك العصاة یعنی ایسے لوگ گنہگار ہین - غرضکہ منزل مرالظہران پر پہونچتے پہونچتے جہان سے مکہ چار فرسنگ ہے دس ہزار غازی لشکر اسلام مین ہوگئے - ابھی تک قریش کو مطلق اس بات کی خبر نہ تھی لیکن اتنا ضرور جانتے تھے کہ ہمسے بڑی بدعہدی اور شرارت سرزد ہوئی ہے غالباً آنحضرت مکہ پر چڑھائی کرینگے یہ سوچکے سب ابوسفیان کے پاس آے اور کہا کہ تم جا کر محمد کا حال دریافت کرو اور اگر بار یابی ہوجاے تو ہمارے لئے امان مانگنا -

ابوسفیان قریش کے کہنے سے حکم ابن خرام اور بدیل ابن ورقاء کو ساتھہ لیکر روانہ ہوا - جب مرالظہران کے پشتہ پر پہونچا تو دیکھتا کیا ہے کہ ساری وادی مین ایک آگ لگ رہی ہے - ابوسفیان کہنے لگا "ہین یہ آگ کیسی یہ تو ایسی معلوم ہوتی ہے جیسی کہ شب عرفہ کو حاجی لوگ اپنے اپنے پڑاؤن پر روشن کر دیتے ہین" بدیل نے جواب دیا کہ شاید خزاعی یہان آپڑے ہین - ابوسفیان بولا "نہین صاحب اونکا مجمع اتنا بڑا کہان جو وہ اتنی آگ جلاتے" اسی حیرت مین کچھہ آگے بڑھے تھے کہ خیمے نظر آنے لگے اور گھوڑون کے ہنہنانے کی آواز کان مین آئی تو اور بھی زیادہ ڈرے اور خیال کیا کہ بنی کعب قوم خزاعیہ کو چارون طرف سے اکٹھا کر کے یہان آگئے ہین - اتنے مین ایک اور آدمی بول اوٹھا کہ نہین اون دونون کا ملکے بھی اتنا ہجوم نہین ہوسکتا -

الحاصل یہ لوگ اسی طرح کی باتین کرتے ہوے چلے جاتے تھے اور کچھہ سمجھہ مین نہین آتا تھا کہ یہ کیا اسرار ہے۔ حضرت عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مرالظہران پر پہونچکر مجھے ترس آیا کہ اگر رسول خدا اسی لشکر اور اسی ساز و سامان سے مکہ جا پہونچے اور قریش کو خبر نہ ہوئی تو بیچارونکو رونے کے لیئے مزدور بہی نہ ملینگے اور سخت مصیبت مین گرفتار ہو جائینگے لاؤ تمھین کوئی ایسی تدبیر کرو کہ اب گہر کے دروازے سے توکمبختون کو اطلاع ہو جاے۔ پہلے تو مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی پہر موضع اراک تک گہوڑا ہانکے چلا گیا۔ میری غرض یہ تھی کہ کوئی ایسا آدمی ملجاے جس سے مین قریش کے پاس لشکر اسلام کے آجانیکی اطلاع بہیجدون تاکہ وہ اپنی کچھہ فکر کرلین۔ ناگاہ موضع اراک کے پاس چند آدمیون کی آوازین مین نے سنین اور غور سے سنکر پہچانا کہ ابوسفیان اور بدیل ہین مین نے پکار کر کہا "یا اباحنظلہ" ابوسفیان نے بہی میری آواز پہچان لی اور اپنے ساتھیون سے کہا کہ یہ تو ابوفضل ہے۔ پہر میری طرف منہ کرکے دریافت کیا کہ اے شخص کیا تو ابوفضل ہے۔ مین نے جوابدیا کہ ہان۔ اب ابوسفیان بالکل میرے پاس آکہڑا ہوا اور پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین اور کیون اس کثرت کے ساتھہ جنگل مین پڑے ہوے ہین۔ مین نے جوابدیا کہ اے ابوسفیان افسوس ہے تیرے حال پر تجھے ابھی تک خبر نہین کہ قریش پر آسمان ٹوٹ پڑا۔ ارے کمبخت یہ رسول اللہ کا لشکر ظفر پیکر ہے یہ سنکر ابوسفیان سٹ پٹا گیا اور گڑگڑا کے کہنے لگا کہ اے عباس اب مین کیا کرون تم ہی مجھے کوئی تدبیر بتاؤ۔ مجھے اوسکی بیکسی اور بڑہاپے پر رحم آگیا اور اوس سے کہا چل مین تجھکو دربار فیض آثار نبوی مین لیچلون اور تیری سفارش بہی کردون بس بدیل و حکم تو مکہ واپس گئے اور مین ابوسفیان کو اپنے ساتھہ لیئے ہوے لشکر مین چلا آیا۔ اثناے راہ مین جس قوم کے پڑاؤ سے میرا گذر ہوتا تھا وہین سے آواز آتی تھی کہ اسوقت کون باہر نکلا ہے اور یہ کہتے ہی

لوگ مستعد ہو کے سامنے آ کھڑے ہوتے تھے۔ مین جسکو اپنا نام بتا دیتا وہی خاموش ہو کے
راستہ چھوڑ الگ کھڑا ہو جاتا تھا۔ یہان تک کہ ہم دونون حضرت عمر فاروق کے خیمہ تک
پہونچ گئے۔ وہان بہت سی آگ جل رہی تھی اور عمر خطاب دست بقبضہ تیار و مستعد بیٹھے تھے
پہلے تو میری صورت دیکھکے چپکے ہو رہے جب مین خیمہ سے آگے بڑھا تو میرے پیچھے ابوسفیان کو
سوار دیکھکے پکارے۔ لوگو ہوشیار رہنا ابوسفیان دشمن خدا و رسول عباس کے ساتھ لشکر
مین آگیا ہے۔ اتنا کہا اور ہم سے پہلے رسول اللہ کی خدمت مین پہونچ جانے کی کوشش کی
پہلے تو ابوسفیان اونکی للکار سنکے لرز گیا پھر مجھے خیال ہوا کہ اگر وہ مجھسے پہلے پہونچ گئے تو بیچارے
ابوسفیان کی خیر نہین اس لئے مین نے اپنے اونٹ کو تیز کر دیا اور اون سے پہلے حضور نبوی
مین پہونچ گیا۔ مگر اونکے تلوون سے بہی لگی ہوئی تھی ہم دونون وہان پہونچکے سانس بھی نہین
لینے پائی تھی کہ فاروق اعظم بھی آن پہونچے اور اس قسم کی باتین کین جن سے مترشح ہوتا تھا
کہ ابوسفیان کو ہرگز امان نہ ملنی چاہیئے۔ مین نے التماس کی کہ یا رسول اللہ مین امان دیکے
اسے اپنی حمایت مین لایا ہون۔ آپ نے کسی کی بات کا بھی جواب نہ دیا اور ابوسفیان سے
مخاطب ہو کے فرمایا کہ اے ابوسفیان تو کفر و شرک سے توبہ کر اور خداے واحد کی پرستش اختیار
کر لے اس سے تیری نجات ہوگی۔ ابوسفیان کمبخت وہی اپنا جنگلا بولا کہ اگر مین ایسا کرون تو
لات و عزی کے ساتھ میری کیسے بنیگی۔ حضرت عمر یہ بات سنتے ہی تھرا گئے اور کہنے لگے۔ کیا
کرون تو رسول خدا کے خیمہ مین ہے اگر باہر ہوتا تو تجھے زمین کا پیوند کر دیتا۔ حضرت عباس
فرماتے ہین کہ مجھے اوسوقت حضرت عمر کی باتین زہر معلوم ہوتی تھین آخر مجھسے نہ رہا گیا اور کہدیا
کہ آپ خاموش رہین آپکو اس سے کیا مطلب۔ ابوسفیان عبد مناف مین سے ہے اگر بنی عبد سہی
ہوتا تو تمھین اس غریب سے اتنی کاوش نہوتی۔ حضرت عمر میرا یہ طعنہ سنکے فرمانے لگے عباس

تم ایسی بات اپنے منہ سے نہ نکالو جسدن تم مسلمان ہوے ہو مجھے ایسی خوشی ہوئی تھی کہ
اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے بھی نہوتی مین تمکو اپنے باپ سے زیادہ عزیز رکھتا ہون مجھے
تو اسلام پیارا ہے مین قوم قبیلہ اور خویش واقارب کو کچھہ نہین سمجھتا آپ کا یہ خیال میری نسبت
غلط ہے۔ اسوقت آنحضرت نے عباسؓ وابوسفیان دونون کو تسکین دیدی اور فرمایا۔ عباس تم
اسے لیجاکے رات بھر تو اپنے خیمہ مین رکھو صبح میرے پاس لے آنا۔ حضرت عباس اپنے خیمہ مین
گئے اور باسائش تمام ابوسفیان کو وہان سلا رکھا۔ صبح ہوتے ہی پھر ابوسفیان کو حضور مین لے
پہونچے۔ حضور نے پھر اوسے نصیحت کی اور بہت نرمی اور مہربانی سے سمجھایا۔ اسوقت ابوسفیان
کا دل جو پتھر سے بھی زیادہ سخت تھا آپ کے کلام معجز نظام کی تاثیر سے موم ہوگیا اور حضور سے
عرض کرنے لگا کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون آپ بڑے کریم وحلیم ہین کہ باوجود میری عداوتون
اور اون ظلمون کے جو مین نے آپ کے اور آپ کے اصحاب کے حق مین کئے ہین آپ کی
میرے اوپر شفقت ہی رہی اب مین سمجھہ گیا کہ آپ خدا کے سچے نبی ہین اور آپ کی یہ ساری
کوشش خدا کے لئے ہے۔ آپکو کسی سے کوئی دشمنی نہین۔ آپ کسی عداوت کے باعث
لوگون کو نہین مارتے۔ آپ کے سارے کام خدا کے لئے ہین۔ پس اللہ کے سوا کوئی اور خدا نہین
اگر ہوتا تو تم ایسے رحیم وکریم وحلیم نہوتے اور بیشک میری پہلی عداوتون کے باعث آج مجھے قتل کرادیتے
اب تک مجھے آپکی نبوت مین شک تھا۔ ابوسفیان باتین تو بنا رہا تھا مگر کفر کی محبت اوسکے دل
سے نجاتی تھی اس لئے حضرت عباس نے تنگ ہوکے کہا کہ ابوسفیان اتنی باتین کیون
بناتا ہے خدا ورسول پر ایمان لا اور شرک وکفر سے توبہ کر۔ ابوسفیان نے شاید حضرت عباس
کی خاطر سے طوعاً وکرہاً کلمہ شہادت پڑھلیا۔ ابتو حضرت عباس کو زیادہ سعی وسفارش کا موقع
ہاتھہ آگیا اور آنحضرت سے عرض کی کہ حضور یہ شخص اپنی قوم کا سردار ہے اسے آپ کے دربار سے بھی

امتیاز ملنا چاہئے یعنی جسکو یہ امن دے اوسے آپ بھی منظور فرما دین۔ آنحضرت نے اسکے جواب مین فرمایا من دخل دار ابی سفیان فھو امن و من القی السلاح فھو امن و من اغلق بابہ فھو امن و من دخل مسجد الحرام فھو امن یعنی جو شخص ابوسفیان کے گہر مین داخل ہوجائیگا وہ امان مین ہے اور جو اپنے ہتیار ڈالدے وہ بھی امن مین ہے اور جو اپنا دروازہ بند کرلے وہ بھی امان پائیگا۔ اور جو مسجد الحرام مین داخل ہوجاے وہ بھی امان مین رہیگا۔ آنحضرت نے چار صورتین امن کی بتا دین جنمین ایک صورت ایسی تھی جس سے ابوسفیان کی بھی عزت بڑہگئی۔ حضرت صبحی پاشا فرماتی ہین کہ ابوسفیان اور بدیل بن ورقا اور حکیم بن حزامہ تینون ایک ساتھہ اسی وقت مسلمان ہوگئے

اب ابوسفیان آنحضرت سے رخصت ہوکر مکہ روانہ ہوا۔ حضرت عباس کے دل مین کہٹکا پیدا ہوا کہ قریش کی صحبت مین پہر مل ملاکے کہین خراب نہو جاے بہتر یہ ہے کہ لشکر اسلام کا جلال اسے دکہا دو تاکہ اسکے دل مین ہیبت سما جاے اور یہ وہان پہونچکے مسلمانون سے دشمنی نہ کرے۔ یہ سوچکے حضرت عباس نے اوسے آواز دی۔ اوسکے دل مین تو چور تہا ہی ڈرا کہ اگر مین واپس گیا تو کہین ایسا نہو کہ یہ لوگ مجھے قید کرکہین اس لئے دور ہی سے پکار کے کہا کہ اے بنی ہاشمیو کیا تم مجھہ سے فریب کیا چاہتے ہو۔ حضرت عباس نے فرمایا اے شخص ایسی باتین نہ کر اہل نبوت کبھی فریب نہین کرتے۔ مین صرف لشکر کی سیر تجھے کرانا چاہتا ہون ابوسفیان چلا آیا۔ حضرت عباس اوسے ایسی جگہہ لے کے کہڑے ہوگئے کہ جو لشکر کی گذر گاہ تھی۔ اب جوق جوق لشکر ادہر سے نکلنا شروع ہوا۔ جو گروہ ادہر سے نکلتا ابوسفیان اوسکا حال پوچہتا اور حضرت عباس بتاتے جاتے تھے۔ یہانتک کہ سعد بن عبادہ انصار کا علم لئے ہوے ہزار آدمیون کے ساتھہ ابوسفیان کے آگے سے نکلے اور اوسے سنا کے یہ بات کہی۔ آج وہ دن ہے کہ خون کے دریا بہ جائینگے۔ منافق و معاند اپنے اعمال کی سزا بہگتینگے

اور قریش ذلیل و خوار ہو نگے - اب ... نبی اللہ علیہ وسلم کی سواری ابوسفیان کے قریب
آئی - حضور ناقہ قصوی پر سوار - ایک جانب حضرت ابوبکر صدیق - دوسری طرف اسید بن
حضیر باہم باتین کرتے چلے آتے تہے - ابوسفیان راستہ روک کے کہڑا ہوگیا اور دست بستہ
عرض کی کہ حضور فریاد ہے - سعد بن عبادہ مجہے بری بری باتین طنز اً سناتے ہوے چلے
گئے ہین - حضور سعد پر بہت خفا ہوے اور حضرت علی مرتضی سے فرمایا کہ تم آگے بڑہکر سعد سے
علم لیلو اور کمال فروتنی اور نرمی سے مکہ مین قدم رکہنا - پہر ابوسفیان کی طرف بہت مہربانی سے
مخاطب ہوے اور فرمایا کہ ابوسفیان سعد کو معاف کرو اون سے قصور ہوا - آج تو مرحمت و عاطفت
کا دن ہے خداوند کریم قریش کا بول بالا کریگا -

غرضکہ جب پورا لشکر ابوسفیان کے سامنے سے گذر لیا تو جناب عباس رضی اللہ عنہ نے
اوسے مکہ جانیکی اجازت دی اور کہا کہ اب جلدی سے پہونچ کے قریش کو خبر کردے کہ سوتے کیا ہو
اپنی فکر کرو - ابوسفیان تو بہاگا بہاگ مکہ پہونچا اور لشکر اسلام ظفر انجام نے ذی طوی مین قیام کیا اور
آنحضرت کی رونق افروزی کے انتظار مین بیٹہے - چونکہ اوسدن خدا کی قدرت سے ایک تاریک
غبار زمین سے اوٹہکے پہاڑیون کی چوٹیون تک پہونچ گیا تہا اس لئے مکہ کے لوگ ہرچند اونچے
اونچے مکانون پر چڑہ ہکے لشکر اسلام کو دیکہتے تہے مگر کچہہ نظر نہ آتا تہا اور آنحضرت کے آنے کی خبر ابہی تک
کسی کو نہ ہوئی تہی -

جب ابوسفیان مکہ مین داخل ہوا تو لوگون نے پوچہا کہ کیا خبرین ہین - ابوسفیان نے جوابدیا
کہ افسوس صد ہزار افسوس محمد کا لشکر تمہارے سرون پر آ پہونچا اور فوج بہی ایسی ہے کہ تم اوسکا
مقابلہ ہرگز نہین کرسکتے مگر محمد کا حکم ہے کہ جو کوئی ابوسفیان کے گہر مین آجائیگا اوسکے لئے امان ہے
جو ہتیار ڈالدیگا اوسکو بہی امان ہے - جو اپنا دروازہ بند کرکے گہر مین بیٹہہ رہیگا یا مسجد الحرام مین

داخل ہوجائیگا اوس سے بہی کوئی مزاحم نہوگا۔ قریش بولے اسے ابوسفیان خدا تیرا برا کرے تو بڑی وحشتناک خبر لایا ہے۔ اتنے مین ابوسفیان کی بیوی جو اپنے شوہر کے آنیکی خبر سنکے اوسکے استقبال کو نکلی تہی یہان آپہونچی اور ابوسفیان کی باتین سنکے ایسی خفا ہوئی کہ بڈہے کی ڈاڑہی پکڑکے وہ پاپوشین جمائین کہ نجاست بنگئی اور قریش سے کہنے لگی کہ اس مردود کو جان سے مار ڈالو تاکہ پہر کبہی ایسی بیہودہ باتین اسکے گندے منہ سے نہ سُننی پڑین۔ ابوسفیان نے اس ذلت وخواری کے بعد بہی یہی کہا کہ تم لوگ جو چاہو کرو مگر حقیقت یہی ہے جو مینے تمکو سنادی

جب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلواۃ ذی طوی مین پہونچے اور لشکر اسلام کی شان وشوکت اور آراستگی دیکہی تو آپنے اوسدن کو یاد کیا جسدن کہ مصیبت و بلا مین پڑکے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تہی اور اپنے وطن مالوف کو چہوڑا تہا۔ پس آج کے دن اسلام کی عظمت اور جلال دیکہکے سربسجود ہوے اور خدا کا شکر ادا کیا۔ پہر زبیر کو حکم ہوا کہ مہاجرین کو ساتہہ لئے ہوے اعلاے مکہ کی راہ سے شہر مین داخل ہو۔ اور علم خاص کو مقام حجون پر لیجاکر ہمارے انتظار مین ٹہیرے رہو۔ سعد بن عبادہ کو ارشاد ہوا کہ اپنی جماعت کو لیکر ثنیہ مدنین مین چلے جاؤ۔ خالد ابن الولید سے فرمایا کہ تم اسلم وغفار وجہنیہ ومزنیہ وغیرہ کے ہمراہ اسفل مکہ سے اندر گہسو۔ اور اپنا جہنڈا منتہی بیوت پر کہڑا کرنا۔ ابوعبیدہ ابن الجراح کو غیر مسلح جماعت کے ساتہہ بطن وادی کی طرف سے روانہ کیا۔ اور خود اذاخر کی راہ سے تشریف لیچلے۔ پہر سب سے تاکید کہدیا گیا کہ کبہی اپنے دل کے کہنے سے مقاتلہ ومجادلہ نکرنا جب تک کہ تمہارے سرون پر نہ آبنے۔ اور موضع حجون مین ہمارا خیمہ برپا کردینا۔ چنانچہ آپکا خیمہ سرخ ادیم کا وہان کہڑا کردیا گیا اور وہ زمین آسمان پر فخر کرنے لگی۔

جب سارا لشکر اسلام آبادی مکہ مین داخل ہوگیا۔ تو قریش سے رہا نگیا آنکہون مین خون

اوتر آیا - عداوت دلی اور قساوت قلبی جو ہمیشہ سے چلی آتی تھی ضبط نہو سکی - ارادہ کرلیا کہ اب تو جو چاہے ہو مگر اپنا اور مسلمانون کا خون ایک کردینگے - جی کھولکر جنگ کے لیئے تل گئے خالد ابن ولید اپنی جماعت کے ساتھہ موضع خندمہ ہی تک پہونچنے پاے تھے کہ قریش نے اونہین قتل کرنیکا ارادہ کیا اور ہاتھی سے گانڈے کہانا چاہے - عکرمہ بن ابوجہل - صفوان بن امیہ - سہل ابن عمرو نے بنی بکر اور بنی الحارث ابن عبد مناف اور ہذیل اور احابیش کی جماعتون کے ساتھہ حضرت خالد ابن ولید کا راستہ آروکا - خالد بن الولید نے بہتیرا ٹالا مگر سر پر آئی ہوئی کب ٹلنے والی تھی قریش مچل گئے نہ مانے - اب حضرت خالد کو اپنی تلوار سنبھالنی پڑی اور جنگ عظیم واقع ہوئی - یہان تک نوبت پہونچی کہ لڑتے لڑتے مسجد الحرام کے پاس مقام حزورہ تک پہونچ گئے - بنی بکر کے ۲۰ آدمی اور ہذیل مین سے بہی بہ مارےگئے - مسلمانون مین سے دو آدمی جیس ابن الاشعر اور کرز ابن جابر شہید ہوے -

رسول خدا نے دور سے نیزے اور تلوارین چمکتی دیکھکے پوچہا کہ ہین - یہ کیا معاملہ ہے ہمنے تو جدال و قتال سے منع کردیا تہا یہ کیا ہوا - لوگون نے التماس کی کہ یا رسول اللہ کفار قریش نے خواہ مخواہ خالد پر ہاتہہ صاف کرنے شروع کردئے تہے وہ غریب کیا کرتے آخر لڑنا پڑا - آپ نے ایک صحابی کو حضرت خالد کے پاس بہیجا اور فرمایا کہ خالد سے جاکر یہ کہدو ارفع یا منع عنھم السیف یعنی ان لوگون سے تلوار اوٹھا لے - وہ صحابی جھٹ خالد کو منع کرنے کے لیئے دوڑے راستہ مین دیکھتے کیا ہین کہ ایک بڑی ہیبت ناک شکل راہ روکے کہڑی ہے - پانوئن تو اوسکے زمین پر ہین اور سر آسمان سے باتین کرتا ہے - ہاتہہ مین ایک بہت بڑا حربہ ہے - دیکھتے ہی انکی روح فنا ہوگئی اور گرکے ایک پٹخنی کہائی اوس شکل عجیب نے اپنا حربہ صحابی صاحب کے سینہ پر رکھکے اونہین ہشیار کیا اور بولی کہ مین جو کہون وہ کرو ورنہ

ابھی تو مارا جاتا ہے۔ جا اور خالد سے یہ کہدے ضع فیھم ما علیھم السیف۔ جان کا خوف بری بلا ہے اونھون نے حضرت خالد سے جاکے یھی کہدیا کہ آنحضرت نے تمھین حکم دیا ہے کہ ان سب کو تہ تیغ کرڈالو اب کیا تھا ایک تو کڑوا کریلا اور دوسرے نیم چڑہا۔ خالد اور خالد والون کے ہاتھہ پیر سب کہلگئے اور وہ آڑے ہاتھون لیا کہ یارون کو چھٹی کے دودہ یاد آگئے ستر آدمی قریش کے قتل ہو چکے جب یہ لڑائی تھمی۔ جب خالد اور آنحضرت کا سامنا ہوا۔ تو حضور نے اون سے دریافت فرمایا کہ خالد تم لڑے کیون۔

خالد بن ولید۔ حضور وہی میرے سر پر آن چڑہے تھے مین نے جب دیکھا کہ اب نہین بنتی ناچار تلوار سے کام لیا۔

آنحضرت۔ یہ سب کچھہ سہی مگر ہم نے تو تمکو ممانعت کہلا بھیجی تھی۔

خالد۔ حضور نے منع کرایا تھا یا یہ کہلوا بھیجا تھا کہ خوب سر پہوڑ کے لڑو۔ اپنے ایلچی سے تو پوچھئے۔

اب وہ صحابی بلائے گئے۔ اونھون نے آکے سارا کچا حال بیان کردیا کہ حضرت اوس وحشت ناک شکل نے میرے گلے سے اوسوقت تک خنجر نہین اوٹھایا جب تک کہ مین نے خالد سے یہ نہین کہدیا کہ ضع فیھم السیف اب چاہین آپ مجھے مارڈالین یا چھوڑدین حکم عدولی تو ہوئی مگر میری زندگی تو تعمیل مین بھی جاتی تھی۔ آنحضرت نے یہ گفتگو سنکے فرمایا صدق اللہ وصدق رسولہ اے خالد سنو جسدن میرے چچا امیر حمزہ شہید ہوے تھے مین نے خدا سے دعا کی تھی کہ یا الہ العالمین جسدن مجھے قریش پر قابو ملجاے اوسدن مین بھی حمزہ کے عوض مین ستر آدمی اونکے قتل کرون۔ پس آج خدا نے اپنا فرشتہ بھیجکے تجھسے ایسا کہلوا دیا اور میری تمنا پوری کی۔ پھر بنی خزاعہ کو اجازت دی گئی کہ نماز ظہر تک اپنے دشمنون یعنی

بنی بکر سے بدلا لینے کا تمہین اختیار ہے۔

جب عکرمہ اور صفوان وغیرہ نے حضرت خالد کے ہاتھون کی صفائی اور شجاعت دیکھی تو بدحواس ہوکے بھاگے اور پیچھے پھر کے بھی نہ دیکھا۔ حماش ابن قیس مکہ مین ایک بڑا دلاور اور اکفر تھا اوس نے عکرمہ کی آواز سنی کہ لوگون کو لڑائی کے لیئے بلاتا پھرتا ہے تو ہتیار سنبھالے اور چاہتا تھا۔ مسلح ہوکر میدان جنگ مین جاوے کہ اوسکی بیوی بولی "ارے کیون ناحق مصیبت مین پھنستے ہو آرام سے گھر مین بیٹھے رہو" حماش نے جواب دیا "تو بیٹھی دیکھا کر و کہ محمد کے اصحاب کو شکست فاش دیکر ابھی مظفر و منصور تمہارے پاس آیا جاتا ہون تمہارے لیئے لڑائی سے ایک بردہ بھی لیتا آونگا" اسپر بھی بیوی ہرچند منع کرتی رہی مگر وہ نمانا اور چلدیا۔ جب اپنی قوم کو باہر جا کے ذلت و خواری کے ساتھہ بھاگتے دیکھا تو اسکے بھی پیر اوکھڑ گئے۔ بھاگ کے اپنے گھر آیا اور جلدی سے گھر مین گھس کے جورو سے کہا کہ گھر کا دروازہ بند کرلو۔ آنحضرت کا حکم ہے کہ جو شخص اپنا دروازہ بند کر کے گھر مین بیٹھ رہیگا امان مین ہے۔ جورو بولی میان مین تو تمھارے انتظار مین بیٹھی تھی کہ تم لڑائی فتح کر کے میرے لیئے غلام لاتے ہوگے تم تو آپ ہی غلام بنے ہوے گھر مین قید ہونیکو چلے آے۔ حماش نے اپنی قوم کی خرابی پر چند اشعار پڑھے اور بولا بیوی مجھے کیون ملامت کرتی ہو جب قریش کی مت ایسی ماری گئی ہے تو پھر مین اکیلا چنا بھاڑ کیسے پھوڑ سکتا تھا اب تو مجھی کو اپنا غلام سمجھو۔

جب صاحب لولاک موضع حجون مین پہونچکر اپنے خیمہ مین داخل ہوگئے اور گرد و غبار راہ چہرہ انور سے صاف کر کے غسل کا ارادہ کیا تو جناب شیر خدا علی مرتضی کی بہن ام ہانی حضور مین حاضر ہوئین اور عرض کی کہ یا رسول اللہ علی چاہتے ہین کہ ابن ہبیرہ یا میرے شوہر کے فلان فلان رشتہ دارون کو مار ڈالین حالانکہ مین نے اون دونون کو پناہ دی ہے۔ آنحضرت صلعم

نے اون سے فرمایا کہ اے ام ہانی۔ جسے تم نے امان دی اوسے کوئی آنکھہ نہین دکھا سکتا جاؤ
خاطر جمع رکھو وہ لوگ میری امان مین ہین۔ پھر غسل کے بعد حضور ام ہانی کے گھر تشریف لے گئے
اور پوچھا اے ام ہانی کچھہ کھانے کو بھی ہے۔ وہ بولین اور تو کچھہ نہین ہے صرف سوکھی روٹی اور
سرکہ موجود ہے۔ آپ نے فرمایا۔ سرکہ سے عمدہ اور سالن کونسا ہو سکتا ہے یعنی جس گھر مین
سرکہ ہو اوسمین فقر راہ نہین پا سکتا لاؤ ہم اوسی کو خوشی سے کھائینگے۔

پھر آپ وہان سے سوار ہو کر موضع خندمہ کی طرف تشریف لیچلے۔ دائین ہاتھہ کو صدیق
اکبر۔ بائین طرف اسید بن حضیر اور بلال ابن رباح اور عثمان ابن خنظلہ جحنی پیچھے پیچھے تھے
آنحضرت صلعم سورۂ انا فتحنا پڑھتے ہوے بے احرام باندہے حرم مین داخل ہوے اور مسجد
الحرام مین ویسے ہی اونٹ پر سوار تشریف لے گئے۔ محمد بن مسلمہ مہار شتر تھامے تھے۔ حجر
اسود کو بوسہ دیکر تکبیر کہی۔ سب مسلمانون نے تکبیر کہنے مین آپ کی موافقت کی۔ پھر تو نعرہ ہاے
تکبیر ایسے بلند ہوے کہ زمین مکہ ہلگئی۔ مشرکین مکہ پہاڑون پر چڑہے ہوے یہ حال دیکھہ رہے
تھے۔ تکبیر کے نعرے سن سنکر اونکی آنکھون مین خون اوتر رہا تھا۔ طواف کر کے آنحضرت اونٹ سے
نیچے تشریف لے آے۔ خانہ کعبہ مین تین سو ساٹھہ بت برابر برابر چُنے ہوے تھے جنکے
پانؤن زمین مین ہشت دھات سے محکم کر دئے گئے تھے۔ کلہاڑی اور کدال سے بھی اونکا اوکھڑنا
مشکل تھا۔ آنحضرت کے ہاتھہ مین اوسوقت ایک چھڑی تھی اوسے ہر بت سے لگا دیتے
اور فرماتے تھے جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ الخ وہ بت اوندہے منہ زمین پر آجاتا تھا۔ لوگ
تعجب کرتے تھے کہ ہشت دھات سے جمی ہوئی مورتین چھڑی کی اطاعت کرنے پر مستعد ہین۔
حیف اون آدمیون پر جو انسان ہو کر نہین سمجھتے۔ ہبل۔ عزیٰ۔ لات۔ منات۔ ود۔ نائلہ اور چند
اور بڑے بڑے بت اونچے اونچے مقامات پر دہرے ہوے تھے وہان تک آدمی کا ہاتھہ

نہین پہونچ سکتا تہا - وہ بہی ہشت دہات سے خوب جمے ہوے تہے - جناب علی مرتضی نے عرض کیاکہ یہ اوتارے جائین - یارسول اللہ آپ اپنا پاے مبارک میرے شانہ پر رکھکے کہڑے ہوجائیے اور انکو بہی نیچے گرادیجیے - ارشاد ہوا کہ یا علی نبوت کا بوجہہ نہ اوٹہا سکوگے - تم میرے کندہے پر چڑہکے ان بتون کو گرادو - غرضکہ علی مرتضی حضور کے شانہ مبارک پر چڑہ گئے - آنحضرت نے اون سے دریافت کیا کہ یا علی تم اسوقت کس حال مین ہو حضرت علی بولے اسوقت میرا سر عرش پر پہونچ گیا ہے اور سب حجاب میری آنکہون کے سامنے سے اوٹہہ گئے ہین - اور جس چیز پر ہاتہہ ڈالتا ہون خود بخود میرے ہاتہہ مین آجاتی ہے - آنحضرت نے فرمایا اے علی یہ وقت تمہارا بہت خوب ہے کہ حق کام کر رہے ہو اور زہے حال میرا کہ بار حق اوٹہا رہا ہون - پہر حضرت نے دریافت کیا کہ یا علی تم جس درجہ تک پہونچنا چاہتے تہے پہونچ گئے یا نہین - علی مرتضی نے جوابدیا کہ قسم ہے اوس خدا کی جس نے آپ کو بہیجا ہے آج میرا دلی مطلب حاصل ہوا - الغرض جتنے بت اونچے اونچے مقامون پر رکہے ہوے تہے اون سب کو جناب شیر خدا نے زمین پر پٹک کے پاش پاش کر ڈالا - اور میزاب کعبہ کے پاس پہونچکے دوش مبارک رسول صلعم سے نیچے کود پڑے اور تبسم فرمایا - آنحضرت نے پوچہا کہ علی - ہنسے کیون - آپ بولے کہ حضور مجہے اس لئے ہنسی آئی کہ اتنی بلندی سے کود پڑا اور میرے ذرا بہی چوٹ نہ آئی - آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ محمد تمکو سنبہالے ہوے تہا اور جبرئیل نے تمہین اوتار کے زمین پر رکہدیا چوٹ کیسے لگ سکتی تہی - حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کو اس روایت پر پورا الیقین نہین ہے جو چاہے اونکی کتاب تحفہ اثنا عشریہ مین دیکہہ لے -

زبیر ابن العوام نے ابوسفیان سے کہا کہ دیکہو وہ بت ہبل جسپر تم احد کے دن بڑا فخر کرتے تہے آج ریزہ ریزہ ہوگیا - ابوسفیان نے جوابدیا کہ اے زبیر مجہے ملامت نہ کر - مین خوب جانتا ہون

کہ اگر محمد کے خدا کے سوا کوئی اور خدا ہوتا تو یہ نوبت نہ پہونچتی - بیشک اور بالیقین سچا خدا وہی ہے جسکی طرف محمد بلاتے ہین -

پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام کے ایک گوشہ مین بیٹہہ گئے اور بلال سے فرمایا کہ عثمان ابن طلحہ حجبی سے جا کے کہدو کہ خانہ کعبہ کی کنجی میرے پاس لے کے آجائین - مگر کنجی عثمان کی والدہ سلاقہ بنت سعد کے پاس تہی - اوراوپر ذکر ہوچکا ہے کہ حضرت عثمان بن طلحہ حجبی رضی اللہ عنہ جناب خالد بن ولید کے ساتہہ مسلمان ہوے تہے اور اونکے آبا واجداد سے یہ عہدہ اونہین کے خاندان مین چلا آتا تہا - عثمان حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے یہ حکم سنکر اپنی مان کے پاس گئے اور وہان اونکی مان نے کنجی دینے مین حجت کی جب عثمان کے آنے مین دیر ہوئی تو آنحضرت نے فرمایا کہ بڑی دیر ہوئی عثمان نہین آے - ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہما وہان جائین اور دریافت کرین کہ ہمکو تالی سپرد کرنے مین کیا حجت ہے - دونون صاحب حسب حکم نبوی عثمان کے دروازہ پر جاکر پکارے کہ کلید خانہ کعبہ جلدی لیچلو - رسول خدا منتظر ہین سلاقہ نے ان دونون صاحبون کی آوازین سن کے کنجی جہٹ عثمان کو دیدی - وہ لیکر حضور مین حاضر ہوے - جسوقت آنحضرت نے عثمان سے کنجی لینی چاہی حضرت عباس نے آگے بڑہکے عرض کی کہ حضور زمزم کے سقایہ کے ساتہہ یہ کنجی بہی مجہے مرحمت ہو - عثمان نے حضرت عباس کی یہ بات سنکر ہاتہہ کہینچ لیا - اور آنحضرت کو کنجی ندی - رسول خدا نے فرمایا کہ عثمان کنجی میرے حوالہ کر - عثمان نے ہاتہہ دینے کو بڑہایا تہا کہ حضرت عباس نے پہر وہی درخواست کی عثمان نے دیتے دیتے پہر ہاتہہ کہینچ لیا آنحضرت نے پہر فرمایا کہ یہ کیا کرتے ہو کنجی ادہر لاؤ تو عثمان نے دیدی - آنحضرت جب در کعبہ پر کہڑے ہوے تہے تو علی مرتضی نے بہی یہی درخواست کی تہی کہ کلید خانہ کعبہ اہل بیت کے پاس رہنی چاہیے - آنحضرت نے اسکا کچہہ جواب ندیا اور کنجی چپکے سے عثمان کو واپس کردی -

اور حضرت علی کو یہ جواب دیا کہ یا علی مین ایسی خدمت تمہین سپرد کرونگا جس سے لوگون کو تم فائدہ پہونچا سکو یہ کام تو ایسا ہے جسکی نسبت لوگ یہ گمان کرینگے کہ تم لوگون سے کچھ لیتے دیتے ہوگے عثمان نے کنجی لیکے اپنے بہائی شیبہ کو دیدی اور خود آنحضرت کی ملازمت مین رہنا اختیار کیا۔ اوسوقت سے ابتک وہ کنجی اوسی قوم اور نسل مین چلی آتی ہے۔

جب یہ سب معاملے طے ہوچکے تو آنحضرت نے جناب عمر فاروق اور حضرت عثمان ابن طلحہ رضی اللہ عنہما کو کہا کہ تم جاکر انبیاء وغیرہ کی تصویرین جو کعبہ کی دیوارون پر کفار نے بنا رکھی ہین مٹا ڈالو۔ حضرت عمر اندر تشریف لے گئے اور سب تصویرین مٹا دین مگر حضرات ابراہیم و اسمعیل کی تصویرین بنی رہنے دین۔ اب آنحضرت بلال اور اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ کو اپنے ساتھ لیکر اندر گئے اور ابراہیم و اسمعیل کی تصویرون کو قایم دیکھکے حضرت عمر سے پوچھا کہ یہ کیون باقی ہین۔ آپ نے عرض کی کہ پاس ادب سے مجھے انکے مٹانیکی جرأت نہوئی۔ آنحضرت نے ارشاد کیا کہ نہین انکو بہی مٹا دو لعنت اوس قوم پر جو اوس چیز کی تصویر بناتے ہین جسے پیدا نہین کرسکتے۔ یہ زعفران پانی مین پیسکے اون دونون تصویرون کو دہو ڈالا۔ اور تہوڑی دیر خانہ کعبہ مین توقف فرما کے نماز پڑہی۔

ابن عمر فرماتے ہین کہ جب جناب سرور کائنات کعبہ سے باہر تشریف لائے تو مین نے بلال سے اندر کی کیفیت دریافت کی۔ حضرت بلال نے جوابدیا کہ دو ستون کو دست راست پر اور ایک کو دست چپ پر اور تین ستونون کو پیچھے چھوڑ کر نماز پڑہی تہی یہان سے معلوم ہوا کہ اوس زمانہ مین سارے خانہ کعبہ مین صرف چھہ ستون تہے۔ ابن عمر فرماتے ہین کہ مین بلال سے یہ پوچہنا بہول گیا کہ حضور نے کے رکعتین پڑہین۔ مگر اور راویان معتبر نے لکہا ہے کہ دو رکعت آپنے پڑہی تہین۔ اسی باعث علماے اسلام نے یہ مذہب اختیار کیا ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر

نماز نفل پڑہنا جائز ہے - مگر فرضون مین اختلاف ہے بعض جائز بتاتے ہین - اور بعض ناجائز کہتے ہین -

جسوقت آنحضرت خانہ کعبہ کے دونون بازوؤن پر ہاتھ رکھکے کہڑے ہوے - آپ کی زبان مبارک پر یہ کلمات جاری تہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك له صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ مکہ کے لوگ آپ کے اردگرد اس لئے مجتمع تہے کہ دیکہین اب ہمارے لئے کیا حکم ہوتا ہے - اسی حیص بیص مین حضور نے اونکی طرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ تم لوگ میری نسبت کیا گمان کرتے ہو سب نے بالاتفاق یہ جواب دیا نقول خیراً ونظن خیراً ہ یعنی ہم تمکو اچہا کہتے ہین اور اچہا جانتے ہین - آپ ہمارے برادر کریم ہین اور برادر کریم کے بیٹے ہین - یہ سنکے آنحضرت نے فرمایا اذھبوا فانتم الطلقا اسکے بعد آنحضرت نے خطبہ پڑہا لوگون کو نصیحت کی اور جاہلیت کی عادات ورسوم خصوصاً سود خوری کو بالکل ناجائز کردیا قصاص ودیت مغلظہ ومخففہ اور شبہ عمد وخطا کے احکام بیان فرماے - وہ دعاوی جو قبل از اسلام جاری وشایع تہے اونہین باطل قرار دیا - اور فرمایا اے قریش تم جاہلیت کے باعث جو اپنے آبا واجداد کی بزرگی پر ناز کرتی تہے اور تکبر وتعظیم کے سبب لوگون پر فخر کرتے تہے خدا نے آج وہ سارا غرور تمہارا مٹا دیا - اب تم اپنے تکبر کو چہوڑ دو اور سمجہلو کہ آدم خاک سے بنا تہا اور تم بہی خاک ہو آئندہ سب آدمیون کو اپنا بہائی تصور کرنا کیونکہ سب بنی آدم یکسان ہین - کسی کو دوسرے پر ترجیح نہین - البتہ تقوی کے باعث آدمی کو دوسرے پر فضیلت حاصل ہوسکتی ہے اسکے بعد یہ آیت پڑہی یا یھا الناس انا خلقنا کم من ذکر وانثی وجعلنا کم شعوبا وقبائل لتعارفو ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر سبحان اللہ بحمدہ یہان سے آنحضرت کا عجز وانکسار دیکہنا چاہئے کہ آپ بہی قریش تہے مگر وعظ کے وقت قومیت کا بالکل پاس نہ کیا

اور کھلم کھلا کہدیا کہ قوم و نسل سے کوئی فوقیت نہین حاصل ہو سکتی آدمی سب یکسان ہین جسمین اتقا ہو وہی سب سے زیادہ بزرگ ہے حالانکہ قریش پہلے سے تمام قبائل عرب مین معزز و ممتاز تہے اونکی نفضیلات جب مانی ہوئی تہی تو آپکو اپنی اور اپنی قوم کی عزت قایم کر لینے مین کوئی دقت نہوتی اور دو کلمون مین مطلب حاصل تہا مگر آپ نے اس بات کا کچھہ خیال نہ کیا اور کہا وہی کہ جو حق تہا - آپ کو تو ریاست و بزرگی کا دعوی تہا ہی نہین - مخالفین محض جہوٹی باتین بنا بنا کے اپنی عاقبت خراب کرتے ہین - آپ سوا سے دشمنان دین کے کبھی کسی پر خفا تک نہین ہوے - ادنی ادنی سے دینداروں کی خدمت آپ خادمون کی طرح کیا کرتے تہے اخلاق کے باعث تمام اہل مدینہ آپ کے عاشق زار تہے - ان کے علاوہ کروردن باتین آپ مین ایسی تہین جو سوا سے سچے نبی کے اور کسی مین ہو ہی نہین سکتین جنکے دیکہنے کو چشم بصیرت اور ماننے کو قلب سلیم درکار ہے -

جب آنحضرت صلعم نے مسلمانون کو اہل مکہ کے قتل سے منع کیا اور مکہ والون کو رحم کی نظر سے دیکھا تو انصار کو خیال ہوا کہ آپ نے ہموطنون کی پاسداری کی اور قومیت کے باعث رعایت کر گئے - چنانچہ مدینہ والون مین سرگوشیان ہونے لگین کہ اب آنحضرت کو اپنا نہ سمجھو - یہ تو ہین رہے - اودہر وحی نے اس خیال خام کو حضور کے دل پر منکشف کر دیا - آپ نے نام بنام اون لوگون کو بلا بہیجا جو ایسا سوچ رہے تہے اور فرمایا تم لوگ ایسا گمان نہ کرو مین نے تم مین ہجرت کی اور تم نے برے وقت مین میرا ساتہہ دیا مین تمہارے احسانات ہرگز نہ بہولونگا جس زمانہ مین مکہ نے میرے ساتہہ بدسلوکی کی تم نے میرے آنسو پونچہے - جب تک زندہ ہون تم مین رہونگا اور بعد مرنے کے بہی تمہین مین رہونگا میری تو موت و زندگی تمہارے ہی ساتہہ ہے جب انصار نے آپ کی یہ باتین سنین تو خوب ہی روے - اپنے خیالات سے توبہ کی اور قصور

معاف کرایا - انہین باتون مین ظہر کا وقت آگیا - بلال کو حکم ہوا کہ کعبہ کی چہت پر چڑہکے اذان دو
اذان کی آواز بعض کفار نے تو پہاڑون کے اوپر سے سنی اور بعض جو مسجد الحرام مین موجود تہے
اونہون نے وہین سن لی - اوسے سنکر پہاڑ والون نے بہت برا بہلا کہا - حضرت جبریل امین نے
اونکی ایک ایک بات مصلحتاً آپ سے آکر بیان کردی - آپ نے اون لوگون کو اپنے پاس طلب
فرمایا اور ہر آدمی سے الگ الگ جو کچہہ اوس نے کہا تہا کہہ سنایا - سب شرمندہ ہوے
حالانکہ سخت مخالف تہے مگر اس معجزے نے اونکے پتہر سے دل موم کردئے اور جتنے
بلاے گئے تہے سب صدق دل سے ایمان لاے - غرضکہ ایک جماعت کثیر جسمین حارث
ابن ہشام اور عتاب ابن اسید شامل تہے مسلمان ہوگئی -

فتح کے دوسرے دن جندب ابن الارقع ہزلی مکہ مین آیا - حراس ابن امیہ کعبی نے ایک
تلوار اوسکے پیٹ مین ایسی ماری کہ اوسکی آنتین نکل پڑین - جندب دیوار سے پیٹہہ لگاے
بیٹہا تہا اور یہ کہتا تہا کہ اے قوم خزاعیہ تم ایسا فعل میرے ساتہہ کیسے کرسکے - یہی کہتے کہتے
مرگیا جب آنحضرت کو اسکی خبر ہوئی تو آپ نے ایک مجمع عام مین یہ خطبہ پڑہا کہ اللہ تعالے
نے مکہ کو محترم کیا ہے اور قیامت تک وہ محترم ہی رہیگا کسی بندہ مومن کو مکہ مین خونریزی
نہ کرنا چاہیئے نہ کوئی مسلمان وہان کے درخت کاٹے نہ گہاس اوکہاڑے - اور اگر کوئی یہ کہے
کہ رسول خدا نے حرم مین قتال کیا تو اوسے یہ جواب دو کہ رسول خدا سے قبل کسی پر حلال نہ تہا اور
اونکے لئے بہی صرف ایک ساعت حلال ہوا اور پہر حرمت اپنے محل پر آگئی - پس اے قوم
خزاعیہ تم قتل سے اپنا ہاتہہ روکو اور جسے تم نے قتل کیا ہے اوسکا خونبہا دو - اگر آئندہ تم سے
ایسی حرکت سرزد ہوگی تو مقتول کے ورثا کو اختیار ہوگا چاہے تمسے قصاص لین یا خونبہا -
سعد ابن مسیب سے روایت ہے کہ آنحضرت نے سو اونٹ اوس مرد مقتول کی خونبہا مین دئے

آنحضرت نے مکہ مین داخل ہونے سے قبل حکم دیا تہا کہ گیارہ مرد اور چہہ عورتون کو جہان پاؤ قتل کرڈالنا۔ چاہے وہ تمکو حل مین ملین یا حرم مین۔ اون گیارہ مردون مین سے پہلا عبد العزیٰ ابن خطل تہا جو فتح مکہ سے پہلے مدینہ مین آکر مسلمان ہوگیا تہا۔ آنحضرت نے اوسکا نام عبد اللہ رکہا اور ایک شخص خزاعی یا رومی کے ساتھہ اوسکو کسی قبیلہ مین تحصیل زکوٰۃ کے لئے بہیجا۔ وہ خزاعی راستہ مین عبد العزیٰ کی خوب خدمت کرتا ہوا گیا۔ ایک دن اوس نے خزاعی سے کہا کہ مین تو سوتا ہون تم میرے لئے کہانا تیار کر رکہنا اوٹہتے ہی کہاؤنگا۔ اتفاق کی بات ہے ادہر تو عبد العزیٰ سویا اور اودہر خزاعی کو بہی نیند نے آگہیرا اب دونون سوگئے کہانا نہ پک سکا پہلے عبد العزیٰ کی آنکہہ کہلی دیکہتا کیا ہے کہ کہانا تو ندارد ہے مگر خزاعی گہری نیند مین غرق ہے۔ غصہ مین آگ بگولا ہوگیا اور اوس رومی یا خزاعی کو بیگناہ قتل کرڈالا۔ پہر دل مین سوچا کہ اگر مدینہ جاتا ہون تو آنحضرت صلعم ضرور مجہہ سے قصاص لینگے اس سے بہتر یہ ہے کہ مرتد ہوجاؤ اور یہ مال زکوٰۃ اور بہیڑ بکریان جو جمع کرکے لیچلے ہو گہر کی طرف ہانکدو۔ غرضکہ مکہ پہونچا۔ لوگون نے اوس سے پوچہا کہ اب تو کیون ہماری طرف رجوع ہوا ہے۔ اوس نے جوابدیا مین نے تمہارے دین سے اسلام کو بہتر نہ پایا۔ اسلئے پہر یہین آگیا۔ المختصر وہ فتح مکہ تک یہین رہا جب مسلمان داخل ہوگئے تو خانہ کعبہ مین ایک پردے کے پیچہے جا چہپا۔ طواف مین ایک صحابی نے حضور سے عرض کی کہ ابن خطل پردہ سے چپٹا کہڑا ہے۔ آپ نے اوسے وہین قتل کرادیا۔

دوسرا عبد اللہ ابن سعد ابن ابی السرح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا رضاعی بہائی تہا ایمان لاتے ہی چند روز کاتب وحی رہا۔ کتابت کے وقت اوسکا یہ حال تہا کہ جب "عزیز حکیم" لکہوایا جاتا تو "علیم حکیم" لکہدیتا۔ اسی قماش کی اور خیانتین بہی کیا کرتا تہا۔ جب وہ خیانتین کہلجاتین اور اوسے تنبیہ کی جاتی تو برا مانتا تہا۔ آخر ہوتے ہوتے یہانتک نوبت پہونچی کہ بے ایمانی اور

نفاق سے ایک دن کہنے لگا کہ میرے دل مین جو آتا ہے بطور وحی کے لکھ لیتا ہون اور محمد کو
خبر بھی نہین ہوتی - جب آنحضرت کو اس بات کا بخوبی پتا لگ گیا تو وہ مدینہ سے بھاگ کے مکہ
چلا گیا اور اب فتح کے زمانہ مین حضرت عثمان کے پاس آکے پناہ لی اور بہت کچھ رویا پیٹا حضرت
عثمان نے چند روز اوسکو باین امید چھپا رکھا کہ آنحضرت سے منت وزاری کر کے اسکی خطا
معاف کرالونگا - جب مکہ مین بالکل امن چین ہو گیا اور حضرت عثمان کو بھروسا تھا ہی کہ حضور کی
مجھپر بڑی عنایتین ہین میری خاطر سے معافی ہو جائیگی اس لئے اوسکو اپنے ساتھ دربار پرانوار
مین لے گئے اور سامنے کھڑا کر کے عرض کی کہ یارسول اللہ آپ کے ضمیر تنویر پر روشن ہے
کہ یہ میرا رضاعی بھائی ہے اسکی ماں کا دودہ مجھے یاد آتا ہے - وہ مجھے پیار سے اپنی گود مین لئے
پھرتی اور مجھے اپنے کندھے پر رکھتی تھی اور اسے پیدل چلاتی تھی - وہ نیکبخت میرے دودہ
پلانے کے لئے اسے بھوکھا رکھتی تھی جسوقت اوس ضعیفہ کا حق مجھے یاد آتا ہے اسکے لئے
میرا دل پاش پاش ہو جاتا ہے - حضور کے کرم عام سے امید ہے کہ اسکی جان بخشی فرمائی جائے
آنحضرت نے اور تو کچھ نہ کہا مگر امان دینے سے انکار کیا - حضرت عثمان نے دوبارہ سفارش کی
مگر پھر بھی انکار رہا - غرضکہ کئی بار ایسا ہوا اور ہر بار جواب نفی مین ملا - آخرش حضرت عثمان نے
آنحضرت کے قریب جا کر سر مبارک کو بوسہ دیکے پوچھا کہ یارسول اللہ آپ نے اسکو امان
دیدی - آنحضرت کو ابن عفان رضی اللہ عنہ سے ازحد محبت تھی اس حالت مین حضور کے
منہ سے ہاں کے سوا اور کچھ نہ نکلا جب حضرت عثمان نے زبان صدق ترجمان سے ہاں سنلی
تو مطمئن ہو کر عبد اللہ کو ساتھ لئے ہوے چلے گئے - اونکے جانے کے بعد آنحضرت نے
حاضرین سے کہا - افسوس تم لوگون نے یہ بھی نہ کیا کہ عثمان کی سفارش کرنے سے پہلے اوس
سگ ناپاک کو مارڈالتے - عباد بن بشر نے عرض کی کہ یارسول اللہ ہم تو حضور کے اشارہ کے

منتظر تھے اگر ذرا بھی سہارا پاتے تو زندہ نچھوڑتے - خیر حضرت اوسے امان دے ہی چکے تھے
پھ کچھ اوسکی نسبت نہ فرمایا - لیکن اتنی بات ضرور ہوئی کہ اسکے بعد عبد اللہ ابن سعد صدق دل سے
پکا مسلمان بھی ہوگیا - مگر شرمندگی ہمیشہ غالب رہی جب آنحضرت کو دیکھتا تو سامنے سے ہٹ جاتا
تھا ایک دن حضرت عثمان نے حضور سے پھر گذارش کی کہ میرا رضاعی بھائی آپ سے بہت
نادم ہے جہان آپکو دیکھتا ہے بھاگ جاتا ہے - حضرت یہ بات سن کے ہنسے اور فرمایا -
کیا مین نے اوس سے بیعت نہین لے لی اور تمھاری خاطر سے امان ویدی اب وہ شرماتا
کیون ہے سامنے آیا کرے - حضرت عثمان نے اوس سے اس بات کا تذکرہ کردیا - پھر
اوس نے بھاگجانا تو چھوڑ دیا مگر اتنا حجاب ضرور رہا کہ جب آنحضرت کو دیکھتا تو لوگون کی آڑ مین
ہوجاتا تھا اور سلام کرلیتا تھا - حضرت عثمان کی خلافت مین ملک افریقہ کو عبد اللہ بن سعد بن
ابی سرح نے ہی فتح کیا - حاکم مصر بھی رہے - بعد شہادت خلیفہ سوم کے مسلمانون کے
خون سے الگ رہنے کے لیے اونھون نے کسی کا ساتھ ندیا -

تیسرا آدمی عکرمہ بن ابوجہل تھا - اوسنے آنحضرت کو اور دیگر مسلمانون کو بیحد ایذائین پہونچائی
تھین - بعد فتح کہ وہ بھاگ کر ساحل سمندر پر چلا گیا اور اصحاب مین سے بھی ایک آدمی کو قتل کر گیا جب
یہ خبر حضور کو ملی تو آپ نے تبسم فرمایا - لوگون سے نہ رہا گیا آخر دریافت کیا کہ حضور یہ موقع رنج کا
تھا آپ نے تبسم کیون کیا - آنحضرت نے فرمایا کہ میرے ہنسنے کا باعث یہ ہے کہ جسوقت
قتل کی خبر مین نے سنی اوسی وقت عالم غیب سے مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ شخص مقتول اور
اوسکا قاتل عکرمہ دونون ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوے بہشت مین داخل ہونگے
یہ سنکر اصحاب کو اور بھی زیادہ وحشت ہوئی کہ مقتول تو بیشک بہت بڑا کامل دیندار اور خدا پرست
تھا اور وہ شہید بھی ہوا بہشت مین اوسکا جانا کچھ تعجب کی بات نہین مگر یہ اشد کافر عکرمہ کیسے اوسکا

ہاتھہ پکڑکے جنتی ہو جائیگا۔ مگر سب یہ سوچ کر خاموش ہو رہے کہ خدا کی باتین خدا ہی جانے اس لئے کسی نے آنحضرت سے کوئی سوال نہ کیا۔

عکرمہ مکہ سے نکل کے بھاگا اور ساحل سمندر پر پہونچکر کشتی پر سوار ہو مین جانیکا ارادہ کیا مگر خوبی قسمت سے ایسا سخت طوفان آیا کہ کشتی خطرہ مین پڑگئی۔ اوسوقت کشتی کے سب آدمی بتضرع وزاری اور بخضوع وخشوع درگاہ باری مین التجا کرنے لگے مگر عکرمہ جیسے کا تیسا چپ چاپ بت بنا بیٹھا رہا۔ ناخدا نے اوسکے پاس آکے کہا "اے شخص تو بھی خدا سے وحدہ لاشریک کو یاد کر اور دعا مانگ کہ یہ مصیبت ٹلے"۔ عکرمہ نے کہا "کیسے یاد کرون اور کیا کہون مجھے تو نہین آتا تم ہی بتلادو"۔ ناخدا بولا "لا الہ الا اللہ" کہکے اوسے یاد کر اور دعا مانگ کہ اے زمین وآسمان کے مالک ہم پر رحم کر۔ یاد رکھہ۔ یہ ایسا وقت ہے کہ سوا اوسکے اور کوئی حامی ومددگار نہین اب عکرمہ چونک کر بولا کہ اوس خدا سے تو مین کبھی دعا نہ مانگونگا جسکی طرف محمد ہمین بلاتا ہے اگر مجھے یہی کرنا ہوتا تو مکہ سے کیون بھاگتا اور اپنے خویش واقربا اور وطن کو کیون چھوڑتا۔ ناخدا عکرمہ کی یہ باتین سنکر بہت ناخوش ہوا اور خاموش ہوکر اپنی جگہہ جا بیٹھا۔ تھوڑی دیر کے بعد عکرمہ کی نظر کشتی کے ایک تختہ پر پڑی۔ اوسپر لکھا دیکھا "کذب بہ قومک وہو الحق" یعنی تیری قوم نے اوسکی تکذیب کی حالانکہ وہ سچا ہے۔ عکرمہ نے چاقو نکالکے ان کلمات کو چھیلڈالنا چاہا۔ ہر چند لکڑی کو چاقو سے چھیلتا تھا مگر وہ الفاظ نہ مٹتے تھے۔ عکرمہ کو نہایت تعجب ہوا اور سوچنے لگا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اسی پس وپیش مین ایک تبدیلی اوسکے اندر پیدا ہوئی اور اپنے کفر کا حال اوسپر منکشف ہونے لگا لیکن شیطان ایسا مسلط ہو رہا تھا کہ کیفیت اسلام اوسپر اچھی طرح واضح نہوئی اور خدا اور رسول کا دشمن بنا رہا۔ اب ادہر کا حال سنئے کہ عکرمہ کی بیوی ام حکیم بنت حارث بن ہشام برادر ابوجہل بڑی مومنہ تھی۔ ہاتھہ جوڑے ہوے رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور

رورو کے اپنے شوہر کے لئے امان چاہی - آنحضرت کو رحم آگیا اور عورت کے کہنے سے اپنے دشمن جانی اور عدوی خدا و کافر اکفر کو امان دیدی - عورت خوش و خورم ہو کے اپنے خاوند کی تلاش مین دوڑی کہ کہین ملجائے تو یہہ لاؤن ایسا نہو کہ وہ خودکشی کر لے - ادہر اودہر دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ساحل کی طرف گیا ہے - اوس نے وہان پہونچکے تفتیش کی - لوگون نے کہا کہ وہ تو کشتی پر سوار ہو گیا - عورت مایوس ہو کر کنارہ کنارہ چلی جاتی تہی کہ کشتی بہی طوفان مین پہنسکر کنارہ کی طرف مائل ہوئی - عورت نے دور سے کشتی کو جو دیکہا تو ایک لکڑی مین اپنا دوپٹہ باندہکے خوب ہلانا شروع کیا - ناخدا بیچارہ اپنی مصیبت مین رقیق القلب تو ہو ہی گیا تہا اوسے رحم آگیا اور سمجہا کہ یہ کوئی عورت اس جنگل بیابان مین بے والی و وارث ہے جو ہم سے مدد مانگتی ہے پس ایک چہوٹی کشتی اوسکے لینے کو بہیجدی - عورت نے کشتی والون سے عکرمہ کا حال دریافت کیا - اونمین سے ایک آدمی اوسے جانتا تہا اوس نے کہا کہ ہان عکرمہ بن ابوجہل اسی جہاز مین ہے - عورت فوراً اوس کشتی مین سوار ہو کے اپنے خاوند کے پاس پہونچی - اور جاتے ہی کہا کہ افسوس تو کس مصیبت مین آپ سے آپ پڑ گیا ہے دیکہہ مین نے تیری لئے کیا کیا دکہہ جہیلے - ٹہوکرین کہاتی ہوئی یہان تک پہونچی ہون - اور نیکوکار ترین مردم یعنی رسول خدا سے تیرے لئے امان لے آئی ہون - عکرمہ امان کا نام سنتے ہی تعجب مین آگیا اور بولا جہوٹ کہتی ہے - محمد مجہے کبہی امان نہ دیگا مین نے اوسکے ساتہہ ایسے سلوک نہین کئے ہین جو معاف ہو سکین آج تک مین نے اوسکی بیعزتی اور عداوت قلبی مین کوئی کمی نہین کی - مسلمانون کو ہمیشہ ستاتا رہا ہون - بہلا مجہے امان کیسے ملیگی - عورت بولی کمبخت تو محض بیوقوف ہے جو رسول خدا کی نسبت ایسا بدگمان رکہتا ہے اونکی ذات والا صفات حد سے زیادہ کریم و رحیم ہے - میرا منہ نہین جو اونکی تعریف کر سکون اب تو ہلاکت مین نہ پڑ اور میرا

سچ جھوٹ میرے ساتھ چلکے اپنی آنکھون سے دیکھلے - پس عکرمہ اپنی بیوی کے ساتھ کشتی مین بیٹھکے کنارہ دریا پر آگیا اور دونون میان بیوی مکہ کو چلے - ادھر وحی نے آنحضرت کو مطلع کیا کہ عکرمہ آتا ہے - آپ نے اصحاب سے کہا کہ مومن و مہاجر عکرمہ آتا ہے خبردار کوئی اوسکے باپ کی برائی نہ کرے کیونکہ میت کو برا کہنے سے میت کو کچھہ نقصان نہین ہوتا البتہ کہنے والا اپنی عاقبت خراب کرتا ہے - الغرض عکرمہ اپنی بیوی کے ساتھ در خیمہ نبوی پر آن کھڑا ہوا - اوسکی بیوی منہ پر نقاب ڈالکے حضور مین حاضر ہوئی اور التماس کی کہ آپکا گنہگار عکرمہ حاضر ہے - آپنے تبسم فرمایا اور کہا کہ یہان بلالو - اوسکی عورت اوسے اندر لیگئی - آنحضرت نے دیکھتے ہی فرمایا "مرحبا یا راکب المہاجر" عکرمہ نے سامنے آکے دریافت کیا کہ یہ عورت کہتی ہے کہ تمنے مجھے امان دی ہے کیا اسکا قول سچ ہے - حضور نے فرمایا بالکل صحیح ہے - اسوقت تک اپنی بیوی کا کہنا اوسکے سمجھہ مین نہین آیا تھا اور یہ خیال دل ہی دل مین کرتا تھا کہ اگر آنحضرت نے ایسا کہہ بھی دیا ہے تو دہوکے سے مجھے بلا کے قتل کرنا چاہتے ہین مگر اپنی ریاست اور سرداری کا غرور عکرمہ کے دماغ مین ایسا سمایا ہوا تھا کہ اوسکے زعم مین یہان تک چلا آیا اور ارادہ تھا کہ اگر آنحضرت کے تیور سے کچھہ بھی شبہہ پایا گیا تو ایسا بہادر بھی ہون کہ پھر بھاگ آؤنگا - جسوقت حضور کی زبان سے اوس نے امان کا لفظ سنا تو دل کی کیفیت ہی عجیب و غریب ہوگئی - رونگٹا رونگٹا خودبخود یہ کہنے لگا کہ محمد کی رسالت مین کچھہ شک و شبہہ نہین اگر یہ شخص سچا نبی نہوتا تو مجھہ سے دشمن کو ہرگز نہ معاف کرتا - بنی ہوے آدمی مین یہ شان سما ہی نہین سکتی - پس عکرمہ نے اپنے کفر و شرک سے اوسی وقت توبہ کرکے صدق دل سے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد انک عبد اللہ ورسولہ کلمہ پڑھتے ہی کچھہ ایسی شرم و حیا عکرمہ کے دل مین سمائی کہ ابھی تک تو تنا ہوا کھڑا تھا کلمہ شہادت زبان پر جاری ہوتے ہی سر نیچا ہوگیا - آنکھین پشت پا سے جا لگین اور کہنے لگا - یا رسول اللہ تحقیق

تم بڑے نیک اور سب سے زیادہ سچے ہو ایسی وفا کی قابلیت دوسرے مین نہین سما سکتی -
اب مین حضور کی ذات خجستہ صفات سے امید رکھتا ہون کہ ایک چیز مجھے اور مرحمت ہو - آنحضرت
نے ارشاد کیا کہ عکرمہ مانگ کیا مانگتا ہے جو مانگیگا وہی پائیگا - اوس نے بصد تعظیم عرض کی کہ آپ
میرے حق مین دعا کرین کہ جتنے قدم مین نے کفر و شرک کو قوت دینے کی لئے رکھے ہین - جو زیادتیان
آپکی خدمت مین کی ہین - جو مذمتین آپکی لوگون سے مین نے آپ کے پیٹھہ پیچھے بیان کی ہین
اور مسلمانون کو ستایا ہے اللہ سب بخشدے اور ان باتون کا قیامت کے دن مجھہ سے کچھہ
مواخذہ نہو - آنحضرت نے اوسی وقت عکرمہ کے واسطے دعا کی - جب آپ دعا کر چکے تو وہ بولا
کہ یا رسول اللہ اب میری یہ نیت ہے کہ آج تک اپنا جتنا مال مین نے کفر و شرک کی امداد مین صرف
کیا ہے اوس سے دوچند خدا کی راہ مین خرچ کرون اور جسقدر کفار کی طرف سے لڑا ہون اوتنا ہی مین
اسلام کی جانب سے لڑون - چنانچہ اوس مرد خدا اور مومن و باوفا عکرمہ نے جیسا کہا تہا ویسا ہی
کر دکہایا - اپنی ساری دولت جہاد مین لگا دیتا تہا - اسکے سوا جس جہاد پر جاتا سر ہتیلی پر رکہکے جاتا
تہا - اپنی جان کو اوس نے کبھی جان نہین سمجہا آخر کار حضرت صدیق اکبر کے عہد خلافت مین جنگ
اجنادین مین شہادت پائی - حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بڑی مقبولین مین سے ہین آپکو قرآن شریف
دیکھنے سے وجد ہو جاتا تہا اور فرمایا کرتے تہے - ھذا کتاب ربی ھذا کتاب ربی

چوتہا آدمی حویرث ابن نفیل یا نقیذ بڑا شریر و مشرک تہا - ابتداے رسالت مین ہر وقت
اور ہر جگہہ آنحضرت کی ہجو کرتا پہرتا تہا - صرف اسی پر اکتفا نہ تہی بلکہ دوسرون کو اوکساتا تہا کہ تم بہی
ایسا ہی کرو اور جہان تک اوس سے ہو سکتا تہا مسلمانون کی ایذا دہی مین کمی نہ کرتا - اب فتح
مکہ کے بعد جب اوس نے اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکھی تو گہر کا دروازہ بند کرکے بیٹھہ رہا حضرت
علی مرتضی رضی اللہ عنہ اوسکے دروازہ پر جا کر پکارے لوگون نے کہدیا کہ حضرت وہ باہر چلا گیا ہے -

حضرت علی واپس چلے آئے۔ اوس نے گھر مین آواز پہچانی اور سمجھ گیا کہ اب لوگ میری تلاش مین
ہین جان کی خیر نہین بہتر ہے کہ کسی طرف منہ کالا کر جاؤن۔ اس خیال کے بعد تھوڑی دیر اور گھر مین
اس لیئے ٹہیرا کہ علی مرتضی دور نکل جایئن تو چلدون جب حضرت علی دور پہونچے تو یہ بہی گھر سے
چلا مگر موت سر پر سوار تہی ایک گلی کے پہیر پہار مین جناب شیر خدا سے دو چار ہو گیا۔ آپ نے
اوسے قتل کر ڈالا۔

پانچوان آدمی مقیس ابن حبابہ تہا جسکا بہائی ہشام ابن حبابہ مدینہ آکر مسلمان ہوا اور غزوہ
مریسیع مین آنحضرت کے ساتھہ گیا۔ بنی عمرو بن عوف مین سے ایک انصاری کو ہشام کے مسلمان
ہونیکی خبر نہ تہی۔ ایک دن کسی بات پر دونون مین تکرار ہو گئی۔ انصاری نے ہشام کو مشرک
سمجھکے مار ڈالا۔ مقیس کہ ابتک مشرک وکافر تہا مدینہ مین چلا آیا اور اپنے بہائی کے خونبہا کا دعوے
کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون انصاری قاتل ہشام سے خونبہا اوسکو دلوادیا۔ اور
مقیس مسلمان ہو گیا خونبہا لینے کے بعد ہی مقیس نے دغا دیکے انصاری کو شہید کیا۔ اور
مرتد ہو کے مکہ چلا گیا۔ فتح مکہ کے بعد ایک دن مشرکون کی جماعت مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا تہا
کہ نمیلہ ابن عبد اللہ لیثی نے اوسکی خبر پائی اور وہان پہونچکے سر اوسکا تن سے جدا کر دیا۔

چھٹا ہبار ابن الاسود تہا۔ اس نے سب سے بڑہکے آنحضرت کو ایذائین دی تہین منجملہ
اونکے ایک یہ ہے کہ جب زینب بنت رسول اللہ کو اونکے شوہر نے مدینہ روانہ کیا تو ہبار کو
اس امر کی خبر ہوئی۔ اوس نے فوراً چند بدمعاشون کو ساتھہ لیکر راستہ جا گہیرا اور زینب کے
ساتہیون سے جنگ وجدال اور لوٹ مار کر کے زینب کے ایک نیزہ مارا۔ وہ حاملہ تہین
نیزہ کہا کے اونٹ سے نیچے آرہین۔ اسقاط حمل ہو گیا اور اوسی حالت مین وفات پائی۔
ایکدفعہ ایک سریہ اطراف مکہ پر قبل فتح مکہ اور بہی بہیجا گیا تہا اوسوقت بہی آنحضرت نے اہل سریہ سے

کہدیا تہا کہ اگر ہبار کہین ملجاے تو اوسے مار ڈالنا۔ مگر وہ کسی کے ہاتہہ نہ آیا جب مکہ فتح ہوگیا تو بہی اوسے بہت تلاش کیا مگر پتہ نہ چلا۔ لشکر اسلام اس فتح سے واپس ہوکے مدینہ جاتا تہا کہ اثناے راہ مین ہبار آنحضرت کی طرف یہ کہتا ہوا چلا آیا کہ اے محمد مین اسلام کا معتقد و مقر ہوکے آپکی خدمت مین حاضر ہوا ہون اور سچ عرض کرتا ہون کہ پہلے مین گمراہ تہا اب خدا نے مجہے سیدہی راہ دکہلائی مین صدق دل سے اقرار کرتا ہون کہ خدا ایک ہے اور محمد اوسکا بندہ اور رسول ہے مجہے اپنے گناہون سے بڑی ندامت و خجالت ہے۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تو رحمۃ للعالمین تہے اوسکے عذر سنکر سر نیچا کرلیا اور آپکو شرم آگئی۔ نظر عتاب جاتی رہی اور اوسکا اسلام قبول ہوگیا الغرض آپ نے فرمایا کہ اے ہبار مین نے تیری تقصیر معاف کی کیونکہ اسلام پہلے گناہون کو دہوڈالتا ہے۔ ہبار سچا مسلمان ہوکر آنحضرت کی خدمت مین رہنے لگا۔ اوسکی پچہلی باتون اور گناہون پر اکثر اصحاب اوسے اب بہی لعنت و ملامت کرتے رہتے تہے۔ حالانکہ وہ پیدائشی مغلوب الغضب تہا غصہ اور اشتعال اوسکی سرشت مین داخل تہا مگر تحمل سے سب کی سنتا ندامت سے سر نیچا کرلیتا اور کچہہ جواب ندیتا تہا۔ تاثیر اسلام نے اوسے نہایت سلیم الطبع اور نرم مزاج بنا دیا تہا۔ ایک دن صرف اتنا تو ہوا کہ چارون طرف کے طعنون سے تنگ آکر حضور نبوی مین گذارش کی کہ یا حضرت مین ایسا کمبخت ہون کہ سب میری سیہ کاریون کے باعث مجہے کودے ڈالتے ہین۔ آنحضرت نے حکم دیا کہ آیندہ جو تمہین برا کہے تم بہی برابر سے اوسکو گالیان سناؤ اور کسی کا ملاحظہ نہ کرو۔ یہ سنکر پہر کسی نے اوس سے کان نہ ہلایا۔

ساتوان آدمی صفوان جمحی بن امیہ تہا۔ اوس نے جب سنا کہ آنحضرت نے میرے قتل کا حکم دیدیا ہے تو اپنے غلام یسار کو ساتہہ لیکر بہاگ گیا۔ چاہتا تہا کہ کشتی مین بیٹہکر کسی طرف چلدے کہ عمیر بن وہب جمحی حضور کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ہماری

قوم کا سردار صفوان بہاگ کے ساحل پر پہونچا ہے اور پانی مین ڈوب مرنیکا ارادہ رکہتا ہے آپ
اوسے امان دیدین تو اچہا ہو۔ حضور کو رحم آگیا اور فرمایا کہ دو مہینے کے لئے اوسے امان دی جاتی
ہے۔ یہ سنتے ہی عمیر اوسکی تلاش مین روانہ ہوا اور راہ مین اوسے امان کی خوشخبری سنائی۔
صفوان متحیر رہگیا اور بولا کہ اے عمیر مجہے تیری بات کا یقین نہین آتا جب تک تو میرے پاس
کوئی نشانی نہ لائیگا مین تیری خبر کو سچ نہ جانونگا۔ عمیر پہر وہان سے واپس آے اور حضرت سے
صفوان کی باتین بیان کین حضور نے اپنی ردا ے مبارک مرحمت فرمائی۔ عمیر نے جا کے صفوان کو ردا دکہلا دی
آپ فتح مکہ کے دن اوسی اوڑہے ہوے تہے اسلئے صفوان اوسے پہچان گیا اور عمیر کے ساتہہ مکہ چلا آیا۔ صفوان
نے آنحضرت کیخدمت مین حاضر ہو کر اطمینان مزید کیلئے دریافت کیا کہ ای محمد کیا تمنے دو مہینے کی امان
مجہے دی ہی۔ آپنے فرمایا کہ سچ ہی۔ دو ماہ کی امان تجہے دی گئی تہی مگر اسلئے کہ تو ہمارے کرم کے بہروسے پر
ہمارے پاس چلا آیا اور خود ہم سے آکے دریافت کیا اوسکی مدت المضاعف کی جاتی ہے اب تو
چار مہینے تک امان مین ہے۔ صفوان باطمینان تمام مکہ مین رہنے لگا۔ اتفاقاً حضور کو غزوہ ہوازن
کے لئے مکہ معظمہ سے باہر جانا پڑا۔ اوسوقت ایک سو زرہ صفوان نے آنحضرت کو عاریتاً دین اور
جب رسول اللہ وہان سے مظفر و منصور ہو کر معہ مال غنیمت کے واپس آے اور موضع جعرانہ
مین پہونچکے قیام فرمایا تو صفوان نے غنیمت کے اونٹ اور بکریون پر ٹکٹکی لگادی۔ حضرت نے
اوسکی رال ٹپکتی دیکہکے دریافت فرمایا کہ اے ابا وہب کیا تو شتر و گوسپند کو پسند کرتا ہے۔
اوس نے جوابدیا کہ ہان۔ حکم ہوا کہ جا یہ سب تجہی کو بخشے۔ صفوان نے سب کو اپنے قبضہ مین
کرلیا اور اوسی طرح لشکر کے ساتہہ رہا آخرش اوسی سفر مین حضرت کے اخلاق عام اور معجزات
دیکہہ دیکہکے صفوان کا دل کفر و شرک سے پہر گیا اور بلا جبر و اکراہ صدق دل سے مسلمان ہوگیا۔
صفوان بعد مسلمان ہونیکے مکہ مین رہے پہر مدینہ چلے آے۔ بیوی اونکی اون سے ایکماہ پہلے

مسلمان ہوچکی تہین جب وہ اسلام لائے تو آنحضرت نے اونکا پہلا نکاح جائز رکہا۔ آپ شرفائے قریش مین سے تہے۔ فصیح اور خلیق تہے بہت سے لوگون نے اون سے روایت کی ہے۔ سنہ ۴۲ھ مین وفات پائی۔

آٹھوان شخص بڑا بدذات وموذی حارث ابن طلاطلہ تہا۔ یہ ہمیشہ رسول خدا کی ایذارسانی کے لئے مستعد اور شب وروز آپ کے قتل کے درپے رہا کرتا تہا۔ فتح مکہ کے دن وہ روباہ صفت کہین حضرت علی کو ملگیا۔ آپ نے اوسے قتل کرڈالا۔

نوان کعب ابن زہیر ہمیشہ آنحضرت کی ہجو مین مشغول رہتا تہا۔ فتح مکہ کے بعد کہین بہاگ گیا مگر اوسکا بہائی بجیر ابن زہیر اوسے ڈہونڈہ ڈہانڈہ کے حضور کی خدمت مین لے آیا۔ کعب نے سنہ ۹ھ مین سامنے آکر وحدانیت خدا اور حضور کی رسالت کا اقرار کیا۔ آپ نے اوسکے سارے قصور صفحۂ دل سے محو کردئے۔ اسلام اوسکا مقبول ہوا۔ رسول خدا اوسوقت مسجد مین تشریف رکہتے تہے کہ کعب نے ایک قصیدہ نعت مین کہہ سنایا۔ حضور نے اوسکے صلہ مین ایک بیش قیمت ردا مرحمت کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی سلطنت کے زمانہ مین اوس ردا کے دس ہزار دینار کعب کو دیتے تہے مگر اونہون نے اوس تبرک کو اپنے کلیجہ سے ہرگز دور نہ کیا جب اونکا انتقال ہوگیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیس ہزار دینار مین اونکی اولاد سے اوسکو خرید لیا۔

دسوان وحشی قاتل حضرت سید الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تہا۔ سب مسلمان اوسکی تلاش مین تہے۔ وہ بہاگ کے نواح طائف مین جا چہپا اور چند روز اوسی طرف رہا پہر وہان کے لوگون کے ساتہہ آکر مسلمان ہوگیا۔ بعد کلمہ پڑہ لینے کے آنحضرت نے اوس سے پوچہا کہ تیرا ہی نام وحشی ہے اور تو نے ہی میرے چچا امیر حمزہ کو شہید کیا ہے۔ اوس نے نادم ہوکر جوابدیا کہ ہان۔ آپنے

اوس سے فرمایا جا اسلام نے تجھے پاک کردیا - اب بیٹھکے صحیح صحیح بیان کردے کہ تو نے میرے
چچا کو کس طرح قتل کیا - اوس نے سچ سچ سارا حال بیان کردیا - آپ نے سب قصہ سنکر فرمایا کہ
اسلام تو تیرا قبول ہوگیا مگر خبردار تو میرے سامنے نہ آیا کر - وحشی کہتا ہے کہ آپکی اس بات کی تاثیر
میرے دل پر ایسی ہوئی کہ پھر کبھی مین حضور کے سامنے نہ جاسکا اگر اچانک کبھی سامنا بھی ہوجاتا
تو مجھ سے ٹھیرا نہ جاتا بے اختیار بھاگ کے ایک طرف ہوجاتا تھا - ابوبکر صدیق کے زمانہ مین جب
فوج مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کیواسطے گئی تو وحشی بھی اوس فوج مین شامل تھا اور وہی حربہ جس سے
اوس نے جناب سید الشہدا امیر حمزہ کو شہید کیا تھا اوسکے ہاتھ مین تھا - اتفاقاً مسیلمہ کذاب
اوسکے سامنے آگیا - وحشی نے دوڑ کے حملہ کیا اور وہی حربہ مسیلمہ کے سینہ سے پار کردیا ایک
انصاری نے جو یہ حال دیکھا تو دوڑ کے اوسکا سر اوتار لیا - وحشی اکثر کہا کرتا تھا قتلت شر الناس
فی الاسلام وقتلت خیر الناس فی الکفر یعنی مین نے مسلمان ہونیکے بعد
ایک بدترین مردم کو مارا اور کفر کی حالت مین ایک بہترین مردم کو قتل کیا -

گیارہوان آدمی عبداللہ ابن الزبعری عرب کا ایک نامور شاعر تھا - اوس نے آنحضرت اور
اصحاب کی ہجو مین بہت کچھ بکا تھا اور مشرکون کو ترغیب دیتا تھا کہ مسلمانون کو مارو - لوٹو - اون سے
لڑو - فتح مکہ کے دن جب اوس نے سنا کہ میرے قتل کا حکم صادر ہوگیا ہے تو نجران کی طرف
بھاگ گیا وہان بھی جاکر لوگون کو لڑائی پر آمادہ کیا اور بہت سے آدمی اوس سے متفق بھی ہوگئے - مگر
خدا کی قدرت دیکھو کہ باوجود اتنی سخت دلی اور حماقتیون کی جمعیت کے اوسکا دل خود بخود اسلام
کی طرف مائل ہوگیا - اپنی حماقت اور افعال بد سے شرمندہ ہوکر حضور نبوی مین حاضر ہونیکا ارادہ کیا
اسلام کی محبت ایسی غالب ہوئی کہ جان کا بھی خوف نہ ہوا اور مکہ کو چلدیا - حضور نے دور ہی سے
دیکھکے فرمایا کہ دیکھو وہ ابن الزبعری چلا آتا ہے نور اسلام اوسکی پیشانی سے درخشان ہو رہا ہے

ابن الزبعری نے پاس پہونچکے شوق عقیدت سے باواز بلند "السلام علیک یا رسول اللہ" کہا اور بولا "مین گواہی دیتا ہون کہ خدا ایک ہے اور تم اوسکے رسول برحق ہو۔ خدا کا شکر کرتا ہون کہ اوس نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت کی۔ اے رسول مقبول مین نے حضور کی خدمت مین بڑی بڑی گستاخیان کی ہین اب اپنے کئے سے نہایت پشیمان ہون۔ آپ کو اختیار ہے میرے حق مین جو چاہے حکم دیجئے"۔ آنحضرت نے اوسکے جواب مین فرمایا الحمد للہ الذی ھداك الی الاسلام۔ اے ابن الزبعری اسلام تیرے سب گناہونکا کفارہ ہوگیا اور تیرے سب گناہ گذشتہ معاف ہوے۔

اب گیارہ مردان واجب السزا کا ذکر ہوچکا جنکے لئے بعد فتح مکہ قتل کا حکم دیا گیا تھا۔ اون مین سے چند تو بمقتضاے مشیت ایزدی قتل ہوے اور بہت سے مشرف باسلام ہوکر بچ رہے ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ چھ عورتون کے مار ڈالنے کا بھی حکم صادر ہوا تھا اون کا حال بھی سنلو۔

اول ہندہ بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی تھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال عداوت وعناد رکھتی تھی۔ اوس نے غزوہ احد مین سید الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کا مثلہ کرایا۔ اور جگر اونکا چبا گئی۔ فتح مکہ کے بعد عورتین آنحضرت سے بیعت کر رہی تھین۔ ہندہ بھی منہ پر نقاب ڈالکے اونہین مین آملی۔ اور مشرف باسلام ہوکے بیعت کرلی۔ جب بیعت کر چکی تو اپنی آواز ظاہر کرکے بولی کہ یا رسول اللہ مین سچ سچ عرض کرتی ہون کہ پہلے کوئی خیمہ ایسا نہ تھا جسکی ذلت وخواری کو مین دل سے چاہتی ہون سواے آپ کے خیمہ کے جو اندر کے دل سے مجھے برا معلوم ہوتا تھا۔ اب حضور کے خیمہ سے زیادہ مجھے کوئی اور خیمہ خوش نہین آتا۔ حضرت نے فرمایا کہ ابھی تو یہ بات اور زیادہ ترقی پکڑیگی۔ عورتین اوسی کپڑے کے وسیلہ سے جو آپ نے دست حق پرست پر ڈال لیا تھا حضور کے ہاتھ کو مسح کرتی تھین۔ بیعت کے وقت ہر عورت کو آپ یہی

ہدایت فرماتے تھے کہ خدا کے ساتھہ تم کسی کو شریک نہ کرنا - اپنے بچونکو قتل نکرنا - اور چوری وزنا کی مرتکب نہونا جب ہندہ اپنے گھر پہونچی تو جتنے بت اوسکے ہان رکھے ہوے تھے سبکو توڑ ڈالا اور کہنے لگی اے بتو تم سے مین نے بڑا فریب کھایا - مین تو جانتی تھی کہ تم کچھہ قدرت رکھتے ہو گے مگر تم کچھہ نہ نکلے - قادر و توانا وہی خدا ہے جسکی طرف محمد رسول اللہ لوگون کو بلاتے ہین - غرضکہ سب بتون کو توڑ پھوڑ کے بڑی ذلت و خواری سے گھر کے باہر پھینکدیا - اور آنحضرت کے لیے دو حلوان بھیجے اور کہلوا بھیجا کہ میرے پاس تھوڑی سی بکریان ہین اگر زیادہ ہوتین تو اتنے حلوان بھیجتی کہ سب اصحاب کے لیئے کافی ہوتے - سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے حق مین دعاء برکت کی جسکے اثر سے چند روز مین ہندہ کے گھر صدہا بکریان ہوگئین - ہمسایون کو اوسپر رشک ہونے لگا - جو کوئی ہندہ سے پوچھتا کہ تیرے پاس اس قلیل عرصہ مین اتنی بکریان کیسے ہوگئین تو وہ جواب دیتی "ہذا من برکت رسول اللہ" حضرت عمر فاروق کی خلافت مین ابو قحافہ والد صدیق اکبر اور ہندہ نے ایک ہی دن وفات پائی - حضرت عایشہ نے ہندہ سے روایت کی ہے

دوسری اور تیسری عورتین مغنیہ کی دو لونڈیان قریبہ اور قرتنا تھین - ابن حنظل رسول خدا کی ہجو کہہ کہکے اون سے گوایا کرتا تھا - گاتے گاتے اونھین ایسا ملکہ پیدا ہوگیا کہ خود بھی ہجو مین اشعار نظم کرکے گانے لگین - قریبہ تو قتل کر ڈالی گئی - اور قرتنا پہلے تو بھاگی بھاگی پھری - پھر لوگون نے کہہ سن کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکو معاف کرادیا - امان پاکے وہ حضور مین حاضر ہوئی اور صدق دل سے ایمان لائی -

چوتھی عورت ابن حنظل کی لونڈی ارنب یا ازوین تھی جو فتح مکہ کے دن مقتول ہوئی -

پانچوین عورت بنی المطلب کی لونڈی سارہ تھی جو فتح مکہ سے پہلے حاطب کا خط قریش کے پاس لیچلی تھی ذکر اوسکا پہلے ہوچکا ہے لوگون نے اوسکے لیئے امان لیلی اور وہ آکر مسلمان ہوگئی

چھٹی ام سعد تھی - فتح کے دن لوگون نے اوسکا سر تن سے جدا کر دیا - معلوم نہین کہ وہ کون تھی - قصور اوسکا کیا تھا اور کس نے اوسے مارا -

رمضان کی تیرہوین یا بیسوین تاریخ کو مکہ فتح ہوا - بعد فتح کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شوال کی چھٹی تاریخ تک وہین رہے - اوس دن تک نماز قصر ہی پڑہی گئی - اس عرصہ مین جو معاملات پیش آئے اونمین سے ایک یہ ہے کہ ایک عورت فاطمہ نام دختر اسود ابن عبدالاسد برادر زادہ ابو سلمہ ابن عبدالاسد مخزومی جو شرفا سے قبیلہ بنی مخزوم مین سے تھی چوری کے جرم مین پکڑی ہوئی آئی - جب جرم بخوبی ثابت ہوگیا تو آنحضرت نے اوسکے ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیا - فاطمہ کی ساری قوم بہت متردد ہوئی - اور سوچے کہ کوئی شفیع تلاش کر کے اسکا قصور معاف کرانا چاہیے - لوگ بولے کہ جرم ثابت ہو چکا ہے اب تو کسی کی طاقت نہین جو معاف کرائے - آنحضرت معاف تو ہرگز نہ کرینگے مگر ہان دل کا ارمان نکل جائیگا - اس لئے کوئی ایسا آدمی تجویز کرو کہ جسکی آنحضرت نہایت ہی خاطر کرتے ہون اول تو لوگون کا خیال ابوبکر صدیق کی طرف گیا کہ وہی بڑے یار غار ہین اونہین کے پاس چلو - لیکن اکثر اشخاص کی یہ رائے ہوئی کہ ایسے معاملات مین اسامہ بن زید نے بارہا دخل دیا ہے اور کئی دفعہ اونکی بات مانی بھی گئی ہے اسوقت بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اونہین سے سفارش کرائی جائے یہ صلاح کر کے بنی مخزوم اسامہ کے پاس آئے - اونکی بہت منت و سماجت کی اور کہا کہ جا کے فاطمہ کا قصور معاف کرا دو - پہلے تو اسامہ نے بہت سے عذر کیے پھر لوگون کے اصرار سے مجبوراً جانا پڑا اور آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہو کے فاطمہ کے قصور کی معافی چاہی - آپنے متغیر ہو کے فرمایا کہ اسامہ - اب تو تو خداوند تعالے کی باندہی ہوئی حدون مین دست اندازی کرنے لگا - اسامہ نے شرمندہ ہو کر سر نیچا کر لیا اور آہستہ اتنا کہا کہ حضور معاف کر دیجیے

اب ایسا نکرونگا - آپ نے اسکا کچھ جواب ندیا - اور اوسی مجمع مین بعد حمد وثنا کے آپنے اس مضمون کا خطبہ پڑھا کہ اے لوگو خبردار رہو اگلی امتین ایسی ہی باتون سے برباد ہو چکی ہین - اونمین سے جب کوئی شریف ورئیس کوئی گناہ کرتا تو اوسکی خاطر سے اوسے سزا نہین دیتے تھے اور جہان کسی رذیل وادنی سے ذرا سا بھی گناہ سرزد ہو گیا جھٹ اوسے سزا دیدی چونکہ ادنی لوگون کی کثرت ہر قوم ومذہب وملک مین زیادہ ہوتی ہے اس لئے ایک جماعت کثیر کی آنکھون مین اونکی کچھہ عزت نہ رہی اور اونکے ملک ومذہب نے تنزل پکڑنا شروع کیا - لہذا شریعت اسلام مین جرم وگناہ کے لحاظ سے ادنی واعلی سب برابر ہین - شریف ہو یا رئیس - جو برا کریگا سزا پائیگا - اور حد شرعی اوسپر جاری ہوگی - اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کریگی تو مین اوسکے ہاتھہ بھی کاٹ ڈالونگا - اسکے بعد فاطمہ مخزومیہ کے ہاتھہ فوراً کاٹ ڈالے گئے - حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ فاطمہ بنت اسود کو ہاتھہ کٹجانے کے بعد جب کوئی ضرورت لاحق ہوتی تو وہ میرے پاس چلی آتی تہی اور مین اوسکی درخواست کو حضور نبوی مین پہونچا دیتی آنحضرت اوسکی خاطر کرتے اور اوسپر رحم فرماتے تھے اور اکثر انعام واکرام دیا کرتے تھے - ہاتھہ کٹنے کے بعد ایک دن اوس نے آنحضرت سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ میری توبہ درگاہ ایزدی مین مقبول ہوئی یا نہین حضور نے جواب دیا کہ اے فاطمہ تیری توبہ بیشک مقبول ہوگئی اور تو اپنے گناہون سے ایسی پاک ہوگئی ہے - گویا کہ آج ہی اپنے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہے

انہین ایام تو قف مکہ مین قیمت شراب[۱] وخنزیر[۲] ومیتہ[۳] وحلوان[۴] واجرت[۵] کہانت حرام ہوئی - آنحضرت نے عام منادی کرادی کہ اشیاے مذکورہ کی قیمت کوئی نہ لے - مرے ہوے جانور کی چربی بیچنے کی بھی ممانعت کردی -

ایک آدمی نے حضور کی خدمت اقدس مین حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول خدا مین نے

معہ اپنی قوم کے مکہ مین واپس آجائینگے اوراس شہر معظم اور بیت مکرم کو اپنے قبضہ مین لے آوینگے تو ہمارا ابھی تردد جاتا رہیگا۔ جب یہ فتح مبین حاصل ہوگئی تو گروہ کے گروہ مسلمان ہوے جیسا کہ خداوند کریم اپنی کتاب پاک مین فرماتا ہے۔

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورائت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک و استغفرہ انہ کان توابا یعنی جب اللہ کی مدد آویگی اور مکہ فتح ہوجائیگا تو تم عرب کے گروہ کے گروہ خدا کے دین مین داخل ہوتے ہوے دیکھوگے۔ چونکہ اب تمہاری اجل کا زمانہ قریب ہے اس لئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھہ پاکی بیان کرو اور اوس سے گناہ بخشوالو بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔

مدارج النبوۃ مین ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے لشکر ظفر پیکر اسلام دکھانیکے لیئے ایک تنگ رستہ پر لیجاکے ابوسفیان کو کھڑا کردیا۔ وہان سے لشکر اسلام شان وشوکت اور عزت کے ساتھہ گذرنے لگا حضرت عباس ابوسفیان سے ہر حصہ فوج کی تعریف کرتے جاتے تہے اور اوسکے دل کو آتش حسد وغیرت سے جلاتے تہے۔ سب کے پہلے سپاہ شوکت پناہ حضرت خالد بن ولید کی گذری۔ ہزار مرد جرار بنی سلیم کے اوس مین شامل تہے اوسکے دو نشان ابوسفیان نے دیکھکے پوچھا کہ اے ابافضل یہ کون ہین۔ حضرت عباس نے جوابدیا کہ یہ خالد بن ولید کی سپاہ ہے۔ حضرت خالد نے ابوسفیان کے برابر آکے تین بار تکبیر کہی۔ ساری فوج نے باواز بلند اونکا ساتھہ دیا۔ تکبیر سنکر ابوسفیان کا دل رعب سے دہل گیا۔ اونکے بعد حضرت زبیر بن العوام حواری رسول اللہ علم سیاہ ہاتھہ مین لیئے ہوے پانسو بہادران شیر شکار اور دلیران جرار کے ساتھہ تکبیر کہتے ہوے گذرے۔ ابوسفیان نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہین۔ حضرت عباس نے فرمایا یہ زبیر بن العوام میرا بھانجا ہے۔ پہر بنی غفار آے

اونکا علم حضرت ابوذر غفاری کے پاس تھا اور سب کی زبان پر تکبیر کے نعرے تھے۔ ابوسفیان
نے اونکا حال عباس سے سنکر کہا کہ مجھے ان سے کچھہ کام نہین۔ اب بنو کعب بن عمرو کے
پانسو دلاوران نامدار معہ اپنے علمبردار بشیر بن سفیان کے سامنے سے گذرے۔ حضرت عباس
نے فرمایا کہ اے ابوسفیان یہ لوگ آنحضرت کے حلفا ہین۔ پھر ہزار آدمی قبیلہ مزینہ کے نظر آے
اونمین تین نشان تھے۔ ابوسفیان نے اون سے بھی اپنی بےغرضی ظاہر کی۔ پھر آٹھہ سو شجاع
قوم جہنیہ کے آے اونکے ساتھہ چار نشان تھے۔ پھر تین سو شیران میدان وغا قوم اشجع کے
برآمد ہوے۔ جوش شجاعت ہر ایک کے چہرے سے نمایان تھا۔ ابوسفیان نے اونکی تعریف
حضرت عباس سے سن کے کہا کہ خدا کی قدرت ہے اس قبیلہ سے بڑھ کے کوئی دشمن آنحضرت
کا نہ تھا آج وہی لوگ اونکے حمایتی بنکے آے ہین۔ حضرت عباس فرمانے لگے یہ اسلام کی
تاثیر ہے جس نے دشمنی کو محبت سے بدلدیا۔ اسی طرح سب گذرتے گئے کہ فوج ہدایت موج
حضرت محبوب الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم کی نوبت آئی۔ رکاب فیض انتساب مین پانچ ہزار مرد
مسلح وجرار اشراف مہاجرین وانصار مین سے آراستہ وپیراستہ تکبیرین کہتے ہوے چلے
آتے تھے۔ ابوسفیان کی عقل یہ شان وشوکت دیکھکر اوڑ گئی اور ہیبت غالب ہوئی حضرت عباس
سے کہنے لگا کہ ابتو تمہارا بھتیجہ بڑا بادشاہ ہوگیا ہے۔ حضرت عباس بولے اے ابوسفیان
افسوس ہے تیری بدھ ہی عقل پر تو ابھی تک اونہین بادشاہ ہی سمجھا ہے۔ اے کورچشم یہ رسالت
ونبوت کا زور ہے نہ کہ ملک وسلطنت کا۔

منقول ہے کہ اوسدن حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھہ ہزار انصار نصرت
شعار تھے۔ جسوقت وہ ابوسفیان کے برابر پہونچے تو علم ہاتھہ مین تھا اور یہ کہتے جاتے تھے
یا ابا سفیان الیوم یوم الملحمۃ الیوم استحل الحرمۃ الیوم اذل اللہ قریشًا

یعنی اے ابوسفیان آج ہم لوگ کٹ کٹ کے لڑینگے - یہ وہ دن ہے کہ حرمت حرم کی حلال
کی جاوے گی اور اللہ قریش کو ذلیل وخوار کریگا - اتنا فرما کے سعد اپنے ہمراہیون کی طرف متوجہ ہوے
اور کہا کہ اے گروہ اوس وخزرج آج احد کے دن کا بدلا دل کھول کے لیلینا - یہ سنتے ہی ابوسفیان
کانپ گیا - اسکی شکایت آنحضرت سے کی اور کہا کہ آپ تو اپنی قوم کے قتل کا حکم چڑہا چکے -
ارشاد ہوا ہرگز نہین ہمنے قتل کا حکم نہین دیا - یہ سعد بن عبادہ کا قصور ہے - تم خاطر جمع رکھو اور
ایمان لاؤ - ابوسفیان بولا آپ بہترین اور رحیم ترین ہین ہین اللہ کو اور قرابت قریش کو آپکے
سامنے شفیع لاتا ہون آپ قریش کے خون سے درگذرین اور اپنے اقربا پر رحم کرین - حضرت
عثمان بن عفان اور عبدالرحمن بن عوف کو بہی اوسکی زاری پر ترس آگیا اور سفارش کی اور کہنے لگے
کہ یارسول اللہ ہم سعد بن عبادہ سے بے خوف نہین ہین وہ دانت پیستے ہوے گئے ہین ایسا معلوم
ہوتا تہا کہ جاتے ہی قریش کو چبا جا ئینگے - ارشاد ہوا کہ اچہا قیس سے کہدو کہ اپنے باپ سے
ابہی جاکے نشان لیلین - ایک روایت یون ہے کہ حضرت علی مرتضی کو حکم ہوا تہا کہ سعد سی نشان
لے لو اور نرمی وانکسار سے مکہ مین داخل ہونا - صاحب روضۃ الاحباب تحریر فرماتے ہین کہ آنحضرت
خود اپنے ہاتہہ سے علم لیکر قیس کو دیدیا - اور بعض اہل سیر نے یون فرمایا ہے کہ سعد سے علم
لیکے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو دیا گیا - خاص آنحضرت کا علم بہی زبیر کے پاس تہا
اس لئے اوسوقت سے حضرت زبیر کا لقب صاحب اللوا ئین ہوا - بعض روایات صحیحہ سے
یہ مختلف بیان اسطور سے جمع ہوجاتے ہین کہ ابوسفیان کی شکایت اور حضرت عثمان بن عفان
وعبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کی تائید سے جناب علی کو نشان سعد سے لیلینے کا حکم ہوا -
پہر آنحضرت سوچے کہ کہین میرے اس حکم سے سعد خفا نہ ہوجائین اس لئے قیس سے
کہا گیا کہ تم اپنے باپ سے علم لیلو کیونکہ اسمین سعد کو شکایت نہین ہوسکتی تہی - جب قیس کو

حکم ہوا تو سعد نے سمجھا کہ کہین میری طرح میرے بیٹے سے بھی کوئی امر خلاف مرضی حضور نہ سرزد ہو جائے اس لئے عرض کی کہ حضور یہ عہدہ تو کسی اور ہی کو مرحمت ہو۔ بڑا نازک کام ہے۔ پس یون علم حضرت سعد سے زبیر ابن عوام رضی اللہ عنہ کے پاس پہونچگیا۔

روایت ہے کہ جب سرور کائنات علیہ الف الف صلواۃ وتسلیمات مکہ مین داخل ہوئے تو لوگون نے عرض کی کہ مکہ کے اوباش اور فرومایہ لوگ ہم سے گستاخی ومقابلہ سے پیش آتے ہین۔ آنحضرت نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ انصار کو بلاؤ۔ سب آکے مجتمع ہوئے آپ نے اپنا ایک ہاتھہ دوسرے ہاتھہ پر رکھکے اون سے فرمایا" احصدوہم حصدا" یعنی اونکو جی کھولکے خوب ہی قتل کرو۔ انصار نے اپنی تلوارین نیام سے باہر نکالین اور اون شامت رسیدون کو باڑہ پر رکھلیا۔ ابوسفیان گرتا پڑتا آیا اور عرض کی کہ جہان پناہ اب تو ایک قریش نہ بچیگا۔ للّٰہ رحم فرمائے حکم ہوا کہ اچھا اب قریش سے ہاتھہ اوٹھاؤ اور تلوارین میان مین کرلو۔ مگر بنو خزاعہ کو نماز عصر تک کی اجازت دی گئی کہ جہان بنو بکر کو پاؤ مار ڈالو۔

جب عکرمہ اور صفوان و دیگر اوباشان قریش ضرب خالدی کا لوہا مان گئے تو ایسی بری طرح بدحواس ہو کر بھاگے کہ پیچھے مڑکے بھی نہ دیکھا۔ پہاڑون غارون اور جنگلون مین جا چھپے۔ بعض اپنے اپنے گھرون مین دروازہ بند کرکے بیٹھہ رہے۔

جماس بن قیس نے اپنی جورو سے آکر یہ اشعار رکھے تھے کہ اے بیوی تو غلام نہ لانیکا طعنہ مجھے دیتی ہے اور چھیڑتی ہے مگر وہان کا یہ حال ہے۔

	وانت لو شهدتنا بالخندمه		اذ فر صفوان و فر عكرمه

یعنی اگر تو خندمہ مین ہوتی اور دیکھتی جبکہ صفوان اور عکرمہ نوکدم بھاگے ہین۔

	وابو يزيد قائم كالمؤتمه		واستقبلتنا بالسيوف المسلمه

اور ابو یزید سہل بن عمرو مانند شیر کے کھڑا تھا اور مسلمانون کی تلوارین قتال کے لیئے ہم سے ملین

یقطعن کل ساعد وجمجمہ ❊ ضربا ولا تسمع الا غمغمہ ❊

وہ تلوارین کلائی اور کھوپری کاٹتی تہین اونکی ضرب کی آواز تو سنائی دیتی تھی لبس اور کچہہ نہین

لھم نھیب خلفنا وھمھمہ ❊ لم تنطق فی اللوم ادنی کلمہ ❊

ہمارے پیچہے ایک خوف اور اونکا زنانا تہا اگر تو اوسے دیکہتی تو کچہہ نہ کہتی نہ ملامت کرتی۔

روایت ہے کہ بتان کعبہ مین سے جسکے سامنے آنحضرت اشارہ کرتے تہے وہ پیٹہہ کے بل چت گر پڑتا اور جسکے پیچہے اشارہ فرماتے تہے وہ اوندہے منہ زمین پر آن رہتا تہا اور ایک روایت مین ہے کہ بتون اور بت پرستون کی تحقیر کے لیئے آنحضرت اپنی کمان کا ایک گوشہ ہر بت کی آنکہہ مین چبہا دیتے تہے۔ اور بت ہبل و اساف و نائلہ کو توڑ پہوڑ کے برابر کر دیا۔

مواہب لدنیہ اور زرقانی مین ہے کہ کعبہ کے اوپر قوم خزاعہ کا بت پیتل سے بنا ہوا باقی رہگیا۔ حضرت علی فرماتے ہین کہ وہ لوہے کی میخون سے جما ہوا تہا اور میخین زمین تک تہین۔ آنحضرت نے علی کو اپنے اوپر چڑہا کے اوسے گروایا۔ اہل مکہ کو اوسکے گرنے سے بڑا تعجب ہوا۔

کہتے ہین کہ ایک دن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گہر تشریف لے گئے۔ جناب بتول اوسوقت تنور مین روٹیان لگا رہی تہین۔ ہاتہہ ہماری شہزادی کے جلے جاتے تہے اور تمام جسم اطہر گرم ہوگیا تہا۔ اوسوقت آنحضرت نے چند روٹیان اپنے دست مبارک سے تنور مین لگا دین وہ جیسی کی تیسی کچی رہگئین۔ اونمین سے ایک بہی نہین پکی۔ جناب فاطمہ کو اس بات سے بڑا تعجب ہوا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اے فاطمہ تعجب کی کیا بات ہے جس چیز مین میرا ہاتہہ لگجائیگا اوسمین آگ کا اثر ہی نہین ہو سکتا۔ اسی طرح ابو درداء رضی اللہ عنہ کے ایک دسترخوان مین حضور کا ہاتہہ لگ گیا تہا جب وہ دسترخوان میلا ہوجاتا تو

ادسے آگ مین ڈال دیا کرتے تھے۔میل تو جل جلا کے دور ہو جاتا تا مگر دستر خوان صاف واجلا نکل آتا تہا۔اس لیئے آپ نے مکہ کے کسی بت کو ہاتھہ نہین لگایا کہ کہین وہ بت برکت دست مبارک سے عذاب نار سے محفوظ نہ رہین۔

منقول ہے کہ جب بنی اسرائیل دریا سے گذرے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے اور جناب ہارون علیہ السلام اونکے پیچھے تھے۔ان دونون صاحبون کی برکت سے ساری قوم دریا سے باسانی گذر گئی کسی پر آنچ بہی نہ آئی پس قیامت کے دن حضرت رب العزت کا ارشاد ہوگا کہ اسے میرے حبیب کیا "انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ" تمہارا قول نہین۔ہمارے حضور جواب دینگے کہ ہان کہا تو مین نے یہی تہا۔ارشاد ہوگا کہ پہر کہڑے دیکتے کیا ہو آگے تم ہو جاؤ تمہارے پیچھے امت اور امت کے پیچھے علی ہون پس سے گذر جاؤگے کوئی کچہہ نہین کر سکتا۔خوشا حال مسلمانون کے جنکے ایسے ایسے ہمارے ہادی خدا موجود ہین۔

روایت ہے کہ اساف بت کو صفا پر کہڑا کردیا تہا اور نائلہ مروہ پر تہا۔یہ نام ہین قبیلہ جرہم کے ایک مرد اور ایک عورت کے۔دونون خانہ کعبہ مین زنا کے مرتکب ہوے خدا سے تعالےٰ نے اونہین پتھر کردیا۔قریش اپنی جہالت سے اونکو پوجنے لگے۔

نماز سے فارغ ہو کر کعبہ سے آنحضرت قیامگاہ کی طرف متوجہ ہوے۔اثنا سے راہ مین وہ سب مقامات حضور کو نظر آسے کہ جہان جہان آپ نے صعوبتین اوٹہائی تہین۔شعب ابی طالب کو دیکھکے یاد کیا کہ یہان مین نے کفار کے ہاتھون سے بڑی بڑی تکلیفین سہی ہین۔سب بنی ہاشم میرے طفیل یہان گہرے پڑے تھے۔خرید و فروخت ہمارے ساتھہ بند تھی۔مناکحت موقوف چھوٹے چھوٹے بچون نے بہوک پیاس کی ایذائین برداشت کین۔قریش کا حکم تہا کہ جب تک بنی ہاشم محمدؐ کو ہمارے سپرد نہ کرین کوئی اون سے میل جول نہ رکہے۔یہ سب تکلیفین یاد کرکے

جب فتح مکہ کی نعمت کو دیکہا تو شکر حق ادا کیا۔ ظہر کے وقت حکم ہوا کہ بلال خانہ کعبہ کی چہت پر چڑہ کے اذان دین۔ جب مشرکین بیدین نے اذان سنی تو خالد بن اسید عتاب کے بہائی اور ابوجہل کے بہائی حارث بن ہشام اور حکم بن العاص وغیرہ نے بہت کچہہ ناسزا کہا۔ غیب سے ان سب باتون کی خبر آنحضرت کو ہوگئی آپ نے اون سب کو بلا کے جو جس نے کہا تہا وہی اوسکے سامنے بیان کردیا۔ اون مین سے بہت لوگ مسلمان ہوگئے۔ کہتے ہین کہ ابوسفیان بن حرب بہی اوسی جماعت مین تہا۔ ساتہیون کی مزخرفات سن کے اوس نے کہا کہ مین کچہہ نہین کہتا ہون کیونکہ پتہر کے سنگریزے بہی محمد سے سب خبرین کہدیتے ہین۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بہی مسلمانان فتح مکہ مین سے ہین اور اکثرون کا یہ قول ہے کہ وہ اپنے باپ سے پہلے مسلمان ہوچکے تہے۔ پہر آنحضرت کوہ صفا پر تشریف لے گئے جہان سے کعبہ نظر آتا تہا۔ آپ نے وہان دعا مانگی اور شکر نعمت ادا کرکے وہین بیٹہہ گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پاس کہڑے تہے۔ ایک ایک آدمی قریش کا آتا اور بیعت سے مشرف ہوتا تہا۔ ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان نے بہی عورتون کے ساتہہ آکے بیعت کرلی اور کہا کہ آپ فرماتے ہین۔ ہم لوگ چوری نکرین مگر ابوسفیان میرا خاوند بڑا بخیل ہے اور مین اوسکے مال مین سے کبہی کبہی کچہہ چرا لیا کرتی تہی۔ معلوم نہین کہ وہ مال اب مجہہ پر حلال ہے یا حرام۔ ابوسفیان بہی اوسوقت وہین موجود تہا ہندہ کی یہ باتین سنکر بول اوٹہا کہ تو نے اب تک جو کچہہ چرا لیا اور آیندہ میرے مال مین سے جو چرائے وہ سب تجہکو حلال ہے۔ آنحضرت اون دونون کی یہ باتین سن کے ہنس پڑے اور اوسکو پہچان لیا اور فرمایا آہا تو عتبہ کی بیٹی ہندہ ہے۔ اوس نے کہا ہان للہ مجہے معاف فرمائیے۔

روایت ہے کہ عبد العزیٰ ابن خطل کو کعبہ کے پردے کے پیچہے قتل کرنے کو سعید بن حریث

اور عمار بن یاسر دوڑے تھے - چونکہ سعید نوجوان تھے اور عمار عمر رسیدہ اس لیئے سعید پہلے پہونچے اور اوسے مار ڈالا - اکثرون کا قول ہے کہ اوسے ابوبرزہ نے مارا - سیرۃ ابن ہشام مین لکھا ہے کہ اوسکے قتل مین ابوبرزہ اور سعید دونون شریک تھے -

ابوبرزہ کا نام نضلہ بن عبید ہے یہ اسلمی تھے اور قدیم الاسلام - سب غزوات مین آنحضرت کے ساتھہ رہے کبھی کسی لڑائی مین حضور کا ساتھہ نچھوڑا - آپ کی وفات کے بعد بصرہ مین جا رہے خراسان کے شہر مرو پر جب سنہ ۶۰ھ مین لڑائی ہوئی تو ابوبرزہ فوج مین شامل تھے -

سعید بن حریث قریشی مخزومی ہین - فتح مکہ مین آنحضرت کے ساتھہ تھے اوسوقت عمر اونکی پندرہ برس کی تھی - پھر کوفہ مین جا رہے اور وہین مرے - اوسی جگہہ اونکا مزار ہے - ابن عبد البر نے اونکی قبر جزیرہ مین بتائی ہے - اونکی نسل سے کوئی باقی نرہا - اونکے بھائی عمرو نے اون سے روایت کی ہے - خذیمہ تک اونکا نسب یون پہونچتا ہے - سعید بن حریث بن عمرو بن عثمان بن عبد اللہ بن عمرو بن مخذوم -

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع الجوامع مین روایت کی ہے کہ ایک بار آنحضرت نے جنت کو خواب مین دیکھا - وہان کسی نے حضور کے دست مبارک مین ایک خوشہ انگور یا خرمہ دیا اور کہا لیجیے یہ خوشہ ابوجہل کی ملک سے ہے اسکے بعد ہی حضور کی آنکھہ کھل گئی مگر مدتون تک یہ خلجان رہا کہ ابوجہل کو جنت سے کیا نسبت - جب فتح مکہ کے بعد حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوے تو آپ پر اپنے خواب کی تعبیر کھلی - ایک دفعہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ سے عرض کیا تھا کہ مین نے ابوجہل کے لیے جنت مین بہت سی پانی کی نہرین دیکھی ہین حضرت عکرمہ کے اسلام لانے کے بعد جناب ام سلمہ نے کہا کہ یہ میرے خواب کی تعبیر ہے اسماء رجال المشکوۃ مین مذکور ہے کہ حضرت عکرمہ سنہ ۱۳ھ مین یرموک کی لڑائی مین شہید ہوے -

عمر اونکی باسٹھہ برس کی تہی - بدایۃ النہایہ والے نے لکہا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اونکو
عمان کا عامل کردیا تہا جب وہان کے لوگ مرتد ہوگئے تو حضرت عکرمہ نے اون پر فتح پائی - پہر
ملک شام کی طرف اکثر لشکرون کے امیر رہے - بعد مسلمان ہونیکے اون سے کوئی گناہ سرزد نہین
ہوا - واقدی نے لکہا ہے کہ وہ جنگ حمص مین شہید ہوے - کچہہ اوپر ستر زخم نیزے اور تلوار کے
اونکے لگے تہے - آپ اوسدن لڑائی مین بڑی کوشش کر رہے تہے - طرفین کے آدمی متحیر
وششدر کہڑے ہوے اونکا تماشا دیکہتے تہے - آخر کسی نے پوچہا کہ صاحب یہ اتنا جدوجہد
کسواسطے ہے کیا آج ایک دشمن کو بہی صفحہ ہستی پر نچہوڑوگے - اپنی جان کو تو خطرہ مین نہ ڈالو - عکرمہ
نے جواب دیا کہ حالت کفر مین کافرون کی طرف سے بہت لڑا ہون جب تو مین مرنے سے ڈرا ہی نہین
اب تمہین انصاف کرو کہ اعداے دین کے مقابلہ مین اگر اپنی جان کو دوست رکہون تو کتنا بڑا
گناہ ہے - یقین جانو کہ دو حوران بہشتی بناؤ سنگار کیے میرے سامنے کہڑی ہین - ایک
حور کے ہاتہہ مین سبز سندس کی مندیل ہے - اور دوسری مرصع پیالہ مین شراب طہور لئے
کہڑی ہے - دونون مجہے بلاتی ہین - حسین اس درجہ ہین کہ اگر دنیا کے لوگ ایک جہلک بہی اونکی
دیکہہ لین تو دیوانہ ہوکے کپڑے پہاڑ ڈالین - اتنا فرمایا اور گہوڑے کو ایڑ لگا کے فوج اعدا کے
بادلون مین غایب ہوگئے - جسپر اونکی تلوار پڑتی تہی موم کی طرح پگہل کے رہجاتا تہا جب دشمنون
کے بہت سے سوارون کا ستیاناس کردیا تو ایک جم غفیر اور جماعت کثیر نے چارون طرف سے
نرغہ کرلیا اور ہمارے شیر کی یہ لاش ہی پائی گئی قوم اور دین کے بول بالے کیواسطے جان سے
بہی دریغ نکیا - ابوجہل کا بیٹا اور یہ حال عہ - گلے از خار و ابراہیم از آذر - کے یہی معنی ہین - کیا قدرت
ہے خداکی کہ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کافر اور ابوجہل کا فرزند دلبند مسلمان - صاحب تقریب نے
نے بہی اونکی شہادت عہد خلافت صدیق اکبر مین شام کے ملک کی طرف لکہی ہے -

آنحضرت نے بعد فتح مکہ بنی مطلب کی کنیز سارہ کے قتل کا حکم دیا جسکا ذکر ہم اوپر کر چکے ہین۔ سارہ کی نسبت کامل التواریخ مین لکھا ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت علی نے اوسے مار ڈالا۔ مگر ابن ہشام اور صاحب عیون الاثر لکھتے ہین کہ اوسکو امان دی گئی اور زمانہ خلافت فاروق اعظم مین ایک سوار کے گھوڑے کے تلے دب کر مر گئی۔ اکثرون کا یہ قول ہے کہ وہ مولاۃ ابن ہشام تھی۔

واضح ہو کہ اکثر ارباب سیر نے لکھا ہے کہ مکہ مین داخل ہونیکے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر خود تھا اور بعض صاحب فرماتے ہین کہ حضور سیاہ عمامہ زیب سر کیے ہوے تھے دونون فریق سچے ہین جیسا جس نے دیکھا بیان کر دیا۔ یعنی اول وقت مین آپکے سر پر خود تھا پھر اوسے اوتار کے عمامہ باندہ لیا تھا۔

حضرت واقدی فرماتے ہین کہ جناب حاطب بن ابی بلتعہ جنہون نے بنی ہاشم کی آزاد کنیز سارہ کے ہاتھہ قریش مکہ کو اطلاعی خط روانہ کیا تھا آل عوام بن خویلد کے حلیف تھے سارہ حاطب کے پاس کچھہ مانگنے آئی تھی اونہون نے کچھہ دیکر خط بھی اوسیکے سر منڈھا۔ حق تعالے نے اسی باب مین یہ آیت نازل فرمائی تا کہ آیندہ حاطب کی طرح کوئی ایسے فعل قبیح کا مرتکب نہو یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ وقد کفروا بما جاءکم من الحق یخرجون الرسول وایاکم ان تومنوا باللہ ربکم ان کنتم خرجتم جہادا فی سبیلی وابتغاء مرضاتی تسرون الیہم بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل۔

ترجمہ۔ اے اہل ایمان میرے اور اپنے دشمنون کو دوست سمجھکے اونکو دوستی کا پیام نہ بھیجو کیونکہ وہ ایسے لوگ ہین کہ جو امر حق تمہارے پاس آیا اوس سے انکار کیا رسول کو اور تمہین گھر سے نکالا صرف اسلئے کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لائے تم تو میری راہ مین جہاد کرنے نکلے ہو اور میری رضامندی چاہتے ہو تم

اونکو دوستی سے خفیہ پیام کیون بھیجتے ہو حالانکہ مین تمہارے دل کی خفیہ بات کو خوب جانتا ہون اور جو تم ظاہر کرتے ہو اوسے بھی جانتا ہون اور جو تم مین سے ایسا کریگا وہ راہ راست سے گمراہ ہو جائیگا الغرض جب سب لوگ سامان سفر مکہ درست کر چکے تو عازم مکہ ہوئے جحفہ مین جو اہل مدینہ کا میقات احرام ہے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ملے۔

ابو سفیان لشکر اسلام کی خبر دریافت کرنے آیا تھا کہ کس طرف کو جاتا ہے مگر اوسے کوئی بات معلوم نہو سکی اس لئے مکہ کو واپس چلا گیا اور وہان جا کر بیان کیا کہ بخدا مجھے معلوم نہیں کہ وہ سامان جنگ ہے یا سامان صلح۔ یہ سنکر اوسکی بیوی بولی کہ خدا تیرا برا کرے تو کیون گیا تھا اور کیون چلا آیا لوگ اپنے ایلچی سے امید نفع کرتے ہین اور تو فضول چکر لگا کے چلا آیا۔ سب تجپر ہنسینگے۔ پھر جا کیا عجب ہے کہ تو ہی قوم کی طرف سے محمد کو قتل کر کے آجائے ابو سفیان بیچارا جوروکا مارا پھر گھر سے نکلا۔ ادہر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ تیر انداز قبیلہ مزینہ کے آگے روانہ کر دئے تھے اور اون سے فرما دیا تھا کہ شاید تم کسی مشرک کو بیرون مکہ مار دگے۔ اونہین ابو سفیان بے ہتیار و بے سامان مکہ کے قریب نالون مین ملگیا تیر اندازون نے اوسے مارنیکا قصد کیا۔ ناگاہ حضرت عباس نے جھپٹ کے تیر اندازون سے کہا کہ اسے نہ مارو مین اسکا ضامن ہون۔ پس وہ بال بال بچگیا۔ پھر عباس نے ابو سفیان سے کہا لا الہ الا اللہ کہلے نہین تو یہ لوگ تجھے مار ڈالینگے۔ ابو سفیان نے جان کے خوف سے کہہ تو لیا مگر بتون کی محبت اوسکے ضمیر مین سمائی ہوئی تھی اس لئے اچھی طرح کلمہ منہ سے نہ نکلا زبان لڑکھڑاتی رہی۔ اس حالت پر بھی حضرت عباس تیر اندازون سے چھوڑا کے اوسے دربار نبوی مین لے پہونچے تو آنحضرت نے دور سے دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ شخص مستسلم ہے نہ کہ مسلم یعنی طیب خاطر سے مسلمان نہین ہوا ہے دنیا سازی کے لئے اس نے کلمہ پڑھ لیا ہے جب حضرت عباس پاس پہونچے تو عرض کی کہ حضور ابو سفیان مسلمان ہو کے خدمت اقدس مین

حاضر ہوا ہے اسے پناہ دیجیے اور اسکے حق کو پہچانیے۔ آنحضرت نے جوابدیا کہ خیر اسوقت تو اسکو اپنے ڈیرے مین لیجاؤ۔ پھر دیکھا جائیگا۔ حضرت عباس اوسے آنحضرت کے سفید خچر پر سوار کرکے اسلئے لیچلے تاکہ تمام لشکر مین اعلان ہوجاے کہ ابوسفیان مسلمان ہوگیا ہے۔ اثناے راہ مین لشکر اسلام کی کثرت دیکھکے وہ بہت ہی برہم ہوا۔ خیر جیسے تیسے وہ شب اوس نے عباس کے خیمہ مین بسر کی علی الصباح اذان کی آواز اور لوگون کی آمد و رفت سنکر بہت گھبرایا اور خوف زدہ ہوکر عباس سے پوچھنے لگا کہ یہ آواز کیسی ہے اور لوگ اتنے چل پھر کیون رہے ہین۔ عباس نے جوابدیا کہ موذن نے اذان دیکے مسلمانون کو نماز کے لئے بلایا ہے پس لوگ جلدی جلدی نماز کو جارہے ہین۔ اس جواب سے ابوسفیان کو تشفی ہوئی ورنہ یہی سمجھا تھا کہ میرے مارنے کو لوگ جمع ہورہے ہین۔ حضرت عباس اوسکو پھر خدمت نبوی مین لے پہونچے اور عرض کی یارسول اللہ ابوسفیان حضور مین کچھ التماس کرنا چاہتا ہے اسکی سن لیجیے۔ اوسوقت سب اصحاب وہان موجود تھے۔ آنحضرت نے ابوسفیان سے دریافت کیا کہ تم کیا کہتے ہو۔ وہ بولا اے محمد کیا تمنے ان عوام الناس اور ذلیل آدمیون کو اپنی قوم قریش سے افضل سمجھا ہے اور ارادہ کرتے ہو کہ کل کے دن اپنی عورتون کو انکے لئے مباح کردو۔ آنحضرت نے فرمایا کہ مین ان لوگون سے بہت راضی ہون یہ میرے اوپر ایمان لاے میرے برے وقت مین میری مدد کی مجھے اپنے گھر رکھا اپنے بال بچون کا پیٹ کاٹکے مجھے اور مہاجرین کو کھلایا پلایا برخلاف اسکے میری قوم قریش نے مجھے جھٹلایا اور بیکس و بے بس سمجھے ستایا اور گھر سے نکالا۔ میرے قتل پر سب نے اتفاق کرلیا اور عورتون کا جو ذکر تم کرتے ہو اونکے لئے مین اپنے منہ سے کیا کہون تیری قوم کے کرتوت ایسے ہین کہ وہ انکے لئے حلال اور مباح ہوگئی ہین۔ اسوقت جناب عباس پھر بول اوٹھے کہ ابوسفیان جلدی کلمہ پڑھکے مسلمان ہوجا۔ اب تو ابوسفیان بھی کھل کھیلا اور کہنے لگا کہ پھر عزیٰ کو جاکر کیا منہ دکھاؤنگا

یہ سنتے ہی جناب فاروق اعظم برافروختہ ہو گئے اور فرمایا کہ اے مردود اگر یہ رسول خدا کا خیمہ نہوتا
تو تجھے یہین خاک مین ملا دیتا - ابو سفیان بولا اے ابن خطاب مین تجھسے باتین نہین کرتا ہون
اور نہ مجھے تجھسے کوئی کام ہے مین تو اپنے چچا کے بیٹے بھائی سے گفتگو کر رہا ہون تو خواہ مخواہ کیون
دخل دیتا ہے - یہ باتین کہتے تو کہہ گیا لیکن حضرت عمر کے تیور دیکھکے کانپ اوٹھا اور پکارا یا محمد
اشھد ان لا الٰہ غیرہ وانک عبدہ ورسولہ وانی قد کفرت باللات والعزیٰ یعنی اے محمد مین
گواہی دیتا ہون کہ سوا اوسکے کوئی معبود نہین اور تو بیشک اوسکا بندہ اور رسول ہے اور تحقیق
مین نے انکار کیا لات وعزیٰ سے چونکہ حضرت عباس اوسکے قریبی رشتہ دار اور اوس سے
یگانگت رکھتے تھے اور ایام جہالت مین اوس سے دانت کاٹی روٹی تھی اس لئے فرط خوشی
سے چلا اوٹھے اور با آواز بلند تکبیر کہی - اس عرصہ مین اقامت کی آواز آئی - آنحضرت نے عباس
سے کہا کہ تم ابو سفیان کو اسوقت صبح کی نماز مین اپنے برابر کھڑا کرلو اور الحمد اور اللہ اکبر اور سبحان اللہ
اسی کی زبان سے کہلواؤ - چنانچہ جناب عباس نے ایسا ہی کیا - جب نماز ہو چکی تو ابو سفیان نے
عباس سے پوچھا کہ اے عباس کیا وجہ ہے کہ یہ سب لوگ جنہون نے نماز پڑھی ہے آنحضرت
کے ایسے تابع ہین کہ سرمو کوئی حرکت ان سے اونکے خلاف نہین ہوئی - رکوع کے ساتھہ رکوع
اور سجدہ کے ساتھہ سجدہ اور سلام کے ساتھہ سلام پھیرا - حضرت عباس بولے ارے دیوانہ خبطی
یہ تو نماز ہے اگر آنحضرت ان لوگون سے کہدین کہ کھانا ترک کردو تو مرجاینگے مگر تا بزیست روٹی
کی طرف آنکھہ اوٹھا کے نہ دیکھینگے - پھر تو ابو سفیان نے عباس سے کہا کہ اسی واسطے مجھے
ان لوگون سے ڈر معلوم ہوتا ہے یہ ضرور میری قوم کو ہلاک کرینگے - حضرت عباس بولے کہ اس
باب مین کوئی رائے زنی مین نہین کر سکتا ہون شاید ایسا نہوا در آنحضرت خون کے جوش
سے رحم کھا کر معاف کردین -

اوسوقت حکم نبوی سے ایک ندا ہوئی اور سب اپنے اپنے علم لیکے صف بصف آن بیٹھے ۔
حضرت عباس بھی ابوسفیان کو ساتھہ لئے حضور مین جا حاضر ہوے اور عرض کی کہ حضور ابوسفیان
بڈہا اور آپکی قوم کا سردار ہے اسکے مرتبہ ۔ اسکے حسب نسب اور اسکے مسلمان ہونیکا پاس کیجے ۔
ارشاد ہوا کہ اے صاحب تم جو قریش کی غمخواری کے مارے گہلے جاتے ہو تو خود اسکے ساتھہ
مکہ چلے جاؤ اور دونون جاکے وہان اپنے خاطرخواہ اشتہار دیدو کہ جو کوئی ابوسفیان کے گہر
مین داخل ہوجائیگا وہ امن سے رہیگا ۔ ابوسفیان بول اوٹھا کہ حضور میرا گہر ہی کیا چار آدمی بھی آ بیٹھینگے
تو مجھے اور میری بیوی کو رہنے کی جگہہ نہ رہیگی ۔ آنحضرت نے فرمایا تو جو کوئی اپنے گہر کا دروازہ بند
کرکے بیٹھہ رہیگا وہ بھی ایمن ہے ۔ اور جو کوئی خانہ کعبہ مین جاکے پناہ لیگا اوس سے بھی ہم مزاحم
نہونگے ۔ اور جو شخص ہتیار ڈالدیگا وہ بھی بری ہے ۔ البتہ ابن سعد بن ابی سرح جو بنی عامر بن لوی
مین ہے اور مقیس الکنانی برادر بنی لیث اور عکرمہ بن ابی جہل اور ابن اخطل اور بنی ہاشم کی آزاد
لونڈی سارہ وغیرہ کے لئے یہ حکم نہین ہے اگر یہ لوگ کعبہ محترم کے پردہ سے بھی لپٹے ہوے
پاے جائینگے تو بھی قتل ہونگے ۔ پس عباس اور ابوسفیان دونون حضور کے سفید خچر پر سوار
ہوکے مکہ روانہ ہوے جب بہت دور نکلگئے تو آپ کو خوف پیدا ہوا کہین قریش عباس سے اوسی
طرح نہ پیش آئین جیسا کہ بنی ثقیف نے عروہ بن مسعود الثقفی سے کیا ۔ قسم ہے خدا کی جسکے ہاتھہ
مین محمد کی جان ہے اگر قریش نے ایسا کیا تو مین اونکا ایک آدمی بھی زندہ نچھوڑونگا ۔
غرضکہ عباس اور ابوسفیان دونون مکہ پہونچے اور آنحضرت کے حکم کا اعلان کردیا ۔ عکرمہ
اور مقیس الکنانی اور ہندہ زوجہ ابوسفیان نے ابوسفیان کو بڑے بہوگ سناے ۔ ابوسفیان
پکار پکار کے کہہ رہا تہا کہ اے آل غالب مسلمان ہوجاؤ تو سلامت رہوگے ۔
بنی خزاعہ قریش اور حلفاے قریش سے بدلہ لینے کے لئے آنحضرت کے لشکر مین جاملے ۔

آنحضرت اور جبیر بن مطعم ایک ہی سواری پر سوار مکہ پہونچے اور حضرت عباس سے پوچھا کہ کہو
کیا خبر ہے۔ اونہون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ سب اہل مکہ ایمان لے آئے ہین البتہ بعض بے
پرواہ اور لااُبالی لوگ نہین سنتے سو وہ بہی رفتہ رفتہ روبراہ ہو جاوینگے آپ تہوڑی دیر لڑائی کو روک دین

اسکے بعد ابوسفیان ابن الحارث بن عبد المطلب اپنے بیٹے جعفر اور ام المومنین ام سلمہ کے
بہائی عبد اللہ ابن امیہ بن المغیرہ کو ساتہہ لیکر بہر حاضر ہوا۔ تینون نے آکر سلام کیا مگر آنحضرت نے
منہ پہیر لیا اور اونکی طرف سے عہد و امان کو قبول نہین کیا۔ پہر تو ابوسفیان نے عرض کی کہ یا آپ
میرے اسلام کو قبول نہین کرتے اب مین مشرکین کی طرف کبھی نہ جاؤنگا اور مع اپنے لڑکے کے
اسی صحرا مین پڑکے مرجاؤنگا۔

عبد اللہ بن امیہ آنحضرت کا انکار سنکے بنی امیہ کے پاس لشکر کے کنارہ پر چلا گیا اور وہان
سے ایک آدمی اپنی بہن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بہیجا تاکہ وہ سعی سفارش کرکے
امان دلوا دین ام سلمہ نے آنحضرت کے پاس حاضر ہوکے عرض کی یا رسول اللہ ما جعل اللہ
اخی و ابن عمک اشقی من خرج الیک من اہل مکۃ یعنی اے رسول اللہ اور لوگ جو آپکے پاس
مکہ سے آئے ہین کیا اون سے بہی زیادہ میرا بہائی جو آپ کے چچا کا بیٹا ہے شقی ہے حضور
نے جواب دیا میرے چچا کے بیٹے نے تو میری حد سے زیادہ ہجو کی ہے اگر وہ تمہارا بہائی سمجہا جائے
تو اوس نے مجہہ پر ایمان نلانیکی قسم کہائی ہے اور یہ کہدیا ہے کہ اگر مین اوسکے سامنے آسمان پر چڑہ جاؤن اور
خدا کے پاس سے ایک کتاب اوسکے نام لے آؤن تو بہی مسلمان نہونگا۔ اس لئے مین اوسے
امان دینا نہین چاہتا مگر بہر بعد بہت سے اصرار کے آنحضرت نے اوسے بلوا بہیجا اور امان دی۔
جعفر و عبد اللہ نے آکے آپ سے بیعت کی۔

اب آنحضرت کو یہ تحقیق ہوگیا کہ تمام اہل مکہ مسلمان ہوگئے ہین مگر چند لوگ مقیس کیساتہہ

والے اپنی قصد پر قائم ہین - آپ نے بنی خزاعہ کو بلا کے حکم دیدیا کہ اون پر حملہ کرو اور جو تم سے لڑے اوسے قتل کرو - باقی کسی سے نہ بولو اور چند آدمیون کے نام بتا کے یہ کہدیا گیا کہ ان سے بھی مزاحم نہونا - چنانچہ خزاعہ نے حملہ کیا اور اونکے ساتھہ اور بھی بہت سے لوگ ہو گئے - آخر مقیس الکنانی اور اوسکی ساتھی جو قریش تھے اور حویرث بن نفیل اس معرکہ مین ہلاک ہوے -

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بنی جذیمہ کے پاس بھیجے گئے

جب خالد بن ولید بت عزی کو منہدم کر کے واپس آ گئے تو اونہین ساڑھے تین سو مہاجر و انصار و بنی سلیم کے ساتھہ ۸ھ شوال کی طرف قبیلہ بنی جذیمہ پر روانہ کیا اور حکم ہوا کہ جب وہان پہونچو تو نہایت نرمی اور ملائمت سے دعوت اسلام کرنا - قواعد صوم و صلوٰۃ اچھی طرح اونہین سکھانا - اور جہانتک بنے محاربہ و مقاتلہ سے پرہیز رکھنا -

واضح ہو کہ اس قبیلہ کے لوگون نے ایام جاہلیت مین عبد الرحمن بن عوف کے والد عوف کو اور خالد بن ولید کے چچا فاکہ کو مار ڈالا تھا - جب خالد وہان پہونچے تو وہ اونہین دشمن سمجھکے ڈرے اور احتیاطاً مسلح ہو کے باہر نکلے - حضرت خالد نے دریافت کیا کہ تم کون ہو جواب ملا کہ ہم مسلمان ہین - نبوت محمدی کی تصدیق کرتے ہین - نماز پنجگانہ بجالاتے ہین اور اپنے اپنے مکانون مین ہم نے مسجدین بھی بنا رکھی ہین - اسکے بعد حضرت خالد نے سوال کیا کہ جب تم مسلمان ہو اور مین فرستادہ رسول خدا ٹھیرا تو تم مسلح ہو کے بارادہ جنگ میرے سامنے کیسے آئے - بنی جذیمہ نے جواب دیا کہ ہمارے اور قوم عرب کے درمیان عداوت چلی آتی ہے اس لئے تمہارے آنے سے ہم ڈرے کہ شاید عرب لڑنے کے ارادہ سے ہماری زمین پر آ گئے ہین اس لئے ہم مسلح ہو کے آئے ہین -

حضرت خالد نے اونکا عذر قبول نہ کیا اور حکم دیا کہ اچھا اپنے ہتیار ہمین دیدو - اونہون نے

چپکے سے بغیر کان ہلاے ہتیار بہی ڈالدئے - خالد نے حکم دیا کہ ان سب کی مشکین باندہ لو - اور ایک ایک اسیر اونمین کا اپنے ایک ایک آدمی کے سپرد کردیا - اوسکے بعد ایک دن صبح کو حکم دیا کہ سب اپنے اپنے پاس کے قیدی کو مار ڈالین - بنی سلیم نے تو حکم پاتے ہی اپنے اسیرون کو قتل کر ڈالا - مگر مہاجر و انصار نے خالد کے حکم کو نامناسب سمجھکے اوسکی تعمیل نہ کی - اور اپنے اپنے اسیرون کو چہوڑ دیا - اونہین اسیرون مین سے ایک آدمی آنحضرت کی خدمت مین پہونچا اور خالد رضی اللہ عنہ کی شکایت کر کے سارا حال بیان کر دیا - حضرت کو سنتے ہی بڑا رنج ہوا اور جناب علی مرتضی کو بہت سا مال واسباب دیکر بنی جذیمہ کے پاس بہیجا اور کہدیا کہ وہان پہونچکے اونکی بڑی خاطر داری اور دلجوئی کرنا - مقتولون کا خونبہا دینا اور جسکا مال ضایع ہوگیا ہو اوسکو معاوضہ دینا - غرضکہ ایسے آنسو پونچہنا کہ ساری قوم خوش ہوجاے اور کسی کے دل مین شکایت کا داغ نہ رہے - جناب شیر خدا بنی جذیمہ مین پہونچے اور خوب ہی استمالت اونکی کردی - مقتولون کے ورثاء کو پیٹ بہر کے خونبہا دیا - جسکا کچہہ بہی مال گیا تہا اوسکے تنکے تنکے کا معاوضہ ادا کیا - جب کوئی نقصان کا دعویدار ڈہونڈہے سے بہی نہ ملا تو جو مال جناب اسد اللہ الغالب کے پاس باقی رہا اوسے یون ہی اوس قوم کے حاجتمندون کو دیکر مالامال کردیا پہر چارون طرف منادی کرادی کہ جسکا کوئی اور مطالبہ ہمارے ذمہ باقی رہا ہو وہ کوڑی کوڑی آکے ہم سے لے لے - جب کوئی مدعی نہ رہا تو جناب علی حضور مین واپس آگئے اور سارا حال سنا دیا - آنحضرت اس قصور پر مدتون خالد بن ولید سے ناراض رہے پہر بعض اصحاب کی سفارش سے اونکا قصور معاف ہوا اور آیندہ کے لئے ہدایت ہوئی کہ خبردار کبھی ایسا نہ کرنا -

عبد الرحمن کے والد عوف اور خالد بن ولید کے چچا فاکہ دونون ملکے یمن تجارت کو گئے تہے وہان سے مال واسباب بیچکے اور بہت سا روپیہ کما کے گہر لاتے تہے کہ اثناے راہ مین بنی جذیمہ نے

مال و دولت دنیا کے لالچ سے دونون کو مار ڈالا اور اونکا مال دنیا اپنے قبضہ مین کیا۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ اہل سیر نے بنی جذیمہ کا حال اسی طرح بیان کیا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ کتب احادیث مین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت خالدؓ نے جا کے بنی جذیمہ کو دعوت اسلام کی۔ اونہون نے صاف اور واضح طور سے نہ کہا کہ ہم تو مسلمان ہو چکے ہین بلکہ ''صبانا صبانا'' کہتے تھے۔ پس حضرت خالد کھڑے ہو کے اونہین قتل اور قید کرنے لگے۔ ظاہر ہے کہ خالد نے یہ سمجھا کہ جب صاف اسلام کا لفظ زبان پر نہین لاتے ہین تو اسکے دین پر ہین۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ یہ نتیجہ بنی جذیمہ کے افعال کا ہے ورنہ خالد سے ایسا ہونا محض اونکی شان سے خلاف تھا۔

دوسرے یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ جو شخص ایک دین کو چھوڑ کے دوسرے دین کی طرف مایل ہو جاوے اوسے صابی کہتے ہین اسی لئے کفار قریش آنحضرت کو صابی اور مسلمانون کو صباۃ کہتے تھے اور اپنے خیال مین اسے برا سمجھتے تھے پس جب بنی جذیمہ نے ''اسلمنا اسلمنا'' تو نہ کہا جو ایک صاف اور کھلا ہوا محاورہ تھا بلکہ ''صبانا صبانا'' کہنا شروع کیا تو یہ الفاظ حضرت خالد کو ناگوار ہوے اور آپ سے غلطی ہو گئی اسمین اونکا کیا قصور ہے۔

(۴۹) غزوہ حنین و اوطاس و طائف

معتبر اور صحیح روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ جب صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا تو اکثر قبائل عرب نے اطاعت و فرمانبرداری قبول کر کے خدا پرستی اختیار کی۔ صرف دو قبیلہ ہوازن و ثقیف مطیع اسلام نہوے۔ یہ لوگ بڑے فسادی اور گردن کش تھے۔ قبائل مذکورہ کے سردار باہم ملے اور یہ صلاح کی کہ مسلمانونکی فتوحات لائق تعریف اور قابل اعتبار نہین ہین انہین ابھی تک کوئی زبردست۔ تجربہ کار۔ ماہر علم جنگ و حرب نہین ملا ورنہ ناک چنے چبوا دیتا۔ وہی جنگلی۔ وحشی۔ بزدل۔

ناتجربہ کار ملتے رہے جنہین مار پیٹ کے اینٹھتے پھرتے ہین - اگر کوئی مارتے خان ملگیا تو یہ سب شیخیان نکلجائینگی اب معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ پھر بھی چڑھائی کرین اس سے بہتر ہے کہ ہم خود ہی بڑھکے اونکی مزاج پرسی کرلین -

قبیلہ ہوازن کا امیر مالک ابن عوف نصری تھا اور قبیلہ ثقیف کا پیشوا کنانہ ابن عبداللہ - اس مشورہ مین عازب ابن الاسود بھی شامل ہوگیا - پس ان تینون نے جماعت کثیر بہم پہونچا کے مسلمانون سے لڑنیکا ارادہ کیا اور جنگ کے لیئے باہر نکلے - بعض قبیلے مثل نصر و جشم و سعد بن بکر اور کچھ لوگ بنی ہلال کے جو ہوازن و ثقیف کے ساتھہ راہ و رسم اور موافقت رکھتے تھے اون سے آملے اور کعب و کلاب نے قبیلہ ہوازن کے ساتھہ عہد و پیمان کرلیئے - پس ایک لشکر عظیم ہوگیا اور بڑے ساز و سامان کے ساتھہ مال و خزانہ - بیٹے و بنگاہ - لڑکے بچے اور بہت سے مویشی لیکر نکلے - اون مین چار ہزار تو دلاوران جنگی اور کار آزمودہ تھے - قبیلہ جشم مین ایک آدمی درید ایسا تھا جسکی ساری عمر لڑائی ہی مین صرف ہوئی تھی - گرگ باران دیدہ اور سرد و گرم زمانہ چشیدہ تھا - جنگ کے سب نشیب و فراز بخوبی جانتا تھا - عمر بھی اوسکی سو برس سے تجاوز کرگئی تھی - امیران لشکر نے تبرکاً و تیمناً اوسے ساتھہ لیلیا - جب لشکر کفار منزل اوطاس پر پہونچا اور درید نے بچون کے رونے - عورتون کی دہاڑ چلاہٹ اور مویشی کی جو آواز سنی تو اوسکے کان کھڑے ہوگئے اور بولا کہ - ہین - یہ کیسی آوازین آتی ہین - لوگون نے کہا کہ مالک ابن عوف نصری قبیلہ ہوازن کے زنان و اطفال اور مویشی اپنے ساتھہ لے آیا ہے - یہ سنتے ہی اوس پیر جہاندیدہ نے مالک کو اپنے پاس بلاکے سمجھایا کہ ان کا لڑائی مین ساتھہ رکھنا زیبا نہین یہ سامان تمہاری شکست کا ہے انہین گھر واپس کردو اور خود لڑنے کو چلو - مالک ابن عوف بولا کہ ان کے ساتھہ رکھنے مین مصلحت یہ ہے کہ لشکر کے آدمیون کا دل اپنے بال بچون اور مال و اسباب سے متعلق نہ رہے خوب

اطمینان سے لڑین بلکہ اپنے بال بچون اور مال و متاع کی حفاظت کی خاطر دشمن کے قتل کرنے
اور دفع کرنے مین اور بہی زیادہ کوشش کرینگے ۔۔ اونکو چہوڑکے بہاگینگے نہین کٹ کٹ
کے لڑینگے اور مسلمانون کو کہا کہا جاینگے ۔ درید نے جواب دیا کہ اس امر مین تیری راے ٹہیک
نہین ہے کیونکہ جب انسان کو اپنی جان کے لالے پڑ جاتے ہین تو پہر اوسکے بچانیکی کوشش
کرتا ہے اور بہاگنے سے اوسے کوئی چیز نہین روک سکتی جورو بچون سب کو چہوڑ کے لمبا بنتا ہی
اس لئے ایسی بیہودہ بات کے سبب لشکر کو ڈہور اور بہیڑ و بنگاہ بنانا عقلمند کا کام نہین ۔ ان جہاڑو
بکہیڑون سے لشکر اس قابل نرہیگا کہ جنگی دہبالائی جو ہر جا سے جا سکے ۔ سواے نیزہ بازون
اور شمشیر زنون کے کسی کو اپنے ساتہہ نرکہو اگر تم نے اتنا کہٹراگ اپنے ساتہہ رکہا تو بہت پچتاؤگے
پہر درید نے کعب و کلاب کو پوچہا کہ وہ کہان ہین معلوم ہوا کہ ابہی تک آے نہین ۔ اسکا بہی درید کو
بہت رنج ہوا اور کہا اونکا بہی تمہارے ساتہہ نہونا بڑی تشویش کی بات ہے ۔ اب مین تمکو
مکرر سمجہاتا ہون کہ اپنے بال بچون اور مال و مویشی کو کسی مضبوط جگہہ بحفاظت رکہدو اور خود ہلکے
پہلکے سونٹے لنگوٹے سے لڑنے جاؤ اگر فتح قسمت مین ہے تو ہو ہیگی ۔ مالک کو درید کی یہ صلاح
پسند نہ آئی اور ناراض ہوکے بولا کہ بڑہاپے مین تیری تو عقل جاتی رہی ہے ... ناحق بک بک
کرتا ہے تیرے حواس بجا نہین رہے تو کیا جانے کہ تیرے منہ سے کیا نکل رہا ہے ہم تیری
بات ہرگز نہ مانینگے میری تدبیر بہت کامل اور مفید مطلب ہے ۔ جب درید نے دیکہا کہ مالک نہین
مانتا تو اوس نے قبیلہ ہوازن کو سمجہایا کہ خبردار تم لوگ مالک کی راے پر عمل نہ کرنا اوسکی عقل خراب
ہوگئی ہے اور مجہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمکو دشمنون کے پہندے مین پہنسا کے خود بہاگ
جائیگا اور تم اپنے عیال و اطفال کے ساتہہ دشمنون کے پنجہ مین گرفتار ہوکے ہلاک ہو جاؤگے ۔
قوم ہوازن درید کی باتین سنکر مالک سے برگشتہ اور بدعقیدہ ہوگئی ۔ مالک نے جو یہ

رنگ دیکھا تو تلوار کا بیپلا اپنی چھاتی پر رکھکے ہوازن سے کہا کہ اے لوگو اگر تم میرا کہا نہ مانوگے تو ابھی خودکشی کئے لیتا ہون چشم زدن مین میری لاش تمہارے سامنے پڑی ہوگی۔ہوازن نے جب مالک کو جان دینے پر مستعد دیکھا تو سمجھے کہ اسکے بعد ہمارا کوئی بیشیہ ازر ہیگا اور ہم سب لوگ تباہ و برباد ہوجائینگے اس لئے سب نے بالاتفاق کہدیا کہ اے مالک تو ہمارا سردار اور ہم سب تیرے مطیع و فرمانبردار ہین۔تو خودکشی سے باز آ جو کچھ تو کہیگا ہم وہی کرینگے۔یہ بات رفت و گذشت ہوگئی اور سارا لشکر حنین کو چلا۔

جب اس گڑبڑ کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ نے عبداللہ ابن ابی حدرد سلمی کو ان لوگون کا حال دریافت کرنیکے لئے روانہ کیا۔مسلمانون کو حکم ہوا کہ اس مفسدہ کے دور کرنیکی تدبیر کرو۔مکہ مین عتاب ابن اسید کو حاکم اور معاذ ابن جبل کو مسائل شرعیہ کی تعلیم و تلقین کیواسطے مقرر کرکے سولہ ہزار غازیان جرار کے ساتھ آنحضرت مکہ سے باہر نکلے۔ایک سو زرہ اور اونکا سامان صفوان نے عاریتاً دیا جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔اور صفوان ابن امیہ ہی سے یہ بھی کہا گیا کہ باربرداری سفر کا انتظام بھی تمہین کرو۔صفوان اسباب لشکر اپنے اونٹون پر لاد کے ساتھ ہولیا۔عبداللہ ابن ابی حدرد غنیم کے لشکر کا حال معلوم کرکے واپس آئے اور من و عن آنحضرت سے بیان کردیا اور کہا کہ وہ اس ارادہ سے آتے ہین کہ مسلمانون کا بیج تک دنیا سے کھودین۔انبوہ کثیر اور مال و دولت اور مویشی حد سے زیادہ اونکے ساتھ ہین۔آنحضرت نے عبداللہ کی باتین سنکر تبسم فرمایا اور ارشاد ہوا کہ مسلمانون کی قسمت چمکتی ہے وہ اونکا مال اونہین دینے کے لئے خود چلے آتے ہین

اودہر سے مالک بن عوف نضری نے بھی تین جاسوس لشکر اسلام کی ٹوہ لگانے کو بھیجے تھے تینون لشکر اسلام کا رنگ وڈھنگ دیکھکے خائف و لرزان واپس گئے اور جاکے کہا کہ ہم نے لشکر مسلمانان مین عجیب وغریب آدمی دیکھے واللہ ہمارے لشکر کا ایک بھی آدمی اونکے مقابلہ مین نہ آسکیگا

اے مالک اگر تیری خیر ہے تو یہین سے گھر کو پہر چل اور اپنی قوم کو تباہی مین نہ ڈال اگر لشکر کے لوگ وہ کیفیت دیکہتے جو ہمنے دیکہی ہے تو اونکا بہی یہی حال ہوجاتا جو تو ہمارا دیکہتا ہے۔ مالک یہ باتین سنکر خفا ہوگیا اور بولا۔ بیوقوفو۔ خاموش تم کیا جانو کہ لشکر کیسے ہوتے ہین۔ پہر اون تینون جاسوسون کو قید کرلیا تاکہ اوسکے لشکر کو ایسی باتین کرکے کچا نہ بنادین۔

اسکے بعد مالک کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ شاید میرے لشکر کے سردار ہی لڑائی سے جی چراتے ہون اور ان جاسوسون کو ایسی بودی باتین سکہا کے میرے کچا بنانے کے لیئے بہیجا ہو۔ اسواسطے اوس نے اپنے ایک معتمد آدمی کو جو شجاعت اور دلیری مین مشہور تہا مسلمانون کا حال معلوم کرنے کے لیئے بہیجا۔ وہ بہی گیا اور اوسی حالت مین جیسے کہ وہ تینون جاسوس آئے تہے لرزتا۔ کانپتا اور بدحواس آیا اور بعینہ وہی حال آکے بیان کیا۔ مگر اسلام کی دشمنی مین مالک کی عقل ایسی مخبط ہوگئی تہی کہ کسی کی نہین سنتا تہا۔

عبداللہ بن ابی حدرد نے بہی دشمن کی فوج کا حال دیکہکے ابوبکر صدیق سے بڑے غرور اور فخر سے آکے بیان کیا اور کہا کہ ہمارا لشکر اتنا ہے کہ دشمن ہرگز ہم پر فتح نپائینگے۔ جب اسکی اطلاع آنحضرت کو ہوئی تو آپ نے بہت غصہ کیا اور خدا کو بہی عبداللہ کا یہ غرور پسند نہ آیا۔ چنانچہ اس جنگ کے شروع ہی مین جو ہزیمت مسلمانون کو ہوئی وہ اسی غرور کی سزا تہی تاکہ لوگ متنبہ ہوجائین کہ فتح ونصرت کثرت لشکر پر موقوف نہین ہے لشکر کم ہو یا زیادہ افضال ایزدی چاہیئے۔

واقدی لیثی فرماتے ہین کہ غزوۂ حنین مین آنحضرت کے ہمراہ مین بہی تہا۔ اثناء راہ مین ایک بڑا درخت سرسبز اور تروتازہ ملا جسے ذات الانواط کہتے تہے۔ ایام جاہلیت مین ہرسال اہل عرب اسکے نیچے جمع ہوتے تہے۔ اپنے اپنے ہتیار اوس درخت مین لٹکا کے قربانیان کرتے اور ایک رات وہین بسر کرتے تہے۔ جب لشکر اوس درخت کے قریب پہونچا تو ہم لوگون نے آنحضرت سے التماس کی

کہ حضور ہمارے لئے بھی کوئی ایسا ہی درخت مقرر کر دیجے - آپ نے جوابدیا - اللہ اکبر تم نے اسوقت ایسی بات کہی جیسی موسیٰ کی امت نے موسیٰ سے کہی تہی کہ اجعل لنا الٰھا کما لھم الھۃ موسیٰ نے جوابدیا اے لوگو تم بڑے نادان ہو - جب ہم لوگون نے آنحضرت کی یہ بات سنی تو کمال نادم و خجل ہوے اور اپنی اس حرکت سے توبہ کی -

قصہ مختصر جب حنین کے قریب پہونچے تو دیکہا کہ مالک بن عوف نضری نے اپنا لشکر پہلے سے وہان لا ڈالا ہی - اوس نے اپنے لوگون سے کہہ رکہا تہا کہ پہلے تمہین لڑائی شروع کر دینا - وہ سب سر راہ کمین گاہون مین چہپکے ہو بیٹہے تہے - اور ارادہ تہا کہ لشکر اسلام کے آتے ہی ناگہان اوسپر حملہ کر دین -

ادہر آنحضرت نے جماعت مہاجرین کا ایک علم حضرت عمر فاروق کو اور دوسرا علی کو دیا اور قبیلہ اوس کا علم اسید بن حضیر کو اور خزرج کا ایک نشان توحباب ابن المنذر کو اور دوسرا سعد بن عبادہ کو دیا - دیگر قبائل عرب جو ہمراہ تہے اونکے ساتہہ بہی ایک ایک علم تہا -

جب صبح ہونے لگی تو لشکر اسلام نے وادی حنین کے ایک تنگ اور ناہموار درہ سے گذرنے کا ارادہ کیا تنگی راہ سب لوگون کے اکہٹا گذرنے کی مانع ہوئی اس لئے چہوٹی چہوٹی ٹکڑیان بنکے مختلف رستون سے گذرنے لگین - مگر خالد بن ولید قبیلہ بنی سلیم کے پیشوا سمٹ سمٹا کے اپنے ساری جماعت کے ساتہہ ایک ہی راہ سے گذرے قبیلہ ہوازن کے لوگ تو گہات مین بیٹہے ہی ہوے تہے اور مسلمان تہے بے خبر - دشمن اونکو ڈہب پر چڑہا دیکہکے یکایک کود پڑے اور تیرون کا مینہ برسا دیا بنی سلیم کے پاس ہتیار بہی کم تہے - دوسرے ٹہیرے بے خبر درہم برہم ہو گئے - اسی ہلچل مین وہ کفار قریش جو ہم عہدی کے باعث مسلمانون کے ساتہہ چلے آتے تہے بدحواس ہو کے بہاگے - پہر تو مسلمانون نے بہی راہ فرار اختیار کی -

اوسدن سرورکائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ اوس سفید اونٹ پر سوار تہے جو فروہ جذامی نے بطور ہدیہ کے بہیجا تہا۔ آپ بہی غازیان اسلام کے پیچہے پیچہے روانہ ہوے۔ ہرچند آپ پکار پکار کے کہتے تہے کہ اے اللہ اور رسول کے انصار مین خدا کا بندہ اور اوسکا رسول ہون مگر کوئی نہین سنتا تہا۔ اون کفار قریش کے ساتہہ بہاگنے مین مسلمان ایسے بدحواس ہوگئے تہے کہ پیچہے مڑکے بہی نہین دیکہتے تہے۔ مگر وہ کفار قریش اس ہزیمت سے اپنے دل مین بہت خوش تہے اور ہنس ہنس کے کہتے جاتے تہے کہ مسلمان تو ایسے بہاگے ہین کہ شاید سمندر کے ساحل پر بہی جاکے نہ ٹہیرین۔

صفوان کے سوتیلے بہائی کلدہ ابن حنبل نے صفوان سے کہا۔ آج ایسا دن ہے کہ سارا سحر باطل ہوجائیگا۔ مبارک ہو تجہے کہ محمد اور اونکے اصحاب بہاگے۔

اب آنحضرت کے ساتہہ صرف چار آدمی باقی رہگئے۔ تین بنی ہاشم اور ایک غیر بنی ہاشم۔ جو دشمن آنحضرت کیطرف آکے ایذا رسانی کا قصد کرتا تہا۔ علی مرتضی اور عباس رضی اللہ عنہما اوسے دفع کرتے اور جو محاربہ پر آمادہ ہوتا اوسے جناب شیر خدا زمین کا پیوند کردیتے تہے۔ آنحضرت دمبدم یہی چاہتے تہے کہ تن تنہا کفار پر حملہ آور ہون مگر ابو سفیان ابن حارث اونٹ کی مہار روک لیتے اور عباس بن عبد المطلب رکاب پکڑ کے مانع ہوتے اور حضور کو آگے نہ بڑہنے دیتے تہے۔

کفار نے جب دیکہا کہ مسلمان بہاگے تو اونمین سے بہت سے لوگ آنحضرت کو تلاش کرنے لگے تاکہ اس ہنگامہ مین آپکو اکیلا پاکے مار ڈالین۔ مگر آنحضرت کو اپنے اللہ پر کامل بہروسا تہا۔ الہام الٰہی سے انجام کار کو خوب جانتے تہے کہ اسلام غالب ہوکے رہیگا اور بآواز بلند یون فرماتے تہے انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب خداوند کریم نے اپنے نبی کی یہ شجاعت و دلیری دیکہکے اپنے کلام پاک مین یون فرمایا ہے ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ و علی المؤمنین و انزل جنودا لم تروھا

یعنی ہمنے اپنے رسول اور مومنین کی سکونت و قرار کے لیئے ایسا لشکر اوتارا جسے کوئی نہین دیکھہ سکتا تہا
آنحضرت ہنے جب دیکہا کہ مسلمان کسی طرح سنبہلتے ہی نہین تو حضرت عباس کو حکم دیا کہ باواز
بلند یا معشر الانصار یا اصحاب السمرۃ یا اصحاب سورۃ البقرۃ کہکے پکارو۔ جناب عباس رضی اللہ عنہ
بہت ہی بلند آواز تہے اونہون نے خوب ہی چلا چلا کے پکارا۔ لوگون نے عباس کی آواز جو سنی
تو لبیک لبیک کہتے ہوے دوڑے اور سو آدمیون کے قریب جمع ہوگئے۔ اب کفار کے ساتہہ
پہر لڑائی ہونے لگی۔ رسول خدا نے اونٹ سے اوتر کے ایک مٹھی ریت دشمنون کی طرف پہینکی
اور پہر سوار ہوگئے۔ روایت صحیحہ سے ثابت ہے کہ قبیلہ ہوازن کا کوئی آدمی باقی نہ تہا جسکی
آنکھہ مین وہ خاک نہ پہونچی ہو۔ اوسکے گرنے سے ایسی آواز ہوتی تہی جیسے کہ تانبے کے طشت
مین بہت اونچے سے کنکر گرتے ہون۔

جب آنحضرت کے پاس سو آدمی آگئے اور لڑائی ہونے لگی تو ہوازن کے لشکر نے بہی بہت
دلیری اور مستعدی سے مقابلہ کیا۔ جانفشانی اور کوشش مین کچہہ اوٹہا نہ رکہا۔ کیفیت یہ تہی کہ ادہر
صرف سو مسلمان اور وہ بہی بے سر و سامان۔ کیونکہ غریب ایک انقلاب عظیم اور ہزیمت
کے بعد جمع ہوے تہے۔ ادہر کفار کی جانب انبوہ کثیر اور بڑے بڑے بہادر اور جنگجو تہے
اونمین سے ابو جرول نامی ایک صف شکن نے دیکہا کہ آنحضرت اب بہت قلیل جماعت کے
ساتہہ ہین دل مین کہنے لگا کہ اے دل جو کچہہ کرنا ہو کرلے ایسا وقت پہر نہ ملیگا۔ اسوقت چاند
کے گرد بہت ہی کم ستارے ہین۔ یہ کہہ علم لیکر جہٹ میدان جنگ مین آجما۔ آدمی تو کیا کوہ آہنی
معلوم ہوتا تہا جس سے رزمگاہ فولاد کی کان بنگئی تہی۔ آتے ہی علم کو میدان رزم مین گاڑ دیا اور
شیر غران کی طرح اوسکے نیچے کہڑا ہوکے دہاڑا کہ مرحب کش خیبر کشا کدہر ہے جسے محمد نے شیر خدا کا
خطاب دے رکہا ہے اگر کچہہ دعوے رکہتا ہے تو آج میرے سامنے آوے مین بہی تو دیکہون

کہ کتنا دم خم ہے - حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب نے اوس بیہودہ گو کی گفتار سے عزم نبرد کیا اور دلدل کو تیز کر کے اس شان سے میدان مین آے کہ زمین کانپی اور آسمان تھرانے لگا - آپنے ابوجردل کے سامنے کھڑے ہوکر رجز کے کلمات زبان مبارک سے نکالے ہی تہے کہ وہ اپنی بہادری کے غرور سے درہم برہم ہوگیا اور کہنے لگا - ہین - میرے سامنے اور یہ گفتگو - اچھا ابھی ابھی اسکا مزہ چکھاے دیتا ہون - یہ کہکر شمشیر کین نیام سے باہر کر کے پیل مست کی طرح ہزبر غران پر جھپٹا اور حضور کے مغفر آہنین پر تول کے ایک ہاتھ تلوار کا دیا - تلوار چھنا کا بھر کے دو ٹکڑے ہوگئی مگر فضل خدا سے یہان ذرا سا بھی زخم نہ آیا - اب نوبت اسد اللہی آئی - آپ ذوالفقار کھینچے ہوے اوسکے سر پر جا پہونچے اور فرمایا کہ خبردار ہو جا اب ایسی آئی ہے جو ٹل نہین سکتی - یہ کہکے ایک ہاتھ آہستہ سے جو رسید کر دیا تو آدہا ادہر تہا اور آدہا اودہر - یہ عالم مشاہدہ کرتے ہی "روحی فداک" ہر فرشتہ کی زبان پر تہا -

جب ابوجردل مارا گیا تو فوج اعداے دین مین ایک کھلبلی پڑگئی اور مالک نے سب سرداران لشکر اور بہادران نامور کو بلاکے کہا کہ ابوجردل کا مارا جانا ایک امر اتفاقی ہے اس سے تمکو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ مسلمان ہم پر غالب آگئے - وہ تو ہم سے پہلے ہی شکست کہا چکے ہین اب کیا خاک غالب ہونگے علی الخصوص اس حالت مین جب کہ اونکی ساری فوج بھاگ گئی ہے اور معدودے چند باقی ہین - تم ہزارون مرد جنگی ہو - دل مضبوط رکھو اور ہمت نہ ہارو - ایکبارگی حملہ کر دوگے تو ان مٹھی بھر آدمیون کو پیس ڈالوگے - کیا ابوجردل ہی مرد تہا تم مرد نہین ہو - وہ مارا گیا تو مر جانے دو - بڑہکے ہاتھ لگاؤ فتح تمہارے ہی نام ہے مالک کی ایسی باتون سے لشکر کے بہادرون کو غیرت آئی اور بڑے جوش و خروش سے ایک بارگی حملہ کر دیا مگر خدا نے اوس آڑے وقت مین اسلام کی ایسی مدد کی جو وہم و گمان مین بھی نہین آسکتی -

جبیر ابن مطعم کہتے ہین کہ جسوقت کفار کا ٹیڑی دل ایکا ایک مسلمانون پر اومنڈ آیا تو ہم سب کی نظر آسمان کی طرف تہی اور سمجھ گئے تہے کہ آج ہم لوگون کی ہڈیان تک ڈہونڈہے نہ ملینگی - ناگاہ ایک ابر سیاہ آسمان پر چہا گیا اور سیاہ چیونٹیان لشکر کفار پر گرنے لگین - ذراسی دیر مین سارا جنگل اور تمام گہاٹی اون سے بہر گئی اسکے بعد ہوازن سے ایکدم ہی مسلمانون کے سامنے نہ کہڑا رہا گیا سب کے سب میدان چہوڑکے بہاگے - اکثر کفار ایک دوسرے سے پوچہتے تہے کہ یارو یہ تو بتاؤ کہ جو لوگ سفید پوشاک پہنے ابلق گہوڑون پر سوار ہمارے لشکر کو قتل کر رہے تہے وہ کون لوگ تہے اور کہان سے آئے تہے - مسلمانون کے مجمع مین تو کبھی نظر نہ آئے تہے -

شیبہ ابن عثمان حجبی نے کہا ہے کہ جب قریش آنحضرت کے ساتہہ حنین کو روانہ ہوے تو مین بہی اونکے ساتہہ ہولیا تہا - میرا قصد یہ تہا کہ اب حنین پر لڑائی ہوگی اگر اس ہلچل مین آنحضرت مجہے تنہا ملگئے تو مار ہی ڈالونگا - میرے باپ اور بہائی اور ایک جماعت قریش جو جنگ اُحد مین مقتول ہوے ہین اونکا بدلا مل جائیگا - مجہے ایسی ضد ہوگئی تہی کہ چاہے عرب و عجم سب آنحضرت کے مطیع ہو جائین تو ہوا کرین مگر مین ہرگز اطاعت نہ قبول کرونگا - اوس سفر مین ہر وقت مجہے یہی آرزو رہی اور روز بروز بڑہتی چلی گئی - لیکن جب لڑائی کا موقع آیا اور مسلمان زیر و زبر اور درہم و برہم ہوگئے تو مین نے اپنے دل مین کہا کہ اب وقت ہے اگر قابو چل جائے تو محمد کا کام تمام کردون اس لئے داہنی طرف تلوار میان سے نکال کے چلا تو دیکہا کہ اوس طرف عباس شفاف زرہ چاندی کی طرح چمکتی ہوئی پہنے کہڑے ہین - اودہر اپنا مطلب بنتا نہ دیکہکے بائین جانب ہولیا تو دیکہا کہ ابوسفیان ابن الحارث مسلح و مستعد موجود تہا - مین نے اپنے مین عباس اور ابوسفیان کے مقابلہ کی طاقت نہ دیکہی - تو پیچہے کی تاک لگائی اور بہت ہی قریب پہونچگیا چاہتا تہا - ایک ہاتہہ تلوار کا دون کہ ناگاہ ایک شعلہ آگ کا برق کی طرح چمک کے میری طرف لپکا

نزدیک تہا کہ مین جلکے خاک سیاہ ہوجاؤن۔ ڈر کے پیچھے ہٹا اور چکاچوندہ سے ہاتہہ آنکہون پر رکہکر چاہا کہ بہاگون لیکن آنحضرت نے میری طرف دیکھکے فرمایا "شیبہ یہان آ"۔ ہرچند اسلام کے نام سے مجہے نفرت تہی اور رسول اللہ کا دشمن جانی تہا لیکن "یہان آ" سنکر بے اختیار پاس چلا گیا۔ وہ عداوت دیرینہ ایک چشم زدن مین میرے دل سے باہر نکل گئی۔ حضور نے اپنا ہاتہہ میرے سینہ پر پہیرا۔ محبت اسلام سے مالامال کر دیا اور میرے دل کو اپنی طرف ایسا کہینچا کہ مین حضور کا عاشق زار ہو گیا۔ پہر مجہے حکم ہوا کہ جا اور میرے اور خدا کے لئے جہاد کر۔ یہ سنتے ہی مین خوشی بخوشی انبوہ کفار مین گہس پڑا اور کافرون سے مقابلہ کرنے لگا۔ جب آنحضرت نے اپنے خیمہ کی طرف معاودت کی تو مین بہی حضور کے ساتہہ خیمہ کے اندر چلا گیا تا کہ جمال جہان آرا کو خوب سیر ہوکے دیکہلون اسوقت تک اقرار باللسان مجہسے سرزد نہوا تہا خیمہ مین آنحضرت نے مجہسے ارشاد کیا کہ اے شیبہ حق سبحانہ تعالے نے تیرے حق مین جو چاہا ہے وہ بہتر ہے اگرچہ تو اپنے لئے کانٹے بونا چاہتا تہا۔ پہر وہ باتین جو میرے دل مین مخفی تہین اور اب تک مین نے کسی سے نہ کہی تہین سب مجہسے بیان کر دین۔ اب مجہے یقین کامل ہو گیا کہ آپ سچے نبی ہین اور صدق دل سے اشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله۔ کہلیا اور مسلمان ہو گیا۔

جب کافرون نے شکست کہائی تو تین گروہ ہوکے بہاگے۔ کچہہ تو طائف کی طرف گئے مالک بن عوف لشکر کفار کا سردار بہی اونہین کے ساتہہ تہا۔ ایک گروہ نے اوطاس کی راہ لی۔ اور تیسری جماعت نے بطن نخلہ کا رخ کیا۔ اور میدان جنگ کو خالی کر گئے۔

ابو قتادہ انصاری کا بیان ہے کہ جنگ حنین کے دن مین نے ایک مشرک کو ایک مسلمان کے سینہ پر بیٹہا دیکہا پیچہے سے جاکے اوس مردود کی گردن پر مین نے تلوار ماری۔ زخم کہاکے اوس نے مسلمان کو تو چہوڑ دیا اور مجہسے آچپٹا۔ کہیچی مین لیکر مجہے ایسا بہینچا کہ قریب مرگ کے

پہونچادیا۔ پہر مجہے چہوڑکے ایک پہاڑ کہائی ادہر گیا۔

جب لڑائی سے فرصت ہوگئی تو آنحضرت نے حکم دیا کہ جس مسلمان نے جس کافر کو مارا ہی اوسکا کافر کا مال واسباب اوسی مسلمان کا حق ہے۔ یہ حکم سنکر مین سامنے گیا اور کہا کہ اے مسلمانو۔ تم مین کوئی ایسا بہی ہے جو یہ گواہی دے کہ مین نے ایک مشرک کو مارا ہے جو ایک مسلمان کے سینہ پر چڑہا ہوا اوسکے قتل کے درپے تہا مین نے اوس مسلمان کو اوس کافر سے بال بال بچالیا مگر کسی نے میرے حق مین گواہی ندی۔ لاچار مین خاموش ہو بیٹہا۔ تہوڑی دیر کے بعد مین نے کہڑے ہوکے پہر آواز دی۔ اسوقت البتہ ایک شخص بول اوٹہا کہ یارسول اللہ یہ آدمی سچ کہتا ہے اور اوس کافر کا مال میرے پاس ہے مین اوسے دینا نہین چاہتا آپ میری طرف سے ابوقتادہ کو سمجہا دین تاکہ وہ مال کے دعوے سے باز رہین۔ ابوبکر صدیق بول اوٹہے ایسا کیونکر ہوسکتا ہی کہ مستحق محروم کردیا جاے۔ آنحضرت نے ابوبکر کے قول کی تائید کی اور وہ مال مجہے ملگیا۔ اوس مال مین سے مین نے ایک زرہ جو فروخت کی تو اتنی قیمت حاصل ہوئی جس سے مین نے ایک باغ خریدلیا۔ زمانہ اسلام مین پہلی ہی دفعہ یہ مال مجہے ملا تہا۔

ابوطلحہ نے اس جنگ مین بیس کافرون کو مارا تہا اون بیسون کا مال اونکے قبضہ مین آیا۔

اختتام جنگ کے بعد آنحضرت صلعم ایک جانب سے گذرے تو بہت سے لوگ ایک مقام پر مجتمع پاے۔ دریافت کیا کہ یہ لوگ کیون بہیڑ لگاے ہوے ہین۔ لوگون نے عرض کی کہ قوم کفار کی ایک عورت کو خالد بن ولید نے قتل کرڈالا ہے اوسکی لاش پر یہ مجمع ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خالد سے جاکر اسی وقت کہدو کہ آیندہ کسی عورت یا لڑکے یا قاصد یا ایلچی پر ہاتہہ نہ اوٹہانا

طرفین کے مقتولون کا جو حساب کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مسلمانون مین سے چار آدمی شہید ہوی ہین اور ستر آدمی کفار کے مارے گئے ہین۔

ان تمام امورات کے بعد یہ خبر لگی کہ جو کفار یہان سے بہاگ کے موضع اوطاس پہونچے ہین اونکا ارادہ ہے کہ سازوسامان درست کرکے پہر مسلمانون پر حملہ کرین - اس لئے آنحضرت نے ابو عامر اشعری کو علم عطا فرمایا اور ابو موسی اشعری اور سلمہ بن الاکوع وغیرہ کو معہ ایک جماعت اصحاب کے اونکے ہمراہ کیا - اور حکم ہوا کہ اوطاس پہونچکے اونہین اتنی مہلت ندو کہ پہر پرزے درست کرکے پہر فساد برپا کرین - جب یہ لوگ وہان پہونچے تو بیشک اونہین فراریون نے مقابلہ کا قصد کیا - زید ابن الصمہ اونکا سردار تہا - جب دونون فریق مقابل ہوے تو زید ابن الصمہ عین معرکہ کارزار مین حضرت زبیر بن العوام کے ہاتہ سے مارا گیا -

ابو موسی اشعری جو ابو عامر کے بہتیجہ تہے کہتے ہین کہ اوطاس مین بنی جیشم کے ایک آدمی نے کفار مین سے ایک تیر میرے چچا کے زانو پر مارا - زخم بڑا کاری لگا تہا مین نے اونکے پاس جاکر دریافت کیا کہ اے چچا جان جس نے آپکو یہ زخم لگایا ہے اوسکا نام مجہے بتا دیجئے - اونہون نے نام بتا دیا مین اوسکی تلاش مین چلا - وہ مجہے دور سے دیکہکے بہاگا اور مین بہی اوسکے تعاقب مین چلا - آگے آگے وہ تہا اور پیچہے پیچہے مین یہ پکارتا ہوا بہاگ رہا تہا کہ اے شخص - بہاگنا بڑی بے شرمی کی بات ہے ذرا توقف کر تاکہ میرا تیرا مقابلہ ہو جاے - یہ سنکر اوسے غیرت آئی اور تلوار کہینچکر میرے سامنے آگیا - مین نے بہی تلوار سے اوسپر حملہ کیا اور اس صفائی سے تلوار لگائی کہ ایک ہی وار مین اوسکا خاتمہ ہو گیا -

پہر مین نے چچا سے جاکر یہ حال بیان کیا - اونہون نے فرمایا کہ اچہا اب میرے زانو سے تیر نکالو - تیر کو جو نکالا تو شدت سے خون جاری ہو گیا - چچا صاحب یہ حالت دیکہکے اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے اور مجہہ سے فرمایا کہ بیٹا میرا سلام جاکے آنحضرت سے کہدینا اور درخواست کرنا کہ حضور میرے چچا کے لئے حق تعالے سے دعاے مغفرت فرمائے - یہ فرماکے لشکر کی

سرداری مجھے سپرد کی اور تھوڑی دیر کے بعد انتقال فرما گئے - اب لڑائی میرے ہاتھ سے فتح ہوگئی - جب مراجعت کر کے مین دربار نبوی مین حاضر ہوا تو حضور ایک تخت پر تشریف رکھتے تھے جو درخت خرما کی چھال سے بنا ہوا تھا - بناوٹ کے نشان جسم مبارک پر عیان تھے - مین نے لشکر کا سارا قصہ - فتح کا حال - چچا صاحب کی وفات کی کیفیت اور اونکا پیغام حضور سے عرض کیا - آپ نے ہاتھ اوٹھا کے یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ اغفر لعبدك ابی عامر واَللّٰھُمَّ اجعله یوم القیمة فوق کثیر من خلقك جب آپ یہ دعا مانگ چکے تو مین نے بھی ہاتھ جوڑ کے عرض کی کہ حضور میرے لئے بھی دعا کیجئے آپ نے میرے لئے یہ دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اغفر لعبد الله بن قیس وادخله یوم القیمة مدخلا کریما

پھر حکم ہوا کہ غنیمت حنین کو موضع جعرانہ مین جمع کرو تاکہ فرصت کے وقت تقسیم کر دی جائے یہ حکم سنکر جس نے جو مال لیا تھا واپس کر دیا - یہان تک کہ عقیل نے مال غنیمت مین سے ایک سوئی اپنی بیوی فاطمہ بنت الولید ابن عتبہ ابن ربیعہ کو نہایت ضرورت کے وقت کپڑے سینے کے لئے دیدی تھی جب یہ خبر سنی تو فوراً وہ سوئی بیوی سے چھین کے مال غنیمت مین داخل کر دی - آنحضرت نے عباد بن بشیر انصاری کو غنائم حنین کا امین کر دیا - ایک دن ایک برہنہ آدمی عباد کے پاس آیا اور ایک چادر مال غنیمت سے مانگی - عباد نے جواب دیا کہ اے یار عزیز یہ مال مسلمانون کا ہے مجھے یہ منصب نہین کہ ایک تار بھی اس مین سے کسی کو دیدون - اسید بن الحضیر نے کہا بھی کہ عباد یہ شخص بالکل ننگا ہے اسے تو ایک چادر دے دو اگر تم سے بازپرس ہوئی تو اپنے حصہ مین سے مین مجرا دونگا - اور رسول خدا کو اسی وقت اسکی خبر کئے دیتا ہون اس لئے اسید کے کہنے سے ایک چادر دے تو دی - مگر فوراً اسکی اطلاع جناب نبوی مین بھی کر دی - آپ نے اسید کو بلا کے دریافت فرمایا اور اونھون نے اقرار کیا کہ ہان مین نے اپنے حصہ مین

سے دلوائی ہے۔ غرضکہ مال غنیمت کی جو سب مسلمانون کا ہوتا تھا بڑی حفاظت کی جاتی تھی۔ عوام تو درکنار اصحاب و اہلبیت بھی اوسمین سے ایک تنکا نہین لے سکتے تھے یہانتک کہ خود آنحضرت بھی اوسپر تصرف نہین کر سکتے تھے۔ بلکہ تقسیم کے بعد بھی جو کچھہ حضور کے حصہ اور خمس مین آتا تھا اوسے مومنین و مساکین اور اصحاب کو بخش دیتے تھے۔ کمال سخاوت اور ہمت خداداد سے خود بھوک پیاس اور بے سر و سامانی کی تکلیف سہتے مگر مومنین کی حاجات کو اپنے حوائج پر مقدم سمجھتے تھے۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ حضور نے اپنا کہانا بھوکے کو دیدیا اور خود فاقہ سے بسر کی۔ اپنا روپیہ پیسہ غریب مسکین کو دیکے آپ مفلس بنگئے۔ اپنے نئے کپڑے اور پوشاک اورون کو پہنا کے خود پرانے چیتھڑے اور پیوند لگے ہوے کپڑے پہنے۔ اگر پوچھو تو بادشاہ یہ تھے اور سب ڈاکو قزاق بدمعاش اور دنیا کے کتے ہین۔ سکندر اعظم سے ایک قزاق نے خوب کہا تھا کہ بڑا ڈاکو تو تو ہے جو ساری دنیا کو چھین لینے کا ارادہ رکھتا ہے اور مین تو ایک چھوٹا سا قزاق ہون کہ ایک ذرا سے ضلع مین لوٹ مار کرلیتا ہون۔ آفرین ہے سکندر کی ہمت کو کہ یہ سنکر چپکے سے اوسے چھوڑدیا اور کان بھی نہ ہلاے۔ کلجگ کے سے بادشاہ ہوتے تو بیچارے کو کہا جاتی

مال غنیمت کے ساتھہ نوجوان شوہردار لڑکیان اور عورتین بھی تھین۔ اونپر بغیر حکم نبوی کوئی تصرف نہین کرسکتا تھا کیونکہ بیاہی عورتین جب تک لونڈیان نہو جائین اونپر تصرف کرنا حرام ہے۔ اتفاقاً اونہین لڑکیون اور عورتون مین شیما بنت الحرث ابن عبدالعزیٰ بھی تھی۔ اوسکی موجودگی کا حال اس طرح معلوم ہوا کہ لوگ لڑکیون کو گھیرے ہوے جنگل مین لئے چلے جاتے تھے کہ کسی نے شیما کو ٹھوکا۔ وہ بولی مجھسے گستاخی نہ کرو مین تمہارے نبی کی رضاعی بہن ہون۔ لوگ ڈرے اور اوسے حضور کے سامنے لے آے۔ آپ نے بھی اوسے نہ پہچانا اور دریافت کیا کہ کوئی ایسی بات بتاؤ جس سے مین تمھین پہچان لون۔ اوس نے جوابدیا۔ آپکو یاد ہوگا کہ مین نے ایکدن

تمھین اپنے زانو پر بٹھالیا تھا اور آپکا ایک دانت میری انگلی مین اتفاق سے لگ گیا تھا اوسکا نشان ابتک میری اونگلی مین موجود ہے آنحضرت کو وہ وقت یاد آگیا اور اوس نشان کو پہچانا۔ فوراً اپنی جگہہ سے اوٹھے اور اپنی ردا اوسپر ڈالدی۔ نہایت تعظیم وتکریم سے بٹھایا اور آبدیدہ ہوکر اوسکی مان حلیمہ کا حال دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ اونکا انتقال ہوگیا پھر آپ نے پوچھا کہ تم یہان رہنا پسند کرو تو یہ تمھارا گھر ہے بڑی عزت سے رہوگی اگر گھر جانا چاہتی ہو تو وہان بھیجدون۔ اونھون نے وطن جانا چاہا۔ آپ نے کئی لونڈی غلام اور اونٹ بکریان اور بہت سازو مال دیکر اعزاز کیساتھہ رخصت کردیا اور فرمایا کہ تمھارا لقب توشیما ہے اور نام ہمنے حذافہ رکھدیا۔

اہل سیر فرماتے ہین کہ گروہ ہوازن وثقیف حنین سے بھاگ کے حصار طائف مین جارہے وہان اپنا سامان اور آلات حرب وضرب درست کرنے مین مشغول تھے تاکہ مسلمانون سے پھر مقابلہ کرین۔ آنحضرت کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو ماہ شوال ۸ھ ہجری مین اودھر کا قصد کیا۔ خالدؓ بن الولید کو ہزار آدمی کے ساتھہ لشکر کے مقدمہ مین رکھا۔ جب مقام لیہ مین پہونچے جہان مالک ابن عوف کا مکان تھا تو سنا کہ مالک اپنے گھر کو خالی کرکے طائف کے حصار مین چلا گیا ہے وہان مفسدون کا شریک ہوکے اونکا سردار بنا ہے۔ آنحضرت نے حکم دیا کہ اوسکا مکان ویران کردو اس لئے جو کچھہ تھا سب جلا دیا گیا۔

طائف مین پہونچنے سے پہلے طفیل ابن عمرو دوسی کو بتخانہ ذی الکفین کے منہدم کرنے کے لئے بھیجا۔ طفیل نے جلدی سے بتخانہ برباد کردیا اور ذی الکفین مین آگ لگادی۔ پھر اپنی قوم مین گئے۔ اونمین سے چارسو آدمیون نے اطاعت قبول کی۔ طفیل اونھین ساتھہ لیکر آنحضرت سے طائف مین جاملے۔ آلات قلعہ شکنی مین سے منجنیق اور دبابہ بھی اپنے ساتھہ لیتے گئے تھے۔ مسلمانون کے پہونچنے سے پہلے قلعہ والون نے قلعہ کو خوب مستحکم کرلیا تھا۔ مردان جنگی

خوب آراستہ ہو گئے تھے - تیر اندازی اور منجنیق وغیرہ کا سب سامان مہیا کر لیا تھا - اور ایک سال کا کھانا قلعہ مین جمع کر کے بخت ہو بیٹھے تھے - جب لشکر اسلام حصار کے قریب پہونچا تو اہل حصار نے اتنے تیر مارے کہ اکثر مسلمان شہید ہوے اور بہت سے زخمی ہو گئے - آنحضرت نے وہان سے لشکر کو ہٹا کے ایک بلند مقام پر قیام فرمایا - جہان کہ اب مسجد طائف واقع ہے اٹھارہ دن تک حصار کا محاصرہ رہا - اس عرصہ مین بہت سے محاربہ اور سخت لڑائیان پیش آئین اصحاب کی ایک جماعت کثیر نے مہلک زخم کہاے اور بعض شہید بہی ہوے - زخمیون مین ایک تو عبد اللہ - ابن ابو بکر تھے جن کے بہت بڑا زخم لگا تہا جو اچہا ہونے کے بعد پہر ہرا ہو جاتا تہا - تہوڑے دنون مین ایسا بگڑا کہ پہر اچہا نہوا - غرضکہ جب تک عبد اللہ زندہ رہے اوس زخم سے اذیت بہگتی اور بعد وفات آنحضرت اوسی زخم سے مرے - اٹھارہ دن کے بعد حکم ہوا کہ محاصرہ اوٹہا دو کیونکہ وحی آتی ہے کہ اس سال مین حصار طائف فتح نہوگا - دینداران اسلام کو طائف سے بےنیل مرام پہرنا شاق گذرا - سب کے سب ملول ہو کے کہنے لگے کہ ہمکو تو یہ خوشی تہی کہ طائف کو فتح کر کے گہر چلینگے اور یہ تکلیف جو اس محاصرہ مین بہگتی ہے اوسکا صلہ ملجائیگا - ہمارا دل تو گہر جانا قبول نہین کرتا - جب یہ خبر آنحضرت کو پہونچی تو آپ نے اصحاب کی تنبیہ کے لئے فرمایا کہ اگر تم واپس چلنے سے رنجیدہ ہو تو لڑو اور تم سے ہو سکے تو فتح کرو - اس حکم سے بہت سے لوگ خوش ہو گئے اور دوسرے دن جنگ مین بڑی کوشش کرنے لگے مگر کچہہ بہی نہوا اور حصار والون نے ایسی مار ماری کہ دنکو تارے نظر آنے لگے اور بہت سے زخمی ہوے - آنحضرت نے یہ حالت دیکہکر فرمایا انا قافلون غدًا انشاء اللہ یعنی کل ہم انشاءاللہ کوچ کرینگے - یہ سنکر سب لوگ خوش ہو گئے - کیا شان الٰہی ہے یا تو لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ ہم بغیر فتح کئے گہر نہین جاوینگے یا اب چلدینے سے خوش ہین - بعض نے بجاے وحی کے

خواب دیکھنا لکھا ہے۔

الحاصل دوسرے دن کوچ ہوا۔ آنحضرت صلعم لوگون کو عزم سفر مین سرگرم دیکھکے ہنسے کیونکہ لوگ آپ سے آ آ کے شکایت کرتے تھے کہ یا رسول اللہ ثقیف کے تیرون نے ہمارے جسمون مین آگ لگادی ہے ہم جلے جاتے ہین۔ آنحضرت نے دعا کی۔ اونکے جسمون کی جلن جاتی رہی۔ طائف سے پھر کے جعرانہ پہونچے۔ وہان حنین کی غنیمت تقسیم ہوئی۔

مال واسباب کی تفصیل یہ ہے۔ بردے چھ ہزار۔ چاندی ۲۴ ہزار اوقیہ۔ بکریان ۴۰ ہزار سے زیادہ اور اونٹ بھی بکثرت تھے۔ زید ابن ثابت کو حکم نبوی ہوا کہ آدمیون کا شمار کرو۔ اور اونٹ اور بکریان پہلے تقسیم کردو۔ جب آدمی گنے جا چکے تو ہر سوار کے حصہ مین بارہ اونٹ اور ایک سو بیس بکریان اور ہر پیادہ کے حصہ مین چار اونٹ اور چالیس بکریان آئین ابو سفیان بن حرب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آج آپ قریش مین سب سے زیادہ مالدار ہین۔ آنحضرت نے تبسم کیا۔ ابو سفیان بولا کہ اس مال مین سے مجھے بھی کچھ مرحمت ہو۔ آپنے بلال کو حکم دیا کہ چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ ابو سفیان کو اسیوقت دیدو۔ بلال نے فوراً حکم کی تعمیل کردی۔ پھر ابو سفیان نے عرض کی کہ میرے بیٹے یزید کا حصہ ملے۔ آپنے اوسکے حصہ مین بھی چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دلوائے پھر اوس نے کہا کہ میرے دوسرے بیٹے معویہ کا حصہ کہان ہے آپنے اوسے بھی اوتنا ہی دیا۔ پھر تو ابو سفیان چلا اوٹھا کہ میرے مان باپ حضور پر فدا آپ بڑے سخی و کریم ہین۔ لڑائی مین بھی آپ کرم کو ہاتھ سے نہین جانے دیتے اور صلح مین بھی آپ سے زیادہ سخی اور کریم کوئی نہین ہوتا۔ پھر آپ نے حکم بن خرام کو سو اونٹ عطا فرمائے۔ اوس نے سو اور مانگے وہ بھی دئے۔ پھر نفیر ابن الحارث اسید ابن الحارث ثقفی۔ حارث ابن ہشام برادر ابوجہل۔ صفوان ابن امیہ۔ قیس ابن عدی سہیل ابن عمرو۔ خویطب ابن عبد العزی۔ اقرع ابن حابس تمیمی۔ عینیہ ابن حصن فرازی کو سو سو اونٹ

انعام دئے - اور علاء ابن حارث ثقفی - مخزمہ ابن نوفل - سعید ابن یربوع - عثمان بن نوفل ہشام ابن عمرو - اور سامری کو پچاس پچاس اونٹ مرحمت ہوے - اور یہ سارا انعام اور داد و دہش مال خمس مین سے تہی -

جسوقت اس سخاوت کا دریا موجین مار رہا تہا اور دوست و دشمن بہی محروم نہین جاتے تہے تو اوسوقت عباس بن مرداس اسلمی بہی حاضر ہوا - اوسکو بہی انعام مین اونٹ ملے - مگر وہ سو سے کم تہے - اوس نے چند شعر فی البدیہ عرض کیے جن مین کمی انعام کی طرف بہی اشارہ تہا - آنحضرت نے اوسکا مطلب سمجھکے اصحاب کی طرف دیکہا اور فرمایا کہ "اقطعوا عنی لسانہ" ابوبکر صدیق اوسکا ہاتہہ پکڑ کے اونٹون کے اصطبل مین گسیٹ لے گئے اور جو اونٹ اوسے پہلے مل چکے تہے اونکے علاوہ سو اونٹ اور دئے - وہ خوش خوش حضور نبوی مین حاضر ہوا - آنحضرت نے مسکرا کے پوچہا کہ اے عباس اسلمی کیا آج تو نے میری شان مین شعر کہنا روا کر لیا ہے - اوس نے پہلے تو بہت سی معذرت کی اور پہر عرض کیا کہ حضور جب شعر میرے دل مین پیدا ہو جاتا ہے تو زبان پر آکے مثل چیونٹی کے کاٹنے لگتا ہے - سو مین جہٹ اوسے کہہ ڈالتا ہون تاکہ زبان سے دور ہو جاے - حضور مجھے معاف کرین مین اس معاملہ مین بالکل مجبور و لاچار ہون آنحضرت نے تبسم فرمایا اور بولے سچ کہتا ہے جیسے اونٹنی اپنے بچے کو نہین چہوڑ سکتی اوسی طرح عرب سے شعر و شاعری ترک ہونا محال ہے -

واضح ہو کہ آنحضرت جیسی سخاوت قریش کے ساتہہ کرتے تہے ویسی انصار کے ساتہہ نہین کرتے تہے - وجہ اسکی یہ ہے کہ قریش نے حد سے زیادہ برائیان آپ کے ساتہہ کی تہین ہمیشہ مسلمانون کے خون کے پیاسے رہے اور اسلام کی جڑ کاٹنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا - شب و روز اسی فکر مین رہتے تہے کہ کسی ڈہب سے رسول اللہ کو مار ڈالین - چنانچہ یہ اوس

بدی کا بدلا نیکی سے دیا جاتا تھا کہ وہ شرم سے سر اونچا نہ کرین - انصار کو بھی خیال پیدا ہو گیا تھا کہ گھٹتے پیٹ کی طرف جھک رہے ہین اور اپنون کی پرورش کی جاتی ہے - جب اسکی خبر آنحضرت کو ہوئی تو آپ نے انصار کو جمع کر کے فرمایا کہ اے میرے پیارے انصار کیا تم اس بات کو پسند نہین کرتے کہ یہ لوگ ان اونٹ اور بکریون کو لیکر اپنے گھر جائین اور وہان جا کر کہین کہ یہ ہمین اون لوگون نے دئے ہین جنکے ہم جانی دشمن تھے اور تم اپنے نبی کو لیکر اپنے گھر پہونچو - دیکھو وہ چیز جسے تم اپنے گھر لئے جاتے ہو اوس چیز سے بہتر ہے جسے وہ خوش خوش اپنے گھر لیچلے ہین - تم میرے ایسے مقرب ہو جیسے نیچے کا کرتہ جو ہر دم جسم سے لگا رہتا ہے - اور اور لوگ مثل بیرونی لباس کے ہین انصار نے جب آنحضرت کی ایسی شفقت اپنے اوپر دیکھی تو جامہ مین پھولے نہ سمائے - اپنے خیال خام سے کمال شرمندہ ہوے اور معذرت کی کہ حضور ہمارے رئیسون مین سے کسی نے ایسا خیال نہین کیا تھا البتہ چند عام لوگ ایسا کلمہ زبان سے نکال بیٹھے تھے معاف فرمائے -

از خوردان خطا و از بزرگان عطا -

روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ منزل جعرانہ مین قبیلہ ہوازن کے چوبیس آدمی آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوے اور آپکے التماس کی کہ ہماری ساری قوم مسلمان ہو گئی ہے - اون چوبیس مین نو آدمی تو رئیس تھے اور باقی عوام - اون نو رئیسون مین ابو برقان آنحضرت کا عم رضاعی بھی تھا - پہلے ابو صرد زہیر ابن سعدی دربار نبوی مین حاضر ہوا اور آپکے یہ درخواست کی کہ یا رسول اللہ ہمین آپ کے لطف و کرم سے امید ہے کہ ہمارا مال اور عیال و اطفال ہمین واپس ملجائین کیونکہ عورتون مین آپ کی رضاعی خالہ اور پھوپھی بھی شامل ہین - اور ہم نے حارث ابن ابی شمر غسانی - اور نعمان ابن المنذر کی بھی کفالت اور حضانت کی ہے اگر یہ معاملہ اونکے ساتھہ پڑا ہوتا تو بیشک وہ ہماری رعایت کرتے - آپ ہمارے بہترین مربیون مین ہین ہمارے اوپر کرم فرمائیے -

ارشاد ہوا کہ ہم نے تمہارا بہت انتظار کیا اور تقسیم غنیمت مین بہی دیر لگائی - ہمین تہ دل سے منظور تہا کہ تم آکے اپنے امور مین گفتگو کرلو مگر تمنے بہت دیر کردی اب صرف یہ ہوسکتا ہے کہ یا تو مال واپس کرلو یا اہل وعیال کو لیلو - اونہون نے کہا حضور ہمارے زن وفرزند ہمارے حوالہ کردین - آنحضرت نے فرمایا جو لوگ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب اور میرے حصہ مین آے ہین وہ تو تم اپنے سمجہو رہے باقی آدمی جو اور لوگون کے حصہ مین آگئے ہین اونکے لئے تمہاری خاطر سے مین درخواست کرونگا کہ مسلمان اپنے اپنے حصہ تمہین بخشدین - پس تم ظہر کی نماز کے بعد مجمع مومنین مین کہڑے ہوکے باآواز بلند کہنا کہ ہم رسول خدا کو وسیلہ اور شفیع کرکے سب مسلمانون سے درخواست کرتے ہین کہ ہمارے عیال واطفال جو قید ہوکے تقسیم ہوگئے ہین وہ ہمین پہیر دئے جائین - اوسکے بعد مین تمہاری سفارش کرونگا - خدا نے چاہا تو تمہارے زن وفرزند تمہین ملجائینگے - اون لوگون نے ایسا ہی کیا - پہر آنحضرت مجمع اصحاب مین کہڑے ہوگئے - خدا کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ مسلمانو - دیکہو تمہارے بہائی میرے پاس آے ہین اور اپنے عیال واطفال مانگتے ہین - میری راے ہی یہی ہے کہ اونکے بال بچے اونکے حوالہ کردئے جائین - پس تم مین سے جو کوئی خوشی بخوشی میرے کہنے پر عمل کرنا چاہے وہ انہین اپنا حصہ بخشدے اور جسے مفت دینا منظور نہو وہ مجہسے اونکی قیمت لیلے - سب نے دست بستہ عرض کی کہ استغفر اللہ ہم آپ سے عوض کیا لینگے یہ جو کچہہ ہے آپ ہی کی جوتیون کا طفیل ہے ہم خوشی سے دیتے ہین - آپ نے اوس قوم کے شرفا ورؤساء کو بلایا اور سب کے سامنے اونکے اہل وعیال اونہین پہیر دئے - اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو تمیم اور فرازہ اور بنو سلیم سے فرمایا کہ تمنے جو آدمی اپنے حصہ مین سے پہیرے ہین اونمین سے ہر آدمی کے بدلے تمہین چہہ اونٹ ملینگے - چنانچہ تہوڑے ہی دن کے بعد اس وعدہ کو

وفا کر دیا - ہر لڑکی اور عورت کو ایک ایک کتان کی چادر اوڑہا کے ہوازن والون کے ساتہہ روانہ کیا مالک بن عوف اگرچہ آپ سے جانی دشمنی رکہتا تہا لیکن اوسکے زن و فرزند بہی آپ نے پہیر دئے - مالک نے آپ کے یہ کرم جو دیکہے تو صدق دل سے مسلمان ہو گیا اور حضور کی تعریف مین شعر کہے - جنمین سے چند یہ ہین -

ما ان رایت ولا سمعت بمثله		فی الناس کلهم بمثل محمد	
اوفی واعطی للجزیل اذا اهتدی		ومتی تشأ یخبرك عما فی غد	

یعنی مین نے محمد کی مانند سارے جہان مین نہ کوئی دیکہا نہ سنا اوس نے وفا کی اور بڑی بڑی نعمتین عطا کین اور جو چیز محمد نے مجہے دی اوسکی خبر مین صبح تک دونگا -

جب مالک بن عوف اپنے کفر و ضلالت سے توبہ کر کے اور سچے دل سے اسلام کا معتقد ہو کے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوا - تو آنحضرت نے اوسے علاوہ اوسکی قوم کے اور بہی کئی قومونکا سردار کر دیا جو حال مین مسلمان ہوئی تہین - جب لوگون نے اوسکے ساتہہ آپکا یہ سلوک دیکہا تو دیگر اقوام بہی جوق جوق مسلمان ہونے لگین -

قصہ مختصر آپ نے ان سب امور سے فرصت حاصل کر کے ۱۸ ذیقعدہ سنہ ۸ھ کو موضع جعرانہ سے عمرہ کا احرام باندہا اور مکہ معظمہ مین تشریف لا کر طواف خانہ کعبہ اور ارکان عمرہ بجالاے عتاب بن اسید کو حاکم مکہ مقرر کیا - اور ابو موسی اشعری اور معاذ بن جبل کو قرآن اور احکام شرع کی تعلیم و تلقین کے لئے عتاب کے ساتہہ چہوڑا - پہر مکہ سے کوچ کر کے مرالظہران پہونچے - وہان مال غنیمت مین سے جو کچہہ باقی تہا اوسے تقسیم کر دیا - اور اخیر ذیقعدہ مین مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوے - عتاب بن اسید کے لئے بیت المال سے ایک درہم روز مقرر کر دیا گیا تہا گویا یہی اونکی تنخواہ تہی - عمر اونکی بیس ۲۰ برس سے کم تہی زہد و ورع و فہم و فراست مین بیمثل تہے اور اوسی

سال کے حج مین پہلے پہل امیر الحاج ہوے۔

سال ہشتم ہجری کے چند مشہور واقعات یہ ہین

۱- اسی سال مین لوگون نے حج اوسی آزادی اور اطمینان سے ادا کیا جیسے کہ ایام جاہلیت مین ادا کیا کرتے تہے اور سب مسلمانون کے ساتھ عتاب بن اسید نے بہی حج کیا۔

۲- ماریہ قبطیہ کے بطن مطہر سے حضرت ابراہیم تولد ہوے۔

۳- فاطمہ بنت ضحاک کلابیہ ومليكہ لیلیہ کا عقد آنحضرت سے ہوا۔

۴- زینب بنت رسول خدا جو ابوالعاص بن ربیعہ کے عقد مین تہین انتقال کر گئین۔

۵- کہانے پینے کی چیزین بہت مہنگی ہوگئین۔ لوگون نے آپ سے آکے شکایت کی۔ حضور نے دعا فرمائی اور وہ گرانی رفع ہوئی۔

۶- منبر بنایا گیا جسکا بیان ہم اوپر لکہ چکے ہین۔

۷- جعرانہ سے روانگی کے وقت اعلاء ابن الحضرمی کو منذر ابن ساوی حاکم بحرین کے پاس بہیجا گیا۔ اسکا ذکر ہی ہو چکا ہے۔

۸- سورج گہن واقع ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف پڑہی۔

۹- وفد عبدالقیس آنحضرت کے پاس آیا۔ یہ سب بیس آدمی تہے جنکا سردار عبداللہ ابن عوف اشجع عرب کے بڑے شجاع اور نامور آدمیون مین تہا۔ اور منذر عامر بہی ایک بڑا دلیر اور مشہور آدمی اونکے ہمراہ تہا۔ ان لوگون کے آنے سے پہلے آنحضرت نے اصحاب کو خبر دی تہی کہ چند سوار میرے پاس مشرق سے آنیوالے ہین۔ وہ یہان آکر خوشی بخوشی مسلمان ہوجائینگے اور اون کے پیشوا کی ایک خاص علامت ہے۔ پہر ارشاد ہوا "اللھم اغفر لعبد القیس" جب وہ لوگ حاضر دربار ہوے تو بعینہ اونکی وہی صورت اور حالت تہی جو آنحضرت نے

اصحاب سے بیان کی تہی مگر اونکا بہتیجا عبد اللہ اشج اونکے ساتھہ نہ تہا کیونکہ وہ اپنے کپڑے بدلنے اور نہانے دہونے کو منزل ہی پر رہگیا تہا۔ اپنے اونٹ اور اسباب کو درست کرکے اور نفیس کپڑے پہنکے حضور مین آیا۔

آنحضرتؐ۔ تم کس قبیلہ کے ہو۔

آے ہوے لوگ۔ بنی ربیعہ کے۔

آنحضرت۔ تم مین عبد اللہ اشج کس کا نام ہے۔

عبد اللہ اشج۔ اس کمترین کو لوگ اشج کہتے ہین۔

واضح ہو کہ یہ شخص نہایت بدصورت اور کریہ المنظر تہا۔ آنحضرت اوسکی طرف متحیر ہوکے دیکہنے لگے۔

عبد اللہ۔ مردون کے لئے اچہے پوست کی کیا ضرورت ہے اونہین تو دل او زبان کی شایستگی چاہئے

آنحضرت نے یہ معقول بات سنکر سر جہکالیا اور اوسکی خوش بیانی پر فریفتہ ہوکے کمال خاطرداری کے ساتھہ ہاتھہ پکڑکے اپنے پاس بٹہا کر فرمایا تبایعون علی انفسکم وقومکم یعنی اچہا تم اور تمہاری قوم اور ساتھہ والے ہم سے بیعت کرلو۔

ساتھہ والے۔ حضور ہم بیعت کے لئے مستعد ہین۔

عبد اللہ اشج۔ یہ لوگ تو بیعت کرلینگے مگر میرے لئے آپ نے بڑا مشکل کام بتایا مین کسی آدمی کو اوسکے دین سے کیسے پہیرون۔ قوم کے پاس آپ اپنا کوئی آدمی بہیجکر دعوت اسلام کیجئے۔ جسکو ہماری پیروی کرنی منظور ہوگی وہ ہم مین ملجائیگا اور جو انکار کریگا اوسکی تدبیر کی جائیگی۔ لو مین تو بیعت کئے لیتا ہون۔

آنحضرت۔ تم نے سچ کہا۔ مین دیکہتا ہون کہ تم مین دو ایسی خصلتین ہین جنکو اللہ تعالیٰ بہت دوست رکہتا ہے۔ ایک تو علم۔ دوسری تانّی۔

عبداللہ اشجع - یارسول اللہ یہ تو فرمائیے کہ دونون خصلتین مجھہ مین جبلی ہین - یا عارضی -
آنحضرت - جبلی -
عبداللہ اشجع - مین خدا کا شکر کرتا ہون کہ اوس نے ایسی دو خصلتین مجھے عطا فرمائین -
اسکے بعد آنحضرت نے اصحاب کو حکم کیا کہ ان لوگون کو رملہ بنت حارث کے مکان مین جا کر اوتارو - دعوت کا سامان آپ نے اونکے لئے خود بہیجا - وہ لوگ دس دن تک مدینہ مین رہے - قرآن اور مسائل شرعیہ کی تعلیم و تلقین اونہین ہوتی رہی - اونکے ہر آدمی کو آنحضرت نے انعام مین پانچ پانچ سو درہم دئے اور عبداللہ اشجع کو سب سے زیادہ ملا - یہ لوگ آنحضرت سے رخصت ہوکے اپنے وطن پہونچے - بہت سے لوگون نے تو اون سے موافقت کرکے اسلام قبول کیا - اور بہت سے مشرک ایسے شجاع اور شریف لوگون کے مسلمان ہوجانے پر افسوس کرنے لگے -
حنین ایک پانی کا چشمہ مکہ سے تین منزل طائف کے پاس ہے - جب مسلمانون نے شکست کہائی تو حضرت علی - حضرت عباس - ابوسفیان بن الحارث - عبداللہ بن مسعود کے سوا آنحضرت کے پاس کوئی باقی نہین رہا تہا -
اسی سال ہشتم ہجری کا ایک واقعہ یہ ہی ہے کہ حضرت سودہ بنت زمعہ جو ازواج مطہرات مین سے تہین ایسی عمر رسیدہ ہوگئی تہین کہ مرد کی صحبت کی ضرورت آپکو نہین رہی تہی - مگر آنحضرت کے عدل کا مقتضا یہ تہا کہ انکی باری کے دن انکے پاس ہی شب باش ہون - آپنے سودہ کو طلاق دینا چاہا - سودہ نے التماس کی کہ حضور مین اپنی باری کا دن عائشہ کو دیتی ہون آپ مجہے طلاق نہ دین میری آرزو ہے کہ مین قیامت کے دن ازواج مطہرات کے ساتہہ رہون آپ نے اونکی درخواست منظور کرلی اور طلاق نہ دی -
خداوند کریم قرآن مجید مین فرماتا ہے وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ یعنی مدد کی تمہاری

اللہ تعالےٰ نے جبکہ تمہاری کثرت نے تمھین مغرور کردیا تھا۔

قلعہ طائف۔ کے محاصرہ کے زمانہ مین آنحضرت نے خواب دیکھا تھا کہ ایک بڑا پیالہ دودہ کا میرے سامنے ہے ایک مرغ نے آکے اوسمین چونچ ماری۔ دودہ گر پڑا۔ آپ نے حضرت صدیق اکبر سے اس خواب کو بیان کیا۔ اونہون نے تعبیر دی کہ یہ قلعہ ابہی فتح نہوگا آپکو بہی صدیق اکبر کی بات پسند آئی اور محاصرہ اوٹہالیا۔ مالک بن عوف کے مسلمان ہونے سے قلعہ طائف خودبخود فتح ہوگیا۔ اور سب ہوازن مسلمان ہوگئے اور اونہون نے قبیلہ ثقیف کو بہی مسلمان کرلیا۔

عرب کے دل مین خانہ کعبہ کی عظمت بہت تہی۔ اور قصہ اصحاب فیل کو بہی تہوڑا ہی زمانہ گذرا تہا لہذا عرب کا یہ اعتقاد تہا کہ اہل باطل کعبہ پر غالب نہین آسکتے۔ مسلمانون نے جب مکہ فتح کرلیا تو تمام عرب کو اسطرح میلان ہوا کہ اسلام حق ہے۔ اور گروہ کے گروہ عرب کے اور قریات اور قبائل مسلمان ہوگئے۔ دور دور کے لوگ اپنے کچہہ آدمی مسائل شرعی سیکہنے کے لئے حضور اقدس مین بہیجدیتے تہے۔ اور وہ لوگ جو اسطرح حضور نبوی مین حاضر ہوتے وفد کہلاتے تہے۔ وفد کی جمع وفود ہے۔ ۹ سنہ ہ جسمین کثرت سے وفد آئے عام الوفود کہلاتا ہے۔ آنحضرت وفود کی بہت خاطر کرتے تہے اونہین تواضع اور توقیر سے ٹہیراتے اور انعام دیکر رخصت کرتے تہے

جب آنحضرت مکہ فتح کرنے کے لئے تشریف لائے تہے تو قبیلہ ہوازن کو حقیقت حال تو معلوم نہوئی اپنے قیاس وگمان سے یہ بات پیدا کی کہ مسلمانون کا ہم پر دانت ہے اس لئے اپنے ہوا دارون اور بہی خواہون کو مثل مالک بن عوف اور بنی نضر و بنی جشم و بنی سعد و بنی ہلال اور قبائل احلاف و بنی مالک بن ثقیف کے جمع کرلیا۔ اسکے بعد تہوڑے ہی عرصہ مین اونہین یہ خبر لگی کہ آنحضرت نے مکہ کو فتح بہی کرلیا۔ اب یہ ٹہانی کہ اس اپنے لشکر سے مسلمانون کا مقابلہ کرکے مکہ اون سے چہین لین۔ جب آنحضرت نے اونکے یہ ارادے معلوم کئے تو لشکر لیکر اونکے دیار پر حملہ کرنیکا

قصد کر دیا - مگر درہ حنین مین جماعت ہوازن نے کمین گاہ سے ایسا حملہ کیا کہ مسلمانون کے پانون اوکہڑ گئے - حضرت صبحی پاشا اپنی کتاب مین رقم فرماتے ہین کہ سواے ابوبکر وعلی وعمر وعباس وابوسفیان بن الحرث اور چند اور اصحاب کے آنحضرت کے ساتھہ کوئی نرہا - آنحضرت پکارتے تہے اور کوئی نہین سنتا تہا - آخر حضرت عباس نے آواز دی تو لوگون نے مراجعت کا قصد کیا - اژدحام عام سے گہوڑونکا واپس ہونا دشوار ہوگیا صرف سو آدمی جون تون حضور کے پاس تک پہونچے اور ہوازن کو شکست فاش دی - چہہ ہزار آدمی اونکے گرفتار ہوے - بہت سی غنیمت مسلمانون کے ہاتہہ آئی اور بہت سے آدمی دشمنون کے تلف ہوے چنانچہ تنہا بنی مالک کے ستر آدمی اور اونکا سردار ذوالخمار اور اوسکا بہائی عثمان قتل ہوا -

دولتماب صبحی پاشا فرماتے ہین کہ محاربہ حنین مین بنی ثقیف نے اور سب قبائل کیساتہہ شکست کہائی اور طائف کے قلعہ مین جا کے دروازہ بند کر لئے - مسلمانون نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور منجنیقون سے مارنا شروع کیا - اثناے محاربہ مین طائف کے گرد ونواح سے گروہ کے گروہ آتے اور مسلمان ہوتے تہے - پندرہ دن کے محاصرہ کے بعد قلعہ فتح ہوگیا - ہزبران اسلام نے اندر پہونچکے خون کے دریا بہا دئے اس جنگ مین اشراف عرب سے سعید بن العاص وعبداللہ بن امیہ بن المغیرہ یعنی حضرت ام المومنین ام سلمہ کے بہائی اور عبداللہ ابن عامر بن ربیعہ اور آٹہہ آدمی اور سب بارہ آدمی جنمین چار انصار تہے شہید ہوے -

عمرو بن العاص عمان بہیجے گئے - قبائل ازدیان سے جیفر اور بنی الجلندی سے عبد داخل اسلام ہوے - کعب بن زہیر بہی اپنے افعال سابقہ سے نادم وتائب ہو کے پناہ رسول خدا مین آیا اور ایک فصیح وبلیغ قصیدہ آنحضرت کی مدح مین کہا جو قصیدہ بردہ کے نام سے آج تک مشہور ومعروف ہے -

ایک روایت ایسی بہی ہماری نظر سے گذری ہے کہ حنین کے بہاگے ہوے طائف کے قلعہ مین آکے بند ہوگئے اور کئی دن تک لڑائی رہی - اسمین ماہ ذیقعدہ آگیا چونکہ یہ مہینہ اون محترم مہینون مین ہے جنمین لڑنا حرام ہے اس لئے مسلمان محاصرہ اوٹہا کے چلے آے - اور اہل طائف خود حاضر ہوکے مطیع ہوگئے -

غزوہ حنین کو غزوہ ہوازن بہی کہتے ہین - ہوازن کا امیر مالک بن عوف نضری - اور ثقیف کا پیشوا کنانہ بن یالیل ثقفی تہا اور بعض قارب بن الاسود کو قبیلہ ثقیف کا سردار بتاتے ہین - ایک اندہا بڈہا ایک سو بیس یا ایک سو ساٹہہ برس کا درید بن صمہ نام اونکے ساتہہ تہا - بنی کعب اور کلاب نے ہوازن کی مخالفت کی تہی اور وہ لڑنے نہین آے تہے -

عبد اللہ بن ابی حدرد اسلمی غزوہ خیبر اور صلح حدیبیہ مین شامل تہے - اور اونکے بعد کی سب جنگون مین حاضر رہے - یہ مدنی تہے اور اکیاسی برس کی عمر مین سنہ ۷۱ھ مین وفات پائی - ابن القعقاع وغیرہ نے اون سے روایت کی ہے -

آنحضرت ۶ شوال سنیچر کے دن بارہ یا سولہ ہزار آدمیون کے ساتہہ مکہ سے روانہ ہوے اسّی مشرک بہی ہمراہ تہے - مخالفین کے لشکر مین کل چار ہزار آدمی تہے - صدیق اکبر نے سلمہ بن سلامہ اور قیس سے یہ بات کہی کہ دشمنون کی قلت ہے اس لئے ہمین غالب رہینگے - اور ایک روایت مین ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ بات اپنے منہ سے نکالی تہی - اکثرونکا یہ قول ہے کہ سلمہ نے آنحضرت ﷺ سے ایسا کہا تہا - آپکو اسمین عجب وتکبر کی بو آئی اس لئے اس بات کو پسند نہ کیا ایک روایت سے قائل ان الفاظ کے سب مسلمان معلوم ہوتے ہین -

وادی حنین سے جب مسلمان بہاگے تو آنحضرت جہان تہے وہین کہڑے رہگئے - اور چند اور لوگون نے بہی آپکے ساتہہ ثابت قدمی اختیار کی - یہ لوگ سو سے کم تہے - ایک روایت

سے ستر - ایک روایت سے بارہ - ایک سے دس - اور ایک روایت سے کوئی بھی نہین تھا مگر چار آدمی - لیکن ایک روایت سے یہ چار بھی بھاگ گئے تھے - علاوہ اون چار آدمیون کے جنکے نام اوپر بتاسے گئے ہین آنحضرت کے ساتھہ یہ لوگ باقی رہگئے تھے - فضل اور قثم حضرت عباس کے بیٹے - جعفر بن ابوسفیان بن حارث - ابوسفیان کے بھائی ربیعہ بن الحارث اسامہ بن زید اور اونکے برادر مادری ایمن بن ام ایمن - عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب عقیل ابن ابی طالب -

صحیح بخاری مین ہے کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا تم جنگ حنین مین بھاگ گئے تھے - اونھون نے جواب دیا ہان ہان ہم بھاگ گئے تھے مگر جناب سید ابرار رسول پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہہ سے نہین ہٹے - وجہہ مسلمانون کے بھاگ کھڑے ہونے کی یہ ہوئی کہ جب ہم لوگون نے ہوازن کو شکست دی تو مسلمان لوٹ پر جھک پڑے اور منتشر ہوگئے کفار نے جو یہ کیفیت دیکھی تو مجتمع ہوکر ہم پر ٹوٹ پڑے اور آڑے ہاتھون آلیا پس مسلمان بھاگ گئے یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ہی قصور سے اُحد کی سی کیفیت ہوئی -

اوطاس مین ابوعامر اشعری بھیجے گئے تھے - وہان کا سردار درید بن الصمہ قتل ہوا - بعض کہتے ہین کہ ابن الدغنہ نے اوسے مارا اور بعض کا قول ہے کہ زبیر بن العوام نے قتل کیا -

محمد بن اسحاق وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جنگ اوطاس مین ابوعامر نے دس آدمیون سے مقابلہ کیا اور وہ دسون باہم بھائی بھائی تھے - اور ہر ایک کو دعوت اسلام کے بعد قتل کیا - قتل سے پہلے کہتے تھے اَللّٰھُمَّ اَشْھَدُ عَلَیْہِ یعنی اے اللہ میری دعوت اسلام کا گواہ رہیو - جب دسوین کا وار آیا تو اوسے بھی دعوت اسلام کی اور اَللّٰھُمَّ اَشْھَدُ عَلَیْہِ کہکے چاہتے تھے حملہ کرین کہ وہ شخص بول اوٹھا اَللّٰھُمَّ لَا تَشْھَدُ عَلَیَّ یعنی اے اللہ مجھپر گواہ نہ رہیو - عامر

یہ بات سنکر سمجھے کہ یہ شخص مسلمان ہے اور اپنا ہاتھہ اوسکے مارنے سے روک لیا۔ اوس نے فرصت جو پائی تو عامر کو مار لیا۔ اور اونکی شہادت کے بعد صدق دل سے مسلمان ہوگیا۔ جب آنحضرت اوسے دیکھتے تھے تو فرماتے تھے کہ یہ عامر کا شہید کرنے والا ہے۔

جعرانہ ایک مکان قریب اوطاس اور حنین کے ایک عورت کے نام سے مشہور ہے۔ طائف حجاز کا ایک شہر مکہ سے دو یا تین منزل ہے۔ اگر عرفاۃ اور وادی النعمان ہوکر جائین جو پہاڑی راستہ ہے تو بیچ مین ایک ہی رات بس کر پہونچ جاتے ہین۔ طائف مین انگور اور میوے بہت ہوتے ہین اور آب و ہوا بھی بہت اچھی ہے۔ اس غزوہ مین امہات مومنین سے حضرت زینب اور ام سلمہ ساتھہ تھین۔ آنحضرت نے اونکے لیے دو خیمے الگ الگ کھڑے کرا دئے تھے اور دونون کے بیچ مین نماز پڑھا کرتے تھے۔ اٹھارہ دن رات یا تیس دن یا چالیس دن قلعہ طائف کا محاصرہ رہا۔

اسی محاصرہ مین ابو سفیان صخر بن حرب کی آنکھہ صدمہ زخم سے باہر نکل پڑی تھی وہ اوس آنکھہ کو اپنے ہاتھہ مین لیے ہوے آنحضرت کے پاس آے۔ آپ نے اون سے دریافت کیا کہ اے ابو سفیان بتاؤ کہ تمھین کونسی بات پسند ہے یہ آنکھہ تمھین جنت مین ملے یا دنیا مین۔ حضرت ابو سفیان نے عرض کی حضور مین آخرت کے عوض کو بہتر سمجھتا ہون۔ یہ کہکر اونھون نے آنکھہ اپنے ہاتھہ سے دور پھینکدی۔ دوسری آنکھہ اونکی عہد خلافت فاروقی مین بمقام جنگ یرموک پتھر کی چوٹ سے پھوٹ گئی اور انکا انتقال مدینہ مین ۳۴ھ مین ہوا اور بقیع مین مدفون ہوے۔ عبد اللہ بن عباس نے اون سے روایت کی ہے۔

آنحضرت نے اس جنگ مین درخت کھجور اور انگورون کے کاٹ ڈالنے کا حکم دیدیا تھا تاکہ کافرون کو اونکے اوجڑنے سے ایذا ہو۔ قلعہ والون کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو نہایت عاجزی سے

رعایت اور رحم کی درخواست کی - آپ نے انی ادعها الله والرحیم کہکے اپنے پہلے حکم کو منسوخ کردیا -

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ ایام محاصرہ طائف مین ایکدن آنحضرت میرے خیمہ مین تشریف فرما ہوے اوسوقت میرا بہائی عبد اللہ بن امیہ اور ایک مخنث ماطع یا ہیت نام میرے پاس بیٹھے ہوے تہے - ماطع میرے بہائی سے کہہ رہا تہا کہ اے عبد اللہ اگر طائف تمہارے ہاتھہ سے فتح ہوجاے تو مین تمکو بادیہ بنت غیلان کو بتادونگا تم اوسے اپنے قبضہ مین کرلینا - جب وہ سامنے آتی ہے تو اوسکے شکم مین چار چار بل پڑتے ہین اور جب بیٹھہ پہرتی ہے تو آٹھہ شکنین پڑتی ہین یعنی چار چار پہلو مین - یہ اوس نے بادیہ کے موٹاپے کی تعریف کی - عرب موٹی عورت کو پسند کرتے ہین - آنحضرت ان باتون سے بہت منغص ہوے اور فرمایا کہ تم ایسے آدمیون کو اپنے پاس نہ آنے دیا کرو - پہر حکم دیا کہ اس مخنث کو مدینہ سے بدر کرکے حمی بہیجدو - جب حضرت عمر خلیفہ ہوے تو لوگون نے آپ سے عرض کیا کہ اب وہ مخنث بہت بڈہا - ضعیف اور محتاج ہوگیا ہے حضور اوسپر رحم فرمائین - جناب فاروق اعظم نے فرمایا خیر اوس سے کہدو کہ جمعہ کے دن مدینہ چلا آیا کرے اور یہان سے مانگ جانچ کے جو کچہہ اوسکی قسمت کا ہو کہانے کو لیجاے مگر رہے وہین جہان آنحضرت نے اوسے رکہا ہے مین اونکے حکم کے خلاف مدینہ مین اوسے رہنے کی اجازت نہین دے سکتا -

ایام محاصرہ مین ایک دن منادی کو حکم ہوا کہ مشتہر کردو - اگر کوئی غلام قلعہ مین سے مسلمانون کے پاس آجائیگا اوسی وقت سے آزاد سمجہا جائیگا - یہ سنکر بیس غلام ادہر آگئے - اونہین مین نفیع ابن حارث بہی تہے وہ ایک لکڑی جسے بکرہ کہتے ہین اور جسپر کنوئین کی چرخی گہومتی ہے اپنے ہاتھہ مین لئے ہوے قلعہ سے اوترے تہے اسی باعث اونکا لقب ابو بکرہ ہوا - حضور نے

اون سب غلامون کو آزاد کر کے خبرگیری کے لیے ایک ایک اصحاب کے سپرد کر دیا۔ تھوڑے دنون کے بعد جب اہل طائف مسلمان ہو گئے تو اونہون نے درخواست کی کہ ہمارے غلام ہمین واپس کر دئے جائین۔ ارشاد ہوا کہ انکو اللہ نے آزاد کر دیا ہے اب یہ غلام نہین بن سکتے۔

نفیع کا نسب یون ہے۔ نفیع بن الحارث بن کلدہ ثقفی۔ اور بعض نے یون لکھا ہے نفیع بن مسروح بن کلدہ۔ نفیع حارث بن کلدہ یا مسروح بن کلدہ کے غلام تھے اوس نے اونکو اپنا متبنی کیا تھا وہ آخر زمانہ مین بصرہ جا رہے تھے اور وہین سنہ ۴۹ھ مین وفات پائی۔ اون سے بہت سے لوگون نے روایت کی ہے۔

اثنائے محاصرۂ طائف مین آنحضرت نے جناب علی مرتضی کو جنگ کے لیے بھیجا اونہون نے جا کر خوب ہی شجاعت دکھلائی۔ اطراف ہوازن و ثقیف کے بتون کو توڑ ڈالا اور دیار مشرکین کے سب آثار تباہ و خراب کر دئے اور پھر حضور نبوی مین حاضر ہوے۔ آپ نے جناب شیر خدا کی صورت دیکھتے ہی تکبیر کہی۔ اور خلوت مین خفیہ اون سے بڑی دیر تک کچھ باتین کین۔ جب بہت دیر ہو گئی تو صحابہ رضوان اللہ علیہم آپس مین کہنے لگے کہ آج تو دونون بھائیون مین خوب راز و نیاز کی باتین ہوئین۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ یعنی مین خود اپنی طرف سے کوئی راز کی بات اون سے نہین کہتا بلکہ اللہ کے حکم سے ایسا کرتا ہون۔

روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے باب مین نوفل بن معاویہ دیلمی سے مشورہ کیا اونہون نے کہا کہ یہ لوگ لومڑی کے مانند ہین اسی لیے اپنے بھٹے مین گھس رہے ہین اگر آپ انکو چھوڑ دینگے تو یہ آپ کو کچھ نقصان نہین پہونچا سکتے انکی بہادری تو ظاہر ہو چکی کہ برس دن کا کھانا بل مین رکھکے چھپ رہے یون ہی ٹٹی کی اوٹ شکار کھیلینگے اور ادہر سے قیمتی جانونکا نقصان ہوگا۔ پس میری رائے تو یہ ہے کہ ایسے بزدلون سے

نہ اٹکنا چاہئے۔ یہ خود بخود سیدھے ہو جائینگے۔ چونکہ صلاح نوفل کی معقول تھی اس لیے حضور نے کوچ کی طرف میل کیا۔

قلعہ والون مین سے ابومحجن بن حبیب ثقفی نے قلعہ کی فصیل پر چڑھکے آواز دی کہ اے محمد کے بندو تمہین آج تک کوئی ایسا نہ ملا تھا جو تم ٹھونک کے تم سے مقابلہ کرتا اب حقیقت معلوم ہو جائیگی تم یہان کتنا ہی سر پٹکو کچھہ فائدہ نہوگا۔ حضرت عمر فاروق سے نرہا گیا فرمایا اے ابومحجن خدا کی قسم ہے ہم تیری معاش کے ذریعہ تجھپر تنگ کر دینگے اور تجھکو خواہ مخواہ اپنے لومڑی کے بل سے باہر نکلنا پڑیگا۔ اوس نے جوابدیا کہ اگر تم لوگ ہمارے کھجور اور انگور کے درخت بہی اوجاڑ دوگے تو بہی ہم باہر نہ نکلینگے کیونکہ ہمارے ہان کی زمین ایسی زرخیز ہے کہ وہ پہر اوگ آئینگے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ ہم اوسوقت تک یہان سے نہ ٹلینگے جب تک کہ تو اپنے بھٹے مین بھوک سے مرنجائے تیرا اندر سے نکلنا اور درختون کو پہر اوگانا تو دوسری بات ہے۔ حضرت فاروق اعظم کی باتین سنکر جناب صدیق اکبر نے اون سے کہا کہ عمر۔ ایسی باتین نہ کرو آنحضرت کا ارادہ یہان سے کوچ کر دینے کا ہے۔

روایت ہے کہ خولہ زوجہ عثمان ابن مظعون نے عرض کی کہ یارسول اللہ جب قلعہ طائف فتح ہو جائے تو بنت غیلان یا رفاعہ بنت عقیل کا زیور مجھے عنایت ہو۔ یہ دونون عورتین زیادتی مال اور افزونی حسن وجمال سے زبان زد خاص وعام تہین۔ حضور نے جوابدیا کہ اوس قلعہ کے فتح ہونیکا حکم ہی نہین ہے مین اونکا زیور تمہین کیسے دے سکونگا۔ خولہ نے یہ بات جناب فاروق اعظم سے جاکے بیان کی حضرت عمر نے آکے آنحضرت سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمین فتح میسر نہین ہو سکتی۔ جناب عمر نے عرض کی اگر حکم ہو تو کوچ کی تیاریان کردی جائین۔ حکم ہوا کہ اچھا تیار ہو جون ہی حضرت عمر نے ندا کی کہ مسلمانو یہان سے چلنے کا سامان کرو۔ سب مسلمان رنجیدہ ہوکر مچل گئے اور کہا کہ ہم تو بغیر فتح کئے گہر نہ جائینگے۔ آنحضرت نے جو یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا کہ اچھا اگر

گھر نہین چلتے ہو تو لڑو۔ سب صحابہ ہتیار سنبھال سنبھال کے قلعہ کے تلے پہونچ گئے اور اوسی وقت سے لڑائی شروع کردی۔ کچھ بہی نہوا کثرت سے لوگ زخمی ہو کر واپس آئے۔ ابتو آنحضرت نے خود اپنے منہ سے فرمایا کہ اچھا ہم کل انشاء اللہ یہان سے کوچ کر دینگے۔ پہر تو لوگ خود بخود سامان سفر کرنے لگے۔ جسوقت لوگ لادپہاند مین مشغول تہے آنحضرت مسکراتے تہے۔ لوگون نے التماس کی کہ حضور ثقیف کے تیرون نے ہمارے جسمون مین آگ لگادی ہے آپ اونکے حق مین بد دعا کرین اوسکے برخلاف آپ نے دعا کی کہ خدایا ان لوگون کو ہدایت کر اور اسلام پر لا۔

مروی ہے کہ جب آنحضرت نے حنین مین بڑی بڑی داد و دہشین کین تو ایک صحابی بول اوٹہے کہ یا حضرت آپ نے عینیہ بن حصین اور اقرع بن حابس کو تو سو سو اونٹ مرحمت فرمائے اور جعیل بن سراقہ ضمیری کو کچھ بہی نہین دیا۔ حضور نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے۔ جعیل بن سراقہ تمام روے زمین سے بہتر ہے جو عینیہ اور اقرع سے بہری ہو۔ اصل یہ ہے کہ مین نے مال دنیا سے اونکے دلون مین اسلام کی محبت پیدا کی ہے اور جعیل کے اسلام پر مجہے اعتماد ہے اس لیئے اوسکو مین نے اوسکے اسلام پر چہوڑ دیا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب حنین کا مال تقسیم ہو چکا تو انصار مین ایک آدمی معتب بن قشیر جو منافق تہا۔ اوس نے مجہہ سے کہا کہ اس تقسیم سے یہ ارادہ نہین کیا گیا کہ خدائے عزوجل کی خوشنودی اور رضامندی حاصل ہو۔ مین یہ سنکر ملول ہوا اور آنحضرت صلعم سے جا کر کہدیا سنتے ہی آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ مین اپنے کہنے سے نادم ہوا۔ آپ نے فرمایا رحم اللہ موسی لقد اوذی باکثر من ھذا فصبر یعنی خدا رحم کرے بیشک موسیٰ کو اس سے زیادہ تکلیف دی گئی تہی پس اونہون نے صبر کیا۔

ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہین کہ جعرانہ مین ہم لوگ خدمت نبوی مین حاضر تہے کہ ایک اعرابی

آیا اور اوس نے عرض کی "آپ نے مجھہ سے وعدہ کیا تھا کہ غنیمت مین سے ہم تجھے کچھہ دینگے اب اوس وعدہ کو وفا کیجیئے"۔ آپ نے اسکے جواب مین اوس سے فرمایا "ابشرہ" اوس نے حقارت سے کہا کہ آپ یہی لفظ ہر بار مجھہ سے کہدیتے ہین اور دیتے لیتے خاک نہین۔ آنحضرت نے غصہ ہوکر ہماری طرف منہ پہیر لیا اور فرمایا کہ اس شخص نے بشارت کو رد کیا تم اوسکو لے لو۔ ہم لوگون نے عرض کی کہ ہم نے قبول کیا۔ آپ نے ایک پیالہ پانی کا منگایا۔ ہاتھہ منہ دہوے اور اپنا لب اوسمین ڈالا۔ پہر فرمایا کہ اسے پیو اور اپنے سینہ اور منہ پر ڈالو خوشخبری ہو تمہین۔ ہم نے ایسا ہی کیا۔ ام المومنین ام سلمہ نے پردہ مین سے آواز دی کہ اس پانی مین سے اپنی مان کے لیئے بہی رکھہ چھوڑنا۔ ہم نے اونکے لیئے بہی تھوڑا سا پانی رکھہ چھوڑا۔ آپ کے پاس تو اوسوقت کچھہ تہا نہین مگر اصحاب نے اوسے اتنا دیا کہ وہ مالا مال ہوگیا۔

جب آنحضرت نے جعرانہ سے مدینہ کا قصد کیا تو عتاب بن اسید اموی ابن ابی العیص بن امیہ بن عبد الشمس کو جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوے تہے اور سادات قریش مین سے تہے حاکم مکہ مقرر کیا۔ اور بعض کا یہ قول ہے کہ حنین روانہ ہونے کیوقت کیا تہا۔ پہر وہ حضرت کی وفات تک عامل رہے۔ حضرت صدیق اکبر نے بہی اونکو اپنی خلافت مین اوسی عہدہ پر قائم رکہا۔ ۲۵ برس کی عمر مین اونہون نے اوسی دن وفات پائی جس دن حضرت صدیق اکبر نے انتقال فرمایا۔ اونکے لئے آنحضرت نے بیت المال مین سے ایک درہم روز مقرر کردیا تہا وہ اکثر خطبہ مین فرمایا کرتے تہے کہ اللہ تعالے اوسکو بہوکا رکہے جگر اوس شخص کا جو ایک دن ایک درہم پر قناعت نہ کرسکے۔ آنحضرت نے ایک درہم روز میرا مقرر کردیا ہے مین اوسی مین خوش رہتا ہون۔ اون مین وہ زہد و قناعت تہی جو بنی امیہ مین کمتر پائی گئی ہے۔ دانائی اور بزرگی بہی اون مین زیادہ پائی جاتی تہی۔

پہر آنحضرت نے مرالظہران مین آکے قیام کیا اور غنائم کا بقیہ وہان تقسیم کردیا۔ ذیقعدہ کے

آخر ذیحجہ کے شروع مین مدینہ مین داخل ہوے - یہ سفر باظفر دو مہینے اور سولہ دن مین طے ہوا - مدینہ مین آکے ابوسفیان بن حرب کو تالیف قلوب کے لیے بلادیمن مین نجران کا حاکم کردیا -

وفدعبدالقیس کے لوگون نے آنحضرت سے عرض کی کہ یارسول اللہ ہم آپ کی خدمت مین ماہ ہاے حرام کے سوا اور کسی زمانہ مین حاضر نہین ہوسکتے کیونکہ اون مہینون مین عرب باہم جنگ وجدل نہین کرتے - اور وہ مہینے یہ ہین - ذلقعدہ - ذیحجہ - محرم - رجب - اور ہمارے اور تمہارے شہر کے درمیان کافرون کا ایک قبیلہ آباد ہے جو مضر بن نزار برادر ربیعہ بن نزار کی اولاد مین سے ہے - اوس قبیلہ سے اور ہم سے دشمنی ہے چونکہ مضر آنحضرت کے اجداد مین سے تھے اور دین ابراہیمی رکہتے تہے اس لیئے آپ نے اون لوگون سے کہاکہ مضر کو گالی ندو - پہر اون لوگون نے التماس کی کہ یاحضرت ہمین حق وباطل کی تمیز بتائیے اور کچہہ تعلیم فرمائیے تاکہ ہم اپنی قوم کو جاکے وہی باتین سکہادین - آپ نے اونکو حکم کیاکہ اپنا ایمان درست رکہو نماز روزہ زکوٰۃ کے پابند رہو اور مال غنیمت مین سے خمس بیت المال مین داخل کرتے رہو جن برتنون مین شراب اور نبیذ بناتے ہین اور تونبے اور قیراندود برتنون مین پانی نہ پینا - ان حکمون کو یاد کرلو اور اپنی قوم کو بہی جاکر انکی تعلیم دینا -

روایت ہے کہ جب وہ گروہ حق پژوہ آنحضرت کی خدمت مین پہونچا تو آپکا جمال باکمال دیکہتے ہی سب کے سب جلدی جلدی اپنی اپنی سواریون سے نیچے کود پڑے - حضور کے دست وپا کو بوسہ دیا اور اظہار عشق ومحبت کیا اونکا سردار عبدالقیس بہت ادب اور تعظیم سے مسجد نبوی مین حاضر ہوا اور دو رکعت نماز پڑہکے دعا مانگی - آنحضرت نے اوسکی اس وضع کو بہت پسند کیا اور تحسین وآفرین کی -

حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ماہ رمضان مین مکہ سے روانہ ہوکے لشکر اسلام قدید پہونچا اور وہان ایک پیالہ دودہ یا پانی آپ نے سبکو دکہاکے پی لیا اور فرمایا من صام فلا اثم علیہ ومن افطر فلا اثم علیہ ٭ جب قبیلہ ہوازن کو اسکی خبر پہونچی تو اونہون نے قاصدون کو بہیجکے گرد ونواح مین اطلاع کرادی۔ پس بہت سے لوگ حنین مین جمع ہوے۔ بنی ثقیف بہی اوسی جگہہ آپہونچے۔

جب لشکر اسلام مشرکون پر آگرا تو وہ لوگ بہاگے اور اپنے اہل وعیال کو وہین چہوڑ گئے اوسی وقت مسلمان اونکے زن وفرزند پر قابض ہوگئے۔ تہوڑی دیر بعد مخالفین مین غل مچا کہ افسوس تم لوگون کو شرم بہی نہین آتی کہ خود اپنی اپنی جانین لیکے بہاگے اور جورو بچون کو مخالفون کے پنجہ مین گرفتار چہوڑا۔ یہ سنکر مشرکین یکایک پہر پڑے اور ایسے زور شور سے حملہ کیا کہ مسلمانون کے پانوُن اوکہڑ گئے۔ اور ایسے بہاگے کہ بعضون نے تو مکہ مین جاکے دم لیا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تنہا رہ گئے۔ اوسوقت ایک آدمی جماعت بنی ثقیف کو ساتہہ لیکر اس ارادہ سے آگے بڑہا کہ آنحضرت کو قتل کرے۔ ابن ام ایمن غلام آزادکردہ آنحضرت نے اپنی جان پر کہیل کے آپ کی حمایت کی اور اوس آدمی کو مارڈالا مگر اوس نے گرتے گرتے ایمن کے ایسی تلوار ماری کہ وہ بہی شہید ہوگئے۔ اس حال مین عباس بن عبدالمطلب نے باآواز بلند پکارا کہ اے گروہ انصار جنہون نے اپنے نبی کو جگہہ دی اور اونکی مدد کی۔ اور اے مہاجرین جنہون نے زیر شجر اپنے نبی سے بیعت کی آگاہ ہو کہ محمد زندہ اور سلامت ہین سب مجتمع ہوکے آجاؤ اور دشمنان خدا کا مقابلہ کرو۔ حضرت عباس کی آواز پہچانکے بہت سے مسلمان آنحضرت کے گرد جمع ہوگئے اور پہر سخت لڑائی ہونے لگی اب حق تعالےٰ نے مشرکین کے دلون مین اسلام کا رعب ڈالدیا اور وہ بہاگ نکلے۔ اونکا رئیس وسردار مالک بن عوف نضری اوسدن اپنے

گھوڑے سے یون کہتا تہا اُے گھوڑے آگے بڑہ تحقیق آج وہ دن ہے کہ مجہسا بہادر حملہ پر حملہ کرے اور تجہہ سے زور شور کرنے والے گھوڑے پر سوار ہوکے نیزون پر نیزے مارے" اور آخرمین یہی مالک بن عوف اپنے ساتہیون سمیت نوکدم بہاگا مسلمانون نے اونکا پیچہا کیا اور اونمین تعاقب کنندون مین سات سو بنی سلیم بہی شامل تہے جنہون نے بنی جذیمہ کو قتل کیا تہا - پس مشرکین نے بنی سلیم کو آواز دی کہ اے بنی تکمہ ہم تمہارے بہائی ہین ہمارے خون سے باز آؤ - یہ سنکے اونہون نے تعاقب مشرکین مین تامل کیا اور نیزے نیچے ڈال لئے - جب آنحضرت کو اسکی خبر ہوئی تو فرمایا اُے پروردگار مین بنی تکمہ کا معاملہ تیرے سپرد کرتا ہون وہ لوگ میری قوم پر حملہ کرتے ہین اور اپنی قوم سے مقابلہ کرنے مین تساہل سے کام لیتے ہین" جب آنحضرت کا یہ قول بنی سلیم کے کانون تک پہونچا تو پہر قتل مشرکین مین کوشش کرنے لگے - چنانچہ ایک شخص اون مین کا بنی حبیب درید بن الصمۃ الجشمی کے سامنے پڑگیا - درید اوسوقت ہودج مین سوار تہا - بنی حبیب اوسے تبرکاً و تیمناً اپنے ساتہہ لے آئے تہے - پس اوس مرد اسلمی نے ناقہ کی مہار پکڑکے اوسے بٹہالیا - دیکہا کہ ایک بڈہا اوس مین بیٹہا ہے یہ درید کو پہچانتا نہ تہا بولا کہ اے شیخ مین تجہے قتل کرونگا - درید نے جواب دیا کہ اے شخص نہ مین اس قوم سے باہر ہون نہ انکے فعلون مین شریک ہون مجہے تو کالعدم سمجہہ - اگر تو مجہے قتل کرے تو میرے مرنیکی خبر اپنے گہر جاکے کردیجو - اوس جوان نے درید کو قتل کیا اور اپنے گہر آکے بیان کردیا - اوس مرد اسلمی کی مان بول اوٹہی کہ اے کم بخت خدا تیرے ہاتہون کو توڑے خدا کی قسم درید نے ایک ہی دن مجہے اور میری مان اور تیری دادی کو آزاد کیا تہا اور اسی احسان کو تجہپر منکشف کرنیکے لیئے اوس نے یہ ترکیب نکالی کہ تو اپنے گہر جاکے میرے مرنے کی خبر کردیجو ورنہ اور کوئی مطلب اس سے نہ تہا - پہر تو اوس جوان نے اپنی مان سے کہا -

"اے مادر مہربان جو خدا اور رسول کی تکذیب کرتا ہے اسلام نے اوسکے احسانات کو قطع کردیا ہے"

بعدازان آنحضرت نے کچھہ لوگ ساتھہ کرکے ابوعامر اشعری کو مفرورون کے تعاقب مین بھیجا۔ چنانچہ ان لوگون سے اور ہوازن سے اوطاس مین جاکر پھر لڑائی ہوئی۔ ابوعامر شہید ہوے۔ اور مشرکین بھاگے۔ مسلمان اونکے زن و فرزند کو قید کرلاے۔ آنحضرت نے خمس کو تو چھوڑدیا اور باقی ماندہ مہاجرین اور انصار پر تقسیم کردیا۔

آپنے مال غنیمت مین سے بطور تالیف قلوب کے ابوسفیان بن حرب۔ سہیل بن عمرو۔ اقرع بن حابس الحنظلی عینیہ بن حصین الفرازی کو سو سو اونٹ مرحمت فرماے۔ حکیم بن خزام بن خویلد القرسی کو صرف ستر اونٹ عنایت ہوے۔ حکیم ناخوش ہوگئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ کوئی ان لوگون مین مجھہ سے زیادہ مستحق نہین ہے۔ یہ سنکر آپ نے دس اونٹ اور اونہین عطا کیئے۔ حکیم نے اون سے بھی انکار کیا۔ حضور نے دس اور اضافہ کردئے۔ حکیم نے اونہین بھی قبول نہ کیا۔ تب آپ نے پورے سو کردئے۔ اوسوقت حکیم نے دست بستہ ہوکر گذارش کی کہ حضور یہ عطیہ آپکا میرے حق مین بہتر ہے یا وہ پہلا جس مین آپ نے کمترین کو ستر اونٹ بخشے تھے۔ ارشاد ہوا کہ وہ ستر والا بہتر تھا۔ حکیم نے عرض کی خدا کی قسم مین تو وہی ستر اونٹ لونگا۔ یہ سو میرے کسی کام کے نہین۔ آپ دعا کرین کہ مجھہ مین استغنا ہوجاے تاکہ پھر کسی سے سوال نہ کرون"۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تیرے لیئے انہین ستر اونٹون مین برکت دے۔ کہتے ہین کہ اس دعا کی برکت سے مرتے دم تک حکیم تمام قریش سے زیادہ مالدار رہے۔

حنین سے شکست کھاکے بنی ثقیف طائف کے قلعہ مین جا گھسے۔ آنحضرت نے اودھر بھی چلنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اوس قوم کے کچھہ لوگ جری و دلیر مسلمانون سے لڑنے کو نکلے۔ اونہین سے

ابو بکرہ مارا گیا اور باقی بھاگ کے قلعہ مین روپوش ہوے - پھر کوئی باہر نہ آیا - آنحضرت نے حکم دیا
کہ ہر مسلمان انگور کے پانچ پانچ ایسے درخت کاٹ ڈالے جو پھلے ہوے یا قابل پھلنے کے ہون
بنی ثقیف مین سے ایک شخص جسے ابو مروام کہتے تھے آنحضرت کے ساتھہ تھا وہ بھی اپنا تبر
لیکے درخت کاٹنے چلا - راستہ مین عینیہ بن حصین اوسے ملا اور پوچھا اے مروام تو کہان جاتا ہے
مروام نے جواب دیا کہ آنحضرت نے کہا ہے کہ ہر مسلمان انگور کے پانچ پانچ درخت کاٹ ڈالے عینیہ
بولا تو مین بھی اپنے حصہ کے درخت کاٹنے چلون - ابو مروام نے کہا بہتر ہے تجھے بھی مزدوری ملیگی
مزدوری کی خبر سن کے عینیہ آنحضرت کی خدمت مین چلا آیا - آپ کے پیچھے ام سلمہ کو بیٹھا دیکھکے
پوچھا کہ یا حضرت آپ کے پیچھے کون ہے - ارشاد ہوا کہ ام سلمہ ہین - ابھی تک پردہ کا حکم
نازل نہین ہوا تھا - عینیہ نے عرض کی معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت کسی غزوہ مین آپ کے ہاتھہ آئی
ہے - اگر آپ کی خوشی ہو تو مین زنان قبیلہ مضر مین سے کوئی نہایت حسین طرحدار عورت نوجوان
سی تجویز کر کے آپ کے لئے وہان سے اوتار لاؤن جو حسب و نسب مین بھی اس عورت سے
اچھی ہو - پھر آپ اس عورت کو اپنے پاس سے دور کر دین - یہ سنکر آنحضرت ہنس پڑے اور
عینیہ چلدیا - حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ یا حضرت یہ مسخرہ سا آدمی کون ہے
ارشاد ہوا کہ یہ احمق - مالدار اور اپنی قوم کا رئیس ہے - اسکی ساری قوم اوسکا کہنا مانتی ہے -

الغرض آنحضرت نے ایک مہینہ تک طائف کا محاصرہ قایم رکھا یہان تک کہ ذیقعدہ کا چاند
دکھائی دیا - تو آپ عمرہ کرنیکے لئے مکہ تشریف لے گئے اور چند شب وہان مقیم رہے - معاذ بن
جبل الانصاری برادر بنی سلمہ کو مکہ مین تعلیم کے لئے اپنا خلیفہ کیا -

اسکے بعد حضور مدینہ چلے آے - اور وہان آکے بیان کیا کہ جب ماہ ہاے حرام یعنی
ذیقعدہ و ذیحجہ و محرم گذر جائینگے تو پھر طائف پر چڑھائی ہوگی - مالک بن کعب الانصاری اپنے

اشعار مین بنی ثقیف کو ڈراتے اور دہمکاتے تہے - جب اہل طائف کو خبر پہونچی کہ مسلمان پہر حملہ کرینگے تو اپنے ایلچیون کو صلح کی درخواست کے ساتہہ دربار نبوی مین بہیجا - آپ نے بہی صلح قبول کی اور بندگان خدا کی ناحق خون ریزی کو مکروہ جانا - ارشاد ہوا کہ اچھا شرائط صلح پیش کرو اونہون نے یہ شرطین پیش کین - ہم لوگ جہاد کیواسطے نہ بلاے جائین - ہم عشر نہ دینگے - نماز کے مقید نہونگے - اور سال بہر تک لات ہی کی پرستش کرتے رہینگے - آنحضرت نے یہ شرطین سنکر فرمایا کہ ہم ایسے لوگون سے صلح نہین کر سکتے جو رکوع و سجود سے انکار کرین - ایلچیون نے پہر کہا کہ اچھا ہم نماز بہی ادا کرینگے - ارشاد ہوا کہ ہمین یہ منظور ہے کہ تم قتال کے لئے نہ بلاے جاؤگے نہ تم سے عشر لیا جائیگا - پہر ایلچی بولے کہ اب رہی یہ بات کہ سال بہر تک ہم لات کی پوجا کرتے رہین اسکے لئے ہم یہ کہتے ہین کہ ایک سال تک ہم مسلمان نہونگے یہ اوس سے اچھا ہے کہ لوگ آپکو دہوکا دینے کے لئے ظاہر مین مسلمان ہو جاتے ہین اور باطن مین وہی اپنے عقائد بت پرستی رکہتے ہین ہم نے صاف کہدیا اور منافقت کو روا نہ رکہا - آنحضرت نے اونکی اس بات کو بہی نمانا - اونہون نے پہر پوچھا کہ آپ لات مین کیا برائی دیکہتے ہین - آنحضرت نے تو اسکے جواب سے منہ پہیر لیا مگر ایک صحابی شاید کہ اونکا نام حارثہ بن النعمان تہا اوٹہہ کہڑے ہوے اور ایلچیون سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ تم لوگون نے لات کا ذکر کرکے ہمارے دلون کو ہیجان اور التہاب مین ڈالا - خدا تمہارے کلیجون کو آگ سے جلاے - رسول خدا ہرگز منظور نہ کرینگے کہ اسلام کی زمین پر بتون کی پرستش کی جاے - اور وہ مسلمان نہین جو اپنے درمیان لات کے رکہنے پر راضی ہو جاے - پس خدا سے ڈرو اور اپنے اسلام کو خالص کرو - آخر کار وہ لوگ بول اوٹہے کہ اچھا ہم لات کو اپنے ہاتہہ سے نہ توڑینگے تم مین سے جس کا جی چاہے توڑ ڈالے مورخین گمان کرتے ہین کہ حضور نے لات کے توڑنیکے لئے مغیرہ بن سفیہ کو متعین کیا -

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ کیا یہ لوگ جہاد مین نہ بلائے جائینگے نہ ان سے عشر لیا جائیگا حضور نے جوابدیا کہ مین انکے صلحنامہ کے اخیر مین لکھہ چکا ہون کہ جو امر مسلمانون کے لیئے روا ہے وہی انکے لیئے بہی ہوگا۔ اور جس بات کی ممانعت مسلمانون کے لیئے ہے وہی انکو بہی ممنوع ہے۔ اونہون نے یہ بہی لکھوالیا ہے کہ شہر اونکا مامون ہے اونکے شہر مین شکار کرنا اور بڑے بڑے درخت سایہ دار کاٹنا حرام ہے اور یہ شرط بہی لکھی گئی ہے کہ اونکے شہر مین جو کوئی ایسا کرے اوسکے کپڑے اوتار کے کوڑے مارے جائین۔ یہ عہدنامہ خالد بن سعد بن العاص بن امیہ نے لکھا ہے۔

واقعات سال نہم ہجری حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

عمال زکوۃ وصدقات کی تقرری

ارباب سیر فرماتے ہین کہ نوین سال ہجری مین آنحضرت نے زکوٰۃ وصدقات کے محصل مقرر فرمائے تاکہ یہ لوگ اور قبیلے مسلمان ہوئے ہین اونکے پاس جائین اور مال زکوٰۃ تحصیل کرین پس بریدہ کو اور ایک روایت سے کعب ابن مالک کو قبیلہ غفار اور اسلم پر عباد بن بشر کو بنی سلیم اور مزینہ پر رافع بن مکیث کو قبیلہ جہنیہ پر عمرو بن عاص کو قبیلہ فزارہ پر ضحاک بن سفیان کو بنی کلاب پر بشر بن سفیان کعبی کو بنی کعب پر اور عبد اللہ بن اللبتیہ کو بنی ذبیان پر متعین کیا۔

مشکوٰۃ شریف مین ابی حمید ساعدی سے روایت ہے کہ آنحضرت نے ابن لبتیہ کو قوم ازد مین سے عامل کیا۔ جب ابن لبتیہ مدینہ مین مال لیکر آئے اور اوس کے دو حصہ کر کے کہا کہ اتنا مال تو زکوٰۃ کا ہے اور اتنا اون لوگون نے مجھے بطور ہدیہ کے دیا ہے تو آنحضرت نے اوسکا کلام سنکر پہلے تامل کیا پھر منبر پر گئے اور اللہ جل شانہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا مین نے لوگون کو قبائل

مین زکواۃ لینے کے لئے بہیجا تہا اونمین سے ایک نے آکر کہا ہے کہ اتنا مال تو زکواۃ کا ہے اور
یہ مجھے ہدیہ مین ملا ہے - ایسے آدمی کو چاہئے کہ اپنے گہر مین بیٹہا رہے پہر ہم دیکھینگے کہ لے کہ اوسکے
پاس کوئی ہدیہ لاتا ہے یا نہین - اے لوگو یہ زکواۃ کا مال جو لیا جاتا ہے سب خدا پرستون مون اور
مومنون کا حق ہے اسے راہ خدا مین صرف کرنا چاہئے - کوئی اس مال مین خیانت نہ کرے اور
حیلہ سے اسے نہ لے اور جو لیگا اوسے قیامت کے دن یہ مال اپنے سر پر اعلانیہ رکہکے لانا پڑیگا"-
اتنا کہکے آنحضرت نے اپنے دونون ہاتھ یہانتک اوٹہائے کہ سفیدی بغلون کی نظر آنے لگی
اور فرمایا اے اللہ تحقیق مین نے تیرا حکم ان لوگون کو پہونچا دیا - یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت
کو سنہ ۹ ہجری کے شروع ہی مین بادشاہ عرب کے پورے پورے اختیارات حاصل ہوگئے تہے
اور ہر متمول مسلمان سے مال کا چالیسوان حصہ بطور زکواۃ کے اور غیر مذاہب سے ایک خفیف رقم
جزیہ مین لی جاتی تہی اور یہی آپکا خراج تہا -

(۵۰) سریۂ عینیہ بن حصین

اسی سال مین حضرت عینیہ بن حصین فزاری بنی تمیم کے پاس بہیجے گئے - حالات اس
قصہ کے یہ ہین کہ محرم سنہ ۹ھ مین بشر بن سفیان کعبی کو زکواۃ لینے کے لئے بنی کعب کے پاس
بہیجا - انہون نے بنو کعب اور بنو تمیم کو ذات الاشطاط جشمہ کے کنارہ پر مجتمع پایا - بشر بن سفیان
نے بنی کعب سے کہا کہ اپنے مویشی جمع کرو اور زکوٰۃ دو - اونہون نے فوراً بغیر کان ہلائے زکواۃ
دیدی - بنی تمیم نے جب مال زکواۃ دیکہا تو آنکہین کہل گئین - لیئمی اور بخل کے باعث بنی کعب سے
کہنے لگے کہ ہے ہے - تم تو اپنا اتنا مال ناحق دئے دیتے ہو - ہمین افسوس ہوتا ہے کہ تمہارا
اسقدر مال مفت ہاتہہ سے گیا - صرف اسی پر اکتفا نکی بلکہ تیر وکمان سنبہالکے اور تلوارین ننگی کرکے
مرنے مارنے پر مستعد ہو گئے - اور کہا کہ ہم تو اس مال وافر کو اپنی آنکہون کے سامنے نہ اوٹہنے دینگے

بنو کعب بولے کہ بہائیو تمہین اس سے کیا مطلب ہے ہم مسلمان ہین زکوٰۃ دینا ہمارا فرض ٹھیرا۔ ہمنے تو بخوشی خاطر یہ مال دیا ہے تم کیون روکتے ہو۔ ایسی دل سوزی اچھی نہین۔ ہم اس دوستی کو دشمنی سے بہی زیادہ برا سمجھتے ہین۔ بنو تمیم کے دل تو حسد و عناد سے پُر تہے کہنے لگے کہ خدا کی قسم ہم تو اپنی آنکھون کے سامنے اس مال کو نہ اوٹھنے دینگے۔ اور ایک اونٹ بہی یہان سے نجانے پائیگا۔ ادہر بنو خزاعہ اور بنو العیر اونکی مدد کو مستعد ہو گئے۔ محصل زکوٰۃ نے جو یہ گڑبڑ دیکہی تو مال وہین چہوڑا اور مدینہ آکر آنحضرت سے سب کیفیت بیان کردی۔ آنحضرت نے اصحاب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہے۔ کوئی تم مین ایسا جو بنی تمیم کی گوشمالی کردے۔ عینیہ بن حصین فزاری اوٹھہ کہڑے ہوے اور عرض کی کہ یا حضرت مین جاؤنگا اور انشاء اللہ بغیر کام کئے آپکو منہ نہ دکہلاؤنگا۔ آنحضرت صلعم نے پچاس سوار عرب اونکے ساتھہ کردئے۔ جو نہ مہاجرین مین سے تہے نہ انصار مین سے۔ یہ لوگ رات کو راستہ چلتے اور دن مین کسی حفاظت کے مقام پر آرام کرنے کو ٹہیر جاتے تہے۔ جب بنو تمیم کے دیار مین پہونچے تو اونکے بہت سے مردون اور لڑکون کو گرفتار کرکے مدینہ لے آئے۔ حکم نبوی صادر ہوا کہ ان اسیرون کو اچھی طرح آرام سے کسی مکان مین رکہو۔ پہر تو بنی تمیم کی ایک جماعت جسمین عطارد بن حاجب۔ زبرقان ابن بدر۔ قیس ابن عاصم۔ نعیم ابن سعد۔ عمرو ابن الاہم۔ اقرع ابن حابس۔ اور خطیب و شاعر بہی شامل تہے اپنے اسیرون کے لینے کو مدینہ آئی۔ تاکہ دلائل اور سخن سازی کے زور سے اپنی بیجرمی ثابت کرکے اسیرون کو چہوڑا لیجائین۔

بنی تمیم کی اس جماعت نے مدینہ مین داخل ہوتے ہی اول تو یہ بات دریافت کی کہ ہمارے قیدی کہان ہین۔ اونکو جاکر جو دیکہا تو سب کو نہایت آرام کے ساتھہ بہت خوش و خورم پایا اور اسیری کی کسی کو کوئی تکلیف اونپر نہ دیکہی۔ البتہ قیدیون نے جب اپنے قبیلے کے لوگون کو دیکہا۔ تو اس خیال کر

کہ یہ لوگ ہماری رہائی کی جلدی فکر کرین اور ہمین چہوڑا کے وطن لیجلین اونکے آگے بہت گریہ وزاری کی - بنی تمیم نے مسجد نبوی مین حاضر ہوکے اپنے آنے کی اطلاع کرائی کیونکہ آنحضرت اوسوقت آرام فرمارہے تھے - اونکے آنے کی خبر پاتے ہی آپ باہر تشریف لاے اور نماز ظہر مسجد مین آکے پڑھی بعد ازان حجرۂ شریفہ کی طرف جانیکا ارادہ کیا - بنو تمیم بہی حضور کے ساتھہ ہولئے اور راستہ مین اپنے مطلب کی باتین کرنا شروع کین - آنحضرت اون سبکی طرف دیکھتے تھے مگر زبان سے کچھہ نہ فرماتے تھے - جب بنو تمیم نے ہر قسم کی باتین کرکے مسلمانون کی طرف سے جواب شافی پالیا اور اونکے شعرا اور فصحا کی لسانی پیش نہ گئی تو اپنے دل مین قائل ہوے اور باہم مشورہ کیا کہ اب کیا کہین - اقرع بن حابس بول اوٹھا کہ اے میری قوم کے لوگو محمد کو غیب سے مدد پہونچتی ہے ہماری بناوٹین اسکے سامنے سرسبز نہونگی - یہان کے لوگ ہر بات مین ہم سے بہتر ہین پہر وہ نرمی سے گفتگو کرنے لگے اور عرض کی کہ ہمارے اسیر ہمین دیدو - آنحضرت نے فوراً اونکے آدمی اونکے حوالے کرادئے - اور کچھہ انعام وبخشش بہی اون پر کی گئی -

اب وہ لوگ باوجود ایسی دشمنی اور مخالفت کے برسر انصاف آکر کہنے لگے کہ بہائیو اسلام بہت اچھا مذہب ہے اور محمد خدا کا سچا نبی ہے - اسمین کذب کو دخل نہین - یہ سنکر سب کے سب اسلام کے پیرو ہوکر اپنے ملک کو واپس گئے -

لکہا ہے کہ جب عیینہ بن حصین فزاری بنو تمیم کے ملک مین پہونچے ہین تو بہت سے لوگ اوس قوم کے اپنے اپنے گہرون مین نہ تہے - عیینہ رضی اللہ عنہ نے فرصت کو غنیمت جانکے اونکی بستی پر حملہ کیا اور گیارہ مرد پندرہ عورتین اور تیس لڑکے اونکے گرفتار کرکے مدینہ لے آے -

بنو تمیم کے آدمی جب مدینہ مین آے تو آنحضرت کی تلاش مین مسجد نبوی مین داخل ہوے حضور اوسوقت حضرت عائشہ کے حجرہ مین رونق افروز تہے - بنی تمیم ہر حجرہ کے دروازہ پر غل مچاتے

پہرتے تہے کہ اے محمد باہر آؤ - تمنے ہمارے آدمی بلا قصور کیون قید کر کے ہین ہم لوگون نے تو تمہارا کچہہ بگاڑا بہی نہین ہے - اسی طرح کی باتین کر کے اپنی فریاد و فغان سے تمام مسجد کو سر پر اوٹہالیا اور مسجد کے ہر کونے کنٹرے مین یہی کہتے پہرتے تہے - کیونکہ اونکو حضرت صدیقہ کا حجرہ معلوم نہ تہا - ہر چند حضرت بلال اور اہل مسجد اونہین تسکین دیتے اور کبھی یہ فرماتے تہے کہ دیکھو مسجد مین ادب سے رہو اور شور و غل نہ کرو مگر وہ کسی کی نہین سنتے تہے - آخر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تنگ ہو کر کہا کہ اے بیوقوفو ایک لحظہ خاموش ہو جاؤ - حضور ابہی ابہی نماز ظہر کے لئے باہر تشریف لانے والے ہین - آخر آپ ہاتہون سے آنکہون کو ملتے ہوے باہر آے اور پوچہا - کہ ان لوگون نے مجہے کیون جگایا - پہر آپ نے نماز ظہر جماعت سے پڑہی اور فرض پڑہنے کے بعد حجرہ کی طرف تشریف لیچلے - راہ مین وہ لوگ اپنی عرض معروض پہر کرنے لگے - آنحضرت اونکی طرف دیکھتے تہے مگر جواب نہین دیتے تہے - یہان تک کہ آپ نے حجرہ مبارک مین جا کے ظہر کی سنتین پڑہین اور باہر تشریف لاکے صحن مسجد مین بیٹہے - اون لوگون مین سے اقرع بن حابس نے گفتگو کرنے کی اجازت آنحضرت سے حاصل کی -

اقرع بن حابس - ہم وہ لوگ ہین کہ ہمارے تعریف کرنے سے آدمی کی شہرت اور ناموری دنیا مین ہو جاتی ہے اور ہماری مذمت سے لوگ بدنام ہو جاتے ہین -

آنحضرت - جہوٹ کہتے ہو تعریف کرنا خدا کا کام ہے جسکی خدا تعریف کرے وہ اچہا ہے اور جسکی خدا مذمت کرے وہ برا ہے - مطلب پرستون کی کیا تعریف اور کیا مذمت -

اقرع - ہم اپنے شاعر اور خطیب بہی اس لئے ساتہہ لیتے آے ہین تاکہ تمہارے سامنے مفاخرت کرین -

آنحضرت - "ما بالشعر بعثت ولا بالفخر امرت" یعنی نہ مین شعر کے ساتہہ مبعوث ہوا نہ مجہے

مفاخرت کا حکم دیا گیا۔ خیر اگر ے آئے ہو تو پیش کرو۔

زبرقان بن البدر اور عطارد بن الحاجب پیش ہوے۔ دونون نے بڑی بڑی شیخیان اور ڈینگین مارین اور اپنے قبیلہ کو اوٹھا کے آسمان پر رکھدیا۔

ادہر سے ثابت بن قیس انصاری سے نرہا گیا۔ ایک فصیح و بلیغ خطبہ مین دندان شکن جواب فی البدیہہ ایسا دیا کہ بنو تمیم ہونٹ چاٹتے رہگئے۔ حسان بن ثابت نے اونکے اشعار کے جواب مین بڑے گرماگرم شعرون سے اونکے شاعر کے ہوش اوڑا دئے۔ اوسوقت اقرع بن حابس بول اوٹھا کہ قسم ہے خدا کی تحقیق محمد کی مدد پر خدا ہے اور اوس سے کسی بات مین دریغ نہین کیا جاتا۔ اوسکا خطیب ہمارے خطیب سے اور اوسکا شاعر ہمارے شاعر سے بہتر ہے۔

آخرش وہ لوگ اپنے دل مین قائل ہو کے سچے مسلمان ہو گئے اور آنحضرت نے اونکی قیدی رہا کر دئے کہتے ہین کہ اسی قصہ کی طرف اس آیت مین اشارہ ہے ان الذین ینادونک من وراء الحجرات۔ اکثرھم لایعقلون ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم لکان خیرا لہم واللہ غفور رحیم یعنی بیشک وہ لوگ تمہین حجرون کے باہر سے پکارتے تہے اونمین سے اکثر بیوقوف تہے تحقیق اگر وہ صبر کرتے کہ تم خود باہر نکلکے اونکے پاس آجاتے تو اونکے لئے بہتر تہا اور اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

واضح ہو کہ آیت مذکورۂ بالا سے پہلے وہ آیت نازل ہو چکی تہی کہ جسمین آنحضرت کے سامنے بلند آواز سے بولنے اور آپ کے سامنے آپکا نام لینے کی ممانعت تہی۔ صحیح بخاری مین اوسکا شان نزول یون مرقوم ہے کہ ایک دفعہ بنی تمیم کے چند آدمی خدمت اقدس نبوی مین حاضر ہوے اور درخواست کی کہ ہمارا کوئی سردار مقرر فرما دیجیے۔ حضرت صدیق اکبر نے التماس کی کہ انہین کے

قبیلہ مین قعقاع بن معبد بن زرارہ ہے اوسکو اون پر سردار کر دیجیے۔ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
نے کہا کہ نہین اقرع بن حابس کو انکا سردار بنائیے۔ حضرت ابوبکر کو جناب عمر کا دخل دینا ناگوار
معلوم ہوا۔ بولے اے عمر مقصود تمہارا مجھ سے مخالفت کرنا ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ نہین
مین تمہاری مخالفت نہین کرتا ہون بلکہ مین نے اپنے گمان مین مصلحت وقت سمجھکے یہ بات
کہی ہے۔ اسی مین دونون صاحب باہم جھگڑنے لگے اور آوازین اونکی بلند ہوگئین مگر یاد رہے
کہ یہ تنازعہ اونکا بالغرض اظہار حق تھا نہ کہ ازراہ نفسانیت اور حصول ترفع کے کیونکہ ان جلیل القدر
لوگون سے فضول واتنا کلکل ہونا بالکل ناممکن تھی چونکہ دونون صاحبونکی آوازین دربار نبوی مین
بلند ہوگئی تہین اس لیئے خداوند عز اسمہ نے تادیباً یون فرمایا یا ایھا الذین آمنوا لا تقدموا بین
یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم یعنی اے ایمان والو خدا اور اوسکے رسول
کے حکم دینے سے پہلے جھگڑا نہ کر بیٹھا کرو اور اللہ سے ڈرو بیشک وہ بڑا سننے والا جاننے والا ہے۔ اسکے بعد
یہ آیت نازل ہوئی یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ
بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون یعنی اے ایمان والو نبی کی آواز
کے اوپر اپنی آوازین نہ بلند کیا کرو اور اوس سے زور سے نہ بولا کرو جیسے تم مین سے بعض باہم بولا کرتے
ہین ورنہ تمہارے اعمال حبط ہو جائینگے تم شعور نہین رکھتے ہو۔ ان آیتون کو سنکر جناب فاروق اعظم
رضی اللہ عنہ نے قسم کہائی کہ مین آنحضرت کے سامنے کبھی چلا کے نہ بولونگا بلکہ اتنے ہولے سے
بات کیا کرونگا جیسے کوئی یار اپنے یار سے راز کی باتین کرتا ہو۔ اور جناب صدیق اکبر نے بہی ایسا
ہی عہد کیا۔ ایک روایت مین ہے کہ ابوبکر منہ مین پتھر ڈالکے آنحضرت کے پاس بیٹھا کرتے تھے
تاکہ بات بہی مشکل سے کی جاے۔ اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین یغضون اصواتھم عند
رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی لھم مغفرۃ واجر عظیم

یعنی جو لوگ اپنی آوازون کو رسول اللہ کے پاس آکر پست کر لیتے ہین وہ وہی لوگ ہین جنکے دل اللہ نے تقوی کے لیئے جانچے ہین اون کے لیئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔

روایت ہے کہ جب یہ آیتین نازل ہو چکین تو ثابت بن قیس بن شماس جو نہایت ہی بلند آواز تھے اپنے گھر مین ڈر کے بیٹھ رہے اور آنحضرت کی مجلس مین آنا چھوڑ دیا۔ آپ نے لوگون سے پوچھا کہ ثابت بن قیس بہت دن سے نظر نہین آتے ہین اسکا کیا باعث ہے۔ وہ یہ بات سنکر حاضر ہوے اور عرض کی کہ حضور اپنے دل مین کچھ خیال نہ کرین مین صرف اس لیئے نہین حاضر ہوتا ہون کہ بلند آواز ہون کہین میرے منہ سے کوئی بات زور سے آپ کے سامنے نہ نکلجاے۔ اور مصداق اون آیات کا ٹھیرون۔ اور اعمال میرے حبط ہو جائین۔ حضور نے فرمایا کہ تم خیر کے ساتھ جیتے رہو اور بہشت مین داخل ہو تم اپنے جی مین ایسا خیال نہ کرو

ولید بن عقبہ زکوۃ لینے بنی مصطلق کے پاس گئے

ولید بن عقبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مادری بھائی اور آنحضرت کی پھوپی کے پوتے تھے۔ انکے بھیجنے کی وجہ یہ ہوئی کہ قبیلہ بنی المصطلق مین سے حارث ابن ضرار ابن ابی ضرار مدینہ مین آنحضرت کے پاس حاضر ہو کے مسلمان ہوے اور احکام شریعت اور روزہ نماز سے خوب آگاہ ہو کر کہا کہ حضور اب مین اپنی قوم مین جاتا ہون اونکو مسلمان کر کے نماز روزہ اور زکوۃ کے ارکان سکھاونگا جو مسلمان ہوگا اوس سے زکوۃ لیکے جمع کرتا رہونگا۔ آپ اتنے دن بعد میرے پاس کسی کو بھیجیگا جتنا مال میرے پاس جمع ہوگا مین اوسے دیدونگا۔ یہ کہکر حارث اپنی قوم بنی مصطلق کے پاس پہونچے اور دعوت اسلام کی جو مسلمان ہوا اوس سے زکوۃ لیکے جمع کرتے گئے مگر میعاد مقررہ کے اندر کوئی آدمی مال لینے نہ پہونچا جب میعاد گذر گئی تو حارث یہ سمجھے کہ شاید آنحضرت مجھ سے خفا ہو گئے ہین اس لیئے سب شرفاے قوم کو جمع کر کے بیان کیا۔ یہ تو ممکن نہین کہ

آنحضرت سے سہو یا وعدہ خلافی ہو ضرور ہماری ہی طرف سے کوئی امر خلاف ادب ہوا ہے
جس سے حضور خفا ہین - بہتر یہ ہے کہ ہم لوگ خود اس مال کو لیکر وہان چلین - اودہر تو یہ مشورہ ہوا
اور ادہر آنحضرت نے ولید بن عقبہ کو روانہ کیا - قدرت خدا دیکھئے کہ ولید چلے تو گئے مگر راستہ مین
یہ خیال پیدا ہوا کہ ایام جاہلیت مین مجہ سے اور بنی المصطلق سے جانی دشمنی تہی کہین ایسا نہو
کہ وہ مجہے مار ڈالین یہ شبہہ ہوتے ہی اونکے دل مین خوف سما گیا اگرچہ حاکم مرگ مفاجات ہوا کرتا
ہے اس لئے آگے بڑہے لیکن تساہل کے ساتہہ - جب بنی المصطلق کے قریب پہونچے تو
وہ مدینہ کی طرف روانہ ہو چکے تہے اونہون نے اپنے شہر سے نکلتے ہی ولید کی آمد آمد سنی خوش ہوکے
بہت سے لوگ ولید کے استقبال کو چلے - انکے دل مین تو اور ہی چور بیٹہا ہوا تہا سمجہے کہ میرے
قتل کو آتے ہین - اولٹے ہی پیرون بہاگے اور مدینہ مین آکے دم لیا - عرض کی کہ یا رسول اللہ
وہ تو سب کے سب مرتد ہو گئے ہین اور ایک بڑا لشکر لئے ہوے آپ سے لڑنے آتے ہین
آنحضرت کو تعجب ہوا اور خالد بن ولید کو انکشاف حال کے لئے بہیجا - اور سمجہا دیا کہ خبردار جلدی
نہ کرنا - پہلے خوب سوچ سمجہہ لینا - ایسا نہو کہ تم سے کوئی غلطی ہو جاے - حضرت خالد بن ولید رضی اللہ
عنہ جب بنی المصطلق کے قریب پہونچے تو خالد کے ساتہیون نے اونہین اذان کی آواز سن کے
حضرت خالد کو اطلاع دی کہ جناب یہ لوگ تو سچے پکے مسلمان ہین سنلیجئے کہ اونہین اذان ہو رہی ہے
حضرت خالد نے جب اونہین شعار اسلام دیکہے تو فوراً مراجعت کر کے آنحضرت کو مطلع کیا کہ وہ لوگ
پکے مسلمان ہین - تہوڑے عرصہ مین حضرت حارث معہ شرفاے بنی مصطلق کے خدمت
نبوی مین حاضر ہوے - آنحضرت نے اونہین دیکہتے ہی فرمایا التانی من اللہ والعجلۃ من الشیطان
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم پر حد سے زیادہ نوازش فرمائی اور کہا کہ آئندہ کے لئے
ہمارے اصحاب مین جسکو چاہو تعلیم قرآن واحکام شرعیہ کیواسطے اپنے ساتہہ لیجاؤ - اونہون نے

عبادبن بشر انصاری کو مانگا۔ آنحضرت نے خوشی بخوشی اونکو ہمراہ کردیا۔

اسی معاملہ مین یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنباءٍ فتبینوا ان تصیبوا قوماً بجہالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین یعنی اسے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی گنہگار خبر لے کے آوے تو خوب تحقیق کرلیا کرو ایسا نہو کہ کسی قوم پر نادانی سے جا پڑو اور پھر اپنے کیئے پر تمہین پچہتانا پڑے۔

ایک روایت مین ہے کہ ولید بن عقبہ کے دل مین جسوقت بنو مصطلق کی طرف سے خوف پیدا ہوا اوسی وقت یہ اولٹے پاؤن لوٹے اور جناب سرور کونین شفیع دارین صلی اللہ علیہ وسلم سے آکے کہدیا کہ حارث نے مجھے زکوٰۃ نہین دی بلکہ میرے مار ڈالنے کا قصد کیا تہا۔ حضور کو یہ سنکر غصہ آیا اور وہان لشکر بہیجنا چاہا۔ حضرت خالد بن ولید کو لشکر دیکر بہیجا بہی اور تاکید کردی کہ احتیاط سے کام کرنا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے رات کو ایک آدمی تحقیق کے لیئے اونمین بہیجا اوس نے وہان اذان سنی اور مسجدین دیکہین۔ چارون طرف سے اقامت کی آوازین سنین۔ اور شعار اسلام ملاحظہ کیئے تو آکر حضرت خالد کو اطلاع دی کہ جناب یہان کے تو رنگ ہی نرالے ہین آپ لڑینگے کس سے بس تلوار نیام مین کیجیئے اور گہر تشریف لیچلیئے۔ خالد نے چپکے سے آکے سب کیفیت حضور مین گذارش کردی۔

(۵۱) سریہ قطبہ بن عامر

اسی سال مین بنی خثعم نے مفسدہ پردازی کی اور مسلمانون پر حملہ کرنے کی تیاریان کرنے لگے۔ مدینہ سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بیس آدمیون کے ساتہہ رفع فساد کے لیئے بہیجے گئے وہان پہونچ کے سخت لڑائی ہوئی اور طرفین سے لوگ مجروح ہوے۔ آخرش بڑے جدوجہد سے مسلمان غالب آے اور بنی خثعم بہاگے۔ مسلمان اول تو تہے تہوڑے اور اوسپر خستہ و مجروح

مفسدون کو گرفتار نہ کرسکے مگر اونکے جتنے اونٹ اور بکریان ہاتھہ لگین لیکر مدینہ واپس آگئے جب اون مین سے خمس نکالکے غازیون پر تقسیم کی تو ہر غازی کے حصہ مین چار اونٹ اور دس بکریان آئین

(۵۲) سریہ ضحاک بن سفیان

مدارج النبوۃ مین ہے کہ اسکے بعد آنحضرت نے ماہ ربیع الاول مین ضحاک بن سفیان بن عوف کلابی عامری کو بنی کلاب کے اون لوگون کے پاس بہیجا جو مسلمان ہوگئے تھے مگر زکواۃ دینے سے انکار کرتے تھے ۔ حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ نے جاکر تجدید دعوت کی پہر بہی اونہون نے زکواۃ دینا قبول نہ کیا اس لئے مقاتلہ ہوا اور وہ بہاگے ۔ اونکا مال واسباب غنیمت مین آیا ۔ کہتے ہین کہ حضرت ضحاک بڑے بہادر تھے لوگ اونہین سو سوارون کے برابر جانتے تھے ۔ وہ ہر وقت ننگی تلوار ہاتھہ مین لئے ہوے آنحضرت کے پاس محافظت کیواسطے کھڑے رہتے تھے

(۵۳) سریہ علقمہ بن مجزز مدلجی

اسی سال مین آنحضرت نے علقمہ بن مجزز مدلجی کو تین سو آدمیون پر امیر کرکے حبشہ کی ایک جماعت پر بہیجا ۔ تحقیق ہوا تہا کہ نواح جدہ مین ان لوگون نے آبادی کو ویران کرنا ۔ مسلمانون کو ستانا اور مسافرون کو لوٹنا مارنا شروع کردیا ہے ۔ حبشیون نے جب مسلمانون کی آمد آمد سنی تو ڈر کے اپنے ملک کو بہاگ گئے ۔ اب حضرت علقمہ مدینہ چلے ۔ واپسی کے وقت بعض قوم کے آدمیون نے بہت جلدی کی ۔ اس ہڑبڑ مین کوئی آگے بڑہ گیا اور کوئی پیچہے رہ گیا ۔ جماعت مین جو کرامت ہوتی ہے جاتی رہی اتفاق کی قوت نے بہی یہ ہاہا ہی دیکہکے اون مین سے اپنے ڈیرے ڈنڈے اوکہاڑدئے اور اوسکا نتیجہ لوگون نے بہگتا یعنی عقل جاتی رہی اور مورد عتاب نبوی ہوئے شرح اس اجمال کی یہ ہے کہ عبد اللہ بن حذافہ سہمی نے جنکے مزاج مین ظرافت بہت تہی اون مستعجلون سے کہا کہ تم جلتی ہوئی آگ مین تو کود پڑو جو راہ مین ایک مقام پر بہت سی جلائی گئی تہی

ہوئے بہائے مسلمان اوسمین کودپڑنے کو تیار ہوگئے۔ مگر عبداللہ نے خود پکڑ لیا اور کہا کہ مین تو تم سے ہنسی کرتا تہا۔ جب مدینہ مین آکر اس بات کا ذکر آنحضرت کے سامنے ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اوس آگ مین کود پڑتے تو قیامت تک اوسی مین جلا کرتے۔ اے لوگو یاد رکہو من امرکم بمعصیۃ فلا تطیعوہ انما الطاعۃ فی المعروف یعنی جو کوئی بری بات کرنیکا تمہین حکم دے اوسکی بات کبہی نہ مانو بجز امر معروف یا نہی معروف کے اور کسی بات مین کسی کی تابعداری نہ کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ سریہ آنحضرت نے بہیجا۔ ایک انصاری کو اوس پر امیر کردیا اور حکم دیا کہ سب لوگ اونکی اطاعت کرین۔ راستہ مین سردار سریہ اپنے لوگون سے ناخوش ہوگیا اس لئے بہت سی لکڑیان جمع کرکے آگ جلوائی اور لوگون سے کہا کہ اسمین کود پڑو بعض تو ایسا کرنے کو تیار ہوگئے مگر بعضون نے اونہین منع کیا کہ ہم آتش دوزخ سے بچنے کو تو مسلمان ہوئے ہین یہ جیتے جی آگ مین جلنا کیسا۔ یہ لوگ اسی گفتگو مین تہے کہ آگ بجہگئی اور سردار کا غصہ بہی فرو ہوگیا۔

(۵۴) سریہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اسی سال نہم ہجری مین حیدر صفدر کو آنحضرت نے سو شتر سوار اور پچاس اسپ سوار کے ساتہہ بتخانہ فلس کے منہدم کرنیکے لئے روانہ کیا یہ بنی طے کے قبیلہ کا معبدگاہ تہا۔ حکم ہوا کہ اے علی بت پرستون کو تعلیم و ہدایت کرکے شرک سے باز رکہو اور خداے واحد حقیقی کی عبادت کیلئے تیار کرو حضرت علی صبح کے وقت بتخانہ کے قریب پہونچے اور فوراً اوسے کہود کے جلا دیا۔ بنی طے اور عدی بن حاتم اور تخس وغیرہ بہاگ کے شام پہونچے۔ کچہہ آدمی اور اونٹ ہاتہہ آے۔ عورتون مین حاتم کی بیٹی بہی تہی۔ بتخانہ مین سے تین زرہین اور تین تلوارین بہی ملین۔ تلوارون کا نام رسوب مخذم اور یمانی تہا۔ حضرت علی نے رسوب و مخذم تلوارون کو تحفہ کے طور پر آنحضرت کے لئے رکہہ چہوڑا

اور خمس جدا کرکے باقی مال غازیون پر تقسیم کردیا - آل حاتم اور دختر حاتم کو اوسی طرح باعزاز تمام ساتھہ لئے ہوے مدینہ چلے آئے - مسجد نبوی کے قریب پردہ کے مکان مین اسیر عورتین رکھی جاتی تھین - اوسی مین آل حاتم کو اوتارا -

ایک دن آنحضرت کا مکان مذکورہ کے دروازہ پر اتفاقاً گذر ہوگیا - حاتم کی بیٹی جو بہت جمیلہ وحسینہ وفصیحہ تھی باادب تمام ہاتھہ باندہے ہوے باہر نکل آئی اور کہنے لگی "یارسول اللہ باپ میرا مر گیا اور بہائی جو سرپرست تہا بہاگ کے کہین جا چھپا اب سوا آپ کے کوئی میرا پناہ دینے والا نہین" جناب رسالت پناہ نے فرمایا تیرے بہائی کا کیا نام ہے - وہ بولی کہ عدی بن حاتم - ارشاد ہوا کہ وہ عدی جو خدا اور رسول سے بہاگتا ہے - یہ کہتے ہوے حضور چلے گئے اور کچہہ نہ فرمایا -

دختر حاتم سے روایت ہے کہ دوسرے دن آنحضرت پہر اوسی طرف سے گذرے مین نے وہی گفتگو کی - آپ نے کچہہ اوسی طرح کا جواب دیا - تیسرے دن پہر آئے مگر مین ناامیدی کی حالت مین چاہتی تہی کہ آج کچہہ نہ کہون مگر ایک آدمی نے جو حضور کے پیچہے پیچہے چلا آتا تہا میری طرف اشارہ کیا - اوسکے کہنے سے مجہے ہمت ہوئی اور کہا "یارسول اللہ مین اپنی قوم کے بزرگ اور رئیس کی بیٹی ہون میرا باپ تو مرگیا ہے اور بہائی بہاگ کے ملک شام پہونچا مجہپر احسان کرکے آزاد کردیجئے خدا آپکو اسکا بدلا دیگا" حضرت نے فرمایا کہ اچہا مین نے منظور کیا اور یہ کہتے ہوے چلے گئے چند روز کے بعد حضور کو اطلاع ہوئی کہ قبیلہ بنی طے کے کچہہ آدمی سوداگری کے لئے مدینہ آئے ہین - آپ نے حاتم کی بیٹی کو پوشاک اور جامہ اور زاد راہ اور سواری دیکے عزت سے اوسکے گہر بہیجدیا اوس نے ملک شام مین پہونچکے اپنے بہائی سے ساری کیفیت بیان کی -

عدی ابن حاتم نے بہن سے دریافت کیا کہ محمد کے باب مین تیری کیا راے ہے -

وہ لوگون سے کیسے پیش آتے ہین - مین اونکے پاس جاؤن یا نہین - اور اگر نہ جاؤن تو اونکے ساتھہ کیا معاملہ کرون -

بہن نے کہا کہ بہیا تم ضرور جا کے اونکی ملازمت حاصل کرو - اگر وہ سچے نبی ہین تو سبحان اللہ دولت دین سے مالامال ہوجاؤگے - اور اونکی بدولت تقرب خدا حاصل ہوگا - اور جو وہ صرف دنیوی بادشاہ ہین تو بہی تمہارا کیا بگڑتا ہے بادشاہ کی ملاقات سے تمہاری عزت بڑہیگی اور اپنی ساری قوم اور قبیلہ طے مین مقرب شاہ مشہور ہوکے معزز و محترم ٹہیروگے -

بہائی کو بہن کی معقول باتین نہایت پسند آئین اور دوڑا ہوا شام سے مدینہ چلا آیا - عدی بن حاتم نے بیان کیا ہے کہ جب مین دربار نبوی مین حاضر ہوا تو آپ نے پوچہا تم کون ہو - مین نے عرض کی کہ مین عدی بن حاتم ہون - یہ سنکر آپ اوٹہے اور دولتخانہ نبوت کاشانہ کی طرف چلے مین بہی ساتہہ ہولیا - راستہ مین ایک نحیف و ضعیف بڑہیا ملی اوس نے اپنی حاجت آپ سے بیان کی آپ نے کہڑے ہوکر اوسکا حال اچہی طرح سنا اور اوسکی حاجت روائی کی وہ دعائین دیتی ہوئی چلی گئی - مین نے یہ معاملہ دیکہکر اپنے دل مین کہا آج تک تو کوئی ایسا بادشاہ دنیا کے پردہ پر ہوا نہین جس نے ایک لوٹی سی بڑہیا کا درد و غم اس توجہ کے ساتھہ سر راہ کہڑے ہوکر سنا ہو اور بغیر کان ہلائے اوسکی تسلی کردی ہو بیشک سوائے پیغمبر برحق کے کسی مین ایسا خلق نہین ہوسکتا جب مین دولتخانہ پر پہونچا تو آپ نے لیف خرما بہری ہوئی ایک گدی اپنے ہاتہہ سے بچہا کے مجہہ سے فرمایا کہ بیٹہو - اب تو میرے ہوش اوڑے کہ مہمان کی اتنی خاطر اور یہ نوازش تو میرے باوا مین بہی نہ تہی ضرور اس مین کچہہ بہید ہے - مین نے بصد تعظیم عرض کی کہ میری کیا مجال جو حضور کے سامنے بیٹہون آپکو بیٹہنا چاہئے - مین خدمت مین کہڑا ہی رہونگا لیکن آپ نے بہت مبالغہ کیا اور نہ مانے - مجہے تو اوس بچہونے پر بٹہایا اور آپ میرے سامنے ہی فرش خاک پر

بیٹھگئے۔ (روحی فداک یا رسول اللہ) عدی کہتا ہے کہ یہ حال دیکھکر مجھے یقین کلی ہوگیا کہ یہ سچے نبی ہین۔ بادشاہ کے طرز وانداز اور انکی وضع مین زمین وآسمان کا فرق ہے۔ پھر آپ نے مجھ سے دریافت کیا کہ اے عدی تیرا مذہب کیا ہے اور تو کیا کام کیا کرتا تھا۔ مین خوب جانتا ہون کہ جو کام تو کرتا تھا وہ تیرے مذہب مین جائز نہین۔ یہ بات سنکر میرے دل کا رہا سہا شبہہ اور بہی جاتا رہا۔ آپ فرمانے لگے کہ اے عدی اب تک جو تو دین اسلام کی طرف متوجہ نہین ہوا شاید اسکا سبب یہ ہوگا کہ مسلمان مفلس تہے۔ سو انشاء اللہ وہ وقت بہت جلدی آنے والا ہے کہ مسلمانون کے چہونے سے مٹی سونا ہوگی اور کوئی اونمین سونے چاندی کو قبول نہ کریگا۔ یا شاید کثرت اعدا اور قلت اصحاب دین دیکھکر تو رُک رہا ہو۔ قسم خدا کی اگر تیری عمر دراز ہوئی تو تو اپنی آنکھون سے دیکھہ لیگا کہ مسلمانون کی کثرت ہو جائیگی۔ وہ بڑی بڑی ترقیان کرینگے اور دشمنان دین کی کمی ہوگی یہانتک کہ تنہا ایک عورت قادسیہ سے اونٹ پر سوار ہو کے خانہ کعبہ کی زیارت کو چلی آیا کریگی۔ راہ مین بجز خدا تعالےٰ کے اور کسی کا خوف اوسے نہوگا اور شاید تیرے ابہی تک نہ مسلمان ہونیکا یہی باعث ہو کہ حکومت وسلطنت دشمنان دین کے ہاتھون مین ہے سو اب خدا کے فضل سے بہت جلدی تو سنیگا کہ زمین بابل کے کوشک سفید مسلمانون کے ہاتھہ سے فتح ہوگئے۔ عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اوسی وقت صدق دل سے مسلمان ہوگیا اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد انک عبدہ و رسولہ پہر اسکے بعد آپ کی دو پیشین گویان تو مین نے اپنی آنکھون سے پوری ہوتی ہوئی دیکھین کہ اونمین ذرہ سا بہی فرق نہ نکلا یعنی ایک تو فتح کوشک سفید میرے دیکھتے دیکھتے ہوگئی دوسرے ایک عورت کو تن تنہا مین نے قادسیہ سے کعبہ آتے اپنی آنکھون سے دیکھا تیسرا امر جو باقی رہا ہے وہ بہی پورا ہو کے رہیگا۔

پہر بنی طے کے گیارہ آدمی اور آئے جنکے پیشوا زید الخیل ابن مہلہل ابن بنی مہان تہے۔ آپ ہی

سب کے سب مسلمان ہو گئے - مسلمان ہونیکے بعد زید نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم اوس خدا کا شکر کرتے ہین جس نے آپ کے جود باجود سے ہماری تائید و تقویت کی - ہمین ایک معصوم دین عطا فرمایا اور جس اخلاق کی آپ ہمین ہدایت و تعلیم فرماتے ہین اس سے بہتر اخلاق ہمنے نہین دیکھا - مجھے اپنی پہلی عقل اور اپنے آبا و اجداد اور اپنے تابعین کی عقل پر تعجب آتا ہے کہ پتھرون کو کیسے پوجا کرتے تھے اور اوسی کی خواہش مین اپنی زندگی کا زمانہ مفت برباد کر دیتے تھے - آنحضرت نے فرمایا کہ یہ حالت جو تم پر اب طاری ہوئی ہے آئندہ اور بھی زیادہ ہوگی اور اپنی نافہمی اور اپنے ابا و اجداد اور تابعین کی کم عقلی پر روز بروز تعجب بڑہتا چلا جائیگا الحاصل جب وہ لوگ کامل بالایمان ہو گئے اور اونہون نے اپنے وطن جانیکی اجازت مانگی تو آنحضرت نے وقت رخصت اونمین سے ہر ایک کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی اور زید ابن الخیل کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی اور بلاد طے کے کچھ اراضی کی سند بطور جاگیر اونکے نام لکھدی - زید ابن الخیل کا نام زید ابن الخیر رکھکے اونہین رخصت کر دیا -

مدارج النبوۃ مین سفانہ بنت حاتم سے منقول ہے کہ مین آنحضرت سے رخصت ہو کر شام پہونچی اور اپنے بھائی سے وہی الفاظ کہے جو آنحضرت نے فرمائے تھے کہ وہ خدا و رسول سے بھاگنے والا ہے - اس بات کا میرے بھائی پر بہت اثر ہوا اور کہنے لگا کہ بھلا مین غریب خدا اور رسول سے بھاگ کے کدہر جاؤنگا اون سے بھاگنے والے کو دنیا مین کہین جگہہ نہین مل سکتی اسکے بعد وہ مدینہ روانہ ہو گیا -

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب مین آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوا تو میرے گلے مین سونیکی صلیب تھی - آنحضرت نے فرمایا کہ اس بت کو اپنے گلے سے نکالکے پھینکدو مینے پھینکدیا - آپ نے یہ آیت پڑہی - اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم

یعنی بنی اسرائیل نے اپنے عالمون اور عابدون اور مسیح ابن مریم کو خدا کے سوا اپنا رب بنا لیا۔ مین نے التماس کی کہ ہمنے تو ایسا نہین کیا نہ کبھی احبار و رہبان کو اپنا رب سمجھا۔ ارشاد ہوا کیا وہ خدا کی حلال ٹھیرائی ہوئی چیزون کو حرام اور اللہ جلشانہ کی حرام بتائی ہوئی چیزون کو حلال نہین کر لیتے تھے۔ مین نے عرض کی ہان ایسا تو البتہ ہوا ہے۔ ہم بنی اسرائیل لوگ بلا تحقیق احبار و رہبان کے کہنے پر عمل کرتے رہے ہین۔ آنحضرت بولے بس یہی اونکی عبادت تھی۔

آنحضرت نے جناب زید ابن الخیر رضی اللہ عنہ کی بہت تعریف کی ہے یعنی فرمایا کہ اہل عرب مین سے جسکی بزرگی اور فضیلت میرے سامنے بیان کی گئی مین نے ممدوح کو اوس سے کمتر پایا مگر زید ابن الخیر کی جتنی تعریف سنی گئی تھی اوس سے اونکو برتر و اعلی دیکھا۔

کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ

اگرچہ فتح مکہ کے حال مین ضمناً اُن کا بیان ہو چکا ہے لیکن اصل مین یہ واقعہ ۹ سنہ ہجری کا ہے اس لیے زاید حالات کی تفصیل ہم اوسکی جگہہ پر لکھتے ہین۔ فتح مکہ کے ذکر مین آپکو معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کے بعد حکم دیدیا تھا کہ گیارہ آدمیون کو جہان پانا مار ڈالنا اونمین ایک حضرت کعب بھی تھے چونکہ خدا کے ہان سے نہین آئی تھی اسلیئے رسول اللہ کا حکم نہین چلا۔ یہ صاحب حکم قتل سنتے ہی بھاگ گئے تھے جب واپس آئے تو چاہا کہ اپنے بھائی بجیر ابن زہیر کے ساتھہ دربار نبوی مین حاضر ہون اور بجیر اونکی خطا معاف کرادین بجیر پہلے خود خدمت عالی مین حضور کا عندیہ دریافت کرنیکے لیے حاضر ہوے اور آپکا کلام محبت التیام سنکے شوق دل سے مسلمان ہوے۔ زہیر اونکے باپ اہل کتاب کی صحبت برتے ہوے تھے اور سنتے چلے آتے تھے کہ نبی آخر الزمان کے ظہور کا زمانہ نزدیک ہے۔ اور زہیر نے خواب مین بھی دیکھا تھا کہ ایک رسی آسمان سے لٹکتی ہے جب اپنا ہاتھہ اوسکے پکڑنے کو بڑھایا تو رسی تک نہ پہونچا۔ اپنے

بیٹون کو وصیت کی کہ اگر تمکو پیمبر آخرالزمان کا زمانہ نصیب ہو تو اوس پر ایمان لانا۔ جب آنحضرت
طائف سے مدینہ تشریف لے آئے تو بجیر نے کعب کو لکھا کہ بھائی۔ عہ۔ توبہ بڑی سپر ہے گنہگار
کے لیئے۔ اگر تمہارا جی چاہتا ہو تو ندامت کے آنسو بہاتے ہوے قدمون پر آن پڑو عجب خطا
پوش عطاپاش سرکار ہے گنہگارون کے قصور تو چٹکی بجاتے مین یون رفع دفع ہو جاتے ہین۔
جیسے کوّے کے پر سے سفیدی۔ اسکے جواب مین کعب نے اپنے حسب حال چند اشعار
لکھہ بھیجے۔ وہ حضور مین پیش ہوے ارشاد ہوا کہ وہ جھوٹا ہے جہان پاؤ اوسے مار ہی ڈالنا۔
معلوم ہوتا ہے کہ اس سے اوسکی تنبیہ منظور تھی کہ وہ جلدی سے آکے اپنی خطا معاف کرائے
اور اوسکے دل مین زیادہ خوف سماوے۔ بجیر نے بھی نظم مین یہ سب کیفیت بھائی کو لکھہ بھیجی۔ اس
تحریر کے پہونچتے ہی زمین باوجود اتنی وسعت کے اوسکے لیئے تنگ ہو گئی اور کعب کے دشمن
بغلین بجانے لگے کہ اب کوئی سورت بچنے کی نہین۔ جب اونہین کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہ آئی
تو ایک قصیدہ نعت مین لکھا اور اپنے خوف و رجا اور دشمنون کی خوشی اور سخن چینی کا حال بھی اوسمین
درج کیا۔ اور اوسے لیئے ہوے مدینہ مین آکر ایک اپنے دوست کے گہر اوترا جو قبیلہ جہنیہ مین تھا
ان دوست نے لیجا کے دور سے آنحضرت کو دکھا دیا کہ وہ تشریف رکھتے ہین اب تو جان اور وہ
جانین میری قدرت نہین کہ ایسے تبہ کار کی سفارش کرون۔ آنحضرت کعب کو پہچانتے نہ تھے یہ
آپ کے پاس ڈرا یا ہوا چلا گیا اور جاتے ہی ہاتھہ پر ہاتھہ رکھکے کہنے لگا کہ حضور کعب بن زہیر نادم
و خجل ہو کے آیا ہے اور برے حال سے ہے اگر آپ اوسکا اسلام قبول کرلین تو مین اوسے لاکے
حضور مین حاضر کرون۔ آپ نے فرمایا کہ لے ہی آؤ اوس کمبخت کی شومی قسمت کا مجھے بڑا رنج رہتا ہے
کعب نے جب یہ کلام سنا تو مان باپ کی شفقت آنکھون سے گر گئی۔ ڈاڑہ مار کے قدمون پر
گر پڑا اور کہا کہ وہ بدنصیب مین ہی تو ہون۔ آپ چونک پڑے اور فرمایا کہ ہین۔ کیا تو ہی کعب ہے۔

آنحضرت کے دہن مبارک سے کعب کا نام سنکے ایک انصاری نے میان سے تلوار کھینچ لی اور کعب کی طرف لپکے۔ آپ نے ارشاد کیا خبردار اس پر آنچ نہ آسے۔ یہ تائب ہو کر آیا ہے۔ انصاری اوسکی طرف گھراتے رہگئے اور مہاجرین مین سے توکسی نے اوس سے کان ہی نہ ہلایا۔ پھر حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے اپنا نعتیہ قصیدہ حضور کے سامنے پڑہا جسکا مطلع یہ ہے

	متیم اثرھا لم یفد مکبو ل +	بانت سعاد فقلبی الیوم متبو ل +	

حضرت نے سنکے اصحاب کی طرف دیکہا اور فرمایا تمنے اسکا کلام سنا یہ کہہ کیا رہا ہے اگرچہ آپ خود شاعر نہ تہے مگر نقد سخن کی پرکھ شعراء سے زیادہ رکھتے تہے اور اچہے شعر سنکر خوش ہوجاتے تہے۔ جہوٹی اور خوشامدانہ مدح سننا پسند نہین کرتے تہے۔ جب کعب قصیدہ سنا چکے توآپ نے اپنی چادر اونکی طرف ڈالدی جسے کعب نے عمر بہر اپنی جان کے برابر رکہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دس ہزار درہم مین بہی ندی مگر کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اونکی اولاد نے بیس ہزار درہم لیکر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیدی۔ مصر سے خاندان عباسیہ کی بربادی کے بعد وہ جاتی رہی۔ پہر کعب نے مہاجرین وانصار کی شان مین بہی قصیدے لکہے یہ عرب کے نامی شاعرون مین سے تہے۔ اونکے والد زہیر اور بہائی بجیر اور بیٹا عقبہ بن کعب اور پوتہ عوام بن عقبہ سب اچہے شاعر تھے۔ اس خاندان کو شعرگوئی پہلی بھی یعنی اپنی نظم سے ان لوگون نے خدا ورسول کی خوشنودی حاصل کی اور اوسی کے باعث مقبول بارگاہ ہوگئے۔

خانگی ناچاقی یعنی ایلاء

اسی سال مین آنحضرت صلعم کو ازواج مطہرات سے کچہہ شکر رنجی ہوگئی۔ اوسکا باعث یہ تہا کہ اکثر ازواج آپ سے ایسی چیزین مانگ بیٹہتی تہین جنکا بہم پہونچانا آپ کے لئے بہت دشوار ہوتا تہا۔ آپ کی ساری عمر عسرت وتنگی مین بسر ہوئی کوئی زمانہ ایسا نہین ہوا جسمین کہانے پینے اور

کپڑے اور مایحتاج کی افراط ہوتی کجا وہ چیزین جو عورات کے مرغوب طبع ہوتی ہین آرائش خانگی اور زیورات کے خریدنے کا کبھی مقدور نہین ہوا۔ آپ کا گھر ہمیشہ خالی اور بے سروسامان رہا۔ ساری عمر آپ نے خستہ حالی اور فقر وفاقہ ہی مین گذاری۔ غزوات کی غنیمت مین سے جو کچھہ آتا تھا اوسکا خمس لیکر آپ اوسی وقت مساکین کو دیدیتے تھے۔ غرضکہ اسباب دنیا اور خورو پوش کی تنگی جیسی کہ خاندان محمدی مین رہی آدم سے لیکر اسوقت تک کسی نبی کے گھر مین نہین ہوئی۔ آپکی بیویان بھی سب طرح سے قانع اور صابر اور آپکی پیرو تھین اون سے کوئی امر آپکی خلاف مرضی سرزد نہوتا تھا۔ مگر اکثر بمقتضاے بشریت کسی ایسی چیز کی خواہش اونہین ہوتی تھی جسکا بہم پہونچانا آنحضرت کے لیئے مشکل ہوتا تھا۔ چنانچہ اسوقت بھی بعض ازواج کی جانب سے چند ایسی ہی خواہشین پیش کی گئین اور آنحضرت اپنی ناداری کے باعث اونکا سرانجام نکرسکے اس لیئے رنجیدہ ہوکر چند روز تک آپ کسی بیوی کے پاس نہ گئے اور ارادہ کیا کہ ایک مہینہ تک نجاؤنگا۔

جب اصحاب کو اس امر کی خبر ہوئی تو سب بیچین ہو گئے۔ حضرت فاروق اعظم فرماتے ہین کہ جب مجھے اس حال سے آگاہی ہوئی تو مین بھاگا ہوا مسجد نبوی مین آیا۔ وہان چند اصحاب منبر معلی کے پاس بیٹھے تھے مگر آنحضرت تشریف نہ رکھتے تھے۔ مین بھی اونکے پاس بیٹھہ گیا تھوڑی دیر مین میرا دل گھبرانے لگا اور بیٹھے بیٹھے مجھکو بھی حزن وملال نے آگھیرا۔ مضطرب ہوکر غرفہ کی جانب گیا اور رباح سے کہا کہ حضور کو میرے آنے کی خبر کردو اور حاضر ہونیکی اجازت لے آؤ۔ وہ اندر گئے اور فوراً آکے کہا کہ آنحضرت سنکے خاموش ہو رہے کچھہ جواب نہین دیا۔ میرا دل اندر سے اور بھی زیادہ دہڑکنے لگا اور اونہین پھر اندر بھیجا۔ اسمرتبہ بھی اونھون نے آکر وہی سوکھی سنائی۔ اب مین اپنے آپے سے باہر ہونے لگا۔ اسی طرح تین بار وہ بے نیل مرام پھرے جب چوتھی بار مین نے اونہین لوٹایا ہے تو اونھون نے آکے یہ کہا کہ چلو سرکار تمہین بلاتے ہین۔

حضرت عمر نے حجرہ مین جا کر دیکھا کہ آپ لنگی باندہے ہوے ایک بورئیے پر بیٹھے ہین اور اوسکے
نشان آپ کے تمام جسم پر پڑ گئے ہین۔ فاروق اعظم آداب بجالاے اور کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا
رسول اللہ مسجد مین سب لوگ غمگین اور سر جہکاے بیٹھے ہین کسی نے یہ خبر اوڑادی ہے کہ آپنے
اپنی سب بیویون کو طلاق دیدی ہے۔ کیا یہ صحیح امر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بالکل غلط مین نے ہرگز
ایسا نہین کیا۔ البتہ میرے دل مین ازواج کی طرف سے کچھہ رنج آگیا ہے۔ حضرت عمر نے التماس
کی اگر اجازت ہو تو مین باہر جا کر سبکو خبر کردون کہ تم لوگون نے جو سنا ہے وہ محض غلط ہے تم سب لوگ رنج کو
اپنے اپنے دلون سے دور کردو۔ آنحضرت بولے بہتر ہے۔ حضرت عمر فاروق فرماتے ہین کہ اسکے بعد
بڑی دیر تک مین حضور کے پاس بیٹھا ہوا آپ کا دل بہلاتا رہا۔ مین نے عرض کی کہ حضور جب تک
ہم لوگ مکہ مین رہے ہماری عورتین ہم سے دبی دبائی رہین۔ مدینہ مین آکے تو وہ ہم پر شیر ہو گئی ہین
یہان کی عورتون کی صحبت مین رہکر اونہین کی سی خو بو اختیار کرلی ہے۔ اور مدینہ کی عورتین اپنے
خاوندون پر بہت غالب ہین اور اونہین کاٹ کہانے کو دوڑتی ہین۔ آنحضرت یا تو کبیدہ خاطر بیٹھے
ہوے تہے یا میری بات سنکر تبسم فرمانے لگے۔ لبہاے نازک پر تبسم دیکھکر میرے دل کو بھی
تسلی ہوئی اور کہنے لگا کہ حضور مین سچ عرض کرتا ہون کہ ایک دن مین اپنی بیوی سے جھنجھلا کے
بولا۔ اونہون نے بھی جواب ترکی بترکی دیا۔ مجھے اوس سے کمال رنج ہوا۔ میری تیوری چڑہی
دیکھکے وہ بولین کہ تم میری بات سے کیون خفا ہوتے ہو رسول خدا کی بیویان اونکو ٹکڑا سا جواب
دیدیتی ہین۔ دور کیون جاؤ تمہاری بیٹی حفصہ کا بھی یہی حال ہے اگر آنحضرت کی بیویان کبھی خفا
ہوتی ہین تو آنحضرت اونکی برداشت کرتے ہین۔ یا رسول اللہ مین یہ بات سنکر سیدھا حفصہ کے
پاس پہونچا اور دریافت کیا کہ آیا یہ بات سچ ہے۔ اوس نے اسکا اقرار کیا تو مین نے حفصہ کو
بہت سخت و سُست کہا کہ معلوم ہوتا ہے تجھے خوف خدا نہین رہا اور تو یہ بات نہین جانتی کہ جس سے

رسول اللہ ناراض ہوتے ہین اوس سے خدا پہرجاتا ہے - دیکہہ اگر تو ایسا کریگی تو ہلاکت مین پڑ جائیگی - خبردار اون سے کسی معاملہ مین زیادہ طلبی اور بہاری فرمائش نکیجو نہ اولٹ کر کبھی جواب دیجو - نہ روٹھنا - اگر تجہے کسی چیز کی ضرورت ہو تو مین موجود ہون مجہہ سے مانگ لیا کر اور عایشہ کے ساتہہ آنحضرت کو زیادہ ملتفت دیکھکر ہرگز نہ جلنا اور کبھی عائشہ کی برابری نہ کرنا - جناب فاروق کی یہ باتین سنکر آنحضرت پھر متبسم ہوے - واقع مین حضرت عمر نے باتین ہی اسوقت کے مناسب اچھی کہین کہ آنحضرت کا رنج دور ہو چلا -

پہر حضرت عمر کہنے لگے کہ حضور مین حفصہ کو نصیحت اور فہمائش کر کے ام سلمہ کے پاس پہونچا اور بسبب رشتہ داری کے مین نے اوسے بہی نصیحت کی - ام سلمہ نے کہا کہ عمر تم آنحضرت کی سب باتون مین تو دخیل ہوتے ہی تہے اب اونکے معاملات خانہ داری مین بہی دخل دینے لگے - اس پر تو آپ کہل کہلا کے ہنس پڑے - یہان تک کہ اسی طرح کی باتون سے آپ کا رنج دور ہو گیا اور حضور ہر بات پر تبسم فرمانے لگے -

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب آپکا ملال دور ہو گیا تو مین ادہر اودہر دیکہنے لگا ہر چند مین نے بغور گہر مین چارون طرف دیکھا کچہہ نہ پایا - ایک گوشہ مین صرف صاع جو اور اسی قدر قرظ رکہے دیکہے اور کچی چمڑے بے کمائے ہوے ایک جگہہ لٹکتے تہے - یہ حال دیکھکر مجہے رونا آیا - آنحضرت نے مجہے روتا دیکھکر پوچہا - ابن عمر اب تم کیون رونے لگے - مین نے عرض کی یا رسول اللہ آپکی ناداری سے میرا دل بہر آیا - جسم پر تو بورئے کے نشان ہین اور گہر مین یہ سامان مجہہ سے تو دیکھا نہین جاتا - روؤن نہین تو کیا کرون - اہل فارس اور روم والے تو عیش و عشرت مین بسر کرین اور آپکو یہ تکلیف ہو - دعا کیجئے کہ اللہ تعالے آپکو اور آپکی امت کو فراخی اور کشائش دے - جسوقت حضرت عمر نے یہ بات کہی تہی آنحضرت تکیہ لگائے بیٹہے تہے یہ سنتے ہی سیدہے ہو گئے اور

فرمایا کہ اے عمر تم ابھی تک اسی خیال مین ہو اللہ تعالےٰ نے فارس اور روم والون کے لئے اسی جہان مین عیش مقرر کیا ہے اور ہمین آخرت کا عیش مرحمت ہوا ہے - کیا تم اس بات پر راضی نہین کہ دنیا ان لوگون کے لیئے ہو اور دین تمہارے لئے - باوجودیکہ دونون جہان آپ ہی کے لئے مخلوق ہوے تھے مگر اس صبر و شکر اور تسلیم و رضا کو دیکھنا چاہیئے کہ مفلسی و فقر و فاقہ ہی سے راضی تھے - ناز و نعم دنیا کی وقعت حضور کے سامنے کچھ بھی نہ تھی -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب آنحضرت نے مجھ سے ایسی باتین کین تو مین معذرت کرنے لگا اور عرض کی کہ حضور میری خطا معاف ہو اور میری بخشائش کے لئے خدا سے دعا فرمائے - پھر بے اختیار یہ کلمات میری زبان پر جاری ہو گئے رضینا باللہ ربًّا و بالاسلام دینًا و بمحمد رسولًا اسکے بعد حضرت عمر نے حجرہ سے باہر نکلکے باآواز بلند اون سب اصحاب کو جو مسجد مین جمع تھے خبر کر دی کہ اے لوگو آنحضرت نے اپنی ازواج سے صرف ایک مہینہ تک علیحدہ رہنے کا قصد کیا ہے -

جب ایک مہینہ تمام ہو چکا اور وہ بھی اونتیس دن کا - تو رسول خدا حجرہ سے نکلکے پہلے حضرت عائشہ کے گھر تشریف لے گئے - اونھون نے بہت تعظیم و تکریم سے استقبال کیا اور پوچھا کیا آپ نے ایک مہینہ تک ہم لوگون سے جدا رہنے کا عہد کیا تھا - ارشاد ہوا کہ - ہان چنانچہ وہ مہینہ آج ختم ہو گیا - پھر فرمایا اے عائشہ مین تم سے ایک بات کہتا ہون اور تمہین اجازت ہے کہ خواہ اسکا جواب از خود دیدو یا مشورہ کر کے اور اپنے والدین سے پوچھکے دینا - جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بولین کہ حضور فرمائیے تو وہ کیا بات ہے - آپ نے یہ آیہ کریمہ جسے آیہ تخییر کہتے ہین اونھین سنائی جو اوسی زمانہ مین نازل ہوئی تھی -

یاایھا النبی قل لازواجك ان کنتن تردن الحیواۃ الدنیا و زینتھا فتعالین امتعکن و اسرحکن

سراحا جمیلا وان کنتن تردن اللہ ورسولہ والدار الآخرۃ فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجراً عظیماً ۔ یعنی اے نبی اپنی بیویون سے کہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور یہان کی رونق چاہتی ہو تو آؤ مین تمکو کچہہ فائدہ دون اور تمکو اچھی طرح سے رخصت کر دون اور اگر تم اللہ اور اوسکے رسول اور آخری گھر کو چاہتی ہو تو اللہ نے اونکے لئے جو تم مین نیکی کرتی ہین اجر عظیم رکھہ چھوڑا ہے ۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ مین نے یہ آیت سنتے ہی فوراً جواب دیا کہ یا رسول اللہ اسمین مجھے اپنے ماں باپ یا کسی اور سے صلاح و مشورہ کی کچہہ ضرورت نہین میرا ایمان میرے ساتھہ ہے ۔ مجھے تو نہ اس دنیا کے مال و منال سے کچہہ کام ہے نہ اس جہان کی زیب و زینت سے مطلب ہے مین نے تو خدا اور رسول کو اختیار کر لیا ہے ۔ مگر اتنی التماس میری بہی منظور ہو کہ حضور اپنی کسی اور بیوی سے میرے اس جواب کا ذکر نہ فرمائین ۔ ارشاد ہوا کہ کبھی نہین دوسرے کوئی اور بیوی میری اس بات کو دریافت بہی نہ کریگی ۔

روایت ہے ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک دن جناب ابو بکر صدیق آنحضرت کے در دولت پر حاضر ہوے اور اندر آنیکی اجازت طلب کی اگرچہ وہان اور لوگ بہی اسی اجازت کی خواہش مین بیٹھے ہوے تھے لیکن سوائے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اور کسی کو اندر آنیکا حکم نہوا دونون صاحبون نے اندر جا کے جو دیکھا تو آنحضرت نہایت اندوہناک بیٹھے تھے اور آپ کے منہ سے بات بہی نہین نکلتی تہی ۔ جناب عمر فرماتے ہین کہ مین نے اپنے دل مین سوچا کہ اسوقت کوئی ایسی بات کہنا چاہئے جو آنحضرت کے دل کا غم جاتا رہے اور خوش ہو جائین ۔ اور تو کچہہ سوجھا نہین ۔ کہنے لگا کہ حضور نے تو دیکھا نہین مگر حال یہ ہے کہ میری بیوی جو خارجہ کی بیٹی ہے اوس نے مجھہ سے نفقہ مانگا اور جھگڑنے لگی مجھے جو غصہ آیا تو اوسکو بہت کچہہ سخت و سست کہا آنحضرت میری یہ بات سنکر تبسم فرمانے لگے اور کہا کہ یہ جو میرے گرد بیٹھی ہوئی ہین مجھہ سے

نفقہ مانگتی ہین اور وہ چیزین طلب کرتی ہین جو مین دے نہین سکتا۔ اتنا سننا تہا کہ حضرت صدیق اکبر کو طیش آگیا اور مناسب حال حضرت عائشہ کو فہمائش کر دی۔ اسیطرح سے فاروق اعظم نے بہی حفصہ کو تاکید کی۔ دونون شہزادیان آنکہون مین آنسو بہر لائین اور فرمایا کہ ہماری توبہ ہے۔ اب ہم کوئی بہاری فرمایش حضور سے نہ کرینگے۔

دوسرا باعث اس جہگڑے کا یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس کسی نے شہد ہدیتاً بہیجا۔ اونہون نے آنحضرت کے لیئے رکہہ چہوڑا کیونکہ آپکو شہد نہایت مرغوب تہا۔ جب حضور اونکے پاس جاتے تو وہ اوسکا شربت کرکے آپکو پلا دیا کرتی تہین۔ چونکہ شہد کے گہلنے مین ذرا دیر لگتی ہے اس لیئے اوسکے گہلنے تک آپ حضرت زینب ہی کے پاس بیٹہے رہتے اور وقت معہودہ سے زیادہ اونکے پاس گذر جاتا۔ یہ دیکہکر عائشہ اور حفصہ نے باہم صلاح کرلی کہ جب آنحضرت ہم مین سے کسی کے پاس تشریف لائین تو وہ آپ سے یہی کہے کہ حضور کے جسم سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ مغافیر جمع ہے مغفور کی۔ اور مغفور درخت عرفطہ کا گوند ہوتا ہے جسکا مزہ شیرین ہے مگر بدبو اوس مین ہوتی ہے۔ حالانکہ حضرت کو بدبو سے کمال ہی نفرت تہی اس لیئے کہ آپ ملائکہ سے ہمکلام ہوتے تہے اور فرشتون کو بدبو سے تکلیف ہوتی ہے۔ قصہ مختصر کہ حضور ان دونون مین سے کسی کے پاس گئے اوس نے کہدیا کہ کیا آپنے مغافیر کہایا ہے آپ کے جسم سے اوسکی بدبو آرہی ہے۔ ارشاد ہوا کہ نہین۔ مین تو اوسکے پاس تک نہین گیا البتہ زینب بنت جحش نے شہد کا شربت پلا دیا ہے یہ سنکر وہ بولین تو ٹہیک ہے۔ اس شہد کی مکہی نے درخت عرفطہ کا رس چوسا ہوگا۔ آنحضرت نے کہا خیر اب مین اوس شہد کو نہ پیونگا تم کسی سے اس بات کو کہنا نہین۔ اونہون نے کہا بہت اچہا مگر اس اقرار کو پورا نہین کیا اور اپنی دوسری ہم مشورہ سے کہدیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام

یہ آیت لیکر حاضر ہوے - یاایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک واللہ غفور رحیم قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم واللہ مولکم وھو العلیم الحکیم یعنی اے نبی تم کیون اپنے اوپر اوس چیز کو حرام کئے لیتے ہو جو اللہ نے تمہارے اوپر حلال کی ہے - تم اپنی بیویون کی رضامندی چاہتے ہو حالانکہ اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے اللہ نے فرض کر دیا تمپر کہ تم اپنی عہد کو کہول ڈالو وہی تمہارا دوست ہے اور سب کچھ جانتا ہے اور حکمت والا ہے -

تیسرا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن آنحضرت صلعم جناب حفصہ کے گھر تشریف لے گئے تھے اونہون نے آپ سے اجازت لی اور اپنے میکے گیئن - اونکے جانے کے بعد حضور نے وہین ماریہ قبطیہ کو بلا لیا - اتنے مین حفصہ ہی آپہونچین اور گھر کا دروازہ بند پایا تہوڑی دیر ٹہیری تہین کہ آنحضرت باہر نکل آے - حفصہ رونے لگین اور کہا کہ آپکو یہ بات زیبا نہ تہی آپنے حفصہ سے کہا کہ اگر تمہاری مرضی یون ہی ہے تو ماریہ کو مین اپنے اوپر حرام کئے لیتا ہون مگر تم اس بات کو اپنے ہی تک رکہنا - حفصہ نے آنحضرت سے تو کہہ دیا کہ مین کسی سے نہ کہونگی مگر جب آنحضرت چلے گئے تو اوس دیوار کو جو اونکے اور عائشہ کے گھر کے درمیان تہی ہاتہہ سے تہپ تہپایا اور عائشہ سے سارا قصہ کہدیا -

پہر جب آنحضرت عائشہ کے پاس گئے تو اونہون نے مذاق کی راہ سے کہا کہ آپ میری باری کے دن ماریہ سے صحبت رکہئے تاکہ آپکی اور بیویون کی باریون مین فرق نہ آے - پس یہ آیت سورۂ تحریم کی نازل ہوئی -

واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا فلما نبات بہ واظہرہ اللہ علیہ عرف بعضہ واعرض عن بعض فلما نباءھا بہ قالت من انباک ھذا قال نبانی العلیم الخبیر ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما وان تظاھرا علیہ فان اللہ ھو مولہ وجبریل وصالح المومنین والملئکۃ بعد ذلک ظہیر

یعنی جب نبی نے چہپا کر اپنی ایک بیوی سے کوئی بات کہی اور اوس نے اوسکی خبر کردی تو اللہ نے نبی کو اطلاع دیدی اور نبی نے حفصہ سے کہا کہ مین نے اتنی باتین تم سے کہی تہین تم نے اون مین سے اتنی دوسرے دن سے کہدین پہر جب نبی نے عورت کو جتایا تو وہ بولی تمنے یہ کس سے سنا ہے تو نبی نے کہا کہ مجہکو اوس واقفکار خبردار نے بتایا اگر تو بہ کرو تم دونون اور اللہ کی طرف رجوع ہو پس تحقیق تمہارے دل راہ صواب سے پہر گئے ہین جو رسول اللہ کے بہیدونکی حفاظت نہین کرتی ہو اگر تم دونون رسول پر چڑہائی کروگی تو اللہ اونکا رفیق ہے اور اوسکے بعد جبریل اور نیک ایمان والے اور فرشتے اوسکے مددگار ہین۔ روایت ہے کہ آنحضرت نے جب حفصہ کو بہت رنجیدہ دیکہا تہا تو تحریم ماریہ کا حال اور یہ بات کہدی تہی کہ میرے بعد عائشہ کا باپ اور اوسکے بعد تیرا باپ خلیفہ ہوگا۔ حفصہ نے تحریم ماریہ کی خبر تو عائشہ کو کردی مگر خلافت کا ذکر اوڑا گئین یہ بات حضور کو اور بہی زیادہ ناگوار گذری۔

چوتہا سبب اس رنجش کا یہ سنا گیا ہے کہ آنحضرت کے لیے کچہہ ہدیہ آیا تہا اور ایک روایت مین ہے کہ حضور نے ہی ایک دنبہ ذبح کیا تہا اوسمین سے ہر بیوی کو آپنے حصہ بہیجا زینب بنت جحش نے اپنا حصہ پہیر دیا۔ آپنے اوسپر کچہہ اور زیادہ کرکے اونکے پاس بہیجا۔ اونہون نے پہر بہی واپس کیا۔ حضرت عائشہ بول اوٹہین کہ آپ نے خود اپنے آپ کو ذلیل کیا ہے ارشاد ہوا کہ قسم ہے اللہ کی تم اس سے زیادہ ذلیل ہوگی۔ پہر آپ نے عہد کیا کہ ایک مہینہ تک کسی بیوی کے پاس نجاؤنگا۔

واضح ہو کہ اہل سیر نے اس خانگی شکررنجی کے مختلف اسباب لکہے ہین جیسا کہ اوپر مذکور ہوچکا اگر بغور دیکہا جاوے تو انمین کوئی مخالفت نہین ہے یہ چارون اسباب ملکے اس جہگڑے کا باعث ہوے ہین کیونکہ حلم اور خلق محمدی کے مناسب یہی بات ہے کہ بار بار کی

خطاؤن سے تنگ آکر آپنے یہ سزا اونکو دی - پہر جس راوی کو جتنا پہونچ گیا اوس نے اوتنا ہی بیان کر دیا اور یون الگ الگ روایتین معلوم ہونے لگین -

روایت ہے کہ جب آیہ تخییر نازل ہوئی تو آپکی ازواج مین ایک عورت تہی فاطمہ اوس نے دنیا کو اختیار کیا اور آپ کے عقد سے خارج ہو گئی - اوسکے بعد کسی نے اوسکو راہ مین چہوہارونکی گٹہلیان چنتے دیکہا تاکہ اون سے اپنا پیٹ بہرے - دیکہنے والے نے پوچہا تو کون ہے جو اس خواری سے اپنی زندگی بسر کرتی ہے - فاطمہ بولی انا الشقیة التی اخترت الدنیا یعنی مین وہ بدبخت ہون جس نے دنیا کو اختیار کیا -

یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ازواج مطہرات کا صبر نہ کرنا موجب اس تمام جہگڑے کا ہوا اور لوگون مین مشہور ہو گیا کہ آنحضرت نے اپنی بیویون کو طلاق دیدی - اس سے یہ نہ سمجہنا چاہئے کہ یہ بیبیان اعلی درجہ کی بیبیون مین نہ تہین - استغفر اللہ اونکی تعظیم و تکریم اور شان و شوکت مین اس بیہودہ جہگڑے سے کیا فرق آسکتا ہے یہ دنیا کے مکروہات ہین جو کبہی نہ کبہی اور کسی نہ کسی وقت اور خواہ مخواہ خود بخود پیش ہی آجاتے ہین - یہ تو بیچاری عائشہ و حفصہ اور زینب تہین ان سے تو کوئی نبی ولی نہین بچ سکتا - خانہ داری کے کوچہ مین قدم رکہا نہین کہ اس دانتا کلکل نے گلا دبوچا - شاباش ہے ان عورتون کو کہ ایسے جلیل القدر خاوند کے ساتہہ کیسی نباہی اور پہر عسرت اور فاقہ کشی مین اور اوس پر طرہ یہ کہ میان شاہ عرب جنکی باندہی بندہتی ہو اور چہوڑی چہوٹتی ہو اس حالت مین فرشتہ خصال عورتین ہی ہوتین تو لوٹنے ٹوٹکے اور جہونٹم جہانٹا سے باز نہ رہتین - سوتیا ڈاہ ایسی زبردست چیز ہے کہ کوئی اس پر غالب نہین آسکتا - ہم عوام الناس کیا جانین جنہین حشرات الارض کی طرح - ؏

لائی حیات آئے قضا لیچلی چلے	اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

اسکی ماہیت بیان کرنیکو تو افلاطون وارسطو وسقراط وبقراط ہوتے۔ مرحبا ہی۔ اے عائشہ صدیقہ اور آفرین ہے۔ اے حفصہ اور شاباش ہے۔ اے زینب تمکو کہ تم نے ایسی متضاد اور متبائین حالتون مین خوب ہی نباہی اور تمام عمر مین صرف ایکدفعہ ذراسی تنبیہ تمکو ہوئی یہ تمہارا ہی جگر تھا۔ ہم مردون مین سے اگر دو افلاطون کسی دنیوی بادشاہ کے وزیر ہوجاتے ہین تو اونمین عمر بھر چھری کٹاری رہتی ہے۔ بڑی بڑی مہذب اور تعلیم یافتہ سلطنتین ناحق کی ناموری اور ہمچومن دیگرے نیست کی شرم سے اتنے خزانہ خاک مین ملادیتی ہین جنکے آگے قارون کا خزانہ ایک پائی کے برابر بہی نہین ہے۔ لاکھون انسانی گلے یون کٹوادیتے ہین جیسے کہ ہمنے مچھر کو بہیں دیا اگر پوچھو کہ کیون ایسا کیا گیا تو سوائے اسکے اور کوئی جواب نہین کہ سلطنت کی عزت قائم رکھنے کو خیر یہی سہی تو پہر عائشہ پر کیا اعتراض ہے کہ اونکی سلطنت آج تو اونکی بغل مین تہی اور کل زینب کو حاصل ہوگئی اور پرسون سودہ کو ملگئی۔ یہ آنحضرت کا فیض صحبت تہا جس نے ان عورتونکو اس عالی درجہ پر پہونچا دیا تہا ورنہ کیسا ہی مرد ہو اوس سے بہی ضبط نہین ہوسکتا۔ اب رہین انسانی کمزوریان اور اقتضائے بشریت وہ عوام الناس سے لگاکے ولی اور نبی تک کے لئے قابل معافی ہین اون سے ان عورتون کے اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ مین ذرہ کے برابر بہی فرق نہین آسکتا کجا کہ اونکی تعظیم وعظمت ہماری نظر سے گرجائے۔ پس مرد کے زبان وقلم سے ایسے اعتراض نکلنا نازیبا ہین۔ اگر نکلین بہی تو اوسکی جہالت ہے اور اونکے جواب مین "ایاز قدر خود بشناس" کہکے خاموش ہورہنا چاہئے۔

تاریخ لکہتے لکہتے گرہستی جہگڑون مین ہم پڑ گئے ہین اس لئے موقع کے مناسب ایک اور اعتراض مہیب صورت مین ہماری آنکھون کے سامنے آکھڑا ہوا ہے۔ عائشہ پر اعتراض کرنیوالے اوسے سنین اور گریبان مین منہ ڈالین یعنی ہمارے گہریلو جہگڑون پر بحث کرنے کو

دیکھئے معترضون کو یہ سوجہی ہے کہ "آنحضرت شہوت پرست تہے ورنہ اونکو بیویون کے ایک لشکر کی کیا ضرورت تہی جو یہ دقتین پیش آئین ایک بیوی ہوتی تو کچہہ بہی نہوتا" لو اب فرمائیے کہ گئے تہے روزون کے بخشوانے کو نماز گلے پڑی۔ شہوت پرست ہونیکے لئے تو اتنا کہدینا کافی ہے کہ نعوذ باللہ منہا ہمنے اوس ذات پاک اور والاصفات کو زنا سے متہم ہوتے ہوے کبھی نہین سنا جو شہوت پرستی کا ضروری لازمہ ہے اور علاوہ اوسکے جب آدمی کی جوانی مین آکے دیکھتے ہین تو یہ پاتے ہین کہ حضور نے اپنے عین شباب کو اوس طرح کاٹا جیسے سو برس کے بوڑہی عورت سے الگ تہلگ رہکر بسر کرتے ہین۔ ۲۵ برس کے سن تک آپ نے کسی عورت کی طرف آنکھہ اوٹھا کے نہین دیکھا جو عیاشی کے لچھن سے بالکل بعید ہے پہر چالیس برس کی ایک بیوہ کی درخواست سے اسلام کے فائدہ کے لئے آپ نے شادی قبول کی کسی کنواری کی طرف رجحان ہی نہین ہوا اور جب تک جناب خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا زندہ رہین آپ نے عورت کا نام نہین لیا اور اب حضور کی عمر ۵۰ برس کی ہوگئی جسکی نسبت عقلا کا یہ قول ہے

نشاط عمر باشد تا چہل سال ۔۔ چہل آمد فرو ریزد پر و بال

ان خیالات سے شہوت پرستی کا الزام تو قائم نہین رہ سکتا سوچنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمین کوئی اور بہید تہا جیسی آپکی ذات مظہر عجایب و غرایب تہی ویسے ہی آپ کے افعال بہی ہر کس و ناکس کے سمجہہ مین آنا مشکل ورنہ ایسا آدمی فقر و فاقہ مین جو کی روٹیان کہانے اور چٹائی پر پڑ رہنے کے لئے اتنی بیویون کا لشکر دردسری کیواسطے اپنے پیچہے نہ باندہ لیتا اور پہر اوس زمانہ مین جسکا مقولہ یہ ہے کہ عہ۔ زن بیوہ مکن اگرچہ حور است۔ عیاش تو باکرہ تلاش کرتا ہے نہ کہ بیواؤن کا لشکر۔ اسمین ذرا سی حکمت تو ہمارے لئے یہ تہی کہ تم لوگ عقل سے خارج بیوہ عورت سے بدسلوکی جو کرتے ہو اوسے ذلیل اور منحوس اور بری سمجہتے ہو تو ہمنے

اونہین تمہارے ہی منہ سے ام المومنین یعنی تمہاری مائین کہلا دیا کیا اب بہی بیواؤن کو حقارت کی نظر سے دیکہو گے اور بیوہ کا نکاح کر دینا بے عزتی سمجہو گے اگر ایسا سمجہتے ہو تو اپنے نبی کے تمام خاندان سے باغی ہو اور مسلمان نہین۔ کسی کی ایک بیوہ مان نکاح کر گئی ہو گی تمہاری بہت سی ماؤن نے ایسا کیا ہے پہر لا رھبانیة فی الاسلام ﷺ یہود و نصاریٰ کے دین مین مجرد رہنا اور مہنت و جوگیون کی طرح زندگی بسر کرنا اعلیٰ درجہ کا تقدس تہا جو علاوہ قانون قدرت اور منشاء فطرت اور مرضی الٰہی کے خلاف ہونے کے سخت سے سخت گناہون اور بدترین ظلمون کا ماخذ بہی تہا۔ باواجی دکہانیکو تو مجرد رہتے تہے مگر باطن مین معصوم دوشیزہ لڑکیون کا پردۂ عصمت اون سے چاک ہوتا تہا کہ جسکا بیان تاریخ کی کتابون مین پڑہ پڑہ کے آنکہون سے پانی کے آنسو نہین بلکہ خون کے فوارے بہتے ہین۔ دور کیون جاؤ اب گو بہت سے فلسفیان دوران تجرد کے تو خلاف ہین مگر اپنی جہالت سے عمر بہر مین ایک سے زیادہ نکاح کو روا نہین رکہتے اون سے ہماری یہ عرض ہے کہ حضرات اس آپکی تقلیل نے بہی زن وشوہین زنا کے رواج کو بند نہین کیا اب بہی وہ زور شور سے جاری ہے جسکا وبال یا تو آپ کے مذہب کے سر ہیگا یا آپ کے قانون کی گردن پر۔ ہمارے مذہب نے تو آئینۂ جمال مصطفوی ہمارے سامنے رکہکے ہمین یہ دکہا دیا کہ نکاح سنت نبوی ہے جس نے اس سے منہ پہیرا وہ ہم مین سے نہین۔ پہر تم انسان ہو۔ کل جدید لذیذ کی علت بہی تمہارے پیچہے لگی ہوئی ہے ایک چیز بہی تمکو اجیرن ہو جاتی ہے اس لئے تم ایک نہین کئی نکاح بہی کر لیا کرو مگر زنا کے مرتکب ہو کے بداخلاق اور نطفہ بے تحقیق نہ بنو۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن	نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

پہر قانون ربانی آنحضرت کے ذریعہ سے جاری ہوا۔ اوس قانون کی اصل ہین قرآن و حدیث

اور انہین دونون اصول کی تطبیق سے فقہ پیدا ہوئی۔ فقہ کی لاکھون باتین جو عورتون سے متعلق ہین اونہین نہ آپ غیر عورتون کو بتا سکتے تہے نہ غیر عورتین سواے آپکی ازواج مطہرات کے آپ سے پوچھہ سکتی تہین اور مردون کے سامنے بھی اونکا بیان کرنا یا پوچھنا بیحیائی تہا اور مسلمانون کے مذہب مین ایک راوی کی روایت پر عملدرآمد ہو نہین سکتا اس لیئے آپ کے متعدد نکاح کراے گئے جسکی بدولت آج حیض و نفاس اور طہارت وغیرہ کے لاکھون مسائل اور مفید باتین ازواج مطہرات سے اور مسلمان عورتون کو معلوم ہوئین اور پہر اونکے وسیلہ سے عام مسلمانون مین پہیلین۔

پہر اس تعدد ازدواج مین ایک ملکی مصلحت بھی شامل تھی یعنی مختلف قبیلون مین شادی کرنے سے آپنے اسلام کے جان نثارون کا بہت بڑا گروہ بنالیا تہا اور اوسوقت کے دستور کے موافق یہ ایک بہت بڑی ملکی حکمت تہی جسکا مسلمانون کو شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

اخیر مین ہماری یہ التماس ہے کہ آنحضرت نے ایک سے نہین پندرہ عورتون سے نکاح کرلیا اسمین ہمارا اور تمہارا کیا اجارہ ہے مثل مشہور ہے کہ جب دونون کی راضی تو کیا کریگا قاضی عورتین تہین۔ اونہون نے زید سے نہین تو بکر سے نکاح کرلیا۔ ہماری تمہاری دست اندازی کا موقع تو جب ہوتا جبکہ آپ شہوت پرستون اور عیاشون کیطرح عورتون کو گہر مین ڈالتے اور پہر خبر نہوتے جیساکہ بہت سے ظالم کیا کرتے ہین۔ جسکا بار ثبوت ایسے معترضون کے ذمہ نہایت ضروری ہے ورنہ اونکے اعتراض کی بنیاد قایم نہین رہتی۔ اور وہ جڑ سے اوکھڑ جاتا ہے۔ پس جب آپ عدل قائم رکہتے تہے اور سب بیویون کے ساتہہ ایک سا برتاؤ کرتے تہے اور آپکا قول یہ تہا خیرکم خیرکم لاہلہ وشرکم شرکم لاہلہ یعنی اپنے گہر والون کے ساتہہ جو اچہا ہے وہ سب سے اچہا ہے اور جو اپنے گہروالون کے ساتہہ برا ہے وہ سب سے براہی۔ اور آپ پورے

طور سے اس قول پر چلتے تھے - بیویون - بچون - عزیزون اور اصحابون سب کے ساتھہ آپکا برتاؤ ایسا عمدہ تھا جسکی نظیر دنیا مین نہین مل سکتی تو پھر ہم اعتراض کرنے والے کون -

ایک مرد اور ایک عورت کا سنگسار کیا جانا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اسی نوین سال ہجری مین ماعز بن مالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ تم مجھے سزاے شرعی دیکے گناہ سے پاک کرو - حضور نے فرمایا افسوس ہے تجھپر اے ماعز یہان سے چلا جا - خدا کے آگے توبہ کر اور اپنے دلکو اوسکی طرف رجوع کر - ماعز چلا گیا لیکن تھوڑی دور سے پھر واپس آکر کہا "اے رسول اللہ مجھے گناہ سے پاک کردو" پھر وہی ارشاد ہوا کہ واے تیرے حال پر تو میرے سامنے سے چلا جا - غرضکہ چار دفعہ ایسا ہی ہوا اور تین مرتبہ اوسے پھیر پھیر دیا - جب چوتھی بار اوس نے آکر کہا "اے رسول اللہ مجھے گناہ سی پاک کردو" تو حضور نے تنگ ہو کے فرمایا کہ ای شخص تجھہ سے کونسا گناہ سرزد ہوا ہے اوس نے عرض کی کہ حضور مین نے زنا کیا ہے - آپ اوسکی سزا مجھے دیدیجیے تاکہ قیامت کے دنکا عذاب مجھپر سے ٹل جاے - حضور نے صحابہ سے فرمایا "کیا یہ آدمی مجنون ہے" - صحابہ نے عرض کی کہ نہین صاحب اسکو جنون تو نہین ہے - پھر آپ نے پوچھا دیکھہ تو لو کہ اس نے کہین شراب تو نہین پی ہے - صحابہ مین سے ایک نے کھڑے ہو کے اوسکا منہ سونگھا تو معلوم ہوا کہ وہ بیہوش بھی نہین ہے - آنحضرت نے ماعز سے پھر دریافت کیا کہ کیا تو نے زنا کیا ہے وہ مقر ہوا تو آنحضرت نے اوسے سنگسار کرا دیا - اوسکے سنگسار ہونیکے بعد تین دن تک لوگون نے اوسکا کچھہ ذکر نہ کیا - پھر رسول خدا آے اور لوگون سے فرمایا کہ تم ماعز کے لیے استغفار کرو اور اوسکے ترقی درجات کے واسطے دعا مانگو - تحقیق ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اوسکا ثواب میری ساری امت پر تقسیم کیا جاے تو سبکی نجات ہو جاے -

اسی طرح قبیلہ ازد کی شاخ غامدیہ کی ایک عورت سبیعہ نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
مین حاضر ہو کے کہنے لگی کہ حضور مین نے زنا کیا ہے اور امیدوار ہون کہ آپ حد شرعی جاری کرکے
مجھکو گناہ سے پاک کردین - ارشاد ہوا کہ میرے سامنے سے دور ہو - ارحم الراحمین سے معافی
مانگ اور آہ وزاری و توبہ کر - اوس نے التماس کی کہ آپ ماعز بن مالک کی طرح مجھہ سے بھی فرماتے
ہین حالانکہ مین سچی ہون اور مجھے حرام کا حمل بھی رہگیا ہے - اوسوقت حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تو
حاملہ ہے تو جبتک کہ بچہ نہ جن لیگی حد نہین جاری ہوسکتی - لہذا ایک انصار سے کہدیا گیا کہ
تا وضع حمل اسکے کہانے پینے کی نگرانی رکھو - جب وہ بچہ جن چکی تو انصاری نی حضور مین اطلاع کی -
ارشاد ہوا کہ ابھی وہ سنگسار نہین کی جاسکتی کیونکہ بچہ کو دودہ کون پلائیگا اوس سے کہدو کہ
ابھی بچہ کی پرورش مین مشغول رہے - پس جب اوسکا بچہ اچھی طرح روٹی کہانے لگا تو وہ اوسے
گود مین لیکے حضور مین حاضر ہوئی - آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ بچہ کے ہاتہہ مین روٹی کا ٹکڑہ ہے
اور وہ اوسے اچھی طرح کہا رہا ہے - آپ نے اوس بچہ کو ایک مسلمان کے سپرد کیا اور فرمایا
کہ اسے اچھی طرح رکہنا اور خوب کہلانا پلانا - پھر سینہ تک ایک گڑہا زمین پر کہدوا کے اوس عورت
کو اوسمین کھڑا کیا اور سنگسار کرادیا - خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی پتھر مارنے مین شریک تھے
کہین اوسکے خون کی چھینٹ اوچٹ کے اون پر پڑ گئی - حضرت خالد نے ناخوش ہوکر اوسے برا
بھلا کہا - آنحضرت نے خالد کو روکا کہ خبردار اس عورت کو نہ جھڑکو اس نے توبہ کی ہے اور
گناہ سے پاک ہوجانے کے لئے خود شرعی سزا کی خواہان ہوئی ہے اب یہ پاک ہوگئی اور
بالتحقیق بخشی جائیگی - پھر اوس عورت کی لاش گڑہے سے نکلوا کے آنحضرت نے خود اوسکے
جنازہ کی نماز پڑہی اور اچھی طرح دفن کیا -

(۵۵) غزوۂ تبوک

آنحضرت کا یہ آخری غزوہ بھی ۹ھ ہجری مین واقع ہوا - وجہ اسکی یہ ہوئی کہ ملک شام سے ایک قافلہ روغن زیت اور آرد سفید ساتھہ لیکر سوداگری کرنے مدینہ مین آیا - اور بیان کیا کہ ہرقل شاہ فرنگستان نے مسلمانون کے تباہ کرنیکے لیئے ایک بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے - قبائل لخم وخزام وعاملہ وغسان وغیرہ سب اوسکی مدد کو آمادہ ہین اور بہت سے عرب بہی اوسکا ساتھہ دینے کو مستعد ہو گئے ہین قریب ہے کہ یہ سب جمع ہوکر مدینہ پر حملہ آور ہون بلکہ مقدمہ اوس لشکر کا بلقاء تک آن ہی پہونچا - اوس لشکر مین یہ بہی مشہور ہے کہ عرب کے کسی رئیس نے ہرقل کو لکھہ بہیجا ہی کہ جس شخص نے نبوت کا دعوی کیا تہا وہ تو مر گیا اب اوسکے اصحاب مین بڑی گڑبڑ مچی ہوئی ہے اور سب مسلمان بڑی بے سروسامانی اور خرابی مین ہین مدینہ مین سخت قحط اور بڑی تنگی ہے اس صورت مین مدینہ پر چڑہائی کروگے تو بآسانی فتح کرلوگے اس لیئے ہرقل نے اپنے ایک نامی سردار قباد کو چالیس ہزار آدمی کے ساتھہ معہ بہت سے قبائل کے مسلمانون کی تخریب اور مدینہ کی فتح کو بہیجا ہے -

قافلہ والون کا بیان سارے مدینہ مین مشہور ہو گیا اور آنحضرت کو بہی اوسکی خبر ہوئی - منافق لوگ اپنی خیرخواہی اور دوستی جتانے کے لیئے آنحضرت کو طرح طرح کی صلاحین دیتے تہے چنانچہ یہودیون نے کہا کہ اے ابوالقاسم اگر تمہارا دعوی نبوت سچ ہے تو تم بیدہڑک ملک شام کو چلے جاؤ کیونکہ وہ سرزمین انبیاء کا مقام ہے اور سب نبی وہین رہے ہین - آنحضرت نے اصحاب سے کہا کہ ہرقل نے مسلمانون کے تباہ کرنیکا بڑا سامان کیا ہے - رومی لشکر کے ساتھہ اکثر قبائل بہی متفق ہو گئے ہین اب تمہین مسلمانون کے جان ومال کی حفاظت کرنا مناسب ہے پس تم سامان سفر درست کرو اور دشمنون کو راستہ ہی مین آڑے ہاتہون لو اونکو اتنی فرصت نہ ملے

کہ وہ مدینہ مین آکر دست درازی کرین۔ اسمین شک نہین کہ وہ ایک شاہنشاہ کا لشکر ہے اور اکثر اقوام وقبائل اوس سے متفق ہین اور سب مسلمانون کے دشمن بنگئے ہین مگر یاد رکھو کہ تمہارے ساتھہ بھی خدا ہے تم کثرت اعداے دین کا کچھہ خیال نہ کرو۔

جب یہ مشورہ قرار پاگیا تو اون قبائل کے پاس آدمی بھیجے گئے جو مسلمان ہو چکے تھے تاکہ وہ بھی سامان درست کرکے لڑنے آوین۔ آنحضرت نے ہر ایک دوست۔ دشمن اور موافق ومخالف سے باعلان کہدیا تہا کہ شاہ فرنگستان نے مسلمانون کے برباد کرنیکا ارادہ کیا ہے اوسکی گوشمالی کے لیے ہم جاتے ہین گرمی کی شدت۔ دشمنون کی کثرت۔ زادراہ کی قلت اور قحط وتنگی کے باعث آنحضرت کو بھی منظور تہا کہ اس سفر کی ماہیت اور مسافت بعیدہ کی اصلیت کما حقہ لوگون پر واضح اور آشکارا کردی جاے تاکہ ہر شخص سفر کی درازی کے موافق اپنے کہانے پینے اور پہننے کا سامان کرکے چلے۔ پس جب مسلمانون کے سفر کا سامان ہوچکا اور لوگ چلنے کے لیے مجتمع ہوگئے تو اوس لشکر کا نام جیش العسرۃ رکہا گیا۔ اہل تفاسیر اور ارباب تواریخ لکھتے ہین کہ اس دفعہ لشکر اسلام مین ایسی تنگی تہی کہ دس آدمی پیچھے ایک اونٹ تہا۔ سب باری باری اوترتے چڑہتے چلے جاتے تہے اور اکثر اہل لشکر کو گنتے ہوے چھوارون۔ کڑا کہاے جو اور بدبودار چربی کے سوا کہانے کو اور کچھہ نہ ملتا تہا۔ اور بعض کو تو یہ بھی میسر نہ تہا۔ راہ مین پانی کی ایسی قلت تہی کہ باوجود سواری کی کمی کے اونٹون کو ذبح کرکے اونکی رطوبات سے حلق تر کرتے تہے۔

مدینہ سے چلنے کیوقت آنحضرت نے اصحاب کو جمع کیا اور صدقہ۔ خیرات۔ باہمی مدد۔ درستی لشکر اور خدا کی راہ مین کوشش کرنیکی نصیحت کی۔ اوسکو سنکر اصحاب مین سے ہر ایک نے اپنی اپنی ہمت اور قدرت کے موافق لشکر کی مدد کے لیے اپنا مال دیا۔ چنانچہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا اوس زمانہ مین ارادہ تہا کہ اپنا مال تجارت کے لیے شام بھیجین جب یہ

غزوہ پیش آگیا تو مال بہیجنا موقوف کر دیا اور آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکے گذارش کی کہ یہ تین
سو اونٹ اور ہزار اوقیہ چاندی مین سوداگری کے لئے شام بہیجتا تہا اسے آپ لشکر کے سامان مین
صرف کر دیجیے - آنحضرت نے عثمان کی ہمت پر آفرین کی اور فرمایا اللھم ارض عن عثمان فانی عنہ راض
یعنی یا رخدایا مین عثمان سے بہت راضی ہوا تو بہی اون سے خوش اور راضی ہوجا - جناب عمر فاروق نے
دل مین ٹہانی کہ آج مین صدیق اکبر کو مات دونگا اور اون سے بڑہکے کام کرونگا - آپ ان دنون بڑے
مالدار ہو رہے تہے - دوڑے دوڑے گئے - جہٹ گہر سے اپنا نصف مال سمیٹ لائے اور
حضور کے سامنے رکہدیا کہ اسے اس غزوہ مین صرف کر دیجیے - آپ نے پوچہا کہ عمر - تم اپنے بال بچون
کے لئے بہی کچہہ چہوڑ آئے ہو یا نہین - فاروق اعظم نے التماس کی کہ نصف مال اونہین دیدیا ہے
اتنے مین صدیق اکبر بہی آن موجود ہوے اور اپنا سارا مال آپ نے آنحضرت کے قدمون پر رکہدیا آپ نے اونسے
بہی دریافت کیا کہ ابوبکر تم نے اپنے عیال و اطفال کیواسطے گہر پر کیا چہوڑا صدیق اکبر نے عرض کی اللہ
و رسول اونکے لئے کافی ہین مال سے کیا ہو سکتا تہا - مجہے کچہہ حاجت نہ تہی کہ گہر والون کو مال
دیتا" حضرت عمر بولے کہ ابوبکر مین کسی کام مین تم سے سبقت نہین لے جا سکتا تمہین مجہہ سے
فائق رہے - حضرت عبدالرحمن بن عوف نے چالیس اوقیہ سونا رسول اللہ کے سامنے رکہکے
عرض کی کہ حضور میری گرہ مین آٹہہ ہزار درم تہے - نصف تو مین یہ خدا کی راہ مین دیتا ہون اور نصف
گہر والون کو دیدئے ہین - آنحضرت نے دعا دی کہ خدا تمہارے دونون حصون مین برکت دے
آنحضرت کی یہ دعا اونہین ایسی پہلی کہ باقی چار ہزار درم کے جو اونہون نے گہر چہوڑے تہے
تین لاکہہ بیس ہزار درم ہوگئے اور لشکر کو بہی اونکے مال سے بہت فائدہ پہونچا - حضرت عباس بن
عبدالمطلب - طلحہ بن عبداللہ سعد ابن عبادہ اور محمد بن مسلمہ نے بہی اپنے اپنے مال مین سے
صدقہ دیا - حضرت عاصم بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ نے سو وسق چہوہارے دئیے -

ابو عقیل انصاری رضی اللہ عنہ سے صرف نصف صاع چھوہارے بن پڑے اونھون نے وہی لاکے حضور کے روبرو رکھدئیے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مین نے آج رات بھر کنوئین سے پانی کھینچا تھا اوسکی مزدوری مین مجھے ایک صاع چھوہارے ملے اون مین سے نصف تو گھر والون کو دے آیا ہون اور آدھے یہ حاضر ہین۔ یہ کلام سماعت فرماکے حکم نبوی یون صادر ہوا اُن چھوہارون کو سب مال کا جو اسوقت جمع ہوا ہے گل سر سبد بناؤ اور سب کے اوپر رکھدو۔ بہت اسی عورتون نے اپنے زیور اوتار اوتار کے رسول خدا کے قدمون پر لا رکھے۔ حضور نے یہ سب مال اوسی وقت ارباب حاجات اور مستحقون کو دیدیا اور فرمایا کہ اسے تیاری سفر و درستی سامان جنگ مین صرف کرو۔ دشمنان اسلام سے مقابلہ کرو اور نعلین خرید خرید کے ضرور اپنے پاس رکھنا کیونکہ جب مرد کے پانوءن مین جوتا ہوتا ہے تو وہ بمنزلہ سوار کے ہوجاتا ہے۔

اب چند صلحاے اصحاب آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوے۔ جنکے نام نامی اور اسماے گرامی یہ ہین۔ سالم ابن عمر۔ عتبہ ابن زید۔ ابو لیلی۔ عبد الرحمن ابن کعب مازنی۔ عمرو ابن عنیمہ۔ سلمہ ابن صخر۔ عرباض ابن سایرہ۔ اور عبد اللہ ابن مغفل اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم پیدل نہین چل سکتے۔ سواری مرحمت ہو تو ہم بھی غزوہ مین چلین۔ ارشاد ہوا کہ صاحبو مین مجبور ہون مجھے سواری میسر نہین ورنہ ضرور تمہین دیتا۔ یہ لوگ روتے ہوے مجلس نبوی سے باہر نکلے۔ ابن یامین ابن عمیر ابن کعب نضری نے اونکی رقت دیکھکے ابو لیلی اور ابن مغفل کو شرکت مین ایک اونٹ دیا اور دو دو صاع خرما دونون کو بطور زاد راہ کے دئیے۔ بعض کو حضرت عباس بن عبد المطلب نے دو دو اوقیہ چاندی دی۔ حضرت عثمان بن عفان نے تین اشخاص کو سواری دی اور اونکا یحتاج اپنے ذمہ لیا۔ غرضکہ اس طرح یہ آٹھون صاحب بھی چلنے کے قابل ہوگئے۔

اس عین ہنگامہ اور چلاچلی کے وقت منافقون کی ایک جماعت یکایک آن موجود ہوئی۔

مین لشکر جمع ہو جناب ابوبکر صدیق کو امیر اور امام مقرر کیا چنانچہ صدیق اکبر کل لشکر مومنین کے امام رہے - عبد اللہ ابن ابی سلول منافق اپنے ہمراہیون سمیت مدینہ سے باہر نکلا اور ذناب کے مقابل پہونچکے اوتر پڑا - روانگی کے وقت آنحضرت نے علی مرتضی کو اپنے اہل و ازواج پر خلیفہ کیا - شیر خدا نے التماس کی کہ حضور مین ہر جنگ مین آپ کے ساتھہ رہا ہون اب کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کو چھوڑ کے گھر بیٹھا رہجاؤن - ارشاد ہوا - ما ترضی ان یکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی یعنی ای علی کیا تم راضی نہین ہو کہ تم میری طرف سے ویسے ہی بنا دئے جاؤ جیسے کہ ہارون موسی کی طرف سے تھے صرف فرق یہ ہے کہ ہارون تو موسی کے بعد نبی ہوئے اور میرے بعد کوئی نبی نہوگا - پھر ازواج مطہرات کو حکم دیا کہ جو کچھہ علی مرتضی فرمائین اوسے بجالانا اور میرے بعد بجان و دل اونکی اطاعت کرنا - آنحضرت کے روانہ ہوتے ہی منافقین مدینہ مین طرح طرح کی چہ میگوئیان ہونے لگین - کوئی تو کہتا تھا کہ علی کا ساتھہ رکھنا آنحضرت کو ناگوار ہے اس لئے یہان چھوڑ گئے - کسی کا بیان تھا کہ لڑائی مین بہادرون کا کام ہے جو ان سے نہین ہو سکتا اس لئے انصرام خانہ داری کے لئے ان کو چھوڑ دیا ہے - حضرت علی ان اوٹکریس باتون سے گھبرا گئے اور اپنے جسم مبارک پر اسلحہ سج کے مقام جرف پر آنحضرت سے جا ملے اور عرض کی کہ اہالیان مدینہ ایسی ایسی باتین کر کے میرے دل کو پاش پاش کئے دیتے ہین مجھے تو اپنے ہی ہمراہ لے چلئے - آنحضرت نے فرمایا کہ علی تم ایسی باتون کا مطلق خیال نہ کرو لوگ بکتے ہین تمہارا مرتبہ ہارون سے کسی طرح کم نہین تمہارا رہنا مدینہ ہی مین مصلحت ہے -

ثنیتہ الوداع مین آنحضرت صلعم نے یہ انتظام کیا کہ علم اعظم ابوبکر صدیق کے سپرد ہوا - لواے نبی اوس اسید بن حضیر کو اور لواے خزرج ابو دجانہ کو عطا ہوا - انصار کے باقی گروہون کو حکم ہوا کہ تم سب اپنے اپنے علم بنا کے تیار کرو چنانچہ سب نے اسکی تعمیل کی - بنی مالک

ابن النجار کا جھنڈا پہلے تو عمارہ ابن خرم کو ملا پھر اون سے لیکر زید ابن ثابت کو دیا گیا۔ عمارہ بولے کہ یارسول اللہ مین نے کیا تقصیر کی تھی جو مجھہ سے علم چھین لیا گیا۔ ارشاد ہوا کہ عمارہ تم نے یہ کیا کہا تقصیر کیسی۔ مگر اہل قرآن کا حق مقدم ہے اس لئے مین نے زید کو علم دیدیا کیونکہ اونکو بہ نسبت تمہارے قرآن زیادہ یاد ہے اور جسے قرآن سے زیادہ مناسبت ہو وہی افضل ہے اگرچہ گوش بریدہ حبشی ہی غلام کیون نہو۔ یہان پر آنحضرت نے قبل وقوع واقعہ ایک پیشین گوئی کی جو زمان خلافت صحابہ مین پوری ہوئی یعنی قرآن کے جمع ہونیکے وقت زید نے بہ نسبت اور لوگون کے اپنے حفظ سے زیادہ آیات لکھین اور اونکی تلاش وتحقیق مین بھی بہ نسبت اورون کے زیادہ سعی وکوشش کی۔ ورنہ آنحضرت کی زندگی مین تو اور لوگ بھی ایسے تھے جنکو زید کے برابر قرآن یاد تھا۔

اب لشکر اسلام کا شمار کیا گیا تو تیس ۳۰ ہزار آدمی تھے جنمین دس ہزار اسپ سوار باقی پیادے شامل تھے۔ سب لشکر مین بارہ ہزار اونٹ اونمین بعض پر سواری بھی کی جاتی تھی۔ انتظام اسطرح کیا گیا کہ خالد بن ولید کو مقدمہ پر۔ طلحہ ابن عبد اللہ کو میمنہ پر اور عبد الرحمٰن بن عوف کو میسرہ پر مامور کیا۔ جسوقت موضع جرف سے کوچ ہوا تو عبد اللہ بن ابی سلول اپنے ہمراہیون سمیت مخالفت کرکے گھر لوٹ گیا۔ اور کہا کہ مجھے بنو اصفر کی لڑائی سے کچھہ مطلب نہین تم سب ناواقف اور جاہل ہو شاہنشاہ فرنگ اور اہل روم سے لڑنے کو کیا تم نے ہنسی کھیل سمجھا ہے تم سب مسلمان جو ہتیار باندہ باندہ کے حرب کرنے چلے ہو مغلوب ہوگے اور طوق وزنجیر پہنکے مختلف ولایت مین جاؤگے۔ جب آنحضرت کو اس بات کی خبر ہوئی تو فرمایا بہت اچھا ہوا خدا نے ہمارے لشکر کو شریرون کے شر سے نجات بخشی۔

ایک جماعت منافقون کی مال غنیمت کے لالچ سی مسلمانون کیساتھہ رہی اونسی اور مسلمانونسے

کبھی بنتی نہ تھی وہ لوگ غازیون کو لڑائی سے ڈراتے اور غزوہ سے نفرت دلاتے تھے اور ہر شخص کو سخت و سست سنایا کرتے تھے چنانچہ سارے راستہ بھی بکھیڑا رہا۔

ودیعہ ابن ثابت منافقون کی ایک جماعت کے ساتھہ آنحضرت صلعم کے آگے آگے چلا جاتا تھا یہ منافقین باہم یہ بک رہے تھے کہ دیکھو تو محمد کو ہوا کیا ہے کہ اہل شام کے بڑے بڑے قلعے اور عالی شان محل فتح کیا چاہتا ہے ضرور اسکا مزہ وہ چکھیگا۔ قبیلہ اشجع کا ایک آدمی بنی سلمہ کا خلیفہ محسن ابن حمیر نام بھی اونکے ساتھہ تھا کہنے لگا کہ واللہ یہ باتین جو تم نے ابھی کی ہین اگر مین اونہین نہ سنتا اور اونکے عوض مین سو کوڑے تم مجھے مار لیتے تو بہت اچھا تھا کہین ہماری یہ گفتگو غیب سے آنحضرت پر منکشف نہو جاے۔ یہان تو یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ناگاہ عمار بن یاسر پیچھے سے دوڑتے ہوے آے اور کہا تم سب لوگ دوزخی ہو۔ جہنم کی آگ مین جلوگے تم نے ایسی ایسی باتین حضور کی شان مین کہی ہین۔ سب کے سب کانپ اوٹھے اور گرتے پڑتے آنحضرت کے پاس حاضر ہوے۔ ودیعہ ابن ثابت نے یہ عذر کیا کہ مین تو ہنسی کر رہا تھا مگر وحی نے نازل ہو کے ثابت کر دیا کہ ان لوگون کی یہ سب باتین جھوٹ ہین۔ اور مسلمان ہونے کے بعد یہ لوگ کافر ہوگئے ہین۔ محسن ابن حمیر کا گناہ البتہ خداوند کریم نے معاف کر دیا لیکن اونھون نے یہ دعا کی کہ مین راہ خدا مین شہید ہون اور میری قبر کا کسی کو پتہ نہ لگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ جنگ یمامہ مین شہید ہوے مگر نہ اونکی لاش ملی نہ مدفن معلوم ہوا۔

جب لشکر اسلام دیار حجر مین پہونچا تو آنحضرت نے پہلے سے وہان کی آیندہ آفات لوگون سے بیان کر دین اور فرمایا کہ یہان کا پانی ہرگز نہ پینا اور نہ اس پانی سے وضو کرنا نہ آٹا گوندھنا البتہ اونٹونکو پلا سکتے ہو۔ رات کو اونٹون کے زانو مضبوط باندھ دینا اور اندھیرے مین کوئی آدمی اکیلا خیمہ سے باہر نہ جاے اگر سخت ضرورت ہو تو دو ملکے باہر نکلین۔ سب نے حضور کی اس ہدایت پر عمل کیا

لیکن قبیلہ بنی ساعدہ مین سے دو آدمی الگ الگ قضاے حاجت کے لئے باہر گئے ادنمین سے ایک کو تو خناق ہوگیا - اور دوسرا اپنے اونٹ کی جستجو مین دور نکل گیا اوسے ہوا اوڑا لیگئی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی اطلاع ہوئی تو فرمایا مین نے تمکو پہلے ہی منع کیا تھا تمنے میری بات کیون نہ مانی - اوس خناق والے کو لا کے حضور مین حاضر کیا - آپ نے اوسکے لئے دعا کی وہ فوراً اچھا ہوگیا - دوسرے کو ہوا نے اوڑا کے بنی طی کے پہاڑون پر جا ڈالا تھا جب آنحضرت اس غزوہ سے معاودت فرما کے مدینہ آئے تو قبیلہ بنی طے نے تحفہ کے طور پر اوسے حضور مین بھیجدیا -

دیار حجر مین پہونچکے حضور نے رداے مبارک سے اپنا سر اور منہ ڈہانک لیا تھا اور اپنے اونٹ کو بہت تیز ہانکنے لگے اور اہل لشکر سے فرمایا کہ اس ظالم قوم مین سے کسی کے گہر نہ جانا اسی طرح صبح ہوگئی لشکر مین پانی بالکل نہ رہا لوگون نے آپ سے آکے بے آبی کی شکایت کی سبکو پیاسا دیکھکے آپ نے جناب باری مین دعا کی - کہین ابر کا نام نہ تہا - دفعتاً ایک پارۂ ابر آکے ایسا برسا کہ جل تہل بھر دئے - سب نے پانی پیا اور بھر لیا - جب سب سیراب ہو چکے تو ابر ہٹا اور سورج نکل آیا - لوگون نے ایک مشہور اور نامی منافق سے کہا کہ اے شخص دیکھ اب تو تجھے کچھ شک وشبہ نہین ہے چل مسلمان ہو - وہ کہنے لگا اسمین کون سی بڑی بات ہوئی ابر آنیوالا تھا - آیا - اور پانی برس گیا - ہر چند اوس شقی کو سمجھایا کہ عادت اسے نہین کہتے کہ بے وقت اور بے موسم ابر آئے اور اتنا برسے مگر وہ مسلمان نہوا -

ایک منزل پر پہونچکے آنحضرت کا اونٹ کہو گیا - اصحاب ادہر اودہر ڈہونڈہنے لگے - عمار ابن خرم جو اہل عقبہ اور اہل بدر مین تھے اوسوقت مجلس نبوی مین بیٹھے ہوے تھے - یہودیان بنی قینقاع مین سے زید ابن اللصیب منافق عمار کے انتظار مین عمار کے خیمہ مین بیٹھا تہا - اوس

یہودی منافق نے عمار کے ڈیرے پر جب سنا کہ آنحضرت کا اونٹ گم ہوگیا ہے تو بطریق طعن کہنے لگا کہ تم لوگ تو محمد کو پیمبر کہتے ہو اور وہ تمہین آسمان کی خبرین دیا کرتے ہین تعجب کی بات ہے کہ اونہین اپنے اونٹ کی خبر نہین اور لوگ اونکی خاطر سے چارون طرف ڈہونڈہتے اور پریشان ہوتے پہرتے ہین - آپ کو غیب سے اسکی خبر ہوگئی اوسی وقت عمار سے فرمایا کہ تیرے ڈیرے پر ایک شخص بیٹھا ہوا یہ کہہ رہا ہے - اور میرا یہ حال ہے کہ جب تک خدا مجھے نہ بتاے کچھہ نہین معلوم ہوتا مین بالذات عالم الغیب نہین ہون - اب خدا نے مجھے اونٹ کی خبر دی ہے فلان وادی مین اوسکی مہار ایک درخت سے اٹک رہی ہے - لوگ اوس وادی کی طرف دوڑے اور جہان حضور نے فرمایا تہا ٹھیک اوسی مقام پر اونٹ کو پایا - جب اونٹ آگیا تو عمار آنحضرت سے رخصت ہوکر اپنے مقام پر آیا اور لوگون سے یہ سارا قصہ بیان کیا - ایک آدمی بول اوٹھا کہ ابہی ابہی تمہارے آنے سے پہلے زید ابن الصیب یہان بیٹھا ہوا یہ کہہ رہا تہا - عمار کو سنتے ہی غصہ آگیا اور ایک دوہتڑ اوسکی گردن پر مارکے کہا کہ تو بڑا مفسد ہے میرے پاس نہ آیا کر - عمار نے پھر اوس سے بات بہی نہ کی اور ملاقات ترک کردی - بعض لوگون نے زید کی نسبت لکھا ہے کہ اوس نے توبہ کی اور مسلمان ہوگیا مگر نفاق کی تہمت لوگ اوسے عمر بہر لگاتے رہے -

اثناے راہ مین ایک عقبہ ملا - آنحضرت نے سارے لشکر مین منادی کرادی کہ ہم سے پہلے کوئی اس عقبہ پر نہ جاے - آنحضرت صلعم حذیفہ ابن الیمان اور عمار ابن یاسر کو ساتھہ لیکر اوس پر چڑہے حذیفہ آپکے اونٹ کی مہار کہینچتے تھے اور عمار پیچھے پیچھے جاتے تہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ناگاہ بارہ سوار نمودار ہوے اور اونہون نے ہمپر حملہ کرنیکا قصد کیا آنحضرت نے اونکو للکارا - آپ کی للکار سے وہ بہاگے - حضرت نے ہمسے دریافت کیا کہ تمنے ان لوگون کو پہچانا - عمار و حذیفہ نے نفی مین جواب دیا - آپ نے ارشاد کیا کہ یہ وہ لوگ تہے جو

قیامت تک منافق رہینگے۔ انکا ارادہ تہا کہ مجہسے مزاحم ہون اور میرے اونٹ کو ڈراکے بھگا دین تاکہ
مین نیچے گر پڑون اور وہ مجہے مارین۔ عمار و حذیفہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ جب یہ ایسے لوگ
ہین تو آپ انکو قتل کیون نہین کرا دیتے۔ ارشاد ہوا کہ مین ذاتی دشمنی کے لئے ایسا نہین کرسکتا
جب تک کوئی آدمی دین خدا کے ساتہہ دشمنی نہ کرے اور مسلمانون کو نہ ستادے مجہے اوسکے
قتل کا حکم دینے کی ممانعت ہے۔ البتہ خدا انکو دبیلہ کے آزار مین مبتلا کر کے مار ڈالیگا۔ دبیلہ
ایک آگ ہے جو اونکے دلون مین پیدا ہو جائیگی اور وہ خود بخود ہلاک ہونگے۔ پہر حضور نے حذیفہ
وعمار کو اونکے اور اونکے باپ دادون کے نام بتادئے اور تاکید کی کہ اس راز کو پوشیدہ رکہنا
اور کسی سے کہنا نہین تاکہ اونکا پردہ فاش نہو اور وہ رسوا ہو جائین۔ مسلم نے ابوطفیل سے
روایت کی ہے کہ کسی مجلس مین ایک اہل عقبہ نے حذیفہ کو خدا کی قسم دلاکے پوچہا کہ اہل عقبہ
کتنے آدمی تہے اور اہل مجلس نے بھی حذیفہ سے اصرار کیا کہ جب یہ شخص تمکو قسم دلاتا ہے
تو بتلا کیون نہین دیتے۔ اوسوقت حذیفہ نے کہا کہ وہ چودہ آدمی ہین اور تو بہی اونہین مین شامل ہے
اور قسم ہے خدا کی کہ اونہین سے بارہ آدمی خدا و رسول کے دشمن ہین۔

سہیل ابن سفا نے کہا ہے کہ غزوہ تبوک مین ایک دن آنحضرت نے مجہے اپنے ساتہہ
اونٹ پر بٹہا لیا۔ راہ مین آپ نے باواز بلند مجہے پکارا "یا سہیل یا سہیل" اور اسی طرح تین بار
آپ نے مجہے آواز دی۔ اور مین نے بہی تینون دفعہ چلا چلا کے لبیک لبیک کہا۔ لوگ
سمجہے کہ آنحضرت ہمین پکارتے ہین ادہر اودہر سے بہت آدمی جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا
من شهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله حرمه الله على النار
اوسوقت ایک بڑا سانپ راستہ مین آکے کہڑا ہو گیا۔ لوگ اوسکے ڈر سے ادہر اودہر بہاگے
اور سب نے راستہ چہوڑ دیا وہ سانپ آیا اور حضور کے سامنے بڑی دیر تک کہڑا رہا۔ لوگ

دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے۔ کچھہ عرصہ کے بعد وہ سانپون کی طرح لہراتا
ہوا راہ سے ہٹ کے دور جا کھڑا ہوا۔ اب لوگ آنحضرت کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا کہ
یہ اون جنون مین سے ہے کہ جنہون نے مکہ مین آکے مجہہ سے قرآن سنا تھا اور بہت خوش
ہوئے تھے۔ یہ میرے آنیکی خبر پاکے یہان آیا تھا اور کہتا تھا کہ اگر کوئی کام میرے لایق ہو تو مین
اوسے بجا لاؤن۔ مین نے اوسے جوابدیدیا اور وہ چلا گیا اب وہان کھڑا ہوا تم سبکو سلام کہتا ہے
اصحاب نے یہ سنکر کہا "علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" سانپ اس آواز سے جہومتا ہوا چلا گیا
پہر آنحضرت نے اصحاب سے فرمایا حیوا عباد اللہ من کانوا۔ یعنی تم سے جیسے ہو سکے
خدا کے بندہ کی عزت کرو۔

جب تبوک کے قریب پہونچے تو ارشاد ہوا کہ انشاء اللہ کل ہم لوگ تبوک پہونچینگے سب کو
خبر کر دو کہ جو آدمی وہان پہلے داخل ہو وہ اوسوقت تک چشمہ مین ہاتہہ نہ ڈالے جب تک
کہ مین وہان نہ پہونچ لون۔ معاذ ابن جبل کہتے ہین کہ اتفاقاً حضور سے پہلے وہان دو آدمی پہونچے
اوسوقت تہوڑا تہوڑا پانی اوس چشمہ سے جاری تہا۔ اونہون نے اپنے ہاتہہ اوسمین ڈالدئے
اور دیکہا تو صرف پتلی سی دہار باقی تھی برتن بہر لینا تو درکنار پیاس بہی بجہنا غیر ممکن تہا جب آنحضرت
صلعم پہونچے تو اون دونون پر بہت خفا ہوئے کہ تمنے میرے حکم کے خلاف چشمہ مین ہاتہہ
کیون ڈالے۔ دونون اپنی خطا کا اعتراف کرکے معذرت کرنے لگے۔ حکم ہوا کہ اس چشمہ کا
تہوڑا سا پانی ہمارے پاس لاؤ۔ لوگ دوڑے گئے اور بمشکل بڑی دیر مین ایک ظرف پانی
سے بہر لائے۔ حضرت نے اوس مین اپنے ہاتہہ منہ دہوئے اور باقی پانی اوسی چشمہ
مین ڈلوادیا۔ اوسکا پڑنا تہا کہ چشمہ مین پانی جوش مار کے اوبل کھڑا ہوا۔ سارے لشکر اور کل
جانورون نے خوب سیر ہو کے پیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے معاذ اب تہوڑی دیر مین تم دیکھو گے

کہ وادی کے دونون طرف پانی ہی پانی نظر آویگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ لشکر اسلام بیس دن تک وہان رہا اور برابر پانی کی ریل پیل رہی - علاوہ انکے اور بھی بہت سے معجزات اس سفر مین آپ سے ظاہر ہوئے -

واضح ہو کہ پانچ آدمی اس غزوہ مین لشکر سے الگ رہگئے تھے مگر اخیر مین جاکر سب کے شریک حال ہو گئے اونکے نام یہ ہین - ابوذر غفاری - ابوخیثمہ سالمی - کعب ابن مالک - مرارۃ ابن الربیع عمروی - ہلال ابن امیہ واقفی - آخر کے تینون صاحبون کا ذکر خدا نے چاہا تو آگے آویگا - ابوذر اور ابوخیثمہ کا ذکر یہان سنلو -

ابوذر غفاری کا اونٹ راستہ مین تھک گیا اس سئے وہ سب سے پیچھے رہگئے - اونٹ جب کسی طرح آگے نہ بڑھا تو اونہون نے اسباب اپنے اوپر لادا اور چل دئے - اونہین دور سے دیکھکے لوگون نے عرض کی کہ یارسول اللہ کوئی پیادہ پا لشکر کی طرف چلا آتا ہے - ارشاد ہوا کہ ابوذر غفاری ہین - پاس آنے سے معلوم ہوا کہ وہی ہین - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرحبا رحمهم الله اباذر يمشى وحده ويموت وحده ويبعث وحده

یعنی اے اباذر مرحبا خدا تمپر رحم کرے تم اکیلے چلو گے اکیلے مروگے اور اکیلے ہی قیامت کے دن اوٹھائے جاؤگے - پھر آنحضرت نے دریافت کیا کہ تم پیچھے کیسے رہگئے اونہون نے اپنے اونٹ کا تمام قصہ بیان کیا - آنحضرت نے اوسے سنکر فرمایا کہ اے ابوذر تم میرے اون سب عزیزون مین جو پیچھے رہگئے ہین عزیز تر ہو اس پیادہ پائی مین جتنے قدم تمنے ہماری طرف رکھے ہین مین دعا کرتا ہون کہ خدائے تعالے ہر قدم کے لئے تمہین اجر عظیم دے اور تمہارے گناہ معاف کرے - ابوذر غفاری زمان خلافت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالے عنہ تک زندہ رہے - کسی کام کے لئے اونکو کسی شہر مین بھیجا وہان انتقال فرمایا

اوسوقت سوا ے ایک غلام اور ایک عورت کے اونکے پاس کوئی نہ تہا - اس لئے وصیت
کی کہ جب مین مرجاؤن تو غسل دیکے اور کفنا کے یہ اجنازہ سر راہ رکھدینا - شتر سوارون کی ایک
جماعت ادہر سے گذریگی اون سے کہدینا کہ یہ ابوذر غفاری صحابی رسول اللہ کا جنازہ ہے
وہ مجھے دفن کردینگے - ابوذر کا یہ کشف بہی آنحضرت ہی کی صحبت کا طفیل تہا کہ اونہون نے اپنے
دفن کا حال اپنے مرنے سے پہلے بتادیا - غرضکہ جب وہ انتقال فرما چکے تو دونون اوصیا نے
بموجب اونکی وصیت کے جنازہ کو غسل دیکے اور کفنا کے سر راہ رکھدیا - اتفاقاً عبداللہ بن مسعود
اہل عراق کی ایک جماعت کے ساتہہ اونٹون پہ سوار حج کرنے جاتے تھے اودہر سے گذر جو
ہوا تو دریافت کیا کہ یہ کسکا جنازہ ہے - غلام بولا ابوذر غفاری صحابی رسول اللہ نے رحلت فرمائی
ہے - عبداللہ بن مسعود ڈاڑہ مارکے اونٹ سے نیچے گر پڑے اور فرمایا اے میرے غریب الوطن
آنحضرت نے تمہارے حق مین سچ فرمایا تہا تمشی وحدك وتموت وحدك وتبعث وحدك
پس عبداللہ اور اونکے ہمراہیون نے جنازہ کی نماز پڑہی اور دفن کردیا - اور آنحضرت کی ایک پیشین
گوئی ابوذر غفاری کے حق مین پوری ہوئی یعنی وہ تن تنہا مرے اگرچہ غلام اور ایک عورت اونکے
ساتہہ تہی مگر جب دفن نہ کرسکے تو اونکا عدم وجود برابر ہے - اور دوسری پیشین گوئی یبعث وحدہٗ
حشر کے دن پوری ہوگی جسکی شرم خدا کے ہاتہہ ہے -

ابوخیثمہ بھی پیچھے رہگئے تھے - ادہر اودہر بہٹک کے گم کردہ راہ اپنے گھر پہونچے - اوس
دن گرمی شدت سے تھی - اونکی دونون بیویون نے گھر کو خوب صاف کرکے چہڑکاؤ کیا تہا - ٹہنڈی
ٹہنڈے کوزے پانی سے بہرے رکھے تھے اور عمدہ عمدہ لطیف کہانے تیار تھے - ابوخیثمہ نے
گھر کے دروازہ پر کہڑے ہوکے اپنے بیویون کے سامان اور گہر کے تکلف اور مکان کی ٹہنڈ پر غور
کرکے خیال کیا کہ - اے دل رسول اللہ تو بیابان کی سخت گرمی سے تکلیف اوٹہائین اور گرم

پانی نوش فرمائین اور تو سرد مکان مین بیٹھکر نفیس کھانے کھاے اور ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پیئے۔ زبون ہے تیری زندگی پر یہ تیری بڑی بے انصافی ہے۔ واللہ مین تو ان دونون عریشون مین سے کسی مین نہ جاؤنگا۔ پس تھوڑا سا کھانا ساتھہ لیکر اونٹ پر سوار ہوکر چلدئے۔ بیویان ہاے توبہ ہی مچاتی رہین کہ کھانا ساتھہ تو لیا ہے مگر کھاتے بھی جاؤ۔ انہون نے ایک نہ سنی اور منزل پر آنحضرت سے جاکے سارا حال بیان کردیا۔ آپ بہت خوش ہوے اور خثیمہ کے حق مین دعاے خیر کی۔

قبیلہ مزینہ مین ایک صاحب عبد اللہ ذو البجادین تھے۔ اونکا حال یہ ہے کہ وہ بچپن مین یتیم و بیکس ہوگئے۔ باپ نے اتنا مال بھی نہ چھوڑا جس سے اونکی پرورش ہوتی۔ اونکا چچا اونکی خبرگیری کرتا تھا۔ جب عبد اللہ بڑے ہوکر سن تمیز کو پہونچے تو اونٹ بکریان اور کئی غلام اونکے پاس ہوگئے تھے۔ لوگ اونکو عبد العزیٰ کہا کرتے تھے۔ مگر کمال شوق سے اسلام کی طرف مائل اور دل سے مسلمان ہوجانا چاہتے تھے لیکن چچا کے خوف سے کچھہ نہین کرسکتے تھے۔ جب مکہ فتح ہوگیا تو عبد اللہ نے اپنے چچا سے کہا کہ اے چچا مین بہت دن سے اس بات کا منتظر تھا کہ تم مسلمان ہوکے اسلام قبول کروگے مگر تمھاری قساوت قلبی نے تمہین ملت بیضا کی طرف رجوع نہونے دیا یہ تمھاری شومی بخت ہے جس پر مین نہایت افسوس کرتا ہون۔ زندگی کا کیا بھروسا نہ معلوم کسوقت طائر روح قفس عنصری سے پرواز کرجاے تو اسی بت پرستی اور کفر مین میری عاقبت خراب ہوجائیگی۔ مجھسے تو اب نہین رہا جاتا۔ اور مسلمان ہوا جاتا ہون۔ بھتیجہ کی یہ گستاخی دیکھکر چچا آگ بگولا ہی تو ہوگیا اور کہنے لگا اے مردود۔ میرے احسانون کا یہی بدلا ہے۔ یاد رکھو اگر تو مسلمان ہوا تو میرا جو کچھہ تیرے پاس ہے سب چھین لونگا اور ننگا مادرزاد کرکے گھر سے نکالدونگا۔ عبد اللہ بولے۔ چچا صاحب مجھے یہ سب کچھہ منظور ہے مگر قیامت کے دن دوزخ کی

آگ مین جلنا نہین چاہتا مین تو آنحضرت کے پاس جاتا ہون۔ جب چچا نے دیکھا کہ یہ کسی طرح نہین مانتا تو سب جو کچھہ اوسکے پاس تہا چھین لیا یہانتک کہ پائجامہ بھی اوتروالیا اب بیچارہ کے بدن پر ایک تار بھی باقی نہ رہا۔ مگر اوس ظالم چچا کو اب بھی صبر نہ آیا اور غریب کو پٹواکے اپنے گھر سے نکالدیا۔ حضرت عبداللہ اسلام کے عشق مین برہنہ تنی کا خلعت پاکے مان کے پاس پہونچے۔ مان نے جو اپنے لخت جگر اور نور نظر کا یہ حال دیکھا تو گود پہیلاکے دوڑی اور پوچھا بیٹا یہ کس بیرحم سنگدل ظالم اظلم نے تیرا حال بنایا۔ ہاے اوس کمبخت کو مجھہ عجوزہ کوزہ پشت کی ضعیفی پر بھی رحم نہ آیا۔ عبداللہ نے جواب دیا کہ اے مان ؎

تن عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس	یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدھا اولٹا

پھر روکے چچا کی بیداد بیان کی۔ مان کی مامتا تو دنیا مین بڑی زبردست ہوتی ہے بیٹے کی خستہ حالی پر آنسو بھر لائی مگر بیچاری رانڈ دکھیا تھی کیا کر سکتی تھی۔ ایک مخطط کملی اوسکے پاس تھی وہ بیٹے پر ڈہانکدی۔ عبداللہ نے اوسکے دو ٹکڑے کرڈالے۔ آدہی کو کمر سے لپیٹا اور نصف شانون پر ڈالکے یہ پڑھتے ہوے ؎

علی الصباح چو مردم بکار و بار روند	بلا کشان محبت بکوے یار روند

دربار نبوی مین حاضر ہوے۔ صبح کا وقت تہا کہ مسجد نبوی مین جاکے قیام کیا۔ نماز فجر کے بعد دستور کے موافق آنحضرت لوگون سے حال دریافت کرنے لگے۔ ان سے بھی پوچھا کہ تم کون ہو۔ انہون نے عرض کی کہ حضور مجھے عبدالعزی کہتے ہین اور حسب و نسب میرا یہ ہے ارشاد ہوا کہ اب سے تمہارا نام ہمنے عبداللہ ذوالنجادین رکھا تم ہمارے پاس رہا کرو ہمارے مہمان ہو۔ عبداللہ قرآن یاد کیا کرتے تھے۔ ان دنون مین سب مومنین لشکر کے ساز و سامان کی درستی اور غزوہ تبوک کی تیاری مین مصروف رہتے تھے۔ اونکی عادت تھی کہ باواز بلند قرآن پڑھتے

حضرت عمر فاروق نے ایک دن عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ اعرابی بہت چیخ چیخ کے قرآن پڑھتا ہے اور نماز کی قراءت میں ہرج اور اشتباہ ڈلوا دیتا ہے حضور نے فرمایا دع یا عمر فانہ خرج مھاجرا الی اللہ والی رسولہ یعنی اے عمر اسکو اسکے حال پر چھوڑ دو وہ اپنا ملک و وطن چھوڑ کے خدا و رسول کیواسطے نکلا ہے جب غزوہ تبوک کے لئے لشکر تیار ہو کے مدینہ سے باہر نکلا تو عبداللہ ذوالنجادین نے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے لئے دعا کیجئے کہ مجھے اس غزوہ میں شہادت نصیب ہو۔ ارشاد ہوا کہ تم کسی درخت کی چھال لے آؤ۔ عبداللہ بموجب حکم لے آئے حضور نے وہ چھال اونکے بازو پر باندھ کے دعا کی یا رخدایا میں نے عبداللہ ذوالنجادین کا خون کفار پر حرام کیا۔ عبداللہ یہ سنکر بولے حضور آپ نے تو میرے مطلب کے خلاف دعا کی۔ ارشاد ہوا کہ عبداللہ تم کو اسی سفر میں تپ چڑھیگی۔ تم اوسی میں انتقال کر جاؤگے اور وہ موت تمہارے لئے شہادت گنی جائیگی۔ تم ہرگز شہادت سے محروم نہ رہوگے گبھراتے کیوں ہو۔ آخر یہی ہوا کہ جب لشکر تبوک میں پہونچا تو عبداللہ بخار میں مبتلا ہو گئے اور وفات پائی۔ بلال ابن حارث مزنی فرماتے ہیں کہ عبداللہ ذوالنجادین رات کو دفن کئے گئے تھے۔ میں بھی وہاں موجود تھا۔ بلال موذن کے ہاتھ میں مشعل تھی۔ سید عالم خود اونکی قبر میں اوترے۔ اور صدیق اکبر و فاروق اعظم نے ملکے جنازہ کو قبر میں اوتارا۔ اوپر سے انہیں تینوں صاحبوں نے قبر پر اینٹیں چنیں۔ جب قبر درست ہو چکی تو آنحضرت نے دعا مانگی کہ یا الٰہ العالمین میں عبداللہ ذوالنجادین سے بہت راضی تھا تو بھی اوس سے خوش رہیو۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ اوسوقت مجھے بڑا رشک آیا۔ نہ رہا گیا اور پکار اوٹھا یالیتنی کنت صاحب اللحد۔ یعنی عبداللہ کی جگہہ اس قبر میں میں کیوں نہوا۔

ایک دن تبوک میں آنحضرت معہ اپنے چھہ اصحاب کے بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگاہ بنی سعد ابن ہذیم کا ایک آدمی حاضر ہوا اور کہنے لگا اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ

ارشاد ہوا۔ افلح وجہک اے شخص بیٹھہ جا اور بلال کو حکم ہوا کہ ہمارے لئے کچھہ کہانیکو لاؤ۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تہوڑے سے چہوہارے روغن اور قروط ملے ہوے لے آے حضور نے سب حاضرین سے فرمایا کہ کہاؤ۔ سب کہانے لگے اور یہانتک کہاے کہ سب سیر ہوگئے۔ اوس نئے آدمی کو بڑا تعجب ہوا اور پوچہا کہ یا رسول اللہ میرے تو ہوش اوڑ گئے یہ سب چہوہارے اتنے تھے جنمین میرا ابھی پیٹ نہین بہر سکتا تہا آپ نے کیا کمال کیا کہ سب کا پیٹ بہر گیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ خدا کی قدرت۔ اسمین کیا تعجب کی بات ہے۔ اوسکی برکت بے انتہا ہے اور وہ مومنین کے مال مین برکت دیتا ہے۔ پہر ایک دفعہ وہی آدمی بنی سعد ابن ہذیم کا چاشت کے کہانیکا حال دیکھنے آیا۔ اوسوقت دس آدمی آپکے پاس تھے حضرت اس نئے آدمی کے چہرہ سے اوسکے دل کا حال جان گئے۔ فرمایا کہ بلال کہانا لاؤ۔ بلال نے جو اودہر اودہر دیکھا تو کچھہ نہ ملا اوسدن فاقہ کے آثار نظر آے۔ بہت تلاش سے ایک ذرا سی پوٹلی چہوہارون کی ملی وہی سامنے لاکے رکھدی۔ آنحضرت نے اوس نئے آدمی سے فرمایا کہ اسمین سے چہوہارے نکالو۔ اوس نے ایک مٹھی نکالے اور سمجھا کہ انمین کیا ہونا ہے۔ حکم ہوا کہ نہین ساری پوٹلی سب کے آگے بکہیر دو اوس نے ویسا ہی کیا۔ آنحضرت نے فرمایا کلوا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب کہانے لگے اور وہ آدمی بھی کہانے مین شریک ہوگیا۔ اوسی کا قول ہے کہ مین چہوہارون کا بڑا کہانیوالا تہا اور اونکی طرف مجھے بڑی رغبت تھی جان لیجئے خوب ہی کہاے اور ناک تک بہر لئے۔ باقی سب لوگ بھی سیر ہوگئے مگر وہ چہوہارے جون کے تون باقی تھے۔ بلال نے بعد کہانیکے اونہی ہی بڑی پوٹلی پہر باندہلی۔ وہ کہتا ہے کہ مین نے کئی دن تک متواتر آنحضرت کا یہی حال دیکھا۔

ایک رات کو تبوک مین بڑی تیز آندہی آئی۔ ارشاد ہوا کہ یہ آندہی ایک منافق کے مارڈالنے کو آئی ہے۔ جب لشکر اسلام مدینہ مین آگیا تو معلوم ہوا کہ اوسی رات کو ہوا کے صدمہ سے ایک بڑا

مشہور اور نامور منافق مرگیا۔

تبوک میں آنحضرت نے گھوڑیکا توبڑا اپنے ہاتھہ سے چڑہایا۔ گھوڑے کی خدمت آپ خود کرتے دانہ اپنے آپ کہلاتے اور اوسکی پیٹھہ اور پٹھے اپنی ردا سے صاف کرتے تھے۔ نام اوس گھوڑے کا طرب تہا۔ لوگون نے متحیر ہو کے پوچھا کہ حضور آپ کی ردا اور گھوڑے کا جسم یہ تو بڑی تحقیر کی بات ہے۔ ارشاد ہوا کہ۔ لوگو جبرئیل نے آکے مجھے اس کام پر مامور کیا ہے پس سب مسلمانون کو اپنے گھوڑون کی خدمت کرنا چاہئے۔ مجہہ گھوڑے کی طرف سے غافل رہنے پر عتاب ہوا ہے اس لئے اوسکی تلافی کرتا ہون حکم ہے کہ جہاد کے وقت تو گھوڑے سے کبھی غافل رہنا نہ چاہئے۔ پہر لوگون نے دریافت کیا کہ حضور کون سی قسم کا گھوڑا اچھا ہوتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ بہترین اسپ وہ ہے جو نہایت سیاہ ہو اور پیشانی پر تہوڑی سی سفیدی ہو۔ اوپر کا ہونٹ بہی سفید ہو اور اگر ایسا گھوڑا نہ مل سکے تو اسی رنگ و شکل کا کمیت بہتر ہے۔

ہمارے سردار رسول کردگار صلی اللہ علیہ وسلم معہ لشکر ظفر پیکر تبوک ہی مین رونق افروز تہے کہ ہرقل شاہ فرنگستان نے بنی غسان مین سے ایک آدمی کو لشکر مجاہدین مین احوال دریافت کرنے کے لئے بہیجا۔ اوس جاسوس نے یہان آکر پوشیدہ پوشیدہ لشکر کا رنگ ڈہنگ اور آنحضرت کے سارے حالات معلوم کئے۔ چند روز یہان رہکر ہرقل کے پاس واپس گیا اور بیان کیا کہ آپ صدقہ کے مال کو قبول نہین کرتے۔ ہدیہ لیلیتے ہین۔ اہالیان لشکر بڑے رعب وداب کے آدمی ہین۔ ہر شخص اونمین کا متدین اور جان نثار اسلام ہے یہ سمجھہ رکھنا کہ جان دیدینگے مگر میدان سے قدم پیچہے نہ ہٹائینگے۔ یہ سنتے ہی ہرقل کے ہوش وحواس ففرواہو گئے اور اپنے زوال کا یقین کلی ہوا کیونکہ وہ یہی حالات بعینہ خواب مین دیکھہ چکا تہا۔ دوسرے اوسکا ارادہ بہی مدینہ پر حملہ کرنیکا نہ تہا بلکہ یہ سوچی تھی کہ دور سے گیدڑ بہبکیان دو۔ شاید مسلمان ڈر کے کچھہ دیدین۔

مگر یہان ایسے مرزا پہوئیا آدمی نہ تھے جنہین کوئی غٹ سے نگل جاے خدا کے فضل سے ہر متنفس سر ہتیلی پر لیے ہوے جان دینے کو ایک کیل سمجہتا تہا آپسمین اتفاق اسدرجہ کا تہا کہ ایک دوسرے کو اپنے جگر کا پارہ اور آنکھون کا تارا جانتا تہا۔ آنحضرت کا حکم اونکے سر دینے کے لئے کافی تہا جب ایسے جلیل القدر ہی و سرپرست سردار اور ایسے ذی ہوش عالی رتبہ جان نثار ہون پھر کسکی کمبختی تھی جو ایسے جان سے ہاتہ دہوے ہوئون کے مزاج پوچہتا۔ وہان تو دل سے نکلتی تھی اور دل مین بیٹہتی تہی ۔ سایہ خدا سر پر اور رسول کبریا پشت پر۔ اعلاے کلمۃ الحق مرکوز خاطر۔ نہ دولت دنیا کی ہوس نہ بادشاہی کی پرواہ چشم فلک نے بیشمار گردشون کے بعد وہی آدمی دیکھے تھے باقی بس۔ ہرقل تو کیا اگر پتھر کا کلیجہ بھی ہوتا تو پانی ہوکے بہجاتا آخر جہجک کے رہگیا۔ ادہر حق کے شیرون میدان جنگ کے خالص دلیرون کو بہی خبر ہوگئی کہ ہرقل مدینہ کے نام سے کنی کہاتا ہے اوسکا کیا منہ جو بہادرون کے اس بن کی طرف رخ بھی کرے۔ اس لئے رسول اکبر شافع روز محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے خاص پیارون یعنی اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ بہائیو کہو تبوک سے آگے چلوگے یا یہین سے گھیرو گے عالی جناب حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ دست بستہ ہو کر بولے کہ حضور آپ کا مشیر تو خالق ارض وسما حق جل وعلا ہے اگر دربار کبریا کا حکم ہو تو بسم اللہ آگے چلئے اژدہے کا منہ بہی ہوگا تو آپ کے شیدائی عذر نکرینگے ارشاد ہوا کہ عمر۔ اگر اس باب مین کوئی خاص حکم ہوتا تو مین تم لوگون سے صلاح نہ لیتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور میرے خیال مین رومیون کا لشکر بیشمار اور اونکی شان وشوکت سر دست نہایت استوار ہے۔ اہل اسلام اس ملک مین تازہ وارد ہین خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ پہلی ہی دفعہ مسلمانون کا رعب کفار کے دلون مین بیٹھ گیا میری راے

مین اتنا بہت ہے - ایکی یاراسی پراکتفا کرکے ہمین گھرواپس ہوجانا چاہیئے -

چونکہ یہ اوس شخص کی راے تھی جسکے دل ودماغ مین ازل سے یادشاہی کا مادہ ودلیعت رکہا گیا تہا اس لیئے آنحضرت صلعم پراثر کرگئی اورحکم نبوی صادر ہوا کہ سارا لشکر مدینہ چلنے کا سامان درست کرے -

منزل تبوک مین آیلہ کا بادشاہ یحنہ ابن رویہ خدمت اقدس نبوی مین مشرف ہوکر دائرہ اسلام مین داخل ہوا اورجزیہ دینا بہی قبول کیا - اورباہم عہدنامہ ہوکرصلح ہوگئی -

پہر اہل جربا اوراذرج نے آکے صلح کرلی اورعہدنامہ لکہکے جزیہ دینا منظور کرلیا - وہ صلحنامہ ابتک موجود ہے -

بعدہٗ لشکر نے مدینہ کا رخ کیا - چلتے وقت جناب سیف اللہ حضرت خالد بن ولید کو آنحضرت نے چارسوبیس سوارون کا سردار کرکے اکیدر بن عبدالملک نصرانی حاکم دومتہ الجندل کے پاس بہیجا کیونکہ کوئی مسلمان اوسکی سرحد مین جاکے زندہ نہ آتا تہا اوس نے سرسے اونچا مفسدہ برپا کر رکہا تہا - جناب خالد نے عرض کی کہ حضور مجہے جماعت قلیل کے ساتہہ بڑے لوگون مین آپ روانہ کرتے ہین - ارشاد ہوا کہ خالد تم جراءت وشجاعت کی مجسم تصویر ہوکے ناحق ڈری جاتے ہو خدا کی مدد چاہیئے جماعت کی قلت وکثرت کوئی چیز نہین ہوتی - جاؤ اکیدر تمہین تن تنہا ملجائیگا اوسے گرفتار کرلینا - یہ سنتے ہی خالد رضی اللہ عنہ کی ایک ہمت سی بندہ گئی - اورآنحضرت کی پیشین گوئی سن کے خوشی بخوشی روانہ ہوے - جب اکیدر کا حصار نظر آنے لگا توخدا کا کرنا کیا ہوتا ہے کہ اکیدر اپنی بیوی رباب بنت انیف کندیہ کے ساتہہ بیٹہا ہوا شراب پی رہا تہا - ناگاہ ایک پہاڑی گاے آکے حصار کے دروازہ پر ٹکرین مارنے لگی - عورت نے اپنے شوہر کو دکہایا - رات کا وقت تہا چاندنی پہیلی ہوئی تہی اکیدر کو شراب خانہ خراب کے نشہ مین ٹہنڈی ٹہنڈی ہوا جو لگی

تو کہنے لگا کہ آہا کیا اچھا شکار ڈہب پر چڑہا ہے اسے ابہی لاتا ہون - اور یون بھی اکیدر کو پہاڑی گاے کے شکار کا بہت شوق تہا - اصطبل مین آکے حکم دیا کہ میرے لئے جلد گھوڑا تیار کرو حُسان اوسکا بھائی اور دو غلام اور کئی خدمتگار بہی اپنے اپنے گھوڑون پر سوار ہوکے اوسکے ساتھ ہوے قلعہ سے باہر نکلتے ہی خالد رضی اللہ عنہ کی نظر اکیدر پر پڑی - گاے سیدہی اونہین کی طرف بہاگی - اکیدر نے اوسکا تعاقب کیا - جون ہی کہ سیف اللہ کے پاس پہونچا آپنے بڑہکے اوسکی مشکین کس لین - حُسان اور دیگر ہمراہیون نے لڑنے کا ارادہ کیا - آخر حسُان تو مارا گیا اور باقی بہاگے - حضرت خالد اکیدر کو بموجب حکم نبوی زندہ خدمت انور مین پکڑ لاے اور عرض کی کہ حضور ہماری تو کیا مجال تھی یہ آپکی پیشین گوئی آپکے مجرم کو کشان کشان یہان لے آئی ہے آنحضرت نے اوسکے حال پر رحم کرکے اوسے امان دی اور اوسکی ریاست و حکومت پر بہر برقرار رکہا اور عہدنامہ لکہا جاکے جزیہ مقرر ہوگیا - مگر اکیدر کے اسلام مین اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ وہ مسلمان نہین ہوا -

حضرت سیف اللہ سے روانگی کے وقت آنحضرت صلعم نے فرمایا تہا کہ اگر اکیدر تمہارے ساتھ یہان آنے سے انکار کرے تو تمکو اختیار ہے کہ جو چاہنا اوسکا کرنا - اس لئے جناب خالد رضی اللہ عنہ نے جب اوسے گرفتار کرلیا تو پوچہا کہ تو کیا چاہتا ہے اگر کہے تو تجھکو اپنی امان مین لیکر حضور نبوی مین لیچلون اور جو تو نہین چلیگا تو تجہے یہین مار ڈالونگا - اکیدر نے جواب دیا کہ مین چلنے پر رضامند ہون - حضرت خالد نے فرمایا کہ مین اس شرط پر تجہے امان دیتا ہون کہ تو حصار کا دروازہ کہلوادے تاکہ مین اندر چلون اوسکے بعد تجہے رسول کریم کی خدمت مین حاضر کرونگا - اکیدر راضی ہوگیا اور اپنے دوسرے بھائی مضاد سے جو حصار کے اندر تہا کہلا بہیجا کہ دروازہ کہولدو - پہلے تو مضاد نے انکار کیا مگر جب اوسکو خوب معلوم ہوگیا کہ خالد رضی اللہ عنہ نے اکیدر کو امان

دی ہے تو حکومت قائم رہنے کی امید سے دروازہ کھولدیا - خالد نے اندرجا کے حصار کو خوب دیکھا بھالا مگر اوسکے مال و متاع سے ہاتھہ بھی نہ لگایا پھر مضاد و اکیدر دونون حضرت خالد کے ساتھہ ہوے اور خدمت نبوی مین حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔

اثنائے راہ سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عمرو بن امیہ ضمیری کو آنحضرت کی خدمت اقدس مین عرض حال کے لئے روانہ کیا - عمرو بن امیہ دربار مین پہونچے اور ساری کیفیت بیان کرنا چاہی کہ حضور نے اونکے بیان کرنے سے پہلے ہی وہان کا حال بیان کر دیا - آپکو الہام سے اوسکی خبر پہلے ہی مل چکی تھی - تھوڑی دیر کے بعد حضرت خالد اکیدر اور مضاد کو لیے ہوے پہونچے آپ نے دونون بھائیون پر بہت مہربانی فرمائی۔

مسجد ضرار کا حال

ابو عامر راہب قبیلہ خزرج کے نامی رئیسون مین تھا - اوس نے نصرانی دین اختیار کر کے توریت وانجیل سے پوری پوری واقفیت حاصل کر لی تھی عابدون اور زاہدون کے ڈھنگ سے رہتا اور ریاست کا دعوی بھی رکھتا تھا - آنحضرت کی تعریف اہل مدینہ سے کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مین نے اونکی مدح انسانون اور جنون سے سنی ہے - مگر جب آنحضرت صلعم مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے آ گئے تو مسلمانان مدینہ کچھہ ایسے والہ و شیدا حضور کے ہوے کہ ابو عامر کے پاس جانا چھوڑ دیا ابو عامر کا بازار ایسا ٹھنڈا ہو گیا کہ کوئی اوسکی بات تک نہین پوچھتا تھا - ابتو راہب صاحب آنحضرت کی تعریف کرتے کرتے چلے ٹھیرے - رفتہ رفتہ آتش حسد سینہ پر کینہ مین ایسی بھڑکی کہ حضور کی ہجو کرنے لگا - اسلام کی اہانت کرتا اور لوگون کو مسلمان ہونے سے روکتا جب لوگ اوس سے دریافت کرتے کہ اے ابو عامر پہلے تو تو آنحضرت کی تعریف کیا کرتا تھا اب تجھے کیا ہوا کہ ہجو کرنے لگا تو اونکو یہ جواب دیتا کہ یہ شخص وہ نہین ہے جسکی مین تعریف کرتا ہون وہ اب پیدا ہوگا اس نے تو

اوسکا بھیس بھرا ہے - آخر آنحضرت نے ایک دفعہ اوسے اپنے پاس بُلاکے فہمائش کی
اور فرمایا تو مسلمان ہو جا مگر اوس نے سرکشی اختیار کی اور نہ مانا پھر تو روز بروز اوسکا دل سخت اور
سیاہ ہوتا چلا گیا - جب مسلمانون نے جنگ بدر مین کفار سے میدان جیتا اور اسلام کو کچھہ
قوت حاصل ہوئی تو ابو عامر مدینہ سے مکہ بہاگ گیا - وہان جاکر کفار قریش کی ہمت بندہائی اور
ایسا بہکایا کہ لشکر عظیم لے کے وہ میدان احد مین دہم سے آکودے - پہلے پہل اوسی نے مسلمانون
پر تیر چلائے لشکر اسلام کی طرف سے اوسی کو فاسق کا خطاب ملا - پھر احد سے بہاگ کر روم پہونچا
اور ہرقل شاہ فرنگستان کو ترغیب دی کہ تہوڑا سا لشکر میرے ساتھہ کردو تاکہ مدینہ جاکے مسلمانون
کو برباد اور محمد کو قتل کرون - جب اسکے بندوبست مین بھی کچھہ دیر لگی تو اپنی قوم کے منافقین کو
مدینہ مین لکھا کہ تم مسجد قبا کے مقابلہ مین ایک مسجد میرے لیئے تیار کرو جو تمہارے محلہ مین ہو -
مین اوسمین بیٹھکر تعلیم دیا کرونگا اور وہ ہماری ہمت کے لوگون کے لیئے ایک نشست گاہ ہوجائیگی
اوسمین ہم لوگ باہم صلاح و مشورہ کیا کرینگے اور ٹٹی کی اوٹ مین شکار کیا کرینگے - پس اوسکے تمام
ہواخواہون نے اوسکے کہنے کے موافق جھٹ پٹ مسجد بنالی - اور اوسکے استحکام مین بڑی سعی
و کوشش کی - غزوہ تبوک سے پہلے وہ مسجد بن بناکے تمام ہوگئی - جب آنحضرت صلعم تبوک
کو روانہ ہونے لگے تو بہت سے منافق خدمت شریف مین مل ملاکے حاضر ہوے اور عرض کی
کہ یا رسول اللہ ہم نے اپنے محلہ مین ایک مسجد بنائی ہے - یہ فائدہ بھی اوس سے سوچا گیا ہے
کہ ضعیف و مسکین و بیمار و محتاج جاڑے اور برسات کے موسم مین وہان آرام پائینگے - آپ وہان
چلکے ایک دفعہ نماز پڑہا دین تاکہ وہ آپ کے قدمون کی برکت سے مشرف ہوجاے - اس سے
منافقین کا یہ مقصد تہا کہ آنحضرت اگر ایک بار اوسمین نماز پڑہ لینگے تو اوسکی بہت عزت ہوگی اور
اعتبار بڑہ جائیگا - اس پردہ مین ہمکو بہت سے مکر و فن کرنیکا قابو ملیگا - آنحضرت نے اون لوگون کو

جوابدیا کہ ابتو مجھے تبوک کا سفر درپیش ہے وہان سے آکے دیکھا جائیگا۔

جب آنحضرت تبوک سے واپس ہوکر مقام ذی اوان مین پہونچے جو مدینہ کے متصل ایک گھنٹہ کی راہ ہے۔ تو وہان وہی منافق جو مسجد ضرار کے بانی اور سرگروہ مفسدین تھے حاضر دربار گہربار ہوے اور عرض کی کہ اب اپنا وعدہ وفا کیجیے۔ ہم شب و روز آپکا انتظار کرتے تھے اور آپکے خیر سے تشریف لانیکی دعائین مانگتے تھے۔ حضور نے ابھی تک کچھ جواب ندیا تھا کہ جبریل امین نازل ہوے اور یہ آیہ کریمہ لاے وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ۔ یعنی جن لوگون نے مسجد ضرار کفر کی نیت اور مومنین مین نفاق ڈالنے اور خدا ورسول سے لڑنے والون کے انتظار کے لیے بنائی ہے اور قسم کھاتے ہین کہ ہم اور کچھ نہین چاہتے مگر نیکی حالانکہ خدا گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہین اے محمد تم اوس مسجد مین ہرگز نہ کھڑے ہونا۔

جب آنحضرت کو بذریعہ وحی اوس مسجد اور منافقون کا حال معلوم ہوگیا تو مالک ابن الدخشم اور معن ابن عدی کو اوسکے جلانے اور منہدم کرنیکے لیے بھیجا۔ یہ دونون صاحب حکم کے ساتھ روانہ ہوے۔ راستہ مین بنی سالم ابن عوف کے محلہ مین جہان مالک ابن الدخشم کا گھر تھا پہونچے مالک نے اپنے ہان سے خرما کی ایک لکڑی جلالی اور دونون مسجد ضرار کی طرف چلے۔ دیکھا کہ مسجد کے سب بانی اس وقت موجود ہین اونکے سامنے مسجد مین آگ دیدی اور سبکو کھود کے ڈھیر کردیا۔ رفتہ رفتہ وہ مقام اہل مدینہ کا مزبلہ ہوگیا۔

کعب ابن مالک نے غزوہ تبوک مین کوئی امر خلاف مرضی خدا ورسول کیا تھا۔ مگر وہ مخالفت از راہ کفر و نفاق نہ تھی بلکہ ایک امر اتفاقی تھا جو سہواً بلا قصد سرزد ہوگیا۔ آخرش کعب نے اپنے

قصور سے توبہ کی - رب العالمین کے حضور مین اونکی توبہ قبول ہوئی اور آنحضرت کو اوسکی خبر دی گئی حضور کے دل سے اوسکا رنج جاتا رہا - ورنہ آپ اون سے ایسے رنجیدہ تھے کہ بات تک کرنا چھوڑ دی تھی نہ اونکی طرف کبھی دیکھتے تھے - مگر شکر ہے خدا کا کہ وہ رنجش جلدی دور ہو گئی -

تبوک ایک مقام اطراف شام مین ہے - اسکے غزوہ کو عسرہ بھی کہتے ہین کیونکہ بہت بڑی تکلیف کے زمانہ مین آنحضرت کا یہ آخری جہاد واقع ہوا تھا - تبوک مین لشکر اسلام دو مہینہ تک رہا - اس غزوہ مین تیس ۳۰ ہزار مسلمان آنحضرت کے ساتھہ تھے اونمین سے بیس ۲۰ ہزار کا سامان تنہا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنے خرچ سے مہیا کر دیا تھا - آنحضرتؐ جناب عثمان سے ایسے خوش ہوے کہ فرمایا اے عثمان تحقیق تم نے جنت حاصل کر لی اور دعا کی کہ یا اللہ مین عثمان سے راضی ہون تو بھی اون سے راضی ہو - پھر ارشاد ہوا کہ آج کے بعد سے کوئی عمل عثمان کے حق مین مضر نہوگا - حضرت عمر فاروق نے اپنا نصف مال جہاد کے صرف کے لئے دیا اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سارا مال دیدیا - آنحضرت نے فرمایا کہ مَا بَیْنَکُمَا مَا بَیْنَ کَلِمَتَیْکُمْ یعنی تم دونون کے درجون مین بھی اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ تم دونون کی باتون مین ہے -

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے جنکا ذکر شروع غزوہ ہذا مین ہو چکا ہے - عہد عثمان بن عفان مین مدینہ کے قریب ربذہ گانون مین تنہا انتقال فرمایا کوفہ سے ایک جماعت مسلمین نے آکے اونہین دفن کیا -

مسجد ضرار کے منہدم ہو جانے کے بعد اللہ جل جلالہ نے مسجد قبا اور اوسکے نمازیون کی تعریف نازل فرمائی " اوس مین ایسے لوگ ہین جو پاکیزہ رہنے کو دوست رکھتے ہین اور خدا تعالے پاکیزہ رہنے والون کو دوست رکھتا ہے "

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اگرچہ بدری نہ تھے لیکن بیعت عقبہ مین شامل تھے۔
یون تو فضیلت بدر کی زبان زد خاص و عام ہے لیکن بیعت عقبہ بھی کسی طرح اوس سے کم نہین
حضرت کعب کی نسبت ایک روایت صحیح بخاری مین مذکور ہے کعب نے اوس مین کہا ہے کہ
فضیلت بدر کی بہت مشہور ہے مگر مجھے اوسمین شامل نہوئے کا کچھ رنج نہین کیونکہ بیعت عقبہ
مین میری حاضری اوسی کے برابر ہے۔

کعب بن مالک اور دو صحابی بدری ہلال بن امیہ اور مرارہ بن الربیع بغیر کسی عذر کے مدینہ مین
رہگئے تھے غزوہ تبوک مین شامل نہین ہوے۔ ان تینون صاحبون نے آنحضرت کے واپس
آنے کے بعد صاف صاف عرض کردیا کہ حضور ہمین کوئی عذر نہ تھا یون ہی شامت اعمال کے
باعث رہگئے تھے۔

حضرت کعب بن مالک صحیح بخاری مین فرماتے ہین کہ جس زمانہ مین لشکر اسلام تبوک جا رہا تھا
مین ہٹا کٹا اور فراغت مالی بھی بخوبی رکھتا تھا اور رسول اللہ صلعم نے صاف طور سے فرما بھی دیا تھا
کہ ہم تبوک جانے والے ہین لیکن مین اسی خیال مین رہا کہ اب سامان کرونگا اب کرونگا اسی
حیص بیص مین سامان تو نہوا لشکر کوچ کر گیا۔ پھر ہر روز سوچتا رہا کہ اب جلدی سے جا کے سب
سے ملجاؤنگا یہانتک کہ لشکر دور نکل گیا اور سواے ضعیف لوگون اور منافقین کے مدینہ مین
کوئی نظر نہ آتا تھا۔ اب تو میرے ہاتھ کے طوطے اوڑ گئے اور گھبرانے لگا۔ آپ نے ایک دن
اہالیان لشکر سے میرا حال دریافت کیا۔ ایک شخص بول اوٹھا کہ حضور وہ تو چھیلا ہین اپنے
کپڑون کی وضعداری دیکھتے ہوے رہگئے ہونگے۔ مگر معاذ بن جبل نے میری تعریف کی اور
کہا کہ نہین حضور وہ ایسا آدمی نہین ہے۔ مین ایک دن اپنے گھر آیا میری بیبیون نے میرے
آرام کرنے کے لئے دوپہر کو انگور کی ٹٹیون مین چھڑکاؤ کر رکھا تھا جون ہی مین اوس جگہہ سو نیکو گیا

اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آئی معاً یہ خیال دل مین پیدا ہوا کہ ہائے آنحضرت تو ہمارے لئے اس
گرمی اور لوہ مین جنگل جنگل مارے پھرین اور ہم یون عیش اوڑائین تف ہے ہماری زندگی پر۔
اس خیال کا دل مین سمانا تھا کہ دنیا آنکھون مین سیاہ ہوگئی۔ زندگی وبال معلوم ہونے لگی۔ دن
کاٹے نہین کٹتے تھے۔ اللہ اللہ یہ اصحاب تھے یا لیلی کے مجنون۔ یا اللہ العالمین۔ کیا تو نے
آدمیون کی روحین اوسی زمانہ مین ختم کردین۔ زوف ہے ہم پر جنہون نے آدمی کی جون کو بھی شرمایا
ہے۔ سوائے اپنی تن پروری کے نہ دین کا پاس نہ اسلام کی محبت۔ جانور ہم سے اچھے
ہوتے ہین۔ جناب کعب فرماتے ہین کہ جب مین نے آنحضرت صلعم کی معاودت کی خبر سُنی
تو گھبرایا۔ حیرانی دامن گیر ہوئی کہ کیا منہ لیکے دربار نبوی مین حاضر ہون۔ دل مین طرح طرح کے
منصوبے گانٹھے مگر بیچینی کے ہاتھون بہت تکلیف اوٹھائی اور یہی سوجھی کہ چلکے سچ سچ کہدو
پھر یا قسمت و یا نصیب۔ جب مین نظر انور کے سامنے ہوا تو مجھ سے پوچھا گیا کہ تو کہان تھا مین
نے جو بات اصل تھی بیان کردی کہ حضور کوئی عذر میرا سد راہ نہ تھا بیمار نہین۔ بیمقدور نہین۔
صرف شامت اعمال تھی جو ہمرکابی کے شرف سے محروم رہگیا۔ آپ نے فرمایا اچھا صبر کرو جیسا
حکم خدا ہوگا ویسا کیا جائیگا۔ دیگر منافقین نے جھوٹے حیلے حوالے آپ کے سامنے کردئے
اون سے آپ نے کچھ نہ کہا۔ جب مین وہان سے چلا آیا تو لوگون نے مجھے اولٹا بیوقوف بنایا
اور کہنے لگے کہ تو بھی اگر کوئی حیلہ بنادیتا تو مورد عتاب نہوتا جیسا کہ اور لوگ جھوٹی باتین بناکے
چھوٹ گئے ہین۔ اونہون نے مجھے بہت کچا بنایا تاکہ مین حضور مین حاضر ہوکر اپنی پہلی بات کو بدلون
اور کوئی جھوٹا بہانہ بنادون مگر میرے دل نے منافقون کی صلاح سے رسول اللہ کے سامنے
دروغ گوئی پسند نہ کی۔ پھر مین نے دریافت کیا کہ اور کسی کا حال بھی میرا سا ہوا ہے تو لوگون نے
بیان کیا کہ ہلال بن امیہ اور مرارہ بن الربیع بھی تیرے ہی ساتھی ہین۔ چونکہ یہ دونون صاحب

بدری تھے مجھے اونکے نام سنتے ہی کچھ ڈہارس سی بندھ گئی اور بولا کہ وہ دونون بہت نیک آدمی ہین۔ مین تو اونہین کا ساتھی رہونگا جو اونکا حال ہے وہی میرا ہوگا مین منافقت برتنا نہین چاہتا جو ہونا ہو وہ ہو مین تو ایسے مقدس دربار مین جھوٹ نہ بولونگا۔ حکم ہوا کہ ان تینون آدمیون سے کوئی مسلمان بات نہ کرے۔ افسوس ہے کہ سب بہائیون نے ہم سے کلام کرنا چھوڑدیا۔ میرے دونون ساتھی تو بڈہے تھے شرم کے مارے گھر بیٹھ رہے باہر نکلنا چھوڑدیا۔ مین تھا نوجوان گھر مین جی نہین لگتا تھا اور تنہائی مین رنج وغم اور زیادہ ستاتے تھے۔ گھبرا کے باہر نکل جاتا۔ بغیر دیدار جمال پر انوار کے چین نہین آتا تھا۔ مسجد مین جا کے حضور ہی کے پیچھے نماز پڑہتا۔ اور سلام کرتا تو آپ چلا کے تو جواب نہین دیتے تھے مگر معلوم نہین کہ چپکے سے بہی دے لیتے تھے یا نہین۔ جہان تک ممکن ہوتا تھا مین آپ کے قریب ہی کھڑا ہو کے نماز پڑہتا اور نیچی نظرون سے حضور کی طرف دیکھتا رہتا۔ جب مین نماز کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ کبھی کبھی مجھے دیکھ لیتے تھے مگر جب مین آپ کی طرف دیکھتا تو منہ پھیر لیتے تھے۔

ایک روز مین اسی رنج وملال مین بازار جاتا تھا۔ ناگاہ ایک آدمی نے ایک خط میرے ہاتھ مین دیا۔ دیکھتا ہون تو بادشاہ غسان کا خط ہے۔ لکھا تھا۔ سنا گیا ہے کہ تیرے سردار نے تجھے خفا ہو کے نکالدیا ہے یہ اونکی بڑی غلطی ہے کہ تجھ سے نوجوان۔ بہادر۔ دلیر اور خیرخواہ کو ایک ادنی سی بات پر ناراض کردیا تو بیدھڑک ہمارے پاس چلا آ۔ ہم تیری بڑی عزت کرینگے۔ یہ خط پڑھکر بے اختیار ایک آہ دلدوز میرے سینہ بریان سے نکل پڑی اور آنسوؤن کی جھڑی لگ گئی۔ مینے اپنے نفس کی طرف خطاب کیا کہ اے پاجی۔ سرکش۔ دیکھ تیری نالایقی سے حالت یہان تک پہونچی ہے کہ ایک کافر مجھے بلاتا ہے اور میرا ایمان کھویا چاہتا ہے۔ یہ باتین اپنے دل سے کر کے مین نے معاً خط کو اوسی قاصد کے سامنے چولہے کے خاک سیاہ کردیا اور

اوس خط کا جواب کچھہ نہ لکھا۔

سبحان اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کیسے کامل الایمان تھے کہ رنج سہتے۔ تکلیفین اوٹھاتے عتاب برداشت کرتے۔ مگر اطاعت خدا و رسول کے دائرہ سے قدم باہر نہ رکھتے تھے۔ ایک ہم ہین کہ ظاہر مین مسلمان مگر باطن مین اچھے خاصے چھلے چھلاے اور گڑھے گڑھاے بے ایمان۔

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے	دیگر	امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
بدلدے اور دل اس دل کے بدلے		آلہی تو تو رب العالمین ہے

جناب کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اسکے بعد ہم تینون کے پاس حکم نبوی پہونچا کہ کوئی اپنی بیوی کو اپنے پاس نہ رکھے۔ مین نے تو اسکے جواب مین کہلا بھیجا کہ اگر ارشاد ہو تو مین بیویون کو اسی وقت طلاق دیدون۔ حکم ہوا کہ نہین طلاق کی اجازت نہین دی جاتی صرف علیحدگی منظور ہے۔ مین نے اوسیوقت بیویون کو اونکے میکے بھجوا دیا۔ ہلال بن امیہ کی بیوی آنحضرت کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئی اور گذارش کی کہ حضور میرے اوپر رحم کیا جاے۔ مین بڈھی ہون میرے میکے مین بھی کوئی نہین۔ اگر خاوند میرے پاس نہو گا تو دو کوڑی کے نمک کو بھی محتاج بیٹھی رہونگی۔ طرہ یہ کہ اکثر بیمار رہتی ہون میری تیمارداری کون کریگا۔ اوسکا حال سنکر رحمۃ للعالمینی کی شان جوش مین آئی اور فرمایا کہ اچھا ساتھہ تو رہو مگر مباشرت نہ کرنا۔ مجھہ سے پھر لوگون نے کہا کہ تم بھی کوئی عذر جاکے پیش کردو اور بیوی کے پاس رہنے کی اجازت لیلو مین نے جواب دیا کہ ہرگز ایسا نہین ہو سکتا۔ مین جوان ہون۔ شاید پھر کوئی بے اعتدالی ہو گئی تو دوسرے عتاب مین گرفتار ہو جاؤنگا۔ دو مہینے کے قریب اسی حالت مین گذر گئے اور میری وہ حالت ہو گئی جیسا کہ خداوند کریم نے اپنے کلام پاک مین فرمایا ہے ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ — یعنی سب فراخیون کے ساتھہ زمین اونکے لئے تنگ ہو گئی

اسی ضیق مین صبح کے وقت پہاڑ پر سے کسی نے پکارکے یون کہا "اُے کعب بن مالک تجھے بشارت ہوکہ تیری توبہ درگاہ خدا مین قبول ہوگئی"۔ مین نے اوسی وقت سجدۂ شکر کیا اور دربار نبوی مین حاضر ہوا۔ میرے جاتے ہی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اوٹھکے مجھے مبارکباد دی اور مصافحہ کیا۔ مجھے طلحہ کا وہ احسان کسی وقت نہین بھولتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چاند سے مکھڑے کو جو دیکھتا ہون تو وہ درخشان تھا۔ حضور میری طرف دیکھکے خوشی سے مسکرائے اور فرمایا کہ اے کعب۔ تمہین بشارت ہو ایسے دن کی جو نہایت ہی بہتر ہے اون سب دنون سے جب سے کہ تمہاری مان نے تمہین جنا ہے۔ مین نے عرض کی "حضور آج مجھے ایسی خوشی ہوئی ہے کہ دل بے اختیار یہی چاہتا ہے کہ اپنا سارا مال اور تن کے کپڑے تک آپ کے فرق اقدس پر قربان کرکے خیرات کردون"۔ حکم ہوا "خبردار ایسا نہ کرنا کچھ تو اپنے پاس بھی رہنا چاہئیے"

بہانا ڈھونڈنے والے منافقین کو خدا نے بدنام کیا۔ اونکی مذمت اور جہنمی ہونے کے باب مین آیتین سورۂ برات مین نازل ہوئین۔ اور ہمارے لئے قبول توبہ کے ذکر کے بعد یون فرمایا گیا یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ یعنی اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو تم سچون کے ساتھ ہو۔ حضرت کعب فرماتے ہین کہ دیکھو ہم سچ بولنے کے باعث صادقین مین شامل کئے گئے اور جھوٹے بدنام ہوکے جہنمی ٹھیرے۔ غرضکہ سچ نے مجھے بال بال بچایا۔ اوسوقت سے میرے دل مین سچ کی خوبی ایسی سمائی ہے کہ کبھی نکلتی ہی نہین اور ہر وقت سچ ہی کا خیال رہتا ہے۔

آنحضرت صلعم ماہ ذی الحجہ مین مکہ سے معاودت فرماکے رجب ۹ھ ہجری تک مدینہ مین رہے اور پھر غزوۂ تبوک کو تشریف لے گئے۔ شہسوار جود و احسان حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس غزوہ کی تیاری کے لئے سو گھوڑے۔ نوسو اونٹ اور ہزار دینار نقد

بذل وایثار کیئے - آپ کے برابر کوئی نہ دے سکا۔

ماہ رجب مین جمعرات کے دن لشکر اسلام تبوک روانہ ہوا۔ چشمہ تبوک مدینہ سے چودہ منزل ہے بعض اہل سیر یون فرماتے ہین کہ پہلے پہل دو آدمی اوس چشمہ پر پہونچ گئے تھے اور باوجود ممانعت کے پانی کو ہاتھہ سے یا پیالہ سے چھیڑ رہے تھے۔ آنحضرت نے جو دیکھا کہ انہون نے میرے کہنے کو نہین مانا تو فرمایا ما زلتما تبوکان منذ الیوم یعنی تم آج کے دن سے پانی کے لیئے ہمیشہ زمین ہی کھودتے رہوگے۔ اس لیئے اوس چشمہ کا نام تبوک ہوگیا۔ اس غزوہ کو غزوہ فاضحہ بھی کہتے ہین کیونکہ اسمین منافق لوگون کی فضیحت ہوئی۔ اکثر لوگ اوس سرزمین ہی کا نام تبوک بتاتے ہین۔ تکلیف۔ تنگی۔ قحط اور کمی زادراہ اور شدت گرمی کے باعث اہل اسلام نے اسکا نام غزوہ عسرۃ اور جیش العسرۃ بھی رکھا ہے کیونکہ دس دس صحابی کے درمیان سواری کو صرف ایک ایک اونٹ تھا۔ گنے چھوہارے اور جو اور بو دار چربی کھاتے تھے۔ پانی کی قلت بھی حد سے زیادہ تھی۔

اغنیاے صحابہ بھی بحکم طبیعت بشری اس سفر سے جی چراتے تھے کیونکہ وہ میوہ آنے اور سایہ دار درختون مین بیٹھکر آرام کرنے کا وقت تھا نہ کہ صحرا نوردی و بادیہ پیمائی کا چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِیْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ ۝ یعنی اے ایمان والو تمکو کیا ہوگیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے کام کے لئے چلو تو زمین پر لیٹے جاتے ہو کیا آخرت چھوڑ کے دنیا کی زندگی پر ریجھہ گئے سو آخرت کے حساب مین دنیا کا برتنا محض ناچیز اور تھوڑا ہے۔ یہ آیت آرام طلبون اور فراغت خواہون کے لیئے تازیانہ ہوگئی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ ایک دفعہ چاندنی رات کو آنحضرت صلعم میرے پاس بیٹھے تھے۔ مین نے پوچھا کہ یا حضرت کسی کی نیکیان گنتی مین آسمان کے ستارون کی برابر بھی ہونگی۔ ارشاد ہوا کہ ہان۔ عمر فاروق ایسا ہی آدمی ہے۔ یہ سنکر میرے کان کھڑے ہوے اور عرض کی کہ حضور میرے باپ کی نسبت کیا فرماتے ہین۔ آپ نے جواب دیا کہ عمر کی سب نیکیان ابوبکر کی ایک نیکی کے برابر ہین۔ ایک دوسری حدیث مین ہے کہ ابوبکر کو کثرت صوم وصلواۃ سے فضیلت نہین حاصل ہوئی ہے بلکہ خدا نے صدق۔ اخلاص اور معرفت اوسکے دل مین زیادہ رکھا ہے اور یہی باعث اوسکی فضیلت کا ہے۔

حضرت عثمان بن عفان کو اس غزوہ مین خطاب مجہز جیش العسرۃ حاصل ہوا۔ شرح اس اجمال کی یہ ہے کہ جب آپ نے تین حصون مین سے دو حصہ لشکر کا سامان درست کردیا تو آنحضرت نے فرمایا من جہز جیش العسرۃ فلہ الجنۃ یعنی عثمان نے لشکر عسرہ کی درستی کردی اوسکے لئے جنت ہے۔

عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جسوقت عثمان بن عفان ایک ہزار دینار اپنی آستین مین بھر کے لے آے اور آنحضرت کے سامنے اونڈیل کے عرض کی کہ حضور انہین بھی غزوہ کی تیاری مین صرف کیجئے تو حضور بہت ہی مسرور ہوے۔ اون دینارون کو اپنے دست مبارک سے اولٹنے پلٹنے لگے اور فرمایا غفر اللہ لک یا عثمان ما اسررت وما اعلنت یعنی اے عثمان خدا تمہارے ظاہر و باطن سب گناہ بخشدے۔

ابو عقیل انصاری نے ایک صاع چھوہارے اور عبدالرحمن بن عوف اور عاصم بن عدی نے بہت سا مال دیا۔ اس پر منافقون نے باہم سرگوشیان شروع کین اور کہنے لگے کہ عبدالرحمن اور عاصم نے ریا سے ناموری کے لئے اتنا مال دیا ہے اور خدا و رسول کو ابو عقیل کے ایک

صاع چھوہارون کی کچھہ پرواہ نہین تو یہ آیت سورہ برات کی نازل ہوئی۔

اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

یعنی وہ لوگ جو صدقون مین دل کہول کے دینے والے مسلمانون پر اور اون پر جو سوائے محبت کے گانٹھہ گرہ مین کچھہ نہین رکھتے طعن کرتے ہین اور اون پر ہنستے ہین خدا اون طاعنون سے ٹھٹھا کرتا ہے اور اونکے لئے دکھہ کی مار ہے۔

روایت ہے کہ ایک صحابی علیہ بن زید نام حضور مین حاضر ہوے اور عرض کی "یا رسول اللہ میرے پاس کچھہ نہین ہے جو تیاری لشکر کے لئے پیشکش کرون۔ ہان۔ عزت وآبرو رکھتا ہون اسے جو چاہے لیلے اور مجھے کچھہ دیدے تاکہ مین بھی اوسے دیکر ثواب حاصل کرون مین اوس دینے والے سے قیامت مین بالکل مواخذہ نہ کرونگا۔ وہ چاہے جیسی مجھہ سے خدمت کرالے یا میری اہانت کرے مین سب بخشتے دیتا ہون" ارشاد ہوا "جاؤ تحقیق حق سبحانہ تعالی نے تمہارا صدقہ قبول کرلیا اور تم سے بہت خوش ہوا" اللہ اللہ کیسے خیرخواہ لوگ تھے جنہین اسلام کی بات بننے کی خاطر اپنی عزت وآبرو کا بھی پاس نہ تہا۔ جان ومال تو اور چیز ہے۔

سالم بن عمرو۔ علیہ بن زید۔ ابو لیلے۔ عبدالرحمن بن کعب مازنی۔ عمرو بن غنمہ۔ سلمہ بن صخر۔ عرباض بن ساریہ۔ عبداللہ بن مغفل۔ اور ایک روایت سے معقل بن لیسار۔ ایک سے مہدی بن عبدالرحمن ایک سے عمرو بن حمام بن جموح۔ اور ایک روایت سے صخر بن غنسا۔ اور مواہب لدنیہ مین ان پر ہرم بن عبداللہ۔ عبداللہ بن عمرو مزنی حضرمی بن لیسار۔ نعمان بن سوید۔ معقل۔ سنان۔ ہند بن مقرن کو بھی زیادہ کیا ہے۔ اصحاب مذکورہ بالا نے خدمت نبوی مین آکے گذارش کی کہ سرکار سے سواری ہمین مرحمت ہو تو ہم جہاد کی سعادت حاصل کرین۔ حضور نے

اپنی مجبوری ظاہر کی - یہ نیک و پاک لوگ مایوس ہوکر روتے ہوئے چلے گئے - آخر اونکے بنانیوالے کو اون پر رحم آیا - اپنے سچے اور پاک کلام مین یون فرمایا۔

وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ ۝ یعنی اے محمد اب ان لوگون پر کوئی الزام عائد نہین ہوسکتا کیونکہ وہ تمہارے پاس آسے اور تم اونہین سواری ندیسکے وہ اس غم سے روتے ہوئے واپس گئے - اونکے پاس خرچ ہی نہین ہے - اس آیت کو سنکر بنیامین بن عمرو نے اونمین دو کو سواری کے لئے ایک اونٹ اور دو دو صاع چھوہارے دئے - دو آدمیون کو حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے اور تین آدمیون کو جناب عثمان نے زادراہ اور سواری دی -

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ میرے اشعری رفیقون نے مجھے حضور صلعم کی خدمت مین سواری کی درخواست کے ساتھہ بھیجا - آپ اوسوقت کچھہ خفا سے تھے مجھہ سے فرمایا واللہ لا احملکم علی شیء یعنی خدا کی قسم مین تم لوگون کو کوئی چیز سواری کی ندونگا مجھے اس سے رنج ہوا اور ڈرا کہ شاید حضور مجھہ سے بھی ناراض ہوگئے - اوداس اور دلگیر واپس چلا آیا - تھوڑی دیر کے بعد سنا کہ حضرت بلال مجھے پکار رہے ہین کہ عبد اللہ بن قیس کدھر ہین چلو آنحضرت نے یاد فرمایا ہے - مین حاضر دربار فیض آثار ہوا - تو حضور سے چھہ اونٹ مرحمت ہوئے کہ ان پر جاکے اپنے یارون کو سوار کرو - یہ اونٹ آپ نے سعد رضی اللہ عنہ سے ہین خرید دئے تھے - اونہین تو مین نے لاکے اپنے یارون کو دیدیا - اور خود کئی آدمیون کو ساتھہ لیکر حضور کے پاس گیا اور التماس کی - آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ مین تجھے سواری ندونگا - پھر آپ نے قسم توڑکے اونٹ مجھے کیسے دئے - ارشاد ہوا کہ خدا کے حکم سے یہ اونٹ تمہین

ملے ہین اور مجھے حکم ہوا ہے کہ اگر کسی بات مین مصلحت معلوم ہو تو قسم توڑ ڈالا کرون۔ اور کفارہ اوسکا دیدیا جاوے۔ ابو موسیٰ کہتے ہین کہ آپکا یہ کلام سنکر مجھے بڑی شرمندگی ہوئی کہ حضور کو میرے باعث قسم توڑنی پڑی اور یہ تکلیف ہوئی۔

روایت ہے کہ اسّی آدمی اور ایک روایت سے اونتالیس ۳۹ آدمی منافق خدمت شریف مین آئے اور بہت سے بیہودہ عذر کرکے درخواست کی کہ حضور ہمین ساتھ چلنے سے معاف رکھین۔ ہم کثیر العیال اور قلیل المعاش ہین۔ یہ لوگ بنی اسد اور غطفان کے تھے۔ عامر بن الطفیل کے چند لوگون نے کہا کہ اگر ہم غزا کو چلے جائینگے تو قبیلہ طے کے بدّو آکے ہمارے گھرون اور مویشی کو لوٹ لے جائینگے۔ آپ نے اونکو جواب دیا کہ اللہ تعالےٰ مجھے جلدی تم سے بے پرواہ کردیگا۔ اونکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی۔ وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَ قَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ یعنی گنوار لوگ بہانہ کرتے ہوے آئے تاکہ اونکو گھر بیٹھ رہنے کی اجازت ملجاوے اور جو خدا ورسول سے جھونٹ بولین اون منکرون کو خدا کی مار ہے۔ ایک جماعت منافقین بیدین کی بغیر عذر بیٹھ رہی اور دوسرون کو بھی اپنا ساتھی بنانے مین کوشش کی اونکے حال مین یہ آیتین نازل ہوئین۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ۝

یعنی رسول اللہ سے جدا ہو کر پیچھاڑی بیٹھہ رہنے والے خوش ہوے - اونکو اللہ کی راہ مین جان و مال سے لڑنا برا لگا - وہ لوگون سے کہتے ہین کہ گرمی مین کیون جاتے ہو - اے پیغمبر تم اون سے کہدو کہ اگر اونہین سمجھہ ہوتی تو دوزخ کی آگ اس سے زیادہ سخت ہے - وہ ابتو تھوڑا سا ہنس لین مگر اونکو اپنے کرتوتون کے بدلے رونا بہت سا پڑیگا - اگر اللہ اونمین سے کسی فرقہ کی طرف تمہین پہر لیجاے اور وہ تمہارے ساتھہ چلنا چاہین تو اون سے کہدینا کہ تم ہرگز میرے ساتھہ نہ چلوگے اور میرے دشمن سے نہ لڑوگے جب تم کو پہلی بار بیٹھہ رہنا پسند آیا تو اب بھی بیٹھے رہو

روایت ہے کہ آنحضرت نے جد بن قیس منافق سے فرمایا کہ اگر تجھے بنی الاصفر یعنی نصاراے روم سے لڑنے کی خواہش ہو تو ہمارے ساتھہ چل - اوس نے جوابدیا کہ حضرت مجھے تو مدینہ ہی مین رہنے دیجیے کیونکہ مین زنا کا عاشق ہون اس لیے ڈرتا ہون کہ وہان کی خوبصورت عورتون کو دیکھکے کسی مصیبت مین نہ گرفتار ہو جاؤن - اوسکے لیے یہ آیت نازل ہوئی - وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي ۚ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۗ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ۝ یعنی اور بعض اونمین سے یون کہتے ہین کہ ہمکو تو گہر ہی مین بیٹھے رہنے کی اجازت دیدیجیے ہمین گمراہی مین نہ ڈالو سنلو وہ تو گمراہی مین پڑے ہی ہوے ہین اور دوزخ منکرون کو گہیرے ہوے ہے - یہ شخص جد بن قیس قبیلہ بنی سلمہ مین سے تہا - مدینہ مین آکے آنحضرت نے بنی سلمہ سے پوچہا کہ تمہارا سردار کون ہے - اونہون نے جوابدیا کہ ایک بخیل آدمی جد بن قیس ہے - ارشاد ہوا وای داءٍ ادوء من البخل یعنی کوئی بیماری بخل سے بڑہکر نہین ہوسکتی - آج سے ہم نے عمرو بن جموح کو تمہارا سردار کیا - ایک روایت مین ہے کہ آپ نے فرمایا - تمہارا سردار جوان خوبرو گھونگروالے بالون کا بشر بن البراء بن معرور ہے -

روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے ہر بطن یعنی اوس جماعت کو جو یک جدی ہو لواء بنانے کا حکم دیا تھا۔ لواء بنی النجار کا پہلے تو عمارہ بن حزم انصاری کو دیا پھر اون سے لیکر زید بن ثابت کو دیدیا کیونکہ وہ حضرت عمارہ سے علم قرآن زیادہ رکھتے تھے۔ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ گیارہ برس کی عمر مین مسلمان ہوئے اور کاتبان رسول اللہ مین علم فرائض کے بڑے عالم اور جلیل القدر اور فقیہ تھے۔ خلافت صدیق اکبر مین قرآن جمع کرکے لکھا اور خلافت عثمانی مین اوسکی دوسری نقل کی۔ بہت سے لوگون نے اون سے روایت کی ہے۔ چھپن برس کے ہوکر مدینہ مین ۴۵ھ مین انتقال کر گئے۔

اس غزوہ مین لشکر اسلام کا شمار کوئی تو تیس ہزار بتاتا ہے۔ کوئی چالیس ہزار۔ کوئی ستر ہزار اور کوئی ایک لاکھ کہتا ہے۔ دس ہزار گھوڑے اور بارہ ہزار اونٹ ساتھ تھے۔

روایت ہے کہ لشکر اسلام سعادت انجام تبوک مین دو مہینے رہا ایک روایت سے مسلمانون کا وہان رہنا بارہ دن معلوم ہوتا ہے اور ایک روایت مین مدت قیام تبوک بیس دن لکھی ہے۔

جب بنی غسان کا آدمی لشکر اسلام مین آکے پوشیدہ پوشیدہ آنحضرت صلعم کے اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ دریافت کر گیا اور ہرقل سے جاکے بیان کئے تو ہرقل نے اپنے سب اشراف اور اعیان کو جمع کرکے ترک نصرانیت اور قبول اسلام کے لئے کہا۔ وہ سب برہم ہو گئے اور بگڑ بیٹھے۔ شاہ روم نے زوال سلطنت کے خوف سے اسلام کو قبول نہ کیا۔ صحیح ابن حبان مین ہے کہ تبوک سے بھی آنحضرت صلعم نے ایک فرمان عالی شان قبول اسلام کے لئے ہرقل کو لکھا تھا مگر شومی قسمت سے اوس نے قبول نہ کیا۔ امام احمد کی مسند مین لکھا ہے کہ شاہ روم نے آنحضرت کو لکھا کہ مین مسلمان ہو گیا ہون آپ نے فرمایا کہ وہ جھونٹ بولتا ہے۔

تبوک مین یحینہ بن رویہ شاہ ایلہ نے آکے جزیہ دینا قبول کیا اور صلح ہوکر عہد نامہ لکھدیا گیا - اہل جربا اور اذرح نے بھی حاضر ہوکے ایسا ہی کیا چنانچہ اوس زمانہ کا لکھا ہوا صلحنامہ اوس قوم مین ابتک موجود ہے - اذرح ایک شہر جربا کی طرف شام مین ہے -

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب اکیدر کو گرفتار کیا اور لیکر مدینہ کو چلے تو اثنائے راہ سے عمرو بن امیہ ضمیری کو اطلاع کے لئے دربار نبوی مین پہلے سے روانہ کردیا - اکیدر کے برادر مقتول حسان کی قبائے زربفت بطور نشانی کے عمرو بن امیہ کو دیدی تھی جو کوئی اوسکی نرمی اور نزاکت کو دیکھتا تھا تعجب کرتا تھا - اسپر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جنت مین جو مندیل اور رومال سعد بن معاذ کے پاس ہین وہ اس سے نرم تر اور خوب تر ہین - مروی ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد شاہ عجم نے ایک چادر آنحضرت کو بطور ہدیہ کے بھیجی جو کوئی اوسے دیکھتا متحیر رہجاتا تھا - سب کہتے تھے کہ یہ چادر آسمان سے خدا نے آپ کے لئے بھیجی ہے - ارشاد ہوا کہ سعد بن معاذ کی مندیل جنت مین اس سے زیادہ نرم اور نفیس ہے -

آنحضرت نے یہ نامۂ امن اکیدر کو لکھدیا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝ ھذا کتاب من محمد رسول اللہ لاکیدر حین اجاب الی الاسلام وخلع الانداد والاصنام یقیمون الصلوٰۃ لوقتھا ویؤتون الزکوٰۃ بحقھا ۝ ترجمہ - یہ نامہ ہے محمد رسول اللہ کا اکیدر کے نام جبکہ اوس نے اسلام قبول کیا اور اپنے معبودان باطل اور بتون کو چھوڑ دیا وہ نماز پڑھین وقت پر اور پوری زکواۃ دین -

جب آنحضرت نے اس سفر سے مراجعت فرمائی تو راہ مین آپ نے ہر منزل پر مسجدین بنوادین جیسے کہ مکہ سے مدینہ تک بنی ہوئی ہین - جہان جہان حضور اوترے ہین - یا لوگوان نم

نماز پڑہی ہے وہان مسجدین بنی ہوئی ہین -

تبوک جاتے ہوے ودیعہ بن ثابت نے کہا تہا کہ دیکہو اس شخص محمد کو یہ شام کے محل اور قلعے فتح کیا چاہتا ہے اب اسکا دماغ چلگیا ہے - اوسکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی -

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِنْ نَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ۝ یعنی اے پیغمبر جب تم اون سے پوچہتے ہو تو کہتے ہین کہ ہم تو باہم دل لگی کرتے تہے اور کہیلتے تہے اون سے کہدو - کیا تم اللہ اور اوسکے رسول اور خدا کے کلام سے ٹہٹہا کرتے تہے بہانے نہ بناؤ تم ایمان لاکے کافر ہوگئے ہو اگر ہم تم مین سے بعضون کو توبہ کرنے کے باعث معاف کردین تو البتہ بعضون کو مار ہی دینگے -

جب آنحضرت صلعم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتہہ وادی القریٰ مین ایک عورت کے باغ کے پاس پہونچے تو ارشاد ہوا کہ سب لوگ اپنی اپنی راے کے موافق بتائین کہ اس باغ مین کتنی پیداوار ہوگی - سبہون نے اپنی اٹکل کے موافق بتایا پہر ہمارے حضور نے اپنی راے بیضا ضیا سے ظاہر فرمائی - باغ کی مالکہ کو حکم ہوا کہ سب کی رائین نام بنام یاد رکہنا - واپسی غزوہ کے وقت جب اوس باغ کے قریب سے گذر ہوا تو مالکہ کو بلوا کر استفسار فرمایا - حضور کا تخمینہ ٹہیک نکلا -

منزل وادی القریٰ مین قوم بنو عریض نے بطریق مہمانی حضور کے لئے ہریسہ بہیجا - آپ نے اوسے اولش فرماکے اونکے محصول مین سے چالیس وسق خرمے ہمیشہ کے لئے معاف کردئے - اسپر ایک عورت وادی القریٰ کی اور عورتون سے کہنے لگی کہ آنحضرت کا یہ

انعام ہمارے باپ دادا کی میراث سے بہتر ہے کیونکہ قیامت تک جاری رہیگا۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک مین ہر وقت حضور کے ہمراہ رہے۔ اکثر صحابہ نے جناب حذیفہ کی شان مین فرمایا ہے کہ وہ آنحضرت کے ایسے بھید جانتے ہین کہ جسے دوسرا نہین جان سکتا۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب مناقب صحابہ بیان فرماتے تو کہتے اعلمھم بشان المنافقین حذیفہ۔ یعنی صحابہ مین حذیفہ منافقین کا حال خوب جانتا ہے۔ آنحضرت کی وفات کے بعد جو جنازہ آتا اور حضرت حذیفہ اوسکے ساتھ ہوتے تو جناب فاروق اعظم اوسکی نماز پڑھتے تھے اور اگر اونکو ہمراہ نہ دیکھتے تو ہرگز نماز نہ پڑھتے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اس غزوہ مین پیچھے سے پہونچے تھے جیساکہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اونکو ابوذر جندب بن جنادہ بھی کہتے ہین۔ وہ مسلمانان قدیم مین سے تھے مکہ مین اسلام لاے یہ پانچوین شخص ہین یعنی ان سے پہلے چار صاحب اسلام لا چکے تھے جب یہ مسلمان ہوے پھر اپنی قوم مین چلے گئے اور وہین بود و باش اختیار کی۔ غزوہ خندق کے بعد آنحضرت کے پاس چلے آے۔ بعثت کے پہلے بھی زہد و عبادت مین مشہور تھے۔ اون سے بہت سے صحابہ اور تابعین نے روایت کی ہے۔ آنحضرت نے کئی حدیثون مین اونکی تعریف کی ہے۔ فرماتے تھے کہ ابوذر بہت سچے آدمیون مین ہے۔ ایک روایت مین آنحضرت یون فرماتے ہین کہ ابوذر سے زیادہ سچا آدمی زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے کوئی نہین ہوا پہلے ابوذر نے ہی تحیۃ السلام آنحضرت کو کیا تھا۔ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اونکے حق مین فرمایا کہ ابوذر علم کی گٹھری ہے بندھی ہوئی پس نہ نکلا اوس مین سے کچھ یہانتک کہ وفات پائی۔

بنی سعد بن ہذیم مین سے ایک آدمی تبوک مین آنحضرت کے پاس حاضر ہوا ہمارے

حضور اور چہہ صحابہ ایک جگہہ تشریف فرماتہے - اوس نے آتے ہی کہا اشہد ان لا الہ
الا اللہ وانک رسول اللہ - آنحضرت نے فرمایا "افلح وجہک" یعنی تو سرخرو ہوا -
اسکے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کہانا حاضر کرو - جناب بلال نے چمڑے کا دسترخوان
اوس دربار مسجود سلاطین مین بچہا دیا اور تہوڑا سا ملیدہ کہجورون کا اور روغن زیتون اور پنیر لا کے
رکہدیا - سب اوس سے شکم سیر ہو گئے - مہمان نے دست بستہ ہو کے عرض کی کہ حضور مین
اکیلا اس کہانے کو کہا جاتا اور پہر بہی پیٹ نہ بھرتا اسوقت کیا ہوا کہ ہم آٹھہ نو آدمی اس سے سیر
ہو گئے - ارشاد ہوا الکافر یاکل فی سبعۃ امعاء والمؤمن یاکل فی امعاء واحد -
یعنی مسلمان کو کہانیکی حرص کم ہوتی ہے اور کافر زیادہ حریص ہوتا ہے - مذکور ہے کہ ایک فقیر
جناب عمر فاروق کے پاس آیا اور اوس نے بہت سا کہایا - فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ پہر کبھی اسکو میرے سامنے نہ لانا -

روایت ہے کہ بارہ منافقون نے ملکے مسجد ضرار کو بنایا تہا - ۱ - خدام بن خالد جو
بنی عبید بن زید سے تہا اوسی کے گہر مین وہ مسجد تعمیر ہوئی تھی - ۲ - ثعلبہ بن حاطب جو بنی امیہ
بن زید مین تہا - ۳ - معتب بن قشیر - ۴ - ابوحبیبہ بن الازعر - ۵ - جاریۃ بن عامر اور اوسکے
دونون بیٹے - ۶ - مجمع - ۷ - زید - ۸ - نبتل بن الحرث - ۹ - بخرج - ۱۰ - بجاد بن عثمان -
یہ آٹھون آدمی بنی ضبیعہ بن زید مین سے تہے - ۱۱ - عباد بن حنیف جو بنی عمرو بن عوف مین تہا -
۱۲ - ودیعہ بن ثابت جو بنی امیہ مین سے تہا -

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہونے کا حال اوپر لکہا جاچکا ہے اونکو
کوہ سلع سے پکار کے حضرت صدیق اکبر نے قبول توبہ کی خوشخبری سنائی اور عمرو بن حمزہ اسلمی
یہ مژدہ لیکر اونکے پاس پہونچے - حضرت کعب کے پاس اوسوقت صرف دو چادرین تہین خوش ہوکے

عمرو بن حمزہ اسلمی کو انعام مین دیدین اور خود کپڑے مانگ کے پہنے - ایک روایت یون ہے کہ زبیر بن العوام گھوڑے پر سوار ہو کے دوڑے اور کعب کو یہ خوشخبری دی - سلکان بن سلامہ بن سلامہ بن سلامہ نے مرارہ بن الربیع کو مژدہ معافی جا سنایا - اور سعید بن زید نے ہلال بن امیہ کو قبول توبہ کی خبر دی - حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب مین نے بنی واقف مین پہونچکے ہلال بن امیہ کو بشارت دی تو وہ سنتے ہی سجدے مین گر پڑے اور اتنا روے کہ مجھے خوف ہوا کہین شادی مرگ نہ ہو جائین کیونکہ اونہون نے اوس زمانہ مین کھانا پینا چھوڑ دیا تھا روزون پر روزے بغیر افطار کے رکھے چلے جاتے تھے - بہت نحیف ولاغر ہو گئے تھے اور اوٹھتے بیٹھتے سواے آہ کے اور کچھہ کام نہ تہا - ہاے کیا محبت تہی جسکا شمہ بہی اگر ہم لوگون کو حاصل ہو تو خاک سے پاک ہو جائین -

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایکدن آنحضرت مجمع صحابہ مین بیٹھے ہوے تھے ناگاہ ایک لڑکا سامنے سے نمودار ہوا اور اوس نے آکے گذارش کی کہ حضور میری مان بہت تنگ حال ہے اور آپ سے ایک کرتہ پہننے کو مانگا ہے - ارشاد ہوا کہ اچھا گھنٹہ بہر کے بعد آنا - وہ لڑکا چلا گیا مگر اولٹے ہی پانوون آکے عرض کی کہ حضور امان جان کہتی ہین کہ یہ کرتہ جو اسوقت آپ پہنے بیٹھے ہین یہی مجھے اوتار دیجے - آپ اوسی دم اوٹھکے گھر مین چلے گئے اور کرتہ اوتار کے اوس لڑکے کو بھجوا دیا - ننگے بیٹھے تھے کہ حضرت بلال نے اذان دیدی - لوگ انتظار مین بیٹھے رہے اور آپ باہر تشریف نہ لاے - یہ آیت نازل ہوئی -

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۤءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا یعنی بیشک تمہارا رب جسکے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کرتا ہے اور جسکا رزق چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بیشک وہ اپنے بندون کے حال سے خبردار ہے اور دیکھتا ہے - اس سے خداوند کریم نے اپنے

پیغمبر کو یہ جتایا کہ اے میرے حبیب دینا یا ندینا تو میرے اختیار مین ہے تمنے کیون تکلیف اوٹھائی اور میانہ روی کیون نہ اختیار کی - اسی لئے آپ نے حضرت کعب کو قبول توبہ کی خوشی مین سارا مال خیرات کردینے سے روکا تھا اور فرمایا کہ ہان تہائی مال صدقہ کے لئے کافی ہے -

روایت ہے کہ جب آنحضرت صلعم اس غزوہ سے واپس تشریف لے آے تو حجرۂ شریفہ مین داخل ہوکے یہ دعا فرمائی الحمد للہ ما رزقنا فی سفرنا ھذا من اجر و حسنۃ ومن بعدنا وشرکاؤنا یعنی تمام حمد اللہ کے لئے ہے جس نے اس سفر مین ہمکو اجر و نیکی دی اور جو لوگ ہمارے پیچھے رہگئے تہے اور جو ہمارے شریک ہین اون پر بھی عنایت رکھی - آپکی یہ مناجات سنکر حضرت عائشہ صدیقہ نے التماس کی کہ یا حضرت آپ نے تو صعوبت سفر برداشت کی اور رات رات بھر بیدار رہے لیکن جو لوگ فرے سے اپنے اپنے گھرون مین بیٹھے رہے اونکو بھی آپ نے ثواب مین داخل کرلیا - ارشاد ہوا کہ عائشہ - وہ ہرگز ہم سے جدا نہ تھے ہر کوچ و مقام مین اونکی نیت ہمارے ساتھ تھی وہ لوگ تو بسبب عذر شرعی کے مدینہ مین رہگئے تھے اللہ تعالے فرماتا ہے وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ یعنی سب کے سب مومنون کو نہ چاہئیے کہ جہاد کے لئے نکل جائین - پس ہم سب اونکے غازی تھے اور وہ ہمارے قاعد اے عائشہ قسم ہے خدا کی جسکے دست قدرت مین میری جان ہے ہمارے ہتیارون کی بہ نسبت اونکی دعاؤن کا تیر دشمنون کے دلون کو زیادہ چھیدتا ہے -

یارب تو کریمی و رسول تو کریم	صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

روایت ہے کہ غزوۂ تبوک کے بعد مسلمان اپنے اپنے ہتیار بیچنے لگے اور کہتے تہے کہ اب جہاد منقطع ہوگئے - جناب سرور انبیا صلعم کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو منادی کرادی لا ینقطع الجہاد حتی ینزل عیسے ابن مریم یعنی حضرت مسیح کے نازل

ہونے تک جہاد ختم نہون گے - پہر فرمایا لا یزال عصابۃ من امتی یجاھدون علے الحق حتی یخرج الدجال - یعنی ایک جماعت ملک شام اور روم کے لوگون مین ہمیشہ ایسی قائم رہیگی جو دجال کے نکلنے تک حق پر جہاد کریگی - اسکی تائید اس حدیث سے بہی ہوتی ہی - لا یزال اہل الغرب ظاہرین علے الحق حتی یقوم الساعۃ یعنی ملک غربی کے لوگ قیامت تک حق پر قائم رہینگے - پس ظاہر ہے کہ اسمین خلیفہ رسول اللہ حضرت امیر المومنین سلطان روم خلد اللہ ملکہ کی طرف صاف وصریح اشارہ ہے -

حضرت سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلواۃ کے تمام غزوات اور سرایا کی نسبت ارباب سیر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یون فرماتے ہین کہ نو مقامات پر جنگ ہوئی - ۱ - بدر - ۲ - اُحد - ۳ - بنی النضیر - ۴ - خندق - ۵ - بنو قریظہ - ۶ - خیبر - ۷ - فتح مکہ - ۸ - حُنین - ۹ - طائف حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ العزیز نے خیبر و فتح مکہ و طائف کو بباعث قرب زمانی و مناسبت کے ایک جگہہ بیان کرکے سات ہی مقام رکہے ہین -

پہر وہ غزوات جنمین لڑائی نہین ہوئی یہ ہین - ۱ - غزوہ بواط - ۲ - غزوہ عشیرہ - ۳ - غزوہ ابوا ۴ - غزوہ بدر اولی - یہ چارون غزوہ بدر سے پہلے واقع ہوے - ۵ - بنو قینقاع - ۶ - غزوہ سویق - یہ دونون بعد جنگ بدر کے ۲ھ مین ہوے - بخاری کی روایت کے موافق غزوہ ابوا سب غزوات سے پہلے ہوا - ۷ - غزوہ قرقرہ - ۸ - غزوہ غطفان جسکو غزوہ امر بروزن قمر اور غزوہ انمار بھی کہتے ہین - یہ دونون اُحد سے پہلے ہوے - ۹ - غزوہ حمراء الاسد بعد جنگ اُحد کے ۳ھ مین ہوا - ۱۰ - غزوہ بدر موعود جسکو بدر صغری بھی کہتے ہین ۴ھ مین غزوہ بنی النضیر کے اور تولد امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد واقع ہوا - ۱۱ - غزوہ ذات الرقاع ۵ھ کے شروع مین ہوا - اوسکے بعد - ۱۲ - غزوہ دومۃ الجندل اوسی سال مین غزوہ خندق سے پہلے ہوا

۱۳- غزوۂ بنولحیان ۶ھ میں قبل غزوۂ غابہ ہوا- ۱۴- فتح فدک ۷ھ میں خیبر کی فتح کے بعد ہوئی- ۱۵- غزوہ تبوک کہ آخرین غزوات آنحضرت صلعم سے ہے ۹ھ میں واقع ہوا-

صاحب قرۃ العیون فرماتے ہین کہ غزوات حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ستائیس ہین جنکے نام باترتیب یہ ہین-

بواط- عشیرہ- ابوا- بدر اولی- بدر کبری- بنی قینقاع- سویق- قرقرہ- غطفان- احد- حمراء الاسد بنی النضیر- بدر موعود- ذات الرقاع- دومۃ الجندل- خندق- بنو قریظہ- بنی المصطلق- بنولحیان غابہ- خیبر- فدک- وادی القری- فتح مکہ- حنین- طائف- تبوک-

سرایا قریب پچاس کے ہین جنمین سے ستائیس بقید سال کے یہ ہین

۱- سریہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ- ۲- سریہ عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب-	۱ھ مین
۳- سریہ سعد بن ابی وقاص- ۴- سریہ عبد اللہ بن جحش- ۵- سریہ عمرو بن عدی-	۲ھ مین
۶- سریہ قردہ- ۷- سریہ محمد بن مسلمہ	۳ھ مین
۸- سریہ بیر معونہ- ۹- سریہ رجیع-	۴ھ مین
۱۰- سریہ ابو بکر- ۱۱- سریہ ابو بصیر-	۶ھ مین

۱۲- سریہ موتہ۔	
۱۳- سریہ ابوعبیدہ۔	
۱۴- سریہ ابوقتادہ انصاری۔	
۱۵- سریہ خالدبن ولید۔	
۱۶- سریہ سعدبن زید۔	سنہ ۸ھ مین
۱۷- سریہ خالدبن ولید ثانیاً۔	
۱۸- سریہ ابوعامر۔	
۱۹- سریہ طفیل بن عمرودوسی۔	
۲۰- سریہ علی۔	
۲۱- سریہ عینیہ بن حصین۔	
۲۲- سریہ خالدبن ولید ثالثاً۔	
۲۳- سریہ قطبیہ بن عامر۔	
۲۴- سریہ ضحاک بن سفیان	سنہ ۹ھ مین
۲۵- سریہ علقمہ۔	
۲۶- سریہ علی۔	
۲۷- سریہ خالدبن ولید رابعاً۔	

عبادبن بشر انصاری جو محمد بن مسلمہ کے ساتھہ ابن اشرف یہودی شاعر کے قتل کو گئے تھے سعدبن معاذ سے پہلے مسلمان ہوے - بدر و اُحد وغیرہ مین شامل تھے - آپ فضلاے صحابہ مین سے ہین - مالک بن انس اور عبدالرحمن بن ثابت نے اون سے روایت کی ہے

۴۵ برس کی عمر مین جنگ یمامہ مین شہید ہوے -

محمد بن مسلمہ انصاری حارثی اوسی تھے - سواے تبوک کے اور سب جنگون مین حاضر رہے اونہون نے حضرت عمر فاروق وغیرہ صحابہ سے روایت کی ہے - یہ فضلاے صحابہ مین داخل تھے - مدینہ مین مصعب بن عمیر کے ہاتھہ پر ایمان لاے آپ ابونائلہ کے رضاعی بہائی تھے - ۷۷ برس کی عمر مین سنہ ۴۳ھ مین وفات پائی -

باقی سرایا القید سال یہ ہین -

۲۸ - سریہ عبداللہ بن عتیک سنہ ۶ھ مین -

۲۹ - سریہ عبداللہ مخزومی } سنہ ۳ھ مین
۳۰ - سریہ عبداللہ بن انیس }

۳۱ - سریہ محمد بن مسلمہ ثانیاً -

۳۲ - سریہ عکاشہ بن محصن اسدی -

۳۳ - سریہ محمد بن مسلم بنی ثعلبہ پر -

۳۴ - سریہ ابوعبیدہ بن الجراح -

۳۵ - سریہ زید بن حارثہ جموم کیطرف -

۳۶ - سریہ زید بن حارثہ موضع عیص پر -

۳۷ - سریہ عبدالرحمن بن عوف -

۳۸ - سریہ علی مرتضی -

۳۹ - سریہ زید بن حارثہ وادی القری پر -

۴۰ - سریہ زید بن حارثہ چشمہ طرف پر -

۴۱- سریہ زید بن حارثہ موضع حسمی پر۔

۴۲- سریہ زید بن حارثہ وادی القری ثانیاً۔

۴۳- سریہ محمد بن مسلمہ نجار پر۔

۴۴- سریہ یسار رضی اللہ عنہ۔

۴۵- سریہ کرز بن جابر۔

۴۶- سریہ عبد اللہ بن رواحہ۔

۴۷- سریہ عمرو بن امیہ ضمیری۔

یہ سب سریہ نمبر ۳۱ سے ۴۷ تک ۶ھ مین واقع ہوے۔

۴۸- سریہ ابوبکر صدیق۔ ⎫
۴۹- سریہ بشیر بن سعد انصاری۔ ⎬ ۷ھ مین
۵۰- سریہ غالب بن عبد اللہ لیثی۔ ⎭

۵۱- سریہ غالب بن عبد اللہ لیثی ثانیاً

۵۲- سریہ غالب بن عبد اللہ لیثی ثالثاً

۵۳- سریہ ذات السلاسل۔

۵۴- سریہ عمرو بن عاص۔

اوپر کے چار سرایا ۸ھ مین ہوے۔

واضح ہو کہ تبوک مین یحنہ بن رویہ حاکم ایلہ اور اہل جربا و اذرج آنحضرت کی خدمت مین آے اون سے جزیہ قرار پاکر صلح ہوگئی - آپ نے ہر ایک کو صلحنامہ لکھدیا جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے مگر تلاش کرنے سے صرف ایک صلحنامہ یحنہ والی ایلہ کے نام کا تاریخ کی کتابون مین ملتا ہے

غالباً یہی مضمون اورون کے صلحنامون کا بھی ہوگا - والی ایلہ کے نام کا صلحنامہ یہ ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هذا امنة من الله و محمد النبی لیحینه بن رویه واهل ایله سفنهم وسیارتهم فی البر والبحر لهم ذمة الله ومحمد النبی ومن کان معهم من اهل الشام واهل الیمن واهل البحر فمن احدث منهم حدثا فانه لایحول ماله دون نفسه وانه لمن اخذه من الناس وانه لایحل ان یمنعوا مایردونه ولا طریقا یردونه من بحر وبر

ابن سعد نے لکھا ہے کہ اکیدر والی دومۃ الجندل نے دوہزار اونٹ آٹھ سو گھوڑے چارسو زرہین اور چارسو نیزے صلح کے بعد آنحضرت کے نذر کیئے تھے -

غزوہ تبوک مین تیس آدمی کے قریب بغیر کسی عذر وحیلہ کے لشکر اسلام کے ساتھ نہین گئے تھے - اون منافقین کے حق مین بکثرت آیات سورۂ برات یعنی توبہ مین نازل ہوئین -

حالات وفود

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے فرصت پاکر مدینہ مین تشریف لائے اور عروہ بن مسعود سردار طائف اور ثقیف مسلمان ہوگئے تو اطراف وجوانب عرب سے بکثرت وفود آنے لگے اسی لیئے مورخین نے ۹ھ کا نام سنۃ الوفود رکھا ہے - ابن اسحاق کا قول ہے کہ عرب حقیقت مین اپنے سب سے بڑے قبیلہ قریش کا منہ تاک رہا تھا کہ دیکھین آنحضرت اور قریش مین کیا فیصلہ ہوتا ہے کیونکہ قریش تمام عرب کے سردار اور اوسکے ہادی ورہنما اور اونکے معبد بیت اللہ کے مجاور اور حضرت اسمعیلؑ کی اولاد سے تھے - جب وہی آپ کے رشتہ دار ہوکر آپ سے لڑنے کو کمربستہ تیار تھے تو سارا عرب آپ کی طرف سے مشکوک تھا

مگر جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش مسلمان ہوے تو ملک عرب کو معلوم ہو گیا کہ اب کوئی آنحضرت کے سامنے کان نہین ہلا سکتا نہ آپکی مخالفت مین سرسبز ہو سکتا ہے پس گروہ کے گروہ چارون طرف سے آکر مسلمان ہونے لگے اور اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ ۝ وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا ۝ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ کے معنی بخوبی واضح ولائح ہو گئے چنانچہ وفود کا یہ بیان اسی سورۂ شریفہ کی تفسیر ہے۔

جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کہین سے کوئی وکیل یا وفد آتا تو آپ لباس فاخرہ پہنتے اور صحابہ کو بھی ارشاد ہوتا کہ تم بھی زیب وزینت اور آرائش کے ساتھ بن ٹھن جاؤ۔ اون وکلاء اور وفود کو اچھے مکانون مین اوتارتے اور بخوبی اونکی مہمانداری کرتے اور رخصت کے وقت ہر ایک کو اوسکی لیاقت کے موافق خلعت اور انعام مرحمت فرماتے۔

(۱) قبیلہ بنی اسد ابن خذیمہ کے وفد مین دس آدمی آکر اسلام لاے اور آنحضرت سے کہنے لگے کہ ہم ایام قحط مین راہ دور و دراز طے کرکے یہان تک پہونچے ہین۔ راتون کو چلے ہین اور برضا و رغبت بدون اسکے کہ ہمپر کوئی لشکر گیا ہو از خود اسلام لاے ہین۔ اللہ تعالےٰ نے سورہ حجرات کے دوسرے رکوع کی یہ آیت نازل فرمائی۔ یَمُنُّوۡنَ عَلَیۡكَ اَنۡ اَسۡلَمُوۡا ؕ قُلۡ لَّا تَمُنُّوۡا عَلَیَّ اِسۡلَامَكُمۡ ۚ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیۡكُمۡ اَنۡ هَدٰىكُمۡ لِلۡاِیۡمَانِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ۝ یعنی اپنے مسلمان ہونیکا احسان تم پر رکھتے ہین سواے پیغمبر تم ان سے کہدو کہ اپنے مسلمان ہونیکا احسان مجھپر کیون رکھتے ہو بلکہ یہ احسان اللہ کا تمپر ہے کہ اوس نے تمکو ایمان کی ہدایت دی اگر تم سچے ہو۔

۲- قوم فزارہ کے وفد مین بیس آدمی آئے تھے وہ لوگ حاضر دربار دربار ہوکر خود بخود مسلمان ہوگئے - اونمین خارجہ بن حصن اور حر بن قیس بن حصن عینیہ بن حصن کی قوم سے تھے عینیہ مولفت القلوب مین سے ہے - آنحضرت نے ان لوگون کے اونٹون کو دُبلا دیکھکے حال دریافت کیا - اونہون نے عرض کی کہ حضور ہمارے ملک مین سخت قحط ہے ہمارے مویشی اور بال بچے تباہ ہوئے جاتے ہین دعا کیجئے کہ یہ آفت ہمارے سرون سے ٹلے آپ نے دعا کی اور مینہ برسا -

۳- بنی مرہ کے وفد مین تیرہ آدمی آئے تھے - حارث بن عوف اونکے سردار تھے - یہ سب بلا جبر و اکراہ بطیب خاطر دائرہ اسلام مین داخل ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم لوئی بن غالب کی اولاد مین آپ کے ہم قوم اور ہم قبیلہ ہین - حضور نے یہ سنکر تبسم فرمایا اور اون پر بڑی عنایت کی - اونہون نے بھی خشکسالی کی شکایت کرکے آپ سے دعا چاہی - آپ نے فرمایا اللھم اسقھم الغیث یعنی اے خداوند کریم انکو مینہ کا پانی پلا - بلال رضی اللہ عنہ کے نام حکم ہوا کہ ان مین سے ہر آدمی کو دس دس اوقیہ چاندی اور چار چار سو درہم انعام دو - اور حارث کو بارہ اوقیہ چاندی دلوائی - جب وہ اپنے ملک کو پہونچے اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جس دن حضور نے دعا کی ہے اوسی روز سے لگاتار بارش ہو رہی ہے - القصہ اونکا قحط اور تنگی رفع دفع ہوگئی -

۴- بنی البکاء کے وفد مین معاویہ بن ثور بن عبادہ بن البکاء اور اوسکا بیٹا بشر یا بشیر اور فجیع بن عبد اللہ بن جندح بن البکاء اور عبد عمرو اصم بھی شامل تھے - یہ لوگ آکے خوشی بخوشی مسلمان ہوگئے - روایت ہے کہ معاویہ بن ثور کی عمر سو برس کی تھی - اونہون نے آنحضرت صلعم کی خدمت مین عرض کی کہ حضور میرے بیٹے بشیر نے اس بڑہی عمر مین میری بڑی خدمت

کی ہے۔آپ شفقت سے اسکے سر پر اپنا مبارک ہاتھہ پہیر دین۔ مین حضور کا بڑا ممنون
احسان ہونگا۔آپ نے خوش ہوکے بشیر کو اپنے پاس بلایا اور اپنا ہاتھہ اوسکے سر و رو پر پہیر کے
ارشاد کیا کہ ہم تمہاری خدمتِ والدین سے بہت راضی ہوے جاؤ یہ چند دُنبے اوسکے انعام مین
تمہین دئے جاتے ہین۔تم ماں باپ کی خدمت نہین کرتے اپنی عاقبت سنوارتے ہو۔ روایت
ہے کہ تمام عرب مین تو قحط ہوتا تہا مگر بشیر کی قوم مین اسکے بعد سے کبھی تکلیف و تنگی نہین ہوئی۔
فجیع کو آپ نے ایک امان نامہ لکہدیا۔ اور عبد عمرو کا نام عبدالرحمان رکھا اور اوسی کے ملک مین کچہہ
اوسے جاگیر بہی دیدی اور اصحاب صُفّہ مین اونکو داخل کرلیا۔

۵۔ بنی کنانہ کے وفد مین واثلہ بن الاشقع لیثی سرگروہ تہا۔ یہ وفد اوس زمانہ مین آیا جبکہ
آنحضرت غزوۂ تبوک کی تیاری مین مصروف تہے۔حضور نے واثلہ سے پوچہا کہ تم کون ہو اور
میرے پاس کیون آے ہو۔ واثلہ نے التماس کی کہ خدا اور اوسکے رسول پر ایمان لانے کو
آیا ہون۔حضرت نے واثلہ سے بیعت لی اور وہ اسکے بعد اپنے ملک کو چلے گئے اور اپنی
قوم سے جاکے کہا کہ مین مسلمان ہوکے آیا ہون۔ یہ سنکے اونکے باپ نے تو اون سے
کلام کرنا چہوڑ دیا البتہ اونکی بہن نے بہت خاطر کی اور خود بہائی کے ہاتھہ پر مسلمان ہوگئی۔اس لئے
واثلہ پریشان ہوکے پہر مدینہ چلے گئے۔لیکن آنحضرت تبوک جا چکے تہے اور بہت سے آدمی
ابہی آگے پیچہے چلے جارہے تہے۔ واثلہ اپنی بے سروسامانی سے سٹ پٹا گئے اور کہا کہ
جو کوئی مجہے اپنے ساتھہ سوار کرکے حضور نبوی مین پہونچا دیگا مین اوسے وہ سب مال دیدونگا
جو میرے حصہ مین اس غزوہ کی غنیمت سے آئیگا۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو اونکی بیکسی پر
رحم آگیا اور اپنی سواری پر بٹہا کے آنحضرت کے سامنے جا کہڑا کیا۔حضور نے واثلہ کو جناب
خالد بن ولید کے ہمراہ اکیدر کی گرفتاری کے لئے دومتہ الجندل بہیجدیا۔ وہان کے مال سے

پچہ اونٹ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ کو ملے - آپ نے سبکو کعب کے سامنے پیش کردیا مگر کعب نے اونہین ہاتہہ بہی نہ لگایا اور کہا مین اوس کام کی اجرت نہین لیتا جسے مین نے خاص خدا کیواسطے کیا ہے - روایت ہے کہ جناب واثلہ نے تین برس تک اصحاب صفہ مین رہکے ہر وقت آنحضرت کی خدمت کی پہر جا کے بصرہ مین رہے وہان سے شام چلے گئے اور ۹۸ برس کی عمر مین ۸۵ یا ۸۶ھ مین بمقام دمشق وفات پائی - اور یہ آخری ہین اون صحابہ مین جنہون نے دمشق مین انتقال فرمایا -

۶ - وفد بنی ہلال بن عامر مین زیاد بن عبداللہ بن مالک اور عبد عوف بن اخرم اور قبیصہ بن مخارق شامل تہے - حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا خالہ تہین زیاد کی - زیاد بیدہڑک اپنی خالہ صاحبہ کی خدمت مین چلے آئے - آنحضرت کو اونکی یہ حرکت ناگوار معلوم ہوئی اور آپ بہت خفا ہوے - جب حضرت میمونہ نے عرض کی کہ حضور یہ میرا بہانجہ ہے تو آپ کا غصہ فرو ہوا - بعدازان زیاد کو ساتہہ لئے ہوے مسجد مین تشریف لاے اور نماز ظہر پڑہکے زیاد کو پیار سے اپنے پاس بٹہایا - اونکے لئے حد سے زیادہ دعا کی اور اپنا دست مبارک بہانجہ کے سر اور منہ پر پہیرا - بنو ہلال سے روایت ہے کہ بعدازان ہم ہمیشہ زیاد کے چہرہ مین اثر برکت اور نور کا دیکہتے رہے - ایک شاعر نے اس مضمون کو علی بن زیاد کے حق مین نظم بہی کیا ہے -

یا ابن الذی مسح النبی براسہ	ودعا لہ بالخیر عند المسجد
مازال ذاک النور فی عرنینہ	حتے بتوء بیتہ فی اللحد

یعنی اسے صاحبزادے تمہارے والد بزرگوار کے سر کو نبی صلعم نے مسح کیا تہا اور مسجد مین اونکی بہتری کے لئے دعا فرمائی تہی - یہ نور اونکے دونون ابروؤن کے درمیان ہمیشہ رہیگا - یہان تک کہ وہ اپنی قبر مین بہی اوسے ساتہہ لیجائینگے - عبد عوف کا نام آنحضرت نے عبداللہ

رکھدیا۔ پھر قبیصہ بن مخارق نے گذارش کی کہ یا رسول اللہ مین نہایت زیر بار ہون میری قوم مین سے ایک شخص نے ایک آدمی مار ڈالا تھا اوسے خون بہا دینا لازم ہوا۔ مین نے فساد مٹانے کے لیئے قرض لیکر وہ روپیہ ادا کردیا۔ مین حضور سے سوال کرتا ہون کہ آپ اس امر مین میری مدد کرین۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا تم یہان قیام کرو کہین سے زکوۃ یا عشر آجاے تو تمہارا قرضہ ادا کردیا جائیگا۔ پھر ارشاد ہوا کہ اے قبیصہ سوال کرنا حرام ہے۔ مگر تین شخص سوال کرسکتے ہین

۱۔ وہ شخص سوال کرسکتا ہے جو اصلاح اور رفع فساد کے لیئے قرض لیکر دوسرے کا قرضہ ادا کرے۔

۲۔ جس شخص کا مال کسی حادثہ سے تلف ہو جاے اوسے اپنے حال پر آجانے اور ضروریات رفع کرنے اور گذر اوقات کے لیئے مانگنا جائز ہے۔

۳۔ جو محتاجی سے فاقہ کرتا ہو اور تین آدمی اوسی کی قوم کے عاقل اور ہوشیار گواہی دین کہ ہان یہ شخص فاقہ سے ہے۔ اوسے سوال کرنا حلال ہے۔

اے قبیصہ سواے ان تین صورتون کے اگر کوئی سوال کرے تو حرام ہے اور جو اوس سے کما کے کھاے تو اوس نے حرام کا لقمہ کھایا۔ پھر فرمایا اے قبیصہ ما یزال الرجل یسئال الناس حتے یاتی یوم القیامۃ لیس فی وجھہ مزغۃ۔ یعنی جس آدمی نے ہمیشہ کے لیئے سوال کرنیکا پیشہ اختیار کرلیا ہے قیامت کے دن جب وہ سب کے سامنے لایا جائیگا تو اوسکے چہرہ پر گوشت نہو گا۔

۷۔ عامر بن صعصعہ کے وفود مین عامر بن الطفیل بن مالک بن جعفر بن کلاب اور اربد بن قیس اور ایک روایت مین ہے کہ اربد بن قیس اور خالد بن جعفر اور حسان بن اسلم بن مالک آے تھے یہ شیاطین شرارت آگین سرداران قوم مین سے تھے۔ اور یہ وہی عامر بن الطفیل ہے جس نے

بیر معونہ مین ستر قاریون کو شہید کیا تہا اور سوا اسکے بہت سی شرارتین اور شقاوتین اور بھی
اوس سے ظہور مین آچکی تہین - اب بھی وہ غدر ہی کرنے آیا تہا یعنی اربد کو گہر سے سکھلا کے
لایا تہا کہ مین تو محمد کو باتون مین لگاؤنگا تو اونہین غافل پاکے پیچھے سے تلوار ماریو تاکہ جھگڑا ہی
چکے اور ہم اونکے اندیشون سے بالکل فارغ ہوجائین - غرضکہ جب یہ لوگ محفل فیض منزل نبوی
مین داخل ہوے تو عامر بن الطفیل نے آنحضرت سے التماس کی کہ حضرت اگر مین مسلمان
ہوجاؤن تو مجھے کیا فائدہ ہوگا - ارشاد ہوا کہ وہی فائدہ ہوگا جو اور مسلمانون کو ہوتا ہے یعنی خدا تعالی
تجھہ سے خوش ہوجائیگا اور نجات اخروی حاصل ہوگی - اوس نے کہا کہ مجھے تو آپ اپنا خلیفہ
کردین - آپ نے فرمایا کہ میری خلافت تو تجھے اور تیری قوم کو نہین حاصل ہوسکتی یہ حق اور ونکا
ہے جنکو تو نہین جانتا - عامر بولا کہ اچھا اگر یہ نہین کرتے تو مجھے جنگل کے رہنے والے بدویون
ہی کا سردار کردو - اور تم شہر وبستی کے حاکم رہو - آپ نے فرمایا کہ یہ بہی ممکن نہین البتہ مین تجھے
ایک جماعت کا سردار کرسکتا ہون تاکہ تو اونہین ساتہہ لیکے خدا کی راہ مین جہاد کرے اور تجھے
سعادت دارین حاصل ہو - اوس نے کہا کہ یہ تو تحصیل حاصل ہے کیونکہ مین یون ہی اپنی
قوم کا سردار ہون - واللہ مین آپ پر ایک لشکر جرار پیادہ وسوار کا چڑہا کے لاتا ہون جس مین
ایک ہزار گہوڑے اور ایک ہزار سرخ اونٹ ہونگے پہر تمکو ساری حقیقت معلوم ہوجائیگی -
یہ کہکر اربد کے ساتہہ چلدیا - اثنا ے راہ مین اربد سے کہنے لگا کہ تو نے میرا کہا کیون نہ مانا -
اوس نے جوابدیا کہ واللہ جب مین اونکے مارنے کا قصد کرتا تہا تو مجھے اپنے اور محمد کے بیچ مین
تو نظر آتا تہا - اس لئے مین نے قتل نہین کیا - یہ دونون تو اسطرح کی باتین کرتے ہوے چلے
جاتے تہے - ادہر آنحضرت نے یہ دعا کی اللھم اکفنی عامرا واھد بنی
عامرا واغز الاسلام عن عامر یعنی بارخدایا مجھے عامر کے شر سے بچائیو اور بنی عامر کو ہدایت کر

اور اسلام کو عامر بن الطفیل سے بے پرواہ کر۔ راہ مین اربد پر بجلی گری اور وہ جل بھن کے خاک سیاہ ہوگیا۔ عامر کے گلے مین ایک غدود اونٹ کے گلے کے غدود کے برابر نکل آیا وہ اوسکی تکلیف سے قبیلہ سلول کی ایک عورت کے گہر مین جا اوترا اور کہتا تہا:

غدۃ کغدۃ البعیرۃ والموت فی بیت سلولیۃ۔ اب اوسکا یہ قول ملک عرب مین ضرب المثل ہوگیا ہے۔ جب کسی پر ایک ساتھہ دو مصیبتین پڑتی ہین تو وہ یہی کلام زبان پر لاتا ہے۔ پہر وہ سلولیہ کے گہر سے بہی سوار ہوکے چلا اور راستہ مین مرگیا۔

واضح ہو کہ علماے سیر وفد عامر کو وفد بنی عامر لکہتے ہین مگر صاحب روضۃ الاحباب نے اسے وفد عامر بن صعصعہ کہا ہے۔ یہ کسی نے نہین بیان کیا کہ ان آنے والون مین سے کتنے مسلمان ہوے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سواے عامر بن الطفیل اور اربد کے سب اسلام لاے۔

۸۔ بنی سعد بن بکر نے ضمامہ بن ثعلبہ کو اپنا ایلچی کرکے آنحضرت کی خدمت مین بہیجا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہم بہت سے آدمی آنحضرت کے پاس بیٹھے تہے کہ ایک شتر سوار آیا اور آکے اپنے اونٹ کو مسجد کے دروازہ پر باندہ دیا اور پوچہا کہ لوگو محمدؐ تم مین سے کسکا نام ہے۔ ہمنے کہا کہ یہ صاحب سپید رنگ جو تکیہ لگاے بیٹھے ہین محمد ہین کیونکہ اتفاقاً آنحضرت اوسوقت خلاف معمول اسی طرح بیٹھے ہوے تہے ہمکو اوسکی ناشناسائی پر تعجب آیا کہ باوجود اس سطوت اور ہیبت اور امتیاز و نورانیت کے بہی اس شخص نے آپکو بغیر پوچہے نہ پہچانا مگر غور سے دیکہا تو معلوم ہوا کہ اوسکی بینائی مین فرق ہے اور اوسکا یہ دریافت کرنا کچہہ اوسکی سادہ دلی سے بہی تہا جو بدویون مین ہوا کرتی ہے۔ اوس نے عرض کی کہ اے ابن عبد المطلب مین آپ سے کچہہ پوچہا چاہتا ہون اگر اثناے کلام مین کچہہ درشتی کرون

تو معاف فرمائیگا - ارشاد ہوا کہ کچھ فکر نہ کرو جو دریافت کرنا ہے پوچھو -

یہ شخص بھی سجیلا جوان دو کاکل والا اور سرخ و سپید تھا - بولا -

اے محمد تمکو قسم ہے اپنے پروردگار کی اور اونکے پروردگار کی جو تم سے پہلے گذرے ہین سچ بتانا کیا آپکو خدانے ہماری ہدایت کے لئے بھیجا ہے -

آنحضرت - بیشک خدانے مجھے اسی کام کے لئے متعین فرمایا ہے -

ضمامہ - اے محمد تمھین قسم ہے خدا کی کیا تمھین خدا نے یہ حکم دیا ہے کہ تم ہم سے اوسکی پرستش کراؤ اور توحید کی تعلیم دو اور اون بتون کی پوجا جنکو سالہا سال سے ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہین ہم سے چھوڑوا دو -

آنحضرت - ہان ہان مجھے خدا نے یہی حکم دیا ہے -

اسکے بعد ضمامہ یا ضمضام نے نماز و روزہ و زکواۃ و صبر و قناعت و حلال و حرام کی سب باتین اسی طرح قسم دلا دلا کے آپ سے دریافت کین اور سب کا جواب معقول پایا - پھر بولا کہ اے خدا کے رسول برحق مین بھی ان سب باتون پر ایمان لایا ہون - میرا نام ضمامہ ابن ثعلبہ ہے اور بھائی ہون بنی سعد بن بکر کا - اونھون نے مجھکو یہان بھیجا ہے تاکہ تمھارے دین کا حال دریافت کرون - اتنا کہکے اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور چلدیا - اپنی قوم مین پہونچکے لات و منات و عزیٰ و ہبل کی اہانت کرنا شروع کی - قوم کے لوگ بولے اے ضمامہ خاموش تو بڑی بے ادبی کرتا ہے ہمارے بت ناراض ہوکے کہین تجھے برص جذام یا جنون مین مبتلا نہ کردین - ضمامہ نے جواب دیا کہ تم بڑے بیوقوف ہو یہ بت کسی کو نفع یا نقصان نہین پہونچا سکتے - اللہ تعالے نے اپنا ایک رسول بھیجا ہے اور ایک کتاب اپنی اوسے دی ہے وہ رسول اور خدا کی کتاب ہم کو تعلیم دیتے ہدایت کرتے اور گمراہی سے نکالتے ہین - اے میری قوم

مین گواہی دیتا ہون کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ اوسکا رسول برحق ہے۔ مین آنحضرت کیطرف
سے تمہارے پاس مامورات اور منہیات لایا ہون۔ راوی کہتا ہے کہ واللہ ایک رات
بھی نہین گذری کہ ساری قوم مسلمان ہوگئی۔ اونہون نے مسجدین بنائین۔ اون مین اذانین
دینے لگے اور سب نے نماز پڑہنا شروع کردیا۔ زکوٰۃ بھی دیتے تہے اور اگر کسی بات مین
اونکو شبہ ناشی ہوتا تو حضرت ضمامہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے آکے دریافت کرتے اور جواب
شافی پاتے۔

۹۔ حضرت رویفع بن ثابت بلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ربیع الاول ۹ھ
مین میری قوم کا وفد آیا مین اونکے استقبال کو گیا۔ راہ مین اون سے ملکے اونہین مرحبا کہا
اور اپنے گہر مین لاکر اوتارا۔ اون لوگون نے اپنی پوشاکین بدلین اور میرے ساتہہ آنحضرت
کی خدمت مین حاضر ہوے۔ حضور نے مجہہ سے پوچہا کہ اے رویفع یہ کون لوگ ہین اور
میرے پاس کیون آے ہین۔ مین نے بعد تعظیم گذارش کی کہ حضور یہ میری قوم کے لوگ
ہین اور آپ کے حضور مین مسلمان ہونیکو آے ہین اور ذمہ کرتے ہین کہ ہماری ساری قوم
مسلمان ہوجایگی۔ آنحضرت نے فرمایا مرحبا بك وبقومك من يرد الله به خيرا يهده
للاسلام ○ ترجمہ۔ اے رویفع مرحبا تجہے اور تیری قوم کو خدا
جسکے ساتہہ نیکی کرنا چاہتا ہے اوسے اسلام کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ مین نے عرض کی کہ
یا حضرت یہ سب لوگ میرے گہر پر فروکش ہین۔ ارشاد ہوا رویفع تم نے بہت اچھا کیا ہم تم سے
نہایت خوش ہوے۔

اون لوگون مین ایک بڈہا آدمی تہا جسے ابو الضبیب کہتے تہے اوس نے عرض کی
کہ یا رسول اللہ ہم خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی تصدیق کرنے آے ہین اور گواہی

دیتے ہین کہ جو کچھ آپ خدا کے پاس سے لاے ہین وہ حق ہے - اور جنکو ہمارے بزرگ لوگ پوجتے تھے ہم اون سے بالکل ناراض ہو گئے - آنحضرت نے فرمایا کہ شکر اور احسان ہے اوس خدا کا جس نے تمکو اسلام کی طرف رہنما کیا - جانو اور آگاہ ہو تم کہ جو کوئی سواے اسلام کے اور کسی دین کی طرف گیا اور اوسی دین مراد وہ دوزخ مین ہے - پھر ابو الضیف بولا کہ یا رسول اللہ مجھے مہانداری کا شوق بہت ہے کیا اس کا مجھے اجر اور ثواب ملیگا - ارشاد ہوا کہ بیشک ملیگا - پھر اوس نے یہ دریافت کیا کہ اے رسول خدا مہمانی کے لیے کتنے دن مقرر ہین - فرمایا کہ تین دن اور تین روز کے بعد اگر مہمان میزبان کے یہان کھاتا ہے تو صدقہ کا مال کھاتا ہے - ہان اگر زبردستی میزبان ہی رکھلے اور مہمان کو نہ جانے دے تو یہ اور بات ہے - پھر آنحضرت فرمانے لگے کہ اے ابو الضیف اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کا نیک کام کردے تو یہ بھی صدقہ ہے چاہے وہ مسلمان جسکا کام نکلا ہے امیر ہو یا فقیر - کسی کے ساتھہ نیکی کرنا صدقہ ہے - اپنے مسلمان بھائی سے کشادہ پیشانی اور خوشی کے ساتھہ ملنا صدقہ ہی اپنے ڈول سے بھائی مسلمان کا برتن بھر دینا صدقہ ہے - تیرا تبسم کرنا بھائی مسلمان کے سامنے صدقہ ہے - نیک کام کرنے کے لئے کہنا صدقہ ہے - کسی کو برے کام سے روکنا صدقہ ہے - بھولے ہوے کو راہ بتا دینا صدقہ ہے - اندھے دھندھے کو پکڑ کے لیجانا اور جہان وہ جاتا ہو اوسے بحفاظت اور با آرام پہونچا دینا صدقہ ہے - تکلیف دینے والی چیز کو راہ سے دور کر دینا صدقہ ہے - مسلمان کے سوا اور کسی کا نیک کام کر دینا بھی صدقہ ہے - اور افضل الصدقۃ ان تشبع کبدا جائعا - بہترین صدقہ یہ ہے کہ تو کسی بھوکے کا پیٹ بھر دے - پھر اوس پیر جہاندیدہ نے دریافت کیا کہ یا رسول کریم - کھوئی ہوئی بھیڑ بکری کی نسبت حضور کیا حکم دیتے ہین - ارشاد ہوا کہ اونہین تو پکڑیگا یا تیرا بھائی یا بھیڑیا یہی تین

صورتین ہین - اگر کوئی کسی کی کہوئی ہوئی بہیڑ یا بکری پا دے تو اوسے اپنے پاس رکہے جب اوسکا مالک آوے اور ثابت کردے کہ یہ میری ملک ہے تو اوسے دیدے نہین تو آپ اوسکو چارہ پانی دے اور اوس سے فائدہ اوٹہاے اسکے بعد اوس نے التماس کی کہ حضور کہوے ہوے اونٹ کی نسبت آپ کیا ارشاد فرماتے ہین - حکم ہوا کہ تمہین اوس سے کیا کام ہے تم اوسکو ہاتہہ نہ لگاؤ جو اوسکا مالک ہوگا آپ ڈہونڈہ ڈہانڈہ کے لیجائیگا - آخر مین اوس بزرگ نے عرض کی کہ یارسول اللہ زمانہ جاہلیت مین ہم لوٹ مار کیا کرتے تہے - اوس مال مین سے اب بہی ہمارے پاس بہت کچہہ موجود ہے چونکہ اب ہم مسلمان ہوگئے ہین - اس لئے اب اوس مال کے حق مین حضور کیا فرماتے ہین - ارشاد ہوا کہ جو شخص توبہ کرکے کفر و شرک سے پاک ہوگیا تو جو مال اوسکے پاس ہے اوسی کا ہے مگر اب غارتگری نہ کرنا -

حضرت رویفع رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اسکے بعد وفد کے لوگ آنحضرت سے رخصت ہوکر پہر میرے یہان آگئے - جب تک وہ میرے گہر رہے آنحضرت اونکی ضیافت اور مہمانداری مین میری بہت سی مدد فرماتے تہے اور بلاناغہ روزانہ اونکے لئے چہوہارے بہیجتے تہے - بعد چند روز کے آپ نے اونہین انعام دیکر رخصت کردیا اور وہ اپنے اپنے گہر چلے گئے -

۱۰ - پہر تیرہ آدمی وفد تجیب کے آے - اور اپنے مال و مویشی کی زکوٰۃ لاے - آنحضرت نے اونکے آنے سے اظہار خوشی کیا - اونکو مرحبا کہا اور خاطر و تواضع کے ساتہہ بہت اچہی جگہہ اوتارا - اون لوگون نے عرض کی کہ حضور ہم زکوٰۃ لاے ہین اوسے بیت المال مین داخل کریجیے ارشاد ہوا کہ تم بہت اچہے لوگ ہوا سے اپنے ہی ساتہہ لیتے جانا اور اپنی قوم کے فقرا و مساکین مین صرف کرنا - اونہون نے جواب دیا کہ حضور ہم اپنے فقرا و مساکین کو پہلے ہی سے دیکر مستغنی کرآے ہین اوسکے بعد جو بچا ہے اوسے یہان لاے ہین یہ تو بیت المال کا ہی حق ہے یہین رہیگا

اسے ہم ہرگز پھیر کے نہین لیجائینگے - آنحضرت نے اونکی خاطر سے اوسے داخل کرلیا - اور فرمایا کہ بیشک کنجی ہدایت کی ید قدرت مین ہے جسکے سینہ مین چاہتا ہے خزانہ ایمان کا کہولدیتا ہے - جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ملک عرب سے ہمارے یہان کوئی وفد تجیب کے مانند نہین آیا -

پھر ان لوگون نے مسائل نماز و روزہ آنحضرت سے دریافت کیے اور تعلیم قرآن مجید حاصل کی - آپ اسکے باعث اون سے اور بھی زیادہ خوش ہوے اور محبت کرنے لگے - بلال رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ انکی خاطر اور مہمانداری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہو - رخصت کے وقت بہ نسبت اور وفود کے اونہین انعام بھی زیادہ ملا - جب سب انعام و اکرام سے بہرہ یاب ہوچکے تو اون سے دریافت کیا گیا کہ اب تو کوئی آدمی تم مین انعام سے باقی نہین رہگیا ہے اونہون نے عرض کی کہ نہین سب لیچکے - آنحضرت نے فرمایا کہ ابھی ایک آدمی باقی ہے اوسے بھی حاضر کرو - پہلے تو وہ لوگ دریاے حیرت مین مستغرق ہوے پھر کہنے لگے کہ حضور وہ تو ایک ناچیز سا آدمی ہمارا خدمتگار ہے جسے ہم اپنے اسباب کی حفاظت کے لئے فرودگاہ پر چہوڑ آے ہین - اوسکے لئے آپ کیون تکلیف گوارا کرتے ہین رہنے بھی دیجئے - ارشاد ہوا کہ نہین ایسا نہین ہوسکتا اوسے بھی ہمارے پاس بہیجو - چنانچہ الامر فوق الادب - یہ لوگ اپنی جگہہ پر گئے اور اوسے حضور مین بہیجدیا - جب اوس نے خدمت بابرکت مین حاضر ہوکے عرض کی کہ حضور مین اون لوگون مین ہون جو ابھی دربار فلک آثار سے مرخص ہوے ہین اور جنکی حاجتین آپ نے روا کی ہین اور چونکہ حضور حاجت رواے خلق ہین اس لئے میری بھی حاجت روائی فرمائیے تو ارشاد ہوا کہ تم بھی کہڈالو دل کی دل مین نہ رکہو - اوس نے عرض کی کہ مین اپنے وطن مالوفہ سے اس لئے نہین آیا ہون کہ مال دنیا کو لیجاؤن - مین تو سب سے

بڑی چیز حضور سے مانگونگا اگر ملے تو عرض کرون۔ اوسوقت آنحضرت نے خاص توجہ اوسکی طرف فرمائی وہ بولا۔ یارسول اللہ میرے لئے درگاہ باری مین دعا کیجئے کہ اللہ جل شانہ مجھے بخشدے۔ مجھپر رحمت کرے۔ میرے دل کو مال دنیا سے بے پرواہ کردے اور غنا سے قلبی مجھے مرحمت فرمائے۔ آنحضرت کو جب علو ہمتی اوسکی معلوم ہوئی تو اوسکے حق مین یہ دعا کی اللھم اغفر لہ وارحمہ واجعل غناءہ فی قلبہ یعنی بار خدایا تو اوسکو بخشدے۔ اوسپر رحم کر اور غنا اوسکے دل مین ڈالدے۔ پھر عنایت بینہایت سے اوسکو سب سے زیادہ انعام دیا۔ روایت ہے کہ وہ اپنی قوم کے سب لوگون سے اچھا ہوگیا۔ اوس سے بہتر قاری اوس قوم مین کوئی نہ تہا۔ آپ نے اوسے اوس قوم کا امیر کردیا۔ چنانچہ اون سبکو وہی نماز پڑہایا کرتا تہا۔ پھر وہ سب لوگ اپنے وطن کو چلے گئے۔ دوسرے سال اوس قوم کے چند آدمی آنحضرت سے حجۃ الوداع مین ملے۔ آپ نے اوس جوان کا حال پوچھا۔ اونہون نے بیان کیا کہ یارسول اللہ اب تو اوسکا نظیر ہمین کہین نظر نہین آتا بڑاہی قانع اور صابر ہوگیا ہے۔ اوسکی عالی ہمتی کا یہ حال ہے کہ اگر تمام دنیا اوسے دیدیجئے تو وہ لات تک نہین مارتا۔ فقیری اور مسکنت مین مست ہورہا ہے۔ ہر وقت یاد الہی مین مستغرق اور عبادت و ریاضت مین مصروف رہتا ہے۔ جمیع بندگان خدا کے ساتھہ خوش اخلاقی اور تواضع سے پیش آتا ہے۔

۱۱۔ اسی سال نہم ہی کندہ کا وفد آیا۔ یہ لفظ کندہ بروزن زندہ قبائل یمن مین سے ایک قبیلہ کا نام ہے اور لقب ہے ثور بن عفیر کا جو اس قبیلہ کا باپ ہے۔ کندہ مشتق ہے کنود سے جس مین کاف کو ضمہ ہے اور کنود کے معنی ہین ناشکری کرنا۔ ثور بن عفیر کا لقب کندہ اسلئے ہوا کہ وہ اپنے باپ سے کفران نعمت کرکے اپنے ماموں سے جا ملا تہا۔ اس وفد مین ۶۰ یا ۸۰ سوار تہے۔ سب کے سب بالون مین کنگھی کئے بانکے ترچہے بنے ہوئے اور ہتیانہ

کرلیا تو اونکے پاس پیراہن نہ تہا - بہت سے لوگون نے اپنے کپڑے اونہین پہنائے مگر کسی کے ٹہیک نہ آئے - تو عبداللہ بن ابی دوڑ کے اپنا پیراہن لے آیا وہ جناب عباس رضی اللہ عنہ کے کام آگیا - اوس نے وہ اونہین کو دیدیا - پہر حدیبیہ کے دن مشرکون نے اوس سے کہا کہ ہم محمدؐ کو تو مکہ مین قدم نہ رکہنے دینگے اگر تو چاہے تو عمرہ ادا کرلے - عبداللہ بن ابی سلول نے اسکا یہ جواب دیا کہ محمدؐ ہمارے پیشوا اور مقتدا ہین جب وہ اندر نہ جائینگے تو مین بہی پیش قدمی نہ کرونگا - اوسکے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ اور بہت سے عزیز و اقربا آنحضرت کے مخلصون مین تہے - اون پہلے دو احسانون کے بدلے مین جو اوس نے محض آپکی عزت و حرمت رکہنے کے لئے کئے تہے اور اوسکے عزیزون کی دلجوئی کی خاطر آپنے اپنا پیراہن مبارک اوسکے کفن کیواسطے دیا - اوسکے جنازہ کی نماز پڑہی - اوسکے حق مین استغفار کی اور اوسکے بیٹے سے ماتم پرسی کے کلمات فرمائے تاکہ لوگون کو معلوم ہوجائے کہ پیمبر لوگ تنکے اوتارنے کے احسان کو بہی بہت بڑا سمجہتے ہین - باپون کی صلاحیت بیٹون کے حق مین موثر ہے اور فرزندون کی سعادت مندی باپون کے لئے مثمر ہوتی ہے - روایت ہے کہ ابن ابی کے دفن کے بعد ایک ہزار منافق آنحضرت کا یہ خلق دیکھکے تہ دل سے مسلمان ہوگئے - ایک روایت یون ہے کہ آنحضرت دفن کے بعد اوسکی قبر پر پہونچے تہے - اوسی وقت قبر کو کہلوا کے اوسکے سر کو اپنی گود مین لیا اور اپنے منہ کا لعاب اوسکے منہ مین ڈالا -

وفات حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ شاہ حبشہ

اسی سال نہم ہجری مین یہ حادثہ جانکاہ ہوا - جابر ابن عبداللہ انصاری سے ثابت ہے کہ جسدن حبشہ مین حضرت نجاشی کا انتقال ہوا - تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مدینہ مین اصحاب سے فرمایا کہ آج ایک مرد صالح نے دنیا سے کوچ کیا ہے اوٹھو اوراوسکی نماز پڑہو۔ اصحاب فوراً تیار ہو گئے۔ آنحضرت نے مصلی مدینہ کے دروازہ پر نماز پڑہی۔ جب حبشہ سے خطوط آے تو معلوم ہوا کہ حضرت نجاشی کا انتقال اوسی دن ہوا تہا جس دن آنحضرت نے اونکے جنازہ کی نماز پڑہی تھی۔ حضرت نجاشی کا نام اصحمہ تہا۔ عیدگاہ مدینہ مین اونکے جنازہ کی نماز پڑہی گئی تہی۔ اور جسطرح تبوک مین حضرت معاویہ ابن معویہ لیثی رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آنحضرت کے سامنے کردیا تہا اوسی طرح حضرت نجاشی کا جنازہ بہی حضور کے پیش نظر آگیا تہا۔ حضرت معاویہ لیثی نے مدینہ مین وفات پائی

انتقال پرملال حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

اسی سال مین حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا دختر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔

بعض اور وفود

قبائل یمن سے قبیلہ ہمدان۔ قبائل بنی تمیم سے قبیلہ مزینہ۔ قبیلہ دوس۔ شام کی ایک بستی عذرہ۔ قبیلہ محارب۔ یمن سے قبیلہ صداء اور قبیلہ غسان۔ قبیلہ بنی عبس۔ قبیلہ ازد۔ قبیلہ منتفق۔ یمن سے قبیلہ نخع۔ قبیلہ خولان۔ قبیلہ زہاد۔ بجیلہ۔ اور حنیفہ کے وفود آے اور سب مسلمان ہو گئے۔

واضح ہو کہ حضرت محمد بن سعد رحمتہ اللہ علیہ شاگرد و کاتب حضرت واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک کتاب عربی زبان مین لکہی ہے اور وہ ملک جرمنی مین چہپی ہے۔ اوس مین حضرت مصنف جنہین علماے اسلام اونکے اوستاد سے زیادہ معتبر سمجہتے ہین لکہتے ہین کہ ۵۷ بادشاہون اور سردارون کو آنحضرت نے نامہ تحریر فرماے اور ۱۷ مقامات سے وفود آے۔ ان لوگون

مین سے لاکھون آدمی بطیب خاطر بلا خوف شمشیر خوشی بخوشی مسلمان ہو گئے - اور جیساکہ ہم غزوات وسرایا کاحال جو آنحضرت کے زمانہ مین ہوے لکھہ چکے ہین اوس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت کے جہاد واسطے دفع مضرت مسلمانان کے تھے نہ کہ واسطے ملک گیری اور اشاعت اسلام کے - پس اسلام پر بزور شمشیر پہیلنے کا الزام موضوعات احباب ہے اور بس - اور بفرض محال اگر اسلام کو تلوار کے زور سے پہیلا ہوا مان بھی لین تو مسلمانون کا کیا ہرج ہے یہ ایک اور معجزہ دیگر معجزات پر مستزاد ہو جائیگا - شرح اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک آدمی تو دست بقبضہ ایک طرف تہا اور تمام دنیا کی تلوارین ایک طرف - اوس ایک آدمی کی تلوار کے آگے ساری دنیا کی تلوارین کاٹھہ کی ہو گئین اور اوس اکیلے ایک نے روے زمین پر پچاس ساٹھہ کرور آدمی اپنے مقلد لا الٰہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ کہنے والے پیدا کر لئے جو سر کٹنے پر بھی اپنے دین وایمان سے نہین ٹلتے اگر یہ معجزہ نہین ہے تو اور کیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ موید من اللّٰہ تہا اور وہ زور شمشیر بھی کوئی حکمت خدا ہی تھی - اگر کسی فلاسفر یا حکیم یا عقلمند کی راے مین اس استحکام کیساتھہ کوئی جھوٹا دین بزور شمشیر پہیل سکتا ہو تو ہم اوسکی پیروی کرنے کو موجود ہین - بسم اللّٰہ وہ شروع کرین بلکہ ہم تلوار کے ساتھہ اپنے پنجون سے بھی نوچینگے - دانتون سے بھی کاٹینگے اور لاتین بھی چلائینگے پہر دیکھینگے کہ وہ اپنے دین کو تمام دنیا کے خلاف کیسے جاری کئے لیتے ہین -

ذکر حاتم طائی

ہم اوپر وفد بنی طے اور حاتم طائی کے بیٹے اور بیٹی کے مسلمان ہونے کا حال لکھہ چکے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نیک مرد حاتم جو "سخی حبیب اللّٰہ" مین داخل ہے کوئی بنایا ہوا اور خیالی آدمی نہین ہے جیساکہ بعض لوگون کا خیال ہے بلکہ واقع مین اس کا وجود ملک

عرب مین تہا اور حاتم طائی اور حضرت عبد المطلب آنحضرت کے دادا صاحب اور نوشیروان عادل نے ایک ہی سال مین انتقال فرمایا ہے - البتہ حاتم طائی کے قصہ کہانیان جو آرائش محفل وغیرہ مین ہین خلاف واقع ہین - چونکہ حاتم بڑا نیک اور سخی فیاض وہمدرد بنی آدم تہا اسلئے ہم اوسکا حال معتبر ذرایع سے لکہتے ہین -

حاتم عرب کے قبیلہ طے مین تہا اسی لیئے اوسے حاتم طائی کہتے ہین سلسلہ نسب اوسکا یون ہے کہ حاتم بن عبد اللہ بن سعد بن حشرج -

اوسکی مان عتبہ نے ایام حمل مین خواب دیکہا کہ ایک متبرک سفید پوش پیر مرد مجہہ سے یہ کہتا ہے کہ اے عتبہ تو ایک لڑکا فیاض وسخی لینا پسند کرتی ہے یا یہ چاہتی ہے کہ تیرے دس لڑکے شیر نر کی طرح بہادر ہون جو جنگ مین ہی نام حاصل کرین - عتبہ نے جواب دیا کہ مین تو فیاض وسخی بچہ چاہتی ہون - پس اسی حمل سے حاتم پیدا ہوا -

حاتم کی مان عتبہ بہی فیاضی وسخاوت مین بے نظیر اور ضرب المثل تہی جہان تک اوس سے ہو سکتا کبھی سائل کے سوال کو رد نہین کرتی تہی - جو کچہہ اوسکے پاس ہوتا اوسی دن خرچ کر دیتی تہی دوسرے دن کے لیئے روٹی کا ایک سوکہا ٹکڑا اوٹہا کے نہین رکہتی تہی مگر عتبہ کے بہائی کنجوس اور تنگدل تہے - اونہون نے جب دیکہا کہ ہماری بہن اس داد ودہش سے سارے گہر کو لٹا دیگی تو اوسپر بہت غصہ کیا اور ایسی سخاوت سے روکا پہر بہی وہ نہ مانی تو اونہون نے عتبہ کو اپنے گہر سے نکال باہر کیا - چند روز تو اوس فیاض بی بی نے بڑی عسرت سے بسر کیئے - آخر بہائیون کو رحم آیا اور سوچے کہ اب عتبہ کی عقل اس تکلیف سے ٹہکانے آگئی ہوگی اس لیئے اوسے چند اونٹ دیدیئے تاکہ اونکے دودہ سے گذران کرے - قبیلہ ہوازن کی ایک عورت ہر سال اوس سے سوال کرنے آیا کرتی تہی چنانچہ اس دفعہ بہی وہ آئی

عتبہ نے وہ اونٹ سب کے سب اوسے دیدئے اور کہا کہ ہین اندنون بہوک سے ہین نے
ایسی مصیبت اوٹہائی ہے کہ اب کسیکا سوال رد نہ کرونگی کیونکہ ناداری مین جیسی تکلیف مجھے
ہوئی ہے ایسی ہی اورون کو بہی ہوتی ہوگی۔

حاتم ابہی آغوش مادر ہی مین تہا کہ باپ اوسکا انتقال کرگیا۔ دادا نے حاتم کی پرورش اختیار
کی۔ جب حاتم نے ہوش سنبہالا تو اوسکی یہ عادت تہی کہ گہر سے کہانا لیکے نکل جاتا اور جو کوئی
اوسے باہر ملتا اوسکے ساتہہ ملکے کہاتا اور جسدن اتفاقاً کوئی نہ ملتا تو شام کو کہانا جنگل مین
پہینک کے سیدہا گہر آجاتا تہا۔ دادا کو اوسکی یہ حرکت ناگوار معلوم ہوئی اور کہنے لگا کہ حاتم تو بہت
آوارہ پہرتا ہے اب تو میرے اونٹ جنگل مین لیجا کے چرایا کر تاکہ تجہہ سے کوئی کام بہی
نکلے۔ دوسرے دن سے حاتم اونٹون کو لیجاتا اور اپنی سخاوت کی فکر مین رہتا۔ ایک دن
دیکہتا کیا ہے کہ عرب کے مشہور شاعر عبید بن ابرص۔ بشیر بن ابی حازم۔ اور نابغہ ذبیانی سامنے
سے چلے آتے ہین۔ یہ لوگ قصیدے کہہ کہکے انعام کی امید مین نعمان بن منذر کے پاس
جاتے تہے۔ جب تینون حاتم کے پاس پہونچے تو کہنے لگے ہم بہوکے ہین کیا تم ہمارے میزبان
بن سکتے ہو۔ حاتم نے جوابدیا واللہ تم بہی عجیب لوگ ہو کہ اتنے اونٹ میرے ساتہہ دیکہتے ہو
اور پہر پوچہتے ہو کہ تیرے پاس کچہہ ہے۔ سواریون سے اترو مین تمہاری مہمانی کرونگا۔ تینون
شاعر اوتر پڑے اور حاتم نے جہٹ تین اونٹ ذبح کرڈالے۔ وہ چلائے کہ یہ کیا کرتے ہو ہم تو
انکے دودہ ہی پر بسر کرلیتے تم نے ناحق تین آدمیون کے لئے اپنے تین اونٹ ضائع کئے
اتنا گوشت کیا ہوگا۔ حاتم نے جوابدیا میرے تین عزیز مہمان ہین مین سب کی خاطر برابر کرونگا
مین دیکہتا ہون کہ تمہارے رنگ وخط وخال جدا جدا ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے
وطن بہی الگ الگ ہونگے یہی وجہ ہے کہ مین نے تمہاری دعوت مین ذرا زیادہ تکلف کیا

تاکہ تم اپنے اپنے وطن جاکر اس ضیافت کا ذکر کرو"۔ شاعرون نے کہا پی کے حاتم کی مدح مین اشعار کہے۔ اونہین سنکر حاتم بولا کہ مین تو تم کو اپنا زیر بار احسان کیا چاہتا تھا مگر تمنے یہ اشعار سنا کے مجھے اولٹا اپنا ممنون کرلیا اب یہ اونٹ جو تمہارے سامنے کھڑے ہین انہین تم تینون آپسمین بانٹ لو۔ شاعرون نے ہرچند انکار کیا مگر حاتم نہ مانا بلکہ یہ کہنے لگا کہ اگر تم انہین قبول نہ کروگے تو مین ان سبکو ابھی تمہارے سامنے ذبح کرڈالونگا۔ اونہون نے مجبور ہوکے باہم تقسیم کرلئے۔ ہرشاعر کے حصہ مین ننیانوے اونٹ آئے۔

حاتم کے دادا نے جب یہ حال سنا تو اوسکے ہوش وحواس جاتے رہے نہایت ہی خفا ہوا اور پوچھا کہ حاتم وہ اونٹ کیا ہوے۔ حاتم نے کہا کہ داداجان مین نے وہ اونٹ اپنے تین مہمانون کو دیدئے جو شاعر تھے۔ وہ آپکا نام اپنی نظم مین داخل کرینگے جس سے آپکی سخاوت قیامت تک یادگار رہیگی۔ حضرت۔ ایک شعر جس سے ہمارے خاندان کا اور ہمارا نام زندہ رہے اون سب اونٹون سے لاکھ درجہ بہتر ہے۔ یہ سنکر دادا نے پھر نظر تعجب سے حاتم کی طرف دیکھا اور کہا کہ حاتم کیا تم نے واقع مین سب اونٹ دیڈالے۔ حاتم بولا دادا۔ فی الحقیقت یہ بات سچ ہے اون مین سے ایک ہی باقی نہین۔ دادا نے غصہ سے جل بھن کے کہا کہ اب مین تجھے ہرگز اپنے پاس نہین رکھنے کا جا میرے گھر سے نکل اور اپنا منہ کالا کرکے جدہر تیرے سینگ سمائین چلدے۔ میرے پاس تیری قسمت کے وہی تین سو اونٹ تھے سو مین تجھے دیچکا اب اپنا راستہ لے۔ یہ کہکر حاتم کو دھکے دلوا کے گھر سے باہر کردیا۔ اب حاتم کے پاس مال دنیا مین سے ایک لونڈی اور ایک گھوڑی اور ایک اوسکا بچھیڑا رہگیا۔ حاتم نے اس موقع پر جو اشعار کہے اونکا ماحصل یہ ہے۔

"مجھے مفلسی سے محبت ہے اگر مجھکو ثروت حاصل ہوجاتی ہے تو چاہتا ہون کہ سب اپنے

پرائیون کو اوسمین شامل کرون مین اون کو پسند نہین کرتا جنکی طبیعت میری سی نہین ہے مگر خدا اونہین لوگون کو میری سی طبیعت عطا فرماتا ہے جو دریا دل ہوتے ہین - مین دولت کو اپنی عزت کی سپر سمجھتا ہون اور فیاضی کے سوا اپنے واسطے کسی صفت کو بہتر نہین جانتا - مجھے اسکی کچھہ پرواہ نہین کہ سعد نے مجھے اپنے گھر سے نکالدیا ہے - مین نے اوسکے لئے ناموری کی ایسی عالی شان عمارت تیار کی ہے - جو بخوبی اون اونٹون کا معاوضہ ہوسکتی ہے جنکو مین نے شاعرون کے حوالہ کیا - مین نرا فیاض ہی نہین بلکہ دلیر بہی ہون جسکے اظہار کا موقع میدان کارزار ہے

واضح ہو کہ مان باپ کی خصلتین اولاد کو ورثہ مین ملتی ہین اور اولاد کو اون عادتون کا روکنا محال ہو جاتا ہے چنانچہ حاتم کو فیاضی مان کی طرف سے ملی تہی - سفانہ دختر حاتم بہی فیاضی مین اپنے باپ سے کچھہ کم نہ تہی - باپ اوسکو جو اونٹ دیتا تہا وہ سائل کو دیڈالتی تہی - یہ دیکھکر حاتم نے ایک دن اوس سے کہا کہ بیٹی اگر مین اور تو دونون اس طرح کی سخاوت کرینگے تو گھر جلدی سے تباہ ہو جائیگا اس لئے مناسب ہے کہ یا تو مین اپنا ہاتھہ روک کر گھر مین چپ رہون یا تو اپنی فیاضی بند کر - مگر سفانہ مین باپ کی جو عادت آگئی تہی وہ کب جا سکتی تھی اوس نے باپ کی ایک نہ سنی اور برابر اپنے جود و عطا کو جاری رکھا -

اسکے بعد ایک دن قبائل قیس و اسد کے چند آدمی اوسکے پاس آئے جو نعمان کے دربار مین جاتے تہے اور آکر حاتم سے کہا کہ ہم اپنی قوم کو تمہاری تعریف کرتے چھوڑ آئے ہین - اونہون نے ایک پیغام بہی تمہارے پاس بہیجا ہے - حاتم نے دریافت کیا کہ بتاؤ کیا کہا ہے پہلے تو اونہون نے نابغہ کے چند شعر جو حاتم کی تعریف مین تہے پڑہے اور پہر بولے کہ ہم نے یہان آکے تمہارا حال جو سنا ہے اوسکے باعث تم سے سوال کرنے مین شرم آتی ہے - حاتم بولا - کچھہ اسکی پرواہ نہ کرو تم اپنا مطلب کہو - اونہون نے جوابدیا کہ ہمارے ایک ساتھی کا

جانور گم ہوگیا ہے - وہ اور کچھہ کہنے کو تہے کہ حاتم بول اوٹھا بس اتنی سی بات ہے اچھا میری گھوڑی لیجاؤ اور اپنے رفیق کو جاکے اوسپر سوار کرو - وہ گھوڑی لیکر چلے - بچھیڑا بہی اوسکے ساتھہ جانے لگا - لونڈی نے اپنی چادر اوسکے گلے مین ڈالدی اور ہرچند چاہتی تہی کہ اوسے نہ جانے دے مگر بچھیڑا اوچہل کود مچانے لگا اور لونڈی کو بہی اپنے ساتھہ گھسیٹ لیگیا - حاتم نے کہا کہ جو چیز خود بخود تمہارے پیچھے چلی آتی ہے وہ بہی تمہاری ہی ہے خبردار اس بچھیڑی اور لونڈی کو اب میرے پاس نہ آنے دینا انہین بہی لیتے جاؤ -

ایام جاہلیت مین ایک عربی مہینہ کا نام اصم تہا اوسکو قریش بہت متبرک جانتے تھے - اس مہینہ کا چاند دیکھتے ہی حاتم ہر روز دس اونٹ ذبح کرکے بہت سے مہمانون کی دعوت کیا کرتا تہا - اور مہینہ بہر برابر یہی حال رکھتا تہا - اوسکے مہمانون مین خطیه اور بشیر بن ابی حازم مشہور شعرا بہی ہوتے تہے -

اپنی پہلی بیوی کے انتقال کے بعد حاتم نے ماویہ بنت عفزر سے نکاح کرلیا تہا اسکا حال مورخین نے یون لکہا ہے کہ ماویہ ملک عرب کے ایک امیر کی بیٹی تہی - اوس نے اپنے غلامون سے کہہ رکہا تہا کہ حیرہ مین جو مرد سب سے زیادہ حسین اور سب سے بڑا شاعر ہوگا مین اوس سے شادی کرونگی جہان کہین تم ایسے شخص کو دیکہنا میرے پاس لے آنا - غلام حاتم کو ماویہ کے پاس لے گئے - دیکھتے کیا ہین کہ نابغہ اور قبیلہ بنی نبیت کا ایک آدمی پہلے سے وہان موجود ہین - ماویہ نے تینون اپنے طلبگارون سے کہدیا کہ اچھا اسوقت تو سب اپنے اپنے خیمون کو لوٹ جاؤ - کل تم لوگ اشعار کہہ کہکے میرے پاس لانا جنمین تمہارے نمود کے کامون کا ذکر ہو - تم مین سے جو عمدہ شاعر اور بڑا سخی ہوگا اوس سے مین شادی کرونگی جب وہ لوگ اپنے خیمون مین واپس آگئے تو ہر ایک نے اونٹ ذبح کئے اور لوگون کو

دعوت مین بُلایا - ادہر ماویہ نے سوانگ بہرا اور فقیرنی کا بہیس کرکے قبیلہ بنی نبیت کے شاعر کے خیمہ پر جا کے سوال کیا تو اوس نے اونٹ کے پنجہ کی ایک ہڈی اوسکے ہاتہ مین دیدی - ماویہ اوسے لیکر نابغہ کے پاس گئی اور اوس سے بہی کہا کہ مین بہت بہوکی ہون کچہہ کہانے کو دلواؤ - اوس نے اونٹ کی دم اوٹہا کے اوسے دی - اس نے اوسے بہی لیلیا پہر حاتم کے پاس آئی - اوس نے خاطر سے بٹہایا اور اونٹ کی ران اور کوہان کا عمدہ گوشت اوسے کہانے کو دیا - وہان سے ماویہ اپنے گہر آکے سو رہی - صبح تینون اوسکے پاس آئے اور ماویہ نے کہا کہ اچہا اپنے اپنے شعر سناؤ - نبیتی اور نابغہ نے اپنے اپنے اشعار نہایت جوش وخروش سے جہوم جہوم کے سنائے - جب حاتم کی باری آئی تو اوس نے جو شعر پڑہے اونکا مضمون یہ تہا -

"اُے ماویہ دولت ایک آنی جانی شے ہے صرف اوسکا ذکر لوگون کی زبان پر باقی رہجاتا ہے - اے ماویہ جب کوئی مانگنے والا میرے پاس آتا ہے تو مین یہ نہین کہتا کہ میرے پاس کچہہ نہین ہے - اے ماویہ بخیل لوگ بڑے ذلیل ہوتے ہین اور داد و دہش کرنے والون کو سخاوت کرنے سے کوئی چیز نہین روک سکتی - اے ماویہ نزع کے وقت جب آدمی کی سانس گلے مین آکے اٹکتی ہے تو اوسکا مال اوسکے کام نہین آتا - اے ماویہ اگر مین کسی صحراے لق ودق مین جا کے مر جاؤن جہان مجہے کہانے پینے کو کچہہ نہ ملے تو تم کو معلوم ہو جائیگا کہ مین نے جو مال فیاضی مین لٹایا اوس سے مجہے کچہہ بہی مضرت نہین پہونچی ساری دنیا واقف ہے کہ اگر حاتم مال جمع کرنا چاہتا تو آج اوسکے پاس قارون سے بڑا خزانہ ہوتا"

جب حاتم اپنی نظم سنا چکا تو ماویہ نے کہانا طلب کیا - اوس نے اپنی لونڈیون کو پہلے سے سکہا دیا تہا کہ نبیتی کے سامنے وہی اونٹ کے پنجہ کی ہڈی اور نابغہ کے آگے اونٹ

کی دم رکھی جاوے جو اونہون نے مجھے دی تہین - اور حاتم کے روبرو اونٹ کے کوہان اور ران کا گوشت لگانا چنانچہ اونہون نے ایسا ہی کیا - نبیتی اور نابغہ نے یہ کیفیت دیکھکے اپنے اپنے سر نیچے کر لئے - حاتم نے جب اپنے ساتہیون کا شرم سے یہ حال دیکھا تو اپنا حصہ اونکے آگے سرکا دیا - مادیہ پکار اوٹہی کہ اب مجھے بخوبی ثابت ہو گیا کہ حاتم سب سے زیادہ سخی اور فیاض ہے اور شعر بہی اوسکے تم سے کسی طرح کم نہ تہے - یہ سنکر نبیتی اور نابغہ چلتے بنے اور حاتم بیٹہا رہا - مادیہ نے حاتم سے کہا کہ اگر تم اپنی پہلی بیوی کو طلاق دیدو تو مین تم سے نکاح کر لون مگر حاتم نے اس بات سے انکار کیا - مادیہ نے اوسے زادراہ دیکر رخصت کر دیا - لیکن اسکے بعد ہی چند روز مین پہلی بیوی مر گئی اور حاتم نے مادیہ سے شادی کر لی اور اوس سے عدی حاتم کا مشہور بیٹا اور عرب کا نامی شاعر پیدا ہوا جو آنحضرت صلعم کی خدمت مین آکے مسلمان ہو گیا -

مادیہ تہوڑے دن تک تو حاتم کے پاس رہی - مگر پہر حاتم کے چچازاد بہائی مالک نے اوسے بہکانا شروع کیا کہ تم خواہ مخواہ حاتم کے پنجہ مین گرفتار ہو گئین وہ جو کچہہ پاتا ہے لٹا دیتا ہے اور جب اوسے کچہہ نہین ملتا تو تمکو ستاتا ہے اگر مر گیا تو تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے ایک حبہ بہی نہین چہوڑیگا - یہ بات مادیہ کے دل پر کچہہ اثر کر گئی اور کہا تم سچ کہتے ہو حاتم کی واقع مین یہی حالت ہے - اسپر مالک کہنے لگا کہ تم چاہو تو میرے ساتہہ شادی کر لو مین ہر کام مین تمہاری رضا کو مقدم رکہونگا اور دل سے تمہاری خدمت کرونگا - تم حاتم سے فوراً علیحدہ ہو جاؤ - پس مادیہ نے اسکا مصمم ارادہ کر لیا -

ایام جاہلیت مین دستور تہا کہ جب کوئی عورت اپنے شوہر سے قطع تعلق کیا چاہتی تو خیمہ کے دروازہ کو دوسری طرف پہیر لیتی تہی - شوہر دروازہ کی طرف آتا تو ادہر خیمہ کی پشت

دیکھکے سمجھہ جاتا تھا کہ اب یہ عورت میرے پاس نرہیگی - مادیہ نے بہی ایسا ہی کیا - جب حاتم نے یہ صورت دیکھی تو اپنے بیٹے عدی رضی اللہ عنہ کو آواز دیکر اپنے پاس بلالیا - اور اوسکا ہاتھہ پکڑ کے دوسری جگہہ جا ٹھیرا - جس خیمہ مین ماویہ تہی وہ حاتم کا مسکن تو مشہور ہی تہا اور ان دونون کی جدائی کا یہ پہلا ہی دن تہا - ابہی اس خبر نے زیادہ شہرت نہ پائی تہی کہ اتفاقاً اوسی دن پچاس مہمان آکے اوسی خیمہ کے دروازہ پر اوتر پڑے - مادیہ کو جب خبر ہوئی تو اوس نے مالک سے کہلا بہیجا کہ اتنے مہمانون کے کہانیکا سامان میرے پاس بہیجو - وہ فوراً کانون پر ہاتھہ رکھہ گیا کہ میرے بوتے کا روگ نہین - یہ مادیہ نے اپنی لونڈی کو حاتم کے پاس بہیجا - اوس نے فوراً دو اونٹ لاکر ذبح کیے اور مہمانون کی خوب خاطر کی اب تو مادیہ نے حاتم سے صاف کہدیا کہ مین تجہہ سے اسیواسطے جدا ہوئی ہون کہ تو اپنی ان فضول خرچیون سے اپنے بال بچون کو مفلس چہوڑیگا - حاتم نے اوسی وقت چند شعر موزون کیے جنکا مطلب یہ تہا -

زمانہ کیا ہے - بس آج کا دن یا کل کا دن جو گذر گیا یا کل کا دن جو آئیگا زمانہ ہے - یون ہی ایک دن آتا ہے اور ایک دن جاتا ہے - ہمیشہ دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن ہوتا رہیگا اور زمانہ کبھی ختم نہو گا - مگر موت ہمکو ضرور فنا کردیگی - ہماری زندگی محدود ہے جسکی رفتار آگے کو جاری رہتی ہے اور ہم اوسی کے نقش قدم پر چلے جاتے ہین - مال دولت پرستون کا معبود ہے مگر شکر ہے خدا کا کہ وہ میرا معبود نہین - بخیل اپنی آگ بجھا دیتا ہے مگر مین اپنے غلامون سے کہدیتا ہون کہ خوب تیز آگ روشن کرو - ۱۱

اندہیری راتون مین حاتم اپنے غلامون سے کہدیتا تہا کہ اونچے اونچے ٹیلون پر جاکے خوب آگ روشن کردو تاکہ مسافر دور دور سے اوسے دیکھکر یہان آئین اور

میرے مہمان ہون۔جب آگ تیزی کے ساتھہ بھڑکتی تو اپنے غلامون کو اس مضمون کے شعر سناتا۔

”آگ روشن کرو۔آگ روشن کرو۔کیونکہ یہ اندہیری رات بہت سرد ہے۔شاید اوسکے شعلون پر کسی مسافر کی نظر پڑ جاے اگر اوس سے تم نے کسی مسافر کو یہان کہینچ لیا تو تم آزاد ہو“۔

ایک دفعہ حاتم سفر مین تہا۔اتفاقاً قبیلہ عنزہ کی بستی سے اوسکا گذر ہوا۔وہان ایک قیدی نے بلند آواز سے اوسکو پکارا کہ اے سفانہ کے باپ مین قید کی سختی سے جان بلب ہون۔للہ مجہے یہان سے مخلصی دلوا۔یہ سنکر حاتم کا دل بہر آیا۔قبیلہ عنزہ کے سردارون کے پاس گیا اور کہا کہ مین حاتم طائی ہون تم اسکی جگہہ مجہے قید کرلو اور اسے چہوڑ دو اگر مین فدیہ دیدون تو مجہے بہی رہا کردینا۔غرضکہ اوس کو چہوڑوا کے خود قید رہا اور فدیہ دیکے چہوٹا۔

ابن اثیر نے لکہا ہے کہ ایکدفعہ وہ اپنے قبیلہ کو ساتھہ لیکر قبیلہ بکر بن وائل پر چڑہگیا تہا بنی سطے کے بہت سے آدمی مارے گئے اور کچہہ قید ہوے اونہین مین حاتم بہی تہا قبیلہ عنزہ کا ایک آدمی قیدیون پر پہرہ دیتا تہا۔علامہ ابو الفرج اصفہانی نے لکہا ہے کہ وہان سے ایک عورت نے اوسے رہائی دلوائی۔

ملحان ماویہ کے بہتیجہ نے ایک دن ماویہ سے پوچہا کہ پہوپہی جان حاتم کی کوئی عجیب بات اسوقت مجہہ سے بیان کرو۔ماویہ بولی کہ برخوردار اوسکی تو ہر بات عجیب و غریب ہی تہی۔سنو ایک سال ہمارے ملک مین بڑا قحط پڑا اور یہان تک نوبت پہونچی کہ چارہ کے نہ بہم پہونچنے سے مویشی تلف ہونے لگے۔ایسا اتفاق ہوا کہ ایک رات ہم لوگ بہوکے تہے حاتم نے ادہر ادہر کی غپ شپ سناکے عدی کو سلا دیا۔مین نے حاتم کی یہ ترکیب دیکہکے سفانہ سے کہانیان کہنا شروع کین وہ بہی سو رہی۔جب دونون بچے بہلگئے تو حاتم نے

مجھکو باتون مین لگایا - مین اوسکے مطلب کو سمجھکے خود بخود جاگتی ہوئی سوگئی - اتنے مین خیمہ کے دروازہ پر کھٹکا ہوا - حاتم نے پردہ اوٹھا کے پوچھا کہ کون ہے - کسی نے آگے بڑہکے جوابدیا کہ مین ایک فلک کی ستائی مصیبت زدہ عورت ہون اور ننھے ننھے سے بچون کو بھوک سے ایڑیان رگڑتے ہوے اور ماہی بے آب کی طرح تڑپتا اور بلکتا چھوڑکے تمہارے پاس آئی ہون - للہ معصومون پر رحم کرو - ابتو مین ہڑبڑا کے اوٹھہ کھڑی ہوئی اور اپنے کانون سے سنا کہ حاتم نے اوس عورت سے کہا - "اے نیکبخت بی بی گھبراؤ نہین خدا مدد کریگا تم جاکے اپنے پیارے بچون کو میرے پاس لے آؤ - مین اونکو اچھی طرح کھلا پلا دونگا" اوسوقت تو مجھہ سے نرہا گیا اور باہر نکلکے حاتم سے کہا کہ جب خود تمہارے بچے بھوکے ہین تو اونکو کیا کھلاؤگے - حاتم نے کہا کہ ماویہ تم خاطر جمع رکھو مین اس غریب محتاج کے بچون کے طفیل مین تمہارے بچون کو بھی بھوکا نہ رکھونگا - جب وہ عورت اپنے بچون کو لیکر آگئی تو حاتم خیمہ سے باہر نکلا اور صرف ایک گھوڑا جو باقی رہگیا تھا اوسے بیدریغ ذبح کرڈالا اور بھون کے اوس عورت کے بچون کو اور عورت کو خوب کھلایا - پھر میرے بچون کو جگا کے سیر کردیا اور بولا کہ اے حاتم اب تو ایسا سنگدل ہوگیا ہے کہ آپ کہاے اور قبیلہ کے لوگ بھوک سے جانکنی کی حالت مین ہون تف ہے تیری زندگی پر کمبخت تجھے موت بھی نہین آتی - اتنا کہکے اوٹھہ کھڑا ہوا - اور دیوانے باولون کی طرح بھاگا اور ساری بستی مین گھر گھر جگاتا پھرا - تھوڑی سی دیر مین بہت سے آدمی جمع ہوگئے اور گوشت کھانے لگے - حاتم اپنی چادر اوڑھے کھڑا دیکھتا رہا - گوشت سب ختم ہوگیا اور اوس نے ایک ریشہ بھی نہین چکھا یون ہی منہ لپیٹ کے پڑرہا -

روایت ہے کہ ایک دن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربار مین حاتم کی فیاضیون

اور مہمان نوازیون کا بیان بڑے شد و مد سے ہونے لگا - ایک آدمی بول اوٹھا کہ حاتم آج تک کے
سب زندون اور مردون سے زیادہ سخی تہا اوسکے برابر فیاض اور مہمان پرست خدا نے دوسرا
پیدا ہی نہین کیا - حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات ناگوار گذری اور فرمانے لگے کہ آج
کے دن قریش کا ایک آدمی ایک دفعہ مین جتنا مال لٹا دیتا ہے اوتنا حاتم کو کبھی نصیب بہی
نہین ہوا اوسکے سارے قبیلہ کو بہی اتنی دولت میسر نہ تھی - خواہ مخواہ لوگون نے حاتم حاتم کی
رٹ لگا رکھی ہے نہ سمجھتے ہین نہ بوجھتے ہین محض ایک پاگلون کی سی زٹ ہے - یہ سنکر وہی
شخص کہنے لگا کہ حضرت - ایک دن قبیلہ بنی اسد کے لوگ حاتم کی قبر پر جا نکلے اور آپس مین کہنے
لگے کہ آؤ ہم حاتم کو آج بخیل ٹہرائین اور عرب مین مشہور کردین کہ ہم حاتم کے پاس بہوکے پیاسے
گئے اور اوس نے ہماری بات بھی نہ پوچھی یہ کہکر سب کے سب وہان اوتر پڑے
اور پکارے - حاتم - حاتم - حاتم - کیا تم ہماری دعوت نہ کروگے - اپنے مہمانون کو بہوکہا ہی
سُلا رکھوگے - اونکے سردار ابو البختری نے ہنسکے کہا کہ واہ تم نے حاتم کے بخیل مشہور کرنے کی
خوب حکمت نکالی اوسکے قبیلہ کے تو سب آدمی آج تک یہی کہے جاتے ہین کہ کوئی شخص اوسکے
دروازہ پر آکے محروم نہین پہرا - رات کا وقت تہا - سب آدمی اسی طرح ہنسی مذاق کرکے سو رہے
صبح ابو البختری جاگا تو کیا دیکھتا ہے کہ اوسکی اونٹنی ذبح کی ہوئی پڑی ہے - سر پیٹنے اور رونے
چلانے لگا کہ ہائے مین تو لٹ گیا میری سواری کا جانور مارا گیا - لوگ بہی اوسکی گریہ وزاری سے
جاگ اوٹھے اور کہنے لگے کہ ہین یہ کیا ہوا - ابو البختری بولا - صاحبو مین نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ
حاتم ننگی تلوار لئے ہوئے اپنی قبر سے نکلا اور میری اونٹنی کو ذبح کرکے پہر اوسی مین سما گیا -
لوگ یہ سنکر قہقہے لگانے لگے اور بولے اچھی گڑہی خیر کسی طرح ہوئی ہو ہماری تو دعوت
حاتم کی قبر پر ہو ہی گئی - اب اسے بہونینگے اور خوب کہا ئینگے - ابو البختری یہ سنکر کہسیانا سا

رہگیا اور خفا ہو کے بولا۔ تم عجیب بیوقوف لوگ ہو اتنا نہین سمجھتے کہ سفر کا موقع اور سواری کے سلئے میرے پاس ایک ہی جانور جسے مین اپنے ہاتھہ سے مار کے اپنے اوپر مصیبت لیتا اب یا تو پیادہ پا چلون یا تم مین سے کسیکا احسان اپنے سر پر لون کہ مجھے اور میرے اسباب کو اپنے ساتھہ بار کر کے لیچلے اور اپنے جانور کو میری خاطر بوجھون مارے۔ افسوس ہے کہ تم اپنے سردار کے کلام کو جھوٹ سمجھتے ہو۔ اسپر بھی لوگون کو یا ورنہوا مگر سردار کے ادب سے سب خاموش ہو رہے اور ہنس ہنس کے کہنے لگے کہ ہان صاحب سچ فرماتے ہو آخر حاتم حاتم ہی ٹھیرا وہ ہمین اپنے پاس سے بہو کا کیسے جانے دیتا لہذا اوس نے ہماری یہ ضیافت کی ہے پھر اونٹنی کے گوشت کو سبھون نے کباب لگا لگا کے خوب کھایا اور ابوالبختری کو ایک شخص کے ساتھہ اونٹ پر سوار کر کے کوچ کر دیا۔ ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے۔ کیا دیکھتے ہین کہ ایک آدمی ایک اونٹ پر سوار اور دوسرے کی نکیل پکڑے ہوے بے تحاشا بھاگا چلا آتا ہے۔ جب پاس پہونچا تو معلوم ہوا کہ عدی بن حاتم سیاہ اونٹ پر سوار چلا آتا ہے۔ اوسنے آتے ہی پوچھا کہ تم مین ابوالبختری کسکا نام ہے۔ لوگون نے اپنے سردار کی طرف اشارہ کر دیا۔ عدی نے ابوالبختری سے مخاطب ہو کے کہا کہ رات کو والد بزرگوار نے خواب مین مجھہ سے بیان کیا کہ آج ابوالبختری نے مجھے طعنون کے مارے چھید چھید ڈالا ہی اس لئے مین نے اوسکی اونٹنی کو ذبح کر کے اوسکے قافلہ کے لئے تو دعوت کا سامان کر دیا مگر اب تو جا کے صبح خاص اپنی سواری کا اونٹ اوسے دے آنا۔ اسکے بعد چند اشعار جناب والد ماجد نے بار بار میرے سامنے پڑھے جو مجھے ازبر ہو گئے ہین۔ عدی نے سب قافلہ کے سامنے وہ شعر سنائے جنکا مطلب یہ ہے۔

"اے ابوالبختری تم قبیلہ بنی اسد مین بڑے ظالم اور بدزبان آدمی ہو تمھین ایک مٹی کے

ڈھیر سے کیا توقع رکھنی تہی اوسکے تلے تو میری ہڈیان بہی بوسیدہ ہوگئی ہین افسوس تمہین کچھ بھی رحم نہ آیا کہ ایک مٹی مین ملے ہوے کو میزبان بننے کی تکلیف دی - مین اسوقت مین محض بیکس و بے بس ہون حالانکہ تمکو آج خدا نے مقدور دیا تہا اور تمہارے گروہت سے جانور دعوت کے لئے موجود تہے - لاچار ہوکے مین نے اپنے مہمانون کی خاطر سے اپنی چمکدار تلوار نیام سے نکالی اور تمہاری ہی اونٹنی کو ذبح کرڈالا"

اسکے بعد عدی نے سیاہ اونٹ کی نکیل ابوالبختری کے ہاتھہ مین دی اور پہر کے پیچہے بھی نہ دیکہا - چلدیا - سارا قافلہ تہوڑی دیر تک تو انگشت بدندان متحیر کہڑا رہا جب ہوش ہوا تو ابوالبختری کو اوس سیاہ اونٹ پر سوار کرکے آگے روانہ ہوے -

گو حاتم سخاوت کے باعث تمام دنیا مین مشہور ہے مگر اوسکی شاعری بہی عرب مین کسی سے ہیٹی نہ تہی - ان دو باتون کے علاوہ اوسمین اور بہی بہت سی اعلیٰ درجہ کی صفات پائی جاتی تہین - فیاضی کے باب مین اس نے ایک دفعہ اس مضمون کے اشعار لکہے تہے

اُے فیاضی پر ملامت کرنے والے تیری سمجھہ مین کیا یہ بات نہین سماتی کہ دولت ناپائدار ہے اور دولتمندی مستعار ہے - اگر ممکن ہو تو بھی اپنے ساتھہ آیندہ زندگی کے سفر کے لئے کچہہ زادراہ اپنے ساتھہ لیچل - بہت سے لوگ ایسے بہی ہین جو سخاوت کرنیکے بعد پشیمان ہوتے ہین اور افلاس کا خیال اونکے ہاتھہ کو روکدیتا ہی - تم جانتے ہو کہ اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے - یہ ہوتا ہے کہ اونکا کیا کرایا اور نیک نامی مٹی مین ملجاتی ہے میرے باپ دادا کو سخاوت کرنے پر لوگون نے بہت ملامت کی مگر اونکی فیاضی ذرا بہی نہ گہٹی کیا میرے ہاتھہ اونہین بزرگون کے ہاتہون سے نہین پیدا ہوے"

ابن اعرابی لکہتا ہے - "حاتم عرب کے نامور شاعرون مین ہے جیسی اوسکی سخاوت

تھی اوسی پایہ کی شاعری خدا نے اوسکو عطا فرمائی تھی۔ بڑی بات یہ ہے کہ اوسکے قول و فعل دونون مطابق ہوتے تہے۔ ممکن نہ تہاکہ وہ کوئی وعدہ کرے اور اوسکو پورا نہ کرے سب لوگ اوسکی تعظیم کرتے تہے اور جہان کہین وہ جاتا اوسکی قدر و منزلت ہوتی تہی۔ وہ بہادر اور دلیر بہی تہا اکثر لڑائیون مین اپنے دشمنون پر غالب آتا اور مال غنیمت مین سے اپنے لئے کچھہ نہ رکہتا۔ لڑائی مین اگر کسی دشمن کو قید کرلیتا تو لڑائی ختم ہونیکے بعد اوسے بڑی خاطر کے ساتھہ چھوڑ دیتا تہا فدیہ کا روپیہ اوس نے کبھی نہین لیا۔ حاتم نے قسم کہائی تہی کہ جو شخص اپنی مان کا اکلوتا ہوگا اوسے لڑائی مین کبھی قتل نہ کرونگا۔ راست بازی اور راست گوئی اوسکا شیوہ تہا۔ بڑا شہسوار بہ حمدل اور بیکس نواز تہا"

ادب اور تاریخ کی کتابین اوسکے اوصاف حمیدہ اور صفات پسندیدہ سے پر ہین اونکی گنجائش اس مختصر مین نہین۔ دوسرے یہ بات ہے کہ ہمین حاتم کی سوانح عمری لکھنی بہی منظور نہین۔ بر سبیل تذکرہ اتنا بہت ہے۔

جناب ابوبکر صدیق امیر حجاج مقرر ہوے

اسی سال نہم ہجری مین آنحضرت نے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف سے یار واصحاب اور مومنین کے قافلہ کا امیر کر کے حج کو بہیجا۔ خود تشریف نہ لے گئے وجہ اسکی یہ تہی کہ اواخر ذیقعدہ ۹ھ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ کیا۔ اوسی وقت آپنے یہ سنا کہ مشرکین عرب بہی اپنے پرانے طریق سے ننگے مادرزاد ہوکے طواف خانہ کعبہ کرتے ہین۔ حضور کو یہ بات نہایت ناگوار معلوم ہوئی۔ اس لئے آپ نے اپنا ارادہ فسخ کردیا اور جناب صدیق اکبر کو تین سو اصحاب اور مومنین کا سردار مقرر فرماکے مکہ روانہ کیا تاکہ وہان پہونچکے حج ادا کرین اور ناواقفون کو مناسک حج کی تعلیم دین۔ اور سورۂ برات

یعنی سورۂ توبہ کی تیس یا چالیس آیتین پڑہکے لوگون کو سناوین۔ اصحاب نامورین سے حضرت سعد بن ابی وقاص۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہ ہمراہ تہے۔

آنحضرت نے ہدی کے بیس اونٹ اپنے دست مبارک سے تقلید و شعار کرکے جناب صدیق اکبر کے ساتھہ کئے۔ راستہ کی حفاظت و خدمت و خبرگیری کے لئے گزاری ناجیہ ابن جندب اسلمی کو اونٹون کے ہمراہ کردیا۔ حضور صدیق اکبر نے پانچ بدنہ یعنی اونٹ ہدی کیواسطے اپنی طرف سے لے لئے تہے۔ مسجد ذوالحلیفہ سے احرام باندہا اور چل نکلے۔

کوچ کے بعد تہوڑا ہی عرصہ گذرا تہا کہ جناب جبریل علیہ السلام نازل ہوے اور یہ پیغام خدا لاے کہ تم پیغمبر ہو۔ اداے رسالت و پیام تمہارا کام ہے یا تمہاری نسل کا۔ تم نے احکام الٰہی سنانے کے لئے ابوبکر کو کیسے بہیجا۔ ہم نے مانا کہ وہ تمہارا یار غار و رفیق و جان نثار ہے مگر تمہارے خاندان مین سے نہین۔ جناب رسول خدا نے اوسی وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم فوراً روانہ ہوجاؤ اور ابوبکر سے سورۂ برات لے کے مکہ والون کو سناآؤ۔ علاوہ برین یہ چار باتین اور بہی اونہین پہونچا دینا۔ ۱۔ بہشت صرف ایمانداروں کے لئے ہے۔ ۲۔ کوئی برہنہ آدمی طواف خانہ کعبہ نہ کرنے پاے۔ ۳۔ آئندہ کوئی مشرک حج نہ کرے۔ ۴۔ کافرون مین سے جس جس نے رسول خدا کے ساتھہ عہد کیا ہے وہ اپنے عہد پر قایم رہے اور جس نے عہد نہین کیا ہے اوسے چار مہینے تک امان ہے اوسکے بعد اگر ایمان نہ لائیگا۔ اور مخالفت و عداوت و تخریب مسلمین پر قایم رہیگا تو سزا پائیگا اور اوسکے جان و مال

معرض خطر مین رہینگے۔

ایک مورخ چوتہے حکم کو یون تحریر فرماتے ہین۔ ۴۔ جن کافرون سے آج تک کوئی عہد نہین ہوا آئندہ اون سے کوئی عہد مسلمانون کی جانب سے نہو گا مگر اشہر حرام مین کافرون کا خون بہانا بہی روا نہو گا۔

آنحضرت صلعم نے خاص اپنا ناقہ عضباء نام جناب علی کو سواری کے لئے دیا اور رخصت کیا۔ منزل ضجنان یا عرج پر جناب صدیق اکبر اور حضرت علی سے ملاقات ہوئی۔ صدیق اکبر اونہین دیکہکر باغ باغ ہوگئے اور پوچہا "امیر او مامور" یعنی آپ کو آنحضرت نے امیر کرکے بہیجا ہے یا میرا ماتحت بناکے۔ جناب علی مرتضی نے فرمایا کہ حضرت آپکا ماتحت ہوکے آیا ہون صرف بات یہ ہے کہ جبریل امین آے اور یہ پیام خداوندی لاے کہ تبلیغ احکام رسول کا کام ہوا کرتا ہے تم نے دوسرے کے سر کیسے ڈالدیا اب اپنے خاندان اور نسل کے کسی آدمی کو بہیجئے۔ اسپر آنحضرت کو بہی خیال ہوا کہ عرب کے لوگ ایسے امور مین عزیز واقارب اور بہت قریب کے رشتہ دار ہی کی بات قبول کیا کرتے ہین اسلئے مجہے بہیجا ہے۔ براءۃ کے شروع کی چالیس آیتین مجہے دیدیجئے اونہین مجمع عام مین سنادونگا اور چار احکام اور مجہے مرحمت ہوسے ہین وہ بہی لوگون کو پہونچادونگا باقی سب امور تعلیم و تلقین واداے حج وقربانی کے آپ کرین مجہے اون سے کوئی علاقہ نہین آپ بدستور جیسے امیر تہے ویسے ہین خدا مبارک کرے مین تو آپ کے ساتہہ فقط منادی کرنے والا بناکے بہیجا گیا ہون۔ حضرت صدیق اکبر نے فوراً خوشی بخوشی آیات متبرکات جناب شیر خدا کو دیدین۔

جب مکہ مین پہونچے تو جناب صدیق نے صرف وہ خطبے جو ایام حج کیلئے معین ہین

پڑہے اور مناسک حج کی تعلیم دی۔ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے سورہ توبہ مجمع عام مین سنائی اور جو چار دن حکم رسول اللہ کے تہے وہ لوگون کو پہونچا دیئے اسکے بعد جناب علی ہر خیمہ پر اور ہر مجمع مین تشریف لیجاتے تہے اور سورہ برآءۃ اور چار دن احکام سبکو سنا دیتے تہے۔ حضرت ابوبکر نے اس کام کے لیئے جناب ابو ہریرہ اور دیگر صحابہ رضوان اللہ عنہم کو بہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھہ متعین کردیا تہا کہ جہان علی مرتضی جائین وہان تم بہی اونکے ساتھہ مثل سایہ کے رہنا اور اونکی امداد و اعانت بخوبی کرنا۔

جب ان سب لوگون نے اچہی طرح حج سے فارغ ہوکر مدینہ مین قدم رکہا تو جناب صدیق اکبر نے حضور نبوی مین حاضر ہوکر دریافت کیا کہ یا رسول خدا مجہہ سے کوئی قصور تو سرزد نہین ہوا تہا جو سورہ برآءۃ مجہہ سے لے لی گئی۔ آنحضرت نے فرمایا استغفر اللہ تم کبھی ایسا خیال نہ کرنا۔ تم میرے یار غار ہو ہمیشہ سایہ کی طرح دنیا مین میرے ساتھہ رہے اور قیامت مین بہی حوض کوثر پر تمہین میرے مصاحب ہوگے۔ وہ تو جبریل کی معرفت حکم خدا میرے نام ایسا ہی اصادر ہوا تہا جسکی تعمیل کی گئی۔ اور رسم عرب بہی یون ہی تہی جیسے مین پہلے بہو لکہیا تہا۔

صاحب قرۃ العیون فرماتے ہین کہ ماہ ذیقعدہ یا ذی الحجہ مین اور ایک روایت سے سلخ ذیقعدہ کو ابوبکر حج کرنے کے لیئے روانہ کیئے گئے تہے۔ جمہور کے نزدیک حج سنہ ۶ھ مین فرض ہوا ہے مگر بعض علما کی یہ رائے ہے کہ وہ نوین سال ہجری مین فرض ہوا جبکہ سورہ آل عمران کے دسوین رکوع کی یہ آیت نازل ہوئی وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا یعنی اللہ کا یہ حق لوگون پر ہے کہ جو شخص وہان تک راہ پاوے وہ بیت اللہ کا حج کرے۔ محققین فرضیت حج سنہ ۹ھ مین سمجھتے ہین

بسبب شغل امر جہاد اور تعلیم وفود اور اشاعت احکام دین کے آنحضرت حج کو نہ جاسکے اور حضرت ابوبکر کو بہیجدیا۔

ضجنان ایک پہاڑ مکہ کے پاس ہے وہان فجر کی نماز کے وقت حضرت علی جناب ابوبکر سے ملے۔ بعض معتبر مورخون کا یہ قول ہے کہ سورۂ براۃ کے نزول سے پہلے صدیق اکبر حج کو بہیجدیئے گئے تہے۔ جب سورہ مذکور نازل ہوئی تو حضرت علی معہ چارون احکام مذکورہ بالا کے اوسے سنانے کے۔ لئے مکہ روانہ ہوے۔ محدثین کے مذہب مین یہی پچہلی روایت راجح وقوی ہے۔ جذب القلوب مین حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے بہی اسی روایت کو اختیار کیا ہے۔

اگر وہی پہلی روایت مانی جاے تو بہی خیال کرنیکا مقام ہے کہ جہان چہہ لاکہہ آدمیون کا مجمع ہو وہان کوئی ضروری اور اہم حکم ہر ایک کان مین پہونچادینا ایک آدمی کے بوتے کا روگ نہین ہے۔ امیر الحاج اس لئے ہوتا ہے کہ لوگون کا نگران رہے اور باہم فساد نہونے دے احرام وجنایات حج کے فاسد ہونے کی نگہبانی رکہے پس یہ باتین بجاے خود ایسی مشکل ہین کہ دوسرے کام کے لئے لامحالہ اور آدمی ہونا ضروری تہا۔ پہر سورۂ براۃ کو سنانا اور چارون حکمون کا پہونچانا بہی اہم باتین تہین انکے لئے بہی آنحضرت نے ویسے ہی جلیل القدر آدمی کو مقرر کیا جو ہم رتبہ صدیق اکبر تہا تاکہ دونون ملکر سب کامون کو بخوبی انجام دے لین۔ اگر حضرت ابوبکر کی منادی پر اکتفا کیا جاتا تو لوگ یہ گمان کرتے کہ عہد وپیمان کا معاملہ آنحضرت صلعم کے نزدیک چندان ضروری نہ تہا یون ہی حاجیون کی معرفت سرسری طور سے ایک بات کہلادی ہے لیکن یہ مقدمہ ٹہونک بجاکے فیصل کرنیکا تہا اس لئے ایک اور ایک گیارہ سے موثق کرکے جتایا گیا۔

اب ناظرین کی خدمت مین ایک گذارش ہماری یہ بہی ہے کہ امور مصلحت ملک خسروان دانند مسلم الثبوت مسئلہ ہے لہذا یہان پرایک نکتہ باریک اور بہی آب کے اٹک گیا کہ جب باری تعالے نے یہ دیکہا کہ میرا صدیق مظہر صفت رحمت آلہیہ ہے جیسا کہ آنحضرت نے اونکے حق مین فرمایا ہے ارحم امتی بامتی ابو بکر یعنی میری امت مین سب سے زیادہ رحیم ابوبکر ہے۔ اس لئے خدمت مومنین اونکے سپرد ہوئی اور حضرت علی مظہر جلال وقہر آلہی تہے اور کافر کشی اونکا شیوہ تہا اس لیے سورۂ توبہ جس مین کفار پر عتاب کیا گیا تہا اونکے حوالہ کی گئی۔ اور جبرئل کو بہیجکے اسکا اظہار آنحضرت پر کردیا۔ حدیبیہ مین جب صلح کی بحث ویز طرفین سے ہوگئی اور آنحضرت نے ایک انصاری کو عہدنامہ لکہنے کے لئے بلایا تو سہیل بن عمرو نے جو قریش کی طرف سے مصالحت کرنے کو آیا تہا کہا کہ اے محمد ہم کسی کے ہاتہہ کے لکہے کو منظور نہ کرینگے البتہ اپنے چچا کے بیٹے اور داماد یعنی علی سے لکہوا دو اس لئے نقض عہد کے لئے بہی علی ہی کی ضرورت ہوئی اور اسی بات سے خدا کی طرف سے جبرئل نے آکر آنحضرت کو خبردار کردیا۔ اور یون تو سب صدیق اکبر ایک حکم قرانی کے بجالانے کی لیاقت اور قابلیت نہ رکہتے تہے تو سب سے بڑے عہدہ امیر الحاجی پر اونکو مقرر کرکے قائم رکہنا اور حضرت علی کا اون سے یہ کہنا کہ مین تمہارا تابع ہون ایک بڑا گناہ ہے نعوذ باللہ منہا

سورۂ توبہ کے شروع کی چالیس آیتین جو جناب علی نے مکہ مین سنائین اونکا ترجمہ یہ ہے۔

جن مشرکون کے ساتہہ تم مسلمانون نے صلح کا عہد وپیمان کر رکہا تہا اب اللہ اور اوسکے رسول کی طرف سے اونکو صاف جواب ہے۔ تو اے مشرکو امن عام کے چار مہینے ذیقعدہ۔ ذی الحجہ۔ محرم۔ رجب۔ ملک مین چلو پہرو اور جانے رہو کہ تم اللہ کو کسی طرح

بھی نہ ہرا سکوگے اور آخر کار اللہ کافرون کو رسوا کرنے والا ہے - اور حج اکبر کے دن اللہ
اور اوسکے رسول کی طرف سے لوگون کو آگاہ کرنے کے لئے عام منادی
کی جاتی ہے کہ اللہ اور اوسکا رسول مشرکین سے دست بردار ہین پس اے مشرکو
اگر تم توبہ کرو تو یہ تمہارے حق مین بہتر ہے اور اگر اب بھی خدا و رسول سے پھرے رہو تو جان
رکھو کہ تم اللہ کو کسی طرح ہرا نہ سکوگے اور اے پیمبر کافرون کو عذاب دردناک کی خوشخبری سنا دے
ہان مشرکین مین سے جنکے ساتھہ تم نے صلح کا عہد و پیمان کر رکھا تھا پھر اونہون نے ایفائے
عہد مین تمہارے ساتھہ کسی طرح کی کمی نہین کی اور نہ تمہارے مقابلہ مین کسی کی مدد کی وہ
مستثنیٰ ہین - اونکے ساتھہ جو عہد و پیمان ہے اوسے اوس مدت تک جو اونکے ساتھہ
ٹھیری تھی پورا کرو کیونکہ اللہ ادن لوگون کو جو بد عہدی سے بچتے ہین دوست رکھتا ہے
پھر جب امن و ادب کے مہینے نکل جائین تو مشرکین کو جہان پاؤ قتل کرو اور اونکو گرفتار کرو
اور اونکا محاصرہ کرو - اور ہر گھات کی جگہہ اون کی تاک مین بیٹھو پھر اگر وہ لوگ توبہ کرین اور نماز
پڑہین اور زکوٰۃ دین تو اون سے کسی طرح کا تعرض نہ کرو کیونکہ اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے -
اور اے پیمبر مشرکین مین سے اگر کوئی شخص تم سے پناہ کا خواستگار ہو تو اوسکو پناہ دو
یہان تک کہ وہ اطمینان سے کلام خدا کو سن سمجھہ لے پھر اوسکو اوس کے امن کی جگہہ
واپس پہونچا دو یہ رعایت اون لوگون کے حق مین اس وجہ سے کرنی ضرور ہے کہ یہ لوگ
اسلام کی حقیقت سے واقف نہین - اللہ اور اوسکے رسول کے نزدیک مشرکین کا عہد و پیمان
و صلح کیونکر معتبر ہو کہ اونہون نے عہد شکنی کرکے آپ اپنی بے اعتباری کرلی مگر جن لوگون
کے ساتھہ تم نے مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ کے قریب حدیبیہ مین صلح کا عہد و پیمان کیا تھا اور
اونہون نے ابھی تک اوسے نہین توڑا تو جب تک وہ لوگ تم سے سیدھے رہین تم بھی

اون سے سیدہے رہو کیونکہ اللہ اون لوگون کو جو بدعہدی سے بچتے ہین دوست رکھتا ہی
مشرکین کا عہد کیسے معتبر ہو سکتا ہے اور ان کا حال یہ ہے کہ اگر یہ لوگ تم پر غلبہ پا جائین تو
تمہارے بارے مین نہ قرابت کا پاس ملحوظ رکہین اور نہ عہد و پیمان کا اپنی زبانی باتون
سے تو تمکو رضامند کر دیتے ہین مگر اونکے دل ہین کہ اون باتون سے انکار رکہتے ہین اور
اکثر ایسے ہین کہ بات کہکر پہر اوس سے نکل بہاگتے ہین - یہ لوگ دنیا کے لالچ مین آکر خدا کی آیتون
کے بدلے مین تہوڑا سا فائدہ حاصل کر کے لگے خدا کے رستے سے لوگون کو روکنے - کیا ہی بری
حرکتین ہین جو یہ لوگ کر رہے ہین - کسی مسلمان کے بارے مین نہ تو قرابت کا پاس
ملحوظ رکہتے ہین اور نہ عہد و پیمان کا اور یہی بر سر زیادتی ہین - پہر اے مسلمانو - اگر یہ لوگ
کفر و شرک سے توبہ کرین اور نماز پڑہین اور زکوۃ دین تو تمہارے دینی بہائی ہین اور جو لوگ
سمجہدار ہین اونکے لیے ہم اپنی آیتون کو تفصیل کے ساتہہ بیان فرماتے ہین - اور اگر یہ
لوگ عہد کیے پیچہے اپنی قسمون کو توڑ ڈالین اور تمہارے دین مین طعنہ زنی کرین تو ان
کفر کے پیشواؤن کی قسمین کچہہ ہی اعتبار کے قابل نہین ان سے خوب لڑو تاکہ یہ لوگ
اپنی شرارتون سے باز آجائین - مسلمانو - تم اون لوگون سے دل کہول کے کیون نہ لڑو
جنہون نے اپنی قسمون کو توڑ ڈالا اور رسول کے نکالدینے کا ارادہ کیا اور تم سے چہیڑ خانی
بہی اول اونہین لوگون نے شروع کی کیا تم اون سے ڈرتے ہو پس اگر تم ایمان رکہتے ہو
تو ان سے کہین بڑہکر خدا حق رکہتا ہے کہ تم اوس سے ڈرو - ان لوگون سے بے تامل
لڑو خدا تمہارے ہی ہاتہون انکو سزا دیگا اور انکو رسوا کریگا اور ان پر تمکو فتح دیگا اور مسلمانون
کے گروہ کی چہاتیون کو ٹہنڈا کریگا - اور اونکے دلون مین جو کافرونکی طرف سے غصہ بہرا ہوا
ہے اوسکی خلش کو بہی دور کر دیگا اور اللہ جسکی چاہے توبہ قبول کرلے اور اللہ سب کے

حال سے واقف اور حکمت والا ہے۔ مسلمانو۔ کیا تم نے ایسا سمجھہ رکھا ہے کہ ستے
چھوٹ جاؤگے اور ابھی اللہ نے اون لوگون کو اچھی طرح ٹھونک بجا کر دیکھا تک نہین جو تم مین سے
جہاد کرتے اور اللہ اور اوسکے رسول اور مسلمانون کو چھوڑ کر کسی کو اپنا دوست نہین بناتے۔ اور
جو کچھہ تم لوگ کر رہے ہو اللہ کو اوسکی سب خبر ہے۔ مشرکون کو کوئی حق نہین کہ اپنے جیسے
کافرون سے اللہ کی مسجدین آباد رکھین اور افعال واقوال شرک سے اپنے اوپر کفر کی گواہی
بہی دیتے جائین یہی لوگ ہین جنکا کیا دہرا سب اکارت ہوا۔ اور یہی لوگ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ
مین رہنے والے ہین۔ حقیقت مین تو اللہ کی مسجدون کو وہی آباد رکھتا ہے جو اللہ اور روز
آخرت پر ایمان لایا اور نماز پڑہتا اور زکوٰۃ دیتا رہا اور خدا کے سوا کسیکا ڈر نہ مانا۔ ایسے لوگون
کی نسبت توقع کی جاسکتی ہے کہ آخر کار اون لوگون مین جا شامل ہونگے جو منزل مقصود
پر پہونچے۔ کیا تم لوگون نے حاجیون کے پانی پلانے اور ادب والی مسجد یعنی خانہ کعبہ
کے آباد رکھنے کو اوس شخص کی خدمتون جیسا سمجھہ لیا جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لاتا اور
اللہ کے راستے مین جہاد کرتا ہے۔ اللہ کے نزدیک تو یہ لوگ ایک دوسرے کے برابر
نہین اور اللہ ظالم لوگون کو راہ راست نہین دکہایا کرتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور دین کے
لئے اونہون نے ہجرت کی اور اپنے جان ومال سے اللہ کی راہ مین جہاد کئے یہ لوگ اللہ
کے ہان درجہ مین کہین بڑہ کر ہین اور یہی ہین جو منزل مقصود کو پہونچنے والے ہین۔ انکا
پروردگار انکو اپنی مہربانی اور رضامندی اور ایسے باغون مین رہنے کی خوشخبری دیتا ہے
جن مین انکو دائمی آسائش ملیگی۔ یہ لوگ اون باغون مین سدا کو اور ہمیشہ ہمیشہ رہینگے بیشک
اللہ کے ہان ثواب کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ مسلمانو۔ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بھائی
کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکہین تو اونکو رفیق نہ بناؤ اور جو تم مین سے ایسے باپ

بہائیون کے ساتہہ دوستی کا برتاؤ رکھیگا تو یہی لوگ ہین جو خدا کے نزدیک نافرمان ہین۔
اے پیمبر مسلمانون کو سمجہادو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور تمہارے بہائی اور تمہاری
بیبیان اور کنبہ دار اور مال جو تمنے کمائے ہین اور سوداگری جسکے مندا پڑنیکا اندیشہ ہو اور مکانات
جن مین رہنے کو تمہارا جی چاہتا ہے اگر یہ چیزین اللہ اور اوسکے رسول اور اللہ کے راستے
مین جہاد کرنے سے تمکو زیادہ عزیز ہون تو ذرا صبر کرو یہانتک کہ جو کچہہ خدا کو کرنا ہے وہ تمہارے
سامنے لاموجود کرے اور اللہ اون لوگون کو جو اوسکے حکم سے سرتابی کرین ہدایت نہین
دیا کرتا۔ اللہ بہت سے مواقع پر تمہاری مدد کر چکا ہے اور خصوصاً حنین مین جبکہ تمہاری فوجی
کثرت نے تمکو مغرور کر دیا تہا تو وہ کثرت تمہارے کچہہ بہی کام نہ آئی اور اتنی بڑی زمین باوجود
وسعت کے لگی تمپر تنگی کرنے پہر تم پیٹہہ پہیر کر بہاگ نکلے۔ پہر اللہ نے اپنے رسول پر اور
نیز مسلمانون پر اپنی طرف سے تسلی نازل فرمائی اور تمہاری مدد کو فرشتون کے ایسے لشکر
بہیجے جو تم کو دکہائی نہین دیتے تہے اور آخر کار کافرون کو بڑی سخت مار دی اور کافرون کی
یہی سزا ہے۔ پہر اوسکے بعد خدا جسکو چاہے توبہ نصیب کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان
ہے۔ مسلمانو۔ مشرک تو نرے گندے ہین۔ اس برسکے بعد ادب وحرمت والی مسجد
یعنی خانہ کعبہ کے پاس بہی نہ پہٹکنے پائین اور اگر اونکے ساتہہ لین دین بند ہوجانے سے
تم کو مفلسی کا اندیشہ ہو تو خدا پر بہروسہ رکہو وہ چاہیگا تو تم کو اپنے فضل سے غنی کر دیگا بیشک
خدا سبکی نیتون کو جانتا حکمت والا ہے۔ اہل کتاب جو نہ خدا کو مانتے ہین جیسا کہ ماننے کا حق ہے
اور نہ روز آخرت کو اور نہ اللہ اور اوسکے رسول کی حرام کی ہوئی چیزون کو حرام سمجہتے ہین اور نہ دین
حق کو تسلیم کرتے ہین مشرکون کے علاوہ ان لوگون سے بہی لڑو یہانتک کہ ذلیل ہوکر اپنے
ہاتہون سے جزیہ دین۔ اور یہود کہتے ہین کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہین اور نصاریٰ کہتے ہین کہ

مسیح اللہ کے بیٹے ہین یہ اونکے منہ کی کہن ہے۔ لگے اونہین کی سی باتین بنانے جو کافر
تہے اور اون سے پہلے ہوگذرے ہین خدا انکو غارت کرے دیکہو تو کدہر کو شیطان کے
بہٹکاے ہوے بہٹکے چلے جارہے ہین ان لوگون نے اللہ کو چہوڑکر اپنے عالمون اور اپنے
مشائخون اور مسیح ابن مریم کو خدا بنا کہڑا کیا حالانکہ ہمارے یہان سے انکو یہی حکم دیا گیا تہا کہ
ایک ہی خدا کی عبادت کرتے رہنا اوسکے سوا کوئی اور معبود نہین وہ انکے شرک سے پاک
ہے۔ چاہتے ہین کہ خدا کے نور یعنی دین اسلام کو منہ سے پہونک مار کر بجہا دین اور خدا کو
منظور ہے کہ ہر طرح پر اپنے نور کی روشنی کو پورا کرکے رہے اگرچہ کافرون کو بُرا ہی کیون نہ لگے
وہی ذات پاک ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دیکر بہیجا تاکہ اوسکو تمام دینون پر
غالب کرے گو مشرکون کو بُرا ہی کیون نہ لگے۔ مسلمانو۔ اہل کتاب کے اکثر عالم اور مشائخ
لوگون کے مال ناحق ناروا اڑہکوستے اور راہ خدا سے لوگون کو روکتے رہتے ہین اور جو لوگ
سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے اور اوسکو خدا کی راہ مین خرچ نہین کرتے۔ اے پیمبر اون کو
روز قیامت کے عذاب دردناک کی خوشخبری سنادو۔ جبکہ دوزخ کی آگ مین رکہکر اوسکو تپایا جائیگا
پہر اوس سے اونکے ماتہے اور اونکی کروٹین اور اونکی پیٹہین داغی جائینگی اور اون سے
کہا جائیگا کہ یہ ہے جو تم نے اپنے لئے دنیا مین جمع کیا تہا۔ آج اپنے جمع کئے کا مزہ چکہو
جس دن خدا نے آسمان و زمین پیدا کئے ہین جب ہی سے خدا کے یہان مہینون کی
گنتی کتاب اللہ یعنی لوح محفوظ مین بارہ مہینے لکہی چلی آتی ہے جن مین سے چار مہینے ادب
اور امن عام کے ہین۔ دین کا سیدہا راستہ تو یہ ہے۔ مسلمانو۔ امن و ادب کے ان چار
مہینون مین کشت و خون سے ان مہینون کی بیحرمتی کرکے اپنی جانون پر ظلم نہ کرنا اور تم سب
مسلمان مشرکون سے لڑو جیسے وہ سب تم سے لڑتے ہین اور جانے رہو کہ اللہ پرہیزگارونکا

ساتھی ہے - مہینون کا سرکا دینا بھی ایک کفر مزید ہے جسکی وجہ سے کافرین کے راستے سے
گمراہ ہوتے رہتے ہین - ایک برس ایک مہینہ کو حلال سمجھ لیتے ہین اور اوسیکو دوسرے برس حرام اور
اس سے اون کی یہ غرض ہوتی ہے کہ اللہ نے جو چار مہینے حرام کیئے ہین اپنی گنتی سے اوس
گنتی کو مطابق کرکے اللہ کے حرام کیئے ہوے مہینون کو حلال کرلین ان کی بدکرداریان انکو بھلی
کرکے دکھائی گئی ہین اور اللہ اون لوگون کو جو کفر کرتے ہین توفیق ہدایت نہین دیا کرتا - مسلمانو
تمکو کیا ہوگیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ راہ خدا مین لڑنے کے لئے نکلو تو تم زمین پر
ڈھیر ہوے جاتے ہو کیا آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی پر قناعت کر بیٹھے ہو اگر یہ بات ہے
تو یہ تمہاری سخت غلط فہمی ہے کیونکہ آخرت کے فائدون کے مقابلہ مین دنیا کی زندگی کے
فائدے محض بے حقیقت ہین - اگر تم بلاے جانے پر بھی راہ خدا مین لڑنے کے لئے نہ نکلوگے
تو خدا تمکو بڑی دردناک مار دیگا اور تمہارے بدلے دوسرے لوگ رسول کی مدد کو لا موجود
کریگا اور تم اوسکا کچھہ بھی نہ بگاڑ سکوگے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے - اگر تم رسول کی مدد نہ بھی کروگے
تو کچھہ پرواہ کی بات نہین اللہ اوسکا مددگار ہے اور اوسی نے اپنے رسول کی مدد اوسوقت بھی
کی تھی جب کافرون نے اوسکو ایسا بے سروسامان گھر سے نکال باہر کیا کہ صرف دو آدمی اور دو مین
دوسرا پیغمبر - اوسوقت یہ دونون غار ثور مین تھے اور اوسوقت پیغمبر اپنے ساتھی یعنی ابوبکر کو سمجھا
رہے تھے کہ کچھہ رنج وفکر نہ کرو بیشک اللہ ہمارے ساتھہ ہے - پھر اللہ نے اپنے پیغمبر پر
اپنی طرف سے تسلی اوتاری اور اوسکو فرشتون کی ایسی فوجون سے مدد دی جنکو تم لوگ نہ دیکھہ
سکے اور کافرون کی بات کو ہیٹا کردیا اور سدا اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب اور صاحب
تدبیر ہے - مسلمانو - ہلکے یعنی بے ہتیا رہو تو اور بوجھل یعنی مسلح ہو تو خدا کی راہ مین لڑنے کیلیے
رسول کے بلانے پر نکل کھڑے ہوا کرو اور اپنی جان و مال سے خدا کی راہ مین جہاد کرو اگر تم جہاد

کی مصلحتون کو جانتے ہو تو یہ تمہارے حق مین بہت بہتر ہے ؛

واضح ہو کہ سورۂ براۃ یعنی توبہ دسوین پارہ واعلموا مین ہے اوسکے شروع سے ایک آیت کم چہہ رکوع کا ترجمہ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ تک لکھا گیا۔

وقائع سنہ ۱۰ھ

حضرت خالد ابن الولیدؓ کا بنی الحارث ابن کعب کے پاس جانا

ہجرت نبوی کے دسوین سال مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیف اللہ کو ایک جماعت کے ساتھہ بنی الحارث ابن کعب کی طرف روانہ کیا کیونکہ اون لوگون کی شرارتین اور نفاق حد سے زیادہ ہو گئے تھے۔ خالد کو جناب نبوی کا یہ حکم ہوا تھا کہ تم وہان پہونچکے وعظ و نصیحت کے ساتھہ دعوت اسلام کرنا اور بہت نرمی اور آہستگی سے سمجھانا اگر تمہاری بات مان جائین تو فبہا ورنہ پھر مقابلہ و محاربہ سے کام لینا۔

جناب خالد نے وہان پہونچکے بالکل ارشاد نبوی پر عمل کیا بفضل خدا سے وہ لوگ راہ راست پر آگئے اور کفر سے توبہ کر کے مسلمان ہوے۔ حضرت خالد نے چند روز وہان قیام کر کے قرآن اور احکام شرعیہ کی تعلیم دی۔ پھر اون لوگون کا سب حال ایک عریضہ مین لکھکے دربار نبوی مین ارسال کیا۔ جناب رسول خدا نے اوسکے جواب مین تحریر فرمایا کہ اے خالد اونکو بہشت کی خوشخبری اور دوزخ کے ڈر سے آگاہ کر کے اللہ تعالےٰ کے وعدہ اور وعید سے خوب متنبہ کردو۔ اور جب یہان آؤ تو اون مین سے ایک گروہ کو اپنے ساتھہ لیتے آنا حضرت خالد اس فرمان سعادت توامان کے بموجب اونکے ایک گروہ کو لیکر حاضر مدینہ ہوے جسوقت بنی الحارث کے لوگ دربار گوہربار نبوی مین حاضر ہوے تو حضور کو باادب سلام کر کے

کہنے لگے۔ اَشْھَدُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہ وَ اَنّکَ رَسُولُ اللہ آنحضرت نے اونکے سلام کا جواب دیکے فرمایا کہ مین بہی خدا کی وحدانیت اور اپنی رسالت کے برحق ہونے پر گواہی دیتا ہون۔

چند روز کے بعد آنحضرت نے اونہین مین سے قیس ابن حصین کو اونکا سردار کرکے اونہین مراجعت وطن کی اجازت دی۔ پہر تہوڑے عرصہ کے بعد عمرو ابن خرم کو اون سبکا امیر مقرر کیا اور اون سے کہدیا کہ وہان سے صدقات و زکوٰۃ جو حاصل ہون اونکا اہتمام کرنا اور اونکو مساکین مین صرف کرنیکا بخوبی بندوبست رکہنا۔ چنانچہ حضرت عمرو ابن خرم رضی اللہ عنہ حضور کے زمانہ وفات تک اسی عہدۂ جلیلہ پر اون ہی لوگون مین رہے۔

اس سال مین ہی اطراف و جوانب سے وفود حضور کی خدمت مین آئے اور دلی رغبت سے مسلمان ہوئے۔ از آنجملہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا وفد اسی سال مین آیا تہا جسکا حال اوپر مسطور ہوچکا ہے۔

وفد خولان

یہ دس آدمی تہے۔ انہون نے حاضر ہوکے گذارش کی کہ یا رسول اللہ ہم خدا کے واحد ولاشریک ہونے اور آپ کی رسالت کی سچائی پر دل سے اعتقاد رکہتے ہین۔ اور دور ودراز و ہولناک راہ طے کرکے تمنائے اسلام اور شوق زیارت نے ہم کو کشان کشان یہان حاضر کیا ہے۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اون سے بہت خوش ہوئے اور اونکو اسلام کی تعلیم کرکے سارے احکام و فرائض سکہائے۔ خدا شناسی اور خداپرستی کی باتین بطریق وعظ اونکے سامنے بیان فرمائین اور ارشاد ہوا کہ وفائے عہد اور ادائے امانت کو فرض سمجہتے رہنا۔

پڑوسیون کے ساتھہ جہان تک نیکی کروگے اپنے حق مین اچھا کروگے - بدی کے عوض احسان ونیکی کرنے سے آدمی دین ودنیا مین سرخرو ہوتا ہے - خبردار سبکے ساتھہ محبت رکھنا اور ظلم سے اتنا ڈرنا جتنا کہ بکری چیتے سے ڈرتی ہے یہ ظالم آدمی کی ناؤ کو جلدی غرق کردیتا ہے یاد رکھو - ان الظلم ظلمات یوم القیامۃ -

جب یہ لوگ حضور کی خدمت اقدس مین چند روز تک رہے تو فیضان صحبت نبوی سے کامل الایمان ہوگئے - اسکے بعد حضور نے سبکو انعام واکرام دیکر رخصت کردیا -

وفد زماوئین بنی مدحج

یہ پندرہ آدمی رملہ بنت الحرث کے مکان پر آکے اوترے تھے - آنحضرت معہ جماعت اصحاب اونکے پاس گئے - اور بڑی دیر تک اون سے گفتگو کرتے رہے - اون لوگون نے اپنی زاد راہ مین سے کچھہ بطور ضیافت آنحضرت کے حضور مین حاضر کرکے بمنت التماس کی آپ اسے اولش فرماوین - ارشاد ہوا - مین روزہ سے ہون نہین کھا سکتا البتہ میرے اصحاب بخوشی خاطر تمہارا کھانا کرینگے - وہ لوگ آنحضرت کے لیے تحائف بہی لائے تھے - اونمین ایک گھوڑا بہی تھا جسے مرواح کہتے تھے - آنحضرت نے ایک آدمی کو اوسپر سوار کرکے اوسکی چال دیکھی اور فرمایا مین تو سمجھا تھا کہ یہ گھوڑا تیز گام اور کشادہ قدم ہوگا - اوس قوم مین سے ایک آدمی بول اوٹھا کہ اے حضور یہ ریاضت اور اصلاح سے ٹھیک ہوجائیگا - لوگ اوسکی اصلاح مین محنت کرنے لگے اور ایک آدمی اوس وفد کا بہی مدینہ مین ٹہیرا رہا - گھوڑا جب درست ہوگیا تو حکم ہوا کہ اسے اور گھوڑون کے ساتھہ دوڑاؤ دیکہین اب اسکا کیا حال ہے - اوسوقت وہ آدمی جو اوسے بطور ہدیہ لایا تھا بولا کہ اگر اجازت ہو تو مین ہی اس پر سوار ہوکے دوڑاؤن - اوسے اجازت ہوئی اور وہی گھوڑا سب سے تیز نکلا - حضور نے

اوس گھوڑے کے عوض مین اوسکو بہت سا انعام دیا۔ وفد کے سب لوگون کو حسب لیاقت نقد وجنس عطا ہو ہی چکا تھا۔

وفد غامد

اس وفد مین دس آدمی تھے وہ آکے موضع بقیع غرقد مین فروکش ہوے اور ایک جوان کم عمر کو مکان پر اسباب کی حفاظت کے لئے چھوڑ کے خدمت نبوی مین حاضر ہوے۔ انکے ادہر آتے ہی وہ کم عمر محافظ سو گیا۔ چور نے آکے ایک شخص کی عبا لی اور چلتا بنا۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حاضر ہوکے عرض کی کہ حضور آپ کے ان مہمانون کی چوری ہو گئی۔ آپ نے اون لوگون کو اطلاع دی کہ تمہارا محافظ سو گیا تھا اس لئے تم مین سے کسی کی عبا چور اوٹھا لیگیا ہے۔ اونمین سے ایک آدمی بول اوٹھا کہ یا حضرت عبا تو سواے میرے اور کسی کے پاس نہین تھی میرا بڑا نقصان ہوا۔ افسوس صد افسوس۔ ارشاد ہوا کہ رنج نہ کرو تم ہمارے پاس آے ہو تمہارا رنج ہمارا رنج ہے اور تمہارا نقصان ہمارا نقصان ہے اسی لئے غیب سے حفاظت کی گئی ہے کہ محافظ تمہارا جاگا اور اوس نے دوڑ کے تمہاری عبا چور سے چھین لی۔ وہ سب لوگ جلدی سے اپنی فرودگاہ پر پہونچے اور اپنے محافظ مال سے حقیقت حال دریافت کی تو بعینہٖ وہی کیفیت معلوم ہوئی جو آنحضرت نے بیان فرمائی تھی۔ یہ لوگ سب آ کے قدمون پر گر پڑے اور بصدق دل سے ایمان لاکر مسلمان کامل ہو گئے۔ وہ جوان محافظ مال بھی مشرف باسلام ہوا۔ آنحضرت نے حکم دیا کہ جب تک یہ لوگ مدینہ مین رہین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اونہین قرآن اور مسائل دین کی تعلیم دین۔

جریر ابن عبد اللہ بجلی کا معہ قبیلہ ایمان لانا اور انہدام بتخانہ ذوالخلصہ

جریر ابن عبد اللہ اپنے قبیلہ کے ڈیڑہ سو آدمی لیکر حضرت رسول خدا کے حضور مین آے

اونکے آنے سے پہلے آنحضرت نے اصحاب کو مطلع کردیا تھا کہ آج فلان شخص میرے پاس آنے والا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت جریرآموجود ہوے۔ اور وہ اور اون کے سب ساتھی مسلمان ہوگئے۔ حضرت جریر فرماتے ہین کہ میری بیعت کے وقت آنخضرت نے خود اپنا دست حق پرست میری طرف بڑھا دیا اور فرمایا "کیا تم خدا کے ایک ہونے اور میری رسالت کے برحق ہونے پر گواہی دیتے ہو۔ اے جریر کیا تمہارا یہ قصد ہے کہ نماز قائم کرو۔ اپنے مال مین سے زکوٰۃ دو۔ رمضان مین روزے رکھو۔ سب مسلمانون کے خیرخواہ رہو اور امیر چاہے حبشی غلام ہی کیون نہو اوسکی اطاعت کرو" مین نے ان سب باتون کا تہ دل سے اقرار کرلیا اور حضور سے بیعت کی۔ مگر ارشاد ہوا کہ جریر یہ شرط لگا کے تمہین اقرار کرنا چاہیے کہ جہانتک میرا مقدور ہوگا یہ سب باتین بجا لاؤنگا۔

پھر ارشاد ہوا کہ جریر اپنے قرب وجوار کے لوگون کا حال بیان کرو۔ جریر نے عرض کی کہ حضور حق سبحانہ تعالےٰ نے دین اسلام اونمین جاری کردیا ہے اب وہ لوگ بڑے ذوق وشوق سے مسجدون مین اذان ونماز کا اہتمام کرتے ہین۔ بتخانے ہی منہدم ہوگئے ہین حضور نے پوچھا کہ ذوالخلصہ کے بتخانہ کا کیا حال ہے۔ جریر بولے کہ حضور جانم فدائے تو بان وہ بتخانہ البتہ قائم ہے۔ آپ نے فرمایا "جریر اگر تم سے ہوسکے تو مجھے اوس بتخانہ کی طرف سے مطمئن کردو" جریر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ میری بھی دلی خواہش یہی ہے کہ اوسکا انہدام میرے ہاتھ سے ہو۔ ارشاد ہوا کہ اچھا۔ درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست جاؤ بسم اللہ کرو۔ خدا تمہارا حامی ومددگار ہے۔ حضرت جریر بولے کہ حضور اوس جگہہ کا فاصلہ یہان سے بہت ہے اس لیئے ہمت نہین پڑتی اگر اونٹ کی سواری پر جاتا ہون تو دیر مین پہونچونگا اور گھوڑے کی سواری مجھے آتی نہین جب سوار ہوتا ہون دھڑ سے نیچے آرہتا ہون

یہ سنکر حضور نے اپنے دست مبارک سے ایسا ایک تہپڑ میرے سینہ پر مارا کہ پانچون اونگلیون کے نشان بہت صاف بنگئے - اور ہاتہہ مارکے فرمایا اللھم ثبتہ واجعلہ ھادیا مھدیا اور مجھے حکم دیا کہ اچھا ابتو گہوڑے پر سوار ہو - حضرت جریر فرماتے ہین کہ جون ہی مین اوچہل کے گھوڑے کی پشت پر جا بیٹھا تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ بجلی پر سوار ہون اوسکے قدم زمین پر نہین لگتے تہے - ایک چھلاوہ تہا کہ یہان جاچکا اور وہان جا کودا - میرا یہ حال تہا کہ باوجود اوسکے طرارون کے اس طرح آسن جمائے بیٹھا تہا کہ جیسے کسی نے آہنی میخ اوسپر گاڑدی ہو - گھوڑا کتنی ہی شوخیان کرتا تہا مگر مجھے خبر بھی نہوتی تہی -

آخرکار مین بہت جلدی ذوالخلصہ پہونچگیا اور پہونچتے ہی وہان کے بتخانہ مین آگ لگادی - وہ جلکے خاکستر ہوگیا - جب اسکی اطلاع آنحضرت کو ہوئی تو آپ نے حضرت جریر کو دعا دی اور سجدۂ شکر بجالاے -

اہل ذوالخلصہ بعد انہدام بتخانہ کے کفر وشرک سے تائب ہوے اور خوشی بخوشی رغبت دل سے مسلمان ہوگئے - بتخانہ مین سے مال واسباب وعطریات وغیرہ بکثرت دستیاب ہوے - اون سبکو مدینہ مین لاکر داخل بیت المال کیا - اب چارون طرف حضرت جریر کی واہ واہ ہوگئی -

نجران کے نصاریٰ نے مباہلہ سے انکار کیا

آنحضرت نے نصاراے نجران کو دعوت اسلام مین نامہ روانہ کیا - نامہ کے پہونچتے ہی نصاریٰ نے باہم مشورہ کیا کہ اس باب مین کیا کرین - صلاح کے بعد یہ ٹھیری کہ چودہ آدمی منتخب کرکے مدینہ بہیجے جائین اور وہ جاکر مذہب اسلام کا حال اچھی طرح دریافت کرآئین - چنانچہ عبدالمسیح عرف عاقب اونکا امیر جو خداوندرائے اور صاحب مشورہ تہا اور ایہم عرف سید

جو بہت بڑا سرگروہ تہا اور ربیعہ ابو الحارث ابن علقمہ جو بڑا عالم اور دانشمند تہا اون ہی چودہ آدمیون مین منتخب کئے گئے - ان لوگون نے مدینہ مین داخل ہوکے لمبے لمبے دامنون کے ریشمی لباس پہنے اور طلائی انگوٹھیان ہاتھون مین پہن پہن نکے بڑے زرق برق سے مسجد نبوی مین حاضر ہوکر آنحضرت کو سلام کیا - حضرت نے اونکی طرف ذرا بہی توجہ نہ کی - ان لوگون نے جب یہ کیفیت دیکہی تو پورب کی طرف منہ کرکے نماز پڑہنے لگے - اصحاب نے چاہا کہ اونہین اس حرکت سے روکین مگر آنحضرت نے منع کردیا - وہ نماز سے فارغ ہوکے پہر حضور مین حاضر ہوے - اب بہی آپ نے اون سے مطلق بات نہ کی - پہر تو وہ اپنا سامنہ لیکر مسجد کے باہر نکل گئے - حضرت عثمان بن عفان اور جناب عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم سے اونکی پہلے سے ملاقات تہی - ان دونون صاحبون کو ڈہونڈہکے کہا کہ آنحضرت نے ہمین دعوت اسلام کی تہی اور نامہ بہیجا لیکن جب ہم آئے تو ہم سے بات بہی نہ کی - آپ دونون صاحب ہمین صلاح دین کہ ہم یہان قیام کرین یا چلے جائین - یہ دونون بزرگوار تو اونکے سوال کا جواب نہ دے سکے - حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا گیا - جناب شیر خدا نے فرمایا کہ میری راے مین تو یہ بات آتی ہے کہ انکی بہڑکدار پوشاک سے حضور مکدر ہوگئے اور ان سے بات نہ کی اگر یہ لوگ سفری کپڑے رہبانون کے سے پہنکے حضور مین جائین تو آپ ضرور انکی طرف مخاطب ہونگے - وہ لوگ حضرت علی کی راے بضا ضیا سے پہر عمل کرکے دربار عالی مین حاضر ہوے اور سلام کیا - آپ نے سلام کا جواب دیکے اون سے گفتگو کی - اور حاضرین کی طرف خطاب کرکے فرمایا - قسم ہے اوس خدا کی جس نے اپنا رسول برحق کرکے مجہے بہیجا ہے کہ کل جسوقت یہ لوگ میرے پاس آئے تہے انکے ساتہہ شیطان تہا اور انکے دل غرور سے بہرے ہوے تہے - اون لوگون نے بہی حضور کا

کے بدن کو نہین چھوا جو آپکی مملوکہ یا منکوحہ یا قرابت دار نہو۔ آنحضرت صلعم مخلوق کے ساتھہ رافت مین زیادہ۔ آدمیون کو بہت نفع پہونچانیوالے۔ اور سب سے زیادہ نیک تھے۔ آپ لوگون کی پلیدی پر نہایت ہی صبر کرتے تھے۔

آنحضرت صلعم اپنے اصحاب کے عاشق زار تھے جو شخص آپکی مجلس مین نہین آتا اوسکا حال ایک ایک سے دریافت فرماتے اور جب وہ آتا تو اوس سے پوچھتے تھے کہ بھائی تمھین میری یا کسی میرے پاس بیٹھنے والی کی کوئی بات تو بری نہین لگی جو تم نے آنا چھوڑدیا۔ اگر کوئی تین دن تک متواتر نہین آتا اور معلوم ہوتا کہ وہ شہر ہی مین نہین ہے تو آپ اوسکے لئے دعا کرتے اور جو وہ شہر مین ہوتا تو اوسکے گھر پر جا کے پرسان حال ہوتے اور بیمار ہوتا تو اوسکی عیادت کرتے۔ حضور ہر صحابی سے ایسی کشادہ روئی سے ملتے تھے کہ ہر شخص اپنے گمان مین یہی سمجھہ لیتا تہا کہ تمام اصحاب مین آپ کے نزدیک مین ہی معزز ہون۔

آنحضرت صلعم مکروہ بات مین کسی کا سامنا نہین کرتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک آدمی لباس زرد پہن کے حضور کے پاس آبیٹھا آپکو ناگوار ہوا مگر اوسکے منہ پر کچھہ نہ کہا جب وہ اوٹھہ کے چلا گیا تو لوگون سے فرمانے لگے کہ اگر تم اوس سے کہدو کہ زرد لباس نہ پہنا کرے تو بہت اچھا ہو۔

حضور صلعم جب کسی کو کوئی نامناسب کام کرتے دیکھتے تو اوسے نرمی سے سمجھایا کرتے تھے یہان تک کہ وہ اوس کام کو ترک کر دیتا۔ حضور نے کبھی کسی پر تہمت نہین لگائی نہ کانون کے کچے تھے کہ ہر کسی کی لگائی بوجھائی سن لیتے ہون۔ سب اصحاب سے آپ نے کہہ رکھا تہا کہ میرے پاس سوائے نیکی کے اور کوئی بات نہ پہونچاؤ کیونکہ مین ہر شخص کی طرف سے سلیم الصدر ہوکر نکلنا پسند کرتا ہون۔ حضور جب کسی صحابی کو کام کیواسطے بھیجتے تھے۔

تو یہ ہدایت کردیتے تھے کہ سب سے بکشادہ پیشانی ملنا اور لوگون کو اپنی طرف سے متنفر نہونے دینا۔ معاملہ مین آسانی کو مدنظر رکھنا اور دشواری کو درمیان مین نہ آنے دینا۔ حضور سلام علیک کے بعد مصافحہ کرتے تھے۔ پھر ملنے والے کا ہاتھ پکڑ کے اپنی اونگلیان اوسکی اونگلیون مین ڈالدیتے تھے اور اوسکے ہاتھ کو مضبوط پکڑے رہتے تھے۔ اور اوسکے پاس کھڑے ہوکر اوسوقت تک آگے کو روانہ نہین ہوتے جب تک کہ وہ خود نہ چلا جاے۔ اثناے راہ مین جو کوئی شخص آپکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ مین لینا چاہتا آپ اوسے اپنا ہاتھ دیدیتے تھے اور جب تک وہ خود نہ چھوڑتا حضور اپنا ہاتھ اوس سے الگ نہین کرتے تھے۔ جب کوئی مخفی بات حضور سے کہنا چاہتا تو آپ اپنا کان اوسکی طرف جھکا دیتے تھے اور جب تک وہ خود الگ نہوتا آپ اپنا کان اوسکے پاس سے نہین ہٹاتے تھے۔ جب کوئی صحابی آپ سے ملتا حضور محبت سے اپنا ہاتھ اوس پر پھیرتے اور اوسکے لئے دعا کرتے تھے۔ جب کوئی صحابی یا غیر شخص آپکو پکارتا تو آپ لبیک فرماتے تھے۔ آپ لڑکون کی طرف سے گذرتے تو اونہین بھی سلام علیک کرتے اور اون سے مسرت آمیز باتین کرتے۔ جب سفر سے تشریف لاتے تو اہل بیت کے بچون سے بھی ملتے تھے اور بچون اور عیال پر نہایت ہی شفقت فرماتے تھے۔

جب کوئی اپنے چھوٹے بچہ کو حضور مین لاتا تو آپ چھوہارے کو چبا کے بچہ کے تالو سے ملتے تھے اور اوسکے لئے دعا کرتے تھے۔ اور اگر انصار کے گھر جاتے تو اونکے بچون سے بھی سلام علیک کرتے تھے اور اونکے سرون پر ہاتھ پھیرتے تھے۔

اہل فضل مین سے جو لوگ خلیق ہوتے اونکی عزت آپ بہت ہی کرتے تھے۔ اپنے ذی رحمونکا اکرام کرتے اور اونکے ساتھ صلہ رحمی کرنے مین اونسی افضل آدمی پر اونہین ترجیح نہین دیتے تھے۔ جو چاہتا آپ کا ہاتھ پکڑ کے جہان تک دل مین آتا لیجاتا تھا۔

آپ اگر نماز مین ہوتے اور کوئی شخص اوسی حالت مین آپ سے ملاقات کرنے آتا تو حضور نماز مین تخفیف کر دیتے تھے۔ اوسکے پاس بیٹھکے دریافت فرماتے کہ بھائی تمہاری کوئی حاجت تو نہین ہے اگر کوئی ضرورت ہوتی تو اوسکی حاجت روائی کرکے آپ پھر نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔

جو شخص حضور کے پاس آتا آپ اپنے نیچے کا بچھونا اوسے دیدیتے تھے اگر وہ انکار کرتا تو اصرار سے اوسے لینے پر مجبور کرتے یہان تک کہ وہ وسادۂ شریف پر بیٹھہ جاتا تھا۔

آنحضرت صلعم جناب امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو اپنی پشت مبارک پر بٹھاکے دونون ہاتھون اور دونون پیرون سے چلتے اور فرماتے تھے نِعْمَ الْجَمَلُ جَمَلُکُمَا وَنِعْمَ الْعِدْلَانِ اَنْتُمَا، یعنی تم دونون کا مرکب بھی اچھا اور اوسکے دونون سوار بھی بہت خوب ہین آپنے ان دونون صاحبزادون کے ساتھہ بارہا ایسا ہی کیا ہے کچھہ ایک دو دفعہ کی بات نہین۔

حضور صلعم ایک دفعہ جماعت کی نماز پڑہا رہے تھے حضرت امام حسن کھیلتے کھیلتے اودہر آنکلے بچہ تو تھے ہی نانا کو سجدے مین دیکھکے پشت مبارک پر جا بیٹھے۔ حضور سجدہ ہی مین رہگئے یہان تک کہ شہزادے صاحب خود بیٹھہ پرسے اوتر آئے اوسوقت آنحضرت صلعم نے سجدہ سے سر اوٹہایا اور نماز سے فارغ ہوکے اپنے لخت جگر کو خوب پیار کیا۔ اصحاب نے سجدہ مین دیر لگانیکا باعث دریافت کیا۔ ارشاد ہوا۔ میرے نورعین نے مجھے سواری بنالیا تھا اس لئے مین نے جلدی اوٹھنے کو مکروہ جانا۔ افسوس یہی وہ دونون شہزادے ہین جنکی ایسی بیحرمتی کی گئی جنکے نانا بزرگوار کو انتقال فرمائے ہوئے پوری پچاس برس بھی نہوئے تھے۔ آہ۔ اے دنیا تیری کس بات کا اعتبار کیا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی ہاشم کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ خصوصاً حضرت عباس

رضی اللہ عنہ کی بزرگی ایسی کرتے جیسے بیٹا اپنے باپ کا اجلال کرتا ہو۔ آپ نہایت درجہ کا لطف جناب عباس کی نسبت فرماتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے دس برس کامل حضور کی خدمت کی اس عرصہ مین حضور نے کبھی اُف تک مجھہ سے نہین کی۔ مین جو کام کرتا اوسکی نسبت کبھی آپنے مجھہ سے یہ نہین پوچھا کہ یہ تونے کیا کیا۔ جو کام میرے کرنے کا ہوتا اگر اوسے مین نہ کرتا تو کبھی آپ نہ پوچھتے کہ تونے یہ کام کیون نکیا۔ آٹھہ برس کی عمر مین خدمت اختیار کی اور اٹھارہ برس کی عمر تک خدمتگار رہا آپ نے چھوٹون کو بھی مجھے ملامت نہ کی۔ اگر گھر والون مین سے کوئی مجھپر خفا ہوتا تو آپ اوس سے فرماتے کہ اسے چھوڑو وکیون تم نے اسکا پیچھا لیا ہے۔ ایکدن انحضرت صلعم نے مجھے کسی کام کو بھیجا مین لڑکا تو تہا ہی ظاہر مین جواب دیدیا کہ مین تو نہین جاتا۔ اور اوسی کام کا ارادہ کرکے گھر سے نکلا۔ راستہ مین لڑکے کھیل رہے تھے مین بھی اونہین مین شامل ہوگیا۔ جب بہت دیر ہوئی تو حضور خود مجھے ڈہونڈہنے نکلے اور اچانک میری گردن آکے پکڑلی۔ مین نے جو حضور کی طرف دیکھا تو آپ نے تبسم فرماکے مجھہ سے پوچھا کہ انس جس کام کے لیے مین نے تمکو بھیجا تہا وہان بھی گئے یا نہین۔ مین نے عرض کی کہ حضور اب جاتا ہون۔ حضرت انس فرماتے ہین کہ ایکدن حضور بہت موٹے کنارون کی نجرانی چادر اوڑہے ہوی کہین جارہے تھے مین بھی آپکے ہمراہ تہا۔ راستہ مین ایک اعرابی نے چادر پکڑکے آپکو ایسا گھسیٹا کہ آپ اوسکے سینہ تک کھنچتے ہوے چلے گئے اور چادر کے موٹے کنارون کے نشان حضور کے گلے اور کندہون پر پڑ گئے۔ پھر وہ اعرابی بولا اے محمد اللہ تعالے کا جو مال تمہارے پاس ہے اوس مین سے تم مجھکو کیون نہین دیتے حضور نے اوس اعرابی کیطرف دیکھکے تبسم فرمایا اور اوسے بہت کچھہ دیا۔

جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ آپ کے منہ سے کبھی کوئی فحش لفظ کسی نے نہین سنا۔ بازارین چلا کے کبھی آپ نے بات نہین کی۔ برائی کے بدلے مین برائی نہین کرتے بلکہ اوس سے درگذر کرکے عفو سے کام لیتے تھے۔ اور جو شخص آپ سے معذرت کرتا آپ فوراً اوسکی معذرت کو قبول کر لیتے تھے۔ جو کوئی آپکو ایذا دیتا یا آپ پر جفا و ظلم کرتا آپ اوس سے چشم پوشی فرماتے تھے اور کہتے کہ خدا موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے جنہین مجہہ سے زیادہ تکلیف دی گئی ہے اور اونہون نے صبر کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مباح کہیل سے منع نہین فرماتے تھے اور اوسے دیکھتے تہے۔ تکلیف دینے والے آپ پر آوازے کستے تہے مگر آپ تحمل فرماتے اور مواخذہ نہین کرتے تہے۔ اگر آپ سے کہا جاتا کہ کسیکے حق مین بددعا کیجیے تو آپ دعا کرتے۔ دعاء بد آپنے کسی کے لئے کبھی نہین کی۔ حضور نے اپنے ہاتھہ سے کبھی کسی کو نہین مارا البتہ میدان جنگ مین تو مجبوری تہی۔

حضرت انس فرماتے ہین کہ بڑا غصہ آپکا یہ تہا کہ جب کسی خادم پر بہت ہی خفا ہوتے تو یہ فرماتے کہ اگر مجھے قیامت کے بدلے کا ڈر نہوتا تو اس مسواک سے تجھے خوب ہی مارتا۔ جب اُحد مین آپکے سامنے کے دانت شہید ہوے اور چہرہ مبارک زخمی ہوا۔ تو اصحاب پر یہ بات نہایت شاق گذری اونہون نے التماس کی کہ کفار کے حق مین بددعا کیجیے۔ ارشاد ہوا کہ مین بددعا کرنے کے لیے مبعوث نہین ہوا ہون بلکہ رحمت کے ساتھہ بہیجا گیا ہون۔ حق کی طرف بلانا میرا کام ہے نہ کہ بددعا کرنا۔ پہر ہاتھہ اوٹہا کے یون دعا کی اَللّٰھُمَّ اِھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ“ اے میرے اللہ میری قوم کو ہدایت کر وہ مجھکو پہچانتے نہین۔

آنحضرت صلعم اپنے نفس کے لیے کسی پر غضبناک نہین ہوتے نہ اپنے نفس کیواسطے کسی سے انتقام لیتے تھے مگر جب محارم الٰہی کی ہتک کی جاتی تو آپ کے غصہ کو پہر کوئی نہین

روک سکتا تھا۔ امر حق مین آپ کے سامنے اپنا اور بیگانہ اور قوی وضعیف سب برابر تھے۔

آنحضرت صلعم نے ریا اور زیادہ باتین کرنا اور بیکار گفتگو بالکل چھوڑ دی تھی نہ کسی کی مذمت کرتے نہ کسی کے عیب کو ڈہونڈہتے تھے جس بات مین ثواب کی امید ہوتی اوسی مین کلام فرماتے تھے۔ جب آپ کلام کرتے ہوتے تو لوگ خاموش ہوکر سنتے تھے بیچ مین بولنے کی مجال کسی مین نہوتی اور جب آپ اپنی بات ختم کر چکتے تو اور لوگ کلام کرتے تھے۔ جو شخص آپ سے کلام کرتا ہوتا اوسکی بات پوری ہونے تک دوسرا نہین بول سکتا تہا۔ اگر کوئی مظلوم آپکے پاس آتا تو آپ اوسکی بات سننے کو اپنے کان اوسکی طرف لگادیتے تھے اور اصحاب دور ہٹ جاتے تھے۔

اصحاب کو آپکی یہ ہدایت تھی کہ طالب حاجت کی مدد دوڑ کے کیا کرو۔ اگر کوئی آپکی تعریف کرتا تو آپ پسند نہین فرماتے تھے۔ البتہ جو کچھ پانے کے لالچ سے تعریف کرلاتا تہا تو صلہ دینے کی غرض سے اوسے سُن لیتے تھے مگر اوس تعریف سے خوش نہین ہوتے۔ نہ خوشامد کو پسند کرتے تھے۔ آپ نے کبھی کسی کی بات کو قطع نہین کیا البتہ اگر بات کرنیوالا ہی اجازت دیدیتا تو آپ بول اوٹھتے تھے یا کھڑے ہوجاتے تھے۔

ایکدفعہ سونے چاندی کا ایک ہار کہین سے آگیا۔ آپ نے اوسی وقت اوسے تقسیم کردیا۔ ایک اعرابی بول اوٹھا کہ آپ عدل نہین کرتے یہ تقسیم آپکی مساوات کے ساتھہ نہین ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تیرا بھلا کرے میرے بعد تیرے ساتھہ کون عدل کریگا۔ وہ یہ سنکر چلدیا آپ نے اوسکے پیچھے ہی آدمی بھیجے کہ اوسے نرمی سے سمجھا بوجھا کے لوٹا لاؤ۔

زید بن سعنہ یہودیون کے بڑے احبار مین سے تھے۔ وہ کہتے ہین کہ مین نے نبوت کی سب علامتین آنحضرت مین پائین مگر دو باتین آپ کے چہرۂ مبارک سے مجھے ظاہر نہین ہوئین ایک تو یہ کہ آپ کا حلم آپ کے جہل پر سبقت لیجائیگا۔ دوم یہ کہ دوسریکے جہل کی شدت آپکے

حلم کو زیادہ کریگی۔ مین نے آپکے حلم اور جہل کے امتحان کے لئے آپ سے میل پیدا کیا اور کچھ تمر مول لینے کا معاہدہ ہوا قیمت آپکو دیکے خرید کا ایکوقت مقرر کردیا۔ جب میعاد معینہ مین دو تین دن باقی رہگئے مین آپکے پاس پہونچا اور آپکی قمیص اور چادر کو چارون طرف سے پکڑ لیا اور مُنہ بناکے آپکی طرف گھورا اور کہا اے محمد تم میرا حق کیون نہین دیتے اے بنی مطلب تم معاملہ کو بڑی ڈھیل سے پورا کرتے ہو۔ عمر فاروق کو فوراً غصہ آگیا اور کہنے لگے اے مردود خاموش تو رسول اللہ سے ہمارے سامنے گستاخی کرتا ہے اگر مجھے آنحضرت کا خوف نہوتا تو ابہی تیرا سر تن سے جدا کردیتا۔

آنحضرت فاروق اعظم کی طرف دیکھکے مسکرائے۔ اور فرمایا عمر۔ اسوقت تمہارے غصہ کا موقع نہ تہا بلکہ تمہین تو یہ مناسب تہا کہ اوس سے کہتے بہائی انسانیت کے ساتہہ تقاضا کرو۔ اور مجھہ سے کہتے کہ اچھا حکم دو۔ خیر اب تمہین اسکا تقاضا بُرا لگا تو اسے لیجاؤ اور اسکا حق اسے دیدو۔ اور چونکہ تم نے اس پر غصہ کیا ہے اسکے بدلے مین بیس صاع اسے زیادہ دیدینا۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ویسا ہی کیا جیسا کہ آنحضرت نے فرمایا تہا۔ جب زید رضی اللہ عنہ تمر لیچکے تو فرمایا اشهدك انی قد رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا اے عمر مجھے تو یہ دیکھنا تہا کہ آنحضرت کا حلم آپ کے جہل پر غالب ہے یا نہین اور دوسرے کے جہل کی زیادتی آپ کے حلم کو بڑہا دیتی ہے یا نہین۔ سو مین نے اوسکا کامل امتحان کرلیا اب مین صدق دل سے مسلمان ہون

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ صبح کی نماز کے وقت تنعیم کے اسّی آدمی آنحضرت صلعم کو قتل کرنے آئے۔ لیکن وہ سب کے سب گرفتار ہو گئے۔ آپ نے اونہین چھوڑ دیا۔ اوسی وقت یہ آیت نازل ہوئی وھو الذی کف ایدیھم عنکم الخ۔

آنحضرت صلعم اُمی تھے نہ پڑہ سکتے تھے نہ لکھہ سکتے تھے اور نہ انسانون مین سے کوئی آپ کا اوستاد تہا۔

اہل بیت کے ساتھہ آنحضرت کا برتاؤ

جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے آپکو کمال ہی محبت تھی۔ اصحاب اور ازواج کیساتھہ آپ نہایت بے تکلف رہتے تھے اور اونکے ساتھہ نیک معاشرت رکھتے اور اونمین عام آدمیون کی طرح معلوم ہوتے تھے۔

آنحضرت صلعم کے پاس جب ہدیہ لایا جاتا تو آپ فرماتے کہ اسے فلان عورت کے پاس لیجاؤ جو حضرت خدیجہ کی دوست ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ مجھے کسی عورت پر کبھی ذرا سا رشک بھی نہین آیا مگر حضرت خدیجہ پر کیونکہ آنحضرت کے دل سے اونکا خیال اور اونکی عزت عمر بھر نہ مٹی۔ ہر بات مین اونکا ذکر کیا کرتے تھے۔ اگر آپ ایک بکری بھی ذبح کرتے تو اون سب عورتون کے پاس گوشت بھیجدیا کرتے تھے جو حضرت خدیجہ کی دوست تھین۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن نے ایک مرتبہ آپ کی خدمت مین حاضر ہونیکی اجازت طلب کی حضور خود اونکے پاس چلے گئے اور اونہین آنیکی تکلیف ندی۔ ایک عورت آپکے پاس آئی آپ بہت خوش ہوے اور خاطر کے ساتھہ اوس سے باتین کین جب وہ چلی گئی تو فرمایا کہ یہ خدیجہ کی ہنیلی اور بڑی ایمان والی ہے۔ قسطلانی نے لکہا ہے کہ آپ نے کبھی ازواج مطہرات کے ساتھہ سختی نہین کی۔ اونسے عذرخواہیان کرتے تھے۔ اگر کبھی اونکے ساتھہ انصاف کا موقع آتا تھا تو بلا تفاوت انصاف کرتے تھے۔ حاصل یہ ہے کہ جس نے آپکا برتاؤ ازواج مطہرات اور فقرا و یتامی و محتاج و مہمان و مساکین کے ساتھہ غور سے دیکھا ہے وہ آپکی نرم دلی اور انکساری کا قائل ہوگیا ہے۔ آپ احکام الٰہی اور حدود الٰہی اور حقوق خدا اور خدا کے دین مین تو البتہ سختی کرتے تھے۔ مگر اور سب باتون مین حد سے زیادہ نرمی برتتے تھے جتنی آدمی سے نہین ہو سکتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صدق وامانت

حضور بدطفلی ہی سے امانت دار اور صادق القول تھے۔ اللہ جل شانہ نے خود آپکے حق مین فرمایا ہے "مطاع ثم امین" مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قریش نبوت کے قبل بھی آپکو امین کہتے تھے۔ آپ نے بھی فرمایا ہے "قسم ہے خدا کی مین زمینون اور آسمانون مین امین ہون"

حدیث صحیح مین وارد ہے کہ ابوجہل نے آنحضرت سے کہا کہ ہم تمہین جھوٹا نہین جانتے تم ہمارے درمیان سچے ہو مگر ہم اوس چیز کی تکذیب کرتے ہین جو تم ہمارے پاس لاے ہو۔ اخنس بن شریق نے بدر کے دن ابوجہل سے پوچھا کہ اے ابوالحکم اسوقت ہم تم اکیلے ہین مجھے یہ بتادے کہ آنحضرت صادق ہین یا کاذب۔ ابوجہل نے جوابدیا۔ واللہ ان محمد الصادق محمد نے ہرگز کبھی جھوٹ نہین بولا۔ نضر بن حارث نے قریش سے کہا کہ آنحضرت صلعم کو تمنے بچہ سا دیکھا اور وہ بڑے ہے بھی تمہین مین ہوگئے۔ وہ تم سے زیادہ رضامند اور باتون مین سب سے زیادہ سچے اور امانت مین اعظم تھے۔ جب وہ تمہارے پاس اپنی نبوت لاے تو تم نے اپنی قساوت قلبی سے اونہین ساحر بتایا۔ واللہ وہ جادوگر نہین ہین۔ حضرت علی مرتضیٰ آپکو اَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً۔ فرماتے ہین یعنی آنحضرت صلعم مخلوق مین سب سے زیادہ سچ بولنے والے ہین۔

آپ کی حیا اور مزاح

آنحضرت صلعم کی حیا پردہ نشین باکرہ عورت سے زیادہ تھی جس چیز کو مکروہ سمجھتے اوسکی کراہت چہرۂ مبارک سے عیان ہوجاتی تھی۔ آپ شرم کے باعث کسی آدمی سے نگاہ نہین ملاتے تھے اگر مجبوراً کسی مکروہ بات کا ذکر کرنا پڑتا تو کنایتاً اوسکا بیان کرتے تھے۔ قضاے حاجت کے لیے بہت دور چلے جاتے تھے اور جب بیٹھتے تو کپڑون کو اتنا لٹکا دیتے تھے کہ زمین کے قریب ہوجاتے تھے

حمام وغیرہ مین نعلین پیرون مین اور سر ڈہکا ہوا رہتا تہا۔

آپ بیویون اور بچون اور اصحاب وغیرہ سے مزاح کیا کرتے تہے۔ خصوصاً بچون کے ساتھ حضور نے بہت خوش طبعی کی ہے۔ مگر اس حالت مین بہی آپ نے کبہی جہوٹ نہین بولا نہ کسی سے نگاہ ملا کے مزاح کیا۔

جناب انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آپ دل لگی سے مجہے "ذو الاذنین" یعنی دو کانون والا کہا کرتے تہے۔ میرے بہائی نے ایک سرخ چونچ والی چڑیا پالی تہی اوسکے ساتھ کہیلا کرتا تہا اتفاقاً وہ مر گئی۔ میرا بہائی اوسکے لئے بہت رویا۔ آنحضرت کے پاس جب وہ آتا تو آپ اوسے یہ کہکے چہیڑا کرتے تہے "یا ابا عمیر ما فعل النغیر" یعنی اے ابا عمیر تو نے اپنی چڑیا کا کیا کیا۔

ایک آدمی نے آپ سے سواری طلب کی۔ آپ نے فرمایا انی حاملك علی ولد ناقة یعنی مین اونٹنی کا بچہ تجہے سواری کے لئے دونگا۔ وہ کہنے لگا بچہ میرے کس کام آئیگا۔ ارشاد ہوا کہ اونٹ اونٹنی کا ہی تو بچہ ہوتا ہے۔

ایک آدمی زہیر نام اہل ... سے آپکے پاس ہدیہ بہت بہیجا کرتا تہا آپکو بہی اوس سے زیادہ محبت تہی ... وہ مدینہ مین آپ سے ملنے آتا تو رخصت کے وقت آپ بہی اوسے بہت کچہہ دیتے اور مزاحاً اوسکے خوش کرنے کو فرماتے انا زهيرا بادیتنا ونحن حاضرته بیشک زہیر ہمارا جنگلی ہے اور ہم اوسکے شہری ہین۔ بادی شخص غایب کو بہی کہتے ہین پس اس کلام مین حاضر اور غائب نے ایک بڑا لطف دیا ہے اسی لئے آپ اوس سے یہ کہا کرتے تہے

ایک دن زہیر مدینہ کے بازار مین کچہہ خرید رہا تہا۔ حضور کا گذر بہی اوس طرف ہو گیا۔ آپنے پیچہے سے اوسے اپنی بغل مین پکڑ لیا۔ زہیر بولا کون ہے مجہے چہوڑ۔ آنحضرت نے فرمایا

اس عبد کو ہم بیچتے ہین کون مول لیگا - اوسوقت زہیر پہچان گیا اور اپنی پشت کو خوب ہی حضور کے سینہ سے چپٹا کے بولا کہ یہ غلام کھوٹا ہے اسے کون مول لیگا - حضرت نے فرمایا کہ یہ کیون کھوٹا ہونے لگا اسکی قیمت کوئی مجھہ سے تو پوچھے - حالانکہ زہیر ایک بہت کم رو اور بدصورت آدمی تہا -

جدا ہون یار سے ہم اور نہون رقیب جدا	ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

زید بن اسلم نے روایت کی کہ ایک شخص گھی اور شہد بطور ہدیہ کے حضور کے پاس لاتا اور جب گھی و شہد کا مالک اوس سے دامون کا تقاضا کرتا تو اوس سے کہدیتا کہ جا آنحضرت سے جا کے قیمت لیلے - وہ آپکے پاس آتا - آپ ہنس کے اوسے دام دیدیتے اور اوس سے پوچھتے کہ تم تو میرے پاس ہدیہ لائے تھے - وہ کہدیتا کہ حضرت میرے پاس بہلا گھی اور شہد کہان - غرضکہ وہ شخص مدینہ کی کوئی چیز ایسی نہ تھی جو خرید نہ لاتا ہو - اور آنحضرت سے اوسکی قیمت نہ دلواتا ہو - آپ بھی ہنسی خوشی سے دیتے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ یہ اپنے کہانے کیواسطے ایسا کرتا ہے آنحضرت ہدیہ کی چیز کے کہانے مین لانے والے کو بھی شامل کرلیا کرتے تہے -

حضرت امام حسن نے فرمایا ہے کہ ایک بڑہیا آپ کے پاس آئی اور اوس نے التماس کی کہ حضور میرے جنتی ہونے کے لئے دعا کرین - آپ نے جوابدیا - جا - جنت مین کوئی بڑہیا نہ جاسکیگی - وہ سنکر روتی ہوئی چلی گئی - آپ نے پیچھے سے ایک آدمی اوسکے پاس روانہ کیا اور کہا اوسے جا کر خبر کردو کہ تو بڑہاپے کی حالت مین بہشت مین نہ بہیجی جائیگی بلکہ جوان بنکے وہان داخل ہوگی - بڑہیا یہ سنکے خوش ہوگئی اور دعائین دینے لگی -

حضور کی تواضع اور نشست وغیرہ کے بیان مین

آپ کی تواضع حد سے زیادہ بڑہی ہوئی تھی - اور بلا تکبر سکوت کرنے مین سب سے زیادہ تھے - کلام آپکا نہایت بلیغ بغیر طول کے ہوتا تہا - شگفتہ روئی انتہا کو پہونچی ہوئی تھی -

دنیا کی کوئی مصیبت آپکو مضطر نہین کرتی تھی - آپ بے ذلت کے متواضع تھے - حضرت عمر بن الخطاب فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا "میری تعریف مین ایسا مبالغہ نہ کرنا کہ جیسا نصاری نے ابن مریم کی تعریف مین کیا ہے - مین خدا کا ایک بندہ ہون مجھے عبداللہ اور خدا کا رسول کہا کرو" آنحضرت نے اپنے پاس سے آدمیون کو کبھی نہین ہٹایا - آدمی بھی آپکو چھوڑ کے جانا نہین چاہتے تھے ہر وقت آپکو گھیرے ہی رہتے تھے - جو آپکے پاس آتا خواہ آزاد ہو یا غلام یا لونڈی یا مسکین آپ اوسکی حاجت روائی کیواسطے فوراً اوسکے ساتھ اوٹھ کھڑے ہوتے تھے - لونڈی اور مسکین کی بات قبول کرنے سے کبھی آپنے تکبر نہین کیا - جب تک محتاج اور مسکین اور غلام کی حاجت پوری نہین کر لیتے تھے اونکے ساتھ رہنے مین آپکو عار نہوتا تھا - ذکر کی کثرت سے بیکار باتین آپ کم کرتے تھے - نماز مین دیر تک مشغول رہتے اور خطبہ مختصر پڑھتے تھے - مدینہ کی ایک لونڈی آپ کا ہاتھ پکڑ کے جہان چاہتی وہان لئے پھرتی تھی - ایک حاجتمند بڑھیا جہان چاہتی آپکو بٹھا لیتی تھی -

صبح کی نماز آدمیون کے ساتھ پڑھکے آپ لوگون کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے - اور دریافت فرماتے اگر تم مین کوئی بیمار ہو تو مین اوسکی عیادت کو موجود ہون - اگر لوگون نے جواب دیا کہ کوئی بیمار نہین ہے تو ارشاد ہوتا کہ کوئی جنازہ ہو تو اوسکے ساتھ چلون - جو کوئی جنازہ بھی نہوا تو فرماتے کہ کسے نے کوئی خواب دیکھا ہو تو میرے سامنے بیان کرے -

آنحضرت زمین ہی پر بیٹھتے اور زمین ہی پر کھانا کھاتے تھے اور باوجود متعدد خدمتگارون کے بکری کو خود ہی باندھتے تھے - اگر غلام آپکی دعوت کرتا تو اوسکے ہاتھ سے بغیر چھنے جو کے آٹے کی روٹی کھا کے بہت خوش ہوتے تھے - جن بیمار مساکین کی کوئی پرواہ نہین کرتا تھا اونکی خدمت آپ نے بہت کی ہے - غنی فقیر اور شریف سبکی دعوت بلا عذر قبول کر لیتے تھے - اور سبکو

حقیر نہین سمجھتے تھے - ولیمہ کی دعوتون کو پسند فرماتے تھے - جنازون پر خبر سنکر فوراً تشریف لیجاتے تھے - مسلمان ضعیفون کے پاس جاکے اونکی زیارت کرتے - اونکے بیمارون کی خدمت کرتے اور اونکے جنازون پر موجود ہوتے تھے -

حضرت انس نے روایت کی ہے کہ جسدن بنی قریظہ سے لڑائی ہوئی اوسدن حضور کی سواری مین ایک گدہا تہا جسکی لگام کھجور کے پوست کی رسی کی اور زین بھی کھجور کے پوست کا تہا - آپکی ایک زرہ ایک یہودی کے پاس رہن تھی آپ نے وفات پائی مگر بوجہ ناداری کے وہ چھوٹ نہ سکی - جب ملک فتح ہو کے آپ کے قبضہ اقتدار مین آگئے تھے اوسوقت آپکی یہ حالت تھی کہ پرانے کجاوہ پر بیٹھکے آپنے حج کیا اور صرف چار درم کی ایک چادر اوڑھے ہوے تھے - آپنے دعا مانگی کہ یا اللہ اس حج کو قبول فرما اور اس حج مین ریا اور شہرت کا دخل نہونے دے - جو سواری حضور کو ملجاتی تھی اوسی پر سوار ہو جاتے - خواہ وہ اونٹ ہو یا گھوڑا یا خچر یا گدہا - اور جو کچھ نہ ملتا تو پیادہ برہنہ پا بغیر چادر اوڑھے ہوے بھی چلے جاتے - اور اسی حالت مین دور دور رہنے والے بیمارون کی عیادت کرتے تھے - ضرورت کیوقت گدہے کی ننگی پیٹھہ پر بھی سوار ہو جاتے تھے - زین اور بلا زین کے گھوڑے کو دوڑاتے ہوے چلے جاتے - عیدگاہ کو پیادہ جاتے اور پیادہ ہی آتے تھے - غلام یا کوئی اور آدمی ساتھہ ہوتا تو اوسے پیدل نہین دوڑاتے اپنے پیچھے بٹھا لیتے تھے - بارہا ایسا دیکھا گیا کہ بیچمین آپ ہین اور ایک آدمی آپ کے آگے بیٹھا ہے اور ایک پیچھے جب آپ مکہ معظمہ مین داخل ہوے تو بنی عبدالمطلب کے لڑکے حضور کے استقبال کو آے - آپنے ایک لڑکے کو اپنے آگے بٹھا لیا اور ایک کو پیچھے -

طبری نے لکھا ہے کہ ایک دن سفر مین آپنے اصحاب کو بکری ذبح کرنے اور پکانیکا حکم دیا -

ایک صاحب نے عرض کی یا رسول اللہ اسکا ذبح کرنا میرے ذمہ ہے - دوسرے نے التماس کی کہ بنانا اور صاف کرنا اوسکا میرے سر ہے - تیسرے صاحب بول اوٹھے کہ پکا مین لونگا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اینڈہن جنگل سے مین چن لاؤنگا - اصحاب نے گذارش کی حضور کی خدمتگذاری کے لئے ہم کافی ہین - آپ کیون تکلیف کرین - ارشاد ہوا - مجھے خبر ہے اور خوب جانتا ہون تم لوگون کی میرے اوپر بڑی عنایت ہے مگر مجھے یہ منظور نہین کہ تم مین بیٹھکر مشیخت مآب بن جاؤن تاکہ دیکھنے والے سمجھین یہ انمین سب سے بڑے ہین - اللہ تعالے کو یہ بات نہایت ناپسند ہے کہ آدمی اپنے دوستون مین بیٹھکے اپنے کو بڑا دکھاوے -

ابی قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ نجاشی کا قاصد حضور کے پاس آیا - آپ اوسکی تعظیم کے لئے اوٹھہ کھڑے ہوے - اصحاب نے عرض کی ان لوگون کی خدمت کیواسطے ہم کافی ہین - ارشاد ہوا کہ جب نجاشی نے میرے اصحاب کی تعظیم و تکریم کی تھی پہر مین اوسکے لوگون کی خاطر کیون نہ کرون -

ابوطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک عورت آپکے پاس آئی - آپنے اوڑہنے کی چادر اوسکے نیچے بچھا دی اور بڑی عزت سے اوسے بٹھلایا - وہ عورت آپکی رضاعی ماں تھی -

ابن عمر وابن السائب نے روایت کی ہے کہ حضور کے رضاعی باپ تشریف لاے - آپنے اپنا کپڑا اونکے بیٹھنے کے لئے بچھا دیا وہ بیٹھے ہی تھے کہ رضاعی ماں بھی رونق افروز ہوئین - حضور نے دوسرا کپڑا اونکے واسطے بچھا دیا - اتنے مین رضاعی بہائی بھی آگئے اب کوئی کپڑا نہ تھا آپنے اونکو اپنے آگے گود ہی مین لیلیا -

سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوۃ نے ابولہب کی لونڈی ثویبہ کا بھی دودھ پیا تھا جب تک ثویبہ زندہ رہین آپ نقد و جنس اور کھانا کپڑا اونکو دیتے رہے جب اونکا انتقال ہوا تو آپنے

دریافت فرمایاکہ اونکا کوئی رشتہ دار بھی ہے یا نہین مگر افسوس اونکا کوئی عزیز بھی باقی نہ تہا۔

آنحضرت کسی مسلمان سائل کو اپنے پاس سے خالی نہین جانے دیتے اور ہر طور سے مدد فرماتے تہے۔ اپنے غلام لونڈیون کو اپنے برابر رکہتے۔ اونکے ساتہہ کہانا کہاتے۔ فقیرون کے پاس گہُل ملکے بیٹھے رہتے اور اونکے کپڑون کی جوئین دیکہہ دیتے تہے۔ اپنے کپڑے اور جوتے آپ سی لیتے۔ اور گہر مین سب اپنا کام خود کرتے تہے۔ مکان مین جہاڑو دیتے اور خادمون کی مدد کرتے تہے۔ پیوند لگے ہوے کپڑے پہنتے اور فرماتے جو میری سنت سے بیزار ہوگا وہ میرا نہین ہے۔ اپنے اونٹ کو خود باندہتے اور چارہ ڈالتے اور خادم کے سامنے بیٹھکے آٹا گوندہتے اور بازار سے سودا سلف لایا کرتے تہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے ایکدن بازار مین جاکے سراویل خریدا۔ مین حضور کے ساتہہ تہا۔ مین نے چاہا کہ اوٹہا کے آپ کے ساتہہ ہولون حضور نے مجہے ہاتہہ بھی نہ لگانے دیا اور فرمایا کہ یہ کام جیز کے مالک کا ہے مین تمہین اپنے سے حقیر کیون سمجہون۔ غرضکہ خود ہی اوٹہا کے گہر تک لے پہونچے۔

حضرت انس نے فرمایا ہے کہ اصحاب رسول اللہ کے عاشق زار تہے جسوقت حضور کو دیکہتے تعظیم کے لئے اوٹہنا چاہتے مگر اس لئے نہین اوٹہتے تہے کہ آنحضرت کو خود یہ بات نہایت ہی ناپسند تہی۔

خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اس سادگی پر حضور کی یہ توقیر تہی کہ کوئی شے آپکی طرف ہو کر نہین گذرتی تہی۔ آپکی مجلس حلم و حیا و امانت و صیانت و صبر و وقار کا مرقع ہوتی تہی۔ اوسمین کبھی کسی کی آواز بلند نہ سنی عورتون کا ذکر برے خیال سے کسی وقت نہوا۔ اوس صحبت مین تقوی کے ساتہہ لوگ باہم عطوفت کرتے۔ بزرگون کی عزت اور چہوٹون پر

شفقت کی جاتی تھی۔ مسافر آکے پہچان نہین سکتا تہا کہ رسول اللہ ان مین کون سے ہین اور اصحاب کون ہین مجبوراً اوسے دریافت کرنا پڑتا تہا کہ اپنے سردار کو بتاؤ۔ آخرکار اجنبی آدمیون کی تکلیف رفع کرنے کے لئے ایک چھوٹا سا چبوترہ بنایا گیا اور اصحاب نے بڑے اصرار سے آپکو اوس پر بیٹھنے کو راضی کیا۔ پہر جو آتا وہ سیدہا حضور کی خدمت مین چلا آتا اوسے دریافت کرنے کی دقت نہ ہوتی تھی۔

انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ایک آدمی کو لوگ آپکے پاس لائے۔ وہ شخص آپکی ہیبت سے کانپنے لگا۔ آپنے اوسکی یہ حالت دیکھکے فرمایا کہ تو ڈرتا کیون ہے مین بادشاہ نہین ہون۔ قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہون جو خشک گوشت کہایا کرتی تھی۔ بتا تیری حاجت کیا ہے اوس نے اپنا مطلب بیان کیا حضور نے اوسکی حاجت روائی کی اور کہڑے ہوکر فرمایا اُے لوگو تحقیق میرے پاس اس مضمون کی وحی آئی ہے کہ تم لوگ تواضع کرو اور کوئی شخص کسی پر فوقیت نہ ڈہونڈہے نہ کسی دوسرے کے سامنے فخر کرے تم سب خدا کے بندے ہو باہم بہائی بہائی بن جاؤ۔

آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مجلس سے سبحانک اللّٰھم وبحمدک لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک کہکے اوٹھیگا تو جو گناہ اوس مجلس مین اوس سے ہوا ہوگا بخشا جائیگا۔

ابی بکرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ آنحضرت نے اللہ کا شریک ٹہیرانے۔ ماں باپ سے عقوق حاصل کرنے۔ جہوٹی گواہی دینے۔ اور قول زور کو اکبر کبائر بتایا ہے۔

رسول اللہ صلعم کا کرم اور شجاعت

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سائل سے انکار نہین کیا جو جس نے مانگا ہے وہی اوسکو دیا ہے اگر آپ کے پاس دیتے دیتے

کچھ نہ رہتا تو آیندہ کا وعدہ کر دیتے تھے۔ سالانہ قوت جب آپکے پاس آتا یا مال غنیمت کی خمس مین سے قرضہ سمجھکے اوسے ادا کرتے تھے اور جو کچھ آتا وہ ادہر آیا اور ادوہر گیا۔ ماہ رمضان مین یکم سے آخر مہینہ تک بہت خیر خیرات کرتے۔ آخر ماہ رمضان مین حضرت جبریل آپ کے پاس آکے قرآن کا دور کیا کرتے تے۔ اوس زمانہ مین آپ خیر کے باب مین آندہی ہو جاتے تھے۔

حضرت فاروق اعظم فرماتے ہین کہ ایک آدمی حضور کے پاس آیا اور اوس نے کچھ مانگا اوس وقت آپکے پاس کچھ نہ تہا۔ ارشاد ہوا مین نہایت افسوس کرتا ہون کہ میرے پاس تیرے دینے کے لئے کچھ نہین ہے تو یہان آیا کر جسوقت میرے پاس کچھ آگیا پہلے مین تجھے دونگا۔ وہ شخص یہ سنکر چلا گیا۔ مین نے حضور سے التماس کی یا رسول اللہ آپکو مانگنے والے بہت تنگ کرتے ہین اور آپ کے پاس جب کچھ نہین ہوتا تو حضور تہوڑے تہوڑے ہو جاتے ہین اور خانہ زادون کو برا معلوم ہوتا ہے آپکو اللہ تعالےٰ نے اوس بات کی تکلیف نہین دی جو آپکی قدرت سے باہر ہے۔ آنحضرت نے میری اس بات کو ناپسند کیا۔ اتنے مین ایک انصاری بول اوٹہا کہ نہین حضور آپ خوب داد و دہش کرین اور کسی سے بالکل خوف نہ کرین خدا دیگا۔ انصاری کی یہ بات سنکر آپ کے چہرہ پر کمال بشاشت آگئی اور تبسم فرمایا پہر فرمانے لگے کہ مجھکو یہی حکم ہے کہ جو مانگے اوسے دون اور کسی سے انکار نہ کرون۔ آپ کے پاس جو مال اخیر دن مین آتا اوسے دوسرے دن قیلولہ کیوقت تک ٹہیرنے نہین دیتے اور جو صبح آتا تو رات تک باقی نہ رہتا تہا فوراً مستحقون اور محتاجون کو بانٹ دیا جاتا۔ اگر تقسیم کے بعد کوئی چیز باقی رہگئی اور اوسکے لینے کو کوئی نہ ملا تو آپکو رات بہر چین نہ پڑتا تہا۔

حضور صلعم کے پاس آکے ایک شخص نے سوال کیا۔ آپ نے اوسکو اتنی بکریان مرحمت فرمائین جو دو پہاڑون کے درمیان مثل ایک دیوار کے معلوم ہوتی تہین۔ جب وہ مرد اپنی قوم مین

پہونچا تو کہا تم سب لوگ مسلمان ہو جاؤ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسلئے پڑے دینے والے ہیں کہ اونکی فرمانبرداری مین تم کا خوف پاس بھی نہین پہنچتا۔ ورقہ بن نوفل نے آپکی نسبت کہا ہے کہ محمد دوسرون کے لئے تکلیف اوٹھاتے ہین۔ خود دون کو آرام سے رکھتے ہین اور جو چیز آپکے پاس نہین ہوتی اوسے دوسرون کے واسطے بہم پہونچاتے ہین۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپکو بشارت ہو خدا کی قسم اللہ تمہین کبھی ذلیل نکریگا کیونکہ آپ صلۂ رحم فرماتے ہین۔ جو چیز جو نہین اوسکے کسب کرنے مین آپ محنت کرتے ہین آپنے مہمان کی ضیافت اور خاطرداری کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اور جس آدمی کو امر حق کے اختیار کرنے سے تکلیف ہوتی ہے اوسکی آپ مدد کرتے ہین۔ مروی ہے کہ حضرت صلعم نے جناب عباس کو ایک دفعہ اتنا سونا دیا کہ وہ اوٹھا نہ سکے۔

ایکبار آپکے پاس نوے ہزار درم آئے۔ وہ ایک بوریہ پر ڈھیر کر دئے گئے۔ آپ نے کھڑے کھڑے اونکو تقسیم کر دیا اور کسی سائل کو رد نہین کیا۔ اوسی شام کو آپکے گھر مین فاقہ تھا۔

حنین کے سفر سے جب آپ واپس آئے تو اعراب نے آکے آپکو چارون طرف سے گھیر لیا اور سوال کر کے حضور کو یہان تک تنگ کیا کہ آپ دبتے دبتے ایک درخت سے چپٹ گئے اور لوگ آپکی چادر اوتار لے گئے۔ ارشاد ہوا۔ لوگو۔ میری چادر دیدو اگر میرے پاس ان ببولون کے کانٹون کی تعداد کے برابر اونٹ ہوتے تو بھی سب کے سب تمہین دیدیتا ہرگز دریغ نکرتا پھر تم مجھکو نہ بخیل پاتے نہ بزدل۔ اس سے پہلے یوم حنین کو آپ پانچ لاکھ درہم کی دادودہش کر چکے تھے۔

آپ کے پاس چادر نہ تھی ایک عورت چادر لا کے حضور کو اوڑھا گئی۔ تھوڑی دیر نہین گذرنے پائی تھی کہ ایک صحابی آئے اور کہنے لگے کہ حضور یہ چادر تو بہت اچھی معلوم ہوتی ہے

سے جچتا ہے پھر حضور نے فوراً انہیں دیدی اور خود جیسے تھے ویسے ہی رہ گئے۔ یہ حدیث امام بخاری کی ہے

جناب علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن ہم آنحضرت کے پاس آ آ کے چھپتے تھے لیکن آپ حالانکہ دشمنوں کی زد پر دار تک پاس آ گئے تھے وہاں سے ایک بالشت بھی نہیں ہٹے۔ اکثر حضور کی شجاعت معتبر صحیح ہوتی تھی جب میدان جنگ میں طرفین باہم گتھم گتھا ہوتے اس وقت آپ سے زیادہ کوئی نہیں دیکھا گیا۔ جب آدمیوں کو جنگ کا حکم دیتے تھے آپ پہلے خود مستعد ہو جاتے تھے۔

عمرو ابن حصین نے روایت کی ہے کہ لڑائی میں پہلے آپ لشکر مخالف پر حملہ کیا کرتے تھے۔ اصحاب کہا کرتے تھے کہ آپ بڑی جرات والے تھے۔ ایک بار مشرکوں نے حضور کو گھیر لیا۔ آپ خچر پر سے اوتر پڑے۔ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب فرماتے تھے اور کفار پر حملہ کرتے تھے اوس دن آپ سے زیادہ کوئی شجاع نہیں دیکھا گیا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رات کو ایک جانب سے ایسی ہولناک آواز آئی کہ تمام اہل مدینہ سوتے سے جاگ اوٹھے سب چونک پڑے بچے ڈر کے مارے سہم گئے سب آدمی گھروں سے نکل نکل کے اس آواز کی طرف چلے تھوڑی دور گئے تھے کہ دیکھتے ہیں تو حضور ہمارے آگے بے تحاشا دوڑے چلے آتے ہیں ابو طلحہ کا گھوڑا رانوں کے نیچے ہے زین کسنے کی بھی نوبت نہیں آئی تھی یونہی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اور تلوار آپ کے گلے سے لٹک رہی تھی۔ جب آپ پہنچے تو لوگ مضطرب الحال آپ کے پیچھے آتے دیکھا تو ٹھیر کے سب کو تسکین دی اور فرمایا کہ دوستو کوئی خوف کی بات نہیں میں نے تو یہاں کچھ بھی نہیں دیکھا۔ آخر لوگ ڈھونڈ ڈھانڈ کے چلے آئے۔ واپس تشریف لا کے حضور نے فرمایا کہ یہ گھوڑا بحر ہے یہ گھوڑا دوڑ

مین کوئی گھوڑا اوسکا مقابلہ نہ کرسکا۔

نبی صلعم کی نماز اور روزہ

حضرت انس نے فرمایا ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ قسم ہے خدا کی جسکے قبضہ مین میری جان ہے جو چیز مین نے دیکھی ہے اگر تم لوگ اوسے دیکھہ لیتے تو بہت روتے اور تھوڑا ہنستے۔ اصحاب نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ایسے کیا چیز آپ نے دیکھی ہے۔ ارشاد ہوا کہ مین نے جنت اور دوزخ کو دیکھا ہے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مین تم لوگون سے زیادہ عالم اور خوف رکھنے والا ہون اور محض اللہ تعالے کیواسطے تم لوگون سے زیادہ تقوی رکھتا ہون یہ حدیثین صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی ہین۔

مغیرہ بن شعبہ اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے نماز کو اسقدر طول دیا کہ آپکے مبارک قدمون پر ورم آگیا۔ لوگون نے التماس کی کہ حضور ایسی تکلیف کیون اوٹھاتے ہین آپکے پاس گناہ کا کیا کام آپ تو معصوم ہین۔ ارشاد ہوا مین ایک بندہ ہون کیا شکر گذاری بھی چھوڑ دون؟

آنحضرت نے فرمایا ہے سبحانک ما عبدناک حق عبادتک لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک یعنی تو پاک ہے ہمنے تیری ویسی عبادت نہین کی جیسا کہ تیری عبادت کا حق ہے اور جیسی تو نے اپنی ثنا کی ہے ویسی ثنا ہمارے احاطۂ قدرت سے باہر ہے

حذیفہ بن یمان سے شعبہ نے کہا کہ مین نے ایک رات کو آنحضرت کے ساتھہ نماز پڑھی۔ آپنے اللہ اکبر و الملکوت والجبروت والکبریاء والعظمۃ کہکے نماز شروع کی۔ رکوع مین آپنے سبحان ربی العظیم سبحان ربی العظیم کہا قیام مین آپ لربی الحمد لربی الحمد کہتے تھے۔ سجدہ مین۔ سبحان ربی الاعلی سبحان ربی الاعلی فرماتے تھے۔ آپکے رکوع و سجود اور دونون سجدون کے درمیان دیر قیام کے برابر لگتی تھی۔ دونون سجدون کے درمیان آپ رب اغفرلی رب اغفرلی

فرماتے تھے - چار رکعتین حضور نے پڑہین - اول رکعت مین سورۂ بقر - دوسری مین سورۂ آل عمران - تیسری مین سورۂ نساء - چوتھی مین سورۂ مائدہ یا سورۂ انعام پڑہی -

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ ایک شب حضور نے قیام مین قرآن کی ایک ہی آیت پڑہی - اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہ ایک رات مین نے آنحضرت کے ساتھہ نماز پڑہی آپ اتنی دیر تک کہڑے رہے کہ مین تہک گیا اور ارادہ کیا کہ آپکو چہوڑ کر بیٹھہ جاؤن -

حضرت حفصہ نے فرمایا ہے کہ نماز نفل آپ بیٹھکے پڑہتے تہے اور اوسمین چہوٹی سے چہوٹی سورۃ کو بھی ایسے ٹھیراؤ اور ترتیل سے پڑہتے تھے کہ بڑی سے بڑی سورۃ سے بھی بڑی ہوجاتی تھی -

حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ وفات کیوقت تک آپ بیٹھکے نماز پڑہتے رہے مگر فرض نماز کو اوس حالت مین بھی کہڑے ہوکے پڑہتے تھے -

حضرت انس کا قول ہے کہ آنحضرت جماعت کی نماز مین سب آدمیون سے زیادہ تخفیف کرتے تہے اور جب تنہا نماز پڑہتے تو نہایت طول کے ساتھہ ادا کرتے تہے -

آنحضرت نے عبداللہ بن سعید سے فرمایا کہ نماز فرض مسجد مین پڑہنا اچھا ہے دوسری نمازین گھر پر پڑہنا بہتر ہین تاکہ مکان اور اہل بیت کو برکت حاصل ہو - حذیفہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم کو جسوقت کسی قسم کا رنج ہوتا تو نماز پڑہنے لگتے تہے -

حضرت ام سلمہ نے فرمایا ہے کہ آپ شعبان اور رمضان مین دو مہینے متواتر روزے رکہتے تہے - عبداللہ ابن مسعود نے کہا ہے کہ آپ ہر ماہ کے غرہ سے تین دن تک برابر روزہ رکہتے تہے اور بہت کم ایسا اتفاق ہوا ہو کہ آپنے جمعہ کے دن روزہ نہ رکہا ہو - حضرت عایشہ نے روایت کی ہے کہ

آپ دوشنبہ اور پنجشنبہ کے روزہ کی جستجو میں رہتے تھے ۔ حضرت ابوہریرہ نے ان دونوں دن روزہ رکھنے کی وجہ پوچھی تو حضور نے فرمایا کہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو مخلوق کے اعمال خداوند تعالے جل شانہ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں پس میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ میرے اعمال پیش کئے جائیں اور میں روزہ دار ہوں ۔ اے ابوہریرہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو ہر مسلمان کی بخشش کی جاتی ہے ۔ مگر ان دو شخصوں کی مغفرت نہیں ہوتی جنہوں نے باہم جدائی اور دشمنی اختیار کی ہو ۔ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ انکے اعمال کو میرے سامنے سے ہٹاؤ ۔ اے بھائی مسلمانو ! دوڑو اور مان جاؤ کہ تمہارا کل کا گناہ بخشا ہوجانا بڑی بات ہے تم اس دن میں آؤ تو کو اب سے ملو ۔ نیک باتیں اور کچھ بھی عجیب نعمت ہیں ۔ اگر اسپر بھی تمکو اپنا ورگا دیدنا پسند ہے تو خیر تمہاری مرضی ۔

قمری مہینہ کی تیرہویں چودہویں اور پندرہویں تاریخوں کو ایام بیض کہتے ہیں کیونکہ ان تاریخوں میں رات بھر چاندنی رہتی ہے ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم ایام بیض کے روزے چاہے سفر میں ہوں یا گھر پر کبھی نہیں چھوڑتے تھے ۔ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے اور دوسروں کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے ۔ حضرت حفصہ نے روایت کی ہے کہ حضور نے نویں ذی الحجہ کو بھی روزہ رکھا ہے ۔

حضرت انس نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم جب کسی قوم کے پاس روزہ افطار کرتے تھے تو انہیں یوں دعا دیتے کہ تمہارے پاس روزہ دار لوگ افطار کریں ۔ تمہارا کھانا ابرار کھائیں ۔ تمہارے اوپر ملائکہ نازل ہوں اور تم پر رحمت بھیجیں ۔ افطار کرنے کے بعد یہ فرماتے کہ تشنگی جاتی رہی اور رگیں تر ہوگئیں اگر اللہ تعالے نے چاہا تو اجر ثابت ہوگیا ۔

ابو صالح نے جناب عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ سے پوچھا کہ آنحضرت صلعم کے نزدیک

کونسا عمل دوست تر تہا - اونہون نے جواب دیا کہ وہ عمل جو جاری رہے تہوڑا ہو مگر ہمیشہ کیا جاوے -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت

عوف بن مالک نے روایت کی ہے کہ ایک رات مین آنحضرت نے مسواک کر کے وضو کیا اور نماز پڑہنے لگے - اور سورۂ بقر شروع کی جس آیت مین رحمت کا ذکر ہوتا اوسے پڑہکے ٹہیر جاتے اور دعا مانگتے جس آیت مین عذاب کا ذکر ہوتا اوسے پڑہکے ٹہیر جاتے اور اعوذ پڑہتے حذیفہ نے کہا ہے کہ حضور آیت خوف پڑہکے [illegible] جس آیت مین تسبیح باری جل شانہ کی تنزیہ ہے تو سبحان اللہ کہتے تہے - ابو لیلی نے کہا ہے کہ جب کسی آیت مین آتش دوزخ کا ذکر آیا تا تو اوسکے بعد ویل لاہل النار واعوذ باللہ من النار فرماتے تہے -

یعلی بن مملک نے حضرت ام سلمہ سے آنحضرت کی قرات کی کیفیت پوچہی - اونہون نے جواب دیا کہ آنحضرت کی قرات حرفاً حرفاً تفسیر کے ساتہ ہوتی تہی - انس نے کہا ہے کہ آنحضرت قرآن کو مد کے ساتہ پڑہتے تہے - ام سلمہ نے کہا ہے کہ حضور عبارت قرآنی کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے پڑہتے الحمد للہ رب العالمین پڑہتے تو توقف کرتے - پہر الرحمن الرحیم کہکے خاموش ہو جاتے - پہر مالک یوم الدین پڑہتے - اور آہستہ اور آواز دونون طرح سے قرات کرتے تہے -

حضرت ابوہریرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت جب الیس ذلک بقادر علی ان یحیی الموتی کو پڑہتے تو بلی فرماتے تہے ابن عباس نے روایت کی ہے کہ آنحضرت جب آیہ سبح اسم ربک الاعلی پڑہتے تو سبحان ربی الاعلی فرماتے تہے

حضرت عایشہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے کبہی تین دن سے کم مین قرآن ختم نہین کیا ختم کیوقت اپنے اہل کو جمع کر کے دعا فرماتے تہے -

احوالات مختلف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ کیے ہوے اور ناف بریدہ پیدا ہوے تھے۔ پیدائش کیوقت کسی طرح کی آلائش جسم پاک پر نہ تھی۔ آپ سوتے سے اوٹھکے بغیر وضو نماز پڑہ لیتے تھے

آنحضرت صلعم عاشورہ کے دن دودہ پینے والے بچون اور جناب فاطمہ کے شیرخوار بچون کو بلا لیتے تھے۔ اور لعاب دہن مبارک اونکے منہ مین ڈالدیتے تھے۔ اور اونکی ماؤن سے فرما دیتے کہ آج شام تک ان بچون کو دودہ نہ پلانا۔ دن بہر وہ بچے دودہ کی طرف رخ بھی نہین کرتے تھے نہ اونکو بہوک پیاس لگتی تھی۔

حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ جہوٹ سے حضور کو کمال نفرت تھی۔ اگر گھر والون مین سے کوئی جہوٹ بولتا تو آپ مدتون اوس سے بات بھی نہین کرتے تھے۔ یہان تک کہ وہ شخص جہوٹ سے توبہ کر لیتا تہا۔

آنحضرت مال غنیمت مین سے مجرد کو ایک حصہ اور عیالدار کو دو حصہ دیتے تھے۔ بیمار کی عیادت تین دن کے بعد فرماتے تھے۔ اگر دو آدمیون مین باہم دشمنی ہوتی تو دونون کی مہمانی کرتے تھے اکیلے ایک کو نہین بلاتے تھے۔ سبحان اللہ یہ کتنی بڑی صفائی قلب اور ملنساری اور دور اندیشی کی بات ہے جو ارسطو کو بھی نہ سوجھی ہوگی۔

آپ کی ہدایت تھی کہ آپسمین ایک دوسرے کو ہدیہ بہیجا کرو تاکہ باہم محبت بڑہے۔ سورۂ سبح اسم ربك الاعلیٰ سے آپکو بڑی محبت تھی۔ صدقہ دینے پر لوگون کو برانگیختہ کرتے تھے اور سوال کرنیکی ممانعت فرماتے تھے۔ حضور یہ مصرع بہت پڑہا کرتے تھے اشتدی ازمۃ تنفرجے یعنی اے سختی زیادہ شدید ہوجا آخر کو بعد شدت کے تجہے کشائش ہو ہی جائیگی۔ گھر کے کامون مین خود خرید و فروخت کر لیا کرتے تھے۔ آپ نے بکریان چرائی ہین اور

نوکری کی ہے - اور لوگون کی ضمانت بھی کر دیتے تھے - آپنے اپنی زمین کو وقف کر دیا تھا -
آنحضرت صلعم سفر مین سب سے پیچھے چلتے تھے - ضعیف لوگون کو اپنے ساتھ آہستہ
آہستہ چلاتے تھے - اور ناتوانون کیواسطے دعا فرماتے تھے - جب سفر سے واپس آتے
تو پہلے مسجد مین جاکے دو رکعتین پڑہتے پہر حضرت فاطمہ کے پاس جاتے اور اونکے بعد
ازواج مطہرات کے پاس تشریف لیجاتے تھے - لشکر کو رخصت کرتے وقت یون فرماتے
کہ تمہارے دین اور تمہاری امانت اور تمہارے مال کا خاتمہ اللہ تعالے کے سپرد کرتا ہون
سریہ یا جیش کو اول دن مین روانہ کرتے - اور اونکے سردار سے یہ کہدیتے کہ خطبہ چہوٹا پڑہنا
اور باتین کم کرنا - جب کسی غزوہ مین جانا ہوتا تو اس بات کو مخفی رکہتے کہ کہان جانا ہے اور
کیون جانا ہے -

رمضان کے مہینہ مین سب قیدیون کو چہوڑ دیتے تھے - کسی سائل کے سوال کو
اس ماہ مبارک مین ہرگز رد نہ کرتے تہے - مہینہ بہر برابر کسی بیوی کے پاس نہ جاتے تھے -
رمضان مین رنگ حضور کا متغیر ہو جاتا تہا - نماز مین زیادتی کرتے اور دعا مین نہایت عاجزی
فرماتے تھے - اور رنگ مثل شفق کے ہو جاتا تہا - اخیر عشرہ رمضان مین شب بیداری کرتے
اور گہر کے لوگون سے بھی جاگنے کو فرماتے تہے - عشرۂ اخیرہ مین اعتکاف بھی فرماتے تھے
اگر رمضان مین سفر کا اتفاق ہوتا تو آیندہ سال مین بیس دن اعتکاف کر لیتے تھے - حضور جمعہ
کی رات کو روشن اور دن کو نورانی کہا کرتے تھے - حضور کا اخیر کلام جو وفات کیوقت زبان مبارک
سے نکلا یہ تہا الصلوۃ الصلوۃ اتقوا اللہ فیما ملکت ایمانکم اسکے بعد کوئی بات نہ کی
یعنی نماز کو درستی کے ساتھ ادا کرنے مین مستعد رہو اور لونڈی غلامون کی خاطر خدا سے ڈرتے رہو
اگرچہ اسوقت تک ہم بہت سے اقوال اور افعال آنحضرت کے بیان کر چکے ہین - مگر

مورخون کی عادت ہے کہ جنکی سوانح عمری لکھنے بیٹھتے ہین اونکے اقوال الگ بھی لکھتے ہین
تاکہ اونکے ممدوح کی پوری عظمت ناظرین پر ہویدا ہو جاے اس لیے ہم بھی ایسا ہی کرتے ہین۔
چونکہ ہمارے ممدوح کا کلام سراسر وحی ہے لہٰذا موجب سعادت وہدایت بھی ہوگا۔

احادیث جوامع الکلم

حرف الالف

۱۔ اوتیت جوامع الکلم یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ مجھے غایت درجہ کے فصیح و بلیغ الفاظ دئے گئے ہین جو گنتی مین قلیل اور معنی کثیر رکھتے ہین۔

۲۔ اتق اللہ فیما تعلم جس امر کا تجھے اچھی طرح علم ہو اوسے بھی خدا سے ڈر کے کر۔

۳۔ اتق اللہ فی عسرك ویسرك مفلسی اور امیری یعنی عسرت اور آسانی دونون مین خدا سے ڈرتا رہ۔

۴۔ اتقوا عن مواضع التھم تہمت لگنے کی جگہون سے بچتے رہنا۔

۵۔ اتمکم عقلاً اشدکم من اللہ خوفاً تم مین جو سب سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہے وہی سب سے بڑا عقلمند ہے۔

۶۔ اجتنب الخمر فانھا مفتاح کل شر شراب تمام دنیا کی بدذاتیون کی کنجی ہے اوس سے ہر وقت بچتے رہنا۔

۷۔ الاجر علی قدر النصب جتنا رنج اور سختی اوٹھائی جاتی ہے اوتنا ہی اجر ملتا ہے۔

۸۔ اجملوا فی طلب الدنیا فان کلا میسر لما خلق لہ طلب دنیا مین اختصار کو اختیار کرو کیونکہ جو جس چیز کے لیے پیدا کیا گیا ہے اوسی کو وہ تمام چیز میسر ہوتی ہے۔

۹۔ الاحسان ان تعبد اللہ کانك تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراك۔"

احسان اوسکا نام ہے کہ تم خدا کی عبادت اسطرح کرو گویا کہ تم اوسے دیکھ رہے ہو
پس اگر تم اوسکو نہین دیکھ سکتے تو اس طور سے خدا کی عبادت کرو کہ خدا تم کو دیکھتا ہے
یعنی نماز مین حضوری ضرور ہے۔

۱۰- اختلاف امتی رحمۃ میری امت کا اختلاف رائے رحمت ہے مگر وہ نیک نیتی کے ساتھ خدا سے ڈر کے ہو نہ کہ محض نفسانیت اور خودغرضی سے اگر مطلب کا اختلاف ہوگا تو اوس سے بڑھکے کوئی پھٹکار نہین۔

۱۱- اخزن لسانک الا من خیر نیک بات کے سوا اور سب باتون سے زبان کو روکے رہو۔

۱۲- اخلص العمل یجزک منہ القلیل [illegible] عمل کروگے تو تھوڑا عمل بھی تمہارے لیے کافی ہوگا۔

۱۳- اد الامانۃ الی من ائتمنک ولا تخن من خانک جسنے تجھے امانت دی ہو اوسکی امانت ادا کر اور جسنے [illegible] اس سے خیانت نہ کر۔

۱۴- ادبنی ربی [illegible] سکھایا [illegible] میری تادیب اچھی طرح [illegible]

۱۵- [illegible] فی الدین [illegible] آتا ہے [illegible] حاصل ہوجاتی ہے۔

۱۶- اذا ساءت [illegible] کوئی برا کام بن پڑے فوراً دل مین پچھتا اور

اوس سے خالص توبہ کر کے نیکی کرنے لگ۔

۱۷- اذا لم تستحی فاصنع ما شئت جب تونے حیا سے ہاتھہ دہو لیئے پہر جو دل مین آسے وہ کر۔

۱۸- اذا نزل القضاء عمی البصر قضا کے آگے آدمی اندہا ہوجاتا ہے۔

۱۹- ارحموا ترحموا تم رحم کروگے تو تم پر بھی رحم کیا جائیگا۔

۲۰- ازہد فی الدنیا یحبك اللہ وازہد فیما ایدی الناس یحبك الناس ٥ دنیا مین زہد اختیار کر تو خدا تجہہ سے محبت کریگا اور جو چیز آدمیون کے ہاتہہ مین ہے اگر تو اوس سے زہد کریگا تو آدمی تجہے دوست رکہینگے۔

۲۱- استعینوا علی الحاجات بالکتمان فان کل ذی نعمۃ محسود اپنی حاجات پر مخفی طور سے مدد مانگو کیونکہ سب صاحب نعمت محسود ہوتے ہین۔

۲۲- استعینوا علی کل صنعۃ باہلہا سب کامون مین واقف لوگون سے مدد لو۔

۲۳- استفت قلبك وان افتوك چاہے لوگون نے تجہے فتوی دیدیا ہو مگر اپنے دل سے بھی تو پوچہہ لے۔

۲۴- اسلم تسلم راست روی اختیار کر سلامت رہیگا۔

۲۵- اسمح یسمح لك تو بخشش کریگا تو تیرے ساتھہ بھی بخشش کی جائیگی۔

۲۶- اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم میرے اصحاب ستارون کی مانند ہین جنکی اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے۔

۲۷- اعجل الاشیاء عقوبۃ البغی بغاوت کا عذاب نہایت ہی جلدی ملتا ہے۔

۲۸- اعدی عدوك نفسك التی بین جنبیك سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے

جو تیری دونون پسلیون کے درمیان ہے۔

۲۹- اعظم الناس خطایا اکثرھم خوضاً بالباطل وہ آدمی خطاؤن مین سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہے جو امور باطل مین خوض کرتا ہے۔

۳۰- اعظم الناس خطایا اللسان الکذوب جھوٹ بولنے والی زبان آدمیون مین سب سے زیادہ خطاکار ہے۔

۳۱- اعمی العمی الضلالۃ بعد الھدیٰ ہدایت کے بعد گمراہ ہوجانا سب سے بڑا اندھاپن ہے

۳۲- اعمل لوجہ واحد یکفک الوجوہ کلھا ایک درکا ہورہ سب در تیرے لئے کھلجائینگے۔

۳۳- افضل الاعمال سرور تدخلہ علی مسلم مسلمان کو خوش کرنا سب سے افضل عمل ہے۔

۳۴- افضل الاعمال العلم باللہ ،، اللہ تعالی کی معرفت سب سے افضل عمل ہے

۳۵- افضل الجہاد ان تجاھد نفسک وھواک اپنے نفس اور خواہش کے ساتھہ جہاد کرنا سب سے بڑا جہاد ہے۔

۳۶ افتضحوا فاصطلحوا رسوا ہوکر صلح کی۔

۳۷- افضل الدین الورع دین مین ورع سب سے افضل چیز ہے۔

۳۸- افضل الصدقۃ جھد المقل وابدا بمن تعول۔ نادار کی کوشش افضل صدقہ ہے پس خیر کی ابتدا اوس شخص سے کر جو تیرا دست نگر ہے۔

۳۹- افضل الناس اتقاھم للہ واوصلھم للرحم افضل وہ آدمی ہے جو زیادہ تر خدا کیواسطے تقوی کرتا ہے اور صلہ رحم مین سب سے زیادہ ہے۔

۴۰- افلح من رزق لبّاً جسکو عقل دی گئی ہے وہی نجات پاگیا۔

۴۱- الاقتصاد فی النفقۃ نصف المعیشۃ والتودد نصف العقل وحسن السوال

نصف العلم اخراجات مین میانہ روی نصف معیشت ہے باہمی محبت نصف عقل ہے اور اچھی طرح سوال کرنا نصف علم ہے۔

۴۲- اللہ فی عون العبد ما دام العبد فی عون اخیہ المسلم جب تک بندہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد کرتا رہتا ہے اللہ تعالے اپنے اوس بندہ کی مدد کرتا ہے۔

۴۳- امت امر الجاهلیة الا ما حسنه الاسلام مین جاہلیت کی باتون کو دور کرتا ہون مگر اون باتون کو دور نہین کرتا جو اسلام کو پسند ہین۔

۴۴- امرنا ان نکلم الناس علی قدر عقولهم ہمین حکم دیا گیا ہے کہ آدمیون کی عقل کے موافق اون سے باتین کیا کرو۔

۴۵- ان اللہ بعثنی رحمة مهداة بعثت برفع قوم وخفض آخرین تحقیق اللہ نے مجھے ہدیہ رحمت کرکے مبعوث کیا ہے مین ایک قوم کے بلند کرنے اور دوسری کے پست کرنے کو بھیجا گیا ہون۔

۴۶- ان اللہ تجاوز لامتی عن النسیان وما اکرهوا علیه اللہ تعالے نے میری امت کے نسیان کو معاف کیا ہے اور جو چیز مجبوراً اوس سے سرزد ہوئی وہ بھی معاف ہے۔

۴۷- ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبه اللہ نے عمر کے زبان اور دل پر حق کو پیدا کیا ہے

۴۸- ان اللہ لا ینظر الی اجسامکم وصورکم ولکن ینظر الی قلوبکم خدا تمہارے جسمون اور صورتون کو نہین دیکھتا وہ تو تمہارے دلون کو دیکھتا ہے۔

۴۹- ان اللہ یحب معالی الامور ویکره سفسافها اللہ عمدہ کامون کو پسند کرتا [illegible] اور ذلیل کام [illegible]

۵۰- ان اللہ یحب الرفق بامر کله سب باتون مین خدا کو نرمی پسند ہے۔

۵۱- ان الله ینزل الرزق علے قدر المؤنۃ ہر ایک آدمی کا خرچ اور بار دیکھکے امداد سے رزق دیتا ہے۔

۵۲- ان اخسر الناس صفقۃ من اذھب آخرتہ بدنیا غیرہ، تحقیق سب سے زیادہ ٹوٹے مین وہ آدمی ہے جسکی آخرت کو دوسرے کی دنیا لیگئی ہو۔

۵۳- ان الدین یسر ولن یشاد والدین احد الا غلبہ دین ایک آسان چیز ہے مگر جب دین غالب ہو جاتا ہے تو البتہ انسان دین مین سختی کرنے لگتا ہے۔

۵۴- ان الصبر عند الصدمۃ الاولے صبر وہی ہے جو پہلے صدمہ کیوقت کیا جاے

۵۵- انک لم تدع للہ شیئا الا عوضک اللہ خیرا منہ جس چیز کو تو اللہ کی خاطر سے چھوڑیگا تحقیق اوسکے عوض مین اللہ تجھے اوس سے بہتر دیگا۔

۵۶- انکم لن تسعوا الناس باموالکم فسعوا ھم باخلاقکم ہرگز ہرگز تم لوگ اپنے مال سے آدمیون کو نہ بڑھا سکوگے اپنے اخلاق سے اونھین بڑھاؤ۔

۵۷- ان لصاحب الحق مقالا۔ تحقیق صاحب حق کے لئے مقال ہے۔

۵۸- انما الاعمال بالنیات اعمال صرف نیت کے ساتھ ہین۔

۵۹- انما البیع عن تراض بیع صرف رضامندی سے ہوتی ہے۔

۶۰- انما العلم بالتعلم وانما الحلم بالتحلم علم صرف سیکھنے سے آتا ہے اور حلم صرف آپکو حلیم بنانے سے آتا ہے۔

۶۱- انما المرء بخلیلہ فلینظر المرء من یخالل آدمی کسی نہ کسی کو دوست رکھتا ہے۔ پس دیکھنا چاہئے کہ اوسکا دوست کیسا ہے ویسا ہی وہ ہوگا۔

۶۲- ان من البیان لسحرا تحقیق بعضے بیان البتہ جادو ہوتے ہین۔

۶۳- انا مدینة العلم وعلی بابها میں علم کا شہر ہوں اور علی اوسکا دروازہ۔

۶۴- انت ومالك لابیك تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لئے ہین۔

۶۵- ان تفعل الخیر خیر لك اگر تو نیکی کریگا تو تیرے ہی حق مین اچھا ہے۔

۶۶- انزلوا الناس منازلهم آدمیون کو اونکے منازل مین اوتارا کرو۔

۶۷- انظری فانما هو جنتك ونارك عورتون کو حکم دیا گیا ہے کہ خبردار تمہارے شوہر ہی تمہارے لئے دوزخ اور جنت ہین۔

۶۸- انهاکم عن قیلِ وقالِ وکثرة السوالِ قیل وقال اور زیادہ سوال کرنے سے تمکو منع کرتا ہون۔

۶۹- الاسلام حسن الخلق اچھے خلق کو اسلام کہتے ہین۔

۷۰- الاسلام یجب ما قبلہ والهجرة یجب ما قبلها اسلام اور ہجرت اپنے سے پہلی باتون سے قطع تعلق کر دیتی ہین۔

۷۱- الا لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق خبردار مخلوق کی طاعت کے باعث خالق کی کوئی معصیت نہ کرنا۔

۷۲- الاسلام یعلو ولا یعلی۔ اسلام غالب رہیگا کبھی مغلوب نہوگا۔

۷۳- ایاك ودعوة المظلوم مظلوم کی دعا سے ڈرتے رہنا۔

۷۴- ایاك وقرین السوء فانك به تعرف بد صحبت سے ڈرنا کیونکہ تم اوس سے پہچانے جاؤ گے

۷۵- ایاك والخیانة فانها بئست البطانة خیانت برا رازدار ہے اوس سے بچنا۔

۷۶- ایاك وما یسوء الاذن جو بات کانون کو بری معلوم ہوتی ہے اوس سے بچو۔

۷۷- ایاکم وخضراء الدمن رذیل عورت سے بچنا اور اوسکے حسن سے فریب نہ کھانا۔

۷۸۔ الایمان نصفان نصف فی الشکر و نصف فی الصبر ایمان کے دو حصہ ہین نصف کو شکر اور نصف کو صبر کہتے ہین۔

ب

۷۹۔ البر حسن الخلق والاثم ما حاک فی صدرک وکرھت ان یطلع الناس نیکی تو حسن خلق کو کہتے ہین اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینہ مین کھٹکے اور لوگون کے اوس سے مطلع ہونیکو تو مکروہ جانے۔

۸۰۔ بروا آبائکم تبرکم ابنائکم وعفوا تعف نسائکم اپنے باپون کے ساتھ نیکی کرو تو تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ نیکی کرینگے اور تم عفت اختیار کرو تو تمہاری عورتین صاحب عصمت ہونگی

۸۱۔ بعثت بمدارات الناس آدمیون کے ساتھ مدارات کرنیکو مین مبعوث ہوا ہون۔

۸۲۔ البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر مدعی کے ذمہ شہادت پیش کرنا اور انکار کرنیوالے کے لیے قسم کھانا ہے۔

ت

۸۳۔ ترک الشر صدقۃ شر کا چھوڑ دینا بھی صدقہ ہے۔

۸۴۔ تعرف الی اللہ فی الرخاء یعرفک فی الشدۃ واعلم ان ما اخطاک لم یکن یصیبک وما اصابک لم یکن لیخطئک وان النصر مع الصبر وان الفرج مع الکرب وان مع العسر یسرا آسائش کی حالت مین خدا کو پہچان سختی کی حالت مین خدا تجھے پہچانیگا اور جان لے کہ جو چیز تجھے نہین پہونچی وہ پہونچنے والی ہی نہ تھی اور جو تجھے پہونچی وہ خطا کرنے والی ہی نہ تھی اور تحقیق نصرت صبر کے ساتھ ہے اور آسائش سختی کے ساتھ اور تکلیف کے ساتھ راحت ہے۔

۸۵- تعس عبد الزوجۃ، بی بی کا غلام ہلاک ہوجاتا ہے۔

۸۶- تمسکوا بالعروۃ الوثقی قول لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ عروۃ الوثقی ہے اوسکے ساتھہ تمسک کرو

۸۷- تھادوا وتحابوا، باہم تحفہ بھیجو اور آپس مین دوست بنجاؤ۔

ث

۸۸- ثلاث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان ان یکون اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما وان یحب المرء لا یحبہ الا اللہ وان یکرہ ان یعود فی الکفر بعد اذ انقذہ اللہ منہ کما یکرہ ان یلقی فی النار جس شخص مین یہ تین باتین ہونگی اوسنے ایمان کی حلاوت پائی ایک یہ کہ اللہ اور اوسکا رسول اونکے ماسواے اوسکو دوست تر ہون دوسرے یہ کہ جس سے اوسکی دوستی ہو خدا ہی کیواسطے ہو تیسرے یہ کہ جب خدا نے اوسے کفر سے نکال لیا ہے تو کفر مین لوٹ جانیکو ویسا ہی مکروہ سمجھے جیسا کہ دوزخ مین پڑنیکو مکروہ سمجھتا ہے۔

۸۹- ثلاث من کن فیہ حاسبہ اللہ حسابا یسیرا وادخلہ الجنۃ برحمتہ تعطی من حرمک وتعفو من ظلمک وتصل من قطعک جس شخص مین یہ تین باتین ہونگی خدا اوسکا حساب آسانی سے لیگا اور اپنی رحمت سے اوسے جنت دیگا اول یہ کہ جس نے تجھے محروم کیا تو اوسکے ساتھہ عطا کر دوسرے یہ کہ جس نے تجھپر ظلم کیا تو اوسے معاف کر تیسرے یہ کہ جس نے تیرے ساتھہ قطع رحم کیا تو اوسکے ساتھہ صلہ رحم کر۔

۹۰- ثلاث منجیات خشیۃ اللہ تعالی فی السر والعلانیۃ والعدل فی الرضا والغضب والقصد فی الفقر والغنی تین باتین نجات دینے والی ہین اول یہ کہ ظاہر و باطن مین خدا سے ڈرے دوسرے رضا اور غضب دونون مین عدل کرے تیسرے فقر و غنا

کی حالت مین میانہ روی اختیار کرے۔

۹۱۔ ثلاث مھلکات ھوی متبع وشح مطاع واعجاب المرء بنفسہ ،، تین باتین ہلاک کرنے والی ہین حرص وہوا کی متابعت بخل کی اطاعت آدمی کا اپنی ذات پر غرور کرنا۔

ج

۹۲۔ الجار قبل الدار والرفیق قبل الطریق مکان لینے سے پہلے ہمسایہ کو ٹٹول لیا کرو اور سفر کرنے سے قبل رفیق تلاش کر لیا کرو۔

۹۳۔ جف القلم بما انت لاق ،، جس سے تو ملنے والا ہے اوسکے نام سے قلم خشک ہوگیا یعنی قیامت سے اور دوزخ سے ڈرتا رہ ان دونون کے نام سے قلم خشک ہوگیا ہی

۹۴۔ الجماعۃ رحمۃ والفرقۃ عذاب اتفاق رحمت ہے اور نفاق عذاب ہے۔

۹۵۔ الجنۃ تحت اقدام الامھات ،، جنت ماؤن کے پیرون کے تلے ہے۔

۹۶۔ الجنۃ تحت ظلال السیوف ،، بہشت تلوارون کے سایہ کے نیچے ہے۔

ح

۹۷۔ حب الدنیا راس کل خطیۃ دنیا کی محبت تمام گناہون کی سردار ہے۔

۹۸۔ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ من افضل الاعمال ،، خدا کیواسطے محبت اور خداہی کیواسطے بغض افضل اعمال ہے۔

۹۹۔ حبک الشیء یعمی ویصم ،، چیز کی محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔

۱۰۰۔ الحرب خدعۃ جنگ مکروفریب ہے۔

۱۰۱۔ الحسب المال والکرم التقوی حسب مال ہے اور کرم تقوی ہے۔

۱۰۲۔ حسبک بالصحۃ والسلامۃ داءا بیماری کی طرف سے تجھے صحت وسلامتی ہی بس ہے

یعنی ہمیشہ کی تندرستی بھی اچھی نہین-

۱۰۳- حفت الجنة بالمکارہ وحفت النار بالشہوات ،، جنت مکارہ سے اور دوزخ شہوات سے ڈہکی ہے-

۱۰۴- الحکمة ضالة المؤمن ،، حکمت مومن کی گم شدہ چیز ہے-

۱۰۵- الحلال بین والحرام بین ،، حلال وحرام ظاہر ہین-

خ

۱۰۶- خذ الحکمة ولا یضرک من ای دعاء خرجت ،، حکمت چاہے کسی مخرج سے نکلے وہ تمہین مضرت نہین پہونچائیگی اوسے لیک ہی لو-

۱۰۷- خصلتان لا یجتمعان الا فی مومن السخاء وحسن الخلق ،، سخاوت اور حسن خلق دو ایسی خصلتین ہین جو سوا ے مومن کے اور کسی مین جمع نہین ہوتین-

۱۰۸- خصلتان لا یجتمعان فی مومن البخل وسوء الخلق ،، بخل اور بداخلاقی دو ایسی خصلتین ہین جو مومن مین جمع نہین ہوسکتین-

۱۰۹- الخلق کلهم عیال الله واحبهم الی الله انفعهم لعیاله تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے پس جو اوسکی عیال یعنی مخلوق کو زیادہ نفع پہونچاتا ہے وہی خدا کا بڑا دوست ہے-

۱۱۰- خیر الامور اوسطها ،، بیانہ روی اچھا کام ہے-

۱۱۱- خیر الرزق ما لا یطغیک ولا یلهیک اچھا رزق وہ ہے جو تجہے طغیان اور لہو مین نہ ڈالے

۱۱۲- خیر العمل ان تفارق الدنیا ولسانک رطب من ذکر الله دنیا کو چھوڑ دینا اور اپنی زبان کو خدا کے ذکر سے تروتازہ کرنا نیک عمل ہے-

۱۱۳- خیرکم خیرکم لاهله وانا خیرکم لاهلی مین اپنے اہل کے ساتھ ایسا سلوک نیک

کرتا ہون جیسا تم لوگ اپنے اہل کے ساتھہ نہین کرتے پس تم لوگون مین اچھا وہی ہے جو اپنے اہل کے ساتھہ نیک ہو۔

۱۱۴- خیرکم خیرکم لاهلی بعدی جو میرے بعد میرے اہل کے ساتھہ نیکی کریگا وہی نیک آدمی ہے۔

۱۱۵- خیر الناس انفعهم للناس،، جو آدمیون کو زیادہ نفع پہونچاتا ہے وہی سب سے اچھا آدمی ہے۔

د

۱۱۶- الدال علی الخیر کفاعله والدال علی الشر کفاعله خیر پر رہنمائی کرنے والا خیر کرنے والے کے برابر ہے اور شر کی طرف رہنمائی کرنیوالا شریر کی مانند ہے۔

۱۱۷- الدعاء مخ العبادة،، دعا خلاصۂ عبادت ہے۔

۱۱۸- دع ما یریبك الی ما لا یریبك فان الصدق طمانینة والکذب ریبة جو چیز تجھے شک مین ڈالنے والی چیز سے مشکوک کرے اوسے چھوڑ دے تحقیق صدق تسلی ہے اور کذب شک ہے۔

۱۱۹- الدنیا سجن المومن وجنة الکافر دنیا مومن کے لئے جیلخانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔

۱۲۰- الدنیا عرض حاضر یاکل منها البر والفاجر والاخرة وعد صادق یحکم فیها ملك عادل یحق الحق ویبطل الباطل فکونوا ابناء الاخرة ولا تکونوا ابناء الدنیا فان کل ام یتبعها ولدها دنیا مال موجود ہے اوس سے نیک و بد دونون کہاتے ہین اور آخرت سچا وعدہ ہے آخرت مین بادشاہ عادل کی حکومت ہوگی وہ حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کرد کھائیگا

تم لوگ آخرت کے بیٹے ہو جاؤ دنیا کے بیٹے نہ بنو کیونکہ ہر بیٹا اپنی ماں کی متابعت کرتا ہے

۱۲۱- الدنیا کلها متاع وخیر متاعها المرأة الصالحة تمام دنیا متاع ہے اور اوسمین سب سے اچھا متاع نیک عورت ہے۔

۱۲۲- الدنیا مزرعة الآخرة ،، دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

۱۲۳- دوروا مع کتاب الله حیثما جس طرف اللہ کی کتاب پھرے اودہر ہی تم بھی پھر جاؤ

۱۲۴- الدین نصیحة دین نصیحت ہے۔

۱۲۵- دین المرء عقله ومن لا دین له لا عقل له مرد کا دین اوسکی عقل ہے اور جسکا دین نہیں اوسمین عقل کہان۔

ذ

۱۲۶- ذکر الله شفاء القلوب ،، اللہ کا ذکر قلوب کی شفا ہے۔

۱۲۷- الذنب لا ینسی والبر لا یبلی والدیان لا یموت فکن کما شئت گناہ بھولا نہیں جاتا نیکی پرانی نہیں ہوتی اور دیان کو موت نہیں پس تو جیسا ہونا چاہتا ہے ہو جا۔

۱۲۸- ذهب حسن الخلق بخیر الدنیا والآخرة خوش اخلاق دنیا اور آخرت کی نیکی کو لیگیا۔

۱۲۹- ذو الوجهین لا یکون عند الله وجیهًا منافق اللہ کے نزدیک وجیہ نہیں ہوتا۔

ر

۱۳۰- راس الحکمة مخافة الله ،، خدا کا خوف ساری حکمت کا سر ہے۔

۱۳۱- راس الدین الورع پرہیزگاری دین کا سر ہے۔

۱۳۲- راس العقل بعد الایمان التودد الی الناس ،، ایمان کے بعد عقل کا سر یہ ہے کہ آدمیون کے ساتھہ محبت رکھے۔

۱۳۳- رحم اللہ عبداً قال خیراً فغنم او سکت فسلم اوس بندہ پر خدا رحم کرے جس نے نیک بات کہی پس غنیمت جانا گیا یا چپ رہا اور سلامت رہا-

۱۳۴- رضیت لامتی ما رضی اللہ لہا جس بات مین میری امت کے لئے خدا کی مرضی ہے مین اوسی سے خوش ہون-

۱۳۵- ریاض الجنۃ المساجد مسجدین بہشت کے باغ ہین-

ز

۱۳۶- زر غبا تزدد حبا فاصلہ سے ملاقات کیا کر تیری محبت زیادہ ہوگی-

س

۱۳۷- السعید من وعظ بغیرہ سعید وہ ہے جو دوسرے شخص کی نسبت نصیحت سنکے خبردار ہو جاوے-

۱۳۸- سید القوم خادمہم سردار قوم قوم کا خادم ہوا کرتا ہے-

۱۳۹- السیوف مفاتیح الجنۃ تلوارین بہشت کی کنجیان ہین-

۱۴۰- السفر قطعۃ من العذاب سفر عذاب کا ایک حصہ ہے-

ش

۱۴۱- الشاہد یری ما لا یری الغائب حاضر جو بات دیکھتا ہے اوسے غائب نہین دیکھتا

ص

۱۴۲- الصبر خیر مرکب صبر اچھی سواری ہے-

۱۴۳- الصبر مفتاح الفرج والزہد غنی الابد صبر کشائش کی کنجی ہے اور زہد ہمیشہ کا غنا ہے

۱۴۴- الصلوۃ عماد الدین نماز دین کا ستون ہے-

۱۴۵- الصلوٰۃ مفتاح کل خیر النبیذ مفتاح کل شر" نماز تمام نیکیوں کی کنجی ہے اور شراب سب برائیوں کی کنجی ہے۔

۱۴۶- صوموا تصحوا،، روزہ رکھوگے تو صحت سے رہوگے۔

ض

۱۴۷- ضالۃ المومن العلم علم مومن کی گم شدہ چیز ہے۔

ط

۱۴۸- طاعۃ المراءۃ ندامۃ،، جورو کی اطاعت کرنا شرم کی بات ہے۔

۱۴۹- طوبی لمن شغلہ عیبہ عن العیوب الناس خوشخبری ہو اوسے جو اپنے عیب کے باعث دوسروں کی عیب جوئی نہیں کرتا۔

۱۵۰- طوبی لمن طال عمرہ وحسن عملہ خوش قسمت ہے وہ جسکی عمر دراز ہوئی اور نیک عمل کرے

ظ

۱۵۱- ظہر المومن حمی الا بحقہ مومن کی پیٹھ محفوظ جگہ ہے اوسے مارنا نہ چاہئے مگر حکم شرعی سے

ع

۱۵۲- العدۃ دین وعدہ کو قرض سے زیادہ سمجھا کرو۔

۱۵۳- العزلۃ سلامۃ گوشہ نشینی سلامتی ہے۔

۱۵۴- العرق دساس رگ مخفی طور سے سرایت کرنیوالی چیز ہے۔

۱۵۵- عفو الملوک ابقی للملک،، بادشاہوں کا عفو ملک کے لئے بقا کا باعث ہے۔

۱۵۶- علی الید ما اخذت حتی تؤدیہ جو تو نے لیا ہے وہ تیرے ذمہ ہے یہانتک کہ تو اوسے ادا کرے۔

۱۵۷- العین حق۔ نظر بد حق ہے۔

غ

۱۵۸- الغنیٰ غنی النفس و الفقر فقر النفس۔ نفس کی بے پروائی غنا ہے اور نفس کی محتاجی فقر ہے۔

ف

۱۵۹- الفتنۃ نائمۃ لعن اللہ من ایقظھا۔ فتنہ سوتی ہوئی چیز ہے خدا اوس پر لعنت کرے جو اوسے جگائے۔

۱۶۰- فعل المعروف یقی مصارع السوء۔ احسان اور نیکی کرنا ہلاکت کی جگہ سے بچاتا ہے

۱۶۱- فی کل ذات کبد حراء اجر۔ ہر ایک پیاسے جاندار کو پانی پلانا ثواب ہے۔

ق

۱۶۲- القریب من قربتہ المودۃ وان بعد نسبہ۔ قریب وہ شخص ہے جسکو دوستی نے قریب کیا ہو گو نسب میں دور ہو۔

۱۶۳- قل امنت باللہ ثم استقم۔ کہہ کہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اوسی پر قایم رہ۔

۱۶۴- قلۃ العیال احد الیسارین۔ اولاد کی کمی دو آسانیوں کی ایک آسانی ہے۔

۱۶۵- قل الحق وان کان مرًا۔ حق کہو گو کڑوا ہو۔

۱۶۶- قلیل تؤدی شکرہ خیر من کثیر لا تطیقہ۔ تھوڑا احسان جسکا تو شکر ادا کر سکے اچھا ہے اوس بڑے احسان سے جسکا تو شکر نہ ادا کر سکے۔

۱۶۷- القناعۃ کنز لا یفنیٰ۔ قناعت ایسا خزانہ ہے جو فنا نہیں ہوتا۔

۱۶۸- قید و توکل۔ مقید رہ اور توکل اختیار کر۔

ک

۱۶۹- کفی بالمرء ان یضیع من یقوت . مرد کے لئے یہ گناہ کافی ہے کہ وہ اوس شخص کو ضایع کرے جو اوسے قوت پہونچاتا ہے۔

۱۷۰- کفی بک اثما ان لاتزال مخاصما تیرے لئے یہ گناہ کافی ہے کہ تو ہمیشہ جھگڑتا رہے

۱۷۱- کفی بالدھر واعظا وبالموت مفرقا دنیا مین نصیحت کرنیکے واسطے زمانہ اور جدائی کو موت کافی ہے۔

۱۷۲- کل آت قریب ہر آنے والی چیز قریب ہے۔

۱۷۳- کل الصید فی جوف الفرا- گورخر کے شکار سے سب شکار نیچے ہین۔

۱۷۴- کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ تم سب لوگ چرواہے ہو تم سے قیامت کے دن رعیت کے معاملہ مین بازپرس ہوگی۔

۱۷۵- کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ ہر مسلمان پر مسلمان کا خون اور مال اور آبرو حرام ہے

۱۷۶- کل معروف صدقۃ ہر نیکی اور احسان صدقہ ہے۔

۱۷۷- کل مؤذ فی النار ہر ایذا دینے والا دوزخی ہے۔

۱۷۸- کل میسر لما خلق لہ جسکے لئے جو چیز پیدا کی گئی ہے وہ اوسکے لئے آسان ہے۔

۱۷۹- کلموا الناس بما یعرفون ودعوا ما ینکرون جس بات سے آدمی مانوس ہون وہی اون سے کہو اور جس سے وہ انکار کرین اوسے چھوڑ دو۔

۱۸۰- کما تدین تدان جیسا کروگے ویسا پاؤگے۔

۱۸۱- کما تکونوا یولی علیکم جیسے تم لوگ ہو ویسا ہی حاکم تم پر مسلط کردیا گیا ہے۔

۱۸۲- کن فی الدنیا کانک غریب وعابر سبیل وعد نفسک فی اھل القبور دنیا مین ایسے ہو جاؤ

گویا ایک مسافر ہو یا ایک راستہ چلنے والے۔ اور اپنے نفس کو اہل قبور مین شمار کرلو۔

۱۸۳۔ الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسہ ہواہا وتمنی علی اللہ الامانی
جس نے اپنے نفس سے محاسبہ کیا اور حالت موت کے بعد کے لئے عمل کیا وہی صاحب
فہم ہے اور جس نے اپنے نفس کی خواہشون کی متابعت کی اور اللہ سے امید کی تمنا کی
وہ عاجز ہے۔

ل

۱۸۴۔ لدوا للموت وابنوا للخراب ،، ۔ جنو مرنیکے واسطے اور بناؤ خراب ہونیکے لئے۔

۱۸۵۔ لست من الباطل ولا الباطل منی ،، مین باطل سے نہین ہون اور باطل مجھ سے
نہین ہے۔

۱۸۶۔ لیس الخبر کالمعاینۃ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔

م

۱۸۷۔ ماء زمزم شفاء لما شرب لہ زمزم کا پانی جس مرض کے لئے پیا جاوے شفا ہے۔

۱۸۸۔ ما آمن بالقرآن من استحل حرامہ جس نے محارم قرآنی کو حلال جانا وہ قرآن ہی
پر ایمان کیا لایا۔

۱۸۹۔ ما اعطی عبد شیئا شرا من طلاقۃ فی لسانہ جس آدمی کی زبان مین زیادہ طلاقت دی گئی
ہے اوسے بری چیز دی گئی ہے۔

۱۹۰۔ ما تشاور قوم الا ھدوا جن لوگون نے باہم شورہ کیا اونہون نے ہدایت پائی۔

۱۹۱۔ ما جمع شئ الی شئ احسن من حلم الی علم علم کے ساتھ حلم جیسا احسن ہے ویسی کوئی
دو چیزین باہم جمع نہین ہوئین۔

۱۹۲- ما خاب من استخار ولا ندم من استشار ولا عال من اقتصد۔ جس نے استخارہ کیا نقصان نہین اوٹھایا جس نے باہم مشورہ کیا نادم نہین ہوا جس نے میانہ روی اختیار کی محتاج نہوا۔

۱۹۳- ما راٰہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن۔ جو چیز مسلمانون کو اچھی معلوم ہوتی ہے وہی خدا کے نزدیک اچھی ہے۔

۱۹۴- ما ضاق مجلس بمتحابین۔ محبت کرنیوالون کی مجلس تنگ نہین ہوتی۔

۱۹۵- ما قل وکفٰی خیر مما کثر والهٰی۔ تہوڑی اور کافی چیز اوس سے اچھی ہے جو بہت ہو اور لہو مین ڈالے۔

۱۹۶- ما کان الرفق فی شیء الا زانه۔ رفق ہر چیز کی زینت ہے۔

۱۹۷- ما کان الفحش فی شیء الا شانه۔ فحش ہر چیز کو عیب لگا دیتا ہے۔

۱۹۸- ما هلك امرء عرف قدره۔ جس نے اپنا مرتبہ پہچانا وہ کبھی ہلاک نہین ہوا۔

۱۹۹- ما هو بمؤمن من لا یأمن جاره بوائقه۔ جسکا ہمسایہ جسکے شر سے امن نہین وہ مسلمان نہین۔

۲۰۰- مت مسلماً ولا تبال۔ مسلمان مر اور کچھہ پرواہ نہ کر۔

۲۰۱- المجالس بالامانة۔ جلسے کے کام امانت سے چلتے ہین۔

۲۰۲- محرم الحلال کمحل الحرام۔ حلال شئے کو حرام کرنیوالا اوس شخص کے مانند ہے جو حرام کو حلال کر دے۔

۲۰۳- المرء کثیر باخیه۔ جتھے والے کو تنہا کبھی نہ سمجھنا۔

۲۰۴- مدارات الناس صدقة۔ لوگون کی مدارات کرنا بھی ایک صدقہ ہے۔

۲۰۵- المرء مع من احب۔ مرد اپنے دوست کے ساتھ ہے۔

۲۰۶- المستشار مؤتمن ۔ مشیر رازکا امانت دار ہونا چاہئے۔

۲۰۷- المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ ۔ مسلمان تمہارا بھائی ہے نہ اوسپر ظلم کرو نہ اوسی ستاؤ

۲۰۸- المسلم من سلم الناس من لسانہ ویدہ والمہاجر من ہجر ما حرم اللہ ۔ مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جس نے اوس چیز کو چھوڑا جسے خدا نے حرام کیا ہے۔

۲۰۹- مع کل فرحۃ ترحۃ ۔ ہر خوشی کے ساتھ ایک رنج بھی ہوا کرتا ہے۔

۲۱۰- مفتاح الجنۃ لا الہ الا اللہ ۔ لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی ہے۔

۲۱۱- ملاک الدین الورع ۔ پرہیزگاری دین کا سامان ہے۔

۲۱۲- المکر والخدیعۃ فی النار ۔ مکار و فریبی دوزخی ہے۔

۲۱۳- من ابطاء بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ ۔ جو عمل میں پسدی ہے اوسے نسب آگے بڑھا نہیں سکتا

۲۱۴- من اتقی اللہ کل لسانہ ولم یشف غیظہ ۔ جو خدا سے ڈرا اوسکی زبان گونگی ہوگئی اور غیظ اوسمیں سے جاتا رہا۔

۲۱۵- من اتقی اللہ وقاہ کل شیء ۔ جو خدا سے ڈرا خدا نے اوسے سب آفتوں سے محفوظ رکھا

۲۱۶- من احب ان یعلم منزلتہ عند اللہ فلینظر منزلۃ اللہ عندہ ۔ جو اللہ کے نزدیک اپنا مرتبہ جاننا چاہتا ہے وہ اللہ کا مرتبہ اپنے نزدیک دیکھے۔

۲۱۷- من احب شیئا اکثر من ذکرہ ۔ جس نے جس چیز کو دوست رکھا وہ اوسی کے نام کی تسبیح پڑھیگا۔

۲۱۸- من احب دنیاہ اضر بآخرتہ ومن احب آخرتہ اضر بدنیاہ فآثروا ما یبقی علی ما یفنی ۔
جس نے دنیا کو دوست رکھا اپنی آخرت کو ضرر پہونچایا اور جس نے آخرت کو دوست رکھا

اپنی دنیا کو ضرر پہونچایا پس فانی کے آگے باقی کو اختیار کرو۔

۲۱۹- من احب قوما حشرہ اللہ فی زمرتہم۔ جس نے جس قوم سے محبت کی خدا اوسے اوسی قوم کے ساتھ محشور کریگا۔

۲۲۰- من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ جس نے خدا کو دیکھنا چاہا اوسے خدا بھی دیکھنا چاہیگا

۲۲۱- من احدث فی امرنا مالیس فیہ فھو رد جس نے کوئی نئی بات میرے دین مین پیدا کی جو اوسمین نہین ہے وہ مردود ہے۔

۲۲۲- من ارضی الناس بسخط اللہ وکلہ اللہ الی الناس جس نے آدمیون کو اس بات پر راضی کیا کہ خدا کا غضب اون پر نازل ہو خدا اوسے مخلوق کے سپرد کردیگا۔

۲۲۳- من اطاع اللہ فقد فاز۔ جسنے خدا کی اطاعت کی وہ اپنے مقصد کو پہونچا۔

۲۲۴- من اعان ظالما سلطہ اللہ علیہ جس نے ظالم کی مدد کی خدا اوسی ظالم کو اوسپر مسلط کردیگا۔

۲۲۵- من بث لم یصبر جو پریشان ہوا اوسمین صبر کہان۔

۲۲۶- من بورک لہ فی شیء فلیلزمہ۔۔ جسکو کسی بات مین برکت دی گئی ہو اوسکو چاہئے کہ اوسکا التزام رکھے۔

۲۲۷- من تانی اصاب او کاد ومن عجل اخطاء او کاد۔۔ جس نے کام مین دیر کی وہ کامیاب ہوا یا قریب کامیابی کے ہے اور جس نے جلدی کی اوس سے خطا ہوئی یا قریب خطا کے ہے۔

۲۲۸- من تشبہ بقوم فھو منھم جس نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت پیدا کی وہ اونہین مین سے ہے۔

۲۲۹- من تعلق بشیء وکل الیہ جس نے کسی شے سے تعلق پیدا کیا وہ اوسیکو

سونپ دیا گیا۔

۲۳۰- من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه حسن اسلام یہی ہے کہ آدمی بیکار باتون کو چھوڑ دے۔

۲۳۱- من رتع حول الحمٰی یوشك ان یواقعه مکروہ چیزون کے اختیار کرنے سے مرتکب حرام ہوگا

۲۳۲- من رضی بقسمة الله استغنی۔ جو خدا کی تقسیم پر راضی رہا مستغنی ہوگیا۔

۲۳۳- من رضی عن الله رضی الله عنه جو خدا سے راضی ہے خدا اوس سے راضی ہے

۲۳۴- من سرته حسنة وساءته سیئة فهو مومن جو نیک اعمال سے خوش ہوتا ہے اور بد افعال سے ناراض وہ مومن ہے۔

۲۳۵- من صمت نجا۔ جو چپ رہا نجات پا گیا۔

۲۳۶- من ضمن لی ما بین لحییه وما بین رجلیه ضمنت له علی الله الجنة جس نے میری خاطر سے اپنی زبان کو بری باتون سے اور شرمگاہ کو زنا سے بچایا مین ضامن ہون اوسے خدا سے جنت دلواؤنگا۔

۲۳۷- من عمل بما یعلم ورثه الله علم ما لا یعلم جس نے اپنی علم پر عمل کیا اسے اوسے اوس چیز کا وارث کریگا جسے وہ نہین جانتا۔

۲۳۸- من غشنا فلیس منا۔ جس نے ہمارے ساتھ دھوکا کی وہ ہم سے کوئی تعلق نہ رکھیگا

۲۳۹- من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام۔ جو اتفاق سے ایک بالشت بھر بھی علیحدہ ہوگیا اوس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال ڈالی۔

۲۴۰- من کثر سواد قوم فهو منهم جس نے کسی قوم کی تعداد کو زیادہ کیا وہ اوسی قوم مین سے ہے۔

۲۴۱- من کنت مولاہ فعلی مولاہ جسکا مین دوست ہون اوسکا علی بھی دوست ہے

۲۴۲- من لا یرحم لا یرحم جس نے رحم نہین کیا اوسپر بھی رحم نہین کیا جائیگا۔

۲۴۳- من لم یکن ذئبا اکلتہ الذیاب بھیڑیون کے ساتھ بھیڑیا نبجا یا گر نہین تو وہ تجھے کھا جائینگے۔

۲۴۴- من مزح استخف بہ جس نے مزاح کیا وہ خفیف ہوا۔

۲۴۵- من نوقش الحساب عذب حساب مین جھگڑا عذاب ہے۔

۲۴۶- منھومان لا یشبعان طالب علم وطالب الدنیا طالب علم اور طالب دنیا دو بھوکھے حریص ہین یہ کبھی سیر نہونگے۔

۲۴۷- المومن مراۃ المومن۔ مومن مومن کا آئینہ ہے۔

۲۴۸- المومن من امنہ الناس علی اموالھم وانفسھم مومن وہ ہے جس سے لوگون کے جان ومال محفوظ ہون۔

۲۴۹- المومن یسیر المؤنۃ مومن وہ ہے جسکی ضرورتین آسان ہون۔

۲۵۰- المومنون کرجل واحد سب مسلمان جسم واحد ہین۔

(نوٹ) کیا یہ بات سچ ہے ہمارا تجربہ تو اسکی تکذیب کرتا ہے اگر مسلمان واقعی مسلمان ہین تو اپنے نبی کی اس بات کی تصدیق ہین کرادین۔ مؤلف۔

۲۵۱- من کان اخر کلامہ لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ جس نے مرتے دم لا الٰہ الا اللہ کہلیا وہ جنت مین داخل ہوگیا۔

ن

۲۵۲- الناس بزمانھم اشبہ منھم باٰبائھم زمانہ مین جو سیرت باپون کی ہوتی ہے

وہی بیٹیون کی ہوتی ہے۔

۲۵۳- الناس کاسنان المشط - آدمیون کا حال مثل کنگھی کے دندانون کے ہے جہان ایک ٹوٹا سب چلے - ہائے اتفاق! تیری کیا کیا خوبیان ہین مگر افسوس تو مسلمانون مین سے رخصت ہوگیا - نبی آخرالزمان کی امت نے قیامت سے پہلے "نفسی نفسی" کی مشق شروع کردی مقلب القلوب اپنا فضل کرے - آمین - مؤلف -

۲۵۴- الناس معادن فی الخیر والشر آدمی خیر وشر کی کان ہین -

۲۵۵- نحن اھل بیت لایقاس بنا احد " ہم اہل بیت کے برابر کوئی نہین -

۲۵۶- نحن بنو عبدالمطلب سادات اھل الجنۃ ہم لوگ بنی عبدالمطلب اہل جنت کے سردار ہین

۲۵۷- الندم توبۃ ندامت توبہ کے برابر ہے -

۲۵۸- النساء حبائل الشیطین - عورتین شیطانون کی رسیان ہین -

۲۵۹- نعم الصہر القبر قبر اچھا داماد ہے -

۲۶۰- نیۃ المومن خیر من عملہ مومن کی نیت اوسکے عمل سے بہتر ہے -

و

۲۶۱- وجدت الناس اخبر تقلہ آدمیون کو آزما اور اون سے نفرت کر -

۲۶۲- الوحدۃ خیر من جلیس السوء بدہمنشین سے تنہائی اچھی ہے -

۲۶۳- الود والعداوۃ یتوارثان - محبت اور عداوت متوارث ہوتے ہین -

۲۶۴- الورع سیّد العمل - پرہیزگاری عمل کی سردار ہے -

۲۶۵- الولد ثمرۃ القلب بیٹا دل کا پھل ہے -

۲۶۶- الولد مبخلۃ مجبنۃ محزنۃ بیٹا بخل نامردی اور حزن کا باعث ہے -

۲۶۷- الولد للفراش وللعاهر الحجر ،، - بیٹا صاحب فراش کے لیئے اور حرمان زانی کے لیئے ہے -

۲۶۸- ویل للشاکین فے اللہ ،، - خدا کی شکایت کرنیوالون پر افسوس ہے -

ہ

۲۶۹- الهدیة تعور عین الحکیم ہدیہ حکیم کی آنکھون کو بھی اندہا کر دیتا ہے -

۲۷۰- ہما جنتك ونارك والدین تیرے جنت اور دوزخ ہین -

۲۷۱- الهم نصف الهرم غم نصف بڑہاپا ہے -

لا

۲۷۲- لا اله الا الله کنز من کنوز الجنة - لا اله الا الله جنت کی کنجیون مین سے ایک کنجی ہے -

۲۷۳- لا ایمان لمن لا امانة له - جو امانت دار نہین اوسمین ایمان کہان -

۲۷۴- لا تجتمع امتی علے ضلالة میری امت گراہی پر اتفاق نکریگی -

۲۷۵- لا تختلفوا فتختلف قلوبکم باہم اختلاف نہ کرو کہین تمہارے دل مختلف نہوجائین -

۲۷۶- لا تسبوا الدنیا فانها مطیة المومن دنیا کو برا نہ کہو کیونکہ وہ مسلمان کی سواری ہے

۲۷۷- لا تصحب الا مومنا ولا یاکل طعامك الا تقی مومن کی صحبت اختیار کر اور سوا متقی کے کسیکو کہانا نہ کہلا -

۲۷۸- لا خیر فی صحبة من لا یری لك ما تری له اوسکی صحبت بہتر نہین جو تیرے لئے وہ فائدہ نہین دیکہتا جو تو اوسکے لئے دیکہتا ہے -

۲۷۹- لا ضرر ولا ضرار اسلام نہ خود کسیکو ضرر نہین پہونچاتا نہ ضرر کے عوض مین کسیکو ضرر دیتا ہے

۲۸۰- لاعقل کالتدبیر ولاحسب کحسن الخلق کوئی عقل تدبیر کے برابر اور کوئی حسب نیک خلق کے برابر نہین۔

۲۸۱- لافقر اشد من الجہل ولامال اعز من العقل ولاوحشۃ اشد من العجب کوئی فقر جہل سے اشد نہین اور کوئی مال عقل سے عزیز تر نہین اور کوئی وحشت غروری سے اشد نہین

۲۸۲- لایجنی علی المرء الا یدہ مرد کے ساتھہ کوئی گناہ نہین کرتا مگر اوسکا ہاتھہ۔

۲۸۳- لایحل لمسلم ان یروع مسلما مسلمان کو مسلمان کا ڈرانا حلال نہین۔

۲۸۴- لایزال الرجال بخیر ما لم یطیعوا النساء جب تک عورتون کی اطاعت نہ کرینگے مرد ہمیشہ اچھے رہینگے۔

۲۸۵- لایشکر اللہ من لایشکر الناس جو آدمیون کا شکرگذار نہین وہ خدا کا کیا شکر کریگا

۲۸۶- لا یغنی حذر من قدر حذر قضا وقدر سے مستغنی نہین کرتا۔

۲۸۷- لایلدغ المومن من جحر مرتین مومن ایک سوراخ سے نہین کاٹا جاتا۔

۲۸۸- لایکون الرجل من المتقین حتی یدع ما لاباس فیہ حذرا مما بہ باس مرد اوسوقت تک متقی نہین ہوتا جب تک کہ خوف کی چیز کے حذر سے اوس چیز کو نہ چھوڑ دے جسمین خوف نہین۔

۲۸۹- لایومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ کوئی آدمی اوسوقت تک مومن نہین ہوتا جب تک کہ اپنے بہائی کے لیے اوسی بات کو نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔

۲۹۰- لایومن احدکم حتی یکون ہواہ تبعا لما جئت بہ کوئی آدمی اوسوقت تک مومن نہین ہوتا جب تک کہ اوسکی خواہش میری لائی ہوئی چیز کی نہ تابع ہو جاے۔

۲۹۱- لایومن عبد حتی یکون قلبہ ولسانہ سواء جب تک قلب اور زبان برابر نہو کوئی بندہ

مومن نہیں ہو سکتا۔

ی

۲۹۲- یا ابن آدم ارض من الدنیا بالقوت فان القوت لمن یموت کثیر۔ اے ابن آدم دنیا سے قوت کے ساتھ راضی ہو جا کہ مرنے والے کے لیے قوت ہی بہت ہے

۲۹۳- یا ابا بکر ماظنك باثنین اللہ ثالثھما۔ اے ابوبکر تمہارا کیا گمان ہے اللہ ہم دو میں تیسرا ہے۔

۲۹۴- یا اباذر جدد سفینتك فان البحر عمیق۔ اے ابوذر کشتی نئی بنا۔ دریا گہرا ہے۔

۲۹۵- یا انس اطب کسبك تستجب دعوتك۔ اے انس اپنا کسب پاک کر تیری دعا قبول ہوگی

۲۹۶- یا حرملہ ایت المعروف واجتنب المنکر۔ اے حرملہ امر معروف کی پیروی کر اور منکر سے بچ

۲۹۷- یا حبذا کل ناطق عالم وکل مستمع واع،،۔ کیا اچھی بات ہے کہ ہر کہنے والا عالم ہے اور ہر سننے والا اپنی سنی ہوئی بات کا محفوظ رکھنے والا ہے۔

۲۹۸- یا حذیفۃ تعلمك بکتاب اللہ۔ اے حذیفہ خدا کی کتاب پر عمل کر۔

۲۹۹- یا عبادۃ اسمع واطع فی عسرك ویسرك اے عبادہ سن لے کہ چاہے تجھے تنگی ہو یا فراخی اطاعت کر۔

۳۰۰- یا عقبۃ صل من قطعك واعط من حرمك اے عقبہ جس نے تیرے ساتھ قطع رحم کیا اوسکے ساتھ تو صلہ رحمی کر اور جس نے تجھے محروم رکھا تو اوسے عطا کر۔

۳۰۱- یا علی لاترج الاربك ولاتخف الاذنبك۔ اے علی خدا کے سوا کسی سے امید نہ کر اور اپنے گناہ کے سوا کسی سے نہ ڈر۔

۳۰۲- یا عمر نعم المال الصالح للرجل الصالح،،۔ اے عمر صالح کے لئے نیک مال اچھا ہے۔

۳۰۳- یا عم رسول اللہ اکثر من الدعاء بالعافیة اے میرے چچا عباس عافیت کے لئے زیادہ دعا مانگا کرو۔

۳۰۴- یا فاطمہ کونی لہ امة یکن لک عبداً - اے فاطمہ اپنے شوہر کی لونڈی بنجا تیرا شوہر تیرا غلام ہوجائیگا۔

۳۰۵- یبصر احدکم القذی فی عین اخیہ وینسی الجذع فی عینہ تم مین سے کوئی تو ایسا ہے کہ اپنی آنکھ کا شہتیر نہین دیکھتا اور اپنے بھائی کی آنکھ کے تنکے پر بھی طعنہ دیتا ہے۔

۳۰۶- یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا ۔۔۔ آسانی کو اختیار کرو اور تنگی کو نہ اختیار کرو لوگون کو بشارت دو اور نفرت نہ دلاؤ۔

۳۰۷- الیمین الفاجرة تدع الدیار بلاقع - جھوٹی قسم ملکون کو صفاچٹ کردیتی ہے۔

۳۰۸- الیوم الرهان وغدا السباق والغایة الجنة والهالک من دخل النار آج کا دن گھوڑدوڑ کا ہے اور کل کا دن سبقت لیجانے کا ہے اور غایت اوسکی بہشت ہے اور جو دوزخ مین داخل ہو وہی ہلاک ہونے والا ہے۔

۳۰۹- یا ایها الناس الا تستحیون تجمعون ما لا تاکلون وتبنون ما لا تسکنون۔ اے لوگو کیا تمہین شرم نہین آتی جو اوس چیز کو جمع کرتے ہو جسے نہین کھاتے اور وہ چیز بناتے ہو جسمین نہین رہتے۔

۳۱۰- یا ایها الناس افشوا السلام واطعموا الطعام وصلوا الارحام وصلوا والناس نیام. تدخلوا الجنة بسلام اے لوگو سلام کو فاش کرو۔ بھوکھون کو کھانا کھلاؤ باہم صلہ رحم کرو اور اوس وقت نماز پڑھو جبکہ آدمی سوتے ہون تو تم جنت مین سلامتی سے داخل ہوگے

۳۱۱- بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ یا معاذ

کہکے پکارا اور تینون بار جناب معاذ رضی اللہ تعالے عنہ نے لبیک کہکے جواب دیا پھر جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ اے معاذ جو بندہ سچے دل اور پکے ایمان اور تصدیق قلب سے گواہی دے کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہین اور محمد اللہ کے بندہ اور رسول ہین تو اللہ تعالے اوس بندہ پر آتش دوزخ کو حرام کر دیگا۔ حضرت معاذ نے یہ سنکر التماس کی کہ یا رسول اللہ اگر اجازت ہو تو مین یہ مژدہ روح افزا لوگون کو پہونچا دون۔ ارشاد ہوا کہ معاذ صبر کرو اگر لوگون نے یہ بات سن لی تو تکیہ کر لینگے اور اعمال کی طرف سے بالکل غافل ہو جائینگے۔ پس معاذ رضی اللہ عنہ خاموش ہو رہے اپنے مرنے کیوقت اونھون نے یہ بات ظاہر کی تاکہ اخفا کرنیکا گناہ اونکے ذمہ نہ رہجاے۔

۳۱۲۔ سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ اپنے بھائی سے تو ایسا جھوٹ بولے جسے وہ سچ سمجھ جاے۔

۳۱۳۔ آنکھین زمین پر اور ہاتھہ آستینون مین رکھا کرو۔

۳۱۴۔ بہت سا ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے۔

۳۱۵۔ جو بات ابھی منہ سے نہین نکلی ہے وہ تمہارے اختیار مین ہے۔

۳۱۶۔ دست زیرین سے دست بالا بہتر ہے۔

۳۱۷۔ مسلمان مثل اوس کل کے ہین جسکا ایک پرزہ اگر ٹوٹ جائیگا تو ساری کل نکمی ہو جائیگی

بھائی مسلمانو یہ تین سو سترہ اکسیر کے نسخے ہین یا آبحیات کے چشمے ہین یا لعل بدخشانی کی کانین ہین یا دُر ہاے عدن کی پیٹیان ہین نہین نہین مین نے بڑی گستاخیان کین جو کنکر پتھرون اور خاک دھول کیچڑ پانی کو ایسے کلام معجز نظام سے تشبیہ دی بلکہ مجھے یون کہنا چاہیے کہ یہ ایسی نصیحتین ہین جو ایک دلسوز نبی کے تہ دل سے اپنی پیاری امت کے دنیا دین

بنادینے کے لئے نکلی ہین انہین دنیا مین بہبودی اور آخرت مین سرخروئی کے ساتھہ وصال یار کا ذریعہ سمجھنا بہتر ہے ان سے کیمیا اور لعل و جواہر کو کیا نسبت - جائے انصاف ہے کہ یہ ایک نہایت ہی مختصر اور غایت مجمل انتخاب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا ہے اگر چشم بینا اسی ذرا سے خلاصہ کو دیکھے تو بھی معاش و معاد بنانے کو کافی ہے ہمین کسی اور ہادی کی ضرورت ہی نہین -

آمدم برسر مطلب - حضرات ناظرین ایسا تو ال تبرکہ اوس ذات اقدس کے دل سے نکلے ہین جسکی شان پاک مین خدائے تعالے نے انک لعلے خلق عظیم فرمایا ہے یعنی اے میرے حبیب تمہارے اخلاق بڑے وسیع اور عمدہ ہین - جناب عائشہ صدیقہ کا قول کہ کان خلقہ القرآن - یعنی آپکا خلق بالکل قرآن تھا نہایت سچ ہے کیسا سچ کہ بڈھی ضعیف ناتوان عورتون تک اسکی خبر پہونچ گئی تھی بکس لاچار عورتین بازار کا سودا سلف حضور سے کرایا کرتی تھین ہر بڑھیا ہاتھہ پکڑ کے جہان چاہتی لیجاتی تھی اور ہمارے حضور بھی اس عمر ضعیف کی جتنی عزت کرتے تھے وہ دیکھنے ہی سے تعلق ہے - مدینہ کے لونڈی غلام کڑاکے کے جاڑون مین ٹھنڈے پانی کے برتن حضور مین لاتے اور عرض کرتے کہ برکت کے لئے آپ دست مبارک اس برتن مین ڈالدین جناب صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی سرد ہوا اور اپنی تکلیف کا کچھہ خیال نہ کرکے اونکی بات کو نہ ٹالتے اور خاطرداری کرہی دیتے تھے - مجلس پاک مین خلاف شرع باتین تو البتہ نہین ہوتے پاتی تھین اونکے سوا حضور کے اصحاب ہر قسم کے کلام کرتے تھے - ایک دفعہ ایک صحابی نے آپکی مجلس مین بیان کیا کہ یارسول اللہ مجھے میرے بت نے بڑا نفع دیا - لوگون کے کان کھڑے ہوے کہ یہ شخص کیا کہتا ہے - صحابی موصوف بولے کہ بھائیو تمین تعجب کیون ہوا مین سچ کہتا ہون - ایکبار سفر مین مین نے پرستش

کے بیسے ستوؤن کا ایک بت بنالیا تھا اتفاقاً اثناے راہ مین توشہ ہوچکا مین نے اپنے بت کو توڑ توڑ کے کہانا شروع کیا اور مجھے مرنے سے اوس بت نے بچایا ورنہ بہوکہا مر جاتا۔

معجزات

حضرت مولوی معنوی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہین۔

موجب ایمان نباشد معجزات	بوے جنسیت کند جاذب صفات
معجزات از بہر قہر دشمن است	بوے جنسیت پئے دل بردن است

(۱) معجزۂ شق القمر

جناب علی مرتضیٰ اور ابن عباس اور ابن عمر اور جبیر بن مطعم اور حذیفہ بن الیمان اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے اس معجزہ کو بیان کیا ہے اور ان اصحاب سے تابعین کی جماعت کثیرہ نے اور اون سے بیشمار تبع تابعین نے روایت کی ہے اور صحیحین اور نیز بہت سی کتب معتبرۂ احادیث مین اسکا ذکر موجود ہے۔ ابن حاجب کی شرح مختصر مین امام تاج الدین سبکی شق القمر کی روایت کو متواتر بتاتے ہین۔ تفصیل اس حال کی یہ ہے کہ۔

مکہ معظمہ مین ہجرت مدینہ سے پہلے ابو جہل اور ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ کفار قریش نے جمع ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کی "اگر تم سچے ہو تو چاند کے دو ٹکڑے کردو"۔ ارشاد ہوا اگر ہم ایسا کردین تو تم ایمان بھی لے آؤ گے یا نہین۔ اونہون نے جواب دیا "بیشک ہم مسلمان ہوجائینگے"۔ حضور نے اللہ جل شانہ سے درخواست کی۔ فوراً چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ آنحضرت نے نام بنام ہر کافر کو پکار کے کہا کہ دیکھہ لو اور گواہ رہو کہ اچھی طرح سے چاند کے دو ٹکڑے نظر آتے ہین۔ سبہون نے اپنی چشم سر سے دیکھا کہ ایک ٹکڑا ادہر ہے اور ایک ادہر اور بیچ مین کوہ حرا نظر آتا ہے۔ اون لوگون کے یہ دیکھتے ہی ہوش تو اوڑ گئے

مگر کبھرا کے کہنے لگے کہ بیشک یہ شخص جادوگر ہے۔ اوسوقت ابوجہل بول اوٹھا کہ یارو اگر یہ جادو ہے تو تمھارے اوپر ہوگا بیرونجات کے لوگون پر جادو کا اثر نہین ہو سکتا پس باہر کے لوگ کل سے جو کہ مین آئین اون سے اسکا حال تحقیق کرنا حقیقت حال منکشف ہوجائیگی۔ چنانچہ بہت سے باہر کے لوگون نے مکہ مین آکر بخوبی شق قمر کی تصدیق کی۔

یہ جو مشہور ہے کہ چاند کا ایک حصہ زمین پر آپکے گریبان سے گھس کر آستین سے نکل گیا۔ یہ بالکل غلط ہے بڑے بڑے محدثین نے اسکی تکذیب کی ہے۔ صحیح بات صرف اوسی قدر ہے کہ چاند دو پارہ ہوکے جبل حرا کے ادہر ادہر ہوگیا۔ اور بہت سے لوگون اور خصوصاً درخواست کرنے والون نے بخوبی دیکھ لیا۔

اس معجزہ کا ذکر صاف طور سے کلام مجید مین بھی آیا ہے چنانچہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔
اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۔

تفسیر۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ یعنی قیامت نزدیک ہے۔ اب تم لوگون کو قیامت کے آنے مین کیون شک ہے۔ تم لوگ تو اوسکے آنے پر اسی لئے اعتراض کرتے تھے کہ صورت عالم کیسے بگڑیگی اور اجرام علویہ یعنی آسمان اور ستارے کیسے پھٹ جائینگے سواے اہل مکہ تمنے بچشم خود دیکھ لیا کہ۔ اِنْشَقَّ الْقَمَرُ یعنی چاند پھٹ گیا یہان تک کہ ہمنے اپنے پیغمبر کی درخواست سے جبل حرا کو اوسکے دونون ٹکڑون کے درمیان تمھین دکھا دیا۔ جب چاند جو اجرام علویہ مین سے ایک نیر نورانی ہے۔ پھٹ گیا تو اور ستارون اور آسمانون کا پھٹ جانا اور سارے عالم کی ہیئت کا بدل جانا اور فنا ہوجانا ہرگز محال نہین۔ اے کافرو تم ہمارے پیغمبر کو جو ہمیشہ قیامت سے ڈراتے ہین سچا سمجھو اونکی اطاعت کرو اور اون پر ایمان لاؤ لیکن تمھارا تو عجب حال ہے ایسے جاہل اور بے دین بنگئے ہو کہ بت پرستی وغیرہ بے دلیل اور خلاف عقل باتون کو تو صحیح جانتے ہو لیکن

وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَۃً - اور اگر کوئی معجزہ نمایان مثل شق القمر کے دیکھتے ہو تو۔ یُعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ منہ پھیر لیتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ تو جادو ہے ایسا تو ہمیشہ ہوا کرتا ہے - اصل تو یہ ہے جو ہمنے یہان تک بیان کیا مگر بعض نافہم اور دہو کہا دینے والے یہ کہدیتے ہین کہ "انشق القمر" سے مراد یہ ہے کہ چاند قیامت کو پہٹ جائیگا - اور یہی عادت ہے اس زمانہ کے مباحثہ کرنے والون کی اونہین تحقیق حق تو منظور ہوتی نہین ایک دوسرے کو دہوکہا دینے بیٹھتے ہین - پس یہ بات کہ "انشق القمر" کے معنی ہین چاند پہٹ جائیگا بالکل باطل اور سیاق و سباق آیت سے محض خلاف ہے - اگر روز قیامت کا انشقاق مراد ہوتا تو یون کہا جاتا کہ قیامت آویگی اور چاند پہٹ جائیگا۔

پھر صیغہ ماضی انشق کو مضارع سمجھنا محض بیوقوفی ہے - اور وہ معطوف ہے دوسرے صیغہ ماضی اقتربت کے ساتھ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انشق ضرور ماضی ہی ہوگا۔

پھر ایک جملہ وان یعرضوا الایۃ - صاف دلیل ہے اس امر کی کہ اس سے قبل معجزہ شق القمر کا بیان ہے -

(۲) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم سے درخواست کی کہ مجھے جبریل علیہ السلام کو دکہا دیجیئے - ارشاد ہوا کہ حمزہ اس بات کے پیچھے نہ پڑو تم نہین دیکھ سکتے - مگر جناب حمزہ نے اصرار کیا - آپنے فرمایا اچھا کعبہ کی چہت کو دیکھو - اونہون نے بام کعبہ کیطرف نظر کی اور جبریل کو دیکھا اونکے نور کی چمک سے حضرت حمزہ کی آنکھین چوندہیا گیئن اور بے اختیار غش کہا کر گر پڑے پھر بڑی دیر مین ہوش ہوا

(۳) ایکدفعہ ابو جہل نے ارادہ کیا کہ اگر مین محمد صلعم کو کبھی مٹی پر منہ ملتے دیکھون گا تو اپنی لات سے اونکی گردن دبادونگا - ایکدن حضور خانہ کعبہ مین تشریف لائے اور نماز پڑہنے لگے سجدہ کرنے کے وقت ابو جہل اوسی قصد سے آپکی طرف چلا اور پاس پہونچتے ہی بے اختیار بہاگا - لوگون نے کہا کہ تم اونکی گردن دبانے گئے تھے - یہ کیا ہوا کہ خود ہی ڈر کے بہاگے -

ابوجہل نے جوابدیا - لوگوین نے اپنے اور محمد کے درمیان آگ کا ایک خندق دیکھا کہ جسکو فرشتے اپنے پرون سے بھڑکا رہے تھے - پس مین ڈرکے بھاگا - آنحضرت سے جب اس بات کا ذکر ہوا تو آپنے فرمایا اگر اوسوقت ابوجہل اور آگے بڑھتا تو فرشتے اوسکی بکا بوٹی کرڈالتے -

(۴) ایک یہودی مدینہ کے متصل بکریان چرا رہا تہا - بھیڑیا آکے اوسکی ایک بکری لے چلا چرواہے نے جھپٹ کے اوس سے بکری چھین لی - بھیڑیا ایک ٹیلے پر جا بیٹھا اور کہنے لگا کہ افسوس خداے تعالے نے مجھے رزق دیا تہا مگر تو نے زبردستی میرے منہ سے چھڑا لیا - یہودی نے متعجب ہوکے کہا کہ دیکھو یہ بھیڑیا آدمیون کی سی باتین کرتا ہے - بھیڑیا بولا تجھے اسی پر حیرت ہوگئی اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ خدا نے ان دونون پہاڑون کے درمیان مکہ مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا ہے جو گذشتہ اور آیندہ باتین بتا دیتے ہین - وہ یہودی بھیڑیئے کی یہ باتین سنکر سیدھا حضور نبوی مین حاضر ہوا اور مسلمان ہوگیا -

(۵) مکہ کے بڑے پہلوان رکانہ کو کہین حضور صلعم تن تنہا مل گئے - اوسنے آپکو روک لیا اور کہا کہ محمد تم میرے ہوتے ہوے مکہ مین ہمارے معبودون کو برا کہا کرتے ہو آؤ اب مجھسے لڑ لو دیکھون تم کیسے نبی ہو - حضور نے پے درپے تین دفعہ اوسے پچھاڑا - اوس نے تین سو بکریان آپ کے نذر کین مگر آپ نے اونہین قبول نہ کیا اور فرمایا کہ اے رکانہ میری خوشی اس مین ہے کہ تو مسلمان ہوجا - رکانہ نے معجزہ طلب کیا - سامنے سمرہ کا ایک درخت کھڑا ہوا تہا - آنحضرت نے اوسکی طرف اشارہ کیا وہ پھٹ کے دو ہوگیا اور اون مین سے ایک حصہ آپ کے اور رکانہ کے درمیان آکھڑا ہوا - رکانہ بولا کہ تم نے یہ معجزہ مجھے خوب دکھایا اب اس سے کہدو کہ اپنے جگہہ پر چلا جاے - ارشاد ہوا کہ اگر یہ پھر وہین جا کے جیسے کا تیسا ہوجاے تو تو مسلمان ہوجائیگا - اوس نے جوابدیا ہان ہوجاؤنگا - آپ نے جو حکم دیا تو وہ پھر وہین ہو پہلے جون کا تون ہوگیا

آپ نے فرمایا کہ کانہ مسلمان ہو۔ اوس نے جواب دیا کہ اگر مین تم پر ایمان لے آیا تو قریش کی عورتین مجھے طعنے دینگی اور کہتی پھرینگی کہ رکانہ ڈر کے مارے مسلمان ہو گیا غرضکہ اوس وقت تو اوسکی قسمت مین مسلمان ہونا لکھا نہ تھا فتح مکہ کے بعد وہ مسلمان ہوا۔

(۶) محدثین نے بہت طریقون سے ثابت کیا ہے کہ اونٹون نے بارہا آپکو سجدے کیے چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک اونٹ نے حضور کے آگے سجدہ کر کے محنت کی شدت اور دانے چارے کی قلت کی شکایت کی۔ حضور نے اوسکے مالک کو بلا کے سمجھا دیا کہ خبردار آیندہ ایسا نہ کرنا۔

(۷) ایکدن ایک باغ مین حضور تشریف لے گئے وہان ایک سبزہ زار مین بہت سی بکریان چر رہی تھین۔ آپ کو دیکھتے ہی چرنا چھوڑ کے سبکی سب آپکے سامنے آگئین اور بالاتفاق سجدہ کیا۔

(۸) ایک دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے حضور نے فرمایا کہ کل صبح کو ہم تمہارے مکان پر آئینگے تم معہ اپنے عیال واطفال کے ہمین گھر ہی پر ملنا۔ دوسرے دن حسب وعدہ حضور جناب عباس کے دولتخانہ پر رونق افروز ہوے اور جاتے ہی حضرت عباس اونکے گھر والون اور بال بچون کو جمع کر کے اونپر ایک کپڑا اڈال دیا اور دعا کی "یا الہ العالمین ان سبکو اپنے عذاب سے محفوظ رکھہ اور جیسے مین نے ان سبکو اس کپڑے سے ڈہانک دیا ہے اسی طرح تو اپنی رحمت خاص سے انکو ڈہانک لے" ادہر تو حضور یہ دعا مانگ رہے تھے اودہر مکان کے در و دیوار اور سقف و بام سے آمین آمین کا شور بلند تہا۔

(۹) ایکبار حضور نے منبر پر بیٹھہ کے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالے اپنی بزرگی کی شان مین فرماتا ہے انا الجبار انا الکبیر المتعال "۔ یعنی مین جبار ہون مین بڑا اور بہت بلندی والا ہون

منبر پر آپ کے بیان کی ایسی تاثیر ہوئی کہ تھرّانے لگا۔

(۱۰) معتبر محدثین کے نزدیک یہ روایت ثابت ہے اور جو اسے موضوع کہتے ہین وہ خود غلطی مین پہنسے ہین یعنی ایکدن آپ جنگل مین چلے جاتے تہے دیکہتے کیا ہین کہ ایک اعرابی سو رہا ہے اور اوسکے پاس ایک ہرنی بندہی ہے جسکے تہن دودہ کے بوجہہ کے مارے پہٹے جاتے ہین۔ ہرنی کی جو نظر حضور کے رخ انور پر پڑی تڑپ کے بولی "یا رسول اللہ فریاد ہے" چونکہ ذات گرامی فریاد رس بیکسان اور رحمۃ للعالمین تھی ایسی دردناک آواز سن کے خاموشی کی تاب کہان تھی۔ فرمایا کہہ نیکبخت تیرا کیا مطلب ہے۔ ہرنی بولی حضور یہ شکاری جو یہان پڑا سوتا ہے اس نے مجہے گرفتار کرلیا ہے۔ میرے شیرخوار بچے اس پہاڑی مین تڑپ تڑپ کے مرجائینگے للہ آپ مجہے رہائی بخشین تاکہ مین اپنے ننہے ننہے بچون کو جاکے دودہ پلا دون۔ ارشاد ہوا کہ اے ہرنی مین تیرے اور تیرے چہوٹے چہوٹے بچون کے حال زار پر کمال افسوس کرتا ہون مگر تو اب اس شخص کی ملک ہو چکی مین تجہہ کیسے چہوڑ سکتا ہون تیرا چہوڑ دینا میرے اختیار سے باہر ہے مین پرائی ملک پر بیجا تصرف کیسے کرون۔ ہرنی بولی خیر آپ مجہے بالکل آزاد نہ کرین بندہے کہولدین مین وعدہ کرتی ہون کہ بچون کو دودہ پلا کے ابہی ابہی واپس آجاؤنگی۔ حضور نے اوس ہرنی کو کہولدیا۔ وہ اپنے بچون کو خوب دودہ پلا کے چلی آئی حضور اوسکو باندہ ہی رہے تہے کہ اتنے مین اعرابی کی آنکہہ کہلگئی کہنے لگا کہ میری ہرنی سے تم نے کیون ہاتہہ لگایا۔ آپ نے ساری سرگذشت اوسے کہہ سنائی شکاری کو بہی رحم آگیا اور اوس ہرنی کو چہوڑ دیا۔ ہرنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ کہتی ہوئی پہاڑی کیطرف چلی گئی۔

(۱۱) صحیح مسلم مین حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن اثنائے

سفر مین ہم لوگون کا گذر ایک جنگل سے ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ساتھ تھے
حضور کو قضاے حاجت کی ضرورت ہوئی۔ چارون طرف دیکھا دور دور تک کہین آڑ نہ تھی۔ صرف
دو درخت البتہ اوس جنگل مین نظر آے۔ آپ اونمین سے ایک کے پاس گئے اور اوسکی ایک
شاخ توڑکے اپنے ہاتھہ مین لی اور فرمایا خُدا کے حکم سے تو میرا تابعدار ہو جا۔" وہ درخت حضور کے
ساتھہ اسطرح ہولیا جیسے اونٹ اپنی مہار پکڑنے والے کے پیچھے ہولیتا ہے۔ حضور نے اوسی
وہان لاکر ٹہرایا کہ جو مقام درختہاے مذکور کے بیچون بیچ مین تہا۔ پہر دوسرے درخت کے پاس
تشریف لے گئے اور اوسی طرح شاخ توڑکے اوسے بھی وہین لے آے۔ دونون کو پاس لاکے
حکم دیا کہ دونون باہم ملجاؤ۔ وہ دونون ملگئے اور حضور نے اونکی آڑ مین بیٹھکے قضاے حاجت سے
فرصت حاصل کی۔ حضرت جابر کہتے ہین کہ اس عرصہ مین میرا خیال دوسری طرف بٹگیا۔ دیکھتا
کیا ہون کہ آنحضرت صلعم میری طرف چلے آتے ہین اور وہ دونون درخت اپنی اصلی جگہون پر جا لگے ہین

(۱۲) ایک اعرابی نے ایک سوسمار کو شکار کیا تھا اور اوسے اپنے گہر لئے جاتا تھا۔ راستہ
مین اوس نے آنحضرت کو مع اصحاب کے بیٹھے دیکھا۔ پوچھا یہ کون ہے۔ لوگون نے بیان کیا
کہ یہ خدا کے پیغمبر ہین۔ وہ سیدہا مجلس نبوی مین چلا آیا اور اوس سوسمار کو حضور کے سامنے ڈالکے
بولا کہ جب تک یہ سوسمار تم پر ایمان نہ لائیگی مین بھی ہرگز تمہین سچا نبی نہ سمجھونگا۔ آپنے سوسمار
کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ اے سوسمار بتا تیرا میری نسبت کیا خیال ہے۔ سوسمار نے فوراً
صاف صاف بزبان فصیح خدا کی خدائی اور آپکی رسالت کا اقرار کیا۔ اعرابی اوسی وقت ایمان لایا اور
اپنی قوم مین جاکے ساری کیفیت بیان کی وہ سب بھی خدمت سراپا برکت مین حاضر ہو کے مسلمان ہوے

(۱۳) ایک اندہا حضور اقدس مین حاضر ہوا۔ عرض کی حضور دعا فرمایئن تاکہ میری آنکھون مین
بینائی آجاے۔ ارشاد ہوا اچھا بڑے احتیاط سے وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھکے یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ لِیَکْشِفَ لِیْ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ

یعنی یا اللہ بیشک مین تجہہ سے سوال کرتا ہون اور تیرے سامنے تیرے نبی محمد کو پیش کرتا ہون جو شفاعت کے لیے نبی رحمت ہین اور اے محمد مین تمکو اپنے ربکے سامنے پیش کرتا ہون تاکہ میری آنکھین کھل جائین یا اللہ میرے لئے اونکی سفارش قبول کر۔ اوس اندہے نے ایسا ہی کیا فوراً اوسکی آنکھین اچھی خاصی ہوگئین۔

حضرت عثمان بن حنیف نے اس حدیث کو بیان کیا ہے اونکے خاندان مین یہ عمل مدتون تک جاری رہا۔ لوگون کو بھی بتادیا کرتے تے اور حاجتین اونکی پوری ہوجاتی تہین۔ دیگر حاجات کے لیئے آخری حصہ دعا مذکورہ بالا کا اسطرح پڑہتے تھے لِیَکْشِفَ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِیَقْضِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ بعد اسکے جو مراد ہو مانگ لی جاے۔ اس نماز کو صلوٰۃ الحاجت کہتے ہین۔

(۱۴) ترمذی نے جناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ مکہ کے باہر چلا گیا۔ حضور جس پہاڑ یا درخت کے پاس سے گذرتے تہے اوس سے السّلام علیك یا رسول اللّٰه کی صدا بلند ہوتی تھی غرضکہ جمادات و نباتات دونون ہمارے حضور کے سلامی تھے۔

(۱۵) بیہقی نے ابوذر سے روایت کی ہے کہ مین حضور صلعم کا وقت خلوت تاک کے آپکے پاس جا بیٹھا کرتا تہا۔ ایک دن آپ اکیلے بیٹھے ہوے تھے کہ مین بہی تنہائی کو غنیمت سمجہکے پاس جا بیٹھا۔ میرے بیٹھتے ہی جناب صدیق اکبر آپہونچے اور آداب بجالا کے حضور کی داہنی طرف بیٹھ گئے۔ اونکے بعد فاروق اعظم تشریف لاے اور ابوبکر کے داہنے ہاتھ کی طرف بیٹھے پہر جناب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آکے جناب عمر کے داہنی طرف بیٹھے۔ اوسوقت حضور صلعم

کے سامنے سات کنکریان پڑی تہین آپنے اونکو اپنی ہتیلی پر رکہلیا۔ وہ کنکریان خدا کے نام کی تسبیح پڑہنے لگین۔ ہم سب نے اونکی آواز سنی جو مثل شہد کی مکہی کی آواز کے تھی۔ پہر آپ نے اونہین زمین پہر رکہدیا وہ خاموش ہورہین۔ حضور نے اونکو پہر اوٹہا کے صدیق اکبر کے ہاتہہ مین رکہدیا اونکی ہتیلی پر بہی اونہون نے اوسیطرح تسبیح کی اور ہمنے صاف طور سے اونکی آواز سنی جب حضرت ابوبکر نے اونہین رکہدیا تو وہ چپ تہین۔ آنحضرت صلعم نے اوٹہا کے جناب عمر فاروق کو دیدین۔ اونکے پاس بہی اونہون نے اللہ اکبر وللہ الحمد کہا۔ جب فاروق اعظم نے اونکو زمین پر ڈالدیا تو تسبیح اونکی بند ہوگئی پہر حضور پرنور نے اونکو عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتہہ پر رکہا اونکی کف مبارک مین بہی اونہون نے حسب سابق خدا کا نام رٹنا شروع کیا۔ جب ذی النورین نے اونکو زمین پر رکہا تو وہ ایسی ساکت ہوئین کہ پہر نبولین۔ آنحضرت نے فرمایا کہ علی مرتضیٰ اسوقت نہ آئے ورنہ یہ اونکے ہاتہہ مین بہی تسبیح کرتین۔ بیشک یہ نبوت کی خلافت کی دلیل ہے۔ اے لوگو میرے بعد تم اسکا لحاظ رکہنا۔ حافظ ابوالقاسم نے اس حدیث کو حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہے۔ اونکے بیان مین اتنا اور زیادہ ہے کہ جب حضرت عثمان نے اون کنکریون کو زمین پر رکہدیا تو آنحضرت نے اونکو حاضرین مین سے ہر ایک کے ہاتہہ پر رکہا لیکن اونہون نے کسی کے ہاتہہ مین تسبیح نہ کی۔

(۱۶) بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میرے والد بزرگوار اپنے اوپر بہت سا قرضہ چہوڑ کے مرے تھے اونکے قرضخواہون نے مجہے آگہیرا۔ مین نے اون سے استدعا کی کہ بہائی تم تمام چہوہارے جو میرے نخلستان مین ہین لیلو اور مجہے قرضہ سے بری کردو۔ اونہون نے نہ مانا اور کہا کہ ہمارا قرض بہت ہے ان چہوہارون سے کیسے ادا ہوسکیگا۔ مین غمگین اور ملول ہوکر خدمت اقدس نبوی مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور پرنور پر

روشن ہے کہ والد ماجد جنگ اُحد مین شہید ہوے اور بہت سا قرضہ چہوڑا۔ قرضخواہ مجھے تنگ کرتے ہین مین نے اپنے نخلستان کے سب چہوہارے بھی اونکو دیے لیکے اپنا پیچھا چہوڑانا چاہا مگر اونہون نے جواب دیا کہ اتنے چہوہارون سے ہمارا قرضہ کب بیباق ہو سکتا ہے۔ حضور اگر میرے ہمراہ چلکے قرضخواہون کو سمجھا دین تو عجب نہین کہ وہ مان جائین۔ میری یہ گذارش سنکے آپ میرے ساتھ ہو لئے اور قرضخواہون کو جاکر سمجھایا مگر پھر بھی وہ نمانے۔ ارشاد ہوا کہ اچھا کچھ پرواہ نہین تم ہر قسم کے چہوہارے الگ الگ ڈہیرون مین جمع کرو۔ ہم آج یہان سے ان کی کوڑی کوڑی ادا کرکے جائینگے۔ ہم نے قسم قسم کے چہوہارون کے جدا جدا ڈہیر کردئے اور حضور سے التماس کی کہ ڈہیر تیار ہین۔ آپ اونکے پاس جاکر سب سے بڑے ڈہیر کے گرد تین بار گہومے اور اوسپر بیٹھہ کے فرمایا کہ جابر اپنے قرضخواہون کو بلاؤ اور پیمانہ لیکے ناپ ناپ کر دینا شروع کرو۔ مین نے قرضخواہون کو بلا کے اوسی ڈہیر مین سے پیمانہ بھر بھر کے اونکو دینا شروع کیا یہان تک کہ والد کا سارا قرضہ چک گیا اور وہ ڈہیر جون کا تون بنا رہا۔ حضرت جابر فرماتے ہین کہ قسم ہے خدا کی جسوقت ہم گھر کے آدمی چہوہارون کے ڈہیر لگا رہے تھے آپسمین کہتے جاتے تھے کہ ان سب ڈہیرون سے اگر ہمارا قرضہ پورا ہو جاے تو ہم سستے چہوٹ جائینگے۔ مگر عنایت ایزدی سے ہمارے سب ڈہیر جیسے کے تیسے لگے رہے اور قرضہ آنحضرت کے صدقہ مین ادا ہو گیا

(۱۷) خلافت اور خلفاے راشدین کی بابت حضور نے پہلے سے یہ پیشین گوئیان کردی تہین۔ چنانچہ سفینہ آنحضرت کے غلام سے ابن حبان نے روایت کی ہے کہ جب حضور نے مسجد نبوی کی بنیاد ڈالی تو نیو کا پہلا پتہر اپنے ہاتھہ سے رکھا پہر صدیق اکبر کو حکم ہوا کہ اس پتہر کے پاس ایک پتھر اپنے ہاتھہ سے رکھو۔ پہر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ابو بکر کے پتھر سے اپنا پتہر ملادو۔ پہر جناب عثمان ذی النورین سے ارشاد ہوا کہ تم عمر کے

پتھر کے پاس ایک پتھر رکھدو - جب حضرت عثمانؓ اپنا پتھر جما چکے تو فرمایا کہ یہی میرے بعد خلیفہ ہونگے - حاکم نے مستدرک مین اور بیہقی نے دلائل النبوۃ مین اس حدیث کو صحیح مانا ہے -

(۱۸) حاکم نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ مجھے بنی المصطلق نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین روانہ کیا اور پوچھوایا کہ حضور کے بعد ہم صدقات کس کے پاس بھیجین - ارشاد ہوا کہ ابو بکر کے پاس - اگر وہ بھی نہون تو عمر کے پاس - اگر وہ بھی نہون تو عثمان کے پاس - اور اگر خدانخواستہ عثمان پر بھی کوئی حادثہ واقع ہوگیا تو ہمیشہ خرابی ہی خرابی ہے

(۱۹) صحیحین مین ابو ہریرہ اور ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ مین ایک کنوئین پر کھڑا ہون اور اوسپر ایک ڈول رکھا ہے - مین نے اوس سے پانی نکالا - میرے بعد ابو بکر نے دو ڈول باہستگی نکالے - پھر وہ ڈول بہت بڑھ گیا اور اوسے عمر بن الخطاب نے لیلیا - مین نے کوئی قوی جوان اونکے مثل پانی نکالنے مین نہین دیکھا اونہون نے بہت کوشش اور زور شور سے پانی کھینچا اور بڑی خاطرداری سے لوگون کو پلایا یہان تک کہ لوگ سیراب ہو گئے جوق جوق کنوئین کے گرد جمع ہوتے چلے جاتے تھے

(۲۰) ابوداؤد اور حاکم نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین دیکھا کہ ابو بکر میرے ساتھ معلق کئے گئے ہین - اور اونکے ساتھ عمر - اور عمر کے ساتھ عثمان - جابر بن عبد اللہ فرماتے ہین کہ جب ہم لوگ مجلس نبوی سے باہر نکلے تو باہم یہ باتین ہونے لگین کہ یہ خواب ہے رسول اللہ کا اسکا مطلب یہ ہے کہ جس کام کے لئے اللہ تعالے نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے اوسکے والی یہی لوگ ہونگے -

(۲۱) حاکم نے سفینہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلعم کی عادت تھی کہ بعد نماز صبح اصحاب کی طرف متوجہ ہوکے دریافت فرماتے کہ اگر رات کو تم مین سے کسی نے کوئی خواب

دیکھا ہو تو میرے سامنے بیان کرے - ایکدفعہ حضور سے ایک شخص نے کہا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ ایک ترازو آسمان سے لٹکائی گئی اور آپکو اوسکے ایک پلہ مین اور ابوبکر کو دوسرے مین رکھا آپ اون سے بھاری نکلے - پھر ابوبکر اور عمر تولے گئے اوسمین ابوبکر زیادہ نکلے - اوسکے بعد عمر عثمان کے ساتھ تُلے تو عمر بھاری نکلے - بعد اسکے ترازو اوٹھگئی - یہ خواب سنکے آنحضرت کے چہرہ کا رنگ فق ہوگیا اور فرمایا افسوس خلافت تیس ہی برس رہیگی اوسکے بعد بادشاہی ہو اسی مضمون کو ترمذی اور ابوداؤد نے بھی ابوبکرہ سے روایت کیا ہے -

(۲۲) ابوداؤد نے سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضور سے عرض کی کہ یارسول اللہ رات کو مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا - ناگاہ ابوبکر آئے اور اوسکی رسیان پکڑ کے تھوڑا سا پانی پیا - پھر عمر نے آکے اوسے تھام لیا اور خوب سیراب ہوکے پانی نوش فرمایا - پھر عثمان آئے اور اونھون نے بھی اچھی طرح پی لیا - جناب علی مرتضیٰ نے آکے جو رسیان اوسکی پکڑین تو وہ کھل گئین اور پانی سارا بہہ گیا چند قطرے البتہ علی پر آن پڑے -

(۲۳) بخاری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ ایکدن جناب رسول اللہ معہ ابوبکر و عمر و عثمان کے کوہ اُحد پر چڑھ گئے - پہاڑ ہلنے اور تھرتھرانے لگا - آپ نے اُحد پر ایک لات ماری اور فرمایا اے احد ٹھیر جا یہ کیا کرتا ہے کیا تجھے معلوم نہین کہ اسوقت تجھپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید موجود ہین - پس آپ نے حضرت عمر اور عثمان کی شہادت کی پیشین گوئی پہلے سے کی -

صحیحین مین حضرت حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ ایک وعظ مین آنحضرت صلعم نے قیام قیامت تک جتنے امور اہمہ ہونے والے تھے اون سبکو بیان کردیا تھا بعضون نے

اونہین یاد رکھا اور بعضے بہول گئے۔ جن باتون کو مین بہولگیا ہون اونمین سے اگر کوئی واقع ہوجاتی ہے تو اوسے دیکھکر مجہنے یاد آتا ہے کہ یہ وہی بات ہے جسکی حضور صلعم نے خبر دی تھی۔ عالمان علم حدیث پر یہ بات بخوبی روشن ہے کہ جناب رسول خدا نے بڑے بڑے واقعات آیندہ کی خبر دے دی تھی۔ منجملہ اونکے اکثر کی تطبیق وقوع کے بعد ہو بھی گئی۔ پس چند روایات مندرجہ بالا کے دیکہنے سے اور حضرت حذیفہ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت بھی ایسا امر نہین کہ جسکی خبر حضور نے نہ لی ہو مگر اسے اصول دین اور مہتم بالشان نہ سمجہکے مسلمانون کے اجتماع پر چہوڑ دیا تاکہ وراثت سے بادشاہت قائم کر لینے کا شبہ نبی کی نسبت نہ ہوجاے اور لوگ نبوت کو خاندانی بادشاہت حاصل کرنیکا پردہ نہ سمجہین نیز افعال واقوال وخصائل وشمائل نبوی پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خلافت کے نسبت گو کوئی صاف حکم نبوی موجود نہین مگر جس ترتیب سے خلافت ہوئی ہے اوسکی خبر حضور کو ضرور تھی اس سے کوئی منصف اور بلا تعصب مورخ انکار نہین کر سکتا۔ اگر یہ ترتیب اسلام کے لئے مضر اور اوسکی بیخ کن ہوتی تو ضرور اوسکی تدبیر اور ممانعت کی جاتی۔ پس فی زماننا ہم پچہلے لوگون نے خلافت کے باب مین جو مناظرے اور مناقشے پیدا کر لئے ہین وہ ہماری کمبختی اور زوال کی تصانیف سے ہین ورنہ اونکی کوئی اصل نہین۔ نہ خلافت اصول اسلام مین داخل ہے۔

(۲۴) امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے سفینہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد تیس برس خلافت ہوگی پہر کٹکہنی بادشاہت قایم ہوجائیگی۔ پس ہم ان تیس برس والون کو خلفاے راشدین کہنے سے باز نہین رہ سکتے۔

حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ترجمہ مشکوٰۃ شریف مین لکھتے ہین کہ مدت خلافت صدیق اکبر دو برس تین ماہ نو دن۔ فاروق اعظم دس برس چہ ماہ پانچ دن۔ جناب عثمان

بارہ[۱۲] برس بارہ دن کم حضرت علی مرتضیٰ چار برس نو ماہ حضرت امام حسن چھ[۶] ماہ - میزان تیس[۳۰] برس دو[۲] دن

اس حدیث کے راوی سفینہ نے بھی بحذف کسور ان مدتون کو یون بیان کیا ہے کہ

ابوبکر دو سال خلیفہ رہے - عمر دس برس - عثمان بارہ برس - اور علی چھہ برس اسمین خلافت علی

کے بعد چھہ مہینے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے باقی نہین رہتے -

(۲۵) امام احمد اور بیہقی نے حضرت حذیفہ سے دلائل النبوۃ مین روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا "جب تک خدائے تعالےٰ کی مرضی ہوگی نبوت رہیگی پھر اللہ اوسے اوٹھا لیگا - اوسکے بعد اللہ جب تک چاہیگا خلافت نبوت کے طریقہ پر رہیگی پھر خدا اوسے بھی اوٹھا لیگا اوسکے بعد جبر والی بادشاہت ہو جائیگی اور وہ جب تک خدا رکھیگا رہیگی پھر اوسے بھی خدا اوٹھا لیگا - اوسکے بعد دوبارہ خلافت نبوت کے طریقہ پر قایم ہوگی" اتنا کہکے حضور صلعم نے سکوت اختیار کیا - اس حدیث کے راوی حبیب بن سالم تابعی جو نعمان بن بشیر کے آزاد غلام اور کاتب ہین فرماتے ہین کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوے تو مین نے اونہین یہ حدیث بھیجی اور لکھا کہ کٹکھنی جبری بادشاہی کے بعد تم خلیفہ ہوے ہو وہ اس حدیث کو معلوم کرکے بہت خوش ہوے - لیجیے عمر بن عبدالعزیز کی خلافت تک کی خبر لیلی گئی تھی - مگر نہ تھی تو اپنے گھر کی - انصاف شرط ہے -

(۲۶) ابونعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایکدن میری والدہ ماجدہ ام الفضل جناب رسول خدا صلعم کے سامنے سے گذرین - ارشاد ہوا کہ تمہارے اس حمل سے جب لڑکا پیدا ہو تو اوسے میرے پاس لے آنا - جب وضع حمل ہوا تو والدہ بچہ کو حکم نبوی کے بموجب حضور مین لیگئین - حضور نے لڑکے کے داہنے کان مین اذان اور بائین مین اقامت کہی اور لعاب دہن مبارک اوسکے منہ مین ڈالکے نام اوسکا عبداللہ رکھا اور فرمایا کہ لیجاؤ اس خلیفون کے باپ کو -

والدہ نے یہ بات جاکر والد سے کہی اونہون نے خدمت نبوی مین حاضر ہوکے اسکا مطلب دریافت کیا۔ ارشاد ہوا کہ حقیقت مین اس لڑکے کی اولاد سے بہت سے خلیفہ ہونگے پس اس حدیث کے موافق عبد اللہ بن عباس کی اولاد مین ابو العباس سفاح ہوا جسکے خاندان مین تمام خلفائے بنی عباس ہین۔ اور پانسو برس سے زیادہ جنمین خلافت رہی۔

(۲۷) بیہقی اور ابن عدی نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ ایک نوجوان انصاری نے وفات پائی۔ اونکی مان نہایت ضعیف اور اندہی تھین۔ ہمنے جنازہ پر ایک کپڑا ڈالدیا اور بڑی بی کو تسلی اور تشفی دینے لگے۔ اونہون نے دریافت فرمایا۔ اے لوگو کیا میرا بیٹا مرگیا۔ ہمنے جوابدیا کہ ہان۔ بڑہیا رو بقبلہ ہو بیٹھی اور یون مناجات کرنے لگی۔ "یا الہ العالمین اگر تو جانتا ہے کہ مین نے تیری طرف اور تیرے پیغمبر کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ تو ہر تکلیف مین میری مدد کرے تو یہ مصیبت مجھپر نہ ڈال" ہم سب لوگ وہین بیٹھے تھے کہ بڑہیا کے یہ کہتے ہی مردہ کپڑا کہول کے اوٹھہ بیٹھا اور ہمنے اور اوس نے ساتھہ بیٹھکے کہانا کہایا۔ امت محمدی کی ایک بڑہیا کا یہ ہلکا سا کام ہے۔

(۲۸) بیہقی نے عبد اللہ بن عبید اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ جب ثابت بن قیس جنگ یمامہ مین شہید ہوے تو اونکو قبر مین جاکے اوتار دیا۔ وہ قبر مین پہونچکے اوٹھہ بیٹھے اور فرمایا "محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیق عمر الشہید عثمان البر الرحیم" اس بات کو ہم لوگون نے بخوبی سنا۔ ثابت اتنا کہکے پہر لیٹ گئے۔ اب ہمنے جو دیکھا تو باتین کرنے سے پہلے جیسے مردہ تھے ویسے ہی ہین۔

(۲۹) طبرانی اور ابو نعیم اور ابن مندہ نے نعمان بن بشیر سے روایت کی ہے کہ زید بن خارجہ خزرجی بدری ہین اونہون نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین وفات پائی

جنازہ ڈہکا ہوا گھر مین رکھا تھا۔ وقت مغرب اور عشا کے درمیان تھا۔ عورتین جنازہ کے گرد بیٹھی رو پیٹ رہی تھین۔ ناگہان حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ پر سے کپڑا ہٹا کے عورتون کو ایک ڈانٹ بتائی کہ خاموش رہو۔ پہر فرمایا محمد رسول اللہ الامین وخاتم النبیین فی الکتاب الاول۔ یعنی محمد رسول اللہ امین اور خاتم پیغمبران ہین پہلی کتاب یا لوح محفوظ کے بموجب۔ پہر کہا صدق صدق" یعنی محمد رسول اللہ نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے۔ پہر صدیق وفاروق وعثمان کی تعریف کی اور السلام علیك یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہوے منہ ڈہک لیا اور جیسے ان باتون سے پہلے مردہ بیجان تھے ویسے ہی ہوگئے۔

(۳۰) ایک بڑہیا کے بیٹے کو حضرت غوث الثقلین قدس اللہ سرہ العزیز سے کمال محبت تھی اکثر آپکی خدمت مین حاضر رہتا اور دنیا کے کاروبار مین کم مشغول ہوتا۔ ایک دن بڑہیا جناب غوث اعظم کی خدمت مین حاضر ہو کے کہنے لگی کہ حضور مین اس لڑکے کو غلامی مین دیتی ہون اور میرا جو حق اس پر ہے اوسے للہ معاف کرتی ہون آپ اسے تعلیم باطن دین۔ یہ میرے کسی کام کا نہین ہے گہر پر ایکدم نہین ٹکتا آپ ہی کے پاس بنا رہتا ہے۔ یہ کہکے بڑہیا چلدی اور لڑکے کو چہوڑ گئی۔ آپنے اوسے ریاضت اور تعلیم باطن مین لگا دیا۔ کبھی کبھی بڑہیا بھی اپنے بیٹے کو دیکھنے خانقاہ مین چلی آتی تھی۔ ایک دن جو آئی تو دیکھتی کیا ہے کہ بیٹا چنے چبا رہا ہے اور بہت دُبلا اور ناتوان ہوگیا ہے۔ اسکے بعد وہ جناب غوث پاک کے پاس پہونچی آپ مرغن گوشت مرغی کا تناول فرما رہے تہے۔ مان کی مامتا نے نہ مانا عرض کیا کہ آپ تو مرغ کا گوشت کہاتے ہین اور میرا بیٹا چنے چاب رہا ہے حضور نے مرغی کی ہڈیون پر ہاتھ رکھکے فرمایا قومی باذن اللہ الذی یحیی العظام وھی رمیم" یعنی اوس خدا کے حکم سے اوٹھہ کھڑی ہو جو بوسیدہ ہڈیون

کو زندہ کریگا۔ اتنا کہنا تھا کہ مرغی فوراً زندہ ہوگئی اور آواز دینے لگی۔ آپنے بڑھیا سے فرمایا کہ تیرا بیٹا جب ایسا ہو جاے تو جو جی مین آے کہا ے۔ امام یافعی نے مرآۃ الیقظان مین اس حال کو لکھا ہے

ناظرین یہ نہ سمجھین کہ آنحضرت کے معجزات لکھنے کا دعوی کیا گیا تھا اور یہ کرامتین دوسرے لوگون کی کیون لکھی جانے لگین۔ اسلئے التماس ہے کہ احیاے موتی نصاری کا مایۂ افتخار ہے کہین مسیح علیہ السلام نے دو چار مردے جو جلادئے ہین تو الوہیت اونہین مان لی گئی اور تثلیث کے ایک اقنوم بنا دئے گئے اس لئے یہ کام ذلیل کرکے اتباع محمد کو دیدیا گیا ہے کہ قُم باذنی کہکے مردے جلایا کرین۔

(۱۳۱) ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تھوڑے سے چھوہارے خدمت اقدس نبوی مین لاے اور عرض کی کہ حضور ان چھوہارون مین برکت ہو جانے کے لئے دعا فرمائے۔ حضور نے اون چھوہارون کو اکٹھا کرکے اون مین برکت ہونیکی دعا فرمائی اور اون کو جناب ابوہریرہ کے توشہ دان مین ڈالکے فرمایا کہ جب جی چاہا کرے اسمین سے چھوہارے نکال لیا کرو۔ ہمیشہ نکلتے رہینگے قیامت تک تم اسے خالی نہین پا سکتے۔ ہان اتنا ضرور خیال رکھنا کہ کبھی اسے جھاڑنا نہین۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہین کہ اوس توشہ دان مین ایسی برکت ہوئی کہ منون چھوہارے مین نے راہ خدا مین خرچ کردئے اور جب مجھے بھوکھ لگتی اور کھانے کو کچھ نہوتا تو اوسی مین سے چھوہارے کھاکے پیٹ بھر لیتا تھا اور جس دوست و آشنا کو ضرورت ہوتی اوسی مین سے نکال نکال کر کھلایا کرتا تھا غرضکہ جب اوسمین ہاتھ ڈالا ہے لپ بھر بھر کے چھوہارے اوسمین سے نکالے ہین کبھی کمی نہین آئی۔ اس صفت نے اوس توشہ دان کو میرا ایسا عزیز بنا رکھا تھا کہ ایک دم کو اوسے جدا نہ کرتا تھا ہر وقت کمر مین بندھا رکھتا تھا۔ تیئس ۲۳ برس کامل میرے پاس رہا مین نے لاکھون من چھوہارے اوسمین سے لٹاے اور کھلاے اور کھاے۔ عجب برکت کا خزانہ خدائی

مجھے عطا فرمادیا جسے مین اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا اور دم بھر اپنے سے جدا نہ کرتا تھا۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ شامتِ اعمالِ خلائق زوالِ برکت کا باعث ہوتی ہے لوگون سے گناہ عظیم سرزد ہوا اور فتنہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ اوٹھا اوسکی شومی سے ایک دائمی برکت میرے ہاتھ سے جاتی رہی۔ مدینہ مین جو قیامت اوس روز بپا تھی اوسکے ہنگامہ مین مجھے سرو تن کی خبر نہ رہی میری کمر سے کسی نے وہ توشہ دان کھول لیا جب مجھے ہوش آیا تو وہ میرے پاس نہ تھا۔ وہ نشانی رسول کریم کی کہ جیسی کہی کے پاس نہ تھی میرے پاس سے جاتی رہی یہ شعر پڑہتا تھا اور جان کھوتا تھا۔

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَلِيْ فِي الْيَوْمِ هَمَّانِ	فَقْدُ الْجِرَابِ وَقَتْلُ الشَّيْخِ عُثْمَانَ

یعنی لوگون کو تو ایک رنج ہے مگر مجھے آج دو رنج ہوگئے ایک تو گم ہوجانا توشہ دان کا دوسرے شہید ہونا جناب عثمان کا۔

(۳۲) مسلم اور ابو داؤد نے عبداللہ بن جعفر سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضور کسی باغ مین تشریف لے گئے اوسمین ایک اونٹ نہایت شریر اور بدذات تھا جو شخص باغمین جاتا اوسے کاٹنے کو دوڑتا تھا۔ سینکڑون آدمی اوسنے مجروح کردئے تھے۔ لوگون نے حضور کو بھی اندر جانے سے روکا اور عرض کی کہ آپ وہان نہ جائین ورنہ وہ ظالم دشمنون کو بھی مضرت پہونچائیگا ارشاد ہوا کہ لوگو۔ سوائے نافرمان جن وانس کے سب چیزین زمین و آسمان کی مجھے پہچانتی ہین کہ مین خدا کا رسول ہون کوئی شے مجھے مضرت پہونچانے کی روادار نہین وہ اونٹ مجھے ہرگز نہ ستائیگا۔ یہ کہکے حضور باغ مین داخل ہوے اور اونٹ کو للکارا۔ اونٹ نے جو آواز سنی تو کان دبائے ہوے سیدہا حضور کی طرف چلا آیا اور سجدہ کرکے پیشانی قدوم میمنت لزوم پر ملنے لگا۔ آپ نے مہار اوسکی ناک مین ڈالدی اور فرمایا کہ خبردار اب خدا کی کسی مخلوق کو تکلیف نہ دینا۔

لوگ اوس اونٹ کا عجز و انکسار دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے۔

اونٹ کے سجدہ کرنیکی حدیثین جناب ابوہریرہ اور جابر بن عبداللہ اور یعلی بن مرہ اور عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہم نے متعدد طریقون سے روایت کی ہین۔ محدثین مین سے مسلم اور ابوداؤد اور ابونعیم اور بیہقی اور حاکم اور امام احمد اور دارمی اور بزار نے اپنے اپنے طریقہ سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن ابی اوفی صحابی ہین۔ اور ابواوفی کا نام علقمہ بن خالد ہے یہ قبیلہ اسلم سے تھے۔ عبداللہ بن ابی اوفی قصہ حدیبیہ مین حاضر تھے اور آنحضرت کی وفات کے بعد مدتون تک زندہ رہے۔ ۸۷ھ مین انتقال کیا۔ جو صحابہ کوفہ مین تھے اون سب مین آخر کو اونکا انتقال ہوا ہے

(۳۴۳) بیہقی نے روایت کی ہے کہ سفینہ سمندر کے سفر مین تھے کہ جہاز ٹوٹ گیا اور سفینہ ایک تختہ پر بیٹھے ہوے ایک نیستان کے کنارہ جا لگے تختہ سے اوترتے ہی شیر کا سامنا ہوگیا۔ وہ انکی طرف جھپٹا جب پاس پہونچا تو سفینہ نے اوس سے کہا کہ مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کیا ہوا غلام ہون۔ شیر نے حضور کا نام نامی اور اسم گرامی جو سنا تو کانپ گیا۔ سفینہ کی طرف بڑھکے اپنا کندھا اون سے لگایا اور اونکے ساتھہ ساتھہ چلا یہانتک کہ اونہین بحفاظت تمام شارع عام پر پہونچا گیا پھر تھوڑی دیر تک شیر کے باریک آواز سے کچھہ کہا اور اپنی دُم اونکے ہاتھہ سے لگاکر جنگل مین غایب ہوگیا۔ سفینہ کا نام رومان یا مہران یا طھمان تھا۔ ایک سفر مین آنحضرت نے اونکو بہت سا اسباب اوٹھائے ہوے دیکھکر فرمایا کہ تو سفینہ ہے۔ جب سے اونکا لقب سفینہ یعنی کشتی ہوگیا۔

(۳۴۴) بزار اور ابونعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ تم مین سے کوئی سرخ

اونٹ پر سوار ہو کے نکلے گی یہانتک کہ حواب کے کتے اوس پر بھونکینگے بہت سے لوگ اوسکے ساتھہ مارے جائینگے اور وہ قتل سے بال بال بچکے نجات پائیگی۔

ملاحظہ ہو کہ یہ آپ جنگ جمل کا حال کہہ گذرے جو حضرت علی کی خلافت کے زمانہ مین ہوئی تھی۔ بھلا ایسی مشرح اور مفصل پیشین گوئیان آج تک کسی نے کی بھی ہین۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ و ماضی سب آئینہ تھا۔ مردہ کا جلانا۔ برص کو اچھا کر دینا اوراندہے کو بینا کرنا تھوڑے سے کھانے سے بہت سے آدمیونکا پیٹ بھر دینا بیشک معجزے ہین اور قابل قدر مگر جہانتک ہماری عقل کام دیتی ہے پیشین گوئی بڑی نازک چیز ہے اور اس سے بڑہکے کوئی معجزہ نہین ہو سکتا۔ یہان بفضل خدا روایات معتبرہ سے پیشین گوئیونکا ایسا ڈہیر لگ سکتا ہے کہ چہوٹی موٹی ایک کتاب بنجاے۔ چونکہ قصہ جنگ جمل بہت طول و طویل ہے اسلئے یہان ہم قلم انداز کرتے ہین۔

(۳۵) صحیح بخاری مین ابو بکرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اللہ تعالے اسکے باعث سے مسلمانون کے دو بڑے گروہون مین صلح کرادیگا اور ہزارون مسلمانون کا خون اسی کے طفیل سے زمین پر نہ بہیگا۔ اسی کے مطابق ہوا یعنی بعد شہادت جناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے لوگون نے امام حسن کے ہاتھہ پر بیعت کی اور آپ خلیفہ ہوے اور ایک بڑا لشکر جرار چالیس ہزار آدمی کا ساتھہ لیکر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر چڑہ گئے۔ دوسری طرف سے وہ بھی بڑا لشکر لیکر مقابلہ کو آموجود ہوے۔ جناب امام کی سیادت ذاتی اور حلم جبلی نے جوش مارا اور جب آپنے اتنا بڑا مجمع دونون طرف مسلمانون کا دیکھا اور سمجھے کہ ان کا خون ندی نالہ کی طرح میرے ہی سامنے بہیگا تو نانا کی امت پر رحم آگیا اور خلافت پر لات کر کے صلح کرلی اور اہل اسلام کے امن و امان کے باعث ہوے۔ پندرہوین جمادی الاولی ۴۱ھ ہجری مین یہ صلح ہوئی اہل عرب نے

فرط مسرت سے اس سال کا نام عام الجماعت رکھا کیونکہ اسمین شاہزادہ عالم کے قدمونکے طفیل سے سب مسلمان مل جل گئے تھے۔

(۳۶) مسلم نے ابی قتادہ سے روایت کی ہے کہ غزوۂ خندق مین عمار بن یاسر خندق کھود رہے تھے جناب رسول خدا اونکے پاس تشریف لائے اور اونکے سر پر ہاتھ پھیر کے شفقت سے فرمایا کہ اے ابن سمیہ افسوس تجھے باغیون کا ایک گروہ شہید کریگا۔ سمیہ جناب عمار کی والدۂ ماجدہ کا نام ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جنگ صفین مین جناب علی مرتضیٰ کے ساتھ تھے اور وہین ۳۷ھ مین شہید ہوئے۔

(۳۷) ابو داؤد اور بیہقی نے عاصم بن کلیب سے روایت کی ہے کہ ایکدن آنحضرت کسی انصاری کے جنازہ پر تشریف لے گئے جب تجہیز و تکفین اور دفن سے فراغت ہوگئی تو میت کی عورت نے حضور کی دعوت کی آپ اوسکے گھر تشریف لے گئے جب کھانا آیا تو ایک ہی لقمہ آپنے منہ مین رکھا تھا ابھی نگلنے کی نوبت بھی نہین آئی تھی کہ آپنے اوسے اوگلدیا اور فرمایا کہ یہ ایسی بکری کا گوشت ہے جو بغیر اجازت مالک کے ذبح کرلی گئی ہے۔ صاحب خانہ عورت نے کہلا بھیجا کہ مین نے بازار سے بکری خریدنے کو آدمی بھیجا تھا وہان بکری دستیاب نہوئی۔ پھر میرے ایک ہمسایہ کے پاس بکری تھی اوسکے پاس آدمی بھیجا وہ گھر پر نہ ملا مگر اوسکی بیوی نے یہ بکری میرے پاس بھجوا دی مین نے ذبح کر ڈالی۔ ارشاد ہوا کہ اسکا کھانا جائز نہین۔

(۳۸) صحیحین مین حضرت انس سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے جناب زینب رضی اللہ عنہا سے عقد کیا تو میری والدہ ام سلیم نے چھوہارون اور گھی اور پنیر کا کھانا بنا کے پیالہ مین مجھے دیا اور فرمایا بیٹا انس اسے حضور نبوی مین لیجا کے عرض کر کہ حضرت یہ تھوڑا سا کھانا ہے اسے آپ ہی تناول فرمالین۔ مین اوسے خدمت اقدس مین لے پہونچا اور جو کچھ

والدہ ماجدہ نے کہا تہا عرض کردیا۔ آپنے میری التماس سنکے فرمایا کہ اچہا اس کہانے کو رکہدو اور جاکے فلان اور فلان اشخاص کو بلالاؤ اور اونکے علاوہ جو تمکو راستہ مین ملے اوسے اپنے ساتھہ لیتے آنا۔ پس مین نے پہلے تو اون لوگون کو تلاش کرکے اپنے ہمراہ لیا جنکے نام حضور نے مجھے بتاے تھے پہر جو راہ مین ملتا گیا اوسے لیتا گیا یہانتک کہ تین سو آدمیون سے زیادہ لاکے گھر پر اکٹھا کردئے۔ حضور نے دست مبارک کہانے پر رکھکے کچھہ زبان سے فرمایا پہر دس دس آدمیون کو بلاتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدا کا نام لیکر اپنے آگے سے کہاؤ۔ یہ نوبت ہوگئی کہ ایک گروہ نکلتا تہا اور دوسرا داخل ہوتا تہا۔ یہان تک کہ سب شکم سیر ہوگئے پہر آپنے مجھے حکم دیا کہ اے انس اس پیالہ کو اوٹہا کے دیکھہ۔ مین نے جو اوسے اوٹہایا تو حیران تہا یعنی مین نہین کہہ سکتا کہ جب مین نے اوسے لاکے رکہا تہا تب وہ زیادہ تہا یا جب اوٹہایا اوسوقت زیادہ تہا۔

(۳۹) بخاری نے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت ابوہریرہ کو کہانا بالکل نہ ملا تہا تاہم بہوکھے تھے۔ آنحضرت اونہین گہر لے گئے وہان صرف ایک قدح بہر دودہ تہا اور وہ بھی کہین سے ہدیتاً آیا ہوا تہا۔ حضور صلعم نے ابوہریرہ سے فرمایا کہ اچہا اصحاب صفہ کو جاکے بلالاؤ۔ حضرت ابوہریرہ نے دل مین کہا کہ ذرا سا تو دودہ ہے اتنے آدمیون کا بہلا اس سے کیا بہلا ہوگا کاش یہ سب دودہ مجھے ہی ملجاتا تو اچہا تہا مگر حکم کی تعمیل ضرور تھی جناب ابوہریرہ گئے اور سب اصحاب صفہ کو بلالاے۔ ارشاد ہوا کہ ابوہریرہ تمہین ان سبکو یہ دودہ پلاؤ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پلانا شروع کیا ایک شخص کو وہ پیالہ دیدیتے تھے جب وہ خوب سیر ہوکے پی چکتا تہا تو دوسرے کو دیتے تھے یہان تک کہ سبھون نے پیٹ بہر کے پی لیا۔ پہر حضور صلعم نے پیالہ اپنے ہاتھہ مین لیا اور ابوہریرہ سے فرمایا کہ سب اہل صفہ تو سیر ہوچکے اب ہم اور تم باقی ہین تم بیٹھہ جاؤ اور بسم اللہ

پڑہکے پیو - ابو ہریرہ نے اچھی طرح سے پیٹ بھرکے پی لیا جب پیالہ واپس کرنے لگے تو آنحضرت نے فرمایا کہ اور پیو اونہون نے اور پیا پھر ارشاد ہوا کہ اور پیو ابو ہریرہ نے اور پیا اور پیالہ دینے لگے ارشاد ہوا کہ اور پیو - حضرت ابو ہریرہ پیتے جاتے تھے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اصرار کرتے تھے کہ اور پیو اور پیو یہانتک کہ ابو ہریرہ نے عرض کی کہ حضور خدا کی قسم اب تو میرے پیٹ مین بالکل جگہہ نہین رہی - یہ سنکر آپنے پیالہ اپنے ہاتھہ مین لیا اور خدا کی حمد کرکے بسم اللہ پڑہی اور سب دودہ نوش فرما گئے -

(۴۰) جابر بن عبد اللہ نے خطیب سے بیان کیا کہ ایکبار سفر مین آنحضرت کے ساتھہ مجھے بھی جانیکا اتفاق ہوا حضور ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے ناگاہ ایک کالا سانپ سامنے سے سیدھا آپ کی طرف آتا ہوا معلوم ہوا - لوگون نے چاہا کہ اوسے مارڈالین مگر آپنے منع کیا کہ خبردار ایسا نہ کرنا اسے میرے پاس آنے دو یہ اپنے مطلب سے میرے پاس آتا ہے - لوگ خاموش ہوکے تماشا دیکھنے لگے - سانپ نے حضور کے قریب پہونچکے اپنا سر قدم مبارک سے ملا اور مؤدب ہوکے خاموش کھڑا ہوگیا حضور نے ارشاد کیا کہ بیان کرو تمہارا آنا کیسے ہوا - سانپ نے اجازت پاکے اپنا سارا منہ گوش مبارک مین رکھدیا اور تھوڑی دیر کے بعد جب اوس نے اپنا سر نکالا تو آنحضرت نے اپنا منہ اوسکے کانون سے لگادیا اور دیر تک آہستہ آہستہ کچھہ فرماتے رہے جب آپ اوس سے باتین کرچکے تو سانپ اوسی جگہہ غائب ہوگیا نہ معلوم اوسے زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا - ہم لوگون نے حضور سے پوچھا کہ آپنے سانپ کو کیسے کان سے لگا لیا ہم کھڑے ڈر رہے تھے کہ خدا خیر کرے - ارشاد ہوا کہ وہ سانپ نہ تھا بلکہ جن تھا - جنون نے اپنا ایلچی کرکے میرے پاس فلان سورۃ کی کچھہ آیتین دریافت کرنیکے واسطے بھیجا تھا جنہین وہ بھول گئے تھے مین نے اوسے بتادین وہ بیچارہ چلا گیا تمہین میرے ساتھہ دیکھکے سانپ

بن گیا تہا۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ وہان سے حضور سوار ہو کے آگے ایک گانؤن مین پہونچے لوگ پہلے سے آمد کی خبر سن چکے تھے اور گانؤن کے باہر جمع ہو کے تشریف آوری کے منتظر تھے جب آپکی سواری وہان پہونچی تو سبھون نے تعظیم بجالا کے دست بستہ التماس کی کہ حضور ہمارے گانؤن مین ایک نوجوان عورت ہے اوس پر ایک جن عاشق ہو گیا ہے نہ کہاتی ہے نہ پیتی ہے سوکہ کے کانٹا ہو گئی ہے قریب ہے کہ مرجاے اوسکے حال زار پر رحم فرمائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ ہم سب ہمراہیون کے اوس عورت کے گہر پر چلے گئے ہم نے دیکہا تو واقع مین وہ بالکل چاند کا ٹکڑا تہی۔ آنحضرت نے اوس عورت کو اپنے پاس بلایا۔ کہان تو وہ کسی کے کہنے سننے کو خیال مین نہین لاتی تہی حضور کے بلانے سے کان دبائے ہوے خاموش پاس چلی آئی۔ حضور نے ارشاد کیا کہ اے جن تو جانتا ہے مین کون ہون جان لے اور آگاہ ہو جا کہ مین محمد رسول خدا ہون۔ میرا حکم ہے کہ تو اس عورت کے پاس سے چلا جا اور اب ہرگز اسکو اسطور سے نہ ستائیو۔ اتنا سنتے ہی وہ عورت آپے مین آگئی۔ نقاب منہ پر ڈال لیا۔ مردون سے شرم کرنے لگی اور بالکل صحیح وسالم ہو گئی۔

(۱۴) بیہقی اور صابونی اور خطیب اور ابن عساکر نے عباس بن عبد المطلب سے روایت کی ہے کہ مین نے آپکو ایکدن ہنڈولہ مین دیکہا کہ آپ چاند کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے جدہر آپ اشارہ فرماتے تھے اودہر ہی چاند جہک جاتا تہا۔ حضرت عباس فرماتے ہین کہ جسدن سے مین نے یہ کیفیت دیکھی تھی اوسی دن سے آپکی نبوت کی طرف مجہے اعتقاد ہو چلا تہا آخر مسلمان ہونیکے بعد مین نے یہ حال حضور سے بیان کیا ارشاد ہوا کہ اوسدن مین چاند سے باتین کرتا تہا اور وہ مجہہ سے باتین کرتا تہا اور مجہے رونے سے باز رکہتا تہا اور جسوقت وہ عرش کے نیچے سجدہ کے لئے گرتا تہا تو مین اوسکے گرنیکی آواز سنتا تہا۔

(۴۲) صحیحین مین عمران بن حصین سے روایت ہے کہ ایک سفر مین لوگون نے خدمت اقدس مین حاضر ہو کے عرض کی کہ یا رحمتہ للعالمین پانی میسر نہین اور ہم پیاسے مرے جاتے ہین حضور کو یہ سنتے ہی تاب نہ رہی فرط محبت سے ہماری تشنگی پر متاسف ہو کے جناب علی مرتضیٰ اور ایک اور آدمی کو بلایا اور حکم دیا کہ چارون طرف جا کے تلاش کرو کہین پانی کا پتا بھی اس نواح مین ہے یا نہین وہ دونون صاحب چلے اور چارون طرف خوب ہی جستجو کی بڑی دوا دوش کے بعد دیکھا کہ ایک عورت کے پاس دو بڑی بڑی مشکین پانی کی بھری رکھی ہین پس جناب اسد اللہ الغالب علی رضی اللہ عنہ اوس عورت اور اون دونون مشکون کو خدمت نبوی مین لے آے حضور نے ایک برتن منگا کے دونون مشکون کے منہ اوس سے لگا دئیے اور لوگون کو حکم دیا کہ بسم اللہ کہکے پینا شروع کرو۔ عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اوسوقت ہم چالیس آدمیون کو پیاس نے تباہ کر رکھا تھا سب نے سیراب ہو کے پی لیا اور جتنی مشکین اور برتن ہمارے پاس تھے سب بھر لئے جانور ہمارے پانی پی پی کے تر و تازہ ہو گئے پھر جو دیکھتے ہین تو اوس عورت کی مشکین بہ نسبت سابق کے زیادہ بھری ہوئی تھین۔

(۴۳) صحیحین مین روایت ہے کہ جناب انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مدینہ کے قریب زوراء ایک بستی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہان ایک برتن پانی کا منگا کے اوسمین اپنا ہاتھ ڈالدیا حضور کی اونگلیون مین سے پانی کے چشمے اوبلنے لگے تین سو آدمی تھے سبھون نے پی لیا اور اچھی طرح وضو کر لئے۔

(۴۴) ابوداود نے ابوبکرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ نہر دجلہ کے پاس مسلمانون کا ایک بڑا شہر ہوگا نہایت آباد اور دجلہ پر پل بھی بندھا ہوگا۔ اخیر زمانہ مین ترک جنکے چہرے چوڑے اور آنکھین چھوٹی ہونگی اوس شہر پر چڑھائی کرین گے اور نہر کے کنارہ

ٹھیرینگے - اوسوقت شہر کے لوگ تین فرقے ہوجاینگے - ایک فرقہ اپنا اسباب بیلون پر لاد کے جنگل کی راہ لیگا اونکو سمجھلو کہ وہ ہلاک ہوے - ایک فرقہ ترکون کی پناہ مین چلاجایگا وہ بھی مارا گیا - اور ایک فرقہ کے لوگ اپنے بال بچون کو پیچھے کرکے کفار ترک سے مقاتلہ کرینگے وہ لوگ شہید ہین -

خلیفہ عباسی مستعصم باللہ کے عہد مین یہ پیشین گوئی پوری ہوئی - ترکان تاتار نے شہر بغداد پر جو مسلمانون کا شہر عظیم اور دار الخلافت تہا اور دجلہ اوسکے بیچ مین بہتا تہا حملہ کیا دجلہ پر پل بھی اوس زمانہ مین موجود تہا - بعض باشندگان شہر معہ اپنے عیال واطفال کے بہاگ گئے اونھین ترکون نے قتل وغارت کردیا - خود مستعصم باللہ اوراکثر اشراف واعیان شہر نے ترکون کے بادشاہ سے امان طلب کی اوراونکے مطیع ہوگئے وہ بھی نہ بچے - ترکون نے بیرحمی سے اونھین بھی تہ تیغ کیا - کچھ لوگون نے مردانگی اور ہمت کرکے اون کافرون سے جہاد کیا اور شہادت کے درجہ پر پہونچے - پہلے دونون فرقون نے کسی طرح بھی نجات نہ پائی - نہ دنیا ہی حاصل ہوئی نہ آخرت مین کسی درجہ پر پہونچے تیسرا فرقہ جو کافرون سے لڑکے شہید ہوا اوسکی شہادت کی گواہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے دے چکے ہین - سنن ابوداؤد جسمین یہ پیشین گوئی مندرج ہے خلیفہ مستعصم باللہ سے چارسوبرس پہلے کی کتاب ہے -

(۴۵) صحیحین مین ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا - ملک حجاز مین قیامت سے پہلے ایک آگ نکلیگی جو ملک شام کے شہر بصری کو روشن کردیگی اور بصری کے اونٹ اوسکی روشنی مین راہ چلینگے -

اسی پیشین گوئی کے مطابق خلفاے عباسیہ کے اخیر زمانہ مین ۳ جمادی الثانی ۶۵۴ھ جمعہ کے دن عشا کے بعد وہ آگ مدینہ کے پاس سے نکلی جو بڑے شہر کے مانند تھی اوسمین قلعہ اور برج اور کنگرہ معلوم ہوتے تھے طول اوسکا ۱۲ میل - عرض ۴ میل اور بلندی آدمی کے

قدے ڈیوڑہی تھی - وہ آگ دریا کی طرح موجین مارتی اور مثل سیلاب کے چلتی تھی اور بطور بجلی کی گرج کے آواز کرتی تھی پتھرون کو جلاتی اور پہاڑون کو رانگ کی طرح گلا دیتی تھی مگر درختون پر اوسکا کچھ اثر نہین ہوتا تہا اوسکی روشنی مین مدینہ کے لوگ رات کو دن کی طرح کام کر لیتے تہے اوجالا اوسکا مکہ اور بصری اور تیما تک بخوبی دیکھا گیا - قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ اوس زمانہ مین موجود تہے اونہون نے اوس آگ کے ذکر مین ایک مستقل کتاب لکھی ہے اوس کے تمام عجائب وغرائب اوسمین مندرج ہین - لکھتے ہین کہ ۲۷ رجب سنہ ۶۵۴ھ کو وہ آگ فرو ہوئی - اور سید سمہودی نے کتاب خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفی مین اور شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جذب القلوب الی دیار المحبوب مین اور ترجمہ مشکوٰۃ شریف مین بھی اوسکے حالات لکھے ہین - صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ جو اوسکے وقوع سے سینکڑون برس قبل تصنیف ہو چکی تھین اونمین یہ پیشین گوئی موجود ہے -

(۴۶) قطب الدین قسطلانی نے کتاب جمل الایجاز فی الاعجاز بنار الحجاز مین لکھا ہے کہ جب وہ آگ جسکا ذکر اوپر کے معجزہ مین ہے ایک پتھر پر پہونچی جو آدھا مدینہ کی حد مین داخل تہا اور نصف مدینہ کے علاقہ سے باہر تو جتنا حصہ خارج از حرم تہا اوسکو جلا دیا اور نصف داخل تک پہونچکے بجھ گئی - قرطبی نے لکھا ہے کہ وہ آگ مدینہ طیبہ سے ایک مرحلہ پر ظاہر ہوئی مانند دریا سے امواج کے اور یمن کے ایک گانون کو جلا کے خاک سیاہ کر دیا مگر مدینہ کی طرف ٹھنڈی ہوائین ہی آتی تھین -

(۴۷) جناب مولانائے روم قدس سرہ العزیز اپنی مثنوی مقدس مین ایک معجزہ عالم نار سے متعلق تحریر فرماتے ہین اوسے تبرکاً و تیمناً ہم بھی اونہین کے الفاظ مین لکھے دیتے ہین - وہو ہذا

ازانس فرزند مالک آمدست	کہ بمہانی او شخصے شدست

او حکایت کرد کز بعد طعام ✥ دید انس دستارخوان را زرد فام
چرکن و آلوده گفت ای خادمه ✥ اندر افگن در تنورش یکدمه
در تنور پر ز آتش در فکند ✥ آن زمان دستارخوان را هوشمند
جمله مهمانان دران حیران شدند ✥ انتظار دود کاندر وی بدند
بعد یکساعت برآورد از تنور ✥ پاک و اسپید و ازان اوساخ دور
قوم گفتند ای صحابی عزیز ✥ چون نسوزید و منقی گشت نیز
گفت زانکه مصطفی دست و دهان ✥ بس بمالید اندرین دستارخوان
ای دل ترسنده از نار و عذاب ✥ با چنان دست و لبی کن اقتراب
چون جمادی را چنین تشریف داد ✥ جان عاشق را چها خواهد گشاد

حاصل مطلب ان اشعار کا یہ ہے کہ حضرت انس بن مالک نے ایکدن چند احباب کی دعوت اپنے گھر کی۔ مہمان جمع ہوے لونڈی دسترخوان لاکے بچھا گئی۔ وہ نہایت کثیف اور میلا کچیلا تھا۔ جناب انس نے لونڈی سے فرمایا کہ تو نے اسے ایکدم کے لیئے تنور مین کیون نہین ڈالدیا تاکہ صاف ہوجاتا۔ اتنا کہکے اوسے سمیٹ سماٹ تنور مین جھونکدیا لوگ سمجھے تھوڑی دیر مین شعلہ اوٹھکے وہ راکھہ ہوجائیگا۔ ایک ساعت کے بعد حضرت انس نے ہاتھہ ڈالکے دسترخوان کو نکال لیا صاف و پاک اور سفید براق تھا۔ لوگ اوسے دیکھکے دنگ رہگئے اور حضرت انس سے پوچھا۔ جناب یہ کیا بات ہے کہ دسترخوان آگ مین نہین جلا۔ بلکہ پاک و صاف ہوکے نکلا۔ جناب انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ صاحبو اسمین کچھہ تعجب کی بات نہین یہ وہ دسترخوان ہے جس سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھہ منہ پونچھے ہین یہ حضور کے ہاتھہ اور منہ کی برکت ہے کہ آگ اس پر اثر نہین کرسکتی

اس جگہہ جناب مولوی معنوی فرماتے ہین -

اے دل ترسندہ از نار و عذاب	باچنان دست و لبے کن اقتراب
چون جمادی را چنین تشریف داد	جان عاشق را چہا خواہد کشاد

یعنی اے دل اگر تو دوزخ اور اوسکے جانکاہ عذاب سے ڈرتا ہے تو ایسے جناب کے عشق سے اپنے خانہ دل کو آباد کر اور اوسی کے ذکر سے اپنے ہونٹون کو آشنا رکہہ جسنے ایک کپڑے کو اتنی بزرگی دیدی کہ آگ اوسے نہین جلا سکتی تھی وہ اپنے عاشق کی جان کو قیامت کے دن نار جہنم سے کیسے برباد ہونے دیگا -

(۴۸) بیہقی نے سمی بن عطیہ سے روایت کی ہے کہ لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک جوان آدمی کو لاے جو خلقی گونگا تہا - اور کبھی اوس نے ایک بات بھی نہین کی تھی - آنحضرت صلعم نے اوس سے پوچھا کہ مین کون ہون - اوس نے عرض کی کہ حضور خدا کے سچے رسول ہین - پہر ہمیشہ گویا رہا -

دیدۂ اعمی ہوے روشن تری تنویر سے	گوش کر کان جواہر بنگئے تقریر سے

(۴۹) خطیب نے روایت کی ہے کہ زمانہ حجۃ الوداع مین یمامہ کا ایک آدمی کپڑے مین لپیٹے ہوے ایک لڑکے کو آنحضرت صلعم کی خدمت بابرکت مین لایا - حضور نے اوس لڑکے سے پوچھا کہ مین کون ہون - لڑکا گو اوسی دن پیدا ہوا تہا بول اوٹھا کہ آپ خدا کے رسول ہین - حضور نے فرمایا تو نے سچ کہا خدا تجھے برکت دے - پہر اوس لڑکے نے اوسوقت تک کوئی بات نہ کی جب تک کہ اوسکی عمر بولنے کے قابل نہ ہو گئی - اوس لڑکے کا نام لوگون نے مبارک الیمامہ رکھدیا تہا -

(۵۰) بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی مین

آنحضرت صلعم کے چند موے مبارک تھے - آپ اوس ٹوپی کو پہنکر جس لڑائی مین تشریف لیجاتے مظفر ومنصور ہوکے آتے تھے -

(۵۱) ابن سعد نے جعد بن قیس مرادی سے روایت کی ہے کہ ہم چار آدمی حج کے ارادہ سے روانہ ہوے - راہ مین ملک یمن کے ایک جنگل مین چلے جاتے تھے ناگاہ ایک طرف سے آواز آئی "اے جانے والے سوار وجب زمزم وحطیم پر پہونچو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا سلام پہونچا دینا اونہین اللہ نے اپنا پیغمبر کیا ہے اون سے کہدینا کہ ہم تمہارے دین کے تابع ہین اور یہی وصیت ہمین مسیح ابن مریم نے کی تھی"

محمد سے صفت پوچھو خدا کی		خدا سے پوچھیے شان محمد	

(۵۲) ایک دن جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت ابوذر سے ملے اور اونکا ہاتھ پکڑکے مروڑ ڈالا - جناب ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے قفل فتنہ کے میرا ہاتھ چھوڑدے" جناب عمر نے دریافت کیا کہ ابوذر یہ تم نے کیا کہا - حضرت ابوذر نے فرمایا کہ ایکدن ہم بہت سے آدمی حضور نبوی مین حاضر تھے کہ تم بھی آے اور سب لوگون کے پیچھے بیٹھ گئے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ اے لوگو جانو اور آگاہ ہو کہ جب تک یہ شخص عمر تم مین رہیگا اسلام مین کسی فتنہ کو سر نہ اوٹھانے دیگا - پس اے فاروق اسوقت سامنے سے تمہین آتے دیکھہ کے مجھے آنحضرت کا وہ ارشاد یاد آگیا اور مین نے تمکو فتنہ کا قفل کہدیا - ابوذر کی یہ باتین سُن کے حضرت عمر ہنستے ہوے چلے گئے - غرضکہ تاریخ کے ملاحظہ سے یہ پیشین گوئی بالکل واقع کے مطابق معلوم ہوتی ہے - جسدن سے خداے عزوجل نے سایۂ فاروقی کو اسلام کے سر پر سے اوٹھا لیا اسلام نے اوسی دن سے یتیم ہوکر وہ ٹھوکرین کھائین کہ آج تک نہین پنپا - جو مفسدین حضرت عمر کی ایک ڈانٹ سے

لرز جاتے تھے اونہون نے نہ پھر عثمانؓ کو گنا اور نہ علیؓ کی مانی۔ سبطین رضی اللہ عنہما سے جو سلوک
لوگون نے کئے ہین اون سے تو مسلمان کیا دنیا کے تمام مذہب واقف ہین۔ ایکدن کسی
نے جناب امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یا حضرتؑ
شیخین کے زمانہ مین کوئی شر نہین پیدا ہوا۔ آپ کے اور عثمان کے زمانہ مین جو فتنہ سر اوٹھاتا
ہے قیامت ہی برپا کر دیتا ہے یہ کیا بات ہے۔ جناب امیر برحق نے تاسف فرما کے جوابدیا
کہ بھائی شیخین کی بات لوگ مانتے تے۔ لیکن ہماری اور عثمان کی کسی نے نہین سُنی۔

(۵۲۳) بیہقی نے روایت کی ہے کہ ایکدن جناب رسول خدا صلعم نے حضرت علی
اور زبیر رضی اللہ عنہما کو ہنستے بولتے دیکھا پوچھا کہ یا علی کیا تمھین زبیر سے محبت ہے جناب
امیر نے عرض کی حضور بھلا مین زبیر کو کیونکر نہ چاہون وہ میرے پھوپھی زاد بھائی اور میرے
ہم مذہب ہین۔ پھر رحمۃ للعالمین حضرت زبیر کی طرف متوجہ ہوئے اور استفسار فرمایا کہ زبیر
کیا تم علی کو دوست رکھتے ہو۔ جناب زبیر بولے کہ ہان وہ میرے ماموں زاد بھائی اور میرے
مذہب کے پیرو ہین پھر مجھے اون سے کیون نہ محبت ہوگی۔ جب اِن دونون صاحبون کے
جواب حضور صلعم سماعت فرما چکے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ زبیر ایک
وقت ایسا آنیوالا ہے کہ تم علی سے جدال و قتال کرو گے۔ سبحان اللہ کیسا ٹھیک فرمایا ہے
کہ جنگ جمل مین جب حضرت زبیر تلوار کھینچکے جناب امیر کے سامنے آئے تو حضرت
علی نے اونہین خدا کی قسم دیکے پوچھا۔ زبیر تمھین یاد ہے کہ آنحضرت نے تم سے کیا فرمایا تھا
جناب زبیر رضی اللہ عنہ نے جوابدیا کہ سچ کہتے ہو مین بھول گیا تھا۔ یہ کہکے حضرت زبیر نے تلوار
نیام مین کی اور وہین سے وادی السباع کو چلدئے۔ جہان سوتے ہوئے کو عمرو بن جرموز
نے شہید کیا قصہ مختصر جو خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ بالکل مطابق واقع نکلی

(۵۴) امام احمد نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے جناب علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ یا علی تم جانتے ہو کہ اگلی امتون مین سب سے زیادہ شقی کون تھا اور میری امت مین سب سے بڑا شقی کون ہے۔ اونھون نے التماس کی کہ حضور مجھے نہین معلوم خدا اور اوسکا رسول خوب جانتے ہین۔ آپنے فرمایا کہ بدبخت ترین اگلی امتون کا قوم ثمود مین مرد سرخ رنگ قدار بن سالف تھا جس نے ناقۃ اللہ کی کونچین کاٹ ڈالی تہین۔ اور بدبخت ترین میری امت مین وہ شخص ہوگا جو تمہارے سر پر تلوار ماریگا یہانتک کہ تمہاری ڈاڑہی خون سے رنگین ہوجائیگی اور اوسی تلوار سے تم شہید ہوگے۔ یہ پیشین گوئی بالکل پوری ہوئی اور عبدالرحمن بن ملجم نے جناب امیر کو شہید کیا۔

واضح ہو کہ جناب علی کو آنحضرت نے اونکی شہادت کے واقعات مفصل بتا دئے تھے۔ چنانچہ اوس رات کو جسکی صبح کو آپ شہید ہونے والے تھے حضرت علی نے کئی بار باہر نکل نکل آسمان کو دیکھا اور فرمایا کہ بیشک یہ وہی رات ہے جسکا ذکر آنحضرت نے مجھ سے کیا تھا آج ہی وعدہ کا دن ہے۔ سحر کے وقت جب بطخین جناب امیر کے سامنے آکے چلانے لگین تو لوگون نے اونہین ہانکنا چاہا۔ آپنے فرمایا انہین نہ ہانکو یہ نوحہ کرتی ہین۔ موذن آکے آپکو نماز کے لئے بلا لیگیا۔ مسجد ہی کے راستہ مین ابن ملجم نے آپ کے تلوار ماری۔

ایک دفعہ جناب علی مرتضیٰ کوفہ مین منبر پر تھے کسی نے آپ سے اس آیت کے معنی پوچھے رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۝ "یعنی کچھ لوگ ایسے ہین جنھون نے سچا کیا اوس عہد کو جو اونھون نے خدا کے ساتھ کیا تھا بعضے اونمین سے تو اپنا کام پورا کر چکے اور بعضے منتظر ہین اور اونھون نے اوسمین کوئی تبدیلی نہین کی جناب شیر خدا نے فرمایا یہ آیت میری اور میرے

چچا حمزہ اور میرے چچازاد بہائی عبیدہ بن حارث کی شان مین نازل ہوئی ہے پس عبیدہ اور
حمزہ نے اپنا کام پورا کر لیا یعنی عبیدہ جنگ بدر مین اور حمزہ اُحد مین شہید ہوے اور مین منتظر ہون
اس امت کے شقی ترین کا جو میری ڈاڑہی کو میرے سر کے خون سے رنگیگا کیونکہ آنحضرت
نے مجہ سے ایسا ہی فرمایا ہے۔ ایکبار ابن ملجم جناب شیر خدا سے سواری مانگنے آیا آپ نے
اوسے سواری دیدی۔ جب وہ لیکے چلا گیا تو آپ فرمانے لگے کہ خدا کی قسم یہ میرا قاتل ہے
لوگ بولے کہ پہر آپ اسے قتل کیون نہین کرڈالتے۔ ارشاد ہوا کہ پہر مجہے کون قتل کریگا۔ سبحان اللہ
کیا لوگ تہے راضی برضاے الٰہی۔

(۵۵) بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لڑکپن مین عقبہ
بن ابی معیط کی بکریان چرایا کرتے تہے۔ ایکدن جناب صدیق اکبر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اونکے پاس سے ہوکر گذرے اور کہا کہ تہوڑا سا دودہ ہمین نہین پلا دیتے ہو۔ حضرت ابن مسعود
نے عرض کی کہ دودہ تو ہے مگر مین امانت مین خیانت کیسے کرون۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اچہا
میرے پاس تم ایسی بکری لے آؤ جو بیٹہہ ہو نہ وہ جنی ہو نہ اوسکے تہنون مین کبہی دودہ آیا ہو۔ ابن
مسعود ایک پٹہہ حضور کے پاس لے آے۔ آپنے اوسکے تہنون پر ہاتہہ پہیرا۔ اور اللہ تعالیٰ
کی جناب مین دعا کی۔ جناب صدیق اکبر ایک بڑا پیالہ لے آے۔ اوسمین حضور نے دودہ
دوہا اور حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ پیو۔ اسکے بعد آپنے تہنون سے کہا کہ سمٹ جاؤ وہ جیسے
کے تیسے پہر ہوگئے۔ یہی معجزہ حضرت عبداللہ ابن مسعود کے مسلمان ہونے کا باعث ہوا۔

(۵۶) صحیح مسلم مین جابر سے روایت ہے کہ اُم مالک ایک برتن مین گہی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین بہیجا کرتی تہین۔ اور جب اونکے بیٹے روٹی کے ساتہہ کچہہ کہانے کو
مانگتے اور گہر مین کچہہ اونہین دینے کو نہوتا تو ام مالک اوس برتن مین تلاش کرتین اوسمین سے

گھی برابر نکلتا اور ہمیشہ اوسی برتن کے گھی سے اونکے گھر کا کام چلتا تھا - ایکدن اونھون نے اوس برتن کو نچوڑ لیا - اور آنحضرت صلعم کے حضور مین حاضر ہو کے اوس برتن کا حال بیان کیا - ارشاد ہوا کہ ام مالک تم نے بڑی غلطی کی کہ اوس برتن کو نچوڑ لیا اگر تم اوسے نہ نچوڑتین تو ہمیشہ اوسمین سے گھی نکلتا -

(۵۷) امام احمد نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ ایک دن قتادہ بن نعمان نے آنحضرت صلعم کے ساتھہ عشا کی نماز پڑہی - رات نہایت اندہیری تھی کہ ہاتھہ سے ہاتھہ نہین سجہائی دیتا تھا - بادل کا گھٹا ٹوپ علاوہ اور بجلی بھی چمک رہی تھی - قتادہ جب حضور سے رخصت ہونے لگے تو آپنے درخت سے ایک شاخ توڑ کے اونکے ہاتھہ مین دیدی اور فرمایا کہ یہ ایسی روشن ہو جائیگی کہ دس آدمی تمہارے آگے اور دس پیچھے اسکی روشنی مین چل سکینگے - گھر پہونچکے تم ایک کالی چیز دیکھوگے اوسے مار کے گھر سے نکالدینا - قتادہ حضور کے پاس سے چلے راہ مین وہ شاخ روشن ہوگئی اوسی کی روشنی مین یہ گھر پہونچے اور کالی چیز کو بھی دیکھا جو شیطان تھا اوسے مار کے نکالدیا -

(۵۸) بخاری مین انس سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر ایک راتکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے چلے شب تاریک کالی بلاکی طرح عالم کو گھیرے ہوے تھی - ہاتھہ کو ہاتھہ نہین سوجھتا تھا - حضور نے ارشاد فرمایا کہ روشنی تمہارے ساتھہ ہوگی - دونون صاحبون کے ہاتھہ مین چہوٹی چہوٹی لکڑیان تھین - ایک کی لکڑی روشن ہوگئی - دونون آدمی اوسکی روشنی مین چلنے لگے جب دونون کی راہ الگ الگ ہوگئی تو دوسری لکڑی بھی روشن ہوگئی - غرضکہ دونون صاحب روشنی مین اپنے اپنے گھر پہونچگئے -

(۵۹) صحیحین مین عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک گروہ جنون کا آنحضرت

کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور پوچھا کہ پہلے ہمین یہ بتاؤ کہ تمہاری رسالت پر گواہی کون دیتا ہے
ارشاد ہوا کہ یہ درخت۔ اسکے بعد درخت سے اشارہ کیا۔ وہ سمٹ سمٹا کے حضور مین حاضر ہوا۔
اور کہا لا الہ الا اللہ انک رسول اللہ ''

(۶۰) ابن سعد مے سالم بن ابی الجعد سے روایت کی ہے کہ ایکدفعہ جناب رسالتآب صلی اللہ علیہ وسلم مے اصحاب کو توشہ راہ کے لیئے ایک مشک مین پانی بھر کے منہ بند کردیا اور دعا فرمائی جب نماز کا وقت آیا اور اصحاب نماز پڑھنے کے لیئے اوترے تو کیا دیکھتے ہین کہ مشک مین دودھ بھرا ہے اور سارے منہ مین مکھن ہے۔

(۶۱) امام مستغفری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی اسناد مین لکھا ہے کہ جب حضرت عمرو بن العاص نے جناب فاروق اعظم کے عہد خلافت مین مصر کو بخوبی فتح کرلیا تو وہان کے لوگون نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ یا امیر رود نیل کی یہ عادت ہے کہ جب ماہ حال کی بارہوین تاریخ ہوتی ہے تو ہم لوگ کسی کنواری لڑکی کے والدین کو راضی کرکے اوس لڑکی کو اون سے لیلیتے ہین۔ پھر اوسے عمدہ ونفیس کپڑے اور اچھے اچھے زیور پہنا کے دریائے نیل مین ڈالدیتے ہین۔ تب یہ پانی جاری ہوتا ہے اگر ایسا نہ کرین تو پانی دریا مین ہرگز نہ آے۔ جناب عمرو بن العاص نے فرمایا کہ سلطنت اسلام مین ایسا ظلم ہرگز نہین ہوسکتا۔ اسلام سب پہلی بری رسمون کو دور کردیتا ہے چاہے دریا مین پانی آے یا نہ آے ہم ایسی بات نہونے دینگے۔ جب تاریخ اوس رسم بد کی گذرچکی تو پانی بند ہوگیا اور دریا سوکھ گیا۔ تین مہینے متواتر پانی بند رہا۔ چونکہ مصر مین زراعت دریائے نیل ہی کے پانی پر ہوتی تھی اس لیئے وہان کے لوگون نے آثار قحط عظیم دیکھتے ہی مصر کے چھوڑ دینے کا قصد مصمم کرلیا۔ بہت سے لوگ بھاگ بھی گئے اوسوقت حضرت عمرو بن العاص گھبراے اور ساری کیفیت جناب عمر فاروق کی خدمت مین لکھ بھیجی

حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تم نے بہت اچھا کیا جو اس بیرحمی
کی رسم قبیح کو موقوف کر دیا ہم تم سے بہت خوش ہوے - میرے اس رقعہ کو تم دریاے نیل
مین ڈالدینا - حضرت عمرو بن العاص نے اوس رقعہ کو پڑہا تو اوس کا مضمون یہ تہا - "یہ رقعہ ہی
خدا کے بندہ عمر کا مصر کے دریاے نیل کو کہ اے رود نیل مصر اگر تو اپنی خوشی سے جاری ہوجاتا
ہے تو ہرگز نہ جاری ہونا ہمین تیری کچہہ پرواہ نہین - اور اگر خداے واحد قہار تجہے جاری کرتا ہی
تو ہم اوسی خداے واحد قہار سے دعا کرتے ہین کہ وہ ہم پر رحم فرما کے تجہے جاری کر دے" جناب
عمرو بن العاص نے خود جا کے اوس رقعہ کو دریاے نیل مین ڈالدیا - ایک رات بہی گذرنے
نہین پائی تہی کہ دریا جاری ہوگیا اور سولہہ گز پانی ایک ہی رات مین آگیا - اوسوقت سے وہ رسم
بد مصر سے موقوف ہے -

(۶۲) بخاری اور مسلم نے ابی موسیٰ اشعری سے روایت کی ہے کہ مین ایکدن آنحضرت
صلعم کے ساتہہ مدینہ کے ایک باغ مین تہا کہ ایک آدمی نے دروازہ پر آکے دروازہ کہولوایا
آنحضرت نے ارشاد کیا کہ دروازہ کہولدو اور اس آنیوالے کو جنتی ہونے کی بشارت دو - مینے
جا کے دروازہ کہولا - دیکہتا ہون تو ابوبکر ہین مین نے حضور کے حکم بموجب بہشت کی خوشخبری
اونہین سنائی - وہ یہ بشارت سنکے حمد و شکر الٰہی بجالاے - پہر دروازہ کہٹکا - آنحضرت نے
حکم دیا کہ دروازہ کہولو اور اس آنیوالے کو بہی بہشتی ہونے کی خبر سنادینا - مین نے دروازہ جا کے
جو کہولا تو عمر تہے وہ بہی بشارت جنت سُن کے حمد الٰہی کرنے لگے - تیسری دفعہ دروازہ پہر کہلوایا
گیا - جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جا کے جلدی کہولو اور ان صاحب سے جنت کی بشارت
دیکے یہ بہی کہدینا کہ تمہارے عہد مین فساد عظیم ہوگا اور تم اوسی فساد مین شہید ہوگے - مینے
دیکہا کہ اس مرتبہ عثمان بن عفان تشریف لاے ہین اونہین حضور کا ارشاد مین نے سنادیا -

جناب عثمان نے حمد الہی کے بعد فرمایا کہ کچھ پرواہ نہین خدا کی مدد چاہیئے - دیکھو یہ صاف پیشین گوئی ہے اہل مصر و عراق کے بلوے اور جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی -

(۶۳) ابو داؤد نے دکین سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ چار سو سوار قبیلہ احمس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے حضور نے جناب فاروق اعظم سے ارشاد کیا کہ انہین جا کے توشہ دیدو - حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو جا کے دیکھتے ہین تو گھر مین صرف چار صاع چھوہارون کے سوا کچھ بھی نہین پایا - حضرت فاروق نے حضور سے آکے عرض کی کہ جمع مین کلہم اجمعین چار صاع چھوہارے ہین اور آپ فرماتے ہین کہ چار سو آدمیون کو توشہ دیدو یہ کیسے بنی گی - ارشاد ہوا کہ جاؤ دینا شروع کرو تمہین ان باتون سے کیا مطلب - حضرت عمر گئے اور دینا شروع کیا - بانٹتے جاتے تھے اور چھوہارے بڑھتے جاتے تھے یہان تک کہ سب کو دے چکے اور چھوہارے جون کے تون تھے -

(۶۴) احمد اور بیہقی اور ابن شیبہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلعم کے پاس اپنے بیٹے کو لائی - اوسے جنون تھا حضور نے لڑکے کے سینہ پر اپنا ہاتھ پھیر دیا - اوسی وقت بڑے زور شور سے اوسے استفراغ ہوا اور ایک چیز سیاہ کتہ کے پلے کے مانند قے مین نکلی اور وہ لڑکا اچھا خاصا ہو گیا -

(۶۵) ترمذی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو غزوہ ذی قرد مین تیر لگا ابو قتادہ بے چین ہو گئے - لوگ اونہین حضور اقدس مین لائے آپ نے اپنا لعاب دہن تیر کے زخم پر لگا دیا وہ فوراً اچھے ہو گئے -

(۶۶) بیہقی اور ابن اسحٰق نے روایت کی ہے کہ جنگ بدر مین خبیب بن یساف کے ایک شانہ پر تلوار لگی جس سے بانہہ نیچے لٹک آئی - آنحضرت صلعم نے اوسے ملا کے اوس پر

دم کیا وہ اوسی وقت اچھے ہوگئے۔ اچھا ہوکے حضرت خبیب نے اپنے زخمی کرنے والے
کو مار ڈالا۔

(۶۷) بیہقی نے سائب بن ابی حبیش سے روایت کی ہے کہ خدا کی قسم جب قریش
جنگ بدر مین شکست کھا کے بھاگے تو مین بھی اونکے ساتھ بھاگا۔ دیکھتا کیا ہون کہ معلق
زمین سے اوپر ایک سوار سفید رنگ دراز قامت کھڑا ہے اوس نے مجھے باندھکے ڈالدیا
تھوڑی دیر کے بعد حضرت عبد الرحمن بن عوف آئے اور ان سے مجھے بندھا ہوا پایا اور پکار کے
پوچھا کہ کس نے اسے باندھا ہے مگر کسی نے اقرار نہ کیا۔ وہ مجھے آنحضرت کی خدمت مین لیگئے
حضور نے مجھ سے پوچھا کہ تجھے کس نے اسیر کیا چونکہ مین اوس وقت تک مسلمان نہین ہوا تھا
اور اسلام سے دشمنی رکھتا تھا اس لئے نہ چاہا کہ جو کچھ مین نے دیکھا تھا اوسے ظاہر کرون کیونکہ
اوس سے مذہب اسلام کی حقیقت ثابت ہوتی تھی لہذا آنحضرت کے سوال کا مین نے یہ جواب
دیا کہ مین نہین پہچانتا ہون مجھے کسی اجنبی نے باندھکے ڈالدیا ہے۔ آنحضرت کے سامنے
بھلا میری چال کیسے چل سکتی تھی آپنے لوگون کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ اسے کسی فرشتہ
نے قید کیا ہے۔

(۶۸) ابوداؤد نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے انس میرے بعد لوگ ایک شہر آباد کرینگے جسکا نام بصرہ ہوگا۔
پس اگر تم اوس شہر مین جاؤ تو اوسکی زمین شور۔ بندرگاہ۔ باغات۔ بازار اور امیرون کے دروازون
سے بچنا اور اوسکے کنارون پر رہنا کیونکہ اوس شہر مین بڑی آفتین آئینگی یعنی زمین اوسکی
پھٹ جائیگی اور نیچے دہسیگی پتھر اوسمین برسینگے۔ زلزلہ آئیگا اور مسخ صورت واقع ہوگا چنانچہ
سنہ ۱۴ھ مین جناب فاروق اعظم کے عہد خلافت مین عتبہ بن غزوان نے بصرہ آباد کیا کیونکہ

حضرت عمر کو تحقیق ہوا تھا کہ یہ مقام ہندوستان کا راستہ ہے اور اس بات کا بھی اندیشہ ہے
کہ شاہ فارس ہندوستان سے مدد طلب کرے تو جو فوج ملک ہند سے اوسکی کمک کو آئیگی وہ
بھی یہین سے گذریگی پس ناکاہی گھیرنا چاہیئے تاکہ ہر وقت وہان مسلمانون کا مجمع کثیر رہے
اگرچہ یہ پیشین گوئی آبادی بصرہ کے بابت آنحضرت کی پوری ہوئی مگر اس سے فاروق اعظم
کی بھی تدبیر ملکی اعلیٰ درجہ کی ثابت ہوئی اور معلوم ہو گیا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھکے ملکی مدبر
اصحاب مین کوئی نہ تہا۔ اور خسف وقذف و رجیف و مسخ کی بابت جو کچھہ ارشاد ہوا ہے
وہ ابھی تک واقع نہین ہوا۔ انشاء اللہ العزیز آیندہ ضرور ہوگا۔ اسمین شک نہین کیونکہ ہمارے
حضور نے قیامت تک کے حالات مین سے کچھہ باقی نہین رکھا ہے۔

(۶۹) بزار نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نے جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا۔ آپنے فرمایا کہ تو اوس درخت سے جاکے کہہ کہ رسول اللہ تجھے
بلاتے ہین۔ اعرابی نے اوس درخت سے جاکے یہی کہدیا۔ اوس درخت نے اپنے داہین
بائین اور آگے پیچھے جنبش کی اور زمین کو پہاڑتا ہوا اور اپنی جڑون کو گھسیٹتا ہوا چلا اور حضور کے
سامنے آکے کہا السّلام علیك یارسول اللّٰہ ، اعرابی نے جب یہ بات اپنے گوش ہوش
سے سنلی تو عرض کیا کہ اب اسے اپنی جگہہ چلے جانے کی اجازت دیدیجیے۔ حضور نے
اوسے واپس جانیکا حکم دیا۔ وہ جہان تہا وہین جاکے مثل سابق کھڑا ہو گیا۔ اعرابی نے جو یہ کیفیت
دیکھی تو صدق دل سے مسلمان ہوا اور التماس کی کہ حضور اجازت دین تو مین آپکو سجدہ کرون ارشاد
ہوا کہ اسلام مین سواے خدا کے اور کسی کو سجدہ کرنیکی اجازت نہین اگر انسان کو انسان کے
سامنے سجدہ کرنے کی اجازت خدا دیتا تو مین عورتون کو حکم دیتا کہ اپنے شوہرون کو سجدہ کرین۔
پھر اوس اعرابی نے درخواست کی کہ اجازت ہو تو مین حضور کے ہاتھہ اور پانون کو بوسہ دون

ارشاد ہوا کہ اچھا۔ پس اوس نے آپکے ہاتھہ پانوٗن چومے۔

(۷۰) شرح السنہ مین یعلی بن مرہ ثقفی سے روایت ہے کہ ایکدفعہ سفر مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ مین نے تین معجزے آپکے دیکھے۔ اول تو یہ کہ ہم چلے جاتے تہے۔ راہ مین ایک اونٹ آب کش ہمین ملا۔ آنحضرت کو دیکھتے ہی وہ اونٹ حضور کے سامنے چلا آیا پہلے تو اوس نے اپنے گلے سے کچھہ آواز نکالی اور گھٹنے ٹیک کے سجدہ کیا۔ آپ نے جو اوسکی یہ حالت دیکھی تو اوسکے سامنے ٹہیر گئے۔ اور فرمایا کہ اس اونٹ کے مالک کو ہمارے سامنے لاؤ۔ مالک حاضر ہوا۔ آپنے اوس سے کہا کہ تم اس اونٹ کو ہمارے ہاتھہ بیچڈالو۔ مالک بولا کہ حضور یہ بلا قیمت ہی آپکی نذر ہے مگر اتنا ملحوظ خاطر رہے کہ میرے سارے گھر کی معاش اسی اونٹ کے سر ہے۔ ارشاد ہوا کہ جب یہ بات ہے تو ہم اسکے لینے سے کانون پر ہاتھہ رکھتے ہین مگر یہ شاکی ہے کہ تم محنت اس سے زیادہ لیتے ہو اور دانہ چارہ کم دیتے ہو۔ آیندہ اسے ایسی تکلیفین ندینا۔ یعلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ پہر ہم وہان سے آگے چلے اور منزل پر پہونچکے ایک جگہہ اوترے۔ وہان آنحضرت سو رہے تھے دیکھتا کیا ہون کہ ایک درخت زمین پہاڑتا ہوا آپ کے پاس آگیا اور بالکل حضور کو اوس نے ڈہانک لیا تہوڑی دیر کے بعد پہر اپنے مقام پر چلا گیا۔ جب حضور جاگے تو مین نے اوس درخت کا حال بیان کیا۔ ارشاد ہوا کہ میرے پاس خبر آئی تھی کہ اے محمد ایک درخت نے ہم سے اجازت مانگی ہے کہ یا الہ العالمین مجھے اپنے حبیب کی خدمت مین سلام کرنیکے لیے حاضر ہونیکی اجازت دیجائے ہمنے اوسے حکم دیدیا ہے۔ اے یعلی یہ وہی درخت تہا۔ ہم آگے بڑہے تو ایک ندی پر سے عبور کرنیکا اتفاق ہوا۔ وہان ایک عورت اپنے لڑکے کو حضور مین لائی اور عرض کی کہ یا حبیب خدا اسے جنون ہے آپ اسے اچھا کردین۔ حضور نے اوس لڑکے کی ناک

پکڑ کے فرمایا کہ مین محمد خدا کا رسول ہون تجہے حکم دیتا ہون کہ اسمین سے نکل جا وہ لڑکا اوسی وقت ہوش مین آگیا اور اوسکی مان خوشی خوشی اوسے لیکر گہر چلی گئی - ہم وہان سے بہی چلدئے - جب سفر سے واپس ہوکر اوسی ندی پر پہونچے تو آنحضرت صلعم نے اوس عورت کو بلا کے لڑکے کا حال پوچہا - عورت بولی قسم ہے خدا کی جس نے آپکو پیغمبر کرکے بہیجا ہے اوس دن سے کوئی بات جنون کی میرے بیٹے مین نہین دیکہی گئی -

(۱۷) بیہقی نے خالد بن عبد العزیز سے روایت کی ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ کا کنبا بہت بڑا تہا یہانتک کہ پوری بکری کے گوشت مین سے ہر آدمی کو ایک ایک بوٹی بہی نصیب نہین ہوتی تہی - ایکدن جناب خالد نے آنحضرت کی دعوت کی اور ایک بکری آپ کے لئے ذبح کرائی - حضور صلعم نے کہانا تناول فرمالیا مگر رحمۃ للعالمین تہے اپنے میزبان کے کنبے کو بہوکا کیسے رہنے دیتے جو کچہہ بچا بسم اللہ کر کے خالد کے ڈول مین ڈالدیا اور اوسکے واسطے برکت کی دعا کی - اوس ڈول کے گوشت کو خالد کے تمام گہر والون نے خوب سیر ہو کے کہالیا -

(۱۸) صحیحین مین حضرت انس سے روایت ہے کہ ابو طلحہ نے ام سلیم سے ایک دن جاکے کہا کہ کئی دن سے حضور نے کہانا نہین کہایا ہے آج مین نے دیکہا کہ آواز مین بہی ضعف آگیا ہے اگر تمہارے پاس کچہہ ہو تو حضور صلعم کے کہانے کے لئے بہیجدو - ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس اوسوقت صرف جو کی چند روٹیان تہین اونکو ایک کپڑے مین لپیٹ کر اپنے بیٹے انس بن مالک کو دین - جناب انس فرماتے ہین کہ وہ روٹیان اتنی تہین کہ جیسے جو بغل مین مارلین تو وہ میری بغل مین چہپ گئین - مین اونہین لیکر حضور مین پہونچا - آپ مسجد مین تشریف فرما تہے اور بہت سے لوگ پاس بیٹہے ہوے تہے - مین نے جاکے حضور کو سلام کیا - آپنے فرمایا کہ انس ہم سمجہہ گئے تمہین ابو طلحہ نے بہیجا ہے اور تم یہان روٹیان لیکر آئے ہو -

مین نے عرض کی کہ حضور بیچ فرماتے ہین - آپنے حاضرین مسجد سے فرمایا کہ اوٹھو - چلو ام سلیم کے گھر اونھون نے تمہاری دعوت کی ہے - انس کہتے ہین کہ مین نے دوڑکے ابو طلحہ کو اطلاع دی اور ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا کہ آنحضرت صلعم بہت سے آدمیون کو ساتھہ لیکر تشریف لارہے ہین اور یہان کھلانے کے لئے کچھہ بھی نہین ہے - ام سلیم نے جواب دیا کہ کچھہ پرواہ نہین خدا کا رسول اور خدا دانا تر ہین - ابو طلحہ حضور کے استقبال کو آگے بڑہے اور حضور اونکے ساتھہ گھر مین رونق افروز ہوے اور وہی مثل ہوگئی -

ہے خبر گرم اونکے آنے کی ۔ آج ہی گھر مین بوریا نہوا +

آتے ہی ارشاد ہوا کہ ام سلیم جو کچھہ تمہارے ہان موجود ہوا وسے ہمارے سامنے لاؤ - اونھون نے وہی روٹیان حاضر کردین - حکم ہوا کہ ان کے چہوٹے چہوٹے ٹکڑے کرڈالو پہر حضرت ام سلیم نے گھی کا برتن نچوڑکے اون ٹکڑون کو کچھہ چپڑ بھی دیا - اے سبحان اللہ کس تکلف کی دعوت ہے -

زمین پر بوریا ہے بوریے پر مرگ چھالا ہے ۔ فقیر عشق بھی سہ منزلے کا رہنے والا ہے

آنحضرت نے اونپر کچھہ پڑہا اور فرمایا دس دس آدمیون کو بلاتے جاؤ اور کھلاتے جاؤ - غرضکہ دس آدمی آتے تہے اور خوب پیٹ بھر کے کہا جاتے تہے - پہر دس اور آبیٹھتے تھے - اسیطرح ستر اسی آدمی آے او خوب سیر ہوکے چلے گئے -

(۳۷) بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر کسی لڑائی کے لئے روانہ کیا - ایہ لشکر حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ تہے وہان پہونچکے جنگ ہوئی - دشمن بڑے استقلال سے جی کہولکے لڑے قریب تہا کہ لشکر اسلام پسپا ہو - اوسی اثنا مین ایک آواز لوگون کے کان مین آئی "اے ساریہ

خبردار جلدی سے پہاڑ کو اپنی پشت پر لیلے ہوشیار مسلمانون کو شکست نہونے پائے یہ سنتے ہی مسلمانون کے ہوش بجا ہوگئے اور سامنے پہاڑ جنگ مین جو پہاڑ نظر آرہا تھا اوسے اپنے پشت پر لیکے دشمنون پر جو حملہ کیا تو خدا کی مدد سے فتح پائی - جب امن و امان ہوگیا تو اسکی فکر ہوئی کہ یہ آواز دردناک اور ہیبت سے بھری ہوئی جسکے سننے سے رونگٹے کھڑے ہوگئے تھے کسکی تھی بہت سی تحقیقات اور تجسس و تفحص کیا مگر کچھ معلوم نہوا ہان ایک کھٹک تو دل مین رہی مگر لاچار ہوکے خاموش ہوگئے - فتح و نصرت کے بعد جب لشکر ظفر پیکر مدینہ مین آیا تو سنا کہ ٹھیک اوسی وقت جبکہ لڑائی مین مسلمانون کی جانون پر آن بنی تھی جناب امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ یکایک چلا اوٹھے کہ اے ساریہ خبردار جلدی سے پہاڑ کو اپنی پشت پر لیلے ہوشیار مسلمانون کو شکست نہونے پائے - غرضکہ ہر ایک راہ کار سے ساختند وہ ذات والا صفات جس کام کے لئے بنائی گئی تھی اوسکو ایسی خوبصورتی سے کرتی تھی کہ مجال نہین جو دوسرا کر جائے - ازل سے خدا نے عمر کو اسلام کی بادشاہت کے لئے اور اسلام کی بادشاہت کو عمر کے لئے پیدا کیا تھا جسکی نظیر ہم کسی قوم کی تاریخ مین نہین پاتے -

(۷۴) ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی رسول خدا صلعم کے خدمت مین حاضر ہوکے کہنے لگا کہ مین کیسے جانون کہ آپ پیغمبر برحق ہین - ارشاد ہوا اگر مین اس درخت سے چھوہارون کے ایک گچھے کو بلالون اور وہ میری رسالت پر گواہی دے تو تو مان لیگا یا نہین - اوس نے جواب دیا ہان - آپ نے اوس خوشہ کو بلایا وہ جھک کے حضور کے پاس آگرا اور آپ کی پیغمبری کی گواہی دی اور آپ کے حکم سے پھر وہین جا لگا - وہ اعرابی بھی مسلمان ہوگیا -

(۷۵) بیہقی اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حبیب بن عمرو بن فدیک کے

باپ کی آنکھون مین پہلی پڑگئی اور بالکل اندہے ہوگئے - آنحضرت صلعم نے کچھہ پڑہکے اونکی آنکھون پر دم کردیا فوراً دکھائی دینے لگا - راوی کہتا ہے - مین نے اونکو اسی برس کا بڈہا دیکھا ہے کہ سوئی مین تاگا پرو لیتے تھے -

(۷۶) بیہقی نے روایت کی ہے کہ مازن طائی عمان مین بتون کی خدمت کیا کرتے تھے مازن طائی کہا کرتے تھے کہ ایک بت کا نام ناجر تہا اوس پر مین نے ایک دن ایک جانور کی قربانی چڑہائی - اوسوقت مین نے اوس بت کے پیٹ مین سے یہ آواز سنی "اے مازن مین تجھے ایسی بات سناتا ہون جسکا جاننا ضروری ہے یہ پیغمبر خدا کا بہیجا ہوا حق باتین لایا ہے جو خدا نے اوتاری ہین تو اون پر ایمان لا تاکہ شعلہ مارتی ہوئی آگ کی گرمی سے بچے جسمین لکڑیون کی جگہہ پتھر جلائے جاتے ہین" مازن کہتے ہین کہ اس آواز سے مجھے نہایت تعجب ہوا - مین نے دوسری بار قربانی چڑہائی تو پہلی سے بھی زیادہ صاف اور واضح آواز سنی "اے مازن سن اور خوش ہوکہ نیکی ظاہر ہوئی اور بدی چھپ گئی قوم مضر مین ایک نبی پیدا ہوا ہے وہ اللہ تعالے کا دین لایا ہے - پس تو پتھر کے تراشے ہوئے بتون کو چھوڑ دے تاکہ دوزخ کی آگ سے سلامت رہے" مازن نے کہا ہے کہ مین اوسی وقت سے اوس پیغمبر کی جستجو مین مشغول ہوا - مساعدت بخت سے حجاز سے ایک قافلہ آیا - مین نے اون لوگون سے وہان کی خبرین دریافت کین تو معلوم ہوا کہ تہامہ مین ایک شخص احمد نام پیدا ہوا ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے خدا نے اپنا پیغمبر کرکے بہیجا ہے - مجھے یقین آگیا کہ مین نے دو دفعہ جو آوازین سنی ہین اون سے آپ ہی مراد ہین - فوراً سامان سفر کرکے مکہ روانہ ہوا - وہان آپکی نورانی صورت دیکھتے ہی میرا دل اسلام کی طرف مائل ہوگیا اور مین سچے دل سے مسلمان ہوا - اسکے بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھہ سے پوچھا کہ تمہارا کوئی اور مطلب ہو تو وہ بھی بیان کرو -

مین نے التماس کی کہ یارسول اللہ میری تین درخواستین حضور سے ہین اون مین جو کچھہ دستگیری میری ہو سکے کیجیے۔ اول تو یہ کہ مجھے گانے بجانے اور شراب خواری اور زنا کا بہت شوق ہے دوسرے ہمارے ملک مین سخت قحط ہے تیسرے یہ کہ بے اولاد ہون مجھے اولاد کی بھی زیادہ تمنا ہے۔ حضور دعا فرمائین تاکہ میرے اولاد ہو اور قحط ہمارے ملک سے جاے اور وہ خصائل ذمیمہ میرا پیچھا چھوڑین۔ حضور نے میرے لئے دعا کرنی شروع کی الٰہی مازن کو گانے بجانے کی جگہہ قرأت قرآن کی توفیق دے اور حرام عورتون کے بدلے مین حلال عورتین اوسے ملین اور شراب خواری سے اسے بچا اور شرم و حیا اوسکو نصیب کر۔ اور اولاد دے اور اوسکے ملک کا قحط جاتا رہے"۔ مازن کہتے ہین کہ حضور کی دعا کے طفیل سے سارے عیب مجھہ مین سے جاتے رہے اور ملک ہمارا سر سبز و شاداب ہو گیا قحط بالکل نہ رہا۔ اور چار خوبصورت عورتین میرے نکاح مین آئین اور حیان سا قابل ولئیق بیٹا خدا نے مجھے مرحمت فرمایا۔

(۷۷) امام احمد نے جابر بن عبد اللہ اور ابو نعیم نے ضمرہ اور بیہقی نے امام زین العابدین سے یون روایت کی ہے کہ پہلے ہی پہل مدینہ منورہ مین جناب رسول اللہ کی خبر اس طرح پہونچی کہ مدینہ مین ایک عورت پر ایک جن عاشق ہو گیا تھا وہ ہر رات کو اوس عورت کے پاس آیا کرتا اور اکثر ایسا ہوتا کہ کسی پرند جانور کی صورت بنکے دیوار پر آبیٹھتا تھا جب خلوت ہو جاتی تو آدمی کی شکل بنکے اوس عورت کے پاس آجاتا۔ ایک عرصہ تک یہی ہوتا رہا اوسکے بعد یکایک اوسکا آنا موقوف ہو گیا اور بہت دنون تک وہ نہ آیا۔ ایکدن پرندہ کی صورت مین دیوار پر آکے اوس عورت سے کہا کہ اب مین تجھہ سے رخصت ہوتا ہون میرے آنے کی توقع نہ رکھنا مکہ مین ایک پیغمبر پیدا ہوا ہے اور اوس نے زنا ہمپر حرام کر دیا ہے۔

(۷۸) صحیح مسلم مین ثوبان سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے زمین کو سمیٹ کر مشارق ومغارب زمین کے مجھے دکھاے جہان تک مین نے دیکھا وہان تک عنقریب میری امت کی بادشاہت پہیلجائیگی - پس خلفاے راشدین ہی کے عہد مین مسلمانون کی سلطنت اتنی ہوگئی تھی کہ روے زمین پر کسی بادشاہ کی سلطنت اتنی بڑی نہ تھی - چنانچہ حضرت عثمان کے عہد مین سلطنت اسلام کا طول اندلس سے بلخ وکابل تک اور عرض قسطنطنیہ سے عدن تک تہا - مجاہدین کی کوشش سے ہند وسندہ بھی قبضۂ اسلام مین آگئے - پہر توسلطنت اسلام کا طول بنگالہ سے کہ انتہاے مشرق ہے طنجہ تک کہ منتہاے آبادی زمین غرب مین ہے پہونچ گیا - اورآپ کی پیشین گوئی باحسن وجوہ ثابت ہوگئی -

(۷۹) صحیح مسلم مین جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بادشاہ فارس کسری کا خزانہ مسلمان فتح کرینگے وہ خزانہ کوشک سفید مین ہے - جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد مین یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی - خاندان کسری کا دارالسلطنت مداین حضرت سعد بن ابی وقاص نے فتح کرلیا اوریزدجرد جو اوس زمانہ مین بادشاہ تہا بہاگ گیا اور کوشک ابیض کا سارا خزانہ مسلمانون کے قبضہ مین آگیا -

(۸۰) بیہقی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے سراقہ بن مالک سے فرمایا کہ کسری کے دونون کنگن تمہارے ہاتہون مین پہناے جائینگے - وہ کنگن سونیکے نہایت بیش بہا جناب فاروق کے عہد مین آے - آپنے حکم دیا کہ انہین سراقہ کے ہاتہون مین ڈالدو - وہ اونکے کندہون تک پہونچ گئے تھے -

(۸۱) بخاری مین عوف بن مالک سے روایت ہے کہ مین غزوہ تبوک مین آنحضرت

کے پاس گیا۔ آپ ایک چمڑہ کے خیمہ مین تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے میرے سامنے فرمایا کہ قیامت سے پہلے چھ چیزین ضرور ہونگی تم اونہین چاہیے گن لینا۔

(۱) میری موت۔

(۲) اوسکے بعد مسلمان بیت المقدس کو فتح کر لینگے۔

(۳) پھر ایک سخت وبا تم مین پھیلیگی۔

(۴) غریب مسلمانون کے پاس بھی اتنا مال ہو جائیگا کہ ایک آدمی سو اشرفیون کی حقیقت بھی کچھ نہ سمجھیگا۔

(۵) پھر ایک فتنہ ایسا برپا ہوگا کہ سارے گھر عرب کے اوسمین داخل ہونگے۔

(۶) پھر تم مین اور نصاریٰ مین صلح ہوگی جسمین وہی بد عہدی کرینگے اور اسّی نشانون کے تلے تمہارے مقابلے کو آئینگے۔ ہر نشان کے نیچے بارہ ہزار آدمی ہونگے۔

غرضکہ اس حدیث مین آنحضرت نے قیامت کی چند علامتین بیان فرمائی ہین۔ اول آپ کی وفات کے بعد عہد خلافت فاروقی مین ابوعبیدہ بن الجراح نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا وہان ایک قسیس تھا اوس نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی صورت دیکھکے کہا کہ بیت المقدس تم سے فتح نہوگا یہان کے فاتح کا حلیہ تو ہماری کتب مقدسہ مین لکھا چلا آتا ہے وہ تم سے ہرگز نہین ملتا۔ اوسکا نام بھی ہمین معلوم ہے کہ عمر ہوگا۔ جناب ابوعبیدہ نے حضرت امیر المومنین عمر فاروق کو اسکی اطلاع کی۔ فاروق اعظم خود بیت المقدس مین تشریف لائے۔ قسیس نے آپ کی صورت دیکھتے ہی کہدیا کہ یہی فاتح ہین اور بیت المقدس خالی کرا کے مسلمانون کو دیدیا۔ سنہ ۱۶ھ مین بیت المقدس کے پاس عمواس مین حضرت ابوعبیدہ کا لشکر پڑا ہوا تھا ایسی وبائے عظیم آئی کہ تین دن مین ستر ہزار آدمی مر گئے۔ حضرت ابوعبیدہ کا

انتقال بھی اوسی وبا مین ہوا۔ پہر خلفاے راشدین اور خصوصاً حضرت عثمان کے زمانہ مین
مال کی ایسی کثرت ہوئی جو بیان کی محتاج نہین۔ اوسکے بعد ایک بڑا بھی عظیم اہل اسلام مین
قتل عثمان کی آئی جسمین کوئی گھر عرب کا نہ تھا جو شامل نہو۔ چھٹی بات کے لیے علماے اسلام
یون فرماتے ہین کہ قریب زمانہ قیامت امام مہدی کے عہد مین ہوگی۔

(۸۲) بیہقی نے روایت کی ہے کہ ایک دن حکم بن ابی العاص نے آپکی مجلس مین
منہ بگاڑ کاکے آنکھونکا اشارہ منافقون سے کیا جسکے یہ معنی تھے کہ آنحضرت کی بات نہ ماننا
آپنے اوسی وقت اوسکی طرف دیکھ کے فرمایا کہ تیرا منہ ایسا ہی ہوجائیگا چنانچہ وہ مرتے
دم تک اوسی طرح اپنا منہ بگاڑتا رہا۔

قرآن مجید وفرقان حمید

ہماری پاک ومقدس کتاب خالص کلام الٰہی تیرہ سو برس سے تحریف وتبدیل وتغیر
اور دست برد اغیار سے بالکل محفوظ ومصئون ہے۔ آج کے دن دنیا کے پردہ پر کوئی
ایسی کتاب نہین جو تیرہ سو برس کے بعد بھی جون کی تون ویسی ہی ہو جیسی کہ صاحب کتاب
کے منہ سے نکلی تھی۔ "انا لہ لحافظون" فرماکے ہمارے اللہ جل شانہ نے وعدہ کیا ہے
کہ ہم قیامت تک تمہاری کتاب کے محافظ ہین اسمین ایک نقطہ کا بھی فرق نہ پڑنے دینگے
پس اے مسلمانو اب دنیا مین یہی کتاب تمہاری زیست کا سہارا ہے اسکے ایک ایک
حرف پر جان فدا کرتے رہو اسی مین تمہاری نجات ہے۔ اسکو پڑہو۔ سمجھو۔ سوچو اور غور کرو۔
اسکے ایک ایک لفظ مین ہدایت کے دریا بہ رہے ہین۔ اسے جتنا سمجھکے پڑہوگے اوتنی
ہی تمہاری آنکھین کھلینگی اور ہر بات سے دل کی بیچینی رفع ہوگی۔ ہم نے مانا کہ دنیا مین ہزارون
کتابین خدا کا کلام ہین مگر کوئی ہمین یہ تو بتادے کہ فلان کتاب لکھنے والے کے منہ سے

جیسی نکلی ہے ہزار یا پانسو برس سے جیسی کی تیسی ہے - یہ معجزہ اور شرف اور فضیلت اور عزت ہماری ہے پیاری کتاب کو حاصل ہے - الحمد للہ علی احسانہ -

دوسرے ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محض امی تھے - اودہر اہل عرب کی فصاحت و بلاغت کا دریا حضور صلعم کے زمانہ مین ایسا جوش و خروش پر تہا کہ طول و طویل قصاید فی البدیہ کہدینا اور بڑے بڑے عظیم الشان خطبے بے تامل اور بے اٹکان کہتے چلے جانا اونکا روزمرہ تہا - ایسے فصیحون اور بلیغون کے مجمع مین فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ یعنی تم اسطرح کی ایک سورۃ تو بنا لاؤ - کا ڈنکا بلا غش و غل بجا دینا ہمارے قرآن حمید کا ہی جگر تہا نہ صرف اتنا کہدیا تہا تو کہدو لیکن اوسپر طرہ یہ کہ یہ بھی سنا دیا گیا "تم ہرگز نہ لا سکوگے اور جب نہ لا سکو تو اپنے حمایتیون کو بھی بلا لینا" ایسی بات ہے کہ جب تک کوئی سب سے بڑا زبردست پیٹھہ پر ہاتھہ نہ رکھے ہو ایک انبوہ کثیر اور جم غفیر فصحاء کے سامنے سحبان وائل کے منہ سے بھی نہین نکل سکتی -

یہان سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ "فاتوا بسورۃ من مثلہ" سے سورۂ بقر کا مثل مانگا جاتا تہا جو ڈہائی تین پارون کی سورۃ ہے بلکہ صرف دس کلمون کی سورۃ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ، کا مقابل مطلوب تہا - اوسکا جواب سوا ے لیس ھٰذا کلام البشر، کے اور کچھہ نہو سکا -

یہی نہین کہ اسی سورۃ الکوثر پر کچھہ گنڈہ بندہا ہو بلکہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفی امین فرماتے ہین کہ کلام اللہ مین کچھہ اوپر ستتر ہزار کلمے ہین - اونمین سے جہان سے چاہو دس کلمے لیا وہی لاجواب ہین - اس حساب سے ساتھہ ہزار سات سو معجزے تو کلام مجید ہی مین موجود ہین -

حالانکہ قرآن اونہین الفاظ و حروف سے مرکب ہے جن سے عرب کے فصحاء کا کلام بنتا تہا

قرآن کی زبان عربی ہے اور وہ لوگ بھی دن رات عربی ہی بولتے تھے - اور عربی ہی اونکی مادری زبان تھی - اوس زمانہ سے آج تک دشمنان اسلام مین ہزارون فصیح و بلیغ گذرے ہین - اون مین سے اکثرون نے معجزات محمدی کے ابطال مین بڑی بڑی کوششین بھی کی ہین - مگر چھوٹی سے چھوٹی سورۃ کے برابر بھی کوئی نہ بنا سکا - پس اس طرح کا معجزہ اور کسی پیغمبر سے وقوع پذیر نہین ہوا جو ایسا ہے کہ قیامت تک باقی رہیگا -

ہماری کم بختی سے ہندوستان مین فی زماننا عربی کی آواز کچھہ پست ہوگئی ہے اسپر بھی اگر صرف گھنٹہ دو گھنٹہ روز برس ڈیڑہ برس تک عربی کی طرف توجہ کی جاے اور معمولی طور سے صرف و نحو پڑہکے دو ایک چھوٹی چھوٹی کتابین ادب کی دیکھکر قرآن سمجھا جاے تو گو آدمی امام فخرالدین رازیؒ کے برابر اوسکی سحربیانی کا ہیکو سمجھہ سکتا ہے لیکن بلا شک اوسکے الفاظ مثل صاعقہ کے دل پر گرنے لگتے ہین - میری دانست مین تو جو شخص اردو اور فارسی بخوبی جانتا ہوگا اور وہ کسی عمدہ ترجمہ کی مدد سے قرآن کو دیکھیگا تو کچھہ کچھہ یہ بات سمجھہ مین آسکتی ہے - اسلیے ہم نہایت افسوس کے ساتھہ اپنے بھائی مسلمانون سے عرض کرتے ہین کہ مسلمان کی تو مٹی بغیر عربی کے خراب ہی آپ لوگ جہان اور فضولیات مین اپنی تضیع اوقات کرتے ہین - اوسی مین گھنٹہ دو گھنٹہ روز یہ شغل بھی رہے تو آپکی زندگی سنہ ہو جائیگی اور بڑے بڑے فائدے ہونگے - ہماری اس بات کو آپ سب صاحب گانٹھہ مین باندہین ورنہ پچھتاینگے -

دو اعجاز اپنے قرآن کے تو آپ صاحبون نے یہ دیکھے تیسرا معجزہ اوسمین پیشین گوئی ہے جسے ہم کچھہ کچھہ بیان پر آپکو دکھا سکتے ہین -

(۱) خداوند تعالیٰ اپنے کلام پاک مین فرماتا ہے -

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

آمنین محلقین رؤسکم ومقصرین لاتخافون فعلم مالم تعلموا فجعل من دون ذلک فتحا قریبا
یعنی بیشک اللہ نے اپنے رسول کا خواب سچا کر دیا اگر اللہ نے چاہا تو البتہ تم مسجد حرام مین چین سے
سر کے بال منڈاے ہوے اور کترائے ہوے بخوف وخطر داخل ہوگے جسے تم نہین جانتے
اوسکو اللہ نے جان لیا ہے پس اوس نے تمہارے لئے اسکے سوا ایک قریب فتح ٹھیرا رکھی ہے

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ اصحاب کے ساتھہ آپ مکہ تشریف لیگئے
ہین اور باطمینان خاطر عمرہ ادا کیا۔ اصحاب بھی کعبہ کی زیارت کے حد سے زیادہ مشتاق تھے جب
اونہون نے یہ خواب سنا تو مکہ چلنے کی تیاری کر دی۔ اور حضور بھی اونکے ساتھہ روانہ ہوے
مکہ کے قریب جب یہ قافلہ پہونچا تو مشرکین قریش مانع ہوے کہ ہم تم لوگون کو مکہ مین داخل نہونے دینگے
آنحضرت نے حدیبیہ پر نزول فرمایا اور وہین بیعت رضوان ہوئی جسکا ذکر تاریخ مین ہو چکا ہے۔ اور
وہین مسلمانون اور کفار قریش مین صلح ہوگئی۔ اور یہ بات قرار پائی کہ اس سال مین مسلمان عمرہ نہ کرین
سال آئندہ مین اسکے لئے آئین صحابہ اس بات سے نہایت ملول ہوے۔ حدیبیہ سے
لوٹتے ہوے سورۂ فتح نازل ہوئی اوسی کی یہ آیت ہے اوسمین خداے تعالے یہ وعدہ کرتا
ہے کہ سال آئندہ مین تم بفراغ تمام سب ارکان عمرہ کے بجالاؤ گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور فتح
قریب سے خیبر کی فتح مراد ہے جو فتح مکہ سے پہلے ہوگئی جسکا بیان اس آیت مین بھی ہے
لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبہم فانزل
السکینۃ علیہم واثابہم فتحا قریبا ومغانم کثیرۃ یاخذونہا وکان اللہ عزیزا
حکیما ۔ یعنی جب مسلمان تم سے درخت کے تلے بیعت کرتے تھے تحقیق اللہ اون سے
راضی ہوا پس جو کچھ اونکے دلون مین ہے اللہ نے اوسے جان لیا اور اون پر اطمینان اوتارا اور اوسکے
صلہ مین اونکو ایک فتح قریب اور بہت سی غنیمتین دین وہ اونہین لینگے اور اللہ زبردست

حکمت والا ہے - غرضکہ یہ دونون آیتین صریح پیشین گوئیان ہمارے قرآن مجید کی ہین -

(۲) اللہ جل شانہ فرماتا ہے وَاُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْھَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰہُ بِھَا وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا اور اللہ تعالے نے تم سے اور غنیمتون کا بھی وعدہ کرتا ہے جو تمہاری قابو کی نہین مگر خداے تعالے جو ہر چیز پر قادر ہے اون پر محیط ہے - یعنی غنائم خیبر کے سوا مسلمانون کو اور غنیمتین بھی ملینگی جو اونکی قدرت سے خارج ہین وہ محض تائید ایزدی ہی سے اونہین حاصل ہونگی - پس مطابق اسکے اہل اسلام کو شاہان فارس اور روم پر فتح حاصل ہوئی جنکے مقابلہ مین مسلمانون کی کچھ ہستی نہ تھی - اور اون فتحون کے بعد بہت سا مال ہاتھ آیا -

(۳) خداوند کریم نے فرمایا ہے ،، یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗٓ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ،، یعنی اے مسلمانو جو کوئی تم مین سے اپنے دین سے مرتد ہوجائیگا تو اللہ مرتدون کے بدلے مین ایسے لوگون کو اسلام مین داخل کریگا جو خدا کو دوست رکھتے ہین اور خدا اون سے محبت رکھتا ہے وہ مسلمانون کی تواضع کرنیوالے اور کافرون کے دبانیوالے ہونگی فی سبیل اللہ جہاد کرینگے اور ملامت کرنیوالون کی ملامت سے نہین ڈرینگے -

یہ خدا کا فضل ہے جسپر چاہتا ہے کرتا ہے اور اللہ کشائش والا اور خبردار ہے - اس آیت سے باری تعالے عز اسمہ مسلمانون کو تسلی دیتا ہے کہ اگر تم مین سے کچھ لوگ مرتد ہوگئے ہین تو کچھ خیال نہ کرو اوس سے تمہارے دین کا نقصان نہوگا اللہ تعالے نیک اصحاب کے ہاتھ سے جو اوصاف مذکورۂ بالا سے متصف ہونگے اونکے شر کو دور کریگا - اسی کے مطابق واقع ہوا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب جب بہت سے قبائل عرب مرتد ہوگئے اور مسیلمہ کذاب

وغیرہ نے نبوت کا دعوے کیا تو شیخین اور خالد بن الولید اور صحابہ اخیار رضی اللہ عنہم کی کوشش سے اونکا غدر دور ہوا اور بہت سے لوگ مسلمان ہوے۔

(۴) اللہ جل شانہ فرماتا ہے الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ "یعنی قریب کے ملک مین اہل روم مغلوب ہو گئے ہین وہ مغلوب ہونیکے بعد پھر غالب ہوجائینگے اور یہ بات نو برس کے اندر اندر واقع ہوجائیگی۔ مجوسی شاہ فارس اور نصرانی شاہ روم مین لڑائی ہوئی۔ رومی کچھہ مغلوب ہو گئے اور اونکا تھوڑا سا ملک جو فارس کے قریب تھا مجوسیون کے قبضہ مین آگیا۔ کفار مکہ اس خبر کے سننے سے نہایت خوش ہوے اور کہنے لگے کہ رومی صاحب کتاب ہین اور فارسی بے کتاب جسطرح فارسی رومیون پر غالب آگئے ہین اسی طرح ہم بھی جب مسلمانون سے لڑینگے تو غالب آئینگے۔ مسلمانون کو یہ سنکر رنج ہوا۔ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے مسلمانون کی تسکین کے لئے یہ آیت نازل فرمائی اور وعدہ کیا کہ نو سال کے اندر پھر رومی فارسیون پر غالب ہوجائینگے۔ جس دن اہل اسلام جنگ بدر مین کفار قریش پر فتحیاب ہوے اوسی دن رومی فارسیون پر غالب ہو گئے۔ اور اللہ تعالے نے اوسی روز حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو بھیجکے آنحضرت صلعم کو اسکی خبر کردی۔

(۵) کلام مجید مین ہے قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ یعنی اے محمد یہودیون سے کہدو کہ اگر اللہ کے ہان سب آدمیون کے سوا تمہاری ہی لئے خالص دار آخرت ہے تو تم موت کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو اور وہ بہ سبب اون کامون کے جو اونہون نے کئے ہین کبھی موت کی تمنا نہ کرینگے اور اللہ ظالمون کو خوب جانتا ہے۔ اس آیت مین خالق ارض وسما نے شفیع ما وشما کو خبر دی ہے کہ یہود ہرگز ہرگز موت کی تمنا نہ کرینگے اونہین تو

اپنی شامت اعمال کے باعث میرے سامنے آنے سے ڈرلگتا ہے ۔جب آنحضرت صلعم نے یہ آیت یہودیون کے سامنے پڑہی تو اونکے پتّے پانی ہوگئے اور تمنا ئے موت کا ایک لفظ بھی اونکی زبان سے نہ نکلا حالانکہ اوسکو زبان سے نکالدینا خلاف عقل اور کوئی محال بات نہ تھی اور پہر اوس حالت مین جبکہ وہ صدق دل سے آپکو جہوٹا اور اسلام کو دین باطل سمجھے ہوے تھے پہر صاف طور سے مباہلہ مین دلیرانہ سامنے کیون نہ آگئے مگر وہان تو اپنے دین مین جو تداخل بیجا کر چکے تھے اور کر رہے تھے اوسے بخوبی جانتے تھے اور سمجھے ہوے تہے کہ اسلام سے ہم محض حسد ہی کر رہے ہین پہر یہ بات منہ سے نکلتی کیسے ۔جانتے تھے کہ اگر مرگئے تو آج ہی ہمارے کرتوت ہمارے ساتہہ ہین پس جزیہ دینا اور اطاعت اسلام کرنا سب ذلّتین گوارا کین مگر منہ سے یہی نہ نکلا کہ اگر ہم ناحق پر ہون تو خدا ہمین موت دے ۔گنہگار اپنا مرنا چاہتا ہی نہین مثل مشہور ہے کہ چور کے پیر کہان کتنے ۔اس لئے کلام خدا کی پیشین گوئی ثابت ہوگئی

(۱۶) قرآن کہتا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَّمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔یعنی تم لوگون مین سے جو ایمان لاے ہین اور جنہون نے نیک کام کئے ہین اون سے اللہ نے وعدہ کرلیا ہے کہ اونہین زمین پر سلطنت عطا کریگا جیسے کہ اون سے پہلون کو دی تھی اور اونکی خاطر سے اونکے دین کو مستحکم کردیگا کیونکہ اونکے لئے خدا نے وہی دین پسند کیا ہے اور خوف کے بعد اونکو اوسکے بدلے مین امن دیگا تاکہ میری عبادت کرین اور میرا شریک کسی کو نہ ٹہیرائین اور جو اسکے بعد کافر ہوجائینگے پس وہ بڑے نافرمان بردار ہین ۔اس آیت مین خدا ے جل شانہ نے اصحاب رسول صلعم سے بباعث

اونکی کمال دینداری کے خلافت راشدہ اور سلطنت عظمیٰ کا وعدہ کیا ہے۔ سو مطابق اسی کے واقع ہوا۔

(۷) اللہ تعالےٰ جل جلالہ فرماتا ہے هُوَالَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو راہ راست اور دین حق کے ساتھہ بھیجا ہے تاکہ اپنے اوس سچے دین کو سب دینون پر غالب کرے اور گواہی کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ واضح ہو کہ عہد نبوی مین فارس کے مجوسیون کا مذہب سب پر غالب تہا۔ اور اونکے بعد روم کے عیسائی بہت سر اوٹہائے ہوئے تہے۔ تہوڑی ہی مدت مین مسلمان اون دونون پر غالب ہو گئے۔ سلطنت فارس تو چند ہی روز مین ایسی تباہ و برباد ہوئی کہ اوسکا پتہ و نشان تک باقی نرہا۔ اور روم کی بادشاہت بھی بالکل مغلوب ہو گئی اور بہت سا ملک اونکا مسلمانون کے قبضہ مین آگیا۔ اور رفتہ رفتہ ہندو اور دیگر اہل ادیان بھی اہل اسلام کے ماتحت ہو گئے۔

(۸) فرقان حمید کی ایک پیشین گوئی یہ ہے سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ یعنی قریب ہے کہ اہل مکہ کی جماعت شکست کہا کے پیٹھہ پہیر دیگی۔ اس آیت مین ذوالجلال والاکرام نے خبر دی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ مین کفار مکہ کو شکست فاش ہوگی اور وہ بہاگ جائینگے۔ اسی کے مطابق ہوا یعنی جنگ بدر مین تین سو تیرہ مسلمانون سے نو سو پچاس کفار قریش جو بڑے جاہ و جلال سے آئے تھے دم دبا کے بہاگ گئے۔

(۹) یہ آیت کریمہ بھی ایک پیشین گوئی ہے قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِیْعُوْا یُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا۔ یعنی اے محمد اون اعراب سے جو سفر حدیبیہ مین

تمہاری ہمراہی سے رہگئے تھے کہدو کہ آیندہ ایسا اتفاق ہونیوالا ہے کہ تم ان سے زیادہ قوی اور ہیبت ناک قوم سے لڑنے کے لیئے بلائے جاؤگے اون سے جنگ ہوگی یا وہ مسلمان ہوجائینگے اگر تم اطاعت کروگے تو اللہ تمہین اجر نیک دیگا جو تمنے منہ پھیرا جیسا کہ پہلے منہ پھیر گئے تھے تو اللہ تم پر دردناک عذاب کریگا۔ اللہ جل جلالہ خبر دیتا ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد بہت قوت والے اور دہشت ناک لوگون سے لڑنیکا اتفاق مسلمانون کو ہوگا یہان تک کہ جو لوگ حدیبیہ نہین گئے ہین اونکو بھی حاکم اسلام لڑنے کے لیئے بلائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جناب صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے عہد مبارک مین پرزور لوگون یعنی لشکر مسیلمہ اور مرتدان عرب اور شاہان فارس و روم وغیرہ سے لڑائیان ہوئین اور حضرات ابوبکر صدیق اور عمر فاروق نے اعراب کو اون لوگون سے جنگ وجدال کرنیکے واسطے طلب کیا۔

(۱۰) کلام اللہ مین ہے یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ" یعنی اے رسول جو کچھہ تمہارے پاس تمہارے رب کیطرف سے اوترا ہے اوسے لوگون کے کانون تک پہونچاؤ اگر تم نہ پہونچاؤگے تو تمنے اپنی رسالت ہی کا کام کیا اور اللہ تمہین سب آدمیون سے محفوظ رکھیگا اور کوئی تمکو قتل نہ کرسکیگا بیشک اللہ کافرون کا ہادی نہین بنتا۔ اللہ تعالے نے اس آیت مین یہ خبر دی ہے کہ اے محمد کوئی تمہین قتل نہ کرسکیگا مین تمہارا محافظ ہون تم بے کھٹکے اپنی رسالت کے کام کئے جاؤ اور کسی طرح کا خوف دل مین نہ لاؤ۔ ہماری تاریخ کے پڑہنے والون کو معلوم ہوگا کہ لاکھون آدمی عرب کے آپ کے جانی دشمن تھے اور ہزارون نے آپ کے مارڈالنے کا قصد بھی کیا۔ پیر کے تلے کی چیونٹی بھی آپ کے خون کی پیاسی تھی مگر خدا جو حمایت پر تہا کسی سے کچھہ نہوسکا۔ اسطرح کے

بہت سے واقعات ہم اوپر بیان کر چکے ہین اور کتب احادیث و سیر کے دیکہنے والون کو اونسے بہی زیادہ حالات اس قسم کے معلوم ہونگے ۔ صحیح ترمذی مین حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سونیکے وقت آپکی حفاظت کیواسطے پہرہ رکہا جاتا تہا جب واللہ یعصمک من الناس کی پیشین گوئی نازل ہوگئی تو آپنے خیمہ سے سر مبارک نکالکے پہرہ والون سے کہدیا کہ اب تم چلے جاؤ تمہارے پہرہ کی کچہہ ضرورت نہین کیونکہ خدا خود مجہہ سے میری حفاظت کا وعدہ کرتا ہے ۔

(۱۱) ہمارا قرآن کہتا ہے لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ‘‘ یعنی یہودی تمکو سوائے تہوڑے سے رنج کے زیادہ ضرر نہ پہونچا سکینگے اور اگر تم سے لڑینگے بہی تو تو کدم بہاگینگے پہر خدا اونکی مدد نہ کریگا ۔ اس آیت مین رب العالمین خبر دیتا ہے کہ یہودی کبہی مسلمانون پر غلبہ نہ حاصل کرینگے اور اون سے مسلمانون کو کوئی سخت صدمہ نہ پہونچیگا ۔ اگر کبہی مسلمانون سے برسر مقابلہ بہی ہونگے تو زک پائینگے اور ہمیشہ مغلوب رہینگے ۔ سو ایسا ہی ہوا چنانچہ بنی قریظہ اور بنی النضیر اور بنی قینقاع اور یہودیان خیبر کے حالات سے صاف منکشف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین کبہی اونہون نے فتح نہین پائی ہمیشہ شکست ہی کہاتے رہے اور ذلیل و مغلوب ہی رہے آخر ذلت وخواری مین یہان تک نوبت پہونچی کہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اونکو ملک عرب سے بالکل نکال باہر کیا ۔

مخفی نہ رہے کہ یہان تک ہمنے تین طرح سے قرآن کے معجزے بیان کئے یہی تین صورتین نہایت واضح اور آشکارا صراحتاً قرآن مجید سے ثابت ہین اسی واسطے انہین پر اکتفا کیا گیا ۔ معمولی اور عام فہم والون کی پہونچ یہین تک ہوسکتی ہے ۔ ورنہ بڑی بڑی کتابین

اعجاز قرآن سے مملو ہین۔

عہد نبوی کی تاریخ جاننے کے بغیر قرآن ہرگز سمجھہ مین نہین آسکتا نہ اوسکا ترجمہ و تفسیر کوئی کرسکتا ہے۔ اسی کتاب کی خاطر سے ہم نے تاریخ کی چہان بین کی ہے دل تو نہین چاہتا کہ اس عہد کے بیان سے کنارہ کشی اختیار کی جاے ابہی دفتر کے دفتر ہمکو اس مین باقی دکہائی دیتے ہین۔ مگر ہمارے ناظرین گہبرا گئے تہے اور مدت سے "ختم کرو ختم کرو" کی صدائین ہمارے کانون مین آرہی تہین اس لیئے ہم نے اونکے حکم کی تعمیل کے باعث بہت اختصار کیا ہے اور اسی لیئے ہم نہایت افسوس کے ساتہہ اس عہد سے جدا ہوتے ہین۔

ہرچہ آید در دلم غیرے تو نیست	یا توئی یا بوے تو یا خوے تو

تاریخ سے چونکہ ہمکو مطالب قرآنی کا سمجہنا مقصود ہے اس لیئے خاتمہ پر ہم کلام مجید کی سورتون کی ترتیب بلحاظ نزول کے بیان کرتے ہین تاکہ صاحب کتاب کی تاریخ کے ساتہہ مجمل طور سے کتاب کی تاریخ بہی معلوم ہوجاے اوس سے بہی مضامین کتاب سمجہنے مین بہت مدد مل سکتی ہے۔ مگر اطلاع اور احتیاط کے لیئے ہم یہ بہی لکہے دیتے ہین کہ یہ فہرست ہمین ایک انگریزی کتاب سے ملی ہے اور اسکے سوا ہم نے آج تک انگریزی سے کسی طرح کی مدد نہین لی۔

بعثت کے پہلے چار سال مین جو سورتین مکہ معظمہ مین نازل ہوئین

۹۶۔	سورۃ العلق۔ پارہ عم ۳۰۔	۱۱۱۔	سورۃ اللہب۔ پارہ عم ۳۰۔
۷۴۔	سورۃ المدثر۔ پارہ تبارک الذی ۲۹۔	۱۰۶۔	سورۃ القریش۔ پارہ عم ۳۰۔
۱۰۸۔	سورۃ الکوثر۔ پارہ عم ۳۰۔	۸۱۔	سورۃ التکویر۔ پارہ عم ۳۰۔

۱۰۴	سورۃ الھمزۃ - پارہ عم ۳۰ -	۵۳	سورۃ النجم - پارہ قال فما خطبکم ۲۷ -
۱۰۷	سورۃ الماعون - پارہ عم ۳۰ -	۸۴	سورۃ الانشقاق - پارہ عم ۳۰ -
۱۰۲	سورۃ التکاثر - پارہ عم ۳۰ -	۱۰۰	سورۃ العادیات - پارہ عم ۳۰ -
۱۰۵	سورۃ الفیل - پارہ عم ۳۰ -	۷۹	سورۃ النازعات - پارہ عم ۳۰ -
۹۲	سورۃ اللیل - پارہ عم ۳۰ -	۷۷	سورۃ المرسلات - پارہ تبارک الذی ۲۹ -
۹۰	سورۃ البلد - پارہ عم ۳۰ -	۷۸	سورۃ النبا - پارہ عم ۳۰ - اسی سورۃ سے شروع ہوتا ہے
۹۴	سورۃ الانشراح - پارہ عم ۳۰ -	۸۸	سورۃ الغاشیہ - پارہ عم ۳۰ -
۹۳	سورۃ الضحیٰ - پارہ عم ۳۰ -	۸۹	سورۃ الفجر - پارہ عم ۳۰ -
۹۷	سورۃ القدر - پارہ عم ۳۰ -	۷۵	سورۃ القیامۃ - پارہ تبارک الذی ۲۹ -
۸۶	سورۃ الطارق - پارہ عم ۳۰ -	۸۳	سورۃ التطفیف - پارہ عم ۳۰ -
۹۱	سورۃ الشمس پارہ عم ۳۰ -	۶۹	سورۃ الحاقہ - پارہ تبارک الذی ۲۹ -
۸۰	سورۃ العبس - پارہ عم ۳۰ -	۵۱	سورۃ الذاریات - پارہ حم ۲۶ سے ابتدا ہے
۶۸	سورۃ القلم (یا) سورۃ ن پارہ تبارک الذی ۲۹ -	۵۲	سورۃ الطور - پارہ قال فما خطبکم ۲۷ -
۸۷	سورۃ الاعلیٰ - پارہ عم ۳۰ -	۵۶	سورۃ الواقعہ - پارہ قال فما خطبکم ۲۷ -
۹۵	سورۃ التین - پارہ عم ۳۰ -	۷۰	سورۃ المعارج - پارہ تبارک الذی ۲۹ -
۱۰۳	سورۃ العصر - پارہ عم ۳۰ -	۵۵	سورۃ الرحمٰن - پارہ قال فما خطبکم ۲۷ -
۸۵	سورۃ البروج - پارہ عم ۳۰ -	۱۱۲	سورۃ الاخلاص - پارہ عم ۳۰ -
۷۳	سورۃ المزمل - پارہ تبارک الذی ۲۹ -	۱۰۹	سورۃ الکافرون - پارہ عم ۳۰ -
۱۰۱	سورۃ القارعۃ - پارہ عم ۳۰ -	۱۱۳	سورۃ الفلق - پارہ عم ۳۰ -

۹۹ -	سورۃ الزلزال - پارہ عم ۳۰ -	۱۱۴ -	سورۃ الناس - پارہ عم ۳۰ -
۸۲ -	سورۃ الانفطار - پارہ عم ۳۰ -	۱ -	سورۃ الفاتحہ ، ابتداے قرآن ہے -

بعثت کے پانچوین اور چھٹے سال مین جو سورتین مکہ معظمہ مین نازل ہوئین

۵۴ -	سورۃ القمر - پارہ قال فما خطبکم ۲۷ -	۳۶ -	سورۃ یٰسٓ - پارہ ومن یقنت ۲۲ -
۳۷ -	سورۃ الصافات - پارہ ومالی لا اعبد الذی ۲۳	۴۳ -	سورۃ الزخرف - پارہ الیہ یرد ۲۵ -
۷۱ -	سورۃ النوح - پارہ تبارک الذی ۲۹ -	۷۲ -	سورۃ الجن - پارہ تبارک الذی ۲۹ -
۷۶ -	سورۃ الدہر - پارہ تبارک الذی ۲۹ -	۶۷ -	سورۃ الملک - پارہ تبارک الذی ۲۹ -
۴۴ -	سورۃ الدخان - پارہ الیہ یرد ۲۵ -	۲۳ -	سورۃ المؤمنون - پارہ قد افلح المؤمنون ۱۸ -
۵۰ -	سورۃ قٓ - پارہ حٰم ۲۶ -	۲۱ -	سورۃ الانبیاء - پارہ اقترب للناس ۱۷ -
۲۰ -	سورۃ طٰہٰ - پارہ قال الم اقل لک ۱۶ -	۲۵ -	سورۃ الفرقان - پارہ قد افلح المؤمنون ۱۸ -
۲۶ -	سورۃ الشعراء - پارہ وقال الذین ۱۹ -	۱۷ -	سورۃ بنی اسرائیل - پارہ سبحان الذی ۱۵
۱۵ -	سورۃ الحجر - پارہ ربما یود الذین ۱۴ -	۲۷ -	سورۃ النمل - پارہ وقال الذین ۱۹ -
۱۹ -	سورۃ مریم - پارہ قال الم اقل لک ۱۶ -	۱۸ -	سورۃ الکہف - پارہ سبحان الذی ۱۵ -
۳۸ -	سورۃ صٓ - پارہ ومالی لا اعبد الذی ۲۳		- - - - - - -

بعثت کے ساتوین سال سے ہجرت تک جو سورتین مکہ معظمہ مین نازل ہوئین

۳۲ -	سورۃ السجدہ - پارہ اتل ما اوحی ۲۱ -	۱۴ -	سورۃ ابراہیم - پارہ وما ابری نفسی ۱۳ -
۴۱ -	سورۃ حٰم السجدہ - پارہ فمن اظلم ۲۴ -	۱۲ -	سورۃ یوسف - پارہ ومامن دابۃ ۱۲ -

۴۵-	سورۃ الجاثیہ - پارہ الیہ یرد ۲۵-	۴۰-	سورۃ المؤمن - پارہ فمن اظلم ۲۴-
۱۶-	سورۃ النحل - پارہ ربما یود الذین ۱۴-	۲۸-	سورۃ القصص - پارہ امن خلق السموات ۲۰
۳۰-	سورۃ الروم - پارہ اتل ما اوحی ۲۱-	۳۹-	سورۃ الزمر - پارہ ومالی لا اعبد الذی ۲۳-
۱۱-	سورۃ ہود - پارہ یعتذرون ۱۱-	۲۹-	سورۃ العنکبوت - پارہ امن خلق السموات ۲۰
۳۱-	سورۃ لقمان - پارہ اتل ما اوحی ۲۱-	۷-	سورۃ الاعراف - پارہ ولو اننا ۸-
۴۲-	سورۃ الشوریٰ - پارہ الیہ یرد ۲۵-	۶-	سورۃ الانعام - پارہ واذا سمعوا ۷-
۱۰-	سورۃ یونس - پارہ یعتذرون ۱۱-	۴۶-	سورۃ الاحقاف - پارہ حٰم ۲۶-
۳۴-	سورۃ السبا - پارہ ومن یقنت ۲۲-	۱۳-	سورۃ الرعد - پارہ وما ابری نفسی ۱۳-
۳۵-	سورۃ الفاطر - پارہ ومن یقنت ۲۲-	.	- - - - -

مدنی سورتیں

۲-	سورۃ البقرہ - پارہ الم - ۱-	۳۳-	سورۃ الاحزاب - پارہ اتل ما اوحی ۲۱-
۹۸-	سورۃ البینہ - پارہ عم ۳۰-	۶۳-	سورۃ المنافقون - پارہ قد سمع اللہ ۲۸-
۶۴-	سورۃ التغابن - پارہ قد سمع اللہ ۲۸-	۲۴-	سورۃ النور - پارہ قد افلح المؤمنون ۱۸-
۶۲-	سورۃ الجمعہ - پارہ قد سمع اللہ ۲۸-	۵۸-	سورۃ المجادلہ - پارہ قد سمع اللہ ۲۸-
۸-	سورۃ الانفال - پارہ قال الملا الذین ۹-	۲۲-	سورۃ الحج - پارہ اقترب للناس ۱۷-
۴۷-	سورۃ محمد - پارہ حٰم ۲۶-	۴۸-	سورۃ الفتح - پارہ حٰم ۲۶-
۳-	سورۃ آل عمران - پارہ تلک الرسل ۳-	۶۶-	سورۃ التحریم - پارہ قد سمع اللہ ۲۸-
۶۱-	سورۃ الصف - پارہ قد سمع اللہ ۲۸-	۶۰-	سورۃ الممتحنہ - پارہ قد سمع اللہ ۲۸-

۵۷ -	سورۃ الحدید - پارہ قال فما خطبکم ۲۷ -	۱۱۰ -	سورۃ النصر - پارہ عم ۳۰ -
۴ -	سورۃ النساء - پارہ لن تنالوا البر ۴ -	۴۹ -	سورۃ الحجرات - پارہ حٰم ۲۶ -
۶۵ -	سورۃ الطلاق - پارہ قد سمع اللہ ۲۸ -	۹ -	سورۃ التوبہ (یا) براۃ - پارہ واعلموا ۱۰ -
۵۹ -	سورۃ الحشر - پارہ قد سمع اللہ ۲۸ -	۵ -	سورۃ المائدۃ - پارہ لا یحب اللہ ۶ -

(۱) واضح ہو کہ فہرست مندرجہ بالا کو ہر صفحہ مین اور ہر سرخی کے نیچے کالم مین پڑہنا چاہیئے -

(۲) قرآن مین ایک سو چودہ (۱۱۴) سورتین ہین سب کے نام فہرست مندرجہ بالا مین آگئے - اور تیس پارے ہین جن مین سے ۲۸ پارون کے نام سمجھو یا اونکے ابتدائی کلمات کہو فہرست بالا مین مندرج ہین اور جس جگہہ جہان جہان کسی پارہ کا نام آیا ہے اوسی کے اوپر اوسکی ترتیب کا نمبر بھی لکھدیا گیا ہے دو پارون یعنی دوسرے اور پانچوین کے نام فہرست مین نہین آئے لیکن دوسرے پارہ کا نام سیقول السفہاء (۲) اور پانچوین پارہ کا نام والمحصنات ہے -

(۳) قرآن مجید کی تلاوت کے لئے کم سے کم ایک ہفتہ مقرر ہے اسی لئے اوسکی سات منزلین کردی گئی ہین - اور ہر منزل کسی نہ کسی سورۃ سے شروع ہوتی ہے چنانچہ فمی بشوق مین بالترتیب اون سورتون کے ابتدائی حروف منضبط کردئیے ہین جن سے کہ وہ منزل شروع ہوتی ہے یعنی پہلی منزل - سورۃ الفاتحہ - دوسری منزل - سورۃ المائدۃ تیسری منزل - سورۃ یونس - چوتھی منزل - سورۃ بنی اسرائیل - پانچوین منزل - سورۃ الشعرا چھٹی منزل - سورۃ والصافات ساتوین منزل - سورۃ قٓ -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے مادہ تاریخ

وقت نزع روان بخواند رسول	کلمۂ لا الہ الا ہو + + +
پس اگر سال رحلتش خواہی	لفظ دیگر مگیر الا ہو +

دیگر

سال فوت رسول پرسیدم حاجیی گفت لفظ حج آمد

دیگر

چون شفیع الوری بحکم خدا شد ز دار الفنا بقصر لقا

عمر آن شاه قبلهٔ آمال ابن عباس گفت شصت و سه سال

روز مولود و نقل آن محمود گفت شاه نجف دوشنبه بود

لیک تاریخ آن شفیع امم از ربیع (ربیع الاول) یکم دوازدهم

سال نقلش خرد به تعمیه خواند از محمد زمانه خالی ماند

سال نقلش چنین غم افزا شد جان ز دین رفت و دین ز دنیا شد

شد رقم سال نقل آن عالی حیف بی احمد است دین خالی

بازگو سال نقل آن شه دین بدل دردمند و جان حزین

احمد از انبیا سر آمد بود زان سبب ز انبیا عروج نمود

باز تاریخ نقل او دریاب زندگی رفت بیک از اصحاب

سال نقلش ز عقل ثابت گشت روح اکبر ز اهل بیت گذشت

گفت تاریخ نقل او رضوان که شده حیف از عجم ایمان

سال نقلش بجوان برنج و تعب مانده صد حیف بی کرام عرب

باز تاریخ نقل او بر خوان بلکه شد از فراق او بی جان

سال نقلش بگو بناله و آه کز مدینه بشد نبی الله

چون شفیع الوری ز دنیا شد شده تاریخ دُر ز دریا شد

نتوان گفت دُر ز دریا شد	بلکہ گویم کہ جان ز دنیا شد

۶۵ ۵۴

دیگر

رفتم بباغ فکر و دویدم بھر چمن	در شوق چیدن گل تاریخ پنجتن
ہر غنچہ را کشودم و جستم زہر گلے	ناگہ ندا ز بلبلے آمد بگوش من
احمد و فاطمہ و حسین و علی حسن	تاریخ فوت شان مجو الا ز یاسمن
اول دو حرف بہر محمد و فاطمہ	باقی سہ حرف بہر حسین و علی حسن

(تنبیہ) یاسمن کی یا کے گیارہ آنحضرت و جناب فاطمہ کا سال وفات ہے۔
س کے ساٹھ معرکہ کربلا کا سنہ ہے میم کے چالیس علی مرتضیٰ کی شہادت کا سال ہے۔
نون کے پچاس جناب امام حسن کی شہادت کا زمانہ ہے۔

دیگر

ز عمر نبی سج نبوت کج است	بہ مکہ یج و در مدینہ زج است

۶۳ ۱۳ ۱۳ ۱۰

رباعی

اسمائے پاک ازواج مطہرات

نہ جفت نبی کہ پاک بودند ہمہ	بد عائشہ و خدیجہ محترمہ
با ام حبیبہ حفصہ بود و زینب	میمونہ صفیہ سودہ ام سلمہ

رباعی

اسمائے پاک فرزندان رسول صلعم

فرزند نبی قاسم و ابراہیم ست	پس طیب و طاہر ز سر تعظیم ست
با فاطمہ و رقیہ ام کلثوم	زینب شمر ار ترا سر تعلیم ست

خلاصہ کے طور پر چند باتین

روایت ہے کہ جناب سید المرسلین خاتم النبیین محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی صدف بطن آمنہ بنت وہب سے مکہ معظمہ مین تاریخ ۲ یا ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ مطابق رومی مہینہ نیسان کے بیسوین دن سنہ ۸۸۲ء ذوالقرنین وسال واقعہ اصحاب فیل مین جو جلوس نوشیروان عادل کا چالیسوان برس تھا تولد ہوئے ۲۴ برس نصف مہینہ کی عمر مین حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا - اور ۲۷ رجب روز جمعہ کو جبکہ آپکی عمر چالیس برس نو دن کی تھی حضور پر وحی نازل ہوئی - اوسکے بعد ۲۳ برس تک نبوت رہی - اکیاون سال کی عمر مین معراج حاصل ہوئی - ہجرت کے بعد حضور دس برس دو مہینے بیس دن زندہ رہے - عین ہجرت کے وقت آپکی عمر ۵۲ برس ۹ مہینے دو دن کی تھی - اور ۲ یا ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ دوشنبہ کو چاشت کے وقت وفات پائی اور مدینہ منورہ مین حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مین دفن ہوئے - ۳۴ برس دو مہینے کی عمر مین عمارت خانہ کعبہ کو نئے سرے سے بنایا - روزہ ہائے رمضان کی فرضیت کے وقت آپکی عمر ۵۰ برس کی تھی اور بعض نے اس پر گیارہ مہینے ۸ دن اور زیادہ کئے ہین - آپ کے تین یا چار بیٹے اور چار بیٹیان بتائی گئی ہین - حضور کی چودہ بیویان بیان کی جاتی ہین یعنی - [۱] خدیجہ بنت خویلد - [۲] سودہ بنت زمعہ بن قیس - [۳] عائشہ بنت ابو بکر - ان تینون سے آپ نے مکہ مین نکاح کیا اور باقی نکاح مدینہ مین ہوئے جبکہ عمر آپکی ۵۳ سے تجاوز کر چکی تھی - [۴] حفصہ بنت عمر بن الخطاب - [۵] ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ - [۶] ام حبیبہ بنت ابی سفیان - [۷] جویریہ بنت ابی الحارث بنی المصطلق سے - [۸] صفیہ بنت حیی بن اخطب - [۹] زینب بنت جحش المخاطب بہ ام المساکین زوجہ زید بن حارث - [۱۰] میمونہ بنت الحارث الہلالیہ جو ابن عباس کی خالہ تھین - [۱۱] زینب بنت خزیمہ - [۱۲] اسماء بنت النعمان بن ابی الجون بن الحارث

بنی کلب کی ایک عورت [سنہ ۱۳] - ریحانہ [سنہ ۱۴] بنت زید -

روضۃ الاحباب مین چار سریہ آپکے لکھے ہین - ماریہ [سنہ ۱] قبطی کو مقوقس شاہ اسکندریہ نے بطور ہدیہ کے حضور کی خدمت مین بہیجا تہا وہ سنہ ۱۶ ھ مین انتقال کر گئین - ریحانہ [سنہ ۲] جو بنی قریظہ یا بنی منظر کے سبایا مین آئی تہین - جمیلہ کی ایک لونڈی [سنہ ۲] - زینب بنت جحش نے اپنی ایک لونڈی [سنہ ۵] حضور کو دیدی تہی -

ضروری تاریخین

ولادت آنحضرت صلعم بقول آرتہر گلین ایم اے - ۲۰ - اپریل سنہ ۵۷۱ ع

آنحضرت صلعم کا عقد خدیجہ سے سنہ ۵۹۵ ع

ابتدائے نبوت - سنہ ۶۱۰ ع

کفار قریش نے حضور سے مخالفت شروع کی سنہ ۶۱۳ ع

ہجرت حبشہ سنہ ۶۱۵ ع

کفار قریش نے آنحضرت صلعم اور بنی عبد المطلب سے قطع تعلق رکہا سنہ ۶۱۶ ع سے سنہ ۶۲۰ ع

وفات خدیجہ سنہ ۶۱۹ ع

وفات ابوطالب سنہ ۶۲۰ ع

آنحضرت طائف تشریف لیگئے - ۔

ہجرت مکہ سے مدینہ کو یکم محرم سنہ ۱ ھ مطابق ۱۶ جولائی سنہ ۶۲۲ ع جمعہ

جنگ بدر - سنہ ۲ ھ مطابق سنہ ۶۲۳ ع

جنگ اُحد - سنہ ۳ ھ مطابق سنہ ۶۲۴ ع

تاریخ شہادت حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ در جنگ اُحد

بیگمان حمزہ سید شہداست	کہ خدا اور رسول ہردو گواست
بررہ شرع مصطفےٰ بودہ	عم پیغمبر خدا بودہ
روز جنگ اُحد شہید شدہ	پیشواے ہمہ سعید شدہ
سلخ ذیقعدہ و دوشنبہ بود	کہ شہادت بیافت آن مشہود
عمر او بود پنجہ و نہ ۵۹ سال	کان زمان رفت زین جہان ملال
سال نقلش نہ کم نہ افزون شد	اہل دین از زیانہ بیرون شد ١٠٢

حضرت علی اور جناب فاطمہ کا عقد سنہ ۲ھ سنہ ۶۲۴ء

جنگ خندق سنہ ۶ھ مطابق سنہ ۶۲۷ء

فتح مکہ سنہ ۹ھ مطابق سنہ ۶۳۰ء

جنگ موتہ "

جھوٹے نبیوں کا ظاہر ہونا "

طائف کا محاصرہ و فتح "

حجۃ الوداع سنہ ۱۱ھ مطابق سنہ ۶۳۲ء

وفات آنحضرت صلعم اور صدیق اکبر کا خلیفہ ہونا - ۸ جون سنہ ۶۳۲ء روز دوشنبہ

حضرت اسامہ بن زید کا فلسطین روانہ ہونا

وفات جناب فاطمہ سنہ ۶۳۳ء

مسیلمہ کذاب نے شکست پائی سنہ ۱۲ھ مطابق سنہ ۶۳۳ء

اور شمس التواریخ کا پہلا حصہ تمام ہوا

رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۸ھ مطابق جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

اے دونوں جہان کی کشتی کے ناخدا اور اے رب ذوالمجد والعلا صدقہ ان بزرگوارون کا جنکے مقدس نام اس کتاب مین لئے گئے ہین اور جن پر تیری خاص رحمت تھی امت محمدی کی بگڑی ہوئی کو بنادے اور مسلمانون کا بول بالا کر - آمین - آمین - آمین -

تقریظ از طبع اقدس کاشف اسرار علوم الٰہی واقف رموز حضرت رسالت پناہی جناب حاجی شاہ محمد اکبر صاحب ابوالعلائی داناپوری

الحمد۔ مجھسے آدمی کی زبان آلودہ صد دروغ اور اوس پاک پروردگار تعالےٰ شانہ کی حمد ہے ۵

صلاح کار کجا و من خراب کجا		ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

جسکی صفات سمجھہ مین نہ آسے اوسکی ذات پاک کی صفت مین انسان کیا قلم اوٹھاسے خدا خدا ہے اور بندہ بندہ ہے۔ گو سربلند ہے مگر یہان سرافگندہ ہے۔ آدمی پانی کا بلبلا ہے اوسکا وجود بحر زخار کے پیدا کرنیوالے کے سامنے کیا ہوسکتا ہے۔ جیسے نمک کا پتلا۔ سمندر کی تہ دریافت کرنیکو چلا غوطہ لگانیکی دیر تھی کہ گھل گھلا کر پانی ہوگیا اب وہان سے پلٹ کر کون آسے اور خبر کسطریقہ سے لاسے۔ اگر کوئی اوسے آسمان کہے تو کس منہ سے وہ تو آسمان کا پیدا کرنیوالا ہے۔ گمان غلط خیال غلط۔ اور اگر کوئی اس سے بھی اونچا ہوا عرش پر پہونچا وہان بھی وہی شق۔ عقل انسانی اس سے زیادہ کیا بلند پروازی کرسکتی ہے طائر فکر بہت اوڑا نہایت اونچا ہوا مگر کیا اوڑا اور کتنا اونچا تہوڑی ہی دور گیا تھا کہ شہپر تھک گئے زمین پر گر پڑا اب پڑا سسک رہا ہے۔ تو تمام تمناؤن کا خاتمہ ہوگیا آخر کو یہ کہنا پڑا کہ خدا کو نہ کوئی جان سکتا ہے نہ پہچان سکتا ہے۔ پس جب یہ دونون دعوے مسلم ہین تو اوسکی حمد کیا ہوسکتی ہے اگر کہین تو یہی کہین لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔

النعت۔ بس اللہ کے حبیب اور رسول اور بندہ حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم ہین ۵

وزیرے چنین شہریارے چنان		جہان چون نگیرد قرارے چنان

محمد سر وحدت ہے کوئی رمز اوسکی کیا جانے	دیگر	محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفےٰ جانے

کلمہ شریف کا دوسرا جزو جو حضور پرنور کی نذر ہے محمد رسول اللہ آپ بشر تو بیشک ہین اس لیئے اللہ تعالےٰ شانہ اپنے کلام پاک مین آپکی زبان مبارک سے فرماتا ہے انما انا بشر مگر کیسے بشر جیسے لعل بے بہا کہ پتھر مین سے تو نکلا ہے مگر وہ پتھر نہین۔ کیسے بشر کہ کہانا کہاتی ہین پانی پیتے ہین مگر اللہ کے ہاتہون سے آپکا فعل اللہ کا فعل ہے وما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمی خوب کہا ہے جسنے کہا ہے خداوند تعالےٰ شانہ جنت کے موتی اوسکے منہ مین اپنے ہاتہون سے پروئے اور مجہ سے بہی کوئی ایسا ہی شعر موزون ہوجائے ؎

محمد سے صفت پوچھو خدا کی	خدا سے پوچھیئے شان محمد

الحمد للہ والنعت لرسولہ محمد رسول اللہ المنقبت لاصحابہ قال اللہ تعالیٰ شانہ عم نوالہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

یہ وہ لفظ منقبت صحابہ کے وہ ہین کہ اسکی شرح لاکہون اجزاء مین ہو اور پہر بہی تمام نہو ؎

چراغ مسجد و محراب و منبر	ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ

واہ رے شعر۔ واہ رے شعر۔ واہ رے شعر۔ تعریف کے ساتھ ترتیب خلافت کا بہی سبق پڑہا دیا۔ والمدحت لاٰلہ الطاہرین و اولادہ الطیبین قال اللہ عز وجل انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس و یطہرکم تطہیرا سبحان اللہ و بحمدہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکرموا اولادی الصالحون للہ والطالحون لی اللہم صل علی سیدنا ومولنا محمد والہ علی قدر حسنہ وجمالہ واصحابہ وسلم اما بعد فقیر محمد اکبر ابو العلائی داناپوری غفر اللہ ذنوبہ عرض کرتا ہے۔ میرے دوست عزیزان قلبی منشی امیر الدین اکبر آبادی سلمہ و منشی نصیر الدین سلمہ نے اپنے سرمایہ سے اس کتاب روشن و بابرکت کو جسکا نام شمس التواریخ ہے بکمال جانفشانی تالیف کرایا اور چہپوایا۔ خداوند تعالےٰ انکو دینی

ودنیوی برکت عطا فرماوے - آمین - مؤلف اسکے میرے بے ریا مخلص اور دوست
مولوی **وارث علی** صاحب ہین - یہ ایک اعلیٰ خاندان کے روشن چراغ ہین شریف
النسب ہونیکے ساتھہ شریف النفس بھی ہین انکا ہر وقت کا سکوت انکے دل کی روشنی
پر گواہ ہے - مینے اس کتاب کو بکمال شوق پڑہا اور اپنی کتاب تاریخ عرب کے لئے اسمین
سے جابجا خوشہ چینی کی - نہایت عمدہ کتاب ہے - مضامین اچھے - زبان شستہ روایا
صحیح - چہپائی اچھی - کاغذ نفیس - پہر کتاب کیواسطے اس سے زیادہ تعریف کیا ہوسکتی
ہے اسپر بھی قوم اور ملک اسکی قدر نہ کرے تو ہم مسلمانون کی قسمت - اس روشن کتاب کا
حصہ اول ۱۳۱۸ھ سنہ مین تمام ہوا - وباللہ التوفیق وعلیہ التکلان فہو نعم المولیٰ ونعم النصیر

تقریظ از طبع ہنر پرور و فکر جواہر گستر سر خیل سخنوران با تمیز جناب منشی محمد عبد العزیز صاحب مختار در بہنگہ

الحمد للہ کہ **شمس التواریخ** کا ایک حصہ جس مین ہمارے نبی برحق وہادی مطلق کی
سوانح عمری ووقایع وغزوات وسرایا کے علاوہ چند پشت پہلے آپکے آبا واجداد کے اخلاق
وعادات وطرز معاشرت سے بحث کی گئی ہے چہپ کر تیار ہوگیا اس تاریخ مین مصنف نے
واقعات کا انتخاب قابلانہ انداز مین نہایت ہی مستند ومعتبر کتابون سے کیا ہے جو محتاج
بیان نہین ہے - عبارت کی سادگی الفاظ کی بے ساختگی زبان کی شستگی محاورات کی صفائی
وقایع کی صحت وغیرہ وغیرہ جسکی اشد ضرورت تھی وہ ... اس کتاب مین پائی جاتی ہے
بے شبہ مصنف نے اپنے قیمتی وقت کا ایک معتد بہ ... ایک ایسی خدمت کے انجام دہی
مین صرف کیا ہے جسکے صلہ مین وہ ملک وقوم کے سامنے قابل ہزارون ثنا وتوصیف کے ہے
اور جہان تک اسکا شکریہ ادا کیا جائے تہوڑا ہے ... تاریخ الیسی ... فہم الفاظ وکشفا

بول چال مین لکھی گئی ہے جسکی نظیر شاید اسلامی دنیا کی اور تواریخ مین پائی نہین جاتی ہے تاریخ اسلام مین یہ پہلی کتاب ہے جو اپنی متعدد و عظیم الشان خوبیون کی وجہ سے اپنی آپ نظیر ہے۔ اس بکار آمد و مفید کتاب سے عموماً ہر شخص مستفید ہو سکتا ہے خصوصاً ان نوجوانون کیلئے جنکے جذبات پر انگریزی کتب خوانی سے اپنے پاک مذہب کے متعلق خراب اثر پڑتے جاتے ہین یہ کتاب اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ کتاب گویا ہملوگون کے لئے رحمت خدا ہے قابل قدر مصنف نے مخالفین کے بعض متعصبانہ اعتراض کا جواب بھی بعض موقع مین ایسے پر جوش و بااثر لفظون مین دیا ہے جس سے اسلام کی چمکتی ہوئی شعاعین آنکھون کے سامنے پھر جاتی ہین۔ اس کتاب مین مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کی زیارت گاہون اندرون و بیرون شہر و مقبرون وا وسکے اطراف و جوانب کے ضروری مقامات و پہاڑون و چشمون و کنوون و دیگر ضروری باتون کا ذکر بڑے شرح و بسط کے ساتھہ کیا گیا ہے جو عازمان حج کے لئے نہایت ہی بکار آمد و ایک عمدہ رفیق ہے۔ نقشہ عمارات بھی اس خوبی سے دیا گیا ہے جسکی حسن ترتیب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ الغرض یہ تاریخ ایسی جامع ہے کہ اسکے مقابلہ مین اردو کی دوسری تواریخ کو تقویم پارینہ کہنا نازیبا نہین ہے۔ کہان ہین مقدس اسلام پر جان فدا کرنیوالے کہان ہین اپنے پاک و برحق مذہب کے ہر ہر ادا پر نثار ہو جانے والے؟ آئین اور دیکھین کہ ایک سچے پیغمبر خدا نے محض شیوع اسلام و اجراے دین حق کے لئے کیسے کیسے مصائب ناقابل برداشت اوٹھاے۔ اور باوجود بیسرو سامانی اور ناداری کے کس استقلال و استحکام ہمت کے ساتھہ اپنے پاک دین کا جھنڈا اکناف عالم مین قایم کیا اور کیونکر طبقہ مخالفین و معاندین مین ربانی احکام کو شایع کر کے اعلے درجہ کی ڈگری حاصل کی۔ (روحی فداک یا رسول اللہ) ہم امید کرتے ہین کہ ہماری قوم اس نادر تاریخ کو نہایت عظمت

وہ وقعت کی نظر سے دیکھیگی اور اپنے تواریخی حالات سے کافی واقفیت حاصل کریگی مصنف
کا ارادہ خلفاے راشدین کی تالیف لکھنے کا بھی ہے خدا اونکی توفیق مین برکت دے اور
اونکی کوشش کو مشکور کرے اور اس دینی خدمت کی جزائنعم البدل عطا کرے ۔ مصرعہ
این دعا از من واز جملہ جہان آمین باد ۔

قطعہ تاریخ ایضاً

وارث نے لکھی ہے اسلام کی تاریخ	مضمون کی صفائی مین اک طرز مجدد ہے
اتمام کی تاریخ مین کی فکر جو مین نے	بیساختہ دل بولا تاریخ محمد ہے

از نتایج افکار جواہر آگین جناب منشی شیخ رحیم الدین صاحب وکیل آگرہ

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند	تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

ناظرین اس نثر مندرجہ بالا کو دیکھکر آپکو تعجب ہوگا کہ خلاف مقولہ قدیم کے جسکو عوام وخواص
ہمیشہ سے مانتے اور تسلیم کرتے آئے ہین یہ دعوی کیون ہے لیکن مین اپنے اس دعوی
کی تائید مین آپکو ایک ایسی عمدہ تالیف ملاحظہ کراؤنگا کہ جس سے آپ میرے اس دعویکو
تسلیم فرمالین اور آپکے زبانون پر یہ کلمہ جاری ہوجاے کہ دعوی سچ ہے ۔ آجکل ایک
کتاب لاجواب سرآمد نثاران زمانہ علم انگریزی وفارسی وعربی وہندسہ وحساب وتاریخ وجغرافیہ
مین یگانہ جناب مولوی وارث علی صاحب نے موسوم بہ شمس التواریخ جو
درحقیقت اسم بامسمی ہے مشعر حالات عرب وجناب سرور کائنات مفخر موجودات سلطان
ہردو عالم رسول مکرم جناب احمد مجتبے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم تالیف فرمائی ہے
اس خاکسار ذرہ بیمقدار نے از اول تا آخر اسکی سیر کی ہے آج تک ایسی کتاب حالات

تواریخی حضرت رسول مقبول صلعم مین جامع اور کامل زبان اردو مین میری تو کیا حقیقت ہے
شاید کسی اور صاحب کی بھی نظر سے نہ گذری ہوگی باوجود اس ضخامت کے کہ ۵۷ جزو
ہین سلاست زبان اور طرز بیان اسقدر خوب اور خوش اسلوب ہے کہ ناظر کتاب موصوف
کو گنجایش کسی حرف گیری کی نہین مولف صاحب ممدوح نے جغرافیہ عرب سے شروع
کر کے جناب سرور عالم کے زمانہ وفات تک کے حالات اس خوبصورتی سے درج
فرمائے ہین کہ کوئی دقیقہ دریافت حالات تواریخی جناب سرور کائنات کا باقی نہین رہتا
اور اس قسم کی دلچسپی ناظر کو کتاب موصوف کے ساتھہ ہوتی ہے کہ کتاب موصوف کو
نظر سے جدا کرنے کو دل نہین چاہتا جو صاحب اس کتاب کو معاینہ فرمائین گے اور
جن جن صاحبان نے بوجہ خریداری اب تک معاینہ فرمایا ہے وہ ضرور میرے اس
دعوی کی کہ ؎

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند	تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

کی تسلیم مین میرے ہم زبان و ہم داستان ہونگے حق تو یہ ہے کہ کتاب موصوف جناب
مولف کے علم و لیاقت کا پورا پورا نمونہ ہے اور زبان حال سے یہ شعر گویا ہے کہ ؎

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند	تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

علاوہ اسکے کتاب موصوف اسبات کی بھی شہادت دیتی ہے کہ جس مطبع مین کتاب
موصوف طبع ہوئی ہے اوس مطبع کی کارکنان کس دل و دماغ کے اور کس متانت کے اور
کیسے منتظم ہین اور کس وقعت اور عظمت کے ساتھ اس نسخہ متبرکہ کو طبع کیا ہے خلاصہ
یہ کہ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید جن صاحبان کی نظر سے کتاب موصوف
گذری ہے اور جن صاحبان کی نظر سے گذرے گی میری تحریر کا حال خود معلوم ہو جائیگا

مگر ایک خبر وحشت اثر کے سننے سے مجھے سخت افسوس ہے وہ یہ ہے کہ مہتمان مطبع کا
یہ ارادہ مصمم ہے کہ وہ دوسرا حصہ کتاب موصوف کا بھی جو مشعر حالات تواریخی صحابہ کرام
ہو طبع کرین مگر اس سبب سے بددل ہین کہ بعض بعض خریداران کتاب موصوف کی
یہ رائے ہے کہ کتاب موصوف جسطرح پرکہ اب طبع ہوکر تھوڑی تھوڑی خریدار دنکی خدمتین
ارسال ہوئی ہے اسطرح پر نہ بھیجی جاے بلکہ پوری کتاب طبع ہونیکے بعد ہدیہ ناظرین ایک
قیمت خاص پر کیجاے ۔ اسمین بہت دقتین اور قباحتین ہین ایسی حالتین خریداران کو دفعتًا
یکمشت قیمت اداکرکے خریداری پر تامل ہوگا اور یکمشت قیمت اداکرکے خریدنا ناگوار ہوگا ۔ میری
دانست مین مناسب اور آسان طریقہ بھی ہے کہ جسقدر ماہوار تالیف اور طبع ہوتی جاے
خریداران کی خدمت مین ارسال ہو اور تھوڑی قیمت کے وصول ہونے سے اوسکے
چھاپنے کے مدد ملتی رہے اور خریدار کو بھی یہ بتدریج قیمت اداکرنا دشوار اور ناگوار نہو مین امید
کرتا ہون کہ ناظرین میری اس راے سے اتفاق فرماکر کارکنان مطبع کو اسطرح چھاپنے
کتاب کی اجازت عطا فرماوین گے ماتوفیقی الا باللہ خداوند عالم اوسکے مولف اور تاری
اور سامع اور طبع کنندگان وکاتب ومہتمان مطبع کو اپنے حبیب پاک کے تصدق سے
اپنے جوار رحمت مین معزز وممتاز فرماوے آمین ثم آمین اور اس کتاب کو الی یوم التناد
بالنون والصاد فیض بخشاے ہر صغیر وکبیر فرماوے ۔

تقریظ از نتیجہ فکر رسا واقف اسرار خفی وجلی جناب منشی سید محمد علی صاحب افسوس وکیل جاورہ

حق جلوہ گر ز طرز بیان محمد است	آری کلام حق بزبان محمد است

اس دنیاے فانی مین رہکر انسان کو جو کام کرنا چاہیے اور جسطرف متوجہ ہونا چاہیے

اور جس امر کی سعی کرنا چاہیے۔ وہ عاقبت کی بہتری اور روحانی خوشی ہے۔ یہان اگر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ خوشی وبہتری کیونکر نصیب ہو۔ اسکا یہ جواب ہے کہ مذہبی معلومات اور حضور سرور کائنات مفخر موجودات محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کی پیروی اور قدم بقدم چلنے کی کوشش اور حضور کے حالات سنکر اونسے استفادہ دارین حاصل کرنیکی سعی اور حضور صلعم پر درود نامحدود بھیجنا چاہیے۔ اب رہا یہ امر کہ حضور کے حالات جامع اور پورے طور سے کیونکر دیکھین اس ضرورت کو نہایت خوبی اور انتہائی تحقیق کے ساتھ جناب مولوی وارث علی صاحب اکبر آبادی نے پورے طور پر رفع کیا ہے اور ایک جامع اور مکمل تاریخ نہایت محنت کے ساتھ تیار کی ہے جو منشی محمد امیر الدین و محمد اسحاق علی صاحبان کے مطبع لامع النور مین طبع ہوئی ہے مینے اس تاریخ کو متواتر چند مرتبہ اول سے آخر تک دیکھا ہے گو میری نظر سے چند مختلف تاریخین بزبان اردو گذری ہین مگر یہ تاریخ واقعی ایک بے نظیر تاریخ ہے اور محنت شاقہ مؤلف کی اوسکے معائنہ سے ظاہر ہوتی ہے جسکا نام شمس التواریخ نہایت موزون اور مناسب رکھا گیا ہے اسکی شعاعین نہایت نور افشان ہین۔ اس تاریخ کے مطالعہ کرنیوالے مسلمانون کو علاوہ حالات تاریخی کے چند در چند تجربہ بھی ہونگے یعنی وہ اس امر سے واقف ہوجاوینگے کہ ہم ہندوستان سے عرب کا سفر کرین تو ہم کیونکر زیارات سے فیضیاب ہونگے اور ہمارا سفر کسطرح طے ہوجاویگا گویا سفر کرنیوالے شخص کو عملی تجربہ سے پہلے عارضی تجربہ بخوبی حاصل ہوسکتا ہے اسکے بعد تعمیر خانہ کعبہ۔ زیارت گاہین۔ عمرہ مدینہ کا راستہ ومزارات بیرون شہر ومسجد مدینہ منورہ بصفحہ ۲۵۔ اور نقشہ متعدد بہر موقعہ کے دئے ہین۔ پھر جسقدر زیارات اور متبرک مقامات ہین سب کے تفصیلی حالات ہین۔ زان بعد واقعہ اصحاب فیل۔ حضور کا نسب۔ ولادت

پرورش تربیت - ازواج مطہرات - اولاد - فتوحات - غزوات - ہجرت - نزول وحی - معراج - فتح مکہ - استفادات وغیرہ وغیرہ حالات معہ وفات حسرت آیات بخوبی دکھاے گئے ہین اور موقع موقع سے ضروری عملیات اور مجربات بھی بتاے گئے ہین - غرض جسقدر فوائد کی اس تاریخ سے امید ہے دیگر کسی تاریخ سے میرے نزدیک نہایت اہم ہے - دریا کو کوزہ مین بند کر دیا ہے - موجودہ طرز اردو کو بھی مؤلف نے ہاتھ سے نہین جانے دیا - اردو نہایت عمدہ بامحاورہ طرز بیان نہایت شستہ ہے اور مہتمم مطبع نے بھی اوسکی ترتیب اور کتابت اور کاغذ مین کمی نہین کی ہے - تحقیق نہایت زبردست اور کھری ہے تعصب اور خاص لگاوٹ مذہب یا ملت سے کہین کام نہین لیا ہے - نہ کسی کے عقائد پر اعتراض کیا ہے نہ کسی کی موافقت بلکہ جو فرض ایک ایماندار اور بے لاگ مؤرخ کا ہونا چاہئے وہ پورے طور پر ادا کیا گیا ہے - یہ کتاب چند حصون پر منقسم ہے اور یہ اول ہی حصہ ہے جسکی مین تقریظ لکھہ رہا ہون اور اسمین حضور صلعم کے ہی حالات ہین - جس واقعہ کو جسقدر متعلق پایا ہے اوسیقدر نہایت خوبی اور صفائی سے لکھا ہے جملہ معترضہ یا طوالت ناحق نہین دی گئی ہے - مین اوپر لکھہ آیا ہون کہ یہ کتاب بزبان اردو اپنی نظیر آپ ہے - اور ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ ایک نسخہ اسکا ضرور اپنے پاس رکھے اور اوسکے معائنہ سے فائدہ روحانی اور انبساط جاودانی حاصل کرے اور یہ سمجھے کہ یہ کتاب اوس رسول برحق کی سوانح عمری سے تعلق رکھتی ہے جسکا نام پاک بعد نام خداے عزوجل ہر وقت ہم لیتے ہین - مین نہایت زور کے ساتھہ کھلے الفاظ مین یہ بات دعوی سے بیان کرتا ہون کہ جو مسلمان اتنی باتین بھی نہ جانتا ہو جتنی کہ اس کتاب مین ہین اور وہ اپنے حامی برحق حضور سرور عالم صلعم کے سوانحات سے اتنا بھی واقف نہو جتنا اس تاریخ مین ہے

تو اوسکا کیا اسلام ہے۔ اس تاریخ مین یہ بات بھی ثابت کی گئی ہے کہ سچا اسلام بزور شمشیر
نہین پھیلایا گیا نہ کبھی اسلامیون نے کسی نوع کے جبر وظلم کو روا رکھا نہ کسی کو اشتہارات مین
ڈالکر دھوکیسے اوسکا مذہب بدلا بلکہ کسوٹی پر پرکھا کر خاندان کے خاندان اور قبیلہ کے قبیلہ اور
ملک کے ملک ہدایت برحق سے فیضیاب ہوے ہین جو اس کتاب کے ہیرو ہین اوسی
نور کی شعاعین ابتک جلوہ گر ہین اور تاقیامت رہینگی اور جاے ولادت حبیب خدا ختم
انبیا ابتک سجدہ گاہ امت ہے اور تاقیامت رہیگی۔ مین دعا کرتا ہون کہ فاضل مؤلف
کو خدا اسکا اجر عظیم دیوے کہ اونہون نے ایک گوہر گرانمایہ ہمارے روبرو پیش فرماکر ہمکو ممنون
فرمایا۔ اور مجھے بھروسہ ہے کہ جسقدر امتداد زمانہ ہوگی اوسیقدر یہ کتاب آنکھونپر رکھی جاویگی
کیونکہ اردو کی بے روک ترقی دکھا رہی ہے کہ کسیوقت محض اردوخوان نفوس رہینگے اور
اوسوقت یہ کتاب جو فی نفسہ گوہر گرانمایہ ہے ایک شے نادر زمانہ سمجھی جاویگی۔ یہ تاریخ اول سے
آخر تک غائر نظر سے ضرور ملاحظہ فرمائی جاوے۔ مینے اپنے کلام کی ابتدا مرزا غالب کے
مطلع سے کی ہے اوسیطرح اپنے کلام کو اونکے مقطع پر ختم کرتا ہون اور ناظرین سے عرض کرتا
ہون کہ جب کبھی یہ تقریظ ملاحظہ فرماوین تو ضرور حضور سرور عالم صلعم پر درود پڑھین تاکہ مین اور
وہ داخل حسنات ہون۔

غالب ثناے خواجہ بہ یزدان گذاشتیم	کان ذات پاک مرتبہ دان محمدؐ است

تقریظ از علامۂ زمان فہامۂ دوران منشی محمد قمر الزمان صاحب مرادآبادی

کتاب منفعت انتساب تاریخ لاجواب مسمی بہ شمس التواریخ مطبوعہ مطبع لامع النور آگرہ
مشعر حالات جناب رسالت مآب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم من تالیف لطیف
سرآمد سورخان جادوبیان مستند آفاق جہان شاعر جلیل نثار بیعدیل جناب مولوی وارث علی

اکبرآبادی میری نظر سے گذری درحقیقت مشارٌالیہ نے یہ کتاب اس تہذیب وسلاست عبارت ونزاکت مضامین سے لکھی ہے کہ جسمین سردار دوعالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتداے زندگی سے شروع ہوکر انتہا تک کے جملہ حالات صحیح راست راست بے کم وکاست اور خلفاء راشدین کی ترقی اسلام کے لیے جانی ومالی کوشش وغیرہ کرنیکی کیفیت معہ تمام جزوی وکلی جغرافیہ ونقشہ مقامات متبرکہ عرب کے نہایت مفصل وشرح تحریر کیے ہین اسوقت تک اس شرح وبسط کے ساتھہ دوسری کتاب نظر سے نہین گذری اگر واقعی اسکو آئینہ بے زنگ خسروِ خسروان جہان کہین تو بجا ہے ویا گلدستۂ بوستان قدس رسالت لکھین توزیبا ہے - امید ہے کہ اصحاب علم دوست وطالبان علم تواریخ ومشتاقان جمال محمدی اس کتاب کو نظر وقار سے دیکھین گے اور مؤلف کی محنت کی داد دینگے -

تقریظ از فاضل اجل عالم بے بدل آگاہ حقائق لم یزلی میانجی عنایت علی صاحب انصاری جالندہری

بندہ را مدام در تاریخ بینی کمال ذوق وشوق دامنگیر خاطر ماندہ است خصوصاً بتاریخ اسلام - بدینوجہ کہ مرا عزت پاپوش برداری اسلام حاصل است زیادہ دلچسپی است ہمین ذوق مرا براے طلب اجزاے شمس التاریخ ماہوار از تصنیف ماہر علم کلام حضرت مولانا سید وارث علی صاحب مجبور کرد - اجزاے جلد اول شمس التاریخ را دیدہ گوارا نکردم کہ بے داد دہی خاموش مانم ازدین این کتاب قابلیت وتوسیع واقفیت مصنف اندازہ میشود این مبارک ومتبرک اجزاء کتاب را از اول تا آخر دیدم بر مضامین عالیہ اش جا بجا رسیدم طریقہ وطرز ادائش را پسندیدم از کدام زبان تعریف وتوصیف این کتاب ادا سازم در ہمہ اوراق نور علی نور یافتم فی الحقیقت این کتاب براے چندام خیلے مفید است - اول - ارکان حج ونشان جاہاے مقام ورحیل زائران مکہ ومدینہ

که درین تاریخ نوشته اند حجاج را بسیار فایده خواهد شد - دوم نقشجات زیارات جاهاے
متبرکه مکه ومدینه وغیره که درین کتاب ملحق اند بوقت مطالعه این کتاب گویا ناظر در ملک عرب نشسته
است وجاهاے متبرکه را ملاحظه میکند - سوم - بعض حالات آن که در تاریخ عربیه مسطور
بودند هر یک که از زبان عرب بهره نداشت از مطالعه آن فیض یاب نمی توانست شد -
از حسن سعی مؤلف بر منصه ظهور برملا شدند - چهارم - کاتب الحروف هذا از غایت صداقت
اعتراف میکند که ناظرین شمس التاریخ را بالغایت مسلسل ومنتظم واقعات بانی اسلام یعنی
آنحضرت ازین کتاب دستیاب خواهد شد - اگر مخالفین اسلام اعتساف وعداوت جبلی قطع نموده
از چشم انصاف وحق پسندی این کتاب را ملاحظه نمایند اکثر غلط فهمی هاے درباره اشاعت اسلام
که در دل ایشان جاگزین شده اند رفع خواهد شد - پنجم - مؤلف عالیقدر بعض مسائل متنازعه سنی
وشیعه چنان بصفای تحریر نموده که بوقت مطالعه این کتاب در چشم حق بین ودل الهام گزین موجب
کدورت نخواهد شد - ششم - درباره کامیابی وجانفشانی مصنف داد میدهم که هرچه درین تاریخ نوشته
عین قابل تعریف است - عبارت بحدے سلیس است که خواننده را لطف مزید می آید محاورات بجاے
خود لطف میدهند هر اشخاص خاص وعام که خواه مسلمان یا غیر اقوام باشند بخوف وخطر ازین کتاب را است
حالات حصول خواهند کرد - هفتم که درین زبان عربی وفارسی کان لم یکن یعنی معدوم بنظر می آیند
مؤلف عدیم المثال براے آن اطفال که خیال ایشان از مطالعه کتب انگریزی منتشر میشود محفوظ
گردانید ازین قدر ومنزلت مؤلف بسیار ظاهر میشود در زبان اردو خیلے حاجتے بود که از شایع شدن این
تاریخ بانجام رسید اگر شاید بقیه مانده باشد بوقت شیوع اجلاد دیگر این تاریخ باختتام خواهد رسید -
هشتم - قدرے قیمت این تاریخ بزیادتی منسوب است یقین که چون ناظرین بچشم انصاف ملاحظه
نمایند بلا تامل از زبان او خواهد برآمد نرخ بالا لکن که ارزانی هنوز - نهم - هر خورد وکلان اهل اسلام را لازم

بل مناسب است از خریداری این تاریخ وقت را از دست نه دهند چونکہ مورخان عیسائی از کسے تعصب بہر انخواہند شد تاریخ این متعصبان طفلان خود را خوانیدن گویا گوش انیان از خلاف اسلام اگندن است درین صورت برائے مسلمانان بجز این تاریخ کتاب دیگر بہتر نخواہد شد امید کہ ہر مسلمان کہ راست راست پیرو اسلام باشد در خریداری این تاریخ دریغ نخواہد کرد بلکہ این تاریخ را حرز جان خود خواہد نمود

تاریخ بزبان فارسی

سر تاج مورخین و علامہ دہر		وارث علی آن فاضل یکتائے زمان
بنوشت کتابیکہ درو مبسوط است		حال اسلام و نبی اش وعربستان
من بی سر اندیشہ بگفتم سالش	۱۳۱۸	شمس التاریخ ہست بی ریب و گمان ۱۶۴۲ ۳۲۴

تاریخ دیگر در زبان اردو

جو علامہ وارث علی شاہ نے		لکھا حال اسلام اور اسکا سلوک
لکھا با دل شاد دین نے یہ سال	۱۳۱۸ھ	کہ شمس التواریخ ہے۔ بیشکوک ۱۶۶۴ ۳۴۶

قطعہ تاریخ خامہ اعجاز رقم صاحب لوح والقلم حاوی معقول و منقول ماہر فروع و اصول حامی دین متین جناب مولانا محمد حفیظ الدین صاحب لطیفی چشتی نگری

طَلَعَ مِنْ مُلْكِ هِنْدِ شَمْسُ اَخْبَار		لِمَنْ خَيْرِ الْمَطَابِعِ لَامِعَ النُّوره
اِذَا فِيهَا خِصَالٌ خَيْرِ اَخْيَار		عَنَّنَا مَنْ لَهُ الْعَرْشُ الْعَلَا طُوره
فَقُلْنَا عَامُهُ لِلطَّبْعِ جِدّاً۔	۱۸	اَنّٰى بَدْرُ الدُّجىٰ نُوْرٌ عَلَى النُّور ۱۳

قطعہ تاریخ من نتائج طبع رنگین جناب محمد شرف الدین صاحب شرف شاگرد حضرت لطیفی مدظلہ

چہ شمس التواریخ آمد ز ہند	کہ شمس فلک زرد رو زان شدہ

نہ بینی کہ این سایہ پیدا کند — وآن نور در دیدۂ دل زدہ
بسے دلپسند و بسے دلپذیر — کہ مثلش بہ ہستی گہے نامدہ
چو شد فکر تاریخ طبعش بدل — ندا روح پیرم چنین بر زدہ
کہ این چہ تردد کنی اے شرف — بگو وہ چہ شمس الضحے آمدہ

قطعہ تاریخ مترشح از طبع محب سرور کونین عاشق رسول الثقلین منشی محمد حسین صاحب نحیف زمیندار کتہ سرای ضلع بارہ بنکی

کتاب وارث علی نوشتہ بسا عدیم النظیر و بیمثل — کہ نیست ہمتاش کس فقیہے بسلک دین لاجنین گہر سفت
ہر آنکہ دید این کتاب اقدس بگفت خوش باد این مؤلف — ثنا بکردہ امیر دین را کہ ہست سعیش لطبع این چست
بفکر تاریخ این رسالہ نحیف چون مبتلا گشتہ — ز مغفرت بس وسیلہ ہاتف بسال تاریخ اینچنین گفت

ولہ

یہ بلا شک خوب لکھی ہے کتاب — ہے سوانح احمدی لاریب و شک
اور نسخون مین ہے یہ تاریخ شمس — جسطرح ہو چشمہا مین مردمک
وجد مین روح الامین نے آکے بس — دی صدا ہے نسخہ بے مثل اک

چکیدہ رشحہ قلم شاعر بیمثال سخنور باکمال جناب منشی مصری لال صاحب شاکر مدرس مدرسہ مفید عام آگرہ

بہت خوب شمس التواریخ لکھکر — کیا نام پیدا ازہے خوش نصیب
مصنف جو اسکے ہین وارث علی — زمانہ مین با علم و دانش عجیب
طفیل خدا اور رسول کریم — ملے اسکا بدلہ انہین عنقریب
ہو مقبول دل اہل عالم یہ ایسی — کہ لے دوڑ کر ہر امیر و غریب
پسند طبیعت ہو سارے جہان مین — یہ نسخہ کہ ہے درد دلکا طبیب

کہ ہے ذکر اسمین نہایت عجیب		ثنا خوان ہو کیونکر نہ اسکا زمانہ	
کہا لکھہ بھی دینے ہے عجیب وغریب ۱۳۱۵		جو کی فکر تاریخ شاکر تو دل نے	

مجموعہ آراء اخبارات ورسالجات

ماخوذ از شمارہ ۔ مراد آباد ۔ اسلامی تاریخین بفضلہ تعالےٰ بکثرت ہین کیونکہ مسلمانون کو تاریخ نویسی کے فن مین ہمیشہ سے ایک خاص ذوق رہا ہے لیکن شمس التواریخ کے فاضل مصنف ۔ نے کوشش کی ہے کہ وہ اس کتاب کو دیگر کتب سیر کے مقابلہ مین ایسا بنا دے جیسا پتون مین پہول اور تارون مین چاند اسلئے کہ جیسی اوٹھان اس جامع اور مفصل تاریخ نے ابتداسے اوٹھائی ہے اگر اسی شرح وبسط کے ساتھہ اسکی تکمیل بھی ہوئی تو فی الواقعہ یہ ایک بے نظیر اور بے عدیل تاریخ ہوگی ۔ مزید برآن کاغذ اور چہپائی کے لحاظ سے بھی ہر اعلیٰ وادنیٰ مسلمان کے کتبخانہ مین ایک ایک جلد ہونا اسکی ضرور ہے ۔ آفتاب اسلام کی شعاعین جہان جہان تک پہونچ چکی ہین اون سبکا بالوضاحت بیان ہوگا ۔ جا بجا نقشہ بھی مہیا کیے گئے ہین ۔

از رسالہ **ادیب** ۔ فیروز آباد ضلع آگرہ ۔ یون تو بیسیون تواریخ اسلامی چھپ چکی ہین اور آئے دن نئے نئے نامون سے چھپتی رہتی ہین مگر انمین وہی واقدی یا فتوح شام ومصر وغیرہ کے واقعات اور لفظون کی اولٹ پہیر کے سوا کچھہ نہین ہوتا ۔ شمس التواریخ جسکو ہمارے ہموطن منشی محمد امیر الدین واسحاق علی نے اپنے مطبع لامع النور واقعہ محلہ گلابخانہ آگرہ سے عمدہ سفید ولایتی کاغذ پر نہایت خوشخط لکھوا کر بڑے آب وتاب سے شائع کیا ہے اپنے ڈہنگ کی بالکل نئی اسلامی تاریخ ہے جسمین نہ صرف بانی اسلام کے مفصل حالات معجزات ۔ غزوات وسرایا وجنگ وجدل بشرح وبسط قلمبند کیے گئے ہین

بلکہ عرب کا جغرافیہ معہ نقشہ ہاے رنگین کے اور اون ممالک کے حالات جہانکہ نیر اسلام چمکا ہے مشرح درج ہین آجتک اس پایہ کی کتاب اسلامی دنیا مین شاہی شائع ہوئی ہو

از تحفہ حنفیہ - پٹنہ - یہ رسالہ بحمداللہ بہت لاجواب ہے اسکے مصنف قابل قدر ہین جس مطبع مین یہ تاریخ چھپتی ہے وہ نہایت خوش سلیقہ ہے و دیانتداری و راست بازی کے ساتھہ سب کام انجام دیتے ہین - چھپائی نہایت صاف حرف پاکیزہ کاغذ عمدہ ہے جزاہم اللہ تعالیٰ صاحب مطبع غایت محنت شاقہ سے یہ رسالہ شائع کرتے ہین - حضرات اہلسنت اسے ضرور خریدین اور حرز جان بنائین -

از اخبار وکیل - امرتسر - یہ ایک نہایت مبسوط اور جامع اسلامی تاریخ ہے جس مین سرور کائنات مفخر موجودات سیدنا و مولٰنا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع حالات نہایت شرح وبسط کے ساتھہ بیان کئے گئے ہین - اسلام اور بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام کے تمام جزوی وکلی - اصولی وفروعی متعلقات اس عدیم النظیر کتاب مین ایک خاص قابل تعریف ترتیب وسلیقہ کے ساتھہ یکجا کردئے گئے ہین - اس گوہر نایاب کا ریویو کرنا حق تو یہ ہے کہ ما و شما کا منصب نہین اور افسوس کہ ہمین اسقدر فرصت اور اخبار کے کالمو مین اتنی گنجائش بھی نہین کہ اسکی خوبیونکا ایک شمہ بھی بیان کرسکین اسلئے خصوصاً علماء کرام اور بالعموم جملہ فدایان اسلام کیخدمت مین یہ چند سطور محض بطور اطلاع گذارش کی گئین تاکہ وہ اسکے وجود سے بیخبر نرہین - اگر ہمین کبھی موقعہ ملا تو انشاءاللہ اسپر مفصل رائے زنی کرینگے - جا بجا کئی ایک ضروری نقشہ اسمین دئے گئے ہین جو رنگین ہونیکے علاوہ نہایت صحیح بھی ہین معلوم ہوتا ہے کہ بڑی تحقیق اور جانفشانی سے بہم پہونچا کر تیار کئے گئے ہین - ٹائیٹل پیج مطلا و مینا کار ہے - کاغذ بڑھیا ولایتی - لکھائی

چھپائی ایسی اعلی کہ بہت کم کتابون کی ہوتی ہوگی ۔ ہمین امید ہے کہ دین متین کے نام لیوا اس تاریخ کو ہاتہون ہاتہہ لیکر حرزجان بنائینگے ۔

:

از روہیلکھنڈ گزٹ بریلی ۔ اس متبرک کتاب مین جناب رسالتمآب علیہ التحیۃ والتسلیمات کے چند پشت پہلے سے لیکر اسوقت تک کے مفصل حالات اور حضور صلعم وخلفاے راشدین رضی کی پاک سوانح عمریان معتبر ومستند کتب سے نہایت عمدہ ودلچسپ عبارت مین ادیب کامل ۔ عالم وفاضل مولوی **وارث علی** صاحب اکبرآبادی نے مجتمع فرماکر قوم پر وہ احسان کیا ہے کہ جسکا شکریہ بیحد مشکل ہے ۔ تاریخ ہذا مین اس وضاحت کے ساتہہ مصائب وشدائد معجزات غزوات وسرایا ۔ جنگ وجدل وغیرہ کو بیان کیا ہے کہ پڑہنے والے کے سامنے ہوبہو ان تمام واقعات کا سین کہنچ جاتا ہے ۔

سرزمین عرب کا وہ مفصل جغرافیہ لکہا ہے جسے سیاحان عرب وعازمان حج اپنا رہبر کامل سمجہہ سکتے ہین ۔ ہر ہر موقع کا نقشہ منظر کی سیر کو ہر ضروری مقام پر لگا دیا گیا ہے ۔ بڑا کام مؤلف ممدوح نے یہ کیا ہے کہ جن جن ممالک مین جس جس طرح اور جس جس وقت اسلام کا آفتاب طلوع ہوا ہے وہان کی تمام وکمال تمدنی حالت بیان فرمائی ہے اور بہ لطف یہ ہے کہ آپسکی توتو مین مین (بحث ومباحثہ) سے بالکل پاک ہے ۔ غرضکہ اردو زبان مین یہ سرمایہ بہت ہی مغتنم بہم پہونچایا گیا ہی ۔ چہپائی کی بابت صرف اسقدر عرض کردینا کافی ہے کہ ولایتی کاغذ پر آگرہ کی چہپائی نور علی نور کا مصداق ہے ۔ اس ضخیم کتاب کو منشی محمد امیرالدین صاحب وسید اسحاق علی صاحب مالکان مطبع لامع النور آگرہ نے سنہ ۱۸۹۹ء سے ۵ جزو ماہوار چہاپنا شروع فرمایا تہا جو بفضلہ تعالے ختم ہوئی ہے ۔ امید ہے کہ ملک کے تعلیم یافتہ اصحاب اس نادر تحفہ کی ضرور قدر افزائی فرمائینگے ۔

تاریخ از نتیجۂ طبع نفیس سرتاج سخنوران جہان قاضی محمد باسط علیخان صاحب اکبرآبادی

سرورِ اہلِ ذکا وارث علی مولانا — عربی فارسی انگریزی مین ذی استعداد
نہین کچھ ذات سے کی اپنی اونہونے تحصیل — مولوی ہوتے چلے آئے ہین اونکے اجداد
سے تواریخ اونہون نے لکھی یہ صل علے — روح پاک نبوی ہوئی نہ کیون اونسے شاد
تاکہ انگشت زنی کو عدو کے ہو جگہہ — چھوڑ دی ہین وہ روایات جو تہین بے بنیاد
یہ کتاب ایسی لکھی ہے کہ نہین اسکا نظیر — فن تاریخ مین ہین مولویصاحب استاد
راہ پر سنت عقیدہ ونکو یہ لاتی ہے کتاب — دین حق کی یہ جماتی ہے دلون مین بنیاد
ہین وہ سب چھوڑ دئے جو کہ تہے اخبار ضعیف — وہ روایات لکہین جنکی قوی تہین اسناد
ساری دنیا کے لئے مشعل توحید ہی یہ — لامع النور کے مطبع سے ہوا یہ ایجاد
واہ کیا مالک مطبع نے کیا کار ثواب — نار دوزخ سے بلاشبہ ہوے وہ آزاد
اہل مطبع کی ثنا لکہنی ہے از بس مشکل — سبکے سب نیک دل و اہل وفا نیک نہاد
ٹکڑے ٹکڑے ہوا شرک اور ہوئی توحید عیان — دیکہین اس نسخہ کو انصاف سے گر اہل عناد
ہے عنایات خدا شکر ہے اوسکا لازم — ہوا اس شہر سے صد شکر قلم کا یہ جہاد
ہر ولایت مین ہے موجود یہ دین اسلام — اور رہیگا یونہین جبتک ہے یہ دنیا آباد
ہے یہ ایک معجزۂ سرور عالم دیکھو — جیسا فرمایا تہا ویسا ہوا بے نقص و زیاد
جب عنایات خدا سے ہوا یہ دین عیان — اسکے اجرا کو بھلا روکتے کسطرح عباد
رقم ہر شعر کے اول کا جو ایک حرف کرو — نکل آے سنہ طبع کی فوراً تعداد
یہ نئے طرز کی تاریخ لکھی باسط نے — ہے یہ امید کرینگے شعرا اس پر صاد

تمت

(نظام الدین اکبرآبادی نوشت)

فہرست مضامین شمس التواریخ حصہ دوم

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
بیعت ثقیفہ بنی ساعدہ - -	۲	خلافت کا دوسرا سال - فوج اسلام عراق گئی -	۱۴۴
جناب صدیق کے حالات وچال چلن -	۳۶	فتح مدار او جنگ ولیجہ - قباد وانوشجان کا قتل	۱۶۱
مسلمان ہونے سے زمانہ ہجرت تک کا حال -	۴۹	الیس کی فتح - - - -	۱۶۵
مدینہ پہونچنے سے انتقال رسول معظم تک کا ذکر -	۶۱	فتح انبار - - - -	۱۶۸
حضرت صدیق کے بعض دیگر فضائل - -	۶۸	عین التمر پر قبضہ کرنا - - -	۱۶۹
حضرت اسامہ بن زید کی روانگی شام کیطرف -	۷۴	جنگ دومتہ الجندل - - -	۱۷۰
مدینہ پر مرتدون کا حملہ - - -	۸۷	ایرانیون کا دوسرا قصد - - -	۱۷۱
اسود عنسی کا حال - - -	۹۱	جنگ فراض - - - -	۱۷۲
حضرت خالد نے طلیحہ کو شکست دی اورام مل	.	مثنی بن حارثہ کی شجاعت - -	۱۷۳
کو قتل کیا - - - -	۹۹	خلافت کا تیسرا سال - شام پر فوج کشی - -	۱۸۴
ہوازن وسلیم وبنی عامر کا بیان - -	۱۰۴	خالد کی روانگی عراق سے شام کیطرف - -	۱۸۵
بنی تمیم وسجاح کے حالات اور مالک	.	عراق مین حضرت مثنی کیا کر رہے ہین - -	۱۸۹
بن نویرہ کا قتل - - - -	۱۰۶	زردان کے لشکر کا مقابلہ مسلمانون سے -	۲۰۸
مسیلمہ پر لشکر کشی اور اوسکا مقتول ہونا -	۱۱۷	جناب خالد کا پھر دمشق کیطرف متوجہ ہونا -	۲۱۷
حطم اور بحرین کے مرتدون کی سزایابی -	۱۳۰	جنگ یرموک - - - -	۲۴۹
مرتدان عمان ومہرہ - - -	۱۳۶	جناب واقدی کا بیان حملہ شام کی بابت -	۲۵۹
ارتداد حضرموت وکندہ والون کا - -	۱۴۱	ممالک شام کی تسخیر کیلئے لشکر اسلام کی روانگی	۲۶۰

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
جرجیس نے ایک آدمی بطور سفیر کے مسلمانون سے	۰	وردان کا فریب خالد بن ولید کے ساتھہ -	۳۶۳
طلب کیا - - - -	۲۶۳	داؤد کی گفتگو حضرت خالد سے - -	۳۶۴
جہاد اور اجتماع فوج کے لئے فرامین جاری ہوے	۲۶۷	اہل دمشق کا توما کے پاس بغرض مشورہ آنا	۳۸۳
مسلمانون کی فتحیابی اور لشکر روم کی خرابی -	۲۷۲	قضیہ فدک - - - -	۴۳۹
فتح فلسطین - - - -	۲۷۶	قرآن مجید کا جمع کیا جانا - - -	۴۴۵
بصریٰ کی فتح اور روماس کا مسلمان ہوجانا	۲۸۴	جناب صدیق کا انتظام سلطنت - -	۴۵۳
جناب خالد بن ولید کا دمشق جانا -	۲۹۱	حالات وفات - - -	۴۶۰
حضرت ضرار بن الازور کی رہائی - -	۳۲۸	حلیہ مبارک - - - -	۴۷۲
وردان کی دوسری کوشش نوے ہزار فوج لیکر	۳۳۱	ازواج واولاد - - - -	〃
مسلمان عورتون کی گرفتاری اور خالد کی	۰	نسب - - - - -	۴۷۳
کوشش - - - -	۳۳۵	خصوصیات ابوبکر صدیق - -	۴۷۴
خالد کا امین الامتہ کی طرف متوجہ ہونا -	۳۴۶	چند ضروری تاریخین - - -	۴۷۸
اجنادین مین ضرار اور اصطفان کی لڑائی -	۳۵۵	تاریخ وفات حضرت صدیق اکبرؓ - -	۴۷۹
وردان کا دس آدمیون کے ساتھہ آنا اور	۰	تاریخ وفات حضرت فاطمہ زہراؓ - -	〃
خالد بن ولید کا بھی دس آدمی لیکر اوسکی	۰	مناجات مؤلف - - -	〃
ملاقات کو جانا - - - -	۳۵۷	قطعات تاریخ وریویو - - -	۴۸۰

یہ کلام سنکے سر نیچے کر لئے اور دل مین سمجھے کہ واقع مین کل ہمارے خیال اور تھے اور آج حالت ہی اور ہے۔

اسکے بعد حضورؐ نے دعوت اسلام کی۔ اونہون نے مسلمان ہونے سے انکار کیا۔ اونکی گفتگو سے عداوت وعناد ظاہر ہوتا تھا۔ بڑی پریشان اور بے تکی باتین کرنے لگے اور محاربہ ومجادلہ پر اوتر آے۔

قصہ مختصر اونہون نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ مسیح کی نسبت آپ کیا فرماتے ہین ارشاد ہوا کہ مین ابن مریم کے باب مین اپنی زبان سے کچھہ نہ کہونگا وحی کا انتظار کرتا ہون جو خدا کا حکم ہوا وسے تم بہی ماننا اور مین بہی اپنے سر اور آنکہون پر دہرونگا۔ چنانچہ اوسی وقت جناب روح الامین یہ وحی لیکر نازل ہوے۔ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ○ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَکُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ فَمَنْ حَآجَّكَ فِیْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ

جب سید عالم صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم نے یہ کلام خدا اونہین سنایا تو اونہون نے اوسے تسلیم کیا مگر اپنے عقیدہ باطل سے نہ پہرے۔ اوسوقت آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر اب بہی نہین مانتے ہو تو آؤ ہم تم باہم مباہلہ کرلین یعنی دونون ملکر یہ کہین کہ جہوٹون پر خدا کی لعنت ہو اور یہ دعا کرین کہ ہم دونون مین سے جو باطل پر ہو اوسپر خدا اپنا غضب نازل کرے۔ وہ لوگ اس بات سے ہچکچاے اور کہنے لگے کہ اچہا اسکا جواب سوچ سمجھکے ہم کل دینگے آپنے اون لوگون کو ایک دن کی مہلت دی۔ وہ اپنی فرودگاہ پر آکے باہم مشورہ کرنے لگے اور عاقب سے اوسکی راے دریافت کی۔ عاقب بولا کہ حضرات مجھے خوب یقین ہے

کہ آپ سب صاحب محمد کو نبی برحق جانتے ہین مگر آپ کے دل اقرار کرنا نہین چاہتے - محمد عیسٰی کے شان مین بہی دلائل مدلل و معقول بیان کرتا ہے - پس مباہلہ کرنا میری راے مین ٹہیک نہین ہے - دیکہو جس قوم نے کسی پیغمبر کے ساتہہ مباہلہ کیا ہے وہ بغیر ہلاک ہوے نہین رہی - پس اگر تم نے بہی محمد کے ساتہہ مباہلہ کیا تو اچہا نہوگا - اگر تم اپنے دین پر قائم رہنا چاہتے ہو تو بہتر یہ ہے کہ محمد سے صلح کر کے جزیہ دینا قبول کر لو اور اپنے اپنے گہرونکو پہر چلو

الغرض سبہون نے عاقب کی راے پسند کی اور علی الصباح رسول خدا کے پاس گئے دیکہتے کیا ہین کہ حضرت حجرۂ شریف سے اسطرح باہر نکلے کہ جناب امام حسین آپ کی گود مین اور امام حسن کا ہاتہہ آپ کے ہاتہہ مین ہے - جناب فاطمہ اور حضرت علی مرتضی پیچہے پیچہے چلے آتے ہین - اور آنحضرت اون سے کہتے جاتے ہین کہ اگر نصاری مباہلہ کو آگئے تو مین دعا مانگونگا اور تم سب ملکے آمین کہنا -

جب نصاری نے پنجتن پاک کو تشریف لاتے دیکہا اور آنحضرت کی یہ باتین سنین تو کانپ گئے - ابو الحارث نے اپنے ساتہیون سے کہا کہ یارو یہ ٹیڑہی کہیر ہے - بہلا اسمے کیونکر لگارگے مجہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ لوگ ملکے خدا سے دعا مانگین تو پہاڑ بہی اپنی جگہہ سے ٹلجاے - خبردار ان سے مباہلہ نہ کرنا -

غرضکہ اون سبہون نے ملکر آنحضرت سے یہ کہا کہ اے ابو القاسم نہ تو ہم تم سے مباہلہ کرینگے نہ تمہارے دین کو پسند کرتے ہین نہ ہم عرب سے لڑنے کی قدرت رکہتے ہین البتہ اس طور سے صلح کرینگے کہ ماہ صفر مین ہزار حُلہ دیا کرینگے اور ماہ رجب مین ہزار حُلہ دینگے - ہر حُلہ کی قیمت چالیس درم ہوگے اور آپ کے جو آدمی ہمارے ملک مین جائینگے اونکی خاطر اور مہمانی کیا کرینگے - صرف ہمین ہمارے دین پر چہوڑدو اور اپنے ذمہ حمایت مین لیلو -

مسلمان ہمارے ساتھہ کبھی نہ لڑین تیس گھوڑے - تیس اونٹ - تیس زرہ اور تیس نیزہ بھی ہم ہر سال آپ کی نذر کیا کرینگے - آنحضرت نے یہ سب باتین قبول کرلین - اور فرمایا تم لوگ ایک کہنا ہمارا بہی ضرور مان او یعنی سود لینا ترک کردو - یہ بات اونہون نے مان لی - صلحنامہ لکھا گیا - اصحاب کی گواہیان اوسپر ثبت ہوگئین اور وہ دستاویز نصاری کو سپرد کردیگئی رخصت ہونے کے وقت اون لوگون نے حضور مین عرض کی کہ اے محمد اپنے اصحاب مین سے کسی کو ہمارے ساتھہ کردو تاکہ ہماری قوم مین جو باہمی اختلافات ہوا کرین اونہین انصاف اور راستی سے رفع کردیا کرین - حکم ہوا کہ ظہر کے وقت آنا - کوئی امانت دار شخص تمہارے ساتھہ کردیا جائیگا -

جناب عمر خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت کا یہ وعدہ سنکر مجھے یہ شرف حاصل کرنیکا شوق پیدا ہوا بے اختیار دل نے چاہا کہ اگر حضور اس کام کے لئے مجھے منتخب کرلین تو زہے نصیب - اس لئے ظہر کے وقت سب سے پہلے مسجد مین جا بیٹھا جب حضور نماز پڑھ چکے تو آپ نے دائین بائین دیکھا - میرا یہ حال تھا کہ سب سے آگے بڑھ بڑھ کے بیٹھتا تھا اور اپنے کو نمایان کرتا مگر حضور نے حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح کو اپنے پاس بلایا اور حکم دیا کہ تم نجران ان لوگون کے ساتھہ چلے جاؤ انصاف و حق پرستی سے فصل خصومات کرنا -

غرضکہ نصاری جناب امین الامتہ رضی اللہ عنہ کو ساتھہ لیکر چلدئے - حضرت ابو عبیدہ امین قرار دئے جانے اور نصاری ایسے شخص کی ہمراہی سے کمال خوش تھے -

چند روز کے بعد اونمین سے دو آدمی جنکا عرف سید اور عاقب تھا اور جو نصاری مین بڑے عقلمند و نامور تھے مدینہ مین آکر مسلمان ہوگئے - اونکی قوم کو بڑا رنج ہوا - نصاری نے

ہرچند چاہا کہ یہ دونون پر عیسائی ہو جائین مگر کچھہ نہوا۔
وہ صلحنامہ جو آنحضرت نے نصاراے نجران کو لکھدیا تھا۔جناب صدیق اکبر کی خلافت تک جون کا تون رہا اور اوسی طرح اوسپر عمل کیا گیا جیسا کہ آنحضرت کے سامنے ہوتا تھا۔مگر خلافت فاروقی مین حسب ضرورت جانبین نے اوس مین کچھہ ترمیم کرلی۔ پھر آگے بڑھکے اور خلفا و حکام کے عہد مین بہت تغیرات اوسمین ہوے۔
روایت ہے کہ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سریر آراے خلافت ہوتے ہی جناب خالد بن ولید کی جگہہ جو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو امیر لشکر کردیا تھا اوسکی بھی وجہ تھی کہ آنحضرت نے ابو عبیدہ کو امین تصور فرمایا تھا۔
منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔اگر نصاری اوسوقت مباہلہ کرتے تو سب بندر اور سؤر ہو جاتے۔یہ جنگل اون سب پر آگ برساتا۔ایک سال کے اندر اونکا نام ونشان روئے زمین پر قائم نرہتا اور سب تباہ و برباد ہو جاتے کیونکہ حکم خدا سے جو اوسی وقت تازہ بتازہ نازل ہوا تھا آپ کو مباہلہ کی سوجھی تھی چنانچہ وہ آیت تو اوپر گذر چکی اوسکا ترجمہ یہ ہے۔"اللہ کے نزدیک عیسی کا حال مثل آدم کے ہے کیونکہ اللہ نے اوسے مٹی سے بنایا اور کہا ہو۔وہ ہو گئی حق تمہارے رب کی طرف سے ہے اسمین کچھہ شک نہ کرو اے محمد اگر اسبات مین کوئی تم سے جھگڑا کرے تو اوس سے کہدو کہ آؤ ہم اپنے بیٹون اور عورتون کو بلالین اور تم اپنے بیٹون اور عورتون کو بلالو اور ملکر جھوٹون پر لعنت کرین۔

حضرت عمرو بن حزام رضی اللہ عنہ

جنھین آنحضرت صلعم نے بنی الحارث بن کعب پر عامل کرکے بھیجا تھا انصاری نجاری ہین کنیت اونکی ابو الضحاک یا ابو محمد ہے۔ پہلا مشاہدہ اونکا غزوۂ خندق ہی پندرہ برس کی

عمر تھی جب آنحضرت نے انکو عامل نجران کیا اور ستره برس کے ہوئے تو نامہ نبوی لیکر یمن تشریف لے گئے۔ اوس نامہ مین احکام میراث و دیت وغیرہ تھے۔

نجران بروزن مرجان مین نون مفتوح اور جیم ساکن ہے یمن کا ایک شہر اور نجران بن زید بن سبا کے نام سے مشہور ہے۔

مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ نجران سے ساٹھہ سوار اور چوبیس اشراف آئے تھے جنمین سے تین آدمیون کو سارے کاروبار اور سب امور کا اختیار تھا۔ ابوالحارث بن علقمہ جو نجرانیون کے ساتھہ آیا تھا اوسکی اسقدر وقعت وعظمت تھی کہ بادشاہ تک اوسکی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ وہ نصاریٰ مین بہت مقبول تھا۔ عیسائیون کی کتابون اور آنحضرت کے حالات اور صفات محمودہ سے خوب واقف تھا۔ آپکے حالات اوس نے کتب قدیمہ مین پڑھے تھے۔ مگر حب جاہ اور وجاہت دنیوی نے اوسے نصرانیت پر قائم رکھا ابوالحارث کا بھائی کرز بن علقمہ بھی اون لوگون کے ساتھہ تھا۔ اتفاقاً ابوالحارث کا خچر ٹھوکر کھا کے گر پڑا۔ کرز بول اوٹھا کہ محمد بھی یون ہی گریگا۔ ابوالحارث نے چین بجبین ہوکے کہا کہ کمبخت تو گریگا۔ کرز نے پوچھا بھائی جان تم نے محمد کی طرف سے بُرا مان کے اتنی بڑی بات مجھہ سے کیون کہی۔ حارث نے جوابدیا "قسم ہے خدا کی محمد خدا کا رسول ہے ہم اوسکے ظہور کا انتظار کر رہے تھے" کرز کہنے لگا کہ پھر تم مسلمان کیون نہین ہوجاتے۔ ابوالحارث بولا کہ اگر مین مسلمان ہوجاؤن تو ساری قوم میری دشمن ہوجائیگی اور میری یہ تعظیم وتوقیر نرہیگی اور جو کچھہ دھن دولت نصاریٰ نے مجھے دیا ہے سب چھین لینگے۔ یہ سنکر کرز کے دل مین اسلام کی محبت پیدا ہوگئی اور اپنے اونٹ کو جلدی جلدی ہانک کے حضور نبوی مین حاضر ہوکر مسلمان ہوگیا۔

مدارج النبوۃ مین ہے کہ آنحضرت نے بخران کے اسقف یعنی پادری سے کہا کہ تو اپنے مقام پر جا کے اپنے اسباب کے آگے سوئیگا اور جب اوٹھیگا تو غلبہ خواب مین اونٹ پر اولٹا پالان رکھکے سوار ہو جائیگا۔ چنانچہ فرودگاہ پر جا کے اوس نے بہت کوشش کی کہ حضرت کی پیشین گوئی کا خلاف ہو مگر نہو سکا پس فوراً حضور کے پاس آکر مسلمان ہو گیا۔

باذان حاکم یمن کی وفات

باذان سال دہم ہجری مین مرا جب آنحضرت نے اوسکے مرنے کی خبر پائی تو اوسکے بیٹون شہر ابن باذان۔ عامر ابن شہر ہمدانی۔ ابو موسیٰ اشعری۔ علی ابن امیہ۔ اور معاذ ابن جبل کو باذان کا ملک تقسیم کر دیا۔

یمن کے دو مخلاف یعنی اطراف ہین ایک جانب بلند عدن کے مضافات جند کی طرف وہ سمت حضرت معاذ بن جبل کو سپرد ہوئی۔ اور وہان کے قاضی اور عامل وہی ہوے۔ وہان معاذ رضی اللہ عنہ کی مسجد ابتک مشہور ہے۔ حضرت نے اونکو ہدایت کر دی تہی کہ تم اہل کتاب کے پاس جاتے ہو پہلے اونکو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی طرف بلانا۔ اگر وہ تمہاری بات مان لین تو اونکو خبر دینا کہ خدا نے زکوٰۃ تم پر فرض کی ہے جو مالدارون سے لیکر اونہین کے محتاجون مین صرف کیجاویگی۔ مالون کے تحائف اور نفائس سے پرہیز کرنا اور اونکے سخت تکلفات نہ اختیار کرنا۔ اور زکوٰۃ مین اچہے اچہے اونٹ اور بکریان چہانٹ کے نہ لیلینا یعنی ہرگز ایسا نہ کیا جاے کہ اچہا مال زکوٰۃ مین لیلو اور برا مال اونہین دیدو۔ اور خوب سمجھلو کہ مظلومون کی دعا اور جناب باری عز اسمہٗ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہین ہے اس لئے مظلومون کی بددعا سے ہر وقت ڈرتے رہنا۔

بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن	اجابت از در حق بہر استقبال می آید

دوسرا مخلاف نشیب کی طرف ہے۔ وہان کا عامل ابوموسی اشعری کو مقرر فرمایا۔ عدن اور زبید اوسی مین شامل ہین۔ اور ابوموسی کو حکم دیا کہ لوگون کے ساتھ نرمی برتنا اور اون پر ایسی سختی نہ کرنا کہ وہ بھاگ جائین۔

سریہ یمن بامارت جناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ

اسی سال مین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیر بیشہ لافتی حضرت علی مرتضی کے لئے ایک علم تیار کیا اور اپنے دست مبارک سے دستار جناب علی رضی اللہ عنہ کے سر اقدس پر باندہی۔ اور تین سو سوار حضرت حید رکرار کے ہمراہ رکاب کر کے یمن جانیکا حکم دیا۔ کیونکہ وہان کے لوگ بہت خودسری اور فتنہ پردازی کرنے لگے تہے۔ غربا و مساکین خصوصاً مومنین وہانکے بدمعاشون کے ہاتہہ سے بہت نالان تہے۔

رخصت کے وقت حضرت نے فرمایا کہ اے علی جب تک وہ لوگ خود تمہارے سامنے آکے مستعد جنگ نہون تم کسی سے نہ لڑنا۔ یہ پہلا گروہ تہا جو اسلام کی طرف سے یمن بہیجا گیا۔

حضرت علی مرتضی فرماتے ہین کہ روانگی کے وقت مین نے جناب نبوی مین گذارش کی کہ حضور مجہے اہل کتاب مین بہیجتے ہین۔ مین جوان آدمی ہون ابہی علم قضا کو کیا جانون۔ پس امور قضا کا انصرام مجہہ سے کیسے ہوگا۔ آنحضرت نے اوسی وقت میرے سینہ پر ہاتہہ رکھکے یہ دعا کی اللہم ثبت لسانہ وایّد قلبہ۔ پہر فرمایا کہ اے علی اب بہت جلدی خدا تمکو کامل کردیگا اور تمہاری زبان احکام راست پر قائم ہوجائیگی۔ اے علی جب دو فریق فصل خصومت کے لئے تمہارے سامنے حاضر ہون تو جب تک دونون کا بیان اطمینان سے بخوبی نہ سن لینا اپنی کوئی راے نہ قائم کرنا اور مدعی مدعا علیہ دونون کی اچہی طرح سن کے مقدمہ فیصل کرنا۔ اسطرح مقدمہ کی کیفیت تم پر منکشف ہوجایا کریگی۔ شیر خدا فرماتے ہین کہ میرا عمل ہمیشہ آنحضرت کے اسی قول پر رہا

اور پہر مجہے کسی تفصیہ مین ہرگز کوئی شبہ واقع نہوا - جو مقدمہ میرے سامنے پیش ہوتا اوسے اسی طرح سے بلا زحمت فیصل کردیتا تہا اور حق و باطل کی تمیز من جانب اللہ میرے دل مین پیدا ہوجاتی تہی - آنحضرت کے دست مبارک کا یہ فیض تہا کہ علم قضا مین جناب علی مرتضی ایسے ماہر و کامل ہوے کہ آنحضرت خود اونکی تعریف مین اصحاب سے فرمایا کرتے تہے "اقضاکم علی" یعنی علی معاملات قضا مین تم سب سے افضل و بہتر ہے -

حضرت برای ابن غالب یا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین بہی جناب علی کے ساتہہ یمن گیا تہا - جب لشکر اسلام یمن کے متصل پہونچا تو علی مرتضی نے امامت کرکے نماز پڑہائی پہر لشکر کی صف آرائی کرکے آپ میدان مین آے - اہل یمن بہی سامنے آگئے - جناب علی نے آنحضرت کا فرمان واجب الاذعان سب کو پڑہکے سنایا اور اسلام کی طرف دعوت کی - قبیلہ ہمدان کے لوگ فوراً مسلمان ہوگئے - حضرت علی نے یہ حال آنحضرت کو لکہہ بہیجا - حضور بہت خوش ہوے اور سجدہ شکر کرکے فرمایا السلام علیٰ ھمدان -

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ حضرت علی نے کچہہ سونا معدن سے نکلا ہوا جو ہنوز میل و مٹی سے صاف بہی نہوا تہا آنحضرت کے پاس بہیجا - رسول خدا نے اوسی وقت عینیہ ابن حصین فزاری - اقرع ابن حابس - زید الخیل ابن مہلہل طائی - علقمہ ابن علانہ عامری کو تقسیم کردیا - ایک منافق ناراض ہوکر کہنے لگا کہ رسول خدا نے یہ کیسی تقسیم کی - کیا میرا حق اوس طلا مین کچہہ بہی نہ تہا - سچ پوچہو تو مین اون چارون سے زیادہ مستحق ہون - بعض لوگون نے اسکی خبر آنحضرت کو پہونچادی - حضرت خالد بن ولید کو بہت ناگوار ہوا - عرض کی کہ حضور یہ شخص سخت سزا کے قابل ہے اگر حکم ہو تو اوسکا سر اوڑادون - ارشاد ہوا - خالد - ہرگز ایسا نہ کرنا - اکثر آدمیونکے دل اور زبان موافق نہین ہوتے - مجہے خدا کا حکم نہین ہے کہ لوگون کے دلون کا حال ظاہر کرون

اور اونکے اسرار باطنی کو بیان مین لاؤن - پھر آپ نے اوس آدمی کو دیکھکر فرمایا کہ اسکی نسل سے ایسی قوم پیدا ہوگی جو قرآن کو نہایت خوش اسلوبی اور خوش الحانی سے پڑہیگی مگر کلام الٰہی صرف اونکی زبان پر ہوگا دل کو اوسکی ذرا بھی خبر نہوگی -

صاحب قرۃ العیون اسی سریہ کی نسبت فرماتے ہین کہ آنحضرت نے جناب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر کرکے قبل حج الوداع سال دہم ہجری کے ربیع الاول یا ربیع الثانی یا جمادی الاول یا جمادی الثانی مین عبد المدان کے پاس نجران مین بھیجا - عبد المدان یمن کا ایک قبیلہ ہے - وہ سب مسلمان ہوے - پھر حضرت خالد کی جگہہ جناب علی مرتضی کو امیر کرکے آنحضرت نے بھیجدیا - ایک روایت مین ہے کہ جناب رسول خدا نے حضرت اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ کو اوس خمس غنائم کے لینے کے لئے بھیجا تھا جو جناب خالد نے وہان کے لوگون سے جمع کیا تھا - حضرت علی مرتضی ماہ رمضان مین تین سو سوارون کے ساتھہ روانہ ہوے اون سے حضور نے یہ فرما دیا تھا کہ اے علی اگر تمہارے ہاتھہ پر ایک آدمی بھی ایمان لاوے اور ہدایت پاکر مسلمان ہو تو وہ تمام دنیا سے بہتر ہے -

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مین بھی یمن مین لشکر اسلام کے ساتھہ تھا - مال غنیمت مین لونڈیان بھی تہین - جب اونمین سے خمس جدا کیا گیا تو ایک نہایت حسین وضعدار لونڈی حضرت علی نے خود لیلی اور رات کو اوسکے ساتھہ رہے - صبح اوٹھتے ہی غسل فرمایا - اثر غسل کا اونکے بالون پر دیکھکے مجھے ناگوار ہوا اور اون سے بدظنی ہوگئی - خالد رضی اللہ عنہ سے بھی شکایت کی اور علی مرتضی سے بھی کہا کہ اے ابو الحسن تمنے یہ کیا حرکت کی - حضرت علی نے جواب دیا کہ اے بریدہ تمنے نہین دیکھا کہ یہ لونڈی غنیمت کی خمس مین ہے اور آل محمد کے حصہ مین آکر میرے پاس آئی اس لئے مین نے اوسکے ساتھہ صحبت کی - حضرت شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین - یہانسے

معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب علیؓ کو خمس مین ایسا تصرف کرنیکی اجازت دیدی تھی جب حضرت بریدہ نے مدینہ مین آکر آنحضرت سے یہ ماجرا بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ اے بریدہ کیا تم نے علی کو دشمن جانا۔ اونہون نے جوابدیا "ہان" حضرت نے فرمایا۔ بریدہ۔ ہرگز ایسا نہ کرنا بلکہ علی سے دوستی اور زیادہ کردو۔ اونکا حصہ خمس مین اوس لونڈی سے زیادہ تھا۔ بریدہ کہتے ہین کہ میری شکایت کے باعث رسول خدا کے چہرۂ مبارک پر غصہ سے بہت سرخی آگئی تھی اور ارشاد کیا کہ خبردار پھر علی کی شان مین بدگمانی نہ کرنا مین اون سے ہون اور وہ مجھ سے ہین تمہارے مولا معظم و مکرم اور رفیق ہین جس کا مین مولی ہون علی اوسکے مولا ہین۔ بریدہ کہتے ہین کہ اسکے بعد صحابہ مین کوئی ایسا نہ تھا جو علی سے زیادہ مجھے عزیز ہو۔

روایت ہے کہ ذوالخویصرہ نے سونا بانٹنے کے وقت آنحضرت پر اعتراض کیا تھا۔ اوسکا حلیہ لوگون نے یون لکھا ہے کہ دونون رخسارون کی ہڈیان اوبھری ہوئین۔ پیشانی اونچی آنکھین اندر گھسی ہوئین۔ ڈاڑھی گنجان۔ سر منڈا ہوا۔ تہمند باندھے کرتہ کا دامن کمر سے لپیٹے تھا حضرت فاروق اعظم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو اوسکی گردن ماردون۔ ارشاد ہوا کہ عمر ہرگز ایسا نہ کرنا لوگ ہمین بدنام کرینگے کہ اپنے اصحاب کو بھی مارڈالتے ہین۔

محمد بن سعد وغیرہ ارباب سیر کی راے ہے کہ آنحضرت نے علی مرتضی کو دودفعہ یمن بھیجا تھا ایک تو سال دہم مین۔ دوسری دفعہ کی اونہین تاریخ نہین معلوم۔ ممکن ہے کہ اسی سال مین دوبار بھیجا ہو یا پہلے کبھی ایسا اتفاق ہوا ہوگا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضور نے عمرو بن حزام کو نجران پر اور خالد بن سعید کو مواضعات مابین زبید و نجران پر مامور کیا۔ حکومت ہمدان عامر بن شہر کو تفویض کی اور شہر بن باذان کو دارالملک یمن کا حاکم کیا۔ ابوموسی اشعری مارب کے عامل کیے گئے۔ زیاد بن ولید حضرموت پر معین ہوئے

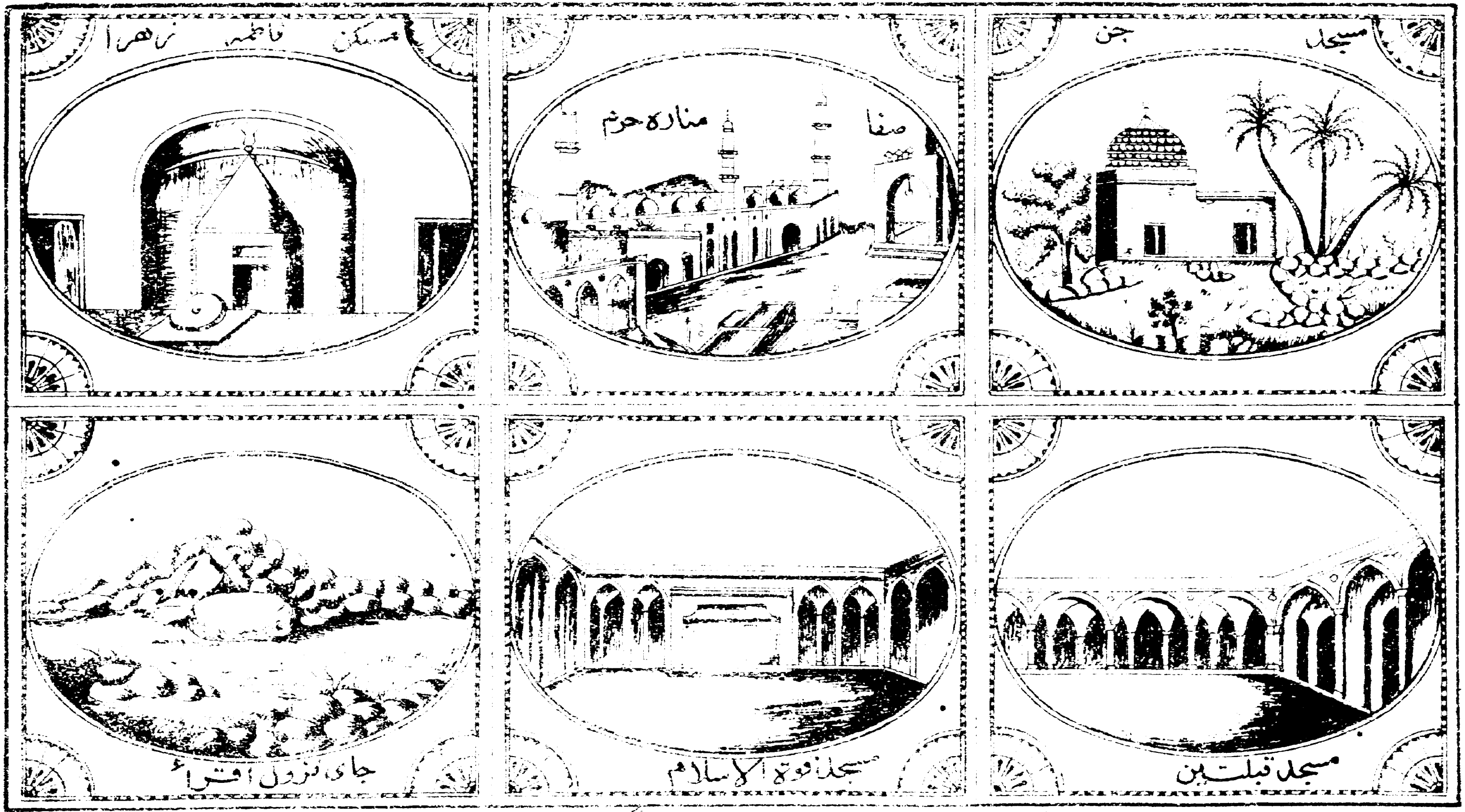

مطبوعہ مطبع لامع النور آگرہ

اور عکاشہ بن ثور و مہاجر بن امیہ وطاہر بن ابی ہالہ بہی اوسی اطراف مین بہیجے گئے ۔ معاذ بن جبل کو تعلیم احکام شرعی کیواسطے نامزد کیا اور علی ابن امیہ کو کل لشکر کا سپہ سالار مقرر فرمایا تہا۔

جناب شیر خدا یمن ہی مین تشریف رکہتے تہے کہ آنحضرت نے حجۃ الوداع کا احرام باندہا اور علی مرتضی کو اوسکی اطلاع کی وہ اثنائے راہ مین آکر آنحضرت سے مل گئے ۔

حجۃ الوداع

اسی سال مین آنحضرت نے اخیر حج کیا اسی واسطے اسکو حجۃ الوداع کہتے ہین ۔ حضور کا انتقال ہی اسی سال مین ہوا ۔ اسکے بعد آپکو حج کرنا نصیب نہوا ۔ جو خطبہ کہ آپ نے اس حج مین پڑہا تہا اوسمین اپنے سب اصحاب کو وداع کرکے یہ فرمایا تہا خذ واعنی مناسککم فانی لا احج بعد عامی ھذا یعنی حج کے مناسک مجھہ سے سیکھہ لو اس سال کے بعد مجھے حج کرنا نصیب نہوگا ۔ ہے ہے اے ظالم قلم تو نے یہ کیا ظلم کیا !!! سچ تو بتا یہ کیا لکھہ مارا !!! اے کمبخت اگر تو تلوار ہوتا تو اچہا تہا !!! ہاے او جفا کار تو نے اتنا تو سمجہا ہوتا کہ بیکسون کو بیکس نواز اور بے یارون کو سرپرست کے نرہنے کا یقین دلانا کیسی بیرحمی ہے !!! یتیمون کا وارث ۔ بیواؤن کا والی ۔ غریبون کا مولی ۔ ہمارا سرپرست اب دنیا سے روانہ ہوتا ہے ۔ اب کوئی بتاے کہ ہم لوگ کس کے ہوکے زندہ رہین ۔ اے دل و جگر تم خون ہو کے آنکھون سے کیون نہین بہجاتے کیونکہ تمہاری خبر لینے والا تیرہ سو برس ہوے کہ دنیا سے چل بسا ۔ ناظرین ! جی بہر کے رولو ۔ حیف صد حیف اب مومنون کے گہر اوجڑتے ہین ۔ جسدن سے یہ تاریخ لکہنے بیٹھے تہے ہم سمجہتے تہے کہ سامنے بیٹھے ہین ۔ آج خبر ہوئی کہ اس سانحہ جانگداز کا رنج تازہ کرنے کے لئے یہ کام ہم سے لیا گیا تہا ۔ یا اللہ پتہر کا کلیجہ کیون نہ دیا ۔ ہان سچ ہے ۔

مین وہ بیکس ہون کہ میری یاس	یاس آتی ہے آسرا کرکے		

بیکسی میرے لئے پیدا ہوئی	دیگر	مین بنا ہون بیکسی کے واسطے

اُس سال کے بعد مجھے حج نصیب نہوگا" اس جملہ نے بجلی کے صدمہ کا کام دیا ہے یا زہر قاتل مین بجہا ہوا خنجر جگر کے پار ہوگیا ہے - ہم کچہ نہین بتا سکتے البتہ اوسکا مزہ زبان پر ہے کہ ہونٹ چاٹتے ہین - اگر وہ ہمارے عاشق زار ہوتے تو وہ کہاتے کہ حضرت یہ جگر ہے یا چھلنی یھی آپ نے اپنا خون پانی کرکے پیدا کیا تہا - یہ تو ایک ہی ہے اور اچھی حالت مین - مگر درون آپکے منظور نظر تو اس سے بُری حالت مین ہین -

آپکا لقب گرامی تو "رحمۃ للعالمین" ہے رحم فرماکے اب امت مرحومہ کو اپنے سایۂ عاطفت مین پالنے کیواسطے دنیا سے اوٹھوا کے اپنے پاس بلا لیجئے - یہ بدنام کنندۂ نکو نامے چند آپکا نام خراب کرتے ہین - نہ یہ اب کسی کام کے ہین اور نہ کچہ انکے کئے ہو سکتا ہے - آپسمین تو تو - مین مین کا ناحق غل مچا رکہا ہے -

بوادئے جہل ہمہ ستادہ زمام فکرت زدست دادہ		نہ نجبت یاور نہ عقل رہبر نہ تن توانا نہ دل شکیبا

یہ فرماکے "مجھے اب حج نصیب نہوگا" حضور نے اپنے وفات کی پیشین گوئی پہلے سے سنادی - اس وداعی حج کی کیفیت اہل سیر نے یون لکہی ہے -

جب موسم حج آیا تو حضور پر نور نے اطراف مدینہ کے سب اقوام وقبائل کو اطلاع دیدی کہ ہم نے حج کا مصمم قصد کرلیا ہے جس کسی کو چلنا ہو ہمارے ساتھ چلے - اس خبر کے سنتے ہی ایک انبوہ کثیر مدینہ مین جمع ہوگیا - جن لوگون کی قسمت مین خداوند تعالے نے یہ شرف نہین لکہا تہا وہ امراض مین گرفتار ہو کے ہمراہی سے محروم رہے - ۲۵ ذیقعدہ شنبہ کے دن آنحضرت نے غسل کرکے سر مبارک مین شانہ کیا - بالون مین تیل ڈالا - خوشبو لگائی اور مختلط پوشاک اوتار کے ازار وردا زیب بر کی - دولتخانہ نبوت کاشانہ سے باہر تشریف لا کے ظہر کی نماز پڑہی

اور طریق وسطے یعنی شجرہ کی راہ سے ذوالحلیفہ پہونچے۔ وہان دوسری نماز بقصر پڑہی۔ جناب فاطمۃ الزہرا و جمیع ازواج مطہرات امہات المومنین رضی اللہ عنہم اجمعین ہودجون مین سوار آپ کے ساتھہ ہوئین۔

ذوالحلیفہ سے نماز پڑہکے کوچ کیا اور بہ نیت مطلقہ احرام باندہا اور افراد کا داعیہ کیا۔ اثنائے راہ مین حضرت جبریل کے کہنے سے قارن ہوے۔ ایک رات وادی عقیق مین اوترے ہوے تہے۔ صبح اصحاب سے فرمایا کہ رات کو خداوند تعالے نے حکم دیا ہے کہ اس وادی مین دو رکعت نماز پڑہو اور کہو "حجۃ فی عمرۃ"

لوگون سے آپ نے کہدیا کہ چاہے صرف حج کا احرام باندہو یا صرف عمرہ کا۔ اس سفر مین اتنی بہیڑ آپ کے ساتھہ تہی کہ شمار اوسکا خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہین ہو سکتا تہا۔ اسی سفر مین جناب ابوبکر صدیق کے صاحبزادے محمد ابن ابوبکر تولد ہوے۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق فرماتی ہین کہ مدینہ سے چلتے وقت والد بزرگوار نے آنحضرت کی خدمت اقدس مین التماس کی کہ وہ شتر جس پر زاد اور طعام لادتے ہین میرے پاس ہے۔ مین چاہتا ہون کہ حضور کا زادراہ بہی اوسی پر بار کر دیا جاے۔ حضور نے قبول کر لیا۔ آرد و سویق و تمر جو کچہہ تہا اوسی اونٹ پر لاد دیا۔ جناب والد ماجد نے اپنے غلام کو اوسپر سوار کر دیا۔ ایک رات ایسا ہوا کہ غلام کو نیند آگئی۔ جاگا تو اونٹ نادارد تہا۔ چارون طرف تلاش کیا مگر نہ پایا۔ آنحضرت صلعم اوسوقت منزل عرج مین فروکش تہے کہ غلام پریشان حال خستہ و ماندہ وہان پہونچا۔ جناب صدیق اکبر نے اوسے گہبرایا ہوا اور تنہا دیکہکے پوچہا کہ اونٹ کدہر ہے۔ اوس نے رو کر عرض کی "حضور وہ تو گم ہو گیا" حضرت ابوبکر بہت ہی گہبراے اور غلام پر خفا ہو کے فرمایا کہ اے کمبخت یہ تو بتا کہ رسول خدا اور اونکے اہل بیت

کی تکلیف مجھ سے کیسے دیکھی جائیگی - سارا زادراہ اوسی پر بار تھا - تجھ سے ایک اونٹ کی بھی حفاظت نہوسکی - اگر مین اکیلا ہوتا تو کوئی مشکل نہ تھی - حضرت صدیق اکبر تو غلام پر خفا ہو رہے تھے اور آنحضرت تبسم فرماکے یہ کہتے جاتے تھے کہ ابوبکر بس ہوچکا - اب غلام بیچارہ کا پیچھا چھوڑو بہت عتاب کر چکے - جب یہ خبر آل فضلہ بنی اسلم کو پہونچی کہ حضور کے زادراہ کا اونٹ کھو گیا ہے تو وہ چند پیالے خرما و قروط اور روغن کے آنحضرت کے پاس لاے اور عرض کیا کہ حضور اسے تناول فرمائین - آنحضرت نے ابوبکر کو طلب فرماکے کہا "لو یہ غذاے طیب خدا نے ہمارے لئے بھیجی ہے - غلام پر نہ خفا ہو - آج کے دن یہان سب برابر ہین - ہم تم اور غلام سب ایک ہین - اس بات مین غلام کا کچھہ گناہ نہین" پس حضرت رسول خدا اور اہلبیت اور صدیق اکبر اور اونکی اہل و عیال اور وہ اصحاب جو حضور کے ساتھہ کھانا کھاتے تھے سب نے خوب سیر ہو کے کھالیا -

جب صفوان ابن معطل سلمی رضی اللہ عنہ جو ساقہ لشکر پر معین تھے آے تو حضرت صدیق اکبر کے اونٹ کو لاکے آنحضرت صلعم کے در خیمہ پر کھڑا کر دیا اور جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ یہ اونٹ آپکا موجود ہے اسکا مال و اسباب سنبھال لیجئے - کچھہ گیا آیا تو نہین - حضور صدیق بولے کہ اور تو سب کچھہ جون کا تون معلوم ہوتا ہے - صرف پانی پینے کا ایک پیالہ نہین دکھائی دیتا - یہ سنکر غلام بول اوٹھا حضور وہ میرے پاس موجود ہے گیا نہین -

یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جنکی کنیت ابوثابت ہے اور اونکے صاحبزادے بلند اقبال قیس رضی اللہ عنہ اپنا اونٹ جسپر اونکا زادراہ لدا تھا ساتھہ لئے ہوے آے اور درگاہ رسالت مآب مین بصد تعظیم ملتمس ہوے - "عالیجاہا - ہم نے سنا ہے کہ بندگان عالی کے زادراہ کا اونٹ گم ہو گیا کچھہ پرواہ نہین اب اوسکی جگہہ اسے اپنا تصور فرمائیے - ہم دونون باپ بیٹے حضور کے ممنون احسان ہونگے" - ارشاد ہوا کہ اے ابوثابت اللہ جلشانہ

تمہارے مال مین برکت دے ہمارا اونٹ تمہاری خوش نیتی سے ملگیا اپنا اونٹ لیجاؤ
ہمین اسکی ضرورت نہین - جو مہمانداریان اور سخاوتین مدینہ سے روانہ ہوکے اب تک
تم نے کی ہین وہی کافی کے درجہ سے بہی گذرگئی ہین جن سے ما بدولت نہایت محظوظ ہین
یہ سنکے جناب سعد رضی اللہ عنہ نے شرمندگی سے سرجہکالیا اور عرض کی "حضور یہ سب خدا
اور اوسکے رسول برحق کے احسان ہین ورنہ مین کس لائق ہون میری راے مین توجو مال
میرا آپ کے خرچ مین آجاے وہ میرا ہے ورنہ سب کو مٹی اور کنکر پتھر جانتا ہون" ارشاد ہوا کہ
سعد خدا تمہین فلاح و فیروزی مرحمت فرماے تمہاری باتین بڑی سعادتمندی کی ہوتی ہین -
اللہ تعالے نے مروت و کرم جو اعلی درجہ کی نیک صفتین ہین تم مین کوٹ کوٹ کے بہردی ہین
جناب سعد بولے "مجہے اسکے لیئے خداوند کریم کا شکرادا کرنا چاہیئے" اسمین حضرت ثابت
ابن قیس رضی اللہ عنہ بول اوٹہے کہ یا رسول اللہ زمانہ جاہلیت مین قبیلہ سعد ہمارا پیشوا اور
بڑا جوانمرد اور بہادر گنا جاتا تہا - آنحضرت نے اسکا جواب یہ دیا - الناس معادن
کمعادن الذھب والفضة خیارھم فی الجاھلیة وخیارھم فی الاسلام اذا فقھو -

آنحضرت نے اثناے راہ مین ہر منزل پر حجامت بنوائی تہی - منزل ابوا یا ودان
مین صعب ابن جثامہ نے گورخر کا شکار کیا اوسمین سے کچہہ گوشت آنحضرت کی خدمت مین ہدیہ
کے طور پر لاے - حضرت نے اوسکے لینے سے انکار کیا - صعب رنجیدہ ہوے - آنحضرت
نے اونکے چہرہ پر آثار ملال معائنہ فرماکے ارشاد کیا کہ اے صعب مین نے تمہارے ہدیہ
سے صرف اس لئے انکار کیا ہے کہ تم نے احرام کی حالت مین شکار کیا ورنہ اور کوئی باعث
نہین تم غمگین کیون ہوتے ہو -

منزل روحا مین ایک قوم کے چند آدمی حضور نبوی مین حاضر ہوے - حضرت نے

پوچھا تم کون ہو - اونہون نے جوابدیا کہ مسلمان - مگر آپ فرمائین کہ آپ کون ہین - آنحضرت نے فرمایا کہ مین خدا کا رسول ہون - اونمین سے ایک عورت نے اپنے چھوٹے سے لڑکے کو حضور مین پیش کرکے دریافت کیا کہ یا حضرت اس لڑکے کا بھی حج ہو جائیگا - ارشاد ہوا نعم ولك اجرٌ

موضع شرف مین ہمارے حضور نے لوگون سے فرمایا کہ تم مین سے جسکے پاس ہدی نہو اور ارادہ رکھتا ہو کہ حج کی جگہہ عمرہ کرے، تو وہ ایسا کرسکتا ہے - اور جسکے پاس ہدی ہو وہ اپنے حج پر ثابت قدم رہے - پس بموجب حکم نبوی جنکے پاس ہدی نہ تھا اونمین سے اکثر لوگون نے حج کی نیت توڑکے عمرہ کا احرام باندہا اور بعض حج کے احرام پر قائم رہے - اور جنکے پاس ہدی تہا اونہون نے تو حج کی نیت مضبوط کرہی لی تہی -

جناب ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ یمن سے روانہ ہوکے بطحا مین آنحضرت سے آملے اور عرض کی کہ یا حضرت مین نے اپنی نیت حضور کی نیت سے متعلق کی ہے مگر میرے پاس قربانی نہین ہے - ارشاد ہوا کہ تم بھی وہی کرو جو اورون نے کیا ہے -

چوتہی ذی الحجہ اتوار کی رات کو ذی طوی مین نزول اجلال ہوا - اتوار کی فجر کو وہین نماز پڑہکے داخل مکہ ہوے - باب بنی شیبہ پر پہونچ کے خانہ کعبہ جو نظر آیا تو آپ نے یہ دعا پڑہی - اللهم زد هذا البيت تعظيما وتشريفا وتكريما ومهابة وزد من عظمه ممن حجه واعتمره وتشريفا وتكريما

پہر مسجد الحرام مین تشریف لیجاکے حجر الاسود کو بوسہ دیا - طواف خانہ کعبہ کے وقت حضور نے ردائے مبارک سیدہی بغل کے نیچے سے نکالکے اولٹے کندہے پر ڈال لی تہی - تین دفعہ تو جلدی جلدی دوڑکے طواف کیا - اور اونکے بعد چار دفعہ طواف کرنے مین آپ آہستہ چلے اور ہر طواف مین حجر اسود کا استلام اور رکن یمانی کا مس کرتے جاتے تہے - اور دونون

رکن یمانی کے درمیان یہ فرماتے تھے ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة
طواف کے بعد مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے اور یہ آیت پڑہی واتخذوا من مقام
ابراھیم مصلی اور اپنے اور کعبہ کے درمیان مقام ابراہیم کو لیکر دو رکعت نماز پڑہی پہلی رکعت
مین فاتحہ کے بعد سورۂ قل یاایہا الکافرون۔ اور دوسری رکعت مین فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد
پڑہی۔ بعدہ پہر حجر الاسود کے پاس آئے اور استلام کر کے باب الصفا مین ہو کر مسجد سے
باہر نکلے۔ اور کوہ صفا کی طرف چلے۔ اور آیت ان الصفا والمروة من شعائر اللہ پڑہی
اور فرمایا مین اوس چیز کے ساتہ ابتدا کرتا ہون جسکے ساتہ خداوند تعالے نے ابتدا کی۔ پہر
صفا و مروہ کے درمیان سات بار سعی کی۔ تین دفعہ تیزی سے چلے اور چار بار مشی کی۔ یعنی
آہستہ چلے۔ جب صفا پر جاتے تھے تو رو بقبلہ ہو کے خانہ کعبہ کی طرف دیکھتے اور فرماتے
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ
الخیر وھو علی کل شیٔ قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ انجز وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ
یہ کہکے آپ نے دیر تک دعا مانگی۔ پہر مروہ پر بہی حضور نے یہی عمل کیا۔

جب سعی سے فارغ ہو چکے تو حکم دیا کہ جسکے پاس ہدی نہین ہے اوسکو چاہیئے کہ احرام
سے باہر آجائے۔ اور ترویہ کے دن منا مین جاتے وقت پہر احرام باندہلے۔ اور جسکے پاس
ہدی ہے وہ اپنے احرام پر قربانی کے دن تک قائم رہے۔ پہر فرمایا اگر مین بہی اپنے ساتہ
ہدی نہ لاتا اور مکہ ہی مین آکر خریدتا تو آج مین بہی اپنا احرام عمرہ ہی پر ختم کر دیتا اور جیسے تم سب
حلال ہو گئے ہو مین بہی ہو جاتا۔ لیکن میرے پاس تو ہدی ہے۔ اس لیے جب تک قربانی
نہ کرلون احرام سے باہر نہین آسکتا۔

اسوقت سراقہ ابن مالک ابن جعشم نے پوچہا یا رسول اللہ یہ طریقہ فسخ حج عمرہ با قران

بیان حج وعمرہ اسی سال کیواسطے ہے یا ہمیشہ کے لئے"۔ ارشاد ہوا کہ ہمیشہ یون ہی کرنا۔ پہر دونون ہاتہہ کی انگشتان مبارک کو باہم ملا کے فرمایا دخلۃ العمرۃ فی الحج الیٰ یوم القیامۃ اس سے آپکی یہ مراد تہی کہ وہ بات جو ایام جاہلیت مین رائج تہی کہ حج کے دنون مین عمرہ فجور مین شامل تہا باطل ہوگئی۔

اس اثنا مین جناب علی مرتضیٰ بہی یمن سے تشریف لے آئے اور چند اونٹ بہ نیت ہدی پیغمبر کے اپنے ہمراہ لائے۔ آنحضرت نے پوچہا یا علی تم نے کیا نیت کی ہے۔ حضرت شیر خدا نے عرض کی کہ آپ نے اپنی نیت کا حال تو مجہے لکہا نہ تہا اس لئے مین نے اپنی نیت آپکی نیت سے متعلق کردی ہے۔ اور یہ قصد کیا ہے۔ اللھم اھلا لا کاھلال بنبیك حضرت نے فرمایا کہ مین نے تو حج کا احرام باندہا ہے۔ اور ہدی اپنے ساتہہ لایا ہون۔ پس تم اپنے احرام پر قائم رہو اور ہدی مین میرے ساتہہ ہو جانا۔

الغرض آنحضرت صلعم نے اتوار پیر منگل اور بدہ کے دن اور جمعرات کی شب کو وہین قیام فرمایا۔ اور پنجشنبہ کے دن آٹہوین ذی الحجہ کو لوگون کے ساتہہ باہر جا کے منا مین احرام حج باندہا۔ اوس دن چار نمازین ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشا کی منا ہی مین پڑہین اور شب کو بہی وہین قیام فرمایا۔ نماز فجر پڑہکے بعد طلوع آفتاب عرفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور حکم کیا کہ ہمارے لئے موضع نمرہ مین خیمہ تیار رہے۔ پس عرفہ مین پہونچکے اوسی خیمہ مین اوترے۔ جب دوپہر ڈہلگئی تو سوار ہوکے بطن وادی مین تشریف لے گئے اور اونٹ ہی پر سوار رہکے ایک بڑا خطبہ بلیغہ پڑہا جس مین اوس روز اور اوس مہینہ کی حرمت کا بیان فرما کے یہ ارشاد کیا"۔ اے لوگو۔ جانو اور آگاہ ہو کہ جاہلیت کے تمام امور باطل ہوئے اور ایام جاہلیت مین جو خون لوگون سے واقع ہوئے ہین اب اونکا انتقام نہ لینا چاہئے اور ربا ہائے جاہلیت باطل ہوئے

لوگو۔ خدائے تعالےٰ سے ڈرو۔ اون عورتون کو جنہین تم خدا کے حکم کے بموجب کلمہ توحید پڑہکے اپنے نکاح مین لائے ہو اور تمہارا حکم اون پر جاری ہے آرام سے رکھو۔ خدا سے ڈرکے اونکے ساتھہ نیک برتاؤ کرو۔ اگر وہ عورتین ایسا کام کرین جسے تم مکروہ سمجھتے ہو تو اونہین مارو مگر خبردار اونکے جسم پر ذرا سا بہی نشان نہ پڑنے پائے۔ اور دیکھو۔ تمہاری عورتون کا روٹی کپڑا تم پر واجب ہے بموجب قرآن کے۔ اگر تم قرآن کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو وہ گمراہی اور ضلالت سے تمہین بچائے رہیگا۔" پہر آنحضرت نے لوگون سے مخاطب ہو کے پوچھا کہ یون تو خدا سب ظاہر و باطن کو جانتا ہے مگر قیامت کے دن جب تم سے سوال کریگا کہ محمد نے تم مین کیسے زندگانی بسر کی تو کیا جواب دوگے۔ سب بالاتفاق بول اوٹھے کہ یا رسول اللہ حضور نے شرط رسالت و امانت خوب ادا کی اور ہمین اچھی طرح ہدایت و نصیحت فرمائی۔ طریق ارشاد آپ کا سب پیغمبرون سے بڑہکر رہا۔ یہ سنتے ہی آنحضرت انگشت سبابہ آسمان کی طرف کرکے زمین کی طرف لائے اور فرمایا اللّٰھم اشھد اللّٰھم اشھد اللّٰھم اشھد پہر فرمایا اُے مسلمانو۔ خوب یاد رکھو کہ تین چیزین سینہ کو کینہ سے پاک رکھتی ہین۔ ۱۔ اخلاص ۲۔ خلقِ خدا اور مسلمان بہائیون کی خیرخواہی۔ ۳۔ لزوم جماعت مسلمین اور تالیف قلوب مومنین مین سعی کرنا۔"

جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خطبہ تمام فرمایا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ظہر کی اذان دو۔ اذان کے بعد نماز پڑہی۔ اور نماز عصر بہی اوسی ایک اذان اور دو اقامت سے ادا کی۔ پہر اونٹ پر سوار ہو کے موقف مین آئے اور روبقبلہ کہڑے ہو کر بڑی دیر تک دعا کمال منت والحاح اور خضوع و خشوع سے مانگی اور فرمایا کہ اسی عرفہ کے دنکی دعا کو دعا کہتے ہین۔ اور بہترین دعا جو مین نے اور مجہہ سے پہلے پیغمبرون نے مانگی ہے

یہ ہے لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر۔
اور روز عرفہ کے فضائل کی بابت فرمایا کہ سال بھر مین کوئی دن ایسا نہین ہے جس مین خدائے تعالےٰ نے روز عرفہ سے زیادہ اپنے بندون کو آتش دوزخ سے آزاد کیا ہو۔ آج ہی کے دن خداوند کریم کی رحمت و عاطفت اہل عرفات کے پاس آجاتی ہے۔ عرفات کے دن خدا تعالیٰ فرشتون سے کہتا ہے کہ آج کے دن اہل عرفات تم سے افضل و اعلیٰ ہین تم گواہ رہنا کہ جو کچھ اس جماعت کا مقصود ہے مین نے انکو مرحمت فرمایا۔ شیطان جیسا ذلیل و خوار و خشمناک عرفہ کے دن ہوا ہے ویسا کسی دن نہین ہوا۔ وجہ اوسکے ذلیل ہونے کی یہ ہے کہ اوسدن جب وہ بندگان خدا پر حد سے زیادہ رحمت نازل ہوتے دیکھتا ہے تو اپنے دل مین بہت خفیف ہوتا ہے۔ اور عرفہ ہی کی دن آیت الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً نازل ہوئی۔ اور رسول خدا کو اسی آیت سے اپنی عمر تمام ہونیکی بو آگئی۔ افسوس۔ کیا غضب ہونے والا ہے!!!

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد		روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اور عرفہ پر اتنا کھڑے ہوے کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ پھر اسامہ ابن زید کو اپنا ردیف کر کے روانہ ہوے اور اونٹ کی مہار ایسی کھینچی کہ اوسکا سر کجاوہ کے کنارہ سے آلگا۔ جب بلندی پر چڑہنا ہوتا تھا تو مہار ڈہیلی کر دیتے تھے تاکہ بلندی پر بآسانی چڑہ جاے۔ جاتے جاتے ایک غار پر پہونچے۔ ناقہ سے اوترکے وضو کیا۔ اور اسامہ سے فرمایا کہ نماز پڑہنے کا موقع آگے آیگا۔ وہان سے سوار ہوکے مزدلفہ مین تشریف لاے۔ اور مغرب و عشا کی نماز مین ایک اذان اور دو تکبیرون سے پڑہین۔ سنیچر کی رات کو مزدلفہ مین شب باش ہوے۔ پھر مشعر الحرام مین آکے روبقبلہ کھڑے ہوکر دعا مین مشغول ہوے اور تکبیر و تہلیل و توحید ادا کی

اور اتنا ٹہیرے کہ روز روشن ہوگیا۔

عباس ابن مرداس ابن اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ رسول خدا نے آخر روز عرفہ اور شب عید کو اپنی امت کی مغفرت کے لئے دعا مانگی۔ جناب باری عز اسمہ کی طرف سے خطاب ہوا "اے محمد ہم نے تمہاری شفاعت قبول کی اور سوائے ظالمون کے تمہاری سب امت کو بخشا۔ عدالت کے دن مظلوم کی دادرسی کر کے ظالم کو اوسکے ظلم کی سزا دونگا" یہ معلوم کر کے رسول خدا زار و قطار رونے لگے اور کہا "بار خدایا اگر تو چاہے تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ یہ تو تیرے آگے ذراسی بات ہے کہ تو مظلوم پر اپنی رحمت اتنی کرے اور ایسی ایسی نعمتین اوسے عطا فرمائے کہ وہ راضی اور خوش ہو کے دادخواہی سے درگذرے اور ظالم کو بخشدے"۔ اسکا جواب ندارد تھا۔ رات بہر خبرے نباشد۔ آپ نے ساری رات گریہ وزاری کی مگر یہ دعا مقبول نہین ہوتی تہی۔ صبح کیوقت آپ کا حال بالکل غیر ہوگیا۔ دن نکلتے ہی جناب روح الامین علیہ السلام نے مژدہ سنایا کہ لیجئے یہ دعا بہی قبول ہے۔ آپ بہت خوش ہوے اور تبسم فرمایا۔ جناب صدیق اکبر اور فاروق اعظم اوسوقت موجود تہے۔ پوچہا کہ حضور اس تبسم کا باعث کیا ہوا۔ آنحضرت نے جوابدیا کہ اسوقت حق سبحانہ تعالےٰ نے جو میری شفاعت قبول فرما کے میری امت پر رحمت و بخشش کی تو ابلیس لعین نے رنجیدہ ہوکر سر پیٹنا اور بلکنا شروع کیا اور اپنے سر پر خاک ڈالکے جزع وفزع کرنے لگا مجہے اوسکے رونے پر ہنسی آگئی۔

آنحضرت صلعم طلوع آفتاب سے پہلے مشعر الحرام سے روانہ ہوے اور فضیل ابن عباس کو اپنا ردیف کیا۔ راہ مین قبیلہ بنی خثعم کی ایک عورت نے حضور سے پوچہا کہ میرا باپ بہت بڈہا ہوگیا ہے اور حج نہین کرسکتا اگر اوسکی طرف سے مین حج کرلون تو اوسکی گردن سے یہ فرض اوترجائیگا یا نہین۔ ارشاد ہوا کہ بیشک اوترجائیگا تم کرلو۔ فضیل ابن عباس اثنائے راہ مین اکثر عورتون کو

دیکھنے لگتے تھے۔ آپ اپنے دست مبارک سے اونکا منہ دوسری طرف پھیر دیتے تھے۔ جب شجرہ کے متصل حجرہ پر پہونچے تو وہان عمل رمی پر قیام کیا۔ عبداللہ ابن عباس نے آپ کے لئے کنکرین رکھے تھے آپ نے سات کنکر پھینکے۔ اور ہر کنکر پر تکبیر کہی۔ اوسوقت بلال واسامہ آپکے پاس تھے۔ انہین سے ایک صاحب تو آپکے اونٹ کی مہار تھامے تھے اور دوسرے حضور پر سایہ کر رہے تھے۔

آنحضرت صلعم نے اوسدن منا مین بھی خطبہ پڑہا اور تحرم وغیرہ کے جو احکام عرفہ کے دن خطبہ مین بیان فرمائے تھے اونہین کو پہلے سے بہی زیادہ بلیغ طور سے مکرر سنا دیا اور ارشاد ہوا "اپنے بادشاہ کا حکم مانو اور اوسکی فرمانبرداری کرو۔ مناسک حج کو مجھہ سے پوچھکے خوب یاد کر لو۔ کیونکہ مین آیندہ سال حج نہ کرسکونگا"۔ افسوس صد افسوس!!!۔ پھر لوگون کو خروج دجال اور اوسکی کیفیت اور شکل و شمائل سے خوب آگاہ کر کے فرمایا۔ "زمانہ اپنی اوسی ہیئت پر آگیا ہے جیسا زمین و آسمان کی خلقت کے دن تہا۔ سال مین چار مہینے حرام ہین۔ ذلیقعدہ۔ ذی الحجہ۔ محرم۔ رجب اے لوگو دیکھو۔ تم کو بہت جلد اپنے پروردگار کے حضور مین جانا ہے۔ وہان تمہارے اعمال کی پرسش ہوگی۔ میرے بعد ایسا نہ کرنا کہ اوسی اپنی پہلی گمراہی پر آجاؤ۔ اور باہم پہیل پہوٹ ڈالکے لڑائی جھگڑے کرنے لگو اور نوبت بمقاتلہ پہونچے"۔

پھر قربانی کرنیکو قربانگاہ مین تشریف لے گئے۔ کچھہ اونٹ تو آنحضرت اپنے ساتھہ لائے تہے اور کچھہ جناب علی مرتضی کے ہمراہ یمن سے آئے تھے یہ سب ملکر سو اونٹ تھے۔ اونمین سے ترسٹھہ ۶۳ اونٹ تو آنحضرت نے اپنے ہاتھہ سے اپنی عمر کے برسون کی تعداد کے موافق قربان کئے۔ اور باقی کے ذبح کرنیکو جناب علی رضی اللہ عنہ متعین ہوئے۔ سر مبارک کے بال ترشوا کے بانٹ دئے۔ نصف تو حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو مرحمت ہوئے۔ اور نصف ازواج مطہرات اور

جمیع صحابہ کو عنایت کئے۔ اونکو سب نے علی قدر مراتب باہم تقسیم کرلیا یہانتک کہ کسی کے حصہ
مین ایک بال آیا اور کسی کو دو ملے۔ سب نے اون بالونکو آنحضرت کی تبرک یادگار سمجھکے نہایت
عزت سے رکھہ چہوڑا۔ حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ حضور مجھے تو
پیشانی مبارک کا بال مرحمت ہو۔ مین اوسکو تبرکاً اپنے پاس رکھونگا۔ اونکو پیشانی کا بال عنایت ہوگیا
اونہون نے اوسے اپنے جُبہ مین سی لیا اوسی کی برکت سے وہ ہمیشہ ہر دشمن پر مظفر و منصور رہے
اور یہی حال ابو طلحہ انصاری کے پاس اون بالون کا ہوا۔

پہر ازواج مطہرات کیواسطے جدی جدی قربانیان کی گئین۔ اونمین دو دنبہ بہی ذبح ہوے
اوسدن بعض اصحاب نے تو حجامت بنوائی اور بعض نے بال کتروا ے۔ حضرت نے حجامت
بنوانے والون کے حق مین تین دفعہ دعاے مغفرت کی اور بال کتروانے والون کے لئے
ایک بار جیساکہ حدیبیہ کے دن ہوا تہا۔

بعدہٗ قربانی کے ہر اونٹ مین سے ایک ایک ٹکڑا گوشت کا آنحضرت نے الگ کرایا اور
حکم دیا کہ انہین ایک ہی دیگ مین پکاؤ اور علی مرتضیٰ کے ساتہہ ایک ہی دسترخوان پر بیٹہہ کے
کہایا کیونکہ ہدی مین بہی وہ آپ کے شریک تہے۔ علی مرتضیٰ سے کہا کہ اب گوشت پوست انکا
سب بانٹ دو۔ قصاب کو حق محنت اور نقد اجرت ملی۔ قربانی کے گوشت وغیرہ مین سی کچہہ نہین دیا گیا۔

ارشاد عام ہوگیا کہ عرفہ کے مقام مین جہان چاہو ٹہیرو مگر بطن عرفہ مین وقت بچا ہئیے۔ اور
مزدلفہ کے بہی سب مقامات ٹہیرنے کے قابل ہین۔ مگر بطن محسر مین ہرگز قیام نہ کرنا۔ اور منا و مکہ
کے سب مقام و گلی کوچہ قربانگاہ ہین۔

اب حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا احرام سے باہر آئین۔ اور آنحضرت ویسے ہی
ناقہ پر سوار مکہ مین تشریف فرما ہوے۔ اور ظہر سے پہلے اوسی سواری کی حالت مین طواف کیا۔

اسکو طواف افاضہ کہتے ہین - پھر چاہ زمزم پر تشریف لے گئے اور حکم دیا "اُسے بنی عبد المطلب پانی کھینچو - اگر کنوئین پر ہجوم ہو جانے کا خیال نہوتا تو مین ہی پانی کھینچتا" جب ڈول کھینچکے آنحضرت کے پاس لائے تو آپنے پانی پیا -

اسکے بعد لوگون نے حلق کو ذبح پر مقدم کرنے اور ذبح کو رمی پر اور رمی کو طواف افاضہ پر مقدم کرنے کا باعث دریافت کیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ ان امور مین تقدیم و تاخیر کا کوئی سبب نہین جو پہلے ہوگیا وہ مقدم ہے اور جو پیچھے ہوا وہ موخر ہے -

بعد ازان یکشنبہ کے دن عید کے دوسرے روز جسے یوم الرؤس کہتے ہین آپ نے خطبہ پڑھا اور دوشنبہ کو عید کے تیسرے دن جسے یوم الاکارع کہتے ہین دوسرا خطبہ پڑھا اوسمین بخشش و احسان اور رعایت ذوی الارحام اور نکوکاری اور صبر و قناعت کی لوگون کو وصیت فرمائی - بدہ کی رات کو محصب مین رہے - اور لوگون کو حکم دیا کہ جب تک طواف نکرلین مکہ سے باہر نہون - صبح سے قبل خود مکہ مین رونق افروز ہوے اور طواف وداعی کرکے اسفل مکہ سے باہر نکلے -

حجۃ الوداع کے ایام مین آنحضرت صلعم دس دن مکہ مین رہے اور دسون دن نماز مین قصر کیا - اہل مکہ مین سے جس کسی کو قصر کرتے دیکھتے تو فرماتے اتموا صلوٰتکم یا اھل مکہ جب مراجعت کرکے غدیر خم پر پہونچے تو ظہر کی نماز وہان اول وقت پڑہی اور اصحاب کیطرف متوجہ ہوکے فرمایا "الست اولیٰ بالمومنین من انفسھم کیا مسلمانون کے نزدیک مین اونکی جانون سے اولیٰ نہین ہون" سب نے آنحضرت کو اپنی جان پر ترجیح دیکر کہا "یا رسول اللہ آپ ہماری جان سے ہزار درجہ بہتر اور افضل اور عزیز ہین" اسکے بعد آپ نے علی العموم سب حاضرین کی طرف متوجہ ہوکے فرمایا "اے لوگو - مین تمہارے لئے دو چیزین بہت بڑی اور عزیز و معظم چھوڑے جاتا ہون جو بجائے خود ایک دوسرے سے بزرگ و برتر ہین - ۱ - قرآن حمید

۲۔ اپنے اہل بیت۔ تم میرے بعد ان دونوں کی حد سے زیادہ حفاظت کرنا۔ اور دونوں کے حقوق کی بخوبی رعایت رکھنا۔ یہ دونوں چیزین حشر تک دست و گریبان رہینگی پھر گز ایک دوسرے سے جدا نہونگی اور چاند اور سورج کی طرح جہان کو اپنے نور سے منور رکھینگی یہان تک کہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر پہونچین“ پھر حضور نے فرمایا خداوند تعالے میرا مولا اور مین جمیع مومنین کا مولا ہون۔ یہ کہکر جناب علی کا ہاتھ پکڑا۔ اور فرمایا جسکا مین مولا ہون علی بھی اوسکا مولا ہے۔ پھر حضور صلعم نے حضرت علی کے لیے یہ دعا مانگی۔

اللهم وال من والاه وعاد من عاداه واخذل من خذله وانصر من نصره وادر الحق معه حيث كان

حجۃ الوداع سے واپسی مین ایک شب ذی الحلیفہ مین قیام ہوا۔ اور دوسرے دن معرس کی راہ سے مدینہ مین آئے۔ جب آنحضرت کی نظر مبارک سواد مدینہ پر پڑی تو فرمایا۔

لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق الله وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده

روایت ہے کہ اس حج مین ایک لاکھ سے زیادہ آدمی آنحضرت کے ساتھ مکہ گئے تھے خطبوں مین حضور نے عورتون کو نہایت تاکید کی کہ اپنے شوہرون کی دل سے اطاعت کرین اور مرد بیگانہ کو گھر مین نہ آنے دین۔ جو لوگ کہ حاضر ہین وہ غائبون کو یہ سب احکام جو مین نے اس حج مین بیان فرمائے ہین پہونچا دین۔

اسمین اختلاف ہے کہ آنحضرت نے افراد کا احرام باندھا تھا یا قران کا یا تمتع کا۔ فقط حج یا فقط عمرہ کے احرام باندھنے کو افراد کہتے ہین۔ حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ لینا قران کہلاتا ہے۔ اور تمتع اوسے کہتے ہین کہ حج کے ایام مین پہلے عمرہ بجا لائے اور پھر حج کرے اور حج یا عمرہ کی نیت باندھنے کو احرام کہتے ہین۔ احرام یون باندھتے ہین کہ کپڑے بدل کے

بغیر سلے ہوے کپڑے پہن لیتے ہین اور صرف حج کرنا ہو تو یون نیت کرتے ہین لبیک اللھم بحجۃ
اور نرا عمرہ بجالانا ہو تو یہ کہتے ہین لبیک اللھم بعمرۃ اور قران کی حالت مین یہ کہا جاتا ہی
لبیک اللھم بحجۃ وعمرۃ۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آنحضرت نے احرام قران باندہا تہا۔ اسی لئے امام ابوحنیفہ افراد اور تمتع سے قران کو افضل سمجھتے ہین۔ امام نودی اور محققین شافعیہ نے بہی بتر جیح یہی لکہا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے قران کا احرام باندہا تہا۔

ایام حج مین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حیض آگیا۔ جناب صدیقہ کو ایسا صدمہ ہوا کہ زار و قطار رونے لگین۔ حضرت کو جب اطلاع ہوئی تو فرمایا۔ یہ کیا بات ہے۔ حیض خدا کا حکم ہی جو سب آدم کی بیٹیون کو لاحق ہوا کرتا ہے اسکے لئے کیا رونا دہونا۔ کوئی ہرج کی بات نہین تم سواے طواف کے اور سب ارکان حج بجالا سکتی ہو۔ حیض سے طہارت حاصل ہونے کے بعد طواف بہی کر لینا۔ چلو بس چہٹی ہوئی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

عرفہ کو جمعہ کے دن آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الاخرہ نازل ہوئی۔ مسلمانون کو اس آیت کے آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ ایک یہودی نے جناب عمر فاروق سے کہا کہ اگر یہ آیت ہم مین نازل ہوتی تو ہم لوگ اسکے اوترنے کے دن کو عید قرار دیتے جناب فاروق اعظم نے فرمایا کہ ہمارے یہان اسکے نزول کے دن پہلے سے تین عیدین قرار پائی ہوئی ہین یعنی جمعہ کا دن مسلمانون کی عید ہے۔ عرفہ دوسری عید ہے اور عید الضحیٰ تیسری عید ہے۔

غدیر بڑے تالاب کو کہتے ہین اور خم اوس تالاب کا نام ہے۔ یمن سے آکر حضرت علی کی بہت سی بیجا شکایتین اپنی نافہمی کے باعث لوگون نے آنحضرت سے کین جنین سے ایک کا

ذکر ہم بہی اوپر کر چکے ہین - چونکہ علی کی محبت ہر مسلمان کے لئے ضرور ہے اس لئے آنحضرت نے دفع شکایت اور علی کی محبت واجب کرنیکیواسطے یہ فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ - یعنی جسکا مولیٰ مین ہون اوسکے علی بہی مولیٰ ہین یا اللہ اوسکو دوست رکہہ جو علی سے دوستی رکہتا ہے اور دشمنی رکہہ اوس سے جو علی کا دشمن ہو یہ بات سنکے جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوے اور حضرت اسد اللہ الغالب کو ہر مومن ومومنہ کا مولیٰ بننے کی مبارکباد تہ دل سے دی -

دولتمآب جناب صبحی پاشا دام اقبالہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ کے عشرۂ اخیرہ مین مدینہ سے حجۃ الوداع کے لئے روانہ ہوکر چوتہی ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ پہونچے - نجران سے حضرت علی بہی آکر راہ مین آپ سے ملگئے - عرفہ مین آپ نے خطبہ پڑہا جسمین خداے تعالےٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا "مین نے تم لوگون کے لئے ابتک حلال وحرام کے بیان مین بہت کوشش کی اے لوگو - تم مین سے جسکے پاس کوئی چیز امانتاً رکہی ہو وہ اوسے بجنسہ صاحب امانت کو سپرد کردے - خوب سمجہہ لو کہ امانت مین خیانت کرنے سے بڑا کوئی گناہ نہین ہے - سود لینا تو البتہ برا ہے مگر اصل سرمایہ یعنی مول جسپر تمہارا آتا ہو وہ واپس کرلو - عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو بہی سود لینا جائز نہین ہوسکتا - ایام جاہلیت کے خونون کے بدلا لینے کا دل مین خیال بہی نہ لانا - دیکہو مین اپنے ہی گہر سے اس رسم بد کو پہلے باہر نکالے دیتا ہون - اور خون ربیعہ بن الحرث بن عبد المطلب کا معاف کرتا ہون" چونکہ ان خطبون مین حضور نے بہت مایوسی کے کلمات اپنی زبان مبارک سے فرماے تہے اس لئے اونہین سن سنکر اصحاب کرام زار زار روتے تہے اور اندوہگین ہوتے تہے اسی لئے اس حج کو حجۃ الوداع اور حجۃ البلاغ کہتے ہین - اور اس خیال سے کہ یہی ایک بارونق حج آنحضرت صلعم کی موجودگی مین ہوا اسی

رزقھن وکسوتھن بالمعروف واستوصوا بالنساء خیرا فانھن عندکم عوان لایملکن لانفسھن شیئاً وانکم انما اخذتموھن بامانۃ اللہ واستحللتم فروجھن بکلمات اللہ فاعقلوا ایھا الناس واسمعوا قولی فانی قد بلغت قولی وترکت فیکم ما ان استعصمتم بہ فلن تضلوا ابداً کتاب اللہ وسنۃ نبیہ ایھا الناس اسمعوا قولی واعلموا ان کل مسلم اخ للمسلم وان المسلمین اخوۃ فلا یحل لامری من مال اخیہ الا ما اعطاہ ایاہ من طیب نفس فلا تظلموا انفسکم الا ھل بلغت قالوا اللھم نعم فقال فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم اشھد -

منجملہ اون نصایح کے جو آنحضرت نے حجۃ الوداع مین مسلمانون کو کئے ایک یہ بہی ہے کہ سب مسلمان آپسمین بہائی بہائی ہین پس تمکو نہ چاہیئے کہ اپنے بہائی کا مال لیلو مگر وہ جو تمہارا مسلمان بہائی اپنی خوشی سے تمہین دیدے - حجۃ الوداع سے پہلے آپ نے دو حج اور کئے تہے پس اس حساب سے معہ اسکے تین حج ہوے -

روایت ہے کہ دو حج آپ نے قبل فرض ہونے حج کے کئے تہے اور حجۃ الوداع بعد فرض ہونے حج کے کیا - ابو الفضل کرمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ ذوالحلیفہ مدینہ سے دو فرسخ یعنی سات کوس کے قریب اور مکہ سے دس منزل ہے - یہ میقات سب میقاتون سے دور ہے - عوام اوسکو ابار علی بہی کہتے ہین - مدینہ والون کا وہی میقات ہے یعنی وہ ذوالحلیفہ سے احرام باندہتے ہین - بعد نماز ظہر کے آپ نے احرام باندہا یعنی تہبند لپیٹا اور چادر اوڑہی مگر احرام کے لئے غسل نہین کیا - اور یہ بہی نہین معلوم ہوتا کہ حضور نے احرام کیلئے کوئی خاص نماز پڑہی ہو - احرام سے قبل قربانی کے اونٹون کے گلے مین نعل لٹکایا اور داہنی طرف کوہان کو چیر دیا اور اوسکے خون کو پاک کیا - بلندی مکہ کی طرف ایک پہاڑ کدا بروزن ادا ہے

اوسکی طرف سے آنحضرت دوشنبہ کے دن مکہ مین داخل ہوے اور طواف قدوم کیا۔ واضح ہو
کہ مکہ مین داخل ہوتے ہی جو طواف کیا جاتا ہے اوسے طواف قدوم کہتے ہین۔ اور طواف قدوم
مسافر کے واسطے ہے نہ کہ مکہ والون کے لئے۔ پہر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ سات بار
طواف کیا جاتا ہے۔ اور سات ہی بار صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے کو سعی کہتے ہین۔ آنحضرت
بلندی حجون کی طرف فروکش ہوے تہے۔ حجون بروزن غفور مین پہلے حاے حطی اور اوسکے بعد
جیم ہے۔ یہ ایک پہاڑ مکہ کا بلندی کی طرف ہے۔ اور وہین مکہ والون کا گورستان ہے۔ ذیحجہ
کی آٹھوین تاریخ یوم الترویہ کہلاتی ہے۔ اوسی دن آپ منا کی طرف روانہ ہوے۔ یہ مقام مکہ سے
تین کوس ہے۔ وہان ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشا کی نماز پڑہی اور رات بہر وہین رہے اور نماز فجر
پڑہکے سورج نکلتے ہی عرفات کی طرف روانہ ہوے۔ یہ پہاڑ عرفات مکہ سے پورب کی طرف نو کوس
کے فاصلہ پر ہے۔ عرفات مین ایک جگہہ وادی نمرہ ہے وہان آنحضرت کے لئے خیمہ کہڑا
کیا گیا تہا دوپہر دن چڑہے تک آپ اوس خیمہ مین ٹہیرے رہے پہر خطبہ پڑہا اور ایک اذان
اور دو اقامت سے نماز ظہر اور عصر کی جمع کی۔ آداب الحرمین مین لکھا ہے کہ مسجد نمرہ مین ظہر اور
عصر کی نمازین ملا کے پڑہتے ہین۔ کوہ عرفات کی آخر حد مین وہ مسجد حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی ہے۔ اگر وہ دن جمعہ کا ہو تو وہان نماز جمعہ جائز نہین۔ نماز جمعہ شہر مین آکے پڑہتے ہین۔
اوسکے بعد آنحضرت جبل الرحمۃ کی طرف روانہ ہوے۔ یہ ایک میدان عرفات مین ہے۔ وہان
غروب آفتاب تک ذکر و دعا مین مشغول رہے۔ پہر وہان سے مزدلفہ مین آے۔ یہ ایک مقام
مکہ سے چہہ کوس منا اور عرفات کے درمیان دو کوس لمبا ہے۔ رات کو وہان ٹہیرے اور
نماز فجر کی پڑہی۔ پہر مشعر الحرام یعنی جبل قزح مین ٹہیرے یہانتک کہ اوجالا ہو گیا۔ وہان سے
طلوع آفتاب سے قبل منا روانہ ہوے۔ اور سات کنکریان جمرۃ العقبی مین مارین۔ اور ایام

تشریق مین ہر روز پیادہ پا ہو کر تینون جمرون کو سات سات کنکریان مارتے تہے - یہ تین منارے ہین جنہین جمرہ کہتے ہین - عام جاہل لوگ اونہین شیطان بولتے ہین - آنحضرت اوس جمرہ سے کنکریان مارنا شروع کرتے تہے جو خیف کے پاس ہے - دامن کوہ کے نشیب و فراز کو سیف کے وزن پر خیف کہتے ہین - یہان خیف سے مراد مسجد منا ہے کیونکہ وہ پستی مین واقع ہے پہر جمرہ ثانیہ کو پہر جمرہ ثالثہ کو جسے جمرۃ العقبیٰ کہتے ہین - پہلے اور دوسرے جمرہ کے پاس آپ دیر تک دعا کرتے رہے - اور منا مین پہلے دن یعنی عید الاضحیٰ کو آنحضرت نے نحر کیا - نحر بروزن بحر سینہ مین زخم مار کے اونٹ قربان کرنیکو کہتے ہین - وہان سے مکہ مین آئے اور طواف بیت اللہ کیا - خانہ کعبہ کے گرد سات بار پہرنے کو طواف کہتے ہین - پہر وہان سے سقائی پر تشریف لائے جہان آب زمزم نکالا جاتا ہے اور آب زمزم پی کر منا کو روانہ ہو گئے - ایام تشریق کی گذرنیکے بعد پہر مکہ مین آ گئے اور محصب مین اوترے - محصب بروزن مقرب جسکو ابطح بروزن افصح بہی کہتے ہین مکہ کی باہر ایک مقام ہے وہان سنگریزے بہت ہین اسیواسطے اوسے محصب بولتے ہین - اور جناب عایشہ سے فرمایا کہ موضع تنعیم سے احرام باندہکر عمرہ ادا کرو - سفر السعادۃ مین ہے کہ حضرت عایشہ کو آپنے عمرہ کرنیکی اجازت دیدی تہی اور اونکے بہائی عبد الرحمن کو اونکے ساتہ کر دیا تہا - صدیقہ رضی اللہ عنہا تنعیم گئین اور وہان سے احرام باندہکے مکہ آئین اور عمرہ ادا کیا - تنعیم ایک جگہہ حرم سے باہر مکہ سے تین یا چار میل ہے اہل مکہ عمرہ کا احرام اکثر وہین سے باندہتے ہین اور بعض جعرانہ سے پہر حضور نے طواف وداع کر کے لشکر کو روانگی کا حکم دیا - اور مدینہ طیبہ کو چلے - آنحضرت نے چار عمرہ کئے اور وہ چارون ماہ ذیقعدہ مین ہوئے - ۱ - پہلا عمرہ حدیبیہ کا چہٹے سال ہجری مین آنحضرت مدینہ سے روانہ ہو کے حدیبیہ پہونچے جو مکہ سے ایک مرحلہ ہے - تمام مشرکین مکہ جمع ہو کر حضور سے لڑنے نکلے اور کہا کہ ہم محمد کو مکہ مین نہ گہسنے دینگے - چونکہ مکہ فتح ہونیکا وقت

ابہی نہین آیا تہا اس لیئے آپنے بموجب حکم خدا اونسے صلح کرلی اوریہ بات قرار پائی کہ سال آیندہ مین آپ آکے عمرہ ادا کرلین۔ ۲۔ دوسرا عمرہ سنہ ۷ھ مین ہوا۔ اوسوقت موافق شرط مذکورۂ بالا کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لاے اور تین دن وہان رہکر عمرہ ادا کیا پہر مدینہ چلے آے۔ اسکو عمرۃ القضا کہتے ہین۔ ۳۔ تیسرا عمرہ ہجرت کے آٹھوین سال مین ہوا جبکہ مکہ فتح کیا تہا۔ ۴۔ چوتہا عمرہ دسوین سال حجۃ الوداع مین ہوا۔ واضح ہو کہ دو حج آنحضرت صلعم قبل ہجرت کے کرچکے تہے۔

ایک روایت سے ایک لاکہہ چودہ[۱۴] ہزار اور ایک سے ایک لاکہہ چوبیس[۲۴] ہزار آدمی اس حج مین حضور کے ہمراہ تہے۔ اس زمانہ مین مرض چیچک نے لوگون کو بہت ستا رکہا تہا اس لیئے بہت سے آدمی دولت معیت سے محروم رہے۔ اونکی تسکین کیواسطے حضور نے فرمایا ان عمرۃ فی رمضان تعدل حجۃ معی یعنی بیشک رمضان مین عمرہ بجالانا ثواب مین اوس حج کے برابر ہے جو میرے ساتہہ ادا کیا ہو۔ سفر کرنے سے ایک دن پہلے جمعہ تہا آپ نے اوس روز کے خطبہ مین ارکان وآداب حج بیان فرماے۔

قربانی کے اونٹ ناجیہ بن جندب بن عمیر بن لیعم اسلمی رضی اللہ عنہ کو سپرد ہوے۔ حضرت ناجیہ نے حضور سے پوچہا کہ اگر ان اونٹون مین سے کوئی چل نہ سکے تو کیا کیا جاے۔ ارشاد ہوا کہ اے ناجیہ اوسے ذبح کر ڈالنا اور اوسکے قلاوہ کو اوسی کے خون مین آلودہ کرکے اوسکے کوہان کے کنارہ پر چہاپا دینا مگر گوشت اوسکا نہ تم کہانا نہ کوئی تمہارا یار دوست اور رفیق کہاے۔ اور جناب ناجیہ کو یہ اجازت بہی دیدی گئی تہی کہ اگر تم تہک جاؤ تو ان پر سوار ہو سکتے ہو۔ خون کے چہاپا دلوانے مین حکمت یہ تہی کہ راہ گیر جان لین۔ یہ ہدی کا اونٹ ہے اور اغنیا اوسے نہ کہائین کیونکہ اونہین اوسکا کہانا حرام ہے مگر فقرا اوسے اپنے کام مین لائین۔ قربانی کے چوپایون کو

ہدی اس لئے کہتے ہین کہ بندہ اوسے جناب باری مین ہدیہ بہیجتا ہے تاکہ تقرب حاصل کرے۔
آپ راہ مین بموجب کہنے حضرت جبریل علیہ السلام کے قارن ہوے۔ روایت ہے کہ
ایک رات کو سب حجاج وادی عتیق مین منزل گزین تہے۔ صبح آنحضرت نے فرمایا کہ آج
رات کو میرے پروردگار کے پاس سے ایک شخص آیا اور مجہہ سے کہا کہ اس وادی مبارک
مین دو رکعت نماز پڑہوا اور کہو "حجۃ فی عمرۃ" یعنی حج ادا کرتا ہون بیچ عمرہ کے۔ جس سے قران کی
نیت مراد ہے۔ ہدی کی گردن مین نعل یا جوتا یا تسمہ وغیرہ باندہنے یا لٹکانے کو تقلید کہتے ہین۔
اور دائین یا بائین طرف سے کوہان چیر دینا یا نیزہ مارنا شعار کہلاتا ہے۔ مگر جانب راست چیرنا
مسنون ہے۔
آنحضرت نے ابتدا لبیک کہنے کی نماز ظہر کے بعد سے کی تہی اور یہی سنت ہے تلبیہ
مین آپنے یہ الفاظ کہے لبیك اللھم لبیك لبیك لاشریك لك لبیك ان الحمد
والنعمۃ لك والملك لك لاشریك لك ایک روایت مین لبیك الٰہ الحق بہی ہے اور
کبہی کہتے لبیك بحجۃ وعمرۃ اور کبہی فرماتے لبیك بعمرۃ اور صحیحین مین روایت ان
الفاظ کے ساتہہ ہے لبیك اللھم لبیك وسعدیك والخیر فی یدیك لبیك والرغباء
الیك والعمل آنحضرت اتنی بلند آواز سے تلبیہ کہتے تہے کہ دور تک آواز جاتی تہی اور
سب صحابہ سنتے تہے۔ دیگر اشخاص کو بہی یہی ہدایت تہی کہ زور سے لبیک کہو کیونکہ وہ شعائر حج
سے ہے اور جب کوئی لبیک کہتا ہے تو اوسکے دائین بائین کی سب چیزین اور شجر و حجر لبیک
کہتے ہین۔ اور بعد تلبیہ کے آنحضرت دعا مانگتے تہے اور اللہ سے اوسکی رضامندی اور جنت مین
داخل ہونا اور دوزخ سے بچنا چاہتے تہے۔ آپکے سوار ہونے کی صرف ایک اونٹنی تہی جسپر پرانا
پالان چار درم کی قیمت کا پڑا تہا۔

مدت احرام مین آنحضرت نے اپنے سر کے بالون کو غسل سے جمالیا تھا تاکہ وہ پراگندہ اور گرد آلود نہون۔ غسل اوس لسدار چیز کو کہتے ہین جو خطمی اور گوند وغیرہ ملا کے بنا لیتے ہین لیتے ہین۔

منزل روحا مین جو مدینہ سے ۳۶ میل ہے ایک زخمی گورخر نظر آیا۔ فرمایا کہ اسکو چھوڑ دو۔ اسکا زخمی کرنیوالا خود ابھی ابھی آجائیگا۔ یہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ قبیلہ بہز کے ایک آدمی نے خدمت مین حاضر ہو کے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ شکار مین نے حضور کے نذر کیا آپ اسکا جو چاہین کرین۔ آپنے حضرت صدیق اکبر سے کہکے اوسکے گوشت کو تقسیم کرادیا۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم منزل اثایہ مین پہونچے جو رویثہ اور عرج کے درمیان ہے (اثایہ کے پہلے الف پر تینون حرکتین جائز ہین۔ رویثہ بروزن حذیفہ اور عرج بروزن کتف ہے) تو آپنے ایک ہرن ہرن درخت کے سایہ مین بیٹھا دیکھا۔ اوسکے تیر بہی لگا تہا۔ حضور نے اوسپر ایک آدمی متعین کردیا تاکہ محرمون اور حاجیون مین سے کوئی اوسمین تصرف نہ کرسکے۔ جب منزل ابوا مین نزول موکب الب اجلال ہوا تو صعب بن جثامہ لیثی جو ودان اور ابوا مین رہتا تہا آیا اور ایک زندہ گورخر حضور کی نذر کیا۔ مگر حضور نے اوسکی نذر قبول نہ فرمائی۔ جب آثار ناخوشی کے اوسکے چہرہ پر دیکھے تو ارشاد ہوا کہ ہم تو اسلئے کہ ہم محرم ہین اس لئے تمہارا تحفہ نہین لے سکتے ناراضی کی کوئی بات نہین۔

روایت ہے کہ آنحضرت نے کسی منزل مین سینگی بہی لگوائی تہی جب آنحضرت وادی عسفان مین پہونچے تو آپ نے صدیق اکبر سے پوچھا کہ ابوبکر تم اس وادی کو جانتے ہو۔ حضرت صدیق نے عرض کی کہ ہان مین جانتا ہون۔ ارشاد ہوا کہ ہود اور صالح علیہما السلام سرخ سرخ اونٹون پر سوار اس وادی مین جارہے تہے مہار اونکی لیف خرما کی تہی پشمین تہ بند باندہے تہے اور کملون کی عبا اور چادرین اوڑہے تہے اور تلبیہ کہتے چلے جاتے تہے۔

روایت ہے کہ جب حضور وادی ازرق مین پہونچے جو مکہ سے ایک میل ہے تہے تو حضرت

موسیٰ علیہ السلام کو دیکہا کہ اپنے دونون کانون مین انگلیان دئے ہوے پکار پکار کے تلبیہ کہتے جاتے ہین۔

جب آنحضرت صلعم سرف مین پہونچے جہان سے مکہ ایک منزل ہے اور مزار پر انوار حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا بہی وہین ہے تو حضرت عایشہ حائضہ ہوگئین۔ ذوالحلیفہ مین حضرت صدیق اکبر کے صاحبزادے محمد بن ابی بکر اسماء بنت عمیس سے پیدا ہوے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول خدا سے دریافت کرایا کہ اب مین احرام کے باب مین کیا کرون ارشاد ہوا کہ غسل کر کے کپڑے کا لنگوٹ کسے رہو تاکہ تہبند احرام کا خون آلودہ نہو اور پہر احرام باندہو

جب آنحضرت مسجد الحرام مین داخل ہوگئے تو سیدہے بیت اللہ کی طرف گئے تحیۃ المسجد نہ پڑہی مگر طواف بیت اللہ کیا کیونکہ مسجد بیت الحرام کی تحیت طواف ہی ہے۔ اور حجر اسود کے پاس پہونچکے استلام کیا یعنی اوسے بوسہ دیا۔ نہ رفع یدین کیا اور نہ ابتدا مین تکبیر کہی۔ ایک روایت مین ہے کہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان آپنے یہ دعا پڑہی تہی اللھم انی اسالك العفو والعافیۃ فی الدنیا والاخرۃ آنحضرت نے فرمایا کہ رکن یمانی پر اللہ تعالےٰ نے ستر فرشتے مقرر کر دئے ہین۔ جو کوئی یہ دعا پڑہتا ہے تو وہ فرشتے آمین کہتے ہین۔ اور آنحضرت جب حجر اسود کے برابر پہونچتے تہے تو اپنی لکڑی سے اوسکی طرف اشارہ کرتے تہے اور اوسی لکڑی کو بوسہ دے لیتے تہے۔ وہ چہوٹی سی ایک لکڑی تہی جسکا سر خمدار مانند چوگان کے تہا۔ ایسی لکڑی کو عصا کہتے ہین۔ اور یہ استلام عصا کے ساتہہ آپنے سواری کی حالت مین کیا تہا۔ بیت اللہ کے چارون کونون مین سے جو گوشہ یمن کی طرف ہے اوسے رکن یمانی کہتے ہین۔ یہ ثابت نہین ہوا کہ رکن یمانی کی طرف آپ کس چیز سے اشارہ کرتے تہے ہاتہہ سے یا لکڑی سے اور اوس ہاتہہ یا لکڑی کو بوسہ بہی دیتے تہے یا نہین یہ ثابت ہے کہ آپ حجر اسود

پر لب مبارک رکھکے بوسہ دیتے تہے اور کہتے تہے "بسم اللہ واللہ اکبر" اور کبہی اوسپر پیشانی رکہتے اور وہان سجدہ بہی کرتے تہے اور کبہی حضور اپنا دست مبارک اوسپر رکھکے اوس ہاتہہ کو چومتے تہے غرضکہ غار ثور اور حجر اسود دنیا مین دو ایسے مقام ہین کہ جہان عاشقون کو تسکین ہوسکتی ہے۔

خانہ کعبہ کے چار گوشے ہین جنکو رکن کہتے ہین۔ جس گوشہ مین حجر اسود لگا ہی اوسے رکن اسود کہتے ہین۔ حجر اسود اور دروازہ کعبہ مین ایک باغ کا فاصلہ ہے اس فاصلہ کے درمیان جو دیوار ہے مُلتَزَم کہلاتی ہے اوس دیوار سے سینہ لگا کے دعا کرتے ہین۔ اوس سے آگے کا دوسرا کونا رکن عراقی کہلاتا ہے۔ تیسرا رکن کہ طواف مین رکن عراقی کے بعد اوس پر پہونچتے ہین رکن شامی ہے۔ اور اوسکے بعد چوتہا کونا رکن یمانی ہے۔ رکن یمانی و رکن اسود کو رکنین یمانیین بہی کہتے ہین۔ اور باقی دونون کو نے رکنین شامیین بولے جاتے ہین۔ رکن اسود مین آنحضرت سے استلام اور تقبیل دونون منقول ہین۔ رکن یمانی مین صرف استلام ہاتہہ سے آیا ہے۔ اور دونون رکنون شامی مین نہ استلام ہے نہ تقبیل نہ استقبال نہ اشارہ۔

جب آنحضرت طواف سے فارغ ہوے تو مقام ابراہیم پر آے۔ مقام ابراہیم ایک پتہر کا نام ہی جسپہ کہڑے ہوکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کو بنایا ہے اوسی پر کہڑے ہوکر بموجب حکم خدا حضرت ابراہیم لوگون کو حج کے لئے بلایا کرتے تہے اور ندا دیتے تہے پس اونکے قدم مبارک کے نقش اوس پتہر مین ہوگئے ہین اور ایڑیون تک پیر اوسمین سماے ہوے ہین۔ اور حجر اسود کو جناب آدم علیہ السلام جنت سے اپنے ساتہہ لاے تہے۔ حضور نے اپنے اور کعبہ کے درمیان مقام ابراہیم کو لیکر دو رکعت نماز پڑہی۔ آنحضرت کے وقت مین مقام ابراہیم بیت اللہ کے پاس دروازہ کے سامنے رکہا تہا اور خلافت فاروق اعظم تک وہین رہا۔ ایک بار طوفان آیا تو اوسے

اوٹھاکے دوسری جگہہ کردیا - جناب عمر رضی اللہ عنہ نے اوسے بیت اللہ کے دروازہ کے آگے جموادیا اب اوسپر سنگین چھت کا ایک حجرہ بنادیا گیا ہے اور اوسکے گرد آہنی کٹھرالگا ہے اور سنگین حوض مین اوسے رکھدیا ہے -

کوہ صفا کی طرف مسجد الحرام کا جو درمیانی دروازہ ہے اوسے باب الصفا والمروہ کہتے ہین آپ اسی دروازہ سے باہر نکلے اور کوہ صفا پر چڑہے جو کوہ ابوقبیس کے نیچے ہے اور فرمایا - ابدا ء بما بدء اللہ یعنی مین صفا سے شروع کرتا ہون کیونکہ خدا نے بہی اوسی سے ابتدا کی ہے اور چڑہتے وقت تکبیر کہکے فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شی قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ اور پہر اسکے بعد یہ دعا کی انا نسئالک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمۃ من کل بر والسلامۃ من کل اثم لاتدع لی ذنبا الا غفرتہ ولا ھما الا فرجتہ ولا کربا الا کشفتہ ولا حاجۃ من حوائج الدنیا والاخرۃ الا قضیتھا ،، کوہ صفا پر آنحضرت کا یہ دعا پڑہنا بہی ثابت ہی اللھم انک قلت ادعونی استجب لکم وانک لاتخلف المیعاد وانا اسئالک کما ھدیتنی الاسلام ان لاتنزعہ منی حتی تتوفانی وانا مسلم اور صفا ومروہ کے درمیان حضور نے یہ دعا کی رب اغفر وارحم انک انت الاعز الاکرم ،، صفا سے نیچے اوترکے تیز چلے اور بطن وادی یعنی اوس نشیب سے جو اوسوقت مین تہا گذر گئے پہر آہستہ چلے - دیوار حرم مین اب نشانی بنادی گئی ہے وہان سے دوڑکے چلتے ہین اور اخیر پر جو ایک نشانی ہے وہان دوڑنا ختم کردیتے ہین - اور اوس سے آگے ہولے ہولے اپنی چال سے کوہ مروہ تک جاتے ہین - اور وہ نشانیان جنکا اوپر مذکور ہوا سبز منارے ہین دو ابتدا مین اور دو انتہا مین - اونکے بیچ مین ہوکر دوڑتے ہین اونمین سے دو منارے دیوار حرم سی ملصق ہین

اصل اس دوڑنے کی یہ ہے کہ جب حضرت اسمعیل علیہ السلام طفل شیر خوار تر تھے اونکی والدہ ماجدہ جناب ہاجرہ علیہا السلام اونکو دروازہ پر چھوڑ کے پانی کی تلاش مین گئی تھین ن - جب نشیب مین اوترجاتین تو حضرت اسمعیل اونکی نظر سے چھپ جاتے تھے اور آپ اونکے دیکھنے کے لیئے کوہ صفا پر چڑہ جاتین اور اونکو دیکھتین - پھر جب ہمارے حضرت صلعم نے اس فعل فعل کو اونکی تقلید سے کیا تو یہ فعل ہمارے لیئے بھی سنت ہوگیا -

محرم کو بیوی یا لونڈی سے صحبت کرنی اور سلے ہوے کپڑے پہننا اور خوشبو وغیرہ وغیرہ لگانی حرام ہے جب احرام سے باہر آجاتے ہین تو یہ سب چیزین حلال ہو جاتی ہین اور اسی کو پورا حلال ہونا کہتے ہین - اور کبھی بعض چیزین حلال ہو جاتی ہین اور بعض حرام رہتی ہین یہ پورا حلال ہول ہونا نہین ہے مثلاً روز نحر کہ قربانی کے بعد خوشبو لگانا اور سلے ہوے کپڑے وغیرہ پہننا مباح مباح ہو جاتا ہے مگر وطی کرنا حلال نہین ہوتا - اور طواف زیارت کے بعد وطی کرنا بھی حلال ہو جاتا جاتا ہے -

اور وجہ تسمیہ منیٰ کی یہ ہے کہ وہان قربانیون کا خون بہایا جاتا ہے اور منیٰ کے معنے کے معنی لغت مین بہانے کے ہین - اور ابن عباس سے اوسکی وجہ تسمیہ یون مروی ہے کہ وہان وہان پر حضرت جبریل جناب آدم علیہما السلام کے ساتھہ تھے جب جدا ہونے لگے تو حضرت آدم سے پوچھا کہ اگر آپ کی کوئی تمنا ہو تو مجھہ سے بیان فرمائیے - حضرت آدم نے فرمایا کہ بہشت کی تمنا کی تمنا رکھتا ہون اس لیئے اوسکو منیٰ کہتے ہین کیونکہ وہ تمنا سے مشتق ہے -

آنحضرت اور ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور علی مرتضیٰ اور طلحہ و زبیر وغیرہم ہدی اہی اپنے ساتھہ لاے تھے - اور سب امہات مومنین اور جناب فاطمہ کے ساتھہ قربانی کے نی کے جانور نہ تھے اس لیئے جناب بتول حلال ہوگئی تھین - جناب شیر خدا نے یمن سے آکر جو اونکو اونکو رنگین کپڑے پہنے اور آنکھون مین سرمہ لگاے دیکھا تو بہت خفا ہوے - فاطمہ رضی اللہ عنہ اللہ عنہا بولین

کہ میرے باپ نے مجھے یہی حکم دیا ہے۔ حضرت علی نے آنحضرت سے آکر دریافت کیا۔ آپنے فرمایا "صدقت صدقت" یعنی فاطمہ سچ کہتی ہین۔

جمعرات کو سب صحابہ نے جو احرام سے حلال ہوے تھے اپنے اپنے منزل و مقام سے حج کا احرام باندہا اور منیٰ مین پہونچکے نماز ظہر و عصر پڑہی اور اوس شب کو کہ شب جمعہ تھی وہین رہے اگلے روز سورج نکلتے ہی آنحضرت منا سے عرفات کو روانہ ہوے۔ اور بائین طرف یعنی ضب کی راہ اختیار کی۔ واضح ہو کہ عرفہ مین مکان اور زمان دونون کے معنی شامل ہین۔ اور عرفات صیغہ جمع ہے مگر وہ مکان کے لئے خاص ہوگیا ہے۔ جنت سے اوترنے کے بعد حضرت آدم نے جناب حوا کو یہین پہچانا اس لئے یہ مقام عرفات کہلایا۔ یا یون کہو کہ حضرت جبریل نے حضرت ابراہیم کو یہان مناسک حج کی تعلیم دیکے پوچھا "عرفت" کیا تم جان گئے۔ حضرت ابراہیم نے جواب دیا۔ "عرفت" مین مناسک حج جان گیا۔ یا عرفات کو معرفت سے مشتق سمجھو تو اوسکے معنی یہ ہونگے کہ یہ مقام بزرگی و عظمت مین مشہور و معروف ہے بیان کی حاجت نہین۔ اور اکثر لوگون کی یہ راے ہے کہ عرفات مشتق ہے عرف سے۔ اور عرف بروزن ظرف ہے بمعنی خوشبو کے۔ چونکہ منیٰ مین بہ سبب خون قربانی کے بدبو آنے لگتی ہے اس لئے منی کے مقابلہ مین اسکا نام عرفات ہوا۔

وہان سے آنحضرت نمرہ مین تشریف فرما ہوے۔ یہ مقام عرفات کے متصل زمین حرم کا انجام گویا حل و حرم کا برزخ ہے۔ وہان پہلے سے آنحضرت کے لئے خیمہ برپا کر دیا گیا تھا حضور اوسمین اوترے۔ اور بعد دوپہر ناقہ قصوی کو کسواکے اوسپر سوار ہوے اور بطن وادی مین آکے خطبہ پڑہا خطبہ مین بیان فرمایا کہ مین نے خون ابن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کا معاف کیا۔ ابن ربیعہ بنی سعد مین کسی دائی کا دودہ پیتے تھے قبیلہ ہذیل والون نے اونہین مار ڈالا۔ اور

ربیعہ صحابی آنحضرت کے چچا حارث ابن عبد المطلب کے بیٹے حضور صلعم سے عمر مین بڑے تھے - حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے زمانۂ خلافت فاروقی مین وفات پائی - اور وہ طفل شیرخوار جو حضرت ربیعہ کا بیٹا تھا اوسکا نام ایاس تھا - اتفاقاً بنی ہذیل اور قبیلہ بنی سعد مین لڑائی ہو پڑی اوسمین ایک پتھر ایاس کے بھی آلگا اور اونھون نے انتقال فرمایا - آپ اونٹنی پر سوار خطبہ پڑہ رہے تھے اوسی حالت مین ام الفضل بنت حارث نے جو عبد اللہ بن عباس کی مان ہین ایک پیالہ دودہ کا آنحضرت کے لئے بھیجا آپنے وہ سب دودہ پی لیا اور سبکو معلوم ہو گیا کہ آپ روزہ سے نہین ہین - جہان آنحضرت نے یہ خطبہ پڑہا تھا اب وہان ایک مسجد بنا دی گئی ہے اور اوسی مسجد مین اب خطبہ ہوتا ہے اور خطبہ کے بعد لوگ نماز پڑہتے ہین -

جب حضرت صلعم نماز سے فارغ ہوے تو سوار ہوکے دامن کوہ عرفات مین آئے جسکو جبل الرحمۃ کہتے ہین اور اوسکے نزدیک بڑے بڑے سیاہ پتھر پڑے ہین اور اوسی کے پاس ایک عمارت قدیم ریتی مین دبی پڑی ہے اوسے مطبخ آدم کہتے ہین وہان قبلہ رو کھڑے ہوکر آپنے دعا اور الحاح وزاری کی یہان تک کہ آفتاب غروب ہو گیا مگر افسوس ہے کہ اس دامن کوہ مین آپکے کھڑے ہونے کا خاص مقام معلوم نہین - مگر اونہین پتھرون کے قریب کہین آپ کھڑے ہوے تھے - حضور نے فرمایا ہے کہ بڑا کمبخت ہے وہ شخص جو یہان کھڑا ہو اور گمان کرے کہ مین نہین بخشا گیا - اور ارشاد کیا - جس نے محفوظ رکھا اپنی زبان کو اور کانون کو اور آنکھون کو عرفہ کے دن اوسکے ایک عرفہ سے دوسرے عرفہ تک کے گناہ بخشے جاتے ہین اور جو کوئی ایک ساعت بھی عرفات مین کھڑا رہے تو حج فرض اوسکا ادا ہو گیا - حضرت غروب آفتاب تک وہان کھڑے رہے تھے پس چراغ جلنے تک وہان کھڑا رہنا سنت ہے - روز عرفہ مین دعا کرنے کو حضور نے سب دعاؤن سے بہتر بتایا ہے -

عرفات مین سائل مسکین کی طرح سینہ تک ہاتھہ اوٹھاے ہوے آنحضرت صلعم دعا کرتے تھے - اور منجملہ اون دعاؤن کے جو حضور نے عرفات مین اوسدن کین ایک یہ بہی ہے -

اللھم لك الحمد کالذی تقول وخیرا مما نقول اللھم لك صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی والیك مآبی ولك رب تراثی اللھم انی اعوذبك من عذاب القبر ووسوسة الصدر وشتات الامر اللھم انی اعوذبك من شر ما تجیٔ به الریح اللھم انك تسمع کلامی وتری مکانی وتعلم سری وعلانیتی ولا یخفی علیك شئ من امری انا البائس الفقیر المستغیث المستجیر الوجل المشفق المقر المعترف بذنوبه اسألك مسئلة المساکین وابتھل الیك ابتھال المذنب الذلیل وادعوك دعاء الخائف الضریر من خضعت لك رقبته وفاضت لك عیناه وذل لك جسده ورغم لك انفه اللھم لا تجعلنی بدعائك شقیا وکن بی رؤفا رحیما یا خیر المسئولین ویا خیر المعطین

ترجمہ یا الہ العالمین جیسی تعریف کیلئے تو حکم کرے ویسی ہی تعریف کا تو سزاوار ہے تو اوس سے برتر واعلی ہے جیساکہ ہم تجھے کہین یا الہی میری نماز میری عبادت میری زندگی میری موت تیری ہی لئے ہے مین تیری ہی طرف رجوع ہون اے میرے پروردگار میری میراث تیرے ہی واسطے ہے یا اللہ مین عذاب قبر سے دل کے وسواس سے اور کام کے پراگندہ ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہون یا اللہ مین اوس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہون جسے ہوا اپنے ساتھہ لاے یا الہ العالمین تو میری بات سنتا ہے اور میری جگہہ دیکھتا ہے اور تو میرا باطن وظاہر جانتا ہے اور میرا کوئی حال تجھہ سے پوشیدہ نہین ہے مین نہایت حاجتمند فقیر ہون - فریاد چاہنے والا ہون پناہ مانگنے والا ہون خوفناک ڈرنے والا ہون اور اپنے گناہون کا مقر اور معترف ہون مین مسکینون کی طرح تجھہ سے مانگتا ہون اور ذلیل گنہگارون کی طرح تیرے آگے

گڑگڑاتا ہون اور زاری کرتا ہون یا اللہ مین تجھے اوس طرح پکارتا ہون جیسے کوئی آفت رسیدہ ڈرنے والا پکارتا ہو جسکی گردن تیرے آگے جھکی ہو اور جسکے آنسو تیرے لئے بہتے ہون اور اوسکا بدن تیری ہی واسطے ذلیل ہوا اور اوسکی ناک تیرے لئے مٹی مین ملی ہو یا الٰہی مجھکو اپنے پکارنے سے محروم اور بدبخت نرکیو اور اے بہترین اون شخصون کے جن سے سوال کرتے ہین اور اے بہترین دینے والے تو میرے واسطے بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہوجا۔

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اکثر مین نے اور بہت سے پیغمبرون نے عرفات مین یہ دعا مانگی ہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علی کل شیء قدیر اللهم اجعل فی قلبی نوراً وفی سمعی نوراً وفی بصری نوراً اللهم اشرح لی صدری ویسر لی امری واعوذبك من وساوس الصدر وشتات الامر وفتنة القبر اللهم انی اعوذبك من شر ما یلج فی اللیل وشر ما یلج فی النهار وشر ما تهب به الریاح ومن شر بوائق الدهر ۵

ترجمہ ـ سوائے اللہ یگانہ کے کوئی معبود نہین اوسکا کوئی ساجھی نہین اوسی کا ملک ہے اور وہی تعریف کے لائق ہے اور وہ سب چیزون پر قدرت رکھتا ہے یا اللہ میرے دل اور میری شنوائی اور میری بینائی کو منور کردے یا اللہ میرا سینہ کھولدے اور میرا کام آسان کردے مین دل کے وسوسون سے اور حال کی پریشانی سے اور قبر کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہون یا اللہ مین پناہ مانگتا ہون اوس چیز کے شر سے جو داخل ہو رات مین اور اوس چیز کے شر سے جو داخل ہو دن مین اور اوس چیز کے شر سے جو ہواؤن مین اوڑ کے آوے اور زمانہ کی سختیون کے شر سے ـ عرفہ کے دن اس دعا کا پڑھنا بھی فضیلت رکھتا ہے ـ

سبحان الذی فی السماء عرشه سبحان الذی فی الارض موطئه سبحان الذی فی البحر سبیله

سبحان الذی فی القبور قضاؤہ سبحان الذی فی الجنۃ رضوانہ سبحان الذی فی النار سلطانہ سبحان الذی فی الھوی روحہ سبحان الذی رفع السماء سبحان الذی وضع الارض سبحان الذی لا منجاء منہ الا الیہ٭،، ترجمہ۔ پاک ہے وہ جسکی حکومت گاہ آسمان ہے پاک ہے وہ جسکے فرشتون کے روندنے کی جگہہ زمین ہے جو احکام جاری کرتے پہرتے ہین پاک ہے وہ جسکا رستہ سمندر ہے پاکذات ہے وہ جسکا حکم قبرون مین بہی ہے پاکذات ہے وہ جسکی خوشنودی جنت مین ہے پاک ہے وہ جسکا قہر دوزخ مین ہے پاک ہے وہ جسکی روح ہوا مین ہے پاکذات ہے وہ جس نے آسمان کو بلند کیا پاکذات ہے وہ جس نے زمین کو نیچے بچہا دیا پاکذات ہے وہ جس سے چہٹکارا نہین مگر اوسی کی طرف۔ بیہقی اور طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ذی حجہ کی نوین رات کو منا مین جو کوئی اس دعا کو ہزار بار پڑہے جو مانگے اللہ تعالے اوسے دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی عرفہ کے دن بعد زوال کے موقف مین رو بقبلہ کہڑا ہو کے سو بار لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر وھو علی کل شئ قدیر پڑہے۔ اوسکے بعد سورہ فاتحہ سو بار پڑہے۔ پہر اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ٭،، سو دفعہ پڑہے پہر سو دفعہ سبحان اللہ کہے۔ بعد ازان سو بار والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑہے۔ پہر سو بار سورہ اخلاص پڑہے۔ اوسکے بعد سو دفعہ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید وعلینا معھم تو اللہ تعالے فرشتون سے فرماتا ہے کہ تم گواہ رہنا مین نے اس بندہ کو بخشدیا اور اوسکی شفاعت اوسکے نفس کی بابت قبول کی اگر وہ اپنے سب جان پہچان والونکی شفاعت کریگا تو مین

اوسکی شفاعت قبول فرماؤنگا۔

جب عرفات مین یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوئی۔ یعنی آج کے دن مین نے تمہارے لئے تمہارا دین تمام کردیا اور اپنی نعمت تمپر ختم کردی اور دین کے لحاظ سے مین نے تمہارے۔ لئے اسلام پسند فرمایا۔ تو مسلمانون کو بہت خوشی ہوئی۔ مگر دوراندیش اور رمز شناس صحابہ سمجھہ گئے کہ جناب خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت اور فرقت کا زمانہ قریب ہے۔ آنحضرت کا قیام اور زندہ رہنا اس دار ناپائدار مین امت کی تعلیم وتکمیل اور احکام دین اسلام کے بیان کیواسطے تہا۔ جب یہ ہوچکا تو اب کونسا کام اور ضرورت ہے جسکے لئے یہ سایہ ہمایایہ ہمارے سر پر رہیگا اور پہر سورۂ فتح بہی اسی خبر کی دینے والی تہی۔ افسوس صد افسوس اس دنیاے دنی نے کسی کیساتہہ وفا نہ کی اور ہمارے سر پر خاک اوڑانے کا زمانہ آہی گیا۔

دنیا خوابیست کش عدم تعبیر است	صید اجلست گر جوان ور پیر است
ہم زیر زمین پُر است وہم روے زمین	این صفحۂ خاک ہر دور تصویر است

عرفہ ہی کے دن اون پتہرون کے پاس جہان ہمارے سرتاج کہڑے تہے ایک آدمی اونٹ سے گر کر مرگیا۔ ارشاد ہوا کہ پانی مین بیر کے پتے جوش دیکے اسے غسل دو۔ اور احرام ہی کے کپڑون مین اسے دفن کردو اور خوشبو کا استعمال اس پر ہرگز نہ کرنا کہلے سر اور کہلے منہ محرمون کی طرح قبر مین رکہدینا روز محشر کو یہ شخص لبیک کہتا ہوا اوٹہیگا۔ غرضکہ کیا خوش قسمت لوگ تہے کہ باعث تخلیق زمین وآسمان دم نکلتے وقت آنکہون کے سامنے اور بعد مرگ سرہانے کہڑے فرمارہے ہین کہ لبیک کہتے ہوے سیدہے ہمارے پاس چلے آنا۔ بمزار گر نیائی بجنازہ خواہی آمد۔ کا معاملہ ہوگیا۔

روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے لوٹے تو مارے اژدحام اور کثرت کے آدمی ایک دوسرے پر گرنے لگے لوگ اپنے اپنے اونٹون کو مار مار کے تیز کرتے تھے - آنحضرت نے تازیانہ سے اشارہ کیا کہ آہستہ آہستہ وقار کے ساتھہ چلو کیونکہ آپکو صفت سکون ووقار کی بہت پسند تہی اور مازمین کی راہ سے واپس ہوے - مازمین بروزن جانبین تثنیہ کا صیغہ دو تنگ راہونکا نام ہے - ایک درمیان عرفات اور مزدلفہ کے - اور دوسری درمیان مکہ اور منا کے - اور عیدگاہ آنے جانے مین بھی آپکی یہی عادت تھی یعنی ایک راہ سے جاتے اور دوسری سے واپس آتے تہے - چنانچہ ضب کی راہ سے گئے اور مازمین کیطرف سے آئے - اور سارے راستہ آپنے تلبیہ کہا - اب حضور مزدلفہ مین رونق افروز ہوے یہ ایک مشہور مقام منا و عرفات کے بیچ مین ہے مزدلفہ مشتق ہے زلف سے جسکے معنی ہین جمع و قرب کے - یہان آدم علیہ السلام اور حوا علیہا الرحمۃ جمع ہوے تہے - یا دو نمازین مغرب وعشا کی ملا کے یہان پڑہی گئین اس لئے نام اس مقام کا مزدلفہ ہوا آنحضرت نے یہان آکر وضو کامل کیا اور اذان واقامت کے بعد نماز پڑہی اور نماز مغرب کے بعد اونٹونکو کہولنے لگے اور اسباب اون کے اوپر سے اوترا کے نماز عشا پڑہی مگر اذان نہین دی گئی اور رات کو آنحضرت وہین رہے مگر شب بیداری نہین کی - پہر صبح ہونے سے پہلے آپنے اپنے ساتھہ کے ضعیف لوگون کو پہلے سے منا روانہ کر دیا - ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین بہی اونہین لوگون مین تہا آنحضرت نے مجھہ سے فرما دیا تہا کہ آفتاب نکلنے سے قبل رمی جمار نہ کرنا - آنحضرت نماز فجر اول وقت پڑہکے روانہ ہوے اور مشعر الحرام مین تشریف لائے - یہ ایک ٹیلہ مزدلفہ مین ہے اوسپر اب عمارت بنا دی گئی ہے اور چونکہ وہ علامات وشعائر حج سے ہے اس لئے اوسکو مشعر الحرام کہتے ہین - وہان پہونچکے آنحضرت کہڑے ہوے - قبلہ رو ہوکر بتضرع والحاح دعا کی - اور تکبیر وتہلیل مین مشغول رہے یہان تک کہ سورج نکلنے

کے قریب ہوا۔ پھر منا کو روانہ ہوے اور فضل بن عباس کو اپنے پیچھے سوار کرلیا۔ اسامہ بن زید پا پیادہ قریش مین چلے جاتے تھے۔ حضور نے فضل بن عباس سے کہا کہ رمی جمار کے لیئے کنکریان چنون سے بڑی اور بیر سے چھوٹی چن لو۔ دونون انگشت شہادت سے وہ کنکریان پھینکی جاتی ہین جیسی کہ لڑکے گولیان کھیلتے ہین۔ پھینکنے مین داہنی اونگلی کھڑی کیجاتی ہے اور بائین اونگلی سمیٹ لیتے ہین۔ اثناے راہ مین ایک بہت حسینہ عورت قبیلہ خثعم کی حضور کے پاس آئی اور اوس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ میرا باپ بہت بڈہا ہے اونٹ پر اچھی طرح بیٹھہ نہین سکتا اگر حکم ہو تو اوسکی طرف سے مین حج کرون ارشاد ہوا کہ اچھا کرلو۔ فضل بن عباس جو آنحضرت کے پیچھے سوار تھے اوس عورت کی طرف بار بار دیکھتے تھے اور وہ عورت بھی اونکو دیکھتی تھی۔ آنحضرت اپنا دست مبارک فضل کی آنکھون کے آگے آڑ کرلیتے تھے تاکہ اون دونونکا آپس مین دیکھنا موقوف ہو جاے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ آپ نے فضل کی گردن کو اوس طرف سے پھیر دیا۔ حضرت عباس نے عرض کی یا رسول اللہ آپنے اپنے چچا زادے کی گردن کیون پھیر دی۔ ارشاد ہوا کہ مین مرد جوان اور عورت جوان کو اپنے آگے دیکھتا ہون اور وساوس شیطانی سے خوف کرتا ہون۔ روایت ہے کہ فضل بن عباس گورے چٹے حسین اور خوبصورت بالون کے تھے۔ جب آنحضرت صلعم مزدلفہ سے روانہ ہوے تو راہ مین بحرین کی عورتون کی ایک جماعت ملی جو ہودون مین سوار تھی۔ فضل نے اونکی طرف دیکھنا شروع کیا۔ آنحضرت نے اونکا منہ پھیر دیا۔ مگر یہ روایت مخالف ہے اوس روایت کی جسمین ابن عباس نے کہا ہے کہ مجھے آنحضرت نے ضعفاے اہل بیت کے ساتھہ منا بھیجدیا تھا اور اس روایت مین یہ کہا گیا کہ فضل آنحضرت کے پیچھے سوار تھے۔

پھر ایک اور بڈہی عورت حضور مین حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یا رسول خدا میری مان بڑہاپے سے

نہایت عاجز و ناتوان ہوگئی ہے اگر مین اونٹ پر اوسے سوار کرکے باندہدون تو خوف ہلاکت ہے
حکم ہو تو مین اوسکی طرف سے حج کرون - ارشاد ہوا کہ اگر تمہاری مان قرضدار ہوتی تو تم اوسکی طرف سے
قرض ادا کرتین یا نہین - اوس نے عرض کی کہ ہان کرتی - ارشاد ہوا کہ حج بہی اللہ تعالے کا قرض
ہے اسے بہی اپنی مان کی طرف سے ادا کرسکتی ہو -

جب آنحضرت وادی محسر مین پہونچے تو آپنے اونٹنی کو جلدی ہانکا اور شتابی سے نکل
گئے - باعث اس فعل کا یہ تہا کہ اس وادی مین اصحاب فیل پر جو کعبہ ڈہانے آئے تہے عذاب الٰہی
نازل ہوا تہا - محسر کے معنی لغت مین عاجز اور درماندہ ہوجانے کے ہین - یہان اصحاب فیل
کے ہاتہی آگے بڑہنے سے عاجز و درماندہ ہوگئے تہے یا یون کہو کہ اصحاب فیل کعبہ مین داخل
نہوسکے اس لئے اوسکو وادی محسر کہتے ہین - یہ ایک نالہ منا کی ابتدا مین ہے - آنحضرت
کی عادت شریف یہ تہی کہ جس جگہہ دشمنان خدا پر عذاب نازل ہوا تہا وہان سے جلد گذرجاتے
تہے - مثلاً غزوۂ تبوک مین جب قوم لوط کے شہر پر پہونچے تو وہان سے جلدی گذر گئے - یہ
وادی محسر برزخ ہے درمیان مزدلفہ اور منا کے ایک سرا اوسکا مزدلفہ ہے اور دوسرا منا ہے
جیسے عرنہ اور نمرہ برزخ ہین عرفات اور مشعر الحرام کے - پس آنحضرت اوس وادی مین بیچ کی
راہ سے نیچے کی جانب تک تیز چلے گئے اور چاشت کے وقت جمرۃ العقبہ کے برابر جا کہڑے
ہوے - یہ منارے تین جگہہ ہین - جمرۂ اولی مسجد خیف کی طرف ہے - مزدلفہ سے جب بیچ
کی راہ سے آتے ہین تو پہلے وہی جمرہ ملتا ہے - پہر جمرۂ وسطی پہر جمرہ عقبہ ملتا ہے - عقبہ مین
ع ق ب تینون پر زبر ہے - پہاڑ کی گہاٹی کو کہتے ہین اور یہ جمرہ دامن کوہ مین مکہ کی طرف واقع
ہے - اصل مین جمرہ کنکری کو کہتے ہین مگر تغلیباً اون منارون کا نام جمرہ رکہہ لیا گیا ہے - پس
آنحضرت نے نحر کے پہلے روز جمرۂ اولی اور وسطی سے گذر کے بیت اللہ کو بائین طرف اور منا کو

دائین طرف رکہکے اور جمرۂ عقبہ کے برابر کہڑے ہوکے جمرۂ عقبہ پر حالت سواری مین ساتون کنکریان مارین اور ہر کنکری کیساتہہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کہا۔ واضح ہو کہ اس بار آنحضرت نے سواری پر سے کنکریان مارین اور ایام تشریق مین تینون جمرون پر پا پیادہ ہو کر ماری تہین۔

بعد رمی جمرۃ العقبہ کے آنحضرت اپنی خیمہ گاہ مین تشریف لائے جو مسجد خیف کے پاس تہی منا مین یہ ایک بہت بڑی مسجد ہے جو قبہ اوسکے صحن مین بنا ہے وہین آپکا خیمہ استادہ کیا گیا تہا۔ وہین آپنے خطبہ فصیحہ و بلیغہ پڑہا جسکو ہر شخص نے اپنے اپنے خیمہ مین بیٹہے بیٹہے سنا یہ بہی آپکا ایک معجزہ تہا۔ آنحضرت کے حکم سے یہان مہاجرین مسجد کے آگے اوترے تہے اور انصار مسجد کے پیچہے۔ ایک روایت سے مہاجرین کو دائین طرف قبلہ کے اور انصار کو بائین طرف اوتارا تہا۔

پہر وہان سے منحر مین آئے۔ منحر النبی ایک مشہور جگہہ بازار منا مین ہے۔ وہان پر آپنے ۶۳ اونٹ کہڑے کرکے اپنے ہاتہہ سے نحر کئے۔ روایت ہے کہ پانچ پانچ چہہ چہہ اونٹ ایک ساتہہ حضور کے پاس لائے جاتے تہے۔ جب اونکو آپکے پاس لانے کا ارادہ کرتے تو وہ آپ سے آپ رسول اللہ کے پاس آجاتے تہے اور دوڑ کے ایک دوسرے پر گرتا تہا جیسے کوئی کمال اشتیاق سے اورون پر سبقت کرکے خود بخود آتا ہو اوسی طرح وہ اونٹ آکے حضور کے سامنے کہڑے ہوجاتے تہے کہ پہلے آپ مجہی کو نحر کرین باقی ۳۷۔ اونٹ کے لئے جناب علی مرتضی کو حکم ملا کہ تم نحر کرو۔ علاوہ اونکی ۳۷ ہی اونٹ حضرت شیر خدا نے اپنی طرف سے اور بہی قربان کئے۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نحر کے دن آنحضرت نے ایک گائے جناب عائشہ صدیقہ کی طرف سے ذبح کی۔ پہر نائی کو بلا کر سر منڈایا۔ نام مبارک ان حجام صاحب کا

حضرت معمر بن عبداللہ بن نضلہ رضی اللہ عنہ سے - وہ قرشی عدوی قدیم الاسلام مہاجرین حبشہ مین سے ہین اور مدینہ مین بہت مدت کے بعد ہجرت کر کے آئے تہے مگر اہل مدینہ مین گنے جاتے ہین اور اونکی حدیثین بہی اونہین مین مذکور ہوتی ہین - جب حضرت معمر حضور کے بال مونڈنے کو کہڑے ہوئے تو آپنے مزاحاً فرمایا یا معمر امکنک رسول اللہ من شحمۃ اذنیہ فی یدک الموسے اے معمر تمہارے ہاتہ مین استرہ ہے تمہین اللہ کے رسول نے اپنی کانون کی لو پر اختیار دیا ہے - حضرت معمر بولے ان ذلک لمن نعمت اللہ علی و منّۃ یہ مجہپر اللہ کا فضل اور احسان ہے - آپنے ارشاد فرمایا "اجل" ہان - پہر حکم ہوا کہ دائین طرف سے بال مونڈنا شروع کرو جب اوسطرف کے بال الگ ہوگئے تو اونکو اوسی طرف کے حاضرین پر تقسیم کردیا اور بائین طرف کے بال جناب ابوطلحہ انصاری کو مرحمت ہوئے جو ام سلیم حضرت انس کی مان کے شوہر تہے - اور ابوطلحہ نے دائین طرف کے بالون مین سے بہی سب کے پہلے حصہ لیا تہا مشکوۃ مین ہے کہ دائین طرف کے بال آنحضرت نے سب کے سب ابوطلحہ کو مرحمت فرمائے اور بائین طرف کے بالون کے لئے ارشاد ہوا کہ لوگون کو تقسیم کردینا - تورپشتی نے لکہا ہے کہ صحابہ مین موے مبارک اس لئے تقسیم کرادئے گئے تہے کہ اونمین برکت باقی رہے اور آنحضرت کی یادگار اونکے پاس رہے گویا اسمین بھی اوسی اندوہناک واقعہ کا اشارہ تہا کہ اب زمانہ ہماری فیضرسان صحبت کا منقضی ہونے کو ہے اور ایام مفارقت کالی بلا کی طرح تمہارے سرون پر چلے آتے ہین

کہلجائیگی پہر ٹہوکرین کہا نیکی حقیقت
جب سر پہ کوئی چاہنے والا نہ رہیگا

کہان سے فولاد کا جگر لائین جو یہ کہین کہ جب حلق سر مبارک سے فرصت پائی اور ایک ایک دو دو بال سب دلدادون کے حصہ مین آچکے تو ناخن بھی ترشوا کے اوسی طرح بانٹے گئے جسکے یہ معنی تہے کہ آفتاب رسالت کے غروب ہونے کے بعد زخم جگر ناخنون سے

کرید اکرنا تاکہ ہر وقت تازہ رہین - اس کام کے لئے ابوطلحہ انصاری اسواسطے مخصوص کئے گئے
تہے کہ وہان پہلے سے خبر تہی کہ ہماری قبر اور لحد ابوطلحہ ہی کہود دینگے اور کچی اینٹون سے قبر کو
درست کر دینگے پس سب سے زیادہ احسان انہین کے سر رہے -

صحاح مین عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت جس وقت منا مین کہڑے
تہے تو لوگ آآکے مناسک حج آپ سے دریافت کرتے تہے اور آپ بکشادہ پیشانی اونکے
سوالون کا جواب دیتے تہے - ایک نے عرض کی کہ حضور مین نے بہولے سے قربانی کرنے
سے پہلے سر منڈا لیا - ارشاد ہوا کچہہ مضایقہ نہین اب قربانی کر لو - دوسرا پوچہنے لگا جناب مین نے
رمی سے پہلے قربانی کر لی ہے کسی نے التماس کی کہ یا رسول اللہ مین نے رمی سے قبل سر منڈا
لیا ہے - کوئی بولا کہ حضرت مین نے رمی سے پہلے طواف کر لیا ہے حکم ہوا کہ اچہا اب جاکی
رمی کر لو اسمین کوئی ہرج کی بات نہین - کسی شخص نے پوچہا کہ حضور مین نے رمی رات کے
وقت کی ہے - جواب ملا کہ اچہا کیا - غرضکہ جس کسی نے مناسک حج کی تقدیم و تاخیر کی بابت
سوال کیا اوسکا جواب یہی پایا کہ کچہہ ڈر نہین -

جب آنحضرت طواف اور اوسکی دو رکعت نفل سے فارغ ہوے تو چاہ زمزم پر آے
زمزم او زمزموم او زمازم لغت مین بہت سے پانی کو کہتے ہین چونکہ اوس کنوئین مین پانی بہت
سے اس لئے وہ زمزم کے نام سے موسوم ہوا - جبرئیل علیہ السلام نے پہلے پہل زمزم
کو ظاہر کیا تہا - حضرت اسمعیل علیہ السلام پیاسے تہے - جناب روح الامین نے اپنا پانون
زمین پر مارا تو یہ چشمہ نکلا حضرت ہاجرہ نے اس خوف سے کہ یہ پانی ضایع نہو جاے اوسکے
گرد مٹی کی ایک مینڈ باندہی اگر وہ مینڈ نہ بندہتی تو وہ ایک نہر جاری بنجاتا - پہر حضرت ابراہیم
خلیل اللہ علیہ السلام نے اوسے ایک کنوان قرار دے لیا - ایک مدت مدید کے بعد قوم جرہم نے

اوسے پاٹ کے نشان تک اوسکا ناپید کر دیا۔ اسکے بہت زمانہ کے بعد خواب مین آنحضرت کے داداصاحب عبد المطلب کو اوس سے آگاہی ہوئی اونہون نے سنہ عام الفیل مین یا اوس سے پہلے اوسکو کہود لیا اور جناب ابو طالب نے اوسے بنا لیا۔ آنحضرت نے اوسکی تعمیر کے لئے بنفس نفیس پتھر ڈہوے ہین۔ اس کنوئین کی فضیلت مین بہت سی حدیثین ہین جنکا خلاصہ یہہ ہے کہ جس نیت سے اسکا پانی پیا جاتا ہے وہی پوری ہوتی ہے۔

طواف رکن مین کسی خاص باعث سے آنحضرت صلعم ناقہ پر سوار تھے۔ بعض اصحاب سیر کی تو یہ راے ہے کہ حضور اس لئے بلندی پر جا بیٹھے تھے تاکہ سب لوگ مجھے دیکھ سکین اور طواف اور اوسکے آداب کو مجھ سے سیکھ لین۔ بعض کہتے ہین کہ کثرت اژدحام نے سوار ہونے پر مجبور کیا تہا۔ اور اکثر نے لکھا ہے کہ پاے مبارک مین کوئی زحمت پہونچی تھی۔ غرضکہ نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ کسی ضرورت سے آپ سوار ہوے تھے خدانخواستہ مشیخت نے ہرگز نہین گہیرا۔ اور اوسی طرح سوار آپ منا مین لوٹ آے اور نماز ظہر وہین پڑہی۔

روز نحر کے دوسرے دن بعد زوال مگر نماز ظہر سے قبل پیدل جمرۂ اولیٰ کی طرف تشریف لیگئے سات کنکریان اوسپر مارین اور ہر کنکری پر تکبیر کہی۔ یہ وہی جگہہ ہے جہان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو شیطان نے بہکایا تہا اور حضرت اسمعیل نے اوسے کنکریان ماری تہین۔ اوسکے بعد سے یہ امر مسنون ہوگیا اور منا سے اوپر حضرت اسمعیل کا مذبح ہے۔ جمرۂ اولی کی رمی کے بعد چند قدم آگے بڑہکے آپ زمین سہل مین پہونچے۔ سہل بروزن جہل زمین نرم کو کہتے ہین۔ وہان قبلہ رو کہڑے ہوکر آپنے اتنی دیر تک دعا کی کہ جتنی دیر مین سورۂ البقر پڑہی جا سکتی ہے۔ بعد فراغ دعا کے جمرۂ وسطےٰ کی طرف گئے۔ یہ جمرہ پہلے جمرہ سے نیچے مکہ کی طرف ہے اوسپر بہی آپنے سات کنکریان مارین۔ پہر وہان سے بائین طرف چند قدم چلکے منا کے نالہ مین پہونچے اور بہت

دیر تک دعا کی - پھر جمرة العقبہ کے پاس گئے - کعبہ کو بائین اور منا کو داہین ہاتھہ کی طرف رکھکے
اوسکے مقابل کھڑے ہوے اور سات کنکریان اوسپر مارکے اوسی وقت لوٹ آے اور دعا نہ کی

آنحضرت نے وہان سے چلنے مین جلدی نہ فرمائی بلکہ دسوین گیارہوین اور بارہوین تاریخ
یعنی پورے تین روز تک وہین قیام کیا اور تیرہوین کو بھی دن چڑھے تک وہان ٹھیرے - چونکہ
اوس سال مین عرفہ جمعہ کو ہوا تھا اس لیئے آپنے سنیچر اتوار اور پیر کو منا مین اقامت کی - اور چوتھے
دن منگل کو بعد نماز ظہر رمی فرمائی بخلاف اور گذشتہ دنون کے جنمین قبل ظہر کیا کرتے تھے -

رمی کے بعد آنحضرت وہان سے روانہ ہوگئے اور محصب مین آکے اوترے - یہ مقام
مکہ سے باہر ہے - اوسکو ابطح بھی کہتے ہین اور خیف بنی کنانہ بھی اوسی کا نام ہے - ابو رافع
نے جو آنحضرت کے غلام اور داروغہ وگماشتہ اثاث البیت تھے خیمہ حضرت کا وہین
کھڑا کیا تھا - یہ بات اتفاقی تھی یعنی ابو رافع نے اپنی راے سے ایسا کیا تھا آنحضرت نے محصب
مین ٹھیرنے کا حکم نہین دیا تھا مگر خلفاے راشدین نے اس پر ضرور عمل کیا ہے - جناب
عمر فاروق تو ظہر - عصر - مغرب اور عشا کی نماز محصب مین پڑھکے اور رات کو وہان سے مکہ مین آکر
طواف کیا کرتے تھے - اور بعض علما کا یہ قول ہے کہ آنحضرت نے خود فرمایا تھا کہ کل انشاء اللہ
تعالے ہم خیف بنی کنانہ مین اوترینگے جہان کفار قریش اور بنی کنانہ نے عہد محکم کیا تھا کہ ہم
بنی عبد المطلب سے میل میلاپ نہ رکھینگے یہانتک کہ بنی عبد المطلب آنحضرت کو ہمارے
سپرد کردین - پس جس جگہہ کفار نے اظہار شعائر کفر کیا تھا وہین آپنے چاہا کہ شعائر اسلام ظاہر
کیے جائین - غرضکہ رسول اللہ صلعم محصب مین آکر ٹھیرے اور نماز ظہر - عصر - مغرب و عشا وہین
پڑھی پھر تھوڑی دیر سو رہنے کے بعد ازان سوار ہوکے مکہ تشریف لاے اور طواف وداع کیا - یہ
طواف اون لوگون کو واجب ہے جو مکہ مین نہین رہتے - اگرچہ حائضہ نے طواف زیارت کرلیا ہے

توطواف وداع اوسپر سے ساقط ہوجاتا ہے - چنانچہ جناب عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ طواف وداع ہی کے دن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض ہوا - جب آنحضرت کو اسکی خبر کی گئی تو فرمایا کہ اونکے پاک ہونے تک ہمین یہین ٹہیرنا پڑیگا تاکہ وہ بھی طواف وداع کرین - تہوڑی دیر کے بعد آپنے دریافت کیا کہ صفیہ نے طواف افاضہ یعنی زیارت بھی کرلیا ہے یا نہین - لوگون نے عرض کی - ہان کرلیا ہے - ارشاد ہوا تو طواف وداع کی کچہہ ضرورت نہین - کوچ کا حکم دیدو لہذا سب لوگون نے کوچ کردیا - آنحضرت خود طواف وداع کے لئے تشریف لے گئے - طواف کے بعد آپ جانب اسفل مکہ سے مدینہ روانہ ہوے - دروازۂ شبیکہ کے پاس سے جبل کدا کیطرف کی راہ حضور نے اختیار کی تہی - اور اعلی مکہ کیطرف سے داخل ہوے تہے کیونکہ جانب علو سے داخل ہونا مکان کی تعظیم اور رفعت شان کے باعث سے تہا اور جانب اسفل سے باہر جانا بیت اللہ کے فراق کے رنج مین تہا اور سنت ابراہیم علیہ السلام بھی یہی تھی -

احادیث اور آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ حجۃ الوداع مین آنحضرت خانہ کعبہ کے اندر داخل نہین ہوے - مگر ہان فتح مکہ کے زمانہ مین اندر گئے تہے - روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمر سے پوچہا کہ آنحضرت نے کعبہ کے اندر نماز کہان پڑہی تہی - ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جوابدیا کہ حضور صلعم نے اپنے اور دیوار کعبہ کے درمیان دو یا تین ہاتہہ کا فرق چہوڑا تہا - اگر کوئی کعبہ مین جاکر خاص اوسی جگہہ کہڑا ہوکے نماز پڑہنا چاہتا ہے تو اوسے دیوار سے تین ہاتہہ کے فاصلہ پر کہڑا ہونا چاہئے پس دروازہ کے اندر داخل ہوکے سیدہا دیوار کعبہ کی طرف چلا جاے اور جب دیوار تین ہاتہہ رہجاے تو کہڑا ہو رہے یہی وہ مقام مقدس ہے - حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ آنحضرت نے دونون اگلے

ستونون کے درمیان اس صورت سے نماز پڑہی تہی کہ ایک ستون آپکی بائین طرف تہا اور دو ستون داہنی طرف اور تین ستون آپکے پیچہے تہے۔ خانہ کعبہ اوس زمانہ مین چہہ ستونون پر تہا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کعبہ کے اندر جانا چاہا۔ حضرت نے فرمایا کہ حجر مین دو رکعتین پڑہلو یہ اوسی کے برابر ہوجایگا گویا کہ تم نے کعبہ کے اندر نماز پڑہی کیونکہ حجر اصل مین کعبہ کے اندر ہے تعمیر کے بعد باہر ہوگئی ہے۔

جناب صدیقہ فرماتی ہین کہ مین نے جدار یعنی حطیم کی نسبت آنحضرت سے پوچہا کہ وہ بیت اللہ مین شامل ہے یا اوس سے باہر۔ ارشاد ہوا کہ حطیم جزو کعبہ ہے۔ مین نے التماس کی کہ پہر قریش نے اوسے بیت اللہ مین کیون نہ داخل کرلیا۔ فرمانے لگے کہ عائشہ۔ تعمیر کعبہ کے زمانہ مین تمہاری قوم قریش کے پاس مال حلال کم تہا اس لئے یہ مقام اوس سے الگ رہگیا۔ پہر مین نے حضور سے کہا کہ دروازہ اسکا اتنا اونچا کیون بنایا ہے۔ فرمایا کہ یہ بہی تمہاری ہی قوم کا کام ہے۔ اونہون نے چاہا کہ جسکو چاہین اندر جانے دین اور جسکو چاہین نہ جانے دین اسوجہ سے دروازہ بلند بنالیا۔ اے عائشہ اگر زمانہ جاہلیت قریب نہوتا اور تمہاری قوم کو اوسکی یاد نہوتی تو مین کعبہ کے منہدم کرنے کا حکم اسی وقت دیدیتا اور جو قطعات اوس سے خارج کردئے گئے اونہین پہر اندر داخل کرلیتا اور اوسے زمین سے ملادیتا اور مغرب مشرق کی طرف دو دروازہ بنوا کے بنائے ابراہیم علیہ السلام کے موافق کردیتا۔ اسی لئے حضرت زبیر کے صاحبزادہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کعبہ کو منہدم کراکے حطیم کو اندر کرلیا۔

بخاری و مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ابن عباس نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ آنحضرت نے کعبہ مین داخل ہوکے سب طرف دعا کی مگر وہان نماز نہ پڑہی۔ البتہ باہر آکے دروازہ کے سامنے نماز پڑہی اور فرمایا ”ھذہ القبلۃ“

آنحضرت ملتزم مین کھڑے ہوے - عبداللہ بن عمر فرماتے ہین کہ مین نے حضور کو رکن اسود یعنی حجر اسود اور دروازہ کعبہ کے درمیان کھڑے ہوے دیکھا کہ منہ اور چہاتی دیوار کعبہ پر رکھی اور دونون ہاتھ اور دونون شانے بہی دیوار پر بچھائے تہے اور احتمال ہے کہ یہ امر فتح مکہ اور حجۃ الوداع دونون مین واقع ہوا - ایک جماعت علماے مستند کی اس بات پر متفق ہے کہ آج تک ملتزم مین کھڑے ہو کے جس نے دعا مانگی ہے وہ ضرور ہی مستجاب ہوئی ہے کبھی خالی ہی نہین گئی -

پہر آنحضرت نے صبح کی نماز حرم کعبہ کے پاس ادا کی اور اوسمین سورۂ والطور پڑہی - اور مدینہ کو روانہ ہوے - وداع کیوقت زمزم پر جا کے خوب پانی پی لینا چاہئے کیونکہ آنحضرت نے اپنے ہاتھ سے ڈول کہینچکے بہت سا پانی پیا تہا اور ڈول کے باقی پانی کو کنوئین مین پہر ڈالدیا - وقت وداع رنج کرتے ہوے اولٹے پانوں پہرنا چاہئے - واپسی مین رات بہر ہمارے حضور ذو الحلیفہ مین رہے تہے - جب مدینہ نظر آنے لگا تو آپنے تین بار تکبیر کہی اور فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شی قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ پہر مدینہ کے اندر داخل ہوے -

مراجعت کے وقت نواحی جحفہ سے خم غدیر مین جناب علی مرتضی کی نسبت یون فرمایا تہا - اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ وادار الحق معہ حیث دار" یعنی خداوندا جسکا مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے خداوندا دوست رکہہ تو اوسکو جو دوست رکہے علی کو اور دشمن رکہہ تو اوسکو جو دشمن رکہے علی کو اور مدد کر اوسکی جو مدد کرے علی کی اور نہ مدد کر اوسکی جو نہ مدد کرے

علی کی اور جس طرف علی پھرے اوسی طرف حق کو پھیر دے۔

چونکہ اوپر کی حدیث سے خلافت کے باب مین شبہ پیدا ہوتا تھا اس لیئے واقف اسرار نامتناہی اور محرم راز الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اس واقعہ خم غدیر کے ایک اور خطبہ مین خلافت کو آشکارا اور بین طور سے یون بیان کر دیا۔ انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر۔ یعنی تحقیق مین نہین جانتا کہ میری زندگانی اب کتنی باقی رہی ہے اور مین کتنے دن اور تم مین رہونگا اس لیئے وصیت کیئے جاتا ہون کہ میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتدا کرنا

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو ذوالکلاع کے پاس بھیجا

جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نے اسی سال دہم ہجری مین جریر بن عبد اللہ بجلی کو ذوالکلاع بن ناکور بن حبیب بن مالک بن حسان بن تبع کے پاس بھیجا۔ ذی الکلاع دلالت کا بادشاہ تھا اور دعویٰ خدائی کا کرتا تھا۔ بہت سے لوگ اوسپر ایمان لاکے اوسکے مطیع ہوگئے منقول ہے کہ جریر ابھی ذی الکلاع کے پاس سے واپس نہین ہوے تھے کہ آنحضرت نے وفات پائی۔ اور ذوالکلاع خلافت فاروقی تک اپنے کفر پر قایم رہا۔ حضرت فاروق اعظم کے دربا گہر بار مین اٹھارہ ہزار غلام ساتھ لیکر حاضر ہوا اور معہ سب غلامون کے مسلمان ہوگیا۔ اور چار ہزار غلام اونمین سے آزاد کر دیئے حضور فاروقی سے ارشاد ہوا کہ اے ذوالکلاع باقی چودہ ہزار غلام جو تم نے آزاد نہین کیئے ہین اونہین میرے ہاتھ فروخت کر ڈالو۔ تہائی قیمت ابھی ابھی ادا کر دونگا۔ اور تہائی کے لیئے یمن کو اور تہائی کیواسطے شام کو لکہدونگا دونون مقامون سے تمہارے پاس آجائیگی۔ ذوالکلاع نے التماس کی کہ امیر المومنین آج کی مجھے مہلت دین کل غور کرکے اسکا جواب دیدونگا۔ اوس نے اپنی فرودگاہ پر پہونچکے باقی چودہ ہزار غلام بھی آزاد کر دیئے اور دوسرے دن دربار خلیفہ رسول برحق مین آن موجود ہوا۔ جناب فاروق اعظم نے

دریافت فرمایا کہ کہو تمہاری راے اون غلامون کے بابت کیا ہوئی - ذوالکلاع نے باادب التماس کی کہ سرکار عالیجاہا جو بات میرے اور اونکے حق مین بہتر تہی اوسپر اللہ تعالے نے مجہے اختیار دیدیا - ارشاد ہوا کہ ہم سمجہے نہین اسنے وضاحت کے ساتہہ بیان کرو - ذوالکلاع بولا کہ حضور مین نے خوشنودی خدا حاصل کرنیکے لئے سبکو آزاد کردیا - جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اوسکی بہت تعریف کی اور شاباشی دی - پہر ذوالکلاع بولا کہ یا امیر المومنین ایک بہت بڑا گناہ مجہہ سے سرزد ہوا ہے جسکی معافی کی حق سبحانہ تعالے سے مجہے امید نہین ہے - ارشاد ہوا کہ بہلا بیان تو کرو وہ کون سا گناہ ہے ہم بہی ذرا سنلین - اوس نے عرض کی کہ حضور ایک دن مین اون لوگون سے پوشیدہ ہوگیا جو مجہے پوجتے تہے پہر ایک مکان بلند سے اپنے آپکو اون پر ظاہر کیا وہ تین لاکہہ آدمی کے قریب تہے سبہون نے مجہے دیکہتے ہی سجدہ کیا - جناب عمر رضی اللہ عنہ بولے اے ذوالکلاع سنو کہ خالص دل سے توبہ کرنا اور اپنے گناہ سے باز رہنا اور مصمم قصد کرلینا کہ اب اسکے پاس تک نہ پہٹکونگا اور اوس گناہ کی لذت کو اپنے دل سے اوکہاڑ پہینکنا خدا کی مغفرت سے امید رکہنے کا سبب ہے گو وہ کتنا ہی بڑا گناہ کیون نہو - علوان بن داؤد رضی اللہ عنہ اپنے ایک ہمقوم سے روایت کرتے ہین کہ زمانہ جاہلیت مین میری قوم نے مجہے ذوالکلاع کے پاس بہیجا اور اوسکے لئے بہت سے تحائف بہی میرے سپرد کئے - مین ایک سال کامل اوسکے محل کے نیچے پڑا رہا مگر ملاقات نصیب نہوئی - بعد ایک برس کے مین نے اوسے محل کے کوٹہے پر دیکہا سب اوسکی قوم کے آدمی اوسے دیکہتے ہی سجدہ مین گر پڑے - اسکے بعد مین نے اوسے دیکہا تو وہ مسلمان تہا - اور اپنی سلطنت کو چہوڑ بیٹہا تہا - اور ایک درم کا گوشت خرید کے اپنے گہوڑے سے باندہلیا تہا اور یہ اشعار پڑہتا تہا -

اف للدنیا اذا کانت کذا		انا منہا کل یوم فی اذی

ولقد كنت اذا قيل من	الغنى الناس ما شا قيل ذا +
ثم بدلت بعيشي شقوة +	حبذا هذا الشقاء حبذا +

یعنی اے دنیا جبکہ تو ایسی ہے تو تجھپر تف ہے مین تیرے طفیل سے ہر روز بد بینی مین ہون - اور بیشک ایک زمانہ وہ تہا کہ جب کوئی پوچہتا کہ لوگون مین سب سے بڑا مالدار کون ہے تو میری طرف اشارہ کیا جاتا تہا - پہر مین نے اپنے عیش کو خواری سے بدل ڈالا کیا خوب ہے یہ خواری کیا خوب ہے

صحاح جوہری مین ذوالکلاع کو ملوک یمن سے لکہا ہے - اور قاموس مین ہے کہ ذوالکلاع اکبر یزید بن نعمان ہے - اور ذوالکلاع اصغر سمیفع بن ناکور بن عمرو بن ذی الکلاع اکبر ہے - اور یہ دونون گوشون یمن مین رہتے تہے یعنی اقصاے ملک یمن مین سلطنت کرتے تہے - اور تکلع کے معنی تحالف اور جمع ہونے کے ہین - اور ذوالکلاع اصغر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ قبیلہ حمیر نے سواے دو قبیلون ہوازن اور حراز کے اوسکے ہاتہہ پر اجتماع کیا تہا - اور ہوازن و حراز نے ذوالکلاع اکبر پر اجتماع کیا - یہ یمن کا ساتوان بادشاہ ملوک تبع یمن سے ہے اور جسکے زیر فرمان حمیر اور حضرموت ہو اوسکا یہی لقب ہوا کرتا ہے - حمیر بروزن درہم ایک موضع ہے صنعاء یمن کے قریب - اور صنعاء یمن کی دارالسلطنت کا نام ہے - اور حضرموت ایک شہر کا نام ہے اور دو قبیلون کو بہی حمیر اور حضرموت کہتے ہین -

روایت ہے کہ تبع حمیری نے لشکر ساتہہ لیکر اپنی عملداری کا دورہ کیا اور شہر حیرہ و سمرقند کی بنیاد ڈالی - اور بعض مورخون کی راے ہے کہ اوس نے شہر سمرقند کو ویران کیا - اور یہ تبع مومن تہا اور قوم اوسکی کافر تہی - آنحضرت صلعم نے فرمایا - مجہے نہین معلوم کہ تبع پیغمبر تہا یا نہین اور ملوک یمن کو تبع و تبابعہ کہتے ہین - تفسیر مدارک مین ہے کہ تبع یمن کا بادشاہ خود مسلمان ہوا اور اپنی قوم کو دعوت اسلام کی مگر وہ لوگ ایمان نہ لائے - روایت ہے کہ جب تبع بلاد مشرقیہ کے فتح

کرنیکو نکلا تو اوسکا گذر مدینہ مین بھی ہوا - اپنے بیٹے کو مدینہ کا حاکم کرکے خود شام و عراق کی طرف متوجہ ہوا مدینہ والون نے کسی فریب سے اوسکے بیٹے کو مار ڈالا - جب تبع کو یہ خبر پہونچی تو فوج لیکر مدینہ پر چڑھ آیا - بڑی لڑائی ہوئی - گہوڑا تبع کا لڑائی مین مارا گیا - اوس نے قسم کہائی کہ جب تک مدینہ کی اینٹ سے اینٹ نہ بجالونگا یہان سے قدم آگے نہ بڑہاؤنگا - یہ سنکر چند علماے یہود اوسکے پاس آے اور کہا یہ شہر محفوظ ہے تم اسکو خراب نہ کرسکوگے خدا نے خود اسکو اپنے حفظ و امن مین لیا ہے - اس شہر کی تعریف ہمنے اپنی کتاب مین دیکھی ہے اسکا نام طیبہ ہے اور دار الہجرۃ ہے پیغمبر آخر الزمان کی جو اولاد اسمٰعیل علیہ السلام مین ہونگے - تم ہرگز اسکی خرابی کے درپے نہو اور اس خیال فاسد سے درگذرو - یہ سنکر تبع اپنے ارادہ سے باز رہا - اور علماے یہود کے ساتھ یمن چلا گیا اور آنحضرت کے اوصاف حمیدہ اور صفات پسندیدہ اون سے جو سنے تو آنحضرت سے اوسکو محبت ہوگئی - اور مدینہ مین ایک مکان اوس نے آپکے لئے بنوایا - چار سو علماے توریت اوسکے پاس تہے وہ سب اوسکی رفاقت چہوڑکر آرزوے حصول سعادت صحبت نبی آخر الزمان مین مدینہ آرہے - تبع نے اپنے خرچ سے ہر عالم کے لئے ایک ایک مکان رہنے کو مدینہ مین بنوادیا اور ایک ایک لونڈی خدمت کیواسطے اور بہت سا مال و اسباب ہر ایک کو دیا - اور ایک نامہ مین اپنے مسلمان ہونیکی کیفیت لکہدی - اوس نامہ کے دو شعر یہ ہین -

شهدت على احمد انه	رسول من الله بارئ النسم
فلو مد عمری الی عمرہ	لكنت وزيرا له وابن عم

یعنی مین گواہی دیتا ہون احمد پر بیشک وہ اللہ کا رسول ہے کیسا اللہ جو پیدا کرنیوالا ہے جانون کا - اور اگر مین اونکے زمانہ تک زندہ رہا تو البتہ مین اوسکا وزیر اور قوت بازو اور حامی و مددگار ہونگا -

اوس نامہ پر اپنی مہر کرکے اون علما کے سردار کے سپرد کردیا - اور کہدیا کہ اگر ظہور نبی آخر الزمان تمہارے زمانہ مین ہو تو یہ نامہ اونکی خدمت اقدس مین پیش کردینا - نہین تو اپنی اولاد کو دیکر وصیت کرجانا کہ جسکے زمانہ مین وہ ظاہر ہون وہ اونکے حضور مین پہونچا دے - ایک مکان آنحضرت کے لئے تعمیر کرادیا کہ تشریف لاکے اوسمین فروکش ہون - اور ایک عالم کو اوسکا متولی کردیا - حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اوسی عالم کی اولاد مین تھے اونہین کے مکان مین آکر آنحضرت نے نزول فرمایا اور تبع کا نامہ حضرت ابو ایوب نے آنحضرت صلعم کو دیا - اہل مدینہ مین سے جن لوگون نے حضور کی اعانت و خیر خواہی کی تہی وہ اونہین چار سو علماے یہود کی اولاد مین تھے جنکا اوپر مذکور ہوا - یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ انصار نصرت شعار قوم یہود سے تھے - حضرت ابو ایوب انصاری نے جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کیوقت مین عیسائیان روم سے لڑکے قسطنطنیہ مین شہادت پائی اور مزار پر انوار بہی اونکا قسطنطنیہ ہی مین ہے -

روایت ہے کہ جب تبع نے مدینہ کی تخریب کا ارادہ کیا تو علماے یہود مین سے دو عالم اوسکے پاس گئے اور اوسے اس کام سے روکا - ایک کا نام کعب تہا اور دوسرے کا نام اسد تہا یہ دونون چچیرے بہائی علماے قریظہ سے تھے - اور تبع حمیری ہی نے پہلے پہل بیت اللہ کو لباس پہنایا تہا -

حضرت ابراہیم فرزند ارجمند آنحضرتؐ نے وفات پائی

اسی دسوین سال ہجری مین حضرت ابراہیم فرزند جناب رسول خدا صلعم نے وفات پائی اوسی دن بڑے زور شور سے سورج گہن پڑا کہ دن کی رات ہوگئی تہی اور ہاتہہ سے ہاتہہ نہین سوجہتا تہا - لوگون نے مشہور کردیا کہ یہ گہن حضرت ابراہیم کے انتقال کے باعث ہوا ہے - جب یہ خبر آنحضرت کو ہوئی کہ لوگ ایسا کہتے ہین تو آپنے منبر پر تشریف لیجا کے خداے جلشانہ کی

حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ یہ آفتاب وماہتاب دونون قدرت خدا کی نشانیان ہین یہ کسی کی موت کے باعث منکسف نہین ہوتے نہ کسی کی حیات کا انپر اثر ہوتا ہے مگر ہان خدا سے تعالے اونکو منکسف کرکے اپنے بندون کو اپنی قدرت دکہاتا ہے اور اپنے غضب سے ڈراتا ہے پس تمکو چاہیے کہ جب چاند یا سورج گہن پڑے تو اوسکے غضب سے ڈر کے صدقہ دو اور نماز مین مشغول ہوجاؤ اور اوسکے غضب سے پناہ مانگو۔ حضرت ابراہیم کی وفات کا آنحضرت کو کمال قلق ہوا۔

روایت ہے کہ جناب ابراہیم رضی اللہ عنہ نے عاشورہ کے دن یا دسوین ربیع الاول کو انتقال فرمایا۔ ہم اوپر لکہہ چکے ہین کہ اوسدن سورج گہن بہی پڑا تہا۔ لہذا یہ مقام ملحوظ خاطر رہے کیونکہ علم ہیئت کا اصول تو یہ ہے کہ چاند گہن پورے چاند پر پڑتا ہے پس وہ قمری مہینہ کی بارہوین یا تیرہوین تاریخ ہوگی۔ اور سورج گہن قمری مہینون کی اون تاریخون مین ہوتا ہے جنکی راتین بالکل تاریک ہوتی ہین اور اونمین چاند کا بالکل نام ونشان نہین ہوتا پس سورج گہن قمری ماہ کی چھبیس ۲۶ تاریخ کے بعد پڑیگا۔ ہم نہین کہہ سکتے کہ یہ کیا بات ہے۔ واللہ اعلم۔

جناب جبریل علیہ السلام کا آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہونا

اسی دسوین سال مین حضرت جبریل علیہ السلام مرد کی صورت بنکر مجلس نبوی مین حاضر ہوے۔ بال اونکے بہت سیاہ۔ کپڑے نہایت سپید۔ غایت درجہ حسین اور خوبصورت تہے۔ آنحضرت کے زانو سے زانو بھڑا کے بیٹھہ گئے اور اپنے دونون ہاتہہ اپنے زانو پر یا آنحضرت کے دونون زانوؤن پر رکہہ لیئے۔ حاضرین مجلس مین سے کوئی اونکو نہین پہچانتا تہا اور چونکہ اونکے چہرہ پر نہ تو سفر کے آثار تہے نہ گرد وغبار معلوم ہوتا تہا اس لیئے لوگ اونہین دیکہہ دیکہہ کے تعجب کرتے تہے کہ یہ اجنبی آدمی بلا تکلف کیسے خدمت شریف مین آ بیٹھے۔

حضرت جبریل نے ایمان اور اسلام اور احسان کے معنی حضور سے پوچھے اور کہا کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ قیامت کب قایم ہوگی - آنحضرت نے اونکے چارون سوالون کے معقول جواب دئے پھر وہ آپکے پاس سے چلے گئے - اور تھوڑی دور تک تو نظر آئے پھر غائب ہو گئے - آنحضرت کو بھی شک پیدا ہوا لوگون کو اونکے پیچھے دوڑایا - اونھون نے ہر چند جستجو کی مگر کہین پتہ نہ لگا اوسوقت آپ سمجھے کہ یہ جبریل تھے اور لوگون کو تعلیم کرنے آئے تھے تو آپ نے لوگون کیطرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ اے حاضرین کوئی تعجب کرنیکی بات نہین یہ جبریل تھے اور تمھین دین کی تعلیم دینے آئے تھے - ہان اتنی بات آج نئی ضرور ہوئی کہ جب یہ میرے پاس آتے تھے مین انھین پہچان لیتا تھا آج مین نے بھی انکو نہین پہچانا -

یہ قصہ جبریل علیہ السلام کا تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار مین بخاری و مسلم سے یون ہے -

جبریل - اے محمد مجھے اسلام کی حقیقت بتا دو -

آنحضرت - اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ سوا خدا کے اور کوئی بندگی کے لایق نہین اور محمد خدا کا رسول ہے نماز کو ٹھیک طور سے پڑھو - زکواۃ دو رمضان کے روزے رکھو - اور اگر خرچ و سواری کی طاقت ہو تو خانہ کعبہ کا حج کرو -

جبریل - یہانتک آپنے بالکل سچ اور بہت ٹھیک فرمایا - اچھا اب مجھکو ایمان کی حقیقت بتا دیجئے -

آنحضرت - ایمان یہ ہے کہ تم دل سے اللہ کو - اوسکے فرشتون کو - اوسکی کتابونکو اوسکے پیغمبرون کو اور قیامت کو اور بھلی یا بری تقدیر کو مانو -

جبریل - ٹھیک ہے - اب مہربانی فرما کے مجھے احسان اور اخلاص کی حقیقت سے

آگاہ فرما دیجئے۔

آنحضرت - احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اسطرح کرے جیسے کہ اللہ سامنے موجود ہے اور تم اوسے دیکھہ رہے ہو اور اگر یہ بات تمکو میسر نہو سکے تو یہی جان لو کہ خدا تمکو دیکھتا ہی اور اسی کو اخلاص کہتے ہین -

جبریل - بہت خوب - یہ بتائے کہ قیامت کب ہو گی -

آنحضرت - یہان پر جواب دینے والے اور پوچھنے والے کی ایک حالت ہو جاتی ہے اور ہم تم دونون برابر ہین -

جبریل - خیر اوسکے کچھہ آثار ہی بتا دیجئے -

آنحضرت - ایک بڑی نشانی تو قیامت کی یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک اور مربی کو جنے یعنی کنیزک زادون کی کثرت اور کمینون کا عروج ہو اور محتاج بکریان چرانے والے ننگے پانون اور ننگے بدن عالی شان عمارتون مین بیٹھہ بیٹھہ کے ڈینگین مارین -

حضرت جبریل علیہ السلام اوچھہ پاچھہ کے تشریف لے گئے - اصحاب نے اونہین پہچانا نہ تھا سب تحیر و حیران بیٹھے تھے کہ آنحضرت صلعم نے جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیطرف مخاطب ہو کے پوچھا - عمر - تم جانتے ہو کہ یہ کون تھا - حضرت عمر نے التماس کی کہ خدا و رسول ہی خوب جانتے ہین - ارشاد ہوا کہ یہ جبریل تھے تمہین دین سکھانے آئے تھے -

اس حدیث کو حدیث جبریل کہتے ہین کیونکہ سائل اسمین جبریل ہین اور اسکا نام ام الاحادیث اور ام الجوامع بھی ہے - یہ حدیث سب حدیثون کی جڑ ہے - اسمین آنحضرت سے چار باتین جبریل امین نے دریافت کین -

ا - حقیقت اسلام -

۲- حقیقت ایمان-

۳- احسان واخلاص-

۴- قیامت-

حقیقت اسلام مین پانچون رکن اسلام کے بتاے گئے-۱- توحید و رسالت کی گواہی-۲- نماز-۳- زکوۃ-۴- رمضان کے روزے-۵- حج- اس سے معلوم ہوا کہ اعمال ظاہری کا نام اسلام ہے- اسلام کے معنی ہین تسلیم کرنا-

ایمان تصدیق قلبی اور اعتقاد دلی کا نام ہے- پس صدق دل سے خدا اور اوسکے رسولون اور اوسکی کتابون اور اوسکے فرشتون اور قیامت اور تقدیر کا اعتقاد رکھنا چاہئے- عالم مین جو کچھہ ہوا یا ہوگا یا ہو رہا ہے خدا ہی کے حکم سے ہے کوئی پتّا بغیر اوسکے حکم کے نہین ہلتا- نہ کوئی بوند بے اوسکی مرضی کے ٹپک سکتی ہے- صرف آدمی کو اتنا اختیار دیا گیا ہے کہ جسکے باعث وہ تعریف یا ندامت اور ثواب یا عذاب کے لائق ہوجاتا ہے- اس سے زیادہ تقدیر کی بحث کرنے سے آنحضرت نے ہمین منع کیا ہے- نئی روشنی اور تازہ خیالات والون کے اوستاد اہل یورپ جب امور مصلحت ملک خسروان دانند ہی کے معتقد ہین تو اونکے شاگردونکا ہم سے تقدیر کے مسئلہ مین بحث کرنا بیوقوفی ہے- اور نگ نشین کن فیکون کی سلطنت و انتظامات کا سمجھنا کچھہ ہنسی کھیل نہین- العاقل تکفیہ الاشارہ-

یہان تک ایمان مفصل کی کیفیت ہمین بتائی گئی- اور ایمان مجمل کی حقیقت یون اعتقاد کرے کہ جو کچھہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور بتلایا ہے سب سچ ہے کہ اتنا ہی آدمی کی نجات کے لئے کافی ہے-

پھر حضور نے احسان یعنی اخلاص کے دو درجے بتاے- اعلی درجہ یہ ہے

ہے کہ عبادت

اسطرح کرے

گویا ہم دیکھہ رہے ہین

مین آدمی کو ایسی حضوری حاصل ہو جائے کہ گویا خدا میرے سامنے ہے اور مین خدا کو دیکھ رہا ہون اسے مشاہدہ کہتے ہین۔ اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ یہ تصور کرے کہ خدا مجھکو دیکھتا ہے۔ اسکو مراقبہ کہتے ہین۔ اس تصور مین ہی کمال تعظیم اور نہایت ادب اور حیا اور شوق اور حضوری حاصل ہوگی ممکن نہین کہ اس تصور مین ہی انسان ادب چھوڑے یا ادہر ادہر التفات کرے۔ اسلئے معلوم ہوا کہ تصوف اور درویشی احسان و اخلاص کا نام ہے۔ واضح ہو کہ شریعت اور اسلام او ایمان اور احسان کا مجموعی نام دین ہے۔

دین کی بنیاد فقہ اور کلام اور تصوف پر ہے لہذا اس حدیث مین آنحضرت نے تینون مقام بیان کردئیے۔

اسلام اشارہ ہے فقہ کی طرف جسمین اعتقاد کا بیان ہے۔

احسان تصوف ہے جسمین حق الیقین اور مشاہدہ و مراقبہ کا ذکر ہے۔ اور جو فقہ و کلام و تصوف کا جامع ہو وہی دین مین کامل ہے ورنہ ناقص اور کچا۔ درویش بے فقہ شیطان ہے اور فقیہ بے درویشی زاہد خشک اور قالب بے جان ہے۔

گیارہوین سال ہجری کے واقعات

ناظرین! شمع شبستان رسالت گل ہونے والی ہے اور روز تاریک ہمارے آنیکو ہین اس لیے سرخی کو اپنے بخت کی سیاہی سے ہمنے رنگدیا ہے امید کہ آپ بھی ہمارے ساتھہ ہمدردی کرینگے۔

ارباب سیر رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ جب حجۃ الوداع کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مدینہ منورہ مین تشریف لاے تو بیمار پڑ گئے۔لیکن یہ بیماری وہ نہین ہے کہ جسمین آپنے انتقال فرمایا بلکہ اسکے بعد حضور اچھے ہو گئے تھے۔مگر اس بیماری کی خبر ہی جب اکناف عالم مین پھیلی تو نواح مدینہ مین بعض نبیئون نے نبوت کا دعوی کیا۔مثلاً

۱۔مسیلمہ بن ثمامہ بن کثیر بن حبیب بن الحرب جو بنی حنیفہ مین تھا۔

۲۔طلیحہ بن خویلد اسدی۔

۳۔اسود بن کعب عنسی۔

۴۔اور ایک تمیمیہ عورت تھی جسکا نام سجاح بنت الحرب بن سوید تھا مگر انمین زیادہ مشہور مسیلمہ ہے جسکو اہل اسلام کذاب کہتے ہین۔

ذکر مسیلمہ کذاب کا

مسیلمہ نے اپنا لقب "رحمن الیمامہ" رکھا تھا اور کہتا تھا کہ جو شخص میرے پاس وحی لاتا ہے اوسکا نام رحمن ہے۔اور سب سے اپنے کو رحمن کہلاتا تھا اور یہ نہین سمجھتا تھا کہ یہ اسم شریف خاص ہے واسطے خالق زمین و آسمان کے۔

مسیلمہ دسوین سال ہجری مین بنی حنیفہ کے وفد کے ساتھ مدینہ طیبہ مین آیا تھا جب اوسکے ہمراہی آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوے تو وہ اپنی فرودگاہ مین رہگیا حضرت کی خدمت مین نہ آیا اور کہلا بھیجا کہ اگر محمد اپنے بعد مجھے نبوت سپرد کر جائین تو مین اونکی متابعت کرون۔حضرت صلعم اپنے صحابہ کے ساتھ جن مین ثابت بن قیس بن شماس بھی شامل تے وفد بنی حنیفہ کی منزل گاہ پر تشریف لاے اوسوقت آپکے دست مبارک مین درخت کھجور کی ایک شاخ تھی حضور مسیلمہ کے پاس جاکر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اگر تو مجھ سے کھجور کی یہ شاخ بھی مانگیگا تو بھی نہ دونگا۔اور جو کچھ اللہ جلشانہ نے تیرے لئے چاہا ہے وہ مجھکو معلوم ہے تو اوس سے

ہرگز تجاوز نہین کرسکتا - اگر تو میرے بعد ہی باقی رہا تو بھی خدا ضرور تجھے ہلاک کریگا - البتہ مین تجھے وہ شخص سمجھتا ہون جسکی شان مین اللہ تعالےٰ نے مجھے دکھایا ہے جو کچھہ کہ دکھایا ہے -

روایت ہے کہ اس سے پہلے آنحضرت نے خواب مین دیکھا تھا کہ میرے ہاتھون مین سونے کے دو کنگن مین آیکا اوسوقت رنج ہوا - کسی نے اوسی وقت التماس کی کہ حضور غمگین کیون ہوتے مین ان پر پہونک ماردیجئے یہ کنگن فوراً اوڑ جائینگے پس آپنے منہ سے جو اونہین پہونکا تو وہ اوسیوقت ناب ہوگئے - اس خواب کی تعبیر آپنے یون بیان فرمائی کہ دو کذاب ظاہر ہونگے ایک صاحب صنعا یعنی اسود - اور دوسرا صاحب یمامہ یعنی مسیلمہ -

ایک روایت مین ہے کہ مسیلمہ وفد بنی حنیفہ کے ساتھہ آکر تو آنحضرت کے ہاتھہ پر مسلمان ہوگیا مگر بعد اسلام لانے کے اوس نے درخواست کی کہ آپ اپنے بعد مجھے اپنا جانشین کرین جب یہ بات اوسکی حضور نبوی مین مقبول نہ ہوئی تو وہ اپنے ملک مین جاکر مرتد ہوگیا اور دعویٰ نبوت کرکے شراب پینا اور زنا کرنا حلال کردیا اور کہدیا کہ نماز ہرگز نہ پڑہو - بہت سے مفسدین بیدین اوسکے مطیع و فرمانبردار ہوگئے -

اپنے ملک سے اوس نے آنحضرت صلعم کو یہ نامہ لکھا من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ اما بعد فان الارض نصف لی ولقریش نصف ولکن قریش یعتدون یعنی مسیلمہ رسول خدا کی طرف سے محمد رسول اللہ کو لکھا جاتا ہے کہ اما بعد آدھی زمین ہماری ملک ہے اور آدھی قریش کی ملک مگر قریش زیادتی کرتے ہین - یہ نامہ دو آدمی لیکر حضور صلعم کی خدمت اقدس مین حاضر ہوے - جب اوسکا مضمون منکشف ہوا تو آپنے دونون ایلچیون سے پوچھا کہ تم بھی رسالت کا اعتقاد رکھتے ہو یا نہین - اونہون نے جواب دیا کہ ہان رکھتے ہین - پھر سوال کیا گیا کہ مسیلمہ کے حق مین تمہاری کیا راے ہے - وہ دونون بولے کہ مسیلمہ نبوت

مین آپکا شریک ہے۔ یہ سنکر آنحضرت مسکرائے اور فرمایا کہ اگر ایلچیون کا مارڈالنا ہمارے مذہب مین جائز ہوتا تو مین تمہاری گردنین تن سے جدا کرا دیتا۔ پہر یہ جواب اوسکے نامہ کا لکھوا دیا گیا۔
من محمد رسول اللہ الی مسیلمة الکذاب اما بعد فان الارض للہ یورثها من یشاء و العاقبة للمتقین" یعنی یہ جواب محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو لکھا جاتا ہے۔ اما بعد پس بیشک زمین اللہ کی ہے وہ جسکو چاہتا ہے اوسکا وارث کردیتا ہے اور انجام نیک پرہیزگارون کے لئے ہے۔ اور روضة الاحباب مین لکھا ہے کہ حضور نے اپنے جواب باصواب مین مسیلمہ کو یہ بہی تحریر فرمایا تہا "اہل یمامہ کو تونے ناحق ہلاک کیا خدا تجہے معہ تیرے پیروؤن کے ہلاک کرے"
جب حضور کا نامہ ہدایت شمامہ مسیلمہ کے پاس پہونچا تو وہ اور بہی زیادہ اپنے کفر پر اڑ گیا۔ یہانتک کہ آنحضرت کی وفات کے بعد اوسکا عروج حد سے زیادہ ہوا۔ ایک لاکہ آدمی بکروفریب مین آکر اوسکے مطیع ہوگئے چونکہ علم نیرنگ و سحر اور بیان تینون کے سے شعبدے بہی جانتا تہا اس لئے یا کو ترقی عادات اور معجزات دکہانیکا بہی شوق پڑا یا مگر شیر قالین اور ہے شیر نیستان اور ہے۔ کہان تائید ایزدی اور کہان جہوٹ کی ناو اولٹی تاثیر ہوتی تہی جس معجزہ محمدی کے مقابلہ کا قصد کیا پانسا اولٹا پڑا۔
منقول ہے کہ ایک عورت نے اوس سے آنکے کہا کہ محمد نے اپنی قوم کیواسطے دعا کی تہی سو اون کے کنوؤن کا پانی میٹہا ہوگیا اور اونکی کہجورون اور باغون اور زراعتون مین برکت ہوئی آپ بہی ہمارے لئے دعا کرین۔ مسیلمہ نے پوچہا کہ محمد نے کیسے دعا کی تہی۔ عورت بولی "محمد نے ایک ڈول پانی کا منگوایا اور اوسمین کہہ پڑہکے پہونکا یا اوس پانی سے کلی کرکے اوس ڈول مین ڈالدی پہر وہ پانی جسکو کنوئین مین ڈالا گیا اوسمین پانی لبالب

اور میٹھا ہوگیا جس درخت کی جڑ مین پڑا وہ نہایت ہرا بھرا اور کثرت سے پہل دینے والا ہوگیا جس باغ یا کھیتی مین اوسے چھڑکا اوسکی پیداوار دہ چند ہو گئی" مسیلمہ نے بھی ایسا ہی کیا مگر اوندھی قسمت کے نتائج بھی اولٹے پیدا ہوے - یعنی جس کنوئین مین اوسکا پانی پڑتا تھا وہ معاً کھاری یا خشک ہوجاتا تھا - درخت کی جڑ مین جذب ہوتا تو درخت کو سوکھا لگ جاتا - باغ اور کھیتی اوجڑ کے ایسے ہوجاتے کہ پھر اوسمین گھاس بھی نہ جمتی - ایک آدمی اپنا لڑکا اوسکے پاس لایا اور کہا کہ اس بچہ کے لئے دعا فرمائے - مسیلمہ نے اپنا ہاتھ لڑکے کے سر پر پھیرا - لڑکا گنجا ہوگیا - ایک دفعہ مسیلمہ نے اپنی اونگلی ڈالکے ایک لڑکے کا گلا کیا تو وہ توتلا ہوگیا - ایک شخص کے دو لڑکے تھے - اوس نے آکے مسیلمہ سے کہا کہ انکے لئے درازی عمر کی دعا کر - مسیلمہ نے دعا کی اوسنے گہر آکے جو دیکھا تو اوسکا ایک بیٹا کنوئین مین ڈوب مرا تھا اور دوسرے کو بھیڑیا لیجا چکا تھا - ایک آدمی کی آنکھون پر آشوب تھا اور وہ نہایت درد کرتی تھین اوس نے آکے مسیلمہ سے شکایت کی اوسنے اپنا ہاتھ اوسکی آنکھون پر جو پھیر دیا تو دونون چوپٹ ہو گئین - شعر ہمارے مہربان حکیم تو ہو گئے تھے مگر ایسے کہ نہ مرض رہے نہ مریض - یہ دنیا بھی عجیب تماشا ہے جسمین آدمی کی سی شکلین تو خدا نے بہت پیدا کی ہین مگر آدمی کم بنائے ہین - تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ لوگ خواہ مخواہ خدا کی مار اوس پر دیکھتے تھے اور اوسکا مدّ مقابل بھی اوسی زمانہ مین پاس ہی موجود تھا مگر جوق جوق آکے مسیلمہ کے چیلے بنے جاتے تھے اور ان تحریفات و منکرات کو ذرا بھی خیال مین نہ لاتے تھے -

مسیلمہ اپنی شیخت جتانے کیواسطے لوگون کے سامنے بہت کم کھاتا تھا اور کہتا تھا کہ خدا اپنی عنایت سے ایک شیردار ہرنی ہر روز میرے پاس بھیجتا ہے وہ بلا ناغہ آکے مجھے اپنا دودھ پلا جاتی ہے - کہتے ہین کہ بوتل مین انڈا سالم سالم اوتارنے کی ترکیب بھی

اوسی کی ایجاد ہے۔ وہ پرکٹی چڑیون کے پر بہی لگادیتا تہا اگر پرند سفید ہوتا تو اوسکے پر اوکہاڑکے سیاہ پر لگادیا کرتا تہا اور سیاہ پر وںلون کو سفید بنا دیتا تہا اسطرح سے جانور کا مالک جانور کو نہین پہچان سکتا تہا۔ جیسا کہ اب بہت سے کبوتر باز کرلیتے ہین۔ اور ایسی ہی باتون سے طالب دنیا اور غرض کے بندے بہت سے اوسکے دام مین آجاتے تہے۔

آنحضرت کے انتقال کے بعد جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین بیس ہزار آدمیون کا لشکر جرار حضرت سیف اللہ خالد رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کرکے مسیلمہ کی گوشمالی کو بہیجا ادہر سے گئے تہے بیس ہزار تو اوسکے چالیس ہزار حمایتی لڑنے کو آن موجود ہوے۔ طرفین جی کہول کے مقابل ہوے اور ہزار آدمی مسیلمہ کے اور اتنے ہی لشکر اسلام کے مارے گئے خدا کی قدرت دیکہئے کہ پہلے شکست مسلمانون کو ہوئی اور کفار نے یہانتک غلبہ کیا کہ لڑتے لڑتے حضرت خالد بن ولید کے خیمہ مین گہس آے مگر الحق یعلو ولا یعلی ثابت بن قیس بن شماس زید بن خطاب برادر حضرت فاروق اعظم۔ اور براء بن مالک برادر انس رضی اللہ عنہ کی بہادری اور جوانمردی کام آگئی اور کفار نا ہنجار پیچہا چہوڑا کے بہاگتے بنے مسیلمہ بہی ایک جماعت کے ہمراہ بہاگ کے ایک باغ مین جاچہپا۔ لشکر اسلام کے ایک گروہ پرشکوہ نے پیچہا کرکے باغ ہی مین ملک الموت کی طرح اوسے جالیا۔ اونمین وحشی قاتل جناب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بہی تہا اوس نے وہی برچہی جس سے حضرت حمزہ کو شہید کیا تہا مسیلمہ کے ماری اور اوسکی ساتہہ ایک انصاری نے بہی دوہتی تلوار رسید کی اور دونون نے مسیلمہ کا خاتمہ کردیا۔ اوسی وقت وحشی کے منہ سے یہ بات نکلی۔ انا قاتل خیر الناس فی الکفر وقاتل شر الناس فی الاسلام یعنی جب مین کفر کی حالت مین تہا تو بہترین انسان حمزہ کو شہید کیا اور جب مسلمان ہوگیا تو بدترین انسان مسیلمہ کو قتل کیا۔ کہتے ہین کہ اسپر بہی مسیلمہ کے رونے والے موجود تہے

چنانچہ ایک عورت نے اوسکی بین مین یہ کہا وا امیر المؤمنیناہ قتلہ العبد الاسود، یعنی ہاے اے امیر المومنین افسوس تو بڑا ہکو اسکا ہے کہ تمہین ایک حبشی غلام نے قتل کیا۔ اور بنی حنیفہ کے ایک شاعر نے اوسکے مرثیہ مین یہ اشعار لکھے ہین۔

لهفی علیك ابا ثمامة	لهفی علی رکنی یمامة
کم آیة لك فیهم	کالشمس تطلع من غمامة

یعنی اے باپ ثمامہ کے مین تیرے لئے نہایت ہی غمگین ہون مین یمامہ کے دوستون یعنی مسیلمہ اور اوسکی بیوی سجاح کا بہت ہی غم کہاتا ہون۔ اونمین تیری کتنی ہی نشانیان ہین مانند سورج کے جو نکلتا ہے ابر سے۔ سہیلی نے لکھا ہے کہ یہ ایک خوشامدی شاعر ہے جو مسیلمہ کا دست نگر تہا ورنہ سب اوسکے کامون اور نشانیون کا نتیجہ برعکس ہوتا تہا۔

فتح کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بنی حنیفہ کے چند لوگون کو گرفتار کرکے جناب صدیق اکبر کی خدمت بابرکت مین بہیجا۔ جناب صدیق نے اون لوگون سے پوچھا کہ مسیلمہ نے کبھی کوئی عبارت بطور وحی کے بہی تمہین سنائی۔ اونہون نے جوابدیا۔ ہان ایک عبارت تو یہ ہے یَا ضِفْدِعُ نِقِّیْ نِقِّیْ اِلیٰ کَمْ تَنِقِّیْنَ لَا الشَّرَابَ تَشْرَبِیْنَ وَلَا الْمَاءَ تُکَدِّرِیْنَ وَلَا الطِّیْنَ تُفَارِقِیْنَ وَلَا الْعُذُوْبَةَ تَمْنَعِیْنَ لَنَا نِصْفُ الْاَرْضِ وَلِقُرَیْشٍ نِصْفٌ وَلٰکِنَّ قُرَیْشًا قَوْمٌ یَعْتَدُوْنَ ۵۵۵

یعنی اے مینڈک تو آواز کر آواز کر ارے تو کبتک آواز کریگا تو نہ پانی پیتا ہے نہ پانی کو گدلا کرتا ہے اور نہ گارے کو چہوڑتا ہے اور نہ آب شیرین سے منع کرتا ہے ارے بہیا آدہی زمین تو ہماری ہے اور آدہی قریش کی ہے ولیکن قریش وہ قوم ہے جو حد سے تجاوز کرجاتی ہے

ایک دفعہ کسی نے قرآن شریف کی سورہ والذاریات کی شروع کی آیتین اوسکے سامنے

پڑہین - ہمارے یار نے اونکے مقابلہ مین جو وحی اُتاری وہ یہ ہے وَالْبَاذِرَاتِ ذَرْعًا فَالْحَاصِدَاتِ حَصْدًا فَالذَّارِیَاتِ قَمْحًا فَالطَّاحِنَاتِ طَحْنًا فَالْخَابِزَاتِ خُبْزًا فَالثَّارِدَاتِ ثَرْدًا فَاللَّاقِمَاتِ لُقْمًا اِهَالَةً وَسَمْنًا لَقَدْ فُضِّلْتُمْ عَلَیٰ اَهْلِ الْوَبَرِ وَمَا سَبَقَكُمْ اَهْلُ الْمَدَرِ

یعنی قسم ہے کیت بونے والیون کی پہر قسم ہے خشک کہیتی کاٹنے والیون کی پہر قسم ہے گیہون اُڑانے والیون کی پہر قسم ہے آٹا پیسنے والیون کی پہر قسم ہے روٹی پکانے والیون کی پہر ثرید بنانے والیون کی قسم ہے پہر چکنا اور موٹا ہونے کیواسطے لقمہ کہانے والیون کی قسم ہے البتہ تحقیق تم کو بادیہ نشینون پر فضیلت دی گئی ہے اور شہر والے تم سے سبقت نہین لے گئے - جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ عبارتین سنکر کمال تعجب کیا اور فرمایا کہ افسوس تم لوگ اوسکی ایسی واہیات باتون سے فریب کہا گئے - ایک مورخ لکھتے ہین کہ لڑائی مین دس ہزار آدمی مسیلمہ کے اور ایک ہزار آدمی مسلمانون کے کام آے تہے اور یہ پہلی ہزیمت تہی جو مسلمانون کو مسیلمہ کے مقابلہ مین ہوئی -

روایت ہے کہ جب یمامہ مین مسیلمہ نے نبوت کا دعوی کیا تو طلق نے اوسکی رسالت کی شہادت دی اور ابن النواحہ اور ابن اثال اوسکا یہ نامہ لیکر آنحضرت کے پاس آے -

من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ سلام علیك فانی قد اشرکت فی الامر معك وان لنا نصف الارض ولقریش نصف الارض ولکن قریش قوم یعتدون

یہ نامہ ہے مسیلمہ رسول خدا کی جانب سے محمد رسول اللہ کیطرف - بعد سلام کے معلوم ہو کہ ہم اور تم دونون ایک کام مین شریک ہین اور نصف زمین ہمارے حصہ مین ہے اور نصف قریش کے حصہ مین ولیکن قوم قریش حد سے متجاوز ہونیوالے ہین -

حضور نے جواب مین یون لکہوا دیا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب سلام علی من اتبع الھدی ۔
اما بعد فان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین ۔

یہ جواب ہے محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو ۔ سلام اوسپر جو ہدایت کی پیروی کرے اما بعد واضح ہو کہ زمین اللہ کی ہے جسکو چاہے اپنے بندون مین سے اوسکا وارث کرے اور عاقبت پرہیزگارونکے لئے ہے ۔

سجاح کا بیان

سجاح بروزن صلاح کا دوسرا حرف جیم اور اخیر حاے حطی ہے ۔ اس عورت نے بنی تغلب مین نبوت کا دعویٰ کیا ۔ ایک صاحب لکھتے ہین کہ اس نے آنحضرت کے انتقال کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا ۔ مسیلمہ کی طرح اس نے بھی بڑی خاک اوڑائی اور کچھ لوگ اوسکے بھی معتقد ہوگئے ۔ مسیلمہ کی انتہا تھی اور اوسکی ابتدا ۔ مسیلمہ کو جب خبر ہوئی تو مخالفت کرنا مناسب نہ سمجھا بلکہ ڈرا کہ کہین ایسا نہو کہ مجھہ مین اور اوسمین لڑائی ہوجاے ۔ اگر وہ غالب ہوگئی تو میری قلعی کھلجائیگی کیونکہ اوسکی مددپر بھی بہت آدمی ہین اس لئے مصلحتاً تحفہ تحائف اوسکے پاس بھیجکے نکاح کی درخواست کی ۔ چونکہ ایک ڈر دوطرف ہوا کرتا ہے سجاح بھی سونچی کہ مزہ آشتی ہی مین ہے اگر کاغذ کی ناؤ ڈوب گئی تو اچھا نہوگا اس لئے جھٹ مسیلمہ کی درخواست منظور کرکے اوسکے پاس چلی آئی ۔ مسیلمہ نے اوسکی ملاقات کیواسطے ایک مکلف خیمہ نصب کراکے بخور اور خوشبو سے معطر کرکے تخلیہ مین اوس سے ملاقات کی ٹھیرائی ۔ سجاح نے خیمہ مین داخل ہوتے ہی پوچھا کہ آپ پر جو وحی نازل ہوئی ہے اوسمین سے کچھ سنائیے ۔ مسیلمہ نے رُت کا راگ گایا ۔

اَلَمْ تَرَ اِلیٰ رَبِّكَ كَيْفَ فَعَلَ بِالْحُبْلٰى اَخْرَجَ مِنْهَا نَسَمَةً تَسْعٰى مِنْ

بَیْنَ صَفَاقٍ وَّ غَشَیٖ۔ ترجمہ کیا تونے اپنے پروردگار کو نہین دیکھا
کہ حاملہ عورتون سے کیسی کرتا ہے یعنی اونکے پردون اور جھلیون سے دوڑتی ہوئی روح نکالتا
ہے۔ سجاح بولی کچھہ اور عنایت ہو۔ مسیلمہ تہارنگیلا بول اوٹھا۔
اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ النِّسَآءَ اَفْرَاجًا وَّجَعَلَ الرِّجَالَ لَھُنَّ اَزْوَاجًا فَنُوْلِجُ فِیْھِنَّ
اِیْلَاجًا ثُمَّ نُخْرِجُ مَا نَشَآءُ اِخْرَاجًا فَیُنْتِجْنَ لَنَا اِنْتَاجًا ۃ
یعنی اللہ نے عورتون کو اندام نہانی والا پیدا کیا اور مردون کو اون کا جوڑا بنایا پس وہ اونکے ساتھہ
ہمیں صحبت کرتے ہین پہر ہم جو چاہتے ہین اونمین سے نکالتے ہین اور وہ ہمارے لئے بچے
جنتی ہین۔
عورت تہی نوجوان اور خیمہ بھی خوشبوؤن اور تکلفات سے مہک رہا تہا اوسپر سُننے
ایسے محرک مضامین جوش مین آگئی اور کہنے لگی کہ مین تمہاری نبوت کی قائل ہون۔ مسیلمہ
بول اوٹھا کہ مین نبی اور تم نبیہ۔ اللہ نے جوڑا ملا دیا آؤ ہمبستری کی ٹہیر جاے۔ غرضکہ دونون
مین خوب ہی نبٹی اور تین دن کامل خیمہ سے باہر نہ نکلے۔ یون نکاح ہوا۔ مہر یہ قرار پایا کہ فجر اور
عشا کی نماز دونون میان بیوی کی قومون پر سے ساقط کردی جاے۔ غرضکہ سجاح کے
مہر کی بدولت وہ دو نمازین بھی غائب ہوگئین جو مسیلمہ نے شہر یاشری اپنی قوم مین جاری رکھی
تہین۔ مسیلمہ کے قتل کے بعد سجاح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک زندہ رہی۔
مسلمان ہوکر مری اور اسلام اوسکا مقبول ہوا۔ سجاح بنت حارث بن سوید بنی یربوع مین تہی
ایک روایت یون ہے کہ سجاح نے پرتکلف خیمہ عطریات و بخورات اور ظروف
ماکولات و مشروبات اور راگون اور باجون سے مسیلمہ کے لئے آراستہ کرایا اور دونون اوسمین
تین روز تک رہے جب سجاح اپنی قوم مین پہونچی تو لوگون نے سب حال دریافت کیا سجاح

جوابدیا کہ مجہہ پر مسیلمہ کی نبوت کا سارا حال ظاہر ہو گیا اور مین نے اوس سے نکاح ہی کر لیا ہی اونہون نے دریافت کیا کہ مہر کیا مقرر ہوا۔ سجاح بولی کہ مہر باندہنے کی یاد نہ رہی نہ اتنی فرصت ملی۔ لوگون نے غل مچایا کہ واہ کہین بغیر مہر کے بھی آج تک کوئی نکاح ہوا ہے جاؤ مہر مقرر کرو۔ سجاح دوسری بار پہر مسیلمہ کے پاس آئی اور تقرر مہر کی درخواست کی۔ اوس نے کہا کہ آدہا محصول یمامہ کا تجھے دیا جائیگا۔ علاوہ برین تیری امت کے اوپر سے مین نے صبح اور عشا کی نماز ساقط کی۔ اور ایک جماعت کو حکم دیا کہ یمامہ کا محصول جمع کرو محصول جمع ہی ہو رہا تہا کہ حضرت سیف اللہ خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ اسلام کا لشکر ظفر پیکر لیکر وہان جا دہمکے اور غریب سجاح کا مہر بلا وصول رہا۔ مسیلمہ کے مقتول ہونے کے بعد وہ ایک جزیرہ مین جا چہپی جو اوسی کے تحت مین تہا۔ اور وہین مر گئی کسیکو اوسکا پتا بہی نہ لگا۔

ایک مورخ کا قول ہے کہ ان جہوٹے نبیون کے ساتہہ لوگون کا اعتقاد کچہہ سچے دل سے نہ تہا بلکہ آنحضرت سے لوگون کو جو دشمنی اور حسد تہا اوسکے باعث لوگ اپنی ڈہائی اینٹ کی مسجد الگ بنانے کو ایک ذرا سی تحریک مین موجود ہو جاتے تہے اور کچہہ لوگ ایسے جاہل بہی تہے جو اونکی چالاکیون اور شعبدہ بازیون کو دیکہکر سچے دل سے معتقد ہو گئے تہے

اسود عنسی کا بیان

عنسی مین عین مہملہ پر زبر۔ نون ساکن۔ سین مہملہ مکسور ہے۔ بنی عنس ابن مذحج کیطرف اسود کو منسوب کیا ہے۔ مذحج بروزن مسجد مین دوسرا حرف ذال معجمہ تیسرا حاے حطی اور چوتہا جیم ہے۔ اسود کو ذو الخمار بہی کہتے تہے کیونکہ وہ ایک اوڑہنی اوڑہے رہتا تہا۔ اور خمار خاے معجمہ کے زیر سے لغت مین اوڑہنے کے معنون مین ہے۔ بعض اہل سیر نے حاے حطی سے ذو الحمار بہی لکہا ہے اسواسطے کہ وہ کہا کرتا تہا کہ میرے پاس ایک

فرشتہ گدہے پر سوار وحی لاتا ہے۔
کہتے ہین کہ وہ کاہن اور بڑا شعبدہ باز تہا اوسکے عجیب وغریب کام دیکہکر لوگ اوسپر فریفتہ ہوجاتے تہے۔ کاہنون کی طرح دو خبیث بہی اسود کے تابعدار تہے۔ ایک کا نام سحیق اور دوسرے کا شقیق تہا۔ یہی دو شیطان ادہر اودہر کی خبرین اوسے لادیا کرتے تہے۔
پورا قصہ اسود کا یہ ہے کہ باذان جو کسریٰ کی طرف سے یمن کا بادشاہ اور حاکم تہا آخر مین مسلمان ہوگیا۔ اور آنحضرت نے بہی صنعاء یمن کی حکومت اوسی پر برقرار رکہی۔ جب باذان مرگیا۔ آنحضرت نے اوسکے ملک کو یون تقسیم کردیا کہ کچہہ تو باذان کے بیٹے شہر کو دیا اور کچہہ حصہ کا حاکم ابوموسیٰ اشعری کو کیا اور ایک حصہ معاذ بن جبل کے تحت مین کردیا جب اسود نے نبوت کا دعویٰ کیا تو لشکر لیکر اہل صنعاء پر چڑہ آیا اور ملک کو اپنے تحت تصرف مین کر کے شہر بن باذان کو مارڈالا اور اوسکی بیوی مرزبانہ کو اپنے گہر مین ڈال لیا۔ مگر روضۃ الاحباب اور معارج النبوۃ مرزبانہ کو باذان کی بیوی بتاتی ہین۔ فروہ بن مسیک نے جو آنحضرت کی طرف سے قبیلہ مراد پر عامل تہے اس حادثہ کی اطلاع عرضی خدمت نبوی مین بہیجی۔ اور معاذ بن جبل جو نواح یمن مین تہے ابوموسیٰ اشعری کے پاس مارب مین چلے آے اور وہان سے دونون صاحب ملک حضر موت پہونچے۔ آنحضرت کو جب اسود کے خروج کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اہل یمن کو نامہ لکہا کہ جس طرح ممکن ہو اسود کے شر وفساد کو دور کرو۔ چنانچہ سب مسلمان بموجب حکم نبوی ایک جگہہ جمع ہوے۔ اور مشورہ کر کے مرزبانہ کو لکہا گیا کہ اسود نے تیرے باپ اور شوہر کو مارڈالا ہے حیف ہے کہ تو اوسکے ساتہہ رہتی ہے اور تیری آنکہون مین اوسے دیکہکر خون نہین اوترتا۔ تجہے اوسکے مارڈالنے کی تدبیر کرنا چاہئے۔ ہمین اپنا پتہ بتا کہ تو اور وہ کس مکان مین شب باش ہوتے ہین۔ مرزبانہ نے اسکا جواب یہ دیا کہ مین دنیا مین اوس سے بڑا دشمن اپنا کسی کو نہین جانتی میرے نزدیک

اوس سے زیادہ مضر آدمیون کے لئے کوئی نہین ہین خود اوسے ٹہکانے لگانیکی تدبیرین ہون تم خاطر جمع رکہو۔

مرزبانہ کا چچازاد بہائی فیروز دیلمی جو نجاشی کا بہانجہ تہا اور سنہ ۷ھ مین مسلمان ہوا۔ اور ایک اور آدمی داد ویہ نام تہا۔ ان دونون سے مرزبانہ نے سازش کی اور یہ ٹہیری کہ رات کو نقب لگاکر تم دونون گہر مین گہس آنا اور اسود کو سوتے مین مار ڈالنا۔ مین تمہین بخوبی مدد دونگی چنانچہ وعدہ کی رات کو مرزبانہ نے اسود کو خوب شراب پلاکے بیہوش کردیا۔ فیروز نقب لگاکے مکان مین بہت سے آدمیون کے ساتہہ داخل ہوا اور اسود کا سر تن سے جدا کردیا۔ ہزار آدمی اوس مکان کے دربان تہے۔ سر کٹنے کے بعد اسود کے نرخرہ سے ایک شدید آواز نکلی۔ دربان اوسے سنکر دوڑے اور پوچہا کہ کیا حال ہے۔ مرزبانہ نے جوابدیا۔ خاموش تمہارے نبی پر وحی نازل ہورہی ہے۔ غل نہ مچاؤ۔ جب صبح صادق ہوئی تو موذن نے اشھد ان محمداً رسول اللہ کے بعد اشھد ان عبھلہ کذاب کہا۔ یعنی گواہی دیتا ہون کہ یہ وہ یابدہی عورت مرزبانہ نے جہونٹ کہا تہا کہ اسود پر وحی اوتر رہی ہے وہ ملعون تو مارا گیا۔

اوسی دن عاملون نے یہ خبر آنحضرت کو بہیجدی مگر وہ آپکی وفات کے بعد مدینہ مین پہونچی لیکن آپ نے اپنے انتقال سے ایکدن پہلے لوگون سے کہدیا تہا کہ ایک خاندان کے ایک مرد مبارک نے اسود کو مار ڈالا۔ لوگون نے پوچہا کہ نام اوس آدمی کا کیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ فیروز دیلمی۔ پہر فرمایا فاز فیروز یعنی فیروز کامیاب ہوا۔ واضح ہو کہ اکثر محدثین اور اہل سیر اسی کو معتبر سمجہتے ہین اور اونہون نے یہی روایت اختیار کی ہے جو ہم نے اوپر لکہی۔

لیکن بعضون نے اس روایت کو ترجیح دی ہے کہ آنحضرت صلعم کے عاملون نے لشکر جمع کیا اور حضور صلعم کی وفات کے بعد جناب صدیق اکبر سے مدد طلب کی حضرت ابوبکر نے

جناب عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر جرار کے ساتھہ اونکی مدد کو روانہ کیا حضرت عکرمہ ابہی موقع واردات پر پہونچنے بہی نہین پاے تہے کہ زیاد بن لبید نے جو عاملان یمن مین تہے اسود پر شبخون مارا اور اسود کے چند عماید کو مار ڈالا۔ اتنے مین عکرمہ بہی پہونچ گئے اور حصن نجیر کے پاس دونون فریق سے ملے۔ دوسرے دن بڑے گہسان کی لڑائی ہوئی اور دشمنون نے شکست کہائی۔ اسود فیروز دیلمی کے ہاتھہ سے مارا گیا۔

روایت ہے کہ اسود مین تالیف قلوب کا مادہ بہت اچھا تہا۔ اوس نے آنحضرت کی علالت کی خبر سنکر دعوی نبوت کیا۔ جب حضور کو اسکی اطلاع ہوئی تو آپ نے معاذ بن جبل اور ابوموسی اشعری کو لکہا کہ اوسکا انتظام کرو۔ حضرت معاذ و ابوموسی رضی اللہ عنہما نے باہم مشورہ کرکے مرزبانہ کو ملایا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ آنحضرت کو انتقال فرماے ہوے ایک دن اور ایک رات گذر چکے تہے جب اسود کے قتل کی خبر مدینہ پہونچی۔

جاننا چاہیے کہ نجومی۔ رمال اور عمل مسمیرزم جاننے والے پہلے کاہن کہلاتے تہے

روایت ہے کہ اسود عنسی کا نام عبہلہ بن کعب تہا۔ یہ شخص شیرین کلامی مین اپنا نظیر نہین رکہتا تہا۔ مقام کہف حنار مین پیدا ہوا اور وہین نشو ونما پائی۔ مذحج اور نجران والے اوسکے مطیع و منقاد ہو گئے۔ اہل نجران نے مجتمع ہوکر عمرو بن حزم۔ اور خالد بن سعید بن العاص کو نکالدیا۔ اور قیس بن عبد یغوث نے ناگاہ حملہ کرکے فروہ بن مسیک کو جلاوطن کردیا۔ پہر اسود سات سو سوار لیکر صنعا گیا اور شہر بن باذان کو مار ڈالا۔ ما بین صنعاء و حضرموت اعمال طائف تک اور عدن کی طرف سے بحرین تک قبضہ کرلیا۔ عمرو بن معدیکرب خالد بن سعید بن العاص کے ساتھہ تہا اوس نے اسود سے سازکرنا چاہا۔ خالد بن سعید برہم ہوے تلوار کہینچکر دونون مقابل ہو گئے اور دو دو ہاتھہ دونون مین چلے۔ خالد نے عمرو بن معدیکرب

کی تلوار صمصامہ توڑ کے عمرو کے ہاتھہ سے چھین لی - عمرو بن معدیکرب گھوڑے سے اوتر کے بہاگا اور اسود سے جا ملا - اسود نے اوسے مذحج کا حاکم کردیا - اسود کے لشکر کا سردار قیس بن عبدیغوث مرادی تہا اور فیروز اور داذویہ اوسکی طرف سے ابناء پر حکمرانی کرتے تہے اہل یمن کی سرکشی دیکھکے معاذ بن جبل بہاگے اور شکون مین جا کر دم لیا - ابوموسی اشعری نے سکاسک مین بہاگ کی قرار پکڑا - طاہر بن ابی ہالہ بلاد عک یعنی جبال صنعا مین جاکے روپوش ہوگئے - اور عمرو بن حزم اور خالد بن سعید نے مدینہ پہونچکے ان حادثون کی خبر آنحضرت کو دی -

اسود عنسی کو جب یمن پر کامل اختیار حاصل ہوگیا تو شہر بن باذان کو مار کے اوسکی بیوی آزاد کو اپنے گھر مین ڈال لیا - آزاد فیروز کی چچازاد بہن تہی اس لیے فیروز کو یہ بات ناگوار گذری - قیس بن عبدیغوث بہی اسود کی نخوت سے دل ہی دل مین کشیدہ خاطر ہو رہا تہا مگر موقع مناسب ہاتھہ نہ آنے سے خاموش بیٹہا ہوا عنسی کے ہر نرم و گرم کی پابندی کر رہا تہا - یہانتک کہ آنحضرت نے ایک خط وبر بن نحیس کے ہاتھہ ابوموسی و معاذ و طاہر کے پاس بہیجا کہ اس فتنہ کو دفع کرو - معاذ و ابوموسی و طاہر نے قیس بن عبدیغوث اور فیروز کو بھی اپنا شریک و رازدار بنالیا - فیروز نے اپنی چچیری بہن آزاد زوجہ اسود کو ورغلانا مگر ہنوز کوئی تدبیر کامل نہونے پائی تہی کہ اسود کو قیس فیروز وغیرہ کی سازش کی خبر ہوگئی - اوس نے اونکی گوشمالی کرنا چاہی یہ لوگ بہاگ کر اپنے اپنے علاقون مین چلے گئے اور وہان سے پوشیدہ خط و کتابت آزاد زوجہ اسود سے جاری رکھی - ایک دن موقع پاکے فیروز اور قیس نے اوسے قتل کر ڈالا جیسا کہ اوپر کے بیان سے ظاہر ہے صبح کو وبر بن نحیس نے نماز پڑہائی اور اسود کے مارے جانے کی خبر مشہور ہوگئی - اوسکے حمایتی ہر طرف سے نکل کہڑے ہوے اور شہر مین ایک ہنگامہ بپا ہوگیا - تہوڑی دیر تک مسلمانون اور اوسکے مقلدون مین خوب مڈبہیڑ ہوئی لیکن کاٹھہ کی ہانڈی تہی کب تک چڑہی رہتی سارے

مفسد جی چھوڑ کے بھاگے۔ صنعاء و نجران مرتدون سے پاک ہو گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل حسب دستور سابق اپنی اپنی جگہہ متمکن ہو گئے۔ صنعاء کی امارت کے باب مین البتہ کچھہ رد و بدل ہوئی مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد سب معاذ بن جبل کی امارت پر متفق ہو گئے اور اونکے پیچھے نماز پڑھی۔

طلیحہ کا حال

طلیحہ بروزن حذیفہ بنی اسد مین سے تھا۔ آنحضرت کی وفات کے بعد اوس نے خروج کیا۔ اور اوسکے بڑے دور دورے ہو گئے۔ عیینہ بن حصین فزاری بھی معہ اپنے قبیلہ فزارہ کے مرتد ہو کر اور زکوٰۃ کے دینے سے انکار کر کے طلیحہ سے جا ملا۔ طلیحہ کہتا تھا کہ جبریل میرے پاس وحی لایا کرتے ہین۔ اوس نے نماز مین سے سجدہ کو نکال ڈالا تھا۔ لوگون کی گمراہی اور اوسپر اعتقاد لانے کا سبب پہلے ہی پہل یہ ہوا کہ ایک دن وہ اپنی قوم کے ساتھہ سفر مین تھا۔ پانی ہو چکا اور لوگون کو پیاس لگی۔ مارے تشنگی کے بیتاب ہو گئے۔ اوس نے لوگون سے کہا اِرْکَبُوا اَعْلَالًا وَاضْرِبُوا اَمْیَالًا تَجِدُوا بِلَالًا یعنی گھوڑون پر سوار ہو کے چند کوس اور آگے چلے چلو تمکو پانی ملیگا۔ لوگون نے ایسا ہی کیا اور اونہین آگے پہونچکے پانی دستیاب ہوا۔ یہ دیکھکر سب بدو لوگ اوسکے معتقد ہو گئے۔ جناب صدیق کو جو یہ خبر لگی تو حضرت خالد بن ولید کو ایک لشکر دیکر اوسکی طرف روانہ کیا جناب سیف اللہ معہ لشکر قبیلہ طے تک پہونچے اور کوہ سلمیٰ اور کوہ اُجاہ کے درمیان جا کے اوترے۔ اس نواح کے جو قبیلے اسلام پر ثابت قدم رہے تھے وہ آ کے حضرت خالد سے ملگئے۔ اور سب نے ملکر طلیحہ پر حملہ کیا۔ خوب ہی لڑائی ہوئی کہتے ہین کہ عین لڑائی کے وقت طلیحہ ایک چادر اوڑھکے الگ گوشہ مین جا بیٹھا اور مقفیٰ و مسجع فقرہ بنانے مین مشغول ہو گیا۔ کہتا تھا کہ جبریل وحی میرے پاس لارہے ہین۔ عیینہ بن حصین فزاری اوسکے لشکر کا سردار

تہوڑی دیر تو لڑتا اور پہر طلیحہ کے پاس جا کے پوچہتا کہ کیون صاحب وحی آئی یا نہین - ہر بار
طلیحہ بھی جواب دیتا تہا کہ ابہی نہین آئی - تیسری بار جب اوس نے آکے پوچہا ہے تو طلیحہ نے
جواب دیا کہ وحی یون کہتی ہے ان لک رحی کرحاہ وحدیثا لا تنساہ یعنی بیشک اوسکی پن چکی
کی مانند تیرے لئے بہی ایک پن چکی ہے اور ایک بات ہے کہ تو اوسے ہرگز نہ بہولیگا عیینہ
یہ سنکر جلگیا اور کہنے لگا کہ سچ ہے عنقریب تیرے لئے ایسی ہی بات ہونے والی ہے -
جسے تو عمر بہر نہ بہولیگا - یہ کہکر عیینہ اپنی قوم مین چلا آیا اور آکے کہا کہ اے میری پیاری قوم!
یہ شخص بڑا بدمعاش - جہوٹا اور مکار ہے - اسنے مجہے اپنے پہندے مین بیڈھب پہنسایا تہا
اب چلو اپنے وطن چلین اور اس سے اپنا پیچہا چہڑائین چنانچہ قوم فزارہ نے وہان سے
فرار کی - سارا لشکر طلیحہ کا بھی بہاگ گیا - اور طلیحہ خود بہی نوک دُم ہو کے ملک شام مین پہونچا -
جو قبائل اوسکی شامت اعمال سے مرتد ہو گئے تہے وہ پہر اسلام لائے - اوسکے بعد طلیحہ بھی
آکے مسلمان ہو گیا اور غزوۂ نہاوند مین شہید ہوا -

روایت ہے کہ طلیحہ نے اپنے ساتہیون سے جو یہ بات کہی تہی کہ گہوڑون پر سوار ہو کے
چند میل آگے چلو تو پانی ملجائیگا اوسکا باعث یہ تہا کہ وہ اوس صحرا کے حال سے خوب آگاہ تہا
اور اس نواح مین اکثر سفر کر چکا تہا وہ جانتا تہا کہ اس جنگل مین فلان فلان مقامات پر پانی ملیگا پس
جسوقت قافلہ ایسی جگہہ پہونچا جہان سے پانی چند ہی میل رہگیا تہا وہین اپنی کرامت جتانے
اور لوگون کو جال مین پہانسنے کے لئے یہ بات کہدی - پانی ملگیا اور سریع الاعتقاد لوگ
اوسکے معتقد ہو گئے اور اوسکا نتیجہ بہگتا - الحق یعلوا ولا یعلی -

تقرر عاملان براطراف ونواحی

مدعیان نبوت کی گڑبڑ مین ہم عاملون کے تقرر کو بہول گئے جو آنحضرت صلعم کا بعد واپسی

آنکے حجۃ الوداع کے پہلا کام تہا۔ اگرچہ مجملاً ذکر آگیا ہے۔ دولتمآب جناب صبحی پاشا دام اقبالہ فرماتے ہین۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ ساکنانِ یمن نے جو زیر حکومت بازان تہے اسلام قبول کرلیا اور بازان بھی مرتے دم تک مسلمان رہا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی وفات تک ولایت یمن کا مستقل والی اور حکمران اوسی کو رکہا۔

حجۃ الوداع سے مراجعت کرکے بازان کے انتقال کی خبر حضور کو ہوئی آپ نے بہت افسوس کیا اور اوسکے بیٹے شہر بن بازان کو تنہا والی صنعاء رکھا اور دیگر اضلاع پر اصحاب کرام کو عامل کر دیا

چنانچہ لشکر کی سپہ سالاری یعلی بن امیہ کو عطا ہوئی۔

ضلع مآرب کی حکومت ابوموسیٰ اشعری کو ملی۔

ہمدان پر عامر بن شہر عامل کئے گئے۔

طاہر بن ابی ہالہ عک کے حاکم مقرر ہوے۔

مابین نجران وزمع وزبید کا ملک خالد بن سعید بن العاص کو مرحمت ہوا۔

عمرو بن حزم کو نفس نجران پر حاکم مقرر فرمایا۔

زیاد بن لبید کو دیار حضرموت عنایت ہوے۔

اور سکاسک وسکون کے عامل عکاشہ بن ثور ہوے۔ اور معاویہ کو ابن کندہ کے ساتھہ اونکی مددگاری پر بہیجا اور عبداللہ المہاجر بن ابی امیہ کو وہان کی فوج کا سردار کیا۔

عبداللہ جب بیمار ہو گئے تو دیار حضرموت پر زیاد بن لبید بیاضی کو وکیل مقرر کردیا۔

معاذ بن جبل کو نظارت تعلیم فقہ وقرآن کی یمن وحضرموت مین عطا ہوئی۔

اس سے پہلے عدی بن حاتم طائی اپنے قبیلہ اور قبیلہ اسد کے صدقات جمع کرنے کو متعین ہو چکے تھے۔

بنی حنظلہ کے جزیہ اور صدقات کے فراہم کرنیکو مالک بن نویرہ معین ہوے۔

علاء بن الحضرمی بحرین کے عامل بناے گئے۔

نجران سے جزیہ وصدقات وصول کرنیکو علی بن ابی طالب بھیجے گئے۔

حضرت اسامہ بن زید کو روم پر چڑھائی کرنیکا حکم ہوا

چھبیسوین صفر سنہ ۱۱ھ دوشنبہ کے دن حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ روم سے لڑنے کے لئے سامان لشکر درست کرو۔ اوسکے دوسرے دن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو طلب فرما کے اوس لشکر کا امیر کیا۔ واضح ہو کہ عمر حضرت اسامہ کی اس زمانہ مین اٹھارہ سے کم اور بیس برس سے زیادہ نہ تھی۔

آنحضرت نے اسامہ سے فرمایا کہ تم نواحی اُبنیٰ تک چلے جاؤ۔ ابنیٰ بروزن انثیٰ ملک روم مین ایک جگہہ ہے وہین اسامہ کے والد زید رضی اللہ عنہ سریہ موتہ مین شہید ہوے تھے جسکا حال اوپر بیان ہوچکا ہے۔ آنحضرت نے اونکو حکم دیا کہ جانے مین اتنی جلدی کرو کہ وہان کے آدمیون کو تمہاری روانگی اور آمد آمد کی خبر نہ پہونچنے پاے۔ وہان داخل ہو کے اون پر چھاپا مارو۔ اونکا مال ومتاع لوٹ لو اور اونکے گھرون کو آگ لگا کے خاک سیاہ کردو۔ جب اللہ تعالے تمکو فتح دے تو چند روز وہان رہکے دم لیلینا۔ مگر یہین سے جاسوس اور مخبر لوگون کو آگے سے روانہ کردو۔ اور راہبرون کو ضرور اپنے ساتھ رکھنا۔ یہی فکر ہو رہی تھی کہ اوسی ماہ کی اٹھائیس تاریخ کو حضور بہیمار ہو گئے اور یہ مرض موت تہا۔ ہاے صد ہزار ہاے یہ بدہ یعنی چہارشنبہ ۲۸۔ صفر سنہ ۱۱ھ ہمارا جان لیوا ہے۔ واویلا واہ مصیبتا۔ آسمان ٹوٹ پڑنے اور زمین پھٹنے کو ہے کدہر بہاگین اور کہان جائین۔ افسوس یہ کلیجہ منہ سے نہ نکل پڑا۔

ہماری بدبختی سے اس مہلک مرض کو مورخ اپنی کم فہمی سے بخار اور دردسر بتاتے ہین۔

۲۹ تاریخ پنجشنبہ تہا۔ آپ نے خود اپنے مبارک ہاتہون سے لوا یعنی نشان اسامہ کے لیئے بنا دیا اور فرمایا اغز بسم اللہ و فی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ یعنی خدا کی راہ مین اللہ کا نام لیکر غزا کر اور جو خدا کے ساتہہ کفر کرتا ہو اوس سے قتال کر۔ اسامہ وہ نشان حضور سے لیکر باہر آے اور بریدہ بن الحصیب کو اپنا علمبر دار مقرر کرکے نشان اونکو دیدیا۔ اور جرف مین جا کے اوترے جرف بروزن عرف مدینہ کے پاس ایک مقام ادبقا مین ہے۔ اصل مین اوسکا کہود کے پانی نکالنے کو کہتے ہین۔ حضرت اسامہ جرف مین اس لئے ٹہیرے کہ سب لشکر آکے یہان جمع ہوجائے تو آگے بڑہین۔ مہاجرین اور انصار مین سے بڑے بڑے سردار اور اصحاب اس لشکر کے ساتہہ اسامہ کے ماتحت کرکے بہیجے جاتے تہے۔ مثلاً صدیق اکبر۔ فاروق اعظم۔ عثمان ذی النورین۔ سعد بن ابی وقاص۔ ابو عبیدہ بن الجراح۔ سعید بن زید۔ قتادہ بن نعمان۔ سلمہ بن اسلم بن حرس رضی اللہ عنہم۔ یہ بات بعض اصحاب کو شاق گذری اور شکایت کرنے لگے کہ ایک غلام کو آنحضرت نے مہاجرین اولین اور انصار نصرت شعار پر امیر کردیا ہے۔ یہ خبر رفتہ رفتہ آنحضرت کے کانون تک پہونچی۔ آپ کو غصہ آگیا۔ باوجود شدت مرض کے حضور سر اقدس مین پٹی باندہے ہوے گہر سے باہر تشریف لاے اور منبر پر جا کے خدا کی حمد وثنا کے بعد فرمایا۔ اے لوگو تم نے غضب کیا۔ مین نے سنا ہے کہ تم اسامہ کی سرداری پر اعتراض کرتے ہو۔ اسی طرح تم نے اوسکے باپکی سرداری کے بابت چہ میگوئیان کی تہین۔ غزوۂ موتہ مین زید کو بہی تم نے غلام کہا۔ قسم ہے اللہ کی وہی غلام یعنی زید امارت کے لائق نکلا۔ اور اب اوسکا بیٹا اسامہ بہی اپنے باپ کے نام کو دہبہ نہ لگائیگا اور تمکو ثابت کر دکہائیگا کہ مین قابل امارت ہون۔ زید محبوب ترین آدمی تہا۔ اور اسامہ بہی سب سے زیادہ مجہے پیارا ہے۔ دونون باپ بیٹے ہمہ تن صفات ہین۔ پس تمکو میری بات اوسکے حق مین ماننی چاہئے۔ تم اوسکے ساتہہ نیکی سے پیش آؤ وہ تم سب مین

بہترین ہے۔ یہ فرما کے آپ منبر سے اوترے اور گھر مین چلے گئے۔
یہ سنکے سب اصحاب مین کھلبلی پڑگئی اور شکایت کرنیوالون نے نادم وخجل ہو کے توبہ کی۔ یہانتک کہ جناب فاروق اعظم اپنے عہد خلافت مین جب اسامہ کو دیکھتے تو فرماتے۔ السلام علیك ایها الامیر اسامة اسکے جواب مین حضرت اسامہ کہتے غفر الله لك یا امیر المومنین یعنی اے امیر المؤمنین خدا تمہین بخشے آپ مجھے امیر کہتے ہین حضرت عمر فرماتے تھے کہ مین جب تک زندہ رہونگا تمہین امیر کہنا نہ چھوڑونگا کیونکہ جب آنحضرت دنیا سے تشریف لے گئے اوس وقت بہی تم ہم پر امیر تھے۔
غرضکہ اسامہ کی بابت منبر پر آنحضرت نے دسوین ربیع الاول کو یہ باتین ارشاد کی تہین۔ پہر سب لوگ جنہین اسامہ کے ساتھہ جانیکا حکم ہوا تہا گروہ در گروہ اور فوج در فوج حضور نبوی مین آتے اور آنحضرت سے رخصت ہو کر لشکر مین جا کے شامل ہوجاتے تھے۔ بیماری ہر لحظہ اور ہر گھڑی زیادتی پر تہی مگر آپکے منہ سے یہی نکلتا تہا کہ لشکر اسامہ کو جلدی روانہ کرو۔ اتوار کے دن حضور نہایت بے حال ہوگئے۔ اوسیدن اسامہ اپنے لشکر سے آپکے پاس رخصت ہونے آے۔ سر جہکا کے حضور کے سر اقدس اور دست مبارک کو بوسہ دیا۔ مرض کی اوسدم یہ شدت تہی کہ آپ منہ سے بات نہ کر سکتے تھے مگر دست مبارک آسمان کی طرف اوٹہا کے اسامہ پر لاتے تھے۔ اسامہ کہتے ہین۔ مین سمجھتا تہا کہ میرے لئے دعا کرتے ہین۔ پہر اسامہ اپنے لشکر مین چلے آے اور رات بہر وہین رہے صبح پیر کے دن پہر آے۔ دیکھا کہ حضور کو افاقہ ہے۔ اسامہ کو آپنے ہوش مین رخصت کیا اور فرمایا اغد علے برکة الله۔ جب وہ لشکر مین آے اور خود سوار ہو کے لوگون کو روانگی کا حکم دیا تو اونکی والدہ ماجدہ ام ایمن کے پاس سے آدمی دوڑا ہوا آیا اور اوس نے آکے کہا کہ آنحضرت کی طبیعت بہت بگڑ گئی ہے نزع کی

حالت مین ہین ۔ یہ دل ہلا دینے والی خبر سنکر حضرت اسامہ واپس آے اور اونکے ساتھہ ہی سب صحابہ بھی آ گئے ۔

بریدہ بن الحصیب علمبردار لشکر نے علم لا کے آنحضرت کے در دولت پر نصب کر دیا ۔ جب جناب رسول اکرم کی تجہیز و تکفین سے فرصت ہو چکی اور حضرت صدیق اکبر مسند آرا ے خلافت ہو گئے تو جناب خلیفہ برحق نے بریدہ کو حکم دیا کہ اس علم کو لیجا کے اسامہ کے دروازہ پر کھڑا کر دو اور اون سے جا کے کہو کہ جس لشکر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا ہے اوسے لیکر روانہ ہو اسامہ حکم صدیقی کے سنتے ہی جرف مین جا اوترے تا کہ سب لشکر وہان جمع ہو جاے تو آگے کی طرف کوچ کرین ۔

اسی عرصہ مین خبر آئی کہ لوگ سرکش ہو گئے اور بہت سے قبائل عرب نے راہ ارتداد اختیار کی ۔ آگا پیچھا سوچنے والے حضرت صدیق اکبر کے پاس آے اور عرض کی کہ حضور مفسدون اور مرتدون کا علاج ہو جانے دیجیے اوسکے بعد اسامہ کو روانہ کیجیگا ۔ ورنہ جب اتنی بڑی فوج سے مدینہ خالی ہو جائیگا تو باغیون کو حوصلے پیدا ہونگے اور وہ سب مل ملا کے دار السلطنت پر حملہ کر دینگے ۔ اوسوقت مشکل پڑیگی ۔ جناب صدیق اکبر نے لوگون کی اس بات کو قبول نہ کیا اور فرمایا ”اگر اسامہ کو بھیجنے کے سبب سے مجھے مدینہ مین درندے پھاڑ کھائین تو بھی مین اس لشکر کو نہ روکونگا بھلا جس فوج کو رسول اللہ نے روانہ کیا ہے اوسے مین کیسے رکھہ سکتا ہون ۔ فرمان رسول کے خلاف کرنا میری مجال نہین ۔“ البتہ اسامہ سے جناب صدیق نے یہ درخواست کی کہ اگر تم بخوشی خاطر عمر فاروق کو میرے پاس چھوڑ جاو تو بڑی مہربانی ہوگی کیونکہ مجھے اونکی صلاح و مشورہ کی ضرورت پڑیگی تمہاری اجازت سے وہ میرے پاس رہ سکتے ہین ۔ مین تمہاری مرضی کے خلاف اونہین رکھہ نہین سکتا ۔ اللہ اللہ کیسے فرمانبردار رسول تھے کہ بادشاہ ہو کر ایک اپنے

ماتحت سے عرض کرتے تھے۔ چونکہ بات معقول تھی حضرت اسامہ نے جناب عمر فاروق سے کہا کہ ہم آپکو پایۂ تخت کے سنبھالنے کے لئے یہین چھوڑ جانا مناسب سمجھتے ہین جناب عمر اونکو سلام کرکے مدینہ مین چلے آئے۔ واہ کیا قاعدہ اور قانون کی پابندی تھی۔ جس نے صدیق و فاروق کی گردنین جھکا رکھی تھین۔ ایسے ہی لوگون سے پہیہ آگے کو بڑہا ہے اور اتنے مسلمان آج کے دن نظر آتے ہین۔ اگر ہم سے کندۂ ناتراش۔ خودغرض۔ بدلحاظ اور بے قید لوگ ہوتے تو اوسیوقت خاتمہ تہا۔

ماہ ربیع الثانی مین حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ منزل مقصود کی طرف روانہ ہوے اور دہان پہونچکے فتح پائی۔ بہت سے لوگون کو قتل کیا۔ اونکے درختون۔ باغون۔ کہیتون اور گھرون کو برباد کرکے اور پہونک کے برابر کردیا۔ اپنے باپ کے قاتل کو مارڈالا اور بہت سا مال غنیمت لیکر مدینہ مین آگئے۔ خوش نیت اور قوم کے خیرخواہ اور اپنے مطلب پر لات مارنے والون کے کامون مین خدا ایسی ہی برکت دیتا ہے۔ لوگو۔ قوم پر جان فدا کرنیکو ذرا تیار تو ہوجاؤ پھر اگر کچھ نہو تو ہماری ناک حاضر ہے۔ یارو۔ ذرا تو سوچو کہ کیا سے کیا ہوگیا تہا اور کیون ہوگیا تہا اور اب کیا ہورہا ہے اور کیون ہورہا ہے ورنہ تاریخ پڑھنے سے کچھ فائدہ نہین۔ بدرت سلطان بود تراچہ۔ کہنے کو تو بہت سے لوگ کہدینگے کہ صاحب ہم بڑے ہمہ دان ہین سینکڑون تاریخین گھولکر پی چکے ہین مگر جب اونسے عملی نتیجہ پوچھو تو یہ مثل صادق آتی ہے۔ چارپاے براو کتابے چند۔

کہتے ہین کہ لشکر اسامہ کی تیاری کی زمانہ مین آنحضرت نے یہ فرمایا تہا جھزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنہ یعنی لشکر اسامہ کے سامان کی تیاری کرو لعنت کرے اللہ اوسپر جو اسکی مخالفت کرے۔ ابوبکر نے اس سے مخالفت کی اور لشکر کے ساتھ نہین گئے۔

دوسرے آنحضرت نے اس زمانہ مین ابوبکر کو عمرو بن العاص اور اسامہ کا محکوم و مامور کیا تھا۔ اور اون دونون کو ابوبکر پر امیر کردیا تھا پس ابن العاص اور اسامہ کو صدیق اکبر و فاروق اعظم پر فضیلت ہوئی۔

اس مسئلہ تاریخی کی تحقیق سے ہمین یون معلوم ہوا کہ حدیث مذکورہ بالا کا پہلا جز و یعنی جھزوا جیش اسامہ تو صحیح ہے۔ موقع اور زمانہ اور وقت سبکے موافق ہے اسمین ہمکو کیا کلام ہو سکتا ہے مگر دوسرا حصہ لعن اللہ من تخلف عنہ یارون کی گڑہت ہے جیسے عبد الکریم شہرستانی نے بھی ملل و نحل مین موضوع بتایا ہے اگر لعن اللہ من تخلف عنہ کو صحیح بھی مان لین تو آنحضرت نے خود اپنے اوس حکم کو حضرت ابوبکر کے لئے منسوخ کردیا تھا اور امامت کا حکم اونکو دیا تھا اور جب آنحضرت نے انتقال فرمایا تو اجماع امت نے اونہین خلیفہ کردیا اب وہ پایہ تخت کو چھوڑ کے کیسے جا سکتے تھے۔ رہے جناب عمر فاروق اونہین خلیفہ وقت نے جانے نہین دیا نیز حضرت اسامہ خود مصلحت سمجھکے خوشی بخوشی چھوڑ گئے اس حالت مین اگر عمر رضی اللہ عنہ مدینہ سے ایک قدم بھی باہر رکھتے تو گنہگار تھے۔ اور تجہیز جیش کے معنی تو یہ ہین کہ خود ساز و سینگوڑہ لگا کے لشکر کے ساتھ جائے یا لوگون کو جانے پر مستعد کردے اور ضروریات لشکر جتنی ہون سب کو درست و مہیا کردے۔ سو ان امور مین نہ حضرت ابوبکر نے روڑا اٹکایا۔ نہ جناب عمر نے دہکا دیا چنانچہ اس جنگ کے نتیجہ سے ظاہر ہے کہ جیسا حضرت رسول خدا چاہتے تھے ویسا ہی ہوا پھر ناحق کی بک بک سے کیا حاصل۔ اب رہی یہ بات کہ صدیق و فاروق رضہ عمرو بن العاص اور اسامہ کے ماتحت بنائے گئے لہذا ان دونون کو اون دونون پر فضیلت ہے اگر فضیلت کی ندی ایسی ہی بہ نکلی ہے تو ہم کہتے ہین کہ عمرو بن العاص اور اسامہ کو سب جہان پر فضیلت ہے یعنی آنحضرت نے درد سر اور بیماری کی تکلیف مین ضرورت سمجھی کہ گھر سے

نکلکے اور منبر پر چڑہکے علی العموم یون فرمایا۔ "اسامہ بہترین خلائق ہے"۔ اسمین محمد۔ علی حسین حسن۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ مین تم وغیرہ وغیرہ سبھی توآ گئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دار دان باتون کو وہی سمجھے جس نے بادشاہی کی ہو یا بادشاہی کرتا ہو کبھی اکبر و جہانگیر و شاہجہان اپنے محکومون کے فرمانبردار بنتے تھے اور کبھی حکمران۔ جس نے ملکۂ انگلستان کے بیٹے کو ملازمان ہند کی محکومی مین سنا ہو گا وہ کبھی ایسا نکمے گا۔ اہالیان روم بڑے حیلہ باز و مکار تھے اونکی گوشمالی کے لئے عمرو بن العاص ہی موزون تھے جو خود بھی اچھی چالین چلتے تھے اور اسامہ کے باپ کو روم والون نے مار ڈالا تہا۔ اس لئے تجربہ کار سپہ سالار یعنی رسول کردگار نے انہین دونون صاحبون کو مختار جزو کل کر کے اورون کو یہ حکم دیدیا تھا کہ انکے مطیع رہنا تاکہ ٹھٹھیرے ٹھٹھیرے بدلائی رہے۔ ایسی باتون سے فضیلتین ثابت نہین ہوتین کانسٹبل کا کام کانسٹبل کر سکتا ہے اور بادشاہ کا بادشاہ۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخیر ذی الحجہ مین حجۃ الوداع سے مدینہ تشریف لاسے۔ ماہ محرم مین آپنے ملک شام پر جہاد کرنیکی تیاری کا حکم دیا اور اسامہ بن زید بن حارثہ کو لشکر کا امیر کر کے ارشاد فرمایا کہ بلقاء اور دار روم کی طرف سے اردن تک ارض فلسطین مین اور شام مین کافرون پر جہاد کرنا یہان تک کہ وہ مطیع ہون یا اسلام لائین۔

اس لڑائی مین آنحضرت نے مہاجرین اولین اور انصار اور چھوٹے بڑے سب صحابہ کو جانیکا حکم دیا تہا۔ ابوبکر۔ عباس۔ عمر۔ عثمان۔ علی بڑے بڑے جلیل القدر اصحاب اسامہ کے ماتحت کر دئے گئے تھے۔ لیکن جب آپکی علالت زیادہ بڑہی تو آپنے اسامہ سے اجازت لیکے حضرت علی و عباس رضی اللہ عنہما کو اپنی تیمارداری کے لئے مدینہ مین رکھہ لیا۔ اسامہ مدینہ سے ایک کوس چلکے جرف مین ٹھہر گئے وہان سے ابوبکر و عمر اسامہ سے رخصت لیکر آنحضرت کی عیادت کو

آتے تھے اور پھر واپس چلے جاتے تھے۔

حالات مرض موت

اہل سیر روایات صحیحہ و معتبرہ و متواترہ سے بیان فرماتے ہین کہ اپنی اخیر عمر مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا تھا کہ مین اسی سال مین انتقال کر کے حضرت ذوالجلال والاکرام کے جوار صمدیت مین چلا جاؤنگا۔ اس لئے پہلے تو آپنے حجۃ الوداع مین اسکی طرف اشارہ کیا۔ پھر حجۃ الوداع کے ایام منی مین سورہ شریف اذا جاء نصر اللہ والفتح نازل ہوئی۔ آنحضرت نے روح الامین سے پوچھا کہ اے جبریل کیا مجھے اس دار ناپایدار سے رخصت کی خبر دیتے ہو۔ جناب جبریل علیہ السلام بولے وللآخرۃ خیر لک من الاولی۔

عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہین کہ ہمارے مربی اور سرتاج حبیب رب العالمین نے اپنی وفات سے ایک مہینہ پہلے ہمکو اپنی موت کی خبر دیدی تھی۔ ایکدن حضور نے اپنے خاص خاص صحابہ کو جناب عائشہ صدیقہ کے گھر بلایا۔ جسوقت آپکی نظر مبارک ہم سب لوگون پر پڑی بے اختیار رودئے یہ آپکا رونا زیادتی شفقت اور رحم کے سبب سے تھا۔ یہ رقت حضور کو اپنے اصحاب وفادار کی مفارقت کے خیال سے ہوئی تھی جب سب اصحاب حضور کے سامنے جمع ہوگئے تو فرمایا مرحبا کم وحیاکم اللہ بالسلام جمعکم اللہ وحفظکم اللہ ونصرکم اللہ ورفعکم اللہ ووفقکم اللہ وقبلکم اللہ وھداکم اللہ واٰواکم اللہ وکفاکم اللہ سلمکم اللہ ورزقکم اللہ اے لوگو مین تمہین وصیت کرتا ہون اور تقوی اور خدا سے ڈرنے کی نصیحت دیتا ہون اور تمہین خدا کے سپرد کرتا ہون اور خدائے تعالے کو تمہارا مالک وحافظ کرتا ہون اور تمکو خدا کے عذاب سے ڈراتا ہون۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جب ایسی باتون سے ہم لوگون کو یقین کامل

ہوگیا کہ آپ وثوق کے ساتھہ اپنے انتقال کی خبر دیتے ہین تو مین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ
آپکی اجل کب آئیگی - ارشاد ہوا کہ اے عباس فراق اور جدائی کا وقت بہت ہی قریب ہے
اور خداوند تعالی کے پاس جانیکا زمانہ عنقریب ہے - پھر مین نے دریافت کیا کہ اے رسول خدا
حضور کو غسل میت کون دے - فرمایا کہ مردان اہلبیت مین سے رشتہ مین جو میرے بہت ہی
نزدیک ہو وہ میری میت کو نہلاے - مین نے پھر عرض کی کہ آپکو کفن کس کپڑے کا دیا جاے
آنحضرت نے جوابدیا کہ اگر تمہاری خوشی ہو تو یہی کپڑے جو مین پہنے ہون انہین مین مجھے
کفنا دینا نہین تو مصری کپڑے یا حُلّہ یمن یا کسی اور سفید کپڑے کا کفن دیدینا - پھر مین مستفسر ہوا
کہ آپکے جنازہ کی نماز کون پڑہاے - یہ کہکر مجہ سے ضبط نہ ہوسکا بے اختیار ڈاڑہین مار کے
رونے لگا - آنحضرت کی آنکھون سے بھی سیلاب اشک جاری ہوا اور جتنے آدمی اوسوقت
موجود تھے سب پچھاڑین کہانے لگے - جب آنحضرت نے ہم لوگون کی غیر حالت دیکھی تو فرمایا
کہ اے لوگو - کیون روتے ہو - صبر کرو - خدا تمہارے اوپر رحم کرے - تمہارے گناہ بخشے
اور جزاے خیر دے - سنو - مشیت ایزدی مین کسیکو چارہ نہین کیا تمنے نہین سنا -

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید	ز جام دہر مئے کل من علیہا فان

تم کیون رو رو کے ہلکان ہوتے ہو آگاہ ہو کہ میرے جنازہ کی نماز یون ہوگی کہ جب غسل
دے چکو تو کفنا کے جنازہ کو قبر کے کنارہ پر رکھہ دینا پھر ایک ساعت کے لیے سب باہر نکل جانا
اور جنازہ کو تنہا چھوڑ دینا - سب سے پہلے میرے دوست جبرئیل میرے جنازہ کی نماز پڑہینگے
پھر اور فرشتے گروہ در گروہ آتے جائینگے اور نماز پڑہتے جائینگے - بعدہٗ تم سب باری باری سے
آکر نماز پڑہنا مگر جیسا حال تمہارا اسوقت مین نے دیکھا ہے ویسا نہو کیونکہ تمہارے نوحہ اور
گریہ وزاری سے مجھے سخت تکلیف ہوگی بلکہ صبر و شکر سے بڑھکر نعمت نہین - مین بعد مردن ہی

تمہاری آنکھون سے آنسو نکلنے کو گوارا نہین کرسکتا۔ مناسب تو یہ ہے کہ مردان اہلبیت نماز شروع
کرین پھر زنان اہل بیت پڑہین۔ اونکے بعد اصحاب نماز جنازہ پڑہائین۔ لوگو۔ میرے وہ اصحاب
جو اسوقت یہان موجود نہین اونکو میرا سلام پہونچا دینا۔ اور جو کوئی میرے دین کی پیروی کرے
اور سنت کا تابع ہو اوسے قیامت تک میرا سلام ہے۔

یارب صل وسلم دائماً ابداً	علی نبیک خیر الخلق کلہم

پھر مین نے گذارش کی کہ آپکو قبر مین کون اوتارے۔ فرمایا کہ اہلبیت اور اونکے ساتھ بہت سے
فرشتے بھی ہونگے جنہین تم نہ دیکھ سکوگے اور وہ تمہین دیکھینگے۔

روایت ہے کہ اسی سال کے ماہ صفر کے آخر مین آنحضرت کو خداوند کریم کی طرف سے
حکم ہوا تھا کہ گورستان بقیع غرقد مین تشریف لیجا کے آپ وہان کے مدفونون کے لیے مغفرت
وبخشش کی دعا فرمایا کرین۔ حضرت عایشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ ایک رات آنحضرت سوتے
سوتے چونک پڑے۔ لحاف اپنے اوپر سے اوتار کے الگ رکہدیا اور کپڑے پہنکے باہر چلے
مجھے تشویش ہوئی کہ رات کے وقت اندہیرے مین حضور تن تنہا باہر جاتے ہین۔ ہزار
دشمن ہین اور ہزار دوست خدانخواستہ کوئی اونچ نیچ نہو جاے۔ اس لیئے مین نے بریدہ
کو جگایا اور کہا کہ حضور اس سناٹے مین باہر چلے گئے ہین میرا دل نہین مانتا تم بہی ساتھ ہی
لگے اسطرح چلے جاؤ کہ آپکو خبر نہونے پاے۔ حضرت بریدہ بہی میری بات سنتے ہی سیدہی
سپلیک چلے گئے اور ایک عرصہ کے بعد واپس آکے مجھ سے بیان کیا کہ حضور یہان سے بخط
مستقیم بقیع کے قبرستان مین پہونچے اور بہت دیر تک وہان کہڑے رہے اب واپس
تشریف لارہے ہین۔ اتنے مین آپ بھی آکے سو رہے۔ مین نے رات کو کچھ پوچھنا مناسب
نہ سمجھا صبح خدمت اقدس مین گذارش کی کہ رات کو آپ سوتے سوتے گھبرا کے اوٹھے اور فوراً

تن تنہا باہر چلے گئے اور بڑی دیر کے بعد آئے اسکا کیا باعث تہا۔ ارشاد ہوا کہ ای عائشہ اوسی وقت میرے پاس حکم خداوندی نازل ہوا تہا کہ قبرستان بقیع مین جا کر وہان کے مدفونون کے لئے طلب آمرزش و بخشش کر۔ لہذا وہ وقت اس کام کیواسطے مناسب تہا مین اوسی وقت تعمیل حکم کو چلا گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ واقعہ مذکورۂ بالا کے بعد ایکدفعہ اور ایسا ہی اتفاق ہوا یعنی ایک شب کو سوتے سوتے میری آنکھ جو کہلگئی تو مین نے حضور کو بستر پر نپایا۔ گمان کیا کہ اندنون قبرستان جانے کی عادت ہو گئی ہے ضرور وہین تشریف لے گئے ہونگے مگر باہر صحن کی طرف جو نظر کی تو کیا دیکھتی ہون کہ کالی رات سائین سائین کر رہی تہی اور ہاتہہ سے ہاتہہ نہین سوجہتا تہا۔ بہیانک آوازین چارون طرف سے آرہی تہین۔ یہ وہشتناک سمان دیکہکر میرے رونگٹے کہڑے ہو گئے۔ آنحضرت کے تنہا چلے جانے پر رونا آیا۔ بہتیرا دلکو سنبہالتی تہی مگر کسی کروٹ چین نہ آتا تہا۔ گہر مین دیکہتی ہون تو کوئی بہی نہین کہ جس سے اپنا دکہڑا روتی۔ آخر نرہا گیا۔ خود ہی دیوانی باولی ہو کر بقیع کی طرف ٹہوکرین کہاتی ہوئی چلی۔ وہ وقت جب یاد آتا ہے تو اب تک پہریری آجاتی ہے۔ مگر صدقہ خدا کی قدرت کے کہ آنحضرت کو بہی گہر سے نکلے کچہہ بہت دیر نہین گذری تہی آگے چلکے دیکہتی کیا ہون کہ آپ چلے جاتے ہین میری ڈہارس بندہگئی اور حواس درست کرکے حضور کے پیچہے پیچہے ہولی۔ آپ بقیع مین پہونچے اور یہ فرمایا۔ السلام علیکم دار قوم مومنین انتم لنا فرط انا بکم لاحقون اللھم لا تحرمنا اجرھم ولا تفتنا بعدھم اللھم اغفر لاھل بقیع غرقد "

ابو موہیبہ نے فرمایا ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقیع کے گورستان کی طرف تشریف لیچلے۔ مین اور ابو رافع بہی حضور کے ہمراہ ہو لئے آپنے بقیع مین پہونچکے

وہان کے مدفونون کے لئے مغفرت اور آمرزش کی دعا اتنی دیر تک مانگی کہ مجھکو رشک
پیدا ہوا اور دل مین کہا کہ کاش مین بہی مدفونان بقیع مین سے ہوتا تو مجھے بہی اس دعا کا
شرف حاصل ہو جاتا۔

فاتحہ پڑہتے ہین جس قبر پہ وہ شفقت سے	حسرت آتی ہے کہ اس قبر مین ہم کیون نہوے

پہر حضرت نے اہل بقیع کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ اے اہل بقیع تم بڑے خوش
قسمت ہو کہ اللہ تعالے نے تمہین اون سب مصیبتون اور بلاؤن سے محفوظ کرلیا ہے۔
جنمین اس دنیا کے لوگ گرفتار ہین۔ پہر میری طرف متوجہ ہوکے بولے کہ اے ابومویہبہ
اس دنیا کے ماوراجو عالم ہے اوسے ایک سرے سے لگاکے دوسرے سرے تک
میرے سامنے پیش کیا گیا اور پوچہا گیا کہ تم دنیا مین رہنا چاہتے ہو یا بہشت مین رہکے
اپنے پروردگار کا دیدار حاصل کرنا چاہتے ہو۔ مین فوراً بول اوٹہا کہ یارسول اللہ۔ میرے مان
باپ آپ پر سے قربان۔ آپ اس دنیا مین اپنی امت کا ساتہہ نچہوڑین۔ ارشاد ہوا کہ ابومویہبہ
مین دیدار الٰہی سے کیسے انکار کرسکتا تہا اوسکو قبول کرچکا ہون اور امت تو میرے دل کیساتہہ
ہے یہ وہان بہی نہ بہولیگی۔ ابومویہبہ فرماتے ہین کہ یہ سنکر ہم وہان سے چلے آے اور آنحضرت
دولتخانہ نبوت کا شانہ مین داخل ہوتے ہی بیمار پڑ گئے۔

جناب عایشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ میرے ہی گہر سے آنحضرت کو مرض کی ابتدا ہوئی۔
وہین سے دردسر مین مبتلا میرے ہان آے۔ اوسدن میرے سر مین بہی درد تہا مین نے
آپکو دیکھتے ہی کہا "وارا ساہ" یہ سنکر حضور نے ارشاد کیا کہ عایشہ تمہین دردسر سے کیا تکلیف
ہوگی اگر آمین تم مرہی گئین تو اچہا ہے مین تمہاری تجہیز و تکفین توکرونگا اور جنازہ کی نماز پڑہا
دونگا۔ مین حضور کی یہ باتین سنکے نہایت ہی خوش ہوئی اور عرض کی۔ حضور کیا ایسا ہی ہوگا۔

آپنے تبسم فرمایا اور بولے "بل انا وارأساہ" جسکے معنی یہ تھے کہ اے عایشہ تمہارا درد سر
تو اچھا ہو جاییگا مگر میرا درد سر جان ہی لیکر ٹلیگا - پس اتنی باتین کر کے حضور بیبی میمونہ کے گھر
چلے گئے اور مرض کی زیادہ شدت ہوگئی - سب ازواج مطہرات وہین جمع ہوگئین - حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا "این انا غدا" یعنی کل مین کہان ہونگا
یہ سنکر سب کے حواس گم ہو گئے اور باہم ملکے مشورہ کیا کہ اگر خدانخواستہ کچھہ نوعدگر ہوا تو
لوگ طرح طرح کی باتین کرینگے - ہماری ایک نہ سنے گا - مارتے کے ہاتھہ پکڑے جاسکتے ہین
کہنے والون کا منہ کوئی نہین پکڑ سکتا - حضور کو عایشہ کے گھر لیچلو اور سب خدمت کے لیئے وہین
موجود رہو - جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے بھی اتفاق کیا - چونکہ بات معقول تھی اسلیئے
اسی پر عمل کیا گیا - آنحضرت ایک ہاتھہ حضرت عباس کے کندھے پر اور دوسرا ہاتھہ جناب
علی مرتضی کے دوش پر رکھے ہوے میمونہ کے گھر سے حضرت عایشہ صدیقہ کے گھر تشریف
فرما ہوے - ابوبکر صدیق نے خدمت اقدس مین التماس کی کہ حالت مرض مین تیمارداری
اور خدمت کرنیکی اجازت مجھے ملے - ارشاد ہوا کہ ابوبکر اگر اس موقع پر مین بیٹی اور داماد و بیبیون
کو چھوڑ کر تم سے خدمت لون تو ایک تو ان لوگون کو رنج ہوگا دوسرے تم دونون باپ بیٹی
کے حق مین بھی اچھا نہین یہ تو جو خدا نے سوچا ہے وہی ہوگا مگر پیچھے کہنے کو ایک بات یہ
اور ہو جاییگی کہ اپنے فایدہ کے لیئے ابوبکر و عایشہ نے محمد کو مار ڈالا اس لیئے تم دور ہی رہو -
آنکھون سے دیکھنے کو عایشہ - خدمت اور تیمارداری کرنیکو علی اور فاطمہ اور میری اور بیبیان
بہت ہین غرضکہ دونون یارغارون مین باہم سمجھوتے کی باتین ہوگئین اور حضرت صدیق اکبر
چپ ہو رہے - الحاصل حضرت عایشہ صدیقہ کے گھر زمانہ مرض گذرا اور جناب علی و فاطمہ
تیماردار رہے - جمیع ازواج اوپر کے کام کاج کو ہر وقت حاضر رہتی تہین - اور مرض روز بروز

ترقی پر تھا۔ جناب عایشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ آنحضرت شدت مرض سے نہایت ہی بیقرار تھے اور کسی پہلو حضور کو چین نہین پڑتا تھا۔ مین نے ایک بار خدمت مین عرض کی کہ حضور اگر ہم مین سے کوئی بیمار ہوکر ایسی اضطرابی ظاہر کرے تو آپ اوسپر خفا ہون کہ اسکو ذرا بھی درد و مصیبت کی برداشت نہین ہے۔ آنحضرت بولے۔ عایشہ۔ میرا مرض بہت ہی سخت ہے۔ خدا مومنین اور صالحین پر سخت بلائین بھیجا کرتا ہے اور جتنی بڑی ایذا اور تکلیف مین اوسے مبتلا کرتا ہے اوتنا ہی بلند درجہ اوسے دیتا ہے اور خطائین معاف فرماتا ہے۔

عبد اللہ ابن مسعود فرماتے ہین کہ ایک دن مین حضور کی عیادت کو گیا دیکھا کہ بشدت بخار چڑھا تھا۔ مینے تن نازنین پر ہاتھہ جو رکھا تو مجھے برداشت نہوئی۔ معاً ہٹا کر تاسف کے ساتھہ عرض کی کہ ہاے آپکو تو کمال تکلیف ہے۔ ارشاد ہوا کہ اے ابن مسعود۔ تم دو آدمیون کے برابر مجھہ ایک کو بخار ہے۔ مین نے کہا کہ آپ کو اجر بھی خدا زیادہ دیگا۔ فرمایا کہ "آمین" اے عبد اللہ خداے تعالے جس اپنے ایماندار بندہ کو ایذا و تکلیف یا بیماری دیتا ہے تو اوسکے عوض مین معافی و برکات بھی زیادہ مرحمت فرماتا ہے۔

ابو سعید خدری نے فرمایا ہے کہ جسوقت مین عیادت نبوی کو گیا تھا تو حضور قطیفہ پہنے تھے اور حدت تپ اوسکے اوپر سے محسوس ہوتی تھی میری ہمت اتنی نہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر ہاتھہ رکھون مین تعجب سے سبحان اللہ کہہ رہا تھا کہ آپ کو میری حیرانی اور پریشانی معلوم ہوگئی۔ فرمایا کہ اے ابو سعید کسی پر بلا و مصیبت انبیا سے زیادہ نہین آتی اور جتنی ایذا و تکلیف انبیا کو زیادہ ہوتی ہے اوتنا ہی اجر بھی اونکو زیادہ ملتا ہے۔ حق سبحانہ تعالے نے اکثر نبیون کو حالت صحت مین بھی ایسی ایسی تکلیفین دی ہین جنکے بیان سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین مثلاً بعض انبیا کھانے پینے اور کپڑے سے اسطرح محتاج ہوجاتے تھے کہ سواے

ایک عبایا ایک چادر کے اونکے پاس ایک چیتھڑا بھی نہ رہتا تھا اور کھانے کو پیٹ بھر کے سوکھی روٹی جو کی بھی نصیب نہ ہوئی اوسپر اونہین زحمت و خوشی اوتنی رہتی تھی جتنی کہ عام لوگون کو بادشاہت ملنے سے ہوتی ہے بس جو تکلیف بیماری و مرض موت مین لاحق ہوتی ہے اوسے مصیبت و بلا نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ وہ یار کے ملنے کا وسیلہ ہے اور دوست کے وصل کی دوا۔

بشیر ابن البرا ابن معرور کی والدہ ماجدہ فرماتی ہین کہ مین بیماری کے زمانہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے گئی اور شدت حرارت دیکھکے گذارش کی کہ یا رسول اللہ میری جان آپ پر سے قربان۔ مینے ایسا بخار اپنی زندگی بھر مین کسی کو نہین دیکھا۔ یہ شدت کیسی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اے ام بشیر یہ اوس زہریلے گوشت کا اثر ہے جو خیبر مین مجھے اور تمہارے بیٹے کو کھلایا گیا تھا۔ اب رشتہ حیات منقطع ہونے کے وقت اوسکا اثر پیدا ہوا ہے۔ اسمین حکمت خدا یہ تھی کہ آخری دم مین حضور مرتبہ شہادت سے فائز ہون۔

احادیث صحیحہ مین جناب عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہوتا تو حضور یہ دعا اذهب الباس رب الناس اشف انت الشافی لاشفاء الاشفاءك اشفع شفاءً لا یغادر سقما پڑھکے اوسپر دم کرتے اور اپنا دست مبارک مریض کے جسم پر پھیر دیتے تھے۔ اگر خود کبھی علیل ہوے تو بھی یہی دعا پڑھکے اپنا ہاتھ اپنے جسم اقدس پر پھیر لیا۔ مگر جب حضور مبتلاے مرض موت ہوے تو مین نے ایک دن یہ دعا پڑھی اور چاہتی تھی کہ آپ کا ہاتھ پکڑ کے آپ کے جسم اطہر پر پھیردون کہ آپ نے زور سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا رب اغفرلی والحقنی بالرفیق الاعلی۔ ہر مریض کے لئے دعاے صحت مانگنا آپ کی عادت مین داخل تھا اور اکثر اپنی بیماری مین بھی حضور دعاے صحت مانگا کرتے تھے مگر اس دفعہ کسی دن آپکو دعا کرتے نہ دیکھا جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپکو اپنی موت کی خبر پہلے سے تھی۔

حالت مرض مین جناب جبریل امین علیہ السلام تشریف لاے اور کہا اُے محمد خداے تعالے نے تمہین سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ اے میرے پیارے دوست تم چاہو تو مین تمہین شفا دون نہین تو وصال اور وفات اور مغفرت تمہارے واسطے موجود ہے۔ آنحضرت صلعم نے جوابدیا مین نے اپنا ہر کام خداے بزرگ و برتر کے سپرد کیا وہ میرے حق مین جس بات کو بہتر سمجھے کرے ؎

حضرت عایشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ہر ادا جناب رسول خدا سے بہت ہی مشابہ تھی۔ حسن سیرت و استقامت و منظر و سکینہ و وقار و قیام و قعود حضرت بتول کا بالکل ویسا ہی تھا جیسا کہ رسول مقبول کا۔ جب جناب فاطمہ رسول خدا صلعم کے پاس آتین توآپ اونکی تعظیم کے لئے سروقد کھڑے ہوجاتے اور ہمہ تن گوش ہوکے اونکی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ اور جب تک حضرت فاطمہ خدمت اقدس مین حاضر رہتین آپ دوسری طرف توجہ نہ کرتے۔ غرضکہ اون سے حضور کو اتنا انس تھا کہ اونہین اپنے جگر کا پارہ اور آنکھون کا تارہ سمجھتے تھے۔ اونکو تعظیماً اپنی جگہہ پر بٹھاتے تھے اور جب رسول خدا فاطمہ کے گہر تشریف فرما ہوتے تو وہ بھی حضور کی ایسی تعظیم و تکریم کرتی تہین کہ آج تک کسی بیٹی نے اپنے باپ کی نکی ہوگی۔ جب ہمارے مربی و سرپرست بیمار ہوے تو آدمی بھیجکر جناب فاطمہ کو اپنے پاس بلوالیا۔ آپ آئین تو فرمایا۔ مرحبا یا بنتی" اور اونکو اپنی داہنی طرف بٹھایا اور باتین کرنے لگے۔ جب جناب فاطمہ باتین کرتے کرتے رونے لگین تو حضور نے اون سے کچھہ ایسا کہدیا کہ وہ باغ باغ ہوگئین۔ حضرت عایشہ فرماتی ہین کہ مینے فاطمہ سے دریافت کیا کہ اے بنت رسول اکرم تمسے حضور نے کیا کہدیا کہ تم روتے روتے ہنس پڑین۔ فاطمہ زہرا نے جوابدیا کہ وہ ایک بھید کی بات ہے مین تمسے کہہ نہین سکتی۔ مین یہ سنکے خاموش ہو رہی جب مسلمانون کے سچے غمگسار اور رسول پروردگار نے اس دنیاے ناپایدار کو ویران

کردیا اور آپ کے انتقال کو بہت دن ہو گئے تو ایک دن مجھے پھر وہی بات یاد آئی اور مین نے فاطمہ سے پوچھا کہ اے بنت رسول خدا بتاؤ تو سہی کہ اوس دن روتے روتے دفعتاً ہنس پڑنیکا باعث کیا تھا۔ فاطمۃ الزہرا بولین کہ اوس روز پہلے تو پدر بزرگوار نے فرمایا کہ بیٹا ہر سال روح الامین ایک دفعہ میرے ساتھہ تلاوت فرقان حمید کیا کرتے تھے۔ ابکی خلاف معمول دو دفعہ قرآن پاک کا ورد اونہون نے میرے ساتھہ کیا ہے اس سے مجھے معلوم ہوا کہ اب میری موت قریب ہے۔ یہ سنتے ہی خون فرزندی نے مجھہ مین جوش مارا۔ مین بے اختیار رونے لگی۔ مجھے روتا دیکھکے آپکی حالت متغیر ہو گئی۔ آپنے اپنا دل سنبھال کے میرے کان مین یہ کہدیا کہ اے جان پدر تو کیون مغموم ہوتی ہے میرے اہل بیت مین سب سے پہلے تو ہی مجھہ سے جنت مین آملیگی اور جمیع زنان بہشت کی سردار و سیدہ تو ہی ہوگی۔ یہ سن کے مجھے ایسی فرحت و خوشی ہوئی کہ روتے روتے ہنس پڑی۔ اوسی وقت حضرت جبرئیل یہ خوشخبری لے کے نازل ہوے کہ دنیا مین کوئی عورت حق سبحانہ تعالے نے ایسی نہین پیدا کی جسکی ذریت فاطمہ سے زیادہ ہو۔ بیشمار اولیا اور مقربان خدا فاطمہ کی اولاد مین ہونگے۔ اور فاطمہ تمام جہان کی عورتون مین نامور ہوگی۔ پس اے فاطمہ تمہارا صبر بھی دنیا کی سب عورتون سے بڑھ چڑھ کے ہونا چاہئے۔ آنحضرت صلعم کو معلوم تھا کہ فاطمہ کے لئے یہ اغم مفارقت بہت شاق ہوگا اسلئے خدا اور رسول دونون نے جناب فاطمہ کی دلجوئی کی تاکہ آنحضرت کے رنج سے وہ زیادہ ہلکان نہون۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ حالت مرض مین حضور حجرۂ شریف سے باہر آکے منبر پر تشریف لے گئے اور حمد الٰہی کے بعد لوگون کو نصیحت فرمانے لگے۔ ابوبکر صدیق کو آپ کی باتین سنکر ایسا جوش رقت ہوا کہ روتے روتے آپکی ہچکی بندھ گئی۔

اور آفتاب رسالت کے لب بام ہونیکا سمان اونکے سامنے بندھ گیا۔ اوسی خطبہ مین آنحضرت نے یہ وصیت بھی فرمائی تھی کہ صحن مسجد مین سوائے ابوبکر کے اور کسی کے گھر کا دریچہ نرہے اس سے مراد آنحضرت کی یہ تھی کہ عائشہ صدیقہ کا حجرہ جہان ہے اور جیسا ہے ویسا ہی اور وہین قائم رہے۔

احادیث صحیحہ مین سعید نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جمعرات کو ایک امر عجیب واقع ہوا یعنی آنحضرت نے شدت مرض مین فرمایا کہ آؤ مین تمہارے لئے ایک نوشتہ لکھدون تاکہ میرے بعد تم گمراہ نہو جاؤ۔ یہ سنکر اہلبیت نے باہم اختلاف کیا کسیکی تو یہ رائے ہوئی کہ سامان لکھنے کا لانا چاہئے تاکہ آنحضرت جو کچھ لکھوانا چاہتے ہین لکھوا دین۔ اور بعض نے یہ مناسب سمجھا کہ اشتداد مرض مین آپکو تکلیف نہ دینا چاہئے۔ اس ردوبدل کی آواز آنحضرت نے جو سنی تو آپکو ناگوار ہوئی اور لکھانے کو موقوف رکھا اور فرمایا۔ جسے باتین کرنا ہو وہ مجھ سے دور بیٹھکے کرے۔ جناب عمر فاروق نے لوگون سے کہا کہ حضور کو اسوقت نہایت تکلیف ہے اور درد ہر لحظہ بڑھتا جاتا ہے۔ حسبنا کتاب اللہ۔ تمہارے پاس قرآن موجود ہے اوسکے احکام کے بموجب چلے جاؤ۔ غرضکہ یہ امر پوشیدہ رہا کہ حضور اوسوقت کیا لکھواتے تھے۔ لیکن جمیع حالات پر نظر کر کے ہم اتنا ضرور کہہ سکتے ہین کہ یہ پنجشنبہ کی بات ہے۔ اسکے بعد حضور کئی دن زندہ رہے اور اس اثنا مین کئی بار آپکو افاقہ بھی ہوا اور آپ نے وعظ و نصیحت کے طور پر بہت کچھ فرمایا۔ اگر اس قصہ قرطاس مین منصب رسالت کے متعلق کوئی اہم بات ہوتی تو آپ بعد مین ضرور فرما دیتے۔ علاوہ ازین جب اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی نازل ہو چکا تھا تو اہم مسئلہ باقی رہ ہی نہین سکتا تھا ورنہ خدا کا کلام لغو ہوتا ہے۔

اسکے بعد کئی دفعہ ایسا ہوا کہ آپ کے بخار مین کمی ہوئی اور بہت کچھ افاقہ ہو ہو گیا اوس

افاقہ کے اوقات مین حضور مسجد تشریف لیجاتے تہے اور وہان ہر طرح کی نصیحتین اور وعظ لوگون کو فرماتے تہے۔ چنانچہ ایکبار بخار کی شدت مین آپنے فرمایا کہ میرے اوپر سات مشک پانی چہوڑ دو۔ اصحاب نے پانی ڈالنا شروع کیا اور جب تک آنحضرت صلعم نے ہاتہ کے اشارہ سے منع نہ کیا اوسوقت تک ڈالتے ہی رہے۔ اس ترکیب سے کچہ افاقہ ہوا تو آپ نے مسجد مین جا کے اصحاب کے ساتہ نماز پڑہی اور حمد و ثناے خدا کے بعد بہت سی نصیحت کی اور ہی کئی بار ایسا ہوا۔

ایکبار عشا کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے در دولت پر آکے آواز دی الصلوٰۃ یا رسول اللہ۔ اوسوقت حضور کو شدت سے بخار تہا اور جسم بہاری معلوم ہوتا تہا اسلئے آپ باہر نہ جا سکے حضرت بلال سے فرمایا کہ صدیق اکبر سے جا کے عرض کرو کہ امامت کر کے نماز پڑہا دین۔ عائشہ صدیقہ یہ سنکر بولین کہ حضور میرے باپ نہایت رقیق القلب اور کثیر الحزن ہین اونہین امامت کا حکم نہ دیجئے وہ آپ کے مقام پر کہڑے ہو کر تاب نہ لا سکینگے۔ گریہ و بکا سے اونکا حال غیر ہو جائیگا پہر نماز کیسے پڑہائینگے۔ بہتر ہے کہ نماز کی امامت کا حکم عمر فاروق کے نام صادر ہو۔ یہ سنکر آپ نے عائشہ کی طرف سے منہ پہیر لیا اور کچہ جواب نہ دیا۔ اونہون نے دوبارہ عرض کی۔ صداے برنخاست۔ جب تیسری دفعہ حضرت صدیقہ نے التماس کی کہ حضور میرے باپ کو امامت سے معاف رکہیے آپکی جگہہ خالی دیکہکے اون کی جان پر آبنیگی عمر خطاب نماز پڑہا دینگے۔ تو آنحضرت صلعم نے چین بجبین ہو کے جوابدیا کہ بس زیادہ نہ بکو ابوبکر ہی کو نماز پڑہانا پڑیگی۔ حضرت عائشہ اپنا سا منہ لیکر رہگئین۔ جناب حفصہ کے پاس پہونچین اور کہا۔ لو میرے باپ کی جان بچالو۔ اونہون نے پوچہا خیر تو ہے کیا ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولین کہ ابا جان کے نام امامت کا حکم صادر ہوا ہے۔ وہ جب آنحضرت کی جگہہ

نماز مین خالی دیکھینگے تو فوراً اونکی چھاتی پھٹجائیگی - للہ بہن تم آنحضرت سے جاکے کہو اور اپنے
باپ کے نام نماز کی امامت کا حکم منتقل کرالو - تمہارا کہنا حضور مان لینگے اور میرے باپ کی
مخلصی ہوجائیگی - مین تمہارا یہ احسان عمر بہر نہ بہولونگی - حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو صدیقہ کے
بلکنے پر ترس آگیا - دوڑی ہوئی خدمت نبوی مین پہونچین اور گذارش کی کہ حضور ابوبکر مین تو اسبات
کی مجال نہین کہ آپکی جگہہ امام بنین - اگر فرمائے تو مین اپنے باوا جان سے کہدون - آنحضرت
اون سے بھی ناراض ہوگئے اور فرمایا مہ انکن لانتن صواحب یوسف مروا ابابکر
یصلی بالناس یہ جواب سنکے جناب حفصہ نے بہی خاموشی اختیار کی اور حضرت صدیقہ سے
کہا کہ واہ بوا تم نے مجھے بہی خفیف کرایا - حالت مرض مین حضور مجہہ سے بھی رنجیدہ ہوگئے -
غرضکہ حضرت بلال نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جاکے کہدیا کہ آپ کو حکم ہوا ہے
آپ اسوقت ہمارے امام بنجائین - جناب صدیق اکبر روتے ہوئے مسجد کی طرف چلے اور
محراب مسجد کو آنحضرت سے خالی دیکھکے دفعتاً ایک پچھاڑ کہائی اور روتے روتے بیہوش ہوگئے
انکی یہ حالت دیکھکے تمام مسجد مین کہرام مچگیا - جو تہا اپنے کپڑے پہاڑے ڈالتا تھا اور سر پیٹتا
تہا - حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب زرد روکے یہ کہتے تھے واغوثاہ وانقطاع رجاہ وانکسار
ظہراہ کیا اچہا ہوتا جو میری مان مجھے نہ جنتی اگر جنی تو کیا خوب ہوتا کہ رسول خدا سے پہلے
مین مرجاتا اور پیغمبر کا یہ حال نہ دیکہتا تو قیامت بپا ہوجاتی تہی اور لوگ سر پٹکتے پٹکتے بے حال
ہوجاتے تھے - قصہ مختصر صدیق و بلال اپنی جان تو کہو ہی رہے تہے مگر حاضرین مسجد کو بھی
مرغ بسمل کی طرح تڑپا رکہا تہا - جب مسجد ماتمکدہ ہوگیا اور گریہ و بکا کی آسمان پر پہونچکے کروبیون
کو بھی بیچین کردیا تو آنحضرت نے بھی غش سے آنکہہ کہولی اور پوچھا - فاطمہ - کیا حشر بپا
ہوگیا - جناب بتول نے عرض کی ابا جان مسجد مین لوگون نے آپکو غیر حاضر دیکھکے اپنی

جان کہونا شروع کردی ہے اور نماز پڑہنا بہو لگئے ہین عجب نہین کہ وشی ہیں جان سے بھی گذر گئے ہون ؟ آنحضرت نے انکھون مین آنسو ڈبڈبا کے فرمایا کہ بلاؤ علی اور عباس کو۔ جب یہ دونون صاحب رضی اللہ عنہما حاضر ہوے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ایک ہاتہہ جناب علی مرتضی کے دوش پر اور دوسرا حضرت عباس کے کندہے پر رکہکے مسجد مین تشریف لاے اور نماز پڑہائی - بعد نماز کے فرمایا کہ اے مسلمانو - تم خداوند تعالے کی پناہ مین ہو تقوی کو اپنے اوپر لازم کرو اور خدا سے ڈرتے رہو اور اوسکے فرمانبردار بنو - بالتحقیق مین دنیا سے انتقال کرنیوالا ہون - خاطر جمع رکہو - خدا اب تمہارے ساتہہ رہیگا -

ایک دفعہ آنحضرت کے مرض کی شدت اور بیحالی مین اصحاب نماز عشا کے وقت مسجد مین جمع ہوے آپکی تشریف آوری کا انتظار کر رہے تہے کہ آپنے عایشہ صدیقہ سے پوچھا کیا نماز ہوگئی - جناب صدیقہ نے جوابدیا ابھی تو نہین ہوئی لوگ آپ کے منتظر ہین - آنحضرت صلعم نے پانی منگا کے بدن دہویا اور مسجد مین جانیکا قصد کیا تہا کہ غش آگیا - جب ہوش ہوا تو پہر عایشہ سے دریافت کیا - نماز ہو چکی - اونہون نے عرض کہ کی نہین لوگ آپ کے انتظار مین بیٹہے ہین - آپنے وضو کرکے جانیکا ارادہ کیا تہا کہ پہر ظالم غش نے آستایا - جب پہر ہوش ہوا تو جانیکا قصد کیا مگر لڑکہڑا کے گر پڑے اور بیہوش ہوگئے - جب یہی اتفاق تین چار دفعہ ہوا تو آپ لاچار ہوگئے اور ابو بکر صدیق سے کہلا بہیجا کہ تم نماز پڑہا دو - جناب صدیق اکبر پر یہ سنکر پہر غم کا پہاڑ گر پڑا - رو رو کر اپنی جان ہلکان کرڈالی اور عمر فاروق سے کہنے لگے کہ بہائی مہربانی فرماکے تمہین اسوقت امامت کرو - فاروق اعظم بولے کہ نہین آپ کے سامنے مین امام نہین بن سکتا اسکے لایق اور مستحق آپ ہی ہین - آخر اوسی حالت گریہ و بکا مین جناب صدیق اکبر نے اپنی چہاتی پر پتہر کی سل رکہکے نماز عشا پڑہائی - رات کو آنحضرت کے مرض مین

کمی ہونے لگی اور دوسرے دن ظہر کے وقت تک اچھی طرح افاقہ ہوگیا۔ آپ عین نماز کے وقت ایک ہاتھہ حضرت عباس اور ایک ہاتھہ کسی اور شخص کے دوش پر رکھے ہوے مسجد مین رونق افروز ہوے۔ دیکھا کہ جناب صدیق نماز پڑہا رہے ہین۔ آپنے حضرت عباس سے فرمایا کہ مین بہت خوش ہوا کہ ابوبکر بغیر میرے نماز پڑہانا سیکھہ گئے خدا مبارک کرے۔ مجھے لیچلکے تم ابوبکر کے پہلو مین بٹھادو۔ حضرت عباس نے حضور کو لیجا کے وہین بٹھادیا صدیق اکبر کو جب معلوم ہوا کہ حضور تشریف لے آئے تو عین نماز مین چاہا کہ مین سرک کے آنحضرت کے پیچھے ہوجاؤن لیکن حضور نے منع کیا اور اشارہ سے فرمایا کہ تم اپنی جگہہ قائم رہو۔ واضح ہو کہ اس نماز مین جناب صدیق تو آنحضرت کے مقتدی تھے اور باقی لوگ سب حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑہتے تھے یعنی صدیق اکبر تو آنحضرت کے رکوع وسجود کی اقتدا کرتے تھے اور باقی سب لوگ حضرت ابوبکر کی آواز تکبیر سے رکوع وسجود کرتے تھے۔

عبد اللہ ابن عباس سے بروایت صحیح ثابت ہے کہ حضور صلعم کی بیماری کے زمانہ مین ایک دن حضرت علی مرتضی دولتخانہ نبوت کاشانہ سے برآمد ہوے۔ لوگون نے دریافت کیا کہ حضرت ہمارے سرکار کا مزاج کیسا ہے۔ حضرت علی مرتضی نے جوابدیا۔ الحمد للہ آج اچھے ہین اور بہت افاقہ ہے۔ حضرت عباس علی مرتضی کا ہاتھہ پکڑ کے الگ لے گئے اور کہا کہ اے ابوالحسن تم تو یہ کہتے ہو کہ آنحضرت کو آج افاقہ ہے اور میرا تجربہ مجھہ سے یہ کہہ رہا ہے کہ انکی زندگی مین اب دوہی تین دن باقی ہین کیونکہ جو علامت بنی عبد المطلب کے چہرہ پر موت سے پہلے نمودار ہوجاتی ہے وہ بالکل مین نے آج حضور کے چہرہ انور پر دیکھی میری راے مین تو اب ہم لوگون پر مصیبت کے دن آہی گئے۔ سچ جانو کہ اب آپکی وفات کا زمانہ نہایت قریب ہے مناسب یہ ہے کہ ہم تم دونون ملکے حضور کے پاس چلین اور پوچھہ لین کہ آپ کے بعد

خلافت کسکو ہوگی - پس اگر آنحضرت کو خلافت ہم مین سے کیکو دینی ہوگی تو ابھی معلوم ہو جائیگا اور اگر کسی دوسرے کو اونہین اپنا جانشین بنانا ہے تو ہم ابھی اپنے لیے کوشش بھی کر سکتے ہین اور اپنی سفارش بھی کرا سکتے ہین - یہ سنکر حضرت علی نے جواب دیا کہ چچا جان ایسا سوال کرنے مین مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر آنحضرت نے اسوقت ہمین خلافت دینے سے انکار کردیا تو پھر کبھی ہمین خلافت نہ مل سکیگی اس لیے مین تو ایسا سوال کرنیکو آنحضرت کے پاس ہرگز نجاؤنگا میری بلا سے کوئی خلیفہ ہو مین طالب دنیا شہرہ ہونا نہین چاہتا - آپ اگر اپنے لیے پوچھا چاہتے ہین تو جا کے دریافت کرلین آپکو اختیار ہے - چونکہ حضرت علی نے بڑی دور کی بات کہی تھی حضرت عباس بھی اوسے معقول سمجھکے خاموش ہو رہے -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انتقال سے پانچ دن پہلے اصحاب کرام اور ازواج مطہرات کو وصیت کی کہ خبردار اور ہوشیار میری وفات کے بعد تم میری قبر کو سجدہ و معبد ہرگز نہ بنانا جیسے کہ گذشتہ امتون نے اپنے نبیون کی قبرون کو پرستش گاہ بنالیا ہے پھر چادر سے منہ ڈھانک کے حق سبحانہ تعالے سے یہ دعا مانگی "یا الہی میرے بعد میری قبر کو بتون کی طرح نہ پوجوائیو اور جن لوگون نے اپنے انبیا کی قبرون کو معبد بنالیا ہے اونپر اپنا غضب نازل فرما" عایشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ اگر آنحضرت صلعم ایسی تاکید شدید نہ فرما جاتے اور اصحاب وازواج کو اپنی قبر کی تعظیم و پرستش سے منع نکرتے تو بیشک آپکا مزار معلی کھلا ہوا بنایا جاتا -

ایکبار حضور کے پاس چند اشرفیان بطور نذرانہ کے آئی تھین آپنے اونمین سے بہت سی تو اوسی وقت فقرا و مساکین کو دیدین - چھہ سات باقی رہگئین اونہین حضرت صدیقہ کو دیا اسکے بعد ہی مرض کی ایسی شدت ہوئی کہ آپکو غش آگیا جب ہوش ہوا تو دریافت

فرمایا کہ عایشہ وہ اشرفیان کیا ہوئین - صدیقہ نے التماس کی کہ حضور وہ میرے پاس ہین -
ارشاد ہوا کہ اونہین رکہنا نہین فقیرون مین بانٹ دینا یہ فرما کر حضور پہر بیہوش ہو گئے - صدیقہ
تیمارداری کی فکر مین اشرفیون کا بانٹنا بہول گئین - جب آنحضرت کو پہر ہوش ہوا تو اشرفیون
کی بابت پوچہا - عایشہ بولین مجہے تو آپ کی بیماری نے ایسا بدحواس کر دیا ہے کہ اشرفیان یاد
نہ رہین وہ جیسی کی تیسی دہری ہین - ارشاد ہوا کہ مجہے دو - اونہین اپنی ہتیلی پر رکہکے گنا اور گنکے
علی مرتضی کے پاس بہیجدین کہ انہین اسی وقت محتاجون کو دیدو - جب وہ تقسیم ہو گئین اور جناب
حیدر کرار نے آ کے حضور کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کہ اب میرے دلکو چین آیا ہے اور خاطر
جمع ہوئی ہے -

ایک دفعہ حالت بیہوشی مین امہات مومنین نے کوئی دوا حضور کے منہ مین ٹپکا دی تہی
آپکو اوسکا ٹپکانا ناگوار ہوا ہاتہہ کے اشارہ سے منع کیا کہ یہ دوا میرے منہ مین نہ ڈالو - ازواج مطہرات
سمجہین کہ اس لئے منع فرماتے ہین کہ اب دوا سے کوئی فائدہ متصور نہین - جب حضور ہوش مین
آے اور دوا ٹپکانے کا حال بخوبی آپکو معلوم ہوا تو پوچہا کہ یہ کیا دوا تہی - ازواج نے التماس کی کہ
ہرڑ ہندی اور تہوڑا سا ورس اور چند قطرے روغن زیت کے تہے - آنحضرت صلعم نے پوچہا کہ
یہ دوا تمہین کس نے بتائی - اونہون نے جواب دیا کہ اسماء بنت عمیس نے - آنحضرت بولے کہ
اونہون نے یہ دوا دیار حبشہ مین سیکہی ہوگی - اچہا یہ بتاؤ کہ تم لوگون نے میرے مرض کو کیا
تشخیص کیا ہے جو یہ دوا میرے حلق مین ٹپکا دی - ازواج نے کہا کہ ہمین تو ذات الجنب کا
گمان ہے - ارشاد ہوا کہ استغفر اللہ یہ شیطانی مرض خداوند کریم مجہے ہرگز نہ دیگا اس لئے تمہاری
یہ سزا ہے - کہ یہی دوا گہر کی سب عورتون کے منہ مین ٹپکائی جاے - وہان تو سواے فرمانبرداری
کے اور کچہہ کام نہ تہا ایک عورت نے دوسری کے گلے مین جہٹ ٹپکا دی یہانتک کہ حضرت میمونہ

اوس دن روزہ سے تہین اونکے گلے مین بھی وہ وا ٹپکائی گئی۔

اسے محبان سیدالانبیا وا سے شیفتگان جناب مصطفے جان کھونے اور خاک اوڑانے کا وقت پاس آیا۔ آفتاب سپہر رسالت عنقریب غروب ہونے والا ہے۔ اگر اپنے گناہون کی فرد کو دھونا چاہتے ہو تو جی بھر کے رو لو۔ دیکھو ملک الموت اعرابی کی شکل بنا سے دروازۂ نبوی پر کھڑا ہوا کہتا ہے "السلام علیکم یا اہلبیت تم پر خدا کی رحمت ہو اگر حکم ملے تو اندر آؤن"۔ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اوسوقت حضور کے سرہانے بیٹھی تہین بولین "اسوقت رسول خدا کو شدت مرض سے نہایت تکلیف ہے تم سے گفتگو نہ کر سکینگے بہتر ہے کہ واپس چلے جاؤ"۔ ملک الموت نے دوسری دفعہ پھر اجازت طلب کی۔ جگر گوشۂ رسول جناب بتول نے پھر وہی جوابدیا جو پہلے دیا تھا۔ تیسری دفعہ قابض ارواح نے ایسے کڑک کے اجازت مانگی کہ اوسکی ہیبت سے زمین اور درودیوار ہلگئے اور آنحضرت نے بھی بیہوشی سے چونک کے پوچھا کہ بین۔ یہ کون سی آفت آئی۔ حاضرین نے عرض کی کہ ایک اعرابی دروازہ پر کھڑا ہوا گھر مین آنے کی اجازت مانگتا ہے فاطمہ نے ہر چند کہا کہ حضور مرض کے باعث بیہوش ہین تم سے بات نہ کر سکینگے مگر نہین مانتا۔ ناحق غل مچاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اسے لوگو یہ اعرابی نہین بلکہ ملک الموت ہے لذتون کا مٹانیوالا۔ آرزو اور خواہشون کا منقطع کرنیوالا۔ جماعتون مین جدائی اور دوری ڈالنے والا۔ عورتون کا بیوہ کرنیوالا۔ بچون کا یتیم بنانیوالا۔ جناب فاطمہ زہرا یہ سنتے ہی پچھاڑ کہا کے گر پڑین آنحضرت نے باوجود ضعف کے جلدی سے اوٹھکے اونہین اپنے گلے لگا لیا۔ جناب فاطمہ کی آنکھین بند اور جسم محض بے حس و حرکت تھا۔ حضور سمجھے کہ بیٹی نے میرے غم مین مجھ سے پہلے دنیا کو چھوڑ دیا۔ اس خیال کا دل مین سمانا تھا کہ خود بھی تڑپ کے بیہوش ہو گئے۔ افسوس صد ہزار افسوس کیا مصیبت کا وقت تھا ان عاشق و معشوق باپ بیٹی کے کرب سے پتھر کا

جگر بھی پانی ہوتا تھا لوگون کے حواس باختہ ہوگئے بھلا ایک وقت مین دو دو جنازون کو کیسے
سنبھالتے - تیمارداروں مین جو زیادہ دلیر تھے وہ جون تون کرکے حضرت فاطمہ کو ہوش مین
لائے اور تب پہلے رسول کو دکھا کے بولے کہ ہاے فاطمہ تمنے غضب کیا کہ پچھاڑ کھا کے
رسول اللہ کو بن آئی مار ڈالا - اب کیا تھا دیوانہ راہیے بس است دوسری قیامت شروع
ہوگئی - فاطمہ نے باپ کا سر تو سینہ پر رکھ لیا اور وہ بین کی کہ زمین و آسمان لرزنے لگے - ایک
چیخ آسمان کے پار ہوجاتی تھی تو دوسری زمین کو پھاڑے ڈالتی تھی - جسوقت فاطمہ کہتی تھین
وا محمداہ نوبت المدینة تو سننے والون کے جگر شق ہوتے تھے - آخر کار جب بہت
ہاتھ ہلائین اور کچھ بن نہ آیا تو باپ کے کان سے منہ لگا کے ایک چیخ ماری وا ابتاہ -
اس چیخ کو جسنے سنا خواہ دشمن تھا یا دوست بے اختیار سر دھننے لگا - اس غل پکار کی خبر
بھی آنحضرت کو نہوئی اور ویسے ہی غش مین پڑے رہے - اوسوقت حضرت فاطمہ کو یقین
ہوگیا کہ باپ نے مجھ سے مفارقت کی - یہ کیا تھا جان ہلکان کرتی تھین اور کہتی تھین کہ اباجان
صدقہ اپنی رسالت کا - واسطہ اپنے خدا کا ذرا آنکھون کو کھولکے مجھ سے باتین کرلو - اب مجھ سے
ایسا قصور ہوگا کہ تمہارے سامنے پچھاڑین کھاؤن - اے اباجان میری جان آپ پر سے
قربان تم تو میرے بڑے نازبردار تھے آج کیا ہوا کہ ذرا سے گناہ پر بیٹی کا ساتھ چھوڑ دیا - ہاے
اباجان میری جان بھی اب لبون پر آن پہنچی کیا یہ حسرت چھاتی پر دھرے ہوے زمین کا پیوند
ہوجاؤنگی کہ بابا نے دم واپسین بھی مجھ سے ایک بات نہ کی اور مین ایسی کمبخت بیٹی ہون کہ
باپ ناراض ہی رہا مجھ سے سدھارے - نہین ابا اب مین بھی جینا نہین چاہتی - یہ اخیر کلمہ
حضرت فاطمہ کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ آنحضرت نے ماہی بے آب کی طرح تڑپ کے
آنکھین کھولدین اور دیکھا کہ فاطمہ گلے سے لگی جان کھو رہی ہین - اونہین پیار کیا اور اپنے

ہاتھ سے اونکے آنسو پونچھے اور فرمایا ہین بیٹا تم اتنی بڑی صابر و شاکر ہوکے ایسی بے صبری کیا کرتی ہو اب نہ رونا ۔ ایسے وقت مین باپ کو پریشان کرنا تمہین کیسے گوارا ہوا ۔ پھر خدا عزوجل سے دعا کی کہ الٰہ العالمین فاطمہ کو صبر دے اور میری مفارقت کو اوسکے لئے گوارا کردے ۔ اور حضرت فاطمہ سے کہا کہ بیٹا جب میری روح قید تن سے رہائی پا جاے تو تم سواے انا للہ وانا الیہ راجعون کے اور کچھ اپنے منہ سے نہ نکالنا ۔ اے جان پدر یہ کلمہ ہر مصیبت زدہ کے لئے مصیبت کا عوض ہوتا ہے ۔ اسکے بعد حضرت قابض ارواح علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اچھا اندر آؤ ۔ اونکے ساتھ جبرئیل امین بھی تھے ۔ بعد سلام کے حضرت جبرئیل نے ملک الموت کی طرف سے معذرت کی کہ حضور میرے دوست عزرائیل آپ سے معافی چاہتے ہین اور خجل ہین کہ میرے باعث سے حضور کو اور تمام خاندان نبوی کو خصوصاً صاحبزادی کو ازبس تکلیف ہوئی میری خطا بخشی کی جاے ۔ ادہر تو گھر مین شہزادی صاحبہ کا حال یہ تھا اور ادہر مجھے انکا سنبھالنا مشکل پڑ گیا ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مین بھائی عزرائیل ہم انبیا لوگ اور تم ملائکہ تو حکم خداوندی کے تابع ہین تم ہین اور تمہین تو اوسکے حکم کی تعمیل کرنا چاہئے ۔ اسمین خفگی کا کیا کام ہے ۔ بالآخر ملک الموت نے دست بستہ عرض کی کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ جاؤ میرے حبیب کو میرا اسلام دو اور کہو کہ اگر مرضی ہو تو وقت معینہ پر قبض روح کرکے آپکو آسمان پر بلا لیا جاے ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر تسلیم خم کرکے جواب دیا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

جان شیرین گر قبول چو تو جانانے بود
کے بجاے باز ماند ہر کرا جانے بود

جب جبرئیل علیہ السلام نے دیکھا کہ ادہر سے بلاوا آچکا اور ادہر سے قبول ہو گیا تو کہا ۔ یا احمد علیک السلام آج کے بعد سے مین بھی زمین پر وحی لیکے نہ آؤنگا میرا آنا جانا

بھی آپ ہی کی ذات پاک کے باعث تھا سو آج ختم ہو چکا - میری مراد و مقصود تو آپ ہی کی ذات مستجمع صفات تھی -

مرا بیان تو باید شکر چہ سود کند	مرا بیان تو باید گرچہ سود کند
چو یوسفم تو نباشی مرا بمصر چہ کار	چو ہمرہم تو نباشی سفر چہ سود کند

جب جبریل اور عزرائیل سے باتین ہو چکین اور دونون چلے گئے تو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مطہرات سراپردہ عصمت رضی اللہ عنہن کو طلب فرما کے وصیت کی کہ میرے بعد تمکو لازم ہے کہ اپنے گہر کا گوشہ اختیار کئے رہو اور نامحرمون کی نظرون سے بچو - تمہاری شان مین حق سبحانہ تعالے فی بیوتکن الی آخرہ فرما چکا ہے -

پہر جناب فاطمہ سے فرمایا کہ حسن وحسین کو میرے پاس لاؤ - دونون شہزادون مے حاضر ہو کے تسلیم عرض کی اور جد بزرگوار کے پاس بیٹھہ کر اتنا روے کہ حاضرین مین کہرام مچگیا - حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے تو اپنا منہ آنحضرت کے منہ پر اور مظلوم دشت کربلا نے اپنا منہ حضور کے سینہ پر رکہکے رونا شروع کیا - جسوقت حسین کہتے تھے کہ نانا جان ہمین آپ کسکے بہروسہ پر اس مصیبت بہری دنیا مین چہوڑے جاتے ہین تو مدینہ کے شجر و حجر سے شور و فغان کے نعرے اوٹہتے تہے - حاضرین الگ چارون طرف مرغ مذبوح کی طرح تڑپ رہے تہے - آنحضرت نے غش سے آنکھین کہولین اور دونون شہزادون پر لطف وشفقت کی نگاہ کر کے گلے سے لگالیا اور پیار کر کے حاضرین کی طرف خطاب فرمایا کہ اے لوگو - متوجہ ہو اور خوب غور سے سناؤ کہ جس نے میرے ان دونون دلبندون سے محبت رکھی اور انکی تعظیم وتکریم کی وہ میرا ہے اور مین اوسکا اور جس نے انکو میرے بعد ستایا مین اوسکا حشر کے دن ساتھی نہونگا - بہت سے آدمی اوسوقت در دولت نبوی پر بہی باہر کہڑے تہے وہ بہی

جب حضرات حسنینؑ کا بلکنا سنتے تہے تو دیوارون پر اپنے سر دے دے مارتے تہے۔
جناب حسنین رضی اللہ عنہما کی بابت وصیت کرنیکے بعد آنحضرت صلعم کو غش آگیا تہا حسنین کے رونے کی آواز جو حضور کے کانون مین پہونچی تو آپ اوٹھہ بیٹھے اور آپکو بہی جوش رقت ہوا خوب روے حضرت ام سلمہ بولین۔ یا حضرت مین آپکے قربان خدا کیواسطے آپ اپنا جی بہاری نکرین ضعف ونقاہت اور زیادہ ہونگے۔ ارشاد ہوا۔ اے ام سلمہ اسوقت کے رونے سے مجہے نہ روکو کیونکہ یہ رونا میرا امت کی بیکسی اور بے بسی کے واسطے ہے معلوم نہین کہ میرے بعد ان کا کیا حال ہوگا" اے امت محمدیہ اب تمہارے سر پٹکنے کا وقت ہے رو لو ایسا شفیق کہان سے لاؤ گے جسے نزع کے وقت بھی تمہارا ہی خیال ہو"
جب طبیعت کچہہ ٹہکانے ہوئی تو فرمایا میرا پیارا بہائی علی کہان ہے۔ جناب علی مرتضی آے اور سرہانے بیٹہہ گئے۔ آنحضرت نے سر مبارک تکیہ سے اوٹہا کے علی مرتضی کے بازو پر رکہا اور جوش رقت سے بے اختیار ہو کر رونے لگے اور ارشاد فرمایا اے علی فلان۔ یہودی کے اتنے روپیہ مجہے دینے ہین لشکر اسامہ کی تیاری اور ساز و سامان کیواسطے مین نے قرض لئے تہے تم اس قرض کو میرے ذمہ سے اوتار دینا۔ اے علی سب سے پہلے حوض کوثر پر تمہین مجہہ سے ملوگے۔ اور میرے بعد تم پر بہت سی مصیبتین پڑینگی تم اون سے دلگیر نہونا۔ ہر دم صبر سے کام لینا۔ اور دنیا پر لعنت بہیجکے آخرت اختیار کرنا۔
پہر ارشاد ہوا کہ اے علی بہتر یہ ہے کہ تم قلم دوات اور کاغذ لے آؤ تا کہ جو کچہہ مجہے تمکو وصیت کرنا ہے اوسے لکہدون۔ علی مرتضی فرماتے ہین کہ مجہے اوسوقت یہ خیال ہوا کہ حضور کی جان اسوقت بالکل لبون پر ہے اگر مین سامان تحریر لینے گیا اور اتنے مین آپ اعلی علیین کو سدہار گئے تو مین وصیت نبوی سے محروم رہجاؤنگا۔ اس لئے مین نے

عرض کی کہ حضور آپ کو جو کچھ فرمانا ہے مجھ سے زبانی فرما دیجیے مین اوسے یاد رکھونگا - آنحضرت نے صرف یہ فرمایا - الصلوٰۃ الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم پھر آپ ایسے خاموش ہوے کہ بات بھی مجھ سے نکلی -

اب سنیے کہ حالت مرض کے انیہ مین حضور تین دن صاحب فراش رہے - صحیح بخاری مین ہے کہ ایک دن آنحضرت نے مسجد مین یہ خطبہ پڑھا تھا کہ خداے تعالے نے اپنے ایک بندہ کو اختیار دیا کہ اگر وہ چاہے تو ناز و نعمت دنیا کو پسند کرے یا جو کچھ اوسکے لیے ہمارے پاس ہے اوسے حاصل کرنے کے لیے آخرت کو قبول کرے لیکن اوس بندہ نے دنیا پر لات ماری اور آخرت کو لیلیا - راوی کہتا ہے کہ ہم مین سے کوئی آنحضرت کے مطلب کو نہ پہونچا اور یہ خیال کیا کہ عام طور سے حضور نصیحت فرما رہے ہین اور بطور تمثیل کے کسی نیک بندہ کا ذکر کیا ہے مگر جناب صدیق اکبر ہم سب سے زیادہ سمجھدار تھے فوراً تاڑ گئے کہ حضور اپنی رحلت کی خبر دیتے ہین رونے لگے اور کہا کہ حضور ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہون آپ ایسا اپنی زبان مبارک سے نہ فرمائیے - ارشاد ہوا - ابوبکر روتے کیون ہو میری رفاقت کرنے اور مجھے مالی مدد دینے مین سب سے بڑھکے تم نے میرے اوپر احسان کیا ہے اگر مین کسی کو اپنا خلیل بناتا تو سب سے پہلے تمہارا حق تھا اب تم میرے دینی بھائی اور دوست ہو -

روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب بلال رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم کو آکے اطلاع کی کہ جماعت تیار ہے - آپ زیادتی ضعف سے اوٹھ نہ سکے عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مسجد مین لوگون سے جا کر کہدو کہ ابوبکر کی امامت سے نماز پڑھلین - حضرت عبداللہ نے مسجد مین صدیق اکبر کو نہ دیکھا تو جناب فاروق اعظم سے کہدیا کہ آپ امام ہو جائین - انہون نے نماز پڑھانی شروع کردی - آپ نے گھر مین سے عمر رضی اللہ تعالے کی آواز سنی تو پوچھا کہ یہ

ابوبکر کی آواز عین معلوم ہوتی۔ لوگ لول اوٹھے کہ اسوقت عمر نماز پڑہا رہے ہین۔ آپ نے بتاکید فرمایا کہ خیر اسوقت تو جو ہوا سو ہوا مگر یاد رکھو کہ آیندہ سوا ابوبکر کے اور کوئی امام نہو اونکی موجودگی مین خدا کو اور مسلمانون کو کسی اور کی امامت منظور نہین۔

ایام مرض مین آپ نے کبھی غمگینان امت کو ان کلمات شفقت آمیز سے تسکین دی کہ ای لوگو آج تک کوئی نبی اپنی امت مین ہمیشہ نہین رہا یہ امت کی خوش قسمتی ہے کہ اونکا پیمبر اونکے سامنے انتقال کرجاے۔ اور جس امت سے ذوالجلال والاکرام ناخوش ہوتا ہے اوسکے پیغمبر کو زندہ رکھتا ہے اور امت کو پیمبر کے سامنے ہلاک کردیتا ہے تاکہ اوسکی آنکھین ٹھنڈی ہون

صحیح ابن حبان مین ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے صف مین بیٹھکے ابوبکر کے پیچھے نماز پڑہی۔ اور یہ آپکی زندگی مین اخیر نماز تھی۔ اور ایکبار ابوبکر نماز پڑہانے کے لئے کہڑے ہی ہوے تہے کہ آنحضرت صلعم مسجد مین پہونچ گئے۔ آپ نے اشارہ سے اونکو پیچھے سرکنے سے منع کیا اور آپ صدیق اکبر کے پاس جا بیٹھے اور امام ہوے۔ ابوبکر آپ کی داہنی طرف کہڑے ہوے بطور مکبر کے امام کے ارکان سے لوگون کو مطلع کرتے جاتے تہے یہ صحیحین کی روایت ہے۔ ایک مرتبہ بروز وفات یعنی دوشنبہ کی صبح کو آنحضرت صلعم حجرہ کے دروازہ تک تشریف لاے۔ پردہ اوٹھا کے جماعت کی کیفیت ملاحظہ فرمائی اور نہایت خوش ہوے صدیق اکبر نے اوسوقت بہی امام کی جگہہ سے پیچھے ہٹنا چاہا مگر حضور نے اشارہ کردیا کہ اپنی جگہہ پر قائم رہو۔ آپ مسجد مین تشریف فرما نہین ہوے صرف یہ اشارہ کرکے حجرہ ہی مین واپس چلے گئے۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ آنحضرت نے اپنی امت مین سے دو شخصون کے پیچھے نماز پڑہی ہے ایک حضرت صدیق اکبر اور دوسرے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما

ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دفعہ قضاے حاجت سے تشریف لانے مین دیر ہوگئی۔ صحابہ نے عبدالرحمن بن عوف کو امام کرکے نماز شروع کردی ایک رکعت ہوچکی تھی کہ آنحضرت تشریف لے آے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے پیچھے ہٹنا چاہا۔ آپ نے فرمایا کہ ہرگز نہ ہٹو۔ حضور نے ایک رکعت اونکے پیچھے پڑھکے باقی ایک رکعت اپنے آپ پڑہلی۔

احادیث کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دفعہ اور بہی آنحضرت صلعم نے ابوبکر کے پیچھے نماز پڑہی ہے۔ اوسکا حال یون ہے کہ بنی عمرو بن عوف مین ایکبار کچھہ نزاع واقع ہوئی۔ آنحضرت صلعم اوسکے فیصل کرنے کے لئے محلہ قبا مین تشریف لے گئے۔ نماز کے وقت آپکو مسجد آنے مین دیر جو ہوئی تو صحابہ نے حضرت صدیق کو امام کرکے نماز شروع کردی اتنے مین حضور بہی تشریف لے آے۔ صدیق اکبر نے پیچھے ہٹنا چاہا مگر آپ نے منع کردیا اور سب نماز اونکے پیچھے پڑہی۔

صحیحین مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایام مرض موت مین عائشہ صدیقہ سے فرمایا کہ تم اپنے باپ ابوبکر اور بہائی عبدالرحمن کو بلوالو تاکہ مین ابوبکر کے لئے اسی وقت خلافت نامہ لکھدون کہین کوئی اور میرے بعد دعوی نہ کرنے لگے کہ مستحق خلافت اور اولی مین ہون۔ پہر آپ ہی کچھہ سوچ سمجھہ کے فرمانے لگے کہ نہین لکھنے کی کیا ضرورت ہے حق سبحانہ تعالے اور مومنین کو میرے بعد سواے ابوبکر کے اور کسی کی خلافت منظور ہی نہین۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پنجشنبہ کو یعنی روز وفات سے پانچ دن پہلے آپنے فرمایا کہ قلم دوات کاغذ لاؤ مین تمکو ایسی باتین لکھدون جن سے تمکو میرے بعد انتظام ملک مین سوء تدبیری واقع نہو۔ آنحضرت پر اوسدن مرض کا غلبہ تہا اور آواز بہی بہت پڑگئی تہی۔

اس لئے حاضرین آپ کے کلام کو بخوبی سمجھے نہین - لوگون مین اختلاف ہوا - کسی نے تو کہاکہ لکھنے کا سامان لے آؤ اور بعضون نے کہاکہ حضور کو اسوقت شدت مرض سے نہایت تکلیف ہوگی نہ لاؤ - حضرت عمر بول اوٹھے کہ بیشک آپ پر بیماری کا غلبہ ہے کاغذ قلم لانے کی ضرورت نہین ہمارے لئے کتاب اللہ کافی ہے - بعضون کی یہ راے ہوئی کہ پہر پوچھہ دیکھو اس لئے وہ باربار آنحضرت صلعم سے پوچھنے لگے - اسی رد و بدل مین لوگون کی آواز کچھہ بلند ہوئی - آپ نے تنگ ہوکے فرمایاکہ میرے پاس سے اوٹھہ جاو - پہر آپ نے قلم دوات کا نام بہی نہ لیا - اور تین امور تدبیرات ملکی کے متعلق فرماے -

۱ - اَجِیْزُوا الوُفُوْدَ یعنی جو لوگ بطور وفود کے تمہارے پاس امور دین سیکہنے یا ملاقات کرنیکو مدینہ آئین اونہین جائزہ اور انعام ہمیشہ دیتے رہنا -

۲ - مشرکین کو ملک عرب سے نکالدینا -

۳ - تیسری بات راوی بہول گیا - مگر جناب شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ فرماتے ہین کہ وہ حکم لشکر اسامہ کے روانہ کردینے اور اوسکا ساز و سامان درست کردینے کی بابت تہا یہ وہی قصہ قرطاس کچہہ زیادہ تشریح و تفصیل اور تبدیل الفاظ کے ساتھہ ہے جسے ہم پہلے بہی لکھہ چکے ہین پس دونون مورخون کے بیانات کو دیگر روایات اور حالات ایام مرض سے ملاکر بے تعصب اور منصف آدمی جب دیکہیگا تو ہرگز یہ نہ خیال کریگا کہ اس مین کچہہ خلافت کا جہگڑا تہا بلکہ چند امور تدبیرات ملکی کے حضور کو بیان کرنے تہے وہ زبانی کہدے اگر لکھنے کی ضرورت شدید ہوتی تو آپ کسی کے روکنے سے رُک نہین سکتے تہے -

جناب عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ وفات سے تہوڑی دیر پہلے میرے بہائی عبدالرحمن بن ابی بکر مسواک ہاتہہ مین لئے ہوے آے - آنحضرت نے مسواک کی طرف غور سے

دیکھا۔ مجھے معلوم تھا کہ حضور کو مسواک سے نہایت شوق ہے مین نے دریافت کیا کہ آپ مسواک کرین تو لیلون۔ آپ نے اشارہ کیا کہ ہان لیلو۔ مین نے وہ مسواک عبدالرحمٰن سے لیکے اپنے دانتون سے نرم کی اور حضور کو دیدی آپنے وہ مسواک کی۔ اسکے بعد جناب صدیقہ ہمیشہ بطور فخر کہا کرتی تہین کہ اللہ تعالےٰ نے آخر عمر مین میرا آب دہن آنحضرت کے آب دہن سے ملادیا

حالت مرض مین ایک دن تذکرۃ اُم سلمہ اور ام حبیبہ نے نصاریٰ کے کسی عبادت خانہ اور اوسکی تصویرون کا ذکر حضور کے سامنے کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ان لوگون کی عادت ہے کہ جب کوئی مرد صالح ان مین مرجاتا ہے تو اوسکی قبر پر مسجد بناتے اور اوسکی تصویرون کو پوجتے ہین لعن اللّٰہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد ۔۔ یعنی خدا یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ اونہون نے اپنے پیغمبرون کی قبرون کو مسجد بنالیا۔

بخاری مین حضرت صدیقہ سے منقول ہے کہ مین نے آنحضرت سے اکثر سنا تہا کہ انبیا کو قبل موت اختیار دیدیا جاتا ہے۔ چاہین تو دنیا مین رہین یا ملاء اعلیٰ جانا پسند کرین پس مین نے وفات سے قبل آپکو یہ کہتے سنا اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ یعنی اے اللہ مجھے اوپر والے رفیقون کے پاس جانا منظور ہے۔ یہ سنکر مین سمجھ گئی کہ اب حضور کو ہمارے پاس رہنا پسند نہین۔

آخر کلمہ وفات کے قبل جو حضور کے منہ سے نکلا یہ تہا الصلوٰۃ الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم یعنی نماز اور لونڈی غلامون کی خوب محافظت کرو اور اونکی رعایت ہر وقت مدنظر رکھو۔ نماز سے غافل نہ رہنا اور لونڈی غلامون کو ہرگز تکلیف ندینا اور گہر مین اپنے برابر رکہنا جو تم کہاؤ وہی اونکو کہلانا جو تم پہنو وہی اونکو پہنانا۔

سورۂ نصر نے نازل ہوکے بتادیا تہا کہ اب نبی صلعم کے انتقال کا زمانہ قریب ہے

پس جب صفر سنہ ۱۱ھ مطابق ۶۳۲ء کی دو راتین باقی رہین تو مرض شروع ہوا۔ آپنے صحابہ کو جمع کیا۔ اونکے حق مین دعاے خیر کرتے جاتے تھے اور آنکھون سے آنسوؤن کی جھڑی جاری تھی۔ اوسی حالت مین آپ نے یون فرمایا اوصیکم بتقوی اللہ واوصی اللہ بکم واستخلفہ علیکم واودعکم الیہ انی لکم نذیر وبشیر الا تعلوا علی اللہ فی بلادہ وعبادہ فانہ قال لی ولکم تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین وقال الیس فی جھنم مثوی للمتکبرین یعنی مین تمکو اللہ سے ڈرنیکی وصیت کرتا ہون اور اللہ نے تمکو وصیت کی ہے مین اوسکو تمہارے اوپر چھوڑتا ہون اور تمکو اوسکے سپرد کرتا ہون بیشک مین تمکو دوزخ سے ڈرانیوالا اور جنت کی بشارت دینیوالا ہون اے لوگو۔ جانو اور آگاہ ہو کہ اللہ کے ملکون اور اوسکے بندون پر فوقیت نہ ڈھونڈھو کیونکہ اوسنے ہمسے اور تمسے یہ کہا ہی کہ یہ مکان آخرت اون لوگون کیلئے ہمنے بنایا ہی جو زمین پر نہ برتری کا قصد کرتے ہین نہ فساد کا اور آخرت کی بھلائی متقین کے لئے ہے اور خدا کہتا ہے کہ کیا نہین ہے جہنم ٹھکانا غرور کرنیوالون کا۔ پھر آپنے انصار کے حق مین وصیت فرمائی کہ یہ لوگ میرے حمایتی اور مددگار ہین مین اپنی قوم کی ایذا دہی سے بھاگ کر ان لوگون کے پاس آگیا تھا یہ میرے اور تمہارے کریم و محسن ہین انکے ساتھ نیک سلوک کرتے رہنا اور انکی غلطیون اور قصورون سے درگذر کرنا۔ اے گروہ مہاجرین تم لوگ بڑھتے چلے گئے مگر انصار نہین بڑھے ہین۔ اے لوگو مین اپنی صحبت مین ابوبکر سے بڑھکے کسی کو افضل نہین جانتا ہون۔ یہ بھی واضح ہو کہ حضرت صدیق اکبر نے آنحضرت کی علالت مین چودہ پندرہ نمازین پڑھائین۔

جب یوم دوشنبہ آپکی وفات کا دن آیا تو فجر کی نماز کے وقت آپ سر مبارک مین پٹی باندھے ہوے باہر تشریف لاے حضرت ابوبکر نماز پڑھا رہے تھے۔ اونہون نے

پیچھے ہٹنے کا قصد کیا مگر آنحضرت نے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور داہنی طرف بیٹھکے نماز پڑہی اور لوگون کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا ایھا الناس سعرت النار وقبلت الفتن کقطع اللیل المظلم و انی واللہ ماتمسکون علی بشئ انی لم احل الا ما احل القران و لم احرم الا ما حرم القران یعنی اے لوگو آگ بھڑک اوٹھی اور مثل اندہیری رات کے ٹکڑے سے فتنہ آپہونچا مین بیشک دنیا سے جانیوالا ہون واللہ تم نہ تمسک کرو مجہپر کسی چیز کا بیشک مین نے نہین حلال کیا کسی چیز کو مگر اوسے جسکو قرآن نے حلال کیا ہے اور نہین حرام کیا کسی چیز کو مگر اوسے جسکو قرآن نے حرام کیا ہے۔ جب آپ یہ فرما چکے تو جناب صدیق اکبر نے کہا کہ خدا کے فضل سے آپ نے نہایت خوشی کے ساتھہ صبح کی۔ ہماری دلی خواہش بھی یہی تھی۔ اب حکم ہو تو تھوڑی دیر کے لئے مین اپنے گھر ہو آؤن۔ چنانچہ جناب صدیق آنحضرت سے اجازت حاصل کر کے اپنی زوجہ بنت خارجہ کے پاس محلہ سنح مین چلے گئے۔ یہ محلہ مدینہ کے کنارہ پر ہے۔

ناظرین! دیکھنا ہم بھی کتنے بڑے کمبخت اور بدنصیب ہین کہ کل جس سرو بستان رسالت کی ولادت کی خوشخبری ہو ہو کے لکھی تہی آج اوسی گل گلستان نبوت کے تہ خاک ہوجانیکی اطلاع دینے کو موجود ہین۔ واے بر ما و بر زندگی ما۔ شمع شبستان رسالت بجھنے کو ہے اور ہم ابھی یا زندہ۔

کہو اے مومنو صل علی صل علی ہر دم
یہ کل کی بات ہے میلاد کا مژدہ سنایا تہا
یہ غم وہ ہے کہ جس مین مبتلا ہین بحر و بر اب تک
شفاعت کے لئے بہیجا تہا دنیا مین جسے حق نے

قلم حال وفات سید عالم سناتا ہے
اب آج آہ و غم و اندوہ و ماتم سے رولاتا ہے
اوڑاتا بر ہے سر پر خاک بحر آنسو بہاتا ہے
گنہگارون کو جسکا رحم دوزخ سے بچاتا ہے

قلم روتا ہے سر دہن دہنکے اوسکا نام لکہتے ہین	الم ہین اوسکے کاغذ بہی جگر پر داغ کہاتا ہے	

حاکیان غم اور راویان اندوہ والم ہمارے دل بریان اور چشم گریان پر یون قیامت ڈہاتے ہین کہ جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے زیاہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مرض کے کرب مین مجہہ سے کچہہ کہتے تہے تو آپ دہن مبارک میرے اوپر پڑتا تہا اور دمبدم آپکا حال متغیر ہوتا چلا جاتا تہا۔ پردہ کے پیچہے ازواج مطہرات بیقرار تہین۔ اور باہر اصحاب سر دہن رہے تہے۔ مجہہ مین اتنی تاب نہ تہی کہ حضور کو اس حالت سقیم مین دیکہہ سکون مین نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ چچا لینا میرا کلیجہ لبون پر آیا۔ حضرت عباس دوڑے اور ہم دونون نے ملکے حضور کو لٹا دیا۔

ملک الموت نے بشکل اعرابی دروازہ پر آکر اجازت لی اور اندر آے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے آنے سے تمام اہلبیت کو مطلع کر دیا۔ ملک الموت نے گہر مین قدم رکہتے ہی کہا السلام علیك ایها النبی" یہ آواز سلام گہر مین سب نے سنی پہر اونہون نے التماس کی کہ اے اللہ کے رسول ہین بغیر تمہارے حکم کے تمہاری روح قبض نہین کرسکتا ارشاد ہوا کہ اے عزرائیل جب تک مین اپنے دوست جبرئیل سے دو دو باتین نکرلون تم میری روح قبض نہین کرسکتے۔ اودہر جبرئیل کے پاس حکم خداوندی پہونچا کہ جبرئیل جلدی پہونچو میرے حبیب نے تمہین یاد فرمایا ہے۔ جبرئیل روتے اور سر پر خاک ڈالتے ہوے حاضر ہوے۔ آنحضرت صلعم نے پوچہا کہ جبرئیل کہو کیا خبرین ہین۔ جبرئیل نے التماس کی کہ حضور جنت آپکے لئے آراستہ کی گئی ہے اور آتش دوزخ بالکل سرد کردی گئی۔ ارشاد ہوا کہ جبرئیل اس سے تو دل کو تسکین نہین ہوئی کوئی ایسی بات سناؤ جس سے دل بیقرار کو قرار ہو۔ جبرئیل بولے کہ حضور آپکی شفاعت سے آتش دوزخ آپکی امت پر حرام کردی جائیگی۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے بھی میری تسلی نہین ہوئی۔ جبرئیل علیہ السلام نے
گذارش کی کہ حق سبحانہ تعالے نے قیامت کے دن گنہگارون کی نجات کو آپکی شفاعت
پر منحصر کردیا ہے۔ آپ کی شفاعت سے آپکی امت پر خداوند کریم اتنی بخشش اور عنایت
کریگا کہ آپ راضی اور خوش ہوجائینگے ایسا کوئی گنہگار نہوگا کہ جسکی آپ شفاعت کرین اور خدا
تعالے اوسکے سب گناہ یکقلم نہ بخشدے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ مژدہ جان
فزا سنکے باغ باغ ہوگئے اور فرمایا کہ اب میرے دل کو تسکین ہوئی اور اب میری آنکھین
ٹھنڈی ہوئین۔ اے امت کے غمگسار قربان تیرے دل کے اور صدقہ تیری آنکھونکے
جب اوس امت کے سچے خیرخواہ نے جبرئیل امین کی باتون سے تسکین پائی اور
امت عاصی کی مغفرت کی بابت خوب پخت وپز کرلی تو ملک الموت کو حکم دیا کہ اب سامنے
آؤ اور اپنے کام مین مشغول ہو۔ ملک الموت نے روح قبض کرنا شروع کی۔

اوسوقت سکرات موت سے آپکو ازبس تکلیف ہوئی چہرۂ مبارک کا رنگ کبھی سرخ
ہوجاتا تھا اور کبھی زرد۔ آپ کبھی دست راست کو تانتے تھے اور کبھی دست چپ کو۔ پیشانی
نورانی اور چہرۂ انور سے پسینہ کے سوت جاری تہے۔ حضور نے پانی کا ایک پیالہ اپنے قریب
رکھوالیا تھا دمبدم ہاتھ اوسمین ڈوب ڈوب کے منہ پر پہیرتے جاتے تہے۔ اور یہ فرماتے
لا الٰہ الا اللّٰہ ان للموت سکرات۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہین بیشک
موت کے لئے سکرات ضرور ہے۔ اور کبھی یون کہتے اللھم اعنی علی سکرات الموت
یعنی یا اللہ اس سکرات موت مین میری مدد کر۔ عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ نزع مین یہ حالت
آنحضرت کی دیکھکے پہر جو مین نے کسیکو بآسانی مرتے دیکھا تو مجھے اوس پر رشک نہ آیا۔
کیونکہ آسانی کے ساتھ مرنے مین اگر کوئی بھلائی ہوتی تو حق تعالے اپنی حبیب کو نزع مین

ایسی سخت تکلیف ندیتا۔

جناب صدیقہ فرماتی ہین کہ جب حضور مسواک کر چکے تو مین نے آپ کا سر مبارک اپنی طرف سرکا لیا تھا۔ یکا یک جانکنی کے آثار نمودار ہوے۔ حضور نے حجرہ کی چھت کی طرف دیکھا اور ہاتھ اوٹھا کے کہا "الرفیق الاعلیٰ" پھر اکبارگی آپکا ہاتھ گر پڑا اور عالم بقا کو سدہارے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ افسوس۔ صد ہزار افسوس۔

مژگانہ وار میگذری از سواد چشم	اے نور دیدہ جب وطن در دل تو نیست

ہے ہے عایشہ کا سہاگ لٹ گیا۔ افسوس فاطمۃ الزہرا بن باپ کی ہوگئین۔ وامصیبتاہ علی مرتضیٰ کا عاشق زار دنیا مین نرہا۔ دردا و دریغا ابو بکر صدیق کا معشوق زیر زمین پنہان ہوگیا۔ ہاے ہاے عمر فاروق جسکے شاگرد رشید تہے اوس اوستاد شفیق نے رحلت فرمائی۔ عثمان بن عفان کا قدردان زمانہ مین نرہا۔ بلال کی جان نکل گئی۔ اے امت محمدیہ جب اتنے آسمان تم پر ٹوٹ پڑے تو بھی کیا تم دیوارون سے ٹکر آنکرا کے اوس پیارے نبی کے لئے جان نہ کہوؤگے۔ جس نے عمر بھر مین دو دو دن متواتر بغیر چہنے جو کے آٹے کی روٹی بہی تمہارے غم مین پیٹ بھر کے نہ کہائی۔ یہ رونا تمہارے لئے موجب حیات اور باعث نجات ہے۔

اگر بہشت مین ہوتے نہ کوثر و تسنیم	تو رونے والون کی آنکھونکا پھر جواب نہ تہا

جب روح انور جسم اطہر سے مفارقت کر گئی تو آپ کے لاشہ سے ایک عجیب خوشبو آنے لگی چنانچہ عائشہ صدیقہ اور تمام گھر والون کے دماغ اوس سے معطر ہو گئے۔ دنیا کی کسی چیز کی خوشبو اوسکو نہین پہونچ سکتی تہی۔

علی مرتضیٰ فرماتے ہین کہ جب ملک الموت آپکی روح قبض کر کے اعلیٰ علیین کو لے گئے

تو مین نے آسمان سے "وا محمداہ وا محمداہ" کی آواز سنی۔ جناب بتول کو آپکے انتقال فرمانے سے ایسا رنج ہوا کہ پھر تا دم آخرین کسی نے اونکے چہرہ پر ہنسی اور خوشی کے نشان نہ دیکھے عائشہ صدیقہ آپکے غم مین یون بین فرماتی تہین "افسوس وہ پیغمبر جس نے امت کی فکر مین فقر وفاقہ کو خوشی بخوشی اختیار کیا۔ ہائے وہ امت پرور جسنے گنہگاران امت کے غم مین ایک رات بہی آرام سے نیند نہ لی اور کفار کی ایذا دہیون پر اوسے ذرا بہی ملال نہ آیا اور انعام واکرام کا دروازہ اوس نے دشمن پر بہی بند نہ کیا دنیا سے کوچ کر گیا"

آنحضرت کے انتقال کے دن مردان اہل بیت گہر مین جمع ہوے۔ عورتون اور مردون کے بیچ مین ایک پردہ ڈال لیا گیا تہا۔ اوسکے ایک طرف مرد تہے اور دوسری طرف عورتین۔ اوسوقت گہر کے ایک جانب سے آواز آئی السلام علیك یا اهل البیت ورحمة الله وبرکاته کل نفس ذائقة الموت وانما توفون اجورکم یوم القیامة الایة

اے اہل بیت جانو اور آگاہ ہو کہ اللہ تعالے کے پاس ہر مصیبت کے لیئے ایک تسلی اور ہر فوت ہونیوالے کیواسطے ایک خلیفہ ہے تم خدا پر ثابت اور مستقل رہو اور اوسی کیطرف رجوع لاؤ اور جزع وفزع نہ کرو۔ درحقیقت مصیبت زدہ وہ آدمی ہے جو ثواب سے محروم رہے گہر مین کوئی نہ سمجہا کہ یہ آواز کسکی ہے۔ علی مرتضی نے لوگون کو متحیر دیکہکے فرمایا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہین تمہین پرسا دینے آئے ہین۔

آنحضرت کے انتقال کیوقت اصحاب کبار مسجد مین جمع تہے۔ جون ہی اہل بیت کے گریہ وبکا کی آواز اونکے کانون مین پہونچی ایک شور وفغان کی صدا مسجد سے آسمان تک پہونچا دی۔ اور اضطراب عظیم واقع ہوا۔ سب کے سب ایسے بیخود وحیران وپریشان تہے کہ تن مین جان نہ تہی۔ سبکی عقلین مسلوب ہوگئین حضرت عثمان بن عفان اپنے آپے مین

نہ رہے - گویائی جاتی رہی - دیوانہ وار تنکے چننے لگے - لوگون نے اونکا حال جب ایسا غیر دیکھا تو اور بہی سر پیٹ لیا کہ لو ایک اور آدمی بھی ہاتھہ سے کہو یا گیا - مگر غور سے جو دیکھا تو بہت سے لوگون کی یہی کیفیت تھی - بعضے جہان کہڑے تہے کہڑے رہگئے - عبد اللہ بن انیس کو رنج سے بیماری نے ایسا آڑے ہاتھون لیا کہ بمشکل جان بر ہو سکے - جناب عمر فاروق کی تو کچھہ پوچھہ ہی نہین یہ نہ سمجھتے تہے کہ مین کون ہون اور کہان ہون بس مسجد والون سے اتنا تو پوچھا کہ کیا ہوا اور تم کیون رونے پیٹنے لگے - کسی نے کہدیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعلی علیین کو سدہارے - یہ سنتے ہی آپ نے تلوار نیام سے نکال لی اور فرمانے لگے کہ نہین حضور نہین مرے ہین خدا نے موسی کی طرح اونہین بلالیا ہے وہ ابہی آتے ہونگے - لوگو - روتے کیون ہو اونہین خدا سے باتین تو کر آنے دو - اونکا یہ حال دیکھکے لوگون کی اور بہی چہاتی پیٹنے لگی - کیمن مدینہ کے منافقون نے خبر وفات سنکے یہ کہنا شروع کردیا کہ اگر محمد نبی ہوتے تو اونکو موت نہ آتی اسکی بہنک گوش فاروقی مین جو پہونچی تو ویسی ہی تلوار پہراتے ہوے مسجد سے باہر نکل گئے کہ خبردار مدینہ مین جو کوئی منہ سے یہ نکالیگا کہ رسول خدا قضا کرگئے تو مین اوسکا سر تن سے جدا کرلونگا - بہلا وہ کیسے مرسکتے ہین جب تک کہ تمام دنیا کے منافقون اور کذابون اور مشرکون کے ہاتہہ اور زبان نہ کاٹ لین - جناب فاروق اعظم کی یہ باتین سنکے بہت سے لوگ شک مین پڑگئے کہ شاید رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال نہین فرمایا - اسی حیص بیص مین اسماء بنت عمیس نے آنحضرت صلعم کے شانہ پر ہاتہہ رکہا تو مہر نبوت ندارد تہی - اسماء چیخ اوٹہین کہ مہر نبوت غائب ہوگئی - بیشک حضور نے دنیا سے کوچ فرمایا - جب لوگون نے یہ کیفیت سنی تو یقین ہوگیا کہ آپ نے ہمارا ساتہہ چہوڑ دیا - مگر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنی بدحواسی اور از خود رفتگی مین وہی بات فرمائے رہے

کہ آنحضرت ہرگز نہین مرے ہین۔

جناب صدیق اکبر نے شہر مین جو گڑبڑ سنی تو اپنے غلام کو روانہ کیا کہ جلدی جا کے خبر لاؤ کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ غلام نے واپس جا کے یہ اطلاع دی کہ مینے لوگون کو کہتے سنا ہے "مات محمد" پس ابوبکر صدیق کے یہ سنتے ہی حواس گم ہوگئے اور روتے ہوی بھاگے۔ سر دہنتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے۔ وا محمداہ وانقطاع زہراہ۔ مسجد نبوی مین پہونچکے لوگون کو متفرق اور پریشان حال دیکھا۔ سیدہے عایشہ صدیقہ کے گھر مین چلے گئے۔ وہان پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہان ہین۔ لوگون نے جواب دیا کہ حجرہ مین سلا دیا ہے۔ حضرت صدیق اکبر نے وہان جا کے ردا کو روے انور سے اوٹھایا اور پیشانی مبارک پر بوسہ دیکے کئی بار "وانبیاہ" فرمایا لیکن ضبط بکا کے باعث آپکا سینہ شق ہوا جاتا تھا۔ بمشکل حضرت صدیق اکبر نے لاشۂ اطہر کے بالین پر کھڑے ہو کے بہت کچھ عرض کیا۔ اور فرمانے لگے کہ "اے رسول اللہ تم بزرگتر ہو اوس سے کہ تمہاری ہی تعریف کرین اور جلیل تر ہو اوس سے کہ تم پر نوحہ کرین اگر مجھے اپنے نفس پر اختیار ہوتا تو مین حضور پر قربان ہو جاتا۔ اگر آپنے میت پر رونے کو منع نہ کیا ہوتا تو آج کے دن مین ان آنکھون سے خون روتا۔ اے محمد مجھے اپنے پروردگار کے حضور مین جلدی یاد فرمانا۔"

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ گھر سے باہر نکلے۔ دیکھا کہ عمر فاروق نے اپنے ہوش و حواس گم کر رکھے ہین اور ویسی ہی مدہوشانہ باتین کئے جاتے ہین صدیق اکبر اور بھی زیادہ مضطر و پریشان ہو گئے۔ آپنے تین چار دفعہ کہا کہ اے عمر یہ کیا کہتے ہو کہ آنحضرت نے انتقال نہین فرمایا خاموش رہو مگر وہان کون سنتا تھا۔ آپے مین ہون تو سنین۔ جب صدیق اکبر نے سمجھانے سے کچھ فائدہ مترتب ہوتے نہ دیکھا تو گرم ہو کے بولے "اے شخص مین سچ کہتا ہون کہ آنحضرت نے انتقال فرمایا۔ ہوش مین آ اور تلوار کو نیام مین کر۔" اوسوقت تعظیم

صدیقی غالب آئی اور حضرت عمر نے تھرتھرا تھرتھرا کے تلوار کو غلاف مین کیا اور بیہوش ہوکے گر پڑے۔

قصہ مختصر جب صدیق اکبر نے فاروق اعظم کو ٹھنڈا کر دیا تو رسول اللہ کے منبر پر جا کھڑے ہوے۔ لوگ جو صولت فاروقی سے خوف کھا کے ادہر ادہر متفرق اور پریشان ہوگئے تھے صدیق اکبر کو منبر پر کھڑا دیکھکے اونکے گرد جمع ہوگئے۔ لوگون کے جمع ہوتے ہی حضرت ابو بکر صدیق نے خطبہ شروع کر دیا جسمین پہلے حمد باری تعالے بیان کی پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہا بعدازان یہ فرمایا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ یعنی اے لوگو تم مین سے جو محمد کو پوجتا ہو وہ کان کہولکے سنلے کہ محمد تو مر گئے اور جو کوئی خدا کو پوجتا ہو تو خدا زندہ ہے اور ہرگز کبھی نہ مریگا۔ پہر یہ آیتین ارشاد ہوئین وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ ؕ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا ؕ وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ ۝ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو صرف ایک رسول ہین بیشک اون سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے ہین۔ سو کیا اگر وہ مر جائین یا مارے جائین تو تم اونکی طرف سے پہر جاؤگے۔ اور جو رسولون کی راہ سے پہریگا وہ خدا کا کچہہ بھی نہ بگاڑیگا۔ اور اب اللہ شکر کرنیوالون کو جزا دیگا۔

جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ لوگون نے مجھے بھی غش سے اوٹہا کے ابوبکر کے پاس لا کھڑا کیا تھا جب وہ یہ تقریر کر کے منبر سے اوترے تو میری آنکھون کے سامنے سے بھی جو پردہ پڑا تھا یکبارگی اوٹہہ گیا اور ایسا معلوم ہوا کہ مین نے پہلے کبھی یہ آیتین سنی ہی نہ تہین۔ اسوقت پورے ہوش مین آیا اور کلیجہ مین ایک درد پیدا ہوکے پانون میرا پہسلا

اور مین گر کے پھر بے ہوش ہوگیا۔ پس صدیق اکبر کے خطبہ کے بعد مدینہ مین تسلط ہوا اور سب کو اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ اوس وقت تمام شہر نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا۔

اسکے بعد ابوبکر صدیق نے اہل بیت سے ماتم پرسی کرکے سبکو تسلی دی اور کہا کہ آپ سب صاحب تو رسول اللہ کی تجہیز و تکفین اور غسل کی تدبیر مین مشغول ہون مین اوس غدر اور طوفان کے فرو کرنیکو جاتا ہون جو سقیفہ بنی ساعدہ سے اوٹھا چاہتا ہے اگر اس فتنہ کی بیخکنی اسی وقت نہ کی گئی تو اس سے اسلام کو بڑا نقصان پہونچیگا اور تجہیز و تکفین کا حکم بھی آپ ہی لوگونکو ہو چکا ہے اور واجب بھی تمہین کو ہے۔ چنانچہ اکابر مہاجرین و انصار کو ساتھ لیکے ابو بکر نے سقیفہ بنی ساعدہ کا رخ کیا۔

جس وقت اہل بیت نے غسل کا قصد کیا۔ در حجرہ سے آواز آئی کہ یہ طاہر و مطہر ہین نہین غسل نہ دو۔ لوگون نے یہ آواز سنکر ہر چند ادہر اودہر ڈہونڈہ ڈھونڈہ ڈہیول کی مگر کسی کہنے والے کا پتا نہ لگا۔ اسکے بعد ہی دوسری آواز آئی کہ لوگو اسکی ہرگز نہ ماننا یہ ابلیس ہے۔ مین خضر ہون اور تم سے کہتا ہون کہ تم ضرور میرے دوست کی لاش کو غسل دو۔ چنانچہ جناب خضر علیہ السلام کی ہدایت پر عمل کرنیکو غسل کی تیاری ہونے لگی۔

برد یمانی کا پردہ چارون طرف کھینچکے ایک احاطہ سا بنالیا۔ حضرت عباس اور اونکے بیٹے فضل و قثم اور علی مرتضی اور اسامہ بن زید اور صالح حبشی جسے آنحضرت صلعم نے آزاد کردیا تھا اور اوسکا لقب شقران تھا ان چھہ آدمیون نے لاشہ مبارک کو اوٹھا کے اوس احاطہ مین رکھا۔ پھر وہان باہم اختلاف ہوا کہ کپڑون سمیت غسل دین یا اوس طرح نہلائین جیسے کہ عام میتون کو غسل دیا جاتا ہے۔ حق سبحانہ تعالے نے ایک نیند اور بیخبری سی

اون لوگون پر طاری کردی - چنانچہ ایسی غنودگی غالب ہوئی کہ سب کے سر سینون سے آلگے
اسی حالت مین گہر کے ایک گوشہ سے آواز آئی کہ رسول اللہ کو عریان نہ کرنا کپڑون ہی مین غسل
دیدو - لہذا اسی غیبی حکم کی تعمیل کرکے غسل دیا گیا -
غسل دیتے وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حجرہ کا دروازہ بند کرلیا تہا تاکہ کوئی
غیر شخص اندر نہ آنے پائے - مگر حضرت اوس ابن خولی انصاری خزرجی نے باہر سے پکارکے
کہا کہ اے علی ابن ابی طالب مین آپکو خدا کی قسم دیتا ہون - مجہے اندر آنے دو - جناب علی مرتضی
نے اونہین اندر لے لیا لیکن حضرت اوس نے غسل مین کچہہ مدد نہ لی گئی وہ اندر بردیمانی کے
احاطہ مین الگ ایک کنارہ کہڑے ہوے خاموش دیکہتے رہے - آنحضرت کو تختہ پر لٹایا -
اور سر مبارک مشرق کی طرف اور پائون مغرب کی جانب کئے - غسل دینے کیواسطے جناب
علی مرتضی نعش مبارک کے قریب ہو گئے - اور ہاتہہ مین کپڑا لپیٹ ہاتہہ پیراہن کے اندر ڈالا
اسامہ وشقران دونون پانی ڈالنے لگے اور حضرت فضل آپ کے پیراہن کو بدن سے جدا رکہنے
کے لئے ذرا اونچا کئے ہوے تہے تاکہ حضرت علی بخوبی غسل دے سکین - حضرت عباس وقثم
لاشہ اطہر کو کروٹ دیتے جاتے تہے مگر جہان ان دونون صاحبون نے کروٹ لوانے کا قصد کیا
لاشہ مبارک خود بخود پہر جاتا تہا اور دونون باپ بیٹون کو بخوبی معلوم ہوجاتا تہا کہ ہمنے کروٹ دینے
مین زور نہین لگایا - لاشہ آپ ہی آپ کروٹ لیگیا ہے اوسوقت غیب سے آواز آئی کہ اتنی سختی
اچہی نہین نرمی اور ملائمت سے کام لو - غسل کے وقت جسم مبارک پر کوئی داغ یا دہبا میل کا نہین
پایا گیا - غسل دینے مین علی مرتضی کہتے جاتے تہے کہ اے رسول اللہ میرے مان باپ آپکے
قربان آپکے جسم سے کیا اچہی خوشبو آتی ہے - جب غسل ہو چکا تو پانی کے چند قطرات جو حضور
صلعم کے گوشہ چشم اور ناف مین رہگئے تہے علی مرتضی نے پی لئے اونکی برکت و تاثیر نے

حضرت علی کو علم اور قوت حافظہ کمال درجہ کے حاصل ہوے - بعدازان تین سفید کپڑون مین آپکو کفنایا - قمیص وعمامہ نہ تہا - سجدہ گاہ پر مشک وحنوط چہڑکا - اور تہوڑا سا مشک وحنوط جو بچا اوسے جناب علی مرتضی نے حسنین رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین کے سپرد کرکے وصیت کی کہ اسے احتیاط سے رکہنا اور میری اور اپنی تکفین مین استعمال کرنا - یہ بڑا مقدس تبرک ہے -

جب کفنا چکے تو ایک تختہ پر لٹا کے جیسا کہ حضور صلعم نے وصیت کی تھی جنازہ کو اکیلا چہوڑ دیا اور سب باہر نکل آے - جناب علی مرتضی فرماتے ہین کہ تہوڑی دیر کے بعد آسمان سے آواز آئی کہ مسلمانو - اب تمکو اجازت ہے کہ اپنے نبی کے جنازہ کی نماز پڑہو - پہر تو مسلمان جوق جوق آنے لگے اور ہر جماعت الگ الگ نماز پڑہتی گئی - علی مرتضی نے فرمادیا تہا کہ نماز مین کوئی امامت نہ کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے امام ہین - انکی حیات وممات یکسان ہے - جب کل مدینہ نماز پڑہ چکا تو حضرت علی نے جنازہ پر کہڑے ہوکے فرمایا کہ اے پیغمبر گرامی اور دین پرور نامی تمپہ خدا کی رحمت وبرکت اور سلام ہو - بارخدایا ہم گواہی دیتے ہین کہ انہون نے منصب رسالت کو بہت اچہی طرح ادا کیا اور جو کچھ تو نے ان پر نازل کیا اوسے انہون نے بخوبی مسلمانون تک پہونچا دیا اور نصیحت اور ہدایت اپنی امت کو خوب ہی کردی اور خدا کی راہ مین بڑی بڑی محنت اور جان فشانیان کین - یا الہی مجہے انکے پیرودن مین داخل کر اور قیامت کے دن ہمین انہین کے ساتھہ جمع کر دیجو - اس دعا کے بعد سب نے آمین کہی -

اب صحابہ رضی اللہ عنہم مین مدفن ٹہیرانے کے باب مین باہم اختلاف پڑا کوئی کہتا تہا کہ گہر ہی مین دفن کرو - کسی کی یہ راے تہی کہ مسجد مین مزار بنایا جاے - کسی نے کہا کہ بقیع مین قبر شریف بنائی جاے - مگر صدیق اکبر بولے کہ میرے نزدیک تو بہتر یہ ہے کہ جہان آپکی روح انور قبض ہوئی ہے وہین دفن کئے جائین - علی مرتضی کو بہی جناب صدیق ہی کی راے پسند آئی - اب

حجرہ سے فرش اوٹھایا گیا اور قبر کی جگہہ مقرر ہوئی ۔

مدینہ مین دو آدمی قبرین کہودا کرتے تہے ۔ ایک تو حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔ وہ شامی طریقہ کی گور کہودتے تہے ۔ دوسرے ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ جو لحد کہودتے تہے ۔ حضرت عباس نے دونون کے پاس آدمی بہیجا اور یہ بات قرار پائی کہ دونون مین سے جو پہلے آجاے اوسی سے قبر کہدوالو ۔ ابو طلحہ پہلے آگئے اور انہون نے اپنے ڈہنگ کی قبر کہود دی ۔ بدہ کی رات کو نصف شب کے بعد قریب صبح اوس مقدس جنازہ کو لب گور رکہا اور جانب پائین سے جنازہ کو قبر مین اوتارا ۔ حضرات علی مرتضی ۔ عباس ۔ عقیل ۔ اسامہ اور شقران قبر مین اوترے ۔ قطیفہ احمر جو خیبر کے دن آنحضرت صلعم کو ملا تہا شقران نے قبر مین بچہا دیا اور کہا کہ واللہ آپ کے بعد اب اسکا استعمال کرنے والا اور کون ہے ۔ پہر قبر کے اوپر نو اینٹین چنگئے جو جو صاحب اندر اوترے تہے باہر نکل آے ۔ جناب علی مرتضی سب کے بعد نکلے ۔ مٹی ڈالکی قبر کو مسطح کر دیا اوپر سے پانی چہڑکا ۔

دفن سے فارغ ہو کے سب کے سب پہلے جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر آے ۔ اور تعزیت و تسلی کی رسم ادا کی ۔ سیدۂ پاک بنت شہ لولاک نے پوچہا ۔ لوگو ۔ آفتاب رسالت کو زیر زمین پنہان کر کے چلے آے ۔ تم سے اوس گنج نبوت پر خاک کیسے ڈالی گئی ۔ ہے ہے میرا باپ تو خدا کا حبیب اور دونون جگ کا اوجالا تہا ۔ تمنے کیسے پتہر کی سلین اینٹ چہاتیون پر رکہلین جو اوسے ہزارون من مٹی مین داب دیا ۔ لوگ یہ سنتے تہے اور سر نہین اوٹہا سکتے تہے آنسوؤن کی ندیان چارون طرف سے جاری تہین ۔ کسکا جگر تہا کہ ان دل خراش بینون کا جواب دے ۔ زبانین بے نطق اور دماغ چکر مین تہے ۔ فاطمہ زہرا نے اوسوقت دوبارہ قیامت برپا کر دی سارا مدینہ آہ و بکا کرتا تہا ۔ آخر حضرت عباس نے اپنے کلیجہ کو ہاتہہ سے

پکڑ کے فرمایا اے بنت رحمۃ للعالمین اللہ ان پس ماندون پر رحم کر دبس یہ وہ کام کر آئے ہین جس سے انکے جگر پارہ پارہ ہوتے تھے۔ ہم لوگ برضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ سے مجبور رہین ورنہ دہین سر پھوڑ پھوڑ کے رہجاتے۔ جس نے ہمین خاک سے پاک کیا تھا اوسے خاک مین ہم سے کیسے ملایا جاتا خدا سے کسیکا بس نہین چلتا۔ بیٹا فاطمہ صبر کرو۔

رسول الثقلین سید کونین کی مفارقت کا جو رنج اہل بیت اور اصحاب کو ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔ بہت سے صحابہ نے مرثیہ کہے۔ جناب صدیق اکبر فرماتے تھے۔

کارم ازدست رفت ودست ازکار	دیدہ بے نور ماند ودل بے یار
دل فگارم چرا نگریم خون	دردمندم چرا ننالم زار
یار غارم زدست رفت دریغ	ماندم افسوس وپائے بردم مار
روشنائی زدیدہ رفت افسوس	منم امروز دیدہ خونبار
خاطر بیدسے چگونہ بود	ہم دل ازدست رفت وہم دلدار

علی مرتضیٰ قبر مبارک پر کھڑے ہوکے ایسے روئے کہ ساون بھادون کی جھڑی مات ہوگئی اور فرمایا۔ یارسول اللہ ان الجزع یقبح الا علیک وان الصبر الجمیل الا عنک۔ یعنی اے رسول اللہ بیشک گریہ وبکا برا ہے مگر آپ پر نہین اور بیشک صبر بہت بڑی نیکی ہے مگر آپکی موت کیواسطے نہین اور فرمایا۔

شربتے از لب لعلش نچشیدیم وبرفت	روے مہ پیکر او سیر ندیدیم وبرفت
بس جہان درچمن حسن ولطافت لیکن	گلے از گلشن وصلش نہ چیدیم وبرفت

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور کے غم مین جو مرثیہ کہا اوسکا مضمون یہ تھا۔

نوبہار حسن کجا شد آن گل شاداب کو	میتوان دیدن بخوابش اے دریغا خواب کو

در شب تاریک ہجران رہ نمی یابیم باز	سوے منظوری کہ ہم شمع است و ہم مہتاب کو
خستگان را مرہم و یاران غمگین را فرح	عاشقان را بوسہ صبح و تشنگان را آب کو
گر بگریم ور بخندم ہیچ انکارم مکن	گریہ را صد وجہ دارد خندہ را اسباب کو

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جسدن سے خالق ارض و سما نے مدینہ کو پیدا کیا اوسدن سے مدینہ نے کوئی ایسا روز روشن اور پر رونق نہین دیکھا جیسا وہ دن تھا کہ جسدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے مدینہ کو سرفرازی بخشی تھی۔ سارا شہر اوسدن جگمگ جگمگ کر رہا تھا۔ اور کوئی دن اوس سے زیادہ تیرہ و تار نہین ہوا کہ جسدن آپنے وفات پائی کہ ہر در و دیوار سے رونے کی صدا آتی تھی۔

عبد اللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے اور مسجد مین اذان دیا کرتے تھے اونہون نے آپ کے انتقال کے بعد دعا مانگی کہ بار خدایا حبیب رسول اللہ کا جمال جہان آرا گم ہوگیا تو مین اب کسے دیکھون مین اب نہین چاہتا کہ میری آنکھون مین روشنی رہے اسے تو میری آنکھون سے دور کردے یہ دعا کرتے ہی اونکی دونون آنکھین جاتی رہین۔

بعض اصحاب کو مدینہ مین رہنا وبال ہوگیا اونہون نے گھر بار اپنا پرایا چھوڑ چھاڑ کے مسافرت اختیار کی حضرت بلال رضی اللہ عنہ ملک شام کی طرف چلنے لگے روانگی کے وقت صدیق اکبر نے ہر چند سمجھایا کہ بلال تم مدینہ کو خالی نہ کرو جو کام رسول اللہ کے سامنے کیا کرتے تھے کرتے رہو ہم لوگ تمہاری خدمت کو حاضر ہین۔ حضرت بلال نے جواب دیا "مجھے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ خوش نہین آتا یہان کے در و دیوار کاٹے کھاتے ہین مین ہرگز نہ رہونگا اگر آپ نے چھاتی پر پتھر رکھ لئے یہین رہونگا اور اگر ثواب آخرت کیواسطے آزاد کیا ہے تو مجھے خدا پر چھوڑ دو"

یہ سنکر جناب صدیق اکبر خوب ہی روئے اور فرمایا کہ اے بلال مین نے تمہین ثواب آخرت کے لئے
آزاد کیا ہے دنیا مین تم سے کسی اجر کی توقع نہین رکہتا اچہا تم بھی مدینہ کو بے رونق کر جاؤ۔
پس بلال شام کی جانب سدہارے۔ وہان پہونچکے چندہی روز قیام کیا تہا کہ ایک رات آنحضرت
صلعم کو خواب مین دیکہا۔ کہڑے ہوئے فرما رہے ہین کہ اے بلال تم تو کہتے تہے کہ عاشق
زار ہین تمہین ہماری تربت بہی نصرت ہوئی اب مہربانی کرو اور ہمارے شہر کو سونا نہ چہوڑو۔
خبردار صبح ہوتے ہی مدینہ کا رخ کرینا کل ہین تمکو یہان نہ پاؤن۔ حضرت بلال کو رات کاٹنا مشکل
ہوگئی صبح ہوتے ہی مدینہ کو سدہارے۔ سچ ہے اپنون کی ڈوری یون کہینچ لیتے ہین۔ ہم
اپنے ہون تو ہماری زارحالت پر توجہ کی جاے۔ الغرض بلال رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ مین اوسوقت
پہونچے جبکہ جگر گوشہ مصطفےٰ حضرت فاطمۃ الزہرا کا انتقال ہوچکا تہا۔ حضرت بلال نے مدینہ
مین گہستے ہی ہر آدمی سے سب کا حال اور خیر و عافیت پوچہنا شروع کی۔ ہر شخص یہی جواب دیتا
تہا کہ حسن حسین اور علی اور سب ازواج مطہرات فضل خدا سے بخیر ہین۔ لیکن فاطمہ رضی اللہ عنہا
کا نام کسی نے نہین لیا۔ اگر بلال خود بہی بنت رسول کی خیریت کسی سے دریافت کرتے تو
وہ باتون باتون مین ٹال جاتا تہا۔ اس صورت سے حضرت بلال کا ماتہا ٹہنکا اور کہنے لگے
کہ خدا خیر کرے۔ گہبراے ہوے جناب فاطمہ کے دروازہ پر پہونچے اور پکارا کہ بنت رسول میرا سلام
لیجئے۔ غلام دولت پر حاضر ہے۔ حضرات حسنین آواز پہچانکے روتے ہوے دوڑے
اور آتے ہی بلال کی چہاتی سے لپٹ کے بولے کہ امان جان کو تو نانا کی مفارقت گوارا
نہوئی اون سے ملنے کو تشریف لیگئین اور ہماری بیکسی پر نظر نہ کی۔ بلال نے سنتے ہی پچہاڑ
کہائی اور بیہوش ہوگئے۔ آج پہر مدینہ مین غم رسول تازہ ہوا۔ ہر شجر و حجر سے آوازِ الغیاث
بلند تہی۔ الغرض بلال کو لیجا کے فاطمہ کی قبر پر ڈالدیا۔ بلال بولے کہ اے لخت جگر مصطفےٰ

تم نے باپ سے جا ملنے مین بہت جلدی کی اور چھوٹے بچون کی ویرانی کا مطلق خیال
نہ فرمایا - اے لوگو مین کمبخت ملک شام سے اسی شوق مین چلا تہا کہ باپ کی خوشبو اوس گل مین
جا کے سونگھون گا مگر شومی بخت نے وہ بھی نصیب نہونے دی "

بلبل ہون صحن باغ سے دور اور شکستہ پر	پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر

الحاصل بلال نے طوعاً و کرہاً تعمیل ارشاد کے باعث مدینہ مین رہنا اختیار کیا - بھلا جس عاشق
صادق کی آنکھین دو دو معشوقون کے جمال نورانی سے محروم ہو گئی ہون وہ کیا خاک جیئے ایک
دن لوگ ظہر کے وقت مُصر ہوے کہ بلال آج تو اذان سنا دو - اوس عاشقِ خستہ جگر نے
ہر چند عذر کیا کہ صاحبو میری اذان کا قدردان دنیا سے اوٹھہ گیا مجھے کیون ستاتے ہو مگر مشتاقون
نے نہ مانا - اور حسنین بھی بضد ہوے کہ بلال ہمکو بھی بڑا اشتیاق ہے - شہزادے جو
مولیٰ کی نشانی تھے اونکا فرمانا بلال سے نہ ٹالا گیا - مینار کے اوپر چڑھ گئے - مدینہ مین شور
اوٹھا کہ لوگو - دوڑو آج رسول اللہ کے زمانہ کا مزا آجائیگا بلال اذان دیتے ہین - یہ صدا سنکر
مشتاقون کے ٹھٹھ لگ گئے جسوقت حضرت بلال نے زبان سے "اللہ اکبر" نکالا -
مدینہ کے دل سے ایک شور نالہ و فغان کا بلند ہو کے آسمان سے پار نکل گیا - اور جب روضہ
متبرکہ کی طرف ہاتھہ کر کے اشہد ان محمدا رسول اللہ کہا تو مدینہ مین کوئی ایسا متنفس
نہ تہا جو سر پیٹ پیٹ کے روتا نہو یہان تک کہ چھوٹے چھوٹے لڑکے اور لڑکیان جان کھوتے
ہوے گھرون سے باہر نکل آے - وہ دن بھی ویسا ہی ماتم انگیز اور مصیبت خیز تہا جیسا کہ
روز وفات سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تہا - اگرچہ کتب سیر مین ہمکو کہین نہین ملا مگر مولنا مولوی
حضرت غلام امام شہید قدس اللہ سرہ العزیز نے تحریر فرمایا ہے کہ جناب بلال رضی اللہ عنہ
اوسیوقت مینار سے گر پڑے اور جان بحق تسلیم ہوے - اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۵

جناب امیر المومنین علی مرتضی نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم کی تدفین کے تین دن بعد ایک اعرابی مزار پرانوار پر آیا اور قبر مبارک پر گر کے مٹھیان بھر بھر کے خاک اپنے سر پر ڈالی اور کہا کہ اے رسول اللہ جو کچھہ آپ نے کہا ہم نے کان لگا کے سنا اور آپ خدا کے پاس سے لائے اور ہم نے اپنے سرون پر لیا۔ مین نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے۔ گنہگار ہون اور آشفتہ حال ہو کے حضور مین آیا ہون آپ میرے لئے مغفرت کی دعا مانگین۔ اوسی وقت قبر سے آواز آئی "ہمنے تجھے بخشا ہمنے تجھے بخشا" ایسے معاملات بارہا مزار شریف سے ظہور مین آئے ہین جنکے بیان سے کتاب طولانی ہوجائیگی۔ جو فیض و برکات آپکی حیات مین جاری تھے وہی اب بھی دفن کے بعد چلے جاتے ہین۔ اگر روضہ منورہ کے زیارت اور آپ پر درود بھیجنے کے فضائل لکھے جائین تو ایک دفتر مرتب ہوجائے۔

واضح ہو کہ صلوٰۃ اگر خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہو تو اوس سے رحمت مراد ہوگی۔ اگر ملائکہ کی طرف اس لفظ کو منسوب کیا گیا تو اوسکے معنی ہونگے استغفار۔ اور مومنون کی طرف سے جو صلوٰۃ ہو اوس سے مدح و ثنا اور تعظیم و دعا مقصود ہوگی۔ اور بعض علما کی یہ رائے ہے کہ خدا کی طرف سے جو صلوٰۃ ہو تو اوس سے رحمت مراد ہے اور سوائے خدا کے اور کی طرف سے طلب رحمت کا سوال ہے۔ اور ایسی صلوٰۃ کا استعمال کلمہ علی کے ساتھہ ہوتا ہے۔

محققین نے فرمایا ہے کہ معنی اللھم صل علے محمد کے یہ ہین کہ بار خدایا محمد کی تعظیم کر یعنی اونکا دین بلند کر اور اونکی دعوت کو خوب ظاہر کردے اور اونکے ذکر کو عظمت دے اور اونکی شریعت کو ہمیشہ باقی رکھہ اور قیامت کے دن اونکی شفاعت اور زیادتی ثواب اور اولین اور آخرین پر اونکی فضیلت اور جنت مین داخل ہونے اور گنہگارون کے بخشوانے مین تمام انبیا و مرسلین پر اونکی تقدیم اور بہشت مین اعلی درجہ اونہین عطا فرما۔ اللہ جل شانہ قرآن شریف مین

فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا
پس اے مومنو اس آیہ کریمہ مین تم پر خدانے درود بھیجنے کو واجب کردیا ہے جسقدر زیادہ پڑہوگے
تمہاری سرخروئی اور نجات کا باعث ہوگا ورنہ دن مین ایک دفعہ تو تمہارا فرض لازمی ہے۔
مسجد مین اندر جانے کے وقت اور اذان کے تمام ہونے کے بعد بہی درود پڑہنا ضروری بات ہے

یا عاشقین تواجدوا بتعشق للمصطفٰے		صلوا علیہ وسلموا متواترا متوالیا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم کا انتقال میرے
سینہ وحلق کے درمیان ہوا ہے۔ وہ دوشنبہ کادن دوپہر کاوقت تہا اور ماہ ربیع الاول کی دو راتین
گذرچکی تہین۔ آپ اگلے دن سہ شنبہ کو بعد دوپہر کے دفن ہوئے۔

صحابہ مین ایک انقلاب عظیم اور ایک تلاطم پڑگیا۔ نہ تو اونکے ہوش وحواس باقی تہے جو
حجرۂ اقدس اور مسجد شریف مین اوسوقت موجود تہے اور نہ وہ حیرت وپریشانی سے بری تہے جو
یہ خبر وحشت اثر سنکے ٹیڑی دل کی طرح چلے آتے تہے۔ حضرت عمر فاروق کو اس حادثۂ ناگہانی
کا ایسا صدمہ ہوا کہ آپے سے گذر گئے۔ تلوار کہینچکر کہڑے ہوگئے۔ اور بآواز بلند کہنے لگے
ان رجالا من المنافقین زعموا ان رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم ما ت وانہ لم
یمت وانہ ذھب الی ربہ کما ذھب موسی ولیرجعن فیقطعن ایدی رجال وارجلھم
یعنی بیشک چند لوگ منافق گمان کرتے ہین کہ رسول اللہ انتقال کرگئے وہ ہرگز نہین مرے
بیشک موسی کی طرح اپنے پروردگار کے پاس گئے ہین پس وہ ضرور واپس آکر ایسے لوگون
کے ہاتہہ پاؤن کاٹینگے۔ عمر بن الخطاب ایسے غضب اور جوش سے یہ کہتے تہے کہ کسیکی
مجال نہ تہی جو اونکے سامنے پڑکے یہ کہتا کہ حضرت صلعم تو انتقال کرگئے آپ تلوار کو نیام مین
کیجئے۔ حضرت صدیق اکبر نے بہی آکے سمجہایا مگر اونکی سمجہہ مین نہ آیا آخر دوبارہ کہنا نامناسب جانکے

منبر پر تشریف لے گئے اور وہ خطبہ پڑھا جسکا ذکر ہم کر چکے ہین۔

یہی باتین ہو رہی تہین کہ ایک آدمی دوڑا ہوا آیا اور اوس نے کہا غضب ہوگیا۔ سقیفہ بنو ساعدہ مین انصار مجتمع ہین اور چاہتے ہین کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا کے اون سے بیعت کر لین۔ وہان اکثرون کی راے یہ بہی ہے "منا امیر و من قریش امیر" یعنی ایک امیر ہم مین سے ہو اور ایک قریش مین سے۔ یہ سنکر سب کے ہوش بکہر گئے اور طوائف الملوکی کے خوف سے جناب صدیق و فاروق معہ ایک مجمع صحابہ مہاجرین کے اس طوفان کی رخنہ بندی کو چلے اور جناب علی مرتضی و عباس وغیرہ کو تجہیز و تکفین کے لئے چہوڑ گئے۔

اوس بن خولی انصاری کو بہی حضرت علی نے قبر مین اوترنیکی اجازت دیدی تہی۔

جناب صدیق اکبر نے لوگون سے کہا کہ مین نے آنحضرت صلعم کو فرماتے سنا ہے کسی نبی کی روح نہین قبض کی گئی مگر وہ وہین دفن ہوا جہان اوسکی روح قبض کی گئی اس لئے حضور حجرۂ شریف مین دفن ہوے۔

ایک روایت مین ہے کہ آپ نصف شب چہار شنبہ کو مدفون ہوے۔ وہ ربیع الاول کی بارہوین شب تہی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے دس سال پورے ہوگئے تہے بعض اوسوقت عمر آپکی ساٹہہ ۶۰ برس کی بتلاتے ہین اور بعض ترسیٹھہ ۶۳ برس کی اور اکثر پینسٹھہ ۶۵ برس کی کہتے ہین۔

۲۶ صفر یوم دوشنبہ کو آنحضرت صلعم نے لوگون کو رومیون سے جہاد کرنیکا حکم دیا اور ۲۷ صفر سہ شنبہ کو اسامہ بن زید امیر لشکر مقرر کئے گئے۔ ۲۸ صفر چہار شنبہ کو اگرچہ آپ بیمار ہوچکے تہے لیکن اپنے ہاتہہ سے نشان تیار کر کے اسامہ کو دیا۔ ابہی کوچ کی نوبت نہ آئی تہی کہ آخر روز چہار شنبہ اور اول شب پنجشنبہ مین آپکی علالت خوفناک ہوگئی اور ایک تہلکہ پڑگیا۔ اوسدن

وقت عشا سے آپ نے حضرت ابوبکر کو نماز پڑہانے پر مقرر کردیا - یہانتک کہ دوشنبہ کا دن آیا اوس دن بہ نسبت اور گذشتہ دنون کے مرض کی شدت مین کمی رہی بلکہ بعضون کو یہ خیال ہوا کہ حضور صلعم اچھے ہوگئے - حضرت اسامہ یہ سنکر چلنے ہی کو تہے کہ اونکی مان ام ایمن نے کہلا بہیجا کہ آپ حالت نزع مین ہین - پس روانگی رہگئی اور اسامہ جرف سے مدینہ چلے آے - اوسی دن دوشنبہ کو دوپہر کے وقت آپکا انتقال ہوگیا - انتقال کا ہونا تہا کہ مدینہ جہاز طوفان رسیدہ کیطرح اوپر تلے ہونے لگا - ابوبکر ہی کا رعب اور دانائی اور استقلال تہا کہ اس سر پر آچکی ہوئی بلا کو ٹالا - ایسا نازک وقت تہا کہ العظمۃ للہ - ذراسی بدحواسی قلع وقمع کردینے کو کافی تھی - کچھہ نپوچھو کہ جناب علی مرتضیٰ وحضرت عباس کہان تھے - آہ - وہ لاشہ کے گھٹنون سے لگے ہوے منہ ڈہانکے رو رہے تہے - حضرت عمر فاروق مدہوش ہاتھہ مین تلوار لیئے ہوے یہ کہہ رہے تھے کہ جس نے منہ سے نکالا کہ آنحضرت مرگئے اوسکا ابھی ہٹا سا سر اوڑا دونگا - جناب عثمان ذی النورین تو نطق ہی سے محروم ہین - ادہر بہت سے نبوت کا دعوی کرچکے ہین اور اودہر سقیفہ بنی ساعدہ مین فیصلہ بھی ہوچکا کہ اگر اکیلے سعد بن عبادہ خلیفہ نہون تو ایک قریش اور ایک انصارین سے خلیفہ ہوکے دو ملاؤن مین مرغی حرام ہوجاے - علاوہ برین یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ملک مین ارتداد کے آثار آنحضرت صلعم کے سامنے ہی سے موجود ہین - مسیلمہ خروج کرچکا ہے اور لاکھون اوسکے حمایتی ہوگئے ہین اگر ایسے اندہیرے غپ مین ابوبکر صدیق بال برابر بھی خالی دیجائین تو ساری قلعی اودہڑ چکی تھی جو قیامت تک مانجنے سے بھی نہ چڑہتی -

جناب صدیق اکبر اون امور اہم کے انتظام سے جنکے باعث اسلام کو سخت خطرہ اور صدمہ پہونچنے کا خیال تہا فرصت پاکے تجہیز وتکفین مین شامل ہوگئے اور سہ شنبہ کے دن دوپہر کے بعد دفن کیا - چنانچہ تاریخ کی معتبر کتابون کے یہ الفاظ ہین ودفن من الغد نصف النہار من

یوم الثلاث۔ یعنی آنحضرت صلعم اگلے دن دوپہر کے وقت سہ شنبہ کو دفن کئے گئے۔ یہی نہایت صحیح روایت ہے۔ اکثر لوگ جو یہ کہتے ہین کہ آپکی لاش تین دن تک بے گور وکفن رہی یعنی دوشنبہ کو رات کیوقت انتقال فرمایا اور شب چہارشنبہ کو آدہی رات کے بعد دفن ہوے۔ ہماری راے مین اس قول سے بہی تین دن نہین ہوتے۔ اون لوگون نے حساب مین غلطی کی ہے اگر وہ اپنے ہی قول کو دیکہین تو اونہین معلوم ہوگا کہ دوشنبہ کا دن گذر کے رات کو انتقال ہوا جسکی صبح سہ شنبہ تہا جب سہ شنبہ بہی گذر گیا تو آدہی رات گئے پر دفن ہوے اوس شب کو شب چہارشنبہ کہتے ہین۔ پس ایک دن اور ایک رات یعنی آٹھ پہر کے بعد دفن ہوے اور یہی ہم کہتے ہین۔ اون لوگون نے یہ غلطی کی ہے کہ دوشنبہ۔ سہ شنبہ۔ چہارشنبہ لکہکے تین دن گن لئے اور اصل واقعہ پر ذرا بہی غور نہین کیا جو حقیقت حال کہلتی۔ اسطرح سے دوشنبہ کا دن بہی شامل ہوجاتا ہے حالانکہ اوسدن آپ زندہ تہے اور چہارشنبہ کا دن بہی حساب مین گن لیتے ہین حالانکہ اوسدن کے شروع ہونے سے دوپہر پہلے آپنے زیر زمین کے اندہیرے کو اوجالا کردیا تہا۔ البتہ عرف مین اوس رات کا نام شب چہارشنبہ بیشک ہے۔ پس جو ہم کہتے ہین وہی وہ لوگ کہتے ہین۔ غرض اتنا ہے کہ ہمارا حساب ٹہیک ہے اور اونہون نے حساب مین غوطہ کہایا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہین کہ صدیق اکبر جب خلیفہ ہوچکے اور لوگون نے بیعت کرلی اوسکے بعد دفن کا کام شروع ہوا ہے۔ اول تو ہم اس روایت کو مانتے نہین اگر مان بہی لین تو بہی ایشیائی طرز معاشرت کے خلاف نہین ہوا کیونکہ یہان کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی جلیل القدر سردار مرجاتا ہے تو جب تک کوئی اوسکا جانشین اور کل کارخانہ کا پیشوا نہین ہوجاتا اوس وقت تک کوئی کام نہین ہوسکتا۔ علاوہ برین حضرات علی مرتضیٰ اور عباس و فاطمہ سب موجود تہے۔ ابوبکر حضرات موصوفین کو تجہیز و تکفین کا اختیار دیکے سقیفہ بنی ساعدہ گئے تہے۔ اگر کچھ غیر واجبی توقف

ہوا بھی ہوگا تو اکثر ایسے مواقع پر کوئی تعجب نہین ہوسکتا۔ اسمین کیسیکا کیا قصور ہے۔ مگر ہم کہتے ہین کہ ایک منٹ کا بھی ٹھیرواجبی وقفہ نہین ہوا۔ ایکسو ذرا سی بات تو نماز تھی۔ وہ جنازہ پر ایک جماعت سے ایکبار نہین پڑہی گئی بلکہ ایک ایک گروہ نے علحدہ علحدہ آکے پڑہی۔ اگر اسی کا حساب لگاؤ اور ایک ایک جماعت کے لیئے پانچ پانچ منٹ دیدو تو ۱۲ گھنٹہ کے ۷۲۰ منٹ ہوتے ہین اور پانچ منٹ کی ایک جماعت تو ۷۲۰ منٹ کی ۱۴۴ جماعتین ہوئین اور ہر جماعت ہزار آدمیون کی سمجھو تو ایک لاکھ چوالیس ہزار آدمیون نے نماز پڑہی کیا اتنے مسلمان مرد اور عورت اوسوقت مدینہ مین نہونگے۔ ضرور ہونگے۔ کیونکہ اوسی زمانہ مین اسامہ کا لشکر رومیون سے لڑنے شام کو جا رہا تہا وہ لشکر وہین موجود تہا اور اوسمین مدینہ کے سوا اور معلوم کہان کہان کے مسلمان ہونگے۔ اون سب نے بھی ضرور ہی نماز پڑہی ہوگی۔ پس ایسے جنازہ کی نماز ہماری سمجھ مین تو ۱۲ گھنٹہ سے کسی طرح کم مین نہین ہوسکتی اب رہے ۱۲ گھنٹہ سو اوسمین قیامت زلزلہ۔ رونا پیٹنا۔ تلاطم۔ نہلانا۔ دہولانا۔ قبر کی کہدائی۔ دفن۔ لو یہ جھگڑے ہین اگر آٹھہ پہر لگ گئے تو کیا تعجب ہوا۔

لوگون نے بڑا دل کیا جو آٹھہ ہی پہر کے بعد دفن کردیا۔ ہم ہوتے تو کم سے کم قیامت تک جنازہ کو سامنے رکہکے سر پہوڑتے۔

بعض لوگ یون کہتے ہین کہ صدیق اکبر کو اپنی خلافت کی ایسی لو لگی تھی کہ رسول اللہ کی تجہیز و تکفین مین بھی نہین شامل ہوسے اور خلیفہ بننے کو دوڑے گئے۔ حضرات! اسکے جواب مین یہ کہدینا کافی ہے کہ ایک سوال کے جواب مین آنحضرت خود وصیت فرما گئے تھے کہ میرے جنازہ کو سواے میرے اہل بیت کے اور کوئی ہاتھہ نہ لگاے۔ اس صورت مین حضرت ابوبکر کا گھر کے کوٹے پاکیسے لگے ہوئے تجہیز و تکفین کو ٹکر ٹکر دیکہا کرنا اور

سقیفہ بنی ساعدہ کے طوفان کو فرو نہ کرنا محض اسلام کی دشمنی تھی۔ واللہ یہ ابوبکر ہی کا احسان ہم پر ہے کہ ہم آجکے دن بیٹھے ہوے حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے دل کے اندر سے کہہ رہی ہین اور لکھہ رہے ہین ورنہ اوسی دن فیصلہ ہوچکا تھا

ایک روایت مین ہے کہ ابوبکر صدیق غسل میت مین آکے شامل ہوگئے تھے اور اونہین نے آکے فیصلہ کیا تھا کہ انصار مین سے بھی ایک آدمی غسل مین شامل کیا جاے ورنہ انصار کی بہت بڑی شکایت رہ جائیگی جسکا نتیجہ اچھا نہوگا۔ چنانچہ ایک آدمی انصار کا اسلئے تعینات کرلیا گیا کہ پانی دینے اور اسی طرح کے کامون مین مدد دے۔ اور حکم اقدس کے بموجب یہ ٹھیرا کہ بدفعات جو لوگ آتے جائین الگ الگ نماز پڑہتے جائین تاکہ اس شرف سے کوئی محروم نہ رہے کیونکہ یہ بات معلوم تھی کہ انبیاے کرام کے جسد اطہر مین موت کے بعد مطلق تغیر نہین آتا اس لئے تاخیر دفن کا ذرا بھی اندیشہ نکیا گیا اور سب کو نماز کے ثواب سے مشرف ہو لینے دیا اور آپ سہ شنبہ کو بوقت سہ پہر یا شب چہار شنبہ کو دفن ہوے۔ حضرت ابوطلحہ نے آپ کے لئے لحلی قبر کھودی

حضرت عایشہ صدیقہ نے خواب دیکھا کہ تین چاند میرے حجرہ مین اوترے ہین۔ جناب صدیق اکبر نے یہ تعبیر دی کہ اے عایشہ تیرے حجرہ مین تین بہترین آدمی دفن ہونگے۔ جب آنحضرت وہان مدفون ہوے تو حضرت ابوبکر نے بیٹی سے کہا کہ ایک چاند تو یہ ہین۔ باقی دو چاند جناب صدیق اکبر اور فاروق اعظم وہان دفن ہوے۔ ایک قبر کی جگہہ حجرۂ شریفہ مین اور باقی ہے اوسکی نسبت روایت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہان دفن ہونگے۔

روایت ہے کہ دفن کے بعد جناب فاطمۃ الزہرا مزار متبرکہ پر آئین اور تھوڑی سی مٹی باپ کی قبر پر سے اوٹھا کے سونگھی اور یہ شعر پڑہے۔

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدَا	اَنْ لَا یَشُمَّ مَدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّھَا +	صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

یعنی جو قبر احمد کی خاک سونگھے اوسے چاہئے کہ ساری عمر کوئی خوشبو نہ سونگھے۔ باپ کی موت سے جو مصیبت مجھپر نازل ہوئی ہے اگر دنون پر پڑتی تو وہ دن سے رات ہو جاتے۔

زیارت قبر شریف بڑے ثواب کی بات ہے۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہین مَنْ حَجَّ وَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیٰوتِیْ یعنی جو کوئی میری وفات کے بعد حج کرکے میری قبر کی زیارت کرے گویا اوس نے حالت حیات مین میری زیارت کی۔ اور اپنی حالت حیات کی زیارت کی نسبت حضور یہ فرماتے ہین لَا یَدْخُلُ النَّارَ مَنْ رَّاٰنِیْ یعنی جس نے مجھے دیکھا وہ دوزخ مین نجائیگا۔ پس ان دونون حدیثون کے ملانے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جس نے مزار پرانوار کی زیارت کی وہ دوزخ مین نہ جائیگا۔ ایک حدیث یہ بھی ہے یعنی۔ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔ جس نے میری قبر کی زیارت کی اوسکے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

ازواج مطہرات

روایت ہے کہ تیرہ[۱۳] عورتین حضور صلعم کے عقد نکاح مین آئین۔ اونمین سے نو[۹] وفات کے وقت موجود تہین۔

۱۔ سب سے پہلے جناب ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حضور کے نکاح مین آئین یہ خویلد بن اسد کی صاحبزادی تہین۔ آنحضرت صلعم انکے تیسرے خاوند تہے۔ حضرت خدیجہ کا عقد پہلے عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم سے ہوا تہا جب عتیق مرگیا تو دوسرا نکاح ابوہالہ بن زرارہ بن نباش بن عدی سے ہوا جب ابوہالہ کا بھی انتقال ہوگیا تو جناب خدیجہ کے باپ یا اونکے بہائی عمرو بن خویلد نے اونکو آنحضرت صلعم سے منعقد کردیا۔ بیس اونٹ مہر

جو اونکا قرار پایا تھا اوسے حضور نے ادا کر دیا - سوائے حضرت ابراہیم کے اور سب بچے آنحضرت کے خدیجہ ہی کے بطن سے پیدا ہوے جنکے نام یہ ہین - قاسم - طیب - طاہر - عبداللہ - زینب رقیہ - ام کلثوم - فاطمۃ الزہرا - اولاد ذکور نے عالم طفلی ہی مین وفات پائی - البتہ شہزادیان بڑی ہوئین بیاہی گیئین اور اونکے لڑکے بالے بھی ہوے - حضرت خدیجہ کی زندگی مین آپنے دوسرا عقد کیا ہی نہین اور تمام عمر اونکی عزت کرتے رہے - جناب خدیجہ نے ہجرت سے تین برس قبل انتقال فرمایا جسکا صدمہ حضور کو بہت ہوا - اونکی وفات کے بعد آپ نے سودہ بنت زمعہ یا عایشہ صدیقہ سے نکاح کیا -

۲ - عایشہ صدیقہ ہی ایک بیوی آپ کی ایسی تہین جو کنواری آپ سے بیاہی گیئین نہایت کم سنی مین صدیقہ کا عقد ہوا اور اٹھارہ برس کی عمر مین بیوہ ہوگیئین - افسوس ہزار افسوس کیا رنڈاپا ہے جسکا حساب نہین - ہائے - کیسا خاوند دو جگ کا اوجالا - عایشہ کے والدین کو اپنی بیٹی کی وہ بہتی صورت اور اوسپر داماد کا دنیا سے اوٹھجانا جو باعث تخلیق زمین و آسمان تہا تعجب ہے کیا جی تو نہ ہوا ہوگا - سے سنے - تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم - صدیقہ کا مہر چارسو درہم آنحضرت نے ادا کیا - وہ حضور کی بہت ہی چہیتی بی بی تہین - اونہون نے ۵۸ھ مین وفات پائی -

۳ - سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس کا نکاح پہلے سکران بن عمرو بن عبد شمس سے ہوا سکران ہجرت کرکے حبش گیا اور وہان نصرانی ہوکر وفات پائی تو سودہ کے باپ زمعہ نے اونکا عقد آنحضرت صلعم سے کر دیا اور چارسو درہم مہر حضور نے ادا کیا -

۴ - حفصہ بنت فاروق اعظم کا عقد پہلے خنیس بن حذافہ سے ہوا تہا جب خنیس کا انتقال ہوگیا تو جناب حفصہ آنحضرت صلعم کی زوجیت مین داخل ہوئین اور انکا مہر بھی چارسو درہم

ادا کیا گیا۔

۵۔ام سلمہ بنت امیہ بن المغیرہ کا دوسرا نام ہند بھی تہا۔ پہلے سلمہ بن ابی سلمہ بن عبد الاسد سے بیاہی گئین۔ حضرت سلمہ بڑی صحابی ہین جب وہ جنگ اُحد مین شہید ہوے تو غزوہ احزاب سے پہلے آنحضرت صلعم نے اُم سلمہ سے عقد کرلیا اور اونہون نے ۵۹ھ مین وفات پائی۔

۶۔زینب بنت خزیمہ کا نکاح پہلے جہم بن عمرو بن الحرث سے ہوا پہر عبیدہ بن الحرث بن المطلب بن عبد مناف سے منعقد ہوئین۔جب دونون خاوند کے بعد دیگرے مرگئے تو آنحضرت صلعم نے اون سے نکاح کرلیا۔ چونکہ نہایت رحیم مزاج اور غریبون پر ترس کہانے والی تہین اس لئے اونکا لقب ام المساکین ہوا۔مہر انکا چار سو درہم تہا۔

۷۔جویریہ بنت الحرث بن ابی ضرار بنی المصطلق کے قیدیون مین تہین۔ تقسیم کے وقت ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ مین آئین۔اور اپنے کو مکاتبہ کرالیا۔آنحضرت صلعم نے حق کتابت ادا کرکے اپنے ساتہہ نکاح کرلیا۔جویریہ اس سے پہلے سافع بن صفوان مصطلقی کے عقد مین تہین

۸۔اُم حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب کا دوسرا نام رملہ تہا۔پہلے یہ عبد اللہ بن جحش اسدی کے عقد مین تہین۔حبشہ مین انکا عقد خالد بن سعید بن العاص نے آنحضرت صلعم کے ساتہہ باندہا اور نجاشی نے حضور کی طرف سے چار سو درہم مہر ادا کردیا۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین اُم حبیبہ کا انتقال ہوا۔

۹۔زینب بنت جحش آنحضرت کے آزاد غلام زید بن حارثہ کے عقد مین تہین۔آنحضرت صلعم نے چار سو درہم مہر ادا کرکے اون سے نکاح کرلیا۔آیہ کریمہ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا اسی نکاح کے بارہ مین نازل ہوئی ہے۔حضرت زینب نے زمانہ خلافت

عمر فاروقؓ مین وفات پائی۔

۱۰۔ صفیہ بنت حی بن اخطب پہلے سلام بن مشکم کی بیوی تہین پہر کنانہ بن الربیع اونکے شوہر ہوے۔ جنگ خیبر کے قیدیون مین گرفتار ہوکے آئین۔ آنحضرت نے اون سے نکاح کیا اور طعام ولیمہ مین لوگون کو صرف ستو اور کہجورین کہلائین ۳۶ھ مین جناب صفیہ نے انتقال کیا۔

۱۱۔ میمونہ بنت الحرث حضرت عباس اور خالد بن الولید کی خالہ پہلے ابی رہم بن عبد العزیٰ بن ابی قیس کی زوجہ تہین۔ جناب عباس نے چار سو درہم مہر اونکا اپنے پاس سے ادا کرکے اونکا عقد آنحضرت صلعم سے کردیا۔

ان گیارہ بیویون سے آپ نے خلوت صحیحہ کی انمین سے دو یعنی خدیجہ اور زینب بنت خزیمہ نے آنحضرت کے سامنے وفات پائی اور باقی نو آپکے بعد زندہ رہین۔

اب دو بیویان آپکی ایسی ہین جن سے مقاربت کی نوبت نہین آئی۔

۱۔ اسماء بنت نعمان کندیہ کو مرض برص تہا اس لئے آنحضرت صلعم نے اونہین اونکے میکے بہیجدیا۔

۲۔ عمرہ بنت یزید کلابیہ۔ انکو مسلمان ہوے تہوڑا زمانہ گذرا تہا۔ نکاح کے بعد جب آنحضرت صلعم اون کے پاس گئے تو اونہون نے خود آنحضرت سے طلاق کی خواہش کی آپ نے اونہین اونکے گہر بہیجدیا۔

یہ بہی سمجہ لو کہ ان بیویون مین سے چہ قریشی تہین جنکے اسماے گرامی یہ ہین۔

۱۔ خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد بن اسد۔

۲۔ عایشہ صدیقہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ۔

۳۔ حفصہ بنت عمر بن الخطاب بن نفیل۔

۴-ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرث۔

۵-ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ۔

۶-سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی

اب جو باقی رہین اونمین سوائے صفیہ بنت حی بن اخطب کے سب عربی تہین۔

آنحضرت صلعم کے غلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سب غلامون کو آزاد کردیا تہا اونمین کوئی بہی ایسا نہ تہا جو بغیر آزادی کے ہو۔ اسماے گرامی اونکے یہ ہین۔

۱-زید بن حارثہ۔

۲-زید بن حارثہ کے بیٹے اسامہ بن زید۔

۳-ثوبان جنکی کنیت ابو عبداللہ ہے سرات کے رہنے والے تہے۔ حضور کی وفات کے بعد مدینہ مین رہنا خوش نہ آیا حمص چلے گئے اور وہین ۵۴ھ مین وفات پائی۔

۴-شقران۔ نام انکا صالح ہے۔ حبشہ کے متوطن تہے۔

۵-ابو رافع ابراہیم۔ حضرت عباس ابن عبدالمطلب کے غلام تہے۔ جناب عباس نے اونکو آنحضرت کے نام ہبہ کردیا حضور نے اونہین آزاد کردیا۔

۶-سفینہ۔ حضرت ام سلمہ کے غلام تہے۔ اونہون نے اونکو اس شرط سے آزاد کردیا کہ وہ عمر بہر آنحضرت کی خدمت مین رہا کرین۔

۷-ابو کبشہ سلیم۔ ان کو آنحضرت نے خرید کے آزاد کردیا تہا۔ ابو کبشہ سب لڑائیون مین شامل رہے اور عہد عمر فاروق مین ۱۳ھ مین وفات پائی۔

۸-رویفع ابو مویہبۃ کو بہی حضور نے خرید کے آزاد کردیا تہا۔

۹- رباح اسود
۱۰- فضالہ
۱۱- مدعم

} یہ تینوں صاحب وادی القری مین شہید ہوے۔

۱۲- ابوضمیرہ۔
۱۳- یسار
۱۴- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔کنیت انکی ابوعبداللہ ہے۔انکا عجیب وغریب حال سننے کے قابل ہے اسلیئے کتب معتبرہ سے اخذ کرکے لکھا جاتا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا ذکر

سلمان فارسی ہجرت کے پہلے سال مین مسلمان ہوے۔عمر اونکی ایک روایت سے چار سو برس کی اور دوسری سے ساڑھے تین سو برس کی معلوم ہوتی ہے اور ایک مورخ نے ڈہائی سو برس کی بتائی ہے۔ وہ دین حق کی تلاش مین دس دفعہ سے زیادہ بکے اور غلام بنائے گئے

حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا ہے کہ خود سلمان فارسی سے مین نے اونکا قصہ یون سنا ہے کہ اصفہان کی بستیون مین سے ایک بستی جیی ہے مین وہان کا رہنے والا ہون میرے باپ کا نام خشان ہے جو ایک امیر زمیندار تہا اور مجہہ سے نہایت ہی محبت رکہتا تہا۔ پیار کے باعث مجہے گہر سے نہین نکلنے دیتا تہا۔میرے آباواجداد مجوسی مذہب رکہتے تہے اور آتش پرستی کو اپنا ایمان سمجہتے تہے۔ لہذا میرے ذمہ بھی میرے باپ نے یہی خدمت کردی تھی کہ دن رات آگ جلایا کرون اور اوسکی پوجا کرتا رہون مگر اندر سے میرا جی اوس مذہب کیطرف رجوع نہوتا تہا۔ میرا باپ صبح سے اپنے کہیت کی رکہوالی کرنے جاتا اور شام کو گہر آیا کرتا تہا۔ ایک دن اوسکو گہر پر کوئی ایسا ضروری کام پیش آیا کہ کہیت پر نہ جا سکا مجہہ سے کہا کہ بیٹا۔ آج ذرا جا کے

میرے بدلے تم کھیتی کی حفاظت کرلو۔ مگر وہان دیر نہ لگانا جلدی سے گھر چلے آنا۔ مین باپ کے
حکم کے بموجب کھیت کی طرف چلا۔ اثنائے راہ مین نصاریٰ کا ایک عبادتخانہ ملا جس کے اندر
سے راہبون کی آواز میرے کان مین آئی۔ اندر جا کے جو دیکھتا ہون تو کوئی انجیل خوانی مین
مصروف تھا اور کوئی نماز پڑھ رہا تھا۔ اونکا طریق عبادت مجھے پسند آیا۔ کھیت وغیرہ سبکو لعنت
بھیجکے وہین بت سا کھڑا رہگیا اور بڑی دیر تک دیکھا کیا۔ پھر مین نے وہان کے لوگون سے
پوچھا کہ صاحبو تم کس کے دین مین ہو اور اس مذہب کا نام کیا ہے۔ اونہون نے جوابدیا کہ یہ
دین عیسیٰ علیہ السلام کا ہے اور اسے مذہب نصاریٰ کہتے ہین۔ یہ سنتے ہی اوس دین کی
محبت اور رغبت میرے دل مین زیادہ اور زیادہ ہونے لگی اور مجوسیت سے ہر گھڑی
نفرت بڑھنے لگی۔ کھیت جانا تو ترک کردیا اور دن بھر وہین رہا۔ جب شام ہوئی تو مین نے اون
لوگون سے کہا کہ میرے باپ کا مذہب آتش پرستی ہے اور وہ مجھے بھی اوسی دین باطل
کی تعلیم دیتا ہے میری سمجھ مین وہ مذہب بالکل نہین آتا اسلیئے مین اوس سے نہایت نفرت
کرتا ہون تمہارا دین مجھے پسند آیا مین اسمین داخل ہونا چاہتا ہون لیکن باپ سے ڈر لگتا ہے
وہ ہرگز میری یہ بات پسند نکریگا تم کوئی تدبیر بتاؤ وہ بولے کہ ہم تمہین ملک شام مین بھیج سکتے
ہین وہان ہمارے دین کو بڑا غلبہ حاصل ہے اگر تم شام چلے جاؤ گے تو خوشی سے دین عیسوی
مین بسر کرنا اور کسی کی مجال نہوگی کہ تمہین آنکھ بھی دکھلا سکے۔ مین نے شام جانا منظور کرلیا اور
یہ ٹھیری کہ جب کوئی قافلہ شام جاتا ہوگا تو ہم تمکو اوسکے ساتھ روانہ کردینگے۔ یہ کہہ سن کے مین
بڑی رات گئے گھر پہونچا۔ دیکھتا کیا ہون کہ تلاطم مچا ہوا ہے۔ لوگ مجھے کھیت پر دیکھنے گئے تھے
جب وہان نہ پایا تو زیادہ گھبراہٹ پیدا ہوئی اور دس دس پانچ پانچ آدمی ملکے تجسس کے لیئے
چارون طرف گئے جب کہین بھی میرا پتا نہ لگا تو ہار کے سب آگئے تھے اور اسوقت باہم

بیٹھے ہوے صلاحین اور شور سے کر رہے تھے کہ ناگہان مین پہونچا۔ غمگین مان باپ کے سوکھے دہانون مین پانی پڑگیا اور خوش ہوکے میری بلائین لینے لگے۔ بعد مبارک سلامت کے باپ نے مجھ سے دریافت کیا کہ اے جان پدر ہم نے تمہاری تلاش مین کیست پر آدمی بھیجے اگر تم وہان نہ تھے پھر چارون طرف ڈھونڈھا اور کنوؤن مین بانس ڈالے مگر کہین نہ پایا یہ تو بتاؤ کہ تم تھے کہان۔ اور میری ہدایت کے بموجب جلدی سے گھر کیون نہ آگئے۔ مین نے جواب دیا کہ اباجان راہ مین نصاریٰ کا ایک عبادتخانہ مجھے ملگیا تھا اوسکے اندر جا کے مین نے دین نصاریٰ کی عبادت جو دیکھی تو بہت پسند آئی اب اوس دین پر مین لٹو ہوگیا ہون۔ مجوسی مذہب کی طرف سے مدت سے متنفر ہون۔ مذہب نصاریٰ قبول کرلونگا۔ میری یہ تقریر سنکے باپ کے تلوؤن سے جو آگ لگی تو چوٹی پر جا کے بجھی اور مان کے بدن مین کاٹو تو لہو نہ تھا۔ سب حاضرین دانتون مین اُنگلی داب داب کے اپنے اپنے گھر چلے گئے اور میرے ملنے کی خوشی رنج سے بدل گئی۔ اب باپ نے میرے اوپر قیامت ڈھانے اور لعنتون کے ڈھیر برسانا شروع کر دئے۔ اور بہت سمجھایا کہ ہمارا دین اچھا ہے اور مذہب نصاریٰ بالکل خراب ہے۔ مگر میری سمجھ مین ایک بھی نہ آئی اور یہی کہے گیا کہ مین تو عیسائی ہونگا۔ جب باپ نے دیکھا کہ ان تلون مین تیل ہی نہین ہے تو ہار کے میری پاؤن مین بیڑیان اور ہاتھون مین ہتکڑیان ڈالکے قید کر رکھا۔ ایک دن شفقت مادری نے جوش کھا کے مجھے آزاد کر دیا تھا کہ مین چھپ چھپا کے عیسائیون کے پاس پہونچا اور رو رو کے اپنا حال زار او قید سخت کی مصیبت اون سے بیان کی۔ اتفاقاً اوسی دن ایک قافلہ شام کو روانہ ہونیوالا تھا اونھون نے مجھے زاد راہ دیکے اوسکے ساتھ کر دیا اور مین وہان پہونچکر ایک بڑے عابد و زاہد اور فاضل عیسائی کی خدمت مین رہنے اور دین عیسوی کی تعلیم پانے لگا۔

یہ شخص نصاری کا معلم تہا اور اپنے پیرو ون کو خیرات کی طرف بہت مائل کیا کرتا تہا متمول
لوگ اوسے مقدس سمجھکے بہت سا زر وجواہر اور روپیہ اشرفیان اوسکے پاس بہیجدیا کرتے
تھے اور کہلا بہیجتے تہے کہ اسے مستحقون مین تقسیم کردیجیے تاکہ قیامت کے دن ہمین اسکا
ثواب ملے - مگر یہ کمبخت عابد وزاہد تو کیا بلکہ بڑا دنیا کا کتہ اور طامع وحریص تہا خیرات کا وعظ وہ
اسی لیے زیادہ کیا کرتا تہا کہ لوگ میرے پہندہ مین پہنسین - دن دونی اور رات سوائی دو تین
میرے پاس بہیجا کرین بس جو کچہہ اوسکے پاس آتا وہ مین سے ایک حبہ بہی کسی کو نہ دیتا اور
اپنے لیے جمع کر رکہتا تہا - یہانتک کہ اوس نے قارون کے خزانہ سے بہی زیادہ دولت
اپنے پاس اکٹہا کرلی تہی - مین اوسکا یہ لیٹرا پن اور غریب محتاجون کی حق تلفی اور مسکینون
کے گلے کاٹنا دیکہکے دل ہی دل مین جلا کرتا تہا جب وہ مرا تو نصرانی اوسکی تجہیز وتکفین
کرنے لگے - مین نے اوسکا سارا بہانڈا پہوڑ دیا اور خزانہ پر لیجا کے اونہیں کہڑا کردیا - لوگون نے
جو اوسے کہول کر دیکہا تو آنکہین پہٹی کی پہٹی رہگئین - سب اوسکی طرف سے بد اعتقاد ہوگئے
اوسکی لاش کو سولی پر چڑہا کے سنگسار کیا اور کہا کہ ہم اسکو ہرگز دفن نکرینگے یہ بڑا مکار تہا
اب ایک اور آدمی اوسکی جگہہ پر مقرر ہوا - وہ البتہ عابد وزاہد تہا مجہے بہی اوسکا اعتقاد ہوگیا -
اور اوسکی محبت میری دل مین اثر کرگئی - مین اوسکی خدمت مین رہنے لگا جب وہ بہی مرنے لگا
تو نزع کیوقت مین نے اوس سے کہا کہ اب تم مجہے کس کے سپرد کرتے ہو - اوس نے
جواب دیا کہ خدا کی قسم مین کسیکو ایسا نہین دیکہتا جو خدا کی تابعداری مین قائم ہو - اور دنیا سے کنارہ
کرکے عقبی کی طلب مین مست رہا ہو - ہان شہر موصل مین ایک زاہد اس صفت کا ہے اگر تم اوسکے
پاس چلے جاؤگے تو اچہے رہوگے - مین نے مرنیوالے سے زاہد موصلی کا پتا نشان بخوبی
دریافت کرلیا اور بعد اوسکی تجہیز وتکفین کے موصل روانہ ہوا - وہان کے زاہد سے ملکے بیان کیا

کہ فلان زاہد کا انتقال ہوا اوس نے مجھکو آپ کے سپرد کیا ہے۔ زاہد موصلی نے بخوشی قبول کیا اور مین اوسکی خدمت مین رہنے لگا۔ واقع مین وہ بھی اچھا آدمی تھا۔ ایک مدت دراز تک مین اوسکے پاس رہا اوسے بھی موت نے میرے سر پر نہ چھوڑا۔ نزع کے وقت مین نے اوس سے بھی یہی سوال کیا کہ مجھے کوئی ایسا مقدس آدمی بتاؤ جسکی خدمت مین رہکر مین فیض حاصل کرون۔ اوس نے جواب دیا کہ میری نظر مین تو یہان کوئی ایسا نہین البتہ نصیبین مین ایک بڑا بزرگ آدمی ہے اگر ہو سکے تو اوسکے پاس چلے جانا۔ مینے اوسے دفن کرکے نصیبین کی راہ لی۔ وہان پہونچکر بزرگ مذکور کی صحبت مین ایک زمانہ دراز بسر کیا۔ جب وہ بھی ملک عدم کو سدھارا تو اوسکی ہدایت کے بموجب مین ولایت عموریہ مین ایک اسقف کے پاس جو دین نصاریٰ کا بڑا عالم تھا پہونچا اور اوسکی خدمت مین شب و روز حاضر رہا کرتا جب اوس نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا تو آخیر وقت مین مینے اوس سے کہا کہ مجھے کسی اچھے کے سپرد کرتے جائیے۔ اوس نے جواب دیا کہ سلمان۔ مجھے کسی کا چال چلن اپنی مرضی کے موافق نہین معلوم ہوتا۔ ہان نبی آخر الزمان کا زمانہ قریب ہے وہ ملت ابراہیمی کو زندہ کرینگے اور دیار عرب مین پیدا ہونگے۔ اپنے وطن سے ہجرت کرکے نخلستان مین آئینگے۔ صدقہ سے اونکو پرہیز ہوگا اور ہدیہ کو قبول کر لیا کرینگے اونکے دونون شانون کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ تم اونکی تلاش مین رہو گے تو تمہارے حق مین خدا چاہے تو اچھا ہوگا۔ حضرت سلمان فرماتے ہین کہ یہ سنتے ہی مجھے لوگ لگی اور اسقف کی رحلت کے بعد مین نے عموریہ مین محنت مزدوری کرکے چند گائین اور بکریان اپنی ملک مین کرلین۔ اسی زمانہ مین بنی کلب کا ایک کاروان وہان آیا۔ مین نے اون لوگون سے کہا کہ تم میری گائین اور بکریان لیلو اور مجھے سرزمین عرب مین پہونچا دو۔ اونہون نے قبول کرلیا اور مین اونکے ہمراہ ہوا۔ وادی القریٰ مین پہونچکے اون لوگون نے میرے ساتھہ دغا کی

اور مجھے عثمان استہل یہودی کے ہاتھہ بیچڈالا - وہان مجھے کھجورون کے باغ نظر آے
مین سمجھا شاید نبی موعود کی ہجرت گاہ یہی ہو لیکن طبیعت کو اطمینان نہ ہوا لہذا عثمان یہودی
کی خدمت بیدلی سے کرنے لگا - اس لئے یہودی بھی مجھہ سے ناراض رہتا تھا - اس عرصہ
مین عثمان کا چچا مدینہ سے وادی القری مین آیا اور مجھے خرید کے مدینہ لیگیا - مین خدا کی قسم کھا کے
کہتا ہون کہ مدینہ کو دیکھتے ہی مجھے ایسا معلوم ہوا کہ اس شہر کو مین نے پہلے خوب دیکھا ہے اور
مدتون اسمین رہا ہون مجھے تعجب رہتا تھا کہ الہی یہ کیا ماجرا ہے - غیر مانوس بستی سے مجھے اتنی
انسیت کیون ہے - انہین ایام فرخندہ فرجام مین جناب سرور کائنات علیہ افضل التحیۃ والصلوٰۃ
مکہ سے ہجرت فرما کے مدینہ طیبہ مین رونق افروز ہوے - ایکدن مین کھجور کے درخت پر چڑہا
ہوا کوئی کام کر رہا تھا اور میرا مالک نیچے بیٹھا تہا کہ اوسکا چچا زاد بھائی بھی آنکر اوسکے پاس بیٹھہ
گیا اور کہنے لگا کہ خدا اوس و خزرج کا منہ کالا کرے - ایک آدمی چلتا پھرتا کہین سے محلہ قبا مین
آگیا ہے جو پیغمبری کا دعوی کرتا ہے یہ دونون قبیلے خواہ مخواہ اوسی پر ایمان لے آے ہین -
مین نے درخت کے اوپر سے اوسکا یہ کلام فرحت التیام سنا قریب تھا کہ مارے خوشی
کے زمین پر گر پڑون مگر بمشکل سنبھل کے جون تون نیچے اوترا اور اوس سے پوچھا کہ اے میری
مسیحا تیرے نثار پھر وہ بات کہدے جو تو نے ابھی کہی تہی -

سخنے گفتی و بردی دل و ہوش از سلمان	چہ شود بار دگر گوئی و ہم جان ببری

اوس نے خفا ہو کر میرے منہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ پانچون اونگلیون کے نشان اوبھر آے
اور منہ پھر گیا - پھر کہا کہ تجھے غلام ہو کے ہمارے جھگڑون سے کیا علاقہ تو اپنا کام کر غرضیکہ بندگی
و بیچارگی مین دل کو مسوس کے کام کرنے لگا - جب شام ہوئی تو مالک کی خدمت سے فرصت
پا کے تھوڑے سے چھوہارے ساتھہ لے خدمت نبوی مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ بزرگ

اور صالح ہین اور مین نے سنا ہے کہ بہت سے غربا آپ کے ساتھہ ہین اس لیئے یہ صدقہ لایا ہون - آپ نے لوگون کی طرف اشارہ کیا اونہون نے وہ خرمے مساکین مین تقسیم کر دئے آنحضرت صلعم نے اونمین ہاتھہ بھی نہ لگایا - مین سمجھا کہ اسقف کا بتایا ہوا ایک نشان تو انمین پایا گیا - دوسری رات کو مین نے چھوہارے حضور صلعم کے سامنے رکھکے گذارش کی کہ یہ ہدیہ حضور کے واسطے لایا ہون - آپنے معہ اصحاب کے اونمین تناول فرمایا - چنانچہ یہ دوسرا نشان بھی صادق ہوا -

جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اوسوقت بیس صحابہ مجلس مین تھے اور مین گھر سے ۵ خرمے لیکے چلا تھا جب سب خوب سیر ہوکے کھا چکے تو مجھے تعجب ہوا حضور نے میرے بشرہ سے حیرانی دریافت کرکے فرمایا کہ سلمان - تم اتنے خرمے لائے تھے کہ ہم ۲۲ - آدمی سیر ہو گئے اچھا انکی گٹھلیان جمع کرکے تو گنو تمہین معلوم ہو جائیگا - مین نے گٹھلیان جو گنین تو ہزار نکلین - یہ نبوت کی تیسری علامت ہوئی - حضرت علی نے اوٹھکے اوسی مجلس مین میرے سر کو بوسہ دیا اور آنحضرت صلعم نے صدیق اکبر کی طرف جو اشارہ کیا تو اونہون نے اپنا سارا لباس مجھے اوتار دیا - وہان سے رخصت ہوکے مین اپنے گھر چلا آیا اور یہ تلاش ہوئی کہ اب کسی تدبیر سے مہر نبوت دیکھنا چاہئے - اتفاقاً حضور ایک دن گورستان بقیع مین کسی جنازہ کو دفن کرانے تشریف لے گئے تھے - مین بھی وہان پہونچا اور سلام کرکے آپ کے پیچھے جا کھڑا ہوا اور جھک کے کوشش کرنے لگا کہ کسی طرح مہر نظر آجائے - آپنے فراست سے میرا مقصود جان لیا اور پشت مبارک سے چادر ہٹا دی - مہر نبوت کی زیارت مجھے ہو گئی - مین نے اوسے بوسہ دیا اور رو دیا - اوسی وقت بے اختیار میرے منہ سے نکل گیا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ یہ سنکے آپ نے مجھ سے

فرمایا کہ سلمان سامنے آ اور اپنا سارا حال ان لوگوں کے روبرو بیان کر۔ مین نے اپنی سب سرگذشت کہی۔ صحابہ سنتے تھے اور تعجب کرتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک دن آنحضرت صلعم نے مجہہ سے فرمایا کہ سلمان تم آپکو اپنے مالک سے چھوڑا لو۔ مین نے اوس سے جاکر کہا کہ تو مجھے مکاتب کردے۔ پہلے تو اوس نے صاف انکار کردیا۔ مگر بعد بہت سی گفت وشنید کے یہ بات قرار پائی کہ اگر مین تین سو درخت چہوہارون کے لگاکے اونکی پرورش کرون یہانتک کہ وہ پہلنے لگین پہر اوس باغ کا مالک اوسے کردون اور چالیس اوقیہ سونا اپنے مالک کو دون تو آزاد کردیا جاؤنگا۔ مین ئے یہ باتین آنحضرت سے آکے عرض کردین۔ آپ نے اوسی وقت صحابہ کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ اے لوگو تم سے جہانتک ہوسکے اپنے بہائی کی مدد کرو۔ سب صحابہ نے متفق ہوکر تین سو پودے خرمے کے مجھے دیدئے۔ آنحضرت صلعم نے مجہہ سے ارشاد کیا کہ سلمان جاکے انکے واسطے تہانولے تیار کرو مین اپنے ہاتہہ سے پودے اونمین جماؤنگا۔ مین نے تہانولے تیار کرکے حضور کو اطلاع دی۔ آپ نے تشریف لاکے سب درخت اپنے مبارک ہاتہون سے لگادئے مگر ایک درخت جناب عمر فاروق نے جمایا تہا۔ خدا کی قسم جتنے درخت حضور نے اپنے ہاتہہ سے لگائے تہے وہ سب اوسی سال کے اندر بخوبی پہل دینے لگے لیکن وہی پودا جو حضرت عمر نے لگایا تہا بے میوہ رہگیا۔ حضرت صلعم نے جب اون درختون کو آن کر دیکہا تو بہت خوش ہوے اور پوچہا کہ اس درخت کا کیا حال ہے۔ مین نے عرض کی کہ یہ فاروق اعظم کا لگایا ہوا ہے آپ نے اوسے اوکہاڑ کے پہر وہین لگادیا فوراً اوسمین خوشے لٹک گئے اور پہل دینے لگا اور معنی اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرۡعُهَا فِی السَّمَآءِ کے ظاہر ہوگئے۔

سر سبز سبزہ ہو جو ترا پایمال ہو	ٹھیرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو

مین نے اوس پہولے پہلے اور سرسبز باغ کو اپنے مالک کے سپرد کردیا - اب میرے ذمہ
وہ سونا باقی رہگیا - میرے پاس کیا تہا جو اوسے ادا کرتا مگر اوسی زمانہ مین مال غنیمت آیا - اوسمین
مرغی کے انڈے کے برابر سونا بہی تہا حضور نے مجہے طلب فرماکے ارشاد کیا کہ یہ سونا لو
اور اپنے مالک کو دیکر آزادی حاصل کرو - مین نے عرض کی کہ حضور یہ تو بہت کم ہے اوسے
چالیس اوقیہ سونا چاہیئے - آپ نے سونیکو ہاتہہ مین لیکر اپنی زبان معجز نشان اوسپر لگائی اور
برکت کے لیئے دعا کرکے فرمایا کہ اتنہوا سے تولو - مین نے تولا تو وہ پورے چالیس اوقیہ تہا
نہ ایک رتی زیادہ نہ ایک رتی کم - مین خوشی خوشی دوڑا ہوا گیا اور اوسے اپنے مالک کو دیکے
مخلصی حاصل کی - اوسکے بعد غزوۂ خندق اور سب لڑائیون مین حضور کے ہمرکاب رہا یہانتک
کہ مجہے لو کان الدین معلقاً بالثریا لناله رجل من هؤلاء واشارا لے سلمان "
کا خلعت مرحمت ہوا - یعنی اگر دین ثریا پر لٹکا ہوا ہوتا تو ان لوگون یعنی فارسیون مین سے ایک
شخص اوسے لپک لیتا اور یہ فرماکے آپ نے سلمان کی طرف اشارہ کیا - اس حدیث مین
فارسیون کی بڑی فضیلت اور باریک بینی اور استعداد ایمانی بیان ہوئی ہے - فی الحقیقت
ملک فارس مین حضرت سلمان فارسی کے بعد بہی بڑے بڑے عالم ظاہر و باطن کے اور
ذی کمال پیدا ہوے مثلاً جناب امام اعظم اور اونکے شاگرد اور امام بخاری و مسلم وغیرہ - علمای
محدثین فرماتے ہین کہ اگر ابو حنیفہ نہوتے تو لوگون کو دین کا سمجہنا مشکل ہوجاتا - عبد اللہ تستری
کا قول ہے کہ اگر بنی اسرائیل مین ابو حنیفہ کے برابر کوئی عالم ہوتا تو وہ لوگ ہرگز گمراہ نہونے
پاتے - غرضکہ آنحضرت صلعم سلمان کی بہت عزت و توقیر کرتے تہے - اونکے فضائل مین ایک
بات یہ بہی مشہور ہے کہ غزوۂ احزاب مین خندق کہودنے کے وقت مہاجرین یہ کہتے تہے
کہ سلمان ہماری جماعت مین شامل ہین اور انصار کا یہ قول تہا کہ نہین وہ ہم مین سے ہین -

اسی پر باتون باتون مین جھگڑا ہو نے طول پکڑا اور آنحضرت کے سامنے مقدمہ پیش ہوا۔ حضور نے یہ فیصلہ کیا السلمان منا اھل البیت یعنی سلمان میرے اہل بیت مین سے ہین۔ مصابیح مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم لوگ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار مین بیٹھے ہوے تھے کہ سورۂ جمعہ کی یہ آیت نازل ہوئی واخرین منھم لما یلحقوا بھم یعنی پاک ہے وہ خدا جس نے عرب اور اون ملکون کی طرف جو ابھی عرب کے قبضہ مین نہین آے اپنا پیغمبر بھیجا۔ حاضرین مین سے ایک شخص نے پوچھا کہ حضور عرب کے سوا اور کون لوگ اس آیۂ کریمہ سے مراد ہین۔ اسکے جواب مین آنحضرت صلعم نے سلمان فارسی پر ہاتھ رکھکے وہ حدیث فرمائی جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر دین ثریا پر لٹک رہا ہوتا تو بھی سلمان اوسے لپک لیتا۔ آنحضرت کی وفات کے بعد بھی سلمان فارسی عرب وعجم کے اکثر معرکون مین موجود تھے۔ آپ ہی نے یزدجرد کے لشکر کو شکست دیکے اوسے فارس سے نکالدیا۔ مدائن اور اوسکا گرد ونواح اونکے سپرد کیا گیا اور شاہ عجم کا دارالسلطنت اونکا پایہ تخت قرار پایا۔ آپ اپنی باقی عمر تک وہین بادشاہی کرتے رہے۔ اور مدائن ہی مین ۳۳ھ مین انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کاتبین وحی وغیرہ

علماے سیر فرماتے ہین کہ سب سے پہلے جنکو شرف کتابت حاصل ہوا وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہین۔ گاہے ماہے جناب عثمان بن عفان اور حضرت علی ابن ابی طالب اور خالد بن سعید اور ابان بن سعید اور علاء بن الحضرمی اور زید بن ثابت اور معاویہ بن ابوسفیان اور حنظلہ اسیدی بھی لکھنے پڑھنے کا کام حضور مین کیا کرتے تھے تھوڑے عرصہ تک عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے بھی وحی کی کتابت کی ہے مگر وہ چند دنون

کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور فتح مکہ کے دن پھر مسلمان ہوئے۔

سراپاے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے یوسف کو مرے یوسف سی نسبت تو نہ دی	اے زلیخا اس پہ سر کٹتے ہین اوس پر انگلیان

قد مبارک۔ میانہ تھا نہ بہت لمبا نہ زیادہ ٹھنگنا۔ مگر بائیں ہمہ حالت جس مجمع مین حضور کھڑے ہوتے سب سے بلند معلوم ہوتے تھے۔

قامت است این یا الف یا سرو یا نخل مراد	یا مگر گلدستۂ باغ جنان آراست این

رنگ شریف۔ سرخ و سپید نمکینی اور ملاحت کے ساتھ۔ اس لیے ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد کی کیفیت تھی جسکی نظر سے نظر ملگئی مزہ دار ہو کے ایک ہی رنگ مین رنگ گیا۔ ملاحت تھا۔ ایک دن حضرت عائشہ صدیقہ نے پوچھا کہ میرے مان باپ آپ پر سے قربان آپ زیادہ خوبصورت ہین یا جناب یوسف علیہ السلام ارشاد ہوا کہ عائشہ اَنَا اَملحُ وَاَخِی یُوسُفُ اَصبحُ یعنی مین ملیح ہون اور بھائی یوسف خوب ہی گورے تھے۔

سر اقدس۔ بڑا۔ سرداری اور سروری کی نشانی اور حکمت وفہم وذکا کا مخزن اور منبع تھا۔

موے معنبر۔ بخت تاریک عاشق سے بھی زیادہ سیاہ نہ بہت سیدھے نہ بالکل گھونگر والے گاہے تا بدوش اور گاہے تا بہ نرمہ گوش رہتے تھے۔

خدا سے دے تو سودا دی تری زلف پریشان کا	جو آنکھین دے تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا

کہتے ہین کہ حضور مانگ بھی نکالتے تھے۔

ریش معظم۔ ڈاڑھی بالکل بھری ہوئی جسکے گھنے بال بالکل سینہ کو پر کیے ہوے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ حضور کے بالون پر ہنوز پیری کے آثار

نمایان نہین ہوے تھے - مگر بعضون کا قول یہ ہے کہ ڈاڑہی مین سامنے کو بیس[۲۰] پچیس[۲۵] بال سفید آگئے تہے جنکو حضور نے کبھی کسی چیز سے نہین رنگا - حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آپ کے سر مین بھی چند سفید بال تھے جو تیل لگانے اور کنگھی کرنے سے چھپ جاتے تھے - حضور سر مین تیل بکثرت ڈالتے تھے -

گوش حق نیوش - نہ ایسے بڑے تہے کہ بدنما ہون نہ بہت چھوٹے - کنول کی کلی تھے جنمین دی کا رس بہرا جاتا تہا -

گوش لطیفش زہرہ زہرہ حلقہ گوشش بدر مجوش
سلک لآلی عقد ثریا زمرۂ گوشش صبح بناگوش

پیشانی مہ انور کی نشانی - کشادہ اور روشن تھی چوڑی اور خوشنما جسنے نظر بہر کے دیکہ لیا بخت خوابیدہ جاگ اوٹھے -

لوح جبینش مصحف خوبی شکل خطوطش جدول زرین
صورت ابرو سورۂ یونس چشم سخن کو حافظ قران

محراب ابرو عاشقونکی سجدہ گاہ - بھوین باریک کمان کی طرح ملی ہوئین مگر واقع مین دونون کے درمیان کچھہ فرق تہا جسمین ایک رگ غصہ کے وقت پہول جایا کرتی تھی -

چشمان خدا بین - بڑی بڑی - اون کی سپیدی مین سرخی ملی ہوئی - پتلیان نہایت سیاہ اگرچہ آپ سرمہ بہت لگایا کرتے تھے مگر وہ بغیر سرمہ لگائے ہوئے بھی سرگین معلوم ہوتی تہین - ایک صاحب فرماتے ہین کہ گول اور پر رونق تہین - آنکھون کے پپوٹے بھی سیاہ تھے -

چشم تو جادو ست یا آہو ست یا صیادِ خلق
یا دو بادامِ سیہ یا نرگسِ شہلا ست این

تیر مژگان - جنکے شکار نے بھولے سے بھی کبھی پانی نہ مانگا بڑے لمبے لمبے اور

خوبصورت و دلدوز تہے۔

نال کلک صنع یا موے مژہ یا نیشتر
تیر یا نوک سنان یا سوزن عیسیٰ ست این

رخسار پر ضیاء۔ نرم و پر گوشت نہ بہت پہولے نہ زیادہ دبے ہوے بلبل سدرہ ہی اون
گلابون کا رنگ روپ اور بو باس بتا سکتا ہے۔ مورخ کے قلم مین
طاقت کہان۔

عارض است این یا قمر یا لالۂ حمراست این
یا شعاع شمس یا آئینۂ دلہاست این

حسن خوبی کی ناک۔ نورانی اور سارے معشوقان جہان پر فوق لیجانے کو بلند نتہنے پتلے تہی

ماہی است از چشمۂ خورشید یا نسرین تر
غنچۂ زنبق بود یا بینی زیباست این

دہن رشک گل گلاب۔ فصیحان زمان اور زبان آوران دوران سے فصاحت و بلاغت
مین کلہ بکلہ مقابلہ کرنیکے لیے تنگ نقطہ نہ تہا بلکہ مردانہ وار بڑا لیکن اتنی
فراخی بھی نہین پائی جاتی تھی جو بد نما ہو۔

حقۂ لعل است یا سر چشمۂ آبحیات
یا دہن یا میم یا طوطی شکر خوار است این

لبہاے شیرین۔ خوبصورت و ملایم۔

رشتۂ مریم لعل لب او نازک و رنگین ہمچو برگ گل
با نفس چون باد مسیحا نطق در وے چون نکہت پنہان

گوہر دندان۔ جنکا حسن یوسف پر دانت تہا سفید مجلی تہے کلام کرنیکے وقت یہ معلوم
ہوتا تہا گویا بجلی زمین پر لوٹ رہی ہے اور تبسم کے وقت روشنی چمک
جاتی تھی۔ دانتون مین کشادگی تھی اور اگلے دانت بہت جدا جدا تہے۔

گوہر دندان قطرۂ شبنم رنگ تبسم آئینہ از وے
راست چو اندر قطرۂ شبنم عکس شعاع مہر درخشان

چہرۂ پر نور۔ نہ زیادہ لمبا نہ بہت گول۔ بد نمائی کا نام نہین۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ

نے فرمایا ہے کہ مین نے چاندنی رات مین آنحضرت صلعم کے چہرۂ نورانی کو دیکھا۔ اپنی حیرت کو ظاہر نہین کرسکتا کہ کبھی ماہِ آسمان کو دیکھتا تھا اور کبھی آفتابِ زمین پر نظر تھی واللہ چہرۂ انور کی چمک دمک چودھوین رات کے چاند پر غالب تھی۔

ماہ اوجِ دلبری یا آفتابِ روز حشر		برق کوہ طور یا روئے جہان آراست این

صراحی دار گردن۔ صاف و شفاف سانچے مین ڈھلی ہوئی خوبصورت مورت کی سی۔

شمع کافوریست این یا گردنِ آن مہ لقا		شاخِ گل یا نخل موین است یا مینا ست این

دوش مبارک۔ پرگوشت اور خوبصورت اور دونون کندہون کے درمیان بہت فرق تھا۔

دوش و برش از جوشِ صفا محو صفائی لوح بلورین		زرِ گل نسرین رنگ پریدہ برگ سمن چون آئینہ حیران

دست اقدس۔ لمبے اور ہاتھون اور کندہون کے جوڑ بڑے قوی اور مضبوط بلکہ سارے بدن کے جوڑون مین یہی صفت تھی۔ کلائیان چوڑی اور لمبی تھین۔ بند دست بھی لا سبنے تھے۔ جب آپ کسی مجلس مین رونق افروز ہوتے تو آپکے شانے سب کے اوپر دکھائی دیتے تھے۔

کف دست۔ بہت کشادہ اور پرگوشت اور نہایت نرم تھین۔ دیبا اور حریر کی ملائمت اونکی نزاکت کا مقابلہ نہین کرسکتی تھی۔

دست نگارین شعلۂ آتش گاہ بلند و گاہ فروتر		شکلِ انامل غنچۂ لالہ پنجہ سراپا پنجۂ مرجان

بغلین۔ حضور کی سفید جن سے خوشبو آتی تھی۔ اور قرطبی نے کہا ہے کہ اون مین بال نہ تھے۔

چاہ سیا لبست یا سرچشمۂ نور ازل		یا لبِ لعل یا عطردان یا دیدۂ حور است این

سینہ اسرار الٰہی کا گنجینہ - چوڑا اور کشادہ تھا -

تختۂ عاج است یا سنجاب یا لوحِ بلور	سینۂ صافی تو یا آئینۂ دلہاست این

پشت اطہر - ڈھلی ہوئی چاندی کی پٹری امت گنہگار کی پناہ تھی -

پشت تو پشت و پناہِ حسن یا لوحِ صفا	یا کہ برگِ موز لبریز لطافتہاست این

اونگلیان - لمبی لمبی اور سڈول اور خوشنما -

جدولِ زرینست یا فندق بود یا نیشکر	ماہی سیمیست یا انگشت یا میناست این

شکم پاک - صاف و شفاف و نرم ایسا معلوم ہوتا تھا گویا مصفا کاغذ کے تختے تہ کئے دھرے ہون - شکم و سینہ دونون ملکر برابر و ہموار تھے یعنی نہ بڑھا ہوا نہ دبا ہوا جو بدنما معلوم ہو -

پشت و شکم ہموار کشیدہ نور تجلی آئینہ در روے	قاقم صبح و ماہ دو ہفتہ پاے بدامان سر بگریبان

ساق شریف - ہموار اور صاف اور گول تھین اور باریکی اونمین پائی جاتی تھی -

دستہ ہاے شیر ماہی یا دو ساق سیمگون	شمع روشن یا عصاے حضرت موسیٰ است این

کف پا - پر گوشت اور بیچ سے خالی -

پنجۂ پا از فرط لطافت تا بکفِ پا وقف نزاکت	ز آتش رنگ سرخ حنائی گرم شوخی تند بجولان

انگشتان پا - قوی و خوشنما انگوٹھے کے پاس کی اونگلی انگوٹھے سے بڑی تھی -

غرضکہ ہر عضو بدن کی خوبی و لطافت جیسی کہ چاہیئے ویسی ہی تھی گویا سب حسینون کا حسن آپ مین جمع کر دیا تھا - چونکہ محض نور تھے شمع کی طرح رو و پشت ایک حکم رکھتا تھا - جیسا سامنے سے نظر آتا تھا ویسا ہی پیچھے سے دیکھتے تھے - پرچھائین جسم اقدس کی زمین پر نہ معلوم ہوتی تھی -

جسم مبارک سے خوشبو آتی تھی۔ جو کوئی آپ سے مصافحہ کرلیتا دن بھر اوسکے ہاتھہ مین خوشبو آیا کرتی تھی۔ پسینہ وہ خوشبودار تھا کہ آپکی اکثر بیویون نے عطر کی طرح شیشیون مین بھر رکھا تھا۔ دلہنون کے لگادیا کرتی تہین۔ اوسکی خوشبو سب خوشبوؤن پر غالب رہتی تھی۔ جس کوچہ مین آپ نکلجاتے وہ مہکا کرتا اور لوگ پہچان جاتے تھے کہ آپ ادہر سے تشریف لیگئے ہین۔ مکھی جسم مبارک پر نہین بیٹھتی تھی۔ جس جانور پر حضور سوار ہوتے جب تک سوار رہتے بول و براز نہین کرتا تہا۔

آب دہن مبارک جس کہاری کنوئین مین پڑتا وہ میٹھا ہوجاتا تہا۔ اگر اوسکا ایک قطرہ کسی طفل شیرخوار کے منہ مین ڈالدیا جاتا تو شیر مادر سے زیادہ بچہ کو قوت ہوتی تھی یہہ دن بہر دودہ کی پرواہ نہین رہتی تہی۔

سوتے مین اگرچہ آنکھین آپکی بند رہتی تہین لیکن دل خدا منزل ہر وقت بیدار رہتا تہا۔ پس اوسوقت جو آپ کے پاس بیٹھکے باتین کرتا سب سن لیتے تہے۔ سونے سے آپکا وضو نہین جاتا تہا۔ حالت خواب مین تنفس تو ظاہر ہوتا تہا مگر خراٹے کبھی آپ نے نہین لئے۔

بدن مبارک اور جامۂ مبارک مین جوئین کبھی نہین پڑین۔ یہ جو حدیث مین آیا ہے۔ کہ کَانَ یَفْلِیْ ثَوْبَہٗ یعنی آپ اپنے کپڑون کی جوئین دیکھہ لیا کرتے تہے۔ اسکے معنی یہ ہین کہ دوسرون کی جون جو آپ کے کپڑون پر چڑہ آتی تھی اوسے آپ دفع کردیا کرتے تہے۔

حضور پاکیزگی اور صفائی کو بہت پسند کرتے تہے میلا کچیلا اور پریشان صورت رہنے سے نفرت تھی۔ بلکہ غلیظ آدمی کو آپ نے شیطان بتایا ہے۔ بال دہونے کنگھی کرنے اور تیل وعطر لگانیکا حکم آپ نے دیا ہے۔ مگر اسکا خیال رہے کہ دن بہر بناؤ سنگار مین عورتون کیطرح مشغول رہنا نہایت معیوب بات ہے۔

مہر نبوت - آپ کی پشت پر دونون شانون کے بیچ مین ایک پارہ گوشت اوبھرا ہوا مثل کبوتر کے انڈے کے تھا جسکے گرد تل اور چھوٹے چھوٹے بال تھے یہ جو مشہور ہے کہ اوسمین کلمہ طیبہ یا تَوَجَّهْ حَيْثُ شِئْتَ فَإِنَّكَ مَنْصُوْرٌ یعنی جدہر چاہو رخ کرو تمہاری مدد کی جائیگی - لکھا ہوا تہا یہ بات محدثین کے نزدیک ثابت نہین ہے -

آپ کے ہاتھون پر اور کندہون پر اور سینہ پر اور پنڈلیون پر بال تھے - اور بالونکا ایک خط باریک سینہ سے ناف تک بہت خوشنما معلوم ہوتا تہا - سواے اسکے جسم اقدس پر کہین بال نہ تھے -

حضور شجاع - خلیق - شیرین کلام - فصیح خندہ پیشانی غرضکہ جمیع محاسن ظاہر و باطن سے مزین تھے - تبسم کے سوا کبھی آپ کہل کہلا کے نہین ہنسے -

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نہ بہت فربہ تھے نہ زیادہ لاغر بلکہ تناسب الاعضا تھے حضور کا اوپر کا جسم بہت قوی تہا - آپکا رنگ نہ سیاہ تہا نہ سپید بلکہ گندم گون ملیح تہا - آپکے گوشت مین نرمی اور ڈہیلاپن نہ تہا -

آپ جہک کے چلتے اور دونون پانؤن کو قوت کے ساتھہ اپنی جگہہ سے اوٹہاتے تھے جس سے آپکی رفتار ایسی معلوم ہوتی تھی کہ گویا آپ اونچی جگہہ سے نیچے اوتر رہے ہین - آپ جب کسی طرف دیکھتے تو ایکبارگی پورے طور سے دیکھتے تھے - متکبرون کی طرح کن انکھیون سے کبھی آپنے نظر نہین کی - جو شخص آپکو اچانک دیکھہ لیتا اوسکے دل مین آپ کی ہیبت سما جاتی تھی -

جو آدمی سوچ سمجھہ کے حضور سے مخالطت پیدا کر لیتا تھا اوسکو آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کے باعث آپ سے عشق ہوجاتا تھا۔ اور آپ کے کمالات کے مشاہدہ سے اوسکے دل کی ہیبت دور ہوجاتی تھی۔

آپ کے تلوون پر گوشت نہ تھا اسی لئے تلوا زمین سے اونچا رہتا تھا جس وقت پانی قدمون پاس پہونچتا تو رکتا نہ تھا فوراً جاری ہوجاتا تھا۔ حضور آہستگی اور وقار سے چلتے تھے۔ اور فراخ گام تھے۔

اشتغال باطن کے باعث آپکی نگاہین نیچی رہتی تھین۔ اگر آپ کہین جاتے تو اصحاب کو حکم ہوتا کہ آگے چلو اور آپ اونکے پیچھے ہوجاتے تھے اثناے راہ مین جو مسلمان ملتا پہلے آپ اوسے سلام کرتے تھے۔

حضور کی پنڈلیون کا پتلا پن بہت خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔ رفتار مین آپ کے تمام اعضا مجتمع اور قوت کے ساتھہ ہوتے تھے اور کسی عضو سے سستی نہین معلوم ہوتی تھی چلنے مین آپ کسی جانب نہین دیکھتے تھے۔ نہ آپ نے کبھی پیچھے مڑکے دیکھا۔ اکثر ایسا ہوا ہی کہ رداے شریف کسی درخت سے اولجھہ کے رہگئی مگر آپ نے اوسکی پرواہ بھی نہ کی جب اصحاب نے دوش مبارک کو خالی دیکھا تو وہ پیچھے لوٹ کے ردا کو لاے ہین اور دوش پر ڈالا ہے۔ لیکن رفتار مین عجز اور کسلمندی اور تھکاوٹ اور تکان بھی نہین ہوتی تھی۔

پہلے آپ سیدھے پانوٗن مین نعلین پہنتے تھے۔ اوتارنے کیوقت پہلے اولٹے پیر سے جوتا اوتارتے تھے۔ جب مسجد مین داخل ہوتے تو پہلے سیدھا پانوٗن مسجد مین رکھتے اور اگر کوئی چیز کسی سے لیتے تو سیدھے ہاتھہ مین لیتے اور جو کسی کو دیتے تو بھی داہنے ہاتھہ سے دیتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے آنحضرت سے زیادہ تیز رفتار کسیکو نہین دیکھا۔ زمین گویا آپ کے پیرون کے تلے لپٹتی چلی جاتی تھی۔ ہم لوگ آپ کے ساتھ رہنے کے لئے کوشش کرکے چلتے تھے لیکن آپ لاپروائی سے چلتے تھے اور تیز رفتار تھے۔

جناب سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور ریش مقدس مین بہت کم بال سفید آئے تھے۔ محدثین فرماتے ہین کہ سترہ بالون سے زیادہ آپ کے سفید نہین ہوئے۔ اونہین دیکھکر جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ حضور تو مسن ہوگئے۔ ارشاد ہوا کہ ابوبکر۔ مجھے سورۂ ہود۔ سورۂ واقعہ۔ سورۂ مرسلات۔ سورۂ عم یتساءلون۔ اور سورۂ اذا الشمس کورت نے بڈہا کردیا۔ یہ سورتین قیامت اور دوزخ کے حال مین ہین۔ آپ نے خضاب لگایا ہے مگر صحیحین مین طرق کثیرہ سے آیا ہے کہ آپ نے خضاب ہرگز نہین کیا کیونکہ آپ پر ایسی سفیدی نہین آئی جو خضاب کی نوبت پہونچتی۔ صرف تھوڑی سی سپیدی کن پٹیون کے بالون مین آگئی تھی۔ امام نووی فرماتے ہین۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ نے کبھی تو موے مبارک کو کسی چیز سے رنگ لیا ہے اور کبھی ترک فرمایا ہے۔ دونون راوی سچے ہین جس نے جیسا دیکھا ویسا بیان کردیا ہے۔

مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم کو پسینا بہت آتا تھا اور چہرۂ مبارک پر موتی کی مانند چمکتا رہتا تھا۔ خوشبو اوسکی مشک خالص سے زیادہ ہوتی تھی۔ وحی نازل ہونے کے وقت جسم مبارک پر بہت بوجھ پڑتا تھا۔ جاڑون کے موسم مین بھی پیشانی مبارک سے پسینہ بہا کرتا تھا۔

دوپہر کے وقت آپ ام سلیم کے پاس تشریف لاکے قیلولہ کیا کرتے۔ ام سلیم آپ کے لیٹنے کو چمڑا بچھا دیتی تھین۔ اور حضور کا پسینا جمع کرکے خوشبو مین ملایا کرتی تھین۔

حضور کے دست مبارک مین ایسی خوشبو آتی تھی کہ اگر آپ اپنا ہاتھہ کسی لڑکے کے سر پر رکھدیتے تو وہ لڑکا اور لڑکون سے الگ پہچانا جاتا تھا اور لوگ بتا دیتے تھے کہ اس پر آنحضرت صلعم نے اپنا ہاتھہ رکھدیا ہے - جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایکدفعہ آنحضرت صلعم نے میرے گالون کو چھولیا تو مجھے دست مبارک نہایت خوشبودار اور ٹھنڈے معلوم ہوے

ام عاصم زوجہ عتبہ بن فرقد السلمی فرماتی ہین کہ عتبہ رضی اللہ عنہ کی ہم چار بیویان تھین اور ہم چارون کو خوشبو سے نہایت ہی رغبت تھی مگر کبھی عتبہ کے بدن کی خوشبو پر ہماری خوشبو غالب نہوئی حالانکہ ہم نے اونکو کبھی خوشبو ملتے نہین دیکھا البتہ وہ کبھی کبھی اپنی ڈاڑھی مین صرف سادہ تیل لگا لیا کرتے تھے مین نے ایکدن اون سے پوچھا کہ ہم لوگ اگرچہ خوشبو کا استعمال تم سے زیادہ کرتے ہین مگر ہماری خوشبوئین تمہارے جسم کی خوشبو پر غالب نہین آتین یہ کیا بات ہے - عتبہ نے جوابدیا کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین میرے پتّی اوچھلی تھی - مین نے حضور کی خدمت مین حاضر ہوکے اپنی تکلیف عرض کی - ارشاد ہوا کہ اچھا تم اپنے کپڑے اوتار کے ہمارے سامنے بیٹھہ جاؤ - مین نے ایسا ہی کیا - آپ نے کچھہ پڑھکے اپنی ہتھیلیون پر پھونکا اور میرے پیٹ و پیٹھہ و دست و بازو پر خوب رگڑدین - وہ پتّی بھی جاتی رہی اور ایسی خوشبو میرے جسم مین پیدا ہو گئی -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز جہانتک پہونچ سکتی تھی وہان تک دوسرے کی آواز نہین پہونچتی تھی - حضور ایکدفعہ جمعہ کے روز مسجد نبوی مین منبر پر تشریف فرما ہوے - لوگون سے کہا کہ بیٹھہ جاؤ - عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اوسوقت محلہ بنی تمیم مین تھے آپکی آواز سنکر بیٹھہ گئے خطبہ پڑھنے کیوقت آپکا غضب شدید ہوجاتا تھا اور آواز بلند ہوتی تھی گویا آپ ایک لشکر سے ڈراتے تھے جو صبح شام مین لوٹنے کو آنیوالا ہو - سننے والون کے ہیبت سے رونگٹے کھڑے

ہوجاتے تہے۔ خوبی بیان اسے کہتے ہین۔

آنحضرت صلعم جسوقت غضبناک ہوتے تہے توسواے علی مرتضیٰ کے اورکسی کی جرأت نہوتی کہ حضور کے سامنے جاسکے۔ مگر غصہ آپکو بہت ہی کم آتا تہا اورخوش بہت جلد ہوجاتے تہے۔ آپ جوبات کہتے تبسم فرماکے کہتے تہے۔ اصحاب جسوقت حاضر دربار ہوتے توادب سے سر نہین اوٹہا سکتے تہے گویا اون کے سرون پرطائر بیٹہہ جاتے تہے اور وہ اونکے اوڑجانے کے ڈرسے سرنیچے کئے بےحس وحرکت بیٹھے رہتے تہے۔ العظمۃ للہ کیا دبدبہ تہا۔

آپ میت پررحمت سے اورامت عاصی پرخوف وشفقت سے بہت رویا کرتے تہے۔ قرآن شریف سنتے وقت ابکا کرتے تہے۔ اکثر رات کونمازمین پہوٹ پہوٹ کے روتے تہے۔ اللہ تعالےٰ نے حضور کوانگڑائی لینے سے محفوظ رکہا تہا۔

حضور ہم لوگون کی طرح مسلسل کلام نہین کرتے تہے بلکہ آپکی باتین صاف اورظاہر اوربالکل جداجدا ہوتی تہین بہت سے پاس بیٹہنے والے اونکولفظاً لفظاً بجنسہ یاد کرلیتے تہے۔ آپکے کلام کا اثر سامعین پردیر تک رہتا تہا۔ ہرکلمہ کا اعادہ تین بار کرتے تہے۔ غرضکہ آپکا کوئی لفظ بغیر سمجہے ہوے نہین رہجاتا تہا لوگ ہرجلسہ مین آپ کی گفتگو کا ایک ایک لفظ گن لیتے تہے یہ سب سے بڑی علامت آپکی نبوت کی ہے۔ جہوٹا آدمی اسکی پابندی نہین کرسکتا اوریہی وجہ ہے کہ قرآن وحدیث اس صحت کے ساتہہ محفوظ ہین۔

مکہ معظمہ مین ایک بڑا پہلوان کشتی کے فن مین اوستاد تہا دوردور سے لوگ زور آزمائی کرنے اوسکے پاس آتے مگر مغلوب ہوکے چلے جاتے تہے ناگاہ وہ پہلوان ایکدن آنحضرت صلعم کوپہاڑ کی گہاٹی مین ملگیا۔ آپنے اوس سے فرمایا "اے رکانہ توخداسے نہین ڈرتا اورمین جدہر تجہے بلاتا ہون اودہر نہین آتا تومیرا کہنا مان"۔ رکانہ نے عرض کی آپنے صدق کی

دلیل تمہارے پاس کیا ہے" ارشاد ہوا کہ اگر مین تجھے پچھاڑ دون تو تو کیا سمجھیگا - رکانہ بولا -
"اُس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے پھر مین تم پر ایمان لے آؤنگا" - آپ نے فرمایا کہ اچھا سنبھل
کے آجا - جون ہی وہ غضب ناک ہو کے آیا حضور نے ایک ہی اشارہ سے اوسے چارون
خانے چت کر دیا - رکانہ پھر جھلا کے سامنے ہوا - آپ نے دوبارہ بھی اوسے اوٹھا کے
زمین پر چت پھینکدیا - تیسری بار پھر لپکا اور ابکی بھی منہ کی کھائی - اوسوقت رکانہ تعجب کی
حالت مین حضور کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ آپکی شان نہایت عجیب ہے - اسیطرح ابو الاسود
جمحی گائے کے چمڑہ پر کھڑا ہو جاتا تہا اور دس آدمی چمڑے کو پکڑ کے کھینچتے چمڑا پھٹ جاتا
تہا مگر ابو الاسود اپنی جگہہ سے نہین ہلتا تہا - ایکبار اوس نے آنحضرت سے کشتی لڑنے کی
درخواست کی اور کہا اگر آپ مجھے پچھاڑ لینگے تو مین آپ پر ایمان لے آؤنگا" - آپ نے اوسے
پچھاڑا مگر وہ ایمان نہین لایا -

حضور کے لباس - بستر اور ہتیارون کا بیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی مین حجاز - یمن اور عرب کے تمام جزایر اور اون
جزیرون کے متصل جو ملک شام و عراق کے تہے فتح ہو گئے تہے - وہان سے خمس و جزیہ
اور مال غنیمت اور صدقات جو بادشاہون کو نصیب نہین ہوے آنے لگے تہے - مختلف
ملکون کے بادشاہ آپ کے پاس تحائف بھی بھیجا کرتے تہے - مگر آپ نے اوس مال مین
سے کبھی ایک حبۃ اپنے پاس نہین رکھا - اوسے موقع مناسب سے ہمیشہ صرف کیا -
لوگون کو اوس سے غنی کر دیا - مسلمانون کو اوس مال سے تقویت دی - اور فرمایا کہ اگر اُحد کا
سارا پہاڑ سونا بنجائے تو بھی اوس سونے مین سے ایک ذرہ اپنے پاس رکھنا پسند نہ کرونگا -
روایت ہے کہ جسوقت حضور کا انتقال ہوا ہے اوسوقت آپکی زرہ نفقہ عیال کے باعث

رہتی تہی آہ ۔ اب ایسا دل سوز اپنا ہم کہان سے لائین ۔ سچ تو یون ہے کہ اوسی عاشق زار کے سامنے اس امت کا خاتمہ ہوجانا بہتر تہا ۔ اے بدنصیب قوم تو کیون نہ مرگئی جو آج کے دن یہ ٹہوکرین تجہے نصیب نہ ہوتین ۔ آپ تو موٹا لباس موٹی چادر اور شملہ پہنتے تہے اور پاس بیٹہنے والون کو زرین قبائین دیبا اور حریر کی تقسیم کی جاتی تہین ۔ جو لوگ حاضر نہین ہوتے تہے اونکا حصہ باحتیاط رکہہ چہوڑا جاتا تہا ۔ واللہ شفقت مادری اور مہر پدری کے مزے وہی لوگ لوٹ کے لے گئے ۔ اس زمانہ کے مان باپ کے پاس کیا خاک ہے جو اولاد کا منہ جہلسینگے ۔

حریفان بادہا خوردند و رفتند	تہی خمخانہا کردند و رفتند

آنحضرت کے پاس اگر کہین سے قاصد آتے تو اوسوقت البتہ آپ لباس فاخرہ پہن لیتے اور فرماتے تہے کہ یہ لباس آلات جنگ کا کام دیگا ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ آپکا لباس پورا اور بہت نافع اور جسم مبارک پر ہلکا ہوتا تہا ۔ عمامہ شریف اتنا بہاری نہ باندہتے تہے ۔ جو سر سے اوٹہہ نہ سکے اوس سے صرف گرمی اور سردی سے حفاظت مقصود ہوتی تہی ۔ شملہ بمقدار علم کی مغرور شکل پر آپ کا عملدرآمد مطلق نہ تہا ۔ آستینین بہت لمبی اور چوڑی نہین رکہتے تہے ۔ لباس کی ہر چیز حالت متوسطہ مین ہوتی تہی ۔ قمیص سے حضور کو نہایت محبت تہی اور وہ بہی ایک کے سوا دوسری پاس نہ رہنے پائی ۔ صبح کے کہانے مین سے شام کیواسطے اور شام کے کہانے مین سے صبح کے لئے کبہی اوٹہا کے نہ رکہا ۔ قمیص تہمد چادر جوتے کے دو جوڑے کبہی پاس نہین دیکہے گئے ۔ کپڑون مین بردیمانی بہت پسند تہی دو سبز چادرین جنمین سبز خط پڑے ہوے تہے حضور کے پاس تہین ۔

ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ مین نے ایک دن حضور کو ایک حُلّہ

پہننے دیکھا جسمین سرخ خطوط پڑے ہوے تھے - حُلّہ مین صرف دو چیزین تہمد اور چادر ہوتی ہین - آنحضرت کے عمدہ سے عمدہ لباس کی قیمت دس درہم سے زیادہ نہین ہوتی تہی اور یہ اوس زمانہ کی حالت کے لحاظ سے بہت کم ہے کیونکہ پہلے زمانہ مین کپڑا نہایت گران تہا۔

حضور نے سوتی قطری چادر موٹے پلو کی اور بالون کی لمبی اور چوڑی سیاہ چادر اور رومی جُبہ تنگ آستینون کا اور قبا اور فرجیہ بھی استعمال کی ہین -

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے جناب عایشہ صدیقہ سے حضور کی وفات کی بعد ایک جُبّہ طیالسہ کسروانیہ کا لے لیا جسکے چوبغلے دیباج کے اور کف بھی دیباج کے تہے - یہ جُبہ حضور پہنا کرتے تہے - جناب اسماء اوسے دہوکر جس بیمار کو پلا دیتی تہین وہ اچھا ہو جاتا تہا - آنحضرت صلعم کو جو چیز میسر آتی تھی اوسے پہن لیا کرتے تہے بشرطیکہ اوس کا استعمال مباح ہو - آپ نے کبھی کبھی صوف کا جُبہ بھی پہنا ہے -

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھے ایک موٹی چادر پیوند لگی ہوئی اور ایک تہمد نکال کے دکہایا اور فرمایا کہ حضور نے انہین دونون کپڑون مین انتقال فرمایا ہے - آپ اس موٹی چادر کو اوڑہتے تہے اور فرماتے کہ مین ایک بندہ ہون اسلیے یہ پیوند لگی چادر اوڑہتا ہون -

جناب ام سلمہ فرماتی ہین کہ ایکدن آپ سیاہ چادر اوڑہے بیٹھے تہے - ایک مسکین آیا - آپ نے وہ چادر اوسے اوڑہادی اور فرمایا کہ بہ نسبت میرے تو زیادہ مستحق ہے - حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ اوس چادر کی سیاہی مین آپ کے رنگ کی سپیدی عجب لطف دکہاتی تہی -

آنحضرت اور آپ کے اصحاب سوتی کپڑا بہت پہنتے تہے اور کبھی کبھی کتان اور

ادنیٰ کپڑے بھی استعمال کیئے ہین۔ حضور صلعم کے پاس پاجامہ بھی تھا اور آپ نے ایک قسم کا جوتا جسے تاسومہ کہتے ہین پہنا ہے۔ زعفران سے رنگی ہوئی ایک چادر بھی آپ کے پاس تھی۔ اکثر ایسا اتفاق ہوجاتا تھا کہ اوس بادشاہ دین و دنیا کے پاس کپڑون کی قسم سے ایک ہی چادر باقی رہجاتی تھی اور کوئی کپڑا جسم مبارک پر نہ رہتا تھا۔ حضور نماز مین اوسی کا تہمد کرتے اور نصف اوڑھکے نماز پڑھ لیتے تھے۔

آنحضرت صلعم جو نیا کپڑا بناتے اوسے جمعہ سے پہننا شروع کرتے۔ آپ کے پاس ایک چادر یمانی تھی جسے ہر عید کو اوڑھا کرتے تھے۔ ایکدن جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آنحضرت صلعم کے ہمراہ بازار گئے۔ وہان سندس کا ایک حلہ دیکھکر حضرت عمر نے حضور سے التماس کی کہ کاش اس حلہ کو عید کے واسطے آپ خرید لیتے۔ ارشاد ہوا کہ عمر اس حلہ کو وہ آدمی پہنتا ہے جسے آخرت سے بہرہ نہو۔

آپ سفید لمبی ٹوپی پہنا کرتے تھے جسے قلنسوہ کہتے ہین۔ کبھی اکیلی ٹوپی کبھی اکیلا عمامہ اور کبھی عمامہ کے نیچے ٹوپی بھی ہوتی تہی یمانی ٹوپیان بھی حضور پہنتے تھے اور جنگ مین ایسی ٹوپیان اوڑھتے تھے جنمین کان ہوتے تھے۔ اکثر جب عمامہ نہوا تو آپ نے سر اور پیشانی پر ایک پٹی ہی باندلی ہے۔ عمامہ کا ایک سرا آپ دونون شانون کے درمیان چھوڑ لیتے تھے اور کبھی ایسا بھی نہین ہوتا تھا۔

آپ نے جسکو سردار بنایا اوسے عمامہ ضرور بندھوایا ہے۔ اوسکا سرا داہنے کان کے قریب لٹکتا چھوڑ دیتے تھے۔ فتح مکہ کے دن سیاہ عمامہ باندھکے آپ مکہ مین داخل ہوئے تھے۔ آپ کے پاس ایک کپڑا وضو کے بعد ہاتھ منہ پونچھنے کا اور ایک رومال تلوے پونچھنے کا بھی تھا۔

ہمارے شاہنشاہ دین پناہ کا بستر ایک چمڑہ کا تہا اور اوسکے اندر پوست کہجور بہرا تہا۔ طول اوس بستر کا دو گز کے قریب اور عرض ایک گز ایک بالشت کے قریب تہا۔

جناب عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ ایک انصاری کی بیوی میرے پاس آئی اوس نے جو ایک دوہری چادر حضور کے بستر کی دیکہی بہت افسوس کیا۔ اپنے گہر پہونچکے ایک بستر حضور کے لیے بہیجا جسمین اون بہری ہوئی تہی۔ جب آپ تشریف لاے تو مجہہ سے دریافت کیا کہ عائشہ آج یہ نئی چیز تمہارے ہان کیا رکہی ہے۔ مین نے عرض کی حضور۔ فلان انصاریہ نے آپ کے لئے بستر بہیجا ہے۔ ارشاد ہوا کہ اسی وقت اس بستر کو واپس کرو یہ ہم بندون کے کام کا نہین ہے۔ قسم ہے خدا کی اگر مین چاہتا تو میرے ساتہہ سونے چاندی کے پہاڑ چلتے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے پوچہا گیا کہ آپ کے ہان حضور کیسے بچہونے پر استراحت فرمایا کرتے تہے۔ جناب ام المومنین نے جواب دیا کہ ایک ٹاٹ تہا جسے ہم دوہرا کرکے بچہا لیا کرتے تہے۔ ایکدن مین نے اوسکی چار تہین کرکے حضور کے نیچے بچہا دیا تاکہ نرم رہے۔ صبح اوٹہکے آپ نے مجہہ سے پوچہا کہ رات کو تم نے میرے نیچے کیا بچہا دیا تہا مین نے عرض کی وہی ٹاٹ ہے جو روز بچہا کرتا تہا البتہ کل شب کو مین نے اوسکی چار تہ کردی تہین تاکہ ملایم ہو جاے۔ ارشاد ہوا کہ اوسے ویسا ہی کردو جیسا کہ تہا کیونکہ اوسکی نرمی نے رات کو میری نماز کہو دی۔

روایت ہے کہ اوس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو عبا تہی وہی جہان آپ جاتے تہے دوہری کرکے اپنے نیچے بچہا لیتے تہے۔ اکثر آپ چٹائی ہی پر سو رہتے اور اوسکے سوا حضور کے نیچے کچہہ نہوتا تہا۔ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اوس بوریئے

کے نشان آپکی پسلیون پر دیکھہ دیکھہ کے مجھے رونا آتا تھا۔

آنحضرت صلعم نے عمر بھر سونے کی جگھہ کو کبھی برا نہین بتایا اگر کسی نے کچھہ بچھا دیا لیٹ رہے اور جو کچھہ بھی نہ ملا تو خالی زمین پر رات بسر کردی ایک چمڑہ کا تکیہ پوست کھجور ہوا سرہانے رہا ہے۔

عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ناموں پر مہر لگانے کیواسطے حضور نے چاندی کی ایک انگوٹھی جسکا نگین بھی چاندی ہی کا تہا بنوالی تھی اوسپر [محمد رسول اللہ] کندہ تہا۔ آپ کے انتقال کے بعد وہ انگشتری جناب صدیق اکبر کے ہاتھہ مین پہر حضرت فاروق اعظم کی اونگلی مین رہی۔ باجوری لکہتے ہین کہ اوس انگوٹھی مین انگشتری سلیمان علیہ السلام کا سا اثر تہا یعنی جب وہ حضرت عثمان ابن عفان کے ہاتھہ سے بیر اریس مین گر پڑی اور بہت تجسس کے بعد بھی نہ ملی تو خلافت کے باب مین وہ وہ فساد برپا ہوے کہ کسی سے فرو نہو سکے۔ آپ نے حبشی پتھر اور عقیق کے نگینہ کی بھی انگوٹھی پہنی ہے۔ حضور بائین ہاتھہ مین انگوٹھی پہنتے تہے اور نگین ہتھیلی کی جانب رہتا تھا۔ حبشی پتھر سپید سیاہی لئے ہوتا ہے۔ مگر اصح احادیث سے دہنے ہاتھہ مین پہننا پایا جاتا ہے۔ ایک مثقال بہر چاندی کی انگوٹھی رکہنے کا حکم ہے۔

آنحضرت صلعم کے جوتون مین دو دو قبال دوہرے رہتے تہے۔ قبال جوتے کے آگے کے تسمہ کو کہتے ہین۔ ایک قبال کو انگشت ابہام اور اوسکے قریب کی اونگلی مین اور دوسرے کو وسطی اور اوسکے قریب کی اونگلی مین ڈال لیتے تہے۔ آپ نے نعال سبتیہ بھی پہنی ہین جو ایک قسم کی جوتیان ہوتی ہین جنکے چمڑہ پر بال نہین ہوتے۔ عمرو ابن حریث نے روایت کی ہے کہ مین نے آپکو نعلین مخصوفہ پہنے نماز پڑہتے دیکھا ہے۔ نعلین مخصوفہ

کے دونون طاقون مین جوڑ ہوتا ہے - باجوری نے لکھا ہے کہ حضور کفش مخصرہ معقبہ ملسنہ بھی پہنتے تھے - مخصرہ پتلی کمر والی کو کہتے ہین - معقبہ وہ ہے جسمین ایڑیون کے روکنے کے لیے تسمہ لگا ہو - اور جسمین کفش کی نوک زبان کی طرح نکلی ہوا وسے ملسنہ کہتے ہین - آنحضرت صلعم کی نعلین مبارک کا بارہا امتحان کیا گیا - وہ بیمار کے لیے شفا - نامراد کے لیے مراد اور خوف والے کیواسطے امان تہین -

حضرت ابریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ نجاشی بادشاہ حبشہ نے آپ کے لیے دو سیاہ موزے بہیجے تہے - آپ نے اونہین پہنا اور وضو کے بعد اونہین پر مسح کرلیا - روایت ہے کہ ایکدن آپ قضاے حاجت کے لیے تشریف لے گئے وہان سے آکر وضو کیا پھر موزے پہننے لگے ایک موزہ پہن چکے تہے کہ ایک طائر سبز رنگ آیا اور دوسرے موزے کو اوٹھا کے تہوڑی دور تک لے اوڑا وہان سے نیچے جو ڈالدیا تو اوسمین سے ایک زہریلا سانپ نکل پڑا الحمدللہ اپنے حبیب کی کس کس طرح حفاظت کی جاتی تھی -

آنحضرت صلعم کے پاس متعدد تلواریں تہین - اول تلوار کا نام جو آپکو اپنے باپ سے ورثہ مین پہونچی تھی ماثور تہا - حضور کی باقی تلوارون کے نام قضیب - قلعی - حتف - مخذم - رسوب صمصامہ - لحیف - اور ذوالفقار ہے - قلعی قلعہ بادیہ کی بنی ہوئی تہی - ذوالفقار کی بارہ مین خم تہے کیونکہ فقر گڑہے کو کہتے ہین -

آنحضرت صلعم کا رایت سیاہ اور لوا سفید تہا - حضور کے پاس سات زرہین تہین - جو زرہ لمبی تھی اوسکا نام ذات الفضول تہا - باقیون کے نام فضہ - سغدیہ - ذات الوشاح ذات الحواشی - اور خرنق ہین - زرہ سغدیہ حضرت داؤد علیہ السلام کی تہی جسے اونہون نے جالوت کی جنگ مین پہنا تہا - اور ساتوین زرہ کا نام تبرا تہا - انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے

فرمایا ہے کہ جسوقت آپ مکہ مین داخل ہوے ہین اوسوقت آپ کے سر پر خود تھا۔

آنحضرت صلعم کی گذران کے بیان مین

نعمان بن بشیر نے سماک بن حراب سے کہا کہ تم لوگ جو چاہتے ہو کہاتے ہو اور جو چاہتے ہو پیتے ہو مین نے تمہارے نبی کو دیکھا ہے کہ ناقص چھوہارے استنے نہین پاتے تہے کہ اپنا پیٹ بھر لیتے۔ چھوہارون اور پانی کے سوا اکثر آپ کو کچھہ میسر نہوتا تھا۔ جناب عائشہ صدیقہ نے فرمایا ہے کہ ہم محمد کی اہلبیت ہین ہم مہینہ مہینہ بھر تک آگ نہین جلاتے تہے۔ پکانیکو کچھہ تہا ہی نہ تہا صرف کہجورون اور پانی سے گذر ہوتی تھی۔ جناب عائشہ صدیقہ نے ایکدن عروہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اسے بہانجہ اکثر دو دو مہینے ہمکو پکانے کے لئے کچھہ نصیب نہوتا تہا کہجورون اور صرف پانی سے ہم بسر کر لیتے تہے۔ انصار جو اپنی اونٹنیون کا دودہ بہیجدیتے تہے اوسے آنحضرت کو پلا دیتے تہے۔ ابی طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایکدفعہ ہم لوگون نے بہوک اور ضعف سے پیٹون پر پتھر باندہ کے آنحضرت سے تنگی گذران کی شکایت کی آپ نے اپنا پیٹ جو کہولا تو دو پتھر بندہے ہوے تہے۔

مواہب مین ابن بجیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایکدن ہمارے شاہنشاہ دین پناہ کمال بہوکے تہے۔ آپ نے ایک پتھر اوٹھا کے اپنے شکم مبارک پر باندہلیا اور فرمایا۔ "اے نفس۔ آگاہ ہو کہ دنیا مین بہت سے لوگ نعمت کہانیوالے ہین وہ قیامت کے دن بہوکے اور ننگے ہونگے۔ اے نفس۔ جان لے کہ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہین جو اپنے نفس کو بزرگ رکہتے ہین اور وہی نفس اونکی اہانت کرتا ہے اور بہت سے لوگ اپنے نفس کو ذلیل کرتے ہین اور وہ نفس اونکا اکرام کرتا ہے"۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہ نے ہر نبی اور ہر خلیفہ کے

اندر ایک اوسکا دوست اور ایک اوسکا دشمن پیدا کیا ہے دوست تو اوسے امر معروف کا حکم دیتا ہے اور امر منکر سے بچاتا ہے۔ اور دشمن اوسکے تباہ کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتا۔ پس جو شخص اوس دشمن بدرائے سے بچا تحقیق وہ عصمت الٰہی کے باعث معصوم و محفوظ رہا۔

عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اوس زمانہ سے مسلمان ہون جبکہ صرف چھہ شخص مجھہ سے پہلے دائرہ اسلام مین داخل ہوے تھے ساتوان مین ہون۔ اوس زمانہ کی حالت ہماری سنلو کہ کیا تھی۔ مسلمان ہونے کے باعث کوئی ہماری بات نہین پوچھتا تھا نہ کوئی ایک ٹکڑا روٹی دینے کا روادار تھا محنت مزدوری بھی ہم سے کرانے مین لوگون کو انکار تھا۔ درختون کے پتے کہاتے کہاتے ہماری باچھین چھل گئی تھین۔ کپڑون سے ہم لوگ اس سے بھی زیادہ محتاج ہوگئے تھے۔ اتفاقاً ایکدن مجھکو جنگل مین ایک چادر پڑی ہوئی ملگئی۔ اوسکے برابر کے دو حصہ کرکے نصف کی مین نے تہمد باندہی اور نصف سعد بن مالک کو اسی کام کے لیے دیدی۔ تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا کہ ہم ساتون مین سے کوئی ایسا نہ رہا جسے ایک ایک ملک کی حکومت نہ ملگئی ہو۔ عنقریب ہی وہ زمانہ آنیوالا ہے کہ تم اپنے امیرون کے حال سے خوش ہوجاوگے۔ حضرات ناظرین! غور سے ملاحظہ فرمائیے کہ اس سے بڑا کوئی معجزہ نہین ہوسکتا۔ اسلام کی پکی تقلید نے درختون کے پتے چبانے والون اور تہمد کے محتاجون کو بادشاہ بنادیا تھا اور جب اسلام سے ہم لوگون نے منہ پھیرا تو جوتیان چٹخانے لگے اور اب جو برائے نام تم مین امیر اور بادشاہ رہگئے ہین اونکی مسخ حالتون کو دیکھلو۔

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق

خدا کے معاملہ مین مجھے ایسا خوف دلایا گیا کہ کسی کو نہین دلایا گیا اور تحقیق خدا کے معاملہ مین مجھے ایسی اذیت دی گئی جو کسی کو نہین دی گئی۔ میرے اوپر مہینہ مہینہ بہر یون گذرا ہے کہ میرے اور بلال کے لیے اتنا کہانا نہ تہا جسے کوئی ذیحیات کہا کے جی سکے اور اگر غلہ میسر بھی ہوتا تہا تو صرف اتنا کہ بلال کی بغل مین چہپ جاتا تہا۔ سوائے مہمان کے کہانیکے آپ کے سامنے کبھی گوشت اور روٹی اکٹھا ہو کر نہین آسے البتہ جب کوئی مہمان آپ کے ہان آتا تہا تو اوسکی خاطر سے یہ دونون چیزین بہم ہو جاتی تہین۔ حضور نے جسدن صبح کو کہالیا اوسدن شام کو میسر نہوا اور جس روز شام کو کہایا اوس روز صبح کو نہ ملا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایکدن رو رو کے نوفل بن ایاس الہذلی سے بیان کیا تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی لیکن مدت العمر مین آپکو اور آپ کے اہل بیت کو کسی دن پیٹ بہر کے جو کی روٹی نہین ملی۔ اسے نبی آخر الزمان کی امت بے خبر! "ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔" تو شب و روز مرغن کہانے کہاتی ہے اور کہتی ہے کہ ہم مجبور و لاچار ہین اسلام کی بہبودی کے لئے ہم سے کیا ہو سکتا ہے۔ چشم عبرت سے دیکھہ کہ اتنے بہوکہون نے جنکے نام اونگلیون پر گن سکتے ہین تم ساٹھہ کروڑ کو پیدا کر دیا۔ صرف پیدا ہی نہین کر دیا بلکہ روے زمین کی سلطنتین اور خزانے حاصل کر کے تمہین دیگئے سلطنتین اور خزانے دیہی نہین گئے بلکہ اونکے سنبہالنے اور قایم و برقرار رکہنے کے عمدہ ترین گر بھی تمہین بتا گئے۔ جنہین تم نے اپنی فرعونیت سے ذلیل سمجہ کے چہوڑ دیا اور دوسری قومون نے اون سے فایدہ اوٹہا کے جمہوری سلطنتین اپنے ہان قایم کر لین اور لاجنب و الاٹل ہو گئین۔ ادہر تمہاری ہوا و ہوس اور حرص و طمع کے پیٹ اتنے بڑہے کہ تم نے "کل مومن اخوۃ" کو بہول کے تمام دنیا کو اپنی ایک اکیلی ذات سے چٹ کرنا چاہا۔ دنیا نے تمہین خود غرض اور نفس پرست دیکہکے تم سے کنارہ کیا جب تم اکیلے رہگئے

توتم مین الحکمة ضالة المؤمن یاخذ ھا حیث وجدھا یعنی علم وحکمت مسلمانون کی کہوئی ہوئی اونٹنیان ہین اونہین جہان پاؤ پکڑلو۔ پرعمل کرنے کی بہی قوت نہ رہی اور تم پہر اصل کے اصل رہگئے۔ اسے میرے نادان پیارو! وہ قانون تلاش کرو جس سے تمہین قوت حاصل ہو۔ اور ایسا قانون تمہین اسی قرآن وحدیث مین ملیگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مین نے بارہا آنحضرت صلعم کو بہوکہ کے ضعف سے پیٹہہ کو سہارا وئے دیکہا ہے اسلئے مواہب مین کہا گیا ہے کہ حالات دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت اور آپکے اصحاب بہوکے رہتے تہے مگر ہم یہ بہی دیکہتے ہین کہ آپ اپنے اہل بیت کو ایک سال کا قوت اکٹہا دیدیا کرتے تہے اور مال غنیمت بہی آپ کے پاس آیا کرتا تہا۔ ایکدفعہ حضور نے ہزار اونٹ چار آدمیون کو دیدئے۔ اور سو اونٹ حجة الوداع مین قربانی کیئے۔ اور پہر اونکو ذبح کرکے محتاجون کو کہلا دیا۔ اور ایک اعرابی کو بکریون کا گلہ دیدیا۔ پہر آپکے اصحاب مثل ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان غنی اور طلحہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بڑے مالدار تہے اور حضور پر اپنی جان اور اپنا مال فدا کرتے تہے ایکدفعہ حضور نے صدقہ کا حکم دیا۔ صدیق اکبر اپنا سارا مال اور فاروق اعظم اپنا نصف مال لے آئے جیش عسرت کے زمانہ مین حضرت عثمان غنی نے ایک ہزار اونٹ لشکر اسلام کو دیدئے پس شبہہ ہوتا ہے کہ یہ اجتماع نقیضین کیسا۔ امیر بہی اور غریب بہی اسکا جواب طبری کے قول سے فتح الباری مین یون دیا ہے کہ ان لوگون کی نہ عسرت کا اعتبار ہے نہ امارت کا ان دونون امور کی طرف سے محض بے پرواہ تہے۔ دریا سے ذخار کی طرح سے ابہی طوفان آگیا اور تہوڑی دیر مین خاک اوڑنے لگی وہ دونون حالتون مین ایک سے تہے۔ اگر ہم یہ کہین کہ وجہ معیشت کی تنگی کی وجہ سے اونکی محتاجی تہی تو اجتماع نقیضین ہوجاتا۔ کبہی تو ایثار اور سخاوت

اونہین نادار کردیتے تھے اور کبھی وہ خود بہت کہانے اور شکم سیر رہنے کو معیوب سمجھتے تھے۔
غرضکہ بہوکہہ کے وقت امیر اور امیری مین فقیر انہین لوگون کی شان مین تہا۔ اگرہم روتے ہین
تو اونکی اسی بات کو روتے ہین جو آدمی مین نہین ہوتی جب تک کہ خدا خود اپنے خزانہ سے
نہ دے اور خدا جب ہی دیتا ہے جب آدمی کی نیت خالص اور مزاج مین خودپرستی کی بو نہین
رکھی جاتی۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

تو کو اتنا مٹا کہ تو نہ رہے		تجہہ مین تیری تو ئی کی بو نہ رہے	

آنحضرت نے باوجود امکان فراخ دستی کے فقر کو اپنا فخر گردانا تہا چنانچہ ترمذی نے
روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ میرے رب نے مجہہ سے کہا کہ اے محمد اگر تم چاہو تو
مین تمہارے لئے مکہ کو سونے کا بنادون۔ مین نے عرض کی کہ اے رب میرے مجھے
ہرگز منظور نہین بلکہ یہ چاہتا ہون کہ ایک دن مجھے ملے اور دوسرے دن بہوکہا رہون۔
تاکہ بہوکہہ مین تیرے آگے تضرع اور تیرا ذکر کرونگا اور شکم سیری مین تیری حمد اور تیرا شکر ادا کرونگا۔
ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلعم نے کوہ صفا پر جناب جبریل
علیہ السلام سے فرمایا کہ قسم ہے اوس ذات پاک کی جس نے تمکو حق کے ساتہہ بہیجا ہے
آل محمد پر کوئی شب ایسی نہین گذری کہ اونکے پاس ایک زنبیل بہر آٹا یا ایک کف دست ستو
کہانے کو ہون۔ حضور یہ فرما ہی رہے تہے کہ ایک ہیبت ناک آواز آسمان سے ہوئی۔
آپ نے چونک کر روح الامین سے پوچھا کہ جبریل کیا قیامت بپا ہوگئی۔ حضرت جبریل نے
التماس کی کہ قیامت تو ابہی نہین آئی مگر میرے دوست حضرت اسرافیل علیہ السلام آپکی
خدمت مین شاید آنیوالے ہین۔ اس عرصہ مین حضرت اسرافیل بہی آموجود ہوے اور
تسلیم کے بعد عرض کی کہ جو باتین آپ ابہی جبریل سے کر رہے تہے وہ حق جل وعلا نے

سکین اور مجھے زمین کے خزانون کی کنجیان لیکر بہیجا ہے انہین سنبہالیئے اور اگر آپ کا یہ ارادہ ہو کہ تہامہ کے پہاڑ زمرد اور یاقوت اور سونے اور چاندی کے بنکے آپ کے ساتہہ چلین تو مین یہ بھی کر سکتا ہون - خداوند کریم نے آپ سے دریافت کیا ہے کہ آپ بادشاہ ہوکر رہنا چاہتے ہین یا عبد بنکے - آپ نے اسرافیل کی یہ باتین سنکر جبریل کی طرف دیکھا - اونہون نے اشارہ سے کہا کہ آپ تواضع کرنا اور عبد بنا رہنا اختیار کرین بادشاہی مین کیا دہرا ہے پس حضور نے اسرافیل سے تین بار کہا کہ مجھے تو عبدیت پسند ہے مین نبی عبد ہوکر رہنا چاہتا ہون - طبرانی نے اس حدیث کو اسناد حسن کے ساتہہ بیان کیا ہے -

جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جسوقت حضور نے انتقال فرمایا ہے میرے پاس تہوڑا سا جو کا آٹا اور نصف وسق جو تہے - اسکے سوا کوئی شے کہانے کی یا روپیہ پیسا نہ تہا - آنحضرت ہمیشہ بغیر چہنے ہوے جو کے آٹے کی روٹی کہایا کرتے تہے جو پانی کے گہونٹ سے حلق مین اوترتی تھی - سہل رضی اللہ عنہ سے پوچہا گیا کہ آنحضرت کے وقت مین آٹا چہاننے کی چہلنیان بھی تہین یا نہین اونہون نے جواب دیا کہ نہ تہین - ہم جو کے آٹے کو پہونک دیتے تہے جتنی بہوسی اوڑنا ہوتی تہی اوڑ جاتی تھی - پہر ہم اوسکو گوندہکے پکا لیتے تہے آنحضرت نے پتلی چپاتی اور بکری کا گوشت بہنا ہوا کبھی دیکہا ہی نہین - بخاری نے اس حدیث کو لکہا ہے -

قتادہ نے انس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے خوان اور سکورہ مین کبھی کہانا نہین کہایا ایک گول چمڑہ کے دسترخوان پر آپ کہایا کرتے تہے -

آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ ابن آدم نے پیٹ سے بدتر کسی برتن کو نہین بہرا - اوسکے لیے چند لقمہ کافی ہین جو اوسکی پیٹہہ کو سیدہا رکہین - اگر ابن آدم کے نفس پر انسانیت غالب ہے تو

اوسکا پیٹ ایک ثلث کہانے اور ایک ثلث پانی پینے اور ایک ثلث سانس لینے کیواسطے بنایا گیا ہے۔

آنحضرت صلعم نے ایک دن عایشہ صدیقہ سے فرمایا کہ اے عایشہ مجھے دنیا سے کچھہ تعلق نہین مجھہ سے زیادہ میرے بہائی اولی العزم رسولون نے تکلیف اوٹھائی ہے اور صبر کیا ہے اور اوسی حال مین دنیا سے سفر کرکے اپنے رب سے جاملے ہین اللہ تعالےٰ نے اونکے مرتبہ کو بلند کیا اور اونہین ثواب عظیم دیا۔ اسلئے مین ڈرتا ہون کہ اپنی معیشت مین فراخی چاہون اور کل کے دن میرا مرتبہ اونکے درجہ سے کم ہوجاے مجھے تو یہی منظور ہے کہ اپنے بہائیون سے خفت نہو۔ اس گفتگو کے ایک ہی مہینہ کے اندر حضور نے وفات پائی۔

جناب امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم نے تنگی گذران کا ذکر کبھی شکایت اور اظہار تکلیف کی راہ سے نہین کیا بلکہ اوس سے امت کی غمخواری اور تسلی مقصود ہوتی تہی تاکہ وہ تنگی کیحالت مین اپنے نبی کی عسرت کا خیال کرکے مضطرب نہون۔

آنحضرت صلعم کے خلق اور حلم کے بیان مین

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی نادر کتاب احیاء العلوم مین فرماتے ہین کہ سعد بن ہشام نے حضرت عایشہ صدیقہ سے آنحضرت کا اخلاق پوچھا۔ صدیقہ نے جواب دیا کیا تم نے قرآن نہین پڑہا۔ سعد بولے ہان پڑہا ہے۔ صدیقہ نے فرمایا کہ بس قرآن تمام آپ ہی کے اخلاق کے ذکر مین ہے۔

امام غزالی فرماتے ہین کہ معاذ بن جبل نے آنحضرت صلعم کا یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مکارم اخلاق اور محاسن اعمال اسلام مین کوٹ کوٹ کے بہر دئے ہین اور انہین نیک باتون مین حسن معاشرت۔ افعال کی بزرگی۔ عادات کی نرمی۔ نیکی۔ سخاوت

کہانا کہلانا۔ فاش طور سے سلام علیک کرنا۔ بیمار مسلمان کی عیادت کرنا خواہ وہ نیک ہو یا بد
مسلمان کے جنازہ کے ساتہہ جانا۔ ہمسایہ کے ساتہہ بہلائی کرنا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔
بڈہے مسلمان کی بہت عزت کرنا۔ کہانے کی دعوت قبول کرنا۔ کہانے پر دعا مانگنا۔ دوسرون
کی تقصیر معاف کرنا۔ آدمیون کے درمیان جو فساد پڑا ہو اوسکی اصلاح کرنا۔ جود اور کرم اور بخشش
کرنا۔ سلام مین ابتدا کرنا اور غصہ کو پی جانا شامل ہین۔ سب ظلم وزیادتی کی باتین۔ کینہ وعداوت
غیبت وحسد۔ جہونٹ بولنا۔ بخل وتنگی۔ مکر وفریب۔ اور ایک کی بات جاکے دوسرے سے
لگانا۔ دو جہگڑے والون مین آتش جنگ کو اور زیادہ بہڑکا دینا۔ قطع ارحام کرنا۔ بداخلاقی تکبر
فخر اور حیلہ بازی کرنا۔ اپنے آپ کو بڑا جاننا۔ گردن کشی کرنا۔ فحش وبیہودہ بکنا۔ اور سبکی وبغاوت
سے بچنا مکارم اخلاق سے ہے۔

ایک دن آنحضرت صلعم نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے معاذ ہمیشہ اللہ تعالیٰ
سے ڈرتے رہنا۔ سچ بولنا۔ اور وعدہ وفا کرنا۔ امانت مین کبہی خیانت نہ کرنا۔ حقوق ہمسایہ کی
حفاظت کرتے رہنا۔ یتیم پر ہر وقت مہربانی کرنا۔ بات نرمی سے کہنا۔ سلام کی کثرت رکہنا
اچہے کام کرنا۔ دنیا کی حرص کو کم کردینا۔ ایمان کو لازم کرلینا۔ قرآن کو خوب سمجہہ لینا۔ آخرت کا
خیال رکہنا۔ اور قیامت کے حساب سے ڈرتے رہنا۔ اور ہمیشہ عاجزی کرنا۔ اے معاذ
مین تمکو ان باتون کی ممانعت کرتا ہون۔ کسی دانشمند آدمی کو کبہی گالی نہ دینا۔ سچے کی تکذیب نہ کرنا۔
گنہگار کو مدد نہ دینا۔ امام عادل کی نافرمانی نہ کرنا۔ ملک مین فساد نہ مچانا۔ جو گناہ مخفی ہو اوسکی توبہ
بہی مخفی کرنا۔ اور جو گناہ اعلانیہ طور سے سرزد ہو اوسکی توبہ بہی ظاہر طور سے کرنا۔ اور یاد رکہو کہ بندگان
خدا مین ایسا ہی ادب ہوا کرتا ہے۔ اور مین خدا ہی کے بندون کو مکارم اخلاق اور محاسن آداب
کی طرف بلاتا ہون۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے والد بزرگوار سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلعم گھر مین داخل ہوتے تو اپنے وقت کے تین حصہ کرتے تھے - ایک حصہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کے لیے ہوتا تھا - دوسرا حصہ اپنے اہل کے لئے - اور تیسرا حصہ اپنی ذات کے کامون مین صرف کرتے تھے پھر اپنے ذاتی وقت کے بھی دو حصہ کردئے تھے ایک حصہ مین خاص اپنے کام کرتے تھے - اور دوسرے مین اور آدمیون کی حاجت روائی کی جاتی تھی اسمین چاہے کوئی اپنا ہو یا غیر - اپنی خاص چیزین جو کام کی ہوتی تھین وہ بلا غش و غیرون کو دیدیتے تھے کبھی کسی سے بخل نہین کیا - حضور کی عادت تھی کہ جتنا وقت اپنا امت کے کامون مین صرف کرتے تھے اوسمین اہل فضل کے ساتھہ سلوک اور ایثار مقدم ہوتا تھا - اہل فضل دین مین جتنی بزرگی زیادہ رکھتے تھے اوسی کے موافق تقسیم ہوتی تھی - حاجتمندون مین کوئی ایک حاجت والا - کوئی دو حاجتون والا اور کوئی بہت سی حاجتون والا ہوتا تھا - آپ ہمہ تن اونمین مشغول ہوجاتے تھے اور وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ آپ سے زیادہ غمخوار اور ہمدرد ہمارا دنیا مین کوئی نہین اتھا یہ کہ مصیبت زدہ اور حاجت مند آپ کے سامنے حاضر ہوکے اپنی تکلیف فراموش کردیتا تھا اور اوسکی حالت آپ پر گذرنے لگتی تھی - فنافی القوم ہونا اسی کو کہتے ہین - آپ امت کو مصالح مین مصروف رکھتے تھے اور امت آپ سے سوال کرتی رہتی تھی - امت جس بات کی خواہش آپ سے کرتی آپ اوسکو دیتے تھے اور سا ون سے فرماتے کہ حاضرین اون لوگون کو خبر کردین جو یہان حاضر نہین ہین کہ جو شخص کچھہ حاجت رکھتا ہو میرے پاس آئے مین اوسکی ہر ضرورت کو رفع کردونگا - اور جو حاجتمند میرے پاس آنیکی طاقت نہ رکھتا ہو اوسکی آرزو تم لوگ آکے میرے سامنے بیان کردیا کرو مین فوراً اوسکی مدد کرونگا - اے لوگو جانو اور آگاہ ہو کہ جو شخص عاجز آدمی کی حاجت سلطان

کے پاس پہونچا دیتا ہے خداتعالےٰ قیامت کے دن اوسکے قدم میدان حساب مین ڈگنے
ندیگا۔ سواے اس قسم کی باتون کے آپ کے حضور مین کوئی اور بات نہوتی تھی۔ نہ کوئی
اور بات کسی کی آپ سنتے تھے۔ حاجتمند آپ کی خدمت مین حاضر ہوتے اور فائدہ اوٹھا کر جاتے
تھے اور آپکی صحبت کی برکت سے خیر مجسم بن جاتے تھے۔

جناب امام حسین نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم جب باہر
نکلتے تو اپنی زبان کو روکے رکھتے تھے مگر جو معاملہ بولنے کا ہوتا اوسمین بولتے تھے۔ تالیف
قلوب آپ مین ایسی تھی کہ کسی کو آپ سے وحشت نہوتی۔ جو شخص اپنی قوم کا بزرگ ہوتا اوسکی
عزت کرتے اور اوسکو سردار بنا دیتے تھے۔ کبھی کسی حالت مین حضور کی تیوری پر بل
ندیکھا۔ نہ بداخلاق پایا۔ اپنے اصحاب کی نگرانی مین ہمیشہ مشغول رہتے۔ لوگون کے حال سے
واقفیت رکھتے۔ اچھے کو اچھا اور برے کو برا سمجھتے۔ آپ کے سب کامون مین اعتدال ہاتھہ
نہین جانے پاتا تہا۔ نہ کسی کام مین نقیض اور اختلاف کو دخل ہونے پایا۔ آپ کو اسبات
کا خیال کبھی نہوا کہ لوگ مجھہ سے غافل ہین یا میری طرف التفات نہین کرتے مگر پہر بھی حضور
کسی کے حال سے غافل نہ تھے۔ ہر حال کی دوا آپ کے پاس مہیا رہتی تھی۔ کبھی آپنے
حق سے تجاوز نہین کیا۔ آپ کے پاس جو لوگ رہتے تھے وہ بھی حق پرست تھے۔ اچھے
لوگ آپ کے ہان ہمیشہ افضل رہے وہی مرتبہ مین عظیم اور غمخواری اور مدد دینے مین اولی اور
احسن سمجھے جاتے تھے۔ اور نصیحت کے وقت عام لوگون اور اونمین کوئی فرق نہ کیا جاتا تہا۔

جناب امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے والد بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آنحضرت
صلعم جب کسی مجمع تک پہونچتے تو جہان مجلس کی انتہا ہوتی وہین بیٹھہ جاتے تھے اور فرماتے
جو شخص جہان بیٹھا ہو وہین بیٹھا رہے کیونکہ مجلس مین وہ جگہہ اوسی کے حصہ مین آچکی۔ حضور نے

پاس جو بیٹھا ہوتا اوس کے گمان مین بھی یہ بات نہین گذرتی تھی کہ کوئی مجھ سے زیادہ مرتبہ والا میرے پاس بیٹھا ہے - جو شخص ایکدفعہ آپ کے پاس بیٹھ گیا یا اپنی ضرورت کو حضور کے سپرد کر گیا گویا اوس نے عمر بھر کے لیے ایک سچا خیر خواہ اور غمگسار اپنا پالیا - آپ اوسکو تسکین اور صبر دلاتے رہتے تھے - کوئی آدمی آپ کے پاس سے ناکام نہین پھرا - جو حاجتمند آیا آپ نے یا تو اوسکی حاجت پوری کر دی یا کوئی آسان بات کہکے اوسے واپس کیا - آپکی شگفتہ روئی اور خلق نے سب لوگون کو گرویدہ کر لیا تھا - محبت اور غمخواری کے لحاظ سے لوگ آپکو اپنا باپ سمجھتے تھے - سب لوگون کے حقوق آپ کے نزدیک برابر تھے - آپکی صحبت حیا - حلم - صبر اور امانت کی مجلس تھی - کبھی آپ کے سامنے بلند آواز نہین سنی گئی - حرام چیزون کا عیب اور وصف آپکے دربار مین نہین بیان کیا جاتا تھا - اوس مقدس مجلس مین کسی سے خطا و لغزش سرزد نہین ہوتی تھی سب اعتدال کیحالت مین رہتے تھے - ہر پاس بیٹھنے والیکے دل مین یہ دھن سمائی ہوئی تھی کہ مین تقویٰ اختیار کر کے سب سے افضل اور اعلیٰ ہو جاؤن - تمام اصحاب باہم سلوک و تواضع سے بسر کرتے تھے بزرگ آدمی کی توقیر کیجاتی تھی چھوٹو نپر رحم ہوتا - حاجتمند کی خاطر اور مسافر کی حفاظت کیجاتی تھی -

حضور کا وقت مبارک خدائے عزوجل کے کامون یا اون کامون مین صرف ہوتا تھا جنمین آپ کے نفس کی اصلاح ضروری ہوتی تھی - آپ لوگون کی تکلیفین دور کر کے اون پر تفوق نہین ڈھونڈھتے تھے نہ اون سے تکبر کرتے نہ اون پر سختی اور غصہ کرتے - اونکے افعال کا مواخذہ بھی نہین فرماتے تھے - جس نے آپ کے اوصاف بیان کئے ہین یہی کہا ہے کہ مین نے آنحضرت سے پہلے یا بعد کوئی آدمی آپ کے مثل نہین دیکھا گویا ذات اقدس صفات پسندیدہ کی مظہر تھی -

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ حضور کے دست مبارک نے کسی ایسی عورت

REVIEW BY THE OBSERVER LAHORE SPTR. 4. 01

SHAMS-UT-TAWARIKH.

'The Sun of Histories' as the name of the book literally means, deserves this proud title for more reasons than one. Its get-up is exceeding nice, while neat maps of important places in the Hedjaz add to its attraction. In 1200 pages of neatly lithographed, idiomatic Urdu, this book describes at length the life and work of the Prophet of Arabia, the renowned founder of Islam. From the cradle to the grave of Muhammed of Arabia is an interesting and eventful record. The realisation of the condition of a fallen and degenerate people like the pre-Islamic Arabs, the preparation for the task of elevating them in the scale of morality and civilisation and the accomplishment of this great task, are all crowded together in a brief span of life, of years three and sixty, of which only twenty-three years could be devoted to active work and even during this short period the efforts of the reformer were thwarted by endless persecution from the people whose good he had at heart. The story of these struggles, between the forces of light and darkness, between knowledge and ingnorance, and between good and evil, has been described graphically by Maulvi Muhammad Waris Ali late editor of the *Islam*, Agra, with an exhaustiveness that has not been tried before in Urdu. We hope the compiler as well as the publishers will receive sufficient encouragement from the public to continue the useful work they have commenced. It is proposed to make the *Shumsut-Tawarikh* a voluminous record of the doings of Islam during the past 1300 years and therefore this life of the founder is only the first volume of the proposed whole. By proper encouragement they will take up the biographies of the caliphs of Islam and of the great rulers who succeeded them and add to the biographical stores of Urdu literature.

Rajput Anglo Oriental Press, Agra.